صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

23 جون 1973ء

(21 جمادی الاول 1393ھ)

جلد 4 ۔ شمارہ 16

(اجلاس خاص)

سرکاری رپورٹ



Provincial Assembly
29 76

مندرجات

(ہفتہ ۔ 23 جون 1973ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ 1281

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے تحت رسم حلف وفاداری 1282

قیمت : 1.00 روپیہ

صوبائی اسمبلی پنجاب

نویں صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

ہفتہ ۔ 23 جون 1973ء

(شنبہ ۔ 21 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں پانچ بجے دوپہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ○ ع ۱

پ ۵ ۔ س ۴ ۔ ع ۵ ۔ ایات ۵۸ تا ۵۹

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں (جو تمہارے سپرد ہوں وہ) صحیح امانت والوں کے حوالے کرنا اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تم کو اس کے ذریعہ کیا خوب نصیحت کرتا ہے بلاشبہ اللہ سنتا اور دیکھتا ہے ۔

اے ایمان والو ! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور تم میں جو صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملے میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسی میں تمہارے لئے بہتری اور انجام کار کی خوبی ہے ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے تحت رسم حلف وفاداری

مسٹر سپیکر ۔ اب اراکین اسمبلی کے حلف وفاداری اٹھانے کی کارروائی شروع ہوتی ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ نے حلف نہیں اٹھایا آپ ہمارا حلف کیسے لیں گے ۔ پہلے آپ کو حلف اٹھانا چاہیے پھر ہمارا حلف لینا چاہیے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر نے حلف وفاداری اٹھایا)

مسٹر سپیکر ۔ آئین میں حلف اٹھانے کی ایک ہی شرط ہے کہ ایوان میں حلف اٹھایا جائے ۔ کوئی کسی سے حلف نہیں لیتا ۔ رکن نے خود حلف اٹھانا ہے شرط یہ ہے کہ وہ ہاؤس میں اٹھایا جائے ۔

آوازیں ۔ حلف اکٹھا ہی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہر ایک رکن نے اپنا اپنا حلف اٹھانا ہے اکٹھے نہیں ہو سکے گا ۔ تمام فاضل اراکین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں شائد جو تجویز پیش کی جا رہی ہے وہ بھی کوئی اتنی غیر مناسب نہ ہو آپ کو معلوم ہے کہ 4 ۔ جولائی 1973 کو سینٹ کے انتخابات ہو رہے ہیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے جس میں پنجاب اسمبلی کا کوئی فاضل رکن اپنے ووٹ دینے کے استحقاق سے محروم ہو جائے ۔ اس لئے احتیاطاً یہ کیا جا رہا ہے کہ ایک ایک فاضل رکن کو بلایا جا رہا ہے اور ان سے حلف لیا جا رہا ہے ۔

آوازیں ۔ قومی اسمبلی میں سب نے اکٹھے حلف اٹھایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کے رولز میں لکھا ہوا ہے کہ کس طرح کیا جائے ۔ اس کے متعلق کوئی رولز نہیں ہیں صرف آئینی طور پر پرویژن ہے ۔

رسم حلف وفاداری

1 ۔ بیگم آباد احمد خان ۔
2 ۔ چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ۔
3 ۔ مسٹر عبدالغفار خان ۔
4 ۔ چوھدری عبدالغنی ۔
5 ۔ ڈاکٹر عبدالخالق ۔
6 ۔ مسٹر عبدالمجید خان نقیر ۔
7 ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔
8 ۔ ملک عبدالقیوم ۔
9 ۔ میاں عبدالرؤف ۔
10 ۔ مسٹر عبدالرحمن جامی ۔
11 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین ۔
12 ۔ حاجی احمد علی بیٹو ۔
13 ۔ مسٹر احمد بخش تھیم ۔
14 ۔ رائے احمد حیات خان ۔
15 ۔ کیپٹن احمد نواز خان ۔
16 ۔ مسٹر احمد نواز شاہ گردیزی ۔
17 ۔ مسٹر اختر عباس ۔
18 ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔
19 ۔ چودھری علی محمد خادم ۔
20 ۔ ملک اللہ دتہ ۔
21 ۔ سید الطاف حسین شاہ ۔
22 ۔ چودھری امان اللہ لک ۔
23 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔
24 ۔ خان امیر عبداللہ خان (ملتان) ۔
25 ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔
26 ۔ نواب زادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔

27 ۔ شیخ عزیز احمد ۔
28 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔
29 ۔ مسٹر بشیر احمد (ساہیوال) ۔
30 ۔ چوھدری بشیر احمد (شیخوپورہ) ۔
31 ۔ چوھدری بشیر احمد (سیالکوٹ) ۔
32 ۔ چوھدری بشیر احمد چٹھہ (گوجرانوالہ) ۔
33 ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ ۔
34 ۔ چوھدری دلاور خان ۔
35 ۔ مہر دوست محمد لالی ۔
36 ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ ۔
37 ۔ مسٹر فیض مصطفیٰ گیلانی ۔
38 ۔ چوھدری فرزند علی ۔
39 ۔ ملک فتح خان ۔
40 ۔ رائے فتح محمد ۔
41 ۔ مرزا فضل حق ۔
42 ۔ سید فدا حسین ۔
43 ۔ میاں غلام عباس ۔
44 ۔ سردار غلام عباس خان گادھی ۔
45 ۔ چودھری غلام احمد باجوہ ۔
46 ۔ خان غلام احمد خان وردیگ ۔
47 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔
48 ۔ ڈاکٹر غلام بلال شاہ ۔
49 ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔
50 ۔ ملک غلام نبی ۔
51 ۔ مسٹر غلام قادر (لائل پور) ۔
52 ۔ چوھدری غلام قادر (سیالکوٹ) ۔
53 ۔ ملک حاکمین خان ۔

54 ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔

55 ۔ چوھدری حمیداللہ خان ۔

56 ۔ مخدوم حمید الدین ۔

57 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

58 ۔ محترم حسینہ بیگم کھوکھر ۔

59 ۔ میاں افتخار احمد تاری ۔

60 ۔ رانا اقبال احمد خان ۔

61 ۔ ایچ ۔ ایس اسلام الدین ۔

62 ۔ میاں اسماعیل ضیا ۔

63 ۔ چوھدری جمیل حسن خان منج ۔

64 ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔

65 ۔ چوھدری کلیم‌اللہ خان ۔

66 ۔ رانا کے ۔ اے محمود خان ۔

97 ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔

68 ۔ مسٹر خالد نواز خان ۔

69 ۔ ملک خالق داد خان بندیال ۔

70 ۔ مرزا خالق حسین ۔

71 ۔ میاں خان محمد ۔

72 ۔ ملک خان محمد کھوکھر ۔

73 ۔ میاں خورشید انور ۔

74 ۔ چوھدری لال خان ۔

75 ۔ میاں لیاقت حسین مڑل ۔

76 ۔ نوابزادہ سردار محمود خان لغاری ۔

77 ۔ چوھدری منظور احمد ۔

78 ۔ میاں منظور احمد موھل ۔

79 ۔ مسٹر منظور حسین چنجوعہ ۔

80 ۔ راؤ مراتب علی خان ۔

81 ۔ رائے میاں خان کھرل ۔
82 ۔ میاں محمد افضل حیات ۔
83 ۔ راؤ محمد افضل خان ۔
84 ۔ مسٹر محمد اکبر منہاس ۔
85 ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔
86 ۔ چوہدری محمد اکرم چیمہ ۔
87 ۔ مہر محمد علی وکیل ۔
88 ۔ ملک محمد علی خان ۔
89 ۔ شیخ محمد انور ۔
90 ۔ چوہدری محمد انور نارو ۔
91 ۔ مسٹر محمد انور علی بٹ ۔
92 ۔ چوہدری محمد انور سمہ ۔
93 ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔
94 ۔ خان محمد ارشد خان ۔
95 ۔ شیخ محمد اصغر ۔
96 ۔ مسٹر محمد اشرف ۔

مسٹر سپیکر : اب نماز مغرب کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے ۔ دوبارہ ہونے آٹھ بجے اجلاس ہوگا ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ہونے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کردی گئی)

(وقفہ نماز کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رسم حلف وفاداری

97 ۔ چوہدری محمد اعظم ۔
98 ۔ حاجی محمد بخش ۔
99 ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔
100 ۔ چوہدری محمد اسلم خان ۔

101 ۔ چوھدری محمد حنیف (سیالکوٹ) ۔

102 ۔ چوھدری محمد حیات گوندل ۔

103 ۔ مسٹر محمد حنیف رامے ۔

104 ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

105 ۔ ملک محمد اعظم ۔

106 ۔ مسٹر محمد حنیف خان ۔

107 ۔ شیخ محمد اقبال ۔

108 ۔ ملک سردار محمد اقبال خان ۔

109 ۔ چوھدری محمد ارشاد ۔

110 ۔ میاں محمد اسلام ۔

111 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔

112 ۔ ملک محمد خالد ۔

113 ۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی ۔

114 ۔ ملک محمد مظفر خان ۔

115 ۔ چوھدری محمد نواز ۔

116 ۔ میاں محمد رفیع ۔

117 ۔ مسٹر محمد رضی شاہ ۔

118 ۔ شیخ محمد ریاض ۔

119 ۔ چوھدری محمد صادق ۔

120 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

121 ۔ چوھدری محمد سرور جوڑا ۔

122 ۔ خان محمد شفیق خان ۔

123 ۔ پیر محمد شاہ ۔

124 ۔ سید محمد تقی شاہ ۔

125 ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔

126 ۔ چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔

127 ۔ خان محمد یار خان لاشاری ۔

128 ۔ کنور محمد یاسین خان ۔

129 ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔

130 ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں ۔

131 ۔ راجہ منور احمد ۔

132 ۔ مسٹر منور خان ۔

133 ۔ چوہدری مشتاق احمد ۔

134 ۔ میاں مشتاق حسین ڈوگر

135 ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔

136 ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔

137 ۔ محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔

138 ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

139 ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

140 ۔ مسٹر نذر محمد ۔

141 ۔ سردار نذر محمد خان جتوئی ۔

142 ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

143 ۔ مسٹر نوازش علی خان ۔

144 ۔ مسٹر نور احمد ۔

145 ۔ مسٹر نور احمد پتھیانہ ۔

146 ۔ مسٹر نور محمد خان ۔

147 ۔ رانا پھول محمد خان ۔

148 ۔ رانا رب نواز نون ۔

149 ۔ چوہدری طالب حسین ۔

150 ۔ مسٹر روف طاہر ۔

151 ۔ بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔

152 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

153 ۔ مسٹر رستم خان بلوچ ۔

154 ۔ شیخ صفدر علی ۔

155 ۔ سردار صغیر احمد ۔

156 ۔ مسٹر رب نواز خان کھتران ۔

157 ۔ بریگیڈئیر چوہدری صاحب داد خان ۔

158 ۔ مسٹر سخاوت علی خان ۔

159 ۔ میاں سردار احمد اویسی ۔

160 ۔ ملک سرفراز احمد ۔

161 ۔ رئیس شبیر احمد ۔

162 ۔ چودھری شبیر حسین چیمہ ۔

163 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔

164 ۔ چوہدری شاہ نواز گورایہ ۔

165 ۔ مسٹر شمیم احمد خان ۔

166 ۔ چوہدری شوکت علی ۔

167 ۔ مسٹر شوکت محمود ۔

168 ۔ راجہ سکندر خان ۔

169 ۔ سید تابش الوری ۔

170 ۔ سید طاہر احمد شاہ ۔

171 ۔ مرزا طاہر بیگ ۔

172 ۔ مسٹر تاج محمد خان زادہ ۔

173 ۔ خان تاج محمد خان ۔

174 ۔ رائے عمر حیات خان ۔

175 ۔ میاں ظہور احمد ۔

مسٹر سپیکر : اگر کوئی فاضل رکن رہ گئے ہوں اور ایوان میں تشریف رکھتے ہوں تو مجھے بتا سکتے ہیں ۔ ان کا نام بھی پکارا جائے گا ۔

آوازیں : کوئی نہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ اجلاس خاص ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اجلاس خاص ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

سوموار ۔ 25 جون 1973ء

(دو شنبہ ۔ 23 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

پ ۷ ۔ س ۶ ۔ ع ۔ ایات ۹۳ تا ۵۱

ترجمہ :۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اُن نافرمانیوں کے سبب انہیں عذاب ہوگا ۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (اللہ کی طرف سے) آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والے برابر ہوتے ہیں تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں کہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر کئے جائیں گے (اور جانتے ہیں) کہ اس کے سوا نہ تو ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ان کو اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کرو تاکہ برائیوں سے پرہیز کرنے والے بن جائیں۔

و ما علینا الا البلاغ

پنجاب کا بجٹ بابت سال 74-1973

بحیثیت مجموعی بجٹ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر : مسٹر رب نواز خان کھتران ۔

مسٹر رب نواز خان کھتران (ڈیرہ غازی خان ۔ 1) ۔ جناب سپیکر ! اس سے پیشتر کہ میں کچھ بجٹ پر عرض کروں میں اپنے حلقۂ نیابت کی جو جغرافیائی صورت حال ہے اس کا جائزہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! میری Constituency دو حصوں میں منقسم ہے ۔ تین لاکھ کی آبادی ہے نصف حصہ پہاڑی ہے اور باقی نصف میدانی ۔ اسی Constituency میں ابھی بجلی نہیں پہنچی بلکہ ساری کی ساری سب ڈویژن میں ابھی تک بجلی نہیں پہنچی ۔ وہاں ریل کا کوئی نام و نشان نہیں ہے اور و سائل آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ باقی سب سے بڑی تکلیف جو ہے وہ پینے کے پانی کی ہے ۔ وہاں پینے کے پانی کی بہت بڑی problem ہے یعنی بجٹ میں اس کا ذکر تک نہیں ہوا ہے اور دیہاتوں میں مصفا پانی نہیں ملتا ۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس علاقے کی طرف پانی کے لئے کوئی توجہ نہیں دی گئی اور نہ ہی کوئی فنڈز مہیا کئے گئے ہیں ۔ جیسے کہ حفیظ جالندھری صاحب نے کہا ہے کہ ۔

جہاں دیتا ہے انسان موت کو ترجیح جینے پر
وہ مٹی جو سدا پانی کی صورت کو ترستی ہے ۔

جناب والا ! میں دیکھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اس زمین کو دیکھنے کے لئے کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ میں بجٹ پر اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ اگر آپ میرے علاقے کا اچھی طرح سے جائزہ لیں ۔ اگر تاریخ کا طالب علم پتھر اور دھات کے زمانے کو وہاں دیکھنا چاہئے تو اس کو ان کی نشانیاں مل جائیں گی ۔ وہاں پتھر اور دھات کے زمانے کی نشانیاں ضرور ہیں اور ابھی تک لوگ ساگ پات پر گزارہ کرتے ہیں ۔ ان کی اقتصادی زندگی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے نہایت نا تسلی بخش ہے ۔ ان کی کوئی اقتصادی زندگی ہے ہی نہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ ایسا کون

ہے۔ ایسا استحصال اس طرف کیوں رواں رہ رکھا گیا ہے ۔ ماضی کی حکومتوں نے تو کچھ نہیں کیا لیکن عوامی حکومت نے بھی اس استحصال کو ختم کرنے کے لئے اور اس جانب پوری پوری توجہ نہیں دی ۔ قصہ یہ ہے کہ جہاں تک میں بجٹ کا جائزہ لیتا ہوں تو دیہاتی اور شہری زندگی میں اتنا بڑا تفاوت رہنے سہنے کا ہے کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے ۔ جس طرح جاگیرداروں نے مزارعین کا استحصال کیا ۔ کارخانے داروں نے مزدوروں کا استحصال کیا ۔ اسی طرح کچھ علاقے ایسے ہیں کہ ایک علاقے کا استحصال کیا ہے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس استحصال کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ۔

میں سب سے پہلے پینے کے پانی کی سپلائی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں جو پہلے پہلے پانی کی تقسیم کا منصوبہ بنایا گیا اس کے لئے سات کروڑ کی رقم میسر کی گئی ہے ۔ اس میں سے چار کروڑ urban ایریا کے لئے ہے اور باقی تین کروڑ 85 فیصدی آبادی کے لئے میسر کیا گیا ہے ۔ وہ آبادی کے لحاظ سے رقم بہت کم ہے ۔ اب اگر ضروریات کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ضرورت زیادہ تر اس آبادی میں ہے جہاں پینے کا پانی بالکل نہیں ہے لیکن جو urban آبادی ہے وہاں کی آسائشوں کو اگر دیکھا جائے تو آپ پائیں گے کہ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ غسل خانے اور باورچی خانوں میں بھی کسی طرح پانی چلا جائے لیکن دیہاتی علاقوں کا یہ حال ہے یہ پوزیشن ہے کہ وہاں پینے کے پانی کے لئے دس دس میل سے لوگ پانی لاتے ہیں ۔ جناب والا ! مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری ضروریات کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی اور بجٹ کو صرف تقسیم کیا گیا ہے جس سے کہ مجھے بالکل اتفاق نہیں ہے ۔ جناب والا ! شہری اور دیہاتی علاقے ایک ہی ملک کے دو حصے ہیں لیکن ان میں اتنا بڑا تفاوت ہے کہ رہنے سہنے کے طریقے بالکل مختلف ہیں ۔ اگر دیہات کو دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے یہ ملک کا حصہ ہی نہیں ہے ۔ تو اتنے بڑے تفاوت کو دور کرنے کے لئے بہتر تھا کہ یہاں پر یعنی اسی بجٹ میں اس دوری کو دور کرنے کے لئے توجہ دی جاتی ۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس دوری کو دور کرنے کے لئے کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ اس بجٹ کا میرے ضلع کے لئے 25 فیصدی بھی خرچ نہیں ہوا اس سے زیادہ ہماری اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے ۔ میں نے اس کے لئے شکایتیں بھی کیں اور اپنی عرضداشتیں بھی پیش کیں ۔ مجھے زبانی تسلی دی گئی

اور اب جون کا اختتام ہے لیکن وہ جو تھوڑا بجٹ ہمیں دیا گیا تھا افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا 25 فیصد بھی ہمارے پر خرچ نہیں ہوا ۔ یہ سب سے بڑا تساہل ہے اور میں حیران ہوں کہ جن لوگوں پر ذمہ داری پڑتی ہے وہ بھی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتے یعنی ضلع کے سال کے بجٹ میں سے پسماندہ علاقے میں 25 فیصدی بھی خرچ نہ ہو یہ قابل افسوس بات ہے اس سے زیادہ ہمارے ملک کی اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے ۔ اس لئے ۔ جناب والا ! مجھے اس تفاوت کو بیان کرنا پڑا اور اس کو ظاہر کرنا پڑا ۔

سڑکوں کے لئے جو بجٹ مہیا کیا گیا ہے اس میں سے 358 میل سڑکیں کشادہ پختہ اور کارپٹ وغیرہ بنائی گئی ہیں اور صرف 100 میل لمبی سڑک لی گئی ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف نئی سڑکیں جو بنائی گئی ہیں وہ 100 میل کے برابر ہوں گی اور یہ تفاوت دیہاتی آبادی کے لئے ناقابل برداشت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ 85 فیصد آبادی کو ان کا جائز حق ملنا چاہئے ۔ اگر پسماندگی دور کرنی ہے تو ایک علاقے کی ترقی کو کم کریں گے اور دوسرے علاقے کی طرف توجہ دیں گے ۔ تب ترقی ہوگی ۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی نہیں کیا گیا بلکہ ان کی اصل آبادی کے مقابلے میں صرف 100 میل سڑک ہمیں دی ہے اور 358 میل اپنے لئے لی ہے پختہ اور کشادہ کرنے کے لئے 100 میل لمبائی سے مراد وہی علاقہ ہے جو کہ دیہاتی علاقہ ہے جہاں پر کہ نئی سڑکیں بنتی ہیں ۔ تو سڑکوں کی کشادگی کے سلسلے میں بہت زیادتی کی گئی ہے ۔

اس کے بعد ۔ جناب والا ! بجٹ کا جہاں تک معاملہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ترقیاتی کاموں کے لئے خاطر خواہ رقم مہیا کی گئی ہے جو اس سے پیشتر کسی بجٹ میں مہیا نہیں کی گئی تھی ۔ میں اس کے لئے جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن تقسیم جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ میرے خیال میں نہایت غیر تسلی بخش ہے اس کے ساتھ ہی ۔ جناب والا ! اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : (PP-184 Women's Constituancy IV) Mr. Speaker Sir, I take this opportunity to congratulate the Finance Minister for the labour and hard-work he has

put in for the presentation of the Budget, In my humble. opinion *prima facie* the Budget is a progressive budget. Never in the history of Punjab for the last 25 years such an advancing Annual Development Programme has been launched, and never in the histry of Punjab such a huge amount was allocated for the development of the Punjab. Pakistan Peoples Party wants to rebuild Pakistan in all spheres of life. No new taxes have been levied, rather the previous taxes have been increased, and Mr. Speaker Sir, we have taken into consideration that the poor people should not shoulder these enhanced taxes. We have made it sure that the burden of enhanced taxes should lie on the shoulders of the rich, on the shoulders of the feudals, on the shoulders of those who can bear because we are looking forward for a glorified destiny of the Punjab.

As you know Sir, we inherited not only a shattered economy but also a compeletely destroyed country. It was very difficult to run the Government in these circumstances. To run the Government and to run the country at that hour was not a bed of roses, rather it was a hard nut to crack.

Not only in East Pakistan but also in West Pakistan people suffered with misery and distress and people of Pakistan at that time depended upon the President of Pakistan, the saviour of the home land. Sir, what we are today, we are because of the dynamic leadership of the President, Mr. Zulfikar Ali Bhutto, we are because of the dynamic personality of Mr. Zulfikar Ali Bhutto, we are because of the capability and ability and because of the untiring efforts and dedication of our President, Mr. Zulfikar Ali Bhutto. We are glad to have by the grace of God Almighty a stable Government at home and a sound foreign policy abroad and it is all for the upgrading of a common man in the street and for the upgrading of the poor people. Insha Allah, one day we are going to progress by leaps and bounds,

because we have the Government of the people, Government for the people and Government by the people.

Sir, although the Opposition is a healthy sign in a democratic State and there have been conventions and precedents not only in the British Parliament, not only in the Federal Assembly of Switzerland, not only in the American Congress but also in Pakistan that there should be criticism for improvement, there should be criticism for suggestions, there should be criticism, for guidance, there should be criticism for development and there should be criticism for encouragement. But it is very sad to observe that we have opposition for the sake of opposition. They indulged into baseless criticism and tedious repetitions. Sir, some of the remarks given and some of the statements given by the Opposition members are absolutely incorrect, they are absolutely misveen they are absolutely miscalculated, they are absolutely misconceived absolutely mislippen and absolutely misleading. However, it is very sad to observe that the Hon'ble members have not even gone through the Budget speech delivered by the Hon'ble Finance Minister, they have not even gone through the expenditure estimates, they have not even gone through the demands, they have not even gone through the charged expenditures. Neither they have done any research work not they have presented any statistical calculations. Sir, this august House is not to mislead this august House is not to pass time, this august House is not to waste time, this august House is not to sit and chat, this august House is not to break quorum, this august House is not to sling mud and this august House is not to sit daggers drawn. We sit here as the elected representatives of the people and it is our duty to solve their problems both individually and collectively. Had the Opposition members given us some constructive advice.

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے محترمہ بیگم ریحانہ سرور صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ وہ تھوڑی سی تقریر اردو میں فرما دیں تاکہ ہم بھی سمجھ سکیں ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir I have delivered nearly forty to fifty speeches in this House and most of them were in Urdu. I would like to deliver the budget speech in English, therefore, Sir, I seek the permission of the Chair.

Sir, had the Opposition members given us some constructive advice, had the Opposition members given us some positive views, had the Opposition members given us some useful remedy, had the Opposition members given us some advantageous information, had the Opposition members given us some servicable view, definitely we would have welcomed it. But I am afraid they have cut a very sorry figure and they have therefore, failed to perform their duty. One writer has very rightly said : "Straight is the line of duty, curved is the line of beauty, follow the first and you shall find all following thee."

Mr. Speaker Sir, never in the history of Pakistan for the last 25 years such a huge amount has been allocated for the annual development programme. (At this stage time bell rang)

Mr. Speaker Sir, I would just like to have two minutes more because of the interruptions made by Mian Khurshid Anwar, I could not conclude in time.

Mr. Speaker: I have already deducted those two minutes. Please continue.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir, Pakistan Peoples Party has come in for upgrading of the common man on the street to strengthen the policies of the Govt. Peoples Party stands committed in its manifesto to provide facilities and

opportunities, to provide facilities and basic necessities to our people. Mt. Speakers Sir, we want to see our people in good health, we want to construct roads for our people, we want to buy buses, we want to construct dams for our peopole, we want to develop the backward areas, and last but not the least, we want to reduce the unemployment. For this, the government wants a progressive Budget, for this we want a huge amount to spend.

Sir, when I say "people" this phrase includes every body, men, women, children, male, female. An impression has been given in this House that nothing has been done for women. Every body is going to use roads, every body is going to use dams, every body is going to have the medical facilities and educational facilities. When we remove unemployment and develop backward areas, it will be for male and female members of the society.

Mr. Speaker Sir, in the end I would request the Hon'ble members of the Opposition to pass the Budget most willingly without any hesitation and with full cooperation and devotion to duty for the brighter future of Pakistan.

مسٹر سپیکر : دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری (ملتان ۔ 19) : جناب سپیکر ! میں اللہ تعالیٰ کے عظیم نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان اور رحیم ہے ۔ جناب سپیکر ! مجھے عربوں کی ایک رسم بہت پسند آئی جو کہ زمانہ جہالت میں جاری تھی ۔ اور زمانہ روحانیت اور روشنی میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کا کائنات میں ظہور ہوا تو آپنے بھی یہ رسم جاری رکھی ۔ وہ یہ تھی کہ جب عرب جنگ کو نکلتے تھے تو وہ رجز پڑھتے تھے ۔ رجز کیا چیز تھی ۔ وہ یہ تھی کہ وہ اپنے مخالفین کو اور اپنے موافقین کو اپنی ذات سے اپنے حسب نسب اور اپنی خاندانی روایات سے تعارف کراتے تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پارلیمانی آداب میں ہر

معزز رکن کچھ تھوڑا بہت اپنا تعارف کرائے تو اس سے چند ایک فائدے ہوں گے ۔ نمبر 1 پریس کو guidance ملے گی ۔ وہ رکن کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا نصب العین یا ان کے نظریات کیا ہیں ۔ تو اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ میرا نام دیوان سید غلام عباس بخاری ہے اور میرا حلقہ جلال پور پیر والا ۔ تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان ہے ۔ اور میں حسینی ، نقوی ، بخاری ، سادات سے تعلق رکھتا ہوں ۔

جناب اسپیکر : مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے ۔ میں نے ہر الیکشن میں حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اور کرم سے عوام کا جو اعتماد حاصل ہے میں ہر موقع پر کامیاب رہا ۔ 1951ء سے چوتھی دفعہ میں اس معزز ایوان کا رکن چنا گیا ۔ مجھے وہ چہرے بہت کم نظر آتے ہیں جو میرے ساتھی تھے جیسے سردار عبدالحمید خان دستی، خواجہ محمد صفدر وہ دوست جن میں وقار تھا خلوص تھا بزرگ ہستیاں تھیں اب مجھے وہ نظر نہیں آتیں ۔ البتہ چند ایک چہرے مجھے نظر آئے ہیں جیسے ملک معراج خالد ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود مخدوم حمید الدین صاحب ۔ اس قسم کے چند ایک بزرگ ،وجود ہیں یہ غنیمت ہے کہ پرانے دوست اب بھی اس ایوان میں رکن چلے آ رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! وقت کے متعلق میں اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے صوبائی اور قومی مسئلوں پر جناب کی توجہ مبذول کرانی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب آپ نے اپنے وقت کا ایک تہائی حصہ اس تعارف میں صرف کر دیا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن نے معراج خالد صاحب کا نام ان پر وقار ہستیوں کے ساتھ لیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملک صاحب کا نام اس فہرست میں آئے ۔

مسٹر سپیکر : یہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر قانون نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ملک صاحب کو نہ تو معزز سمجھتے ہیں نہ شریف یہ ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہے وہ قائد ایوان ہیں ان کا احترام کریں ۔

وزیر قانون : جن پر وقار شخصیتوں کا نام لیا گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ آج وہ پر وقار ہیں یا نہیں ۔

میاں خورشید انور : آپ یہ فرمائیں کہ وہ تینوں پر وقار نہیں ہیں ۔ اگر اگر ملک صاحب نہیں تو تین آدمی بھی پروقار نہیں ہیں ۔ صاف اور کھل کر بات کریں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : میں بخاری صاحب سے عرض کروں گی کہ اگر وہ سجادہ نشینوں کے نام نہ گنوائیں ۔ تو ٹھیک ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! نواب ہونے کا یا رئیس ہونے کا یا دولت مند ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ وہ آدمی گرا ہوا ہے یا گھٹیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسان کا ذاتی کردار جو ہے وہ اس کے جانچنے کے لئے سب سے بڑی کسوٹی ہے ۔ وہ غریب بھی ہو سکتا ہے ۔ متمول بھی ہو سکتا ہے ۔ میں نے اگر پر وقار کا لفظ استعمال کیا ہے ان حضرات کے لئے جو آج یہاں موجود نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں میں نے یہ برائی نہیں کی ۔ جو لوگ موجود نہیں اس ایوان میں یا اس دنیا میں موجود نہیں ان کا ذکر اچھے پہلو میں کیا جائے تو یہ بھی آداب میں ہے ۔ صاحب سپیکر وقت کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ میں بھی یہ حق رکھتا ہوں کہ مجھے بھی ان ممبروں میں شامل کیا جائے جن پر فیاض فرمائی گئی اور زیادہ وقت عنایت کیا گیا ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ جناب سپیکر ! یہ وقت جو میرے دوست وزیر خزانہ وقتاً فوقتاً لے رہے ہیں آپ دے دیں ۔ جناب سپیکر ! وزیر خزانہ نے بجٹ بہت تفصیل سے پیش کیا ہے ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو ان وزرا میں سے سمجھتا ہوں جو میرے نزدیک قابل اور محنتی اور جنہوں نے ترقی کی اور اس کرسی تک پہنچے ۔ وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس کو پرانے بجٹوں کی طرح لکیر کے فقیر نہیں بنے بلکہ انہوں نے اس میں ایک جدت پیدا کی ہے جس کو میں بڑی تحسین سے دیکھتا ہوں ۔ مثال کے طور پر جو کروڑوں روپے رورل ورکس پروگرام اور ہیلز ورکس پروگرام کے لئے مختص کئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک

احسن قدم ہے ان کروڑوں روپوں کے ذریعے ہم اپنے عوام کو اپنے نمائیندگان کو ایک ٹریننگ دیں گے تاکہ وہ علاقائی مسائل اپنے طور پر بہتر طریق پر انجام دیں۔

چوہدری محمد انور سمہ : کیا لک صاحب پی۔پی میں شامل ہونے کے باوجود اس کرسی سے چمٹے رہیں گے۔

مسٹر سپیکر : جب تک سیٹ الاٹ نہیں ہوتی۔

چوہدری امان اللہ لک : مجھے سمہ صاحب والی سیٹ الاٹ کی جائے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! اگر میری تقریر میں کچھ مداخلت ہوگی تو میں تقریر نہیں کر سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جیسے میں نے دوسرے دوستوں کی تقریریں خاموشی سے سنی ہیں اگر اس طرح وہ سن لیں تو شکر گزار ہوں گا۔ جناب والا ! اس بجٹ میں خسارہ دکھایا گیا ہے اور یہ خسارے کا بجٹ ہے۔ میرے خیال میں خسارے کے بجٹ کو برا بجٹ نہیں کہنا چاہئے۔ ترقیاتی ممالک میں جہاں اربوں روپوں کا بجٹ بنتا ہے ان میں بھی خسارے کے بجٹ آتے رہتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ اس بجٹ میں۔ جناب والا ! وزیر خزانہ نے کمپیوٹر کا ذکر کیا ہے۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کروڑوں اور لاکھوں روپے ہمارے دفاتر میں اکاؤنٹس کا نظام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اس سسٹم سے میں متوقع ہوں کہ ہم بہت حد تک اس ضیاع سے بچ سکیں گے۔

وزیر قانون : جناب والا ! سینٹ کے انتخابات کے لئے کاغذات نامزدگی امیدواران نے دینے ہیں۔

مسٹر سپیکر : جب تک سرٹیفکیٹ یہاں سے نہیں جائے گا سکروٹنی شروع نہیں ہو سکتی۔ آپ اطمینان رکھیں۔

وزیر قانون : جن حضرات نے تجویز کیا ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : جب یہاں سے سرٹیفکیٹ جائے گا کہ فلاں فلاں ممبر نے حلف لے لیا ہے اس کے بعد سکروٹنی شروع ہو سکے گی۔ مجھے اس بات کا علم ہے۔

جب وہ سرٹیفکیٹ بھیجا جائے گا اس کے ساتھ یہ اجلاس دو گھنٹے کے لئے ملتوی کر دیا جائے گا ۔ دوسرا اجلاس شام کو ساڑھے چار بجے شروع ہوگا ۔ کیونکہ ابھی ساٹھ ممبران نے بحث میں حصہ لینا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ساڑھے چار بجے سے کب تک اجلاس جاری رہے گا ۔

مسٹر سپیکر : نو بجے تک اجلاس جاری رہے گا ۔

میاں منظور احمد موہل : ساڑھے پانچ اجلاس کا وقت کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : ساڑھے پانچ بجے لیٹ ہو جائے گا ۔ پریس والے آئے تھے وہ کہتے ہیں کہ اس طرح اجلاس کی کارروائی کا اخبار میں شائع ہونا مشکل ہو جائے گا ۔

سردار غلام عباس خان گاڈھی : جن حضرات نے بحث میں حصہ لینا ہے ان کے نام پڑھ دیں ۔

مسٹر سپیکر : دیوان صاحب کی تقریر ختم ہو جائے ۔ ہر رکن کا یہاں حق برابر ہے ۔ لیکن دیوان صاحب ایک بڑی مقتدر پارٹی کے رہنما ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں ان کی دو حیثیتیں ہیں ۔ ان کی حیثیت کے مطابق ان کو وقت دیا جائے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! محترم وزیر خزانہ صاحب نے پچھلے سال تو کوئی ٹیکس نہیں لگائے تھے اور اس سے مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی تھی ۔ مگر اس دفعہ انہوں نے چند ایک ٹیکس شاید اپنی مجبوری کی وجہ سے لگائے ہوں گے جن میں جائیداد کی خرید و فروخت پر فیس ساڑھے سات فیصدی مختص کی گئی ہے اور اس کے علاوہ سٹیمپ ڈیوٹی بھی لگائی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ! میں بنیادی طور پر عدلیہ کے پورے نظام میں کسی بھی خرچ ۔ کسی بھی فیس کورٹ اور کسی بھی سٹیمپ ڈیوٹی کا قائل نہیں ۔ میرا یہ نظریہ ہے ۔ میرا یہ ایمان ہے کہ ہر شخص کو یہ حق ہے کہ اس کو عدلیہ سے انصاف بغیر کسی تاخیر کے اور بغیر کسی ایک پائی خرچ کرنے کے ملنا چاہئے ۔ بعض ایسے افراد ہوتے ہیں جن کی جائیدادوں پر طاقتور اور غاصب قابض ہوتے ہیں اور اس کے لئے عدلیہ کا دروازہ کھٹکھٹانے اور عدلیہ میں جانے کے لئے جب اسے ہزاروں روپے کا

کورٹ فیس نظر آتا ہے تو وہ مجبوراً اپنے حق کو حاصل نہیں کر سکتے ۔ عدالت کے دروازے پر نہیں جا سکتے ۔ تو میرا نظریہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پہلی کورٹ فیس اور سٹیمپ ڈیوٹی بڑھائی جائے ایسا نظام برپا کیا جائے جس میں کسی بھی غریب ترین انسان کو یہ حق ہو کہ وہ بغیر کسی خرچ کے انصاف حاصل کر سکے اور دروازہ عدالت کھٹکھٹا سکے ۔

جناب والا ! یہ جو ٹیکس ہر سال بڑھائے جاتے ہیں اور ہر سال تقریباً عوام پر ہی ٹیکس بڑھتے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ٹیکس کا بوجھ عوام پر پہلے ہی اتنا زیادہ ہے کہ ہم اس وقت جو ٹیکس بڑھا رہے ہیں تو ہم ایک نا انصافی کے مرتکب ہو رہے ہیں ۔ جناب والا! اس کا حل میرے نزدیک یہ ہے کہ حضور کالنات کی ایک سنت ہے جس کا نام سادہ زندگی ہے ۔ اگر ہمارے اکابرین ہمارے نمائندگان اسمبلی ۔ ہمارے سیکریٹری سے پٹواری تک ہر شخص سادہ زندگی کو اپنا لے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ جو کروڑوں روپے ہم بلاوجہ خرچ کرتے ہیں اور نام نہاد ضروریات پر خرچ کرتے ہیں یہ کروڑوں روپے ہم کیوں نہیں بچا سکتے ۔ جناب والا ! میرا یہ اعتقاد ہے کہ سادہ زندگی کسی قوم کے ان اہم ستونوں میں سے ہے جن پر قومیں کھڑی ہوتی ہیں جن پر قومیں ترقی کرتی ہیں ۔ اور میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے اکابرین ۔ ہمارے بعض اراکین اور ہمارے سرکاری اہلکار اگر اپنی زندگی کو سادہ کر لیں تو ہماری ٹیکسوں سے بھی بچت رہے گی اور ہم اپنا سرمایہ بچا کر ترقیاتی کاموں پر صرف کر سکیں گے ۔

جناب والا ! ہمارے اخراجات کے ضیاع کی ایک وجہ اور بھی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ خرچ تو ہوتے ہیں مگر ان کی نگرانی نہیں ہوتی ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ لاکھوں روپے سڑکوں پر خرچ ہوتے ہیں اور وہ اگلے ہی سال ٹوٹنی شروع ہو جاتی ہیں اور کوئی نہیں پوچھتا کہ ٹھیکیدار کون تھا اور یہ کس ٹھیکیدار کی غلطی ہے ۔ یہ کس انجنیئر کی بے ایمانی ہے اور اس کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہئے ۔ جو ٹیکس لگے ہوئے ہیں ان سے آپ دس گنا زیادہ ٹیکس لگا لیں اور اسی طرح سے سرمایہ ضائع ہو تو کوئی بھی وزیر خزانہ اس کو پورا نہیں کر سکتے ۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ ٹیکس بڑھانے کی بجائے قوم کو مزید زیر بار کرنے کی بجائے آپ اس قسم کی جو ایجنسیاں ہیں ان کو مؤثر بنائیں اور

پوچھیں کہ یہ گلبرگ کی سڑک ۔ یہ ملتان روڈ ۔ یہ لائلپور روڈ ۔ یہ گوجرانوالہ روڈ فلاں سال میں بنی تھی یہ دو تین سال میں ٹوٹنی کیوں شروع ہو گئی ہے ؟ یہ پل دو سال پہلے بنا تھا اس میں کریک کیوں آ گیا ہے ؟ یہ ڈیم فلاں سن میں بنا تھا اس میں کریک کیوں آ گیا ہے ؟ تو اس طرح آپ کروڑوں روپے بچا سکیں گے اور کسی مزید ٹیکس کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی ۔ جناب والا ! میرے دوستوں نے کئی دفعہ جاگیرداری کا نام لیا ہے ۔

(مسٹر سپیکر نے وقت کے متعلق گھنٹی بجائی)

جناب والا ۔ میں نے تو ابھی بہت ہی اہم مسئلے پیش کرنے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو تقریر کرتے ہوئے 25 منٹ ہو گئے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! آپ مجھے پانچ منٹ اور دے دیں بہت ہی اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ! یہاں جاگیرداری کا نام لیا جاتا ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں آتی ۔ کیونکہ پاکستان بننے کے بعد میں نے متعدد ادوار میں دیکھا ہے کہ ریاستیں ختم ہوئی ہیں ۔ نوابیاں ختم ہوئی ہیں اور جاگیرداریاں قطعاً ختم کر دی گئی ہیں ۔ کمن داریاں میرے سامنے ختم ہوئی ہیں ان پر اب بالکل ایک پائی بھی خرچ نہیں ہوتی ۔ اس وقت جو زمیندار موجود ہیں جن کو جاگیردار کا نام دیا جاتا ہے میرے نزدیک یہ نا انصافی ہے ۔ آج چھ (6) مربعے یا آٹھ (8) مربعے کا مالک زمیندار ہے ۔ جناب والا ! میں ملتان میں سب سے بڑا زمیندار تھا اور دو دفعہ لینڈ ریفارمز کے بعد اب میری زمین 8 ۔ 10 مربعے رہ گئی ہے ۔ ہمارے خاندان کے افراد اور میرے بچے خود ٹریکٹر چلاتے ہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ 8 مربعے والے کو جاگیردار کا نام دے کر اس کو نفرت سے کیوں دیکھا جاتا ہے ۔ جناب والا ! مجھے پیپلز پارٹی کے ان دوستوں پر بڑا افسوس محسوس ہوتا ہے کہ جب وہ مزاریوں ، لغاریوں ، خاکوانیوں اور ان دوستوں کا نام لے کر نفرت ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ شامل بھی ہیں ۔ یہ سب سے بڑی نا انصافی ہے ۔ اگر ان لوگوں میں کوئی نیکیاں تھیں اور اگر ان میں کوئی بڑے آدمی تھے اگر ان کا کردار اچھا ہے تو ان کو سینے سے لگائیں ۔ ان کی تعریف کریں اور اگر ان کا

کردار برا ہے تو آپ ان کا ذکر غنڈوں اور بدمعاشوں کے طور پر کریں ۔ ایک طرف تو ہم ان کو سینے سے لگاتے ہیں اور دوسری طرف ہم ان کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی ۔ جناب والا ! اب رہی زمینداری ۔ میں زمینداری کے متعلق وزیر خزانہ صاحب کی اور پورے ایوان کی آپ کے توسط سے توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔کہ اس وقت زمینداری چھ یا سات یا آٹھ مربعے کی رہ گئی ہے ۔ اور ان زمینداروں سے جن کے پاس تین تین ہزار مربع زمین تھی ۔ آپ نے قوم کے نام پر زمین چھینی اور وہ خاموش اور صبر سے اسے برداشت کر گئے ۔ اس کے برعکس چھ یا سات فیکٹریوں والے لوگ ہیں ۔ تین چار سیناؤں والے لوگ ہیں ۔ ان کی ایک دن کی آمدن ان زمینداروں کی ایک مہینے کی آمدن سے بہتر ہے ۔ اس کے باوجود یہ طبقہ خاموش ہے اور اس پر طنز اور بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب کہ وہ صرف چھ مربعے کا زمیندار رہ گیا ہے اور باقی زمین گورنمنٹ نے لے لی ہے ۔ اور جو زمین لی ہے اس کی کوئی پڑتال نہیں ہوئی کہ کن کو غداری کے بدلے میں ملی تھی اور کن کو قومی غداری کے بدلے میں ملی تھی اور کن لوگوں نے اپنی مسلسل محنت اور مسلسل نیکی کی کمائی اور حلال کی کمائی سے یہ زمین حاصل کی ہے ۔ بلا امتیاز ہزاروں مربعے لے لئے گئے لیکن یہ طبقہ خاموش رہا ۔ جناب والا ! میرے علاقے میں فی مربعہ دس ہزار روپیہ آمدن ہوتی ہے جس کو ہم خود کاشت کریں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : خان امیر عبداللہ خان ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں زرعی ٹیکس پر صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ہم نے یہ بحث کل شام تک ختم کرنی ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! ہمیں ایگریکلچرل زمین پر دس ہزار روپیہ ٹریکٹر کی کاشت پر حاصل ہوتا ہے اور اس طرح سے چھ مربعہ کی 60 ہزار روپیہ آمدن بنتی ہے ۔ اس پہ جتنے زمیندار دوست موجود ہیں گورنمنٹ بنچوں پر یا اپوزیشن میں ، میری تائید کریں گے کہ جو اخراجات ہمیں کرنے پڑتے ہیں ، ڈیزل پہ ، مشینری پہ ، سپیئر پارٹس پہ ، ہمارا

آدھا خرچ آمدنی کا اٹھ جاتا ہے۔ اس پر ہمیں تیس ہزار روپیہ بچتا ہے۔ سالانہ آفات کے لئے میں نے پانچ ہزار روپیہ رکھا ہے کیونکہ تین چار سال کے بعد زمیندار سالانہ آفات کا سامنا کرتے ہیں۔ اب ہمارے پاس پچیس ہزار روپیہ بچ گیا ہے۔ indirect tax جو زمیندار ادا کرتا ہے، پولیس کو، مال کو اور نہر والوں کو، اس پر میں نے چار پانچ ہزار روپیہ نکالا ہے۔ اس طرح ہمارے پاس بیس ہزار روپیہ بچ جاتا ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! صاف بات ہے کہ یہ جن باتوں کو indirect tax کہہ رہے ہیں یہ ایک جانی پہچانی چیز ہے کہ اگر کوئی کسی پولیس والے کو یا کسی اہل کار کو زمیندار کچھ دیتا ہے تو وہ رشوت دیتا ہے اور اس لئے دیتا ہے کہ دس روپے کی رشوت دے کر اس سے سو روپے کا کام کرواتا ہے۔ وہ حکومت کو کیا دیتا ہے؟

دیوان سید غلام عباس بخاری: جناب والا! میں جناب وزیر خزانہ سے اختلاف کرتا ہوں۔ کوئی شخص اپنی مرضی سے رشوت نہیں دیتا۔ ہمارا نظام چھبیس سال سے ایسا ہے کہ ہر غریب، ہر امیر، ہر زمیندار، ہر فیکٹری مالک مجبور ہے کہ اگر وہ ادا نہ کرے تو اس کے ساتھ ظلم ہوتا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایک پائی بھی حقوق سے ادھر آدھر جانے کو گناہ سمجھتا ہوں۔ مگر مجھے چھبیس سال سے یہ تجربہ ہے، پاکستان کے بعد کا بھی اور پہلے کا بھی کہ اگر ہم ان کو یہ براتیں نہ دیں، اذرانے نہ دیں تو ہمیں حق نہیں ملتا، ہمیں پورا پانی نہیں ملتا، ہمیں خرابے صحیح نہیں ملتے، میں حقائق ظاہر کر رہا ہوں کیونکہ یہ میرا فرض ہے کہ میں ان چیزوں کو بتا دوں جو فی الواقعی ہماری گورنمنٹ کا کنٹرول نہ ہونے سے ہمارے ساتھ ہوتی ہیں اور ہمیں کرنی پڑتی ہیں۔ تو جناب! پانچ ہزار روپیہ اس پر اڑ جاتا ہے۔ گورنمنٹ کے ٹیکس، جو زرعی ٹیکس کے علاوہ ہیں، چھ مربعے کے ہمیں پانچ ہزار روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح جناب ہمارے پاس ساٹھ ہزار میں سے پندرہ ہزار بچ گیا۔

وزیر خزانہ: جناب والا! پانچ ہزار روپے کے ٹیکس کی تفصیل بھی ذرا بتائی جائے؟

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب نے شاید ان کو جواب کا وقت نہیں دینا

اس لئے انہیں بار بار یہ تکلیف کرنی پڑتی ہے کہ وہ تقریروں میں لوکتے ہیں ۔ حالانکہ روایت یہ ہے کہ وہ نوٹ کرتے جائیں اور اپنے جواب میں جو چیز ہو وہ بتائیں ۔ جناب انہیں بتا دیں کہ انہیں وقت ملتا ہے ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ کیا میں آپ کی وساطت سے یہ بتا سکتا ہوں کہ فاضل رکن اپوزیشن پارٹی میں شمولیت حاصل کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کوئی شمولیت نہیں ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب وزیر خزانہ صاحب ! یہ میرا فرض ہے کہ آپ کو حقائق بتا دوں اور جو آپ کو حقائق بتائے گا وہ آپ کا بہترین دوست ہے ۔

وزیر خزانہ : بجا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! چھ مربعے پر زرعی ٹیکس جو بنتا ہے اب جناب والا ! پندرہ ہزار سے سات ہزار دو سو نکالیں تو سات ہزار آٹھ سو روپیہ اس فارم کے مالک کو ملتا ہے جو خود ٹریکٹر چلاتے ہیں ، خود محنت کرتے ہیں ، چھ مربعے کے زمیندار کو اگر سات ہزار آٹھ سو روپے بچے تو ماہوار ساڑھے چھ سو بنتا ہے ۔ جناب سپیکر ! اگر وہ ساڑھے چھ سو روپے ماہوار حاصل کرتا ہے تو اس کو ہم بڑا زمیندار یا جاگیردار کہتے ہیں ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ اپیل کروں گا ایسے طبقے کو بخش دیں جو زمینداری اور ماڈل فارمنگ میں دلچسپی لے رہا ہے ۔ میں ان پر واضح کروں گا کہ زرعی ٹیکس بہت بڑی زیادتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : دیوان صاحب ، میں آپ کو اس طرح تقریر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : آپ اس کی اجازت دے دیں کہ علاقائی مسائل ایک دو عرض کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : سات آٹھ منٹ پہلے آپ تعارفی تقریر نہ کرتے تو آپ اپنے علاقے کے مسائل بیان کر سکتے تھے ۔ خان امیر عبد اللہ خان ۔

مرزا فرحت اللہ بیگ نے ایک افسانہ لکھا ہے جس کا نام غالباً "East is East and West is West and two train shall never meet" ہے ۔ اس میں انھوں نے ایسے شاعروں کا ذکر کیا ہے جن کو علم تھا کہ نواب صاحب ان کو پوری غزل نہیں پڑھنے دیتے ۔ تو وہ یہ کیا کرتے تھے کہ غزل کے آخری اشعار ہی پڑھ دیا کرتے تھے ۔ وقت کا بہر حال کچھ نہ کچھ خیال رکھا جانا چاہئے ۔

خان امیر عبد اللہ خان (ملتان ۔ 8) : جناب سپیکر ! آج میزانیے پر تیسرا دن ہے اور اس بحث میں میرے فاضل ارکان سیر حاصل بحث کر چکے ہیں ۔ میں اپنے معزز اپوزیشن کے ارکان سے یہ استدعا کروں گا کہ انھوں نے جو موجودہ میزانیے پر بحث میں حصہ لینے کے بجائے ، یا متبادل تعمیری تجاویز پیش کرنے کے بجائے حکومت پر بے جا نکتہ چینی ، الزام تراشی شروع کر رکھی ہے ۔ موجودہ میزانیے میں ایک ارب پندرہ کروڑ روپے کی کثیر رقوم (جو تعمیری کاموں کے لئے تجویز کی گئی ہے اور اس قدر ایک ارب چھ کروڑ روپے سال رواں کے میزانیے میں جو خرچ ہو رہی ہے وہ اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ یہ میزانیہ عوام کے لئے روزگار مہیا کرنے کے لئے ایک ذریعہ ہے اور اس وجہ سے صوبے میں افلاس دور کرنے کے لئے اور عوام کو روٹی ، کپڑا یا مکان دینے کی طرف ایک قدم ہے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ سال رواں میں ہاؤسنگ سکیم پر کام شروع کیا گیا ہے اور اس کو مزید تقویت دینے کے لئے سوا سات کروڑ روپے کی رقم جو اٹھارہ ہزار پلاٹ پر مکانات تعمیر کرنے کے لئے جد و جہد کی سکیم جاری کی جائے گی ۔ یہ بھی میں عرض کروں گا عوام کے ساتھ مکان کا وعدہ پورا کرنے کی ایک کڑی ہے ۔

اس کے علاوہ ، چونکہ وقت کی بڑی قلت ہے اور جناب سپیکر صاحب نے پہلے ہی مجھے ایک قسم کا نوٹس فرما دیا ہے ۔ میں اس کے بعد اپنی تحصیل اور حلقہ نیابت کو در پیش مسائل کی طرف کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ خانیوال کی تحصیل پنجاب بھر کی تحصیلوں میں محاصل مہیا کرنے میں میزانیے کی آمدن کی مد میں صف اول پر ہے ۔ لیکن ترقیاتی پروگرام کے تحت دستاویز پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تحصیل کو سہواً نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر مواصلات کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خانیوال لودھراں براستہ

جہانیاں ، وہاڑی ، دنیا پور ایک سڑک جو کہ بہاول پور اور کراچی کی شاہراہ کو ملاتی ہے ، اس کو اس منصوبے میں شامل نہیں کیا گیا اور اس کے بجائے دنیا پور ، قطب پور ، جہانیاں ، خانیوال کے دو ٹکڑے رکھے گئے ہیں جو کہ بالکل بیکار ہیں اور اس سے جو خانیوال لودھراں کی سڑک کی تعمیر کا کام ہے ، اس سے مقابلتاً براستہ ملتان پچاس میل کا فاصلہ کم ہو جاتا ہے ۔ اس کی تعمیر کو زیر غور لایا جائے ۔ اس کے علاوہ جناب ، میں یہ بات کروں گا کہ خانیوال تا گیا موڑ ایک ایسا لنک ہے جو دو شاہراہوں کو ملاتا ہے اور جس پر آٹھ میل کا ٹکڑا partition سے پہلے کا پختہ ہے اور آٹھ میل کا ٹکڑا بقایا کچا ہے ۔ اس پر غور فرمایا جائے ۔ اس کے علاوہ کچا کھوہ عبدالحکیم 12 میل کا ٹکڑا جو بہاولپور ، بہاولنگر کے اضلاع کو براستہ ہیڈ اسلام ملتان جھنگ اور سرگودھا کے ساتھ لنک کرتا ہے ۔ اس ٹکڑے پر ابھی توجہ نہیں دی گئی مہربانی کر کے اس کو بھی پائی وے میں شامل کیا جائے ۔

اس کے بعد میں خانیوال شہر کے متعلق عرض کروں گا کہ جس کی آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے اور اس کے درمیان سے ریلوے مین لائن کا کراسنگ ہے اس پر اوور ہیڈ پل بنانے کے مشورے کو زیر غور رکھا جائے یا اس کے متبادل چار پانچ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک bye pass کی تعمیر کی جائے ۔

اس کے علاوہ میں جناب کی وساطت سے جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جہانیاں قصبہ جس کی آبادی تقریباً بیس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اس میں ایک گرلز مڈل سکول ہے ۔ جس کو آج تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا اور چار پانچ سال کی لگاتار کوشش سے بھی ابھی تک ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا گیا ۔ استدعا ہے کہ اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے ۔ اس کے علاوہ خانیوال شہر میں گرلز انٹر کالج ہے جو میونسپل کمیٹی چلا رہی اس کے متعلق بھی میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اسے اپنی تحویل میں لے کر اس کو ڈگری کا درجہ دیا جائے ۔ تاکہ خانیوال شہر اور دیہات کے عوام اور طالبات کی تعلیم جو ہے وہ پوری ہو سکے ۔

اس کے بعد آخیر میں میں جناب کی وساطت سے وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک جامع اور ترقیاتی پروگراموں کا میزانیہ پیش کیا ہے

جو عوام کی امنگوں کی عکاسی کرتا ہے اور میں امید کرتا ہوں اور ساتھ ہی ایک اپیل بھی کروں گا کہ جناب نے جو دو روپے فی من ٹیکس روئی پر لگایا ہے یہ لاکھوں مزدوروں کسانوں کی آمدنی پر بوجھ پڑے گا اگر اس پر نظرثانی ہو سکے تو یہ بھی لاکھوں مزدوروں اور کسانوں کو سرمایہ دار ، جاگیردار کارخانہ دار کے چکر سے بچانے کی طرف ایک اہم قدم ہوگا ۔ میں امید کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس پر نظر ثانی کریں گے کیونکہ اس سے غریب عوام پر بوجھ پڑے گا اور وہ اسے برداشت نہیں کر سکیں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The house is adjurned till 11 A. M.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 11 بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : رانا لے ۔ اے محمود خان ۔

رانا لے ۔ اے محمود خان (شیخوپورہ ۔ 7) : جناب والا ! کسی ملک یا ملک کے کسی حصہ یا صوبہ کا بجٹ صرف حساب کتاب کے اعداد و شمار کا گوشوارہ ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ دراصل قوم کے ارادوں ، اس کی آوازوں ، اس کی امنگوں کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے اصولوں کو منظر عام پر لانے والی ایک دستاویز ہوتی ہے ۔ اگر بجٹ document کے پیچھے کوئی سوچ نہیں ہے ۔ اس کے پیچھے کوئی فکر کارفرما نہیں ہے ۔ اگر اس کے پیچھے کوئی فلسفہ نہیں ہے تو وہ بجٹ بجٹ کہلانے کا حقدار نہیں ہے ۔ جناب والا ! ہمارے فاضل وزیر خزانہ سے جو بجٹ امسال پیش کیا ہے اس کے پیچھے سوچ ہے ۔ اس کے پیچھے فکر ہے اور وہ ایک منزل کی نشان دہی کرتا ہے ۔ اس میں غریب کے لئے بھلائی ہے اور امیر کے خلاف جدال ہے ۔ ہمارے وزیر خزانہ نے جب اپنی تقریر میں یہ کہا کہ محنت کش عوام اپنے ہاتھوں میں کدالیں ، کلہاڑیاں ، ہل اور نیزے لے کر اپنے راستوں کے جھاڑ جھنکار کو صاف کریں تو میرے دل میں خیال آیا کہ انہوں نے علامہ اقبال کے اس شعر کی ترجمانی کی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا :

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو

جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ اے اقبال تیرے غریبوں ، تیرے مزدوروں ، تیرے گراں خواب لوگوں ، تیرے بسے ہوئے عوام کو پیپلز پارٹی نے جگا دیا ہے ۔ وہ آج سے ربع صدی قبل بھی جاگے تھے ۔ انہوں نے جد و جہد کی تھی ۔ انہوں نے پاکستان حاصل کیا تھا ۔ انہوں نے ہندوؤں کے استبداد سے ، ان کے چنگل سے اپنی جان چھڑانے کے لئے پاکستان حاصل کیا تھا ۔ وہ معاشی انصاف چاہتے تھے ۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ جب پاکستان بنے گا تو سارے مسلمان بھائی بھائی ہوں گے اور وہ ایک دوسرے سے انصاف کریں گے ، کسی سے نا انصافی نہیں ہوگی مگر جناب والا ! پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد قائد اعظم کو اللہ تعالیٰ نے فرصت نہ دی ۔ اس کے بعد قائد ملت کو شہید کر دیا گیا ۔ ان کے بعد 53 - 1952ء میں حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی جو انگریز کے پٹھو تھے ، جو انگریز کے ملازم تھے ، افسر شاہی نے عنان حکومت سنبھالی ۔ پھر اٹھارہ سال تک لوٹ کھسوٹ کا میدان گرم رہا ۔ استحصالی قوتوں ، جاگیرداری اور سرمایہ داری کو پنپنے کا موقع ملا ۔ پاکستان کے عوام یہ سارے حالات دیکھتے رہے اور سسکتے رہے ۔ آخرکار جب انہیں یہ موقع ملا تو انہوں نے 1970ء کے انتخابات میں ان لوگوں کو ایسی پٹخنی دی کہ انہیں یک بارگی شکست فاش ہوئی ۔ شکست کھانے کے بعد ان لوگوں نے ، جن میں سے چند ایک اصحاب میرے سامنے والی بینچوں پر بھی موجود ہیں ، فرنٹ بنانے شروع کر دئے اور وہ جگتو فرنٹ چولستان فرنٹ ، یونالیٹڈ فرنٹ قسم کی چیزیں بنانے لگے ۔ حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ سارے فرنٹ بناتے رہے ۔ لیکن میں فرنٹ بنانے والوں کو انتباہ کرتا ہوں اور انہیں خبردار کرتا ہوں کہ ان کی کوئی چال نہ چل سکے گی ۔

مسٹر سپیکر : ہاؤس میں کوئی فاضل رکن کسی دوسرے فاضل رکن یا اراکین کو انتباہ نہیں کر سکتا ۔

رانا نئے ۔ اے محمود خان : میں فرنٹوں کی بات کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : جو فاضل اراکین یہاں موجود ہیں ، آپ ان کو متنبہ کر رہے ہیں ؟

رانا نئے اے محمود خان : میں فاضل اراکین کو متنبہ نہیں کر رہا ۔ میں نے تو فرنٹ کی بات کی ہے ۔ وہ اپنی الٹی گنگا بہانا چاہتے ہیں ۔ وہ دریاؤں کے رخ

روکنا چاہتے ہیں ۔ وہ طوفان کے آگے بند لگانا چاہتے ہیں ۔ لیکن اس میں وہ قطعاً کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ جب تک قائد عوام ہم میں موجود ہیں ۔ جب تک گورنر مصطفیٰ کھر موجود ہیں ۔ جب تک وزیر خزانہ حنیف رامے موجود ہیں ۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! وزیر خزانہ نے یہ بجٹ نہایت عقل مندی ، و دیانتداری اور حقیقت پسندی سے تیار کیا ہے ۔ کیونکہ جناب والا ! وہ حساب کتاب کی آڑ لے کر اس بجٹ کو فاضل بجٹ میں بھی بدل سکتے تھے ۔ لیکن انہوں نے غریب آدمی پر کوئی ٹیکس عاید نہیں کیا ۔ جتنے ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ وہ پرانے ٹیکس ہیں ۔ ان میں معمولی رد و بدل کیا گیا ہے اور وہ صرف ان لوگوں پر لگائے گئے ہیں جو بوجھ اٹھا سکتے تھے ۔ انہی پر بوجھ ڈالا گیا ہے ۔ جناب سپیکر ! صوبے کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اتنی خطیر رقم ایک ارب پچپن کروڑ روپیہ ترقیاتی پروگراموں کے لیے مختص کیا گیا ہے اس میں سب سے بڑی رقم 33 کروڑ 66 لاکھ زراعت کے لیے رکھی گئی ہے ۔ زراعت بلاشبہ ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ تمام دیہی آبادی کا انحصار زراعت پر ہے ۔ جناب والا ! زراعت کے لیے یہ رقم ، گندم کی سبسڈی ، ٹیوب ویلوں کی تنصیب ، ٹریکٹروں کی خرید اور کھاد کے لیے استعمال ہوگی ۔ اس سے ہماری دیہی آبادی فائدہ اٹھائے گی ۔

اس کے بعد ایک بڑی رقم تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے ۔ جو ساڑھے بیالیس کروڑ ہے ۔ ہماری حکومت نے پچھلے سال 78 کالج ، 262 ہائی سکول ، 771 پرائمری و مڈل سکول اپنی تحویل میں لیے ہیں ۔ اس سال تین ہزار تین سو نئے پرائمری سکول کھولے جا رہے ہیں ۔ جو دیہاتوں میں قائم کیے جائیں گے جس سے دیہی آبادی کے غریب کاشت کار اور مزدور لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور یہ بات بھی بڑی خوش کن ہے کہ حکومت نے آئندہ مالی سال سے پانچویں جماعت تک کتابیں مفت مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس پر آئندہ سال سے عمل شروع ہو جائے گا ۔ اس سے بھی غریب لوگوں کے بچوں کو سہولت ہوگی ۔

اس کے بعد میں صحت کی بات کروں گا ۔ اس میں میں تھوڑی سی وزیر خزانہ کی توجہ اس کی طرف خاص طور سے مینول کراؤں گا کیونکہ اس مد میں صرف

9 کروڑ 22 لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے ۔ یہ رقم میرے خیال میں بہت تھوڑی ہے ۔ کیونکہ ہر مہذب اور متمدن ملک میں ضروریات زندگی فراہم کرنا حکومت کا فرض ہو جاتا ہے ۔ روٹی کپڑے اور مکان کے بعد طبی امداد چوتھی ضرورت ہے ۔ یہ اتنی اہم ضرورت ہے کہ یہ روٹی ، مکان اور کپڑے سے بھی اہم ہے ۔ کیونکہ اگر انسان کے پاس مکان نہیں تو وہ جھونپڑی میں رہ سکتا ہے ، اگر روٹی نہیں تو وہ سبزیاں اور پتے کھا کر گزارہ کر سکتا ہے ، معمولی کپڑا پہن سکتا ہے ۔ لیکن اگر آدمی بیمار ہے تو اس کے لیے عالی شان سے عالی شان محل ، یہ فلک بوس عمارتیں ، یہ ڈھیر سارے کپڑے بنتی ہوئی ملیں ، اناج کے ذخائر کسی کام کے نہیں ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ اس مد میں بہت قلیل رقم رکھی گئی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر خزانہ اس کی طرف دھیان دیں اور اس میں کچھ رقم بڑھائیں ۔

اب میں جناب اپنے حلقہ کی ایک دو باتیں کہنا چاہتا ہوں ۔ میرا حلقہ تحصیل ضلع شیخوپورہ تحصیل ننکانہ صاحب ہے ۔ جناب والا ! یہ قصبہ ہوں تو بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے ، مگر جناب والا اس کو ایک محکمے نے کہیں رکھا ہے ۔ اس کی اراضی چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اس نے ہمارا ناطقہ بند کیا ہوا ہے کوئی آدمی وہاں پر نیا مکان تعمیر نہیں کر سکتا ۔ کوئی کاروبار نہیں چلا سکتا ۔ وہاں پر کوئی فیکٹری نہیں لگ سکتی ۔ جہاں تک محکمہ اوقاف کے مزارعین کا تعلق ہے ان کو بھی انہوں نے کوئی سہولت نہیں دے رکھی اور ان کا بھی انہوں نے کوئی بندوبست نہیں کیا جسے چاہتے ہیں کان سے پکڑ کر اراضی سے نکال دیتے ہیں اور ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ تو میں جناب والا ! یہ عرض کروں گا کہ اس محکمے کا خدا را کوئی نہ کوئی ایسا بندوبست کیا جائے تاکہ شہریوں کی تکالیف رفع ہوں ۔ ورنہ اس بین الاقوامی شہر کی حالت دن بدن دگرگوں ہوتی جائے گی ۔

جناب والا ! میرا ایریا سکارپ کا ایریا ہے اس میں متعدد ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں لیکن میں جناب کے گوش گزار کروں گا کہ جتنے بھی ٹیوب ویل ہیں ان میں سے پچاس فیصد ٹیوب ویل ہمیشہ خراب رہتے ہیں ۔ اور یہ زمیندار کے لیے درد سر بنے ہوئے ہیں اس کا بھی کوئی مناسب تدارک ہونا چاہیے ۔ تاکہ کاشتکاروں کی فصلات کو باقاعدگی سے پانی دستیاب ہو اور ان کی پریشانی دور ہو ۔

مسٹر سپیکر : سردار نوازش علی خان ۔

مسٹر نوازش علی خان (جھنگ 8) : جناب سپیکر صاحب تے دیگر حضرات میری زبان ذرا ایسی اے جیڑی عام پنجابی تھی وی مختلف اے ۔ میں جھنگ دا بندا ہاں تے میری زبان نوں ذرا سمجھن دی کوشش کریا جے ۔ میں تے ترلا کرساں کہ میری زبان تہاڈی سمجھ وچ رب کرے آ ہی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تسی گل کرو معرکہ سب سمجھدا اے ۔

مسٹر نوازش علی خان : اللہ کرے تہاڈی سمجھ وچ وی آوے ۔ عالی جاہ میں اک عرض پیش کرینان کہ جیڑا پاکستان اے میرے خیال وچ ایدے بانی سلطان شہید ٹیپو ہین ۔ اور اس دا عروج تے زوال بانی پاکستان دا عروج تے زوال کس وجہ توں ہویا ۔ جیہڑا عروج تے زوال ہویا تے ہندو ریاست اوس دے نتیجے وچ میسور وچ آئی ۔ مغربی پاکستان دے روڑیا مغربی پاکستان دے زمیندار ۔ ایتھوں دے نوابین ایتھوں فوجان لے کے جالدے رئے ۔ جناب والا ! میسور وچ جا کے اوہناں نین سلطان ٹیپو دی مدد کیتی تے اوہناں نوں کامیاب کیتا ۔ تے ایہہ وی لکھی پڑھی گل اے کہ اوہناں شہیداں دیاں قبراں اج وی ساڈے قبرستان دے وچ موجود ہین ۔ تے ساڈیاں ایہہ قربانیاں پاکستان بنان واسطے اوس ویلے توں شروع ہویاں ۔ مغربی پاکستان دے لوکاں نے اوس ویلے توں ٹیپو سلطان شہید دی قیادت دے وچ پاکستان بنان واسطے قربانیاں دینیاں شروع کیتیاں ۔ تے پاکستان قائد اعظم دی قیادت وچ بنیا ۔ جس دی بنیاد سلطان ٹیپو شہید تے رکھی ۔ اج پاکستان نوں معرض وجود وچ آئیاں پنجھی چھبی ورھے ہو گئے نیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بھئی ذرا سمجھا دیو معرکہ میں بڑی مزیدار گل پیا کرینان ۔

آوازیں : ٹھیک اے ٹھیک اے ۔

مسٹر نوازش علی خان : ٹھیک اے تے فیر ویکھن والی گل ایہہ وے کہ سلطان ٹیپو شہید نوں زوال کیوں آیا ؟ حضور ! شہید کیوں ہوئے ؟ تے اصل گل ایہہ وے کہ او وزیر جیہڑے اوس ویلے ٹیپو دے سن ناں قبلہ او ایسے وزیر سن میرے سردار جیڑے انگریزاں تے ہندوآں نال رل گئے سن ۔ تے اوہناں وزیراں سلطان ٹیپو شہید نوں صحیح اطلاع ناں دتی تے سلطان ٹیپو شہید پاکستان دی خاطر

کلا لڑدا ہویا آخری قطرہ خون دا دے کے شہید ہو گیا ۔ جے میں غلط گل کرناں پیاں تے کوئی گل چا کرو ۔

(قہقہہ)

غداراں دیاں وی قسماں ہوندیاں نیں میرے حضور ! صرف ایہہ ای غداری نئیں کہ دشمن نال مل کے سجن نوں بندوق نال مار لٹو تے ایہہ غداری اے اک قسم ایہہ وی اے کہ بادشاہ تو اوہدے صحیح دوست وچھوڑ دیو ۔ قائد اعظم دے نال اسی اوس ویلے توں آں قبلہ کہ جس ویلے اوہناں نے ساڈے نال وعدہ کیتا کہ آو اسی تہاڈے حقوق دی حفاظت کراں گے ۔ اسی ہر پاکستان دے آدمی جیہڑے کہ مسلمان ہاں اسی قربانیاں دے کے پاکستان بنایا ۔ شیخ صاحب غور طلب مسئلہ اے ذرا دھیان دیو ۔

(قہقہہ)

اسی قربانیاں دے پاکستان نو بنایا تے ایتھوں تیک پاکستان نوں لے آئے کہ اسلام دا اک مضبوط قلعہ بنا دتا ۔ پر اوس توں بعد ساڈے نال جو جو کچھ ہویا او وی جناب چنگی طراں جاندے نیں ۔ تے ہن ساڈے نال اوہو وقت آ گیا اے کہ اسی ہن لکر توں وی محتاج ہون والے آں ۔ زمیناں کھسیندیاں ۔ کھسیندیاں ہن تھک گئے نیں تے ساڈے آتے ٹیکساں لاؤنیاں شروع کر دتیاں نیں ۔ اینیاں ٹیکساں لا دتیاں نیں کے اسی ایناں دا بوجھ برداشت نئیں کر سکدے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

پر اسی ایس توں گھبران والے نئیں ۔ مڑ میں اپنے علاقے دے بارے وی کجھ گلاں کراں گا کہ دریائے جہلم توں پنجاہ میل اگے ساڈے لوکاں نوں عدالت واسطے جاناں پیندا سی تے ہن سانوں شور کوٹ توں ڈیڑھ سو میل دا چکر لا کے عدالت وچ جاناں پیندا اے کیوں جے اوتھے مجسٹریٹ نئیں رہندا جتھے اسی جاندے ساں ۔ ایس توں علاوہ ایسیاں ضروری چیزاں جیہڑیاں کے ساڈے لئی بہت ضروری نیں مثلاً اوتھے ٹیلیفون کوئی نئیں ۔ یعنی ملتان توں لے کے راولپنڈی تائیں قبلہ دریائے سندھ تے دریائے چناب دے درمیانی حصہ وچ کوئی ٹیلیفون نئیں ۔ اوتھے بڑا ضروری اے کہ ٹیلیفون دتا جائے ۔ ساہنوں تے نان دیوں پر پبلک نوں تے دیون جیہڑے شوہدے سلطان ٹیپو شہید دے زمانے توں قربانیاں دتی آندے نیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اسی مسلمان تے ہاں ہر چلو اسی حقوق توں محروم سہی لیکن او پبلک چیہڑی تہاڈی حصہ دار اے اوہناں نوں تے ایہہ چیزاں دیو۔ ساڈیاں زمیناں جیہڑیاں زرعی اصلاحات توں باقی بچیاں او اوہناں مدرسیاں نوں دتیاں۔ ہسپتالاں نوں دتیاں۔ درساں نوں دتیاں آپ انتقال چڑھا چڑھا کے دتیاں تے میں عرض کراں گا کہ جیہڑا عوام اے اوہدے نال تے تسی کجھ کرو اوہنوں تے کجھ دیو۔

مسٹر سپیکر: اجے دو منٹ تہاڈے باقی نیں۔

مسٹر نوازش علی خان: مڑ فیر تے شاید میں تن منٹ ای گل کراں۔

آوازیں: خان صاحب وزیروں کے متعلق بھی آپ بات کریں۔

مسٹر نوازش علی خان: وزیراں والی گل تے میں راہ وچ ای چھڈ گیاں کہ شاید کوئی ایہہ ناں سمجھے ہٹی میرے اتے حملہ پیا کریندا۔

قہقہہ

ویکھو ناں جی سانوں لیکس لگ گیا اے تے اک بڈھڑے وزیر مینہ ویکھ لیا اے تے کتے بھجا لئے نیں تے ایڈی گل کوئی نئیں۔ او وی جے مناسب ہووے تے اسی برداشت کر ای لوان گے۔ ایڈی گل کوئی نئیں۔ اگر اساں جیونا اے تو ویکھو ناں ہن مینہ وس ای پیا اے ناں۔ تباہ ہو ای گئے آں ناں تے فیر کدی زمانہ آ جائے گا کہ اسی خوشحال ہو جاواں گے۔ قائد اعظم تے قائد عوام تے سانوں اعتماد اے اسی اوس نوں نئیں چھڈ دے۔ بہت سارے لوگ ہن تھانیداراں توں چلے ہوئے آکے رلدے نیں ہٹے تے وزارتاں چھڈ چھڈ کے ساڈے نال ہٹے رلدے نیں۔ اساں تے اوس ویلے بھٹو صاحب دا ساتھ دتا سی ہٹی جس ویلے کوئی وی نئیں سی۔ تے بڑیاں قربانیاں دے اسی بھٹو صاحب دا ساتھ دتا۔ تے مڑ لیکساں ای لاؤنیاں نیں تے لائی جاؤ اسی صبر کیتی جانیں آں۔ میری نظر دے وچ ایہہ خسارے دا بجٹ ملک تے نئیں میرے معرکے تے لگا اے۔

مسٹر سپیکر: حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان۔ 1): جناب والا! شعر عرض ہے کہ۔

بڑے خلوص سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے وثوق سے ہم اعتبار کرتے ہیں

جناب والا ! جناب وزیر خزانہ کو میں سب سے پہلے ان کی حسین و لطیف اور خوبصورت اور عجیب و غریب الفاظ سے مزین لطیف انداز خطابت سے مرصع تقریر کی مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ یہ بجا ہے کہ جہاں تک انداز بیان کا تعلق تھا چاہے اس ہاؤس کی توجہ بجٹ سے ہٹا کر دوسرے موضوع پہ لانے کا مقصد تھا میں سمجھتا ہوں کہ میرے وزیر خزانہ اس میں شاید کسی حد تک کامیاب ہو گئے ہوں ۔ میں نے ان کی تقریر کا بے شمار حصہ بہت ہی غور سے سنا اور جب انہوں نے تقریر ختم کی تھی تو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا ۔

وہ شاخ گل سے زمزموں کی دھن تراشنے رہے
نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گزر گیا

جناب والا ! میں اپنے وزیر خزانہ کی تقریر سے اتنا متاثر ہوا کہ تمام راستہ کسی وقت میں ان کی بجٹ تقریر اٹھا دیکھتا اور کسی وقت ان کی شکل میرے سامنے آ جاتی اور میں حیران و پریشان تھا کہ یہ کس نے تقریر کی ہے ۔ یہ کس کا انداز بیان ہے ۔ یہ کس کے الفاظ ہیں اور اسی سوچ میں گم سم میں بیل ہاؤس میں پہنچا ۔ اور وہاں پہنچنے کے بعد پہلا کام جو میں نے کیا وہ یہ تھا کہ میں اس تقریر کو پڑھوں اور پھر غور سے پڑھوں ۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کروں اور یقین جانیں کہ جب میں نے اپنے وزیر خزانہ کی تقریر کو اٹھایا اور پہلا ورق الٹا ۔ سرورق میں نے الٹا تو بجائے تقریر کے مجھے کچھ وہاں اور دکھائی دیا ۔ جناب والا ! میں نے وہاں دیکھا کہ ایک سرمایہ داری اور جاگیرداری کا بہت بڑا بت کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نہایت ہی لحیم شحیم خوبصورت شخص تھا جس کی وضع جس کا چہرہ سوشلسٹ سے ملتا جلتا تھا جس کا لباس یورپ سے ملتا تھا اس کے ہاتھ میں کلہاڑی تھی اور کاندھے پہ کدال تھی اور وہ ڈٹ کر اس بت کے سامنے کھڑا ہے اور وہ بت اس شخص سے پوچھتا ہے کہ جناب آپ کی تعریف ؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ میں اس صوبے کا سب سے بڑا قائم مقام سوشلسٹ ہوں ۔ رہائش دریافت کی ۔ جواب دیا ۔ ایک شالمن روڈ لاہور ۔ محل موقوع نہایت خوب صورت بنگلہ ۔ بیشتر کمرے ایر کنڈیشنڈ (یخ بستہ) سواری کے لئے ایک چھوٹی سی پچیس فٹ کی لمبی کار استعمال کرتا ہوں ۔ قالینوں سے مزین دفتر میں بیٹھتا ہوں ۔ پوچھا کہ یہاں تشریف لانے کی غرض و غایت تو فرمایا کہ آج تمہیں پاش پاش کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ میں آج تمہارے ٹکڑے کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ اس حسین و جمیل کے منہ سے جب وہ الفاظ نکلے تو مجھے یقین تھا کہ وہ بت مجھ

جائے گا۔ بجائے اس کے وہ ضرب لگائے وہ بت خود بخود گرجائے گا۔ اس کے خود بخود ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مگر ہوا کیا اس بت کے منہ سے بہت ہی مہیب اور لمبا قہقہہ نکلا اور جب اس بت نے قہقہہ لگایا تو میں حیران و پریشان ہو گیا کہ ہاتھ میں کلہاڑی۔ مقصد بیان کر دیا ہے اور اس کے بعد بجائے رعب طاری ہونے کے بت کے منہ سے قہقہے بلند ہو رہے ہیں! میں نے سوچا کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے تومعاً میرے دل میں وہ مثال یاد آئی وہ حکایت مجھے یاد آ گئی کہ ایک مرد موجود تھا اسی طرح کا۔ اس کے قریب میں ایک شخص نے ایک درخت کو لوگوں کی پوجا کا مقام بنا دیا۔ لوگوں کو دعوتیں دینے لگا کہ یہاں اس درخت کے پاس آ کر اپنی مرادیں اور منتیں مانگو اور وہ اس کا مجاور بنکر بیٹھ گیا۔ دلیا کو جتنا وہ گمراہ کر سکتا تھا اس نے کیا۔ اس مرد مجاہد کو خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ میں اس گمراہی کے اڈے کو ختم کروں اور کیوں نہ میں اس درخت کو جڑ سے کاٹ دوں۔ وہ کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے جاتا ہے۔ پوچھا حضور کی آمد کا مقصد۔ تو اس نے کہا کہ آج میں اس درخت کو کاٹنے کے لئے آیا ہوں۔ میں یہ درخت کاٹ کر رہوں گا تاکہ یہ گمراہی کا اڈا مستقل طور پر ختم ہو جائے۔ وہ مجاور اٹھا اسے ایک طرف لے گیا۔ اس نے کہا آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ اس نے کہا کہ لوگ یہاں آتے ہیں اور میری روزی کا دھندا بنا ہوا ہے۔ آپ کو کیا تکلیف ہوئی ہے۔ یہ لیجئے ایک لاکھ کی تھیلی اور آپ گھر کو جائیے۔ وہ مرد مجاہد خوش خوش تھیلی لیکر۔ جناب والا! گھر پہنچتا ہے۔ سال ڈیڑھ سال اس نے رقم کھائی اور جب پھر بھوک نے ستایا اور پھر ضرورت لاحق ہوئی تو پھر وہ کلہاڑی لے کر چلتا بنا اور اس درخت کو کاٹنے کے لئے پہنچا۔ اس بار جب مجاور نے دیکھا اور پوچھا کہ حضور اب آمد کا مقصد۔ تو اس نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹوں گا۔ اس نے کہا اب واپس جائیے۔ پہلے میں نے دیکھا تھا کہ آپ کے اندر ایمان تھا۔ پہلے میں نے دیکھا تھا کہ آپ کے اندر قوت ایمانی تھی جو آپ کو لے آئی تھی اور مجھے یقین تھا کہ آج یہ درخت آپ کاٹ کر لے جائیں گے اور آج تم وہ نہیں ہو۔ آج تم ایک لاکھ کی تھیلی کے لئے آئے ہو۔ آج نہ تھیلی ملے گی اور نہ درخت کاٹنے دوں گا۔ جو زور لگانا ہے لگا لو۔ جس وقت میں نے بت کو قہقہہ لگاتے دیکھا تو یاد آیا کہ شاید اس بت نے پہلے اس کو آزما لیا ہے شاید اس کو

دیکھ لیا ہے ان کی قوت کا مظاہرہ سمجھ لیا ہے ۔ لیکن اب اس کے پاس وہ جوش ایمان اور تقویٰ نہیں ہے ۔ وہ طاقت نہیں ہے ۔ اس کے پاس کلہاڑی اور کدال دونوں موجود ہیں لیکن پاش پاش کرنے کی اب وہ ہمت نہیں ہے ۔ اس لئے وہ قہقہے لگا رہا تھا اور جتنے ان بت کے قہقہے بلند ہوتے تھے ۔ جتنے اس بت کے قہقہے بلند ہو رہے تھے اس نوجوان کے ۔ اس قائم مقام سب سے بڑے سوشلسٹ کے ہاتھ لرز رہے تھے ۔ پسینے سے شرابور ۔ ہمت نہیں پڑتی تھی کہ وہ اس کو ضرب لگائے ۔ جب میں نے یہ کیفیت دیکھی تو میں حیران و پریشان ہو گیا کہ آخر صورت حال کیا ہے ۔ اس وقت میں نے اس نوجوان کی حرکات و سکنات اور اس کے چہرے کو دیکھا تو ایک طرف تو پہاڑوں کے اس پار اس کی نظر جاتی تھی اور اوپر سے ایک شخص اُٹھتا تھا ماؤ کی شکل کا اور وہ کہتا تھا کہ نہیں ۔ نہیں ۔ ہم آپ کو سوشلسٹ نہیں مانتے ۔ وہاں سے امداد نہ ملی ۔ تو پھر اس نے سمندر پار دیکھا ۔ وہاں لینا سے قذافی بولا کہ نہیں ۔ نہیں ۔ ہم آپ کو مسلمان ملک نہیں مانتے ۔ نہ پہاڑوں کے پار اس شخص کی مدد کے لئے کوئی آیا اور نہ کوئی سمندروں کے پار اس شخص کی امداد کے لئے کوئی آیا اور وہ حیران و پریشان کھڑا ہے کہ عین اس وقت اس مایوسی اور بے سرو سامانی کے عالم میں اسے آواز آئی ۔ اسے نجد کے ریگستانوں سے ۔ عرب کے صحراؤں سے ایک آواز آئی کہ اے نوجوان ۔ تو نے دیکھ لیا ۔ جو انداز تم نے اپنایا ہے اس سے تمہاری امداد نہ سمندر کے پار سے آئی نہ تمہاری امداد پہاڑوں کے پار سے آئی ۔ تم نے کون سا ڈھونگ رچایا ہوا ہے ۔ تم نہ سوشلزم کو اپناتے ہو اور نہ اسلام کو اپناتے ہو ۔ پچیس سال سے ملک کا بیڑا غرق کیا اسلام اسلام کا نام لیتے ہوئے اور اب دو سال سے ملک کی بچی کھچی غیرت اور ہمت اور بچا کھچا جذبہ بھی آپ سوشلزم کا نام لیکر تباہ و برباد کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک کی تباہی کا موجب اس ملک کو ختم کرنے کا موجب یہاں کا بے عمل مولوی ہے اور یہاں کا گفتار کا غازی اور کردار سے محروم لیڈر ۔ یہ دو ہیں جنہوں نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا ۔

جناب والا ! وہ آواز جو اس شخص کو سمندر کے پار سے آئی تو اس نے کہا کہ آپ نے پہاڑوں کے پار تک جھانک کر دیکھ لیا ۔ پہاڑوں کے پار آپ نے دیکھا اور وہاں آپ کو ایک کدال اور کلہاڑی ملی ۔ وہاں آپ کو ہوڑے کی حکایت تو ملی اور اس کو آپ نے سینے سے لگا لیا لیکن آؤ میں تمہیں ریگستانوں

کی حکایت اور ان کی نشانیاں دکھاؤں ۔ جب اس بدو ۔ اس بوڑھے عربی نے پکارا تو وہ نوجوان اس کی طرف راغب ہوا اور وہاں جا کر دیکھنے لگا اس نے اس کو دیکھا لیکن میرے بھائی کو جو اسے چین مین نظر آ رہا ہے جو کہ اسے ماؤ میں نظر آ رہا ہے وہ اس کا اپنا پیدا کردہ تخیل نہیں ہے ۔ وہ اس کا اپنا پیدا کردہ نظام نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کی بنیاد تو ان صحراؤں میں رکھ گیا لیکن اسلام کا عمل اور اسلام کا تمام اثاثہ وہ اٹھا کر چین میں لے گیا ہے ۔ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر تھی ۔ جناب والا ! میں بھی وثوق سے کہتا ہوں کہ چین اگر اسلام کے ارکان کو اپنا لے تو اس سے بڑھ کر اسلامی مملکت اور کوئی نہیں ہو سکتی ۔ مگر کس سے ؟ عمل سے ۔ تو اس بدو نے دکھایا اور اس نے کہا کہ میں تمہیں مساوات محمدی کے نمونے دکھاؤں ۔ اس نے سب سے پہلے میرے فاضل سوشلسٹ کو دو پتھر دکھائے ۔ جو جنگ خندق کے موقع پر صحابہ نے جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے شکایت کی کہ جناب والا ! ہم کئی دنوں سے بھوک سے نڈھال ہیں ۔ اب ہم میں ہمت نہیں رہی ۔ قوت نہیں رہی ۔ آپ ہمارے لئے کچھ کریں اور صحابہ نے اپنا پیٹ دکھایا تو ان پر ایک ایک پتھر بندھا تھا پھر مساوات محمدی کے علمبردار اور مساوات محمدی کے بانی نے جب اپنے دامن سے گریبان اٹھایا ۔ اپنا دامن اوپر اٹھایا تو دو پتھر بندھے ہوئے تھے انہوں نے بتایا کہ یہ مساوات محمدی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس نے دکھایا کہ یہ ہے مساوات ۔ آپ بتائیں کہ جب آپ کے شہر کا ۔ آپ کے ملک کا ایک آدمی بھی غریب ۔ بے کس ۔ لاچار اور نادار ہوتا ہے تو کبھی آپ نے بھی سوچا ہے کہ ہم بھی اپنا معیار زندگی وہی رکھیں جو اس ملک کے عام شہری کا ہے تاکہ وہ آپ پر فقرہ نہ کس سکے ۔ اس کے بعد وہ لے گیا ۔ اس نے کہا کہ جناب والا ! آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ رسی تو ضرور دیکھی ہے جس کا آپ نے اپنی تقریر میں حوالہ دیا ہے کہ میں اونٹ کی رسی تک اگر کسی پر زکواۃ واجب ہوگی تو میں نہیں چھوڑوں گا ۔ کیا آپ نے عدل فاروق ۔ فرمودات فاروق کو بھی پڑھا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو میں عمر فاروق قیامت کے دن جواب دہ ہوں گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) وصولی کی مثال تو آ گئی کہ

رسی تک نہیں چھوڑیں گے۔ وہ بھی دیکھیں جہاں وصولی پر اتنی گرفت تھی۔ جہاں رسی تک زکواۃ وصول کی جاتی تھی۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر: آپ نے اب تک 12 منٹ لے لئے ہیں۔ تین منٹ میں آپ کو اور دیتا ہوں۔ سپیکر صاحب مجھے 15 منٹ کہہ گئے تھے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان: بہت اچھا۔ تو جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ وہاں پر تو یہ مساوات ہوتی تھی اور اسلام میں انصاف کا عالم یہ ہوتا تھا کہ ایک یہودی ایک زرہ کا دعویٰ کرتا ہے کہ زرہ میری ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دعویٰ فرماتے ہیں کہ یہ زرہ میری ہے۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہوتا ہے۔ عدالت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہتی ہے کہ ثبوت لائیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے ثبوت میں حسن اور حسین ہیں۔ عدالت کہتی ہے کہ قریبی رشتہ داروں کی گواہی نہیں لی جاتی۔ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ زرہ کا فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا جاتا۔ خلیفۃالمسلمین ہیں۔ امیر المومنین ہیں۔ کوئی بھی شک نہیں کر سکتا تھا کہ ذرہ برابر بھی وہ اپنے اس دعویٰ میں غلط بیانی سے کام لے سکتے ہیں مگر عدالت اور انصاف کے تقاضے نے انہیں مجبور کیا کہ قطعاً پروا نہیں ہے کہ کون ہے کہ کون نہیں ہے۔ اسلام میں آپ کو کیا نہیں ملتا۔ اسلام میں فرق صرف اتنا ہے کہ سوشلزم میں صرف مساوات کا ڈھونگ ملتا ہے اور اسلام محمدی بمعہ عدل و انصاف ملتی ہے۔ اصل مساوات عدل کے ساتھ ہے۔ جس مساوات کے ساتھ عدل نہ ہو۔ جس مساوات کے ساتھ حقوق العباد نہ ہوں۔ جس مساوات میں حقوق اللہ کا خیال نہ رہے وہ مساوات ہی مساوات نہیں ہے۔

جناب والا! مجھے نہایت افسوس ہے کہ یہاں پر دعوے تو بہت زیادہ کئے جاتے ہیں کہ ہم سوشلسٹ ہیں لیکن عمل اس پر کچھ نہیں۔ اور صریح قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

(وہ بات منہ سے نکالو ہی نہ جس پر تم عمل نہیں کرتے)۔

میں کہتا ہوں جو نظام بھی اپنانا چاہتے ہو سوشلزم اسلامی ونگ میں لاؤ۔ چلے خود بنو سوشلسٹ بعد میں قوم کو بناؤ۔ پہلے خود مسلمان بنو بعد میں قوم

کو بناؤ ۔ ہر چیز ہمیشہ لیڈر شپ ہی سے نیچے آیا کرتی ہے ۔ نیچے سے اوپر کبھی کوئی چیز نہیں جایا کرتی ۔

جناب والا ! میں آپ کو بتا دوں کہ یہ ملک پاکستان ہم نے قطعاً کسی نظام کے لئے نہیں لیا تھا ۔ کسی اور نظریے کے لئے نہیں لیا تھا ۔ ہم نے صرف اسلام کے لئے لیا تھا اور اس اسلام کے لئے جس کے متعلق قرآن مجید میں آیا کہ آج ہم نے آپ پر دین اور اس کی تمام نعمتیں مکمل کر دی ہیں اور کوئی چیز بھی ایسی باقی نہیں رہی جسے آپ دنیا کے نظام میں تلاش کریں ۔ دنیا کے کسی فرد سے حاصل کریں ۔ دنیا کے کسی آدمی سے لیں بلکہ سب کچھ آپ کو اسلام سے ملے گا بشرطیکہ ہم اس میں دیکھیں ۔ اسلام میں جو کچھ تھا وہ اغیار لے کر چلے گئے ۔ کچھ وہ پہاڑوں کے پار چلا گیا ۔ کچھ سمندروں کے پار چلا گیا اور ہم جو اسلام کے مدعی تھے وہ بے کس و بے یار یہاں باقی رہ گئے ہیں ۔

جناب والا ! میں آپ سے اور جس طرح میں نے کہا تھا کہ یہ بھی ایک سوچی سمجھی جناب والا میں سازش کا لفظ تو قطعاً استعمال نہیں کروں گا البتہ اس میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے کہ تقریر تو جناب والا ! ہمیں 42 صفحے کی دی جاتی ہے اور اس میں بیشتر حصہ اس معیشت کے نظام پر comment کیا جاتا ہے جو آج تک کسی بجٹ تقریر کا اس قسم کا حصہ نہیں رہا کرتا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جتنا وقت اس تقریر میں دیا گیا ہے اتنے دن ۔ اتنے زیادہ دن اس کے جواب میں دئے جاتے ۔ اب بجٹ پر ہم کیا بولیں گے اور اسی لئے یہ کیا گیا ہے کہ ہم بجٹ کی خامیاں نہ دیکھ سکیں ۔ ہم بجٹ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر عبدالخالق ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اپنی تقریر conclude کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ پندرہ منٹ سے زیادہ وقت لے چکے ہیں ۔ آپ ایک آدھ منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اب میں نہایت قیمتی چیز بتاؤں گا ۔ اب میں اس بجٹ سے نکلتا ہوں اور پنجاب میں آتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ پنجاب ایک منٹ میں پورا نہیں کر سکیں گے ۔ آپ conclude کریں ۔ اس کے بعد cut motions پر آپ کو بہت موقع ملے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : cut motions میں وہ subjects نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کو بولنے کا آرٹ آتا ہے ۔ مجھے پتا ہے آپ وہاں بول لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ بیٹھ گئے تو میں کہاں سے بولوں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : نہیں ! میں آپ کو اس کی اجازت دے دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میرا آرٹ تو آج نہیں چل سکا پھر کیسے چل سکے گا ۔

(قہقہہ)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آج تو آپ کا آرٹ چلا ہے ۔ 16 منٹ آپ کو تقریر کرتے ہوئے ہو گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے دو منٹ مزید دے دیں ۔ میں اس کو conclude کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ہم اکثر اراکین کو آٹھ سے دس منٹ تقاریر کے لئے وقت دے رہے ہیں ۔ آپ کو ہم نے سولہ سترہ منٹ دے دئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وہاں سے بھی زیادہ وقت لیا گیا ہے ۔ پہلے بھی presedent دئے گئے ہیں ۔ جناب والا ! جھٹ ہمیشہ ہر صوبہ کی معیشت کا آئینہ دار ہوا کرتا ہے ۔ اس سے ہر صوبہ کی معیشت جھلکا کرتی ہے اس سے جھلک آتی ہے ۔ جناب والا ! میں اب پنجاب کی آپ کو کیفیت بتاتا ہوں کہ پنجاب کی کیفیت اور حالت اس وقت کیا ہے ۔ جہاں تک گرانی کا تعلق ہے کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ نظم و نسق کا تعلق ہے ۔ کسی سے پوشیدہ نہیں بلکہ میں اس تاثر کو ختم کرنا چاہتا ہوں جو national base پر نہیں بلکہ international base پر چل رہا ہے کہ پنجاب باقی صوبوں کا حق کھا رہا ہے ۔ میں آج آپ کو گوشوارے دیتا ہوں کہ پنجاب سب صوبوں سے زیادہ پسماندہ ہے ۔ پنجاب کی ہمیشہ حق تلفی ہوئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اب آپ تشریف رکھیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! اس بجٹ سیشن میں جو تقاریر کی گئی ہیں خصوصاً حزب اختلاف کے فاضل اراکین کی طرف سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے واضح منشور پر اور انتخابات کے دوران جو ہم نے تقاریر کیں ۔ ہمارے لیڈروں نے جو تقاریر کیں اور پھر جو عوام کا واضح فیصلہ 1970ء کے انتخابات میں ہوا اس کے بعد میں یہ سمجھتا تھا کہ اس ملک میں اب یہ بات واضح ہو گئی ہے اور اب کبھی اس بات پر کوئی شک و شبہہ نہیں ہوگا کہ عوام نے کس سسٹم کو قبول کیا ہے ۔ اس میں یہاں میں یہ بات واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ نہ ہمارے منشور میں لکھا ہے ۔ نہ کبھی ہم نے ۔ نہ کبھی ہمارے کسی لیڈر نے یہ کہا ہے کہ ہم پاکستان میں کمیونزم یا کوئی لا دینی نظام یا چین کا نظام یا کسی اور جگہ کا نظام لانا چاہتے ہیں ۔ ہماری جو written تقاریر ہیں یا ہمارا منشور ہے اس میں آپ دیکھ لیں ۔ لیکن اس کے باوجود 1970ء میں سارا سال ہمارے خلاف یہ الزام تراشی ہوتی رہی اور باتوں کو توڑ مروڑ کر بیان کیا گیا اور یہی کہا گیا کہ نہیں جی ! بس یہ لادینیت آ رہی ہے ۔ کمیونزم آ رہی ہے ۔ حالانکہ ان عقل کے اندھوں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ کمیونزم کسی دوسرے ملک سے کبھی import نہیں کی جاتی ۔ جناب والا ! ایک بار جب ایک جیپ روڈ کٹھمنڈو اور لاسہ کے درمیان بن رہی تھی نیویارک ٹائمز کے ایک correspondent نے شاہ نیپال سے سوال کیا کہ یہ جو سڑک آپ بنا رہے ہیں آپ کا کیا خیال ہے کہ اس سے چین سے نیپال میں کمیونزم نہیں آ جائے گی تو شاہ نیپال نے یہ کہا تھا کہ

"I don't think commumism travels by Jeep"

اس طرح سے یہ بار بار ہم نے 1970ء میں کہا کہ ہر ملک کے اپنے حالات ہوتے ہیں اپنی ثقافت ہوتی ہے ۔ لوگوں پر اپنے مذہب کا اثر ہوتا ہے ۔ اور یہاں میں واضح طور پر یہ کہہ دیتا ہوں کہ 1970ء میں 1971-72ء میں بار بار یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ۔ اسلام ہمارا دین ہے ۔ ہم اس پر قائم ہیں ۔ اس کے لئے ہم زندہ ہیں اس کے لئے ہم جانیں دیں گے ۔ اس کے باوجود یہ ہم پر الزام تراشی

ہوتی رہی - نہیں جی - یہ تو لادینیت لا رہے ہیں - لادینیت آئے گی - کمیونزم آئے گا - لیکن میں ان دوستوں کو ان فاضل اراکین کو بتانا چاہتا ہوں جو یہ سمجھتے ہیں اور جنہوں نے اپنی ساری تقاریر اس طرح سے کی ہیں - جیسے تو ان کی تقاریر تضاد بیانی پر مبنی ہیں - ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم لا دینی نظام چینی نظام لا رہے ہیں دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہ لائے کیوں نہیں اور ابھی تک ہوا کیوں نہیں - فاضل وزیر خزانہ اس طرح کیوں نہیں رہتے جس طرح چین میں رہتے ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ ہم واضح طور پر کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے - اس کے باوجود وہ ہمیں اس طرح کہتے ہیں - وہ ایک سیاسی اختلاف ہے ورنہ اگر حقیقت ہوتی تو وہ بیان کرتے - صرف یہ بات کہنے کے لئے انہوں نے کہا ہے کہ وہ اسلام پر کاربند ہیں - ہم بھی سمجھتے ہیں ہم اسلام سے منحرف نہیں ہوئے - فاضل وزیر خزانہ کی تقریر پر لوگوں نے مذاق کیا اور ایک فاضل رکن نے اپنے نائب مسودہ کو جتنا وہ سنا سکتے تھے سنایا - انہوں نے ان کی بات کو خاص طور پر فوراً مروڑ کر بیان کرنا شروع کر دیا - میں اپنے اسلام پر کاربند ہونے کے دلائل دے رہا ہوں کہ جو وزیر خزانہ اپنی تقریر کے شروع میں یہ کہتا ہے کہ میرے لئے بجٹ جو ہے روز محشر کے حساب کا دن یاد دلاتا ہے - کیا اس کے بعد روز محشر لا دینیت کا اصول ہے ؟ یہ چین کا اصول ہے یا ماؤ کا ہے یا ملوکس میں کہیں لکھا ہے ؟ روز محشر اسلام اور مسلمان کا اصول ہے - اور جو وزیر خزانہ اپنے لئے سمجھتا ہو کہ میرے لئے یہ معمولی بجٹ کھاتے کا حساب نہیں بلکہ روز محشر کا حساب ہے - میں کہتا ہوں کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں - آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ - تو ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ قیامت کا دن آئے گا اور ہم سے حساب لیا جائے گا آج اگر ایک شخص کہتا ہے تو کیا تم اس کے ایمان پر شک کرتے ہو - 1970ء میں ہم نے بار بار چلا چلا کہا کہ ہم اسلام پر کاربند ہیں - ہماری آپ فرداً فرداً زندگی دیکھیں - ہم منحرف نہیں ہوئے -

پھر دوسری بات اسی فاضل رکن نے کہا کہ شاید ان کو جو آواز آئی وہ کہیں شیطان کی آواز تو نہیں تھی - میں ان کی عقل پر حیران ہوا کہ جب آواز کے متعلق لکھا کہ وہ آواز تھی کہ اگر علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ - جناب والا ! مسلمان سمجھتے تھے اور ہمیں سکول میں احادیث پڑھائی

جاتی نہیں اس وقت ہے۔ یہ ارشاد نبوی اور حضور کا فرمانا ہے۔ یہ شیطان کا نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے حضور کی Quotation کو شیطان سے تشبیہہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی زیادتی مسلمان کے ساتھ ہے اور وہ قول کیا تھا جس طرح حضور پاک نے ارشاد فرمایا تھا کہ :

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمات

اسی طرح ایک اور حدیث ہے :

اطلب العلم حتیٰ من آمین

اس زمانے میں چین بہت دور ہوتا تھا۔ جس کی مثال اس لئے دی کہ اس وقت ذرائع مواصلات بہت مشکل تھے۔ انہوں نے علم کا کہا تھا کہ کمیونزم کا علم نہیں۔ بلکہ علم جو ایک بڑی چیز ہے۔ اور اس میں ساری باتیں شامل ہیں اور حضور نے علم کے متعلق ارشاد فرمایا۔ وزیر خزانہ نے حضور کی حدیث ایسی جگہ پیش کی جہاں پر وہ ایک کہانی بنانا چاہتے تھے۔ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ کمال۔ کاریگری۔ فلاں یہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ میرے جیسا ادب سے بے بہرہ آدمی ہو وہ بات نہ سمجھتا ہو وہ جمع تفریق اور ضرب کا بجٹ ہمیں دے کر چلا جائے لیکن جناب والا ! یہ بجٹ تو ہمیشہ اس ملک میں پیش ہوتے رہے ہیں۔ جو چیز ہم نے دیکھنی ہے بلکہ ہمارا نصب العین ہے ہماری ایک منزل ہے ہم اس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ایک طرف لوگ کہتے ہیں کہ کمیونزم کیوں نہیں لائے۔ ایک دم کیوں نہیں الٹا پلٹا کر دیا۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ انہوں نے زمینیں چھین لیں۔ لینڈ ریفارمز کی ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو "چوڑ" کر دیا ہے۔ انہوں نے غریبوں کو مزارعوں کو "چوڑ" کر دیا ہے اور اب وہ آنکھیں دکھاتے ہیں۔ جناب والا ! یہ ہمارا ایک عزم ہے منزل ہے اور اس تک کبھی کوئی شخص ایک چھلانگ میں نہیں پہنچا۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ! جو فاضل اراکین تاریخ سمجھتے ہیں وہ یہ دیکھیں کہ جس ملک میں تبدیلی آئی وہاں کتنے سال لگے اور اس کے بعد اس کا پھل عوام کو ملا۔ اگر کوئی شخص تاریخ پڑھے تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ کافی عرصہ لگتا ہے۔ میں

دو مثالیں یہاں دینا چاہتا ہوں۔ ایک مشہور ماہر معاشیات ہے جس کا نام بیول نکلسن ہے جس نے بجٹ بنانے پر یہ کتاب لکھی۔ وہ جب تیس بتیس سال کا تھا تو یہ کتاب لکھی تھی لیکن جب وہ 50 سال کا ہوا اس وقت وہ برطانیہ کا وزیر خزانہ بنا۔ تو پہلی کتابوں میں جو اس نے وزیر بننے سے 20 سال پہلے بجٹ کے اصول لکھے تھے ان پر عمل نہ کیا۔ یہ بڑی عجیب بات ہوتی ہے کہ جب کوئی اصول لکھ چکے اور اس کے بعد حکومت میں داخل ہو تو اس پر عمل کرنا پڑے۔ اس عرصے میں برطانیہ کی دوسری جنگ ہو چکی تھی۔ برطانیہ کئی لحاظ سے کنگال اور قرضدار اور بدحال ہو گیا اور اکثر جہاز تباہ ہو چکے تھے۔ بہت قرضہ تھا۔ اس نے جب پہلا بجٹ پیش کیا تھا تو فوراً لوگوں نے کہا تھا کہ تم نے اپنی کتابوں 20 سال پہلے فلاں فلاں اصول لکھے تھے آج فلاں بات پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ خاص حالات کے تحت لکھا تھا۔ اس وقت اور اب وقت بہت تبدیل ہو چکا ہے۔ اس وقت برطانیہ کی نیوی دنیا بھر میں بہت لڑنے والی تھی۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ امریکہ اور کینیڈا کے قرضدار نہیں ہیں۔ لیکن اب نہ صرف قرض دینا ہے۔ بلکہ قسطیں بھی دینی ہیں۔ اس نے کہا مجھے اگلا بجٹ پیش کرنے دیں پھر اپنے اگلا بجٹ پیش کرنے دیں۔ آپ دیکھیں گے جو Objective Realities ہوں گی وہ میں ہر سال مد نظر رکھ کر بجٹ کو پورا کرتا جاؤں گا۔ اور اسی وزیر خزانہ کے عہد میں انگلستان میں سوشل سیکورٹی۔ نیشنل ہیلتھ سکیم رائج ہوئیں جس کو آج ہم لالچی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ جب ہم انگلستان جاتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ کمال ہے یہ اس نے کیا تھا۔ اکنامکس کے اپنے قانون ہوتے ہیں۔ آج ہم اگر کہیں اور ہر پاکستانی ایک انڈا کھائے تو انڈا سب کو نہیں ملے گا۔ اگر آج ہر پاکستانیوں کو پیسے دیں اور کہیں کہ جاؤ دودھ پی لو تو سب کو دودھ نہیں ملے گا۔ ہمیں منصوبہ بندی کرنا پڑے گی جس سے زیادہ افراد مستفید ہوں۔ اس کی ایک مثال تھی ایک اکانومسٹ کی جس نے کچھ اصول وضع کئے اور اس پر جب عمل کرنا پڑا تو اس پر تدریجاً عمل کیا۔ تو وہ فاضل رکن جو ٹالبوٹ کو ہوش الکرزئی تقریر کر رہے تھے انہوں کرنل جمال ناصر کا ذکر کیا کہ وہ صدر بن کر بھی بطور لفٹیننٹ کرنل کے گھر میں رہتے۔ میں کہتا ہوں یہ بات صحیح ہے لیکن جمال ناصر کے دفتر تھے یا محل تھے جہاں وہ کام کرتے تھے۔ کیا وہاں پر جو آرائشیں تھیں وہ نکال کر پھینک دی گئی تھیں۔ جو چیزیں وہاں استعمال

میں تھیں کیا وہ استعمال میں نہیں لائی جاتی تھیں ۔ بالکل لائی جاتی تھیں ۔ میں بہت خوش ہوں کہ جمال عبدالناصر مرحوم کی مثال اس ایوان میں دی گئی ۔ یہ بہت اچھی مثال ہے اس لئے کہ وہ بھی مسلمانوں کے عظیم لیڈروں میں سے ایک عظیم لیڈر ہیں کہ جس نے اپنے ملک کے حالات دیکھے اور حالات کا جائزہ لے کر ۔ اپنے عربوں کے حالات کا جائزہ لے کر ان کے لئے ایک نیا معاشی پروگرام مرتب کیا اور اسلام کے تحت رہ کر کیا ۔ اور یہ کہنے کی بات ہے ۔ اگرچہ اس فاضل رکن نے یہ بات نہیں بتائی کہ وہ پانچ وقت کا نمازی تھا ۔ اور جتنی بھی اسلام کی پابندیاں ہیں وہ سب کا پابند تھا اور اس کو مصر کے علماء اور اس وقت عدن میں جہاں میں رہتا تھا وہ برٹش کالونی تھی ۔ حالانکہ حکومت کو برطانیہ کا ساتھ دینا چاہئے تھا لیکن عدن میں بھی اور مصر میں بھی اس کے نام پر خطبہ ہوتا تھا اور اس خطبے میں کہا جاتا تھا اللھم انصر جمال عبدالناصر ۔ رئیس جمال عبدالناصر ۔ خطبے میں بڑے بڑے مولوی بڑے بڑے علماء ۔ جامعہ الازہر کے علماء جن سے بڑا کوئی جید عالم آپ اور پیدا نہیں کر سکتے ۔ وہ بھی سمجھتے تھے کہ جو کچھ مرد مومن کہہ رہا ہے یہ عرب کے حالات اور ضروریات کے مطابق کہہ رہا ہے ۔ یہ عربوں کو ممتاز اور سرفراز کرے گا اور اس نے کیا ۔ اس نے عربوں کی حالت کو بہتر کر دیا اور اس نے سامراج کا بیڑہ غرق کر دیا نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ سارے مشرق وسطیٰ میں اور اس طرح سے اس نے نہ صرف اپنے ملک کو بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی آزاد کرایا اور یہی وجہ تھی اس کے خلاف پراپیگنڈہ کی اور اس ملک میں ایک جماعت تھی ۔ یہ خاص بات ہے جس کا ذکر میں یہاں کرنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ میں اس سے ایک نتیجہ نکالنا چاہتا ہوں ۔ تو اس پانچ وقت کے نمازی کو ۔ جس کے متعلق خود فاضل ممبر نے کہا کہ وہ لیفٹیننٹ کرنل کے گھر میں رہتا تھا ۔ اس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ بہت اچھا شخص تھا ۔ جب وہ شخص عرب سوشلزم پر کارفرما ہوا اور اس نے سامراجیوں کا بیڑہ غرق کیا تو اس کے متعلق اس وقت اس جماعت نے کہا کہ وہ کافر ہے ۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے ۔ تو اس لئے اس شخص کو جسے ساری دنیا مانتی ہے اور اس کے فوت ہونے کے بعد مسجد میں دفنایا گیا ۔ اس کی قوم نے اس کی اتنی عزت کی کہ جو مذہب کے حضرات تھے انہوں نے کہا کہ ہم اسے مسجد میں دفنائیں گے کیونکہ اس نے قوم کے لئے بڑے زبردست کام کئے ہیں ۔ تو اس سے میں یہ نتیجہ نکالنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی شخص کسی vested interest کے

خلاف لبرد آزما ہوگا ۔ لڑے گا ۔ تباہی کرے گا ۔ بربادی کرے گا تو اسے کسی نہ کسی طریقے سے بدنام کیا جائے گا ۔ ایک خاص جماعت جس نے اسلام کی ٹھیکیداری لے رکھی ہے وہ اس پر کافر اور غیر مسلم ہونے کا فتویٰ لگاتی رہی ہے ۔ تو اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ ایک ایسا زبردست لیڈر جس کے متعلق فاضل اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک اور پاک زندگی بسر کرتا تھا اسے کافر کہا گیا ۔ اس کا جرم کیا تھا؟ اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے ۔ جس طرح یہاں کہتے ہیں کہ مزدوروں کو "چوڑ" کر دیا ۔ اس نے بھی عمال یعنی مزدوروں کے لئے اصطلاحات کیں ۔ ان کے لئے نوکری پکی کی جو ایک بہت بڑی چیز ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کیا تبدیلی ہوئی ۔ میں کہتا ہوں آپ کسی مل کے مزدور سے پوچھیں ۔ کہ سب سے بڑی تبدیلی کیا ہوئی ہے تو وہ کہے گا کہ سب سے بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ میری نوکری پکی ہو گئی ہے ۔ پہلے مجھے نوکری سے نکال دیتے تھے اور پچھلے دنوں میں کوہ نور ۔ راولپنڈی کے مزدوروں سے بات کر رہا تھا جنہوں نے مہنگائی کے متعلق احتجاج کیا تھا ۔ میں نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو اور ایسا کیوں کر رہے ہو ۔ اس سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے کہ شاید یہ کوئی غلط کام کر رہے ہیں ۔ تو وہ کہنے لگے کہ نہیں جی ۔ آپ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے ۔ آپ ہمارے اپنے ہیں ۔ ہم آپ سے اور بھی لینا چاہتے ہیں ۔ ہم ووٹ آپ کو ہی دیں گے ۔ حکومت یہی چاہتی ہے ۔ اس لئے کہ اس سے پہلے ہماری اتنی بات بھی کوئی نہیں سنتا تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! کیا ان پر وقت کی کوئی پابندی نہیں ؟

وزیر تعلیم : جب آپ حکم کریں گے تو میں اپنی تقریر ختم کر دوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : یہ میں مسٹر سپیکر کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا ۔

وزیر تعلیم : تو میں نے مرحوم جمال عبدالناصر کی مثال اس لئے دی کہ ایک ایسا شخص جس نے خود اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر دکھائی اس پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا گیا ۔ تو اس لئے کوئی عجب بات نہیں کہ ہم میں سے بھی اگر کوئی کسی کے مفاد کو متاثر کرے گا ۔ کسی vested interest کو خراب

کوشش کی۔ اس کی تباہی اور بربادی کرنے کا تو اس کے خلاف بھی فتوے لگائے جائیں گے۔ لیکن جناب والا ! یہ بات عوام کے فیصلہ کرنے کی ہے کہ آیا جس بات پر ہم عمل کر رہے ہیں وہ اسلام کے خلاف ہے یا نہیں ؟ وہ اس لئے کہ آپ دیکھیں کہ اسلام میں بہت سارے فرقے ہیں اور ہر فرقے کے لوگ اکثر اوقات دوسرے فرقے کو خارج از دین قرار دے چکے ہیں۔ اس لئے کہ فرقے کے لوگ ایک خاص چیز میں یقین رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے سیاسی پارٹیوں کے بھی اپنے اپنے مسائل ہوتے ہیں اپنے اپنے پروگرام ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے منشور ہوتے ہیں۔ ہم نے اپنا منشور اس وقت جب کہ اخبارات کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ ہمارے خلاف لکھیں یا ہماری تقریروں کو توڑ مروڑ کر پیش کریں۔ 1970ء میں ہماری تقریریں اکثر کوئی cover نہیں کرتا تھا۔ تو اس وقت ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے گلی گلی۔ محلے محلے میں۔ پلیوں پر اور چوراہوں پر کھڑے ہو کر اور ہر جگہ جا کر تقریریں کیں اور لوگوں کو سمجھایا کہ ہمارا کیا پروگرام ہے۔ اس کے بعد 1970ء کے انتخابات میں مزدوروں نے اپنے مالک کا حکم نہیں مانا۔ مزارعوں نے اپنے زمینداروں کا حکم نہیں مانا اور لوگوں کو نوکریوں تک سے نکال دیا گیا۔ کئی لوگوں کو کھڑوں تک سے نکال دیا گیا۔ ان میں جو ان بھی سبھی شامل تھے۔ لوگوں نے جا کر اپنی پسند کے مطابق ووٹ دیا اور فیصلہ دے دیا کہ وہ اس پروگرام کو اسلام کے خلاف نہیں سمجھتے بلکہ یہ عین اسلام کے مطابق ہے۔

میں اس ایوان میں اعلانیہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو بھی معاشی پروگرام ہے آپ اسے سوشلزم کہیں۔ اسلامی مساوات کہیں۔ اسے آپ اشتراکیہ والاسلامیہ کہیں۔ وہ لوگ جن کی مادری زبان عربی ہے۔ جو قرآن کا ایک ایک لفظ سمجھتے ہیں انہوں نے اشتراکیہ والاسلامیہ کہا اور چونکہ عربی میں سوشلزم نہیں ہے اس لئے عربی میں سوشلزم کے لئے اشتراکیہ کا لفظ آتا ہے۔ تو ان کے ہاں بھی کمنونزم نہیں ہے۔ لادینیت نہیں ہے بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اشتراکیہ ولاسلامیہ اسلامی مساوات یا اسلامی سوشلزم۔ یہ ایسا معاشی نظام ہے کہ جو بالکل وہی کہ جو اسلام کے عدل و انصاف سے مراد ہے۔ پچھلے چند مہینے ہوئے یہاں شیخ البطور الفہام شریف لائے اور ان کے ساتھ اس وقت ائرپورٹ پر اور شام کو ہوٹل انٹر کانٹینٹل میں ملنے کے لئے پاکستان کے بہت سے علماء تھے۔ میں وہاں نہیں تھا۔ میں اعلانیہ کہنے کے لئے کھڑا تھا اور

انہوں نے عربی میں مخاطب کیا۔ میں نے ان سے مودبانہ کہا کہ مولانا میں نے کہا کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں اور یہ جو باقی علماء بیٹھے ہیں یہ بھی آپ کو خوش قسمتی سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اس لئے آج میں اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ جو شاید زندگی میں کبھی نہ آئے۔ آج آپ اشتراکیہ والاسلامیہ کی تشریح کریں تو جناب والا! یہ خبر خاص طور پر امروز میں بڑے اچھے طریقے سے رپورٹ ہوئی۔ انہوں نے یہ کہا کہ بالکل ایسے ہے کہ جیسے جس کو آپ گردہ کہتے ہیں۔ میں اپنی زبان میں اسے کلو کہتا ہوں اور پرانی لاطینی زبان میں اسے رینم کہتے تھے۔ تو اگر ہم یہ کہیں کہ چونکہ روم کے لوگ جو دین تھے اور ہمارے جسم کے ایک حصے گردے کو ڈاکٹری زبان میں جو دین نام سے لکھا جاتا ہے تو یہ کفر ہو گیا، انہوں نے کہا یہ بالکل نہیں۔ صرف نام کا فرق ہے اور انہوں نے واضح طور پر کہا یہ ان کا یہ نقطہ تھا۔ وہ کہنے لگے المسلمون یقاربون الکفر مزدلفہ۔ یعنی مسلمان کفار کے قریب ہے کہ جو اسلام میں عمل کا تصور ہے۔ جیسے اسلام میں سودی معاملات کا تصور ہے اور جس سے لیکر یہاں تک کہ جو انگریز یا حکومت نے اس لفظ کو استعمال کیا تھا۔ اسلامی عدل و انصاف۔ ہم یہ بات واضح طور پر کہ فاضل اراکین کی موجودگی میں ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر ہر جگہ کہتے ہیں کہ اسلامی عدل و انصاف کے علاوہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں اور یہ صرف ہماری کوتاہیاں ہیں کہ یہ ایک دوسری زبان میں مختصر لفظ میں بیان نہیں۔ جس طرح بو علی سینا اور دوسرے عرب مشاہیر گزرے ہیں، اگر ہم اس وقت سے ترقی کرتے تو ہم انگریزوں کو کلی کے بجائے کلو پڑھاتے۔ یقیناً انگریزوں کو ڈاکٹری اور دوسری سائنسیں عربی میں سیکھنی پڑتیں۔ شیخ البطور الفہام نے یہ کہا ہے کہ اس سے بعض لوگ ہم پر بہتان تراشی کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ اس میں سوائے عدل و انصاف کے کوئی اور چیز نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہوئی ہے کہ ہم نے پہلے ایک ڈیڑھ سال میں کون سی غیر اسلامی بات کی ہے۔ یہ سب سے بڑی فیصلہ کن چیز ہونی چاہیے۔ کہنے کو تو ہر آدمی منشور میں لکھ لیتا ہے۔ تقریر تو ہر آدمی کر لیتا ہے، ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ میں اچھا اور پاک دامن ہوں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ کون سی ہماری بات اسلام کے خلاف ہے۔ یہاں کہا جاتا تھا کہ سیکولر ہند ہو جائیں

گی ۔ لیکن مسجدیں کہاں بند ہوئیں ؟ بلکہ اسلام میں جس چیز کی پابندی تھی ہم نے اس کو نہیں ہٹایا ۔ بلکہ جتنے مذہبی تہوار ، مثلاً عید میلادالنبی وغیرہ تھے ان میں سرکاری طور پر حصہ لیا گیا ۔ خود صدر مملکت نے سفیروں کو اکٹھا کر کے ، اور ان میں کمیونسٹ ملکوں کے بھی سفیر تھے ۔ ان کے سامنے حضور کے یوم ولادت پر اس محفل میں حصہ لیا اور سب لوگوں کی شراکت کے ساتھ دعا کی ۔ سب لوگوں نے اور ان اراکین نے جو یہاں بیٹھے ہیں ، ٹیلیویژن میں فوٹو دیکھی ہوگی ۔ تمام سفارتی نمائندے اس دعا میں شرکت کر رہے تھے ۔ کیا یہ ایک لا دینی حکومت کا کام ہے ؟ ہمارے کارنامے دیکھیں اور یہ ثابت کریں کہ ہم نے اسلام کے خلاف کام کیے ہیں ؟ بلکہ ہم نے سب باتیں اسلام کے مطابق کی ہیں ۔ مثلاً لینڈ ریفارمز ہم نے کی ہیں ۔ پھر ہم نے مزارعین کے حقوق بہتر کیے ۔ پھر ہم نے مزدوروں کی نوکری پکی کی ہے اور وہ چیز سب سے بڑی سمجھتے ہیں ۔ ان کو گریجوٹی ، ان کو سوشل سیکورٹی اور بہت سی چیزیں دی ہیں ۔ کیا یہ غیر اسلامی فعل ہیں ؟ یہ تو وہی ہے جو صدر ناصر نے عمال کے لیے کیا ۔ وہی ہم مزدوروں اور کسانوں کے لیے کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! پھر ہمارے بجٹ میں آپ یہ دیکھیں ۔ کسی بھی شعبے میں آپ دیکھیں ۔ آپ کو یہی چیز نظر آئے گی کہ سوشل سروسز ، جتنے عوام کے سوشل فائدے نکل سکتے ہیں ، ان پر پیسہ زیادہ سے زیادہ خرچ ہو رہا ہے ۔ جتنی سوشل سروسز کی منسٹریز ہیں ۔ ان کے بجٹ میں ہر سال زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو رہا ہے ۔ ہم qualitatively اور quantitatively نئے نئے پروگرام ان میں لا رہے ہیں ۔

اس کے آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اکثر حضرات اس بات پر بار بار زور دیتے ہیں ، مثال کے طور پر ۔ کہ پاکستان کے وزیر فقیروں کی طرح کیوں نہیں ؟ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم کام ٹھیک کر رہے ہیں یا نہیں ۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ ایک آدمی کھدر کا لباس پہن لے اور وزیر ہو اور خراب کام کرے اور عوام کی بہبود کا کام نہ کرے ۔ جمال عبدالناصر جس کا ذکر کیا ۔ ہمیشہ سوٹ پہنتے تھے اور ٹائی لگاتے تھے اور کوئی بری بات ان میں نہ تھی ۔ میں ایک اور مثال دیتا ہوں کہ آپ نے کبھی قائد اعظم اور گاندھی میں فرق دیکھا تھا ؟ کسی مسلمان نے گاندھی کے ہاتھ پر بیعت کی کہ چونکہ آپ بہت سادہ لباس پہنتے ہیں ۔ بکری کی خوراک کھاتے

ہیں ۔ بکری کا دودھ پیتے ہیں ۔ اس لیے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں ۔ میں تو آپ کو لیڈر سمجھتا ہوں ۔ قائد اعظم کو نہیں سمجھتا ۔ کیا کسی مسلمان نے ایسا کیا ؟ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوام ابھی یہ نہیں دیکھتے کہ اس نے کیا پہنا ہوا ہے ۔ یہ کس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ بلکہ یہ کہ وہ انصاف کرتا ہے کہ نہیں ۔ کام ٹھیک کرتا ہے یا نہیں ۔ ملک کے مسئلے ٹھیک کرکے چلاتا ہے یا نہیں ۔ یہ ناسمجھی کی بات ہوگی ۔ کبھی کسی مہذب ملک میں ۔ یا جہاں جمہوریت کا زیادہ دیر تک دور دورہ رہا ہو ۔ وہاں کبھی اس قسم کی تنقید نہیں کی جاتی ۔ ہمیشہ جو کسی کا پبلک کام ہوتا ہے ۔ جو کسی کا پبلک کنڈکٹ ہوتا ہے اس کو زیر تنقید لایا جاتا ہے ۔ وہاں کسی کی ذات کو زیر تنقید نہیں لایا جاتا جہاں پر جمہوریت کا لوگوں کو سبق حاصل ہو چکا ہو ۔

آخر میں جناب والا ! پیشتر اس کے کہ آپ لوکیں ۔ میں ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن میں اپنے فاضل اراکین حزب اختلاف سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تو وہ یہ امید رکھیں کہ یہ بجٹ ہمارا آخری بجٹ ہے اور ہم حساب کتاب کے لحاظ سے دے دیتے اور لوگوں کو کہہ دیتے کہ بس ۔ بھائی تیسرے دن ایک اولس گوشت کھایا کرو ۔ دودھ سات دن کے بعد پیا کرو ۔ بس یہی تمہارا حال ہے ۔ ہسپتال بھی اتنے ہی رہیں گے سکول بھی اتنے ہی رہیں گے اور ہم آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتے ۔ مایوسی ہی مایوسی ہے تو میں سمجھتا ہوں جناب والا ! وہ کوئی اچھے اور محب وطن لیڈر کا کام نہیں ہوگا ۔ اور یہی بات فاضل وزیر خزانہ نے جو شروع اور آخر میں بجٹ کو sum up کرتے ہوئے کہی ہے ۔ اس سے اپنی منزل کی نشاندہی کی ہے ۔ عوام کو یقین دلایا ہے ۔ عوام کو ایک امید دلائی ہے ۔ عوام کو ایک چیز دکھائی ہے کہ وہ ہماری منزل ہے ۔ وہاں پر ہم پہنچیں گے تو آپ کو فائدہ ہوگا ۔ جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی چیز کا عزم رکھنا ۔ کسی چیز کا خواب دیکھنا ۔ کسی چیز کی خواہش رکھنا کوئی جرم نہیں ۔ یہ ایک اچھے محب وطن لیڈر ۔ عوام دوست لیڈر کا فرض ہے کہ لوگوں کو یہ بتائے کہ بھائی ۔ اس سال یہ ہے ۔ لیکن ہمارا یہ پروگرام ہے کہ اگلے سال ہم یہ کریں گے ۔ اس سے اگلے سال یہ کریں گے ۔ تاکہ عوام میں مایوسی نہ ہو ۔ امید پھیلے ۔ جناب والا ! اس قسم کی خواہشات رکھنا ہمارے ادب میں جگہ جگہ موجود ہے ۔ بلکہ ہمارے ماں باپ ہمیں روز سکھاتے رہتے ہیں اور

پہلوے مذہب میں یہ ہے کہ مایوسی نہیں کرنی چاہیے ۔ امید رکھنی چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ پر امید رکھنی چاہیے ، کام کرنا چاہیے ۔ محنت کرنی چاہیے ۔ صرف جو آدمی محنت کرے گا ۔ اس کو ضرور ملے گا ۔ تو میں یہاں پر یہ کہہ کر ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک انگریزی نظم ہے جو بعد میں گیت بھی بن گئی ۔

Oh, you ought to have a dream.
If you don't have a dream,
you can't have a dream come true.

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب ۔ ایک استدعا آئی ہے کہ آپ سے پہلے مخدوم حمیدالدین صاحب تقریر کر لیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : آپ مخدوم صاحب کو بلا لیں ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم حمیدالدین صاحب ۔ آپ کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے ۔ وزراء صاحبان اور پارٹیوں کے لیڈروں کے وقت کا تعین دوسرے فاضل اراکین کے وقت کے تعین سے ذرا مختلف ہے ۔ تاکہ مخدوم صاحب کو بھی پتا چل جائے کہ کتنے وقت میں انہیں اپنی تقریر کو ختم کرنا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : چونکہ آپ نے مجھے quote کیا ہے ۔ میں اتنی گذارش کروں گا کہ ان کو آپ نے 45 منٹ وقت دیا ہے ۔ یا تو آپ نے گھڑی نہیں دیکھی ۔

مسٹر سپیکر : میں نے گھڑی دیکھی ہے ۔ میں قائم دیکھے بغیر تقریر شروع نہیں کرواتا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان 11 بج کر 30 منٹ پر تقریر کے لیے اٹھے تھے اور انہوں نے گیارہ بج کر 48 منٹ پر اپنی تقریر ختم کی ۔ ڈاکٹر صاحب 11 بج کر پچاس منٹ پر تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے بارہ بج کر اٹھارہ منٹ پر تقریر ختم کی ۔ اس طرح انہوں نے 45 نہیں ، بلکہ اڑھ گھنٹے

بھی تقریر نہیں کی ۔ میرے پاس ٹائم لکھا ہوا ہے ۔ وہ تقریباً 23 منٹ بولیں ہیں

مخدوم حمیدالدین (رحیم یار خان ۔ ۵) : جناب سپیکر ! سالانہ میزانیہ چاہے قومی سطح پر مرتب ہوا ہو یا صوبائی سطح پر ، یہ اپنے عنوان کے لحاظ سے اور اجتماعی نفس مضمون کے اعتبار سے اجتماعی عدل اور انفرادی عزت نفس کا محافظ ہوتا ہے ۔

جناب والا ! اگر یہ ان عظیم مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے تو پھر یہ اپنی ذات میں عوامی بھی ہے اجتماعی بھی ۔ وگرنہ یہ چارہ گر اپنی بے چارگی کے باعث نہ عوامی مقتضیات کا پاسدار ہے نہ اس میں فلاح کی ضمانت دی جا سکتی ہے ۔ جناب والا ! میں ماضی کے نقوش بہ کمال و تمام پوری وضاحت و صراحت سے دیکھ رہا ہوں ۔ جناب سپیکر ! ہم ماضی کی تلخیوں کو حال کے تصورات میں مسلسل تحلیل کرتے رہے ۔ ہم اپنے حکمرانوں کی ہر ادا پر مچلتے رہے ۔ ہم ان کی ہر خطا پر سنبھلتے رہے جناب سپیکر ! ہم وعدۂ فردا کی نیرنگیوں سے مسلسل بہلتے رہے اور اس امید میں رہے کہ فراست و تدبیر ہماری قومی زندگی کا مرکز و محور ہو گا ۔ یقین و اعتماد ہماری زندگی کے ہر شعبے پر ، ہماری زندگی کے ہر گوشے میں ، ہر سطح پر جاری و ساری ہو گا ۔ آزادی خیال ہمارا پیدائشی حق ، عزت نفس اور عظمت خود ہمارا مقدر ، اتحاد و اتفاق ہمارا نصیب ، غیرت و حمیت ہماری طبیعت اور قومی وقار ہمارا نشان منزل ہو گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ! اگر آپ قومی زندگی کی وسیع و عریض وادیوں میں جھانکیں تو آپ ایک یاس اور نا امیدی کی کیفیت سے دوچار ہوں گے ۔ آپ مایوسی سے ہمکلام ہوں گے ۔ جناب والا ! آپ چاہے طلوع سحر کے متلاشی ہوں مگر وہ آپ کا مقدر نہ ہو ۔ آپ اعتماد اور یقین کی فضا میں سانس لینا چاہیں ، شاید فضا سازگار نہ ہو ۔ اس لئے کہ آج ہر شخص غیر مطمئن اور ہر گھر مایوسیوں کی عمیق گہرائیوں میں سسک رہا ہے ۔ جناب والا ! آخر یہ کیوں ہے ؟ جناب سپیکر ! آخر یہ کیوں ہے ؟ موجودہ حکومت جو کہ خالصتاً جمہوریت کا نتیجہ ہے یہ اس کے اعمال کا نتیجہ کیوں ہے ؟ جمہور اپنی جمہوریت سے اتنے آزردہ کیوں ہیں ؟ آخر اس کی کوئی وجہ ہے ۔ یقیناً اس کی وجہ ہے ، اس کے اسباب و علل ہیں ۔ یقیناً اس کے محرکات ہیں ، یقیناً اس کی

متضیات ہیں یقیناً اس کے تضادات ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کی مادی تعبیر کے اسلوب میں بھی بیان کئے جا سکتے ہیں ۔

جناب والا ! پاکستان عظیم سانحہ سے دوچار ہونے کے باوجود آج اپنے اندر طاقت اور تعمیر و ترقی کی عظیم صلاحیتیں رکھتا ہے ۔ اسکی افرادی قوت دنیا کی عظیم افرادی قوتوں میں شمار ہوتی ہے ۔ جناب والا ! اس کے وسائل وسیع ہیں ۔ اقتصادی ذرائع لا محدود و بے کنار ۔ جناب والا ! دفاعی حیثیت سے آج بھی ناقابل تسخیر حصار ان تمام چیزوں کے باوجود ایک تصور پیدا ہو رہا ہے ، ایک احساس پھیل رہا ہے ۔ پوری قوم میں پھیل رہا ہے ، پورے ملک میں پھیل رہا ہے کہ پاکستان میں کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے ۔ آخر اسکی وجہ کیا ہے ؟ جناب سپیکر ! اگر سیاسی استحکام موجود ہے تو پھر یہ حادثات کیوں رونما ہو رہے ہیں ؟ جناب والا ! اگر مصائب و آلام پر قابو پا لیا گیا ہے تو پھر ہمارے دل کیوں ڈوبے جا رہے ہیں ؟ جناب والا ! اگر ظلمت کی راتیں چھٹ چکی ہیں تو پھر طلوع سحر کیوں تشنہ کام ہے ؟ جناب والا ! اگر آفتاب جمہورت اپنے نصف النہار پر موجود ہے تو پھر جمہوریت کیوں مقہور ہے ؟ جناب والا ! اگر مہتاب ضوفشاں ہے تو پھر کرنیں کیوں ماند پڑ گئی ہیں ؟ جناب والا ! اگر ہم مضبوط بن سکتے ہیں تو پھر یہ بے بسی کی کیفیت کیوں طاری ہے ؟ جناب والا ! اگر آج بھی امکانات روشن ہیں تو پھر چراغ امید کیوں بجھ گیا ہے ؟ آخر اسکی کوئی وجوہات ہیں ، اس کے محرکات ہیں ــــ (نعرۂ ہائے تحسین) ــــ اس کے تضادات ہیں ۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کی مادی تعبیر کے اسلوب میں بھی بیان کئے جا سکتے ہیں ۔

جناب والا ! اصل میں الفاظ کا اعتبار اٹھ چکا ، قانون بے معنی ہو کر رہ گیا اور وعدوں کا اعتماد نہیں رہا ۔ جناب سپیکر ! منصب سے متانت و تقدس رخصت ہوئے ۔ جناب والا ! یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ پوری عوامی قوت کو افرادی قوت کو اندوہناک حد تک متاثر کر رہی ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قول و فعل میں ایک تضاد ہے ۔ نظریاتی تضاد ہے ، عملی تضاد ہے ۔ جناب والا ! آپ نظام سیاست و معیشت میں سے کوئی سا نظام اپنائیں لیکن ان میں سے ہر ایک نظام نے اپنے ملک کو ، اپنی قوم کو شرف و عزت کے مدارج بخشے ہیں ، توقیر و عظمت بخشی ہے ، عالمی سیادت و قیادت بخشی ہے ۔

مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ممالک اور اقوام اپنے نظام سیاست و معیشت سے وفادار تھے - یہ اپنے نظام معیشت کو ایمان کا درجہ دیتے ہیں - ان کا قول و فعل ایک ہے - دیانت و امانت ان کا طرۂ امتیاز ہے - جناب والا ! میں آپ سے بالمشافہ اور بلاواسطہ یہ عرض کروں گا اور آپ کا فیصلہ چاہوں گا اس لئے آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ کیا آج ہم اپنے نظام سیاست و معیشت سے وفا دار ہیں ؟ کیا آج ہم اپنے نظام معیشت کو ایمان کا درجہ دیتے ہیں ؟ کیا ہمارے قول و فعل ایک ہیں ؟ کیا دیانت و امانت ہمارا امتیازی نشان ہے ؟ جناب والا ! میں آپ سے دیانت کرتا ہوں کہ یہ جو عناصر ترکیبی میں نے یہاں بیان کئے ہیں کیا ان میں سے کوئی بھی عنصر ہماری قومی زندگی کو اعتماد و یقین کی ضمانت بخش رہا ہے ؟ تو جناب والا ! اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں - آپ کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں - آپ کی دیانت و فطانت پر چھوڑتا ہوں - آپ کی sense of Justice پر چھوڑتا ہوں - آپ کی sence of proficiency پر چھوڑتا ہوں -

جناب والا ! اس کے بعد میں بجٹ کے معاشی پہلوؤں سے متعلق تھوڑا سا گذارش کرنا چاہتا ہوں - اور محترم وزیر خزانہ ! یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ہمیں اس بات کا استحقاق پہنچتا ہے اور ہم انہیں یقینی طور پر اپنا دوست سمجھتے ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل اس وقت جو گرانی ہے اور اشیائے ضرورت کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں - اخباری اعداد و شمار کے مطابق ایک سال کے دوران مجموعی طور پر دس سے ساٹھ فیصد تک قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے - جناب والا ! ہر طبقہ کے افراد متاثر ہوئے ہیں - اگرچہ تنخواہوں میں اضافہ ایک خوش آئند بات ہے مگر گرانی کی ان اضافی کیفیت کے پیش نظر شاید اس کے اثرات دیرپا ثابت نہ ہوں - جناب والا ! موجودہ حکومت نے قیمتوں میں استحکام اور ٹھہراؤ پیدا کرنے کے لئے قیمتوں کا ایک بورڈ تجویز کیا ہے اور اسے معرض وجود میں لائی ہے جس کی صدارت جناب حنیف رامے وزیر خزانہ صاحب خود فرمائیں گے - یہ بورڈ اشیائے صرف کے ذمہ دار محکموں میں تعاون پیدا کرے گا اور پھر صارفین اور صنعتکاروں کے تعاون سے ایک سال کے لئے موجودہ قیمتیں جو ہیں وضع کرے گا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خوش آئند اقدام ہے اور میں وزیر خزانہ صاحب کی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے توقع کرتا ہوں اور ان کے لئے صرف دعا کر سکتا ہوں کہ خدا انہیں اس سلسلے میں کامیاب و کامران

ہیں۔ مگر جناب والا! آج جو گرانی کی یہ کیفیت طاری ہے وہ صرف معاشی بہبود طلب کے عدم توازن کا نتیجہ نہیں ہے اس لئے کہ اس کے اور محرکات بھی موجود ہیں۔ مثلاً ذخیرہ اندوزی، دولت حاصل کرنے کی خواہش، بلیک مارکیٹنگ، بین الاضلاعی چوری، چور بازاری اور اس محکمہ سے متعلق دیگر اہل کاروں کا اس میں حصہ بھی موجود ہے۔ مگر قابل توجہ بات جو وزیر خزانہ نے کی ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایک صوبے میں اس قسم کے قیمتوں کے بورڈ بنانے سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ پھر کم قیمت والے صوبے سے دوسرے صوبوں کی چور بازاری شروع ہو جائے گی اور اس طریق سے کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ اگر خاطر خواہ انتظام کرنا مقصود ہے تو اسے قومی سطح پر کیا جائے تاکہ جو میں نے معروضات کی ہیں اس کا کسی طور سے بھی کوئی احتمال باقی نہ رہے۔

جناب والا! پچھلے دو تین ماہ میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ کرنسی نوٹوں کا پھیلاؤ ہے۔ جیسا کہ اخبارات میں شائع ہوا ہے گذشتہ دو تین مہینوں میں کرنسی نوٹوں کے پھیلاؤ میں تقریباً 13 فیصد یعنی ایک ارب دس کروڑ روپوں کا اضافہ ہوا ہے اور نوٹوں کے پھیلاؤ کے مقابلہ میں متناسب اضافہ نہ ہونے کے باعث افراط زر کے دباؤ میں اور اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے ذخیرہ اندوزی اور مفاد خصوصی کے اصطلاحات مرتب ہوئے ہیں اس کے نتیجے میں ظاہر ہے کہ اشیائے صرف نایاب ہوئیں تو ان کی قیمتیں چڑھ گئیں اور اس طرح مقررہ تنخواہ پانے والے جو لوگ ہیں جس میں متوسط طبقہ اور غریب طبقہ ہیں جس میں مزدور ہیں ان کی صحیح اور حقیقی آمدنی جو ہے وہ گھٹ کر رہ گئی ہے اور اس میں جو اضافہ ہوا ہے وہ ان کے لئے کوئی اطمینان بخش نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! بدقسمتی سے ہمارا ملک کئی سالوں سے سیاسی عدم استحکام کی مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور جناب والا! میں اس ضمن میں گذارش کروں گا کہ جب تک سیاسی صورتحال سازگار نہ ہو اس وقت تک اندرون ملک معیشتی حالات سازگار نہیں ہو سکتے۔ آج جو طبقات میں کشمکش کے اثرات اور ملک میں بھی پائے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ پیداواری قوتوں کو بڑھانے کے لئے کسی طور بھی انفع بخش نہیں ہو سکتے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اندرون ملک حکومت کا فرض ہے کہ سیاسی

حالات سازگار رکھے تاکہ معیشی استحکام پیدا ہو اور صنعتی کارکن پوری دل جمعی کے ساتھ مصروف عمل ہو جائیں ۔

جناب والا ! آج کل ہمارے موجودہ اور بیشتر مسائل کا حل زیادہ سے زیادہ پیداواری قوتوں کا اضافہ ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ صنعتی پیداوار میں اضافے کے لئے تین جماعتیں ذمہ دار ہیں ۔ سرمایہ دار ، محنت کش اور انتظامیہ ۔ جب تک ان جماعتوں کے اندر تعاون نہ ہوگا حالات سازگار نہیں ہوں گے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ کسی طور سے یہ بھی جماعتیں پوری دل جمعی کے ساتھ صنعتی پیداوار کو بڑھانے کے لئے کام نہ کر سکیں ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک چھوٹی جماعت صارفین کی ہے جن کے حقوق کا تحفظ بھی حکومت کے ذمہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ ان جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کو بھی دوسروں کا غیر منصفانہ طریق پر استحصال کرنے کی اجازت نہ دے ۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہر طبقہ کے حقوق کی نگہداشت کرے اور ان میں ہر طبقہ اور جماعت کے حقوق کی نگہداشت کرے ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ہی میں یہاں جناب وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ منصوبہ بندی کے لئے بھی ایک نیا اصول اپنانے کی ضرورت ہے ۔ اس سے پہلے اس ملک میں تاثر رہا ہے کہ ملک میں سرمایہ کی زیادتی اور افرادی قوت کی قلت ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی افرادی قوت کی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لا سکے اور ان سے مفاد حاصل نہیں کر سکے ۔ جناب والا ! آج یہ کیفیت ہے کہ ہمارے پاس سرمایہ کی کمی اور افرادی قوت کی بہتات ہے ۔ تو ہمیں چاہئے کہ ہم ایسے اقدامات کریں کہ جن سے ہم اپنی افرادی قوتوں کو اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکیں اور ان سے ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے صحیح استفادہ کر سکیں لیکن اس کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ منصوبہ بندی کی orientation یہ ہو کہ جہاں کم سے کم سرمایہ صرف ہو اور زیادہ سے زیادہ افرادی قوت استعمال ہو تاکہ منصوبہ بندی کے نتائج جلد برآمد ہوں ۔ جہاں ہماری منصوبہ بندی میں جو اشیاء کا استعمال ہو اس میں درآمدی اشیاء بہت کم سے کم استعمال ہوں ۔ تو اس قسم کی منصوبہ بندی اور قسم کی پلاننگ کی orientation کرنا ہمیں ضروری ہوگی ۔ میں آپ کا بیحد شکر گذار ہوں ۔

جناب والا ! بہاول پور کے متعلق میں محترم وزیر خزانہ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے جناب صدر گرامی قدر تشریف لائے تھے تو یقیناً انہوں نے یہی جملہ استعمال کیا تھا "شرمناک حد تک ان کا استحصال ہوا ہے" تو میں صرف مختصراً اور پوری احتیاط کے ساتھ اور کسی کے ساتھ منسوب نہ کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ان کے جملہ کا ایک درمیانی لفظ "شرمناک" سے شاید ہم کچھ شرم و حیا حاصل کر سکیں ۔ میرا کسی کی طرف روئے سخن نہیں ۔ تو میں چاہتا تھا کہ ان کو اس جملہ کی پاسداری کرنی چاہئے تھی ۔

جناب والا ! بہاول پور کے مسائل کی داستان بہت طویل ہے اور مسائل کا حل ہونا باقی ہے ۔ میں اس وقت بھی گذارش کروں گا آج بھی بہاول پور کی جو allocations ہیں از راہ کرم عنایت پیشتر اس کہ یہ بجٹ پاس ہو ان کو revise کریں ۔ نظرثانی کریں اور ان کو review کرکے ایک خطیر رقم رکھیں تاکہ جو پچھلے نقصانات ہیں ان کی کفایت کی جا سکے ۔

اب میں رحیم یار خان کا ایک مسئلہ آپ کی توجہ کے لئے عرض کروں گا کہ منصوبہ میں پیلز ورکس پروگرام ہوں یا رورل ورکس پروگرام ہوں لیکن ان کے لئے وہاں کے ایم پی اے صاحبان اور ایم این اے صاحبان کو بلایا جاتا ہے ۔ میری اطلاع میں ہے کہ جو متفقہ طور پر ہاؤس نے منصوبہ جات کی منظوری دی ہے ان کو میرے سننے میں آیا ہے خارج کر دیا گیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کو بلانے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی ۔ پھر تو یہ ہے کہ حکومت کے منسٹر صاحب یا سیکریٹریٹ سے کوئی plan approve کر کے بھجوائی جا سکتی ہے تو اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس وقت جو نمائندے ہیں جنکو کثرت رائے کے ساتھ عوام قبول کر چکے ہیں ان کا احترام کرتے ہوئے ان کو خیال و خاطر میں لایا جائے ۔

میں آخر میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے محترم وزیر خزانہ کی تقریر نہایت دلچسپی کے ساتھ سنی اور محفوظ بھی یقیناً ہوا ۔ ظاہر ہے کہ میرا ان کے ساتھ ان کے اہل قلم اور اہل فکر ہونے کیوجہ سے ایک جذباتی لگاؤ بھی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں اس طویل دستاویز کی کئی دن سے متواتر دشت نوردی کرتا رہا مگر اس کے باوجود میں کوئی ایسی بات آپ کی توصیف میں برآمد نہ کر سکا جس کا

مجھے افسوس ہے ۔ تو میں پھر مزید ایک سال کے لئے انتظار کروں گا کہ اگر زندہ رہا تو شاید آپ کی توصیف میں کوئی بات برآمد کر سکوں ۔ میں آپ کا بیحد شکر گذار ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! ع

طلسم شب نے کوئی رنگ پھر اچھالا ہے
کہاں نمود سحر ہے کہاں اجالا ہے

میں نے مزانیہ پر اظہار خیال کے لئے ایک شعر کو حرف آغاز بنایا ہے اس لئے کہ وزیر خزانہ کی شاعرانہ تقریر اسی شاعرانہ تبصرے کی سزا وار ہے ۔ وزیر خزانہ کی تقریر کے دو حصے ہیں ۔ ایک حصہ وہ ہے جو انہوں نے اپنے موئے قلم سے رقم فرمایا تھا جو ان کی ذاتی اور سیاسی افکار پر مشتمل ہے ۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جو کہ.....

مسٹر سپیکر : سید صاحب میں interrupt کر رہا ہوں کیونکہ میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ وہ ہے کہ کچھ فاضل اراکین کا حلف رہ گیا تھا ۔ اس لیے شام کو ساڑھے چار بجے اور پانچ بجے کے درمیان جو سیشن شروع ہوگا اس میں حلف اٹھائے جائیں گے اور پانچ بجے کے بعد آج کا ملتوی کیا ہوا اجلاس شروع کیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں کہہ رہا تھا کہ وزیر خزانہ کی تقریر کے دو حصے ہیں ۔ ایک وہ ہے جو ان کے اپنے موئے قلم کا شاہکار ہے اور اس میں ان کے اپنے ذاتی ۔ سیاسی افکار کو فوقیت حاصل ہے ۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جو دفتری نگارش کا رہین منت ہے اور اس میں مالیاتی تجزیہ پیش کیا ہے ۔ میں ان دونوں پہلوؤں پر اختصار کے ساتھ الگ الگ اظہار خیال کروں گا ۔

جناب والا ! وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں ایک ہی سانس میں ماؤزے تنگ ۔ پرومیتھیوس اور جناب رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے اور اس طرح یونانی ۔ چینی اور اسلامی فلاسفے کا اجتماع ضدین کر کے اپنی ذہنی بوقلمونی اور ژولیدہ فکری کی ایک عجیب و غریب تصویر کھینچ دی ہے ۔ جناب والا ! اگر مخلوط رنگوں کی اس تصویر پر خود جناب محمد حنیف رامے غور فرمائیں اور نظر ثانی کریں تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے

ہوئے گھبرا کر اپنے عظیم استاد مصور اللہ بخش کو آواز دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ "استاد اللہ بخش ٹھہرنا - میں تمہارے پاس واپس آ رہا ہوں" - جناب والا ! لیکن استاد اللہ بخش جو فنکار ہیں ان کی آواز مجھے پہلے ہی سے سنائی دے رہی ہے وہ کہہ رہے ہیں "اے گنبد ذات کے اسیر ! تو نے تو ابھی سفر ہی شروع نہیں کیا واپس کیسے لوٹو گے" - جناب والا ! میں اس بات پر یقیناً خوش ہوں ...

مسٹر سپیکر : ثابش صاحب ایسی گفتگو کیجئے جو ہم بھی سمجھ سکیں (قہقہہ) -

سید ثابش الوری : جناب والا ! اگر آپ نے وزیر خزانہ کا abstract بجٹ سمجھ لیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زبان بھی آپ کی سمجھ میں آ جائیگی -

جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بات یقیناً خوش آئند ہے کہ وزیر خزانہ نے معیشتی نظام کے حوالے سے اسلام اور سوشلزم کی ایک دلچسپ بحث چھیڑ دی ہے - اس سے قطع نظر کہ اسلام اور سوشلزم کی مشترکہ اقدار کیا ہیں اور آج کے حالات میں اس نظریہ حیات سے کس حد تک استفادہ کیا جا سکتا ہے - اس سے قطع نظر کہ ہمارے ملک کی تخلیقی اور نظریاتی اساس کیا رہی ہے - اس سے قطع نظر کہ حکمران پارٹی نے نئے آئین میں سوشلزم کے لفظ سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دیا ہے - اور اس سے قطع نظر کہ بانی پاکستان قائد اعظمؒ نے جن کو اس ملک میں دانستہ طور پر فراموش کرایا جا رہا ہے اور جن کا کوئی ایک مقولہ بھی جناب فاضل وزیر خزانہ کی تقریر میں پذیرائی نہ پا سکا - یہ فرمایا تھا کہ پاکستان کا مطلب یہ نہیں کہ غیر ملکی حکومت سے آزادی بلکہ اس سے مراد اسلامی نظریہ حیات ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے - ہمیں اپنی آزادی کی حفاظت ہی نہیں بلکہ ہمیں خود کو اس قابل بھی بنانا ہے کہ ہم اسلامی تصورات اور نظریات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں - جناب والا ! یہ یقیناً جرأت مندانہ ہے کہ فاضل وزیر خزانہ نے مرکزی قیادت کے انحراف کے برعکس سوشلزم کو اپنی معیشت قرار دیا ہے اور اسلامی سوشلزم نہیں بلکہ خالص سائنٹفک سوشلزم کو اس ملک کی اور اس صوبے کی منزل قرار دیا ہے - یہ بات یقیناً جرأت مندانہ بات ہے کہ ہم نے نصب العین اور بے چہرگی کے اس دور میں کس منزل سے روشناس تو کرائے گئے ہیں - جناب والا ! لیکن یہ بات یقیناً افسوس ناک اور حیرت ناک ہے کہ یہ منزل بھی صرف تقریر کی حد

تک ہے ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے ہمیں اس میں سوشلزم کی کوئی عکاسی نظر نہیں آتی اور سوشلزم یہاں محض نعرہ ۔ محض لفظی ۔ محض سراب نظر آتا ہے ۔ عملی طور پر بجٹ میں جو مختلف مدیں رکھی گئی ہیں اور ان کے اخراجات کے جو پیمانے متعین کیے گئے ہیں اور پالیسیوں کو جس طرح طے کیا گیا ہے اس میں عملی طور پر سوشلزم کی کوئی ادنیٰ سی جھلک اور ان کے رفاعی نظام کا کوئی ادنیٰ سا مشاہدہ بھی موجود نہیں ہے ۔ جناب والا ! فکر و عمل کے تضاد نے ماضی میں بھی ہمارے ملک کو مختلف بحران میں دو چار کیا اور آج بھی یہ تضاد ہمیں مختلف بحران میں دو چار کیے ہوئے ہیں ۔ ہم نے اس ملک میں اسلام کا نام لیا تھا ۔ ہم نے اسلامی نظام کے نعرے لگائے تھے لیکن عملاً ہم نے اسلام نافذ نہیں کیا اور یہی وجہ کہ ہماری بیشتر پارٹیاں جو اسلام کی نام لیوا تھیں شکست کھا گئیں ۔ آج ہم سوشلزم کا نام لے رہے ہیں ۔ سوشلزم کی منزل آج ہمارے سامنے رکھی جا رہی ہے لیکن عملاً ابھی تک ہم نے سوشلزم کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اب سوشلزم سے بیزار ہو رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں ہے جب ملک میں اس نظریاتی تضاد اور اس طبقاتی کشمکش کے نتیجے میں کوئی خوفناک صورت حال پیدا ہو جائے اور کوئی نیا طبقہ ۔ کوئی نئی آواز اس ملک کو دوسری طرف بہا کر لے جائے ۔

جناب والا ! آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے ملک میں کس قسم کے نظریات قابل پذیرائی سمجھتے رہے ہیں ۔ لیکن جناب وزیر خزانہ نے سوشلسٹ مفکرین کو اپنے خیالات کا عنوان بنایا ہے اس لیے میں ان کے لیے یہاں سٹالن کے قول کا حوالہ دینا چاہتا ہوں ۔ اس نے کہا تھا کہ اگر نظریے کو انقلابی عمل سے منسلک نہ کیا گیا تو یہ بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے ۔ عمل اس وقت الدھیرے میں بھٹکتا رہے گا جب تک اس کے راستے کو انقلابی نظریات سے روشن نہ کیا جائے گا ۔ جناب والا ! یہ بھٹکنے کی کیفیت بدستور جاری ہے ۔ خلیل جبران نے کہا ہے کہ اندھیرے کو کوستے رہنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ ہم ایک دیا روشن کر دیں ۔ ہمیں انتظار ہے کہ وزیر خزانہ شاید کسی وقت اپنے خول سے باہر نکل کر کوئی دیا روشن کر سکیں ۔ جناب والا ! مائو نے کہا کہ اگر ہمارے پاس کوئی صحیح نظریہ ہے مگر اس کے بارے میں ہم طرفہ

بڑ ہانکیں اس کو بالائے طاق رکھ دیں اور اس پر عمل نہ کریں تو وہ خول کتنا ہی اچھا ہو کوئی اہمیت نہیں رکھتا ۔

جناب والا ! ہم تجزیے سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں سیاسیات ایک نئی صورت اختیار کر گئی ہے ۔ ہم نے اپنی نجی زندگی اور عوامی زندگی کو مختلف سانچوں میں ڈھال رکھا ہے ۔ ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ۔ حالانکہ اگر ہمارے عمل اور نظریے میں ہم آہنگی پیدا ہو جائے تو اس ملک میں عملی انقلاب کسی وقت بھی رونما ہو سکتا ہے ۔ اور اس ملک کے عوام کو خوشحالی اور ترقی کی نئی منزلوں سے دو چار کیا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ! ہم اسلامی سوشلزم کا نام لیتے ہیں لیکن ہم اپنی عملی زندگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مثال کو سامنے نہیں رکھتے کہ ان کے انتقال فرمانے کے وقت بھی ان کے گھر کے اندر دئے میں تیل نہیں تھا ۔ ہم سوشلزم کا نام لیتے ہیں لیکن ماؤ کی یہ مثال بھی سامنے نہیں رکھتے کہ اسے آٹھ سو روپے تنخواہ لیتے ہوئے جب دو مہینے گزر گئے تو اس نے محسوس کیا کہ اس میں سے دو سو روپے بچ رہے ہیں اور اس نے اپنی تنخواہ خود بخود کم کر دی ۔ ہم سوشلزم کا نام لیتے ہیں اور اس کے سہارے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں لیکن عملاً نہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اس کو نافذ کرنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : شاہ صاحب وقت ختم ہونے سے قبل بہاولپور کی بھی بات کر لیجیے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ابھی تو پانچ منٹ ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : 5 منٹ نہیں ہوئے ۔ آپ 12 بج کر 35 منٹ پر تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے ۔

سید تابش الوری : کھڑا ہوا تھا لیکن اس کے بعد آپ نے اعلان شروع کر دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : اعلان تو مختصر تھا ۔

سید تابش الوری : میں اختصار کے ساتھ آپ سے کچھ گذارش کرنی چاہتا ہوں آپ موقع دیں تو شاید کچھ باتیں ایسی ہوں جو وزیر خزانہ کے دل میں اتر جائیں ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر خزانہ نے سوشلسٹ انقلاب سے پہلے جمہوری انقلاب برپا کرنے کا ذکر کیا ہے ۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کیا یہی جمہوری انقلاب ہے جس میں اس صوبے کی عام اخلاقی حالت یہ ہے کہ جرائم خوفناک رفتار سے بڑھ رہے ہیں ۔ رشوت بددیانتی اور بے ایمانی میں اضافہ ہو رہا ہے اور قمار بازی شراب اور فحاشی بہارا معمول بن گئی ہے ؟ کیا یہی جمہوری انقلاب ہے کہ تحریر و تقریر کی آزادی سلب کر لی گئی ہے ۔ اخبار نویسوں کے قلم پر پہرے بٹھا دئے گئے ہیں اور عام جلسوں کو غنڈہ گردی کی نذر کیا جا رہا ہے ؟ کیا یہی جمہوری انقلاب ہے کہ ہم سیاسی دہشت گردی کو اپنا معمول بنا چکے ہیں اور سیاسی محاذ آرائی قائم کر کے ملک کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں ؟ جناب والا ۔ مزدوروں و کسانوں اور طلبا پر تشدد کی انتہائی کر دی گئی ہے اور پورے صوبے کو جیل خانہ بنا کر رسوائی اور بدنامی کے اندھے غاروں میں دھکیلا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ کیا یہی جمہوری انقلاب ہے کہ ہماری اقتصادی حالت تباہ ہو کر رہ گئی ہے عوام مالی بدحالی سے چیخ رہے ہیں اور بے روزگاری نے ان کو بے بس اور مفلوج بنا دیا ہے ؟ مہنگائی کے شکنجے میں ان کی ہڈیاں چیخ رہی ہیں اور وہ اس بات پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب سڑکوں پر نکل آئیں ۔ آپ قانون کے ذریعے مہنگائی کو ختم نہیں کر سکتے ۔ صرف قانون اس بیماری کا مداوا نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں پیداوار بڑھانی ہوگی اور طویل بنیاد جیسی منصوبہ بندی کے ذریعے اس کا حل تلاش کرنا ہوگا ۔ ورنہ یاد رکھیے اگر اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو یہ مسئلہ حکومت کو حل کر کے رکھ دے گا ۔ جناب سپیکر ۔ آج ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ خواتین پر اسی اسمبلی ہال کے سامنے لاٹھیاں برسائی جا رہی ہیں اور گجرات میں لوگوں کو طرح طرح سے مجبور کیا جا رہا ہے کہ مہنگائی کے خلاف آواز بلند نہ کریں لیکن حق کی آواز بلند ہوتی رہے گی اور کسی صورت میں کبھی یہ آواز دبائی نہیں جا سکے گی ۔ جناب والا ! میں بہاول پور کا ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! یہ بڑا مشکل ہے ہمیں پورے صوبے سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہوتا ہے جن حضرات کے لیے آپ نے وقت مقرر کیا ہے وہ صرف اپنی بات کہتے ہیں ۔ معیشی حالت کے سلسلے میں تفصیلی اظہار خیال کے لیے وقت نہیں ہے ۔ اس لیے اب میں بہاول پور کی پسماندگی کے سلسلے میں کچھ عرض کروں ۔ اس سے پہلے ہمارے بعض دوستوں نے جو ہاؤس کے اس طرف بیٹھے ہیں بہاول پور کی محرومیوں اور ناانصافیوں کے خلاف شدید احتجاج کیا ہے ۔ میں

خوشی ہے کہ ان کی طرف سے یہ آواز حق بلند ہوئی ہے یہی احتجاج تھا جس نے دوسری صورت میں بہاولپور کے صوبائی بحالی کے مطالبہ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو اور جناب گورنر کے یہ وعدے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بہاول پور کو تمام دوسرے اضلاع سے فوقیت اور ترجیح دی جائے گی۔ لیکن جناب والا! عملاً یہ ہو رہا ہے کہ اس بجٹ میں جو رقوم رکھی گئی ہیں ان میں بہاول پور کا حصہ دوسرے پسماندہ اضلاع سے بھی کم ہے۔ یہاں میں زراعت کے متعلق آپ کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ اس میں بہاول پور کو تیس لاکھ 88 ہزار روپے۔ بہاول نگر کو 35 لاکھ اور 19 ہزار روپے۔ رحیم یار خان کو تیرہ لاکھ ستر ہزار روپے۔ ڈیرہ غازی خان کو 36 لاکھ 82 ہزار روپے۔ مظفر گڑھ کو پینتیس لاکھ 81 ہزار روپے دئے گئے ہیں۔ اسی طرح سے صنعت میں بہاول پور تین لاکھ 87 ہزار روپے۔ بہاول نگر کو تین لاکھ۔ رحیم یار خان کو ایک لاکھ پنتیس ہزار روپے۔ جھنگ کے لیے چھ لاکھ پچاس ہزار روپے اور مظفر گڑھ کو چار لاکھ 77 ہزار روپے دئے گئے ہیں۔ سڑکوں کے لیے بہاولپور کو 52 لاکھ روپے۔ بہاول نگر کو 63 لاکھ 50 ہزار روپے۔ رحیم یار خان کو 82 لاکھ روپے۔ ڈیرہ غازی خان کو 131 لاکھ روپے۔ مظفر گڑھ کو 23 لاکھ اور کیمبل پور کو 107 لاکھ روپے دئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہیلتھ کے لیے۔ ڈیرہ غازی خان کو بہاول نگر اور رحیم یار خان سے زیادہ رقم دی گئی ہے۔ ہمیں اس پر خوشی ہے کہ پسماندہ اضلاع کے لیے زیادہ رقم رکھی جا رہی ہے لیکن حکومت کے سب سے بڑے منصب داروں کے وعدوں کے مطابق بہاولپور کو پسماندہ علاقوں میں سب سے زیادہ فوقیت اور ترجیح حاصل ہونی چاہیے تھی۔ میں یہ بھی مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ بہاول پور کے لیے سروسز میں الگ کوٹہ مختص کیا جائے اس کے لیے زیادہ ترقیاتی رقوم دی جائیں یہاں ہائی کورٹ کا مستقل بنچ قائم کیا جائے اور ایسے ہمہ تر اقدامات کیے جائیں جن سے بہاول پور کی شدید محرومیوں اور ناانصافیوں کا ازالہ ہو سکے۔

مسٹر سپیکر: ملک مختار اعوان صاحب کی تقریر شروع ہونے سے پہلے میں دو چار چیزوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ 29 تاریخ کو بجٹ سیشن ختم ہوگا کچھ دوستوں کی خواہش ہے کہ اس کے بعد کیونکہ ہفتہ کے دن ہم نے استعمال کر لیے ہیں۔ کچھ وقفہ کریں۔ جو ابھی تک تاثر ہے وہ یہی ہے کہ پہلی تاریخ کو انتخاب

ہو رہا ہے ۔ اس کے بعد آئندہ میٹنگ 5 جولائی کو کی جائے ۔ میں نے حزب اختلاف کے دوستوں سے بات کی ہے ۔ وہ اس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ جمعرات کو سرکاری کام کے لیے استعمال کر لیا جائے اور اس کے لیے کوئی اور بعد کا دن معین کر دیا جائے ۔ لہذا 5-6-7 یعنی جمعرات جمعہ اور ہفتہ کو سیشن ہوگا پھر اتوار کو چھٹی ہوگی ۔ پھر سیشن ہوگا ۔ ملک مختار احمد اعوان ۔ فی الحال میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے بیان پر بندہ منٹ ہوں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! اس ملک میں عوامی انقلابی تحریک کی کامیابی کے بعد مفلوک الحال طبقوں نے یہ سوچا تھا کہ اس دفعہ جن نمائندگان کو منتخب کر کے ملک کی اسمبلیوں میں بھیجا گیا ہے ۔ خواہ وہ ملک کی قومی اسمبلی ہو یا صوبائی اسمبلیاں ہوں ۔ مفلوک الحال عوام یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ اکثر ایسے معزز ایوانوں میں غریبوں کے حق کی بات ہوگی ۔ مساوات قائم ہوگی ۔ اسلامک سوشلزم کے نفاذ کا نعرہ ہوگا لیکن جناب والا ! مجھے نہایت مایوسی ہوئی ۔ 1973ء میں جبکہ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے ایشیا کے تمام ترقی پذیر ممالک میں انقلابی جد و جہد آئے دن تیزی کے ساتھ منزل کی جانب بڑھ رہی ہے ۔ جناب والا ! اس معزز ایوان میں میں نے چند جاگیر دارانہ سرمایہ دارانہ ذہنوں کے ترجمان کے ایسے نشانات بھی دیکھے جن کی باتیں سننے کے بعد کچھ اس طرح سے محسوس ہوا ۔

فصل گل خبر تو ہے دشت میں دیوانوں کی
دامنوں کی خبر آئی نہ گریبانوں کی

جناب والا ! میں اپنے دوست فاضل رکن تابش الوری صاحب کو آپ کی وساطت سے کہوں گا انہوں نے جناب وزیر خزانہ اور ان کے استاد اللہ بخش کا ذکر کیا ۔ اگر اس تذکرے کو آگے بڑھایا جائے تو جناب والا ! جس وقت تابش صاحب اس معزز ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے تھے ۔ میں بجا طور پر کہوں گا کہ حضور والا ! اس ایوان کے اس دروازے کے جھروکے سے مجھے الوری صاحب کے استاد محترم علامہ ارشد صاحب کی بے چین روح ان کے جسد خاکی میں سمائی ہوئی نظر آئی ۔ اور جناب والا ! جو بات میں وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کہہ رہے تھے وہ کچھ اس طریقے پر تھی کہ وہ ان کے تمام عاکرد ہو اس ایوان میں موجود ہیں وہ سب مل کر اگر پاکستان میں جاگیر داری کے خاتمے کے لیے کچھ

نہیں کر سکتے تو کم از کم بہاول پور میں تو چند بچے ہوئے جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کچھ کر گزریں اور ان کی روح یہ دعا کرتی ہوئی نظر آئی کہ ان کے جسد خاکی میں تا قیامت وہ رہے تاکہ وہ ہمیشہ اس جد و جہد میں جاگیر داروں کا ساتھ دیتے رہیں ۔ جناب والا ! میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ ملک میں اشیائے خوردنی کی قیمتیں کیا ہیں ۔ میں اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کے ایسے ارکان جو اس اسمبلی کے باہر جمہوری محاذ کے نام پر کام کر رہے ہیں ان کی اپنی تحریروں اور تقریروں پر غور کیا جائے تو بارہا اس امر کا انکشاف ان کی اپنی صفوں سے ہوا کہ ملک میں اگر مہنگائی رہتی ہے تو حزب اختلاف ۔ یعنی پی ۔ ڈی ۔ ایف ۔ نام کی کوئی چیز بھی ملک میں رہتی ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مہنگائی کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔ نہ صرف مہنگائی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں بلکہ وہ مہنگائی کو پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں ۔ اور ان کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ کیونکہ یہ پی ۔ ڈی ۔ ایف اسی وقت تک زندہ رہ سکتا ہے جب تک ملک میں مہنگائی رہتی ہے ۔ تو اس لیے ملک میں مہنگائی پیدا کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! اشیائے خوردنی کی اگر باتیں کی جائیں تو ایک حد تک صحیح ہیں لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں مارکہ خضاب کی قیمت بڑھ گئی ہے ۔ کوئی یہ کہے کہ بہاول پور میں بننے والے تلے دار کھسہ کی قیمت پہلے بیس روپے تھی اور اب اس کی قیمت 110 روپے ہو گئی ہے ۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ تلے دار شیروانی بنانے کی اجرت پہلے ایک درزی بیس روپے لیتا تھا اور اب 120 روپے لیتا ہے تو یہ محض اپنے مفادات کے تحفظ کی بات ہے نہ کسی صورت میں بھی غریبوں کے لیے مہنگائی دور کرنے لیے کوئی قدم نہیں ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

حضور والا ! اس ایوان میں بات کی گئی ہے تمکنت کی ۔ اس ایوان میں بات کی گئی ہے وقار کی ۔ اس ایوان میں شخصیت کا نام لے لے کر کہا گیا کہ فلاں شخصیت ۔ اور ناموں کی ایک فہرست بنائی گئی ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایسے انقلابی کارکن ۔ انقلابی جد و جہد میں ۔ مسلسل جد و جہد میں یقین رکھنے والے فرد کا نام بھی جنہیں یہ معزز ایوان قائد ایوان کا نام دیتا ہے جناب ملک معراج خالد صاحب ۔ ان کا نام بھی ایسی پر وجاہت شخصیتوں کے ساتھ

گنوایا گیا ۔ جناب والا امیں نے پہلے بھی نشان دہی کی تھی کہ اس دور میں جب یہاں ایسے ایوانوں میں محض جاگیر داروں کے تحفظ کے لیے سازشیں کی جاتی تھیں سرمایہ داری کو لمبا عرصہ دینے کے لیے منصوبے بنائے جاتے تھے ۔ جہاں آواز حق بلند کرنے کے لیے شائد چند افراد بھی موجود نہیں ہوتے تھے ۔ جناب والا ! اگر ان دنوں کی بات کی جائے تو اس وقت بھی ضمیر کے بحران کے نام سے ایک کتاب ملک معراج خالد صاحب نے لکھی تھی ۔ اگر اس وقت بھی آواز بلند کی تھی تو آج کے قائد ایوان نے اور اس وقت کے ممبر صوبائی اسمبلی نے کی تھی ۔ جناب والا ! پھر سخت کوفت ہوتی کہ اگر آپ کسی کا بریف ہولڈ کرتے ہیں ۔ اگر آج آپ اس عوامی بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے جاگیر داری کے مکمل خاتمہ کی بات کرتے ہیں کہ جاگیرداری تو ختم ہو گئی ۔ اب تو آٹھ مربعے ہیں ۔ چھ مربعے ہیں ۔ اگر ایک بڑے کنبے کے تمام مربعوں کو جمع کر دیا جائے تو تعداد پتہ نہیں کہاں پہنچتی ہے ۔ اگر آپ ایسے کہتے ہیں کہ جاگیر داری ختم ہو گئی ہے اور اب کسی قسم کا استحصال نہیں ہو رہا ۔ اب اگر گلے سے لگایا ہے تو اس لیے کہ ہم جیسے ہو جاؤ ۔ جناب والا ! حکومتی پارٹی میں شمولیت کے لیے دروازے کھلے ہیں ۔ جو آئے آئے کہ ہم دل کشادہ رکھتے ہیں ۔ ہم گلے سے لگانے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر کسی کے ہاتھ عوام کے خون میں رنگے ہوئے ہیں ۔ کسی کا ذہن فرسودہ نظریات رکھتا ہے ۔ کسی کی زبان آج اگر اس ایوان میں محض جاگیر داری اور سرمایہ داری کی بات کرتے ہوئے اس عوامی ۔ انقلابی بجٹ پر تنقید کے لیے کھلتی ہے تو پھر یہ سوچ لیا جائے کہ اگر ہم گلے سے لگاتے ہیں تو اس لیے کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں ۔ اس لیے نہیں کہ وہ ہمیں اپنے جیسا بنائیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! یہ نا ممکن ہے ۔ کوئی بھی انقلابی کارکن اور میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والے تمام ایم ۔ پی ۔ اے حضرات سب سے پہلے قائد عوام کے عوامی انقلابی کارکن ہیں ۔ وہ مسلسل جد و جہد پر یقین رکھتے ہوئے اس ایوان میں پہنچے ہیں ۔ جناب والا ! تو پھر اقلیت اور اکثریت کی بات نہیں ہے ۔ بات ہے ذہنیت کی ۔ بات ہے نظریات کی ۔ آج بہت بڑی افسوس ناک بات ہے کہ 73ء میں 47ء سے لے کر 73ء تک کے تمام حالات کے تجزیہ ۔ تاریخ

کے اوراق پلٹنے کے بعد بھی اگر کوئی نظریہ پاکستان پر بحث چھیڑتا ہے ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ نظریہ پاکستان یہ نہیں تھا وہ تھا تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج بھی ان کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں ۔ بات تو کی جاتی ہے اسلام کی ۔ بات تو کی جاتی ہے دین کی اور پھر نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے معروضی نظریات کا تجزیہ نہیں کیا جاتا تو یہ بات حقائق سے انحراف کے مترادف ہے ۔ کسی صورت میں بھی آج اگر کوئی تبدیلی معروضی نظریات کے تجزیہ کے بغیر کرنے کی کوشش ہوگی تو اس میں نہ صرف پاکستان میں بسنے والے ۔ پاکستان کے صوبوں میں بسنے والے عوام کے مفادات کو ۔ ان کے اتحاد کو ۔ ملک کی سلامتی کو نقصان ہوگا بلکہ پورے عالم اسلام کے اتحاد کو بھی نقصان پہنچے گا ۔ جس کے لیے میرے قائد صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو کوشش کر رہے ہیں ۔ انہوں نے آج پوری دنیا میں اس قلیل عرصے میں اس قدر دوست بنا لیے ہیں کہ آج سے پہلے پاکستان کے اتنے دوست کبھی نہیں تھے ۔ تو یہ اس دوستی کو توڑنے کے مترادف بات ہوگی کہ اگر آج آپ کوئی اسلام کی نئی تشریح کرتے ہیں ۔ یا اگر نظریہ پاکستان کو غلط طور پر بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ جناب والا ! نظریہ پاکستان کے متعلق میں نے پہلے بھی بارہا اسی ایوان میں اپنے نظریات کا اظہار کیا ۔ وہ نظریات جن کے لیے غریب عوام نے ووٹ دیا ۔ 95 فیصد عوام نے اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ جناب والا ! نظریہ پاکستان محض یہ تھا کہ برصغیر میں بسنے والے ایسے محنت کش کہ جو ایک طرف ہندو بنئے کی لوٹ کا شکار تھے تو دوسری طرف وہ باہر سے آئے ہوئے برطانوی حکمرانوں کے جبر و تشدد کی چکی میں پس رہے تھے ۔ جناب والا ! ان کو محض ہندو بنئے کی لوٹ سے نجات چاہیے تھی ۔ انگریز برطانوی حکمرانوں کی حکمران سے نجات چاہیے تھی ۔ یہ ایک بنیادی پہلو تھا نظریہ پاکستان کا اور جو میں نے کہا برصغیر کے پسے ہوئے، کچلے ہوئے مسلمانوں نے جہد و جہد کی تھی ، پھر وہ چاہتے تھے کہ علیحدہ مملکت اس لئے حاصل ہو کہ صحیح دین محمدی پر چل کر مساوات محمدی کا نظام رائج کر کے ہم ایک ایسی معیشت کی بنیاد ڈالیں جہاں پھر استحصال کی اجازت نہیں ہوتی ، استحصال کا مکمل خاتمہ ہوتا اور ترقی کے مساوی مواقع مہیا کئے جاتے ۔ جناب والا ! پھر اس نظریہ پاکستان سے انحراف کیا گیا ۔ محض پہلی سال تک یہ کہا گیا کہ پچیس ہوئے ، بیس ہوئے ، بس حد مقرر کر دی ایک

آمر نے ۔ ایوب خان کے دور کی بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! کہ بے جا گیرداری ختم ، ایک آمر نے حد مقرر کر دی ۔ اب کوئی استحصال نہیں ۔ کسانوں کو حقوق مل گئے ، غریبوں کو حقوق مل گئے ، مزدوروں کو حقوق مل گئے ۔ جناب والا ! پھر یہ بات کی گئی کہ کسی نے نہ دیکھا کہ پنجاب ، سندھ ، بلوچستان ، فرنٹیر اور مشرقی پاکستان میں مسلمانوں کی معاشی حالت کیسی ہے ۔ حضور والا ، آج کے دور میں اگر کسی بھی ملک کی سیاست کو پرکھنا ہے تو پھر اس ملک کی معیشت کو سب سے پہلے دیکھا جاتا ہے ۔ معیشت درست ہے تو اس ملک کی سیاست درست ہے ۔ اگر معاشی نظام صحیح نہیں تو سیاست فیل ہو چکی ہے ۔ جناب والا ! پاکستان میں بھی انہی خطوط پر قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے چلتے ہوئے ایک genuine socialist کا کردار ادا کیا ۔ میں اس پر زور دونگا genuine socialist اس لئے کہ اگر تجزیہ غلط ہے ، اگر سمت غلط ہے تو پھر جناب والا ! پوری تحریک سبوتاژ کی جا سکتی ہے ۔ میرے قائد اس ملک میں انقلابیوں کے لئے ایک ایسا نشان بن گئے ہیں کہ صحیح منزل کی نشان دہی ہوئی ہے اور تحریک اپنی منزل کی جانب تیزی سے بڑھنے لگی ہے تو پھر بوکھلاہٹ پیدا ہوئی ۔ وہ بے چینی اور بوکھلاہٹ اس ایوان کے اندر ، اس ایوان کے باہر ، ملک کی شاہراہ پر ، کارخانے میں ، کھیت میں ایسے لوگوں کے لئے از حد ضروری تھی ، لازمی تھی ، بلکہ وہ بات تاریخ کا ایک حصہ تھی ۔ جو کہ کھیت میں آج کسان پر ظلم کرنا چاہتے ہیں یا ارادہ رکھتے ہیں ۔ جو فیکٹری میں مزدور کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں ۔ اور ارادہ رکھتے ہیں ، جو تعلیمی درسگاہوں میں طالب علموں سے انقلابی شعور چھیننے کا ارادہ رکھتے ہیں ، جناب والا ! ان لوگوں کے لئے ایسی بے چینی اور اضطراب ، ایسا خوف اور ایسا خطرہ موجود ہے موجود رہے گا ۔ جناب والا ! اس وقت تک موجود رہے گا جب تک وہ اس حقیقت کو ، اس نوشتہ دیوار کو پڑھ نہیں لیتے جناب اس ملک میں انقلاب آ کر رہے گا ۔ اس ملک میں مساوات محمدی کا نظام نافذ ہو کر رہے گا ۔ اس ملک میں اب اگر کسی صورت میں اسلام کی کوئی بھی تاویل پیش کی جائے گی جس کے پردے میں نعوذ باللہ ، نعوذ باللہ ، نعوذباللہ ، سرمایہ داری کے تحفظ کی بات ہو گی تو پھر عوام ٹھکرا دیں گے ۔ وزیر خزانہ نے جناب والا ! بجا طور پر اپنی بجٹ کی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ اگر آپ کی آنکھوں سے پٹی نہیں کھلے گی تو جو آپ اس اضطراب کا شکار ہو رہے ہیں

آخری کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ جاگیرداری اور سرمایاداری رہے تو پھر وہ وقت دور نہیں جب کوئی آپ کی مدد کو نہیں پہنچ سکے گا ۔ پھر ان جاگیرداروں کی حویلیاں اور بڑی دیواریں کسی انقلابی کو روک نہ سکے گی ۔ نہ پھر کسی کارخانے کے گیٹ پر بٹھائے ہوئے اسلحہ برادر کسی انقلابی مزدور کو روک سکے گا ۔ نہ تعلیمی درسگاہوں میں اٹھتی ہوئی انقلابی تحریکوں کو کوئی بھی جماعت روک سکے گی ۔ جناب والا ! اس وقت کی نشان دہی اگر کر دی گئی ہے تو پھر سمجھ لیجیے کہ ہم محب وطن کا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ ہم پھر اس خون خرابے کو نہیں چاہتے اور ہمیشہ پیارے قائد کی یہ کوشش رہی ہے کہ آئینی ذرائع سے تبدیلی لائی جائے ۔ جناب والا ! ہم تو عوام کے ووٹ سے یہاں پہنچے ہیں ۔ کب پیارے قائد نے کہا تھا کہ غیر آئینی ذرائع سے تبدیلی لائی جائے ۔ لیکن اگر کوئی غیر آئینی اور غیر جمہوری ذرائع کو دعوت دے رہا ہے ، کوئی اپنانا چاہتا ہے ، تو پھر وہ لوگ جو آج اس ایوان میں جاگیرداری کے تحفظ کی بات کرتے ہیں ، اس بجٹ پر تنقید اس طریقے پر کرتے ہیں کہ زمیندار حضرات پر ٹیکس زیادہ لگا دیا گیا ہے ۔ میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبے کی اکانومی بلکہ پورے ملک کی اکانومی کی بات کی جائے تو کاشتکار اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ اگر زراعت کو فروغ ہوگا ہم اکنامکس سسٹم نافذ کر سکیں گے ۔ اگر پیداوار بڑھتی ہے تو پھر ہم اس ملک کے وقار میں اضافہ کر رہے ہیں ۔ ہم ملکی سالمیت کے تحفظ کی ضمانت دے رہے ہیں ۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر ایسے لوگوں پر ٹیکس لگانا جو آج یہ سمجھتے ہیں کہ اگر شہر میں رہتے ہوئے ایک شخص کی سالانہ آمدنی پر جو کہ بتا دی گئی ، اس سے تجاوز کر جائے تو انکم ٹیکس لگ سکتا ہے ۔ جناب والا ! اگر آمدنی کی بات ہے ۔ دیہات میں تمام تر اخراجات نکالنے کے بعد تمام تر فصل جو بھی کاشت ہوتی ہے اس کو بیچنے کے بعد جو بھی منافع ہے ، آمدنی ہے اس کی بھی ایک حد پر دیہات میں انکم ٹیکس لگا دیا جاتا ہے تو وہ انکم ٹیکس دیہات میں رہنے والے کسانوں پر بوجھ نہیں ۔ وہ چھوٹے زمینداروں پر بوجھ نہیں ، چھوٹے کاشتکار پر بوجھ نہیں ۔ چند زمینداروں کی طرف نشان دہی ان کے ایک نمائندے کے ذریعے سے کرائی گئی جو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ آٹھ یا چھ مربعے ایک فرد کے نام ہیں تو یہ زمینداری ہے کاشتکاری ہے ۔ اگر ایسے زمینداروں پر ٹیکس عائد ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ

یہ پھر ملک کے غریب عوام کے وسیع تر مفاد میں بات ہے ۔ کسی صورت میں بھی ایسا کوئی اور ٹیکس نہیں ہے جو غریبوں پر لگا ہو ۔

جناب والا ! اگر سٹیمپ ڈیوٹی بڑھا دی گئی جائیدادوں کے تصفیے کی بات ہے اگر مقدمہ بازی ہوتی ہے ایک کسان جس کی اپنی ایک انچ زمین نہیں ہے ، ایک مزدور جو پانچ روپے دہاڑی گھر لے کر جاتا ہے اور اپنے چھوٹے بچوں کی کفالت کرتا ہے ۔ بیوی کی ، بوڑھے ماں باپ کی کفالت کرتا ہے اس کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان پانچ روپوں میں سے اڑھائی تین روپے میں قرض خواہوں کو دوں گا اور باقی دو روپے سے سارے دن کا خرچہ چلانا ہے ۔ اس پر کسی قسم کا ایسے ٹیکس کا بوجھ نہیں ۔ جائیدادوں کے تصفیے کی بات ہے ۔ لاکھوں روپے کی پراپرٹی کے حقوق ملکیت کو ڈیکلیر کرانے کی بات ہے تو پھر سٹیمپ ڈیوٹی بھی اس لحاظ سے لگا دی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ غریبوں پر بوجھ نہیں پڑتا ۔ پھر بوجھ ایسے لوگوں پر پڑتا ہے جن کی جائیدادیں ہیں جو جب ایک دعویٰ دیوانی کرتے ہیں declaratory suits کرتے ہیں ان کو پتا ہوتا ہے کہ لاکھوں کی جائیداد کا جھگڑا ہے ۔ اگر حقوق کی بات ہے جناب والا ! حقوق کے تحفظ کی بات ہے اور اگر جائداد کی ٹرانسفر کرنے کی بات ہے سٹیمپ ڈیوٹی بڑھ گئی ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ۔ یہ بات بالکل عوام کے وسیع تر مفاد میں کی گئی ہے ۔

جناب والا ! پھر اس بجٹ میں بیشتر رقم ایسے دور دراز پسماندہ علاقوں کی خوش حالی کے لئے رکھی گئی ہے ، شاید وہ میرے فاضل دوست وہ فاضل اراکین جنہوں نے ٹیکسوں کی مذمت کی ہے ، اس ٹیکس کے خلاف بات کی ہے ۔ جناب والا! شاید وہ یہ سمجھتے ہوں اور شاید وہ اپنے ذہن کے مطابق صدق دل سے سمجھتے ہوں کہ اگر شجاع آباد کی تحصیل کے کسی دور دراز علاقے کے حصے میں ترقی کی گئی ہے ، ڈیرہ غازی خان کے دور دراز علاقے میں جناب والا ! یا سیالکوٹ کے پسماندہ علاقے میں اور اگر رقم کا ایک حصہ رکھ دیا گیا ہے دیہاتی علاقوں کی ترقی کے لئے تو پھر وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ترقی دور ماضی کی ترقی جیسی نہیں ہوگی بلکہ اس ترقی کے ساتھ انقلابی بیداری ہوگی ، شعور کی بیداری ہوگی کیونکہ ہم افرادی قوت کو مجتمع کر کے تمام افراد کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک ترقی لا رہے ہیں ۔ بڑی خلش ہوتی ہے کہ انقلابی پارٹی کے کارکن اکٹھے ہو کر ایک علاقے میں ترقی کا موجب بن رہے ہیں ۔ جناب والا ! ترقی کا موجب

بھی بنتے ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو بنیادی پہلو ہیں وہ یہ ہیں کہ اس علاقے کے غریب کسان جس پر ماضی میں تنظیم کے دروازے بند رکھے گئے تھے جن کے ذہن کو بیدار نہ ہونے دیا گیا وہ متحد اور منظم ہو جائیں گے ۔ ایسے جو آج چھ مربعے کی بات کرتے ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ ایک زمانے میں ایک ضلع کے سب سے بڑے زمیندار تھے ۔

مسٹر سپیکر : کیا مناسب نہیں کہ باقی تقریر شام کے اجلاس میں ہو ۔

وزیر قانون : جناب والا ! نہیں ہیں تو بات ختم کروں گا ۔ میں نے پہلے عرض کی تھی ۔ اگر میرے دوست کو ٹائم ملا ہے تو میں نے اعتراض نہیں کیا ۔ میرے دل کی آواز ہے وہ میں یہاں کہنا چاہتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کسی منسٹر کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : مساوات اراکین اپنی جگہ پر ہے ۔ اور مساوات رہنمایان اپنی جگہ پر ہے ۔

سید تابش الوری : اگر کسی منسٹر کو کوئی استحقاق حاصل ہے تو وہ وزیر خزانہ کو ہے ۔ مگر کسی دوسرے منسٹر کو کوئی استحقاق اس سلسلے میں حاصل نہیں ہے سوائے وزیر خزانہ کے ۔ رولز یہی کہتے ہیں ۔ ورنہ آپ ہی کسی رولز کے حوالے سے مجھے بتا دیجئے کہ کسی منسٹر کو کوئی استحقاق حاصل ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں تابش الوری صاحب کی تقریر کے دوران تین مرتبہ اٹھا تھا لیکن آپ کے حکم کو میں نے مانا اور کوئی بات نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر : فیصلہ اس روز یہی ہوا تھا کہ منسٹر صاحبان اور مختلف پارٹیوں کے لیڈر صاحبان کو زیادہ وقت دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری : فیصلہ اس روز یہ نہیں ہوا تھا کہ تمام منسٹر صاحبان کو زیادہ وقت دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : بالکل یہی فیصلہ ہوا تھا آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں ۔ ایک اعتراض ہوا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ہمیں بھی اتنا ہی وقت دیا جائے ۔ میں نے کہا تھا کہ آپ اپنے وزراء کو منا لیجئے کہ ان کے لیڈران کی طرح پھر آپ کے لیڈر بھی اپنا یہ حق استعمال نہیں کریں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اب تو اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان کو بولتے ہوئے پہلے ہی پچیس منٹ ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اب آپ sum up کیجئے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں دس منٹ میں sum up کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! میری باتیں بڑی تلخ ہیں اس لئے کہ چند نشانات موجود ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو پانچ منٹ مزید دئیے جاتے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! مجھے پانچ منٹ کی بجائے دس منٹ دئیے جائیں میں آپ کی فیاضی کا معترف ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے یہ وقت مرحمت فرمائیں گے ۔ تو جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ دیہی آبادی کی ترقی کے بارے میں یہاں پر اقدامات کئے جا رہے ہیں اب بات بڑی واضح ہے کہ وہ ترقی ماضی میں جو ترقیاں کی گئیں ان سے بالکل مختلف ہے ۔ جہاں پر سپاہ خدمت ۔ پیپلز پارٹی کے عوامی انقلابی کارکن ۔ عوام کے صحیح منتخب شدہ نمائندگان ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے حضرات درد دل رکھنے والے لوگ ہیں ۔ یہ درد دل کی بات میں کہہ رہا ہوں کیونکہ ماضی میں کوئی کسی بھی اسمبلی میں ایسے اراکین نہیں ہوتے تھے جو آج حزب اقتدار کی بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ ایک درد دل رکھتے تھے اور قائد عوام کی قیادت کو تسلیم کرکے میدان میں آئے تھے ۔ اس وقت اقتدار کی بات نہیں تھی ۔ اس وقت کشتیاں جلانے کی بات تھی ۔ سروں پر کفن باندھنے کی بات تھی ۔ جناب والا ! ایسے مخلص دوست اگر ترقی لا رہے ہیں تو پھر ظاہر ہے یہ اس امر کو بھی عبادت سے کم درجہ نہیں دیتے ہیں ۔ جہاں کوئی سڑک بنے وہاں پر اگر اس علاقے کے کسان مصروف کار ہیں اور ان کو شریک کیا جاتا ہے تو پھر اس تمام دن کی مصروفیت سے چند لمحے نکال کر ایم ۔ پی ۔ اے ہوں یا سپاہ دانش کا کوئی دوست ہو ۔ پیپلز پارٹی کے کارکن ہوں یا جو بھی ہوں تو پھر ایک طرف سائے میں بیٹھ کر یہ بھی اس کسان کو بتلایا جائے کہ دیکھئے قائد عوام سوشلزم کی بات کر رہے ہیں ۔ مساوات بھی کی بات کر رہے ہیں اور آج بھی اور جب بھی سڑک بنانے کے سلسلے میں آپ اشتراکیت کا ثبوت دے رہے ہیں تو زندگی کے ہر شعبے میں اگر اشتراک عمل سے کام لیا جائے گا تو منزل تب ہی ملے گی ۔ اور اس کسان کے شعور ہی کی بیداری ہے کہ جس کی وجہ

سے حزب اختلاف کی بینچوں پر بیٹھنے والے چند اراکین کی ان کوششوں اور ان کے ذہنوں پر سیاہی کے بادل چھا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روشنی کی کرن ہمیں نظر نہیں آتی ۔ مخدوم زادہ صاحب روشنی کی کرن ضرور نظر آتی ہے لیکن اب کسی صورت میں بھی کسی مخدوم زادے کو نظر نہیں آ سکتی ۔ کسی جاگیردار کے لئے نہیں ہے ۔ کسی سرمایہ دار کا مقدر نہیں ہے ۔ اب روشنی کی کرن کسانوں کا مقدر ہے ۔ مزدوروں کا مقدر ہے ۔ طالب علموں کا مقدر ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ان کے ذہنی شعور کی انقلابی بیداری کی وجہ سے جناب والا ! پھر یہاں جاگیرداروں کی صفات بیان کی گئیں ۔ صفات میں بتلاتا ہوں ۔ بین الاضلاعی چوری کی بات ہوئی ، چور بازاری کی بات ہوئی ، سمگلنگ کی بات ہوئی ، رسہ گیری کی بات ہوئی ایک فاضل رکن یہ باتیں کر رہے تھے ۔ تو پھر اگر اپنے ہی گریبان میں جھانکیں تو یہ جو جاگیردار کی صفات جو رہی ہیں اور آج بھی گنوا رہا ہوں ان تمام قباحتوں سے ہم اس صورت میں نبرد آزما ہو سکتے ہیں ، نجات حاصل کر سکتے ہیں کہ اگر خلوص دل کے ساتھ جناب والا ! یہ تسلیم کر لیا جائے کہ طبقاتی کشمکش تیز کون کرنا چاہتا ہے ۔ طبقاتی کشمکش کو ختم کون کرنا چاہتا ہے ۔ جناب والا ! صدر ذوالفقار علی بھٹو تو طبقاتی کشمکش کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ طبقاتی کشمکش کو ختم کیا جائے ۔ تو پھر ایسی تحریریں ایسی تقریریں پھر ایسی explanations وہ اگر طبقاتی کشمکش کو ختم کرنے کے لئے کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود اس بات کی ضمانت دے رہے ہیں ۔ خود اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ملک میں طبقاتی کشمکش تیز نہ ہو ۔ اور اگر طبقاتی کشمکش تیز ہوئی تو جناب والا ! پھر طلے دار شیروانیاں بھی نہیں رہیں گی ۔ پھر طلے دار کھسے بھی نہیں رہیں گے ۔ پھر خضاب بھی نہیں ملے گا ۔ پھر سینٹ کی بوچھاڑ بھی نہیں ہوگی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! یہ تمام باتیں میں اس لئے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بات کی گئی تھی عمل کی ۔ اگر عہد عربی کے جذبۂ حمیت اور جذبۂ غیرت کی بات کرتے ہیں تو اس بحث میں بھی میں دو منٹ کے لئے جانا چاہوں گا کہ عہد عربی نے جس سلسلے کی بات کی تھی جس دین کی بات کی تھی اس دین کو تحفظ دینے کے لئے تو

پھر گھر دینا پڑتا ہے ۔ در دینا پڑتا ہے ۔ بہو بیٹیوں کی چادریں چھاور کرنا پڑتی ہیں ۔ پھر نواسہ رسول نے قربانی دے کر میدان کربلا میں اس کا ثبوت مہیا کیا تھا اور پھر جناب والا ! اپنے نانا کے نقش قدم پر چل کر بتایا تھا کہ یہ دین ایک انقلابی دین ہے اور اس کے لئے خون کی قربانی نہایت ہی لازمی ہے ۔ اس دین کی تکمیل اس وقت تک ہو نہیں سکتی جب تک خون کی قربانی نہ دی جائے۔ جناب والا ! پھر پاکستان میں صحیح مسلمانوں نے قربانیاں دیں ۔ جناب والا ! بڑے دکھ کی بات ہے ۔ بڑے درد کی بات ہے پاکستان بنا تھا تو کسی بھی ایک جاگیردار نے جو ظاہراً کلمہ گو تھا ، مسلمان تھا لیکن جناب والا ! میرے برصغیر میں بسنے والے غریب مسلمانوں کی جدوجہد آزادی میں حصول پاکستان میں قائد اعظم کے کہنے پر ایک قطرہ خون کی قربانی کسی جاگیردار نے کسی سرمایہ دار نے نہیں دی ۔ جناب والا ! ان لوگوں کا ایمان کمزور تھا اور اسلام اگر پختہ تھا ۔ اسلام اگر مکمل تھا دین اگر مکمل تھا تو پھر برصغیر کے مسلمان کسان کا تھا ۔ چھابڑی والے کا تھا ، تانگے والے کا تھا ۔ مزدور کا تھا ، ریڑھی والے کا تھا اور چھوٹے طبقے سے تعلق رکھنے والے مسلمان کا تھا جو گردنیں دے کر قربانیاں دے کر پاکستان میں آئے تھے ۔

جناب والا ! پھر اس اسلام کے تحفظ کی بات ہوئی ۔ پاکستان نے اسلام کے تحفظ کے لئے اسلام کی بقا کے لئے اپنے ملک کے دفاع کے لئے اسلام کے قلعے کے لئے دو جنگیں لڑیں ۔ پہلی جنگ 1965ء میں اور آخری جنگ جس میں ہمیں وقتی طور پر شکست کا سامنا کرنا پڑا ۔ جناب والا ! کوئی بھی نام بتلائیے کوئی ایک نام کہ اس ملک میں بڑی بڑی کاروں پر سیریں کرنے والے جو تھے انہوں نے اپنی کاروں کا رخ سرحد کی طرف کیا ہو ۔ بالکل نہیں ۔ اگر سرحد کی طرف دین کے تحفظ کے لئے محمد عربی کے جذبۂ حمیت اور جذبۂ غیرت سے کام لے کر ایک نیا عزم لے کر ۔ ایک ولولہ لے کر کوئی پکا سچا مسلمان سرحد کی جانب گیا تھا تو میرے ملک کے کسان اور مزدور کا بیٹا جو فوج کے سپاہی کی شکل میں فوج میں کام کر رہا تھا ۔ یا پھر ایسے افسران جو درد دل رکھتے تھے جو چھوٹے طبقے سے تعلق رکھتے تھے ۔ جناب والا ! کسی جاگیردار ، سرمایہ دار کے گھر میں پرورش پانے والے شخص نے وہ کہیں بھی تھا اس نے خون کی قربانی پھر ملک اور اسلام کے تحفظ کے لئے نہیں دی تھی ۔ تو دین کس کے پاس ہے ۔ دین آج بھی ایسے

لوگوں کے گھروں میں محفوظ ہے جن کی آنکھیں استحصال سے پاک معاشرے کے قیام کی جانب لگی ہوئی ہیں ۔ جن کی نگاہیں ذوالفقار علی بھٹو کی نگاہوں کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں ۔ جن کے قدم ذوالفقار علی بھٹو کے انقلابی قدموں کے ساتھ ساتھ ہیں ۔ جناب والا ! دین کا محافظ آج بھی پاکستان میں ہے تو ان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتا ۔ ذوالفقار علی بھٹو دین کے محافظ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان میں صحیح نظام لایا گیا تو دین بھی بچے گا پاکستان بھی بچے گا اور پاکستان کے مسلمانوں کے وقار میں اضافہ ہوگا ۔ جناب والا ! پھر جب میں نے یہ عرض کی کہ اس نظام کے بعد بین الاضلاعی چوری ختم ہو گی ۔ چور بازاری ختم ہوگی ۔ سمگلنگ ختم ہوگی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ان کی گھن گرج سے گھبرا کر پوری پریس گیلری چلی گئی ہے اب تو معاف فرما دیں ۔

وزیر قانون : مجھے اس چیز کی ضرورت نہیں میں تو صرف یہ جانتا ہوں ۔

کس قدر مہنگی پڑی یہ روشنی کی آرزو
چار رگوں کا خون بہہ کر ایڑیوں تک آ گیا

میں تو جانتا ہوں ۔ مجھے ایسی کوئی Projection نہیں چاہیے اور منصفانہ بات کرتا رہا ہوں اور کرتا رہوں گا ۔

جناب والا ! میں آخیر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پھر اگر دیہاتی علاقوں میں ترقی ہوئی ہے ۔ جناب والا ! اگر بڑے سرمایہ داروں سے کچھ لے کر اگرچہ وہ قلیل ہے اگرچہ چند لاکھوں میں ہے جو نیا ٹیکس لگا ہے ۔ جناب والا ! اس سے بھی زیادہ ہو سکتا تھا دوسرے ایسے کئی شعبے تھے ۔ جناب والا ! جہاں پر ایک زمیندار نے صرف زمینداری کی طرف توجہ دی ہے بلکہ پھر اگر ایسے زمیندار ہیں جیسے کہا گیا کہ پٹواری کو بھی دینا پڑتا ہے ۔ تھانیدار کو بھی دینا پڑتا ہے رشوت دینی پڑتی ہے ۔ کس لئے ؟ سمگلنگ کو تحفظ دینے کے لئے ۔ پھر جاگیرداری نظام کی تمام ترقباحتوں کو چور بازاری کو بین الاضلاعی چوری کو رسہ گیری کو تحفظ دینے کے لئے جناب والا ! بڑے زمیندار سے اگر ہمارے ملک کے قائد نے صدر مملکت نے متفقہ آئین میں یہ لکھ دیا ہے کہ ہم ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی تمام دولت ، تمام جائیدادیں بحق عوام ، بحق سرکار ضبط کر لیں گے ۔ تو پھر بوکھلاہٹ ۔ پھر اضطراب جناب والا ! بے چینی ۔

بے صبری اگر میں چند ایسے اراکین کے چہروں پر پڑھ رہا ہوں تو یہ ان کا مقدر ہے اور یہ ہمارا مقدر ہے کہ ہم اس کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہم یہ جدوجہد کرتے رہیں گے ۔ اگر میری پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر پھر ایک دفعہ حملہ کیا تو میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ مناسب نہ ہوگا ۔ پیپلز پارٹی صحیح خطوط پر تھی ۔ اگر ایک ایسا کارکن جو ایک وقت میں اپنے قافلے سے بچھڑ گیا تھا لیکن پھر وہ مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد اپنے حلقہ سے منتخب ہوا تو انہوں نے ان کو اپنا اپوزیشن کا ڈپٹی لیڈر بنایا ۔ آج ہماری پھر خوش قسمتی ہے اور یہ پیپلز پارٹی کے تمام کارکنوں کی عظیم فتح ہے تمام کارکنان خوشی منا رہے ہیں اور فاضل ارکان بھی اس بات پر خوش ہیں کہ وہ کارکن پھر اس قافلے میں آ گیا ہے ۔ امان اللہ لک آج پھر ہماری بنچوں پر بیٹھا ہے ۔ آج پھر میر کاروان کی قیادت میں میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں منزل کی جانب وہ بڑھ رہا ہے اور علامہ صاحب کے چند شاگرد ان میں حاجی سیف اللہ خان ہوں ۔ ان میں سید تابش الوری ہوں ۔ ان میں مخدوم زادہ سید حسن محمود ہوں اور ان میں مخدوم حمیدالدین ہوں ۔ ان میں سے کوئی بھی امان اللہ لک کے ادھر آنے پر خوش نہیں بلکہ ایک اضطراب کی کیفیت ہے اور پھر وہ تحریک التوا بھی شاید پیش کر دیں گے کہ صوبے میں سخت اضطراب پھیل گیا کہ امان اللہ لک ان بینچوں سے ادھر آ گیا ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ تاریخ کے دھارے کو کوئی نہیں بدل سکتا اور ہماری مساوات پسندی کی منزل ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ استحصال سے پاک معاشرہ ہمیں ضرور نصیب ہوگا ۔

جناب والا ! میں عرض کر دوں کہ اگر کردار کی بات ہے تو میرا خدا گواہ ہے ۔ جناب والا ! میں کلمۂ طیبہ پڑھ کر کہتا ہوں اور اپنی ذات کے بارے اور اپنے قائد کے بارے میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ایک پیسے کی بھی بددیانتی کی ہو یا رشوت یا بددیانتی کا غلط عمل ہو ۔ کوئی جائیداد بنائی ہوئی ہو ۔ کوئی اقربا پروری کی ہو تو خدا اسی لمحے ذلت کی موت مارے اور پھر قیامت کے بعد جو ہونا ہے تو اس کا صلہ اس وقت ملنا چاہئے ۔ جناب والا ! ہمارا یہ کردار ہمارے صاف ہاتھوں سے ہے ۔ جناب والا ! میں اس لئے سمجھتا ہوں کہ مجھ سے بڑا پکا اور سچا کوئی بھی مسلمان حزب اختلاف کی بینچوں پر موجود نہیں ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ! انہوں نے

علامہ صاحب اور ان کے شاگردوں کے متعلق کہا ہے اور توہین آمیز الفاظ میں میں یہ باتیں کہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ الفاظ کچھ زیادہ مناسب نہیں تھے ان الفاظ کو زیادہ مناسب الفاظ میں تبدیل کرکے میں ریکارڈ کو ٹھیک کراؤں گا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں اس سلسلے میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپوزیشن کے استاد کا مقام رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے قابل فخر ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ان الفاظ کو واپس لے لیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں وضاحت نہیں چاہتا ہوں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! عرض یہ ہے کہ انہوں نے جناب وزیر خزانہ کے بارے میں بھی کچھ ایسے الفاظ استعمال کئے تھے جو ہم سمجھتے ہیں کہ موزوں نہ تھے ۔ اگر وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں تو میں اپنے الفاظ واپس لے لوں گا ۔ میں نے منافقت سے کام نہیں لیا ۔ میں نے صاف بات کی ہے اور اگر ان کو میری بات ناگوار گزری ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی بات غیر پارلیمانی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی زبان استعمال کی گئی ۔ غیر پارلیمانی کوئی بات نہیں کی گئی لہٰذا میں اپنے الفاظ واپس نہیں لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : شاگرد کے الفاظ مناسب معلوم نہیں دیتے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ خود وزیر ہیں مگر یہ اپنے قائد کو نہیں مانتے اور یہ بے مرشد ہیں ۔ پہلے ان کی وکالت نہیں چلتی تھی * * * * * ۔ پھر یہ ہمیں طعنے دیتے ہیں اور علاقائی شاگردوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ لفظ غیر مناسب ہے اس لئے اس کو واپس لیا جائے ۔

وزیر قانون : جناب میں یہ لفظ واپس لیتا ہوں ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : * * * * * * کے الفاظ بھی حذف کئے جائیں ۔

مخدوم حمید الدین : جناب والا ! وکالت میں ناکامی تو غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں ۔ اگر وہ وکالت میں ناکام ہیں تو برہمی ہمارے اوپر کیوں ہے ۔ ہم نے تو ان کے متعلق کچھ نہیں کہا ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں زندگی کے کسی مرحلے کسی حصہ میں جو عزم لیکر اٹھا ہوں میں اس میں کبھی ناکام نہیں ہوا ہوں اور میں یہ بتا دیتا ہوں ۔

مجھ سے گریز پا ہے تو ہر راستہ بدل
میں سنگ راہ ہوں تو سبھی راستوں میں ہوں

Mr. Speaker : The House is adjourn till 5.00 p.m. today.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 5 بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی ہوگی۔)

شام کی نشست

پنجاب کا بجٹ بابت سال 1973-74

بحیثیت مجموعی بجٹ پر عام بحث ۔ (جاری)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : سردار عطا محمد خان لغاری ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری (ڈیرہ غازی خان 4) : جناب سپیکر۔ میں وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں موجودہ کمر توڑ گرانی کے دور میں عوام پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا ۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے شہری غریب مالکان مکانات کو بھی 48 روپے ماہوار کرایہ تک چھوٹ دی ہے ۔ میں اس میں تھوڑی سی ترمیم پیش کرتا ہوں ۔ قیاس بل سے ظاہر ہے کہ یہ رعایت ان کو نہیں ملے گی جس کے کسی رشتہ دار کا مکان اس

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

شہر میں ہو۔ مثلاً اگر باپ بیٹا علیحدہ علیحدہ رہ رہے ہیں تو نہ باپ کو کوئی رعایت ملے گی اور نہ یہ رعایت بیٹے کو ملے گی ۔ میں درخواست کروں گا کہ ان میں سے کم از کم ایک کو رعایت دے دی جائے۔

جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں کی نسبت بجٹ میں خوش فہمی ہے کہ وہ نہایت ہی آسودہ حال ہیں ۔ میرے خیال میں ایگریکلچرل سیکٹر کے حالات سے ہمارے محترم صدر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب سے کوئی زیادہ آگاہ نہیں ہے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 70-1969 میں جب یحییٰ خان بجٹ بنا رہے تھے اور کافی افواہیں تھیں کہ اس سیکٹر کے اوپر کافی بوجھ ڈالا جانے والا ہے تو ہمارے صدر محترم نے اس وقت ایک لمبا چوڑا تار بھیجا تھا تو اس تار کی وجہ سے اور ویسٹ پاکستان ایگریکلچرل ایسوسی ایشن کے پیش کردہ اعداد و شمار کی وجہ سے ایگریکلچرل سیکٹر کو اس وقت مزید زیر بار نہ کیا گیا ۔

جناب والا ! یہ ہمیشہ چرچہ ہوتا ہے کہ زرعی پیداوار کے نرخ بڑھ گئے ہیں اور اس وجہ سے اس سیکٹر پر مزید بوجھ ڈالا جائے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نرخ کسی حد تک بڑھے ہیں ۔ پچھلے سال کو لیجئے ۔ کاٹن کے نرخ جو زمینداروں کو ملے ہیں وہ تقریباً 50 اور 55 کے درمیان بڑھے ہیں لیکن جنوری یا مئی contract کے آخر میں بڑھے ہیں ۔ اس وقت زمینداروں اور کاشتکاروں کے پاس کپاس نہیں تھی اور یہ cotton ginners کے پاس گئی اور سٹہ والوں اور امپورٹروں کے پاس بھی گئی ۔ جناب والا ! اسی طرح باقی اجناس کا بھی یہی حال ہے ۔ زمینداروں کو پچھلے سال گندم 17 روپیہ من بھی نہیں ملی تھی کیونکہ ایک روپیہ من کے قریب آڑھتی لے جاتے تھے منافع مڈل مین کو ہوتا ہے اور زمیندار بیچاروں کو مشکل سے 10 فیصد ملتا ہے ۔ اس سال آپ نے 22 روپیہ 8 آنے گندم کی قیمت مقرر کی جو کہ پہلے سے بہتر حالت ہے کیونکہ گورنمنٹ کا مقصد ہے کہ زیادہ سے زیادہ گندم پیدا کی جائے تاکہ ہم خود کفیل ہوں اور کپاس ہماری جو باقی ماندہ cash crop ہے اس کو ترقی ہو تو میں عرض کروں گا کہ اس بات کو مد نظر رکھا جائے اور کاٹن کے اوپر جو 35 فیصد سے لیکر 45 فیصد ڈیوٹی لگائی گئی ہے اس میں یہ یقین دھانی زمینداروں اور کاشتکاروں کو دی گئی ہے کہ 60/70 روپے کے درمیان سے اگر گر جائے تو حکومت ڈیوٹی sliding scale لا کر قیمت کو stabilize

کرے گی ۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اس فائیننس بل میں تقریباً 5 فیصد کے قریب ڈیوٹی مزید لگائی گئی ہے جو ویسے تو کاٹن جنرز کے اوپر بتائی جاتی ہے مگر در اصل جیسا کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کا تجربہ ہے یہ ہمیشہ ان کے کاندھوں پر ڈال دی جاتی ہے تو اس پر سوا دو روپیہ سے 2 روپیہ فی من ڈیوٹی کاٹن پر لگائی گئی ہے لیکن اگر کوئی ginner ایک دن بھی دیر سے ادا کرے گا تو 50 پیسے پہلے اس پر جرمانہ ہوتا تھا لیکن اب موجودہ فائننس بل کے مطابق 50 روپے جرمانہ ہو جائیگا ۔ تو میں درخواست کرتا ہوں کہ جیسے عام لائسنس ہوتے ہیں مثلاً ریڈیو اور ٹیلیویژن کے لائسنس ہوتے ہیں تو ان کی طرح ان کو بھی ایک مہینے کی مہلت دیجائے اور اگر وہ اس میں نہ دیں تو 10 فیصدی ہر مہینہ اس پر ڈالا جائے ۔ اس حالت میں کاٹن ginners پر چار روپے بوجھ ڈالا جائیگا جناب والا ! جب اس کے پاس پیسہ نہیں ہوگا تو اس صورت میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ باقی لوگوں سے کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ 31 اگست تک آپ کا سال ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آفت نہیں آجائیگی اگر وہ 30 جون تک دیدے تو 10 فیصدی بڑھا کر اس سے یکدم وصول کریں چہ جائیکہ ایک دن دیر ہو جائے تو اس سے 2 روپے کی بجائے 4 روپے لئے جائیں ۔ جناب والا ! 25 پیسوں سے 50 پیسے تو برداشت کرنے آسان تھے مگر 2 روپوں سے 4 روپے کسی آفت زدہ آدمی سے وصول کرنا مشکل ہے ۔ لیکن پھر بھی یہ رقم کاشتکاروں اور زمینداروں سے وصول ہو گی ۔

جناب والا ۔ حکومت کے ماہرین کا یہ تخمینہ ہے کہ گندم کی Cost of Production 24 روپے ہے ۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں ممکن ہے کہ جو زرخیز زمینیں ہوں اس میں کم ہو لیکن زمینداروں کے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ زراعتی سیکٹر کے اوپر اتنے بوجھ ڈالے جائیں ۔ جناب والا ۔ ایک چیز جس کو مدنظر نہیں رکھا گیا وہ لینڈ ریفارمز ریگیولیشن کا پیراگراف 25 ہے ۔ اس کے تحت زمیندار کو ساڑھے تین گنا بیج سالم کا سالم لینڈ ریونیو کے مطابق اگر 5 روپے ادا کرنا پڑتا تھا ڈیائی گنا آبیانہ کا جو کہ پہلے کاشتکار دیتا تھا وہ اب 2 گنا اور 10 گنا کے قریب دینا پڑتا ہے ۔ اگر ۲ بوری یوریا کی ڈالی جائے تو نصف حصہ دینا پڑے گا یعنی 16 گنا اس کے اوپر مزید بوجھ ڈالا گیا ہے اور اس طرح زمیندار کی آمدنی کو کم کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ 16 گنا 5 روپے کے حساب

سے 80 روپیہ ہوتا ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ غور فرمائیں کہ آیا اس میں اتنی سکت ہے بھی یا نہیں کہ وہ مزید بوجھ برداشت کر لے۔

جناب والا ہماری پارٹی نے کہا تھا کہ چھوٹے زمینداروں کو مالیے کی چھوٹ ہو گی یہ بہت مستحسن بات تھی اور یہ زراعتی سیکٹر کے حق میں تھی کہ جنرل انکم ٹیکس سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ میں نے calculating کی ہیں اور میں نے کئی مرتبہ فائننس منسٹر کو ملنے کی کوشش کی لیکن وہ بجٹ کی تیاری میں اس قدر مصروف تھے کہ انہوں نے ریونیو کمیٹی کو بھی مشورے میں نہ لیا ورنہ ہم ان کے سامنے جملہ زرعی حالات بیان کر دیتے۔ تو میں عرض کروں گا کہ زمینداروں کے پاس جتنا منافع رہ جاتا ہے اس میں یہ گنجائش نہیں ہے۔ سنٹرل بجٹ میں 9 ہزار تک جنرل انکم ٹیکس کی چھوٹ دی گئی ہے تو میں یہی عرض کروں گا کہ ایک کمیٹی بٹھا دی جائے جو یہ دیکھے کتنی زمینیں ہیں جو economic holdings ہیں۔ یہ دیکھا جائے گا کہ 500 تک کے مالیہ کے زمیندار اس حیثیت میں نہیں ہیں کہ وہ کوئی ٹیکس دیں کیونکہ economic holding تو تقریباً اتنی ہی بنتی ہے۔ آپ نے زرعی ٹیکس میں ایزادی کر دی ہے اور اس کو بغیر ماہرین کی رپورٹ کے آپ نے لگایا ہے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم 500 روپے تک کا لینڈ ریونیو تو اسے معاف فرمائیں یعنی ان کو اس سے مستثنیٰ فرمایا جائے اور اتنا ہی رہنے دیں جتنا کہ پہلے تھا آپ اس طبقے کو زیادہ زد میں نہ لائیں۔ کیونکہ آپ نے میں سمجھتا ہوں کہ 100 فیصدی بڑھا دیا ہے جب کہ باقی کا تناسب 20 فیصدی ہے اور وہ اس سے بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ تو جناب والا! میں مودبانہ التماس کروں گا کہ آپ اس مسئلے کے اوپر غور فرمائیں۔

اس کے علاوہ ایکٹ کے سکشین 6 کے تحت ٹریکٹر ٹریلر کے اوپر ڈیوٹی 130 روپیہ سالانہ لگا دی گئی ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے یہ مزید بوجھ نہ ڈالا جائے اور اس ڈیوٹی سے مشتنیٰ کیا جائے۔ جناب والا! اس کے علاوہ سیکشن 8 میں declaratory suit کے اوپر بھی جو without possessions ہیں 10 روپے کی بجائے 15 روپے ڈیوٹی بڑھا دی گئی تھی اب جناب ان کے اوپر ایڈ ویلورم ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ شاید خیال نہیں رکھا گیا ہو گا

کہ یہ ڈیوٹی غریب ترین طبقے پر لگائی جا رہی ہے مثلاً بہت سے venders ہیں جو in possession ہیں وہ پہلے ایک معمولی سا ٹکٹ لیتے تھے اور 15 روپے دیتے تھے ۔ یہ غریب طبقہ ہے جس کے اوپر بوجھ ڈالا جا رہا ہے ۔

اس کے علاوہ آپ نے mutation fee بڑھا دی ہے ۔ پہلے میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے چار گنا بڑھا دی تھی مگر اب یہ دس گنا بڑھا دی گئی ہے یعنی پارٹیشن سے لے کر اس وقت تک سو گنا بڑھ گئی ہے اور یہ بھی غریب طبقے پر ہوگی ۔ یقین جانیے کہ اب کوئی بڑا زمیندار زمین خریدنے کو تیار نہیں ہے اور جو اب اراضی خریدے گا وہ غریب آدمیوں میں سے ہوگا اور ان کے اوپر اگر آپ ڈیوٹی ڈالیں گے تو یہ مناسب نہ ہو گا ۔ مثال کے طور پر یہی نہیں کہ آپ sale کے اوپر ڈیوٹی لگاتے ہیں ۔ پہلے جو تناسب تھا اس میں کچھ فرق تھا sale کا اور inheritence کا اور رجسٹر شدہ deeds جو mutation کے ہوتے تھے ان کے اوپر nominal duty ہوتی تھی مگر اب یہ سب کے لئے برابر ہے ۔ مثلاً ایک غریب کاشتکار یا کسان اپنی اراضی 100 روپے میں خریدتا ہے تو اس کے اوپر آپ 10 روپے لگائیں گے جو پہلے اس کو ایک روپیہ کے قریب دینا پڑتا تھا لیکن اب آپ اس سے دس روپے وصول کریں گے ۔ وہ تقاوی پر قرضہ لیتا ہے اس قرض کے علاوہ چھ مہینے کے بعد جب وہ مقبوضہ اراضی چھڑائے گا تو اس کو resumption fee اور 10 روپیہ ادا کرنی پڑے گی تو اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ آپ نے غریبوں پر کتنا مزید بوجھ ڈال دیا ہے اگر یہ ریونیو کمیٹی کے پاس جاتے تو ہم آپ کے لئے کچھ تجویز کرتے اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ ان کے پاس بھیجیں یا زیادہ سے زیادہ ان غریبوں کے لئے ڈبل فیس کر دیں مگر یہ نہ کریں جیسا کہ اس بل میں provided ہے ۔

جناب والا ! میں اپنے ضلع کے حالات مختصراً بتانا چاہتا ہوں ۔ خصوصاً ہمارے پنجاب کا ٹرائیبل ایریا جس کو آج کل excluded area کہا جاتا ہے ۔ پاکستان بننے کے بعد باقی تمام ٹرائیبل کے ساتھ نہایت شفقانہ سلوک کیا گیا مگر صرف پنجاب کا ٹرائیبل ایریا ہے جس کو ایوب خان نے excluded area قرار دیا ۔ جناب والا ! اب اس کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے ۔ پنجاب کے علاقے میں 80 سے 90 ہزار ایکڑ اراضی باقی تمام صوبوں کے قبائلیوں کے لئے مختص کی گئی ہے ۔ اس پر ان کو آباد کیا گیا ہے اور ان کو تقاوی

قرضے دئے گئے ہیں مگر صرف یہ پنجاب کا ٹرائیبل ایریا ہے جو سن 1962ء کے Constitution تک ٹرائیبل ایریا پنجاب کے گنے جاتے ہیں ۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ چار سال سے بارشیں نہیں ہوئیں اور پچھلے 2 سال سے وہاں کوئی فصل نہیں ہوئی ۔ گھاس وغیرہ بھی نہیں اگی ۔ بیچارے غریبوں کا گزارہ بھیڑ بکریوں پر تھا تو وہ بھی ان بیچاروں کا ختم ہو رہا ہے ۔ میں نے صدر صاحب کو چٹھی لکھی تھی کہ اس کو قحط زدہ علاقہ شمار کیا جائے اور خدا کے لئے یو این کے روپیہ سے ان کی امداد کی جائے کیونکہ یو این اور امریکہ کے پاس کافی روپیہ ہے جو کہ قحط زدہ علاقوں کے لوگوں کی مدد کے لئے خرچ کیا جاتا ہے ۔ ہندوستان اپنے لوگوں کے لئے بے انتہا پراپیگنڈہ کرکے وصولیاں کر رہا ہے مگر صدر صاحب کے دفتر میں ہمارے ڈی ۔ سی صاحب کو لیٹر گیا کہ بھائی بتاؤ کہ یہ ایریا قحط زدہ تو نہیں ؟ افسوس کی بات ہے کہ ہر ششماہی کے بعد ہمارے ڈی سی صاحبان کے اس ایوان سے تبادلے ہو جاتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں تو 26/27 روپیہ فی من کے حساب سے گندم مل رہی ہے اور جتنی کوئی خریدنا چاہے خرید لے ۔ جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ یہاں حصار famine ہوا تھا جب 22 کروڑ خرچ کئے گئے تھے ۔ اس وقت گندم کی قیمت صرف 5 روپیہ تھی لیکن چونکہ کھلی خرید نہ تھی اس لئے وہ قحط زدہ ایریا ہو گیا تھا ۔ تو میں درخواست کروں گا کہ اگر آپ کے پاس اتنی رقوم نہیں تو آپ مہربانی کرکے اس ایریا کے لئے سنٹر سے یا افسروں سے کہیں کہ خدا را چل پھر کر دیکھیں کہ کیا حالت ہے لوگوں کی ۔ تمام ایریا کی بلوچستان سے بھی بدتر حالت ہے مگر چونکہ یہ پنجاب سے loyalty رکھتا ہے یہ loyalty آزاد کر دیا گیا تھا ۔ یہ سات جولائی سے سن 47 سے آزاد تھا سوائے چند ایک Communitteis کے ۔ وہ بھی 6 مہینوں میں آزاد ہو سکتے تھے ۔ اس وقت بھی ایک آزاد بلوچستان کی تحریک شروع کر دی گئی تھی مگر یہ ہمارے لوگ تھے جنہوں نے انکار کر دیا اور لات ماری ان لوگوں کو جو آزاد بلوچستان کی تحریک سے تعلق رکھتے تھے ۔ جناب والا ! ہم سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ خدا کے لئے آپ ان لوگوں کے لئے کچھ کریں ۔ یہ آپ کے منشور میں ہے کہ روٹی ، کپڑا ، مکان دیا جائے گا آپ نے اس کا انتظام بیٹھ کر کیا ہے ۔ ان غریبوں کا برا حال ہے ۔ پچھلے سال سے ان کی کوئی فصل نہیں ہوئی ۔ خدا را آپ ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک کریں جیسا آپ شہر کی آبادی

کے ساتھ کرتے ہیں ۔ ان کو بھی subsidized rate پر دیں ۔ مجھے خیال آیا کہ بلوچستان اور فرنٹیئر میں گورنمنٹ subsidized ریٹ پر دے رہی ہے ۔ جب یہ بات ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ ہمارے لوگوں کو یہ مراعات نہ دیں ۔ جناب والا ! پھر یہاں سخت سردی پڑتی ہے اور بعض دفعہ درجہ حرارت 30 ڈگری سے بھی نیچے چلا جاتا ہے ۔ لوگ سردی میں ٹھٹھرتے ہیں ۔ کوئٹہ میں سلیمان رینج میں اتنی سردی ہوتی ہے کہ غریبوں کے پاس سر چھپانے کے لئے بھی کوئی مکان نہیں ہے ۔ مہربانی کرکے اس طرف توجہ فرمائیں ۔

راجہ محمد افضل خان (گجرات ۔ 5) : جناب والا ! بولوں گا تو صاحبان ناراض ہوں گے لیکن میں مجبور ہوں کہ میں آپ کو وہ بات اور جو میرے علاقے کے تاثرات ہیں ان کے متعلق کچھ بتاؤں ۔ بجٹ پڑھا گیا اور اس کی تعریفیں بھی سنی گئیں لیکن جب میں غریبوں کی حالت دیکھتا ہوں ان کی دشواریاں دیکھتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں ۔ وہ مہنگائی کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں غربت تڑپ رہی ہے ۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ کچھ قایدیں ہیں جن کے محلات کی تعمیر بڑے بڑے گاؤں میں اور نو آبادیوں میں ہو رہی ہے ۔ کچھ جشن بھی منائے جا رہے ہیں ۔ لاکھوں روپیہ عیاشی پر خرچ ہو رہا ہے لیکن سمجھ نہیں آتی کہ کہاں تک عوام کی بہتری ہوئی ہے ۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ عوام کی خوشحالی ہوئی ہے تو مجھے ایک واقعہ یاد آ جاتا ہے ۔ وہ واقعہ یقینی ہے لیکن تفصیلات میں جانا ذرا مشکل ہے ۔ مگر موجودہ حالات جو ہمارے سامنے ہیں ان کی وہ کافی ترجمانی کرتا ہے ۔ وہ واقعہ دو دوستوں کا تھا اور حالات کے مطابق وہ دونوں شرابی تھے ۔ انہوں نے سوچا کہ ہم کوئی کاروبار کریں ۔ شرابی تھے اس لئے ان کو ایک ہی کاروبار سوجھا کہ چلو شراب بیچیں وہ دونوں شرابی سڑک کے آر پار بیٹھ گئے اور اپنے سامنے شراب کے مٹکے رکھ لیے ۔ آٹھ آنے ایک کو بھیجے تو اس کو طلب ہوئی پھر اس نے دوسرے کے پاس جا کر شراب خریدی ۔ اس نے کہا کہ مجھے طلب ہوئی ہے مجھے آٹھ آنے کی شراب دو ۔ اس نے لے کر پی لی اور وہ آٹھ آنے اس کے پاس چلے گئے ۔ جب دونوں کو طلب ہوئی تو انہوں نے شراب پی لی ۔ شام تک ختم کر لی ۔ شام کو دیکھا کہ sale تو اچھی ہوئی ہے لیکن جب منافع کا حساب لگایا تو دیکھا کہ صرف آٹھ آنے بچے ہیں ۔ تو دیکھا گیا کہ ظاہری طور پر sale اچھی ہوئی ہے ۔ اسی طرح بجٹ میں پیسہ بھی بہت دیا گیا ہے اور اس

کے ساتھ ہی ساتھ مہنگائی بھی بہت ہو گئی ہے - اور غریب عوام کے لئے جو پیسہ دیا گیا ہے indirectly انہوں نے اس میں بھی حصہ لیا کیونکہ جب devaluation ہوئی تو جہاں ایک خاندان پر سو روپیہ خرچ آتے تھے - اب تو ڈیڑھ سو روپیہ خرچ آتے ہیں - لوگ خود مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں - یہ سوچنے کی بات ہے - ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بہت ترقی کر لی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم اس ایوان میں جب آ کر بیٹھتے ہیں اور جب سے ہم یہاں آ کر بیٹھے ہیں اور جب سے ہم ایرکنڈیشنڈ کمروں میں گئے ہیں اور ہم نے آرام کی زندگی دیکھی ہے تب سے ہمارا غریبوں سے رابطہ کٹ گیا ہے اور ان کے اصلی حقوق کا کچھ پتہ نہیں ہے - کیا اس لئے ہم بجٹ کی تعریفیں کر رہے ہیں ؟

مساوات محمدی پانچ خوبیوں کا عنصر ہے جس میں نیکی - انصاف - سخاوت - بہادری اور ایثار شامل ہیں - جہاں تک نیکی کا تعلق ہے وہاں حد جو ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے - اور انصاف کی حد حضرت فاروق رضؓ نے پیش کی - سخاوت کی حد حضرت عثمان غنیؓ نے پیش کی اور بہادری کی حد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پیش کی ہے - ایثار کی حد حضرت امام حسین علیہ السلام نے پیش کی ہے - لیکن جب تک یہ خوبیاں ایک قائد میں موجود نہیں جو کہ ایک اسلامی مملکت کے قائد میں ہونی چاہیں کیونکہ اسلامی مملکت امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن ہے اور اس امت کی باگ ڈور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑی تھی اور اس باگ ڈور کو انہیں ہاتھوں میں جانا چاہیے جو اس کے اہل ہیں - یہ ایک مقدس مقام ہے اور اس مقام کی باگ ڈور صحیح ہاتھوں میں دینے کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک جہاد لڑا تھا جو کردار کے مسئلے پر تھا لیکن آج کل لوگ کردار کے مسئلے کو پس پردہ ڈال دیتے ہیں - میرا یہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ اگر مسلمان بدکردار قیادت کے زیر سایہ ترقی پذیر ہو جائیں تو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا جواز ختم ہو جاتا ہے - مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ جہاں تک مساوات محمدی کا تعلق ہے کسی نے اس کو نہیں اپنایا - ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اس ترازو سے تولیں جہاں مساوات محمدی کا ذکر کیا گیا ہے - جہاں پر کہ حاکم عوام کی سطح پر رہتا ہے - جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس امت کی خاطر پیٹ پر پتھر باندھے اور طرح طرح کی دشواریوں میں مبتلا ہوئے۔ جہاں انھوں نے اس امت کے لیے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ سادہ لباس نہیں ہونا چاہیے اس کے اندر بہت بڑا فلسفہ ہے۔ یہ فلسفہ وہی جانتا ہے جو اس کو پہنے۔ جو انسان اپنا تکبر عوام میں ختم کر دیتا ہے اور سادہ لباس پہن جاتا ہے وہ عوام کی سطح پر آ جاتا ہے اور اس کے ذاتی تکبر کی جو جو اغراض ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اس مادی زندگی سے اس کی روح ہٹ جاتی ہے اور ایک سادہ زندگی کی طرف اس کا رجحان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منصوبہ پیش کیا تھا اور پیوند لگائے تھے کہ آئندہ میری آنے والی امت کے حاکم کم از کم یہ احساس کریں گے کہ میری امت میں احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ مساوات محمدی کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کے سینوں کو روشن کرکے اور پھر قیادت نے وہ عمل کئے جو کہ مساوات محمدی کے بالکل برعکس تھے۔ مساوات محمدی کا نظام خلفاء راشدین نے اپنایا۔ یہاں پر ان کے ایثار اور سادگی کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ اس کے بعد جس وقت مساوات محمدی سے وہ عروج کا دور تھا اور اس میں زوال کا دور تب آیا جب یزید کا دور آیا۔ اس کے بالکل برعکس اثرات تھے۔ وہاں پر اس کے دور میں حق بولنے والے کچلے جاتے تھے۔ انصاف کا یہ حال تھا کہ بولنے والے کو کچلا جاتا تھا اور وہ لوگ اس ظلم کا حساب لینے کے لیے عدالت کو رجوع نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن وہ دور جو مساوات محمدی کا خلفاء راشدین نے پیش کیا تھا جہاں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے عدالت کو رجوع کرتے تھے اور پیش ہوتے تھے۔ اس میں بہت سارا فرق ہے۔ اب ہم نے یہ چننا ہے کہ ہم نے عروج کا دور لیا ہے یا زوال کا دور لیا ہے۔ نقشہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ حاکموں کی خوبیاں اور صلاحیتیں ہمارے سامنے ہیں۔ جہاں تک صلاحیتوں کا تعلق ہے۔ جہاں تک خوبیوں کا تعلق ہے ایک بات ضرور ہے کہ ہم نے اس ایوان میں اور تمام قومی اسمبلی میں ایک مقام محمدی موجودہ قیادت کو ضرور دیا ہے۔ مقام محمدی کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسانیت کے اندر کسی شخص پر تنقید نہیں کی جا سکتی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک ہے جس پر تنقید نہیں ہو سکتی۔ یہ حق جو ہے یہ خلفاء راشدین نے بھی نہیں لیا تھا بلکہ خود حضرت ابوبکر صدیق رض نے کہا تھا مجھ پر تنقید کرو اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ کر نہ چلو۔ لیکن موجودہ حکومت

نے موجودہ دور میں تنقید کا حق جو ہے وہ چھین کر اپنے آپ کو مقام مہدی کی سطح پر لے گئے ہیں جو کہ سب سے بڑا ظلم ہے ۔ یہ مقام جو ہے یہ صرف ایک پاک شخصیت کو حاصل ہو سکتا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب قیادت غلطیاں کرتی ہے تو ہم ان کی تنقید کر کے ان کو درست نہیں کر سکتے ۔ اور آج ہم اس غلط مقام پر پہنچ چکے ہیں ۔

جناب والا ! یہ ایک عام طریقہ کار ہے کہ جب حکومت اپنی صلاحیتوں کے باوجود کارگر نہ ہو ۔ کامیاب نہ ہو اور وہ مسائل عوام کے حل نہ کر سکے تو پھر ان کا رخ ایک دوسری سمت ہو جاتا ہے کہ وہ کرسی اقتدار کو سنبھالنے کے لئے متعدد پالیسیاں بناتے ہیں جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ کرسی اقتدار کو سنبھالنے کے لئے بے انداز خرچ کیا گیا ہے ۔ خرچ کرنے کا طریقہ کار جو ہے وہ یہ ہے کہ پولیس میں اضافہ کیا جائے ۔ سی آئی ڈی میں اضافہ کیا جائے اور اخباروں میں غلط خبریں دی جائیں۔ میرے خیال میں اس دور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ علیہ کا یہ ارشاد میں ضرور پیش کروں گا کہ جھوٹ رزق کو سکھا دیتا ہے ۔ جھوٹ غیر پارلیمانی لفظ ہے ۔ اس لئے میں کہوں گا کہ غلط بیانی رزق کو سکھا دیتی ہے ۔ اس اٹھارہ ماہ میں جو ریڈیو میں ۔ جو ٹیلی ویژن میں ہم نے غلط بیانی سنی ہے تو رزق کا سوکھ جانا کوئی عجیب بات نہیں ہے ۔

جناب والا ! جہاں تک موجودہ دور کا تعلق ہے کرسی اقتدار کے تحفظ کے لئے اتنا سرمایہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ وہ طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں جو کہ اس قوم کو ہمیشہ زندہ دفن کر دیں گے ۔ جوان نسل ۔ آئندہ آنے والی قیادت کو کچلا جا رہا ہے ۔ نئی قیادت کو ابھرنے نہیں دیا جا رہا ہے ۔ یہاں تک کہ مستورات بھی تشدد کا نشانہ بن رہی ہیں ۔ بدکردار لوگوں کو سرعام لا کر مسلط کیا جا رہا ہے جو کہ اس قوم پر تشدد کر رہے ہیں ۔ اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو کل واقعہ ہوا وہ بھی اس پرسوں کے واقعہ کی ایک کڑی ہے ۔ مجھے افسوس اس چیز کا ہوا کہ وہ لوگ یعنی وہ عورتیں اپنی مشکلات عوامی نمائندوں کے پاس لے کر آئی تھیں اور توقع کی جاتی ہے کہ جو جو مسائل اور جو جو تکالیف ہم عوامی نمائندوں کے پاس لائیں گے وہ ہمارے مسائل حل کریں گے ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے گھنٹی بجائی)

جناب والا ! میرا وقت بڑھایا جائے کیونکہ میں تحریک استقلال کا پارٹی لیڈر ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے پہلے بھی کہا تھا ۔ اس طرح تو یہاں 185 لیڈر ہو سکتے ۔ لیڈر کے لیے کم از کم ایک follower ہونا ضروری ہے گو پارلیمانی واقعات کے مطابق اس سے زیادہ ضرورت ہو ۔ بہرحال میں نے اپنی صوابدید تو استعمال کی ہے ۔ آپ کو تقریر کرتے ہوئے گیارہواں منٹ ہے میں نے bell دی ہے ۔ کم از کم آپ کو دو منٹ اور ملیں گے ۔ اگر آپ تقریر کھینچ کے لے جائیں گے تو 15 منٹ ہو جائیں گے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ان کا ایک follower اصغر خان کے نام سے موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ اس ایوان کی بات ہے ۔

راجہ عبد الفضل خان : جناب والا ! قیادت جتنے وقت اگر قوم کے ساتھ ظلم کرتا ہے تو ایسے لوگ چنے جائیں جو کہ اپنی زندگی میں اپنے شعبوں میں ناکام رہے ہوں ۔ اگر ان کے ہاتھ میں قیادت کی باگ ڈور دی جائے تو یہ وہی حساب ہے جیسے میں اپنے خاندان کو بٹھا کر ایک ان سکلڈ (untrained) ڈرائیور کو کہوں کہ جاؤ ان کو مری کی سیر کروا لاؤ ۔ تو یقینی مجھے پتا ہونا چاہیے کہ انہیں واپس نہیں آنا ۔ جناب والا ! میں یہ بتاؤں گا کہ جب کسی اقتدار کو بچانے کی حاکموں میں خواہش ہو جائے تو وہ عوام کے لئے زیادہ اچھا کام نہیں کر سکتے ۔ آج کل جتنا خرچ کیا جا رہا ہے میں صرف چار آنے کا نسخہ بتاتا ہوں کہ اگر تمام اخباروں سے پابندی ہٹا دی جائے ۔ تمام ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے پابندی ہٹا دی جائے اور جو لوگ ہولیں وہ اخباروں میں چھاپ دیا جائے اور صدر مملکت چار آنے کا اخبار لے کر پڑھ لیں تو ان کو پتا لگ جائے کہ ملک کا کیا حال ہے ۔ کون ان کے خلاف ہے اور کون ان کے مطلب کی بات کر رہا ہے ۔ نہ سی آئی ڈی کی ضرورت نہ اتنی پولیس کی ضرورت ہے ۔ جہاں وہ دیکھیں کہ تنقید کو تعمیری پہلو دیا جا سکتا ہے اس کو تعمیری پہلو دیں تو تمام مسئلے حل ہو سکتے ہیں ۔

جناب والا ! جہاں تک گذشتہ دور میں دیکھنے میں آیا ہے کہ پنجاب کی قیادت کو بری طرح سے کچلا جا رہا ہے ۔ ہمارے پاس پہلے ہی قیادت بہت تھوڑی ہے ۔ ڈاکٹر نذیر کا قتل ۔ خواجہ رفیق کا قتل اور پھر نئے قائدین کو جو قیادت

ابھر رہی ہے - جو لٹی پود ابھر رہی ہے اس پر تشدد یہ ظاہر کرتا ہے کہ پنجاب کی قیادت بہت جلد ختم ہونے والی ہے - وہ لوگ جو حق کی آواز بلند کرتے ہیں جو مسائل کے لیے اپنے آپ کو سامنے لاتے ہیں - جو ایک جمہوری طریقے سے اپنے مسائل حل کرتے ہیں ان کو کچلا جاتا ہے اور وہ لوگ جو کہ ملک توڑنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ان کو house arrest کیا جاتا ہے جیسے جی - ایم - سید جن کو گھر کے اندر ائیر کنڈیشنڈ کمروں کے اندر ہاؤس arrest کیا ہوا ہے اگر پنجاب میں لوگ پنجاب کے لیے لڑتے ہیں اور عوام کے لیے لڑتے ہیں - پاکستان کے لئے لڑتے ہیں اور غلط باتوں پر تنقید کرتے ہیں تو ان کو بالکل کچلا جا رہا ہے یہ غیر منصفانہ نظام کا طریقہ کار بالکل میری عقل سے باہر ہے -

جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ جو کچھ اس ملک میں پابندی شراب نہ لگا کر بے جا اصراف ہوا ہے جو اس معاشرے میں برائی پیدا ہوئی ہے اس کی بات بھی قابل ذکر ہے - حقیقت میں موجودہ دور میں جیسے کہ ہمارے اوپر ہندوستان کا غلبہ ہے چاہیے تھا کہ شراب پر پابندی لگا کر عوام کو مسلح کیا جاتا - عوام کو عام لائسنس جاری کئے جاتے - اسلحہ دیا جاتا - اسلحہ پر پابندی لگا کر جب کہ جنگ عوام کے سروں پر منڈ لا رہی ہے اور اب بھی جنگ کے بادل منڈ لا رہے ہیں اور پنجاب زیادہ مظالم کا شکار ہوتا ہے - لیکن اسلحہ پر پابندی لگانے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج وہ عوام جن کے پاس اسلحہ تھا وہ بھی غیر مسلح ہو گئے ہیں - اور پھر کالے قانون کی پشت پناہی کی جا رہی ہے - کہ کوئی اسلحہ نہ رکھ سکے اس کا مقصد یہ ہوا کہ جب ہندوستان کی فوجیں داخل ہوں گی تو ان کو کوئی مزاحمت نہ ہو گی اور وہ عوام کو پکڑیں گی - ان کو حرم بھی مل جائیں گے اور سجے سجائے گھر بھی مل جائیں گے -

وزیر قانون : جناب والا ! جو آخری جملے فاضل رکن نے بولے ہیں وہ ہمارے قومی وقار کے منافی ہیں انہوں نے ایک ایسی تصویر پیش کی ہے جو کسی صورت میں برداشت نہیں جا سکتی -

راجہ محمد افضل خان : یہ ایک طے شدہ منصوبہ ہے - اگر قوم تیار ہے اور یہ آپ کے منشور میں ہے کہ آپ ہر پاکستانی کو مسلح کریں گے -

وزیر قانون : ان کے ان جملوں سے پنجاب کے عوام کو ٹھیس پہنچی ہے -

سید طاہر احمد شاہ (لائل پور - 3) : جناب والا ! آئندہ سال کے میزانیہ پر بحث کے دوران حزب مخالف کی بنچوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین نے بجائے میزانیے کے اعداد و شمار پر زیادہ بحث میں حصہ لینے کے اسلام اور سوشلزم کو زیر بحث رکھا ہے - میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور پیپلز پارٹی کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے کہوں گا کہ ہماری پارٹی کا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے - اس کے باوجود حزب مخالف کے معزز اراکین یہ سمجھتے ہیں اور یہ ان کے علم میں ہے کہ 1970ء کے انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے واضح الفاظ میں اسلامی سوشلزم کا منشور دیکر عوام سے ان کی مرضی کے مطابق ووٹ حاصل کیے تھے - اس لحاظ سے آج اگر حکومتی پارٹی کے یا ہماری حکومت کے وزیر خزانہ سوشلزم کی بنیاد پر آئندہ مالی سال کا میزانیہ پیش کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ اس میں بالکل برحق ہیں اور مستحق ہیں کیونکہ مجھے خود یاد پڑتا ہے کہ جب میں چھوٹا سا تھا تو ہمارے شہر میں چند ایک سوشلسٹ کہلاتے تھے تو تمام علمائے دین نے ان لوگوں کے خلاف ان ترقی پسند انسانوں کے خلاف اس قسم کا زہر لوگوں کے دلوں میں بھرا تھا ان کو دہریہ کہا جاتا تھا - ہم لوگ ان کو خود نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے لیکن وقت آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور وہ سوشلزم جس کو پاکستان کے عوام خود برا سمجھتے تھے آج وہی غریب عوام نے سوشلزم کے نعرے کو اپنایا - اسلامی سوشلزم کو چھوڑ کر آج پاکستان کے غریب عوام سائینٹیفک سوشلزم کی طرف بڑھ رہے ہیں اور سائینٹیفک سوشلزم کی منزل کو پانے کے قدم با قدم بڑھ رہے ہیں - ہمارے وزرا کرام اور باقی اراکین اس پر مفصل بحث کر چکے ہیں اس لیے وقت کم ہونے کی وجہ سے اس پر میں کچھ زیادہ اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا - میں کچھ ضروری باتیں ناقص عقل کے مطابق ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ سے التماس کروں گا کہ ان مشکلات کا ازالہ کیا جائے اور مطالبات حتی الامکان پورے کیے جائیں -

ایک تو جناب والا ! میں یہ گذارش کروں گا کہ پاکستان میں شیشہ بنانے کی دو فیکٹریاں ہیں - ایک تو پرلس گلاس کے نام سے مشہور ہے اور ایک خواجہ گلاس انڈسٹریز کے نام سے ایک کراچی میں ہے اور دوسری حسن ابدال میں ہے اور چونکہ مال کی کھپت زیادہ ہے اور پروڈکشن بہت کم ہے اس لیے جو آلو آنے فی فٹ شیشہ بکتا تھا آج مارکیٹ میں وہ تیس روپے فٹ کے حساب سے ملتا

ہے ۔ مزید برآں کراچی میں جو پرنس گلاس فیکٹری لگائی گئی ہے اس کا خام مال پنجاب کے پسماندہ ضلع میانوالی سے جاتا ہے اور اس پر باربرداری کے اخراجات پڑتے ہیں اس لیے یہ میری تجویز ہے کہ حکومت پنجاب اس مسئلے کو جلد از جلد زیر غور لائے اور ڈسٹرکٹ میانوالی جو پنجاب کا پسماندہ ضلع ہے اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے ایک گلاس فیکٹری قائم کی جائے تاکہ آگے چل کر جو غریب عوام کے لیے فلیٹ تیار کرنے ہیں ان میں بھی شیشہ درکار ہوگا وہ ہمیں سستے داموں مل جائے گا ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جو بھاری مشین اپنے انتظام کے لیے اپنی تحویل میں لی ہے ان کی مصنوعات کے لیے ڈیلروں نے اپنے علاقوں میں اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور عوام کو دونوں ہاتھوں سے میں تو کہوں گا کہ وہ پاؤں کے ساتھ بھی عوام کو لوٹ رہے ہیں اشیاء کی قیمتیں بڑھا دی ہیں ۔ اس لئے میں اپنے قابل احترام وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ ان کی اجارہ داری کو ختم کیا جاوے ۔ جب کہ ہم نے سیاسی اجارہ داریوں کے بت پاش پاش کر دئے ہیں آج بھی بڑے بڑے سرمایہ دار اور دلال حسب سابق بلا واسطہ طریقے سے غریب عوام کا خون چوس رہے ہیں ۔ ان کا ازالہ کیا جائے اور ان کی اجارہ داریوں کو توڑ کر عوام کو زیادہ سے زیادہ اس کی تقسیم کی اجازت دی جائے تاکہ عوام کو کوئی اجارہ دار مزید نقصان نہ پہنچا سکے ۔

مزید برآں کوئی بھی حکومت اپنے وسائل کے اندر رہ کر بہتر سے بہتر بجٹ پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت بھی سابقہ اور موجودہ مالی سال کی لعنت کے مقابلہ میں آئندہ مالی سال کا بجٹ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے بہت بہتر پیش کرے گی ۔ مگر اس کے ساتھ اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدات کی بناء پر آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے بجٹ کا جو بھی کم ہے یا زیادہ ہے بیشتر حصہ لوگوں کی طرف سے رشوت کے طور ضیاع ہو جاتا ہے اور لوگوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے ۔ اس طریقے سے ہمارے ہر سال تقریباً چالیس فیصد تعمیراتی منصوبے رہ جاتے ہیں ۔ جہاں ہم نے کسی ترقیاتی منصوبوں کے لیے بجٹ مہیا کرنا ہے وہاں ہمیں اس پر نگرانی بھی رکھنی چاہیے ۔ جب کوئی

ترقیاتی یا تعمیرات کا کام ہوتا ہے تو ایک ایس ۔ ڈی ۔ او پانچ فیصد کمیشن لیتا ہے اور ایک ایگزیکٹو انجینئر سات فیصد کمیشن لیتا ہے ۔

(مسٹر سپیکر نے وقت کے متعلق گھنٹی بجائی)

جناب والا ! مجھے وقت دیا جائے ورنہ بہت سی ضروری باتیں رہ جائیں گی ۔ حضور والا ! یہ حقیقتیں ہیں جو میں نے بیان کرنی ہیں ۔ تو جناب والا ! ایکس ۔ ای ۔ این تک جاتے جاتے کمیشن دس فیصدی بڑھ جاتی ہے اور جب کوئی ٹھیکیدار 25 یا 30 فیصدی کمیشن سرکاری اہلکاروں کو دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس ناجائز خدمت کا 25 فیصد وہ اپنی جیب میں بھی ڈالتا ہے ۔ اس طریقے سے تعمیراتی پروگرام پر خرچ ہونے والے قوم کے روپے میں سے تقریباً نصف کا ناجائز ضیاع ہو جاتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ یہاں پر پسماندہ اور ترقی یافتہ علاقوں کی باتیں ہوتی ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ لائل پور ضلع پاکستان کا مانچسٹر کہلاتا ہے اور پھر وہ ترقی یافتہ ضلع اور صنعتی شہر ہے لیکن اس کے باوجود جب میں اپنے شہر کی کچی بستیوں کی طرف جاتا ہوں تو جب برسات کا موسم آتا ہے اور جب ٹیکٹریوں کا گندہ پانی ان میں آتا ہے تو ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ جھیلوں میں رہتے ہیں ۔ بارش کے دنوں میں وہ لوگ اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں ۔ تو ہمیں ان دور دراز دیہات کے پسماندہ علاقوں کے لیے اور ان کی بنیادی سہولتوں کے لیے ضرور توجہ دینی چاہیے ۔ ہمارے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ جو انسان کچی بستیوں میں کیڑے مکوڑوں کی طرح رہتے ہیں ان کو بھی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے ہمیں جلد از جلد توجہ دینی چاہیے ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ حکومت نے متروکہ اراضی پر کچی آبادیوں کے مالکان کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کر دیا ہے اور یہ اس حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وہاں پر محکمہ مالیات کے اہلکار ان کو تنگ کر رہے ہیں ۔ وہ ایک کے نام پر کر دیتے ہیں اور کبھی دوسرے کے نام پر کر دیتے ہیں اور اس طرح سے غریب عوام کو ۔ معصوم عوام کو ۔ بھولے عوام کو پریشان کیا جاتا ہے ۔ میں حکومت سے یہ بھی گذارش کروں گا کہ جو کچی آبادیاں ہیں یا تو وہاں رہنے والوں کو متبادل جگہ دی جائے وگرنہ وہ لوگ وہاں پر سائبان تان سے سر چھپا کر بیٹھے ہیں اور مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری جمیل حسن خان منج ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مجھے تھوڑا سا وقت اور دے دیجیے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو پندرہ منٹ پورے مل گئے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میری ایک تحریک تھی وہ کب تک ملتوی رہے گی ؟

مسٹر سپیکر : میں اسے دیکھتا ہوں ۔ چوہدری جمیل حسن خان منج ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : وقت کی کمی کے باعث ممکن نہیں ہو سکتا ہے ۔ چوہدری صاحب ۔ جتنے منٹ آپ ایٹ ہوں گے اتنا وقت کٹ جائے گا ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب والا ! میں اپنے ایک دو منٹ انہیں دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے چھ منٹ باقی رہ جائیں گے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! میں وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ سینماؤں میں جو تماش بین ٹکٹ خریدتے ہیں اس پر مزید ٹکٹ نہیں لگانا چاہیے کیونکہ غریب عوام کی تفریح کا یہ واحد ذریعہ ہے جو انہیں میسر ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : انہوں نے تماش بین ان لوگوں کو کہا ہے جو سنیما دیکھنے جاتے ہیں ۔ کسی اور معنی میں استعمال نہیں کیا ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا ! اس کے بر عکس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ سینما کے مالکان پر ٹیکس لگائیے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ کم از کم میرے شہر میں ایک ٹکٹ پر 25 پیسے زیادہ سینما کا ہر مالک وصول کرتا ہے اور اس طریقے سے ان کو سینکڑوں روپے روزانہ نا جائز آمدن ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ خورد و نوش کے سٹال کی اور سائیکل سٹینڈ کی آمدنی تو کسی مد ہی میں نہیں آتی ۔ تو عوام پر ٹیکس نہ لگائیں اگر لگانا ہے تو ان کی آمدن سے وصول کیجیے ۔

جناب والا ! لائل پور میں سٹلائٹ ٹاؤن میں بہت سے خالی قطعات پڑے ہیں

جن پر مہاجر دشمن اور شرپسند عناصر قبضہ کیے جا رہے ہیں ۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ جلد از جلد عوامی نمائندوں پر مشتمل لائل پور میں ڈسٹرکٹ الاٹمنٹ کمیٹی بنائیں تاکہ ان قطعات کو غریب اور مستحق عوام میں تقسیم کیا جا سکے ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج (گوجرانوالہ 4) : جناب سپیکر ! ہر دور میں جب بھی کوئی پارٹی بر سر اقتدار آتی ہے تو ہر سال اپنا میزانیہ پیش کرتی ہے جیسے کہ اس سال بھی ہمارے جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنا میزانیہ پیش کیا ہے ۔ میزانیہ میں دیکھنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ جو پارٹی بر سر اقتدار ہوتی ہے ۔ کیا وہ اپنے موقف کے مطابق میزانیہ پیش کرتی ہے یا نہیں ۔ میں سابقہ ایوب خان کے دور کے متعلق عرض کروں گا کہ انہوں نے زیادہ سے زیادہ ملٹری کی تاریخ پڑھی تھی تو انہوں نے جب بھی کوئی میزانیہ پیش کیا وہ عین ملٹری کی تاریخ کے مطابق پیش کیا ۔ وہ جس وقت بر سر اقتدار آئے تو آتے ہی انہوں نے انٹیلیجنشیا ختم کیا اور اسے ختم کرنے کے بعد بہت بڑے بڑے محلات تعمیر کیے جیسے کہ اسلام آباد اور ایسی ایسی تعمیرات میں زیادہ سے زیادہ قومی اور ملکی دولت خرچ کی جو غیر منافع بخش تھیں ۔ حالانکہ اگر وہی رقوم وہی روپیہ ملک کے اصل مسائل یعنی زراعت پر صرف کیا جاتا جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے تو میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک وہ تمام قرضے بھی ادا ہو سکتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ہماری ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر ایک ایک اسلام آباد قائم کیا جا سکتا تھا ۔ میں اپنے وزیر خزانہ کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے سابقہ سالوں کی نسبت اپنے مسائل کو ٹٹولنے کی کوشش کی ہے گو ان کے ساتھ ترجیحی سلوک نہیں کیا گیا حالانکہ زراعت ہمارا ایک ایسا وسیلہ ہے جس کو زیادہ زیادہ ترجیح ملنی چاہیے تھی ۔ انہوں نے سابقہ سالوں کی نسبت کافی رقم دینے کی کوشش کی ہے مگر پھر بھی یہ بہت کم ہے ۔ اس کے متعلق تو میں یہ عرض کروں گا ۔ جیسے کہ خاکوانی صاحب نے فرمایا تھا کیونکہ ان کے ضلع میں کاٹن کی فصل سب سے بڑی فصل ہے اسی طرح میرے علاقے کی سب سے بڑی فصل چاول ہے ۔ تو چاول کے متعلق میری یہ گذارش ہے کہ اس کا ریسرچ سنٹر کالا شاہ کاکو میں رکھا گیا ہے لیکن کالا شاہ کاکو کی زمین کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ گوجرانوالہ کی زمین سے بالکل مختلف ہے حالانکہ زیادہ سے زیادہ پیداوار گوجرانوالہ دے رہا ہے ۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کی زمین بالکل ایک جیسی ہے ۔

تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو تعمیراتی مرکز ہے اسے گوجرانوالہ میں منتقل کر دینا چاہیے تاکہ وہاں اچھی سے اچھی ورائٹی پرورش پا سکے اور زیادہ سے زیادہ پیداوار مل سکے ۔

اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے چھ مسائل کی طرف بھی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ مثلاً فوج کی ایک رجمنٹ 800-900 افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور وہاں ایک ڈاکٹر ہوتا ہے لیکن کامونکی ایک ایسا قصبہ ہے جہاں 90 ہزار کی آبادی ہے لیکن وہاں کوئی ہسپتال نہیں ہے ۔ صرف ایک سکول لڑکوں کا اور ایک سکول لڑکیوں کا ہے ۔ حالانکہ وہاں سکولوں کی تعداد لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کم از کم پانچ چھ ہونے چاہیے اور ایک کالج ہونا چاہیے لڑکوں اور لڑکیوں کا ۔

وہاں سیوریج سسٹم نہیں ہے ۔ نالی کا پانی کشید ہو کر نلکوں میں آتا ہے اور وہی پیتے ہیں ۔ وہاں واٹر ورکس کی اور ضرورت ہے ۔ سڑکیں تمام کی تمام ٹوٹی ہوئی ہیں ۔ کامونکی سے لے کر نوشہرہ جانے والی سڑک تمام ختم ہو چکی ہے ۔ تا حال اس پر کبھی کوئی توجہ نہیں دی گئی ۔ میں ان گذارشات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر (پی پی 185- حلقہ خواتین ۔ 5) : مسٹر سپیکر ! بجٹ پر کچھ کہنے سے پہلے میں مناسب سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن کے الزامات کی تردید کروں ۔ جناب والا! اپوزیشن نے طالب علموں پر تشدد کی بات کی ہے ۔ میری عرض یہ ہے کہ بے شک یہ ٹھیک ہے کہ بحالی جمہوریت میں طالب علموں نے ہمارا بڑا ساتھ دیا ۔ لیکن اس کے بعد ان پر کچھ فرائض بھی عاید ہوتے تھے ۔ جب حکومت بن گئی تو انہیں اس کی backing کرنی چاہیے تھی ۔ لیکن جو فرائض انہوں نے ادا کیے وہ یہ تھے ۔ کہ والس چانسلر کے منہ پر تھپڑ ماریں اور پرنسپل کا گھیراؤ کریں ۔ سڑکوں پر صدر مملکت کو گالیاں دیں ۔ یونیورسٹی میں اسلحہ لے کر جائیں اور اپنے ہم جولیوں کو گولی کا نشانہ بنائیں ۔ چھ سات گراریوں والے چاقو اپنے ساتھ رکھیں ۔ جناب والا ! میں اپنے طالب علموں سے صرف اتنا پوچھتی ہوں کہ میری نظریں آپ میں سے قائد اعظم کو تلاش کرتی ہیں ۔ میری نظریں علامہ اقبال تلاش کرتی ہیں ۔ میں کہتی ہوں کہ اپنے میں سے ایک قائد اعظم پیدا کرو ۔ علامہ اقبال پیدا کرو اور یہ روش چھوڑ دو اور موجودہ حکومت کے ساتھ تعاون کرو ۔

دوسری انہوں نے مزدوروں پر تشدد کی بات کی تھی ۔ جناب والا ! میں چین کی مثال دوں گی ۔ جب چین کو آزادی حاصل ہوئی تو دوسرے دن مزدوروں نے فیکٹریوں میں دن رات محنت کر کے اتنی پیداوار کی کہ وہاں کسی چیز کی کمی نہ رہ گئی ۔ لیکن جب ہم نے جمہوریت کو بحال کیا تو دوسرے دن ہمارے مزدوروں نے اپنے مطالبات کے ڈھیر ہمارے سامنے رکھ دیے اور کیمپ لگا کر ہڑتالیں شروع کر دیں اور ایک ایک مہینہ فیکٹریاں بند رہیں ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا ملا ؟ مفلسی ملی ؟ اگر مفلسی ملی تو ہم مفلسی بانٹیں گے اور کیا بانٹیں گے ۔ جناب والا ! میں اپنے مزدور بھائیوں سے اتنا عرض کروں گی کہ اٹھو اور جاگو ، ان لوگوں کے ہتھکنڈوں میں نہ آؤ ، محنت کرو ، اتنی محنت کرو کہ ڈوبتی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچاؤ ۔ میں سمجھتی ہوں ، پھر کیا ہوگا ؟

عجب کیا ہے یہ بیڑا غرق ہو کر پھر ابھر آئے
کہ ہم نے انقلاب موج گردان یوں بھی دیکھے ہیں

جناب والا ! خواتین کی بات ہوئی تو خواتین کو میں ایک مژدہ سناتی ہوں ۔ کہ یہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہے جس نے خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دیے ہیں ۔ آئین میں صاف صاف لکھا ہے کہ جنس کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا ۔ اب یہ خواتین کا کام ہے کہ وہ اتنی ترقی کریں ، اتنی لیاقت حاصل کریں کہ آپ کی جگہ لے سکیں ، یا راسے صاحب یا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی جگہ لے سکیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! سوشلزم نظام کا ذکر ہوا ۔ میں جناب راسے صاحب کو سوشلسٹ بجٹ پیش کرنے پر سلام کہتی ہوں ۔ ہم نے اس منشور کے تحت گلی گلی اور کوچے کوچے میں پرچار کیا ۔ ہم اس منشور کے پابند ہیں ۔ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ سوشلزم کا نظام برپا کیا جائے گا ۔ اگر برپا نہ کیا جائے گا تو غریبوں کا ہاتھ امیروں کی گردن پر ہوگا ۔ لیکن میں کہتی ہوں کہ غریبوں کی تلواریں امیروں کی گردن پر ہوں گی اور پھر جناب والا ! وہ ہوگا ایک خونی انقلاب ہوگا ، جسے نہ میں روک سکوں گی اور نہ آپ روک سکیں گے ۔ اپوزیشن نے مذہب کی بات کی ہے کہ ہم لا مذہب ہیں ۔ حکومت نے آئین کے Preamble میں کہا ہے کہ ۔

Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Allah Almightly alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust ;

جناب والا ! پھر اس سے زیادہ خدا پرست ہم کیا ہو سکتے ہیں ۔ مسائل کا ذکر کیا گیا ۔ جناب والا ! میں یہ اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نہ رہی اور کسی اور پارٹی کی گورنمنٹ آئی تو مسائل تو رہیں گے ۔ رہے ہیں اور رہتے ہیں ۔ ان کے پاس کوئی جادو کی چھڑی نہیں کہ وہ مسائل کو ختم کر دیں ۔

میں اب بجٹ پر بات کرتی ہوں ۔ جناب رامے کو میں مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک ترقیاتی بجٹ پیش کرکے ترقی پسند نظریات کی ترجمانی کی ہے ۔ جناب والا ! موجودہ بجٹ میں ایک ارب چھبیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں زیادہ تر روپیہ دیہاتوں میں خرچ کیا گیا ہے ، ان میں طبی سہولتیں دی گئی ہیں ، سڑکیں بنائی گئی ہیں تاکہ منڈیوں اور دیہاتوں اور شہروں کو ملا دیا جائے ۔ قومی شعور پیدا کرنے کے لئے انہوں نے تعلیم کو عام کر دیا ہے اور مفت کر دیا ہے ۔ سینکڑوں سکول اور کالج کھولے گئے ہیں ۔ ہمیں ان تمام برائیوں کا سراغ لگانا ہوگا جو ہماری اقتصادی بد حالی کا موجب بنتی ہیں ۔ تمام وسائل کو مجتمع کرنا پڑے گا جس سے اقتصادی بدحالی دور ہو سکے ۔

میں اب ملتان کی بات کروں گی ۔ وہاں پر کاٹج انڈسٹری کو شرف حاصل ہے ۔ وہاں کے کاریگر لنگی اور کھیس بھی بناتے ہیں ۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کو ان کی ایک کانفرنس بلانی چاہیے اور ان پارچہ بافوں اور چھوٹے چھوٹے کاریگروں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کو خام مال سستا اور آسان طریقے سے مہیا کرنا چاہیے ۔ اب میں خواتین کی بات کروں گی ۔ خواتین ہر دور میں مظلوم رہی ہیں ۔ جو خواتین سروسز میں ہیں ان کو تحفظ نہیں ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ان کی عصمتوں کا تحفظ کیا جاوے اور عزت کا تحفظ کیا جائے ۔ ورنہ کوئی خاتون بھی نظر نہیں آئے گی کہ وہ کام کرے ۔ حالانکہ قانون میں برابر کے حقوق دیے گئے

ہیں ۔ اور عورت ڈی سی بھی بن سکتی ہے ۔ مزید برآں عورتیں پانچ پانچ ، سات سات سال سے فیکٹریوں میں کام کر رہی ہیں ۔ ان کا کیا قصور ہے کہ وہ ڈیلی ویجز پر کام کر رہی ہیں ۔ وہ تین روپے روز لیتی ہیں ۔ اگر اس کا ہاتھ کٹ جاتا ہے تو اس کو کیا ملا ؟ میں سمجھتی ہوں کہ پانچ پانچ ، سات سات سال کام کرنے کے بعد اب ان خواتین کو مستقل کیا جائے ۔ شکریہ ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ (لاہور ۔ 12) : جناب سپیکر ! کئی آدمیوں کی زندگی کا یہ دستور ہے کہ نہ کھیلتے ہیں اور نہ کسی کو کھیلنے دیتے ہیں ۔ وہ حضرات جو اس طرف بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے دور اقتدار میں جو اس ملک کے ساتھ کیا اس کی مثال نہیں ملتی ۔ اب اس کے نتیجے میں ہمارے ملک کا 56 فی صد حصہ دشمن کے حصے میں چلا گیا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا چاہتے ہیں ۔ قائد عوام تو تعمیر نو میں مصروف ہیں اور یہ تخریب نو میں لگے ہوئے ہیں ۔ جیسے کسی نے کہا ہے ۔

سسی روندی یاراں نو لے لے ناں بھراواں دا

مسٹر سپیکر : پچھلے بجٹ سیشن میں اس پر جھگڑا ہو گیا تھا ۔

(قہقہہ)

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : میں نے سسی کا نام اس لئے سمہ صاحب سے ڈر کر لیا ہے ۔

(قہقہہ)

جناب والا ! یہ اس وقت کو پھر حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کے نعرے لگاتے ہیں ، روتے ہیں مگر میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب وقت بدل چکا ہے ۔ انشاء اللہ العزیز ، ان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس حکومت کو جو عوام کی چنی ہوئی ہے ، تسلیم کرتے مگر انہوں نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ قائد عوام نے جو بھی نیک کام اس ملک کی تعمیر کے لئے کرنا ہے ، اس میں انہوں نے روڑے ضرور اٹکانے ہیں ۔ اور میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہیں جا سکتا ۔ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اور اپنے آقاؤں کے دور اقتدار میں جو کچھ کیا ہے وہ آپ کے اور اس ملک کے تمام انسانوں کے سامنے ہے ۔ ایک طرف تو انہوں نے جاگیرداری

کو ختم کرنے کا نعرہ مارا اور دوسری طرف نئی جاگیرداریاں انہوں نے قائم کیں ۔ اور اب اگر ان کا قائد عوام محاسبہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کی یہ اجازت نہیں دیتے ۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں دھونس اور دھاندلی ہے ۔ اس ملک میں اغوا ہیں اس ملک میں سینہ زوری ہے اس ملک میں سمگلنگ ہے ۔ اس میں ہولڈنگ ہے اگر اس کو ختم کرنے کے لئے بجٹ میں کوئی مد رکھی جاتی ہے کہ پولیس فورس جو ہے اس کی تعداد کو بڑھایا جائے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ختم کرنے کے لئے یہ ذرائع استعمال ہوں گے ۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ آخر آپ کیا چاہتے ہیں اس ملک کے بھولے بھالے عوام کو تو آپ دھوکا دے سکتے ہیں لیکن خدا کو آپ کیسے دھوکا دیں گے جو کہ سمیع بصیر ہے ۔ آپ کے دلوں کے حالات جانتا ہے ۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے وزراء جو ہیں ان کی کاریں لمبی ہیں تو یہ کاریں تو بھئی آپ کے دور اقتدار میں لائی گئی تھیں ۔ کوٹھیوں کا جو طعنہ دیتے ہیں تو یہ وہی کوٹھیاں ہیں جو آپ استعمال کرتے ہیں ۔ ڈی اے کے متعلق کہتے ہیں کہ ڈی اے بہت وصول کرتے ہیں کئی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے متعلق یہاں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں جس کا یہاں کرنے کی کوشش بار بار کرتے ہیں ۔ میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ ان میں بہت ایسے حضرات بھی موجود ہیں کہ اگر آپ ان کے کمروں میں جائیں تو جتنا سارا تمام وزراء کا ذاتی اثاثہ البیت ہے اس سے کہیں زیادہ قیمتی وہاں جوتیاں پڑی ہوئی ہیں ۔ ان کے اگر کپڑے دیکھیں ۔

Mr. Speaker : Nothing personal please.

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : میں کسی کا نام تو نہیں لے رہا ۔ وہ تو جناب قائد عوام کے متعلق ایسی بات کہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں دو ہی ممبران بیٹھے ہیں تو جب آپ یہ کہتے ہیں کہ ان کے کپڑے دیکھیے اس سے مراد ایک نہیں تو دوسرا لازماً ہو جاتا ہے اس لئے آپ ایسے نہ کہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : جناب والا ! وہ یہاں سے فرار ہوچکے ہیں میں کس کی طرف اشارہ تو کر سکتا ہوں ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ نے ان حالات میں جو میزانیہ 1973-74 کے لئے پیش کیا ہے اس سے بہتر میزانیہ پیش نہیں کیا جا سکتا ۔ مگر اس طرف بیٹھے ہوئے کور باطل جو ہیں ان کو صرف یہ ہے کہ یہ

اعتراض کریں گے ۔ اعتراض کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے ۔ یہ کسی چیز کو appreciate نہیں کر سکتے ۔ اگر موجودہ میزانیے کا موازنہ سابقہ سالوں کے میزانیوں سے کیا جائے تو یہ بات اظہرمن الشمس ہے کہ ہر شعبہ زندگی کے لئے کافی سے زیادہ رقم جو ہے مہیا کی گئی ہے ۔

اس کے علاوہ میں اپنے حلقہ نیابت کے متعلق چند حقائق پیش کروں گا ۔ دسٹرکٹ لاہور میں میرا حلقہ نیابت ایک ایسا حلقہ نیابت ہے جس کے نو دس دیہات گزشتہ جنگ میں ہندوستان کے قبضہ میں چلے گئے تھے ۔ صدر بھٹو نے جب شملہ کانفرنس میں جا کر اس بات کو منوا لیا کہ وہ علاقہ مغربی پاکستان کا جن کا رقبہ تقریباً چھ ہزار مربعہ میل کا ہے واپس کر دیا جائے گا ۔ وہ واپس ہوا اور شکر گڑھ کی طرح ان مواضعات میں آبادکاری کا کام شروع ہوا تو اجلاس یہاں جاری تھا ۔ میں نے انہیں یہ کہا جب لوگوں کو کلیم دیئے جائیں تو ان کی تصدیق عوام کے منتخب نمائندوں سے کرائی جائے اور انہیں اس میں شامل کیا جائے ۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں اس میں شامل نہیں کیا گیا اور کئی ایسے مواضعات ہیں جن کے گھر جہاں وہ دزپائی رقبہ تھا اور دس یا گیارہ کنبوں پر مشتمل تھا وہاں پر پیتر اور اسی کے قریب فرضی کنبے بنا کر لاکھوں روپے کے ناجائز کلیموں پر رقم ادا کر دی گئی ہے ۔ میں نے اس کے متعلق کئی دفعہ کوشش کی کہ اس بدعنوانی کو روکا جائے مگر اسے نہیں روکا گیا ۔ اس طریقہ پر وہاں جتنا روپیہ جناب قائد عوام کی مہربانی سے خرچ ہوا ہے اس روپے کا ضیاع کیا گیا ہے ۔ میں یہ التماس کروں گا کہ اس کی انکوائری ہونی چاہئے ۔ جیسا کہ شکر گڑھ کی تحصیل کے ایک وکیل صاحب نے تین چار فرضی کنبے بنا کر گورنمنٹ سے روپیہ حاصل کیا تھا اور اس کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا ۔ اس طرح میں استدعا کروں گا کہ دھونس اور دھاندلی کرنے والوں کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہئے اور وہ سرکاری رقم ان سے واپس لی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ملک سرفراز احمد ۔

ملک سرفراز احمد (شیخوپورہ 5) :

من آن چہ شرف بلاغست باتو می گویم
تو از سخنم پند گیر و خواہم ملال

جناب والا ! میزانیہ سال 1973-74 جو اس وقت اس مقتدر ایوان میں پیش ہے یہ عوامی حکومت اور عوام کی خواہشات کی عین عکاسی کرتا ہے ۔ یکے بعد دیگرے

خسارے کا میزانیہ پیش کرکے جس جسارت اور جرأت ہمت اور دانشوری کا ثبوت ہمارے وزیر خزانہ نے دیا ہے - اس پر میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں - متوزان یا اضافی میزانیہ پیش کر دینا کار دشوار نہیں - اخراجات کو دکھاتے ہوئے اس کو متوازن بنانے کے لئے ماضی اور ماضی بعید کی حکومتیں اضافی یا جدید ٹیکس لگا کر غریب عوام کو ٹیکسوں کے بوجھ تلے دباتی رہی ہیں - لیکن موجود عوامی حکومت نے اس پرانی ڈگر کو بدل کر ایک نئی ڈگر اپنائی ہے جس میں غریب عوام کو ان جدید یا اضافی ٹیکسوں سے نجات حاصل ہو گئی ہے - موجودہ خسارے کا بجٹ پیش کرنا اور پھر اس دانشوری اور ہوش مندی سے اس کو متوازن کرنا یہ ہمارے ہی وزیر خزانہ کا حصہ ہے جنہوں نے بغیر مزید یا اضافی ٹیکس لگائے غریب عوام کو لئے ٹیکسوں کے بوجھ سے بچاتے ہوئے اس کو برابر کیا -

جناب والا ! جب ماضی اور ماضی بعید کے میزانیے اس ایوان میں پیش ہوتے رہے میرے سمیت بہت سے مقتدر دوست اس ایون میں شاید نہ ہوں گے مگر اس کی تفصیلات اخبارات میں ملاحظہ فرماتے رہے ہوں گے میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر ترقیاتی کاموں کے لئے رقم اس میزانیے میں مختص کی گئی ہے - قبل ازیں ایسا ہرگز نہیں ہوا - یہ ایک نیک فال ہے اور یہ اس بات کی دلالت ہے کہ ہماری جو 75 فیصد آبادی دیہات میں ہے اس کی ضروریات اور اس کی خوش حالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہروں کی ترقی سے رخ موڑ کر اب دیہات کی طرف کیا گیا ہے تاکہ ہمارے دیہاتی عوام جو پسماندگی کی حالت میں تھے اب وہ خوش حال ہوں گے اور اگر ہمارے دیہاتی عوام خوش حال ہوں گے تو ہمارا ملک خوش حال ہوگا -

اسی طرح جناب والا ! زراعت جو کہ ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور ہماری بنیادی صنعت ہے اس کو ماضی اور ماضی بعید میں بہت حد تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور جو بھی تجاویز ، منصوبے بنتے رہے وہ دفتری فائلوں کی رونق ہی بڑھاتے رہے اور ان کو عملی جامہ نہ پہنایا گیا - اب جناب والا ! اس میزانیہ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ زراعت کی ترقی کے لئے خاص رقم مخصوص کر دی گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ہمارے کاشت کار کو فائدہ ہوگا اور ہمارا کاشتکار پہنے کا خوش حالی کی راہ پر گامزن ہو گا اور ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوگا -

جناب والا ! گرانی کا ذکر بار بار آیا ہے ۔ اس کے متعلق میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے سینوں کو ٹٹولیں ۔ حقیقت کو دیکھیں ۔ اس کو حقیقت کے ترازو میں پرکھیے ۔ ہمارے ہمسایہ ممالک میں اشیائے خوردنی کی قیمتیں کیا ہیں ۔ زیادہ دور نہ جائیں افغانستان کو دیکھیں جہاں غربت ہم سے کہیں زیادہ ہے ۔ فی کس آمدنی ہم سے کہیں کم ہے ۔ وہاں کی قیمتوں اور یہاں کی قیمتوں کا آپ موازنہ کیجئے پھر آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے گی ۔ میرے خیال میں اگر آپ حقیقت پسند ہوں گے یہاں گرانی کا جو بار بار ذکر کرتے ہیں شاید اس کو بھول جائیں ۔ بین الاقوامی منڈی میں پاکستانی روپے کی قیمت گرنے کی وجہ سے ایک عارضی عدم تعاون تو ضرور آیا لیکن خدا کا فضل ہے کہ اب ہم سنبھل چکے ہیں ۔ ہماری برآمدات بڑھ رہی ہیں اور برآمدات کے بڑھ جانے سے ہمیں جس قدر عدم تعاون کا سامنا کرنا پڑا ہم انشاءاللہ اس سے کہیں زیادہ زر مبادلہ کمائیں گے اور اس زر مبادلہ کی آمد سے ہماری قیمتوں میں مزید متناسب کمی واقع ہوگی ۔

جناب والا ! جہاں تک میزانیہ پر تنقید کی جا رہی ہے میں اس کے متعلق صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ تنقید برائے تنقید ہے ۔ ہم نے حقیقت کو پس پردہ رکھتے ہوئے اس میزانیہ پر تنقید کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ جو اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے میزانیہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے بہتر میزانیہ میرے خیال میں ان حالات میں پیش نہیں کیا جا سکتا ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! بجائے اس کے کہ میں مزید وقت ادھر ضائع کروں ۔ میں چند اہم نکات کی طرف آپکی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے ۔ اس وقت وزیر خزانہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ملک معراج خالد صاحب توجہ فرمائیں ۔

جناب والا ! پیشتر اس کے کہ میں مقامی مسائل کی طرف آپکی توجہ مبذول کراؤں میں ان مسائل کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جن سے ہم سب منسلک ہیں سابقہ سال عوامی حکومت کے آتے ہی جناب صدر مملکت نے شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب کی درآمدات اور برآمدات کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھتے ہوئے اس شدت اور ضرورت کو محسوس کیا کہ لاہور میں ایک خشک بندرگاہ ہونا ضروری ہے ۔ اسکے متعلق انہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے احکام صادر فرما دیئے ۔ اس پر کام شروع ہوگیا اور ابھی تک بھی جاری ہے لیکن نا معلوم کیوں مالی پیچیدگیوں کے باعث وہ منصوبہ ابھی تک

پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا ۔ اس ضمن میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں اور وزیر مالیات جو موجود نہیں ہیں ان کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے گورنر صاحب سے استدعا کریں کہ وفاقی حکومت سے التماس کریں کہ اس منصوبہ کو 1974ء میں تکمیل کرائیں ۔ اس سے نہ صرف ہماری درآمدات اور برآمدات بڑھیں گی بلکہ ہمارا وہ برآمد کنندہ جو بیچارہ محدود وسائل رکھتا ہے اس کے وسائل وسیع ہوں گے ۔ وسیع تر ہوں گے ۔ ہم خوشحال ہوں گے ۔ اس وقت اس کے لئے یہ مشکلات در پیش ہیں کہ وہ کراچی جائے لیکن وہاں جانے کے لئے اس کے وسائل اجازت نہیں دیتے ۔

جناب والا ! ثانیاً میں بنکوں کے متعلق عرض کروں گا ۔ اس وقت وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں ۔ انہوں نے ایک میٹنگ بلائی تھی ۔ اس میں بنک کے سربراہ نے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ passive agent نہیں ہے ۔ جناب والا ! passive agent کہاں ہوگا ۔ passive agent ہوتا نہیں ہے پیدا کیا جاتا ہے ۔ passive agent اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب تک وہاں پر اختیارات موجود ہوں ۔ ان کو جواب یہ ملا کہ چونکہ صدر دفاتر کراچی میں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! یہ ہنسنے کی بات نہیں یہ صحیح بات ہے ۔ اگر وزیر خزانہ یہاں ہوتے تو وہ اس بات کی تائید کرتے ۔

جناب والا ! بنکوں کے تمام صدر دفاتر کراچی میں موجود ہیں ۔ جو علاقائی دفاتر یہاں موجود ہیں ان کے اختیارات بہت حد تک محدود ہیں ۔ دو یا چار ہزار روپیہ کی رقم کی امداد حاصل کرنے کیلئے کراچی سے منظوری حاصل کرنی پڑتی ہے ۔ جس میں ہمارے کاروباری اور زراعت پیشہ حضرات کو خاصی دقت کا سامنا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت سے منت سماجت کرکے جو ہمارے علاقائی بنکوں کے دفاتر ہیں ان کو اختیارات تفویض کروائے جائیں اور اس علاقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو کاروباری اور زراعت پیشہ حضرات کی امداد ضروری ہے وہ یہاں سے مہیا کریں ۔ اگر انشاءاللہ تعالیٰ اگلے بجٹ سیشن تک میری اور آپ کی زندگیاں رہیں ہم یہاں موجود رہے پھر آپ ہنسنے لگ جائیں گے میں بتاؤں گا کہ passive agent یہاں ہیں یا نہیں ۔

جناب والا ! ایک نہایت اہم چیز ہے کہ وفاقی حکومت اپنے میزانیہ کے بعد جولائی کے مہینے میں پسماندہ علاقوں کے لئے نوٹیفیکیشن کیا کرتی ہے۔ اس نوٹیفیکیشن کا مقصد جن علاقوں کی ترقی اور جن اضلاع کی ترقی مقصود ہوتی ہے جو پسماندہ علاقے ہوں ان کو رعایت دے دی جاتی ہے جس میں ٹیکس کی چھوٹ ہوتی ہے۔ ڈیوٹی کی چھوٹ ہوتی ہے لیکن سابقہ اور ماضی بعید کی حکومتوں میں صنعت کار نے اس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ اس کی مختصر مثال میں یہ عرض کروں گا کہ سابقہ جتنی صنعتیں پنجاب میں دو تہائی موجود ہیں وہ تھانہ فیروزوالا میں ہیں لیکن ضلع شیخوپورہ کو پسماندہ قرار دیا گیا ہے۔ اب اس کو ترقی یافتہ کہا جاتا ہے۔ تھانہ فیروزوالا سے کہیں باہر صنعت نہیں جا سکی۔ اس کے متعلق وفاقی حکومت سے عرض کی جائے کہ نوٹیفیکیشن تھانہ وار کی جائے کیونکہ تھانہ وار ہونے سے ہماری صنعت تھانے تک جائے گی اور دیہات کے جو مزدور معاش کی تلاش کے لئے شہر کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کو اپنے دیہات میں روزگار کے مواقع میسر آئیں گے اور وہ امن کا سانس لیں گے۔ شہروں میں آبادی کا دباؤ بھی کم ہوگا۔

جناب والا ! اب میں اپنے مقامی مسائل کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا ! آپ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے ہمارے علاقے کی ایک بڑی دیرینہ خواہش پوری کی۔ شیخوپورہ شرقپور روڈ جس کی لمبائی 20 میل ہے وہ سڑک مالی سال 1973-74 میں آپ نے شامل کر لی ہے لیکن اس کا 10 میل کا ٹکڑا شامل کیا ہے اس 10 میل کے ٹکڑے سے اس علاقے میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ممکن ہو سکے تو سارے کا سارا 20 میل کا ٹکڑا اس منصوبہ میں شامل کر لیا جائے کیونکہ یہ علاقہ اس حد تک پسماندہ ہے کہ اگر وہاں کسی نے جانا ہو تو گدا تو درکنار آدمی پیدل بھی وہاں نہیں جا سکتا۔

جناب والا ! آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ شرقپور میں ایک شاندار ہائی سیکنڈری سکول ہے جس کے ساتھ اضافی رقبہ بھی موجود ہے۔ وہاں متعدد ہائی سکول ارد گرد واقع ہیں ہر روز وہاں تین سو کے قریب طلبا حصول تعلیم کے لئے لاہور کی طرف کالجوں میں رجوع کرتے ہیں اگر سیکنڈری سکول کو انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ دیا جائے تو یہ ایک شاندار کالج بن سکتا ہے۔

جناب والا ! ان معروضات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

سید فدا حسین (گوجرانوالہ ۔ 6) : جناب سپیکر ! موجودہ میزانیہ جو پیش کیا گیا ہے اس نظام میں جو کچھ صحت پر اور تعلیم پر خرچ کیا گیا ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا ۔ پہلا نظام 1969ء مارچ میں ہی ختم ہو چکا تھا ۔ اگر اس نظام میں کچھ ہوتا تو ایوب خان باہر نہ چلا جاتا ۔ یعنی اس نے اس کو دھکا دے کر چلانے کی کوشش کی اور اس کا نتیجہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ ہم مشرقی پاکستان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ۔

اس وقت بھی اس بجٹ پر تنقید ہو رہی ہے باوجودیکہ اس کو پاکستان کے معاشی حالات کو پیش نظر رکھ کر پیش کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہت اچھی طرح سے پیش کیا گیا ہے ۔ اس نظام میں اس سے بڑھ کر اور کوئی مراعات نہیں دی جا سکتیں ۔ جتنی دیر تک یہ نظام موجود ہے اتنی دیر تک اس میں خرابیاں ہیں اور حزب اختلاف کے فاضل ارکان سب کہہ چکے ہیں کہ چوری بدکاری یہاں سب خرابیاں موجود ہیں مگر یہ سب خرابیاں اس نظام کی وجہ سے ہیں ۔ جتنی دیر تک اس نظام کو تبدیل نہیں کیا جاتا تو یہ سب کچھ رہے گا اور پاک معاشرہ اس وقت قائم ہوگا جس وقت ہم سوشلزم کی صحیح راہ پر گامزن ہوں گے ۔ ہمارے فاضل اراکین کہہ چکے ہیں کہ ہمارے اسلام کے صحیح اصولوں کو اپنا کر ماؤزے تنگ نے اپنے سوشلسٹ عوام کو صحیح راستے پر چلا کر اپنے ملک میں ہر برائی کا قلع قمع کیا ہے اور پاک معاشرے کی بنیاد رکھی ہے ۔ اگر ادھر سے کہا جائے کہ وہ نظام ٹھیک ہے وہ سوشلزم کا راستہ ترقی کا راستہ ہے ۔ صلح ۔ آشتی اور نجات کا راستہ ہے اور اس واسطے اسلام اور سوشلزم دونوں میں تصادم پیدا کرکے عوام کی توجہ وہ اصل مسائل سے ہٹا کر وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں ۔ قرآن پاک ہماری آسمانی کتاب ہے ۔ جناب محمد مصطفیٰ کا کردار ہمارے سامنے موجود ہے ۔ اس کی ابتداء اس طرح ہے

الم ذلک الکتب لا ریب فیہ

(اس کتاب میں کوئی شک نہیں)

اور پہلے سپارے کی پہلی آیت مبارکہ میں ہے

ومما رز قنٰھم ینفقون

(یعنی جو کچھ ہم نے دیدیا وہ لوگ خرچ کر دیتے ہیں)

اور اسی کے ساتھ فرمایا ہے

اولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون

(وہی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

اسی طرح قرآن پاک میں بار بار ارشاد ہوا ہے)

واذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم اللہ

قال الذین کفروالذین امنوا انطعم

من لو یشاء اللہ اطعمہ ان انتم الا فی

ضلل مبین

جس وقت کہا گیا ان لوگوں کو کہ خرچ کر دو جو کہ تمہارے پاس ہے تو ان لوگوں نے جنہوں نے انکار کیا تھا کہ ہم نہیں خرچ کرتے کیا ہم دیں ان بھوکوں کو ۔ ہم دیں ان ننگوں کو ۔ تو اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے انکار کیا تھا تو وہی لوگ ضلل مبین ہیں اور گمراہی میں اور تاریکی میں ہیں وہ غلط راستے کو اختیار کر رہے ہیں) ۔

ہمارے رسالت مآب کی زندگی ہمارے سامنے موجود ہے وہی ہمارے لئے مثال ہے اپنی 63 سالہ زندگی میں جناب رسالت مآب نے زکوۃ نہیں دی جمع نہیں کیا اور اگر یہ کہا جائے کہ رسالت مآب نے جمع نہیں کیا کچھ بنایا نہیں ۔ کوئی رجسٹرڈ deed نہیں بنایا ہے ۔ کوئی زمینیں نہیں خریدی ہیں ۔ کوئی جائیداد نہیں بنائی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ غریب تھے ۔ ایک طرف ان کو سردار دو جہاں کہتے ہیں اور دوسری طرف وہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ غریب تھے ۔ کچھ ان کے پاس نہیں تھا اس لئے زکوۃ نہیں دی لیکن وہ مثال تھے تمام دنیا کے لئے ۔ وہ رحمۃ العالمین تھے ۔ انہوں نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ فرعون پیدا ہوں گے اور کئی قارون پیدا ہوں گے جو معاشرے کے لئے مصیبت بن جائیں گے اور جناب والا ! اس وقت بھی اس نظام کو قائم رکھنے کے لئے کئی من گھڑت

الکل پھو ۔ قصے کہانیاں پیش کی جاتی تھیں ۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام کو خطرہ ہے لیکن اسلام کو کبھی کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا ۔ قرآن پاک موجود ہے ۔ قرآن پاک میں واضح الفاظ ہیں ۔

وانا لہ لحفظون

(یعنی ہم اس کے محافظ ہیں)

یہ خدائے ذوالجلال فرما رہے ہیں اور کوئی نہیں ہے اس کا محافظ ۔ اس کی مثال اکسٹھ ہجری میں موجود تھی جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہو رہے تھے ۔ شمر کا خنجر چل رہا تھا لیکن یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ اسلام کو خطرہ ہے ۔ فرمایا تھا ۔ سبحان ربی اللہ

یعنی اے میرے اللہ تو پاک ہے کوئی خطرہ اسلام کو نہیں ہے ۔ خطرہ ہے برائیوں کو ۔ خطرہ ہے شرابیوں کو ۔ خطرہ ہے زنا کاری کو ۔ خطرہ ہے لچ لفنگ کو ۔ مگر خطرہ بالکل اسلام کو نہیں ہے ۔ جتنی دیر ہم سوشلزم کے راستے کو نہیں اپنائے جب تک ہم اپنے ملک میں اس کی implementation نہیں کریں گے ہم بالکل ترقی نہیں کر سکتے ۔ ہمارا اسلام ایک سائنٹیفک مذہب ہے ۔ اس کو پڑھ کر دیکھیں ۔ قرآن پاک میں سورۃ الرحمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

رب المشرقین و رب المغربین

(وہ مشرقین کا رب ہے اور وہ مغربین کا رب ہے)

وہ کہہ سکتے تھے کہ میں مشرق کا رب ہوں یا مغرب کا رب ہوں ۔ نہیں ۔ خط استو کے متعلق فرمایا خط جدی کے متعلق ارشاد فرمایا خط سرطان کے متعلق فرمایا ۔ اسی سورۃ میں یعنی سمندروں میں دخانی جہاز چلیں گے ۔ اس وقت تو دخانی جہاز نہیں تھے ۔ بڑے بڑے جہاز ہوں گے ۔ پہاڑوں کی مانند جہاز ہوں گے ۔ خوشخبریاں اس سورۃ میں ہیں نہر پانامہ کی خوشخبری اسی سورۃ میں ہے ۔ نہر سویز کی خوشخبری بھی ۔ ہمارا مذہب تو سائنٹیفک مذہب ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہیں ۔ ادھر چین میں ماؤزے تنگ ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیوں

اس نے اسلام کے ideas کو لے کر اسلام کا محل چین میں تیار کر دیا اور ہمارے 45 ممالک اسلام بالکل پیچھے ہیں اور وہ پستی میں جا رہے ہیں ۔ سارے ممالک اندرونی ریشہ دوانیوں میں مبتلا ہیں اور بیرونی پریشانیاں بھی انہیں لاحق ہیں ۔ صرف اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ایک طرح کا دباؤ ہے ۔ ہم ماضی اور اپنی سابق روایات کو بھول چکے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی دیر تک انفرادی نقطہ نگاہ کی بجائے اجتماعی نقطہ نگاہ کو فروغ نہیں دیں گے اس کو فروغ نہیں ملے گا کبھی بھی اس ملک کو نہیں بچایا جا سکتا ۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ سوشلزم کا راستہ اپنا لو ۔ یہ اسلام کے بالکل منافی نہیں ہے اس کو اپنا لو تاکہ ملک بچ سکے ۔ اسلام علیکم ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! عرض ہے کہ ۔

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم کشم ترسم کہ مغز استوان سوزد

جناب سپیکر ! زبان فارسی ممکن ہے کہ اکثر حضرات کی سمجھ میں نہ آئے تو کسی نے پنجابی میں کہا ہے ۔

گل کراں تے جیبا کٹ دا اے
چپ رہواں تے چھکا سڑ دا اے

جناب سپیکر ! اگر کوئی تنقید کرنے والا نہ ہو اگر کوئی راستے پہ چلنے سے روکنے والا نہ ہو تو ایسے ممالک کے لوگ اپنے آپ کو حکمرانی کی دنیا میں بدقسمت قرار دیتے ہیں ۔ اس لئے کہ وہ مشوروں سے محروم ہو گئے ۔ جمہوریت کی ممتاز اور مرغوب صفت ہی یہ ہے کہ اس میں صحیح راستے پر چلنے اور غلط راستے سے روکنے والوں کو فراوانی اور آزادی ہوتی ہے ۔ اگر اس صفت کو ختم کر دیا جائے اور آزاد تنقید کا گلا گھونٹ دیا جائے تو پھر جمہوریت جمہوریت نہیں رہتی ۔ میرا اس سے مقصد تنقید برائے تنقید نہیں ہے بلکہ یہ خواہش ہے کہ ہم ملک اور فرسودہ ملت کی تقدیر بنانے اور بگاڑنے والوں کو حقیقت حال اور اس کے لرزہ خیز نتائج سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ ملک اور ملت کو پریشانیوں سے بچا لیا جائے اور خود ارباب اقتدار کے نام کو داغدار ہونے سے بچا لیا جائے ۔

جناب والا ! میزانیہ سال بھر کے لئے صوبے میں بسنے والے لوگوں کی وضعا یا زحمت کا آئینہ دار ہوتا ہے ۔ میں اپنے نوٹ پڑھ رہا ہوں تاکہ وقت بچا لیا جائے

جو کہ تھوڑا ہے اور آپ بھی بور نہ ہوں ۔ میں وقت بچانے کے لئے یہ اپنے نوٹ پڑھ رہا ہوں تاکہ کوئی ضروری بات نہ رہ جائے ۔ جناب وزیر خزانہ نے اظہار فرمایا کہ ان کی نگاہ میں یہ بھی کھاتے کا حساب ہے اور یہ یوم حساب کا درجہ رکھتا ہے ۔ تو ایک لمحے کے لئے طبیعت گھوم گئی کیونکہ اب صوبے کی تقدیر کو سنوارنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی ۔ میری نظروں میں قاسم بیت المال بنکر ابھرے اس منصب کی رعایت سے مجھے اموی خاندان سے خلیفہ عبدالعزیز یاد آ گئے تو وہ بیت المال کے حساب کو دیکھنے کے لئے ایک رات دیا جلا کر بیٹھے ہوئے تھے اور حساب کتاب دیکھ رہے تھے کہ ایک ملاقاتی آ گیا ۔ ملاقاتی کے آتے ہی اس نے دیا بجھا دیا ۔ ملاقاتی نے پوچھا کہ حضور یہ کیا کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ بیت المال کے حساب کتاب کے لئے دیا جلایا گیا تھا ۔ یعنی یہ میرے نجی مصرف کے لئے یا میرے ملاقاتیوں کے مصرف کے لئے نہیں تھا ۔ یعنی دو کوڑی کا مصرف خلیفہ عبدالعزیز کو منظور نہ تھا ۔ تو مجھے خیال آیا کہ غالباً یہ اسی قسم کے نظریات جناب وزیر خزانہ کے ہیں ۔ ہوں تو ان کی ساری زندگی کا عمل و کردار اس یوم حشر کی یاد سے اثر انداز ہو کر ایک سے ایک پاکیزہ اور رہنمائی کی دلیل ہے ۔ ان میں سے ایک واقعہ بطور یہ دیگ کے ایک چاول کے میں نے پیش کیا ۔ جناب والا ! بیت المال کے تیل کا مصرف خیانت سمجھی گئی اور اب یہ حالت ہے اور عقل حیران ہے کہ پورے مغربی پاکستان کی انتظامیہ کا جو خرچ پہلے ہوا کرتا تھا اس سے فقط آج صوبہ پنجاب کا لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں بجٹ بڑھ گیا ہے اور انتظامیہ کے نام کی جو شہرت دنیا بھر میں مشہور ہے وہ کون نہیں جانتا ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ نے جب اپنی جہالت کا اعلان فرمایا اور اسے اپنی زندگی میں پریشان کیفیت کا درجہ دیا تو بڑا تعجب ہوا کہ یہ فہیم ادراک کا دھنی ۔ دانشور ۔ یہ فلسفہ و تاویل کا ماہر جسے ذہن و زبان پر پورا اختیار ہے انہوں نے جہالت کا روپ دھارنے کا تکلف کیوں فرما لیا ۔ محض اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا سہارا لیا جائے اور چین پہنچنے کا جسمانی نہ سہی روحانی پہنچنے کا بہانہ تلاش کیا جائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم جہاں سے بھی حاصل ہو حاصل کرو خواہ وہ چین میں جا کر حاصل کرنا پڑے ۔ اس فرمان کی تعمیل کے لئے وہ بڑی آسانی اور صداقت سے کہہ سکتے تھے کہ مجھ میں علم کی فراوانی ہے لیکن میں اپنے علم میں اضافہ کرنے کے لئے ذرا ہمالیہ کے اوپر نظر ڈالنا چاہتا ہوں اور جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اس سے راہبری

حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن اس کے اضافے کی خواہش ہمیشہ میرے دل میں گدگداتی ہے ۔ یہ بات صحیح بھی ہوتی اور ہم جاہلوں کو بدھو بنانے کی ضرورت سے بھی وہ پاک ہو جاتے ۔ یہ ان کی ذہانت کے کرشمے ہیں کہ اس کدال کے پیش لفظ کو سجیلا بنانے کے لئے حضور علی‌اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو وسیلہ بنایا ۔ وہ حدیث حقیقت میں لفظی اور معنوی طور پر ہر معاشی زندگی کے پاکیزہ بنیادی اصولوں کا ایک کیمیائی نسخہ ہے ۔ نادار سوال کرنے والوں کے سوال پر نہ تو عثمان غنی رض کو حکم صادر فرمایا گیا کہ جاؤ اور زمانہ جاہلیت میں اپنی اکٹھی کی ہوئی دولت کا حصہ اس نادار سوالی کو دے دو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا کہ میری غربت کی وجہ سے بری حالت ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ جو تمہارا اثاثہ ہے اپنے ہاں سے لاؤ ۔ اس نے ٹوپی حاضر کی تو اس کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ تم کسی امیر اصحابی کے پاس یا جناب عثمان غنی رض کے پاس جاؤ تاکہ وہاں سے ان کی دولت اکٹھی کی ہوئی میں سے وہ بغیر کسی استحقاق کے وہاں سے پیسے لے آتا ۔ بلکہ انہوں نے یہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹوپی کو نیلام کروایا ۔ کلہاڑی کا پھل خریدا اور اپنی گرہ سے دستے کا انتظام فرما کے اس کے قوت بازو کو اجاگر کیا اور جنگل کا راستہ دکھایا کہ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور اپنی زندگی بسر کرو ۔ کسب حلال سے روزی کماؤ اور عزت نفس کی علمداری میں پاد شاہت کرو ۔ تمہاری ٹوپی اور تمہاری قوت عمل کے پاکیزہ ارادے تمہاری انسانیت اور تمہاری خودی کی لاج رکھ لیں گے ۔ اس لالچ پر آنچ نہ آئے ۔ یہ حدیث معیشت کے سنہرے اور پاکیزہ اصولوں کی اکسیر نما تفسیر ہے ۔ جو یہ سبق دیتی ہے کہ تمہاری آنکھ کسی کے مال کو تاکنے کی کم ظرف تمہارے اشرف المخلوقات ہونے کے مقام کو تم سے نہ چھین لے ۔ تمہارا ہاتھ کسی کے آگے نہ پھیلے اور بغیر استحقاق کے کمائی انسانیت سے گرا دیتی ہے ۔ اس حدیث کی روح کو علامہ اقبال نے یوں پیش کیا ہے ۔

تجھے گر فقر و شاہی کا بتاؤں
غریبی میں نگہبانی خودی کی

جناب والا ! طرفہ یہ ہے کہ جناب وزیر خزانہ اس کدال کو پاکیزگی کا پیکر دینے کے لئے غلامان احمد مرسل صلی‌اللہ علیہ وسلم کے پاک جذبات سے کھیلنے کے

لئے بارگاہ رسالت میں بے وضو پہنچتے ہیں اور کسی آواز کے ذریعے کدال کی سند لے کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کا حیلہ بناتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہمیں ہدایت فرماتی ہے محنت کی ۔ پاکیزہ محنت ۔ دیانتدار محنت ۔ باضمیر محنت ۔ خودی کی علمبردار محنت ۔ کسی سے مانگنا ۔ کسی سے چھیننا ۔ کسی کو فریب دے کر حاصل کرنا بدعت فرما دیا ہے ۔

جناب والا ! اگر تو وزیر خزانہ کا کدال اس باضمیر اور دیانتدارانہ محنت کا نشان اور علمبردار ہے تو ہم اس کی سلامتی کے لیے دعا کرتے ہیں اور اس کو سلام کرتے ہیں ۔ اگر یہ ہل بنا کر زمین کا سینہ نہیں چیرتا بلکہ اس کی سختی کو نرم کرکے اسے خالق بنا کے مخلوق کی خوارک کا موجب بنا دیتا ہے تو ہم ایسے کدال کی سرفرازی اور بلندی کی دعا کرتے ہیں ۔ اور اگر اسے کلہاڑی اور نیزہ بن کر اپنے ہی بھائی ہم وطنوں کے سر پھوڑنے اور سینے چیرتے ہیں کیوں کہ دشمن کے مگ طیاروں اور ٹینکوں تک تو کہاں پہنچ سکتا ہے تو پھر ہماری دعا ہو گی خدا محفوظ رکھے اس بلا سے ۔ چین ہمارا بہترین دوست ہے ۔ آڑے وقت میں جس طرح چین نے ہماری دستگیری کی اور ہمت افزائی کی ہمارے دل اس کی وفا شعاری اور دستگیری کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے ۔ ہمیں علم ہے کہ چین کے کدال نے یعنی وہاں کے لوگوں کی خلوص اور دیانت سے بھرپور محنت نے ایک قلیل عرصے میں اس کو دنیا کی تیسری طاقت بنا دیا ۔

عدل ہے خاطر ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئین ہوئے کوئی تو ملے حور و قصور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روح کی مطابعت نے چین کو یہ سرفرازی بخشی ۔ ایک امریکن نے چین کے کدال کے کارنامے ایک ضخیم کتاب "Inside the Wall" میں لکھے ہیں اور اس نے تفصیل اس طرح بیان کی ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ جب مجھے پیپلز ہال کے وسیع و عریض عمارت کو دکھانے کے لیے وہاں کے باشندگان لے گئے تو اس کی عظمت اور اس کی وسعت نے مجھے حیران کر دیا ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ یہ عظیم عمارت کتنے عرصے میں تعمیر ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ دس ماہ میں ۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس کی تعمیر کرنے والے کتنے مزدور اور معمار تھے تو اس تعداد معلومہ کو لے کر میں اپنے ہوٹل میں

آیا اور اپنے حساب کتاب سے یہ معلوم کیا کہ دس ماہ میں اتنے اجرتیوں کی دن رات کی محنت بھی یہ تعمیر مکمل نہیں کر سکتی ۔ تو دوسرے دن جب میں نے ان کی توجہ اس ناممکن العمل کی طرف دلائی تو مجھے جواب ملا کہ آپ نے اجرتیوں کی تعداد پوچھی کیوں ۔ آپ نے یہ دریافت نہیں کیا تھا کہ کل کتنے آدمیوں نے اس تعمیر میں حصہ لیا ۔ تو میں نے جب یہ پوچھا کہ آپ بتائیے کہ کتنے آدمیوں نے اس تعمیر میں حصہ لیا تو چینی نے جواب دیا کہ پیکنگ میں جس چینی کے کندھے پر ہاتھ رکھو گے تو پاؤ گے کہ اس نے اس تعمیر میں حصہ لیا ۔ پھر میں نے اس چینی سے پوچھا کہ اگر میں چواین لائی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دوں تو چینی نے کہا کہ چواین لائی نے اپنے پورے خاندان سمیت ہفتوں مزدوروں کی طرح پیپلز ہال کی تعمیر میں حصہ لیا ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ اگر کوئی چینی حکومت کے خلاف تقریر و تحریر کرے یا اس پر تنقید یا مخالفت کرے تو اس کی قانون میں کیا سزا ہے ۔ چینی ہنسا اور بولا ہمارے آئین اور ہمارے قانون میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے تعجب سے پوچھا کہ اگر کوئی ایسا کرے تو کیا یہ حکومت کے لیے خطرے کا باعث نہ بن سکے گا ۔ جواب ملا کہ سزا سے نہیں ہم تبلیغ سے کام لیتے ہیں ۔ ہمارے ہاں ایک ایسا مستقل ادارہ موجود ہے جس کا فرض منصبی لوگوں کو مطمئن کرنا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ پیکنگ کی ستر لاکھ کی آبادی میں سے مجرموں کے لئے کوئی جیل ہے ۔ جواب ملا ۔ ایک ۔ اور وہاں کتنے قیدی ہیں جواب ملا 325 ۔ وہ لکھتا ہے کہ میں جیل دیکھنے گیا وہاں نہ کوئی اونچی دیوار تھی نہ کوئی بڑا آہنی پھاٹک ہے ۔ نہ کوئی بڑا تالہ لگا ہوا ہے ۔ نہ کوئی پہرے دار کندھے پر بندوق رکھ کر پہرہ دے رہا ہے ۔ وہ جیل نہیں تھی بلکہ ایک ہوسٹل تھا ۔ ہر قیدی اپنے اپنے کام میں مصروف تھا اور وہ کام یہ تھا کہ مختلف کلاسوں میں مختلف ہنروں کی انہیں تعلیم دی جاتی ہے ۔ میں نے پوچھا کہ یہ قیدی بھاگ نہیں جاتے ۔ کہنے لگا اگر کوئی قیدی بھاگ بھی جائے تو اس کے رشتہ دار اور رفقائے کار اسے دوسرے دن وہاں پہنچا دیتے ہیں ۔ وہ اپنے ہنر کا کورس ادھورا چھوڑ کر کیوں بھاگیں ۔ عملہ ان سے بھائیوں کا سا سلوک کرتا ہے ۔ ان کے ذہنوں میں پاکیزہ محنت گھر کر گئی ہے ۔ وہ لکھتا ہے

کہ آپ کے ہاں پولیس بھی ہے ۔ اس نے کہا کہ بہت قلیل ۔ وہ بھی بغیر لاٹھی کے اتفاق کی بات میرے قیام کے دوران ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں لاکھوں انسانوں نے شرکت کی ۔ اس تقریب میں ایک خاص جگہ مخصوص تھی اور ایک جگہ محدود کر کے ایک خاص قسم کے تماشائیوں کے لیے مخصوص کی گئی تھی ۔ وہاں لوگوں کا مجمع تھا اور لوگوں نے اس جگہ پر قبضہ کر لیا تھا ۔ ان کو کئی دفعہ کہا گیا کہ اس جگہ کو چھوڑ دو لیکن وہ جگہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے وہ کہتا ہے کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے پولیس کے آدمی وہاں پہنچ گئے اور اس مخصوص جگہ پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے ۔ لوگوں نے جب اپنا دائرہ نگاہ ان کھڑے پولیس والوں سے مسدود پایا تو وہ بھی اٹھ کے کھڑے ہو گئے ۔ اب پولیس انہیں آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف دھکیلنے لگی ۔ لوگوں کی تعداد زیادہ تھی اور پولیس کی تعداد کم تھی تو پولیس کی دو صفیں بعد میں آ گئیں اور آہستہ آہستہ انہوں نے لوگوں کو پیچھے دھکیلنا شروع کیا ۔ یہ عمل ابھی جاری تھا کہ ایک جیپ پر دو آدمی آئے اور انہوں نے مائیک پر چینی زبان میں تقریر شروع کر دی ۔ ان کی تقریر کے پانچ منٹ کے اندر ان لوگوں نے جگہ خالی کر دی ۔ پولیس مارچ کرتی ہوئی اپنی بیرکس میں چلی گئی ۔ جناب والا ! میں نے یہ طویل داستان اس لیے پیش کی ہے کہ چین کے کدال کا جناب رامے کے پیش کردہ کدال سے جو ہمارے پاکستان میں رائج ہے موزانہ کر سکیں ۔ جناب وزیر خزانہ کے ذہن اور ضمیر میں یقیناً یہ تضاد موجود ہوگا ۔ کہ کدال کو کلہاڑی اور تیزے میں تبدیل کر دیا اور اپنے عزم کا للکارا دیا کہ میں بچے بچے کے ہاتھ میں تھما دوں گا ۔

رہے گا کوئی نہ گھر میں باقی چلے گی یہ تیغ نازکس پر
اگر تیری قتل گاہ پر لائیں مسیح کو جلا جلا کر

جناب والا ! یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ جس وقت سے جناب وزیر خزانہ کا کدال جیسے وہ سوشلزم کا کدال بتلانے کی کوشش کرتے رہے ہمارے مزدوروں نے اسے پھینک دیا ہے مزدوری کے کدالوں کو زنگ لگ گیا ہے ۔ ان کدالوں کی جگہ کلہاڑی نے لے لی ہے اور تیزوں نے لے لی ہے ۔ گھیراؤ جلاؤ تیشہ چھین لو کا سبق یاد کر لیا ہے ۔ معیشت کی ٹانگ توڑ کر رکھ دی ہے ۔

ہی مزدور چلے محنتی تھے اور دیانتداری سے کام کرتے تھے لیکن جب سے بغیر استحقاق کے حصول کی لوریاں انہیں سنائی گئی ہیں تو آج صنعت و حرفت اقتصادیات نصف سے بھی زیادہ نیچے گر گئی ہے ۔ سکون ۔ تحفظ ۔ تسکین جیسی قیمتی بے بہا نعمتوں سے ہم محروم ہو گئے ہیں ۔

جناب والا ! اگر میں مبالغہ سے کام نہیں لے رہا ہوں تو جناب والا ! وزیر خزانہ نے اس مجذوب کلیم حکیم الامت علامہ اقبالرح کے کلام کو ایسے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس رنگ کا تصور بھی معیشت کی تباہی کا موجب بنتا ہے ۔ جناب والا وزیر خزانہ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ بہت وقت ہے ۔ بلہ بول دو ۔ جنت کے دروازے کھل جائیں گے ۔ مگر میں نے کہا کہ بلہ کس پر بولے دوں ۔ معلوم نہیں کہ کس مصلحت نے انہیں ایسی وضاحت کو دبا دینے کے لیے کہا ہے ۔ بلے تو اب بھی ہوتے ہیں ۔ روز روشن میں ہوتے ہیں ۔ لیکن ان بلوں نے جنت کا دروازہ تو نہیں کھولا البتہ جہنم کا دروازہ کھول دیا ہے ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ کو زیب نہیں دیتا کہ بادیان دین و ملت کے نام پر ان کے جذبات سے کھیلیں ۔ یہ ملک دنیا کے جغرافیہ پر ایک معجزہ بن کے ابھا ۔ ایک مرد مجاہد جو مشترکہ ہندوستان سے مایوس ہو کر یہ کہتا ہوا انگلستان چلا گیا ۔

شرم سے آتی ہے "تجھ کو وطن کہتے ہوئے"

اس مرد مجاہد کو مجذوب کلیم علامہ اقبالرح کی آہ انگلستان سے کھینچ کر قوم کی تقدیر بدلنے کے لیے اور دنیا کے جغرافیہ پر ایک نیا جہاں آباد کرنے کے لیے لائی ہے ۔ وہ مرد مجاہد قائد اعظم محمد علی جناحرح تھے اس نے اپنی کتابیں بیچیں اپنا وہاں کا خریدا ہوا گھر بیچا اور یہ کہتا ہوا واپس آیا ۔

میں دل بیچتا ہوں میں جان بیچتا ہوں
میں ہستی کی ساری دکان بیچتا ہوں

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر حلیم رضا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا (لائلپور ۔ ۱) : جناب سپیکر ۔ فاضل وزیر خزانہ نے جو ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جناب گورنر پنجاب کا بھی اپنے حلقہ کے عوام کی طرف سے شکر گذار ہوں

کہ انھوں نے لائلپور میں میڈیکل کالج کے اجرا کی اجازت دے کر واقعی ایک جمہوری اور عوامی اقدام کیا ہے جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

جناب سپیکر : جہاں تک اپوزیشن کے خیالات اور افکار کا تعلق ہے میں اپنے ان دوستوں کو بڑے چیلنج سے یہ بات کہہ دینا چاہتا کہ جب سے پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے اس ڈیڑھ سال عرصہ میں تم اپنے کردار کا محاسبہ کرو اور ہم اپنے آپ کو عوامی عدالت میں پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ انھوں نے اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کیا کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت برسراقتدار آئی۔ پولیس کی ہڑتال ہوئی۔ طلبا کو ہڑتال پر اکسایا گیا۔ مزدوروں کو اکسایا گیا۔ غرضیکہ وہ تمام تر اقدام کئے جو تم اس حکومت کو sabotage کرنے کے لیے کرنا چاہتے تھے، لیکن خدا کے فضل و کرم سے پاکستان کے کروڑوں عوام قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ہم اس ملک سے وہ سابقہ استحصالی نظام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر کے رہیں گے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ یہ لوگ مختلف روپ میں ہمارے سامنے آئے ہیں۔ کبھی ولی خان کے روپ میں آتے ہیں کبھی اصغر خان کے روپ میں آتے ہیں۔ لیکن اپوزیشن والو! میری یہ بات سن لو۔

لوگ ہر حال میں مجرم تمہیں گر دانیں گے
تم کسی روپ میں بھی آؤ تو پہچانیں گے
ہم مرید شہ کربل ہیں یزیدو سن لو
سر کٹا دیں گے مگر ہار نہیں مانیں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

آج میں پوچھتا ہوں این۔ ڈی۔ ایف والوں سے کہ بتاؤ اجمل خٹک کہاں ہیں۔ میں پوچھتا ہوں ولی خان سے کہ بتاؤ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ذمہ دار کون تھا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ آج ملک میں جو خون خرابے کی دھمکیاں دیتے ہو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ہر راہ گزر سے کس لئے سمجھوتے کرتے ہو۔

خلعت بدوش راہ نماؤ جواب دو
کیا ہم چھپا سکیں گے وہ گھاؤ جواب دو

تم وہ لوگ ہو جنہوں نے منڈی بہاؤالدین کے کئی غریب کارکنوں کو شہید کیا ہے ۔ یاد رکھو یوم حساب آئے گا اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ تم چاہے ہزار روپ لے کر سامنے آ جاؤ انشاء اللہ اس ملک کے کروڑوں عوام اس ملک میں اسلامی سوشلزم کو نافذ کرا کر رہیں گے اور پھر سوشلزم ہمارے مستقبل کا علاج ہو گا ۔ دوستو ۔ جناب سپیکر ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : یہ سپیکر کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کر رہے ہیں ۔ دوستو ! یہ آپ سے خطاب نہیں ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ۔ اب اس ملک میں جو سیاسی صورت حال موجود ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی تمام تر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے ۔ جنہوں نے آج تک 70 کے انتخابات کے نتائج کو خلوص نیت سے قبول نہیں کیا ۔ حزب اختلاف کے لیڈروں نے بارہا اپنی تقاریر میں کہا کہ ہم نتائج کو تسلیم کرتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں ۔

زبان سے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں اور لازمی طور پر جب میں انہیں گزارش کرتا ہوں تو سارے دوستوں کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب وہ اسمبلی میں حزب اختلاف کے فاضل ارکان کو مخاطب کریں تو یہ ہر گز نہ بھولیں کہ اس حزب اختلاف کا رول صحیح معنوں میں تعمیری ہے اور یہ ولی خان اور اجمل خان کی بات ان سے نہیں کر سکتے اور جو رحمت اللہ ارشد صاحب نے اس ایوان میں فرمایا تھا اور خود فرمایا تھا کہ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم نے الیکشن کے نتائج کو دل سے قبول نہیں کیا تو انہوں نے دل سے کہا تھا اور اسی حیثیت سے اس کو پہچاننا چاہئے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میرا خیال تھا کہ وزیر اعلیٰ یہ فرمائیں گے کہ ان لوگوں پر جو غیر حاضر ہوں اور ہاؤس میں جواب نہ دے سکتے ہوں

تنقید نہیں کرنی چاہئے لیکن انہوں نے کچھ اس قسم کے الفاظ استعمال کئے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ان کی ہر بات میں ہاں میں ہاں ملانے کے لئے تیار ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے لیکن یہ الزام سب پر نہ لگائیں۔ ہم آپ کی ہر بات ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں اور کچھ لوگ جو آپ سے وعدے وعید کر کے آئے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

ڈاکٹر حلیم رضا : کہا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے منشور سے منحرف ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں جیسے کہ مجھ سے پہلے میرے فاضل مقرر بھی اپنی تقریر میں فرما رہے تھے۔ میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ اس ملک میں جاگیردارانہ اور سرمایادارانہ نظام کی وجہ سے آج تک جو کچھ ہوتا رہا پاکستان کے کروڑوں عوام 25 سال تک اس جبر و استبداد کو برداشت کرتے رہے لیکن قائد عوام کی حکومت میں آج خدا کے فضل و کرم سے میں یہ بات یقین سے کہتا ہوں کہ یہ اپوزیشن والے اور جب میں اپوزیشن کی بات کرتا ہوں تو اس کا مطلب سامنے بیٹھنے والوں کے علاوہ اس ملک میں جو چھوٹی موٹی نام نہاد حزب اختلاف کا وجود باقی ہے ان سے مراد لیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقتدار کی ہوس میں اس حد تک دیوانے ہو چکے ہیں کہ ان کی مثال بالکل گاؤں کے اس غریب آدمی کی سی ہے جو ہوس اقتدار میں مبتلا تھا۔ جب گاؤں کا نمبردار مر گیا تو وہ اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہا کہ ماں نمبردار مر چکا ہے اب کیا ہوگا۔ اس نے کہا کہ نمبردار کے بعد اس کا بھائی آ جائے گا۔ اس نے کہا کہ اگر وہ بھی مر گیا تو کیا ہوگا۔ اس نے کہا کہ اس کا بیٹا آ جائے گا۔ اس نے کہا اگر وہ بھی مر گیا تو کیا ہوگا۔ اس نے کہا پھر اس کا تایازاد بھائی آ جائے گا۔ اس نے کہا اگر وہ بھی مر گیا تو پھر کیا ہوگا۔ جب اتنی باتیں کر چکا تو ماں نے کہا چاہے سارا گاؤں مر جائے تو نمبردار نہیں بن سکتا۔ تو بالکل یہی بات حزب اختلاف والوں کی ہے۔ وہ چاہے ساری زندگی بھی لگے رہیں۔ میں یہ بات بڑے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ادھر بھی آپ بیٹھے تھے اب آپ ادھر بھی بیٹھتے ہیں۔ چاہے کسی بھی طریقے سے آپ آئیں انشاء اللہ عوام کی حکومت عوام کے ہاتھ میں رہے گی اور یہ حکومت قائد عوام کی قیادت میں انشاء اللہ رہے گی۔ ہم نے جو صبح نو اور طلوع نو کا نعرہ لگایا تھا انشاء اللہ وہ طلوع ہو چکی ہے اور دیکھنے والوں نے دیکھی ہے۔ جو لوگ آج قائد عوام کے

نظریات کو اور ان کے خیالات کو تسلیم نہیں کرتے میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ انہیں کبھی کسی صورت میں معاف نہیں کرے گی ۔

اب میں لائل‌پور کے مقامی مسائل کی طرف آتا ہوں ۔ میرے حلقہ نیابت میں فیکٹری ایریا کی کچی آبادی ہے جو 90ہزار افراد پر مشتمل ہے ۔ یہاں ڈیرہ غازی خان کا ذکر ہوا ۔ میانوالی کا ذکر ہوا ۔ کیمبل‌پور کا ذکر ہوا کہ وہ پسماندہ علاقے ہیں ۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے قائد عوام کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان پسماندہ علاقوں کے ہوتے ہوئے بھی لائل‌پور جیسے زرعی اور صنعتی شہر میں ایک ایسا علاقہ موجود ہے جہاں پر 90 ہزار افراد بنیادی شہری سہولتوں سے محروم ہیں ۔ جا بجا وہاں گڑھے موجود ہیں ۔ بارش ہوتی ہے تو لوگ وہاں ایک طرح سے مہاجر ہوجاتے ہیں ۔ وہاں پر پچھلے دنوں مقامی بلدیہ نے اور مقامی ڈی سی نے قائد پنجاب کے حکم پر طے کیا تھا کہ لوگوں کو وہاں پر کوئی متبادل جگہ دی جائے گی یا ان کو وہیں پر آباد کر دیا جائے گا تو خدا کے لئے اس منصوبے کو پورے طریقے سے روبہ عمل لایئے گا تاکہ نوے ہزار انسان اپنے آپ کو باعزت شہری محسوس کر سکیں ۔ جناب والا ؛ لائل‌پور میں جو مقامی بلدیہ ہے ۔ میں قائد ایوان سے معافی چاہتا ہوں کہ ان کے محکمے کا ذکر کر رہا ہوں ۔ وہاں کی مقامی بلدیہ کا دفتر سیاسی ریشہ دوانیوں کا مرکز بن چکا ہے ۔ آج تک پچیس سال تک وہاں کوئی تعمیری کام نہیں ہو سکا ۔ شہر میں غلاظت ہے ، گندگی ہے ، تعفن ہے اور وہاں بے شمار علاقے ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کہ صدیوں پہلے کا علاقہ بنا ہوا ہے ۔

اس کے علاوہ میں جناب قائد ایوان سے آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ لائل‌پور میں جو اضافی بستیاں ہیں ، پیپلز کالونی نمبر ایک ، پیپلز کالونی نمبر دو ، بٹالہ کالونی ، سمن‌آباد ۔ وہ آبادیاں ہیں جو قیام پاکستان کے بعد معرض وجود میں آئیں لیکن ابھی تک ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے ۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ خدارا ، لائل‌پور شہر کی کثیر آبادی کے متعلق سوچا جائے جو خالصتاً محب وطن پاکستانی ہیں اور معزز شہری ہیں اور ان کے لئے بنیادی شہری سہولتوں کے علاوہ جو میں نے علاقے عرض کئے ہیں ان کو وہاں پر مالکانہ حقوق دیے جائیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان (لائل پور-10) : جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران اسمبلی کی خدمت میں میزانیہ 74-1973ء پر مختصراً گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب الوری صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ بجٹ سوشلزم کی عکاسی نہیں کرتا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اچھے بجٹ کو اگر فلسفیانہ نگاہ سے دیکھنا ہو تو اس کے لئے صرف ایک شرط ہے کہ عوام کے وسیع تر مفاد کو جو بجٹ ملحوظ رکھے گا وہ سوشلسٹ یا عوامی بجٹ کہلانے کا مستحق ہے ۔ تو میں عرض کروں گا کہ اگر facts and figures کو دیکھا جائے تو اس لحاظ سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلا ایسا بجٹ ہے جس میں ترقیاتی منصوبوں پر ایک ارب چھبیس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ اور اس میں تفصیلاً زراعت پر 33 کروڑ ، تعمیر مکانات پر سترہ کروڑ ، ٹرانسپورٹ ، تعلیم اور صنعت پر بالترتیب اکیس کروڑ چھپن لاکھ ، بارہ کروڑ پچاس لاکھ اور پانچ کروڑ مختص کئے گئے ہیں ۔ عوامی تعمیراتی پروگرام کے لئے اٹھارہ کروڑ ، آب رسانی پر سات کروڑ ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر اگر ایک نظر میں دیکھا جائے تو اس قسم کا بجٹ جو کہ عوام کے وسیع تر مفاد میں ہے صحیح معنوں میں سوشلسٹ بجٹ کہلانے کا مستحق ہے ۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ کچھ نئے ٹیکس لگائے جاتے ۔ موجودہ بجٹ میں ٹیکسوں میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ روڈ ٹیکس بھی جائز ہے ، رجسٹریشن فیس میں کچھ اضافہ ہوا ہے یہ بھی جائز ہے ۔ زرعی ٹیکس میں جائز سمجھتا ہوں ۔ سنیما ٹکٹوں پر بالکل جائز ہے میرے اپنے ذاتی خیال کے مطابق ۔ پراپرٹی ٹیکس میں کوئی تھوڑا بہت اضافہ کیا گیا ہے تو وہ قابل برداشت ہے ۔ لیکن کورٹ فیس کے معاملے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی مہذب ملک میں آپ لوگوں کو دیکھیں ، ہمیشہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ انصاف عوام کو ارزاں طور پر مہیا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے تو اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ساڑھے سات اور اس کے بعد ساڑھے گیارہ ہوتی ہے اس کو بھی ساڑھے سات کر دیا گیا ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں عرض کرتا ہوں declaratory suits پر بھی آ کر وہ پراپرٹی کے متعلق ہوں گے جو کہ پندرہ روپے پر ہو جایا کرتے تھے اگر وہ پراپرٹی کے متعلق ہوں گے تو ad velorum ان پر کورٹ فیس ہو گا ۔

غریب لوگ جو پہلے عدالتوں میں آنے سے قاصر تھے ، ان کے لئے یہ چیز بڑی سد راہ ہوگی اور میں یہ التماس کروں گا جناب فنانس منسٹر صاحب سے کہ اس کے بارے میں اگر وہ کوئی رائے عوام کے لئے دے سکتے ہوں تو ضرور دیں ۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریر جو پیارے فاضل وزیر خزانہ نے کی ہے اس کے دو پہلو ہیں ۔ جیسا کہ جناب الوری صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک نظریاتی اور دوسرا facts and figure کے متعلق ۔ facts and figure کے متعلق جو کام ہے وہ تو زیادہ آفیشلز کا کام ہے اور جو اس کا ادبی اور نظریاتی پہلو ہے وہ صحیح مضمون میں فنانس منسٹر صاحب کا اپنا نظریہ ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے ان کا جو ادبی پہلو ہے ۔ اس تنقید کا کیوں تختہ مشق بنایا گیا ۔ انہوں نے صرف اتنی کوشش کی ہے کہ چند ایک میٹھی میٹھی باتیں اس میں کرنے کے بعد اس میں کچھ رنگینی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ بجٹ کی تقریر سب سے خشک تر تقریر ہوتی ہے ۔ میرے خیال میں تقریر کا جو ادبی پہلو ہے ۔ اس کو تنقید کا اس قدر تختہ مشق نہ بنانا چاہیے تھا جس طرح کہ اپوزیشن نے کیا ہے ۔ نظریاتی طور پر جو کچھ انہوں نے فرمایا میں سو فیصد ان سے متفق ہوں ۔ انہوں نے جو فرمایا ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ سوشلزم کی جڑیں قرآن حکیم سے حاصل کی گئی ہیں ۔ انہوں نے چند آیات کا حوالہ بھی دیا ۔ میں سمجھتا ہوں صحیح معنوں میں اسلامی روح کے مطابق کوئی معاشرہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا ہے اگر ان کی تشریح اس طرح کی جائے جس طرح ہمارے فاضل منسٹر صاحب نے اس معزز ایوان میں کی ۔

اس کے علاوہ میں آپ سے حالات حاضرہ کے متعلق تھوڑی سی گذارش کروں گا ۔ لاء اینڈ آرڈر کی حالت بہت بہتر ہو گئی ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی اچھی خاصی قیمت ادا کرنی پڑی ہے ۔ یہ ہے کہ ہمارے عوام رات کو آرام کی نیند سوتے ہیں ۔ سرقہ مویشی بہت کم ہو گیا ہے ۔ بہت سے آدمی ڈکیت so-called پولیس مقابلے میں مارے بھی گئے ہیں اور ٹھیک مارے گئے ہیں ۔ امن بھی ہو گیا ہے ۔ لیکن یہ جو condemnation without trial کا سلسلہ ہے ۔ اس کو فوراً ختم کرنا چاہیے ۔ کیونکہ پولیس نے کئی لئے راستے رشوت کے کھول لیے ہیں اور اس وقت صرف اس کی دھمکی دے کر ہزاروں روپے بٹورے جا رہے

ہیں ۔ یہ ہم اپنے حلقہ ہائے نیابت میں عملاً دیکھ رہے ہیں ۔ میں نے جناب گورنر صاحب سے بھی گذارش کی تھی کہ اس چیز کا خاص خیال رکھا جائے ۔ بہر حال امن و امان کی صورت بہتر ہے ۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ مہنگائی اور بے روزگاری پر ہم صحیح معنوں میں قابو نہیں پا سکے ۔ ہماری پالیسیاں دو رس ہیں اور ہم قابو پا تو لیں گے ۔ لیکن سر دست ان مسائل کو صحیح معنوں میں حل نہیں کیا جا سکا ۔ میرے بہت سے دوسرے فاضل دوست جو مجھ سے پہلے بول چکے ہیں ۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ پیداوار میں اضافے اور ٹھوس اکنامک پالیسیوں کی بدولت ہم قیمتوں پر کنٹرول کر سکتے ہیں ۔ دھمکیوں سے کنٹرول نہیں ہو سکتا ۔ میں جناب فنانس منسٹر سے گذارش کروں گا کہ قیمتوں کے کنٹرول کے لیے میری جانب سے التماس ہے کہ ان کو ہائی پاور کمیٹی مقرر کرنی چاہیے ۔ عوام اس مہنگائی کے نیچے اس وقت پس چکے ہیں ۔ یہ صحیح بات ہے ۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ۔

اس کے علاوہ بے روزگاری کا مسئلہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو منصوبے ہماری گورنمنٹ نے بنائے ہیں ۔ کافی عرصے کے بعد وہ بے روزگاری دور کرنے میں مدد دیں گے ۔ سر دست ۔ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا ۔ بے روزگاری کافی حد تک ہمارے ملک میں موجود ہے ۔

اس کے علاوہ میں آپ سے سروسز کے متعلق صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ باوجود ان میں اتنی چھانٹی کیے جانے کے میں سمجھتا ہوں کہ وشوت اتنی زیادہ کم نہیں ہوئی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جو موڈ ہے ۔ اس میں بھی تبدیلی نہیں آئی ۔ جس طرح کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کا موڈ عوامی قسم کا ہو جائے ۔ وہ تبدیلی کچھ تھوڑے عرصے کے لیے آئی تھی لیکن اب پھر مفقود ہے ۔

اس کے علاوہ اپنے حلقہ نیابت کے صرف ایک مسئلے کا حوالہ دینا چاہتا ہوں ۔ ڈاکٹر صاحب آپ فنانس منسٹر صاحب کی جگہ نوٹ فرما لیں ۔ اگر آپ تک پہنچا دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہے ۔ کہ ایک سڑک چک جھمرہ سے شاہ کوٹ جاتی ہے وہ کئی سالوں سے نا مکمل پڑی ہے ۔ وہ کچھ شیخوپورہ کے حصہ میں ہے

گزرتی ہے اور کچھ لائلپور کے حصہ میں سے گزرتی ہے ۔ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ اور دوسری سڑک جناب سالار والا سے شاہ کوٹ جاتی ہے اس میں صرف ڈیڑھ میل کا ٹکڑہ رہتا ہے ۔ جو کہ ابھی تک تیار نہیں ہوا ڈیڑھ یا زیادہ سے زیادہ دو میل ہوگا اور اس دو میل کے ٹکڑے کو اسی مالی سال کے دوران بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں علاقے کی تجارت کو بڑا فروغ حاصل ہوگا ۔ آپ کا شکریہ ۔

مسٹر سپیکر : میاں خان محمد ۔

میاں خان محمد (ساہیوال - 1) : جناب سپیکر ! میری طرف سے وزیر خزانہ صاحب خدمت میں پنجاب کے اس سب سے بڑے بجٹ کو پیش کرنے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے میں جناب کو تھوڑی سی تکلیف دوں گا ۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ کی دوسری خصوصیات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے یہ فرمایا کہ جس وقت انہوں نے وزیر خزانہ کی یہ تقریر سنی تو اس تاثر سے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور وہ اس عالم میں اپنے کمرے میں پہنچے کہ انہیں اس تقریر کے اندر ایک بہت بڑا سانحہ پیش آیا اور وہ سانحہ یہ تھا کہ ان کا تصور ان کو ایک بہت بڑے دیو کے سامنے لے گیا اور وہاں پر انہوں نے دیکھا کہ جناب حنیف رامے بھی وہاں اس دیو کے سامنے کلہاڑی اور کدال لیے کھڑے تھے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت تصور نے مجھے بھی وہاں پہنچا دیا اور میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حاجی صاحب اس وقت بالکل غلط بیانی سے کام لے رہے تھے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی غلط بیانی اس وجہ سے تھی کہ وہ اپنے آپ کو موجودہ وقت میں محسوس نہیں کر رہے تھے ۔ چاہیے تو ان کو یہ تھا کہ جس وقت وہ دیو کے سامنے جناب حنیف رامے کو پیش کر رہے تھے تو اس وقت کو یاد کرتے جب وہ ایوب خان کے دور میں ان کی پارٹی میں موجود تھے اور اس وقت کے وزیر خزانہ کو جو اس وقت تھا اس کو اس دیو کے سامنے کھڑا کرتے ۔ میں نے تو دیکھا کہ اس وقت کا وزیر خزانہ اس دیو کے سامنے کھڑا تھا اور وہ کپکپا رہا تھا ۔ میں نے عالم تصور میں تو یہ دیکھا کہ وہ دیو جناب حنیف رامے کی کدال اور کلہاڑی کی وجہ سے اور ان کی ضربات کی وجہ سے اور وہ ضربات اتنی کاری تھیں کہ وہ خود بخود چیخ رہا تھا وہ چلا رہا تھا اور

اس طرف سے جناب حنیف رامے کو شاباش دینے کی بجائے شیم شیم کے الفاظ بیان کیے جا رہے تھے ۔ ان کو یہ کہا جا رہا تھا کہ اس دیو کا اس استبداد کے دیو اور اس استحصال کے دیو کا جناب حنیف رامے کدال اور کلہاڑی لے کر پیچھا کیوں کر رہے ہیں ۔ اس کو چیخنے اور چلانے پر مجبور کیوں کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ! میں بجٹ کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ اس میں عوام نے کیا پایا ہے اور عوام کو کیا میسر آئے گا اور اس سے ہماری تکالیف جو ہیں ان کا مداوا کس طرح سے کیا گیا ہے ۔ اور ان تکالیف کا مداوا کرنے کے مقابلے میں اس کے معاوضے میں ہم سے کیا لیا جائے گا ۔ تو سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم روٹی کپڑے اور مکان کی بات تو علیحدہ ہے اس وقت صوبے کے اندر بے شمار علاقے ایسے ہیں جہاں پر پینے کا مصفا پانی مہیا کرنا بھی دشوار ہے ۔ اور میں جناب حنیف رامے اور حکومت کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس میزانیہ میں اس بجٹ میں ساٹھ کروڑ کی رقم مہیا کی ہے تاکہ اس صوبے کے عوام کو مصفا پانی مہیا کیا جا سکے ۔ اور یہ ساٹھ کروڑ کی رقم جو ہے یہ پچھلے سال کے مقابلے میں چھ گنا زیادہ ہے ۔ اس سے میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس صوبے کے اندر عوام کو صاف اور مصفا پانی جو ہے وہ میسر آ سکتا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا! ضروریات زندگی کی جو ضروری چیزیں ہیں ان متعلق جناب حنیف رامے نے فرمایا ہے کہ ان کے لئے ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے ۔ جناب والا ! اگر عوام کو ضروریات زندگی مہیا نہ کی جائیں تو حکومت کی طرف سے اور ہماری پارٹی کی طرف سے عوام کا اعتماد اٹھ جائے گا ۔ اس لئے میں جناب حنیف رامے کا ممنون ہوں کہ انہوں نے صاف پانی دینے کے بعد ضروریات زندگی کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی ہے ۔ تو ان کے بیان کے مطابق بورڈ بنایا جا رہا ہے جس کے وہ خود چیئرمین ہوں گے اور اس میں گندم ، موٹا چاول ، بناسپتی گھی ، چینی ، چائے ، عام ، استعمال کا کپڑا اور مٹی کا تیل جو ہے اس کو مناسب قیمتوں پر عوام کو مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں حکومت نے جو اقدامات اٹھانے کا تہیہ کیا ہے اس میں میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت خود ساڑھے بائیس روپے

فی من گندم خرید رہی ہے اور اس کو تقریباً پانچ روپے فی من اس پر مزید خرچ کرنے پڑتے ہیں ۔ اس طرح سے حکومت کو اپنے کھاتے میں ساڑھے ستائیس روپے گندم پر خرچ کرنے پڑتے ہیں ۔ ایک من کی خرید پر ۔ اور اس مقابلے میں حکومت اٹھارہ روپے سینتیس پیسے کے حساب سے لوگوں کو آٹا تقسیم کرتی ہے ۔ یہ اتنا بڑا تفاوت ہے یہ اتنا بڑا فرق جو ہے یہ حکومت اپنے کھاتے سے پورا کرتی ہے جس کے لئے ہم عوام کی طرف سے حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

جناب والا ! میں اس کے بعد یہ عرض کروں گا کہ حکومت سمال انڈسٹریز کے لئے جو کچھ کر رہی ہے اور اتنی کثیر رقم جو اس نے اس مد میں خرچ کرنے کی کوشش کی ہے اس کے لئے بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ پھر زراعت پر 33 کروڑ اور کھاد اور جراثم کش ادویات پر یہ سب خرچ ملا کر تقریباً اکسٹھ کروڑ بائیس لاکھ روپے کی رقم بنتی ہے ۔ یہ رقم اتنی زیادہ ہے جس سے ہم اس سلسلے میں زراعت کو اس حد تک ترقی پذیر کر دیں گے کہ ہمارا صوبہ زرعت کے معاملے میں اور اجناس کے معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا ۔ اس کے علاوہ سڑکوں کے اوپر یہ کثیر رقم 37 کروڑ 42 لاکھ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ اس صوبے کے اندر اتنی پختہ سڑکیں بن جائیں گی جس سے رسل و رسائل کے مسائل حل ہو جائیں گے ۔ اس کے بعد اتنی بسیں آ رہی ہیں ان سے بھی عوام استفادہ حاصل کر سکیں گے ۔ اور مکانات جو عوام کے تعمیر کئے جا رہے ہیں اس پر 7 کروڑ 25 لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے اور 18 ہزار قطعات اراضی تیار ہوں گے اس پر بھی ہمارے غریب لوگ آباد ہو کو حکومت کا شکریہ ادا کریں گے ۔ اور اس کے بعد میڈیکل کالج تعمیر کئے جا رہے ہیں لائلپور میں اور راولپنڈی میں جس سے ہم اپنے ملک میں اتنے ڈاکٹر پیدا کر سکیں گے کہ یہاں پر صحت کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا ۔ اور لوگ اطمینان کا سانس لیں گے ۔

یہ ساری سہولیات دینے کے بعد حکومت نے عوام سے کوئی نیا ٹیکس وصول کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ اس میں صرف یہ کیا گیا ہے کہ چند اضافی ٹیکس لگائے ہیں اور ان کو بھی اس طرح سے لگایا ہے کہ اس کا بوجھ غریبوں پر اور ناداروں پر قطعاً نہ آئے ۔ جناب والا ! یہ سٹیمپ کا ٹیکس جو بتایا گیا ہے اس میں یہ ہے کہ

پہلے 11 روپے 25 پیسے ایک ہزار پر خرچ آتے ہیں ۔ اور اب جو جناب حنیف رامے نے اس بجٹ میں مژدہ سنایا ہے ۔ اس کے مطابق ساڑھے سات روپے خرچ آئے گا ۔ یہ اتنا فرق جو ہے یہ غریبوں کے حق میں ہے ۔ اگر کوئی 5 لاکھ کا دھوبی کرتا ہے تو وہ اتنا بڑا سرمایہ دار ہوتا ہے کہ اس سے اگر زیادہ ٹیکس وصول کیا جائے تو اس سے غریبوں پر کوئی آنچ نہیں آتی ۔

خان محمد یار خان لاشاری : جناب والا ! نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نماز کا وقت تو گزر چکا ہے ۔ اب ایوان کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے ۔ کارروائی پورے آٹھ بجے شروع ہو جائے گی جو دوست موجود نہیں ہوں گے ان کو گلہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان کو تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا ۔

(اسمبلی کا اجلاس 26 جون 1973ء بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

منگل ۔ 26 جون 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 24 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ
وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ
اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ
هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

پ ۸ ۔ س ۶ ۔ ع ۶ ۔ آیات ۱۵۲ ؛ ۱۵۳

تم یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے جو نہایت ہی پسندیدہ ہو ۔ یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے ۔ اور ماپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ۔ ہم کسی بھی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ۔ اور جب بھی تم کسی کی نسبت کوئی بات کہو تو انصاف کہو خواہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو ۔ ان باتوں کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو ۔ اور بلاشبہ یہ میرا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے تو تم اس پر چلنا ادھر اُدھر کے راستوں پر نہ چلنا ورنہ اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے ان باتوں کا اللہ تم کو حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ۝

وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور کی تحریک استحقاق ہے فاضل وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں ۔ ان کے آنے تک اسے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ یہ تحریک استحقاق ائرکنڈیشنگ کے کرائے کے متعلق ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ ٹھیک ہے ۔ وزیر خزانہ کے آنے تک اسے ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک تحریک استحقاق میاں منظور احمد موہل کی ہے ۔ اس کے متعلق مجھے وزیر خزانہ کہہ گئے ہیں کہ اس کو اگر میں مناسب سمجھوں اور فاضل محرک بھی اس سے اتفاق کریں تو اس کو ملتوی رکھا جائے ۔ مگر بہر حال ان کے آنے پر صحیح صورت حال کا پتہ چلے گا ۔ یہ ایک اسسٹنٹ کمشنر سے متعلق ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میری استدعا یہی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب کے آنے تک اس کو pending رکھا جائے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ۔ میں تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ضرور کریں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ اجازت ہو تو میں تھوڑا سا عرض کر سکتی ہوں ۔

مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوہدری غلام قادر ، حافظ علی اسداللہ اور شیخ عزیز احمد اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 85-86 اور 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری غلام قادر ، حافظ علی اسداللہ اور شیخ عزیز احمد اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 85-86 اور 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

پنجاب کا بجٹ بابت سال 1973-74

بحیثیت مجموعی بجٹ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ اب خان محمد یار خان لاشاری بجٹ کی عام بحث پر تقریر کریں گے ۔

خان محمد یار خان لاشاری (ساہیوال ۔ 8) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے زیر بحث میزانیے پر بحث کے لیے اور اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا گیا ہے ۔ بجٹ در اصل کسی حکومت کی اقتصادی پالیسیوں کا مظہر ہوتا ہے ۔ اس بجٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے اور ہر بجٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اقتصادی شعبے میں کسی حکومت کی پالیسیاں کیا ہیں ۔ کسی حکومت کے اقتصادی اغراض و مقاصد کیا ہیں اور ان کا ازالہ کرنے کے لیے یا ان کو پورا کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے ۔ کسی بجٹ کی افادیت در حقیقت اس کی ان کی پالیسیوں سے جانچی جاتی ہے جنہیں اس بجٹ کے ذریعے فروغ دینا مقصود ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ موجودہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے اس میں عوام کی فلاح بہبود کے علاوہ صوبائی معیشت پر ایک نیا مالیاتی رخ متعین کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر حکومت صوبائی معیشت یا کسی بھی معیشت کو حالات کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ نہ بنائے تو بجٹ پورے معیار پر پورا نہیں اترتا ۔ ہمارے معیشتی نظام میں سابقہ خرابیوں کی وجہ سے پالیسیاں جو ہیں ان میں رد و بدل کی وجہ سے صحیح معاشی نظام ہمیں استوار کرنا پڑا ہے ۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر ہمارے معاشی نظام کو ایک سوشلسٹ نظام کے اور سوشلسٹ معیشت کے ذریعے بنانا پڑے گا ۔ سوشلسٹ معیشت کیا ہے ؟ آپ پیداوار کو ۔ ذرائع دولت کو اجتماعی ملکیت کی حیثیت دے دیں تو وہ سوشلسٹ معیشت کہلاتی ہے اور اسے سوشلسٹ معیشت کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور جاگیرداری ، سرمایہ داری اور سامراجیت کے تمام نظاموں کو ختم کرکے اجتماعی قوتوں کو جلا دی جائے ۔ اجتماعی قوتوں کو بحال کیا جائے اور اجتماعیت کی بنیاد پر ان اصولوں کو استوار کیا جائے ۔ جناب والا ۔ موجودہ بجٹ میں عوام کی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری اپنی پیپلز پارٹی کے منشور کے مطابق وہ تمام وعدے جو ہم نے لوگوں کے ساتھ کیے تھے ۔ روٹی ، کپڑا ، مکان ، صحت ، تندرستی ، تعلیم [illegible] پورا کرنے کے لیے

کافی اقدامات کیے گئے ہیں ۔ اور اپنے موجودہ وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اور جذبہ کار فرما تھا اس کے مطابق اس بجٹ میں تعمیراتی اور ترقیاتی پروگرام پیش کیے گئے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ صوبے کی تاریخ میں اس سے پہلے آج تک اتنا بڑا ترقیاتی بجٹ کبھی پیش نہیں کیا گیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ زراعت ہماری معیشت کی بنیاد ہے ۔ زراعت کے لیے اس بجٹ میں 33 کروڑ روپے خرچ کیے گئے ہیں اور زراعت کے لیے اتنی بڑی رقم رکھنا اس بات کا مظہر ہے کہ ہم زراعت میں کتنی ترقی چاہتے ہیں اور پھر یہ 33 کروڑ روپے ہی زراعت کے لیے مختص نہیں کیے گئے بلکہ زراعتی ترقی کے لیے جو مد و معاون اشیاء ہیں مثلاً جراثیم کش ادویات ، مثلاً کھاد اور بیج کی سہولتیں ۔ اس کے علاوہ ڈیزل انجنوں کے لیے اور سیرابی حلقے کو سیراب کرنے کے لیے کافی گنجائیشیں رکھی گئی ہیں ۔ جناب والا ۔ ترقی کے لیے ان تمام چیزوں کے علاوہ مواصلات کا نظام بھی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور مواصلات کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے اس بجٹ میں اتنی گنجائیشیں رکھی گئی ہیں کہ اس صوبے کے تقریباً ہر ضلع کو کم از کم بیس میل تک سڑک مہیا کی جا سکے گی ۔ جناب والا ۔ نظام معیشت کو حالات کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے جو بہت کچھ اقدامات ہو رہے ہیں ان میں سب سے بڑا اقدام یہ ہے کہ جاگیرداری ، سرمایہ داری کو ختم کرنے کے لیے کوشش کی گئی ہے ۔

اصلاح احوال کے لیے جناب والا ۔ میں یہ ضروری سمجھوں گا کہ یہ بات بھی بیان کر دوں کہ اصلاح احوال بنیادی چیز نہیں ہوتی بلکہ معاشرے کو استحصالی قوتوں سے پاک کرنے سے اصلاح احوال ہوتی ہے ۔ اس کے لیے جناب والا ۔ ہمیں اجتماعی طور پر اور انفرادی طور پر کوشش کرنا ہوگی ۔ ہمیں اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہوگا ہمیں اپنے آپ کا بھی محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم کسی معیار پر پورے اترتے ہیں ۔ آیا ہم دل و جان سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس معاشرے کو استحصالی نظام سے پاک کریں ۔ اس کے لیے جناب والا ۔ تطہیر کی ضرورت ہوگی ۔ ہمیں افسران بالا کی تطہیر کی ضرورت ہوگی ۔ ہمیں وزراء کرام کی تطہیر کی ضرورت ہوگی ۔ ہمیں صوبے کے فرما رواؤں کی تطہیر کرنا ہوگی اور ہمیں ممبران اسمبلی کو اپنی تطہیر کی ضرورت ہوگی ۔ جناب والا ۔ ہم یہاں اسمبلی میں آتے ہیں تو کس لیے آتے ہیں ۔ ہم یہاں اس لیے ہیں کہ

غریب عوام کے مسائل یہاں پیش کریں ان کو حل کرائیں اور اپنے ملک کو تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن کیا جائے ۔ لیکن جناب والا میں یہ بے باکی سے کہوں گا کہ ہم یہ کردار ادا نہیں کر رہے ۔ ہمارا مقصد اس اسمبلی میں آنے کا محض اپنے 50 روپے کھرے کرنے ہوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہم آتے ہیں اور حاضری لگا کر چلے جاتے ہیں اور پھر دس دفعہ کورم ٹوٹتا ہے ۔ یہ بڑی شرمناک بات ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہم کسی افسر کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ استحقاق کے معنی کیا ہیں ؟ استحقاق کے معنی یہ ہیں کہ جو ہمارے فرائض ہیں ، جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کیا جائے لیکن جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا نہیں کیا جاتا ۔ جو ہمارے حقوق ہیں وہ پورے نہیں کیے جاتے ۔ افسوس کا مقام ہے ۔ کیا آپ اپنے عوام کے استحقاق کو پائمال نہیں کرتے ۔ ہم پر عوام کے حقوق ہیں ان کی وجہ سے ہم یہاں پہنچے ہیں ۔ ان کی مشکلات کو ان کی گزارشات کو پیش کریں ۔ اپنے ملک کو استوار کریں ۔ اپنے معاشرے کو استحصال سے پاک کریں ۔ حکومت کے علم میں یہ باتیں لائیں ۔ سیاسی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اپنے پروگرام کو یہاں پیش کریں ۔ لیکن جناب والا ۔ یہاں ہوتا کچھ بھی نہیں ہے ۔ کوئی تعمیری کردار ادا نہیں کرتے ۔ اسمبلی کے ممبران کی علیحدہ علیحدہ انفرادی اور اجتماعی طور پر ذمہ داری ہے اور وہ جواب دہ ہیں ۔ یہ اسلام کا مسئلہ ہے ۔ ہمارے محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے کہ فرداً فرداً جواب دہ ہیں فرداً فرداً ہماری ذمہ داری ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ جب تک ہم تمام ذرائع دولت کو ۔ ان پیداواری قوتوں کو تمام ان باطل قوتوں کو ختم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس ملک کو صحیح طریقے پر تعمیر نہیں کر سکتے ۔ حکومت یہ بجٹ پیش کرکے تمام اس قسم کے قوانین نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ تمام فنڈز اس نے مہیا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اب ہم نے اس ملک کو تعمیر کرنا ہے ۔ اب ہم نے اس معاشرے کی تطہیر کرنی ہے ۔ اب ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ حکومت نے اپنے محدود وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے جو ہمیں موقع عنایت فرمایا ہے جو موقع ہمیں میسر کیا ہے اس میں ہم اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر کسی مد میں رقم مہیا کی گئی ہے اور جس طریقے سے اسے خرچ

کرنا چاہیے کیا ہم اسے معیاری قوتوں سے خرچ کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جو سرمایہ مختلف مدوں میں مختلف شعبوں کے لیے مختص کیا گیا ہے اگر ہم عوامی نمائندگان اگر ہم لوگوں کے نمائندگان انہیں صحیح طریقے سے خرچ کریں گے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ صوبہ کی معیشت کا رخ اسی سال کیوں نہ تبدیل ہو جائے ۔ معاشرے کے استحصالی خاتمے کا رخ کیوں نہ تبدیل ہو جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ عوامی تعمیراتی کام کے مقامی وسائل کو مجتمع کرنے کے لیے مقامی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے کے لیے بہت بڑا ترقیاتی منصوبہ رکھا گیا ۔ ہے ۔ اس وقت تو ہمارے پاس انفرادی طاقت تو موجود ہے ۔ جب تک ہم انفرادی طاقت کو استعمال میں نہیں لائیں گے اس وقت تک اس ملک کی ترقی نا ممکن ہے ۔ ہمیں mobility of labour کی ضرورت ہے ۔ اس ملک کی 8 فی صد آبادی دیہات پر مشتمل ہے ۔ ہمارے ملک کا انحصار زراعت پر ہے ۔ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ۔ لوگوں کی اکثریت یعنی 85 فیصدی آبادی کا انحصار زراعت پر ہے ۔ زراعت کے شعبہ میں جو زمینیں واقع ہیں وہ روز اول سے چلی آ رہی ہیں ۔ افراد کی قوت بہت بڑھ گئی ہے جس سے بے روزگاری جنم لے رہی ہے ۔ جب بے روزگاری ختم کرنے کے لیے mobility of labour کی ضرورت ہے تو زراعت پر انحصار رکھنے والی صنعتوں ۔ زراعت کی پیداوار سے تعلق رکھنے والی صنعتوں کو فروغ دیں تاکہ ہم بے روزگاری کے مسئلہ پر قابو پا سکیں ۔ جناب والا ۔ بے روزگاری کا مسئلہ ختم کرنے کے ساتھ ساتھ چونکہ قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور قومی آمدنی میں اضافہ کے ساتھ ترقیاتی منصوبوں میں پیسے لگائے جائیں گے تو افراط زر کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ جب افراط زر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں ہمیشہ بڑھاوا آتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے ہمیں مسلسل کوشش کرنی ہوگی ۔ پیداوار میں مسلسل اضافہ کرنا ہوگا ۔ ہمیں مسلسل اضافہ کے ساتھ ساتھ انفرادی قدروں کو بھی پہچاننا ہوگا ۔ جیسے جناب حنیف رامے صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے ۔ یہ وہ نظام ہے جو اسلام کے اولین دور میں جلوہ گر ہوا ۔ ہمیں اس بات سے سو فیصدی اتفاق ہے لیکن اس کے لیے ہمیں اپنے آپ کی اصلاح ضروری کرنا ہوگی ۔ اپنے آپ کا محاسبہ ضرور کرنا ہوگا ۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ضرور ڈالنا ہوگا ۔ اسلام یہ کبھی نہیں کہتا کہ تم خود سیر

ہو کر کھاؤ ۔ تمہارا ساتھی ، تمہارا ہمسایہ ، تمہارا بھائی ، تمہارا دوست اور تمہارا رشتے دار بھوکا بیٹھا رہے ۔ جناب والا ۔ اسلام میں یہ پرویژن موجود ہے جو ہم لانا چاہتے ہیں ۔ ہم اسلامی اصولوں کو اصل بنیاد بنا کر اسلامی اصولوں کو اصل حقیقت بنا کر اس معاشرے کو استحصال سے پاک کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اسلام کبھی اجازت نہیں دیتا کہ تم دولت اکٹھی کر لو ۔ اپنے نفس کے لیے اتنی دولت اکٹھی کر لو کہ تمہارا بھائی بھوکا بیٹھا رہے اور تم اس کی مدد نہ کر سکو ۔

جناب والا ۔ اس سلسلے میں قرآن حکیم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

والذین یکتیزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل‌اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۔

(وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انھیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب کی بشارت دی جاتی ہے) ۔

پھر جناب والا کیا ہوا ۔

یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔

(جس دن کہ جہنم کی آگ جلائی جائے گی تو ان کی پیشانیوں ، ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا ۔ (یہ اس لیے ہوگا) یہ بدلہ ہے اس کا جو تم نے اپنے نفسوں کے لیے جمع کیا تھا سو تم اب اس جمع کرنے کا مزا چکھو) ۔

جو تم نے اپنے لیے جمع کیا اس میں بھی یہ بات تھی ۔ یہ نہیں کہا گیا کہ تم سب کے لیے جمع کرو ۔ جناب والا ۔ اگرچہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے لیکن یہ نہیں کہ تم اپنے لیے دولت کماؤ ۔ اپنے ساتھی بھائی کے لیے دولت کماؤ لیکن میں تو پیٹ بھر کر روٹی کھاتا ہوں اور میرا ہمسایہ بھوکا بیٹھا رہتا ہے ۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے میرا کھانا حرام ہے ۔

جناب والا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۔

بیشک اللہ کے نزدیک معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے

مسٹر سپیکر ۔ ملک ثناء اللہ ۔

خان محمد یار خان لاشاری ۔ جناب والا ۔ مجھے ابھی اپنے علاقے کے مسائل بیان کرنے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ 12 منٹ آپ کو تقریر کرتے ہو گئے ہیں ۔ آپ کی تقریر تو بڑی روح پرور اور روح افزا تھی مگر وقت کی کمی کے باعث میں مجبور ہوں ۔

خان محمد یار خان لاشاری ۔ جناب والا ۔ مجھے اپنے علاقائی مسائل بیان کرنے کے لیے تھوڑا سا وقت دیا جائے ۔

ملک ثناءاللہ خان (سیالکوٹ 3) ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ کو پنجاب کا عظیم عوامی اور جمہوری ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ کیونکہ موجودہ بجٹ موجودہ حکومت کی پالیسیوں اور پیپلز پارٹی کے منشور کا آئینہ دار ہے ۔

حضور والا ۔ میں اس کے ساتھ ساتھ اپنے علاقے کے کچھ مسائل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ علاقہ بجوات جو دشمن کے قبضے میں تھا اس کے تین اطراف ریاست جموں اور کشمیر کا بارڈر ہے ۔ وہاں دشمن کی فوجیں بیٹھی رہی ہیں ۔ ایک طرف جو کھلا راستہ تھا اس طرف دریائے توی ، دریائے چناب اور مختلف برساتی نالے اس کا راستہ روکے ہوئے ہیں ۔ یہ علاقہ پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہے ۔ سال میں تقریباً دس مہینے باقی دنیا سے کٹا رہتا ہے ۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ اس علاقے میں دریائے توی پر پختہ پل تعمیر کرنے کے لیے اس بجٹ میں دو پل مختص کیے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ یوں تو بے روزگاری سارے پاکستان کا مسئلہ ہے لیکن جہاں تک سیالکوٹ کا تعلق ہے یہاں مسلسل جارحیت کی وجہ سے آئے دن سیلابوں کی وجہ سے خطرناک حد تک بے روزگاری بڑھ گئی ہے کیونکہ وہاں حد ملکیت بھی بہت کم ہے اور سرمایہ دار اس علاقے میں سرمایہ نہیں لگاتا ۔ میں تجویز کروں گا کہ حکومت اس بجٹ میں اس علاقے میں بھاری صنعتیں قائم کرے اور کارپوریشن آف انڈسٹریز اور سمال انڈسٹریز کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے اس بجٹ میں معقول رقم فراہم کرے ۔

جناب والا ۔ رامے صاحب نے کدال اور کلہاڑی کا تصور پیش کیا ہے ۔ سیالکوٹ میں آبادی کی کثرت ہے اور وہاں کا زمیندار اور کسان بہت محنتی ہے ان کے پاس کدال اور کلہاڑی چلانے کے لئے تو ضرور ہے لیکن زمین نہیں ہے ۔ چلائے تو وہ کس پر چلائے ۔ ہیڈ مرالہ سے لے کر سمبڑیال تک

۔ جو علاقہ ہے وہ لہر اپر چناب اور لہر مرالہ راوی لنک کی وجہ سے سیم تھور کی زد میں آ چکا ہے وہ اس سیم اور تھور کی نظر ہو گیا ہے۔ تو جناب والا میں گذارش کروں گا کہ اس علاقے کے لوگوں کو زمیندار اور کسانوں کو کالونیز ایریا میں متبادل گزارہ کے لئے اراضی مہیا کی جائے۔

جہاں تک جناب والا جنگلات کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی ملک کی معشیت میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اور بیروزگاری کو ختم کرنے کے لئے بھی یہ ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں اس کے علاوہ یہ موسم پر بھی اچھا اثر ڈالتے ہیں۔ جہاں تک جناب وزیر خزانہ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے ایک کروڑ پودے لگا کر ایک عظیم ٹارگٹ حاصل کر لیا ہے تو حضور والا پودے لگانا تو اتنا کام نہیں جتنا کہ ان کی پرورش ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں تک بجوات کا تعلق ہے اس علاقے میں دشمن سے وا گزار ہونے کے بعد محکمہ جنگلات نے 40 ہزار پودے لگائے ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہاں تقریباً 40 پودے بھی ایسے نہیں جو چلے ہوں۔ صرف 40 کے قریب پودے چلے ہیں۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس محکمہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے عوامی نمائندوں کو اس میں ضرور شامل کیا جائے او اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب والا ۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے موجودہ حکومت نے صحت ریفارمز ۔ لیبر ریفارمز ۔ تعلیمی ریفارمز اور صنعتی ریفارمز کرکے ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک صحت کا تعلق ہے موجودہ بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے ایک فاضل رقم دوائیوں کی خرید کے لئے مہیا کی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ حضور والا ۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لاؤں گا کہ مریض جب اپریشن کے لئے اپریشن تھیٹر میں جا رہا ہوتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو اس کی مرض کے پیش نظر معقول اور مناسب ادویات مہیا کی جائیں ڈاکٹر ان سے ورثا کو دوڑ لگوا دیتے ہیں کہ شہر میں جاؤ یہ دوائی لاؤ وہ دوائی لاؤ ۔ جناب والا ۔ مریض موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے ۔ اس لئے جناب والا دوائیوں کی چوری کو روکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کچھ انسدادی تدابیر اختیار کی جائیں تاکہ مریض کی قیمتی جان بچائی جا سکے۔

حضور والا ۔ کھاد کا جہاں تک تعلق ہے حکومت ایک بہت بڑی رقم

سبسڈی کے طور پر ادا کرتی ہے ۔ پہلے کھاد کی بوری کی قیمت 25 روپیہ تھی لیکن جب سے کچھ سب سڈی واپس لے لی ہے اب کھاد کی قیمت 42 یا 45 روپیہ فی بوری ہو گئی ہے ۔ حضور والا ۔ موجودہ ناقص تقسیم کے انتظام کی وجہ سے چونکہ اب دھان کا موسم آ رہا ہے اور اس لئے کہ کہیں چوری یا بلیک نہ ہو جائے ۔ تو میں اس کے تدارک کے لئے تجویز کروں گا کہ کھاد کی تقسیم کا کام ایک سروے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ زمینداروں کو کنٹرول ریٹ پر کھاد مہیا ہو سکے ۔

جناب والا ۔ جہاں تک راشن کا تعلق ہے حکومت نے کافی حد تک اس مسئلے پر قابو پا لیا ہے ۔ لیکن حضور والا ۔ میں یہ مطالبہ کروں گا کہ موجودہ مردم شماری کے مطابق اور شہروں کے مطابق آٹا چینی وغیرہ کا راشن فراہم کیا جائے اور پنجاب کو پاکستان کے دوسرے صوبوں کے برابر راشن دیا جائے ۔ حضور والا ۔ جہاں تک سیم اور تھور کا تعلق ہے سیالکوٹ کے نہروں کے درمیان کے علاقے میں نالیاں کھودی جائیں تاکہ سیم ختم ہو سکے ۔ حضور والا ۔ جہاں تک کپاس کا تعلق ہے کپاس پر 12 روپیہ ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے اس سے حضور والا ۔ کسانوں پر بالواسطہ طورپر اس ٹیکس کا بوجھ پڑیگا اور کارخانہ داروں سے کچھ وصول نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ جہاں تک عوامی تعمیراتی پروگرام کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے دیہاتوں کو بھی فائدہ پہنچے گا کیونکہ اس کے ذریعے سڑکیں اور دوسری تعمیرات بھی ہونگی ۔ اور اس چیز سے اس علاقہ کی ترقی وابستہ ہوتی ہے ۔ حضور والا ۔ جہاں تک سیالکوٹ میں سیلابوں کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ سید پور اور چپراڑ کے بالائی علاقے میں ڈیم تعمیر کیے جائیں ۔ تاکہ لوگ آسانی سے آ جا سکیں اور سیالکوٹ و دیگر اضلاع کو یعنی بارانی علاقوں کو پانی مہیا کیا جا سکے ۔ حضور والا ۔ جہاں تک سیالکوٹ میں بیروزگاری کا تعلق ہے تو اس ضمن میں میں دوبارہ عرض کروں گا کہ سیالکوٹ میں پیپلز پارٹی کے ذریعے دیہاتوں میں اور شہروں میں چھوٹی صنعتوں اور دوسری قسم کی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور حکومت اپنے خرچ پر وہاں ٹیکسٹائل ملیں اور دیگر بھاری صنعتیں قائم کرکے اس علاقے کی بیروزگاری ختم کرے ۔ حضور والا ۔ اس کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں ۔

میاں محمد رفیع (لاہور۔7 ۔ **جناب سپیکر صاحب** ۔ اپوزیشن کے حضرات نے

قسم کھائی ہوئی ہے کہ وہ حکومت کے ہر نیک کام کی مخالفت کریں گے ۔ اگر ان میں جمہوری شعور ہوتا تو جناب ذوالفقار علی بھٹو صدر پاکستان کی پالیسیوں اور اصلاحات پر مبارکباد دینے کی بجائے تنقید نہ کرتے بلکہ یہ اس نیک کام میں جمہوریت کو قائم و دائم رکھنے میں مدد گار ثابت ہوتے ۔ انہوں نے عوام دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں میں صرف حصہ ہی نہیں لیا بلکہ ان طاقتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں جو قیام پاکستان اور اس کی بقا کے خلاف ہیں ۔اگر یہ جمہوریت نواز مسلمان ہیں پاکستان کے دوست اور خیر خواہ ہیں تو انہیں انہی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنا چاہئے ۔ مگر وہ ایسا کیوں کریں گے ۔ وہ تو پاکستان کی دشمن طاقتوں کے ایجنٹ ہیں ۔

جناب والا ۔ وزیر خزانہ صاحب نے 1973-74 کا بجٹ پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ واقعی عوامی بجٹ ہے جس میں ہر شعبہ زندگی کو آگے بڑھانے کے لیے کافی گنجائش رکھی گئی ہے جو کہ ہماری پارٹی کے منشور کے عین مطابق ہے ۔ میں جناب حنیف رامے صاحب کو ان کی اس کارکردگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں تو اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے متعلق چند حقائق پیش کرتا ہوں ۔ جہاں تک لاہور کارپوریشن کا تعلق ہے میں اس کا ممنون ہوں جس کے تعاون سے کافی ترقی ہوئی ہے ۔ اور مزید ہو رہی ہے اس کے برعکس لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی کوئی بھی قابل ذکر بات نہیں حالانکہ میرے علاقے میں واٹر سپلائی اور سیوریج نہ ہونے کے برابر ہے اور خونی جوہڑوں کی تعداد تقریباً درجن سے اوپر ہے ۔ جناب سپیکر صاحب سوئی گیس کی سپلائی بھی ابھی تک بہت سے علاقوں میں نہیں ہوئی خاص کر جی ٹی روڈ کے شمالی حصہ میں ۔ میرے لیے یہ باعث فخر ہوگا اگر میرے حلقہ کے عوام کو یہ سہولت مل جائے ۔ ہمارا ایک قابل ہمدردی مسئلہ سکول کے بچوں اور بچیوں کے لیے ہے ان کے لیے جہاں جہاں بس سٹاپ ہیں وہاں پر سایہ کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ بارش اور دھوپ سے بچ سکیں خاص کر جی ٹی روڈ پر ۔ جناب والا ۔ میں وزیر ٹرانسپورٹ کا شکریہ ادا کروں گا اگر وہ اومنی بس کا ایک روٹ ریلوے سٹیشن سے براستہ گھوڑے شاہ روڈ بھوگیوال تک منظور کر دیں تاکہ سکول کے بچوں کے لیے ایک اور سہولت میسر آ سکے ۔

میں آخر میں جناب سپیکر صاحب آپ کا اور معزز اراکین اسمبلی

کا اور معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ بہت بہت شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اصولی طور پر بجٹ پر عام بحث کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ اور متعلقہ وزراء صاحبان جو کچھ معروضات بیان کی جائیں وہ ان کو نوٹ فرمائیں ۔ جناب والا ۔ جب وزیر خزانہ ہی نہیں ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم اپنی تقاریر لکھ کر آپ کو دے دیں ۔ جناب والا ۔ کہیں بھی ایسی مثال ہے کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہو اور وزراء صاحبان نہ ہوں اور بالخصوص وزیر خزانہ موجود نہ ہوں ؟ ہم کسے سنا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر تعلیم سے وہ گذارش کر کے گئے ہیں کہ ان کی جگہ نوٹ لے لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ deputation کی رسم عجیب ہے ۔ میں تو یہ کہونگا کہ یہ بجٹ کے ساتھ مذاق ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ صاحب دفتر میں بیٹھے افسانہ لکھ رہے ہونگے ۔ ان کو یہاں بلایا جائے ۔ یہاں ان کا بیٹھنا ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر تعلیم کی بجائے ان کے منیجنو یہاں پر لکھتے رہیں تو میرا خیال ہے کہ وہ اچھی طرح نوٹ کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ please ان کے کمرے میں بھی نوٹ ہو سکتا ہے ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ ۔

مسٹر احسان الحق پراچہ (سرگودھا ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک پنجاب کے خلاف یہ الزام رہا ہے کہ پنجاب اور پنجابیوں نے دوسرے صوبوں کا استحصال کیا ہے ۔ لیکن حالات و واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے ۔ دوسرے صوبوں نے سنٹرل گورنمنٹ سے مل کر اب تک پنجاب کا استحصال کیا ہے ۔ پنجاب کو اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا ہے ۔ ون یونٹ سے قبل ہی پنجاب کو جتنا سنٹرل ریونیو سے حصہ ملتا تھا وہ پنجاب کی آبادی اور اس کی contribution

سے کم ملتا رہا ہے ۔ جب ون یونٹ بنا تو اس وقت یہ پنجابیوں سے کہا گیا کہ بڑے بھائی کی حیثیت سے دس سال تک پنجاب پھر قربانی کرے اور سنٹرل ریونیو سے حصہ اپنے حصے سے کم لے ۔ ملازمتوں میں بھی اپنے حصے سے کم ملازمتیں دی گئیں ۔ ون یونٹ جب ختم ہوا تو پریذیڈنشل آرڈر نمبر 10 1971ء میں دوبارہ یہ پنجاب سے کہا گیا کہ سنٹرل ریونیو میں پنجاب کا جتنا حصہ بنتا ہے وہ اس سے کم حصہ لے ۔ چنانچہ پچھلے سال جب بجٹ پیش ہوا تو ہمارا خیال تھا کہ اب عوامی حکومت برسر اقتدار آ گئی ہے اور پنجاب سے پچھلے عرصے میں جتنی ناانصافیاں ہوئی ہیں ان کا ازالہ ہو جائے گا ۔ لیکن پچھلے سال پنجاب کو central contribution جو ریونیو کی ملتی ہے اس سے بہت کم حصہ ملا ۔ حتیٰ کہ جتنا بجٹ میں provide کیا گیا تھا یعنی 61 کروڑ اس سے بھی دس کروڑ کم حصہ ملا ۔ اس سال بھی یہی پوزیشن رہی اور پنجاب کو سنٹر سے بہت کم امداد ملی ۔ اس کے علاوہ پنجاب کو صنعتی میدان میں بھی قیام پاکستان سے لے کر اب تک نظر انداز کیا گیا ہے ۔ جتنے ادارے سنٹرل گورنمنٹ کے زیر اہتمام چل رہے ہیں مثلاً پکک ۔ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی) ۔ انہوں نے پنجاب کو نظر انداز کیا اور جتنی صنعتیں لگائی گئی ہیں وہ صوبہ سندھ میں لگائی گئی ہیں ۔ پکک کے اعداد و شمار کے مطابق 1971ء تک پنجاب کو صرف 32 فیصد loans ملے ہیں ۔ یہ پنجاب سے بہت ظلم ہو رہا ہے اور ہم مطالبہ کریں گے جناب وزیر خزانہ صاحب سے کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں ۔ اس سے ان کی اپنی پارٹی سے بغاوت نہیں ہوگی بلکہ اپنے پنجاب کے حقوق کا وہ مطالبہ کریں گے ۔

جناب والا ۔ سوئی گیس سے جتنی ڈیوٹی سنٹر کو ملتی ہے وہ سنٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایکسائز ڈیوٹی صوبہ بلوچستان کو واپس کر دی جائے ۔ فرنٹیئر میں جتنی بھی وارسک ڈیم سے بجلی پیدا ہوتی ہے یا اب تربیلا ڈیم بنے ہوگی اس سے جتنی ایکسائز ڈیوٹی سنٹرل گورنمنٹ وصول کرے گی وہ اس صوبے کو واپس کر دی جائے گی ۔ لیکن پنجاب کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے کہ نمک اور پٹرولیم سے الگ آئل یا دوسرے آئل ویلز جو نکلتے ہیں ان سے کروڑوں روپے کی ایکسائز ڈیوٹی سنٹرل گورنمنٹ کو ملتی ہے وہ پنجاب کو نہیں دی جا رہی ۔ اگر ہماری گورنمنٹ سنٹرل گورنمنٹ سے یہ مطالبہ

کرے کہ جتنی ایکسائز ڈیوٹی نمک سے اور پٹرولیم سے وصول کی جاتی ہے وہ پنجاب کو دی جائے تو میرا خیال ہے کہ پنجاب سے چند سالوں میں غربت اور افلاس دور ہو سکتی ہے اور اس سے پنجاب کہیں زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔

جناب والا۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ جتنے سنٹرل گورنمنٹ کے زیر انتظام central institutions ہیں جیسے سٹیٹ بینک، نیشنل بینک، زرعی ترقیاتی بینک پکک انشورنس کارپوریشن ان میں پنجاب کی نمائندگی بالکل کم ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک رسالہ نکلا ہے۔ انہوں نے اعداد و شمار شائع کیے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے دفتر میں 4 سو ملازمین میں سے صرف 35 آدمی پنجابی ہیں۔ یہی حال جناب پکک کا ہے اور پی۔ آئی۔ ڈی۔ بی کا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان تمام اداروں میں ان کے بورڈ آف ڈائرکٹرز میں پنجاب کی نمائندگی نہیں ہے۔ کسی بورڈ آف ڈائرکٹرز میں پنجابی ایک ہے۔ کسی ادارے کے بورڈ آف ڈائرکٹرز میں پنجابی دو ہیں جس سے پنجاب کا جو حق ہے وہ زائل ہو رہا ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ان تمام اداروں کے لیے جد و جہد کی جائے اور سنٹرل گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ پنجاب کو نمائندگی دیں۔ جتنے پنجاب میں بینکوں کے پاس پنجاب کی deposits ہیں اس کے حساب سے پنجابیوں کو بینکوں سے قرضے نہیں ملتے۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں اس وقت جو industrial activity ہے وہ بہت کم ہے۔ جتنے قرضے ہیں وہ تمام کراچی والوں کو مل جاتے ہیں کیونکہ ان تمام اداروں کے ہیڈ آفس کراچی میں ہیں اور وہ قرضے حاصل کرنے کے لیے manipulate کر لیتے ہیں۔ تو یہ تمام بینکوں پر پابندی ہونی چاہیے کہ جتنے deposits پنجاب سے لیں۔ ان کا کم از کم 80 فیصد پنجاب میں قرضہ جات تقسیم کریں تاکہ industrial development پنجاب کی بھی ہو سکے۔

جناب والا۔ پاکستان کی معیشت کا انحصار پنجاب پر ہے کیونکہ agricultural produce خام مال جتنا ملک میں پیدا ہوتا ہے اس کا 80 فیصد پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ جیسے کپاس ہے، گندم ہے، چاول ہے۔ لیکن پنجاب کے ساتھ آبپاشی کے معاملے میں بڑی نا انصافی کی گئی ہے۔ پچھلے بجٹ سیشن میں بھی یہ بار بار کہا گیا تھا کہ پنجاب کو اس کے حق کے مطابق نہروں کا پانی نہیں دیا جا رہا بلکہ سندھ کو فوقیت دی گئی ہے۔ تو میں گزارش

کروں گا کہ جتنا زیر کاشت رقبہ پنجاب کا ہے اسی زیر کاشت رقبے کے مطابق پنجاب کو پانی ملنا چاہیے اور جہاں تک زیر کاشت رقبہ سندھ میں ہے اس کو اس کے مطابق پانی ملنا چاہیے ۔ پانی جو سمندر میں پانی ضائع کیا جاتا ہے اس کو روکنا چاہیے ۔ بلکہ وہ حصہ پنجاب کو ملنا چاہیے ۔ اس سے پنجاب کے زرعی سیکٹر میں بہت نمایاں ترقی ہوگی اور اگر پنجاب ترقی کرے گا تو پاکستان میں بھی ترقی ہوگی ۔

جناب والا ۔ پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ۔ جناب وزیر خزانہ نے زرعی سیکٹر پر زرعی ٹیکس لگا کر پنجاب کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے ۔ یہ تو ایک سازش کے تحت پنجاب کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے سکیم بنائی گئی ہے کہ یہ زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ اگر تھوڑی سی کوشش کریں اور سنٹر سے اپنے ٹیکسوں کا حصہ لے لیں ۔ جیسا کہ پہلے میں نے عرض کیا ہے کہ نمک اور پٹرولیم سے حاصل کی ہوئی ایکسائز ڈیوٹی کا سنٹر سے واپسی کا مطالبہ کریں تو اس ٹیکس کے لگانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی اور جو ٹیکس لگائے گئے ہیں ان سے بھی چھٹکارا حاصل ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ اب میں تھوڑا سا اپنے علاقے کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ ضلع سرگودہا سب تحصیل بھیرہ جو میرا حلقہ نیابت ہے سب سے پسماندہ ہے ۔ بھیرہ میں اس وقت چار ہائی سکول ہیں لیکن وہاں کوئی انٹر کالج نہیں ہے ۔ پچھلی دفعہ جب میں اور اپوزیشن کے ممبران گورنر صاحب سے ملے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ جہاں چار ہائی سکول ہوں وہ علاقہ کیسے پسماندہ ہو سکتا ہے ۔

مسٹر احسان الحق پراچہ ۔ جناب والا ۔ ہم نے جناب گورنر صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں ایک انٹر کالج بنایا جائے ۔ انھوں نے مہربانی فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ وہاں کالج بنایا جائے گا ۔ پتا نہیں وزیر تعلیم تک وہ حکم پہنچا ہے یا نہیں ۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ اسی سال وہاں انٹر کالج بنانے کا حکم دیں ۔

دوسرے جناب وہاں سول ہسپتال کے متعلق میں نے گزارش کی تھی کہ میونسپل کمیٹی بھیرہ کی مالی حالت بہت کمزور ہے ۔ وہ سول ہسپتال کو

چلا نہیں سکتی - میں گزارش کروں گا کہ سول ہسپتال کو گورنمنٹ اپنے انتظام میں لے لے تا کہ شہریوں کو علاج معالجہ کی آسانیاں ہوں - اس وقت ہسپتال میں نہ کوئی ایکسرے پلانٹ ہے نہ اپریشن تھیٹر ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس ہسپتال کو گورنمنٹ اپنے انتظام میں لے لے - لیڈی ڈاکٹر کی تقرری گذشتہ تین سال سے وہاں نہیں ہوئی - ہسپتال لیڈی ڈاکٹر سے خالی ہے اور شہریوں کو بڑی تکلیف ہے - انھیں سرگودہا یا بھلوال جانا پڑتا ہے - تو میں گزارش کروں گا کہ وہاں لیڈی ڈاکٹر کا بھی بہت جلد انتظام کیا جائے اور اس کی تقرری کی جائے -

جناب والا - ایک مسئلہ سرگودھا شہر کا اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ سرگودھا شہر اور سول لائن کے درمیان ایک ریلوے لائن گزرتی ہے - ریلوے کراسنگ کم از کم دن میں دس یا پندرہ بار بند رہتا ہے جس سے شہریوں کو آنے جانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے - وہاں ایک پل بنانے کا مسئلہ پانچ چھ سال سے زیر غور ہے - پہلے ڈسٹرکٹ کونسل کے ذمے لگا لیکن ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس فنڈز نہیں تھے کہ وہ بنا سکے اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ پل بنایا جایا -

مسئلہ استحقاق

میاں خورشید انور - جناب والا - وزیر خزانہ صاحب تشریف لے آئے ہیں - اب آپ میری تحریک استحقاق کو لے لیں -

پیپلز ہاؤس میں کمرے اور ایئر کنڈیشنز کے کرایہ سے متعلق ہاؤس کمیٹی کے فیصلہ پر عمل درآمد نہ کیا جانا -

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور حال ہی میں وقوع پذیر ایک اہم اور متعین معاملہ پر بحث کرنے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے - معاملہ یہ ہے کہ ہاؤس کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 72-9-4 میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ پیپلز ہاؤس میں ایر کنڈیشنرز کا کرایہ پانچ روپیہ اور کمرہ کا کرایہ اڑھائی روپے ہو جب ایک کمرہ میں دو ارکان قیام پذیر ہوں تو ائرکنڈیشنر اور کمرہ کا کرایہ نصف نصف دونوں ارکان سے وصول کیا جائے - مگر اس فیصلے کے باوجود اسمبلی کا دفتر سابقہ کرایہ لگا رہا ہے جس سے ہاؤس کمیٹی کا فیصلہ غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے -

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ممبروں کا بہت نقصان ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت فاضل وزیر خزانہ اس پر روشنی ڈال سکیں گے یا اس کو التوا میں رکھ لیں ؟

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آٹھ دن سے التوا میں آ رہی ہے ۔ آپ نے ہاؤس کمیٹی کیوں بنا رکھی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ریسٹ ہاؤس اسلام آباد میں کرایہ پانچ روپے ہے ؟ اور پیپلز ہاؤس میں زیادہ ہے ۔ ہوٹل میں دس روپے ہیں ۔ ایک کمرے میں دو دو ممبر رہتے ہیں اور ان سے ساڑھے بارہ روپے کرایہ فی ممبر وصول کرتے ہیں ۔ آپ سنٹرل اسمبلی سے ریکارڈ منگوا کر دیکھیں وہاں کرایہ پانچ روپے ہے اور پیپلز ہاؤس اسلام آباد سے زیادہ قیمتی جگہ نہیں ہے ۔ اور یہاں کے ایرکنڈیشنرز اکثر خراب رہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میری گذارش ہے کہ مجھے یہ نوٹس اس وقت ملا ہے ۔ میں نے اسی وقت سیکرٹری صاحب کو لکھا تھا کہ مہربانی کرکے آپ سپیکر صاحب کے ساتھ میٹنگ کرا دیں تاکہ اس مسئلے کو زیر بحث لایا جا سکے ۔ لیکن کچھ صورت حال ایسی رہی ہے کہ بجٹ کی مصروفیت میری آپ کے سامنے ہے ۔ آپ خود بھی دیکھ رہے ہیں کہ سیشن رات دن ہو رہے ہیں ۔ اس لیے مجھے آپ کے ساتھ میٹنگ کرنے کا موقع نہیں ملا ۔ جب میں اس کام سے فرصت پاتا ہوں آپ کے ساتھ اس مسئلے پر بحث کر لونگا اور اس ضمن میں ضروری فیصلہ کر دونگا ۔

پنجاب کا بجٹ بابت سال 1973-74

بحیثیت مجموعی بجٹ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر روف طاہر ۔

مسٹر روف طاہر (لاہور۔10) ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ پر آج چوتھا دن ہے اور ان دنوں میں یہاں کافی نظریاتی سوال اٹھائے گئے ہیں ۔ کچھ لوگوں نے سوشلزم کو اسلام کے منافی قرار دیا ہے اور اپوزیشن کے فاضل ارکان نے وزراء کے روپے اور پیپلز پارٹی کے کردار کو سوشلزم کے منافی قرار دیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ بجٹ میں جو نقائص ہو سکتے تھے ہم ان پر بحث کرتے لیکن یہاں جو نظریاتی سوال اٹھایا گیا ہے میں سمجھتا ہوں

ہماری طرف سے انکا جواب دینا ضروری ہے ۔ جناب سپیکر ۔ معاشی ترقی کے قوانین اور معاشی عوامل کو سمجھنا یا ان کے تاریخی پس منظر میں ہر ذی شعور محب وطن پاکستان کے حالات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے ۔ جناب سپیکر آپ یہ جانتے ہیں کہ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ وزراء جو 25 فیٹ لمبی کاریں رکھتے ہیں وہ بنگلوں میں رہتے ہیں ٹھیک ہے ۔ جناب والا یہ ایک عبوری دور ہے لیکن یہ کہنے والوں کو سمجھنا چاہئے تھا کہ اگر ماؤ کی طرز زندگی اپنا لیں تو مخدوم صاحب جو بہت بڑے زمیندار ہیں وہ بھی زمینوں کے مالک نہیں رہیگے اور ایک ٹریکٹر ڈرائیور کا کام کریں گے یہ تبدیلی یکطرفہ نہیں ہو سکتی ۔ اور خانزادہ صاحب نے بڑے حوالے دئے ہیں کہ پاکستان میں شروع میں پچاس ہزار ٹکلے تھے اب لاکھوں ٹکلے لگ گئے ہیں اسی طرح صنعت میں ترقی کی ہے اور دوسری ترقی کی طرف نشان دہی کی ہے ۔ وہ اس طرح ہے جس طرح ہندوستان میں جب انگریز آئے تو حریت پسندوں نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ۔ انگریزوں نے اور ان کے ایجنٹوں نے یہ کہا کہ ہندوستان میں انگریزوں نے ریلیں بنائی اور پنجاب کا بہترین نظام جو ہے وہ نہری ہے وہ بنایا ہے اور ہندوستان کے لوگوں کو مہذب بنایا ہے ۔ انگریز اور اس کے ایجنٹ یہ کہتے تھے ۔ انگریزوں کا دور حکومت ہندوستان کے لیے ترقی کا دور تھا ۔ لیکن جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بالکل اس کے الٹ تھا ۔ ہندوستان میں انگریزوں نے ریلیں بنائیں ۔ سڑکیں بنائیں ۔ کارخانے بنائے لیکن ان کا واحد مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار اپنی سلطنت میں استعمال کے لیے بھیجی جائے اسی طریقے سے پاکستان بننے کے بعد یہاں پر سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد رکھی گئی اور اس نظام میں ایک خاص طبقے کی ترقی ہوئی ۔ جیسے میں نے ہندوستان کی مثال دی کہ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے فائدے کے لیے سب کچھ کیا جس میں ہندوستان کے عوام کا قطعاً کوئی مفاد نہیں تھا ۔ لیکن بالآخر وہی سڑکیں ۔ وہی ریلیں اور وہی نہریں انگریزوں کے گلے کا پھندا بن گئیں کیونکہ ہندوستان میں ایکا پیدا ہو گیا ۔ لوگ قریب ہو گئے ۔ ان میں اجتماعی شعور پیدا ہوا ۔ ان میں طبقاتی شعور پیدا ہوا اور اس طبقاتی شعور نے انگریزوں کو مجبور کیا کہ وہ ہندوستان کو چھوڑ دیں ۔اس طریقے سے پاکستان میں سرمایہ داروں نے کارخانے لگائے اور ملیں لگائیں ترقی کی لیکن اپنے مفاد میں اور غیر ملکی سرمایہ داروں

کے ساتھ مل کر اس ملک کے بارہ کروڑ انسانوں کو لوٹا ۔ اور کون نہیں جانتا کہ مشرقی پاکستان یہاں اسلام کا رشتہ کمزور ہونے کی وجہ سے علیحدہ نہیں ہوا ۔ یہ قطعاً غلط ہے ۔ آج بنگالی ہندو نہیں ہو گئے ۔ وہ آج بھی مسلمان ہیں ۔ یہ ہمارا سرمایہ دارانہ نظام تھا ۔ جس کی کارخانوں کے مالکوں کی اکثریت مغربی پاکستان سے تعلق رکھتی تھی ۔ تو یہ سرمایہ دارانہ نظام تھا جس نے مشرقی پاکستان کے عوام کو مجبور کیا کہ وہ اس سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے کے لیے علیحدہ ہوں ۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام تاریخی طور پر ایک منظم تشدد ہوتا ہے اور اس کا وجود ایک منظم تشدد ہے ۔ ہم نے اس تشدد کے خلاف نعرہ لگائے اور سوشلسٹ معیشت کو اپنانے کی بجائے اصرار کیا کہ ملک میں سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ جاری رہے ۔ اس لیے یہ کہنا تاریخی طور پر غلط ہے کہ مشرقی پاکستان اسلام کے رشتے کمزور ہونے کی وجہ سے ہم سے الگ ہوا ہے ۔ اسلام کا رشتہ سرمایہ دارانہ نظام نے کمزور کیا اور اس سرمایہ دارانہ نظام نے آدھے ملک کو ایک اژدھا کی طرح نگل لیا ۔ اس لیے اگر آج ہم اس بچے کھچے پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں نشان دہی کرنی پڑیگی کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن کون ہے ۔ وہ جو ہماری قومی آزادی کا دشمن ہے ۔ عوام کا دشمن ہے ۔ وہ سرمایہ دارانہ نظام ہے اور اس کے علاوہ جیسے کہ رامے صاحب نے بھی نشان دہی کی ہے دو کہاروں کی ۔ دو دشمنوں کی ۔ امپریالزم کی اور جاگیرداری کی ۔ میں اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے حوالے سے دو ہی بڑے دشمن ہیں ۔ ایک Indian Expansionism اور ایک Russian Revisionism ہے اور اگر ہماری قومی آزادی کے حوالے سے بات کی جائے گی تو یہ جو ہمارے دو دشمن ہیں ان کی ریشہ دوانیوں سے ان کی غلط پالیسیوں سے ۔ اور ہمارے ساتھ دشمن کی بنیاد پر جو پالیسیاں انہوں نے استوار کیں ان کی وجہ سے مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا ۔ آج بھی وہ سازشیں ختم نہیں ہوئیں ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج بھی اس دور میں ۔ ٹھیک ہے میں رامے صاحب سے اتفاق کرتا ہوں ۔ عظیم ماؤ نے چینی انقلاب کے لئے بہت کچھ کیا ۔ اور ان کی بین الاقوامی strategy کی تاریخ میں بہت بڑی contribution ہے ۔ تو چین کے حالات و غیر ملکی تسلط ۔ مقامی رجحانات ۔ مقامی رجعت پسند ۔ اس کے خلاف متحدہ محاذ ۔ ایک چالیس سالہ جدوجہد ۔ وہ اپنی جگہ پر ایک عظیم جدوجہد

ہے لیکن اس کے علاوہ ویتنام میں ہوچی منہ کی قیادت میں تحریک مختلف بنیاد پر تھی - وہاں ویت نام کا جو قومی محاذ آزادی تھا اس میں بھکشو بھی تھے - اس میں عیسائی بھی تھے - مذہب کے ماننے والے بھی تھے - اشتراکی بھی تھے - کیمونسٹ بھی تھے اور چینی انقلاب کے بالکل الٹ - چینی انقلاب کی بنیاد یہ تھی کہ ایک حلقے میں محاذ ہونے چاہئیں اور اس کے علاوہ وہاں کسانوں نے روس کے انقلاب میں زیدہ ہراول دستے کا کام کیا - لیکن ویتنام میں صورت حال بالکل بدل گئی - میں ضمناً یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہم پاکستانی حالات کو سمجھ سکیں اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی برق رفتار اور انقلابی سیاست کو ہم سمجھ سکیں کہ وہ کیا سیاست ہے جس کی بنیاد پر حکومت عوام کے لیے اقتصادی پالیسیاں مرتب کرتی ہے - جناب والا - میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس کے بعد ویتنام میں آپ جانتے ہیں اور اخبارات میں آتا رہتا ہے کہ بیشمار محاذ تھے - سینکڑوں محاذ تھے - بار بار حملے ہوتے تھے امریکن امپیریلزم کے اڈوں پر لیکن چین کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے - اس کے بعد آپ کیوبا کی تاریخ کو دیکھیں - وہاں کوئی کمیونسٹ پارٹی نہیں تھی - وہاں پر کاسترو گروپ نے کاسترو کی قیادت میں ایک انقلاب برپا کیا - جس نے بالآخر اشتراکی نظام معیشت کو جنم دیا اور جناب سپیکر - آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج کے دور میں دنیا کے مربوط مواصلاتی نظام کی وجہ سے - دنیا بھر کے عوام کے شعور کی بلندی کی وجہ سے وہ طریقے کہ جن سے اشتراکی انقلاب آ سکتا ہے اس چیز کو قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے علم کی بنیاد پر - اپنے مطالعے کی بنیاد پر اور اپنی نظر کی بنیاد پر جو اس کی بین الاقوامی انقلابی تحریکوں پر رہی ہے - اس کی روشنی میں یہاں پاکستان میں اپنے اس انقلابی فلسفے کو اپنایا اور اسے عوام کی بہتری کے لیے استعمال کیا اور کون نہیں جانتا کہ پورے ایشیا میں اور افریقہ میں پہلی سوشلسٹ پارٹی - پہلی اشتراکی پارٹی جو بغیر کسان کمیٹیوں کے - جو بغیر مزدور تنظیموں کے - بہتر لمبی چوڑی تنظیم کے تین چار سال میں بڑے بڑے فرعونوں کو پچھلے انتخاب میں مجبور کر دیا کہ وہ چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے سربسجود ہوں اور وہ سربسجود ہوئے - یہ ایک تاریخی عمل ہے - یہ ایک نیا تجربہ ہے جو پاکستان میں ہو رہا ہے - ہندوستان میں بھی بڑے بڑے سوشلسٹ اور بڑے بڑے انقلابی پیدا ہوئے - دوسرے ملکوں میں - ایران میں اور افغانستان میں بھی ہو سکتے ہیں - تو آپ

مجھ سے اتفاق کریں گے کہ قائد عوام نے جس طریقے سے اس فلسفے کو لاگو کیا اور صدیوں کی نفرت جو عوام کے ذہن میں تھی ۔ استحصالی طریقوں کے خلاف کسانوں میں ۔ مزدوروں میں اور غریب عوام میں جو نفرت صدیوں سے چلی آ رہی تھی اسے بروئے کار لاتے ہوئے استحصال پسند طبقے کا تختہ الٹ دیا اور یہاں پر ایک سوشلسٹ حکومت قائم کی ۔ آپ جب ماؤ کا حوالے سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کردار وہ نہیں ہے تو یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ چین میں ایک پارٹی سسٹم ہے ۔ چین میں اپوزیشن پارٹی نہیں بیٹھی ہوئی ۔ چین میں اس قسم کی سرمایہ دارانہ جمہوریت نہیں ہے جو پارلیمانی جمہوریت کے نام سے پاکستان میں چل رہی ہے ۔ اس لیے جب ہم ماؤ کی مثال دیتے ہیں اور کل سردار امجد خان دستی صاحب نے ایک بڑی لمبی تقریر کی جو وہ لکھ کر لائے ہوئے تھے ۔ اس کی روشنی میں میں یہ کہتا ہوں کہ جناب من پاکستان کے اپنے مخصوص حالات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حنیف رامے صاحب نے اپنے بجٹ میں یہ بات کہی ہے کہ آئندہ جو ملیں جو فیکٹریاں لگیں گی وہ پبلک سیکٹر میں لگیں گی اور پبلک سیکٹر یا سوشلسٹ سیکٹر کو آہستہ آہستہ مظبوط کیا جائے گا اس میں ایک فضا پیدا ہوگی اور پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر میں ۔ پھر لوگ دیکھ سکیں گے ۔ ہم لوگ دیکھ سکیں گے کہ آیا پبلک سیکٹر میں زیادہ پیداوار ہوتی ہے ۔ پبلک سیکٹر میں کام کرنے والے مزدوروں کی تنخواہیں زیادہ ہیں یا کم ہیں ان کو زیادہ سہولتیں ملتی ہیں یا کم ملتی ہیں یہ مقابلہ اس بجٹ کی شکل میں آپ دیکھیں گے کہ آئندہ چند سالوں میں پنجاب میں ہوگا آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پبلک سیکٹر یا سوشلسٹ سیکٹر اجتماعی طور پر فائدہ مند ہے ۔ اس میں کوئی انفرادی طور پر مزدوروں کی لوٹ کھسوٹ نہیں کر سکے گا ۔

اس کے بعد جناب سپیکر ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پاکستان نے پاکستان کے حوالے سے کہوں گا ۔ یہاں اتنی بڑی انڈسٹریز نہیں ہیں تاہم پاکستان میں جو بنیادی اہمیت کی انڈسٹریز ہیں ، ان کو حکومت نے نیشنلائز کیا ہے ، اپنے قبضے میں لیا ہے اور آہستہ آہستہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچے گا ۔ اس لیے جناب سپیکر ، سوشلزم کو سمجھے بغیر ، سوشلزم کی تاریخ کو جانے بغیر یہ کہنا تاریخی طور پر غلط ہے کہ پاکستان پہلے پارٹی سوشلسٹ پروگرام سے منحرف ہو گئی ہے ۔ میں نے جیسے کہا کہ یہاں multi-parties

سسٹم ہے ، پارلیمانی جمہوریت ہے ۔ یہاں پر بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مزدوروں اور کسانوں کے معاشی حقوق بنیادی حقوق کی نذر ہو جاتے ہیں کہ یہ جناب ، سرمایہداراوں کا بنیادی حق ہے ۔ stay orders مل جاتے ہیں ۔ تو اس معاشرے میں جہاں پارلیمانی جمہوریت ہے ، جہاں مزدوروں اور کسانوں کی بہتری کے لیے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو پالیسیاں وضع کر رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ جب اس طریقے سے حالات میں پیپلز پارٹی اپنی پالیسیاں وضع کرے گی تو وہ objectively سوچے گی کہ پاکستان میں حالات کیا ہیں ، کس قسم کی جمہوریت چل رہی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے علاوہ میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں ، کہ پاکستان میں پاکستانی سیاست میں سب سے زیادہ اہمیت یا اولیت اس چیز کو دینی چاہیے ، خواہ وہ لوگ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہوں ، یا برسراقتدار پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ، میرے نقطہ نظر سے یہ جو چھوٹے موٹے اختلافات ہیں ان کی بجائے قومی آزادی کے تحفظ کو اہمیت دینی چاہیے ۔ جو دوست میرے سامنے اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھے ہیں ، وہ کیا نہیں جانتے کہ برٹش یا امریکن پریس آج وہی کچھ لکھ رہا ہے جو وہ آج سے تین سال پہلے ، جب پاکستان ایک تھا ، وہ لکھ رہا تھا ۔ آج وہ سازشی ممالک ایسی پالیسیوں کو تیار کر چکے ہیں ، جن کی خواہش یہ ہے کہ پاکستان کے وجود کو ختم کیا جا سکے ۔ اس لیے جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب جو اپنے آپ کو محب وطن سمجھتے ہیں اور پاکستان کو آزاد ملک دیکھنا چاہتے ہیں ، پاکستان کی قومی آزادی کی خاطر ان کو اکٹھا ہونا چاہیے اور ایک عظیم قومی محاذ جو قومی آزادی کے تحفظ کے لیے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں چل رہا ہے ، اس سے تعاون کرنا چاہیے ۔ کیونکہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی ۔ اگر پاکستان نہیں ۔ تو کچھ بھی نہیں ۔ اس لیے جناب سپیکر ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی پالیسی کو گھسے پٹے نعروں کے زور سے کہ یہ اسلام کے خلاف ہے ۔ اسلام میں یہ نہیں ہے ۔ میرے خیال میں اس سے گریز کرنا چاہیے ۔ کیونکہ اب بیشتر اسلامی ممالک میں سوشلزم کے نام پر کام ہو رہا ہے ۔ سوڈان میں ہے ۔ لیبیا میں ہے ۔ مصر میں ہے ۔ شام میں ہے ۔ عراق میں ہے اور ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ کسی نظام معیشت کو پاکستان کے نام نہاد علما یہ کہہ دیں کہ یہ غیر اسلامی ہے ۔ عراق کے علما ۔ شام کے

علما اور جہاں بھی مسلمان ملکوں میں اشتراکی نظام معیشت چلایا جا رہا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں فتویٰ دینے کا کیا حق پہنچتا ہے۔ اس سے صرف ایک ہی نتیجہ نکلے گا۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ انہیں اتنا وقت دیا گیا ہے۔ اب تو گھنٹی بجے ہوئے تھی دس منٹ ہو گئے ہیں۔ کیا یہ بھی پارٹی لیڈر ہو گئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب۔ آپ تو یہ نہیں کہہ سکتے جس سیٹ پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سیٹ پہ تین فاضل اراکین نے پونے دو گھنٹے وقت لیا ہے۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ کہہ رہا کہ اگر ہم نے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اسلام اور سوشلزم متصادم ہیں تو یہ اسلام کی خدمت نہیں ہوگی ۔ بلکہ اسلام سے یہ دشمنی ہوگی ۔ جس طریقے سے جناب سپیکر ۔ روس میں جب اشتراکی تحریک زوروں پر تھی تو وہاں پر پادریوں نے بھکشوؤں نے اور وسط ایشیا کے علما نے ، نام نہاد علما نے یہ فتویٰ دے دیا کہ سوشلزم یا اشتراکی تحریک مذہب کے خلاف ہے۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر صاحب ۔ محترم رؤف طاہر صاحب کو فرمائیں کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے ۔ آپ روس میں بیٹھے تقریر نہیں فرما رہے کوئی یہاں کی بات بھی کریں۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہاں کی بات یہ کر رہا تھا کہ اگر آپ لوگوں کو یہ باور کرائیں گے کہ سوشلزم اسلام کے منافی ہے تو اسلام دشمنی کریں گے ۔ یہاں کے مزدوروں کو ، یہاں کے کسانوں کو ، یہاں کے غریب عوام اور اسلام سے پرے ہٹانے کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہوگی ۔ میں تاریخی حوالے سے یہ کہہ رہا تھا کہ جیسے روس میں ، جیسے چین میں وہاں کے ناعاقبت اندیشوں نے ، وہاں کے نام نہاد مذہب پسندوں نے یہ فتوے دیے تھے کہ سوشلزم مذہب کے خلاف ہے ۔ آج ان کے اس رویے کی وجہ سے ان ممالک میں مذہب کی کیا حیثیت ہے ؟ میری جناب سپیکر ۔ آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے دوستوں سے اپیل ہے چاہے وہ ایوان کے اندر ہیں یا ایوان کے باہر کہ وہ اپنا اسلام دشمنی کا رویہ ترک کر دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ ابھی ابھی

جناب رؤف طاہر نے فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں دو قسم کے خیالات ہیں ۔ ایک یہ کہ اسلام اور سوشلزم ایک ہے اور کوئی کہتے ہیں کہ اسلام سوشلزم سے علیحدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے کہا ہے کہ اپوزیشن نے دو طرح کے اثرات دیے ہیں ۔ ایک تاثر یہ دیا ہے کہ ہم پورے سوشلسٹ نہیں ہیں اور دوسرا تاثر یہ دیا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں ۔ انھوں نے یہ نہیں کہا جو آپ فرما رہے ہیں ۔ چونکہ یہ بات انھوں نے کہی ہی نہیں اس لیے آپ اس پر ایکسپلینیشن کیا دیں گے ؟

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جو بات انھوں نے کہی اس پر ایکسپلینیشن عرض کر دیتا ہوں ۔ ہم قطعی طور پر ساری اپوزیشن واضح طور پر یہ سمجھتی ہے کہ اسلام کا سوشلزم کے ساتھ قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر یہ اس ملک میں سوشلزم کا نظام لانا چاہتے ہیں تو اس کو بھی خوش آمدید کریں گے لیکن یہاں اس وقت یہ حالت ہے کہ رشوت خوری ، چور بازاری اور مہنگائی کا دور دورہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ہو گیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ رؤف طاہر صاحب نے ہماری طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے کہ اسلام دشمنی کو چھوڑ دیں ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ادھر کوئی بھی اسلام دشمن نہیں ہے ۔ اسلام کے ساتھ پچیس سال سے مذاق ہوتا آ رہا ہے اور آپ کا نمبر ہے ۔ پہلے اسلام کے ساتھ آپ نے مذاق کیا اور اب سوشلزم کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ۔ پہلے لوگوں نے اسلام کے ساتھ فراڈ کیا اور اب اسلام اور سوشلزم دونوں کے ساتھ آپ فراڈ کر رہے ہیں ۔

مسٹر رؤف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ کیا یہ چور کی داڑھی میں تنکے والی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صغیر احمد ۔

سردار صغیر احمد (سرگودہا ۔ 2) ۔ بیشتر اس کے کہ میں اپنے محبوب وزیر خزانہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کروں جو انھوں نے بجٹ میں دیانت داری سے کوشش کی ہے ۔ میں بھی بجٹ کی بحث نہیں بلکہ ایک نظریاتی بحث جو چار دن سے یہاں چل رہی ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا

چاہتا ہوں - جناب والا - جب بھی استحصالی قوتوں کو خطرہ لاحق ہوا ہے انہوں نے ہمیشہ اس خطہ ملک میں اسلام کا سہارا لے کر ، اسلام کا نام لے کر اپنی استحصالی قوتوں کو ، ظلموں کو ، طاقتوں کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے -

میں نے دیکھا ہے کہ بحث میں حصہ لینے والے بہت سارے ایسے فاضل اراکین بھی تھے جو ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہے تھے اور بار بار اسلام کا نام لے کر اپنی اس پوزیشن کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں جو انہوں نے سو سال سے حاصل کر رکھی ہے اور جو جائدادیں انہوں نے انگریزوں کے ساتھ مل کر ان کی مدد کرکے اس ملک کے لوگوں کے ساتھ غداری کرکے حاصل کی ہیں ان کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور ان جائدادوں کو برقرار رکھنے کے لیے بار بار اسلام کا نام لیتے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر - یہاں تحریک پاکستان کا بھی ذکر آیا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا - لا الہ الا اللہ کے نام پر پاکستان لیا گیا تھا اور تمام ہندوستان کے مسلمان جو تھے ایسے علاقوں کے مسلمان بھی جو یہ جانتے تھے کہ ان کے علاقے پاکستان میں نہیں آئیں گے وہ بھی اس تحریک میں شامل ہوئے تھے - انہوں نے پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا تھا اور تمام مسلمان جو تھے وہ اسلام کے نام پر جمع ہوئے تھے لیکن جناب سپیکر - آپ جانتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد ایسی قوتیں پاکستان میں برقرار رہیں ہیں جنھوں نے ایک کام بھی اسلام کے لیے نہیں کیا اور اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی - جب بھی انہیں کوئی موقع ملا یا ان کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ ان کا اقتدار چھنتا ہے یا ان کی جائدادیں جو ہیں ان کو خطرہ لاحق ہوا ہے تو انہوں نے صرف اتنا کام کیا ہے کہ اسلام کے نام پر اسلام کا نام لے کر اسلام کا غلط استعمال کیا اور اپنی جائدادوں کو بچانے کی کوشش کی -

جناب سپیکر - خان زادہ تاج محمد صاحب نے کہا ہے کہ ایوب کے دور میں بہت ترقی ہوئی ہے - اتنے تکلے لگ گئے ہیں ، اتنی ملیں لگ گئی ہیں ، اتنی سیمنٹ فیکٹریاں بن گئی ہیں - میں آپ کی وساطت سے ان سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ملیں پاکستان میں ضرور لگیں ہیں لیکن کیا انہوں نے یہ بھی کبھی خیال کیا ہے کہ کچھ لوگ تو محلوں میں بستے ہیں ، ایئر کنڈیشنڈ کمروں

میں رہتے ہیں ، عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ تو کیا آپ نے کبھی ان دیہاتیوں میں ان محلوں میں بھی جا کر دیکھا جہاں لوگ نان نفقہ سے بھی محتاج ہیں ۔ ان کو کپڑا میسر نہیں آتا ، ان کو دوائی میسر نہیں آتی ۔ ان کی زندگی کیا سے کیا ہو گئی ہے ۔ کیا انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ یہ کس کی پیداوار ہے ۔ یہ بھی اسی ایوبی دور کی پیداوار ہے ۔ پچھلے پچیس چھبیس سال سے اسلام کا سہارا لے کر اسلام سے دشمنی کرنے والوں سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ بتائیں کہ جب 1947ء میں اسلام کے نام پر مسلمان اکٹھے ہو گئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ اس ملک میں سوشلزم کا نام آیا ۔ در اصل یہ اسلام کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں اور لوگوں نے 1970ء کے کے انتخابات میں یہ سمجھ لیا کہ اسلام کے نام کا غلط استعمال کرکے ہمیں یہ دھوکا دیتے رہے ہیں اور ہم اقتصادی نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ قائد عوام صدر ذوالفقار علی بھٹو نے پیپلز پارٹی کے منشور میں سب سے پہلے یہ بات رکھی کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ ہم ایک ایسا اقتصادی نظام چاہتے ہیں جسے چاہے آپ مساوات محمدی کا نام دیں ۔ چاہے اسے سوشلزم کہیں یا کچھ بھی کہیں در اصل پیپلز پارٹی کے پروگرام کا جو اصل مقصد جو اصل روح ہے یہ ہے کہ ہم اسلام کے اندر رہتے ہوئے اقتصادی نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

جناب والا ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ظلم و ستم جو صدیوں سے اس خطے میں کیا جاتا رہا ہے اور بڑے اور چھوٹے آدمی میں جو فرق ہے اسے دور کیا جائے جو اسلام کے اندر اخوت کا concept ہے اس کو برقرار کیا جائے اور چھوٹے اور بڑے کے فرق کو مٹایا جائے اور ان ظلموں کو ختم کیا جائے ۔ جناب سپیکر ۔ 1970ء کے انتخابات میں کوئی شک نہیں کہ روٹی کپڑے اور مکان نے بھی اچھا کام کیا ہے ۔ ہمارے لوگ روٹی نہ ملے تب بھی برداشت کر لیتے ہیں ۔ کپڑا نہ ملے تب بھی برداشت کر لیں گے ۔ لیکن جب ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے تو اس بات کو اس ملک کے لوگ کبھی برداشت نہیں کر سکتے ۔ اس نظام میں یہ خرابی تھی کہ انھوں نے اسلام کا نام لے کر غریبوں کی عزت نفس کو مجروح کیا ۔ میں جانتا ہوں مجھے اس بات کا علم ہے کہ آج بھی ہماری اکثر آبادی ایسے ایسے پیشوں میں ملوث ہے کہ وہ اپنی زندگی نہایت تکلیف اور دکھ سے گزار رہے ہیں اور یہ لوگ بڑی بڑی کوٹھیوں

میں بیٹھے ہوئے گلبرگ کی کوٹھیوں میں بیٹھے ہوئے ان کی غربت کا مذاق اڑا رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ برسوں یہ سارا ڈھونگ خود کو بچانے کے لیے رچایا جاتا رہا ہے ۔ تو اب میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اب یہ قوم 1970ء کے مقام سے گزر گئی ہے ۔ 1970 میں اس ملک کے عوام نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ہم اس ملک میں اقتصادی نظام میں تبدیلی لائیں گے اور اس پرانے نظام کو جو استحصالی نظام تھا یقیناً ختم کریں گے ۔ میں ان سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے نظریے کو بدلیں ۔ وقت کے تقاضوں کو پہچانیں اور اسلام صحیح اسلام ، عین اسلام لانے کے لیے پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں ۔ ہم کوئی ایسی چیز نہیں لانا چاہتے جو اسلام کے خلاف ہو ۔ چونکہ سب سے پہلی شرط اپنے اوپر ہم نے عاید کی ہوئی ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور پھر جب آئین بنانے کا مرحلہ آیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آئین جو ہے غیر اسلامی ہے ہم اس کا بائیکاٹ کریں گے ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ جو سات ترامیم اپوزیشن کے ساتھ مصالحت کے لیے منظور کی گئی ہیں ان میں سے کون سی اسلامی ترمیم ہے جو اپوزیشن نے مطالبہ اسلام کا کیا تھا ۔ یہ سب اپنا اقتدار اور وقار کو بحال رکھنے کے لیے بار بار اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں ۔ اس غلط exploitation کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے اس بجٹ کے متعلق بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ کا یہ پہلا ترقیاتی بجٹ ہے ۔ تمام پرانے بجٹوں کو لے کر دیکھیں کہ کسی بجٹ میں بھی ترقیاتی کاموں کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ لیکن اس میں زراعت کے لیے ، تعلیم کے لیے ، سڑکات کے لیے ، پیپلز ورکس پروگرام کے لیے اور پہلی دفعہ دیہات میں پینے کے پانی کے لیے اس سے پیشتر کبھی کسی حکومت نے کوئی رقم نہیں رکھی تھی ۔ یہ چیزیں حالات اور واقعات کے مطابق اور اپنے وسائل کے مطابق ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ترتیب دینے والوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے کہ انھوں نے نہایت بہترین طریقے سے اسے ترتیب دیا ہے ۔ لیکن میں ساتھ ہی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ اس میں شک نہیں کہ ترقیاتی اخراجات کو کم کرکے اسے فاضل بجٹ بنایا جا سکتا تھا اور 13 کروڑ روپے کا جو خسارہ ہے اسے پورا کیا جا سکتا تھا لیکن وزیر خزانہ نے ترقیاتی اخراجات کو کم نہیں کیا بلکہ چھ کروڑ روپے کا معمولی فیسوں میں اضافہ کرکے نقصان پورا کرنے کی کوشش کی

ہے۔ وہ بہت بجا ہے، درست ہے فیصلیں پہلے کم تھیں لیکن مجھے ایک ہی خدشہ ہے کیونکہ سنا ہے کہ ایک زمیندار اپنے کھیت کے کنارے کھڑا تھا کہ خرگوش اس کے کھیت میں سے گزر گیا۔ میں نے جناب وزیر خزانہ کی توجہ اس سلسلے میں چاہتا ہوں جب وہ خرگوش کھیت میں سے گزرا تو وہ زمیندار رونے لگا۔ وہ کسان جو تھا رونے لگا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ بھائی تم کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ خرگوش گزر گیا ہے۔ اس نے کہا آخر ایسا کون سا نقصان ہو گیا ہے جو خرگوش گزر گیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے خرگوش کے گزرنے کا خوف نہیں ہے مجھے تو خوف ہے کہ اس کو کہیں یہ عادت نہ پڑ جائے۔ کہیں یہ راستہ نہ پڑ جائے اور یہ روزانہ یہاں سے گزرنے لگے۔ جناب والا۔ اس دفعہ جو آپ نے بجٹ میں اضافہ کیا ہے کوئی شک نہیں یہ کوئی نا مناسب نہیں ہے۔ بالکل بجا ہے۔ لیکن میں آئندہ کے لیے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ یہ توجہ ہماری طرف نہیں ہوگی۔ میرا مقصد آپ کی توجہ دیہات کی طرف مبذول کرانا ہے کہ تمام پیسے دیہات سے لیے ہیں۔ آپ نے انتقال کا ذکر کیا ہے کہ شہری فیس پر 9 ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ انتقال کے سلسلے میں اور دیہات والے مفت زمین کا انتقال کرا لیتے ہیں۔ جناب والا۔ آپ پٹواری کو کیوں بھول گئے؟ آپ قانون گو کو کیوں بھول گئے؟ آپ ریونیو آفیسر کو کیوں بھول گئے۔ ہم کتنی فیس انھیں ادا کرتے ہیں انتقال کرانے کے لیے؟ آپ اس بات کو بھول گئے کہ دیہات کے لوگ کتنی رجسٹری کراتے ہیں شفع کے ڈر سے اور پھر یہ ہے کہ یہ تمام اخراجات پٹواری، قانون گو اور ریونیو آفیسر کو ہم علیحدہ ادا کرتے ہیں۔ ہم پر بڑا بوجھ ہے۔ آپ کے دونوں محکموں کا بوجھ ہم برداشت کرتے ہیں۔

جناب والا۔ جہاں تک روئی کے ٹیکس کا تعلق ہے آپ کی نیت نہایت نیک ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ روئی کا کاروبار کرنے والے بہت منافع کما رہے ہیں۔ لیکن آپ ان کو جانتے ہیں یہ وہی پرانے لوگ ہیں جنھوں نے اس ملک میں استحصال کیا ہے۔ جو روپیہ بھی انھیں دینا پڑے گا یہ کاشت کاروں پر ڈال دیں گے اور کسی صورت میں بھی اپنے منافع میں سے نہیں دیں گے۔ اس کا آپ ضرور خیال رکھیں۔

آخر میں سب کہتے ہیں کہ جب تک بچہ نہ روئے ماں بھی دودھ نہیں ڈالتی۔ مجھے کوئی اپنے علاقے اور ضلع کے مسائل سے بھی وزیر خزانہ کو آگاہ

کرنا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ آج سے تین سال پیشتر ایک منصوبہ بنایا تھا کہ لاہور سے سرگودہا تک سپر ہائی وے بنائی جائے گی ۔ اور دو کروڑ پچیس لاکھ روپیہ زمین کی خرید کے لیے مختص کیا گیا تھا اور وہ پیسہ سپر ہائی وے کے اکاؤنٹ میں چلا گیا تھا ۔ لیکن وہ منصوبہ بعد میں ترک ہو گیا اور دو کروڑ آٹھ لاکھ روپیہ اس سڑک کا بچ گیا ۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اس روپیہ سے طالب والا پر ایک پتن بنایا جائے جو کہ ضلع میانوالی اور فرنٹیئر کے علاقے کو لاہور سے نہایت شارٹ راستے سے ملائے گا اور دفاعی ضروریات کے لیے وہ پل بننا نہایت ضروری ہے ۔ ہمیں یہ خوشخبری سنائی گئی تھی کہ پچاس لاکھ روپیہ بجٹ میں اس پل کے لیے مختص کیا جا رہا ہے لیکن افسوس کہ اس بجٹ میں اس کے لیے ایسی کوئی مد نہیں رکھی گئی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سردار صاحب آپ تشریف رکھیے آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں نے اتنا ٹائم نہیں لیا جتنا رؤف صاحب نے لیا ہے ۔ میں اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں اس لیے میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ انصاف کریں گی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ اب اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میرے دو تین مسائل ہیں جو میں عرض کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میڈیکل کالج تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر کھولے گئے ہیں لیکن سرگودہا ڈویژن کو اس سعادت سے محروم رکھا گیا ہے اور وہ کالج لائل پور میں کھولا جا رہا ہے ۔ ہمارا بھی یہ مطالبہ ہے کہ جس طرح راولپنڈی میں ، ملتان میں اور لاہور میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر میڈیکل کالج ہیں وہ میڈیکل کالج لائل پور کی بجائے سرگودہا ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر کھولنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اس میں شک نہیں کہ پیپلز پارٹی ورکس پروگرام نے قوم میں وہ روح ڈالی دی ہے کہ وہ اپنی تعمیر خود کرنا چاہتے ہیں ۔ سرگودہا میں آپ جا کر دیکھیں کہ عوام نے کتنا حصہ اس میں ڈالا ہے اور یہ ایک بہت اچھی سکیم ہے لیکن میں نے آپ کے نوٹس میں یہ بات لانی چاہتا ہوں کہ پیپلز ورکس پروگرام کا جو کام ہے وہ رکا ہوا ہے کیونکہ equipment کی

کمی کی وجہ سے رولر نہیں مل رہا جو پسہ ہے وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے اسے خرچ نہیں کیا جا سکتا ۔ رولر کی بڑی دقت ہے اس کا سد باب کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔)

جناب والا ۔ آخر میں صحت کی سکیموں کے متعلق عرض کروں گا کہ صحت کی جو سکیمیں بنائی گئی ہیں مجھے افسوس ہے کہ میرے ضلع کی ، میرے علاقہ کی کوئی سکیم شامل نہیں کی گئی ۔ 15 ہیلتھ سنٹر پنجاب میں دکھائے گئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ہیلتھ سنٹر میرے علاقہ یا ضلع سرگودہا میں نہیں دکھایا گیا ۔ میں جناب وزیر صحت سے استدعا کروں گا کہ وہ ہمیں ہمارا حصہ دیں ۔

جناب والا ۔ پکی سڑکوں پر ایک گراں بہا بجٹ خرچ کیا جا رہا ہے لیکن ہمارے ساتھ بالخصوص سرگودہا کے ساتھ نا انصافی کی گئی ہے ۔ میرا علاقہ 70 میل لمبا ہے اور اس میں کوئی سڑک نہیں ہے صرف 8 میل اس سارے علاقے کے لیے سڑک دی گئی ہے ۔ ساری تحصیلوں کے لیے تمام ضلع کے لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ سڑکوں کی تعمیر میں ہمیں پورا حصہ دیا جائے ۔

وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر ۔ سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔

سید کاظم علی شاہ کرمانی (ساہیوال ، 9) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی طرف سے زیر بحث میزانیہ پر جو کچھ کہا جا چکا ہے وہ سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے لہذا میں یہ جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوامی بجٹ پیش کرکے عوام کی امنگوں کی عکاسی کی ہے ۔

جناب والا ۔ چار روز سے اس بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ دونوں اطراف سے طعنہ زنی ہوئی ۔ ایک دوسرے کے خلاف تخریبی نکتہ چینی کا انداز اختیار کیا گیا ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں ایک جمہوری معاشرے کے لیے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا ہونا لازمی ہے ۔ ضروری ہے نہایت ہی ضروری ہے لیکن اس انداز سے نہیں جس انداز سے آج کل ہم چل رہے ہیں ۔ یہ ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں ۔ حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعمیری تنقید کے ساتھ تعمیری تجاویز کے ساتھ اپنے صوبہ کی حکومت کو چلانے کی کوشش کرے اور عوام الناس کی بہبودی کی خاطر وہ اپنی تجاویز پیش کرے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت حکومت کی ہر اچھی تجویز پر صرف

تنقید برائے تنقید کی جاتی ہے تو حزب اختلاف صحیح کردار ادا نہیں کر رہی ہوتی ۔ میں اپنے بھائیوں کو آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ملکی حالات جس رخ پر اس وقت جا رہے ہیں اس وقت تعاون کی فضا پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے ۔ لہذا جب بھی آپ ہم پر تنقید کریں ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں لیکن وہ تنقید تعمیری قسم کی ہونی چاہیے ۔ تنقید اس وقت کریں جب کسی جگہ پر کسی مقام پر حکومت واقعی ٹھوکر کھا رہی ہو تو ہم سب آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

جناب والا ۔ ہم پر جو تنقیدیں کی گئی ہیں ۔ جو کیچڑ اچھالے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ محض ہمارے خلاف ایک پراپیگنڈا کی مہم کا آغاز کرنے کے لیے کی گئیں ہیں ۔ حالانکہ جب بھی ہم سوشلزم کا نام لیتے ہیں جب بھی سوشلزم کا پرچار کرتے ہیں ۔ جب ہم سوشلزم کو عملی شکل میں نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمارا مطلب یہ نہیں کہ ہوتا کہ ہمیں لا دینی نظام لانا ہے ۔ یہ سوشو ۔ اکنامک معاشرہ کا نام ہے جس کے لیے قاعد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پہلی تقریر میں ارشادات فرمائے ۔ اگر ہم اس سے منحرف ہو جائیں ۔ اگر ہم قائد اعظم کے فرمان کو بھول جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ چیز ، وہ نظریہ جو پاکستان قائم کرنے کے لیے اپنایا گیا تھا وہ پورا نہ ہوگا ۔ برادران محترم آپ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھیے کہ خود پسند وہ لوگ تھے جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرکے بادشاہوں کے ۔ مملوکیت کے درباروں میں پیسے لے کر اپنی مرضی کے مطابق اسلام کے خلاف فتوے دیتے تھے ۔ یہ سلسلہ شروع ہوا اور آج تک آ رہا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ 25 سال میں کون سی اسلامی حکومت آئی ؟ کس نے اسلام کا پرچار کیا تھا ؟ اگر کیا تو اسی شکل میں اسلام کو ڈھالا ۔ اسلام کو پیش کیا جس سے عام آدمی کا استحصال ہو ۔ جبر کو جائز قرار دیا گیا ۔ استحصال کو جائز قرار دیا گیا ۔ اپنی جاگیریں اپنے سرمائے کو بچانے کے لیے اسلام کا نام استعمال کیا گیا ۔

جناب والا ۔ آپ دیکھیں کہ اگر غربا کو ، عوام کو اور ملک کے باشندوں کو روٹی مہیا کرنے کے لیے اقدام کرلا ۔ ان کے لیے انتظام کرنا ۔ ان کے لیے کپڑا مہیا کرنا ۔ صحت اور صفائی کے لیے اخراجات ۔ مہیا کرنا ۔ کسی

اور قسم کی سہولتیں دینا یہ کفر ہے تو میرے خیال میں پھر اسلام پتا نہیں اور کیا ہے ۔ برادران محترم ۔ 25 سال میں آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کس حکومت نے میٹرک تک تعلیم کو آپ کے صوبہ میں مفت کیا ؟ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ غریبوں کے لیے ہاؤسنگ سکیم کس نے بنائی ۔ تعلیمی سہولتیں کس نے دیں ۔ زرعی اصلاحات ہوئیں لیکن اس میں بھی اپنے مفادات کو تحفظ دیا گیا ۔ لیکن آج جو زرعی اصلاحات آپ کے سامنے ہیں وہ عام آدمی کے فائدے کے لیے ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں ہم پر جو تنقید ہوتی ہے ۔ وہ محض اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری مقبولیت عوام میں ختم کی جائے ۔ لیکن عوام بھی کچی گولیاں کھائے ہوئے نہیں ہے ۔ وہ دشمن اور دوست کے چہرہ کو پہچانتی ہے یہ اپنی فطرت کو کہاں لے جائیں جو بھی کوئی نیک کام کرنے اٹھتا ہے تو اس کے خلاف کوئی نہ کوئی طاقت اٹھ بیٹھتی ہے جیسے جناب آدم علیہ السلام کے خلاف ابلیس اٹھا ۔ حضرت موسیٰ کے خلاف فرعون اٹھا ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ کو بھی شیطان نے بہکا رکھا اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف وہ طاغوتی طاقتیں ۔ کفر کی طاقتیں ابو لہب ابو جہل اور دوسرے قبائل مجتمع ہو کر زور لگا رہے تھے اور اسی پر علامہ اقبال نے فرمایا :

ستیزہ کار ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو الہبی

جناب والا ۔ میں اپنے علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں کیونکہ گھنٹی بجنے کے بعد گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے ۔ میرا علاقہ دو تحصیلوں پر مشتمل ہے ۔ بد قسمتی سے جب حلقے بنے تھے ان میں سے جو جو حلقے بچ گئے وہ اکٹھے کر کے میرا حلقہ بنا دیا گیا ۔ تھانہ حجرہ ، تھانہ دیپال پور ، رینالہ خورد ، اوکاڑہ اور شاہ پور ۔ ان کی 18 یونین کونسلیں اکٹھی کر دی گئیں ۔ ان 18 یونین کونسلوں میں دو ہائی سکول ہیں ۔ نہ وہاں کوئی پکی سڑک ہے نہ کالج ہے اور نہ ہی کوئی اچھا ہسپتال ہے ۔ اس میں ایک دقت اور تکلیف اور ہے وہ یہ ہے کہ جہاں سے یہ علاقہ شروع ہوتا ہے وہاں سے لے کر اس کے اختتام تک 60 میل لمبے حلقے میں خشک بیاس کا ایک پرانا راستہ ہے جس پر کوئی پل نہیں ہے سوائے ایک پکی سڑک کے ۔ لیکن اس علاقے کے کئی

لوگوں کے گھر ایک طرف ہیں اور زمینیں دوسری طرف ۔ گرمیوں میں آسانی سے گزرتے رہتے ہیں لیکن سردیوں میں صبح صبح جب لوگ ہل چلانے کے لیے جاتے ہیں اور جب وہ بیچارے پانی سے گزر کر جاتے ہیں تو گھنٹہ دو گھنٹے وہ ہل نہیں چلا سکتے ۔ تو جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ اس علاقے کا سروے کرایا جائے اور جہاں جہاں عوام الناس کے فائدے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں پل بنائے جائیں ۔ اس سروے کے ذریعے یہ دیکھا جائے کہ اس علاقے میں لوگوں کی صحت کو بحال رکھنے کے لیے کہاں کہاں ہسپتالوں کی ضرورت ہے ۔ باقی جناب والا ۔ سڑکیں بھی مفقود ہیں ۔ سٹیشن گنجیل سے جو سڑک آزاد پاکپتن کو جاتی ہے وہ اگر تعمیر کر دی جائے اور دیپال پور سے ساہیوال کی سڑک اگر تعمیر ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقے کے لوگوں کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میرے علاقے میں اوکاڑہ چھاؤنی 900 مربعوں میں تعمیر ہو چکی ہے اور وہاں پر پانچ چھ گاؤں کے مزارعین بے گھر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں تین سال سے کوشش کر رہا ہوں کہ ان کو کسی مناسب جگہ پر بٹھایا جائے لیکن وہ بیچارے ابھی تک سردیوں اور گرمیوں میں آسمان کے سایہ تلے اپنی زندگی کے دن گزار رہے ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جلد از جلد ان کی آباد کاری کا انتظام کیا جائے ۔

جناب والا ۔ یہ جو ہمارے پر اعتراض کیا گیا ہے کہ پولیس پہلے سے زیادہ رکھی گئی ہے وہ خدانخواستہ اپوزیشن کے لیے پولیس کی قوت نہیں بڑھائی گئی ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پولیس کی قوت اس لیے بڑھائی گئی ہے کہ 1861ء میں جب پولیس ایکٹ بنا تھا تو اس وقت یہی نفری تھی جو آج تک چل رہی ہے ۔ آبادی بڑھ گئی ہے اور جرائم بھی بڑھ گئے ہیں ۔ اس کے پیش نظر یہ نفری بڑھانی ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ رسل و رسائل کے ذرائع بھی بڑھانے ضروری ہیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ رینالہ خورد میں جو سکول ہے اس کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے اور اس سلسلے میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ۔ وہ وعدہ تشنہ تکمیل ہے اور اس علاقے میں جو مڈل سکول ہے اس کو ہائی کا درجہ دیا جائے ۔

جناب سپیکر ۔ میں اب وزیر اعلیٰ کو call upon کرنے لگا ہوں کہ

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر ۔ آپ وقت کا تعین فرما دیں تو اس کے مطابق اپنی گزارشات عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک زمانے کے بعد آپ کی آواز ہمارے کانوں میں پہنچی ہے ایسے میں میں وقت کا تعین کیا کر سکتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب پورا دن تقریر فرمانا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ چاہے ہم شام کا سیشن ہی کیوں نہ کر لیں ۔ ملک صاحب بہت کمیاب شخصیت ہیں ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جناب والا ۔ میں اس انتظار میں تھا کہ میاں خورشید انور صاحب کچھ فرمائیں جو میری جدائی میں کڑھتے رہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ جو محترم وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا ہے یہ ان کی طرف سے ذاتی بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ پارٹی کا بجٹ ہے اور لازمی طور پر پارٹی کے نقطہ نظر اور اس کے پروگرام اور منشور کی عکاسی کرتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں ان کی طرف سے اس ادبی نقطہ نظر سے جو کچھ رنگ بھرا گیا ہے اس میں ان کی ذاتی خوبیوں کی جھلک موجود ہے لیکن بنیادی طور پر جس طرح کہ پارٹی کے کسی کارکن یا نمائندہ کو اس بجٹ کو پیش کرنا تھا تو یہ وہ بجٹ ہے ۔ پارٹی کے فاضل اراکین کی طرف سے میں ان کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں لیکن ایک بات جو اس معزز ایوان میں میری دانست کے مطابق پیش کی گئی ہے اور جس کو میں فاضل اراکین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب بول رہے ہیں تو ان کو یہاں یہ الفاظ استعمال کرنے چاہیے تھے کہ میں اپنے وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ کیونکہ ان کی کیبنٹ ہے تو ان کو "اپنے وزیر خزانہ" کے الفاظ کہنے چاہئیں تھے ۔

وزیر خزانہ ۔ وہ میرے بھی ہیں اور آپ کے بھی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ ساڈے نہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں نے گزشتہ سال یہ عرض کیا تھا کہ ہمارے پارٹی کے ہر پروگرام کو اس ایوان کے اندر اور اس ایوان کے باہر زبردست تنقید

لانا اپوزیشن کا ایک حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔ لیکن ان کے لیے یہ بھی جمہوری فریضہ لازم ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے منشور اور پروگرام کی روشنی میں احتساب اور نگرانی کا فرض ادا کریں کہ پیپلز پارٹی کے قائدین اور پارٹی کس طرح اپنے کیے گئے وعدوں کے مطابق کام کر رہی ہے۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اکثر دوستوں نے پیپلز پارٹی کے اس پروگرام اور منشور کے بنیادی اصول کو تو ہدف تنقید بنایا ہے جس کو اس وقت تمام قوم قبول کر چکی ہوئی ہے لیکن ان اصولوں کی روشنی میں جس طرح بجٹ کو ترتیب دیا گیا ہے اس پر کچھ روشنی نہیں ڈالی گئی۔ میں جناب سید ناصر الوری صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان خیالات کے مطابق بجٹ پر بحث کی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ حق بجانب تھے۔ یہ کہنے میں خواہ ان کا یہ کہنا ہمارے نزدیک قابل قبول نہ ہو کہ یہ بجٹ پیپلز پارٹی کے سوشلسٹ نظریات اور پروگرام کے مطابق نہیں ہے اور ساتھ ہی انہوں نے کمال مہربانی سے یہ بھی قبول فرمایا تھا کہ شکر ہے کہ ایک مدت کے بعد پیپلز پارٹی کے ذریعے سوشلسٹ نظریات کی بنا پر معاشرے کو از سر نو ترتیب دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ بجٹ معاشرے کو اس کے مطابق از سر نو مرتب کرنے کا پروگرام نہیں دیتا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ تنقید اصولی تھی۔ واقعات اور حالات کے عین مطابق تھی۔

جناب والا۔ چونکہ اصول کی بحث اس ایوان میں چھڑ چکی ہے اور اس بات کی وجہ سے جس طرح پریس کے ایک خاص حصہ میں اس کو پیش کیا گیا ہے۔ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ میری پارٹی کے معزز ارکان نے اس بات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن میں پھر بھی اپنی طرف سے چند ایک باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں جو کہ ضروری ہیں۔ اس کے بعد میں بجٹ کے بنیادی اصول اس کی ترتیب کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ جناب والا۔ پیپلز پارٹی نے اور جناب بھٹو نے پاکستان کے عوام کے سامنے یہ واضح کیا تھا کہ وہ پرانے نظام کو بدلیں گے۔ پرانے نظام کو بدلنا چاہیے۔ وہ ان لوگوں کو سیاست، معیشت، معاشرت کی گدیوں سے اتاریں گے جنہوں نے اس نظام کو قائم کر رکھا۔ وہ ان تمام ذرائع دولت کو ان لوگوں سے واپس لیں گے جنہوں نے اس نظام کے ذریعے عوام کا استحصال کیا اور ذرائع دولت پر

ناجائز قابض ہو گئے ۔ جناب والا ۔ میرے 4 وعدہ یہ تھا کہ ایسا نظام برپا کیا جائے گا جو کہ تحریک پاکستان کے بنیادی نظریات اور محرکات کے مطابق ہو ۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیے جائیں گے ۔ ایسے اہتمام پیدا کر دیے جائیں گے کہ آئندہ کسی طبقے یا کسی عنصر کو یہ جرأت نہ ہو کہ استحصالی نظام کو واپس لا سکے ۔

جناب والا ۔ یہ چار بنیادی اصول تھے اس تحریک کے جسے ہم عوامی تحریک کہتے ہیں جو جناب ذوالفقار علی بھٹو کی زیر قیادت اٹھی اور عوام نے اسی طرح جانا پہچانا جس طرح قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم کی آواز کو جانا پہچانا گیا اور عوام نے ان کا ساتھ دیا ۔ بالکل اسی طرح قائد اعظم کے خیالات اور نظریات کی ہی تجدید کو قبول کرتے ہوئے عوام نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت کو قبول کیا اور تمام بتوں کو پاش پاش کیا جو کہ عوام کے حقوق کی جد و جہد کے راستے میں حائل تھے ۔ تو ان چار باتوں کو یاد رکھنا بڑا ضروری ہے ۔ حزب اختلاف کے ارکان یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ یہ کہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے اپنے وعدوں کے مطابق کام نہیں کیا ۔ یا یہ بھی حق رکھتے ہیں کہ جو ان کے نظریات ۔ ان کی اپنی اپنی پارٹیوں کے نظریات ہیں ان کی روشنی میں ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ عوام کے لیے مفید نہیں ہے ۔ ملک کے لیے مفید نہیں ہے ۔ لیکن میں یہاں ایک بات عرض کر دوں کہ جب ہم نے کہا کہ ہم نے پرانے نظام کو بدلنا ہے تو اگر اس وقت ہم کہتے کہ پرانے نظام غلط تھے تو یہ دلیلیں دیتے تھے لیکن آج سب سے بڑی تاریخی دلیل جو ہمارے سامنے موجود ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اس نظام کی بدولت ہماری قوم ذلت و خواری سے دو چار ہوئی ۔ ہم پر وہ مصیبتیں نازل ہوئیں جو آج تک کسی قوم کی قسمت میں نہیں لکھی گئی تھیں ۔ اس لیے بطور دلیل ، بطور منطق یہ کہا جا سکتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ نظام غلط تھا ۔ وہ نظام باطل تھا ۔ وہ نظام غیر انسانی تھا ۔ وہ نظام غیر اسلامی تھا ۔ اس لیے جب ہم کہتے تھے کہ اس نظام کو بدلنا ہے تو لوگ قبول کر رہے تھے ۔ لوگوں نے قبول کیا تو لازمی طور پر ہمیں اس نظام کو اپنی پوری تفصیلات اور جزویات کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرنا تھا اور ہم نے کیا تھا جیسے کہ ہر صوبہ کے کروڑوں مسلمانوں نے قائد اعظم کی قیادت کو قبول کیا تھا ۔

جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت قائد اعظم سے ایک انگریز نے سوال کیا تھا کہ پاکستان کے حصول کے بعد پاکستان کا آئین اور دستور کیا ہوگا تو قائد اعظم نے فرمایا کہ ان سے پوچھو جو درختوں کو پوجتے ہیں جو ندی نالوں کو پوجتے ہیں ، پہاڑوں کو پوجتے ہیں ، سانپوں کو پوجتے ہیں ، حیوانوں کو پوجتے ہیں ۔ ان سے پوچھو جن کا کوئی اصول نہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جن کا کوئی دین نہیں ہے ۔ ان سے پوچھو ہم سے کیا پوچھتے ہو ۔ ہمارے پاس تو 14 سو سال قبل کا آئین اور دستور آ چکا ہے ۔ زندگی کا ضابطہ ایک مکمل صورت میں دیا جا چکا ہے ۔ ہمیں کیا پوچھتے ہو ؟ ہمارے لئے آئین بنانا مشکل نہیں ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن ہوا کیا کہ 25 سال تک ہم ان کے برحق بیان کو تقدس نہ دے سکے اور بد اعمالیوں کی وجہ سے ہم نے بھی کفر کا ارتکاب کیا ۔ ہم نے نظریہ پاکستان سے ہر طرح سے روگردانی کی اور اس سے انحراف کیا ۔ اس کے برعکس انہیں کافروں نے ، بت پرستوں نے اڑھائی سال کے اندر اپنا آئین بنا لیا اور ابھی تک اسی آئین پر عمل جاری ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اس تقابل سے اندازہ فرمائیں کہ وہ کافر تو آئین بنا کر بیٹھ گئے اور دنیا بھر میں انہوں نے اپنی جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اور ہمارا یہ برحق دعویٰ کہ ہمارے پاس چلنے سے انسانیت کے بنیادی ، ازلی اور ابدی اصول موجود ہیں اور ہم وہ نہ بنا سکے ۔ کون سی طاقتیں راستے میں حائل ہوئیں ؟ اسی لئے جب ہم نے کہا تھا کہ ہم پرانے نظام کو بدلیں گے اور عوام نے قبول کیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم نے ان نظریات کے مطابق ملک کو ایک ایسا آئین دینا ہے جس کو کہ برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے اپنی تمام جزویات کے ساتھ قبول کیا تھا ۔ اس لئے پاکستان پیپلز پارٹی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کا سب سے بڑا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کے آئین کو مدون کرکے ، مکمل کرکے اپنے قومی وجود کا ثبوت ساری دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) جب آپ تنقید کرتے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارناموں پر خدا را قومی نقطہ نظر سے اور انسانی نقطہ نظر سے پاکستان پیپلز پارٹی کے اس کارنامے کو اور اس خدمت کو آپ فراموش نہ کریں ایک حق پرست کی طرح اور حق پرستی کا دعویٰ آپ کو ہے ۔ آپ کو برملا اعتراف کرنا چاہیے اس لئے کہ ہم نے شریک پاکستان کے حصول کو دستور

کی صورت میں مدون کر دیا ہے جو کہ سابقہ قیادتیں اور استحصالی طبقے اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے ۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے مفادات ختم ہوتے تھے ۔ ان کا استحصال ختم ہوتا تھا ۔ ان کی لوٹ مار ختم ہوتی تھی ۔ ان کا معاشرے پر ، قوم پر ، عوام پر جو تسلط اور غلبہ تھا سیاسی صورت میں وہ ختم ہوتا تھا اس لیے وہ نہیں کر سکے وہ نہیں کر سکتے تھے ۔ انھیں نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ ان کا وجود ختم ہوتا تھا ۔ ہم نے تحریک پاکستان کی تصدیق کی ہے اور تحریک پاکستان کی تصدیق کرکے تمام عالم انسانیت سے خراج تحسین وصول کیا ہے ۔

جناب والا ۔ آپ کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ پاکستان دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونے کے بعد پاکستان کے باہر جو منصوبے بھی بنائے جا رہے تھے ان میں یہ بنیادی حقیقت مد نظر تھی کہ پاکستان پر فوج کشی کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس ملک کے اندر انتشار موجود ہے اختلاف موجود ہے ۔ جناب والا ۔ دنیا کی کوئی قوم اپنے قومی وجود کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اقوام عالم میں عزت و احترام کی مستحق نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک دستور اور آئین کے ذریعے ایک خاص قومیت کی شکل اختیار نہ کر لے ۔ یہ دشمن کو پتا تھا کہ ہم نے اور ہمارے ہم خیالوں نے چار قومیتوں کا نعرہ لگا دیا ہے ۔ ان کا دستور نہیں بنے گا اور ان کا یہ کہنا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد قائد اعظم کے نظریات کو جھٹلا دیا گیا ہے ۔ وہ مزید یہ چاہتے تھے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ پاکستان کا دین کے نام پر وجود میں آنا غیر فطری ہے ۔ یہ وہ ثابت کرنا چاہتے تھے اس لیے ان کی خواہش تھی کہ دستور نہ بنے ۔ بیرون ملک اور اندرون ملک کوششیں جاری تھیں ۔ دانستہ یا نا دانستہ طور پر اس لیے ان حالات ان مشکلات کے باوجود اگر پیپلز پارٹی اور جناب بھٹو صاحب نے پاکستان کو ایسا آئین دیا جس پر دوسری پارٹیوں نے بھی اتفاق کیا ہے اور صحیح معنوں میں قومی ، اسلامی ، انسانی اور عوامی آئین بنا ہے ۔ اس لیے پیپلز پارٹی کی اس قیادت کو فراموش کرنا بہت بڑی نا انصافی ہوگی ۔ جناب والا ۔ یہاں میں یہ عرض کر دوں کہ ہم چاہتے ہیں عوام چاہتے ہیں ۔ یہی ان کا منشا ہے کہ اب پرانے نظام کو بدلنا ہے اور نیا نظام لانا ہے ۔ اور نیا نظام نہیں لا سکتے تھے جب تک آئین نہ بنتا ۔ اس میں بنیادی خد و

خال جو ہیں ان کا فیصلہ نہ کیا جاتا ۔ لیکن اسی فضا کے اندر پہلے بھی اور آج بھی ۔ جناب والا ۔ بہت اہم مسئلہ ہے جو میں فاضل اراکین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے عناصر تھے جو کہ اس وقت جب کہ دستور ساز اسمبلی آئین بنانے میں مصروف تھی کہتے تھے کہ اسمبلی کو پاکستان کا آئین بنانے کا حق نہیں ہے ۔ جن کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ ملک کو انتشار میں مبتلا کیا جائے تاکہ یہ اسمبلی آئین نہ بنا سکے ۔ میں وہ باتیں نہیں کرتا کہ جس طرح بیرون ملک سے ان طاقتوں نے جو پاکستان کے اسلام کی بنا پر وجود میں آنے کو غیر فطری ثابت کرنا چاہتی تھیں اور چاہتی رہیں اور چاہتی رہیں گی انھوں نے کیا کیا ۔ لیکن پاکستان کے اندر وہ کون سے عناصر تھے جو انتشار اور اضطراب کی فضا کو اس حد تک آگے لے جانا چاہتے تھے کہ اسمبلی دستور نہ بنائے ۔ لیکن جب دستور بن گیا تو اس کے بعد وہ کون تھے اور کون ہیں جو کہ چاہتے ہیں کہ عوام کو اس غلط فہمی میں اس بے یقینی میں اور بے اعتمادی میں مبتلا کر دیا جائے کہ آئین بنایا نہ بنا کوئی معنی نہیں رکھتا ۔ اس لیے ظاہر ہے کہ جس بات کو عوام نے پسند کیا تھا ، قبول کیا تھا کہ وہ نیا نظام آئے نیا آئین آئے یہ لوٹانا چاہتے ہیں ۔ اس جرم کے عملی طور پر مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ وہی استحصالی نظام واپس آئے اور یہاں عوامی جمہوریت نہ آئے ۔ یہ جمہوریت کا نام لیتے ہیں لیکن جناب والا ۔ اس کارنامے کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ۔

دوسرا جناب والا ۔ ہمارا یہ وعدہ تھا کہ ہم نے تمام وہ استحصالی قوتوں کو جنھوں نے پاکستان کے عوام کو ان کے تمام سیاسی ، معاشی ، اور معاشرتی حقوق سے محروم کر رکھا نہ صرف پاکستان کی تقسیم کے ذمہ دار ٹھہرے بلکہ انھوں نے اسلام کی ذلت اور رسوائی کے اسباب پیدا کیے ۔ ان طاقتوں کو مستقل طور پر ختم کرنا ہے ۔ یہ ہمارا عہد ہے ہم یہ کریں گے اور یہ کرنا تاریخی طور پر لازم ہے کہ ایسا کیا جائے ۔ ان قوتوں کو ان عناصر کو حق نہیں رہتا کہ مزید کسی نہ کسی صورت میں آگے آئے ۔ یہ تاریخ کی منطق ہے ۔ جناب والا ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آئین کے ذریعے پھر ہم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ان قوتوں کو کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے اور بمقام شکر ہے کہ اس پر سب نے اتفاق کیا ہے ۔ اس سلسلے میں کون کون سے اقدامات کیے

چاہئیں وہ پیپلز پارٹی کرے گی ۔ میں اس کے متعلق بعد میں عرض کروں گا۔ چونکہ تابش الوری نے نظریہ اور عمل کا ذکر کیا تھا تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ نظریہ اور عمل کی مطابقت حقیقت میں ایک تخیل ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ تیسری بات ہم نے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی ہے دولت کو واپس لینا ہے ۔ کیونکہ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم خود اس تاریخی اصول سے منحرف ہوتے ہیں جس کے ہم پابند ہیں جو بالکل اسی طرح انحراف ہوگا جس طرح مسلم لیگ نے قیام پاکستان کی تعمیر نو کی منزل کی نشان دھی نہ کرکے اور آپس کی سازشوں میں مصروف ہو کر کی ۔ ہم بھی اسی جرم کا ارتکاب کریں گے ۔ ہم پابند ہیں کہ تمام ناجائز دولت اور ایسے ذرائع سے حاصل کردہ دولت جسے ایک طبقہ یا طبقات نے عوام کا معاشی لحاظ سے ، سیاسی لحاظ سے ، تہذیبی لحاظ سے اور معاشرتی لحاظ سے استحصال کرکے اکٹھی کی ہو ۔ بحق قوم و ملت ضبط کر لیں اور ان عناصر کو اس قابل نہ ہونے دیں کہ مزید استحصال کریں ۔ یہ کوئی جذباتی نعرہ نہیں ہے ۔ یہ تاریخ کی منطق ہے ۔

جناب سردار دستی صاحب نے ایک بڑی خوبصورت بات فرمائی تھی میں اس کی تعریف کرتا ہوں ۔ آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا تھا ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کون سے زمانے میں آئے ۔ اس وقت اسلام کی تمام خوبیاں انفرادی اور اجتماعی موجود تھیں ۔ تمام پاکیزگی موجود تھی لیکن جب تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو انھوں نے پالیسی طے کی کہ خلاف اسلام جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو چکا ہے میں اسے ختم کروں گا اصل اسلام لاؤں گا ۔ آپ کو یاد ہے کہ اس سلسلے میں انھیں سب سے پہلے لڑائی آپ نے خانوادوں سے کرنا پڑی ۔ تمام زمینیں ، جائدادیں جو اسلام کے اصول کے خلاف تھیں اور عدل کے خلاف تھیں جنھیں مسلمانوں نے اور اکابرین خانوادوں نے حاصل کی تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسلام کی خدمت کے اصولوں کی روشنی میں واپس لینا ضروری جانی ۔ اسے ہم کہتے ہیں اسلام کا ثقافتی انقلاب جس کی مثال دنیا کے کسی ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی ۔ اس لیے آج تاریخی طور پر بالکل اسی طرح ہم نے نظام کو اصل نظام کو لانا چاہتے ہیں جس کی بنا پر پیپلز پارٹی کو لایا گیا ہے ۔ جس حضرت عمر بن عبدالعزیز کا کردار ادا

کرنا پڑے گا ہم پابند ہیں ۔ ہم کریں گے ورنہ اس رو میں بہہ جائیں گے جس میں سابقہ قیادتیں بہہ گئی ہیں ۔ اس لیے ذرائع دولت پر قبضہ کرنے کا یہ کوئی جذباتی نعرہ نہیں ہے ۔ یہ ولولہ انگیز تقریر کا حصہ نہیں ہے ۔ ہم تاریخی طور پر پابند ہیں ۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم انحراف کرتے ہیں رو گردانی کرتے ہیں اور اس کی سزا وہی ہوتی ہے جو قول و فعل کے تضاد میں گرفتار ہونے والے لوگوں کو قدرت کی طرف سے دی جایا کرتی ہے ۔

چوتھی بات جناب والا یہ ہے کہ جیسے کہ ہم آئین کے ذریعے کر چکے ہیں ۔ ہم ان تمام قوتوں ، ان طاقتوں کو مستقل طور پر اس حد تک بے دست و پا اور نیست و نابود کر دیں گے کہ دوبارہ اس استحصالی نظام کو لانے کی حرکتیں کی نہ جائیں ۔

جناب والا ۔ یہ چار اصول تھے جن کو ہم بیان کرتے ہیں ۔ ہم نے الٰہی کو قبول کرتے ہوئے پاکستان کی تعمیر نو کے خواب یا نصب العین جو کہ مسلم لیگ نے قیام پاکستان کے بعد دینا تھا کی تجدید کی ہے اور عوام نے اسے اس طرح من و عن قبول کیا ہے اس لیے ہم پابند ہیں ۔ ہم ایسا کریں گے ۔

اب جناب والا ۔ میں یہاں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب مختار اعوان نے کل سرمایہ داری اور جاگیرداری کے متعلق باتیں کیں مگر افسر شاہی کو وہ چھوڑ گئے ۔ پتہ نہیں کس طرح بھول گئے ۔ لمبی چوڑی تقریر کی تھی ۔ وقت کم تھا ۔ جناب ۔ میں آپ کی وساطت سے خصوصی طور پر علامہ صاحب کی خدمت میں ایک دو گزارشات کرنی چاہتا ہوں ۔ جناب مختار احمد اعوان کے متعلق میں ابھی عرض کرتا ہوں ۔ اسلام ہمارا دین ہے ۔ جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے اور طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں ۔ یہ ہمارے اصول تھے ۔ ان کی روشنی میں میں نے جو باتیں کی ہیں یہ چند ایک تقاضے تھے جو ہم پر وارد ہوتے تھے جن کو ہم نے کرنا ہے ۔ میں عرض کر دوں اسلام ہمارا دین ہے ۔ اس لیے جمہوریت ہماری سیاست ہے ۔ چونکہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ یاد رکھیں کہ یہ نہیں ہے کہ اسلام ایک اصول ۔ جمہوریت ایک اصول ۔ سوشلزم ایک اصول اور طاقت کا سرچشمہ ایک اصول ۔ باقی تینوں اصول تابع ہیں اسلام کے ہمارے دین کے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ پارلیمانی جمہوریت ۔

سوشلزم کے متعلق اور سوشلزم کے لفظ پر اعتراض کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ پارلیمانی جمہوریت موجودہ عہد انسانی کا ایک تصور ہے ۔ اس کو تو ہم نے حرز جان بنا لیا ہے ۔ اس لیے کہ جمہوریت سے تعلق رکھتی ہے لیکن جو پارلیمانی جمہوریت ہے اس کا اصول یہ ہے کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ میں اکثریت نے یہ بل پاس کر دیا کہ مرد اور مرد کی شادی جائز ہے ۔ قانون بن گیا اور اس وقت وہاں گرجاؤں میں مرد اور مرد کی شادیاں ہو رہی ہیں ۔ یہ قانون 1966ء میں پاس کیا گیا تھا ۔ تو یہ وہاں کی پارلیمانی جمہوریت ہے ۔ اگر یہاں کے 6 کروڑ عوام مل کر بھی یہ کہیں کہ مرد او مرد کی شادی جمہوری انداز سے جائز ہے تو اسے قبول نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ پاکستان کے اندر اسلام ہمارے دین کا تقاضہ ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے ہماری جمہوریت کا تصور اسلام کے تابع ہے ۔

اسی طرح سے سوشلزم ہے ۔ سوشلزم کے تمام اصول وہی ہیں جن سے مراد یہ ہے کہ دولت کی اس طرح منصفانہ تقسیم کی جائے کہ استحصال کی تمام صورت حال ختم کر دی جائے ۔ معاشی نقطہ نگاہ سے ، سیاسی نقطہ نگاہ سے ، معاشرتی نقطہ نگاہ سے اور تہذیبی نقطہ نگاہ سے کوئی ایک طبقہ عوام پر غلبہ نہ پا سکے ۔ ان کا استحصال نہ کر سکے ، ان کو ذلیل نہ کر سکے ، ان کو محروم نہ رکھ سکے ۔ مساوات اور عدل ہو ، احترام آدمیت ہو ، اگر سوشلزم کی کوئی دفعہ اسلام کی ازلی اور ابدی قدر سے متصادم ہوتی ہے تو اس سوشلزم کو ہم ٹھکرا دیں گے ۔ اس لیے کہ سوشلزم کا ہر تصور اسلام کی ازلی اور ابدی قدروں کے تابع ہے ۔ اس لیے جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے تو ہر قدر ، ہر پروگرام ، ہر نظریہ اور ہر اصول اسلام کے ازلی اور ابدی قوانین اور اصولوں کے تابع ہے ۔ جناب والا ۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب ملک مختار احمد اعوان نے اور اسی طرح میرے دوسرے دوستوں نے ، میرے بھائیوں نے سرمایہ داری اور جاگیر داری کا ذکر کیا تھا تو اس سے مراد یہی تھی کہ وہ اجارہ دار ، سرمایہ دار اور جاگیر دار جنھوں نے سیاست پر غلبہ پانے کے بعد اس استحصالی نظام کو جائز قرار دیا ۔ اس کو جاری رکھا اور اسے استحکام بخشا اور اسلام کی نفی ہوئی ۔ ہم انتخابات کے دوران اور اس کے بعد بھی اور اب بھی یہ کہتے ہیں کہ سرمایہ داری اور جاگیر داری اور افسر شاہی اور سامراج

یہ پاکستان کی ذلت و خواری اور پاکستان کے عوام کے حقوق کی محرومی کے ذمہ دار ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ میں یہاں آپ کی وساطت سے تمام فاضل اراکین کی خدمت میں ایک حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را پہچانیے کہ سرمایہ دار کتنے ہیں ، اجارہ دار ، سرمایہ دار کتنے ہیں ؟ یہاں 22 خاندانوں کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ بڑے بڑے جاگیر دار کتنے ہیں ؟ تین سو ، چار سو ، پانچ سو ، چھ سو کتنے ہیں ؟ افسر شاہی سے وہ افسر مراد ہیں کہ جو پالیسیاں بناتے ہیں اور یہ آپس میں اتحادی ہیں ۔ ان کے مفادات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں ۔ یہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ۔ یہ ایک دوسرے کے حلیف ہیں تو انھوں نے مل جل کر استعمار اور سامراج کے زیر سایہ اور زیر اثر اس نظام کو قائم رکھا ۔ لیکن بنیادی سپرٹ کیا تھی ؟ وہ تھی عوام کو محروم کرنا ۔ عوام کو ان کے اسلامی اور انسانی حقوق سے محروم کرنا ۔ یہ ہے ان کی قدر مشترک۔ اور ان کا دین کیا ٹھہرا ؟ خون چوسنا ۔ خون چوسنا ان کا دین ٹھہرا ۔ جب خون چوسنا دین ٹھہرا اور اسے جواز بخشا گیا ۔ اسے قانونی اور آئینی لحاظ سے جائز قرار دیا گیا اسے قبول کر لیا گیا ۔ اسے مسلط کر دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ملک کے اندر تمام وہ قدریں جن کو سامنے رکھ کر پاکستان کی آزادی حاصل کی گئی تھی وہ الٹ پلٹ ہو کر رہ گئیں اور جب ہم کہتے ہیں کہ سرمایہ دار اور جاگیر دار تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ خون چوسنا یہاں ایک قدر بن چکا ہے جس طرح اجارہ دار ، سرمایہ دار یا جاگیر دار یا بڑا افسر خون چوسنے کو یقینی طور پر جائز سمجھتے رہے ہیں ۔ اب نہایت ہی نچلے طبقوں میں وہ ایک قدر کی صورت میں قبول کیا جا چکا ہے ۔ اور وہ بطور دین قبول کیا جا چکا ہے ۔ ایک سرمایہ دار اپنے کارخانے کے مزدوروں کے بونس کو مارتا ہے اور ان کی کمائی کو جمع کرتا ہے اور ان کی جائز محنت کا معاوضہ ادا نہیں کرتا ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک دو سو روپے کا کلرک ۔ میں بڑے افسر کا ذکر نہیں کرتا ۔ ایک دو سو روپے کا کلرک اوپر سے 50 روپے روزانہ کماتا ہے ۔ ایک تھانیدار جس کی تنخواہ میں تین سو روپیہ ہے وہ دو ہزار روپیہ ماہوار اوپر سے کماتا ہے ۔ ایک سمگلر جس کا کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہیں ہے وہ سمگلنگ کے ذریعہ لاکھوں روپے کماتا ہے ۔ ایک ذخیرہ اندوز بالکل اسی طرح عوام کے حق پر چھاپہ مار کر اپنی کمائی میں اضافہ کرتا ہے ۔

ایک ملاوٹ کرنے والا لوگوں کو زہر پلا کر دس روپے کی بجائے تیس روپے منافع کماتا ہے ۔ ایک بدمعاش اور غنڈہ اپنے غنڈہ پن کی وجہ سے لوگوں کی عزتوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور یتیموں ، مسکینوں ، ناداروں ، مظلوموں کا حق چھینتا ہے اور اسی طرح ڈاکو ، چور ، راہزن ڈاکہ ڈالنا ، چوری کرنا اور راہزنی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور پھر معاشرہ کے چوہدری ان کی پشت پناہی کرنے کے ذریعے معاشرہ پر اپنا تسلط رکھتے ہیں ۔ ان خون چوسنے والوں کے دین کے حامی بھی اسی لشکر کا ایک حصہ ہیں ۔ اس لیے سرمایہ دار اور جاگیر دار یاد رکھیں اگر وہ خون چوسنے کو دین بنا چکے ہوئے ہیں اور انھوں نے اسے قائم رکھا تھا تو اس دین کے مقلد اور اس دین کے پیروکار لاکھوں کی تعداد میں اس ملک میں موجود ہیں ۔ اس لیے پاکستان پیپلز پارٹی کو نہیں بلکہ تمام قوم کو جن کا مقصد یہ ہے کہ پرانے نظام کے تمام آثار بد ختم کر دیے جائیں ۔ نظام تو آئے ، اسلامی نظام آئے ۔ انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ پیپلز پارٹی کو ہی نہیں ان تمام کو اس پورے شیطانی لشکر سے واسطہ ہے ۔ اگرچہ کوئی شک نہیں کہ سالار لشکر زمیندار اور جاگیردار ہیں جو نئے نئے طریقوں سے بدعنوانیوں کے مرتکب ہوئے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں اور جب ہم کسی اجارہ دار ، سرمایہ دار کی مذمت کرتے ہیں تو یاد رکھیں کہ یہ کارک ، یہ سمگلر ، یہ ذخیرہ اندوز ، یہ ملاوٹ کرنے والے ، یہ راہزن اس وقت اپنے آپ کو آپ کے مد مقابل سمجھتا ہے ۔ آپ کو برا جانتے ہیں ، کیونکہ نظام کے بدلنے سے ، قدروں کے بدلنے سے ، ان کے طور طریقوں کو بدلنے سے ان کے خاص طریقے ختم ہوتے ہیں ۔ اس کے زندگی کے اطوار ختم ہوتے ہیں ۔ اس لیے وہ آپ کو برا جانے گا ۔ کیوں نہ جانے ؟ اسے جاننا چاہیے ۔

جناب والا ۔ جناب حنیف رامے صاحب نے چین کے حوالے سے چند ایک باتیں یہاں کہی ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک نہایت ہی عظیم انسانی تجربہ ان ممالک میں ہو رہا ہے ، ہو چکا ہے ۔ بالکل اسی طرح جس طرح سائنس کے میدان میں تجربات ہو رہے ہیں اور انسان چاند پر پہنچ چکا ہے ، پہنچ رہا ہے ۔ اگر ان کو ہم اپنے سامنے رکھ کر اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو آج کی سائنس میں جو غیر معمولی معجزات ہو چکے ہیں ان کو

ہم کس طرح نظر انداز کر سکتے ہیں ۔ ہمیں ان کا مطالعہ کرنا چاہیے جو ان کی کتابوں میں ہے ۔ ان کی جد و جہد کے دوران ان کے تجربات ہیں ان تجربات کی روشنی میں انھوں نے اپنے پروگرام بنائے ہیں ۔ ان عوام دشمن طاقتوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ۔ انھوں نے کہا تھا کہ یاد رکھو یہ سرمایہ دار، جاگیر دار اور بیورو کریٹ چند نہیں ہوتے ۔ اگر تمام معاشرے میں دوسرے لوگ ہر سطح پر ان قدروں پر یقین کرتے ہوں ، ان کو حرز جان بنا چکے ہوں حرام کھانا جائز سمجھتے ہوں تو وہ تمام اتحادی لشکر ہے جس کا مقابلہ آپ کو کرنا ہوگا ۔ اس لیے چند سرمایہ دار اور چند جاگیر دار نہیں ہیں اور میں یہ عرض کر دوں ، پھر انھی سے ایک انسانی تجربے کو ہمیں سامنے رکھنا چاہیے ۔ انھوں نے کہا کہ تمام وہ محب الوطن قوتیں اور ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو کھاتے پیتے ہوئے ہیں ، جو صاحب جائیداد ہوتے ہیں ۔ جمہوری انقلاب لانے کے لیے ان کے اتحاد ، اشتراک اور ان کی معاونت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جمہوری انقلاب آ ہی نہیں سکتا جب تک حب الوطنی کو اپنے تمام پروگرام کا تمام اپنی قوتوں کا مدار نہ بنایا جائے ، اس لیے ان کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس لیے ان قوتوں میں سے ، ان عناصر میں سے بھی آپ کو جمہوری انقلاب لانے کے لیے ، اس تمام شیطانی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ کو مدد لینی پڑے گی ۔ اس لیے جب ہم سرمایہ دار اور جاگیر دار کا لفظ استعمال کرتے ہیں یا افسر شاہی کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو ہمیں ہرگز یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ قوتیں جو ابھی تک استحصالی نظام کی قدروں پر یقین رکھتی ہیں ، وہ محب الوطن قوتیں جو ان میں موجود ہونی چاہئیں ، ہر جگہ ہوتی ہیں ۔ ان سے انحراف نہیں جو پاکستان کو سچا جمہوری ملک بنانا چاہتی ہیں ، جمہوریت کی اقدار کے مطابق ، سیاسی تنظیموں کے ذریعے عوام کا استحکام چاہتی ہیں ۔ وہ اس لشکر کے سپاہی ہیں جو اس شیطانی لشکر کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ان تمام قوتوں نے ، ان تمام عناصر نے اس شیطانی لشکر کا مقابلہ کرنا ہے اور اس لشکر کا سالار استحصالی سرمایہ دار ، جاگیر دار اور افسر شاہی ہے ۔ یہ لشکر ایک طرف اور سامراج جو کہ یہ چاہتے ہیں کہ کبھی اس ملک کی معیشت خود کفیل نہ ہو ، جب تک خود کفیل نہیں ہوتی تب تک ہم سامراج کے دریوزہ گر رہیں گے ، ان کے محتاج رہیں گے اور کسی صورت بھی ہم ان

تضادات سے چھٹکارا نہیں پا سکتے جس سے ہم دو چار ہیں ۔ اس لیے ہم نے اس لشکر کو اپنے سامنے بے نقاب رکھنا ہے ۔ سامراج جو کہ پاکستان کو مستقل طور پر اس لشکر کے ذریعے دریوزہ گر رکھنا چاہتا ہے ، جو نہیں چاہتا کہ یہاں پیداوار میں اتنا اضافہ ہو کہ یہ ہر محتاجی سے بے نیاز ہو جائے ۔ یہاں میں جناب والا ۔ عرض کرتا ہوں کہ اس لشکر کے اندر جو شیطانی لشکر مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کا دعویٰ ہے کہ وہ اس لشکر کی قیادت کریں گے ، ہم قیادت کرنے پر مجبور ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ کنفرنٹیشن ، یہ تصادم ، یہ کشمکش جاری رہنی چاہیے جاری رہے گی ۔ یہ نیک تمناؤں سے ختم نہیں کی جا سکتی اور پاکستان پیپلز پارٹی کا بلکہ ہر پارٹی کا جو کہ اس نقطہ نظر سے اتفاق رکھتی ہے اس کا یہ ادعا ہونا چاہیے ، اس کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ یہ کنفرنٹیشن تیز سے تیز تر ہو ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے کہ عوام دشمن اور عوام دوست قوتوں کے درمیان کشمکش اور تصادم ہونا لازمی ہے ۔ یہ طاقتیں موجود ہیں اور ایک لمبے عرصے تک موجود رہیں گی ، موجود رہنی چاہئیں ۔ تا آنکہ یہاں ایک مثالی معاشرہ وجود میں نہ آ جائے ۔

پھر میں عرض کروں گا کہ دوسرے ملکوں میں ایسا ہوا ہے ۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا بڑا ضروری ہے ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے برسراقتدار آنے کے بعد پہلا بجٹ اور دوسرا بجٹ پیش کرنے کے بعد سوشلسٹ معاشرے کے بنیادی خد و خال نمایاں ہو جائیں ، ہو نہیں سکتے ۔ پچیس سال میں جو کچھ خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اور جس طرح یہ قوتیں برسر اقتدار آ چکی ہیں ۔ کیا ہم نے انہیں تمام ذرائع دولت سے محروم کر دیا ہوا ہے ۔ وہ ابھی تک ذرائع دولت پر موجود ہیں وہ اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ابھی تک معاشرے پر ان کا تسلط باقی ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ جیسے کہ سید تابش الوری صاحب نے کہا تھا ، نظریہ اور عمل کی مطابقت ۔ نظریہ پاکستان پیپلز پارٹی کا میں عرض کر چکا ہوں اور عمل اس کے مطابق ہونا چاہیے ۔ ہمیں کرنا پڑے گا لیکن ایک بات وہ بھول گئے ۔ اگر انہوں نے ان انقلابیوں کی وہ کتابیں پڑھی تھیں تو اس میں انسانی سماج کی سائنس نے ہمیں ایک بنیادی حقیقت عطا کی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ آپ معروضی حقائق (objective conditions) کو نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ اپنے نظریے کو خاص حقائق پر منطبق کرنا

قیادت کی آزمائش ہوتی ہے اور جب کوئی قیادت اور قیادت کا کوئی عنصر حقائق کو نظر انداز کرکے انقلاب لانا چاہے تو اسے مہم جو کہتے اور جو کوئی ان حقیقتوں سے چشم پوشی کرے ، اس انقلابی لشکر کا کوئی عنصر چشم پوشی کرے تو اسے موقع پرست کہتے ہیں ۔ اور یہ مہم جو اور موقع پرست بالواسطہ یا بلا واسطہ اس شیطانی لشکر کا ساتھ دیتے ہیں ، دانستہ یا غیر دانستہ ، شعوری یا غیر شعوری طور پر در اصل ان کے عمل کو تقویت پہنچا رہے ہوتے ہیں جو کہ ان طاقتوں کے مد مقابل ہوتا ہے ۔ ان ہی موقع پرستوں میں جناب والا ۔ خصوصی طور پر موقع پرستوں میں ، وقت کے ایک رنگ کو دیکھ کر ان صفوں میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں یا موجود ہوتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ بھی سن لیں کہ جب موجود ہوتے ہیں ، پہلے سے موجود ہوتے ہیں تو بد دیانتی کا ارتکاب کرتے ہیں ، غیر جمہوری افعال کے مرتکب ہوتے ہیں ، دوسروں کی بات سننے کا یارا نہیں رکھتے ، صبر اور برداشت نہیں ہوتی ، دوستی اور دشمنی کا معیار غیر انسانی اصولوں پر رکھتے ہیں ، غیر جمہوری اصولوں پر رکھتے ہیں ، ایسے اپنے اندر بھی ہوتے ہیں ، وہ بھی موقع پرست ہیں ، وہ بھی مفاد پرست ہیں ۔ وہ کہتے ہیں انقلاب لیکن ان کا ہر عمل اور ان کی ہر حرکت غیر انقلابی ہوتی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

تو جناب والا ۔ عرض میں یہ کر رہا ہوں کہ یہ تصادم ، یہ عوام دشمن اور عوام دوست قوتوں کے درمیان تصادم رہنا لازمی ہے ۔ ہمیں اسے زیادہ سے زیادہ تیز کرنا چاہیے ، کھلا کرنا چاہیے ، بیان کرنا چاہیے ، عوام پر ظاہر کرنا چاہیے ، یہ وقت کی ضرورت ہے ۔ لیکن عوام دوست کون ہیں ؟ وہ جنھوں نے اس تحریک کی قیادت کی ۔ لیکن اپنے اس لشکر میں سے مہم جوؤں ، موقع پرستوں اور غیر جمہوری افعال کے مرتکب ہونے والوں کی نشاندھی بڑی ضروری ہے ۔ لیکن دوسری طرف دوسری سیاسی پارٹیوں یا سیاسی عناصر میں سے جو کہ اس نقطہ نظر سے متفق ہوں ایک خاص صورت حال میں اتفاق رکھتی ہوں ، پاکستان کے وسیع تر مفادات کی خاطر ان کی معاونت حاصل کرنا بھی انقلابی مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہوتا ہے ۔ اس لیے ان انقلابیوں کی تاریخ کو زیر مطالعہ رکھنا بڑا ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان کا دستور بننے سے پہلے اور

بننے کے بعد جن لوگوں نے یہ چاہا کوشش کی کہ یہ نہ بنے اور اگر بن گیا ہے تو بے یقینی اور بے اعتمادی کی فضا کو تیز تر کیا جائے اور لوگوں میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ آئین کے بننے کے بعد بھی بے یقینی ہے ۔ بے اعتمادی ہے وہ کن کو ایڈریس کر رہے ہیں ۔ وہ کسے مخاطب کر رہے ہیں ۔ وہ کیا چاہتے ہیں ؟ آن کو بے نقاب کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم سب نے پاکستان کو از سر نو تعمیر کرنا ہے ۔ اس آئین اور دستور کے تقاضوں کے مطابق از سر نو پاکستان کو بنانا ہے تو سب سے مراد یہ ہے کہ سب لوگ ، عوام کے لوگ ، ملازمتوں کے لوگ ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملازمتوں کے لوگ اور جب میں ملازمتوں کے لوگ کہتا ہوں تو اس میں سب ملازمتیں ہیں ۔ یہ تاریخ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ آئین کے مطابق پاکستان کو از سر نو بنانا ہے اور ملازمتوں کے لوگ اور عوام میں سے کوئی عنصر اگر آئین کے ان تقاضوں کے مطابق اس تاریخی فتوے کے خلاف عمل کرتا ہے تو وہ پاکستان کا دشمن ہے ، عوام کا دشمن ہے ، اسلام کا دشمن ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ سروسز کو ایڈریس کر رہے ہیں کہ آئین نہ بنے ۔ آئین بن گیا تو سروسز کے لوگوں کو ایڈریس کرتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی سروسز کا کوئی حصہ جو پاکستان کے اس مقدر کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے وہ غدار ہے ، قوم اس کو غدار ٹھہرائے گی ۔ قوم اس کا وجود برداشت نہیں کرے گی اور تاریخ اس پر لعنت بھیجے گی جس طرح جعفر اور صادق پر لعنتیں بھیجی جا رہی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اگر ہم سیاسی لیڈروں ، سیاسی کارکنوں اور جب ہم سیاسی لیڈروں اور سیاسی کارکنوں کی بات کرتے ہیں تو تمام جماعتوں اور پارٹیوں کے سیاسی لیڈروں اور سیاسی کارکنوں کی بات کرتے ہیں ۔ اگر ہم ان کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آئین و دستور بنانے کے بعد اس کے تقاضوں کے مطابق پاکستان کو از سر نو تعمیر کرنا ہے ۔ اب ہمارے لیے لازمی ہے ہمارا دینی فریضہ ہے اور اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو مزید مٹ جائیں گے ۔ پہلے بد کیا تھا نتیجہ بد نکلا ۔ مزید بد کریں گے نتائج اچھے نکل نہیں سکتے ۔ اگر ہم ان سے کہتے ہیں تو کیا ہم ان قوتوں کو جو کہ ابھی تک اسی زعم میں مبتلا

ہیں اسی گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ چند طالع آزما، فریب خوردہ جاہل سیاسی لیڈروں کی بنا پر پھر وہ تاریخ کے دھارے کو بدل دیں گے ہم بدل دیں گے، بدل دیں گے؟ اگر ہم سیاسی کارکنوں اور سیاسی لیڈروں کو لعن طعن کر سکتے ہیں تو ان کو بھی بے نقاب کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم ان سیاسی لیڈروں کو بے نقاب کرنے کا فریضہ ادا کرتے ہیں تو کیا ہم ان کو چھوڑ دیں گے؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ہم عوام کو یہ شعور دینا چاہتے ہیں۔ ہم سب کو صرف ان سیاسی کارکنوں کو نہیں۔ تمام پارٹیوں کے محب وطن اور اسلام کے چوکیدار ہیں ان کو یہ کہتے ہیں کہ جو ایسی قوتیں ہیں ان کو پہچانیں، جانیں اور بے نقاب کریں۔ عوام کو ان خطرات سے آگاہ کریں۔ یہ سامراج کے ایجنٹ ہیں یہ اسلام دشمنوں کے ایجنٹ ہیں۔ یہ انقلاب دشمن طاقتوں کے ایجنٹ ہیں۔ بڑے دکھ سے اس لیے جناب والا۔ اس تجزیہ کے پیش نظر عرض کر رہا ہوں کہ آئین بنانے کے بعد جمہوری تقاضے پورے کرنا لازمی ہے اور جو جمہوریت کے اور جمہوری تقاضوں کے برعکس دوسرے عناصر کو دعوت دیتے ہیں اور غیر جمہوری طریقوں سے جمہوریت کے قتوے کو جو رد کرنا چاہتے ہیں وہ آئین اور دستور کی تکذیب کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ عوامی فتویٰ ہے۔ انہیں جان لینا چاہیے کہ یہ عوامی فتویٰ ہے اور ایسا کرنے والے کبھی بچ نہیں سکتے۔

جناب والا۔ میں ملک مختار احمد اعوان وزیر قانون کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ حقائق اپنے فاضل دوستوں کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔ اس لیے سرمایہ داری اور جاگیر داری اور افسر شاہی کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قومی سی تعداد پر مشتمل ایک طبقہ یا لشکر نہیں ہے۔ اس ملک کے انہوں نے اس حد تک جڑیں پکڑ لی ہیں کہ جب تک ان کو ختم نہیں کیا جائے گا پاکستان کی تعمیر نو کے اصلی مقاصد حاصل ہی نہیں کیے جا سکتے۔ ہم نے سوسائٹی کو بدلنا ہے، ہم نے قدروں کو بدلنا ہے، ہم نے احترام آدمیت کو لانا ہے، ہم نے سچی اسلامی جمہوریت کے مطابق اپنے انفرادی اور اجتماعی عمل کو سنوارنا ہے۔ دستور کے ذریعے آپ نے محض ان اصولوں اور نظریات کو مدون کیا ہے۔ آپ نے کوئی نئی چیز نہیں دی۔ وہ اصول اور نظریات انسانوں کے ذہن میں موجود تھے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جا رہا تھا۔ آپ نے مدون کر دیا ہے۔ ان اصولوں کو جو کہ تاریخ پاکستان کے طالب علم [illegible]

نے انہیں محض کتابی صورت میں مدون کیا ہے ۔ اس طرح سے آپ نے مستقل طور پر اپنے قومی وجود کو ثابت کیا ہے اور اقوام عالم میں آپ اس قابل ہوئے ہیں کہ کہہ سکیں کہ ہم بھی ایک قوم ہیں ۔ لیکن یاد رکھو اصول پہلے بھی موجود تھے ۔ کتابی صورت میں اگرچہ نہیں تھے لیکن پہلے سے موجود تھے اور انہیں اصولوں کی خاطر یہ پاکستان وجود میں آیا تھا ۔ قرآن حکیم موجود ہے لیکن اگر قرآن حکیم پر عمل نہ کیا جائے تو انقلاب کیسے آئے گا ۔ اسی طرح دستور کی کتاب بھی مل گئی ۔ جمہوری عمل اختیار نہ کیا گیا تو انقلاب کیسے آئے گا ۔ یہاں تو صورت حال جناب والا ۔ یہ ہے کہ سیاسی پارٹیوں کے مابین تعلقات کیا ہیں ۔ دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم جمہوریت کا نام لیتے ہیں لیکن دوسرے کی بات سننا گوارا نہیں کرتے ۔ پسند نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہمیں حق ہے ہر بات کے کہنے کا ۔ بالکل حق ہے لیکن کسی کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ استحصالی نظام کو مختلف طریقوں سے واپس لانے کی بات یہاں کی جائے ۔ ہم اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں کہ ناجائز ذرائع سے دولت پر قابض ہونے والے تمام افراد اسی طرح موجود ہیں اور یہ اپنی ساری دولت ان کے قدموں میں ڈال دیں گے جو کہ وہ نظام قائم رکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم اس بات کی کس طرح اجازت دے سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ بے شک ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہمیں انہیں اجازت نہیں دینی چاہیے اور جب میں کہتا ہوں ہمیں تو اس میں میاں خورشید انور کو بھی اس سے مبرا قرار نہیں دیتا ۔

میاں خورشید انور ۔ اصولاں تے عمل کون کرے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ یاد رکھو دوستو مسلم لیگ کا زوال اس وقت شروع ہوا تھا ۔ کاش کہ مسلم لیگ کو زوال نہ آتا کیونکہ مسلم لیگ کا زوال پاکستان کا زوال بن گیا ۔ یہ زوال مسلم لیگ کو نہیں پاکستان کو زوال آ گیا ۔ اور مسلم لیگ کو زوال اس لیے آیا کہ آپ نے برادریوں کی بنیاد پر ، آپ نے قبیلوں کے امتیاز کی بنا پر ، آپ نے نسلوں کے امتیاز کی بنا پر مسلم لیگ کی قیادت پر قبضہ کرنے کی مستقل پالیسی اپنا لی تھی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ نے انسانوں کے درمیان اچھے اور برے کارکنوں کے درمیان اچھے اور برے کا معیار ذات برادری کو قرار دے دیا تھا اور یہ پاکستان کے بنیادی نظریے کے ، اسلام ،

کے بنیادی نظریے کے خلاف تھا ۔ یہ انسانیت کی توہین تھی ۔ آپ نے انسانیت کی توہین کی قدرت نے آپ کو سزا دی ۔ ان قائدین کو سزا دی ۔ بد قسمتی سے ان کو تو سزا ملی لیکن ساتھ ہی پاکستان کو بھی سزا مل گئی ۔ اس لیے آج بھی ہمیں نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ مسائل در پیش ہیں یہ تمام قوم کو مسائل در پیش ہیں ۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی اپنے اصولوں کے مطابق اپنے نظریات کے مطابق تجدید عہد کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے جو کہ مسلم لیگ نے ختم کیے تھے تو اس میں پاکستان کی بقا کا ، پاکستان کے استحکام کا ۔ پاکستان کے عوام کی بھلائی کا سوال ہے ۔ اس لیے سب کو یہ خواہش کرنی چاہیے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان برائیوں کا شکار نہ ہو جائے ۔ جس سیاسی اور اخلاقی برائیوں کا شکار مسلم لیگ ہو گئی تھی ۔

میاں خورشید انور ۔ پیپلز پارٹی اس کا شکار ہو چکی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ انشاء اللہ نہیں ہوئی اور نہ ہوگی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ایک محب وطن ایک انقلابی کی حیثیت سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب میاں خورشید انور صاحب ۔ جناب سپیکر آپ کے توسل سے میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس نکتہ پر غور فرمائیں ۔ ہم پیپلز پارٹی کے لوگ یہ چاہتے ہیں کیونکہ جب ہماری پارلیمانی جمہوریت ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ multi party State ہوگی اور جب یہ multi party State ہوگی تو لازمی طور پر پارٹیاں ہوں گی ۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پارٹی صحیح ہو تو دوسری پارٹیاں بھی ایسی ہونی چاہئیں ۔ اگر یہ تمام پارٹیاں برائیوں سے پاک ہوں گی تو ہماری بھی پارٹی چلے گی اور زیادہ قوی ہوگی ۔ قومی ضرورت ہے کہ دوسری پارٹیاں بھی تمام برائیوں سے پاک ہوں تاکہ سب پارٹیاں پارلیمانی جمہوریت کے مطابق عمل کر سکیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی اخلاقی ضرورت ہے کہ پیپلز پارٹی کی کامیابی ہو ۔ ہمارے لیے یہ ضروری ہے اور یہ قومی ضرورت ہے کہ آپ کی پارٹی صحیح جمہوریت حاصل کر کے صحیح جمہوریت کے اصول کے مطابق پنپے ۔ اسی میں سب کا بھلا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بجٹ جو جناب محمد حنیف رامے صاحب نے پیش کیا ہے اس میں اگر پیپلز پارٹی کے نظریات کا ذکر کیا گیا ہے تو یہ لازم تھا اور ان کو یہ کہنا بھی چاہیے تھا [illegible]

اپنی منزل کی نشاندھی کی ہے تاکہ اس روشنی میں یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ یہ بجٹ کس حد تک عوامی ہے اور جو انقلاب ہم لانا چاہتے ہیں وہ لا سکیں۔ جناب والا ۔ یہ ہم سب مانتے ہیں کہ ہماری بات ٹھیک تھی کہ ہم ایسا معاشرہ برپا کرنا چاہتے ہیں جس میں انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال نہ ہو۔ وہ استحصال جاری رہا تو صورت حال یہ ہو گئی کہ انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ہوا اور علاقوں کے ہاتھوں علاقوں کا استحصال ۔ یہ انتہائی بد بختی ہے کہ پاکستان کے اندر 10 اضلاع ترقی یافتہ گنے جائیں اور 9 اضلاع پسماندہ گنے جائیں ۔ اگر یہ صحیح نظم ہوتا تو یہ نہیں ہو سکتا تھا اور ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ لیکن آپ نے داد نہیں دی ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے 9 اضلاع پسماندہ ہیں لیکن انہیں ہم نے اولیت دی ہے اور پھر ہم نے ہر مسئلہ پر اولیت دی ہے ۔ پھر ہم نے یہ پالیسی طے کی ہے کہ ان اضلاع میں مزید ترقی کے اقدامات کیے جائیں ۔ ہر تحصیل اور ہر تھانہ کے علاقوں میں بہتری کی سکیمیں سوچی گئی ہیں ۔ ان کے مسائل کے لحاظ سے اولیت اور ترجیح دی جائے یہ ہم نے پالیسی طے کی ہے ۔ پھر ہم نے جناب والا ۔ ہم نے صوبہ کی سطح پر دیکھنا ہے کہ اولین مسائل کون سے ہیں ۔ جن کی طرف ہمیں توجہ دینی ضروری ہے ۔ مثال کے طور پر صحت ہے ، تعلیم ہے ، پینے کا پانی ۔ کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ پانی کے مسائل کو اس بجٹ کے ذریعے کس حد تک صحیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے ؟ کس طرح ہم نے اگر میرے اعداد و شمار غلط نہ ہوں تو 127 کے قریب واٹر سپلائی کی سکیمیں جاری کی ہیں اور زیادہ سے زیادہ خرچ ان پر کیا جا رہا ہے ۔ مواصلات پر ہم نے خرچ کیا ہے تاکہ قصبوں کو منڈیوں سے اور منڈیوں کو شہروں سے ملا دیا جائے ۔ شہری اور دیہاتی زندگی میں جو فرق ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور کم آمدنی والا جو طبقہ تھا اور ان کی جو مختلف دشواریاں تھیں ان کو کسی حد تک حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ معروضی حقائق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور ان کی روشنی میں ان کا مطالعہ کرنا چاہیے ۔

اس سلسلے میں میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ بھول جاتے ہیں کہ پاکستان کو کل آمدنی کا اگر 66 فیصدی نہیں تو 60 فیصدی دفاع پر خرچ کرنا

پڑتا ہے اور اس پر مزید خرچ کرنے کی ضرورت ہے ۔ کل آمدنی کا 66 فیصد اور 18 فیصد سود کی ادائیگی ہے تو یہ ہو گیا 84 فیصد ۔ باقی 16 فیصد وہ جاتا ہے جو زراعت ، تعلیم ، صنعت اور تجارت پر خرچ کیا گیا ہے ۔ یہ خرچ کیا جانا مطلوب ہے یہ ناگزیر ہے یہ چیزیں جو حقائق پر مبنی ہیں ۔ یہ معروضی حقائق ہیں ان سے جائے فرار نہیں ہے اور آپ کو یاد رہے کہ بیشتر بجٹ کے جو وسائل ہیں وہ ہمیں مرکز سے ملتے ہیں ۔ ان معروضی حقائق کے پیش نظر جو بھی جملہ مسائل ہیں جو پچھلے 25 سال سے حل نہیں ہو سکے ان کو ایک ترتیب سے حل کرنا ہے تاکہ اس منزل کی طرف نشاندھی ہو جس کا ہم وعدہ کر چکے ہیں ۔ ان معروضی حقائق کے پیش نظر ہم ان کو حل کرنا چاہتے ہیں ۔ ایک دو تین چار بجٹ میں سے جو آپ چاہتے ہیں ہمارے جو پیش نظر تصویر ہے اگر وہ ان معنوں میں نہ اترے تو ہو سکتا ہے کہ ملک کی پیداوار میں اضافہ نہ ہو ۔ ہمارے سامنے بلیک مارکیٹ ، سمگلنگ ، ذخیرہ اندوزی ، رشوت ، بد دیانتی اور ہیرا پھیری کے مسائل ہیں جن کو ختم کیا جانا ضروری ہے ان کو کیسے ختم کیا جائے ؟ ان کے ختم کرنے کے سلسلے میں ہم نے چار بنیادی باتیں عرض کر دی ہیں ۔ ہم اس سلسلے میں کہیں گے کہ انتظامی نقطہ نگاہ سے اس معاشی پالیسی کو ترتیب دینے کے لیے اور معاشرتی ڈھانچے کو بدلنے کے لیے اپنی پارٹی کے ذریعے اور قانون کے ذریعے ۔ تعلیم کو نئی نہج عطا کرنے کے لیے ہم جو کچھ کریں گے وہ ہم کریں گے تو ان معروضی حقائق اور تلخیوں کو ہم فراموش نہیں کر سکتے ۔ ان کی روشنی میں دیکھیں کہ محترم وزیر خزانہ نے اپنی پارٹی کے نقطہ نظر سے اس بجٹ کو کس رنگ میں اور کس ڈھنگ سے پیش کیا ہے ۔ اس لیے مجھے یہ خوشی تھی کہ اپوزیشن کے دوست رہنما اور تجربہ کار میرے دوست تشریف فرما ہیں جو مجھ پر تنقید فرمائیں گے اور تنقید فرمانے کے وہ حق رکھتے ہیں ۔ ان کو تنقید کرنی بھی چاہیے ۔ یہ ان کا فرض ہے اور ہمارے مہمان نے بھی تنقید کی ہے ۔ جب ہمارے اپنے مہمان نے اپنے مسائل کا ذکر کیا تو اس وقت انھوں نے بجٹ کو اس طرح الجھایا کہ وہ تسلی بخش طریقہ نہیں ہے ۔ وہ مسٹر حنیف رامے کی ادبی چشمک پر بھی گفتگو فرماتے رہے ۔ صاحب طرز رامے [redacted] ادیب کوئی بننے کی کوشش کرے تو اس کی یہ سعی لاحاصل [redacted] خداداد [redacted] ہوتی

ہیں جیسے کہ میاں خورشید انور چاہیں کہ شعر کہنا شروع کر دیں تو اس سے کیا حاصل ہو سکتا ہے ۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ جب اخراجات پر کٹوتی کی تحاریک پیش کی جائیں گی تو اپوزیشن کی خدمت میں میری استدعا ہوگی کہ وہ اس نقطہ نظر سے ان پر تنقید فرمائیں کہ ہم ان کی اچھی تجاویز کو اپنا سکیں اور ان کی روشنی میں بجٹ میں مزید جو چند چیزیں کی جا سکتی ہیں وہ ہم کریں ۔

آخر میں میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ یہ ہجر اور جدائی کے جو صدمے سہہ سہہ کر میاں خورشید انور اتنے پریشان ہو گئے تھے تو میں نے ان کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جناب محترم قائد ایوان اور وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر دلپذیر کے اجزا و عناصر سے اختلاف کے باوجود ان کی متوازن تقریر پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن انہوں نے اپنی تقریر میں بار بار احترام آدمیت کا ذکر کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ایک معاشرے کی تشکیل صالح احترام آدمیت کی ہمیشہ مرہون منت ہوتی ہے ۔ لیکن میں ان کی توجہ اس حقیقت کی طرف دلاؤں گا کہ اس طرف بیٹھنے والے دوستوں نے ان کے خادم نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس ایوان کے اندر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی خلیج کو وسیع نہ ہونے دیا جائے لیکن مجھے بیحد افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کل ان کے ایک رفیق کار ملک مختار احمد اعوان نے اس طرف بیٹھنے والے لوگوں پر اور اس ایوان کے نمائندوں پر اور مجھ پر ذاتی اور رکیک حملے کیے ہیں :

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

کسی کے لباس پر تراش و خراش کی ، کسی کی نشست و برخاست پر ، کسی رکن کے متعلق کچھ اور کچھ ۔ تو یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی اس ایوان کے اندر اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کسی پر ذاتی حملے کیے جائیں ۔ اگر ملک مختار صاحب یہی یہ چاہتے ہیں تو ہم ان کا یہ چیلنج قبول کرتے ہیں ۔ باقی جو کٹ موشن آ رہی ہیں ان کا ذکر بار بار اس میں آتا رہے گا اور میں اس

پلیٹ فارم سے دعا کرتا ہوں کہ گورنر کھر اور صدر بھٹو کو اس قسم کے دوستوں سے خدا 14 اگست کے بعد نجات دلائے۔

وزیر قانون ۔ Point personal explanation, Sir.

جناب والا ۔ میں نے کئی بار اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جمہوری اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے اور پارلیمانی تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں نے ہمیشہ جو بھی بات اس ایوان میں کی ہے وہ حق و انصاف پر مبنی بات کی ہے ۔ میں کسی صورت میں بھی ایسا نہیں کر سکتا کہ قائد حزب اختلاف کی شان میں ۔ ان کی ذات کے بارے میں کوئی گستاخانہ زبان استعمال کروں ۔ میں نے کبھی نہیں کی لیکن مجھے پھر بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بار بار threats دیے جاتے ہیں ۔ کٹ موشنز ہوں گی ۔ یہ ہوگا ۔ وہ ہوگا ۔ سے نجات دلائی جائے فلاں سے نجات دلائی جائے ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی خدمت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کابینہ کے تمام وزراء کو جناب قائد عوام جناب قائد پنجاب مصطفیٰ کھر صاحب نے نامزد فرمایا ہے ۔ وہ جس دن یہ سمجھیں گے کہ ہم میں سے کوئی نااہل ہے یا ہم میں سے کسی نے عوام کے مفاد کے خلاف کام کیا ہے تو وہ کسی وقت ۔ کسی لمحے ہمیں رخصت دے سکتے ہیں ۔ ہمیں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی موجودگی نہ صرف پارٹی کے لیے باعث شرم ہے بلکہ پوری قوم کے لئے باعث شرم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ بات کی گئی ہے کہ قائد عوام اور قائد پنجاب کو ایسے وزراء سے چھٹکارا ملے ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I don't think that any explanation is required.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب ملک معراج خالد صاحب ۔ میں نے آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی ۔ آپ سن رہے ہیں ؟

Mr. Speaker : This is no personal explanation about the same objection. No general statements is perhisible.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اول تو علامہ صاحب کل ہاؤس میں موجود ہی نہیں تھے ۔ نہ انہوں نے میری تقریر سنی ہے ۔ یہ اب کسی کے کہنے پر ایسی بات کر رہے ہیں ۔ اس کی پہلے تحقیق کر لیں ۔ میں نے کوئی بھی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں نے قائد ایوان سے اس کی تحقیق کر لی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ میں اس دکھ بھرے دل کی آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ :

سرے بازار میں یاروں کی تلاش
جو بھی گزرا ہے خفا گزرا ہے

مسٹر سپیکر ۔ شیخ محمد انور تو ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ۔

شیخ محمد اقبال ۔

(قطع کلامیاں)

The House is adjourned for thirty minutes. It shall re-assemble on 11.25 hour.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی) ۔

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار غلام عباس ۔

سردار غلام عباس خان گادھی (لائل پور ۔ 16) ۔ میں بجٹ 74-1973ء پیش کرنے پر جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ موجودہ بجٹ واقعی پچھلے سالوں سے بہت ہی زیادہ ترقیاتی سکیمیں لے کر پیش کیا گیا ہے ۔ پچھلے بجٹ 73-1972ء میں میرے حلقے کے عوام کی طرف سے جتنے مطالبات پیش کیے گئے تھے ، ان میں میرے حلقے کالیہ شہر میں شوگر مل منظور کی گئی ہے ۔ تین چار سڑکوں کے متعلق میں نے مطالبات پیش کیے تھے جو سب کے سب منظور ہو کر زیر تعمیر ہیں ۔ میں اپنے حلقے کے عوام کی طرف سے موجودہ حکومت کے اس اقدام پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ موجودہ بجٹ جو تیار کیا گیا ہے اگر اس میں جو انگریزوں کی یاد اور انگریزوں نے جو اپنے خوشامدی پیدا کیے تھے جس کو نمبرداری سسٹم کہا جاتا ہے ، اگر اس کو ختم کر دیا جاتا اور جو نمبرداروں کو پنجوترہ

دیا جاتا ہے ۔ اگر اس پنجوتریے کو جو پنجاب میں سوا کروڑ روپیہ بنتا ہے ، بجٹ میں شمار کیا جاتا تو میرا خیال ہے کہ بہت ہی اچھا ہوتا ۔ کیونکہ نمبرداری نظام ایسا نظام ہے کہ یہ ماسوائے مقامی افسران ، پولیس ، محکمہ مال کے نائب تحصیل دار اور پٹواری کی رشوت دلالی کے بغیر کچھ نہیں کیے رہا ۔ اور اس کے علاوہ نمبرداران جھوٹی شہادتیں اور غریبوں پر ظلم و جبر کے علاوہ کوئی کارروائی نہیں کرتے ۔ یحییٰ خان کے دور میں ان نمبرداروں کو پھر دوبارہ نصف نصف مربع اراضی الاٹ کیا گیا تھا ۔ اگر یہ مربعے کینسل کر دیے جاتے تو میرے خیال میں 28 ہزار کنبہ اس پر آباد ہو سکتا تھا ۔ اگر یہ کیا جاتا تو میرے خیال میں بجٹ اور بھی زیادہ موزوں اور مقبول ہوتا ۔

جناب والا ۔ میرے حلقے میں چکوک نمبر 34/692 گ ب تا 704/46 گ ب تیرہ دیہات پر مشتمل ہیں جو تریموں ، سندھنالی رابطہ نہر کے دونوں طرف ساتھ ساتھ واقع ہیں ۔ زرخیزی اور پیداواری لحاظ سے علاقے کے بہترین دیہات تھے ۔ سات آٹھ سال پیشتر جب تریموں سے سندھنالی رابطہ نہر کھودی گئی تو صرف چار پانچ فٹ گہرائی ہوئی اور بقایا نہر کناروں پر بند باندھ کر تعمیر ہوئی ۔ مذکورہ رابطہ نہر ششماہی رکھی گئی تھی اور صرف فصل ربیع میں چلتی تھی ۔ اور اب یہ یکایک دائمی اور سالانہ کر دی گئی ہے ۔ اور پانی کی مقدار میں اضافہ کرکے پانی کی گہرائی 9 کی بجائے 11 فٹ کر دی گئی ہے ۔ جس کے نتیجے میں اردگرد کے مذکورہ دیہات میں سیم کا پانی سیلاب کی صورت پھیل گیا ہے ۔ دو دو میل تک تمام رقبہ زیر آب آ گیا ہے اور مذکورہ دیہات کی اراضی قیمتی ہونے کے باوجود وہاں گندم ، کپاس اور گنے کی فصلات معیاری نہیں ہو رہیں اور زرخیز زمین اب دلدل اور بنجر ہو کر رہ گئی ہے ۔ کاشتکار آمدنی سے قطعاً محروم ہو گئے ہیں اور ان کو فالہ کشی پر مجبور کر دیا گیا ہے ۔ درخت خشک ہو گئے ہیں مکان خستہ ہو کر گر رہے ہیں اور لوگ روٹی اور چھت سے بھی محروم ہوتے جا رہے ہیں ۔ 1970ء کے بجٹ میں ان دیہاتوں کو سکارپ نمبر 9 میں رکھا گیا تھا لیکن بجٹ کی کمی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان دیہات پر

ڈاکٹر صاحب یہ نوٹ فرما لیں کیونکہ یہ 13 دیہاتوں کا مسئلہ ہے اور یہ بالکل بے روزگار ہو چکے ہیں ۔ تو ان دیہاتوں کو سکارپ میں شامل کیا جانا چاہیے یا ان کو متبادل رقبہ دیا جانا چاہیے تا کہ وہ لوگ جو بے روزگار ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو روزگار میسر آ سکے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ موجودہ بجٹ میں پولیس کے لیے کافی روپیہ رکھا گیا ہے اور اس پر اعتراض کیا جا رہا ہے کہ یہ روپیہ کیوں رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ پولیس کا محکمہ ایک ایسا محکمہ ہے جو ملک کے خطرناک حالات ، ڈاکوؤں ، چوروں کا محاسبہ کرتا ہے اور ان کے پاس جو موجودہ وقت ہے اس لیے کہ ڈکیت اور چور جو ہیں وہ ہمیشہ کاروں پر وارداتیں کرتے ہیں ۔ پولیس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ماسوائے گھوڑوں اور سائیکلوں کے کہ ان کا محاسبہ کر سکے اور ان کو بر وقت پکڑ سکے تو اسی طرح پولیس کی نفری بھی کم ہے جس سے پوری طرح وارداتوں پر قابو نہیں پایا جاتا رہا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ روپیہ بالکل صحیح رکھا گیا ہے اور جو کچھ آج سے ایک ماہ پہلے حکومت اور جناب انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے جرائم پر قابو پا لیا تھا اور جرائم پر کنٹرول کیا ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اسی طرح کنٹرول ہوتا رہے گا ۔ ایسی مہمیں جیسے کہ پچھلے دور میں ہفتہ منایا جاتا تھا ۔ کبھی ہفتہ اصلاحات ، کبھی کوئی ہفتہ تو کبھی کوئی ہفتہ ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب یہ ہفتے کی صورت نہیں ہوگی بلکہ یہ عمل ہمیشہ کیا جاتا رہے گا ۔ اور پولیس جو کچھ کر رہی ہے مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ اب پنجاب کے عوام پنجاب کے غریب لوگ جو دن کو محنت مزدوری کرکے رات کو گھروں میں آ کر اپنے مویشیوں اور اپنی عزتوں کا پہرہ دیا کرتے تھے اب وہ سکھ کی نیند سوتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میرے حلقہ کالیہ میں ایک سول ہسپتال ہے جو میونسپل کمیٹی کی تحویل میں ہے ۔ کمیٹی کی مالی حالت بالکل خراب ہے اور اس کی وجہ سے اس ہسپتال میں دوا میسر نہیں ہے ۔ یہ شہر 70 ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے اور تمام اردگرد کے دیہات جو ہیں وہ بھی اسی ہسپتال سے دوائی حاصل کرتے تھے ۔ لیکن اس وقت وہاں کوئی دوا نہیں مل رہی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ہسپتال کو صوبائی حکومت اپنی تحویل میں لے تو وہاں کے

عوام کو فائدہ پہنچے گا ۔ اور ان کو علاج معالجہ کی سہولتیں میسر آئیں گی ۔

جناب والا ۔ کمالیہ شہر 70 ہزار افراد پر مشتمل ہے لیکن اتنی گنجان آبادی اور اردگرد جو دیہات ہیں ان کے لیے کوئی گرلز کالج نہیں ہے ۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہ میرا یہ پوائنٹ نوٹ فرما لیں اور کمالیہ میں گرلز کالج منظور فرمایا جانا چاہیے ۔

جناب والا ۔ کمالیہ کے قریب جنگلات ہیں جو کہ سینکڑوں مربعوں پر مشتمل ہیں اور جن میں جنگلی جانور کثرت سے رہتے ہیں ۔ اردگرد کے جتنے دیہات ہیں ان میں رات کو وہ جا کر فصلات کا نقصان کرتے ہیں اور نصف حصہ وہ بٹائی کا لے جاتے ہیں ۔ (قہقہہ) جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ وہاں ایک تجربہ دیہاتوں میں کیا گیا ہے کہ دیہاتیوں نے وہاں بجلی کی تاریں اپنے مربعوں کے گرد پھیلا دیں تو اس سے چالیس پچاس کی تعداد میں وہاں رات کو جنگلی جانور مارے جاتے ہیں ۔ حکومت تو اس پر کنٹرول کر نہیں سکی اور نہ ہی محکمہ کوئی موثر منصوبہ اس کے انسداد کے لیے بنا سکا ہے ۔ ہمیشہ یہی کہا جاتا رہا ہے کہ سوروں کو مارنے کی مہم چلائیں گے ۔ دوائیں استعمال کریں گے لیکن آج تک کچھ نہیں کیا گیا اور نہ کوئی فائدہ حاصل ہوا ہے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ چونکہ کمالیہ کے جنگلات کے اردگرد بجلی پھیلی ہوئی ہے تو وہاں سے بجلی لے کر اگر تاریں مربعوں کے گرد لگا دی جائیں تو اس کا موثر طور پر انسداد ہو سکتا ہے ۔ اور وہ جو فصلات ہیں ان کو محفوظ کیا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ صوبائی بجٹ میں میرے حلقہ کمالیہ سے پیر محل تک ایک پختہ سڑک 14 میل تک منظور کی گئی جس کے لیے 8 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ تو میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ 8 لاکھ روپے کی بجائے اگر 14 لاکھ روپے رکھ دیے جائیں تو میرے خیال میں 7 میل لمبی پختہ سڑک بن جائے گی جس سے کئی دیہات کمالیہ منڈی سے مل سکیں گے اور اگلے سال اس سڑک کو اگلے بجٹ میں رکھ کر پھر پیر محل سے ملا دیا جائے تو وہ چار پانچ میل بنے گی جس سے چار پانچ دیہات کو ہی فائدہ پہنچے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار نصراللہ خان دریشک ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا

چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شاہ صاحب میں آپ کا پورے دو گھنٹے انتظار کرتا رہا ہوں ۔ اب بعد میں آپ کو موقع دینے کی کوشش کروں گا ۔

سردار نصراللہ خان دریشک (ڈیرہ غازی خان ۔ II) ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ میزانیے کے بارے میں میرے دوستوں کی جانب سے سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے ۔ اس بارے میں میں صرف اس قدر کہوں گا کہ موجودہ میزانیہ پیپلز پارٹی کے منشور اور اس کے ترقیاتی پروگرام کے عین مطابق ہے ۔ جناب والا ۔ اس کو ہم منزل تو قرار نہیں دے سکتے لیکن منزل کی طرف ایک اہم قدم ضرور قرار دے سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس میزانیے پر جناب وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ اب میں چند امور کی طرف جناب وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کراؤں گا ۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا صوبے سے تعلق ہے کچھ ایسے ہیں جن کا وفاقی حکومت سے تعلق ہے ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں نئے ٹیکسوں کی بجائے اگر جو پرانے ٹیکس چور ہیں ان کا محاسبہ کیا جائے تو ہمیں نئے ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔ میں بہت سے لوگوں کو جانتا ہوں میرے بہت سے دوست عزیز ہیں جنہوں نے جننگ فیکٹریز جنہوں نے ملیں لگائی ہوئی ہیں اور ہمارے ڈکھاتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لاکھوں روپے کی کمائی کرتے ہیں اور سالانہ وہ خسارہ دکھا کر ٹیکس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اس قسم کے حالات پر قابو پانے کے لیے حکومت کو چاہیے کہ کوئی ایسی سکیم بنائے کہ اس قسم کے واقعات کا سد باب کیا جا سکے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام جو ہیں ان میں ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کا شریک کیا جانا انتہائی ضروری ہے ۔ میں اپنے ضلع کے بارے میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہاں پر گزشتہ سال ایک silk ejector کے لیے 35 لاکھ روپے دیے گئے لیکن ان میں سے زیادہ سے زیادہ 5 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور باقی رقم lapse ہو گئی ۔ اسی طریقے سے اور بھی بہت سی مدیں ہیں جن سے ان کو پیسے دیے جاتے ہیں لیکن ان کا صحیح مصرف نہیں ہوتا ۔ یہاں لاہور میں بیٹھ کر وہاں کے حالات کی

priorities fix کرنے میں بہت دشواری ہوتی ہے - ضلع کے لیے بھی جو منظور ہو تو اس میں ضلع کے عوامی نمائندے شریک کرکے priorities fix کرائی جائیں -

جناب والا - اس کے علاوہ اس وقت تک ملک میں چینی کی جو کمی ہے اس کی صورت حال یہ ہے کہ سرحد میں چینی surplus ہے - وہاں ایک آدمی کو تین پاؤ چینی ملتی ہے لیکن پنجاب کو ایک چھٹانک بھی نہیں دی جاتی - جبکہ پنجاب غلے میں surplus ہے - پنجاب سے سرحد غلہ لیتا ہے - جب ہم سے وہ غلہ لیتا ہے تو ہمیں بھی وہاں سے چینی ملنی چاہیے اور یہ فرق جو ہے اس کو کم کیا جائے اور ہمارے ہاں بھی پاؤ چینی ملنی چاہیے - جو زیادہ چینی بچے دیہاتوں میں جہاں کے لوگوں کا چینی کا کوٹا کم ہے - اس فاضل چینی سے ان کا کوٹا بڑھایا جائے - اس کے علاوہ جناب والا ہمارے صوبے کی اہم ترین پیداوار جو ہے اور وہ برآمد بھی ہوتی ہے وہ چاول ہے - چاول باسمتی کی قیمتیں مقرر کی جاتی ہیں - اس میں جو grower ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا - ان کو فائدہ تب ہوتا ہے اگر paddy کی قیمتیں مقرر کی جائیں - grower باسمتی پیدا کرتا ہے اس سے مڈل مین خریدتا ہے اور اس کو 18/17 روپیہ من دیتا ہے - مڈل مین ان چاولوں کو صاف کرتا ہے اور در اصل فائدہ جو ہے وہ مڈل مین اٹھاتا ہے - اور ان کو ایکسپورٹ کرتا ہے دیکھا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ تو مڈل مین اٹھاتا ہے - تو جناب والا میری تجویز ہے کہ growers کو فائدہ پہنچانے کے لیے paddy کے نرخ مقرر کیے جائیں -

جناب والا - میں اسی طریق پر آپ کی توجہ ٹریکٹروں کی قیمت کی طرف مبذول کراؤں گا - اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمتیں تو مقرر ہو گئی ہیں لیکن وہ مارکیٹ میں بالکل دستیاب نہیں ہیں - میرے علاقے کے لوگوں نے بھی سینکڑوں کی تعداد میں درخواستیں دی ہیں لیکن ان کو ٹریکٹر نہیں مل رہے - میری گزارش یہ ہے کہ ٹریکٹر کی قیمت بے شک ساڑھے اکتیس ہزار ، چونتیس یا پینتیس ہزار کر دیں لیکن اس کی آسانی سے فراہمی کوائی جائے -

جناب والا - کھاد کی قیمتوں کے بارے میں میں جناب وزیر خزانہ صاحب

کی خدمت میں گزارش تو نہیں کروں گا کہ ان کو کم کیا جائے لیکن مزید قیمت نہ بڑھائی جائے کیونکہ 42 روپے کا نرخ کافی ہے اور اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے اور جناب والا ۔ اب بھی کھاد 42 روپے کی بجائے 45 روپے میں فروخت ہو رہی ہے بلکہ بعض اوقات 47 روپے میں بھی فروخت ہوتی ہے ۔ اس کی چور بازاری ہوتی ہے جس کا سد باب کرنا چاہیے ۔

جناب والا ۔ ایک پنجاب کا اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ دریائے سندھ کا پانی کافی مقدار میں سمندر میں ڈالا جا رہا ہے اور ضائع ہو رہا ہے ۔ تقریباً 30/25 ہزار کیوسک سمندر میں ڈالا جا رہا ہے ۔ ہم نے اپنی Dajal extension کے بارے میں حکام بالا کی توجہ مبذول کرائی اور اس کے متعلق سندھ گورنمنٹ کی توجہ بھی مبذول کرائی گئی ۔ ہمارا حق بنتا ہے ۔ اس کا data 10 سے لے کر 50 سال کا collect کیا گیا لیکن سندھ گورنمنٹ نے ہماری التجا کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو خاطر خواہ پانی ملے اور ہم ان کو لکھ کر بھی دینے کو تیار ہیں کہ جب ان کو ضرورت پڑے ہم ان کے راستے میں حائل نہیں ہوں گے ۔ میری گزارش ہے کہ اس پانی کو ضائع نہ کیا جائے اور ہماری Dajal extension کو پانی دیا جائے ۔ اور بچرار علاقے کو سیراب کیا جائے ۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر Dajal extension اور چشمہ رائی کو پانی دیا جائے تو ہمارا ملک ایک سال کے اندر خوراک میں خود کفیل ہو سکتا ہے ۔

اس کے علاوہ سکارپ I کی سکیموں میں بھی ہمارا ضلع پسماندہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنے ضلع کا نام تو بتائیں ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک ۔ میرا ضلع ڈیرہ غازی خان ہے ۔ جناب والا ۔ میرے ضلع میں ایک لاکھ 12 ہزار ایکڑ سٹیٹ لینڈ ہے اور کندی اسٹیٹ کے نام سے اس کو منسوب کیا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ سال 1958ء میں جب زرعی اصلاحات ہوئیں تو اس وقت بھی کندی اسٹیٹ کے مزارعین کے حقوق کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی تھی ۔ سال 1972ء میں جب پھر زرعی اصلاحات آئیں تو اس وقت بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی بلکہ یحییٰ گورنمنٹ نے جو ان زمینوں کی قیمت مقرر کی تھی اور اس قیمت پر دینے کے لیے عوامی حکومت ان کو مجبور کر رہی ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں تجویز کروں گا اور جناب

وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ ان غریب لوگوں کو جس طرح زمینداروں کو زمین مفت تقسیم کی جا رہی ہے اسی طرح ان کو بھی سرکاری زمین مفت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں mines کا خزانہ موجود ہے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں یہ خزانہ موجود ہے۔ وہاں 300 میل کا ٹرائیبل بیلٹ چلتا ہے جو پہاڑی علاقہ ہے تو میری تجویز ہے کہ مائینز ڈیپارٹمنٹ میں ایک cell قائم کیا جائے جو وہاں جا کر سروے کرے اور رپورٹ دے تاکہ اس خزانے سے ہم فائدہ اٹھا سکیں۔ جناب والا۔ ڈیرہ غازی خان کا علاقہ پسماندہ ہے لیکن ڈیفینس کے نقطہ نگاہ سے یہ ضلع بہت دور تک انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کوٹ مٹھن اور چاٹ لام کے درمیان نشتر پل تعمیر کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے اور وہ پل تعمیر ہو جائے تو اس ضلع کا فاصلہ پنجاب اور دوسرے صوبوں سے 100 سے 200 میل کم ہو جائے گا اور حفاظتی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بڑی اہمیت کا حامل ہوگا۔

جناب والا۔ ہمارا ضلع پسماندہ ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم کی توجہ بھی اپنے ضلع کے تعلیمی مسائل کی طرف مبذول کراؤں گا۔ کیونکہ اس سے پیشتر بھی ہمارا ضلع بہت بے توجگی کا شکار رہا ہے۔ جناب والا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ وہاں زیادہ سے زیادہ پرائمری اور مڈل سکول کھولے جائیں اور راجن پور کے کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے اور داجل سکول کے لیے سٹاف مہیا کیا جائے۔

جناب والا۔ ایک اور اہم مسئلہ میرے علاقے کا جو ہے وہ پینے کے پانی سے متعلق ہے۔ پانی کے لیے جو کہ پینے کے استعمال میں لایا جاتا ہے اس کے لیے 30/20 میل کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ داجل میں ایک انہوں نے سٹور قائم کیا ہے وہاں ایک خاص طریق سے پانی کی سپلائی کی جاتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہر پانچ میل پر پانی کے reservors قائم کیے جائیں تاکہ لوگوں کو 25/20 میل سے پانی نہ لانا پڑے۔

جناب والا۔ ایک اور گزارش یہ ہے کہ ملازمتوں میں ہمارے علاقے کے لوگوں کو نظرانداز کیا جاتا ہے اور کیا جاتا رہا ہے۔ اب موجودہ بجٹ میں 3 جج ہائی کورٹ کے اور 14 سول جج صاحبان کی جگہوں کی گنجائش رکھی

گئی ہے ۔ ہائی کورٹ کی ججی سوچنا تو ہماری پرواز سے اونچا ہے ۔ البتہ سول ججی کے لیے ہمارے علاقے کو consider کیا جائے تو یہ انتہائی مہربانی ہوگی ۔ چیف منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ گزشتہ 13 ماہ میں روجھان میں کوئی مجسٹریٹ نہیں ہے اور بڑی مہربانی ہوگی ۔ اگر ہمارے مطالبات پر غور فرمایا جائے ۔ 500 کے قریب مقدمات ابھی تک پینڈنگ پڑے ہیں ۔ لوگوں کو 110 میل کے فاصلہ پر ڈیرہ غازی خان میں جا کر انصاف حاصل کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے ۔ تو جناب والا ۔ میری گزارش ہے کہ وہاں جلد از جلد مجسٹریٹ تعینات کیے جائیں ۔ جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام میں 27 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس مقصد کے لیے 53 لاکھ روپے رکھی گئی تھی ۔ رامے صاحب کی خدمت میں ہماری تجویز ہے کہ وہ سڑک جو ہم نے متفقہ رائے سے پیپلز ورکس میں منظور کی تھی وہی سڑک بنائی جائے ۔ اب ہمیں کہا جاتا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ سے روپیہ آئے گا اور ہمیں ملے گا ۔ جناب والا ۔ میں پسماندہ ایریا سے تعلق رکھتا ہوں ۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر ہمارے مطالبات پر غور فرمایا جائے ۔ جناب والا ۔ 20 لاکھ روپیہ ہمیں ہماری صوبائی حکومت دے ہمیں سنٹر کی طرف نہ دھکیلا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک سڑک پیپلز ورکس پروگرام میں ہم نے راجن پور ، عاقل پور اور نور پور کے لیے متفقہ طور پر منظور کی تھی تو اس سڑک کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھا جائے ۔

آخر میں میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ گرانی نے جو صورت اختیار کی ہوئی ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس کے لیے بورڈ مقرر کیا گیا ہے ۔ یہ چیز بہت خوش آئند ہے لیکن صبر آزما ہے کیونکہ vested interests اس میں بہت سی رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے ۔ لیکن ہمیں اپنے وزیر خزانہ کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے اور پوری امید ہے کہ وہ اس امتحان میں اس صوبے کی معیشت کو مستحکم بنائیں گے ۔ میں جناب کا ممنون ہوں ۔

شیخ محمد اقبال (جھنگ ۔ 1) ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب والا ۔ سال 74-1973ء کے بجٹ پر تقریر کرنے کا مجھے موقع ملا ہے ۔ جناب والا ۔ جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دینے سے پہلے مجھے کچھ گلہ بھی ہے اور شکوہ بھی اس لیے کہ ضلع جھنگ کے ساتھ بہت نا انصافی کی گئی ہے ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس کے بارے میں وزیر خزانہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ترقیاتی پروگراموں میں بہت سی رقم رکھی ہے لیکن جھنگ کے ساتھ نا انصافی کی ہے ۔ عالی جاہ ۔ جھنگ کے عوام کی بد قسمتی کہہ لیجیے ۔ میں تو یہی کہوں گا کہ پاکستان بننے کے بعد 1947ء سے لے کر 1958ء تک جن لوگوں کا اقتدار ضلع جھنگ میں رہا وہ ایک گروپ تھا جس کو شاہ جیونہ گروپ کہتے ہیں ۔ اس نے ضلع جھنگ جو پہلے ہی پسماندہ تھا اپنے دور اقتدار میں اور پسماندہ کر دیا ۔ اس کی اصل وجہ کیا تھی ؟ وجہ یہ تھی کہ وہ سیاسی جاگیر دار یہ چاہتے تھے کہ کسی شعبہ میں کوئی آدمی با شعور نہ بنے اور ہمارے مقابلہ میں آ کر ہماری یہ سیاسی جاگیر چھین نہ لے ۔

عالی جاہ ۔ ضلع جھنگ والوں کی خوش قسمتی تو تھی کہ ایک وقت میں ضلع جھنگ کے دو منسٹر رہے ۔ اور وہ ضلع والے خوش قسمت ہوتے ہیں جس ضلع کا ہمیر حکومت کا وزیر ہو ۔ لیکن ہماری بد قسمتی یہ تھی کہ انھوں نے اپنے دور اقتدار میں نہ سڑکیں بنائیں نہ ضلع جھنگ میں مل لگنے دی اور پانی اتنا کم کر دیا کہ ضلع سرگودھا ، لائل پور ، ملتان اور ساہیوال کو ساٹھ فیصد اور ضلع جھنگ کو چالیس فیصد پانی ملتا ہے ۔ اس کی وجہ کیا تھی ؟ میں عرض کر چکا ہوں کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ چھوٹا زمیندار اوپر نہ آئے اور ہمارا مقابلہ نہ کرے ۔ کوئی انڈسٹری والا جھنگ میں انڈسٹری نہ لگائے کہ کہیں ہمارے مقابلے میں نہ آ جائے ۔ غریب لوگ پڑھ لکھ کر با شعور نہ ہو جائیں اور کل کو اپنا حق نہ مانگیں ۔

جناب والا ۔ 1958ء کے بعد ایوب خان کی حکومت آ گئی ۔ اس وقت شاہ جیونہ گروپ کا اقتدار رجوعہ گروپ کے پاس آ گیا ۔ رجوعہ گروپ والے بھی جاگیر دار تھے ۔ انھوں نے یہ سوچا اور 1970ء تک ضلع جھنگ پسماندہ سے پسماندہ تر کر دیا ۔ اپنے ذاتی مفادات کے لیے ملیں لیں ۔ مل کے پرمٹ اپنے سگے سالکان کے پاس بیچ دیے ۔ ووٹ پرمٹ لیے اور وہ ٹرانسپورٹروں کے پاس

بیچ دیے ۔ آخر میں 1970ء کے بعد عوامی حکومت آ گئی ۔ یہ حقیقت ہے کہ ضلع جھنگ والوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دیے لیکن الیکشن ہونے کے بعد جھنگ کی اکثریت میں جو صوبائی ممبر آزاد منتخب ہوئے تھے وہ پیپلز پارٹی میں منتخب ہو گئے ۔ ہم نے سوچا کہ اس بجٹ میں شائد ضلع جھنگ والوں کی قسمت کھل جائے لیکن پھر بھی کچھ نہیں ہوا ۔ عالی جاہ ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع جھنگ کے عوام کو نشانہ نہ بنائیں بلکہ ان سے مروت کی جائے ۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں وہ لوگ پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں ۔ مجھے یہ خوشی نہیں ہے اور میں اس سیٹ پر رہنا نہیں چاہتا ۔ مجھے تو خوشی ہوگی کہ ضلع جھنگ کے عوام ترقی کریں ۔ ضلع جھنگ میں زیادہ سے زیادہ ترقی کے کام ہوں ۔

عالی جاہ ۔ جس طرح جناب صدر مملکت اور جناب گورنر مصطفیٰ کھر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقاریر میں ہمیشہ یہ کہا ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دی جائے گی لیکن بجٹ میں اس کے برعکس ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ضلع جھنگ پنجاب میں سب سے پسماندہ ضلع ہے ۔ عوامی حکومت نے جو اصلاحات کی ہیں ان سے ضلع جھنگ کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔ فائدہ کیوں نہیں ہوا میں زرعی اصلاحات کی ایک مثال پیش کرتا ہوں ۔ ضلع جھنگ کے جاگیر دار جن کی زمینیں زرعی اصلاحات میں آنی تھیں انھوں نے کئی طریقے استعمال کرکے اپنی زمینیں بچا لیں ۔ مثال کے طور پر جھنگ میں ایک بہت بڑے جاگیر دار کے پاس 44 مربعے زمین صرف گھوڑی پال کے لیے رکھے ہوئے ہیں ۔ اگر اس نے گھوڑے پالنے ہیں تو اپنی زمین پر گھوڑے پالے ۔ 44 مربعے زمین 88 مزارعین کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے ملے گی ۔ عالی جاہ ۔ اس پر توجہ دی جائے اور جن لوگوں نے اپنی جالا کیوں سے اور کئی اور ذریعے استعمال کرکے اپنی زمینیں بچائی ہیں وہ زرعی اصلاحات میں لائی جائیں اور پانی چالیس فیصد کی بجائے ساٹھ فیصد کیا جائے کیونکہ بڑے جاگیردار جن کی زمینیں نہروں کے قریب ہیں وہ پائپ لگا کر اپنی زمین کی آبپاشی کر لیتے ہیں لیکن چھوٹا زمیندار اتنی جرأت نہیں کر سکتا ۔ آپ برائے مہربانی پانی کو بھی زیادہ کریں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے سنا ہے

کہ لائل پور میں میڈیکل کالج قائم کیا جا رہا ہے ۔ لائل پور تو پہلے ہی بہت بڑا شہر ہے ۔ ایک امیر آدمی کو اور سرمایہ دے دیا جائے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ عالی جاہ ۔ جھنگ میں میڈیکل کالج قائم کیا جائے ۔ تو جہاں تک جھنگ میں صنعتیں لگانے کا تعلق ہے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ جس وقت کسی مل مالک کو یا کسی آدمی کو انڈسٹری کا پرمٹ دیتے ہیں تو اس پر یہ شرط لگائی جائے کہ آپ کو اس وقت تک پرمٹ نہیں دیا جائے گا جب تک آپ اپنی مل جھنگ میں نہ لگائیں ۔ حق تو جھنگ کے عوام کا ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ کالیہ کے نواب کھرل ہیں جن کو مل کا پرمٹ دیا جا رہا ہے ۔ عالی جاہ ۔ برائے مہربانی یہ پرمٹ جھنگ کے عوام کو دیا جائے ۔ جھنگ کے عوام کی ایک سوسائٹی بنائیں اور پبلک سیکٹر کو یہ پرمٹ دیا جائے ۔ کسی نواب کو یا کسی نوابزادے کو یہ مل پرمٹ نہ دیا جائے ۔

عالی جاہ ۔ جھنگ میں سوئی گیس نہیں ہے ۔ سوئی گیس اور سڑکوں کے لیے رقم مہیا کی جائے ۔ کیونکہ جھنگ کی سڑکیں جتنی بھی ہیں ان کی چوڑائی سب سے کم ہے اور آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔ سڑکیں چونکہ کم چوڑی ہیں اور سنگل ہیں اس لیے ان کو اور کھلا کرنے کے لیے رقم مخصوص کی جائے ۔ کیونکہ جھنگ پسماندہ ضلع ہے اور ذرائع آمد و رفت سڑکوں کے ذریعے اور بڑھیں گے اور ضلع کی ترقی میں کچھ اضافہ ہوگا ۔

جناب والا ۔ آپ نے چھ کروڑ روپے کے جو ٹیکس لگائے ہیں اس کی میں مخالفت اس لیے کرتا ہوں کہ زرعی انکم ٹیکس اور باقی ٹیکسوں سے جہاں تک مجھے علم ہے چھ کروڑ روپے وصول ہوں گے ۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نئے ٹیکس لگانے کی بجائے پرانے ٹیکسوں پر کنٹرول کریں اور ٹیکس کا طریقہ کار بدل دیں ۔ میں بڑے وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ اگر پنجاب گورنمنٹ کو دس کروڑ روپیہ ٹیکس میں آمدنی ہے تو میں پندرہ کروڑ دینے کو تیار ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) کہ آپ یہ ٹیکس ٹھیکے پر دے دیں جیسے پلیں ٹھیکے پر دیتے ہیں ۔ پرانے ٹیکس یعنی سابقہ ٹیکس اگر وہی وصول ہو جائیں تو نئے ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ عالی جاہ ۔ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ ایک مل اونر ایک کروڑ روپے کماتا ہے اور ٹیکس چھتیس لاکھ روپے دیتا ہے ۔ عالی جاہ ۔ میں ٹرانسپورٹر ہوں اور میں بڑے

وثوق سے کہتا ہوں کہ 9 ہزار بسیں پنجاب میں چلتی ہیں ۔ ان میں سے ایک ہزار بس کا ٹیکس دیا جاتا ہے اور 8 ہزار بس کا ٹیکس چوری کیا جاتا ہے ۔ یہ حقیقت ہے ۔ جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ نوکر شاہی ، سرمایہ دار اور جاگیر دار کا محاسبہ کیا جائے گا ۔ تو میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر عمل بھی کریں ۔ جھنگ کا اے ۔ ڈی ۔ بی ۔ ڈی جس نے ضلع جھنگ میں رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے اس کے متعلق میں جناب گورنر پنجاب کو ملا ہوں انھوں نے ٹرانسفر کر دی ۔ جھنگ کے پانچ چھ ایم ۔ پی ۔ اے ملے کہ یہ بڑا دیانت دار ہے جیسے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہماری وہ جمہوریت نہیں کہ مرد کے ساتھ مرد کی شادی ہو ۔ مگر حقیقت یہ ہے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس جیسا بد دیانت ضلع جھنگ میں کوئی افسر نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ مرد کے ساتھ مرد کی شادی نہیں ہوگی ۔ ہم ایسی جمہوریت پسند نہیں کریں گے ۔ اور وہ افسر کہتا ہے کہ جھنگ کا بارہ لاکھ عوام اگر یہ کوشش کرے کہ میری ٹرانسفر ہو جائے تو وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔ عالی جاہ ۔ اس کو معطل کیا جائے اور اس کے بعد انکوائری کی جائے ۔ میں حقیقت میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مجرم ثابت نہ ہوا تو میں اسمبلی کی رکنیت سے استعفا دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حنیف نارو ۔

مسٹر محمد حنیف نارو (رحیم یار خاں) ۔ جناب والا ۔ مجھ پر وقت کے خنجر کا وار نہ کیا جائے ۔ اور بیگم محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر صاحبہ سے التماس ہے کہ وہ میری تقریر میں مداخلت نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ایک منٹ تو ان باتوں میں لگا دیا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ انھوں نے دھمکی دی تھی ۔ میں کوئی تحریک استحقاق تو پیش نہیں کروں گا لیکن یہ التماس کروں گا کہ وہ میری تقریر میں مداخلت نہ کریں ۔

جناب والا ۔ اپوزیشن کی طرف سے اسلام اور سوشلزم کے فلسفے پر بڑی بحث ہوئی ہے اور جناب والا ۔ اگر ان کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو وہ جائیں اور اس دیوانے کی خواہش پوری کریں جو لاہور میں سڑکوں پر یہ

بورڈ لیے پھر رہا ہے کہ مجھے پاکستان میں مسلمان دیکھنا ہے جو فلسفہ یا جو تفسیر وہ بیان کرتے ہیں وہ کسی طرح اسلامی نہیں ہے بلکہ ان کا فلسفہ قارونی ہو سکتا ہے - ان کا نظریہ فرعونی ہو سکتا ہے اور مذہب کو جس انداز میں پیش کر رہے ہیں اس کا واسطہ اسلام سے دور کا نہیں ہو سکتا - ہاں اس کا واسطہ ہامانی ہو سکتا ہے - جناب والا انہیں اس بات کا احساس نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب دینے کے طریقے اب عوامی اختیار کر لیے ہیں - پہلے اللہ تعالیٰ فرعون کو، قارون کو زمین میں دھنسا کر عذاب دیتا تھا لیکن آج کل جمہوریت کا انہوں نے نعرہ لگایا ہے - انہیں جمہوریت کے ذریعے عذاب دیتا ہے - اللہ تعالیٰ شاید عذاب بالمثل کے قائل ہے جس طرح ہومیو پیتھی میں ہوتا ہے کہ علاج بالمثل ہوتا ہے - وہ خود نعرہ لگاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اس کے ذریعے ہی عذاب دیتا ہے - انہوں نے اسلام کا نعرہ لگایا - انہوں نے بڑے فتوے دیے - ملاؤں سے فتوے لگوائے - لیکن خود ہی انہیں فتوؤں کے بوجھ تلے دب کر مر گئے - انہیں نعروں کے بوجھ تلے وہ دب گئے - اور انہیں ایسی ذلت آمیز شکست ملی - میرا خیال ہے کہ ان کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے - اسی طرح ان کی شکست کے بعد ہمارا فلسفہ جو تھا جو ذوالفقار علی بھٹو نے پیش کیا تھا عوام نے اکثریت کے ساتھ اس کو قبول کیا تھا اور اس کو کامیاب بنایا -

میں جناب والا - محمد حنیف رامے صاحب وزیر خزانہ کو تہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک با مقصد بجٹ پیش کیا ہے اور پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ پیش کیا ہے - جناب والا - انہوں نے تعلیم کے لیے بہت پیسہ رکھا ہے اور سڑکوں کی تعمیر کے لیے - صحت کے لیے بڑا پیسہ رکھا ہے - اس طرح جناب والا - لوگوں کے لیے روزگار فراہم ہوگا - لوگوں کی تکالیف کا ازالہ ہوگا - لیکن جناب والا - ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ رحیم یار خان کے لیے انہوں نے بہت کم پیسہ رکھا ہے - اس کے مسائل بے پناہ ہیں اس لیے رحیم یار خان کے لیے پنجاب کے مقابلہ میں بہاولپور ڈویژن کے مقابلہ میں بہت کم پیسہ رکھا ہے -

جناب والا - رحیم یار خان کے لیے پانی کی جو سکیمیں رکھی ہیں - رحیم یار خان میں پانی قدرتی طور پر تقسیم شدہ ہے - وہاں ایک علاقے کا پانی

کھارا اور ایک علاقے کا پانی میٹھا ہے ۔ انھوں نے پانی کی جتنی سکیمیں دی ہیں وہ تمام میٹھے پانی کے ایریا کو دی ہیں ۔ وہاں تو لوگ نلکے لگا کر گزارہ کر سکتے ہیں لیکن جناب والا ۔ جو کھارے پانی کا علاقہ ہے وہاں ایک بھی سکیم منظور نہیں کی ہے ۔ وہاں ڈگیوں کی سکیم منظور کی جا سکتی ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ وہاں کے لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا وہاں حال یہ ہوتا ہے کہ جب نہر بند ہو جاتی ہے تو ڈگی میں پانی نہیں رہتا وہاں پانی سپلائی نہیں ہوتا ۔ اس وقت جناب والا ۔ وہاں کتے بھی پانی پیتے ہیں اور جانور بھی پانی پیتے ہیں ڈنگر ڈھور بھی پانی پیتے ہیں وہاں پیشاب بھی کرتے ہیں اور وہیں انسان بھی پانی پیتے ہیں ۔ اسی طرح ایک حساس انسان کے لیے بڑی تکلیف کی بات ہے کہ ایسا پانی پینا پڑے جو صحت کے لیے مضر ہو ۔ ایسی کوئی سکیم اس علاقے کے لیے بنائی جائے تاکہ وہاں انسان پانی پی سکیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ سارے ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں ۔ یہ تو بہت اچھا ہے کیونکہ شیر اور بکری بھی ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں ۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ وہ تو جانور ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ یہ تو بڑی مثالی بات ہے چونکہ یا تو آپ بکریاں ہیں یا شیر ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ افضل حیات صاحب اپنی تقریر شروع کریں میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ جن مقررین نے اپنے نام دیے ہیں میں ان کے نام پڑھ رہا ہوں ۔

(1) مہر ظفر اللہ خان ۔ (2) رائے سخاوت علی خان ۔ (3) راجہ سکندر خان ۔ (4) میاں ظہور احمد ۔ (5) چوہدری غلام قادر ۔ (6) مسٹر محمد حیات ۔ (7) میاں محمد افضل حیات ۔ (8) مسٹر کلیم اللہ ۔ (9) مسٹر شمیم احمد خان ۔

اب چونکہ وقت کم ہے اس لیے 4-5 منٹ تقریر کے لیے مخصوص کیے جاتے ہیں باقی نام وہ ہیں جو غیر حاضر تھے یا بعد میں نام دیے گئے ہیں ۔

(1) مسٹر رستم خان ۔ (2) مسٹر منور خان ۔ (3) چوہدری علی بہادر خان ۔ (4) چوہدری محمد سرور خومڑا ۔ (5) مسٹر غلام احمد باجوہ ۔ ان کو

3-2 منٹ ملیں گے ۔ رانا پھول خان اور سید ناظم حسین شاہ چونکہ یہ اپنے وقت میں ایوان میں موجود نہیں تھے اس لیے انہیں بھی 3-2 منٹ ملیں گے ۔ میں نے تین مرتبہ اعلان کیا تھا کہ جن فاضل اراکین کے لیے وقت مقرر کیا ہے وہ ایوان میں موجود رہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ روزانہ اس ایوان کا وقت بڑھایا جاتا ہے اگر آج بھی وقت بڑھا دیں تو بہتر ہے ۔ ہمیں سال بعد موقع ملتا ہے کہ اپنے علاقے کی نمائندگی کریں لیکن ہمیں اس سے بھی محروم رکھا جا رہا ہے ۔ آپ ایوان کا وقت بڑھا دیں اور وزیر خزانہ صاحب شام کو تقریر کر لیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ آپ نے مجھے دو منٹ دیے ہیں ۔ اب ہمیں بتائیں کہ ہم دو منٹ میں کیا کچھ کہیں اور کیا سنائیں ۔

مسٹر منور خان ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کا وقت بڑھا دیا جائے اور وزیر خزانہ کو شام کا وقت دے دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں اس وقت کارروائی ملتوی کر کے شام کو اجلاس بلا لیا جائے ۔ (قطع کلامیاں)

We can't have the cake and eat it too.

اکثر فاضل اراکین موجود نہیں ہوتے ہیں اور میں دو دو دن ان کا انتظار کرتا رہتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں ۔ اب آخری لمحے پر فاضل اراکین تقریر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ میں نے اسی لیے پہلے دن یہ اعلان کر دیا تھا کہ مجھے فاضل اراکین کے نام چاہئیں تا کہ میں تعداد کے مطابق وقت کا تعین کر سکوں ۔

مسٹر منور خان ۔ جناب والا ۔ میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ میں ایک منٹ کے لیے بھی ایوان سے باہر نہیں گیا ۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ میں نے پہلے دن اعلان کیا تھا کہ مجھے گیارہ بجے تک فاضل اراکین کے نام چاہئیں ۔ اس دن بھی نام آتے رہے اور دوسرے دن بھی نام آتے رہے ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ چار دنوں میں کتنے فاضل مقررین نے اس بحث میں حصہ لینا ہے تا کہ میں وقت کا تعین کر سکوں اور ایسا نہ ہو کہ آخری دن 25 فاضل اراکین اٹھ کر یہ کہیں کہ ہم بھی تقریر کرنی چاہتے ہیں تو میں انہیں وقت نہیں دے سکوں

گا ۔ اب جن فاضل اراکین نے پہلے سے نام دیے ہوئے ہیں اور وہ پانچ یا چھ فاضل اراکین جو اب ضد کر رہے ہیں کہ انہیں وقت دیا جائے ۔ اگر وہ وقت کا مطالبہ نہ کریں تو میں نے جو وقت پہلے تعین کیا تھا کہ میں ہر فاضل رکن کو آٹھ منٹ کے قریب وقت دوں گا تو میرا وہ فارمولہ آج بھی موجود ہے ۔ لیکن یہ سات آٹھ نام جو مجھے آج یا کل دیے گئے ہیں ان کی وجہ سے مجھے ان فاضل اراکین کے وقت میں سے کٹوتی کرنی پڑ رہی ہے جنہوں نے ابتدا میں نام دیے ہوئے ہیں مجھے ان سے ہمدردی ہے ۔ اگر آپ نے اس بات کا پہلے اظہار نہیں کیا کہ آپ اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے ۔ (قطع کلامیاں)

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ایک تجویز ہے ۔ میں نے محترم وزیر خزانہ سے مشورہ کیا ہے ۔ اگر آپ تکلیف گوارا فرمائیں ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو پانچ بجے اجلاس کر لیا جائے تا کہ فاضل اراکین کھل کر اپنے دل کی باتیں کہہ سکیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں اب ہاؤس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ پانچ بجے سیشن کر لیا جائے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ اجلاس کا وقت بڑھا دیں ۔ (قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ آپ کا فیصلہ درست ہے مگر ہم آپ سے رحم کی اپیل کرتے ہیں ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں نے کل درخواست کی تھی اور آپ نے آج کے لیے مجھے وقت دیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے آپ کا نام لکھا ہوا ہے ۔ میں نے جن فاضل اراکین کے لیے وقت کی پابندی لگائی ہے ان میں آپ کا نام نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ۔ مجھے شبہ ہے کہ مجھے وقت ملے گا یا نہیں ملے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام موجود ہے ۔ یہ تو میں نے پہلے بھی کہا تھا ۔

رانا مہاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

رائے میاں خان کھرل ۔ آپ کا تو فیصلہ ہو گیا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بہتر ہے کہ آپ عام بحث کے لیے ایک دن بڑھا دیں کیونکہ بہت سے صاحبان نے تقریریں کرنی ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے۔ 30 تاریخ کو سیشن ہو جائے گا۔ جو فاضل اراکین 30 تاریخ کو تقریر کرنی چاہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ 30 تاریخ کو تقریر کر لیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا۔ یہ سیشن کے بعد کیوں نہ کر لیں۔ آپ ہمیں اپنے چیمبر میں بلا لیں ہم وہاں تقریر کر لیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا۔ یہ تو رولز کی بات ہے کہ چار دنوں سے زیادہ ایک منٹ بھی سیشن کا وقت نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اس لیے جناب قائد ایوان نے جو شام کے اجلاس کی تجویز پیش کی ہے وہ درست ہے۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر۔ کیا آپ اپنا وقت لے چکے ہیں یا ابھی بھی کچھ ہے۔ مجھے تین منٹ دے دیں میں نے آپ کے حلقہ نیابت بہاولنگر کٹ کی بات کرنی ہے جو بہت ضروری ہے۔ یہ بڑا اہم علاقہ ہے اور کسی نے ایک منٹ کے لیے بھی وہاں کے متعلق کوئی مسئلہ بیان نہیں کیا۔ اصل مسائل تو وہیں کے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا۔ پہلے میرے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کر دیں۔ اور اجلاس ایک بجے تک کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا۔ پہلے جتنا وقت باقی ہے وہ تو پورا کر لیں۔ ابھی آپ نے گیارہ بجے وقفہ کیا ہے۔ پہلے تو ساڑھے گیارہ بجے وقفہ کرتے تھے۔ ابھی تو ڈیڑھ نہیں بجا اور آپ اجلاس ختم کر رہے ہیں۔ یہ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ جو ہمارا وقت ڈیڑھ بجے تک ہے وہ آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے وہ گیارہ بجے والی بات بالکل صحیح ہوتی تھی۔ آج سیشن باقاعدہ آٹھ بج کر پانچ منٹ پر شروع ہو گیا تھا جبکہ عام طور پر [illegible]

نو بجے کے قریب شروع ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ مناسب تھا کہ جو فاضل اراکین آٹھ بجے سے پہلے تشریف لائے ہوئے ہیں انھیں تین گھنٹے کے بعد باہر جانے کا موقع مل جائے ۔ اب میں اس لیے اجلاس ملتوی کر رہا ہوں کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ فاضل اراکین اپنی اپنی تقریر کرکے لیبلز کے کمرے جا کر بیٹھ جائیں اور جب فاضل وزیر خزانہ تقریر کر رہے ہوں تو یہاں صرف تین آدمی موجود ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ کا فیصلہ ہمیں منظور ہوگا مگر ہماری ایک بات تو سن لیں ۔ یہ عجیب بات ہے کہ وزیر خزانہ کی تقریر سننے کے لیے ہمیں جبراً یہاں بٹھایا جائے ۔ اس کے لیے ہم ویسے ہی آتے لیکن یہ زیادتی ہے کہ یہ وقت اس لیے بڑھایا جائے کہ وزیر خزانہ صاحب نے بولنا ہے اور ہم مجبور ہیں کہ انھیں ضرور سنیں چاہے ہمارا دل چاہے یا نہ چاہے ۔ جناب یہ بڑی زیادتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں ایک بجے اجلاس ملتوی کر دوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ۔ یہ کوئی وجہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک طرف تو سب دوست چاہتے ہیں کہ رعائت کی جائے اور وقت کا تعین فرمایا جائے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب ۔ ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور پھر اس وقت کے تعین میں بھی ڈکٹیشن ہو یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں ۔ یا تو ضابطے کے مطابق ایک بجے سیشن ختم ہو جائے یا پھر اس رول میں تبدیلی کی جائے اور وقت کا تعین قبول کیجیے ۔ لیکن ایک وقت میں دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ جب قائد ایوان کی درخواست پر آپ وقت بڑھا سکتے ہیں اور اب قائد ایوان درخواست کر رہے تو جناب کا فرض ہے کہ وقت بڑھا دیں ۔ یہ درخواست قائد ایوان کی ہے کہ پانچ بجے سیشن کیا جائے ۔ تو ہمیں یہ سزا کیوں دی جا رہی ہے کہ ہمارا وقت ڈیڑھ بجے تک ہے اور آپ سوا بارہ بجے ہی اجلاس ختم کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو ساڑھے بارہ بجے تقریر کے لیے بلا لوں گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ انہیں ابھی بلا لیں ۔ (قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس وقت اجلاس ملتوی کیا جائے تو پانچ بجے پھر بلا لیا جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے آپ وقت کا تعین کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس مسئلہ پر قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کی بھی رائے لی تھی کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ اگر یہ فیصلہ متفقہ طور پر ہوا ہے تو ٹھیک ہے آپ سیشن ملتوی کر دیں اور شام پانچ بجے اجلاس بلا لیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ مجھے موچی دروازے کی بات کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو دو گھنٹے میں بھی گزارہ نہیں ہوگا جتنے مقررین کے نام ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ایک تقریر اور کر لیں پھر ہاؤس ملتوی کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اگر تھوڑا سا توقف کرتے تو میں ہاؤس ملتوی کرنے سے پہلے ان کو تقریر کا موقع دے رہا تھا ۔ میں نے تو ابھی ایک اعلان بھی کرنا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں اتنا مقرر تو نہیں اور نہ مجھے اتنا شوق ہے ۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ آپ نے میرے لیے ٹائم نہیں رکھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ آپ کا نام میں نے اس فہرست میں اس لیے بیان نہیں کیا کہ میں آپ کو اس وقت کا پابند نہ کرنا چاہتا تھا ۔ ایک پارٹی لیڈر ہونے کی حیثیت میں آپ کا حق ہے ۔ ابھی تو مجھے ایک اعلان بھی کرنا ہے ۔ پہلے وہ سن لیں ۔

اعلان یہ ہے کہ اجلاس 29 جون کو ملتوی ہو کر 3 جولائی کو صبح 9 بجے ہوگا ۔ میں نے لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کر لی ہے ۔ کیونکہ 4 تاریخ کو الیکشن ہے آپ 3 تاریخ کو آئیں گے اس لیے 3 تاریخ کو meet کر لیا جائے ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ 3 تاریخ کو اجلاس شام کو رکھ لیں۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر شام کو ساڑھے چار بجے رکھ لیں؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پانچ بجے شام رکھ لیں۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے، پانچ بجے شام اجلاس ہوگا۔

29 جون کو اجلاس ملتوی ہوگا، 30 جون، یکم جولائی اور 2 جولائی کو اجلاس نہیں ہوگا۔ 3 تاریخ کو شام کو پانچ بجے اجلاس ہوگا۔ ہفتے کو ہم عام طور پر چھٹی کرتے ہیں لیکن اس ہفتہ کے روز یعنی 7 جولائی کو ہم چھٹی نہیں کریں گے۔ 9 جولائی کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہوگا۔ جمعرات کی بجائے پیر غیر سرکاری دن ہوگا۔ اور 5 جولائی کو سرکاری کارروائی کا دن ہوگا۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔

رائے میاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف پرولیج۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں میری بات سننے کے لیے بھی آپ نے کئی وعدے فرمائے ہیں۔ یہ جو چار دن سے بجٹ و تمحیص شروع ہے، یہ استحصال کی بات ہو رہی تھی کہ استحصال نہیں ہونا چاہیے ۔ میں مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنا نام شوکت محمود صاحب کو دیا تھا ۔ جب آپ نے فہرست یہاں ہاؤس میں پڑھ کر سنائی تو میرا نام نہ آیا ۔ میں نے آپ کو بھی درخواست کی اور شوکت صاحب کو بھی میں نے عرض کیا ۔ آپ کے کمرے کا بھی میں نے تین چار بار طواف کیا اور آپ نے شاہی وعدہ فرمایا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ وعدہ قائم ہے۔

روکڑی صاحب ۔ آپ کی تقریر سے پہلے مسٹر محمد حنیف نارو اپنے تین منٹ پورے کر لیں جو میں نے کاٹ دیے تھے۔

مسٹر محمد حنیف نارو ۔ جناب میں پانی کی سکیموں کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔ پانی کی سکیمیں جو اس بجٹ میں دی گئی ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں ۔ ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے ۔ لیکن جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ احمد پور اور اکرم آباد کی پانی کی سکیمیں مکمل ہونے کے باوجود کام نہیں کر رہی ہیں ۔ تو اس طرح جناب میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جو مستقل علاقے ہیں وہاں ڈگھوں کی سکیم تیار کر کے وہاں ڈگیاں تیار کی جائیں تاکہ لوگوں کو پانی کی فراہمی کی سہولت حاصل ہو۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ تعلیم کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سڑکوں کی خرابی کی وجہ سے سکول کامیاب نہیں ہو رہے ۔ دیہاتی علاقوں میں جب عمارت بنتی ہے تو استاد نہیں ملتے ۔ جب استاد ملتے ہیں تو لوگ عمارت اکھاڑ لے جاتے ہیں تو اس طرح تعلیم کا جو محکمہ ہے اس سلسلے میں جب تک سڑک مکمل نہ ہوگی کوئی سکیم کامیاب نہیں ہوگی ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ رحیم یار خان تحصیل میں ڈسٹرکٹ کونسل کی صرف دس میل لمبی سڑک ہے ۔ دوسری سڑک پندرہ میل یعنی ٹوٹل پچیس میل سڑک رحیم یار خان تحصیل میں ہے ۔ بہت زیادہ کمی کے پیش نظر سڑکیں ضرور تعمیر ہونی چاہئیں اور زیادہ سے زیادہ پیسہ سڑکوں کی تعمیر کے لیے رکھنا چاہیے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ چولستان کے متعلق میں عرض کروں گا ۔ چولستان ایک علاقہ ہے وہاں ایک سکیم تیار کی گئی ہے ۔ اس پر بھی عمل درآمد ہونا بڑا ضروری ہے ۔ وہاں کے لوگ nomadic life گزار رہے ہیں ۔ جہاں پانی تھوڑا بہت ملتا ہے وہاں منتقل ہو جاتے ہیں ۔ وہاں پانی پہنچایا جانا ضروری ہے ۔ وہاں سٹور ہونا چاہیے reservoir بنانا چاہیے تاکہ وہاں کے لوگوں کو پانی مل سکے ۔ وہاں کاشت ہو سکے اور لوگ بھیڑیں پال سکیں اور دوسری صنعت وغیرہ کو فروغ مل سکے ۔ اس طرح جناب والا ۔ چولستان کی سکیم پر عمل ہونا بڑا ضروری ہے ۔ اس سے جو آندھیاں ہیں ، جو چھ چھ ماہ کی لمبی آندھیاں ہیں وہ رک جائیں گی اور وہاں کے لوگوں کی تکلیف ختم ہو سکے گی ۔

مسٹر شمیم احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ ایک عرض ہے کہ آپ کے بائیں ہاتھ جو معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہوا ہے ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ایک پارٹی کے قائد ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ قائد ہیں ، اس لیے ہمارے قائدین سے پہلے شام کو ان کی تقریر کرائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ تو تقریر کر چکے ہیں ۔

مسٹر شمیم احمد خان ۔ ہمارے وزیر خزانہ سے پہلے ان کی تقریر شام کو کرائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک تو اپوزیشن کی طرف سے دو مقررین اور ہیں ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی ۔ 2) ۔ اصل میں تو ہمارے

ایسا ہوتا ہے کہ یہ میرا ڈیل ڈول دیکھ کر انھیں یہ شبہ ہو گیا ہے کہ میں بولتا بھی اچھا ہوں ۔ مجھے معلوم ہے کہ میں تو اتنا اچھا بولنے والا نہیں ہوں ، میں تو سیدھی سادی باتیں کروں گا ۔ سب سے پہلے جناب والا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی دل پذیر تقریر کا ذکر کروں گا جس کو سننے سے میں محروم رہا ۔ بہر صورت یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے بہت اچھی تقریر کی ۔ بہر صورت آج تین دن سے جناب والا ۔ ایک عجیب قسم کی بحث چھڑ چکی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہمارے صوبے کا سالانہ بجٹ تھا اور اس کے اوپر تقریریں ہوتیں اور اس کی خامیوں اور خوبیوں کا اظہار ہوتا ۔ جناب والا ۔ یہاں یہ جتنی بحث میں نے سنی ہے ، زیادہ وقت اس پہ صرف کیا گیا ہے کہ سوشلزم اور اسلام کا مقابلہ جاری رہا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ نے جو اپنے اعتقاد کے مطابق اپنے سوشل ہونے کا اعلان کیا تھا ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔ کیونکہ یہ ان کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے ۔ وہ سوشلسٹ بنیں جو چیز ان کی مرضی ہے بنیں ۔ یہ ان کا اپنا ذاتی مسئلہ تھا ۔ ہمارا واسطہ صرف اتنا ہے کہ انھوں نے جو صوبے کا میزانیہ پیش کیا ہے وہ کس حد تک عوام کی بہتری کے لیے ہے اور کس حد تک عوام کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ نے اس وقت صوبے کے تمام پہلوؤں کا پورا جائزہ لیا ہوگا ۔ ان کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس وقت ملک کے اندر بے روزگاری کتنی ہے اور میرا یہ یقین ہے کہ انھوں نے یہ بھی سوچا ہوگا کہ بے روزگاری کی کیا وجوہات ہیں ۔ جناب والا ۔ میں اس بات سے بالکل نہیں گھبراتا کہ ٹیکس لوگوں پہ لگائے جائیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ ٹیکس لگائے جائیں لیکن ان عناصر پہ لگائے جائیں جو اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوں ۔

اور جناب والا میں ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جو ٹیکس انھوں نے عوام پر لگائے ہیں کیا ان کا خاطر خواہ نتیجہ بھی نکل رہا ہے یا وہ جو ٹیکس انھوں نے لگائے ہیں وہ چند جیبوں میں چلے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ایک مثال تھوڑی سی ان کی توجہ کے لیے عرض کروں گا ۔ جناب والا ۔ بے روزگاری کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ

ہمارے ملک میں کوئی ریٹائر ہوتا ہی نہیں ۔ کوئی limit ہی نہیں ہے ۔ کسی زمانے میں 55 سال کے بعد ایک آفیسر لازمی ریٹائر ہو جاتا تھا اور ملازمت میں ایک نوجوان داخل ہو جاتا تھا اور جو نیچے بیٹھا ہوتا تھا تو وہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتا تھا کہ کبھی زندگی میں وہ بھی ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہو جائے گا ۔ بد قسمتی سے نہ کوئی ریٹائر ہوتا ہے اور نہ سیکنڈ آدمی کو ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہونے کی توقع ہوتی ہے ۔ اور پھر جب کوئی نئی ملازمت نکلتی ہے تو جو تعلیم یافتہ نوجوان ہے اس کو نوکری کا موقع ملتا ہے کیونکہ جناب والا ۔ کوئی معیار مقرر نہیں ہے کہ 55 سال کے بعد کوئی ریٹائر ہوگا یا 58 سال کے بعد ریٹائر ہوگا اور یہ بھی کوئی پتہ نہیں کہ مرنے کے بعد ہی ریٹائر ہو ۔ بہر صورت یہ سلسلہ جاری ہے اور خدا جانے کب تک جاری رہے گا ۔ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ یہ نوجوانوں کا بھی خیال رکھیں گے ۔ جناب والا ۔ بے روزگاری کی کچھ اور بھی وجوہات ہیں اور وہ یہ ہیں کہ کنبہ پروری اب پھر شروع ہو گئی ہے ۔ نوکری اور داخلے کا معیار قابلیت نہیں رہا اب سفارش بن گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ [redacted] سے ریٹائرمنٹ کے لیے بھی عمر مقرر کی جانی چاہیے ۔

Mr. Speaker : Please, no such observation.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میرے دوست جو کہتے ہیں میں ان سے بھی اتفاق کرتا ہوں کیونکہ اگر اتنی ہی تلوار چلی تو ممکن ہے بہت سے نااہل اور آ جائیں ۔ بہر حال اس کی بھی limit ہو جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ایک زمانہ تھا کہ ایک سی ۔ ایس ۔ پی افسر جن کو کھدر پوش بھی کہتے ہیں انھوں نے گورنمنٹ کالج میں ایک تقریر کی تھی اور انھوں نے تقریر میں جمہوریت کی ایک مثال پیش کی تھی ۔ میں جناب اپنے فاضل دوست کو جواب دے رہا ہوں ۔ انھوں نے یہ کہا تھا کہ جمہوریت کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ قرعہ اندازی سے الیکشن کیا جائے ۔ جس کا قرعہ نکل آئے اس کو موقع دیا جائے ۔ اس طرح میں بہت سے لوگ دکھا سکتا ہوں ۔ میں خاص خاص طور پر فاضل دوستوں کی توجہ دلاؤں گا کہ اتفاق سے مجاری قرعہ اندازی

سے آ گئی ہے اور ایک شخص کی قابلیت اور اہلیت کی وجہ سے یا جو کچھ بھی سمجھ لیں اس کی وجہ سے بہت سے لوگ میرے جیسے نااہل بھی آ گئے ہیں۔ بہر صورت میں ان کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔

سردار غلام عباس خان گادھی ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ کیا روکڑی صاحب کی پارٹی نے جو امیدوار نامزد کیے تھے وہ قرعہ اندازی کے ساتھ آ گئے ہیں یا ان کی اہلیت کو دیکھا گیا تھا۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں "نا اہلی" کا لفظ واپس لیتا ہوں۔ مجھے اس کا افسوس ہے۔

Mr. Speaker. The House will be adjourned after his speech.

آپ تقریر کر رہے ہیں یا ختم کر دی ہے۔

آوازیں ۔ ہاؤس adjourn ہو چکا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بھائی خدا سے ڈرو میں تو ان کا پوائنٹ آف آرڈر سننے کے لیے بیٹھا تھا۔

مسٹر سپیکر ۔ The House is not adjourned روکڑی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا۔ میں نہایت دردمندی سے اپیل کروں گا کہ مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں آپ لوگوں کا بھی انتہائی مشکور ہوں گا۔ جناب والا۔ یہ جو پیپلز ورکس پروگرام بنایا گیا ہے جس کے ذریعے لوگوں کو سبز باغ دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ عوام کے لیے نہایت ہی مفید اور کارآمد چیز ہے جناب والا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

سردار محمد عاشق ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔ کیا اپوزیشن واکہ آؤٹ کر گئی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ لابی میں موجود ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بہر صورت ان کو توقع ہے کہ ان کا ایک ہی سپاہی کافی ہے۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو سکیمیں انہوں نے ٹیوب ویلوں کے لیے بنائی ہیں میں ان کے لیے وزیر خزانہ صاحب کی

توجہ چاہتا ہوں ۔ اس کو یہ تھوڑا نہ سمجھیں یہ ترقی زیادہ نہیں تھی ۔ لیکن اب طریقہ کار علیحدہ رکھا گیا ہے کہ ایک آدمی جب ٹیوب ویل لگائے گا تو اس کو چھ ہزار روپے ملیں گے ۔ میں جناب والا کو اپنے آپ کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ جن کو آپ چھ ہزار دیں گے تو وہ اس آدمی کو ملیں گے جن کے پاس پہلے پچیس تیس ہزار روپیہ موجود ہوگا ۔ جناب والا ۔ پچیس تیس ہزار جن کے پاس پہلے سے موجود ہوں گے وہ قطعاً غریب نہیں ہوگا ۔ وہ تو امیر ہوگا ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر تھا کہ ایک ایریا مارک کر دیا جائے اور جہاں ٹیوب ویلوں کی ضرورت تھی گورنمنٹ وہاں اپنے خرچ پر ٹیوب ویل لگا دے اور اس پر ٹیکس لگا دے جیسا کہ اریگیشن سسٹم کے طریقے سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ وہاں غریب کی زمین کو بھی پانی لگ جائے گا اور 30 ہزار والے امیر پر بھی لگ جائے گا ۔

جناب والا ۔ یہاں پر ہر روز یہ کہا جاتا ہے کہ جاگیر دار ، سرمایہ دار ۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں اور خاص طور پر ان دوستوں کو کہ جاگیر دار وہاں زیادہ ہیں یا یہاں زیادہ ہیں ۔ مزاری وہاں ہیں ۔ کرنل اسلم وہاں بیٹھے ہیں اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم جاگیر دار ہیں ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جاگیر دار ادھر ہیں یا ادھر ہیں ۔

سردار غلام عباس خان گادھی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ادھر ہیں ۔ مخدوم حمید الدین ادھر ہیں اور سب سے بڑے جاگیر دار وٹو صاحب بذات خود ادھر ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کسی کی تقریر میں مداخلت کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ۔ آپ کے فاضل اراکین کو جب موقع ملے گا تو وہ جواب دے لیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میرے بھائی ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ ابھی تو میں نے ابتدا کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں ٹیوب ویلوں کے متعلق عرض کر رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے میری بات سمجھ لی ہوگی کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔ اس لیے اگر وہ اس پر غور فرمائیں تو میں یہ کہوں گا کہ وہ ایریا مارک کر دیں ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میانوالی جیسے پسماندہ ڈسٹرکٹ کو وہ ایریا مارک کریں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جہاں ان کی طبیعت ہے جہاں پیپلز پارٹی کی اجارہ داری ہو لیکن جناب جیبوں میں روپیہ نہ جائے اور وہ صحیح

خرچ ہو ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت رشوت کی کیا حالت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ ۔ ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ انھوں نے لغاریوں کے "لفظ" پر اعتراض کرنا ہوگا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے ان کی بات تو سن لینے دیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب اگر ان کو لغاریوں کے لفظ سے تکلیف ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں ۔ ویسے جیسے جناب کہیں گے میں نے تو آپ کی خوشی پوری کرنی ہے ۔

نوابزادہ سردارعطا محمد خان لغاری ۔ جناب والا ۔ انھوں نے مجھے جاگیر دار کہا ہے میں عرض کروں گا میں نے کبھی کوئی جاگیر نہیں لی اور میں ہمیشہ اپنی تنخواہ کے اوپر گزارہ کرتا رہا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب سب جانتے ہیں میں کیا عرض کروں ۔ بہر صورت جناب یہ کہا جاتا ہے کہ تمام چیزیں ہمیں ورثے میں ملی ہیں ۔ آپ گندم کے نرخ کا پہلے کا اور اب کا مقابلہ کر لیں ۔ اس زمانے کی شوگر کی قیمت بھی آپ دیکھ لیں اور اب جس بھاؤ شوگر مل رہی ہے اس کا بھی اندازہ کر لیں ۔ پہلے جو کرپشن تھی اس کو بھی دیکھ لیں اور آج کی کرپشن کا بھی اندازہ لگا لیں کہ یہ پہلے سے کتنے گنا بڑھ گئی ہے ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آیا یہ بھی ورثے میں ملی ہے ؟ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدا کے لیے اپنی اصلاح کریں ۔ اگر انھوں نے بھی وہی اعمال کرنے ہیں جن کا ورثہ ان کو ملا ہے تو مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو ان کے وارثوں کا ہوا ۔ میں ان کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے وہ جو دعوے آپ کرتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندے ہیں ۔ ہم عوام کے ووٹ سے آئے ہیں تو خدا کے لیے ان غریب عوام کی طرف توجہ بھی دیں اور ان کو کرپشن اور بد دیانتیوں سے نجات دلائیں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کرپشن کی چند وجوہات بھی ہیں ۔ جناب والا ۔ میرا تھوڑا بہت تعلق امداد باہمی سے رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہاں کیا کیا تکالیف ہیں ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہتا ہوں تاکہ ان کو

معلوم ہو کہ وہاں پر سب انسپکٹر تنخواہ کیا لیتا ہے ۔ اس کو 120 روپیہ حضور والا تنخواہ ملتی ہے اور اس کے پاس ایک ہزار مربع میل کا ایریا ہے جو اس نے طے کرنا ہوتا ہے ۔ جناب والا اس کو ٹی اے کیا ملتا ہے صرف 12 روپے 8 آنے مہینہ ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ وہ بد دیانتی نہیں کرے گا تو کیا کرے گا ۔ آپ ایک سپاہی کی تنخواہ کو دیکھ لیں ۔ ایک چپڑاسی کی تنخواہ کو دیکھ لیں ۔ ایک کلرک کی تنخواہ کو دیکھ لیں ۔ اگر آپ ان کو اتنی قلیل تنخواہ دیں تو ان کا گزارہ کس طرح ہو سکتا ہے ۔ آپ اس بات کا اندازہ لگائیں اور سوچیں کہ اس مہنگائی کے زمانہ میں انھوں نے اپنے بچوں کو تعلیم بھی دینی ہے ، ان کی پرورش بھی کرنی ہے اور پھر یہ کہا جائے کہ وہ کرپشن نہ کرے تو یہ ممکنات میں سے نہیں ہو سکتا تو خدا کے لیے ان غریب ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیجیے ۔ جب تک یہ اضافہ نہیں کریں گے اس ملک میں سے کرپشن دور نہیں ہو سکتی ۔

جناب والا ۔ میرے فاضل فائننس منسٹر نے زمینداروں کے اوپر ٹیکس لگایا ہے لیکن ان کے نقائص کی طرف توجہ نہیں کی ۔ انھوں نے ایک بات سمجھ لی ہے کہ ایک جماعت بے زبان ہے جب بھی چاہو اس پر ٹیکس لگا دو ۔ میرے ان الفاظ پر لغاری صاحب خفا ہو گئے ہیں لیکن ان کو خیال نہیں ہے کہ چھوٹا زمیندار بھی ہے اور بڑا بھی ہے ۔ بڑا زمیندار تو ممکن ہے کہ اس ٹیکس کو برداشت کر لے لیکن میں اس کا اثر عوامی نمائندے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایک غریب مزارعہ پر بھی پڑے گا ۔ اس کے لیے حکومت نے کوئی انتظام نہیں کیا وہ مزارعہ اس سے محفوظ رہے ۔ میں یہ بات ان کو کہہ رہا ہوں جو بار بار اپنے آپ کو غریبوں کا نمائندہ کہتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہم غریبوں کے لیے آئے ہیں لیکن ان کے لیے انھوں نے کیا کچھ نہیں ۔ جناب والا ۔ مجھے ان کی لمبی کاروں پر اعتراض نہیں ہے ۔ میرے لیے یہ خوشی کا مقام ہے ۔ اگر وہ اس سے بھی لمبی کاریں اپنے لیے استعمال کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی مجھے ان کے ایئر کنڈیشنڈ کمروں پر ہے ۔ ان کے اوپر جو ڈیڑھ لاکھ سالانہ خرچ ہو رہا ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ وہ ہمارے وزیر خزانہ ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ یہ ان کا حق ہے ۔ پہلے بھی ایسی باتیں ہوتی رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی ۔ لیکن اسلام اور سوشلزم میں کیا فرق ہے ؟

صرف ایک ہی ہے ۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ ایک آدمی کھانا نہیں کھا سکتا جب تک اس کا پڑوسی کھانا نہ کھائے ۔ اگر میرا پڑوسی بھوکا ہے تو میں بھوکا ہوں کیونکہ میرا پڑوسی بھوکا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام شہر تب کھانا کھائے گا جب غریب کو کھانا میسر ہوگا ۔ اسلام سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بہتر نظام نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ ہمیں سوشلزم کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ اسلام کا نام لینے میں ان کو شرم کیوں محسوس ہوتی ہے ۔ ویسے مجھے سوشلزم سے کوئی چڑ نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے حنیف رامے صاحب کا نام زیادہ پسند ہے ان کا نام بہت ٹھیک ہے لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ "کامریڈ" کا کیوں اضافہ کرتے ہیں ۔ اتنا اچھا بھلا نام ان کا ہے جو ان کے پاس موجود ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کے باپ نے ان کا نام سمجھ سوچ کر رکھا تھا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس نام کے ساتھ "کامریڈ" لگانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ان کو ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے سوشلزم سے کوئی چڑ نہیں ہے چاہے کمیونزم ہو چاہے سوشلزم پھر آ جائے ۔

جناب والا ۔ میں اب تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ قانون جاگیر دار حسن محمود پر جو نافذ ہوتا ہے وہ جاگیر دار چوکالا باغ کے ہیں ان پر نہیں ہوتا ۔ لیکن جناب والا ۔ وہاں کے مزارعین کو نکالا گیا اور ایک ایسی حالت پیدا کر دی ۔ ۔ ۔

ایک معزز رکن ۔ جناب والا ۔ روکڑی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ چوکالا باغ پر کوئی تنقید نہ کرتے کیونکہ ان کے اوپر ان کے بہت احسانات ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جو کچھ میرے فاضل دوست نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے ۔ میں بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ مرحوم کے میرے اوپر احسانات تھے لیکن مرحوم کے قاتلوں کے میرے اوپر احسانات نہیں تھے ۔ اگر کسی کے باپ کے قاتلوں کے میرے اوپر احسانات نہیں ہیں یہ آپ کو غلطی لگی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس مباحثہ کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ اگر آپ کے میرے اوپر احسانات ہوں گے تو میں آپ کی بھی خدمت کروں گا اور کرنل صاحب آپ بھی بادشاہ آدمی ہیں ۔ میں آپ کو کیا عرض کروں آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے ۔ بہر صورت آپ سمجھ دار ہیں لیکن سمجھ سے تو آپ کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ حضور والا ۔ یہ لفظ روکڑی صاحب کو واپس لینا چاہیے ۔ انھوں نے کرنل صاحب کو بادشاہ کہا ہے اور بادشاہ یوتوف کو کہتے ہیں ۔ انھوں نے ایسا کہہ کر ان کی توہین کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے ۔ میاں صاحب ، آپ تشریف رکھیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں وضاحت کر دوں کہ میں نے بادشاہ کا لفظ پاگل کے معنوں میں نہیں کہا ۔ وہ میرے بزرگ ہیں اور میری برادری کے آدمی ہیں ۔ میں کبھی ان کو پاگل نہیں کہوں گا چاہے وہ پاگل ہوں ہی سہی کیونکہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں ۔ میں حضور والا خدا سے ڈر کر عرض کر رہا ہوں ۔ مجھے میرے دوست بولنے نہیں دیتے حالانکہ میں بولنے کے mood میں ہوں ۔

جناب والا ۔ میں بتا رہا تھا کہ مزارعین نے ٹرینوں کو روک لیا ۔ موقعہ پر کمشنر صاحب ڈی ۔ سی صاحب گئے اور یہ میرے فاضل لیڈر آف دی ہاؤس کے علم میں ہے کہ گورنمنٹ مجبور ہو گئی کہ وہ ان کو وہاں بسائے ۔ گورنمنٹ نے نہایت فراخدلی سے کہا کہ ہم تمہیں سرکاری زمینیں دیں گے ۔ تو گورنمنٹ نے ان کو زمینیں دیں تا کہ وہ وہاں بسائے جا سکیں ۔ لیکن جناب والا ۔ وہاں اب بھی یہ ہو رہا ہے کہ لوگوں پر گولیاں چلائی جا رہی ہیں ۔ مزارعین کی طرف ان کی توجہ دلائی جا رہی ہے لیکن الٹے مقدمات مزارعین کے خلاف قائم کیے جا رہے ہیں ۔ (قطع کلامیاں) کرنل صاحب آپ بعد میں تقریر کر لیں میں ان کی آپ کو اطلاع دے دوں گا ۔ بہر صورت جناب والا ۔ ٹائم بہت کم رہ گیا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب والا ۔ جو صاحبان ہاؤس میں نہ ہوں ان پر تنقید کرنا خلاف اخلاق ہے اور خلاف قانون بھی ۔ یہ بات میں آپ کے نوٹس میں لانی چاہتا ہوں ۔ میرے پاس کافی وضاحت ہے لیکن میں خواہ مخواہ کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر متعلقہ نے اگر وضاحت کرنی ہوگی تو وہ کر دیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں کرنل صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے اعتراضات کے جواب دوں گا ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کسی عدالت نے ان کو قاتل نہیں کہا ۔ لہذا آپ بھی قاتل نہیں کہہ سکتے ۔ یہ توہین عدالت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ فیصلہ سب کو معلوم ہے ۔ اس میں ان کا confession ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد میں فاضل وزیر خزانہ کو اپنے پسماندہ ڈسٹرکٹ کی طرف متوجہ کروں گا ۔ میں ان کی خدمت میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ہمارا ضلع نہایت ہی پسماندہ ہے اور غریب ترین علاقہ ہے ۔ جناب والا ۔ وہاں شہر میانوالی میں بے روزگاری بہت ہے ۔ اس طرف میں ان کی توجہ دلاتا ہوں کہ اس کے لیے کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ شہر میں بے روزگاری ختم ہو اور اس کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ ہمارے ضلع میں کئی علاقے ایسے ہیں جہاں صاف پینے کا پانی نہیں ملتا ۔ ایسا پانی نایاب ہے اور زمین خشک پڑی ہے جو سیراب ہونے کے لیے ترس رہی ہے ۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ اپنے ٹیوب ویل وہاں پر لگا دے کیونکہ غریب کاشتکاروں کے پاس 30/25 ہزار روپیہ نہیں ہے کہ وہ ٹیوب ویل لگا سکیں ۔ ٹیوب ویل کے ذریعے اس علاقے کو سیراب کیا جا سکتا ہے ۔ میں نے تحریک پیش کی تھی کہ دریائے سندھ کے ایریا میں جو دریائی علاقہ ہے وہ پچھلے سال تباہ ہو گیا تھا ۔ میں نے موشن پیش کی تھی اور جناب وزیر اعلیٰ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہاں ایک ٹیم جائے گی جو موقعہ پر جا کر حالات کا جائزہ لے گی اور معائینہ کرے گی ۔ اس سال پھر طغیانی آئی ہے ۔ میں کچھ تردید کروں گا اور فائننس منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ٹیم وہاں بھیجی گئی لیکن ان کی امداد ابھی کم ہے ۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned till 5.00 p.m. today and the Members are requested to be present by 5.00 p.m. When the names are called, and if a Member is not present, he will not be given a second chance.

(ایوان کی کارروائی 5 بجے شام تک کے لیے ملتوی ہو گئی) ۔

شام کی نشست

پنجاب کا بجٹ بابت سال 74-1973

بحیثیت مجموعی بجٹ پر عام بحث (جاری)

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری غلام قادر ۔

چوہدری غلام قادر (سیالکوٹ ۔ 2) ۔ جناب سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ میں میزانیہ پر کچھ کہوں ۔ میں نظریاتی اختلاف جو ایوان کے اندر چلا ہے اس کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں ۔ اس میزانیہ میں ایک آیت ہے ۔ "یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو" ۔ وزیر خزانہ نے اس آیت کا حوالہ دیا تو اس پر بڑی لے دے ہوئی بلکہ علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس آیت کا حوالہ دے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ جب قرآن کریم میں حکم ہو تو اس پر قانون نافذ نہیں کیا جاتا ۔ انہوں نے یہ الفاظ کہے تھے کہ کسی امیر کی جیب سے پیسے نکال کر حضرت ابو ہریرہ کی جیب میں نہیں ڈال دیے گئے اور نہ ہی کوئی قانون بنایا گیا تھا ۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر نہیں پڑھی اور ان کو اس کا شان نزول یاد نہیں ہے یا جان بوجھ کر اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ قرآن کریم میں دو آیات ہیں جو اسلامی معاشیات کے متعلق ہیں ۔ پہلی آیت یہ ہے کہ :

والذین یکنیزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۔

(وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ نہیں کرتے ان کے لیے ایک درد ناک عذاب کی بشارت دی جاتی ہے) ۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت کے مسلمانوں نے تمام سونا اور چاندی بیت المال میں جمع کرا دیا ۔ اس کے بعد پھر جب تھوڑا بہت پیسہ جمع ہونا شروع ہوا تو پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا شروع کیا کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم اور کیا خرچ کریں ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوتی ہے ۔ یسئلونک ماذا ینفقون ۔ قل العفو ۔ (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اب

ہم کیا خرچ کریں ۔ ان سے کہہ دیجیے کہ وہ تمام مال جو تمہاری ضروریات سے زیادہ ہو) ۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قانون نہیں ہے ۔ اس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ مال دار، وہ سرمایہ دار، وہ چور، وہ ڈاکو، وہ سمگلر، وہ لٹیرے جو مال لوٹ کر اس پر سانپ بن کر بیٹھ گئے ہیں ۔ اس پر سے کوئی ان کو اٹھا نہیں سکتا ۔ نہ ان سے کوئی واپس لے سکتا ہے ۔ اگر ایسے ہی ہوتا تو تیسری آیت میں جہاں پر یہ وضاحت کی گئی ہے یعنی معاشیات کے متعلق تیسری آیت میں آیا ہے کہ تم کلمہ پڑھ لینے کے بعد مسلمان ضرور ہو جاتے ہو مگر تم مومن نہیں ہو سکتے ۔ اس وقت تک جب تک تم اللہ اور اس کے رسول صلی کا حقہ تابعداری نہ کرو اور جان اور مال کی قربانی نہ دو ۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ جب تک تم جان و مال کی قربانی نہیں دیتے اس وقت تک تم مومن نہیں ہو سکتے ۔ مسلمان ہو سکتے ہو مگر مومن نہیں ہو سکتے ۔ اسی طرح زر خرید ملا نے جاگیر دار اور سرمایہ دار کے کہنے پر غریبوں کو ایسی نیند سلائے رکھا ۔ ان کو شراباً طہورا اور غلمان، حوروں کے قصے سنا کر سلائے رہے اور ان کو کہتے رہے کہ اسلام غریبوں میں اٹھا اور غریبوں میں رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ غریبوں کے زیادہ قریب ہے مگر ان ملاؤں کو کبھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ امیروں کو بھی کہتے کہ تم تھوڑا سا غریب ہو کر اللہ تعالیٰ کا نظارہ کر لو ۔ تو اُن کو اب ہم سامنے دیکھ رہے ہیں کہ یہ مرسڈیز کاروں میں، ایئر کنڈیشنڈ کاروں میں بیٹھ کر اور ایئر کنڈیشنڈ کوٹھیوں میں سو کر غریبوں کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں ۔ ان کی کوٹھیوں کے لان جو کہ کئی کئی کنالوں میں ہیں اس میں سے اگر دس مرلے لینے کا قانون ہم پاس کرتے ہیں ۔ اگر اس لان میں سے حکومت دس مرلے زمین لے کر کسی غریب کی جھگی بناتی ہے تو یہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لوٹے گئے ۔ ہم مارے گئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں یا کسی اور کو ۔

چوہدری غلام قادر ۔ میں مخدوم زادہ صاحب اور آپ کو کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو اپنی اپنی فہم کے مطابق ہے اگر آپ سمجھ جائیں ۔

چوہدری غلام قادر ۔ تو میں یہ حاجی صاحب کی اطلاع کے لیے عرض

کر دوں کہ یہاں پر مخدوم زادہ صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ اسلام اور سوشلزم کی جنگ ہے ۔ میں ان سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جسے آپ جمہوریت کہتے ہیں ۔ آپ پڑھے لکھے ہیں آپ کو پتا ہے کہ جمہوریت اسلام میں نہیں ہے یہ ڈیموکریسی یونانی لفظ ہے ۔ ڈیموکریسی آپ نے یونان سے لی ہے ۔ ڈیموکریسی کا مطلب ہے کہ اکثریت کے فیصلے کو مانا جائے گا ۔ اگر ۔و میں سے اکیاون کہہ دیں گے کہ شراب حلال ہے تو کیا آپ مان لیں گے ۔ کبھی نہیں مانیں گے ۔ اسی لیے آپ ساتھ لگاتے ہیں "اسلامی" جمہوریہ پاکستان ۔ ورنہ ہم جمہوریہ پاکستان بھی کہہ سکتے ہیں ۔ اس لیے ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا ہے اور یہ جمہوریت اگر اسلام سے رسہ تڑوانے لگے تو پھر ہم اس کے پیچھے نہیں جائیں گے ۔ اسی طرح سوشلزم بھی کہتا ہے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ دوسروں کو دے دو ۔ یہ اس آیت کی ترجمانی کرتا ہے ۔ و یسئلونک ماذا ینفقون ۔ قل العفو ۔ جب تک یہ اس کی ترجمانی کرے گا ہم اس کا ساتھ دیں گے ۔ ہم یہی سوچتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کی آیت سے اس کے داعیوں نے اس کا تاثر لیا ہے ۔ اس لیے ہم کہتے ہیں اسلامی سوشلزم ۔ جب تک یہ قرآن کریم سے متضاد نہیں ہوتا ہم اس پر عمل کریں گے ۔ اگر یہ اسلام سے رسہ تڑانے لگے گا تو جیسے آپ جمہوریت کے پیچھے نہیں بھاگیں گے ہم بھی اس کے پیچھے نہیں بھاگیں گے ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اسلامی جمہوریت کو اگر اپنا لیا ہے تو اسلامی سوشلزم کو اپنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔

پھر اس کے بعد جناب والا ۔ میں میزانیہ کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے لوگوں سے ووٹ لیے تھے ۔ اسلامک سوشلسٹ معاشرہ قائم کرنے کے لیے ۔ اس کی طرف ہم نے سب سے پہلے انقلابی اصلاحات کرکے قدم اٹھایا تھا ۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ میزانیہ جو ایسے معاشرے کی طرف ایک نہایت اہم قدم ہے ۔ میں ان حالات میں ایسے متوازن میزانیہ کے پیش کرنے پر جناب وزیر خزانہ جناب محمد حنیف رامے صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

اس کے بعد میں اپنے ضلع کے ایک مسئلہ پر جناب وزیر خزانہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع 1947ء میں مہاجرین کے بوجھ تلے دبا اور 1965ء

میں جنگ کے بوجھ تلے دبا اور 1971ء میں اس نے سب سے زیادہ مار کھائی ۔ اس کا سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے ۔ تحصیل شکرگڑھ ، پسرور اور نارووال میں پانی کی سخت قلت ہے ۔ زمین بڑی زرخیز ہے لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے بنجر پڑی ہے ۔ دریائے توی وہاں پر بہتا ہے اگر وہاں پر بند باندھ دیا جائے تو وہاں نہر نکل سکتی ہے ۔ بارڈر کے ساتھ ایک ڈیفینس نالہ ہے اس کو نہر میں تبدیل کیا جا سکتا ہے ۔ اگر یہ نہر بن جائے تو یہ تحصیل آباد ہو سکتی ہے اور ڈیفینس کا کام بھی دے سکتی ہے ۔

رائے میاں خان کھرل (ساہیوال ۔ 7) ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ میزانیہ عوامی انقلابی اور جمہوری ہے اس لیے میں جناب وزیر خزانہ کو اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس کے بعد جن مسائل کا ذکر کیا گیا ہے وہ کافی حد تک ہمارے معاشرہ کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں اور ان کے حل سے پنجاب کی معیشت کو سنبھالا آ جائے گا ۔ پنجاب مضبوط ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان مضبوط ہوگا اور اگر پاکستان مضبوط ہوگا تو ہم اسلام کی خدمت بھی کر سکیں گے ۔ حضور والا اس بجٹ پر کافی حد تک تنقید ہو چکی ہے لیکن اس میں بعض دوستوں نے تنقید اس لحاظ سے کی ہے کہ یہ ہماری آخری منزل ہے لیکن وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ یہ ہماری منزل کا آغاز ہے ۔ جس منزل کی طرف ہم جانا چاہتے ہیں یہ اس کی دوسری سیڑھی یا قدم ہے ۔ سب دوستوں کو یاد ہوگا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے پچھلی دفعہ فرمایا تھا کہ میں بازار مصر میں سوت کی اٹی لے کر آیا ہوں ۔ اسی طرح اس مرتبہ ہماری دوسری سیڑھی اس سے بڑھ گئی ہے اور اس دفعہ کدال اور کلہاڑی کا ذکر فرمایا ہے ۔ حضور والا ۔ تعمیری تنقید کرنے والوں میں ہماری پارٹی کے ارکان بھی تھے ۔ طاہر شاہ صاحب یعقوب اعوان صاحب اور دیگر حضرات نے تعمیری تنقید کی ہے جس سے گورنمنٹ کو فائدہ ہوگا ۔ چونکہ وہ اپنا صحیح راستہ نکال لے گی لیکن کچھ دوستوں نے تخریبی تنقید کی ہے ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم اپنی منزل جانتے ہیں ۔ ہمیں پتہ ہے کہ 1857ء سے 1947ء تک انگریزوں کی طرف سے برصغیر کے حریت پسندوں اور ان کی اولاد پر ظلم و استبداد ، نا انصافیاں ہوئیں ان کا ازالہ کرنے کے لیے کوئی قدم نہ اٹھایا گیا اور 1947ء کے بعد قائد اعظم اور خان لیاقت علی خان کے عہد کو چھوڑ کر 1958ء تک انگریزوں کے حواریوں

اور خوشامدیوں کی طرف سے جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ۔ 1958ء کے بعد ایوبی دور میں اور اس کے بعد یحییٰ دور میں جو بھی ظلم کی نشانیاں ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں لیکن وہ لوگ جنہوں نے غریب عوام ، کسانوں ، مزدوروں کا خون چوسا ہے وہ مختلف روپ بدل کر ہمارے سامنے آ رہے ہیں ۔ میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم ان کو نہیں بھول سکتے ۔ رسوائی اور بدنامی ان کا مقدر بن چکی ہے ان کی سیاہ پیشانی پر جو لکھا ہوا ہے یہ عوام ان کو کبھی نہیں بھول سکتی ۔ اور عوام کبھی معاف نہیں کر سکتی ۔ اب اسلامی سوشلزم کا نفاذ ہوگا اور ہم غریب عوام کی خدمت کریں گے ۔ میں آج تک چار دن کی بحث میں یہ سن رہا ہوں کہ تخریبی تنقید کرنے والوں اور استحصالی طبقہ کے لوگوں نے اپنے سرمایہ دار اور جاگیرداروں کی بہتر طور پر وکالت کی ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا ہمیشہ سے طریقہ واردات ہے ۔ ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ جب کوئی ہماری آئندہ نسلوں سے کھیلے گا ہم اس کی نسلوں سے تمام حساب کتاب لیں گے اور اب ہرگز معاف نہیں کریں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ مجھے طریقہ واردات سمجھ نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے 1857ء اور 1947ء کی بات کی ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو ظلم مزدوروں اور غریبوں کے ساتھ اور ہماری عزت و آبرو کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہمارے مال و دولت کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ ظالم ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے ۔ اور ان ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ غریب کی اولاد کے مقدروں کے ساتھ کھیلنا کتنا برا ہے ۔ ان کے لیے بہتر ہوگا کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ غریب مزدور چاہتا ہے ۔ پاکستان کے عوام چاہتے ہیں اس کے مطابق یہ لوگ کام ہونے دیں اگر اب بھی یہ عوام کے راستہ میں رکاوٹ بنیں گے اور یہ چاہیں گے کہ ہم اپنی تقریروں سے اچھے الفاظ سے عوام کو خوش کر سکتے ہیں یا یہ دھوکا دے سکتے ہیں تو یہ وقت کبھی نہیں آ سکتا ۔

جناب والا ۔ آج ہی ہم نے قائد ایوان کی تقریر سنی ہے وہ بڑی جامع تقریر تھی ۔ بڑی متوازن تقریر تھی ۔ انہوں نے بڑی فصیح و بلیغ زبان استعمال کی ہے

لیکن انھوں نے یہ فرمایا کہ یہ ہماری آخری منزل نہیں ہے ۔ وقت درکار ہے پھر کہیں جا کر منزل پر پہنچیں گے ۔ مجھے ان پر پورا پورا اعتماد ہے ۔ معزز ممبران نے اسلامی مثالیں دی ہیں اسلامی تاریخ کی مثالیں دی ہیں تاریخ عالم کی مثال دی ہے ۔ جرمنی کی مثالیں دی ہیں ۔ میں اس میں پورا اتفاق کرتا ہوں ۔ لیکن اسلامی انقلاب آیا تو وہ بھی 23 سال میں مکمل ہوا تھا ۔ تاریخی حقائق کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جو واقعات ہوئے ہیں 23 سالوں میں وہ یہ ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مساوات محمدی کا آغاز کیا تو استحصالی طبقوں نے اس کو برا منایا اور یہاں تک ہوا کہ آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی استحصالی طبقے اور انسان خور یہودی لوگ تھے جو قطعاً کسی قسم کا لحاظ نہیں کرتے تھے انھوں نے اسلامی انقلاب میں ٹانگ اڑانی شروع کر دی ۔ حالانکہ آپ کا اخلاق ، آپ کا سلوک اور شفقت ہمدردی اور تعاون ساری دنیا جانتی ہے لیکن اس کے باوجود آپ کو فیصلہ کرنا پڑا اور یہ استحصالی طبقہ کے لوگ جو مزدور اور غریب کی زندگی میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے کہ جب تک یہ لوگ مدینہ سے باہر نہیں نکلیں گے اس وقت تک انقلاب مکمل نہیں ہو سکتا ۔ حضور والا ! اسی طرح پاکستان میں بھی استحصالی گروپ نظر آتے ہیں ۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ ہم صبر آزما ہیں ۔ ہم غریبوں کا ساتھ دیں گے ۔ ہم فیاض ہیں ۔ ہم مومن ہیں ۔ ہم لوگوں کو بخش دیں گے لیکن یہ لوگ بھی اپنے ہتھکنڈوں سے باز آ جائیں ورنہ ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اب جناب والا ۔ مجھے علم ہے کہ آپ بہت جلدی گھنٹی بجا دینا چاہتے ہیں۔ میں نے ابھی تک اپنے علاقے کے مسائل اور چند گزارشات پیش کرنی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ گھنٹی گھڑی کی سوئی کے تابع ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ حضور والا ۔ جب میں یہاں اپنے علاقہ گوگیرہ کا ذکر کرتا ہوں تو میرے دوست سمجھتے ہیں کہ گوگیرہ شائد کسی جانور کا نام ہے یا کسی درخت کا نام ہے یہ سن کر مجھے بڑا افسوس اور دکھ آتا ہے ۔ گوگیرہ کے بارے میں بتانا پڑے گا ارکان اسمبلی کو علم نہیں ۔ دوستو ! میں عرض کروں گا کہ گوگیرہ وہ مقام ہے جہاں سے احمد خان کھرل شہید کی قیادت میں 1857ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا گیا اور انگریزوں کے چھکے

چھڑا دیے گئے - مجاہدوں نے اتنی کاری ضربیں لگائیں کہ وہاں انگریزی حکومت فیل ہو گئی - حریت پسندوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر اپنے ملک برصغیر کی آزادی کے لیے کام کیا - یہ وہی رو تھی یہ وہی شمع تھی اور وہی چشمہ تھا جس سے سر سید احمد خان کے افکار کی عکاسی ہوتی ہے اور اسی ضمن میں 1885ء میں کانگریس معرض وجود میں آئی اور 1906ء میں مسلم لیگ معرض وجود میں آئی اور آخرکار 1947ء میں برصغیر پاک و ہند کی آزادی وجود میں آئی - اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں لوگوں نے اتنا کام کیا - لیکن بابا کھیم سنگھ بیدی اور جیوے خان آرائیں جیسے خوشامدی انگریزوں کے ساتھ مل گئے انگریزوں نے جائیدادیں اور ملازمتیں انہیں دیں لیکن علاقہ گوگیرہ کے حریت پسند تھے جنھوں نے ملک کی آزادی کے لیے انگریزوں کا سامنا کیا - اتنی قربانیاں دیں جس کی پاداش میں انگریز نے 100 سال تک ان سے گن گن کر بدلے لیے -

جناب والا - ساہیوال کا علاقہ بڑا زرخیز ہے - لوگوں کے دماغ میں یہ تصور ہے کہ یہ ضلع چند ترقی پسند ضلعوں میں شمار ہوتا ہے لیکن میں گوگیرہ کی بات کر رہا ہوں - تاریخ شاہد ہے آپ لوگ دیکھیں تو اس بات کو آپ ضرور محسوس فرمائیں گے کہ وہاں نہ کسی سکول کا اور نہ کسی سڑک کا کوئی نشان ہے - میں وہ بد قسمت ایم - پی - اے ہوں کہ جس کے علاقے میں صرف ایک ہائی سکول ہے اور یہاں علاج معالجہ کی کوئی سہولت نہیں ہے - میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کی تھی کہ وہاں ایک سڑک ہے جو سید والہ کو اوکاڑہ سے جاتی ہے - اس کی تعمیر سے ساہیوال ، شیخوپورہ اور لائل پور منسلک ہو جاتے ہیں - یہ سڑک نہ صرف ہمارے انفرادی کاروبار کے پیش نظر ، نہ صرف عوام کی سہولت کے پیش نظر بلکہ وہ فوجی نقطہ نظر سے بھی بڑی اہم ہے - اس سے اس علاقے کے لوگوں کی اقتصادی اور معاشی کایا پلٹ سکتی ہے -

علاوہ ازیں اس علاقہ میں ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے مگر آج تک انہیں بجلی نہیں ملی پتہ نہیں یہ کیا سکیم ہے - لاکھوں روپے ضائع ہو گئے ہیں لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی - اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ وہاں تعلیم کا نام و نشان نہیں ہے - انگریز نے دیدہ دانستہ ان لوگوں کا

استحصال کیا ہے اور ان لوگوں کو آگے لائے ہیں جنھوں نے انگریز سرکار کا ساتھ دیا تھا ۔ منٹگمری کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں ۔ گوگیرہ رپورٹ اٹھا کر دیکھیں تو جیوے خان ارائیں جیسے علاقہ گوگیرہ کے غدار اور ان کی موجودہ اولاد یہ وہی لوگ تھے جو سو سال انگریز کے ساتھ مل کر ہماری نسلوں کا نقصان کرتے رہے ۔ جب پاکستان بنا اور انگریز چلے گئے تو یہ لوگ انگریز سے حاصل شدہ جائدادوں کو بروئے کار لا کر ہمارے ساتھ ظلم کرتے رہے اور ہمارے حقوق غصب کرتے رہے ۔ اب قائد عوام کا دور آیا ہے ۔ ان غدار اور مفاد پرست لوگوں کی کوئی جگہ نہیں رہی ۔ عوام نے انھیں ٹھکرا دیا ۔ لیکن آج کل پھر ان کی ریشہ دوانیاں جاری ہیں اور آج کل ان لوگوں نے منصوبے بنا رکھے ہیں کہ اس پارٹی میں گھس کر پھر عوامی ترقی کا راستہ روکا جائے ۔ ان کا طریقہ واردات یہ ہے جس کے بارے میں روکڑی صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں علم نہیں ہے ۔ میں حیران ہوں ۔ ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک قاتل اپنے مقتول کی لاش پر آ کر کہے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے ۔ ان کی یہ سادہ دلی ، ان کے یہ طریقے ، ان کے یہ الفاظ اور ان کے اظہار کو دیکھ کر میں حیران ہوتا ہوں ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آج پیپلز پارٹی جس نے اسلامی مساوات کا نعرہ لگایا ہے جو غریبوں کی پارٹی ہے ۔ جو عوام کے لیے دن رات کام کر رہی ہے ۔ یہ لوگ اس پارٹی میں شامل ہو کر وہی پرانے ہتھکنڈے استعمال کریں گے اور لوگوں کو قائد عوام کے خلاف اکسائیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ انھوں نے میرا نام لیا ہے ۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں بھی کچھ عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے پوچھا تھا کہ طریقہ واردات کا کیا مطلب ہے تو انھوں نے اس کا حوالہ دیا ہے ۔ مہر محمد ظفراللہ خان ۔

Begum Syeda Abida Hussain. Sir, I would like to rise on a point of personal explanation before the Hon'ble Member from Jhang continues his speech. Mr. Speaker Sir, here in the morning session the Hon'ble Member from Jhang, Sheikh Mohammad Iqbal, who unfortunately is not here at the moment, made certain references to my late father and to the role he played in the politics of Jhang.

Mr. Speaker, Sir, I consider it a very great pity that the time of the House should be wasted to level personal attacks. But since the Hon'ble Member has deemed it fit to bring up the issue, I would like to clarify that there have been very few people, and very few leaders in Pakistan who were involved in the struggle for attaining this country and who have died for this country with as unblemished record as my late father, Col. Syed Abid Hussain. I stand here, in this House as a very proud daughter of a man who sought nothing, no gain from office, no advantage. He lived an hon'ble life and he died an hon'ble man. Sir, when he became a Member of the District Board there was just one mettled road in Jhang. Only the town of Jhang was electrified. He for thirty years of his political career struggled to get for his district the best advantages that he could in an hon'ble manner. If today, after he has deceased, he is to be condemned because he did not stoop to the ordinary common 'lalach' of acquiring route permits, of acquiring licences and setting up industries, an Hon'ble Member of this House has the audacity to take his name, and a Member like Sheikh Mohammad Iqbal, who is so vulnerable, should not throw stones. A Member who sits on the Opposition benches and tries to sneak into the Government to save his 'addas', that Member has the audacity to level charges against a patriot, and this House lends him an ear.

Mr. Speaker, Sir, I do not wish to go into details but I will touch upon those points that the Hon'ble Member has touched upon. I am elected as a Member of the Peoples Party. Other three Members from Jhang were elected as Independents. We joined the Peoples Party through the front door. We have not tried to gain entry through any back door. We joined the Peoples Party because we believed in its leadership. We are welfare oriented. We believe in socialism. Our family has made large contribution in this sphere in that very area. Let me not speak of the contributions Sheikh Iqbal has made to Jhang. Let me not speak of it for fear that people may rise and protest. Sir, he has attacked our lands. We have not acquired any land. We have not purchased any land through having made money on opium contracts as other people have done in Jhang. We have not

done that. What land we have, has been in our family for 14 generations. I am, Sir, the 14th generation and I am very proud of it. We abide by whatever reforms this Government in this country have brought. My father surrendered 2,000 acres in the 1966-67 Land Reforms, and in that Land Reforms, he had in 1946 founded a Live-Stock and Stud Farm, which along with other Farms was registered and existed, was given exemption under Paragraph 19 of MLR 64. Under MLR 115, these Farms have been maintained. The President has allowed to retain these Farms. The matter is before the Land Commission. It has not been decided whether these Farms are to be run by the Government or they are to be leased out. The matter is pending before the State. We have not used any influence. We are not seeking any back door entry to have anything of ours protected.

Sir, my father was born into a large inheritance. The day he died what he left behind was 1/3rd of what he was born into. Sheikh Iqbal cannot say the same for himself Sir. He cannot. Let me not go into details and I would like to resist the temptation of going into details, but through your honour I would like to inform him, and I hope that he will hear of this, that if there is anybody in this House who is sufficiently interested in Jhang or any of the Hon'ble Members of this House, let them go to Jhang and let them find out from the common people of Jhang of the record Abid Hussain left behind and let them also find out about one Mr. Nazu Khoja.

مہر محمد ظفراللہ خان (جھنگ ۔ 4) ۔ جناب سپیکر ۔ ہمارے متعلق اس معزز ایوان میں جھنگ کے ایک ممبر بھائی نے کچھ فرمایا تھا ۔ جناب سپیکر ۔ ہم جھنگ سے بطور آزاد امیدوار ممبر بنے ۔ دسمبر 1970ء میں جب الیکشن ہوا تو پہلی دفعہ مارچ 1971ء میں جناب غلام مصطفیٰ کھر صاحب وہاں تشریف لے گئے ۔ اس وقت ابھی پیپلز پارٹی کو اقتدار نہیں ملا تھا ۔ تو مارچ 1971ء سے ہماری کوشش رہی کہ آپ ہمیں پیپلز پارٹی میں شامل کر لیں ۔ ہمیں کوئی لالچ نہیں ۔ آج تک آپ نے دیکھا ہے کہ جھنگ کے ممبران اسمبلی نے جو بطور آزاد امیدوار منتخب ہو کر آئے ہیں کسی قسم کا لالچ نہیں کیا ۔ کبھی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی اور نہ ہی کریں گے ۔ لیکن ایمانداری سے اور مخلصانہ طور

پر اور جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جو پروگرام دیا تھا اس کو دیکھ کر اور سمجھ کر ہم اس پارٹی میں شامل ہوئے ہیں ۔ اس کے مقابلے میں جناب شیخ صاحب نے باوجودیکہ وہ جمعیت میں شامل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ذاتیات پر تقریر نہ کریں ۔

میر محمد ظفراللہ خان ۔ انہوں نے اس وقت تک پانچ روٹ پرمٹ ٹانگوں کے لیے ہیں اور وہ شہر میں ایک اڈہ بنا کر بیٹھے ہیں اور وہ 30 ہزار روپیہ ماہوار کما رہے ہیں ۔ ہم نے آج تک ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ اس لیے انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے خلاف باتیں کریں ۔ جہاں تک ایچ ڈی ۔ بی ۔ ڈی کے تبادلہ کا تعلق ہے ۔ ہمیں علم نہیں کہ شیخ صاحب کی ان سے ناراضگی ہو گئی ہے ۔ وہ ان کے خاص دوست اور عزیز تھے اور کسی وجہ سے ان سے ناراض ہو گئے ۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تبدیل کرا دوں گا ہم نے گورنر صاحب سے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اگر ایک ممبر ناراض ہو جائے تو اسے تبدیل کر دیا جائے ۔ اس کی انکوائری کرائی جائے اور اگر اس کا گناہ ثابت ہو تو بے شک اسے تبدیل کر دیا جائے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ بجٹ کے متعلق عرض کروں گا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جس انداز اور جس ماحول میں بجٹ پیش کیا ہے وہ قابل تعریف ہے ۔ لیکن چونکہ میں جس حلقہ نیابت سے ممبر بنا ہوں ۔ جناب سپیکر ۔ وہ خالصتاً دیہات پر مشتمل ہے ۔ شہر سے بھی کافی دور ہے ۔ میں خود بھی دیہات کا رہنے والا ہوں اور درمیانہ قسم کا زمیندار ہوں ۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے حلقے کے پیش نظر یا اپنے طبقے کے حالات کے پیش نظر بڑے ادب اور بڑے پیار سے کچھ تھوڑی سی تفصیل عرض کروں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ہم پارٹی بھائی اس کو برا یا طنز نہ سمجھیں گے کیونکہ بعض دفعہ ہو سکتا ہے کہ کسی کو مغالطہ بھی ہو ۔

جناب والا ۔ یہ جو لفظ سرمایہ دار اور جاگیر دار چلا آ رہا ہے جب سے یہ زرعی اصلاحات شروع ہوئیں ۔ پہلی زرعی اصلاحات جب ہوئیں تو جو لوگ صاحب جائیداد تھے ، بہت جائیداد کے مالک تھے ، انہوں نے بروقت اپنی زمین فروخت کر دی اور اپنا سرمایہ انڈسٹری میں لگا دیا ۔ اس طرح ایسے زرعی

اصلاحات ہوئی ہیں تو جو بڑے زمیندار اور جاگیر دار لوگ تھے انھوں نے اپنی زمینیں فروخت کرکے انڈسٹری کی طرف رجوع کر لیا ہوا ہے ۔ اس وقت اگر جاگیر داری ہے تو تب بھی انھی آدمیوں کے پاس ہے ۔ اگر سرمایہ داری ہے تب بھی انھی کے پاس ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور میں پریس والے حضرات سے بھی عرض کروں گا کہ کبھی کوئی بات دیہاتیوں کی بھی لکھ دیا کریں جو خالصتاً زمیندار اس وقت ہیں ، میں مثال پیش کرتا ہوں کہ ہمارا نوازش علی خان پیپلز پارٹی کا بنیادی ممبر ہے ۔ اس کے والد کے بارہ سو مربعے تھے ۔ اب اس کے پاس چھ مربعے زمین ہے اور اس نے کوئی انڈسٹری نہیں لگائی ، کوئی اور سائیڈ بزنس نہیں کیا ۔ فقط اور فقط زمینداری ہے اور ایک لڑکا ہے ۔ چھ مربعے زمین ہے ۔ میں نے اس کی پیداوار کا اندازہ لگایا ہے ۔ جناب والا ۔ اس موسم میں اسے سو کھلوار گندم ملی ہے ، سو کھلوار کا مطلب ہے 8 سو من گندم اور اس میں جملہ اخراجات اس سے نکالے جائیں کیونکہ مہنگائی کا زمانہ ہے ۔ ٹریکٹر جو سترہ ہزار کا ملتا تھا اب وہ پچاس ہزار سے ملتا ہے ۔ تیل کی قیمت زیادہ ہے پھر سپیئر پارٹس اور بجلی کا خرچہ اور کھاد سات روپے سے شروع ہوئی اور اب پچاس روپے میں ملتی ہے ۔ یہ سب اخراجات ملا کر ہم جناب جن کا فقط اور فقط زمینداری پر انحصار ہے ، اپنا گزر اوقات کرتے ہیں ۔ ان کو بالکل کوئی فائدہ نہیں ۔ حضور والا ۔ میں جناب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم مر پیٹ کر اپنا سال بسر کرتے ہیں ، گزارہ کرتے ہیں ۔ یہ جو زمیندار بدنام ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ زمیندار کا نام ہی بدنام ہے ۔ اب تو وہ کاشتکار ہیں اور میں اپنے ان بھائیوں سے بھی گزارش کروں گا جو زمیندار کے لفظ سے چڑ رکھتے ہیں کہ ٹھیک ہے ، کسی وقت تھے ، اب ان کو ختم کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ ہماری پارٹی آئندہ بھی کبھی اسے نہیں ابھرنے دے گی ۔ لیکن ہم لوگ جو زمیندار ہیں ، اپنے شہری بھائیوں کے لیے ہر موسم میں جد و جہد کرکے سب کچھ پیدا کرکے لاتے ہیں ۔ ظلم یہ ہے کہ آپ نے ہماری زندگی کا جا کر اندازہ ہی نہیں کیا ۔ جناب سپیکر ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی اس آنے والے وقت میں سوال اٹھے گا تو وہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ دیہاتی اور شہری کا اٹھے گا ۔ شہر اور دیہات کے معیار زندگی میں اتنا فرق ہے اور دن بدن بڑھ رہا ہے ۔ مجھے خطرہ ہے کہ کسی دن یہ بری شکل میں نہ

سامنے آئے ۔ آپ کوئی احسان فراموش انسان نہیں ، ہمارے شہری بھائی ہیں ۔ آپ کو یہ سوچنا اور سمجھنا چاہیے کہ ہم گرمی کے مہینوں میں جون اور جولائی کے مہینوں میں سارا دن دھوپ میں کھڑے ہو کر خوراک پیدا کرتے ہیں ، آپ کے لیے تیار کرتے ہیں ۔ آپ ہمارے مقابلے میں جو شہری زندگی گزارتے ہیں ۔ مثلاً لاہور کی جو زندگی ہے ۔ ہم جب واپس جاتے ہیں تو ہمیں تین تین دن نیند نہیں آتی ۔ حضور والا ۔ یہاں بھی ایئرکنڈیشنر ، پیپلز ہاؤس بھی ایئرکنڈیشنر ۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ وہاں بجلی نہیں ، پانی نہیں ، سڑکہ نہیں ، کوئی چیز بھی نہیں ۔ پھر بھی جناب ہم زمیندار بدنام ہیں ۔ میں یہ بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ جو زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے یہ اس ذہن کے تحت لگایا گیا ہے کہ ہم زمیندار کے خلاف قدم اٹھانا ہے ۔ وہ زمیندار تو اب ہے ہی نہیں ، وہ اب سرمایہ دار ہو چکے ہیں ۔ زمیندار تو ہیں ہم بیچارے جو دیہاتوں میں رہتے ہیں ۔ وہ زمیندار تو اس وقت گلبرگ میں بیٹھے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) براہ مہربانی اس پر غور کیا جائے ، پہلے ہی ہمارے اوپر بہت بوجھ ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ ہماری اس عرض پر بڑی ہمدردی سے غور فرمائیں اور جو کچھ انھوں نے ورک آؤٹ کیا ہے میں اس پر مطمئن نہیں ہوں ۔ پہلے بھی بہت کچھ ہمارے اوپر ٹیکس لگائے گئے ہیں اور اب اور زیادہ لگ چکے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس ضمن میں دوبارہ عرض کروں گا کہ جو کپاس پر ٹیکس لگایا گیا ہے وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ ہم پر لگا ہے ۔ کورٹ فیس پر جو ٹیکس لگا ہے وہ بھی ہم پر لگا ہے اور گورنمنٹ کا منشا مرکز کا بجٹ دیکھیں تو انھوں نے ٹیکس معاف کیے ہیں ۔ پہلے چھ ہزار پر انکم ٹیکس تھا ۔ اب چھ ہزار کو بڑھا کر نو ہزار پر انکم ٹیکس کر دیا گیا ہے ۔ میں یہ بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ہمارے حال پر رحم کریں ۔ ہم جو صرف زمینداری پر گزر اوقات کرتے ہیں ہم مزید بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ۔

میں جناب یہ بھی گزارش کروں گا کہ بجٹ میں ایک چیز پر رٹ لگائی ہے کہ زراعت پر بہت خرچ ہوا ہے ۔ اس کے متعلق میں جناب وزیر خزانہ کو عرض کروں گا کہ جو سبسڈی گورنمنٹ گندم پر خرچ کر رہی ہے در حقیقت ہم لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ۔ دیہات میں اب بھی سرمایہ دار

لوگ ہم سے سترہ اور اٹھارہ روپے من گندم خرید رہے ہیں ، چونکہ ہمارے پاس سڑکیں نہیں ، ذرائع آمد و رفت نہیں ، ہمیں اس سبسڈی کا کوئی فائدہ نہیں حضور والا ۔ اب گورنمنٹ زمیندار سے بائیس روپے من خرید کر اٹھارہ روپے میں بیچے گی ۔ یہ بھی مد شہر والوں پر خرچ ہوتی ہے ۔

اس کے بعد میں جناب تھوڑے وقت میں اپنے ضلع کے متعلق عرض کروں گا ۔ جناب وزیر خزانہ کو یاد ہوگا کہ ہم نے پچھلے سال بھی بار بار عرض کیا ہے کہ ہمارا ضلع بہت پسماندہ ہے ۔ آپ اس پر ضرور توجہ فرمائیں ۔ میٹنگ بلائی گئی ، اس میں اپنا پروگرام ، اپنے مسائل ڈسکس ہوئے لیکن معاملہ وہیں کا وہیں رہا ، کوئی فرق نہیں پڑا ۔ اس سال بھی میں جناب کو عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع جھنگ پر باوجودیکہ ہمارے بہت مطالبات تھے ۔ لیکن کچھ نہیں ہوا ۔ بلکہ ہم تو یہ محسوس کرتے ہیں کہ جس ضلع کا کوئی وزیر ہے ، وہ اسی ضلع کو فائدہ پہنچا رہا ہے پڑوس والے ضلع کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہا ۔ ہم نے یہاں پر پانچ قسم کی انڈسٹری کا مطالبہ کیا تھا اور ہمیں ایک مل بھی نہیں ملی ۔ آخر میں میں یہ گزارش کروں گا کہ فی الحال زرعی انکم ٹیکس پر ضرور نظرثانی کریں اور دو سو سے بڑھا کر ایک ہزار تک ضرور معاف کریں ۔

راجہ سکندر خان (جہلم ۔ 3) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے پنڈ دادن خان جیسی غریب ترین تحصیل کی نمائندگی کا شرف حاصل ہے جس کا استحصال سال 1958ء سے لے کر سال 1970ء تک تحصیل چکوال اور تحصیل جہلم کے جاگیر داروں نے کیا ۔ کیونکہ اس طویل عرصے میں یہ تحصیل حق نمائندگی سے محروم رہی جس کے نتیجے کے طور پر میری تحصیل میں نہ تو کوئی سڑک بنی نہ بجلی آئی اور نہ پینے اور آب پاشی کے لیے پانی کا کوئی انتظام ہوا ۔ جناب والا ۔ سال 1970ء میں پہلی مرتبہ میرے اپنے اور میرے حلقے کے لوگوں نے میرا استحصال کیا کہ مجھے اس پیشے میں دھکیلا گیا جسے پالٹکس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ ایک پورا سال مجھے اپنی تحصیل کی حق نمائندگی حاصل کرنے کے لیے بھاگنا پڑا لیکن خدا کی مہربانی سے ہماری تحصیل کو اس وقت کی حکومت نے سنٹر کی ایک سیٹ اور ڈیڑھ صوبائی کی دی جس کے نتیجے کے طور پر راجہ منور خان اور میں ایک ہی تحصیل سے دو ممبران منتخب ہوئے ۔

جناب والا ۔ میں الیکشنوں میں بحیثیت آزاد امیدوار کھڑا ہوا اور کامیابی

کے بعد میں جناب ذوالفقار علی بھٹو قائد عوام کی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے بڑے خلوص دل سے اس پارٹی میں شامل ہوا۔ جناب والا ۔ جس دن سے اس پارٹی میں شامل ہوا ہوں میں محسوس کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کے اندر اور باہر ہمارے ساتھ ایک سوکن کا سلوک کیا جاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ opportunist ہیں اس لیے ہماری پارٹی میں شامل ہوئے ہیں ۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ ۔ بہر حال جناب والا ۔ یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ مخلص کون ہے اور کون نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پچھلے سال اس معزز ایوان کے جناب سپیکر صاحب نے ہماری تحصیل کا استحصال کیا اور پچھلے سال مجھے دو منٹ ملے اور اس سال بھی میرے خیال میں وقت کی کمی محسوس کی جا رہی ہے ۔ البتہ میں اپنے ہر دل عزیز بھولے بھالے اور شریف النفس وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مہربانی کرکے ایک ایسا میزانیہ پیش کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بھولے بھالے کا لفظ واپس لیں یہ ان کی توہین ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ موصوف کے معنوں میں استعمال کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب وزیر خزانہ بھولے بھالے ہو گئے تو پھر خزانے کا خدا حافظ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ خدا ہی حافظ ہوتا ہے آپ فکر نہ کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ شریف النفس بھی ٹھیک ہے بہترین آدمی بھی ہیں وہ بھولے بھالے نہیں ہیں یہ کم از کم ہماری توہین ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب نے میرا خیال ہے یہ مصرعہ نہیں سنا :

"بھولی بھالی شکل والے ہوتے ہیں جلاد بھی"

(قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پھر میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں آپ واقعی جلاد ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب کو پہلے ہی اعتراض ہے کہ ان کے وقت کا استحصال ہوتا ہے آپ بھی اس میں شامل ہو گئے ۔

راجہ سکندر خان ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ اس وقت کو میرے وقت میں شامل نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں کیا جائے گا آپ تقریر جاری رکھیں ۔

راجہ سکندر خان ۔ جناب والا ۔ صاحب موصوف نے ہمیں پینے کے پانی اور سڑکوں میں مناسب حصہ دیا ہے جس سے میں اور میرے علاقے کے لوگ ان کے شکر گزار ہیں ۔ لیکن میں ان سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ پینے کے پانی کے لیے تو ہمیں معقول اور زیادہ رقم ملی ہے لیکن اس میں ہماری آبادی کے پھر بھی صرف چار فیصدی دیہات کو پانی کا مزید کوٹہ ملے گا ۔ بقایا رقم اس پہلے سسٹم کی replacement پر لگے گی ۔ اسی طرح ہمیں سڑکوں کا بھی معقول حصہ ملا ہے اور میں اس سلسلے میں جناب تاری صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے بھی ہمارے اس کام میں امداد کی ۔ لیکن انھوں نے ہمارے علاقے کو دیکھ کر ایسا کیا ہے ۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ ہماری تحصیل میں بنفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور میرے خیال میں ان کا سفر ایک میل فی گھنٹے کی رفتار سے ہوا اور اس کے بعد انہیں احساس ہوا کہ اس علاقے میں سڑکیں ہونا ضروری ہیں ۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں سڑکوں کا یہ حصہ ملا ۔ جناب ہماری پسماندہ تحصیل کا استحصال قدرت اور سابقہ حکومتوں کی ملی بھگت سے عرصہ سو سال سے ہو رہا ہے ۔ بد قسمتی سے ہماری تحصیل میں کوہ نمک واقع ہے اس کوہ نمک سے تمام ملک بلکہ نواحی ملک بھی نمک کھاتے ہیں لیکن میں بڑے دکھ سے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ساتھ اپنے ملک والوں نے اور دوسرے ملکوں نے نمک حلالی کا ثبوت نہیں دیا ۔

(قہقہہ)

جناب والا ۔ ہماری تحصیل میں کوہ نمک سے اور دیگر معدنی اشیاء سے تقریباً آٹھ نو کروڑ روپے کی مالیت کی آمدنی حکومت کے خزانے میں جاتی ہے اور اس میں زیادہ حصہ اسی نمک کا ہے ہماری تباہی کا باعث بنا ہوا ہے اور جس دن سے یہ نمک زیادہ تعداد میں مشینوں کے ذریعے نکالا جانا شروع کیا ہے اور ایک دوا ساز کمپنی نے کھیوڑے کے مقام پر کام کرنا شروع کیا ہے ۔ اس نے ایک وسیع تالاب جس کو سیمنٹ بھی نہیں کیا گیا اور وہ کچا سا بنایا ہے ۔ اس تالاب میں کڑوا پانی جمع رہتا ہے اور چونکہ وہ کڑوا پانی اونچے مقام

پر ہے اس لیے اس کے قیام کے بعد ہمارے مکانوں کی چھتوں پر نمک کے اثرات چڑھ گئے ہیں اور رقبے کا تقریباً تین چوتھائی حصہ غیر آباد ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر ۔ اس ملک میں روٹی کپڑے اور مکان کے تین اہم سوال ہیں ۔ لیکن ہماری تحصیل میں ان تینوں سوالوں کے علاوہ پینے کے پانی کا اور آبپاشی کے پانی کا ان سے بھی زیادہ اہم سوال در پیش ہے ۔ ہمارے ہاں مکانوں کا مسئلہ قدرت نے حل کر دیا ہے کیونکہ اکثر آبادی تقریباً نصف سے زیادہ لوگ مکانات چھوڑ کر اپنے نواحی اضلاع مثلاً سرگودھا اور گجرات وغیرہ چلے گئے ہیں اور مکان خالی چھوڑ کر گئے ہیں ۔ اگر حکومت کو ان خالی مکانات کی ضرورت ہو تو ہم فوری طور پر پیش کرنے پر تیار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کدھر ہیں ان کا کام آسان ہو گیا ہے ۔

(قہقہہ)

راجہ سکندر خان ۔ جناب سپیکر ۔ ہماری تحصیل کا رقبہ تین حصوں میں بٹا ہوا ہے ۔ نمبر ایک پہاڑی جو کوہ نمک کے نام سے موسوم ہے ، مگر یہی پہاڑ ہماری تباہی کا باعث بنا ہوا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں فخر ہے کہ ملک ہمارا نمک خوار ہے ۔ نمبر دو ۔ میدانی ہے جسے تھل کے نام سے پکارا جاتا ہے اور تیسرا حصہ بیٹ جو دریائے جہلم کے کنارہ پر واقعہ ہے لیکن اسے منگلہ ڈیم کی وجہ سے ختم کر دیا گیا ہے اور صرف کنارہ رہ گیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ ہماری اکانومی کا انحصار ایک نہر کے اجراء میں مضمر ہے ۔ مختلف حکومتیں سبز باغ دکھا کر چلی گئیں مگر منگلہ کی کنسٹرکشن کے موقعہ پر ہم لوگوں کی آہ و بکا پر اس وقت کی حکومت نے وعدہ کیا کہ آپ لوگوں کو بھی نہر ملے گی ، مگر مڑالہ ہیڈ کے مقام پر صرف ایک phase بنا کر آگے معاملہ نہ بڑھا ۔ چنانچہ ہمارے علاقہ کے مطالبہ پر سال 1967ء میں بادل نخواستہ ہمارے علاقہ کی نہر جس کو جلالپور کینال کا نام دیا گیا ہے کا سروے کرنے کا حکم جاری ہوا ۔ چونکہ اس نہر کے کیس کی پیروی میں ذاتی طور پر سال 1967ء سے کرتا چلا آیا ہوں اور مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے پہلے دو سال تو عملہ کی تلاش میں گزر گئے ۔ مختلف نہری افسران سے رابطہ قائم کیا مگر ان کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ جواباً فرماتے کہ بھائی بڑی کوشش کی گئی ہے لیکن

جس کا آرڈر کیا جاتا ہے وہ داخل ہسپتال ہو جاتا ہے کہ تحصیل پنڈ دادنخان میں پینے کا پانی نہیں ملتا ہے اور موٹریں چلنے کے لیے کوئی سڑک نہیں ہے۔ البتہ موجودہ عہد میں یہ کام بڑی سرعت سے ہوا جس کے لیے میں جناب امتیازی اور بخاری صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بھی اس کام میں ہماری امداد فرمائی۔ جناب سپیکر۔ جلالپور کینال کا سروے اور اس کا باقی کیس میری اطلاع کے مطابق ہو چکا ہے جس سے پونے دو لاکھ ایکڑ رقبہ آبپاشی ہونے کا امکان ہے۔ 31 لاکھ من غلہ پیدا ہوگا جس سے کروڑوں روپے کے حساب سے فارن ایکسچینج بچے گا۔ اور اس پراجیکٹ کا کل خرچہ 9 کروڑ 5 لاکھ روپے ہے حالانکہ اس کمبخت نمک کی آمدن سالانہ اس رقم کے برابر حکومت کے خزانے میں جاتی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں ظہور احمد ۔

میاں ظہور احمد (لائل پور۔ 14) ۔ جناب سپیکر۔ محترم وزیر خزانہ نے بجٹ کی صورت میں جو حکومت پنجاب کی اقتصادی پالیسی کا اعلان کیا ہے وہ خوش آئند ہے اور وزیر خزانہ اس کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس سلسلے میں مجھے اپنے حلقہ کے عوام کی طرف سے سینکڑوں خطوط موصول ہوئے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں ان کی طرف سے بھی مبارک باد پیش کروں۔

جناب والا۔ وزیر خزانہ نے اس منزل کی طرف جو قائد عوام نے متعین فرمائی اس بجٹ میں دو راستے متعین کر دیے ہیں ہم آئندہ مستقبل قریب میں انھی راستوں پر چل کر اس منزل کو پا لیں گے۔ جناب والا۔ مجھ سے پہلے قائد ایوان نے ایک مدلل تقریر فرمائی ہے گو وہ حزب اختلاف کے لیے کافی ہے اور اب ان کو جواب دینا مناسب نہیں اس سے یہ لوگ سبق ضرور حاصل کریں گے۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ بھینس کے آگے بین بجانے سے فائدہ نہیں ہوتا۔

جناب والا۔ میں ضلع لائل پور تحصیل سمندری سے منتخب ہوا ہوں۔ میرا حلقہ غیر ترقی یافتہ ہے۔ گو ہمارا ضلع ترقی یافتہ علاقوں میں آتا ہے لیکن میرا حلقہ پسماندہ، غیر ترقی یافتہ، ناخواندہ اور مواصلاتی نظام سے محروم ہے اور اس بجٹ میں اس کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ میں استدعا کروں گا کہ اس علاقے کی طرف توجہ دی جائے۔

جناب والا۔ وہاں 1965ء میں ایک واٹر ورکس قائم ہوا تھا لیکن آج

تک گندے پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ پانچ سالہ سے اس کے نکاس کے لیے شکایتیں مرتب ہو کر آتی رہیں اور اس سال یہ محکمہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس کو اس بجٹ میں شامل کر لیا جائے گا لیکن وہ بجٹ میں شامل نہیں ہوئی ۔ حضور والا ۔ 13 کروڑ کا تخمینہ ہے اگر تین چار لاکھ اور تخمینہ اس علاقے کے عوام کے فائدہ میں ہو گیا تو کوئی بات نہیں نکاسی آب کا انتظام ہو جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ تعلیمی سہولتیں وہاں موجود نہیں ہیں خاص طور پر جبکہ اس دور میں ہر شخص اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلانا چاہتا ہے اور غریب عوام خاص طور چاہتا ہے کہ ان کے بچے بھی تعلیم حاصل کریں ۔ بچے تو کچھ فاصلہ طے کر کے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں لیکن بچیوں کے لیے ذرائع مواصلات نہ ہونے کی وجہ نزدیک سکول جو ہیں وہ بس جو پس میل کے فاصلے پر ہیں وہاں نہیں جا سکتیں ۔ بچے جا سکتے ہیں ۔ میں استدعا کروں گا کہ ہمیں کم از کم ایک گرلز ہائی سکول اس دفعہ ضرور عنایت کیا جائے اور دوسرے پانی کے نکاس کا انتظام بھی ضرور فرمایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حیات ۔

چوہدری محمد حیات گوندل (گجرات ۔ 10) ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر کچھ کہوں مجھے جناب سپیکر اور آپ کی ذات گرامی سے گلہ ہے کہ آپ کم بولنے والے لوگوں کو آخر میں وقت دیتے ہیں ۔ ہم جو بات کرنی چاہتے ہیں وہ لوگ پہلے کہہ دیتے ہیں اس لیے ہمارے لیے کوئی بات باقی نہیں رہتی جو ہم کہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہی کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو دوگنا وقت دوں ۔ اگر آپ کی بات کوئی اور کہہ دیتے ہیں تو آپ کوئی اور بات کہہ لیں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ جو بات ایک دفعہ ہاؤس میں کہی جائے اسے دہرانا اچھی بات نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب حنیف رامے صاحب کو کئی لوگوں نے مبارک باد دی ہے ۔ اب تھک چکے ہیں انہوں نے ایک دفعہ بھی ان کو خبر باد نہیں کہا ۔ اس لیے میں اب انہیں رسمی مبارک باد نہیں دوں گا ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے حلقہ کے متعلق عرض کروں گا ۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک شوگر مل تھی جسے شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤ الدین کہتے ہیں ۔ تمام حضرات جنھوں نے یہاں تقاریر کی ہیں انھوں نے کچھ نہ کچھ مانگنے کی کوشش کی ہے میں وزیر خزانہ سے کچھ مانگنے کے لیے کھڑا نہیں ہوا ہوں ۔ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہمارا اپنا حصہ ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہمیں خرچ کرنے کی اجازت بخشی جائے بیشک ہمیں نئی چیز نہ دی جائے ۔ جو شوگر کین سیس یعنی دس پیسے روڈ ٹیکس مل وصول کرتی ہے وہ پیسہ ہمارے پاس موجود ہے اور وہ پیسے کمشنر صاحب کی تحویل میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے دیا جاتا ہے ۔ اس کے لیے کافی رقم پہلے سے ہمارے پاس موجود ہے اس کی ایک کمیٹی بنی ہے جس کا میں بھی ممبر ہوں اس کمیٹی نے سڑکیں منظور کی ہیں ۔ وہاں ایسا علاقہ بھی ہے جہاں کوئی سڑک جاتی ہی نہیں ہے ۔ وہاں کچی سڑک بھی موجود نہیں ہے ۔ لوگوں کو منڈی میں اجناس لے جانے میں سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ راجباہ سوہاوا کی پٹڑی کو پختہ کرنے کا پروگرام ہم نے اپنی میٹنگ میں کیا ہوا ہے ۔ اس کو دو سال ہو چکے ہیں اور اس کے لیے دس بارہ لاکھ روپیہ کی رقم ہم مختص کر چکے ہیں ۔ رقم ہمارے پاس موجود ہے لیکن سانپ کی طرح کمشنر صاحب کنڈلی مار کر رقم پر اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح یہ ان کی ذاتی رقم ہے اسے وہ کسی طرح بھی خرچ نہیں کرنا چاہتے ۔ اس لیے مہربانی فرما کر انھیں حکم دیا جائے ۔ نوکر شاہی کا یہ انوکھا طریقہ ہے ۔ رقم موجود ہے ۔ زمینداروں کی اپنی رقم ہے جو کھاد پر ٹیکس لگا کر وصول کی گئی ہے اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ۔ ان کا مطالبہ ہے کہ راجباہ سوہاوا پر جہاں کوئی سڑک نہیں ہے اس کے بننے سے بیس تیس دیہات مستفید ہوں گے ۔ ان کی اجناس منڈی تک اور کھاد شوگر مل تک نہیں پہنچ سکتا انھیں اس سے بہت آسانی ہوگی ۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک سال ہو گیا ہے ہم نے گزٹ کرنے کے لیے سڑک بھیجی ہوئی ہے ۔ خدا جانے وہ ابھی تک گزٹ کیوں نہیں ہوئی ۔ ہم کو ہفتے میں گزٹ مل جاتا ہے اتنی کتاب ہوتی ہے ۔ لیکن اس کو جگہ ہی نہیں مل رہی ۔ جب نوٹیفیکیشن کے لیے ڈپٹی کمشنر سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ نوٹیفیکیشن کے لیے بھیجی ہے ابھی واپس کاغذات نہیں آئے ۔ یہ

بڑا اہم مسئلہ ہے جلد از جلد نوٹیفیکیشن کرانے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ شوگر کین کا موسم آ رہا ہے ۔ جلد دو تین مہینے میں سڑک تیار کی جائے ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی سڑکیں ہیں جنہیں ہم نے شروع کر رکھا ہے جن کا نصف حصہ تیار ہو چکا ہے اور بقایا حصہ پڑا ہے ۔ ہمارے پاس پیسے موجود ہیں لیکن کمشنر صاحب کوئی پروگرام نہیں بتاتے کہ سڑکوں کی تکمیل ہو سکے اور علاقے کے لوگوں کی تکالیف دور ہو سکیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر بجٹ میں محکمہ حیوانات کے لیے کافی رقم مختص کی جاتی ہے اور اس بجٹ میں بھی ہے لیکن ان کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ میں پچھلے دنوں اپنے حلقہ انتخاب میں گیا تو وہاں معلوم ہوا کہ گل گھوٹو کی ایک متعدی بیماری مویشیوں کو ہو گئی ہے ۔ میں اپنے نزدیکی ہسپتال ملک وال گیا وہاں پولیس اسٹیشن بھی ہے وہاں سے پتا کیا ۔ ڈاکٹر صاحب سے رابطہ قائم کیا پتا چلا کہ وہاں دوائی سرے سے نہیں ہے ۔ مظہر بہاؤ الدین ہمارا سب ڈویژن ہے وہاں ذرا بڑا ہسپتال ہے وہاں سے مانگنے کی کوشش کی ۔ لیکن وہاں سے بھی نہ مل سکی ۔ گجرات ڈاکٹر صاحب کے پاس آیا وہاں سے دو چار بوتلیں ملیں ۔ ان کو تنبیہہ کی جائے کہ ایسی دوائی اپنے ہسپتال میں رکھیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ دیہات میں بسنے والے لوگوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور شہری لوگ ان کا استحصال کر رہے ہیں ۔ ان کی بہتر حالت اسی صورت میں بنائی جا سکتی ہے کہ ان کی اجناس کو مناسب داموں پر گورنمنٹ خریدے ۔ گورنمنٹ بھی باہر سے گندم 42 روپے فی من خریدتی ہے زمینداروں اور کاشتکاروں سے 22 روپے فی من خریدتی ہے ۔ میں عرض کروں گا وہ subsidy جو ہے اس کا نصف حصہ ہی زمینداروں اور کاشتکاروں پر صرف کیا جائے اور انہیں اجناس کے مناسب دام دے جائیں ۔ اس طرح غلہ بھی وافر مقدار میں پیدا ہو سکتا ہے اور لوگ بھی خوشحال ہو سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ شوگر مل بڑے سستے داموں گنا خریدتی ہے ۔ گورنمنٹ نے جو ریٹ مقرر کیے ہیں وہ سوا چار روپے فی من ہے اور

دس من گنے میں سے ایک من چینی حاصل ہوتی ہے - چینی کی قیمت 100 روپیہ من ہے جبکہ دس من گنے کی قیمت 42 یا 45 روپے بنتی ہے اس میں بڑا فرق ہے اسے دور کیا جائے اور گنے کی قیمت پر کنٹرول کیا جائے -

جناب والا - ہمارے ہاؤس کے تمام ممبران کا مطالبہ ہے کہ ممبران کو اپنے گھروں پر ٹیلیفون لگا کر دیے جائیں - ہم سے کافی عرصہ ہوا وعدہ کیا گیا لیکن وہ وعدہ ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا - میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ موجودہ بجٹ میں اس کے لیے گنجائش رکھیں اور تمام حضرات کو ایک ایک ٹیلیفون لگا کر دیں -

جناب والا - موجودہ مہنگائی کے زمانے میں ہماری جو تنخواہیں مقرر کی گئی ہیں وہ بہت تھوڑی ہیں - الاؤنسز بڑھائے جائیں کم از کم اس کو ایک ہزار کیا جائے کیونکہ مرکزی اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں اور الاؤنسز بھی زیادہ ہو چکے ہیں اس لیے ہمارا بھی متفقہ مطالبہ ہے کہ ہمارے بھی الاؤنسز بڑھائے جائیں - کم از کم ہاؤس کا مطالبہ ہے کہ دو ہزار روپے کیے جائیں -

رائے سخاوت علی خان (لالل پور - 11) - جناب سپیکر - میرے لیے یہ باعث مسرت ہے کہ وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کردہ بجٹ کو تقریباً تمام کوالرز سے نگاہ تحسین سے دیکھا گیا ہے اور تعریفیں کی گئی ہیں - یہ ایک منفرد قسم کا بجٹ ہے اور میں بھی یہ بات مانتا ہوں کہ یہ واقعی منفرد قسم کا بجٹ ہے - جناب والا - دو قسم کی آبادیاں ہیں ایک دیہاتی اور ایک شہری - 15 فیصدی آبادی شہروں میں بستی ہے اور 85 فیصدی آبادی جو دیہاتوں میں رہتی ہے وہ ان کی ضروریات زندگی ہمیشہ پوری کرتی ہے اور کرتی آئی ہے - وہ ہمیں آرام اور آسائش کی چیزیں مہیا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان پر ٹیکس لگایا گیا ہے - جناب والا - اتنا ٹیکس ہم پر کبھی نہیں لگا تھا جتنا کہ اس بجٹ میں ہمارے اوپر ٹیکس لگایا گیا ہے - گویا انفرادی ہونے میں اس نے پیش قدمی کی ہے - اسی قسم کی الجھنیں پرانی حکومتوں کے دوران پیش آئی تھیں - جناب والا - 15 فیصدی آبادی کے لیے متعدد سہولتیں میسر ہیں - ایئر کنڈیشنڈ بسیں ہیں ، ٹیلی ویژن سیٹ ہیں ، کارپٹ roads ہیں ، ڈاکٹروں کی سہولتیں ہیں ، ہسپتال ہیں ، کالج ہیں - جب ہم دیہاتوں سے آ کر یہاں شہروں

ہیں پڑھتے ہیں تو ہمیں یہاں کی چیزیں کچھ نئی دکھائی دیتی ہیں ۔ یہاں ایئر کنڈیشنڈ کمرے ہیں ۔ پیپل ہاؤس میں جب ہمارے دیہاتی بھائی آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سردیوں کی ہوا آپ نے یہاں کیسے بند کر رکھی ہے ۔

جناب عالی ۔ میرے دیہات کی حالت تسلی بخش نہیں ہے ۔ میرا گاؤں شہر لائل پور سے 34 میل کے فاصلہ پر ہے دریائے راوی کے کنارے ۔ یہاں آ کر دریائے راوی تقریباً خشک ہو جاتا ہے اس میں آج کل پانی بھی نہیں ہے ۔ ضلع ساہیوال ، شیخوپورہ اور ان تینوں کی حدود یہاں آ کر ملتی ۔ تو نہ شیخوپورہ والے اور نہ ساہیوال والے خرچ کرنا چاہتے ہیں اور جناب والا ۔ ہمارا گاؤں بڑا پرانا گاؤں ہے ۔ برطانوی حکومت سے پہلے یہاں دو مواضع تھے کالیہ اور جھانگڑہ ۔ دیہاتوں میں رہنے سے کچھ معزز ممبران یہ خیال نہ کر لیں کہ ہم شاید جاگیر دار ہیں ۔ ہمیں جاگیر دار ہونے کے لیے دو مرتبہ دعوت ملی لیکن ہم نے اس کو ٹھکرا دیا ۔ ایک 1857ء میں میرے دادا رائے احمد خان شہید جو لارڈ برکلے کے مقابلے میں ان دنوں مارے گئے تھے تو ان دنوں ہمیں دعوت آئی تھی کہ آپ ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں ہم تمہیں جاگیریں دیں گے لیکن ہم نے کہا کہ ہم انگریز کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے نہیں ہیں ۔ اور دوسرا ملک خضر حیات ٹوانہ کی چٹھی ابھی تک ہمارے پاس موجود ہے ۔ انہوں نے کہا کہ رائے صاحب آپ ہمیشہ غلطی کرتے ہیں ۔ آپ حکومت کی طرف ہاتھ بڑھائیں ۔ آپ یونینسٹ کی طرف سے انتخابات لڑیں لیکن ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ہم مسلم لیگ میں گئے اور ان کی طرف سے انتخابات لڑے جن میں ہم کامیاب ہوئے ۔ یہ دوسرا موقع تھا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک ہماری زمینوں کا تعلق ہے ان کو نصیب پانی دیا جاتا ہے ۔ چونکہ انگریزوں نے غلامی کا طوق پہنایا تھا تو ہم کالیہ کے لوگوں نے اپنے سر پر سنہری طوق پہن لیا تھا ۔ وہ مالکی میں تھے تو انہیں چک بندی کا پانی مل گیا لیکن ہمیں آج تک چک بندی کا پانی نہیں ملا ۔ ہمارے گاؤں میں ایک راجباہ جاتا ہے اور ایک کھال ہے اس میں اتنا بھیولی پانی جاتا ہے کہ اس سے بہت کم کاشت ہوتی ہے ۔ اس مرتبہ سنیٹر نے کہا ہے کہ 25 سے 45 فیصد تک لیکچی بڑھایا ہے ۔ ہم نے اس کو برداشت کر لیا لیکن چناب والا ۔ اب جو 2 روپیہ گانٹھ کے حساب سے بڑھایا گیا ہے اس کا

ہمارے اوپر براہ راست بوجھ پڑتا ہے ۔ بہتر تو ہوتا ہے کہ بجائے کپاس کی گانٹھ کے سوتر کے اوپر لگا دیتے تو شاید ہم اسے برادشت کر لیتے ۔ گندم جس کو ہم 22 روپے آٹھ آنے پر دیتے ہیں اس کو ہم سے کوئی اس بھاؤ پر نہیں لیتا ۔ ہم شہر سے دور رہتے ہیں ۔ ہم ڈیلروں کو دیتے ہیں اور 18 سے لے کر 20/19 تک وہ لیتے ہیں تو ڈیلروں کی یہ حالت ہے ۔ ہمارا فاصلہ دور ہے تو وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے گوداموں میں جگہ نہیں ہے لیکن جو پرائیویٹ ڈیلرز ہیں وہ 100 روپیہ ایک گاڑی کا لیتے ہیں ان کے لیے گوداموں میں جگہ بھی ہے ۔ ہماری گندم بارش کی وجہ سے بھیگ گئی تھی ۔ اگر بھیگی ہوئی گندم سٹور میں رکھی گئی تو وہ خراب ہو جائے گی ۔ وہ ڈیلرز خرید رہے ہیں ۔ خریداری گورنمنٹ کر رہی ہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ صدر گرامی نے جو زرعی اصلاحات کی ہیں ان کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں لیکن جو پرانے جاگیر دار دیہاتوں میں تھے یہ واقعی ان کے لیے تکلیف کا باعث بنی ہوں گی ۔ تو اس وقت جو جاگیر دار تھے وہ 6 مربعے یا 8 مربعے تک رہ گیا تھا ۔ ان جاگیر داروں کو تکلیف ہوئی ۔ کسی نے اصلاحات نہیں مانیں تو پھر یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے ایک اعلان کیا کہ ان کو سزا دی جائے گی جو ان اصلاحات کو نہیں مانیں گے ۔ چاہے ان کو پھانسی پر لٹکائیں ۔ جناب والا ۔ ہم متوسط درجے کے لوگ غریب زمیندار ہیں جو کفن سے بھی محتاج ہیں ۔ میں بخدا کہتا ہوں کہ اکثریت ایسی ہے کہ جب ان کا کوئی بچہ مر جاتا ہے تو اس کے کفن کے لیے پڑوسی سے ادھار پیسہ لیا جاتا ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ چند لوگوں کے پاس پیسے ہوں گے ۔ تو یہ پوزیشن ہے میرے علاقے کی ۔ جوں جوں آبادیاں بڑھ رہی ہیں دیہاتوں میں قبرستان کا رقبہ کم کیا جا رہا ہے ۔ دوسری یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ یادگار پاکستان کے نیچے کتوں کی ریس لگائی جاتی ہے یہ بات نہایت خراب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کو یادگار پاکستان کی بجائے مینار پاکستان کہا جاتا ہے ۔

رائے سخاوت علی خان ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس کے لیے کروڑوں روپیہ خرچ کیا اس کے نیچے کتوں کی ریس کرانا شایان شان نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میرے گاؤں کو ایک سڑک جاتی ہے اس کا بیشتر حصہ بن چکا ہے لیکن ساڑھے

چار میل کا ٹکڑہ ابھی بننا باقی ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے بھی ملا ۔ تاری صاحب سے بھی التجا کی گورنر صاحب سے بھی ملا ۔ کمشنر صاحب اور ڈی ۔ سی صاحب اور طالب صاحب جو ایڈوائز تھے اس سلسلے میں میں نے ان سے بھی بات چیت کی تو انھوں نے کہا کہ ہم اس کو بنا دیں گے ۔ اس سڑک کی ہمیں بہت تکلیف ہے اگر اس کو نہ بنایا گیا تو یہ سخت تکلیف کا باعث ہوگی ۔ ایک دوسرا قصبہ تاندلیانوالہ ہے وہاں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کالج چاہیے ۔ اچھی خاصی آبادی ہے اور طالب علموں کو حصول تعلیم کے لیے بہت دور دراز جانا پڑتا ہے ۔

میاں محمد افضل حیات (گجرات ۔ 6) ۔ جناب سپیکر ۔ دور جدید میں جب بھی سوشلزم کسی ترقی پذیر ملک میں وارد ہوا تو وہ مختلف روپوں میں گیا ۔ اگر وہ مشرق یورپ میں گیا تو اس نے کرسچین سوشلزم کا روپ دھارا ۔ اگر وہ مشرق بعید میں گیا تو بدھسٹ سوشلزم بن گیا ۔ جب اس نے دیکھا کہ عربوں میں عرب سوشلزم کا نعرہ ہے تو وہ عرب سوشلزم بن گیا ۔ اسی طریقہ سے اس نے پاکستان میں اسلامی سوشلزم کا روپ دھارا ۔ جناب سپیکر ۔ میری گزارش یہ ہے کہ شروع میں تو اس نے اکثریتی مذہب کے ساتھ اپنی مناسبت ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن آخر میں جب اپنے پاؤں جم گئے تو اپنی لادینیت کے ساتھ بھرپور وار کرتا رہا ۔ جناب سپیکر ۔ اسلام بذات خود ایک مکمل ضابطہ حیات ہے ۔ اس میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کی جائے تو پھر یہ نہ اسلام رہے گا نہ یہ سوشلزم رہے گا ۔ پچیس سال تک vested interests اسلام میں مغربیت کی ملاوٹ کرتے رہے ۔ اب پچیس سال کے بعد اس میں سوشلزم کی ملاوٹ شروع ہو گئی ہے ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ 1970ء کے انتخابات کے بعد جب سوشلزم کو کامیابی ہوئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ملک دو حصوں میں بٹ گیا ۔

جناب والا ۔ جہاں ایک طرف فاضل وزیر خزانہ نے سوشلزم کا پرچار کیا وہاں دوسری طرف غریب زمینداروں کو بھی آڑے ہاتھوں لیا ۔ انھوں نے فرمایا کہ اجناس کی قیمتیں بڑھ جانے سے کئی گنا منافع زیادہ ہو گیا ہے ۔ زمینداروں پر جو ٹیکس ہیں وہ نہ صرف بڑے زمینداروں کو متاثر کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی جو چھوٹے زمیندار اور کاشتکار ہیں ان کو بھی اتنا ہی

متاثر کرتے ہیں ۔ کپاس کی قیمت خرید پر دو روپے فی من ٹیکس لگایا گیا ہے آخرکار اس کا اثر جو ہے وہ آڑھتیوں پر نہیں ۔ کپاس کے خریداروں پر نہیں بلکہ زمینداروں اور غریب کاشتکاروں پر پڑتا ہے ۔

جناب والا ۔ فاضل وزیر خزانہ نے فرمایا کہ جو حصول انصاف صرف امیروں کے لیے ہے وہ اتنا پہلے مہنگا ہے کہ غریبوں کو تو ملتا نہیں ۔ اب جب کہ کورٹ فیس اور بڑھا دی گئی ہے تو میرے خیال میں وہ غریبوں کی دسترس سے اور باہر ہو گیا ہے اور جو درمیانہ طبقہ ہے وہ اس قابل نہیں رہے کہ انصاف حاصل کر سکیں ۔ پھر مختلف انتقالوں پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں اس سے بھی نہ صرف زمینداروں کا جو بڑا طبقہ ہے وہ متاثر ہوگا بلکہ غریب چھوٹے زمیندار جن کی پچیس پچیس اور دس دس ایکڑ زمینیں ہیں وہ زیادہ تبادلے کرتے ہیں اور اپنی زمینوں کو رہن رکھتے ہیں ۔ زیادہ انتقال کرتے ہیں اور زرعی قرضے لیتے ہیں وہ بھی اس سے زیادہ متاثر ہوں گے بنسبت بڑے زمینداروں کے جو اتنے قرضے وغیرہ کے لیے زمین رہن نہیں رکھتے ہیں ۔ اور جہاں فاضل وزیر خزانہ نے زمینداروں کی کئی گنا بڑھی ہوئی آمدنی کا ذکر کیا وہاں زرعی شعبے میں cost of production کو بالکل ہی بھول گئے اور ان کا ذرہ بھی ذکر نہ کیا کہ ٹریکٹروں کی قیمت کتنی بڑھ گئی ہے ۔ مزدوری کتنی بڑھ گئی ہے ۔ کھاد کی قیمت کتنی بڑھ گئی ہے ۔ اگر ان سب کا اندازہ لگایا جائے تو میں عرض کروں گا کہ آمدنی بڑھنے کی بجائے کم ہو گئی ہے ۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے ورنہ میں ایک ایک آئٹم کو ڈسکس کرکے اس کو ثابت کرتا ۔ جہاں زمینداروں پر اتنے ٹیکس لگائے گئے ہیں وہاں میں یہ عرض کروں گا کہ ڈولپمنٹ بجٹ میں دیہات کی آبادی کو شہری آبادی کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر حصہ دیا گیا ہے اور شائد اس اصول کے پابند ہوئے ہیں ۔

all are equal but some are more equal than the others.

(یعنی کہ سب انسان برابر ہیں اور وہ شائد شہریوں کے لیے ہے ۔)

جناب والا ۔ میرا حلقہ نیابت تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں واقع ہے ۔ یہ وہ حلقہ ہے جو ہمیشہ سے ملک کے دفاع کے لیے سب سے پیش پیش رہا ہے ۔ لیکن یہ ہمیشہ سے بالکل پسماندہ علاقہ ہے ۔ یہ بالکل بارانی ہے اور پہاڑی علاقہ ہے ۔ صرف تھوڑا سا علاقہ نہری ہے ۔ لیکن وہاں پر سکارپ 2 ۔ اے کی

وجہ سے کئی ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ۔ وہاں کے لوگ وہ آبیانہ برداشت نہیں کر سکتے ۔ قصبہ ڈینگا جو تحصیل کھاریاں میں واقع ہے وہاں پینے کا پانی میسر نہیں ہے ۔ کیونکہ وہاں پانی کھاری ہے لوگ وہ پی نہیں سکتے اور نہ ہی وہ کپڑے دھونے یا دوسری دھلائی کے کام آ سکتا ہے ۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر واٹر سپلائی کی سکیم کی ضرورت ہے ۔

اس کے ساتھ ہی ہسپتال کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے ۔ ڈاکٹر یا مریض ہسپتال کی عمارت کے اندر بیٹھ نہیں سکتے کیونکہ اس کی حالت بہت خستہ ہے ۔ وہ پیڑوں کے نیچے بیٹھ کر اپنا کام کرتے ہیں ۔ اس کی مرمت اور اس کے ساتھ انٹر میڈیٹ کالج کا اجراء اہم ضروریات ہیں ۔

جناب والا ۔ میرے حلقہ نیابت میں کافی علاقہ ایسا ہے جہاں سو اور ڈیڑھ سو کے قریب دیہات ہیں اور وہاں کوئی سڑک نہیں جاتی اور لوگوں کو آنے جانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ اگر رسول ہیڈ ورکس سے لیکر اسوالہ برج تک پٹڑی کو پختہ کر دیا جائے تو وہاں کے دیہات کا بھی تعلق اس دنیا کے ساتھ ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

سید ناظم حسین شاہ (ملتان ۔ 3) ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب فاضل وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اقتصادی بجٹ پیش کیا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ یہ دیکھیں کہ پاکستان کس لیے معرض وجود میں آیا ۔ اس کی صرف اور صرف یہی وجہ تھی کہ ہندو بنیے نے مسلمانوں کا استحصال کیا مسلمانوں نے صرف اس میں نجات جانی کہ وہ ایک علیحدہ مملکت بنائیں ۔ جناب والا ۔ جب بھی کوئی طبقہ ۔ کوئی مخصوص طبقہ کسی طبقے کا استحصال کرتا ہے ۔ تو لازماً اس کا نتیجہ انقلاب کی شکل میں نظر آتا ہے ۔ آپ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو آپ کو کئی مثالیں ملیں گی ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ بتانا ہے کہ صرف اور صرف یہی وجہ نہیں تھی بلکہ دونوں وجہ تھیں جس میں ایک یہ کہ مسلمان دبا ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم صاحبہ ۔ اگر آپ تقریر کرنا چاہتی ہیں تو اپنی باری پر کریں ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ مجھے تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ میں صرف بتانا چاہتی ہوں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھیں کہ جب کبھی اقلیت کو اکثریت پر حاوی کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے جیسے آپ انقلاب فرانس دیکھیں ۔ انقلاب چین دیکھیں ۔ انقلاب روس دیکھیں ۔ یہاں پاکستان میں انقلاب دیکھیں اور یہ صرف یہی وجہ تھی کہ اقلیت کو اکثریت کے اوپر حاوی کر دیا گیا تھا ۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ اس ملک کی 85 فیصد آبادی دیہاتوں میں بستی ہے اگر ہمیشہ سے جب سے یہ پاکستان بنا اور پاکستان بننے کی وجہ بھی یہی تھی کہ مسلمان ہندوؤں کے استحصال سے تنگ آ گئے تھے ۔ مگر جب پاکستان بنا اس کے بعد 1970ء تک جناب یہی ہوتا رہا کہ ہمیشہ دیہاتوں کا استحصال ہوتا رہا اور اقلیت کو اکثریت کے اوپر حاوی کر دیا گیا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ دیہاتی جو سب سے زیادہ فراخ دل ہوتے ہیں جو بہت سادہ ہوتے ہیں ان کو ہی فوج میں اکثریت حاصل ہے ان کو ہی پولیس میں اکثریت حاصل ہے مگر جب بھی کبھی افسروں کو دیکھا گیا تو اس میں اکثریت شہریوں کی ہوتی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ بنیادی طور پر یہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور زرعی ملک ہونے کی وجہ سے کاشتکار ہی ایک ایسا طبقہ ہے جو صحیح معنوں میں ٹیکس ادا کرتا ہے ۔ وہ اپنی سادگی کی وجہ سے کوئی hanky panky نہیں کر سکتا ۔ شہروں میں اکثر لوگ مکانوں کی مالیت کم بتاتے ہیں اگر ایک مکان ایک لاکھ کی مالیت کا ہے تو اس کی مالیت بیس ہزار بتاتے ہیں ۔ اس طرح سے وہ ٹیکس بچاتے ہیں ۔ اگر کسی کی صنعت ایک کروڑ روپے کی ہے تو وہ اس کی بجائے دس لاکھ کی بتاتے ہیں ۔ اس طرح انکم ٹیکس کتنے لاکھوں روپے کا بچا لیتے ہیں ۔ لیکن کاشتکار طبقہ ایک ایسا طبقہ ہے جو صحیح معنوں میں ایمانداری کے ساتھ ٹیکس ادا کرتا ہے آپ نے ٹیکس لگایا ہے ہم اس کو خوش آئند کہتے ہیں لیکن جناب والا ۔ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی بھی اس ملک میں زرعی اصلاحات ہوئیں ہیں ہم نے اس کو بخوشی قبول کیا ہے اور اب بھی زرعی ٹیکس لگایا ہے ہم اس کو بخوشی قبول کرتے ہیں مگر اس

کے ساتھ یہ مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ وہ انصاف کے طریقے اور نظر سے دیکھیں کہ ایک آدمی جس کی مال روڈ پر دوکان ہے اس کو ایک غریب دوکاندار تصور کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ اس کی آمدنی دس مربعے والے زمیندار سے زیادہ ہے ۔ لیکن ایک کاشتکار جو صحیح معنوں میں ایمانداری سے ٹیکس ادا کرتا ہے وہ ایڈیشنل ٹیکس بھی دیتا ہے ۔ لیکن وزیر خزانہ کی سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ شاید وہ دیہات میں نہیں رہتے ۔ وہ ایڈیشنل ٹیکس کھاد کی شکل میں ہے ۔ جیسے میرے معزز رکن نے یہاں پر عرض کیا ہے ۔ کھاد کی بوری 42 روپے کی ہو گئی ہے اور اس کے باوجود ہم ایک اور ایڈیشنل ٹیکس دیتے ہیں وہ ہے محکمہ مال اور محکمہ پولیس ۔ کیونکہ چاہے آپ اسے ناجائز سمجھیں ہم تو جائز سمجھتے ہیں ۔ کیونکہ ہمیں اپنی آمدنی کا کچھ نہ کچھ حصہ ان کو دینا پڑتا ہے ۔ اس کے باوجود اگر انہوں نے زرعی ٹیکس لگایا ہے تو ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن ایسے ہی ٹیکس اور طبقوں پر بھی لگائیں ۔ جناب والا ۔ دو مربعے کی آمدنی سے زائد سٹیٹ کو جانی چاہیے یہ نہیں کہ یہ صرف منیجمنٹ تبدیل کرنے سے ہوتا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ اسی نقطے کے پیش نظر میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے بجٹ پر دوبارہ غور کریں اور وہ سب پر برابر ٹیکس لگائیں ۔

جناب والا ۔ اب میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ دیکھیں کہ ملتان کا کس طریقے سے استحصال ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ شوگر انڈسٹری کی مثال لیں ۔ اگر آپ قسمت وار دیکھیں تو ملتان نمبر 2 پر ہے اگر ضلع وار دیکھیں تو ملتان نمبر 3 پر ہے ۔ ملتان کی شوگر کین میں 81 ہزار ایکریج ہے ۔ بہاولپور کی 60 ہزار ہے ۔ رحیم یار خان کی 40 ہزار ہے ۔ بہاولنگر کی 29 ہزار کی ہے ۔ مظفر گڑھ کی 54 ہزار ہے ۔ مگر یہاں شوگر انڈسٹری نہیں ہے جہاں پر شوگر کین کی ایکریج 81 ہزار ہے ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ ہمارا شوگر انڈسٹری میں حق بنتا ہے جو انصاف کی نظر سے ہمیں ضرور دیں ۔ بلکہ ہمارا جو استحصال ہوتا رہا ہے وہ استحصال پورا کریں ۔

کاٹن کی جننگ کی پچھلے دنوں ایک میٹنگ تھی ۔ ہمیں بلایا گیا ۔ آج کل آپ نے اے ۔ سی 134 کو ملتان میں کاٹن کے لیے declare کر دیا ہے جس کا seed available نہیں ہے ۔ وہاں ڈپٹی ڈائریکٹر بھی تھے ۔ ہم نے ان سے

پوچھا تو کہنے لگے کہ سرگودھا ڈویژن کو ضرورت تھی ہم نے اس لیے وہاں بھیج دیا ہے ۔ آپ ایم ۔ ایس 149 لے لیں ۔ ہم نے گزارش کی کہ 149 بڑا sensitive ہے ۔ اس لیے sprayer کی بہت ضرورت ہوتی ہے ۔ کہنے لگے یہ تو ٹھیک ہے اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے ۔ مگر میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ملتان ڈسٹرکٹ میں صرف پانچ sprayer ہیں وہ ڈسٹرکٹ جو سب سے زیادہ کاٹن دیتا ہے ۔ یہ اس ڈسٹرکٹ کا حال ہے کہ صرف پانچ sprayer ہیں اور یہ پانچ sprayer پورے ملتان کے ضلع کے لیے ہیں ۔

میری جناب والا ۔ ایک اور گزارش ہے کہ آپ نے واٹر سکیم کے لیے سات کروڑ روپے مختص کیے ہیں ۔ اس میں سے چار کروڑ شہروں کے لیے اور تین کروڑ دیہاتوں کے لیے ۔ اور اس میں سے ڈیڑھ کروڑ روپے لاہور واٹر سکیم کے لیے رکھے گئے ہیں ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے اپنی معروضات پیش کی ہیں کہ دیہاتوں میں پینے کا پانی میسر نہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ شہروں کو خوبصورت بنانے کے لیے کروڑوں روپے لگا دیے جاتے ہیں لیکن جناب والا ۔ ہمیں پینے کا پانی میسر نہیں ۔ اس کے بعد دیکھنا یہ چاہیے کہ شہروں کو خوبصورت بنانا چاہیے یا نہیں ۔ جبکہ جہاں آبادی زیادہ ہے وہاں پینے کا پانی میسر نہیں ہے ۔ اور اسی طرح شہروں میں مختلف قسم کی ہاؤسنگ سکیمیں موجود ہیں ۔ لیکن 8 فیصد آبادی جہاں آباد ہے اس کے لیے کوئی ہاؤسنگ سکیم نہیں ۔ آخر اس غریب آبادی نے کیا قصور کیا ہے ۔ اس کا بندوبست ہونا چاہیے تاکہ زمیندار ان سے زمین خالی نہ کرا سکیں ۔

یہاں پر جاگیردار اور سرمایہ دار کا لفظ استعمال ہوا ہے جاگیردار اور سرمایہ دار کہنے سے نہیں بن جاتا بلکہ جناب والا ۔ یہ ذہنیت ہوتی ہے اور وہ ذہنیت وہ ہوتی ہے جو کسی طبقہ کا استحصال کرے اس کو جاگیردار اور سرمایہ دار کہا جاتا ہے ۔ اور وہ استحصالی طبقہ ہوتا ہے ۔ میں جناب والا ۔ مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ جو اب تک ہمارے ساتھ بے انصافیاں کی گئی ہیں آئندہ بجٹ میں اس کو ختم کیا جائے ۔

مسٹر شمیم احمد خان (مسٹر ڈپٹی سپیکر) ۔ جناب والا ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن اس بات کے علاوہ یہاں یہ تاثر پھیلایا جا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے سوشلسٹ پروگرام سے

منحرف ہو رہی ہے اور یہ بات اکثر دیکھنے میں آ رہی تھی کہ سوشلزم کا نام بہت کم لوگ لے رہے تھے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اور یہ قابل داد ہے کہ جناب حنیف رامے صاحب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم سوشلسٹ ہیں اور ہم وہی نظام لانا چاہتے ہیں ۔ میں اس پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں میں اس بات کو دیکھ کر حیران ہوا کہ جب انہوں نے سوشلزم کا نام لیا تو ایک دم ہمارے دائیں طرف بیٹھنے والے دوستوں نے اعتراض کیا ۔ اس کے لیے وہ دلائل دیے اور اسلام کو بہانہ بنایا ۔ بہت نقائص نکالے ۔ حالانکہ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا ہوں کیونکہ 1970ء کے الیکشن سے پہلے ایک بہت بڑی مہم چلی ۔ گلی گلی میں اور کوچے کوچے میں جلسوں میں اور اخباروں میں ہر جگہ سوشلزم اور اسلام کا مناظرہ کیا گیا ۔ لیکن ہمارا نقطہ نظر یہی رہا اور ہم یہ بات ہر جگہ کہتے تھے کہ اسلام اور سوشلزم کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے ۔ سوشلزم ایک اقتصادیات کا نظریہ ہے جس میں ہم ایسا معاشرہ تشکیل کرنا چاہتے ہیں جس میں استحصال نہ ہو ۔ لوٹ کھسوٹ نہ ہو جس میں کسی کی محنت چوری نہ کی جائے ۔ یہی بات اسلام کہتا ہے اسلام ایسے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے جس میں سود نہ ہو ۔ ایک سود سے پاک معاشرہ ہو ۔ سود بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے ۔ سود سے مراد یہ ہے کہ وہ آمدنی جو بغیر محنت کے حاصل کی جائے اور جس کے لیے کوئی تگ و دو نہ کی جائے ۔ اسے حرام قرار دے دیا گیا ہے ۔ سود کے حرام ہونے کی وجہ اور اس کی بجو روح ہے وہ یہ ہے کہ وہ آمدنی جو بغیر محنت کے حاصل کی جائے وہ اسلام کے نزدیک حرام ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سود کی آمدن حرام ہے ۔ اس لیے ہر وہ آمدن اسلام کے نقطہ نظر سے حرام ہے جو چاہے بٹائی کی شکل میں حاصل کی جائے اور چاہے وہ محنت کے استحصال کی شکل میں حاصل کی جائے اور یہی بات سوشلزم کہتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ سود کی بات پر مجھے یاد آیا کہ ہمارے سوشلسٹ وزیر نے تو اپنی تقریر میں گلے اور شکوے کے طور پر کہا کہ اتنے کروڑ روپیہ ہم مرکز کو سود کی شکل میں دیں گے لیکن ادھر اسلام کے پجاریوں میں سے تمام لوگوں نے تقریریں کیں اور کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ رقم وہاں کیوں جا رہی ہے ۔ یہ ہمارے سوشلسٹ وزیر کا نعرہ تھا کہ ہماری

کوشش ہوگی کہ ہم سود سے پاک معاشرہ قائم کریں اور ہم سود سے نجات حاصل کریں۔

جناب والا۔ یہاں پر نظریہ پاکستان کی بات بھی ہوئی۔ میں سید ناظم حسین شاہ صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پاکستان کا جو وجود ہے اور پاکستان کے لیے جو جد و جہد کی گئی تھی وہ ہندو کی اقتصادی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ ہندو کا جو اقتصادیات پر تسلط تھا اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ آپ اس دور کی تحریک کو دیکھیں۔ اس دور کی کمیونسٹ پارٹی کے فیصلے کو دیکھیں۔ لاہور کی گلیاں اس بات کی گواہ ہیں کہ سکھ عورتیں جو کمیونسٹ پارٹی میں شامل تھیں وہ برقعے پہن کر مسلمان عورتوں کے روپ میں یہاں جلوس نکالتی رہیں اس نقطہ نظر سے کہ یہ تحریک جو اسلام کے نام پر چلائی گئی ہے یہ استحصال کو ختم کرے گی۔ یہ سامراج کو ختم کرے گی۔ آج لاہور کی مال روڈ اور انارکلی اس بات کی گواہ ہیں کہ وہ جلوس نکالتی رہیں۔ جناب والا۔ یہ جتنی بھی تحریک تھی یہ اس بات کے لیے تھی لیکن بد قسمتی یہ ہوئی کہ جب پاکستان وجود میں آیا تو یہاں پر جاگیر داروں نے تسلط قائم کر لیا۔ یہاں پر جاگیرداروں کی حکومت آئی۔ ابھی شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ جاگیرداروں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور مال روڈ کی دکانوں کو چھوڑا جا رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انقلاب کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ جاگیرداروں کو ختم کیا جائے کیونکہ جاگیرداروں کا سیاسی تسلط ہوا کرتا ہے۔ جاگیردار چاہے چھ مربعے کا مالک ہو لیکن وہ اپنے حلقہ کے اندر بہت سارے ووٹوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ دکاندار۔ اس چھوٹے صنعتکار کا وہ سیاسی تسلط نہیں ہے۔ جو چھوٹے سے چھوٹا صنعتکار ہے جس کے پاس ہزار مزدور کام کرتے ہیں وہ اپنے مزدوروں کے ووٹوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ پہلے جاگیرداروں کو ختم کیا جائے اور اس کے بعد بغیر سیاسی تسلط کے جو سرمایہ دار ہیں اور صنعتکار ہیں یہ ہمارے لیے کوئی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تو میرا استدلال یہ ہے کہ جو ٹیکس جناب حنیف رامے صاحب نے جاگیرداروں پر لگایا ہے وہ بالکل درست ہے اور میں سمجھتا ہوں

کہ یہ ہمارا انقلاب کی طرف پہلا ، دوسرا اور تیسرا قدم ہے اور یہ ضروری ہے ۔

میں اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ یہ جو استحصال ہے یہ شہریوں اور دیہاتیوں کا ہوا کرتا ہے ۔ یہ استحصال طبقات کا ہوتا ہے ۔ ابھی کل یہاں ایک معزز ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ طبقاتی کشمکش یہاں پھیلائی جا رہی ہے اور وزیر خزانہ کو تمام طبقات کا تحفظ کرنا چاہیے تھا ۔ میرا استدلال یہ ہے کہ یہ آج سے نہیں بلکہ جس دن سے یہ دنیا معرض وجود میں آئی ہے اس دن سے آج تک کوئی دور ایسا نہیں گزرا جب طبقات نہیں تھے ۔ جب طبقات کے درمیان لڑائی نہیں تھی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آج جو زندگی کی نمود ہے ۔ یہ جو زندگی کا ارتقا ہے اس کی وجہ یہی طبقاتی کشمکش تھی ۔ پہلے دن سے دو طبقات لڑتے رہے ہیں ۔ Thesis, anti-thesis and synthesis کے اصولوں پر تمام ارتقا چلا آ رہا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب بھی کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ طبقات کی لڑائی کو نہیں ہونا چاہیے تو وہ تاریخ سے منہ موڑتا ہے ۔ تاریخ کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ طبقات کی لڑائی ہوتی رہے گی ۔ یہ طبقات مختلف رنگ اختیار کرتے رہیں گے اور پیپلز پارٹی کا یہ نعرہ ہے کہ ہم پاکستان میں طبقات سے پاک معاشرہ قائم کریں گے جس میں طبقے کا کوئی وجود نہ ہو ۔ جس میں ایک طبقہ ہو ۔ ہم اسے لا کر رہیں گے اور یہ تاریخ کا فیصلہ عوام نے 1970ء کے انتخابات میں دے دیا ہے ۔ اس سلسلہ میں 1970ء کے انتخابات فیصلہ کے لیے سامنے موجود ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی اسمبلی نے جو 1970ء میں سوشلزم کے حق میں فیصلہ دیا ہے وہ اپنی جگہ پر موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو اس فیصلہ کے رد کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ۔ یہ فیصلہ کروڑوں عوام نے اس ایوان سے باہر کیا تھا اور اگر اس پر نظرثانی کرنی ہے تو عوام کی اسمبلی باہر کرے گی ۔ آج اس ایوان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس فیصلے کو مسترد کرے ۔

جناب سپیکر ۔ لائل پور کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ یہ سیاسی طور پر ایک پسماندہ ضلع ہے ۔ ۔ ۔ (قہقہے) ۔ ۔ ۔ آپ کو یہ بات سننی پڑے گی ۔ میرے دائیں اور بائیں طرف سے اکثر لائل پور کا ذکر ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ لائل پور کی آبادی پورے بہاولپور ڈویژن کے برابر ہے اور پورے بلوچستان کے صوبہ کے برابر ہے ۔ یہ لائل پور کی آبادی کا عالم ہے ۔ اس کے رقبہ کو آپ بہاولپور

ڈویژن کی زرعی پیداوار اور بلوچستان کے صوبے کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو لائل پور کی آبادی اور اس کی اپنی آمدن کے لحاظ سے یہ اس کا مقابلہ نہیں کرتے ۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ترقی پر ہمیں زیادہ توجہ دینی پڑے گی ۔ ابھی تک لائل پور کی یہ حالت ہے کہ آپ لائل پور شہر میں دیکھیں ۔ وہاں کچی آبادیاں ہیں ۔ لوگ انسانیت سے گرے ہوئے معیار پر رہ رہے ہیں جس پر کوئی انسان رہنا پسند نہیں کرے گا ۔ لائل پور کے دیہاتوں میں چھوٹے چھوٹے مالکان ہیں ۔ وہاں پر ایک ایک ۔ دو دو ۔ تین تین ایکڑ کے مالکان آباد ہیں اور جس غربت کے اندر وہ لوگ گزر کر رہے ہیں وہ ناقابل برداشت ہے ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ لائل پور کا جو چھوٹے سے چھوٹا قصبہ اور گاؤں ہے اس کے اندر کاٹیج انڈسٹری لگائی جائے ۔ جب تک آپ یہ نہیں لائیں گے لائل پور کے دیہاتیوں کی بھوک کا علاج نہیں ہو سکے گا ۔ یہ درست ہے کہ لائل پور میں دو چار بڑی ملیں موجود ہیں لیکن ان ملوں کی وجہ سے تمام ضلع کی کفالت نہیں کی جا سکتی ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہاں پر کاٹیج انڈسٹری کا انتظام کیا جائے ۔

میری ایک گزارش اور ہے کہ لائل پور کے ضلع کا ایک اور بھی مسئلہ ہے کہ ہمارا ہیڈ کوارٹر سرگودھا میں ہے ۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سرگودھا شہر میں بنایا گیا ہے جبکہ سرگودھا چھوڑ کر باقی تین اضلاع کا مالیہ لائل پور کے برابر نہیں ہوتا ۔ اب میں ان تینوں اضلاع کے ڈائریکٹوریٹ آف ایکسائز کی بات کروں گا ۔ اس میں لائل پور شہر کے ملازمین کی تعداد باقی تمام ڈویژن کے ملازمین سے زیادہ ہے ۔ لائل پور کا پراپرٹی ٹیکس باقی تمام اضلاع کے پراپرٹی ٹیکس سے زیادہ ہے ۔ لائل پور کے رہنے والے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین باقی تینوں اضلاع کے ملازمین سے زیادہ ہیں ۔ مگر ہیڈ کوارٹر سرگودھا میں رکھا گیا ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس ڈائریکٹوریٹ کو لائل پور میں منتقل کر دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ مالیہ اکٹھا کرنے میں آسانی رہے گی بلکہ یہ کہ افسران ماتحت عملہ کی نگرانی زیادہ مؤثر طور پر کر سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔

مسٹر شمیم احمد خان ۔ اسی طرح سے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ معزز رکن نے بار بار یہ کہا ہے کہ

میں نے کہا ہے کہ جاگیرداروں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے ۔ میں نے تو یہ گزارش کی تھی کہ جاگیردار بذات خود کوئی ذات نہیں ہیں ۔ یہ تو ذہنیت کی بات ہوتی ہے ۔ اگر ذہنیت یہ ہے کہ وہ کسی طبقے کا استحصال کرتا ہے تو اسی وجہ سے اسے جاگیردار بھی کہا جاتا ہے اور زمیندار بھی کہا جاتا ہے اور میں نے یہی گزارش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وضاحت ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جو ٹیکس آپ نے لگایا ہے ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں مگر وہ سب کے لیے برابر ہونا چاہیے جیسے کہ ہماری پارٹی کا منشور ہے اور جیسے اسلام میں ابتدا سے چلا آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب یہ تقریر کا کوئی موقع نہیں ہے ۔ آپ نے وضاحت کر دی ہے ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔

چوہدری علی بہادر خان (ملتان ۔ 18) ۔ جناب والا ۔

نکتہ چینی جن کا شیوہ ہو
ایسے لوگوں کی ہم خبر لیں گے
جو ہوں خود عمل سے بے بہرہ
ایسے لوگوں کا کیا اثر لیں گے

جناب والا ۔ بجٹ پر بحث ہوتے ہوئے اب چار دن ہو گئے ہیں ۔ لیکن ہمارے بعض مقررین تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں ۔ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان پر واقعی تنقید ہونی چاہیے ۔ تعمیری تنقید ہر شخص کا حق ہے اور یہ ہونی چاہیے ۔ جو شخص تنقید برائے تنقید کرتے ہیں ان کا سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا ۔ ابھی ایک فاضل مقرر نے کہا ہے کہ کورٹ فیس کی شرح بجٹ میں بڑھا دی گئی ہے لیکن کورٹ فیس بڑھائی نہیں گئی بلکہ بجٹ میں اس کی شرح یکساں کی گئی ہے پہلے شرح پانچ سو تک ساڑھے سات فیصد چلتی تھی چھ سو روپے جو رقم ہوتی تھی ۔ اس پر سوا گیارہ ہو جاتی تھی ۔ اس طریقے سے ایک ہزار پر 112 روپے 50 پیسے بھرنے پڑتے تھے جس کے پانچ سو روپے کے ساڑھے سینتیس روپے ادا کرنے پڑتے تھے ۔ اسی طریقے سے اس شرح کو گھٹا کر ایک ہزار روپے پر چھتر روپے کورٹ فیس کیا

گیا ہے جس سے شرح بڑھی نہیں بلکہ گھٹی ہے اور یکساں کر دی گئی ہے ۔ اس لیے کورٹ فیس میں اضافے کا جو اعتراض کیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے ۔

اس کے علاوہ دوسرا عذر زرعی ٹیکس پر کیا گیا ہے۔ ہماری پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور یہ تھا کہ ہم جاگیرداروں سے زمینیں لے لیں گے ۔ الیکشن کے وقت ہم نے وعدے کیے تھے ۔ غریبوں اور کسانوں کو یہ کہا گیا تھا اور مزارعین کو بھی کہ اس دفعہ جو کپاس آپ چن رہے ہیں وہ دوسرے زمینداروں کی چن رہے ہیں ۔ لیکن اگلے سال انشاء اللہ آپ اپنی کپاس چنیں گے ۔ بجائے اس پر عمل کرنے کے یہ ٹیکس عاید کیا گیا جو بالکل معمولی ہے ۔ اس سے پچیس لاکھ روپے آمدنی ہوئی ہے ۔ اس سے ایک دفتر اگر بنائیں تو وہ بھی نہیں بن سکتا ۔ اگر پچیس لاکھ کا پورے پنجاب کے زمینداروں پر ٹیکس لگایا گیا ہے تو اس سے کون سا آسمان ٹوٹ گیا کہ ہر شخص چلا رہا ہے کہ یہ کیوں لگا دیا ، یہ کیوں لگا دیا ۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ یہ معمولی چیز ہے ۔ اگر یہ ٹیکس لگا ہے تو انھوں نے سپر ٹیکس بھی ختم کر دیا ہے ۔ صرف زرعی ٹیکس کی شرح بڑھا دی ہے تو زمینداروں کو جو زرعی انکم ٹیکس دینا پڑتا تھا اور اس کے علاوہ سپر ٹیکس ، وہ انھوں نے سپر ٹیکس کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ میں کہوں گا کہ ان پر بھاری ٹیکس لگانے کی بجائے وزیر خزانہ نے ان کے ساتھ رعایت کی ہے ۔ سپر ٹیکس ختم کرکے زمینداروں سے رعایت کی ہے ۔ لیکن وہ ختم نہیں کرنا چاہیے تھا ۔

تیسری بات یہ ہے کہ کاٹن فیس جو بڑھائی گئی ہے اس پہ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اس کے لیے کوئی ایسا قاعدہ بنایا جائے کہ وہ کارخانے دار پر پڑے ۔ وہ براہ راست زمیندار پر نہ پڑے ۔ اس کے لیے کوئی ایسے رولز وضع کیے جائیں تاکہ یہ حل ہو جائے ۔

جناب والا ۔ اس ایوان میں ایک قرار داد بھی منظور کی تھی ۔ زمینداروں کو جو تکلیف ہے وہ یہ ہے کہ واپڈا نے فی ٹیوب ویل فکس چارج بھی زمینداروں پر لگا دیا ہے ۔ اس ایوان نے قرار داد منظور کی تھی اور سنٹر سے استدعا کی تھی کہ یہ جو فکس کلوواٹ کی شرح رکھی گئی ہے اسے ختم کیا جائے اور جتنی بجلی خرچ ہو اتنا لیا جائے ۔ لیکن آج تک اس قرارداد پر کوئی عمل نہیں ہوا ۔ یہ اس ہاؤس کی بھی توہین ہے جس نے متفقہ طور پر ایک چیز

پاس کی تھی اس پر مہینے اور سالوں گزرنے کے بعد کوئی عمل نہیں ہو رہا۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ میرے قائد عوام نے بھی اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ افسر شاہی بھی استحصالی طبقہ ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ضلع ملتان میں پیپلز ورکس کمیٹی کے تمام ممبران نے اپنے اجلاس میں متفقہ طور پر گورنمنٹ کے افسروں نے جو سکیم بھیجی تھی کہ یہ واٹر سپلائی کے لیے کی جائیں ۔ اس کو رد کر دیا اور ریزولیوشن دیا کہ انھوں نے جو جگہ تجویز کی ہے یہ بالکل نا موزوں ہے اور ان کی جگہ فلاں فلاں جگہ ہونی چاہئیں ۔ لیکن جب بجٹ آیا تو نمبر شمار 653 سے 670 تک جتنی سکیمیں بھی ہیں وہی سکیمیں ہیں جو ان افسروں نے تجویز کی تھیں ۔ جو عوامی نمائندوں نے منظور کی تھیں وہ قطعی شامل نہیں ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس بات کو دیکھیں کہ جو ضلع کے تمام نمائندے متفقہ طور پر فیصلہ کرتے ہیں وہ نظر انداز کر دیے جاتے ہیں اور جو ایک افسر بیٹھ کر تجویز کر دیتا ہے وہ نمبر شمار 653 سے 670 تک منظور ہو جاتی ہیں ۔

جناب والا ۔ میں یونیورسٹی کے قیام کے بارے میں بھی عرض کروں گا ۔ ملتان میں یونیورسٹی کا قیام منظور ہو چکا ہے ۔ لیکن وہاں کے ایک بڑے زمیندار ہیں جو اس میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں ۔ کیونکہ ان کی تھوڑی سی زمین اس سکیم میں آ جاتی ہے ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایک آدمی کو اگر تھوڑا سا معاوضہ ملے گا تو اس سکیم کو معرض التوا میں نہ ڈالا جائے ۔ وہاں تمام کام شروع ہو چکا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ site کو تبدیل کر دو ۔ اس لیے میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ site تبدیل نہ کی جائے وہ نہایت مناسب جگہ ہے اور موزوں جگہ ہے ۔ اس لیے وہاں یونیورسٹی فوری طور پر قائم کی جائے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ دوران تقریر ہمارے فاضل مقررین نے یہ بھی کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی میں بڑے سرمایہ دار ، جاگیر دار موجود ہیں ۔ میں روکڑی صاحب کو آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی میں اتنے بڑے زمیندار نہیں ہیں ۔ جیسا کہ انھوں نے کہا کہ ان کی طرف کوئی نہیں ہیں ۔ تو میں انھیں بتاتا ہوں کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب بھی

بڑے زمیندار ہیں ، مخدوم حمید الدین صاحب بھی بڑے زمیندار ہیں ۔ روکڑی صاحب بھی زمیندار ہیں ، احمد نواز گردیزی صاحب بھی بڑے زمیندار ہیں ، وہ اپنے زمینداروں کو بھول جاتے ہیں اور اگر ہمارے میں ان کی طرف سے اگر کوئی آ گیا ہے تو اس پہ نکتہ چینی کرتے ہیں کہ آپ میں بھی دو چار زمیندار آ گئے ہیں ۔ اگر وہ آئے ہیں تو وہ منشور کو قبول کرتے ہوئے آئے ہیں ۔

اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے مسائل عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ شجاع آباد پسماندہ علاقہ ہے اور یہاں تقریباً پندرہ ہائی سکول ہیں لیکن یہاں کالج نہیں ۔ ہم نے گورنر صاحب کی خدمت میں بھی عرض کیا تھا ۔ گورنر صاحب وہاں الیکشن کے دنوں میں تشریف لائے تھے تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ یہاں کالج قائم کیا جائے گا ۔ پچھلے دنوں جب میں انہیں ملا تو انہوں نے لکھ کر بھی وزیر تعلیم صاحب کو دیا تھا کہ اس وعدے کو پورا کریں ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے امید کرتا ہوں کہ وہ گورنر صاحب کے وعدے کو عملی جامہ پہنائیں گے ۔ وہاں پندرہ ہائی سکول ہیں ، امید ہے کہ اس سال کے بجٹ میں وہاں کالج دیں گے ۔

اس کے علاوہ پچیس سال تک ہماری تحصیل میں جیلانی خاندان قابض تھا ۔ وہ وہاں کے ممبر صاحبان ہوتے تھے ۔ حالانکہ پارلیمانی سیکرٹری بھی تھے ۔ دیوان غلام عباس صاحب بھی پچیس سال سے وہاں سے ممبر چلے آتے ہیں ۔ لیکن اس علاقے کی حالت یہ ہے کہ پچیس سال میں صرف سات میل سڑک وہاں بنی ہے ۔ انہوں نے کوئی دلچسپی نہ لی ۔ لیکن جیسا کہ یہاں دیوان صاحب نے پچھلے دنوں تقریر کی تھی ۔ انہوں نے کہا کہ اس تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں ۔ ہم نے تو اپنے سکول میں ایک لڑکا تھا اس کو پہلوان بنا دیا تھا بجائے تعلیم دلانے کے ۔ تو ایسے ہمارے نمائندگان ہیں جنہوں نے قطعی دلچسپی نہ لی ۔ ہماری تحصیل میں پچیس سال میں صرف سات میل سڑک بنائی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر پہلوان والی بات کہی ہوگی ۔

(قہقہہ)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ پہلوان کہا ہے ، باکسر نہیں کہا ہے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں آپ کی

وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ پچھلے سال مینگو ریسرچ سنٹر شجاع آباد قائم کرنے کے لیے منظوری دی گئی تھی ۔ لیکن آج ایک سال ہو گیا ہے ، وہ ہماری رقم بھی lapse ہو رہی ہے اور انھوں نے ابھی تک مٹی کا تجزیہ کرکے نہیں بتایا ۔ وہاں کافی عملہ تعینات ہو چکا ہے لیکن آج ایک سال ہو گیا ہے انھوں نے آج تک نہیں بتایا کہ وہ قائم ہوگا یا نہیں ۔ وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس عملے کو ایسی ہدایات جاری کریں کہ وہ فوری طور پر قائم کریں ۔ وہ لیت و لعل کر رہے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ پچھلے سال کی رقم تو lapse ہو گئی ، اس سال جو مہیا ہو وہ بھی lapse ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری محمد سرور جوڑا ۔

شیخ محمد اقبال ۔ نکتہ ذاتی وضاحت ۔ میری عدم موجودگی میں محترمہ سیدہ عابدہ حسین نے میری ذات پر حملہ کیا ہے ۔ میں اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ مجھے دو منٹ کے لیے اجازت دیں ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنی تقریر میں شاہ جیونہ گروپ اور رجوعہ گروپ کا نام لیا تھا ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ پہلے یہ موجود نہ تھے تو انھوں نے کہا اب وہ موجود نہیں ہیں تو یہ کہیں گے ۔ یہ جوائنٹلز اور ری جوائنڈر چلتا رہے گا ۔ انھیں موقع نہیں ملنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر دونوں کو کہیں گے کہ کل صبح اکٹھے آ جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کوئی special sitting رکھیں ۔ کل ہم نے کٹ موشنز ڈسکس کرنی ہیں ۔

شیخ محمد اقبال ۔ مہر ظفر اللہ صاحب موجود ہیں ، انھوں نے بھی کہا ہے ، اس لیے مجھے دو منٹ وضاحت کے لیے دیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ایکسپلینیشن شاہ جیونہ گروپ کے متعلق نہ تھی ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وہ وضاحت ایک سٹاف فارم کے متعلق تھی جس میں آپ نے ان کے والد کا نام لیے بغیر ان کا ذکر کیا تھا ۔

شیخ محمد اقبال ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہمارا ضلع پسماندہ ضلع ہے اور کن لوگوں نے پسماندہ کیا ہے ؟ میں نے اس کی دلیل میں شاہ جیونہ گروپ اور رجوعہ گروپ کا نام لیا تھا ۔ X X X X X

X X X X X X X X X X X

X X X X X X X X X X X
X X X X X X X X X X X

یہ مہر ظفراللہ صاحب بیٹھے ہیں ۔ انھوں نے کہا ہے کہ دس ہزار یا بیس ہزار اڈوں کا شیخ اقبال کہا رہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کا اڈہ جو جھنگ میں ہے ، اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

سردار غلام عباس خان گادھی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب ان پر مزید الزامات نہ لگائیں جو انھوں نے ان پر الزامات لگائے ہیں ان کی یہ وضاحت کر دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں وہ ایسا ہی کر رہے ہیں ۔

سردار غلام عباس خان گادھی ۔ اگر کمیٹی مقرر کروانی ہے تو اپنے لیے کروائیں ان کے لیے تو نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار غلام عباس کے اس نکتہ اعتراض سے میں اتفاق کرتا ہوں ۔ اس لیے ذاتی وضاحت میں وہ حصہ جو شاہ جیونہ گروپ سے متعلق ہے وہ کاٹ دیا جائے ۔ آپ نے پرسنل ایکسپلینیشن دینی ہے وہ دیں ۔

شیخ محمد اقبال ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں میونسپل کمیٹی کا وائس چیئرمین تھا ۔ میں نے خود ریزولیوشن پیش کیا کہ میونسپل کمیٹی ایک بس سٹینڈ بنائے تاکہ جھنگ سے اڈے باہر منتقل ہو جائیں ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مہر ظفراللہ صاحب فرمائیں گے اڈے آج ہی باہر چلے جائیں ۔ گزارش یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی نے اڈے بنائے ہیں اور جو اڈا بنایا گیا ہے اس میں صرف پچاس بسوں کی جگہ بنائی گئی ہے اور میں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ اب پانچ سو بسیں جھنگ میں ہیں آپ اس اڈے کو بڑا کر دیں اور اڈے کے لیے ون وے ٹریفک ہو ۔ دو سڑکیں مہیا کر دی جائیں اور رات کے بارہ بجے بھی اگر اڈا مکمل ہو جائے گا تو جھنگ کی ساری ٹرانسپورٹ باہر منتقل ہو جائے گی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میری کوئی ذاتی جائیداد جھنگ میں نہیں ہے جس کا میں فائدہ اٹھا رہا ہوں اور نہ میری اپنی خواہش ہے کہ اڈا جھنگ میں رہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ اس سے جھنگ کے عوام کو فائدہ تھا کہ اڈا جھنگ میں رہے ۔ لیکن جھنگ کے عوام خاموش ہیں وہ نہیں چاہتے ۔ اس لیے میں بھی نہیں چاہتا کہ اڈے میں

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

تے بنائے ہوئے ہیں اس لیے وہ وہیں رہیں ۔ جس وقت اڈا مکمل ہو جائے گا سب سے پہلے میں ہوں گا جو اس پر عمل کرے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں چوہدری علی بہادر خان صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں ۔ بڑا احترام کرتا ہوں ۔ اگرچہ قواعد و ضوابط میں تو اس بات کی ممانعت نہیں ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر موجود نہ بھی ہوں تو ان کا نام نہیں لیا جا سکتا ہے ۔ لیکن پارلیمانی آداب اسی قسم کے ہیں کہ اگر کوئی ممبر موجود نہ ہو تو اس کا نام لے کر کوئی بات نہ کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مناسب تو یہی تھا لیکن شاید اس طرف سے نام لیے گئے ہیں ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب نے نام لیے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اگر اس طرف سے نام لیے گئے ہیں تو وہ بھی مناسب نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور اگر چوہدری علی بہادر خان اس سے اتفاق کرتے ہوں تو ان کی تقریر کے اس حصے کی ترمیم کر دی جائے ۔

سردار غلام عباس خان کاذھی ۔ جناب والا ۔ پھر امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب کی تقریر میں بھی ترمیم کی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ مناسب ہوگا دونوں تقریروں کے اندر ترمیم کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔ چوہدری محمد سرور جوڑا ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا (گجرات ۔ 1) ۔ جناب سپیکر ۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب جب گھنٹی بجے گی اس کے دو منٹ بعد آپ تقریر ختم کر دیں گے ۔

چوہدری محمد سرور جوڑا ۔ جناب والا ۔ کچھ ٹائم تو ہونا چاہیے ۔ جناب سپیکر ، حکومتیں بنتی ہیں اور ٹوٹتی ہیں ، شمشیریں چمکتی ہیں ، شمشیریں

ٹوٹتی ہیں ۔ بجٹ بنتے ہیں تنقیدیں ہوتی رہتی ہیں ۔ لیکن میرے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا بجٹ وہ امن ہے ، سکون ہے اور سکون قلب ہے ۔ جناب سپیکر ۔

سو پشت سے ہے پیشہ آبا سپاہ گری
کچھ میری ذریعہ عزت نہیں مجھے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ میں امن کی تلاش میں اس ایوان میں آیا ۔ میں پچیس برس سے امن کا متلاشی ہوں اور میں پچیس برس سے امن کی تلاش میں پھر رہا ہوں ۔ لیکن امن کا متلاشی امن کو تلاش نہ کر سکا اور امن کی تلاش میں ناکام رہا ۔ جناب سپیکر ۔ دور افق سے ایک بدلی نظر آئی اور وہ بدلی آہستہ آہستہ میرے نزدیک آتی گئی ۔ خیال تھا کہ وہ بدلی امر برسائے گی ۔ کیا اس بدلی نے امر برسایا ؟ نہیں ۔ وہ بدلی بن برسائے مجھ سے گزر گئی ۔ جناب سپیکر میرے دونوں ہاتھ خالی ہیں ۔

آوازیں ۔ ایک ہاتھ میں کاپی ہے ۔

(قہقہہ)

چودھری محمد سرور جوڑا ۔ جناب سپیکر ۔ وہ بدلی بن برسائے چلی گئی اور میں کہتا ہوں میرے دونوں ہاتھ خالی ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ جب میں اس بجٹ سیشن کے سلسلے میں شرکت کے لیے گجرات سے آ رہا تھا تو کیونکہ میں گلیوں ، کھیتوں ، بازاروں اور چراگاہوں سے گزرنے والا انسان ہوں ۔ وہاں مزدوروں ، کسانوں ، محنت کشوں اور دانشوروں نے میرا راستہ روک لیا اور انھوں نے کہا کہ ہمارا بھی ایک سندیسہ ہے ایک پیغام ہے اور وہ جو راگ الاپا تھا تو نے ۔ سرور جوڑے تو نے جو مساوات محمدی کا گیت سنایا تھا ۔ وہ جو تو نے مساوات محمدی کا راگ الاپا تھا اس کے متعلق بھی ضرور کہنا ۔ اور وہ گیت کیا تھا ؟ وہ مساوات محمدی کا سندیسہ کیا تھا ؟ وہ مساوات محمدی کا اپدیش کیا تھا ؟ وہ مساوات محمدی کا پیغام کیا تھا ؟ وہ تھا سستا اناج ۔ وہ تھا سستا کپڑا ۔ وہ تھا رہنے کے لیے مکان ۔ اور وہ تھا سستا انصاف ۔ جناب سپیکر ۔ وہ سستا انصاف ، وہ سستا اناج ، وہ سستا کپڑا ، وہ سستا مکان آج مفقود ہی نہیں بلکہ ناپید ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے آپ سے بھی کچھ کہنا ہے اور وہ یہ عرض کرنا

ہے کہ یہ جو حکومت برطانیہ کے دور کی یادگار سپلیمنٹری سوالات ہوتے ہیں یہ جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں ۔ اور جن میں میں سمجھتا ہوں کچھ بھی حقیقت نہیں ہوتی ۔ آپ اس سپلیمنٹری سوالات کے نظام کے بارے میں جو ہمیشہ ضابطے کا راگ الاپتے رہتے ہیں اس ضابطے کو ختم کر دیں اس لیے کہ یہ چونچلے تھے گریٹ برطانیہ کے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ کو تقریر کرنے کا موقع کیسے ملے ۔

چودھری محمد سرور جوڑا ۔ جناب سپیکر ۔ وہ جو سپلیمنٹری سوالات ہوتے ہیں اور ان کے جوابات جو اس طرف سے دیے جاتے ہیں میرا ایمان ہے کہ اس میں کچھ بھی صداقت نہیں ہوتی ۔ وہ صرف ایک جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں ۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی اور اپنے معزز ایوان کے معزز اراکین سے بھی کہتا ہوں کہ میں تو اس ایوان میں بڑی امیدیں ، آرزوئیں اور تمنائیں لے کر آیا تھا لیکن میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں مجھے یہاں کچھ نہیں ملا ۔ کچھ نہیں ملا مجھے ۔ میں نے طالب علمی کے زمانے میں سر سکندر کی منسٹری بھی دیکھی ۔ خضر حیات کی منسٹری بھی دیکھی ۔ نواب ممدوٹ کی منسٹری بھی دیکھی ۔ دولتانہ کی منسٹری بھی دیکھی ۔ اس وقت میں اخباروں میں پڑھا کرتا تھا کہ کورم ٹوٹ جاتا ہے ۔ لیکن چند لمحوں تک گھنٹیاں بجنے کے بعد کورم پورا ہو جاتا تھا ۔ اے اس معزز ایوان کے معزز اراکین ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ۔ ہم تو عوامی نمائندے ہیں ۔ عوام نے ہمیں اعتماد میں لے کر یہاں بھیجا ہے تاکہ ہم ان کے مسائل حل کریں ۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ پچھلے سرمائی اجلاس میں اور اب اس بجٹ سیشن میں میں نے کبھی کورم پورا ہوتا نہیں دیکھا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے شرم آتی ہے ۔ مجھے دکھ ہوتا ہے کہ ہماری کیا کیا امیدیں اور تمنائیں تھیں ۔ ان دور افتادہ علاقوں میں جہاں سے کہ ہم نے ووٹ حاصل کیے ۔ انسان اور کتے اکٹھے پانی پیتے ہیں ۔ جب جناب والا ۔ ان کے لیے پانی پینے کے لیے میسر نہیں تو ہم ان کی اس ایوان کے اندر کیا خدمت کر رہے ہیں ۔ میں آپ کو یہ کہتا ہوں اور یہی کہتا ہوں اپوزیشن والو ۔ اور ارکان اسمبلی اور اے معزز ایوان کے معزز اراکین ! ایک ایسا لائحہ عمل تیار کرو ۔

ایک ایسا ضابطہ حیات بناؤ کہ ہم آپس میں سر جوڑیں اور اس ملک کی فلاح و بہبود کے لیے ایک ایسا نظام بنائیں اور اپنائیں کہ آپ اس نئے ملک کی جیسا کہ میرے لیڈر ملک معراج خالد نے کہا کہ نئے پاکستان کی تعمیر کے لیے ہم اکٹھے ہو کر کچھ کریں ہمیں اکٹھے ہو کر کچھ کرنا چاہیے ۔ یہ میرے بھی اپنے دل کی باتیں ہیں ۔ ابھی تک ہم نے ان چیزوں کو حاصل نہیں کیا ۔ میں برملا کہتا ہوں اور ببانگ دہل کہتا ہوں کہ مجھے کسی چیز کا لالچ نہیں ہے ۔ خدا کی قسم جو مجھے ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے میری حکومت نے دیا وہ پندرہ سولہ ہزار کی رقم بنتی ہے اسے میں نے یتیم بچوں ، طالب علموں ، غریب بچوں اور بیٹوں میں تقسیم کر دیا ہے اور جناب والا ۔ ہاؤس کے لیڈر جناب رامے صاحب یہاں تشریف فرما ہیں ۔ میں ان کے پاس کبھی کوئی سوال لے کر نہیں گیا اور نہ کسی کے لیے ان سے جا کر کہا ہے ۔ اس لیے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیرک انسان ہے ۔ خدا کی قسم یہ فرشتہ سیرت انسان ہے یہ ایماندار انسان ہے جس کے پاس کروڑوں روپیہ شکرگڑھ کے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے تھا ۔ رامے صاحب جو کہ منسٹر فار فائننس ہیں انھوں نے کوئی بد دیانتی نہیں کی ۔ اگر کی ہو تو بیشک آپ مجھے گلے سے پکڑ لو ۔ ہمیں ان جیسے اور چودھری ممتاز احمد کاھلوں جیسے وزیر چاہئیں جو رات کے 12 بجے تک بلکہ ڈھائی بجے تک غریبوں کے لیے کام کرتے ہیں ۔ امیروں کا نہیں بلکہ غریبوں کا کام کرتے ہیں اور جب بھی ان کے پاس جاؤ ان کے کمرے میں 100/200 آدمی ہوتے ہیں لیکن میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ انھوں نے اپنے ماتھے پر کبھی شکن بھی نہیں ڈالی اور کہا جتنی بھی درخواستیں ہیں تم لاؤ ہم تمہارا کام کریں گے ۔ ہمیں تو ایسے وزرا چاہئیں جو کہ ایماندار ہوں اور نیک ہوں ۔ جنھوں نے اپنی زندگی کا مقصد خدمت ، خدمت ، خدمت اپنایا ہوا ہے ۔ یہاں ڈاکٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں مختار اعوان صاحب بھی ہیں ۔ فائننس منسٹر بھی ہیں سب اچھا کام کر رہے ہیں اور میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں اور آئندہ بھی میرا خیال ہے کہ وہ اچھا کام کریں گے ۔

یہاں فائننس منسٹر صاحب اور فائننس سیکریٹری بھی تشریف فرما ہیں ۔ میں نے ان سے یہ عرض کرنا ہے کہ ایک دفعہ مجھے بھی اپنا لیگل ایڈوائزر بنا لو اور میری صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ ۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ

میں کام اچھا کروں گا آپ fixed tax کو capacity tax میں بدل دیں یہی بات کرنے والی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے پورے سات منٹ وزرا صاحبان کی تعریف میں صرف کیے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایک منٹ اور دے دیں ۔

Mr. Speaker. The House doesn't have that much time.

وزیر قانون ۔ تاکہ جناب والا ۔ آپ کی تعریف بھی کی جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ان کا اس کے لیے مشکور ہوں ۔

ملک سرفراز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کورم کے متعلق انھوں نے کہا ہے اور ممبران کی ذات پر حملہ کیا گیا ہے ۔ چنانچہ یہ چیز ریکارڈ سے حذف کرائی جانی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کیسے حذف کیا جا سکتا ہے ۔ انھوں نے اپنا پرولیج استعمال کیا ہے ۔ ممبران اپنا پرولیج استعمال کرتے ہیں ۔ انھوں نے در اصل ممبران سے کہا ہے کہ وہ ایوان میں آیا کریں ۔

چودھری محمد سرور جوڑا ۔ 12/10 لاکھ کا فائدہ ہوتا ہے اگر آپ کو 25/20 لاکھ کا فائدہ نہ ہوگا تو میں اپنی جیب سے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اگلے بجٹ سیشن میں کر دیں گے ۔ یہ بات آخر میں کہنی تھی جو آپ نے شروع میں کہہ دی ۔

چودھری غلام احمد باجوہ (سرگودہا ۔ 3) ۔ (پنجابی) جناب سپیکر ۔ میں بجٹ کے سلسلے میں جناب رامے صاحب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ میں ایسے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جو جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملک خضر حیات خان ٹوانہ ہمارے ضلع کے پرانے جاگیر دار تھے ۔ وہ ان دنوں حکمران پارٹی سے تعلق رکھتے تھے وہ حکمران پارٹی سے تھے ۔ اس زمانے میں ہمارے کالونی ایریا میں ان لوگوں نے ظلم کی انتہا کی اور تقریباً 20 سال غریبوں پر ظلم کیا ۔ میں اس زمانے کی بات کرتا ہوں جس زمانے میں سنٹرل اسمبلی دہلی میں ہوا کرتی تھی ۔ اس زمانے میں جاگیرداروں کی حکومت تھی ۔ جب پاکستان بنا اس وقت ان کی مخالفت کی گئی اور انھوں نے بھی پاکستان کی مخالف کی یعنی اس

پارٹی نے جو اس زمانے میں حکمران پارٹی تھی ۔ غریب لوگوں کی حکومت نہیں بنتی تھی کسی ضلع میں بھی نہیں بنی تھی ۔

میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا کالونی ایریا جو ہے وہ ایسا ہے کہ تحصیل سرگودھا کی نہریں جب بند ہو جاتی ہیں تو اس وقت چھپڑوں میں بھی گندہ پانی ہوتا ہے ۔ پانی کی سخت دقت ہوتی ہے اور ہم لوگ بارشوں کا پانی پیتے ہیں ۔ ہمارا علاقہ زرعی علاقہ ہے ۔ ہمارے ہاں چھوٹے چھوٹے زمیندار اور مالکان پیداوار کے لیے محنت کرتے ہیں ۔ میں ان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ غریب ہیں اور دن رات محنت کرتے ہیں ان کو اس علاقے کی مہری صدر بھٹو کی وجہ سے ملی ہے ان کی وساطت سے ملی ہے ۔ پہلے اس علاقے میں جاگیر داروں کا hold تھا ۔ میں رامے صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہاں اب پینے کے پانی کا انتظام کیا جائے اور سڑکوں کی حالت بہتر بنائی جائے ۔ اچھے سکولوں کا بھی انتظام کیا جائے ۔ اچھی سڑکوں کا انتظام کیا جائے تاکہ غریب لوگ اپنے دیہاتوں میں ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکیں ۔ جب امیروں کا وہاں راج تھا اور ان کی حکومت تھی تو وہ یہاں چیف کالج میں آ کر پڑھتے تھے لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے ۔ تحصیل سرگودھا میں جا کر دیکھیں کہ کوئی سکول پندرہ بیس میل کے قریب نہیں ہے جہاں وہ لوگ اپنے بچے بچیاں پڑھا سکیں ۔ جناب والا ۔ سرگودھا سے شہر لٹن تک سرگودھا سے بھاگٹ والی سائڈ پر اور سرگودھا سے لالیاں والی سائڈ پر اکثر کھارا پانی ہے ۔ لوگوں کو پینے کے پانی کی بڑی دقت ہے اور ہم دیہات والوں کے لیے بڑا زبردست نقصان ہے ۔ ہم اس طبقہ سے تعلق اور واسطہ رکھتے ہیں جو اپنے ہاتھ سے محنت کرتے ہیں ۔ اپنے ہاتھ سے ہل چلاتے ہیں ۔ اپنے ہاتھ سے چارہ کتر کر اپنے جانوروں کو ڈالتے ہیں ۔ اپنے ہاتھ سے بیج بوتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے جناب محمد حنیف رامے صاحب کی خدمت میں دوبارہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس علاقے کے لیے کسی ایسے بجٹ کی توسیع کی جائے اور زیادہ بجٹ دیا جائے جس سے اس علاقے کی زیادہ ترقی ہو ۔ جناب والا ۔ اس علاقے میں تعلیم کا ہونا بڑا ضروری ہے ۔ اس علاقے میں سڑکوں کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ اس علاقے میں پانی کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ اگر اس علاقے کا پانی کھاری ہے اور اس کی وجہ سے واٹر سپلائی کی

سکیم یہاں نہیں بن سکتی تو صرف اتنا کر دیا جائے کہ ہر دیہات میں ، ہر گاؤں میں پختہ تالاب بنائے جائیں اور نہروں کا پانی وہاں ڈالا جائے ۔ اور مہربانی کرکے اس پانی کو صاف کرکے ہم لوگوں کو اس تکلیف سے نجات دلائی جائے ۔

جناب والا ۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سب نے جو تنقید کی ہے کہ یہ جو زرعی ٹیکس زمینداروں پر لگا ہے یہ نہیں ہونا چاہیے ۔ تو میں سارے ہاؤس سے یہ التجا کروں گا کہ اس ٹیکس کو یا کسی اور قسم کا ٹیکس ہم نہ دیں تو حکومت نہیں چل سکتی ۔ ہر آدمی کو ٹیکس دینا چاہیے ۔ لیکن وہ پرانے جو حکمران تھے اس ملک پر جن کا ہولڈ تھا ۔ میں چاہتا ہوں کہ مہربانی کریں اور میں پھر اس ہاؤس سے التجا کرتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کو سامنے رکھ کر ہم آگے آئے ہیں ۔ ہم نے قوم کے ساتھ وعدے کیے ہیں ۔ چھوٹے ملازمین کے ساتھ ۔ چھوٹے دکانداروں کے ساتھ ۔ چھوٹے طبقے کے ساتھ ہم نے وعدے کیے ہیں ۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ 1958ء سے لے کر آج تک جتنے ان لوگوں کے انتقال ہیں وہ خارج کیے جائیں تاکہ عوام کی بہبود و اصلاح بالکل درست ہو سکے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیونکہ اس علاقے میں جو جاگیردار تھے ۔ جوں جوں حکومتیں بدلتی رہیں جوں جوں حکومتیں جاتی رہیں ۔ جوں جوں نئے بجٹ بنتے رہے یا نئے قانون بنتے رہے ۔ ان لوگوں نے بے ایمانی کے سارے حساب کتاب سے اپنی تمام جائیدادیں منتقل کرکے نوکروں کے نام ۔ اولادوں کے نام ۔ بیویوں کے نام اور رشتہ داروں کے نام کرکے تقسیم کر دیں ۔ میں جناب کی خدمت میں اور سارے ہاؤس کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بہتر یہ ہے کہ 1958ء سے لے کر ان لوگوں کے جتنے انتقال ہیں وہ خارج کیے جائیں تاکہ جو ہم نے عوام سے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ ہم پورے کر سکیں ۔

جناب والا ۔ میں ایک اور عرض کرنی چاہتا ہوں کہ زمینداروں پر ٹیکس لگ گئے ہیں اس سے ہمیں کوئی انکار نہیں لیکن یہ تو ضرور کرنا چاہیے کہ میونسپل کمیٹی میں منڈیوں میں جو ہم زمینداروں کا مال آتا ہے ان پر کسی قسم کا ٹیکس نہیں ہونا چاہیے ۔ کوئی محصول نہیں ہونا چاہیے ۔ اگر محصول ہو تو اس شرط پر ہو کہ آدھی رقم جو اس محصول کی جمع ہو وہ اسی علاقے میں

خرچ کی جائے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آج تک کسی میونسپل کمیٹی نے اس علاقے میں خرچ نہیں کیا ۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں دو پیسے لوکل ریٹ آج تک ہم دیتے رہے ہیں لیکن ہماری کالونی میں کوئی بھی خرچ نہیں ہوا جس سے ہم کچھ ترقی کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان ۔ موجود نہیں ہیں میاں عبدالرؤف وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ مسٹر رستم خان بلوچ ۔

مسٹر رستم خان بلوچ (ساہیوال ۔ 2) ۔ جناب سپیکر ۔ زیر بحث میزانیہ پر آج چوتھا روز بحث کا جا رہا ہے ۔ میرے بہت سے معزز ارکان نے زیر بحث میزانیہ کی خوبیوں کا تذکرہ بطریق احسن کیا ہے ۔ لیکن اس میزانیہ کو جتنا بھی سراہا جائے وہ کم ہے ۔ میں نے یہ اس لیے کہا ہے کہ اس میں ان سہولتوں کو مد نظر رکھا گیا ہے جن کو سابقہ حکومتیں بالکل نظر انداز کر دیتی تھیں مثلاً عوام کے اس طبقے کو مدنظر رکھا گیا ہے جو ملک کا اسی پچاسی فیصد طبقہ ہے ۔ یعنی دیہات کو ۔ دیہاتی علاقوں کو بالکل بجٹ میں یہ سابقہ حکومتیں نظر انداز کر دیا کرتی تھیں ۔ ہم نے سب سے پہلے جو اولین فرض ہے حکومت کا کہ تعلیم ۔ صحت اور خوراک کو مد نظر رکھے ۔ تعلیم پر بہت زور دیا ہے اور اس پر بہت رقم مختص کی ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ سابقہ حکومتیں تعلیم پر اس لیے زور نہیں دیا کرتی تھیں کہ وہ جانتی تھیں کہ یہ لوگ تعلیم کے ہتھیار سے لیس ہو کر باہر میدان میں نکل آئیں گے اور ہم سے اپنے حقوق مانگیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن موجودہ حکومت کو اس قسم کا کوئی ڈر نہیں ہے ۔ وہ جانتی ہے کہ عوام جو ہے وہ طاقت کا سرچشمہ ہے ۔ ہم اس کی فلاح و بہبود جتنی بھی کریں گے ہمارے ملک کی ترقی ہوگی ۔ سابقہ حکومتوں نے تعلیم کو فروغ نہیں دیا ۔ موجودہ حکومت نے تعلیم کے فروغ کے لیے بہت کچھ کیا ہے ۔ جو سکول پہلے تھے ان کو consolidate کیا ہے ۔ جہاں سکول نہیں تھے وہاں جگہ جگہ سکول دینے کے لیے رقم منظور کی ہے ۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ موجودہ میزانیہ ہر لحاظ سے بہتر ہے لیکن میں ایک پہلو پر اس سے اتفاق نہیں کروں گا ۔ وہ یہ کہ جو میرے دوست جناب شمیم احمد خان نے کہا ہے کہ مجھے جناب ناظم حسین شاہ

صاحب سے اتفاق نہیں ہے ۔ مجھے ناظم حسین شاہ سے بالکل اتفاق ہے اور قطعی طور پر اتفاق ہے اور شمیم احمد خان کے ساتھ بالکل اختلاف ہے ۔ جو ٹیکس زمینداروں پر ہے اتنا ٹیکس نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ جو دو تین مربعے کے زمیندار ہیں ہم ان کو جاگیر دار اور سرمایہ دار نہیں کہہ سکتے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شمیم احمد خان کو جاگیر دار اور سرمایہ دار کی تعریف کا علم بھی نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔ وہ نہیں سمجھتے کہ تین چار مربعے کا مالک سرمایہ دار ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ۔ انھیں پتا ہونا چاہیے کہ تین چار مربعے کا زمیندار بمشکل گزارہ کرتا ہے ۔ اس کا گزارہ نہیں ہوتا (نعرہ ہائے تحسین) اس کے لیے بہتر تھا کہ جناب وزیر خزانہ ایک کمیٹی مقرر کرتے جس میں متوسط طبقے کے زمینداروں کو بھی نمائندگی دی جاتی اور کسانوں کو بھی نمائندگی دی جاتی اور پھر جا کر کوئی لائحہ عمل اختیار کرتے ۔ لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سے ایک تو مزارعین پر مظالم ڈھائے جائیں گے جو دو تین مربعے کے زمیندار ہوتے ہیں وہی مزارعوں کو زمین دیتے ہیں ۔ ان پر اصلاحات کا بھی اثر ہوگا ۔ دوسرا جو ٹیکس بڑھیں گے وہ مزارعوں کو کیسے زمین دیں گے ۔ مزارعوں کا استحصال اس سے زیادہ ہوگا ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ زمیندار جو چھوٹے چھوٹے ہیں ہم نے پہلے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے اور ہمارے منشور کا اہم جزو ہے کہ ہم ان کو اناج دیں گے گندم دیں گے ۔ یہ زمیندار زیادہ رقم پیدا کرنے کے لیے کپاس اور گنا بیچیں گے جس سے ہم خود کفیل نہیں ہو سکیں گے ۔ ہم گندم پیدا نہیں کر سکیں گے ۔ اس سے بھی ہمیں نقصان ہوگا ۔

جناب والا ۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل پیش کروں گا چونکہ وقت بہت کم ہے اور پھر گھنٹی بجنی شروع ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ نیابت میں تھانہ نور شاہ اور تھانہ برج والا ہے ۔ تھانہ نور شاہ میں نور شاہ کے قریب دریائے راوی نے زمین گرانی شروع کر دی ہے ۔ اس زمین کا اثر جو اس کے قریب نہر ہے اس پر ہو رہا ہے اور وہ نہر بھی گرنے والی ہے ۔ اگر وہ نہر گر گئی تو اس سے کم از کم بیس چکوک غیر آباد ہو جائیں گے ۔ وہاں کے لوگ بھوکے مریں گے ۔ حکومت کو چاہیے کہ ایک کمیٹی مقرر کرکے یا کوئی ٹیم بھیج کر وہاں کا ملاحظہ فرمائیں اور اس کا سد باب کیا جائے ۔

اس کے بعد تھانہ برج والے میں ساہیوال سے نور شاہ کو ایک سڑک جاتی ہے جو اتنی خستہ حال ہو گئی ہے کہ اس پر سے ایک بس مشکل سے گزرتی ہے ۔ اس کی مرمت کی جائے یا وہ چوڑی کی جائے ۔ اس کے بعد تھانہ برج والے میں سیم اور تھور بہت ہو گئی ہے ۔ وہاں پانی بہنے کے قابل نہیں رہا ۔ اس لیے وہاں سیم نالے کھودے جائیں ۔ اس کے بعد ہارا تھانہ برج والے میں ایک بہت بڑا ہائی سکول ہے ۔ 7 ایل یا 73 ایل کے سکول کو بھی ہائی سکول کیا جائے ۔ زیر بحث میزانیہ ہر لحاظ سے بہتر ہے لیکن ہمیں چاہیے کہ اس میزانیہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے ۔ ہمیں اس کی پاسبانی کرنی چاہیے کہ یہ پایہ تکمیل تک کیسے پہنچ سکتا ہے ۔ اگر ہم نے اس کی پاسبانی نہ کی تو ہم اس کی امانت میں خیانت کریں گے جو ہمیں عوام نے سونپی ہے ۔

مسٹر منور خان (کیمبل پور ۔ 4) ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم استحصال کی باتیں بہت کرتے ہیں ۔ لیکن جناب والا کی طرف سے ہمارے ساتھ بھی استحصال ہوا ہے ۔ باوجودیکہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں میرا نمبر پانچواں چھٹا تھا لیکن اب آخیر میں آ کر موقع ملا ہے ۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ مناسب ہو تو میں تقریر کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ یہ وقت بھی کسی اور کو دے دیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ سال کے بعد ہمیں موقع ملتا ہے اور ہماری قسمت ایسی ہے کہ ہم آپ کو دکھائی بھی نہیں دیتے حالانکہ ہم ایک منٹ کے لیے ہاؤس سے باہر نہیں جاتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں صبح اس کی وضاحت کر چکا ہوں کہ آپ کا نام آپ کی پارٹی نے نہیں دیا ۔

مسٹر منور خان ۔ یہ پارٹی کی ذمہ داری تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں ۔

مسٹر منور خان ۔ میں نے گزارش کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام جس ترتیب سے آیا ہے میں نے بلا لیا ہے ۔

مسٹر منور خان ۔ جناب والا ۔ میں ضلع کیمبل پور کی تحصیل فتح جنگ کا نمائندہ ہوں ۔ ضلع کیمبل پور پنجاب کے اندر آمدن کے لحاظ سے میں یہ کہوں گا کہ نمبر ایک پر ہے ۔ اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ وہاں سے تیل برآمد ہوتا ہے جس کو آپ استعمال کرتے ہیں ۔ وہاں سیمنٹ کی دو فیکٹریاں ہیں

جس کو آپ استعمال کرتے ہیں اور جو انکم ہوتی ہے وہ گورنمنٹ کے خزانے میں آتی ہے ۔ اس لیے میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ کیمبل پور ضلع آمدن کے لحاظ سے تمام پنجاب میں نمبر ایک پر ہے ۔ دوسری ایک اور خاصیت ہے وہ بھی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ فوج کے اندر دفاع کے لحاظ سے کیمبل پور تمام پنجاب کے اضلاع میں فوقیت رکھتا ہے ۔ بد قسمتی سے دوسری طرف اس ضلع میں چند حالات ہیں کہ وہاں پر چند لینڈ لارڈز ہیں جن کی آج دن تک وہاں پر اجارہ داری ہے ۔ وہاں سے بہت وزیر بنے ۔ چیف منسٹر بھی بنے لیکن بات وہیں رہی ۔

جیسا کہ میرے دوستوں نے یہاں بھی کہا ہے کہ زمیندار پر ٹیکس لگایا یہی رونا رویا کہ زمیندار جو 85 فیصد آبادی کی نمائیندگی کرتا ہے اور وہ 85 فیصد آبادی کا استحصال کرتا ہے ۔ لیکن وہ اس طرف جاتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ اس 85 فیصد آبادی میں دیہاتوں میں کاشتکار بس رہے ہیں جن پر لینڈ لارڈ چھایا ہوا ہے جو ان کا خون چوس رہا ہے ۔ لینڈ لارڈ دیہاتوں سے نکل کر ان کی نمائیندگی کرکے یہاں شہروں میں بنگلے بناتا ہے اور لمبی لمبی کاروں میں پھرتا ہے اور ان غریبوں کا استحصال کرتا ہے جو دیہاتوں میں رہتے ہیں ۔ اس واسطے میں کہوں گا کہ جتنا اس زمیندار کا محاسبہ کیا جائے اتنا ہی کم ہے ۔ اس نے سرمایہ دار کو فوقیت دی ۔ اس کو زندگی دی ۔ یہی لینڈ لارڈز تھے جن کو اس نے فوقیت دی ۔ اس لیے سب سے پہلے اس کا محاسبہ کیا جائے اور یہ نہایت ضروری ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرمایہ دار پورے ملک کا خون چوستا ہے ۔ یہ بالکل درست ہے لیکن اس کو زندگی دینے والے یہی لینڈ لارڈز ہیں ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جو کچھ ہوا ہے اس سے بھی بڑھ کر جتنا کیا جائے اتنا ہی کم ہے ۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ اس علاقے کی آواز ہے جس کی یہ نمائیندگی کرتے ہیں ۔ آج یہ لوگ کاشتکار بنتے ہیں ۔ آج سے پہلے یہ کاشتکار کا لفظ لینا اپنی توہین سمجھتے تھے یہ لینڈ لارڈز تھے یہ اب لینڈ لارڈز کے بعد زمیندار بنے زمیندار کے بعد کاشتکار بنے ۔

جہاں تک زرعی اصلاحات کا تعلق ہے میں آپ سے اپنے ضلع کے مشاہدے کے لحاظ سے عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع میں سابقہ گورنمنٹ ایوب کے زمانے میں جو اصلاحات نافذ ہوئی تھیں اس وقت کے زمانے سے ہمارے علاقے کی زمین

گئی لیکن اب جو موجودہ ہماری حکومت نے نافذ کی ہیں اس کے اندر اتنی زمین نہیں نکلتی جتنی ایوب خان کے زمانے میں نکلی تھی ۔ کیا پھر انہوں نے اپنے خاندان کے اندر دس فرد ۔ آٹھ فرد یا بیس فرد میں تقسیم کی ؟ اگر ان سے بچ گئی ہے تو پھر اپنے پروردہ نوکروں اور رشتہ داروں کے نام پر تقسیم کی ۔ کون کہتا ہے کہ لینڈ لارڈ ختم ہو گیا ہے وہ ابھی زندہ ہے وہ ختم نہیں ہوا ۔ وہ لینڈ لارڈ اپنی جگہ پر موجود ہے ۔ طریقہ واردات اس نے تبدیل کیا ہوا ہے وہ بالکل اپنی جگہ پر موجود ہے ۔ اس لیے میں کہوں گا کہ اس کا محاسبہ نہایت ضروری ہے اگر اس قوم کو اس ملک کو آگے بڑھنا ہے زندہ رہنا ہے تو اس چیز پر نگاہ رکھنی ازحد ضروری ہے ۔ کیونکہ آج دن تک اس ملک کی اور اس قوم کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جو کبھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے ۔ غریبوں نے ممبر بنایا ۔ وزیر بنایا ۔ موقع دیے ۔ سب کچھ کیا ۔ یہاں بھیجا لیکن انہوں نے جو حشر اپنے ملک کا کیا وہ خدا بہتر جانتا ہے ۔ حالات کے مطابق سب چیز سب کے سامنے ہے یہ کوئی کہنے کی بات نہیں ۔ آج پھر وہ نظریں ہیں وہ طریقے ہیں ۔

جناب والا ۔ باتیں بہت سی ہیں مگر وقت کی کمی ہے ۔ ہمیں یہ وقت ایک سال کے بعد نصیب ہوتا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس تحصیل کی میں نمائیندگی کرتا ہوں اس بجٹ میں ہمارے ضلع کے لیے کچھ نہیں ہے ۔ اس سے پہلے سابقہ بجٹ نے میں یہ حقیقت سے کہوں گا کہ پچیس سال میں ہمارے ضلع میں اتنا نہیں کیا تھا جتنا اس بجٹ سے کیا ۔ یہ عملی طور پر موجود ہے ۔ علاقے میں کام کیا گیا اور اب بھی ہم مشکور ہوں گے اگر وزیر خزانہ ہماری کئی ایک سکیمیں خاص کر چند ایک پانی کی سکیموں کو منظور فرمائیں ۔ میں عرض کروں گا کہ کیمبل پور ایسا ضلع ہے جس کے اندر میلوں دور سے ریل گاڑی کے ڈبے پانی لے کر جاتے ہیں ۔ وہاں عوام پانی کو ترستے ہیں وہ کئی میلوں سے گھڑے اٹھا کر پانی لینے آتے ہیں ۔ اس واسطے گزارش کروں گا کہ ان چند سکیموں میں سے کچھ اس علاقے میں بہر حال میں پھر بھی یہ گزارش کروں گا کہ جتنا ہو سکے ۔ یہ حالات کے اوپر منحصر ہے ۔ میں تحصیل فتح جنگ کا نمائندہ ہوں ۔ میں اس شہر کا نمائندہ ہوں جو کم از کم پانچ ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے ۔ یہ وہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے جس میں دو گھڑے پانی

کے لیے ہم اس وقت بھی ڈیڑھ روپیہ ادا کر رہے ہیں ۔ لیکن وہاں پینے کا پانی پھر بھی میسر نہیں آتا ۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہوتے ہوئے ۔ یہ بالکل حقیقت ہے ۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ باوجود اس کے کہ وہ ٹاؤن کمیٹی ہے وہ اپنی طرف سے فنڈ مہیا کر رہی ہے اور وہاں پر کام شروع ہے لیکن وہ فنڈ ناکافی ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے نظر انداز کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ ہماری تحصیل کے چند دیہات آئے ہیں ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ دیہاتوں کی نسبت اس تحصیل ہیڈ کوارٹر میں پانی کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے ۔

دوسری جانب میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس ضلع کے اندر لینڈ لارڈز کی بات کرتے ہیں ۔ وہ لوگ جو دیہات میں آباد ہیں ۔ جب سے آبادیاں بنیں لوگوں نے وہاں مکانات بنائے لیکن ابھی تک آبادی کے اندر جو رقبہ ہے وہ انھی لینڈ لارڈز کا ہے ۔ وہاں طریقہ کار یہ ہے کہ چلو جی ٹھیک ہے آپ مکان بنا لیں تمھیں نکالنے والا کون ہے ۔ اگر اس آدمی نے ۔ اس مزارعہ نے ۔ اس کاشتکار نے آبادی میں مکان بنا لیا ۔ دو ہزار ۔ چار ہزار ۔ دس ہزار روپیہ لگا دیا ۔ پونجی لگا دی ۔ ابھی تک اس زمین کی ملکیت اسی مالک کی ہے اور اس آدمی کو وہاں پشت در پشت بسنے کے باوجود ابھی تک حقوق ملکیت نہیں مل سکے ۔ میں نے اس بارے میں جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کی تھی کہ خدا را ہماری پارٹی کا منشور ہے کہ ہم روٹی ، کپڑا اور مکان دیں گے ۔ کپڑا اور مکان بنا کر دینا تو ہمارے لیے مشکل ہے ۔ ہمارے وسائل کم ہیں ۔ تو خدا را میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کی حیثیت میں آپ ان لوگوں کو یہ حقوق دلا دیں جو ہمارے دیہات کے اندر پشت در پشت مکان بنا کر رہائش رکھے ہوئے ہیں اور صرف سفید زمین مالکوں کی ہے ۔ وہ انھیں دلا دیں تو یہ ان لوگوں کے لیے بہت بہتر ہوگا ۔ میری یہ بات انھوں نے مان لی تھی لیکن باوجود عہد کرنے کے اس پر ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا ۔ اس کے ذریعے شہروں کے لاکھوں لوگ بھی مستفید ہوں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی نہیں ہوا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ نماز قضا ہو جائے گی ۔

مسٹر منور خان ۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لینڈ لارڈ استحصال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہماری جگہ پر رہ رہے ہو ۔ یہاں سے نکلو ۔ میں کہتا ہوں کہ چلو زمین کی بات تو الگ ہے کم از کم مکان تو ان کے اپنے ہونے چاہئیں ۔ مزدوری چاہے وہ لوگ کہیں بھی کریں ۔ لیکن یہ مکان بھی انہیں نصیب نہیں ہو رہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی لینڈ لارڈ نہیں رہا ۔ آپ جائیں ان دیہات میں ۔ آپ جائیں کیمبل پور میں تو میں بتاؤں کہ وہاں لینڈ لارڈز ہیں کہ نہیں ہیں ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ جہاں سے آپ آئے ہیں وہاں کوئی سا طریقہ ہے ۔ وہاں کیا ہوتا ہے ۔ لیکن آپ ہمیں دیکھیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ سرمایہ دار تو کجا شہروں کے اندر وہ مخصوص آبادی جسے ہم 25 یا 15 فیصدی مزدور کہتے ہیں وہ ان کے اوپر ایسے چھایا ہوا ہے لیکن لینڈ لارڈ 85 فیصدی آبادی پر چھایا ہوا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned for ten minutes for prayers.

(اس مراحلہ پر ایوان کی کارروائی 10 منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر منور خان ۔

مسٹر منور خان ۔ جناب والا ۔ لینڈ لارڈوں کی تعریف میں میں نے باتیں تو بہت سی کہنا تھیں لیکن بامر مجبوری وقت کی کمی کے باعث میں اس بات سے ہٹ کر صرف اپنے دائرہ انتخاب کے اندر آتا ہوں ۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک انٹرمیڈیٹ کالج لڑکیوں کا ہے پورے ضلع میں یہ صرف ایک ہی کالج ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ڈگری کالج بنا دیا جائے ۔ اس کے علاوہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ تعلیم کے لحاظ سے ان لینڈ لارڈوں نے ہمارے علاقے کو پستی میں رکھنے کے لیے اتنا پسماندہ رکھا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جو مطالبے کرنے ہیں وہ بتا دیں ۔

مسٹر منور خان ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میری تحصیل فتح جنگ کے اندر ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہے جس میں لڑکوں کی تعداد ایک ہزار اور ٹیچروں کی تعداد کل 14 ہے ہیڈ ماسٹر سمیت ۔ اس کے علاوہ تحصیل فتح جنگ ضلع کیمبل پور میں ایک سنگل سیکشن سکول ہے اور اس کے لیے بھی پوسٹیں پوری نہیں ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ سو لڑکوں کے پیچھے ایک ٹیچر یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ کہاں کا اصول ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سکول کے لیے بجٹ میں ڈبل سیکشن کی منظوری دی جائے اور مزید ٹیچروں کا تقرر کرکے ہمارے حال پر ، اس علاقے کے عوام پر رحم کرتے ہوئے اس کام کو پورا کیا جائے تاکہ ان بچوں کو تعلیم کے مواقع میسر آ سکیں ۔ مزید برآں وہاں ایک سکول جو ہے اس کی عمارت 9 کمروں پر مشتمل ہے اور عمارت پتھر کی بنی ہوئی ہے ۔ اس کے متعلق انجینئرنگ کے محکمے کی رپورٹ آ چکی ہے کہ یہ عمارت قابل استعمال نہیں ہے اور کوئی بعید نہیں کہ وہ کسی وقت بھی گر سکتے ہیں اور اس کے اندر بچے جو ہیں وہ دب سکتے ہیں ، مر سکتے ہیں اور یہ حادثہ کسی وقت بھی پیش آ سکتا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم پر رحم کرتے ہوئے اس سکول کی عمارت کے لیے جو کہ 1926ء میں بنائی گئی تھی اور اب اس کی حالت یہ ہے کہ بچے ڈر کی وجہ سے اس عمارت کے اندر داخل نہیں ہوتے اور باہر بیٹھنے پر مجبور ہیں ۔ حکومت سے التماس ہے کہ اس کو نئے سرے سے تعمیر کرایا جائے ۔ سکول کی عمارت موضع باطل میں واقع ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ منظور حسین جنجوعہ ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ (راولپنڈی ۔ 7) ۔ جناب والا ۔ میزانیہ 74-1973ء اس ایوان میں فاضل وزیر خزانہ جناب حنیف رامے صاحب نے پیش کر دیا ہے ۔ اپنی اپنی عقل و دانست کے مطابق مختلف زاویوں سے اس پر بحث ہو چکی ہے ۔ میں چند ایک چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو میری نظر میں آئی ہیں اور آج چار دنوں سے لگاتار موضوع بحث بنی رہی ہیں ۔

میں ان پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات یہ کہ سوشلزم اور اسلام کی کچھ اراکین نے بعض اوقات ٹکر کرانے کی کوشش کی اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کو چھوڑ کر یہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک نئے مذہب کو ، نئے عقیدے کو ، ایک نئے طور طریقے کو لانا چاہتی ہے اور وہ سوشلزم ہے ۔ میں ان کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک ہماری پارٹی کے کسی ممبر کی طرف سے ، ہماری پارٹی کے کسی قائد کی طرف سے ، ہماری پارٹی کے کسی رکن کی طرف سے کبھی یہ سٹیٹمنٹ نہیں آئی کہ ہم اسلام کو چھوڑ کر سوشلزم لانا چاہتے ہیں ۔ یا سوشلزم پر اسلام کو چھوڑ کر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں تو میں جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام اپنی جگہ پر مذہب ہے اسے مت چھیڑیں ۔ ہم تو مقابلہ کرنا چاہتے ہیں سوشلزم کا آپ کی سرمایہ داری سے ۔ اس سرمایہ داری نظام سے جس نظام میں آج تک ان غریبوں کو ، ان مزدوروں کو ، ان کسانوں کو ، ان مظلوموں کو ایک بھی سانس سکھ کا نصیب نہیں ہوا اور ان کا خون چوسا جاتا رہا ہے ۔ ہم مقابلہ کرنا چاہتے ہیں سوشلزم کا اس معاشرے سے جہاں انسانوں کی قدر ہو ، جہاں انسانوں کا وقار ہو جہاں انسانوں کی عزت جو ہے وہ قائم رہتی ہے ۔ تو اس سلسلے میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہماری طرف سے بھی ڈیمانڈ ہوئی ہیں کہ فوری طور پر یہ ہو جائے ۔ فوری طور پر وہ ہو جائے تو میں اس سلسلے میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں کبڈی کا کھیل ایک ایسا کھیل ہے جو سب نے دیکھا ہوگا اور ہر ایک جانتا بھی ہوگا کہ یہ کیسے کھیلا جاتا ہے ۔ کیسے اس کے طور طریقے ہیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ سوشلزم کو ماننے والے ، اسلامی مساوات کو لانے والے اور دوسرے لوگ جو چاہتے ہیں یہ نظام جو ہے دور رہے یہ نظام اس ملک میں نہ پنپ سکے تو یہ لوگ مقابلہ کرنا چاہتے جنہیں ہم سرمایہ دار یا جاگیر دار کہتے ہیں ۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ان کے ہزار ہا ایکڑ ہوں تو وہ جاگیر دار ہوں گے یا ان کا بنک بیلنس ہو تو وہ سرمایہ دار ہوں گے ۔ نہیں یہ سرمایہ داری ایک ذہنیت ہے ۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ انسانیت کے اوپر ہمارا تسلط رہے ۔ انسانیت

پر ہمارا قابو رہے تو وہ بھی سرمایہ دار ہیں ۔ وہ بھی جاگیر دار ہیں ۔ ہم اس چیز کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں روئے زمین پر بسنے والا انسان اپنی پوری آزادی سے رہ سکے ۔ وہ اپنے پورے حقوق کا متحمل ہو اور اس کو یہ حق ہو کہ وہ دنیا میں رہ کر اپنی زندگی جو ہے وہ عزت نفس کے ساتھ گزار سکے ۔ تو اس لیے یہ جد و جہد جو ہوئی ہے یہ جد و جہد جناب قائد عوام کی عظیم قیادت میں شروع ہوئی ہے ۔ میں آپ سے ، میں ان دوستوں سے جو پرانے مندروں کے پجاری ہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ وقت جس وقت ایک غریب کی مجبوری کو یہ کہا جاتا تھا کہ خدا کی مرضی ہے بھائی ۔ جب اس کے بچے کو تعلیم نہیں ملتی تھی تو کہا جاتا تھا کہ بھائی خدا نے تمہارے لیکھوں میں ایسے ہی لکھا ہے ۔ جب اس کی بچی کی اس لیے شادی نہیں ہوتی تھی کہ اس کے پاس جہیز کے لیے رقم نہیں ہوتی تھی اس کے پاس اور لوازمات نہیں ہوتے تھے تو کہا جاتا تھا کہ بھائی تمہاری بچی کی قسمت ہی سڑی ہوئی ہے ۔ یہ کسی منحوس دن پیدا ہوئی ہے ۔ تو کیا غریبوں کے بچے اور بچیاں ہی منحوس دن پیدا ہوتے ہیں ؟ کیوں نہیں امیروں کے بچے اور بچیاں ان جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کی بچیاں اور بچے منحوس دن پیدا ہوتے ؟ کوئی ایک مثال بھی آپ دے سکتے ہیں ۔ کیا ہمیشہ کے لئے منحوس دن ہمارے لیے ہی ہیں ؟ تو اگر اس بات کا اطلاق اگر ہمیشہ ہی ہمارے اوپر ہوتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے یہ قدرت کی مرضی ہے ۔ ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا تو میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم قسمت کا مقابلہ کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم ان کی قسمتوں کے بندھنوں کو توڑیں گے ۔ ہم نہیں چاہتے کہ وہ آئندہ بھی ایسی دنیا میں رہیں اور ایسے ہی طور طریقے رہیں ۔ تو اس عظیم انقلاب کی طرف عظیم قائد کی رہنمائی میں ہم ایک دو چار قدم بڑھ چکے ہیں ۔ میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مضبوط کیل ان کی کمر کے پیچھے اور ٹھونک دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ اس کا اثر سرایت کرتا چلا جائے گا اور ہم پرانے مندروں کے پجاریوں کو ، پرانے لوگوں کو جو یہ چاہتے تھے کہ ہم ویسے ہی اسی طرح رہیں ہم

ان کو اپنی سطح پر لائیں گے ہم ان کو انسانیت کا سبق سکھائیں گے ۔ ہم ان کو اسلامی مساوات کا سبق دیں گے ۔ جناب والا ۔ میں کبڈی کی مثال دے رہا تھا کہ ایک آدمی جاتا ہے ۔ دو کو گرا لیتا ہے پھر آ جاتا ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ آدمی ایک ہی وار میں یک لخت سب کھلاڑیوں کو گرا دے یہ ناممکن چیز ہے ۔ ہم حقیقت پسند لوگوں سے کہتے ہیں کہ وہ سوچیں کہ ہماری پارٹی کا مطمح نظر کیا ہے ۔ وہ سمجھیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور اس ملک کے عوام کیا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں اب اپنے ذاتی مسائل پر آتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میرا ڈسٹرکٹ راولپنڈی ہے جس میں خوش قسمتی سے اسلام آباد بھی ہے ۔ اسلام آباد کی روشنیاں دور دور تک جگمگاتی ہیں ۔ جب وہاں کوئی شخص جاتا ہے اور وہاں ان روشنیوں کو دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ اسلام آباد نہیں بلکہ ایک جنت ہے جو سامنے آئی ہے ۔ لیکن حضور والا وہ ایک تھوڑا سا خطہ ہے ۔ تھوڑی سی جگہ ہے جس میں وہ روشنیاں نظر آتی ہیں ۔ اس کے علاوہ جتنا ضلع ہے وہ پسماندہ ہے ۔ میں حساب کرکے بتاتا ہوں کہ ہمارے لوگوں کی ایک آدمی کی دو آنے اوسط آمدنی پڑتی ہے ۔ میں نے حساب لگایا ہے غریب لوگ پورا سال وہ محنت کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی آمدنی کا جائزہ لے کر اوسط ہم نکالتے ہیں اور ان کی 2 آنے اوسط آمدنی ہوتی ہے ۔ تو اس لحاظ سے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر ایک اسلام آباد پنڈی میں بن گیا تو ہمارا ضلع ترقی یافتہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے ۔ میرے ضلع میں سب سے بڑی تحصیل گوجر خان ہے اس میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول فار گرلز نہیں ہے ۔ اسلام آباد کے ہوتے ہوئے ایک بھی گورنمنٹ گرلز سکول نہ ہو تو اس کو کیسے ترقی یافتہ ضلع کہہ سکتے ہیں اور وہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ میرے علاقے میں پانی کی کمی ہے اور وہاں کی عورتیں گاڑی میں بیٹھ کر دوسری جگہ جاتی ہیں اور کپڑے دھوتی ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کون سی ترقی ہوئی ہے کون سی ترقی ہو گئی ہے ۔ کون سا جنت کا نمونہ بن گیا ہے ۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ وہ گنگا جو اس عوامی دور میں بہہ رہی ہے اس سے ہمیں بھی کچھ حصہ ملے ۔ اس میں سے چلو بھر پانی ہمیں بھی مل جائے ۔ تو آپ ہماری ضروریات کا اندازہ لگائیں اور ہم لوگوں کی قدر کریں ۔

میاں عبد الرؤف (بہاول نگر ۔ 5) ۔ جناب سپیکر ۔ بجٹ پر بحث کا آج چوتھا اور آخری دن ہے ۔ جناب وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کرتے وقت ثقیل اور خشک مضمون کو دلچسپ اور عام فہم بنانے کے لیے قصے کہانیاں بیان کی ہیں اور کچھ ایسے ارشادات بھی بیان کیے ہیں جو موقع کے مطابق ہادی برحق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بندوں کو دیتے رہے اور اس سے فائدہ اٹھا کر انھوں نے اپنا روزگار چلایا ۔ اور اس طرح سے جو بھی باتیں کی گئی ہیں وہ سب دوستوں پر عیاں ہیں ۔ البتہ اپوزیشن کے حضرات پر میں محسوس کرتا ہوں کہ چنداں اثر نہیں ہوا اور انھوں نے پچھلے سال کے بجٹ کی طرح اس بجٹ کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے پرانی تقاریر کو سامنے رکھ کر تنقید کی ہو ۔ تاہم میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ پہلے بجٹ کی نسبت بہت بہتر ہے ۔ یہ جو بجٹ پیش ہوا ایک ارب 26 کروڑ کا تھا اس سے قبل جو 72 ۔ 73 میں پیش ہوا تھا وہ 78 کروڑ کا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ بجٹ ترقیاتی بجٹ ہے ۔ ترقیاتی بجٹ کے لحاظ سے اگر مقابلہ کیا جائے تو ایک ارب 26 کروڑ اور 78 کروڑ کا تو کافی فرق ہے ۔ اس کے بعد مختلف مدات آتی ہیں ۔ زراعت میں 33 کروڑ 66 لاکھ ہے جبکہ یہ 72 ۔ 73 میں 19 کروڑ تھا اس سے پہلے تقریباً 12 کروڑ کا تھا ۔ اسی طریقے سے ایجوکیشن پر 42 کروڑ 39 لاکھ خرچ کیے گئے ہیں اور 72 ۔ 71 میں 35 کروڑ تھے ۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ میں جو پہلا بجٹ بنا تھا اس میں تقریباً 6 کروڑ کے قریب تھا اور اس مرتبہ 17 کروڑ ہے ۔ علیٰ ھذا القیاس تمام مدات پر کافی روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے پھر بھی اس کو ترقیاتی بجٹ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے ۔ کیا خیال ہے ۔ کیا یہ کہا جائے کہ اس سے پہلے جو بجٹ پیش ہوئے وہ ترقیاتی بجٹ تھے اس سے پیشتر کبھی اتنی رقوم نہیں رکھی گئی تھیں ۔ کچھ حضرات نے اس بحث میں پڑنے کی کوشش کی ہے کہ حکومتی پارٹی اپنے کیے ہوئے وعدوں سے پھر گئی ہے اور کچھ حضرات نے کہا ہے کہ وہ سوشلزم پر یقین رکھتی ہے اور کچھ حضرات نے کہا کہ سوشلزم چھوڑ گئی ہے ۔ ایک صاحب تشریف لائے تو انھوں نے کہا یہ ڈھول ڈھمکا پارٹی ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کسی رکن کے پاس نہ تو ڈھول ہے اور نہ ڈھمکا ۔ پہلے حضرات کے پاس ایسی چیزیں ہوں گی جو ان کا نام جانتے ہیں ۔ میں ایک بات وثوق سے کہتا ہوں کہ بجٹ دو چار اور آنے دو پھر ہم آپ کو بتائیں گے کہ یہ لمبی لمبی کاریں اور کئی بڑی بڑی کوٹھیاں جو بنی ہیں تو یہ نہ لمبی کاریں رہیں گی اور نہ یہ کوٹھیاں رہیں گی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد وقت کی کمی کی بنا پر میں اپنے مسائل پیش کر دینا چاہتا ہوں ۔ میں ڈسٹرکٹ بہاولنگر اور بہاولپور ڈویژن کا رہنے والا ہوں اور تحصیل فورٹ عباس میرا علاقہ ہے تحصیل فورٹ عباس تقریباً ستر میل لمبی ہے اور بارڈر کے ساتھ ساتھ ریگستانی علاقے پر مشتمل ہے ۔ ہمارے عوام کی یہ خواہش تھی کہ ہارون آباد اور فورٹ عباس کو علیحدہ علیحدہ دو تحصلیں بنا دیا جائے ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں بار بار التماس کے باوجود ابھی تک یہ بات پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ پر توجہ دیں ۔

جناب والا ۔ ایک اور میری گزارش یہ ہے کہ ہارون آباد میں ایک عثمانیہ رضویہ کالج ہے جو قومی تحویل میں لیا جا چکا ہے ۔ وہ پہلے سکول کی عمارت میں تھا ۔ اب اس سکول کی عمارت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک میں ہائی سکول چل رہا ہے اور دوسرے حصے میں کالج چل رہا ہے اور وہ ڈگری کالج ہے ۔ اس سکول اور کالج کے لیے 15 ایکڑ مخصوص کیے گئے ہیں ۔ میں عرض کروں گا جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں کہ ان 15 ایکڑ پر عمارت بنانے کے لیے رقم مختص کی جائے تاکہ کالج بخیر و خوبی چل سکے اور سکول صحیح طور پر اپنا کام کر سکے ۔ ہمارے ہارون آباد میں ایک طالبات کا سکول ہے اس کو گرلز کالج کا درجہ دیا جائے تو میں بہت مشکور ہوں گا اور عوام کی یہ دیرینہ خواہش ہے ۔ وہاں کی آبادی بھی کافی ہے اور تحصیل میں ایک ایسا سکول ہے جو کالج کے طور پر بڑے اچھے طریقے سے چل سکتا ہے ۔ ہمارا علاقہ ریگستانی ہے اور وہاں کا پانی کڑوا ہے ۔ وہاں پر کسی زمانے میں 4·25 پانی چلا کرتا تھا مگر اب کم کر کے 3·6 کر دیا گیا ہے ۔ تو میں یہ حکومت سے درخواست کروں گا کہ 4·25 والی شرح جو ہے وہ ہمیں دی جائے کیونکہ ریگستانی علاقے کو 4·25 دیا جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ war سے پہلے سمہ سٹہ اور فورٹ عباس کو ریلوے لائن سے ملا دیا گیا تھا ۔ war کے بعد اس کو بند کر دیا گیا ۔ تو میں یہ التماس کروں گا کہ سمہ سٹہ اور فورٹ عباس کو ملا کر پھر آگے امروکا ساہیوال ملا کے یہ ایک لنک بنتا ہے جو کراچی کا دوسرا متبادل ہے ۔ ہماری یہ التجا ہے اور اس علاقہ کے عوام کی خواہش ہے کہ ان کے لیے لاہور اور کراچی کے لیے یہی سیدھا راستہ ہے جس کو اگر بنا دیا جائے تو بہت بہتر ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب سپیکر ۔ 1973-74ء کا بجٹ آپ

کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے ۔ جیسا کہ دستور ہے بجٹ پیش ہوتا ہے اور ممبران اپنی تعریف کا ایک کلمہ کہہ کر مگر اور لیکن سے اپنی تنقید شروع کرتے ہیں اور جو بیگانے کہلاتے ہیں انہیں تعریف کی توفیق نہیں ہوتی ۔ لیکن جیسا میں نے خود یہ تسلیم کیا اور جیسا کہ ہر وزیر خزانہ کا مقدر ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ لا محدود ضروریات کا لا محدود وسائل سے ٹکراؤ ہے ۔ اور ان ملکوں میں جن میں وسائل لا محدود ہوتے ہیں اور ضروریات بلکہ خواہشات بہت ہی لا محدود ہوتی ہیں ۔ لازمی بات ہے کہ اس میں یہ ٹکراؤ اور بھی شدید ہو اس لیے مجھے اپنوں کی تنقید اور بے گانوں کی بے داد دونوں بسر و چشم قبول ہیں اور میں اپنا اور بیگانوں سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں ۔

جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ بجٹ حکومت کی پالیسی کا مظہر ہوتا ہے اور اسے ہونا بھی چاہیے خاص طور پر وہ حکومت جو انقلابی جماعت کی تحریک کی جد و جہد کے نتیجہ میں وجود میں آئی ہو اس کا بجٹ جب بھی پیش کیا جائے گا وہ اپنی پالیسی کو ضرور سامنے لائے گا اور اسی لیے میرا فرض تھا کہ میں جب آپ کی خدمت میں بجٹ پیش کروں تو اپنی حکومت کی پالیسی بھی بیان کروں ۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنا دل کھول کر اور اپنا کلیجہ نکال کر آپ کے سامنے رکھا ہے اور اس عہد کو جو میں نے اور میرے ساتھیوں نے خدا کی اس زمین پر ۔ خدا کے اس سائبان کے نیچے خدا کے بندوں سے کیا تھا اس عہد کی تجدید اس بجٹ کی ایک صورت میں دیکھ سکتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں نے کوشش کی کہ جو باہر نظریاتی طور پر انتشار موجود ہے اور جب قومیں ترقی کی جانب قدم بڑھاتی ہیں تو یہ انتشار فضا میں راہ کی گرد کی صورت میں آیا ہی کرتا ہے ۔ میں نے کوشش کی کہ اس انتشار کو جس حد تک ہو سکے میں سمیٹوں اور اس کے لیے میں نے تاریخ میں جھانکا اور مجھے جہاں سے بھی روشنی ملی میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ metals ایسی بھی ہوتی ہیں جو روشنی کو reflect نہیں کرتیں اور ان پر خواہ کتنی بھی روشنی ڈالیں اپنے دل کی طرح ویسے ہی تاریک رہتی ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ چاہتا تو میں یہ تھا کہ جو میں نے گزارش کی ہے اس کے بعد آج جب میں اپنی تقریر کا آغاز کروں تو میں اس شعر سے آغاز کروں :

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

لیکن پھر یہ سوچ کر کہ جو کچھ میں نے پہلے عرض کیا ہے اس کا کیا نتیجہ ہوا میں یہی خاموشی بہتر سمجھتا ہوں اور میں جناب والا ۔ کسی بڑی امید کے ساتھ نہیں بلکہ نہایت عاجزانہ اور انکساری کے ساتھ میں آج یہ اپنی آخری تقریر آپ کے سامنے کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ یہ کچھ دور ہی ایسا آ گیا ہے کہ آج کل لوگ اونچا سنتے اور اونچا بولتے ہیں ۔ جب تک آپ گلا پھاڑ کر نہیں بولتے کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ یہ جمہوریت کی سب سے بڑی بد قسمتی ہے کہ آج ہم صرف اپنی سنانا چاہتے ہیں ہم دوسرے کی سننا نہیں چاہتے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کی روح انسانوں کے درمیان مکالمہ ہے ۔ جمہوریت کی روح مکالمے کی صورت میں اجاگر ہوتی ہے جس کے دوران انسان یہ سوچ کر نہیں آتا کہ میں نے لازماً اپنی بات منوانی ہے بلکہ اپنا دل اور سینہ کھول کے آتا ہے کہ اگر دوسرے کی بات صحیح ہوگی تو میں مان لوں گا ۔ اگر میری صحیح ہوگی تو مجھے یقین ہے وہ مان لیں گے ۔ جناب والا ۔ ان 25 سالوں میں مکالمے کا جنازہ نکل گیا ۔ ان 25 سالوں میں ان کے لیے جمہوریت کا ادارہ ٹوٹ پھوٹ گیا اور ہم نے دیکھا کہ اب صرف سنانے والے رہ گئے ہیں سننے والا کوئی نہیں رہا ۔ لیکن پھر بھی جسے کہتے ہیں کہ اس در و دیوار کو بھی کچھ لوگوں نے سنایا ۔ مجھے احساس ہے ۔ بے شک آج بھی سننے والے بہت ہیں لیکن اپنی اپنی سنا کر لوگ رخصت ہو گئے ۔ لیکن جو دوست بیٹھے ہیں میں ان کا شکر گزار ہوں اس کے باوجود وہ جو نہیں ہیں میں ان دوستوں کے ذریعے ان تک اور وہ جو دور بیٹھے ہیں جن کی نمائندگی یہ دوست کر رہے ہیں میں ان کو ضرور ایک مرتبہ پھر یہ مژدہ دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس قائد کو جس جماعت کو اور جن نمائندوں کو اس ایوان میں جن امنگوں کے ساتھ بھیجا تھا وہ امیدیں اور امنگیں ہمارے سامنے ہیں جو آج بھی اسی طرح مچل رہی ہیں اور زندہ ہیں اور ہم ان امیدوں اور امنگوں کو پورا کرنے کے لیے اس لمحہ تک جد و جہد کریں گے جب تک وہ پوری نہیں ہو جاتیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنے ارادے کے باوجود اپنی آواز کو اونچا کیا لیکن اس کی ایک وجہ ہے ۔ جناب والا ۔ جو انسان یہ سمجھتا ہے کہ :

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

پھر اس کی یہی کیفیت ہوتی ہے ۔ جو باتیں میں نے تلمیح ۔ اشارے اور تشبیہہ کے انداز میں کیں یہ باتیں نرم و نازک احساس سے ایک نرم و نازک احساس تک پہنچانے کی کوشش میں میں نے ادا کی تھی ۔ لیکن جونہی میرے دوستوں تک پہنچی ان کا جنازہ نکال دیا گیا ۔ ان پھولوں میں سے خوشبو کو نچوڑ دیا گیا ۔ ان تشبیہوں استعاروں کا قتل عام کیا گیا توڑا مروڑا گیا ۔ جب میں نے یہ کہا کہ آواز دوست آئی حضور اکرم صلی اللہ و علیہ وسلم نے کلام فرمایا کہ تم کو جہالت کو دور کرنے کے لیے اگر چین بھی جانا پڑے تو جاؤ ۔ میرا اشارہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی کی طرف تھا جس میں انھوں نے کہا تھا کہ :

"اطلبو العلم ولو کان بالسین"

جو جانی پہچانی حدیث ہے اس پر میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ یہ بھی جاننے کی بات ہے ۔ یہ جاننا چاہیے اور امید کرنی چاہیے کہ یہ آواز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی صورت میں میں نے آپ کے سامنے بیان کی ۔ اس کے بارہ میں یہ کہا گیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ شیطان کی آواز ہے ۔ وہ دوست کہتے ہیں جو اسلام کا نام لیتے ہیں ۔ مگر اس جذبے کے تحت محض اس طرف سے ایک بات کی ہے اس کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کی جائے ۔ جناب والا ۔ یہ کہنے کے لیے کہ نہیں ۔ ان کا سرچشمہ ہدایت ماوزے تنگ ہے ۔ ان کا سرچشمہ ۔ ان کی سوچ ۔ ان کی inspiration لینن و کارل مارکس ہیں ۔ انھوں نے چاہے یہ کہا کہ جو باتیں میں نے کہی ہیں ۔ جس سرچشمہ ہدایت کی بات میں نے کی اس کا تمسخر اڑا دیں اور اس کو غلط معانی پہنا دیں ۔ اس کی بجائے اس بات کو یاد رکھیں کہ انھوں نے ماوزے تنگ کا نام لیا ہے ۔ لیکن جناب یہ بات نہیں ۔ میں نے اول و آخر ہادی برحق اور اپنے مرشد کامل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی زندہ روح مبارک کو اپنا ہادی و مرشد سمجھا ہے ۔ آپ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق میں نے اپنی گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کی تھیں ۔

جناب والا ۔ میں اپنی تقریر کے اسلوب کے بارہ میں زیادہ نہیں کہنا چاہتا ۔ بہت سے دوستوں نے اس بارہ میں تنقید کی ہے بہت سے دوستوں نے داد دی ہے لیکن میں یہ سمجھا کہ میری تقریر کی سب سے بڑی داد اور تحسین حاجی محمد سیف اللہ نے میری تقریر کی نقل کرکے دی ہے ۔ اس لیے میں انکا بے حد شکر گزار ہوں انھوں نے رگیدنے کی کوشش کی لیکن سب سے زیادہ وہی متاثر معلوم ہوتے تھے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری تقریر کی یہ

تاثیر کا عنصر تھا ۔

جناب والا ۔ مخدوم حمید الدین صاحب نے فرمایا کہ انھوں نے چراغ لے کر ڈھونڈا ۔ بہت چھانٹ پھٹک کی لیکن میری تقریر میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی کوشش کے باوجود کہ اس کی تعریف کرتے ۔ جناب والا ۔ میری تقریر میں واقعی ایسی بات کوئی نہیں تھی ۔ میری تقریر میں کدال کا ذکر تھا ۔ کلہاڑی کا ذکر تھا ۔ ہل کا ذکر تھا ۔ نیزے کا ذکر تھا ۔ اس میں ان لوگوں کو کیسے تعریف کا پہلو نظر آ سکتا تھا جنھوں نے دوسروں کی محنت پر پل کر اپنی زندگی گزاری ہو ۔ جنھوں نے مزدوروں اور کسانوں کا پسینہ نچوڑ کر اپنا رزق پیدا کیا ہو ۔ ان کو اس تقریر میں اس بجٹ میں واقعی تعریف کے قابل کوئی چیز نظر نہیں آ سکتی ۔ مجھے فخر ہے کہ اگر اس میں تعریف کا پہلو نظر آ جاتا تو مجھے شک ہوتا کہ میرے جذبہ مساوات میں کمی تو نہیں آ گئی ۔ جناب والا ۔ ماوزے تنگ کا ذکر میرے دوستوں کو بہت چبھا ہے لیکن یہ بھی ایک بہانہ ہے بات کو ٹالنے کا ۔ بات تو کدال اور کلہاڑی کی تھی ۔ بات تو نیزے کی ہے ۔ بات تو ہل کی ہے ۔ ان کو یاد ہوگا کہ ماوزے تنگ تک میں پہنچا اپنے ہادی کامل کے ارشاد کے مطابق پھر واپس پلٹا پھر حضور پاک کے سامنے میں سوالی ہوا ۔ ان فقروں کو کیوں بھولتے ہو جب میں نے اپنا زانوئے ادب ان کی خدمت طے کیا پھر ان سے پوچھا کہ اس کہانی کا مطلب کیا ہے ؟ اس سارے واقعہ کا مطلب کیا ہے ؟ اس کہانی کا اس کہانی کے ساتھ تعلق جوڑا جس میں حضور نبی پاک کے پاس ایک شخص حاضر ہوا تھا کہ کچھ خیرات لیتا ۔ آپ نے اس کو محنت کا راستہ دکھایا ۔ حضور پاک نے ایک کلہاڑی خرید کر اس کی ٹوپی نیلام کرکے دی ۔ اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ لگایا اور اس کے بعد اس کی قسمت بدلی ۔ اس نے واپس آ کر کہا کہ نہ صرف میں اپنے لیے کما لیتا ہوں بلکہ کچھ پس انداز بھی کر لیتا ہوں ۔ جناب والا ۔ آپ کو ماوزے تنگ کی بات تو یاد رہی ۔ حضور پاک کی بات یاد نہ رہی ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے ۔ حضور پاک کا نام لوں اور آپ کو ان کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں ہوتی ۔ لیکن ماوزے تنگ کو بار بار اپیل کرتا ہے آپ اس سے متاثر ہوئے ۔ میں آپ کا زیادہ نفسیاتی تجزیہ نہیں کرنا چاہتا بس صرف اس فقرے پر بات کو ختم کرتا ہوں ۔ لیکن آج آپ جس اسلام کی بات کرتے ہیں تو اس کی تان جاگیرداری اور سرمایہ داری پر ٹوٹتی ہے ۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے تو ہم اس اسلام کی بات کرتے ہیں جس نے عثمان غنی رحمت اللہ علیہ اور بلال حبشی کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا

تھا ۔ ہم بات کرتے اس اسلام کی جس نے ہر شخص کو محنت کا سبق سکھایا ۔ ہم بات کرتے ہیں اس اسلام کی جس میں سود نہیں ہوگا ۔ سود صرف اس معاشرے میں نہیں ہو سکتا اس معیشت میں نہیں ہو سکتا جو محنت پر مبنی ہو ۔ جس میں کوئی شخص نہ سرمایہ دار ہو نہ جاگیردار ہو ۔ اس لیے سرمایہ داری جاگیر داری اور زمینداری میں انسان اپنی محنت سے اپنے حق سے زیادہ ملکیت کے اختیار رکھتا ہے ۔ اس لیے وہی اختیار اس کو سود خور بناتا ہے ۔ اس لیے جس چیز کے لیے محنت کی تھی وہی surplus value of money وہی سود ہے ۔ وہی سود اسلام نے حرام قرار دیا ہے ۔ اس لیے جب ہم بلا سود کے اسلام کی بات کرتے ہیں ۔ آپ جس اسلام کی بات کرتے ہیں وہ سود خوری اور سود لینے دینے پر ۔ قرآن پک اور خدا اور رسول پاک کے ساتھ جنگ کی بات کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے ماوزے تنگ پر بہت اعتراض کیا ہے ۔ حالانکہ میں نے آج کے لوگوں کی بات کی ہے ۔ میں نے جا بجا اقبال کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے ۔ اقبال کے افکار ۔ اس کے افکار کی روح پیش کی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری اس تقریر کی صفحہ صفحہ پر ۔ لفظ لفظ اور حرف حرف میں خوشبو کی طرح رچی ہوئی ہے لیکن آپ کو نظر نہیں آئی ۔ اس لیے وہاں بھی آخر کیا ہوا ۔ اگر آپ اس کو ٹٹولیں تو اس میں کدال کی بات ۔ کلہاڑی کی بات ۔ نیزے کی بات اور ہل کی بات ہے ۔ سرمایہ داری کے خلاف ہے جاگیرداری کے خلاف ہے ۔ اس لیے آپ نے اس کو بھی بھلانے کی کوشش کی ۔ میرے محترم بزرگ علامہ رحمت اللہ ارشد نے قل العفو کا ذکر کیا ۔ انھوں نے اس بات کو یاد رکھا کہ میں نے قرآن کا حوالہ دیا ۔ لیکن جب بھی انھوں نے آیت پڑھی تو دونوں دفعہ انہیں لکنت کا شکار ہونا پڑا اور اس کے بعد جب انھوں نے ڈرتے ڈرتے کچھ ادا بھی کیا لیکن قل العفو تک نہ آئے ۔ ان کے زمانے میں یہ بات تو تھی کہ قل العفو کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ ٹھیک ہے وہاں بھی کسی نے اس موضوع پر legislate نہیں کیا ۔ انھوں نے اس کو قانون میں نہیں ڈھالا ۔ کیا جناب والا ۔ نبی پاک کے زمانے میں اسے قانون میں ڈھال لیا گیا تھا ؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تمام تر فقہ بعد میں پیدا ہوئی ؟ حضرت امام ابو حنیفہ ، حضرت امام مالک ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام حنبل نے فقہ اسلام کی تاریخ مدون کرکے ہمارے سامنے رکھ دی ۔ لیکن کیا نبی پاک کے دور میں پیدا ہوئی ؟ قرآن پاک اور رسول پاک کی سیرت کو سامنے رکھ کر انھوں نے ان باتوں کو دستور اور اصول جان کر قانون سازی کی ۔ اس کے بعد کیا ہوا ؟ جب اسلامی سلطنت ملوکیت میں بدل

گئی تو اس کے بعد بادشاہوں نے یہ رسم ڈال دی کہ انہوں نے جو چاہا وہ قانون بنا دیا ۔ ایسے سچے معنوں میں اسلامی قانون نہیں کہا جا سکتا ۔ اسلامی قانون کی اب جا کر پھر گنجائش پیدا ہوئی ہے کہ خدا کے حکم کے مطابق باہمی اور اجتماعی مسائل میں مشورہ کیا کرو ۔ اسی مشورے کے لیے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے ۔ ان اسمبلیوں کو عوام نے چنا ہے اور یہ حق دیا ہے کہ وہ اسلام کے مطابق قانون بنائیں ۔ آپ اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ ہم نے پہلی دفعہ یہ بات پیدا کی ہے کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں ہوگا ۔ ہم یہ بات لے کر نہیں آئے ۔ ہم یہ بات لے کر آئے ہیں کہ ہمارا ہر قانون اسلام کے مطابق ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس میں بھی بہت فرق ہے ۔ یہ ویسی ہی بات ہے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا ۔ تو اس صورت میں جب ہم یہ اسمبلیاں وجود میں لے آئے ۔ اب ان اسمبلیوں کو حق ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق یہاں قانون سازی کریں اور جب خدا وند کریم یہ حکم دیتا ہے کہ تم لے لو جو دوسروں کے پاس زائد از ضرورت ہے اور ہمارے اندر ایک جماعت ہونی چاہیے کہ جو خیر کا حکم دے اور نہیں سے روکے ۔ تو پھر اس صورت میں یہ اسی اسمبلی کو حق ہے کہ اس میں ایسے قانون بنائے جائیں جس کے مطابق لے لیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اور ان کے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ لینے کی ایک مثال تو میں نے دی تھی کہ جب ابوبکر صدیق نے اونٹ کی رسی تک کے بارے میں کہا کہ اگر یہ واجب ہے تو میری تلوار اس وقت تک اس شخص کے خلاف بے نیام رہے گی جب تک میں یہ اونٹ باندھنے کی رسی نہیں لے لیتا اور لے لینے کی ایک مثال یہ ہے کہ جب بلال بن حارث کو نبی پاک نے اپنے دست مبارک سے زمین کا ایک قطعہ دیا تھا اور جو شہر کے درمیان واقع تھا لیکن جس کو وہ صحیح استعمال میں نہیں لا رہے تھے اور لوگوں کو مکانوں کے لیے یا زراعت کے لیے ضرورت تھی تو انہوں نے اس قطعہ اراضی کو لے لیا تھا اور جب ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ نے یہ خود دیا تھا تمہیں لے لینے کا کیا حق ہے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے اس لیے نہیں دیا تھا کہ یہ زائد از ضرورت ہو اس کے پاس اور حاجت مند موجود ہوں اور پھر بھی وہ اس پر قابض رہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میرے عزیز دوستوں کو اسلامی تاریخ میں اگر یاد آتے ہیں تو حضرت عبدالرحمان بن عوف یاد آتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ ان کا ایک اونٹ اگر مدینے میں ہوتا تھا تو دوسرا اونٹ پتہ نہیں ایران میں ہوتا تھا ۔ لیکن ان کے ایک ہم عصر حضرت ابو ذر غفاری بہت کم یاد آتے ہیں ۔ ان کو اس دور میں خواہ چند لوگوں نے سننا پسند کیا یا نہ سننا پسند کیا انہوں نے وہی کلمۃ الحق ادا کیا اور تا حیات ادا کرتے رہے جو کلمۃ الحق در اصل نبی پاک لے کر اس دنیا میں تشریف لائے تھے کہ انسانوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں ۔ کالا اور لال برابر ہیں ۔ امیر اور غریب اسلام میں ایک صف میں کھڑے ہیں ۔ ذرا ان کو بھی یاد رکھنا چاہیے ۔ اچھا چلیے ۔ آپ کو ماؤ بھی پسند نہیں ہیں ۔ لینن بھی پسند نہیں ہیں ۔ کارل مارکس بھی پسند نہیں ہیں ۔ ہم ان کی بات نہیں کرتے ۔ لیکن کارل مارکس ۔ لینن اور ماؤ سے بہت پہلے آپ کسی اپنی تاریخ میں اندلس کے امام بن حزم بھی تو ہوئے ہیں ۔ ان کی "المحلہ" آپ کی نظر سے کیوں نہیں گزری ۔ اس پر آپ کی نظر کیوں نہیں پڑتی ۔ لے لینے کی مثال اس سے زیادہ اچھی شائد اور کسی کے ہاں آپ کو ملے ۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام فقیہہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص پیاسا ہو اور کسی دوسرے شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اس کو پانی نہ دے تو پیاسے کو حق ہے کہ اس سے پانی چھین لے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں اور اگر وہ شخص جس کے پاس پانی ہے وہ اس پیاسے کو پانی نہ دے تو پیاسا اس شخص کو قتل کر دے تو بھی پیاسے کو کوئی سزا نہیں ہوگی بلکہ اس شخص پر لعنت بھیجی جائے گی خدا کی بھی اور انسانوں کی بھی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن نکالیے "المحلہ" کی جلد چھٹی اور دیکھیے کہ کیا اس میں یہ رقم نہیں کہ امام ابن حزم نے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک شخص پیاس سے مرے تو وہ تو چھین کر پانی پی سکے لیکن ایک شخص بھوک سے مرے اور ننگ سے مرے تو اس شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے سردی کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوتی ہے ۔ روٹی نہ ہونے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوتی ہے تو اس کو بھی ویسے ہی حق ہے کہ وہ بھی چھین لے اور اگر وہ بھی چھیننے کے لیے اس شخص کو جو اس کے رزق کے ذرائع کو روکتا ہے وہ اس کو قتل بھی کر دیتا ہے تو اس کو کوئی

سزا نہیں ۔ کوئی سزا نہیں ۔ کوئی سزا نہیں ۔ کیا یہ آپ کے اپنے فقیہوں کے فتاویٰ نہیں ہیں ۔ کیوں آپ کی نظر اس پر نہیں جاتی ؟ اس لیے کہ آپ کو ادھر نظر کرتے ہوئے ڈر آتا ہے اور انھیں ڈر آنا بھی چاہیے ۔ اتنی صدیوں سے جو نظام تھا تاریخ میں جس کی بیبت ہے اور جب انسان تبدیلی چاہتا ہے تو واقعی تبدیلی تو انسان کے لیے ایک موت ہے اور موت سے ہر کوئی گھبراتا ہے ۔ آپ بھی اس نظام میں جس میں آپ کی جڑیں ہیں جب آپ کو لگتا ہے کہ اس کی جڑیں اکھاڑی جا رہی ہیں تو آپ کو بھی موت اپنے سامنے نظر آتی ہے ۔ مجھے آپ سے ہمدردی ہے لیکن ہم آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ آپ نے کہا ماوزے تنگ ، لینن ، کارل مارکس حنیف رامے صاحب کے لیے سرچشمہ ہدایت ہیں ۔ چھوڑیے ان کو ۔ اقبال پہ آ جائیں ۔ کیا یہ اقبال نہیں تھا جس نے سر فرانسس ینگ ہسبینڈ کو یہ خط لکھا کہ اگر بولشوزم میں خدا کا تصور شامل کر دیا جائے تو وہ عین اسلام بن جاتا ہے ۔ کیا یہ اقبال نہیں تھا جنھوں نے اپنے لیکچروں میں اور اپنے خطبات میں ۔ اٹھائیں ان کے خطبات ۔ کیا یہ اقبال نہیں تھے جنھوں نے کہا کہ ہماری سرحدوں کے آس پاس ۔ اس زمانے میں انقلاب روس آ رہا تھا ۔ ہماری سرحدوں کے آس پاس سوشلزم اور کمیونزم کے نام سے جو اہم تجربہ ہو رہا ہے اس سے اسلام کی اصل روح کے بارے میں ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں ۔ کیا یہ اقبال نہیں تھا جس کے بارے میں اس کے فرزند ارجمند ۔ جو ہماری صفوں میں نہیں تھے وہ دوسری صفوں میں تھے جنھوں نے ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف لاہور میں الیکشن لڑا تھا ۔ وہ ڈاکٹر جاوید اقبال جن کو نابغہ روزگار سمجھا جاتا ہے اور جو ہر سال اقبال پر بڑی زبردست تقریر کیا کرتے تھے ۔ ان کا اپنا مضمون ہے جو "IQBAL—THE POET OF TOMORROW" میں سب سے اول مضمون کی صورت میں چھپا ہے جس میں وہ یہ کہتے ہیں ۔

> The revolution of which Iqbal was a prophet was an Islamic socialist democratic resolution.

جناب والا ۔ جاوید اقبال صاحب نے کہا کہ جس انقلاب کے اقبال پیغمبر تھے وہ ایک اسلامی سوشلسٹ جمہوری انقلاب تھا ۔ جناب والا ۔ کیا یہ وہ تینوں عناصر نہیں ہیں کہ جو پیپلز پارٹی کے فلسفے کے بنیادی رکن ہیں کہ اسلام ہمارا دین ہے ۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے اور جمہوریت ہماری سیاست

ہے ۔ جناب والا ۔ آپ یہ جانیں کہ جب میں نے اپنی تقریر آپ کے سامنے رکھی تو اس میں میں نے یہ فقرہ بھی ادا کیا تھا ۔ لیکن اصل میں یہ فقرہ میرا نہیں تھا یہ فقرہ جانا پہچانا ہے اور اصل فقرہ اقبال کا ہے اور میں اسے اقبال کے الفاظ میں ہی آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ اس میں پہلے میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جب اقبال زندہ تھے اور اس زمانے میں روس میں لینن کی تحریک چل رہی تھی اور انقلاب آ چکا تھا ۔ اس میں لینن کی پارٹی کا نام سوشل ڈیموکریٹ پارٹی تھا ۔ اس لیے اقبال نے اس سوشل ڈیموکریسی کی اصطلاح استعمال کی اور انھوں نے کہا تھا اور کس کو کہا تھا ؟ 1937ء میں قائد اعظم کے نام خط لکھتے ہوئے کہا تھا کہ قائد اعظم اشتراکی جمہوریت کو اپنائیے اور دلائل دیے تھے کہ اشتراکی جمہوریت کو اپنا کر ہم اسلام سے منحرف نہیں ہوں گے بلکہ اسلام کی اصل پاکیزگی کی طرف لوٹ آئیں گے ۔ جناب والا اگر آپ کو ماؤ پسند نہیں ہے تو پھر اقبال کے ان افکار پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور آخر میں اقبال کے حوالے سے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اقبال ہی تھے جنھوں نے کہا تھا کہ :

گراں خوب چینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے ابلنے لگے
گیا دور سرمایہ داری گیا
تماشہ دکھا کر مداری گیا

میرے ایک فاضل دوست تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ صاحب ، کیا طرفہ تماشا ہے کہ حنیف رامے نے قائد اعظم کا ایک بھی حوالہ نہیں دیا جیسا کہ اگر میں قائد اعظم کا حوالہ دیتا تو اس میں جاگیرداری اور سرمایہ داری کا تحفظ نکل آتا ۔ تو لیجیے ، قائد اعظم کے بھی کچھ حوالے لے لیجیے ۔ جناب والا ۔ قائد اعظم نے 26 ستمبر 1947ء کو فرمایا تھا :

میرے عوام میں کروڑوں افراد ایسے
ہیں جنھیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب
نہیں ہوتا ۔ کیا تہذیب یہی ہے ، کیا
پاکستان کا مطلب یہی ہے ؟ اگر
سرمایہ دار عقل مند ہیں تو انھیں اپنے آپ
کو بدلے ہوئے سانچے میں ڈھالنا ہوگا ۔
اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خدا ان کے
حال پر رحم کرے ۔ بہر حال ہم ان کی

کوئی مدد نہیں کریں گے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح قائد اعظم نے 26 مارچ 1948ء کو چٹاگانگ میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے عوام کے سمندر کے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ :

جب یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان
اسلامی سوشلزم کی مضبوط بنیادوں پر قائم
ہوگا ، تو یہ نہ صرف میرے بلکہ کروڑوں
مسلمانوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی
کی جاتی ہے ۔

اس لیے میرے عزیز دوستوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا سرچشمہ ہدایت جو بھی ہو ، اس میں بہر حال مرکز توجہ ایک ہی بات ہے کہ ہم اسلام کو مساوات کے نام سے جانتے ہیں ، ہم اسلام کو جاگیرداری اور سرمایہ داری کے نام سے نہیں جانتے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ایک بہت گھمبیر اور بہت اہم اعتراض اٹھایا گیا ۔ کہا گیا کہ دیکھیے صاحب ، مرکزی حکومت نے تو دستور میں سے سوشلزم کا لفظ اڑا دیا اور یہ پنجاب کی حکومت سوشلزم کا نام لیتی ہے ۔ یہ دستور کے خلاف بات ہے اور میرے فاضل بزرگ دوست جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے تو یہ بھی مطالبہ فرمایا کہ چونکہ پوری کی پوری تقریر دستور کے خلاف ہے ، اس لیے اسے اجلاس کی کارروائی سے حذف کر دیا جائے ۔ جناب والا ۔ دستور اس ملک کا دستور ہے ۔ اس دستور کے دائرے میں ہر سیاسی جماعت کا حق ہے کہ وہ اپنی جد و جہد کرے ۔ سوشلزم ہماری معیشت ہے ، یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی زندہ جاوید ہے ۔ ہم جو اس کے کارکن ہیں ، ہم اپنے اس منشور کے جھنڈے کو اپنے خون کے چراغوں سے روشن رکھیں گے اور ہمیں حق ہے کہ ہم سوشلزم کی بات کریں یہ ایک مغالطہ ہے کہ مرکز اس سے منحرف ہو گیا ہے ۔ ایسا ہرگز نہیں ۔ اگر آپ دستور ہی کی بات کرتے ہیں ، میں نے پہلے بھی بات کی تھی ۔ جناب والا ۔ جو لوگ تاریخ کے طالب علم ہیں ، جنھوں نے سیاسیات کا مطالعہ کیا ہے ان کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کارل مارکس نے ابتدا میں سوشلزم کی یہ تعریف کی تھی جو ماوزے تنگ تک ہر شخص نے قبول کی ہے وہ یہ تھی ۔

From each according to his ability and to each according to his requirements.

ہر شخص سے اس کی صلاحیت کے مطابق لیا جائے اور اس کے کام کے مطابق دیا جائے۔

جناب والا۔ اور یہ بات جو جانی پہچانی سوشلزم کی بات ہے، یہ نئے دستور کے آرٹیکل 3 میں ایک روشن آفتاب کی طرح موجود ہے اور ہم اس کی روشنی میں اس ملک میں وہ سوشلزم ضرور لائیں گے جو پاکستان میں ایک غیر طبقاتی معاشرے کو جنم دے جو اسلام کی اصل روح ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ اسلام کے نام پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو بہت کچھ کہا سنا گیا، بہت طعنے دیے گئے، بہت الزام لگائے گئے۔ لیکن اپنے ان بزرگوں کے بارے میں میں صرف یہی کہوں گا:

کیا صوفی و ملا کو خبر میرے جنوں کی
ان کا سر داماں بھی ابھی چاک نہیں ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

ان کو اندازہ ہی کیا ہے کہ ہم لوگ کس جنون میں مبتلا ہیں، ہم کس جذبے سے سرشار ہیں۔ جناب والا۔ زیب نہیں دیتا، مناسب نہیں ایسی باتیں کرنا۔ لیکن آج ہم جس مرحلے میں آ گئے ہیں ہمیں اس میں اپنے خدا سے عجز و انکساری کے ساتھ آپ سے ایک آدھ بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب والا۔ اسلام کا دعویٰ کرنا بہت آسان بات ہے۔ لیکن اسلام ایک زندہ حقیقت ہے۔ مجھے وہ بات نہیں بھولتی جو اقبال نے اپنے تذکرے میں لکھی کہ میں تلاوت کیا کرتا تھا۔ میرے والد روز میرے قریب سے گزرتے تھے، تھوڑا سا ٹھٹک جاتے تھے۔ میں نے سوچا میں پوچھوں بابا جان کیا بات ہے، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آخر ایک دن اقبال نے جرأت کر کے باپ سے پوچھ لیا کہ بابا کیا بات ہے؟ مجھے یوں لگتا ہے جیسے آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ باپ نے کہا، بیٹے، کوئی خاص بات تو نہیں۔ لیکن انہوں نے دنیا کی بہت خاص بات اپنے بیٹے سے کہی۔ انہوں نے کہا۔ بیٹا، میں در اصل یہ کہنا چاہتا تھا کہ جب قرآن پڑھا کرو تو اس طرح پڑھا کرو، یہ محسوس کیا کرو کہ یہ تمہی پر نازل ہو رہا ہے۔ اقبال نے کہا کہ وہ قرآن جو پہاڑوں پہ نازل ہونے لگا تھا تو پہاڑ شق ہو گئے تھے، اس قرآن کو جب اس کے بعد سے میں نے اپنے اوپر نازل ہوتے ہوئے دیکھا تو میری زندگی بدل گئی۔ جناب والا۔ مجھے یہ دعویٰ نہیں۔ لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ بہت کم لوگوں کو اس بات کی توفیق ہوتی ہے۔ آپ کے اس ناچیز خادم نے اپنا لاکھوں روپے کا

کاروبار ، اپنا شہر ، اپنے ماں باپ اور بہن بھائی چھوڑے ۔ دو سال تک کوئٹہ کے پہاڑوں میں یوں سمجھیے ایک غار میں بیٹھ کر آپ کے اس نیازمند نے قرآن حکیم کا عربی میں مطالعہ کیا اور اس کی ازل سے لے کر آج تک جتنی تفسیریں ہوئی ہیں ان سب کو اس خاکسار نے پڑھنے اور جذب کرنے کی کوشش کی ۔ جناب والا ۔ آپ کے اس ناچیز خادم نے قرآن حکیم کو اقبال کی تقلید کو اس طرح پڑھنے کی کوشش کی کہ قرآن حکیم اس ناچیز پر جیسے نازل ہو رہا ہے اور اس عمل میں ، اس واردات میں بارہا اس کی ہڈیاں سرمہ ہوگئیں اور اس کا وجود پارہ پارہ ہو گیا ۔ اس کلام پاک نے پھر مجھ سے کیا چاہا ؟ اس نے یہ چاہا کہ دیکھو ، تم اگر اکیلے خدا کے حضور میں آؤ گے تو ہو سکتا ہے بخشے جاؤ ۔ لیکن یہ تمہارا ایک مومن کے طور پر صحیح مسلک نہیں ہوگا اور میں نے اقبال کی طرح محسوس کیا کہ خدا کا سامنا تو میں کر لوں گا ۔ لیکن اس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا میں کیسے کروں گا کہ جس کو اپنے سے زیادہ ، اپنی نجات سے زیادہ اپنی امت اور اپنے امتیوں کی نجات مقصود ہے ۔ جناب والا ۔ میں جو گھر بار چھوڑ کر ، سارے رشتے توڑ کر اس غار حرا میں پہنچا تھا ۔ جناب والا ۔ میں اس طرح روتا دھوتا واپس انسانوں میں آیا اپنے خدا کے اس حکم کے تحت کہ تمہاری commitnent ذاتی نہیں تمہاری commitment سوشل ہے ۔ انسانوں کے لیے کچھ سوچنا سمجھنا شروع کیا ۔ یہ وہ دور ہے جناب والا ۔ جب ابتدا میں اس ناچیز نے اسلامی سوشلزم کی بات کی ۔ 1966ء میں جب سومار نے قومی اسمبلی میں پہلے پہل اسلامی سوشلزم کے بارے میں کہا کہ یہ فراڈ ہے تو اس کے لیے پہلا حملہ میں نے عبداللہ حر کے قلمی نام سے "نوائے وقت" میں کیا اور ایک قومی سطح پر ایک بحث جاری ہوئی جو بعد میں میرے پرچے "نصرت" کے اسلامی سوشلزم نمبر کی صورت میں ستمبر 1966ء میں پاکستان پیپلز پارٹی بننے سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے وہ تین سو صفحات کی ایک دستاویز میں نے شائع کی ۔ جناب والا ۔ اس لیے اگر میرے کچھ دوست یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا جذبہ صادق نہیں یا ہمیں پتا نہیں کس رو میں بہہ کر یہ باتیں کر رہے ہیں تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اس جذبے کی بڑی گہری جڑیں ہیں اور ایسا جذبہ رکھنے والے لوگوں سے اگر آپ ٹکرائیں گے تو وہ لوگ جان دے دیں گے لیکن اس مسلک کو نہیں چھوڑیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ اس بات کا بہت چرچا کیا جاتا ہے کہ ہم سوشلزم کی بات کرتے ہیں لیکن سوشلسٹوں جیسا ہمارا انداز زندگی نہیں اور جواز کیا دیا جاتا ہے ؟ ایک پلندہ پیش کیا جاتا ہے جناب سیکرٹری کا کہ دیکھیے کس وزیر نے

بائیس سو روپے سے کم تنخواہ نہیں لی ۔ لیکن اب میں ذرا یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوستوں نے اس اسمبلی میں اوسط طور پر کتنی تنخواہ لی ہے اور کیا وہ وزیروں سے کم ہے ۔ جناب والا ۔ 1972-73ء میں علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے ایک مہینے میں اوسطاً 1884 روپے ماہوار حاصل کیے ۔ میاں خورشید انور نے دو ہزار سات سو روپے حاصل کیے ۔ جناب والا ۔ سید تابش الوری نے 1960 روپے حاصل کیے ۔ جناب والا ۔ حاجی سیف اللہ خان صاحب نے ، انہیں ضرور ان دونوں سے بازی لے جانی چاہیے تھی ، انھوں نے 2390 روپے ماہوار حاصل کیے ۔

جناب والا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ اسلام کمزور پڑ گیا اس لیے مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنا مضبوط اسلام پہلے پچیس سال میں پاکستان کا تھا اتنا مضبوط وہ اب بھی ہے ۔ اور جتنا مضبوط وہ مشرقی پاکستان میں تھا اتنا ہی مضبوط اب بھی ہے ۔ اسلام پر کبھی عمل ہی نہیں ہوا اس لیے کہ جب اسلام کی تعبیر جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ ذہنیت سے کی جائے گی تو وہ اسلام رہے گا ہی نہیں ۔ اس لیے اسلام کو اقبال کے الفاظ میں اس کو اس کی پاکیزگی کی طرف لوٹانا ہے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سوشل ڈیموکریسی جسے اس زمانے میں سوشل ڈیموکریسی کہا جاتا تھا اور آج کل سوشلزم کہا جاتا ہے اس پر عمل کریں ۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب والا ۔ جب ہم نے یہ نیا دستور پیش کیا تو میں نے نور الامین اور محمود علی اور ان کے ساتھیوں کی آنکھوں میں خوشی اور رنج کے آنسو دیکھے ۔ دیکھیے ۔ خوشی اس بات کی انھیں تھی کہ دستور منظور ہو گیا ہے لیکن جب میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ کاش یہ دستور جس میں تمام صوبوں کو خود مختاری دے دی گئی ہے ۔ کاش دو سال پہلے یہ دستور منظور ہو جاتا تو کبھی مشرقی پاکستان جدا نہ ہوتا ۔ جناب والا ۔ اسلام کمزور ہو جانے سے مشرقی پاکستان نہیں گیا ۔ مشرقی پاکستان اس لیے گیا کہ آپ نے معاشی نا ہمواریوں کو ختم کرنے کے لیے کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا ۔ آپ نے معاشی نا ہمواریوں کو ختم کرنے کی کوئی سبیل ہی نہیں کی اور اگر خدا نخواستہ ، خدا نخواستہ ، خدا نخواستہ کبھی بھی آپ کے یہاں کوئی علیحدگی کی تحریک چلی تو وہ بھی اسی بنا پر چلے گی ۔ اس لیے نہیں چلے گی کہ اسلام آپ کا یا ان کا کمزور ہو گیا ہوگا ۔

جناب والا ۔ یہاں بہاولپور کی بھی بات ہوئی ، اتفاق کی بات ہے حسن اتفاق سمجھیے کہ جتنی بھی vocal opposition ہے اس میں سے 90 فیصد بہاولپور

سے تعلق رکھتی ہے ۔ بہر حال اس سے یہ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کہ بہاولپور بڑا مردم خیز علاقہ ہے اور یہاں کی زمین بڑی مردم خیز زمین ہے لیکن جناب والا ۔ آپ نے ان دوستوں کی باتیں بھی سنی ہیں اور آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ پنجاب کا تو گوشہ گوشہ پسماندہ ہے ۔ کون سے دوست نے اٹھ کر یہ کہا ہے کہ میرا علاقہ ترقی یافتہ ہے اور تو اور ڈپٹی سپیکر جناب شمیم احمد صاحب نے جو لائل پور سے تشریف لائے ہیں انھوں نے بھی لائل پور کے بارے میں کہا کہ وہ بہت زیادہ ترقی کا مستحق ہے اور اس میں دو چار ملوں کو چھوڑ کر پسماندگی بہت زیادہ ہے ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب واقعی ایک بہت مظلوم خطہ ہے جس کے بارے میں افسانے گھڑے جاتے ہیں جس کے متعلق افسانے تراشے جاتے ہیں ۔ جس کو سونے کی چڑیا یا سونے کا پہاڑ سمجھا جاتا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ چند خوش حالی کے چھوٹے چھوٹے جزیروں کو چھوڑ کر پورا پنجاب پسماندہ ہے ۔ ہم نے اکیلے بہاولپور کے لیے نہیں پورے اس پسماندہ پنجاب کے گوشے گوشے کے لیے یہ بجٹ بنایا ہے اور ان سب کو جو کچھ ہمارے بس میں ہے اس میں سے ہم نے حصہ دینا ہے ۔ پھر بھی ہم نے اس بات کا خیال کیا ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترجیح دی جائے اور پیپلز ورکس پروگرام میں یہ ترجیح واضح طور پر دی گئی ہے اور 9 پسماندہ اضلاع کو پورے بجٹ کا 55 فیصد حصہ دیا گیا ہے اور بہت سے ترقی یافتہ ضلعوں کے لیے جو زیادہ آبادی کے اضلاع ہیں ان کو صرف 45 فیصد حصہ دیا گیا ہے ۔

اب میں آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور کے لیے ہم نے کیا کیا ہے ۔ جناب والا ۔ 126 کروڑ روپے کے ترقیاتی بجٹ میں صرف 23 کروڑ روپے کی ایسی رقم ہے جو ضلعوں کے درمیان تقسیم نہیں ہوگی اور جو پورے صوبے کے حساب سے خرچ کی جائے گی ۔ باقی 103 کروڑ میں سے بہاولپور کی ڈویژن کو 13 کروڑ 27 لاکھ روپے ملیں گے ۔ جناب والا ۔ پچھلے دو سالوں کے مقابلے میں آئندہ سال میں ہونے والے اخراجات بہاولپور کے ضمن میں کئی گنا زیادہ ہیں ۔ 1972-73ء کے مقابلے میں زراعت پر 83 فیصد ۔ پیپلز ورکس پروگرام پر 100 فیصد ۔ آبپاشی کے شعبے پر 118 فیصد اور رہائشی مکانات پر 80 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے لیے کل 12 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے اکیلے بہاولپور کے لیے 2 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ بہاولپور میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیے 8 لاکھ 52 ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ پبلک سیکٹر میں قائم ہونے والی بڑی ملوں اور بڑے کارخانوں میں سے بھی کئی فیکٹریاں ہماری

کوشش ہے کہ بہاولپور میں قائم ہوں۔ اس کام کے لیے جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ اس دفعہ 3 کروڑ اور 40 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا۔ بہاولپور میں جہاں کارخانوں کے قائم ہونے کا امکان ہے ان کی کل لاگت کا تخمینہ تقریباً 10 کروڑ 54 لاکھ روپے ہے۔ جس میں ٹیکسٹائل اور روئی بیلنے کی ملیں اور فلور ملیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ عباسیہ کینال کے لیے 20 لاکھ۔ بہاولپور کینال کے لیے 15 لاکھ۔ صادقیہ کینال کے لیے لفٹ اریگیشن کی سکیم میں تقریباً 30 لاکھ اور واپڈا منگلا پروجیکٹ نمبر 6 کے لیے 5 لاکھ روپے اور بہاولپور کے لیے رکھے گئے ہیں۔ پھر چولستان کے علاقے کو ترقی دینے کے لیے 26 لاکھ روپے کا ایک پروگرام الگ ہے اس کے علاوہ چولستان کی ترقیاتی سکیموں کے لیے ایک ٹرسٹ بنایا گیا ہے جس میں ابو ظہبی کے حکمران نے 5 لاکھ اور جناب گورنر مصطفیٰ کھر نے 5 لاکھ روپے اپنی طرف سے دیے ہیں۔ جس سے اس علاقے کی چراگاہوں کو دیگر بعض پانی کے وسائل کو ترقی دی جائے گی۔ جناب والا۔ سڑکوں اور پلوں کے لیے ایک کروڑ 98 لاکھ روپے بہاولپور کے لیے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا۔ احمد پور سے یزمان پور تک سڑک۔ نور پور جنڈ والا سے کوٹ حکیم امیرالدین تک سڑک۔ منٹھن آباد سے ڈھکہ بند روڈ تک سڑک اور کوٹ عباس سے دھرن مالا تک سڑکیں شامل ہیں نہ اس کے علاوہ جناب والا۔ دیہی اور شہری علاقوں میں پانی کی سکیموں پر تقریباً 62 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جن میں خانقاہ شریف، سمہ سٹہ، حاصل پور، دھرم والا، کوٹ مروٹھ، مہر والا، ترنڈہ سرائے خان، چاچڑاں شریف، بہشتی جام پور اور حالیتیاں بستی، ڈیرہ نواب اور بہاولپور میں پینے کے پانی کی سکیمیں رکھی گئی ہیں۔ جناب والا۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صحت کے شعبے کے تحت آئندہ سال ایک کروڑ 41 لاکھ روپے بہاولپور میں خرچ ہوں گے جو پچھلے سال کے مقابلے میں 31 فیصد زیادہ ہیں۔ اس طرح سے قائد اعظم میڈیکل کالج کی تکمیل کے سلسلے میں اسی رقم میں سے خاطر خواہ مدد ملے گی اور باقی خرچ مبارک پور، یزمان، فقیر والی، کچھی والی اور بیلیا میں قائم ہونے والی صحت کے دیہی مراکز پر اٹھے گی اور رحیم یار خان کے ڈسٹرکٹ ہسپتال کو بہتر بنانے کے لیے بھی اسی رقم میں سے خرچ ہوگا۔

جناب والا۔ میرے ایک فاضل دوست نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وزیر خزانہ نے یہ کہہ کر غلطی کی ہے کہ پچھلے 25 سالوں میں ترقی کے کاموں سے مجرمانہ طور پر غفلت برتی گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس کو criminal neglect کیسے کہا جا سکتا ہے۔ صاحب! ایوب کے زمانے میں انہوں نے

ذکر کیا اس کی Decade of progress کا جس کا تماشہ عوامی تحریک کے دور میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر دیکھا گیا تھا۔ جناب والا۔ اس Decade of progress کا انہوں نے حوالہ دیا اور کہا کہ بڑی ترقی ہوئی۔ ہاں جناب ترقی ہوئی ہم مانتے ہیں لیکن ترقی کس کی ہوئی؟ کس نے ترقی کی؟ ترقی ایوب کے بیٹوں نے کی۔ سہگلوں نے ترقی کی۔ داؤدوں نے ترقی کی۔ آدم جی نے ترقی کی ہم اس ترقی کو ترقی نہیں مانتے۔ کہنے کو تو پہلے جمہوریت بھی تھی لیکن جمہوریت کن کی تھی؟ طرہ بازوں کی، نوابوں کی، خانزادوں کی ان کی جمہوریت تھی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن جس طرح ہمیں وہ جمہوریت راس نہیں آئی اور اس جمہوریت کو ہم نے ختم کرنے کی ایک عظیم تحریک شروع کی اور اس کے نتیجے میں آج میرے جیسے فقیر منش یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس طرح آج ہم نے اس جمہوریت کی بجائے عوامی جمہوریت کا نظریہ پیش کیا اور اس پر عمل کیا ہے اسی طرح وہ ترقی اپنی جگہ لیکن وہ ترقی عوام کی ترقی نہیں تھی۔ جو کچھ بھی جمع ہوتا تھا وہ ان چند بیس بائیس گھرانوں کے اندر بٹ جاتا تھا۔

جناب والا۔ ہم بھی ترقی کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس ملک کی ترقی چاہتے ہیں۔ ہم اس ملک کے غریب عوام کی ترقی چاہتے ہیں۔ ہم غریب مزدوروں اور کسانوں اور کارکنوں کی ترقی چاہتے ہیں۔ جناب والا۔ اس لیے ہمیں وہ کسی صورت میں ترقی نظر نہیں آتی۔ اور پھر انہوں نے ترپیلا گنوایا۔ انہوں نے ان بڑے بڑے کارخانوں کو گنوایا جو انہوں نے لگائے۔ جناب والا۔ لگائے ہوں گے وہ کارخانے پاکستان میں۔ مجھے بڑی خوشی ہے۔ ترپیلا بنا ہوگا مجھے بڑی خوشی ہے منگلا بنا ہوگا مجھے بیحد خوشی ہے۔ لیکن سنیے مجھ سے کہ منگلا ہو خواہ ترپیلا لیکن اس بات کی احتیاط کی گئی کہ وہ پنجاب کی سرحدوں سے باہر بنیں۔ جناب والا۔ وہ پنجاب میں نہیں بنے۔ وہ میرے پنجاب کے تین دریاؤں کو بیچ کر بنے۔ مجھے وہ بے شک عزیز ہیں کہ وہ پاکستان میں بنے لیکن میرے پنجاب کے تین دریا ستلج، راوی اور بیاس کو بیچ دیا گیا اور ان سے جو پیسہ ملا وہ اس سے بنے۔ تو اس لیے یہ ترقی ہوئی ہوگی۔ کارخانے اگر لگے ہوں گے تو وہ سندھ میں لگے ہوں گے کراچی میں لگے ہوں گے لیکن پنجاب میں نہیں لگے۔ اس لیے مجھ جیسے کو آپ نے پنجاب کی ایک کرسی پر بٹھایا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں یہ سوچوں کہ کیا اس ترقی کا رخ اس غریب پنجاب کی طرف مڑ سکتا ہے یا نہیں۔ پنجاب کی طرف بھی

ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ خانزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت ترقی کی لیکن میں کہتا ہوں کہ 22 خاندانوں کی ترقی ہوئی ہوگی پنجاب کی سرحدوں کے باہر باہر ترقی ہوئی ہوگی لیکن جناب والا ۔ ہمیں یہاں کے غریب عوام کے لیے ترقی چاہیے ۔ اس لیے میں آپ کی ترقی کو نہیں مانتا اور سنیے کہ اس زمانے میں ترقی ہوئی کیا تھی ۔ اس زمانے کا آخری سال 71۔72 تھا اور اس زمانے میں جناب والا ۔ زراعت پر پنجاب میں کیا خرچ ہوا ۔ 6 کروڑ 40 لاکھ اور آج جو ہم خرچ کر رہے ہیں ۔ اس سے مجھے افسوس ہے کہ وہ دوست یہاں موجود نہیں ہیں لیکن جیسے میں نے پہلے کہا کہ اگر میری آواز آواز حق ہے تو یقیناً وہ پہنچے گی اور جہاں اس کو پہنچنا چاہیے وہ پہنچے گی ۔ جب ہم آئے تو وہ زراعت جس کا آپ بھی نام لیتے ہیں اس زمانے میں کیا ترقی تھی ۔ 6 کروڑ اور 40 لاکھ اور آج ہم نے کیا ترقی کی ہے ۔ 33 کروڑ ۔ کتنا فرق ہے ۔ گویا کہ 425 فیصد اضافہ کیا گیا زراعت کی ترقی میں جناب والا ۔ آپ دیکھیے کہ بعسولی سے معمولی شعبے ہیں ۔ انڈسٹریز ہیں ۔ فیشریز ہیں ۔ فیشریز زراعت کا ایک چھوٹا سا شعبہ ہے اس میں 900 فیصدی ترقی ہم نے کی ہے ۔ جناب والا ۔ خوراک کے ذخیرہ کرنے کا معاملہ ہے ہم نے جو اس میں بجٹ رکھا ہے پہلے کے مقابلہ میں وہ 354 فیصدی زیادہ ہے ۔

جناب والا ۔ پیلز ورکس پروگرام جو پہلے رورل ورکس پروگرام کہلاتا تھا اس میں 380 فیصد ترقی ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ انڈسٹریز میں سنیے اس پنجاب کو جس میں اس کو بھوکا رکھا گیا اس میں ہم نے آکر کیا کیا ۔ پہلے اس میں 25 لاکھ روپیہ کی رقم رکھی جاتی تھی اور ہم نے رکھا ہے 5 کروڑ روپیہ گویا 1566 فیصد ترقی ہے جناب والا ۔ اس کو ترقی کہتے ۔

میاں خورشید انور ۔ سبحان اللہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں ۔ ایسے بھی شعبے ہیں جو میں گنواتا ہوں ۔ میرے دوستوں نے اور میرے بھائیوں نے پینے کے پانی کی بات کی ہے ۔ جناب والا ۔ پینے کا پانی کے لیے دیہات میں اس Decade of progress کے آخری سال میں کیا رقم رکھی گئی تھی ۔ 3 لاکھ روپیہ اور آپ کی خوراک کے لیے 3 کروڑ روپیہ رکھا ۔ کتنا اضافہ ہے ۔ 9 ہزار 900 فیصد کا ۔ جناب والا ۔ چیف منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں ان کے محکمے سے پوچھیے ۔ میں نے ان کے محکمہ سے پوچھا ہے اور یہ پوچھا ہے کہ تمہارے محکمہ میں کتنی سکت ہے تم کتنا روپیہ خرچ کر سکتے ہو ۔ بتاؤ تم کتنا روپیہ خرچ کر سکتے ہو ۔ میں اپنے پنجاب کے عوام کو پینے کا پانی دینا چاہتا ہوں ۔

تم کروڑوں میں مانگو میں دوں گا ۔ انھوں نے کہا کہ ہم 3 کروڑ سے زائد ایک پیسہ کسی صورت میں خرچ نہیں کر سکتے ۔ ہمارے پاس اتنے زیادہ منصوبے نہیں ہیں اتنا عملہ بھی نہیں ہے اور ایک سال کے اندر جو رقم مخصوص ہے وہ بچ جائے گی ۔ پنجاب کو نقصان ہوگا اگر آپ کے ترقیاتی کاموں کے لیے رقم lapse ہو جائے گی ۔ اس لیے اگر آپ ہماری سکت دیکھیں اور انتہائی سکت 100 فیصدی capacity میں اگر ہم پورا سال دن کام کریں تو ہم 3 کروڑ خرچ کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر مجھے یہ بتایا جاتا کہ وہ 5 کروڑ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں تو میں ان کو 5 کروڑ دے سکتا ہوں ۔

جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں کو جنہیں سوشلزم کاٹنے کی طرح دل میں بہت چبھتی ہے انھوں نے اعتراض کیا کہ ہم سوشلزم کی بہت باتیں کرتے ہیں لیکن سوشلزم ان کے بجٹ میں تو کہیں نظر نہیں آتا ۔ جناب والا ۔ میں نے پوری تفصیل سے وضاحت کی کہ ہم انقلابی قسم کا سوشلزم لانا چاہتے ہیں اور ماؤزے تنگ کے حوالے سے بتایا تھا کہ یہ دو مرحلوں میں آیا کرتا ہے اور جس مرحلہ سے ہم گزر رہے ہیں وہ جمہوری انقلاب کا مرحلہ ہے ۔ ہم اس مرحلہ پر اسمبلیوں کو جاری کر کے دستور کو بنا کر ہم مستحکم بنیادوں پر کام کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس لیے جو کچھ آج ہم کر رہے ہیں وہ بھی انقلابی سوشلزم ہے اور یہ اس کی طرف پہلا قدم ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ ہم نے اصلاحات کیں جو سوشلزم پر مبنی اصلاحات تھیں اس لیے کہ ہم اس کی طرف جا رہے ہیں ۔ ہم نے زرعی اصلاحات کیں ۔ ہم نے زرعی اصلاحات کے تحت اس وقت پنجاب میں 2 لاکھ 18 ہزار ایکڑ زرعی زمین کو قابل کاشت بنایا اور زمینداروں کو مفت دیں ان سے بغیر قیمت لیے دیں ۔ 2 لاکھ 18 ہزار ایکڑ زمین ان کے حوالے کی ۔ اس کے علاوہ 20 ہزار ایکڑ شکار گاہوں کے لیے اور 60 ہزار ایکڑ Stud Farms کے لیے اور یہ ساری زمین 40 سے 50 ہزار ایکڑ تک غریب مزارعین میں بلا قیمت دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ کام شروع ہو چکا ہے ۔ ہماری لیبر اصلاحات آخر کس طرف جا رہی ہیں ۔ مزدوروں کو ہڑتال کرنے کا حق دیا گیا ان کو گریجوٹی اور بونس کا حق دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ ان کو لازمی طور پر بونس کا حق دیا گیا ہے اس کو باقاعدہ حصہ دار بنایا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ آپ کو تعلیمی اصلاحات کا اندازہ ہوگا ۔ تمام تر تعلیم جو کاروبار بن چکی تھی اس کو ہم کہاں لے آئے ہیں ۔ اس کو قومی تحویل میں لے لیا گیا ہے ۔ قومی تحویل میں جب

لیتے ہیں جب سوشلزم آتا ہے ۔ اگر یہ سوشلزم نہیں تو اور کیا ہوتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد شاید آپ کو انداز نہیں رہا کہ مرکزی حکومت نے سوشلزم کی جانب کون کون سے قدم اٹھائے ہیں ۔ انھوں نے ملک کے سب سے بڑے جو 35 کارخانے تھے ان کو اپنی تحویل میں لے لیا ۔ جناب والا ۔ بینکوں کا رخ کیا انھوں نے اصلاحات کرکے بدل دیا ۔ چھوٹے کاروباری لوگوں کو مجبور کیا انشورنس کمپنیوں کو مکمل طور پر قومی تحویل میں لے لیا گیا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک ایسی سکیم آئی ہے جس کی رو سے چھوٹے زمینداروں اور کاشتکاروں کو بینکوں سے قرضہ ملنے میں آسانی ہو ۔ ان کے کارڈ بن رہے ہیں اور عنقریب کروڑوں روپیہ دیہاتوں کی طرف رخ کرے گا جو اس سے پہلے سہگل داؤد اور ولیکا کے پاس تھا ۔

جناب والا ۔ جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کا میرے عزیز دوستوں کو پوری طرح احساس نہیں ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک ماہر سرجن مریض کے لیے کیا کچھ کرتا ہے وہ پہلے ایسا چرکا دیتا ہے ایسا نشتر لگاتا ہے کہ آپ کو کم سے کم تکلیف ہو اور جناب والا ۔ ہمیں بھی چونکہ آپ سے ہمدردی ہے ۔ ہم نے بھی اس سادگی کے ساتھ آپ پر جراہی کی ہے کہ آپ کو پتہ نہیں چلا ۔ جب ابتدا میں تیز دھارا سے چرکا لگایا جاتا ہے تو تھوڑی دیر خون نہیں نکلتا اور تھوڑی دیر درد بھی نہیں ہوتا اور جو چرکا میرے قائد اور اس کے بعد مجھ جیسے عاجز نے سرمایہ داری اور جاگیرداری پر لگایا ہے تو جب سرمایہ داری کی لاش سے سڑاند اٹھنے لگے گی تو پھر آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کے ساتھ ہوا کیا ۔ ویسے جناب والا ۔ یہاں اعتراض کرنے والوں میں سے ایک عنصر ایسا بھی ہے جس کی مثال اس شخص جیسی ہے جسے میں پنجابی میں نہیں کہتا ۔ کیونکہ ایسا کہنے سے وہ تھوڑا vulgar ہو جاتا ہے ۔ تو میں اردو میں کہتا ہوں جیسے کہ کسی کی پیٹھ پر درخت اگ آیا تھا اور کسی نے اس کو شرمندہ کرنا چاہا تھا کہ دیکھو تمہاری پیٹھ پر درخت اگ آیا ہے تو اس جواب میں کہا کہ پھر کیا ہوا میں اس کی چھاؤں میں بیٹھا کروں گا ۔

جناب والا ۔ سوشلزم کے بارے میں شبہ ہے کہ ابھی نہیں آئی ۔ بجٹ میں نظر نہیں آئی ۔ جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام بھی ایک سوشلسٹ پروگرام ہے جس میں عوام خود منصوبے بناتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے ان کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ سوشلزم آخر ہے کیا ۔ سوشلزم انسان کی محنت پر انحصار کا نام ہے ۔ سوشلزم self reliance کا نام

ہے ۔ جب ہم چینی معاشرے اور اس کی معیشت کی بات کرتے ہیں تو آخر اس میں اور ہم میں کیا فرق ہے ۔ یہی کہ وہ معاشرہ بجائے اس کے کہ دوسروں کا دست نگر ہو ۔ سرمائے پر انحصار کرے ۔ باہر کی مالی امداد اور فوجی امداد پر انحصار کرے وہاں کے عوام اپنے قدموں پر کھڑے ہوں پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے سے پاکستان خصوصاً پنجاب کے عوام کو ان کے قدموں پر اس طرح کھڑا کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنا بوجھ آپ اٹھا لیں اور اس عظیم مہم کی قیادت ہمارے عظیم قائد ایوان جناب ملک معراج خالد خود کر رہے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ۔ سوشلزم نظر نہیں آئی لیکن وہ جو کروڑوں روپے low income group اور تھوڑی آمدنی والے لوگوں کے گھروں کے لئے مخصوص کی گئی ہے اور وہ جو آپ نے بڑی رکاوٹوں سے ۔ بڑی ہچکچاہٹوں سے اس ایوان میں ایک بل Land Acquisition پاس کیا تھا جناب والا ۔ وہ بھی سوشلزم کی جانب ایک قدم تھا اور جب ہم نے پبلک سیکٹر میں ٹرانسپورٹ کے میدان میں اتنے کروڑوں روپے پھیلا دیئے اور ہم نے 6 کروڑ ۔ 12 کروڑ ۔ 4 کروڑ 22 یعنی کروڑ کے قریب ہم نے روڈ ٹرانسپورٹ کو دیئے ہیں کہ وہ پبلک سیکٹر میں ٹرانسپورٹ کو مضبوط کرے ۔ جناب والا ۔ کیا یہ سوشلزم کی جانب قدم نہیں ہے ۔ لیکن اس سے بڑا سوشلزم کی جانب قدم کیا ہے ۔ جناب والا ۔ وہ یہ ہے کہ وہ جو صنعتیں پہلے سہگل ۔ داؤد ۔ ولیکا اور آدم جی لگایا کرتے تھے اب وہ عوام کے خزانے سے عوام کے نمائندوں کی نگرانی میں ان پبلک سیکٹر میں لگائینگے اور کپڑے کی ۔ چینی کی اور چمڑے کی ملیں آئندہ آپ دیکھینگے کہ وہ سرکاری تحویل میں لگیں گی ۔ اور اس سے کیا ہوگا ۔ اس سے ان کی اجارہ داری کا جنازہ نکلے گا ۔ اس سے قیمتوں میں کمی آئے گی ۔ اس سے اجتماعی ملکیت کا تصور پنپے گا اور پھر ایسا جادو بن کے آپ کے سر چڑھ کر بولے گا کہ آپ کو یقین آ جائے گا کہ ہاں ۔ اب سوشلزم کچھ آ ہی گئی ۔

جناب والا ۔ ٹیکسوں پر بھی بات ہوئی لیکن ٹیکسوں میں بھی سوشلسٹ نقطۂ نظر کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ امیروں سے لیکر غریب کو دینے کی وہ کوشش یہاں بھی نظر آئی ہے ۔ میرے فاضل دوستوں نے دیکھا ہوگا کہ ہم نے 22 ہزار لوگوں کو پراپرٹی ٹیکس سے اس دفعہ چھوٹ دے دی ہے اس کا کسی نے ذکر نہیں کیا ۔

جناب والا ۔ آپ نے کہا ہے ginning کی جو ڈیوٹی ہم نے لگائی ہے وہ

کاشتکاروں سے وصول کی جائے گی اس کا اہتمام کیا جائے۔ اور ایسی مشینری بنائی جائے کہ یہ کارخانہ داروں سے وصول کی جائے۔ پہلے یہ ڈیوٹی محکمہ زراعت لیتا تھا لیکن اس کو ٹیکس وصول کرنا نہیں آتا تھا۔ اس لئے اس دفعہ ہم نے یہ ڈیوٹی وصول کرنے کا کام Excise and Taxation Department کے سپرد کر دیا ہے جو کارخانہ داروں کو الٹا لٹکا کر ان کے یہ دو روپے فی من لیا کرے گا۔ اور آپ پر بوجھ نہیں پڑے گا۔ جناب والا۔ یہ بھی کہا گیا کہ کورٹ فیس بڑھا دی ہے۔ کتنا ظلم ہے۔ کورٹ فیس بڑھائی گئی ہے لیکن امیروں پر۔ غریبوں پر اس کو کم کیا گیا ہے۔ پہلے کیا تھا۔ تھرڈ کی رقم کا ساڑھے سات فیصد دیتے تھے لیکن اس سے ذرا اونچی رقم جو عام لوگوں کو جس سے واسطہ ہوتا ہے اس پر یہ کورٹ فیس ساڑھے گیارہ فیصد چلی جاتی ہے۔ ہم نے اس کو ساڑھے سات فیصد کر دیا۔ لیکن وہ جو بڑے بڑے پیٹوں والے۔ وہ جو لاکھوں اور کروڑوں کے سودے کرتے ہیں ان پر جا کر وہ کورٹ فیس ایک فیصد کم ہو جاتی ہے۔ ان کو بھی ہم نے ساڑھے سات فیصد کا پابند کر دیا ہے۔ جناب والا۔ تکلیف تو ہو گی لیکن کیا کیا جائے۔ موٹے پیٹوں سے نکلے گا تو سوکھے پیٹوں والے کو کیسے ملے گا۔

جناب والا۔ زرعی انکم ٹیکس پر میرے فاضل دوستوں نے بہت بحث کی ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پنجاب نے وہ اقدام کیا ہے جس کی اس ایوان میں سب سے پہلے حضرت علامہ اقبال علیہ رحمت نے تجویز رکھی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ ان کے ایک ادنیٰ طالبعلم کو یہ توفیق ہوئی کہ اس نے ان کی اس خواہش کو کسی حد تک۔ پوری حد تک نہیں کسی حد تک پورا کیا۔ لیکن جناب ہم اس بات کا احساس رکھنے والے ہیں کہ ہمارے وہ دوست جو زمینداری سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بہت سے مسائل ہیں اور خود میرے بہت سے مسائل ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ میں اس بات کا حامی ہوں کہ یہ بے حد زیادتی ہے کہ ایک چھوٹا کاشتکار خواہ ایک کلے کا بھی کاشتکار ہے اس سے بھی مالیہ لیا جاتا ہے لیکن شہروں میں رہنے والے لوگ 9 ہزار تک کی آمدنی بھی رکھیں تو ان کو ٹیکس سے معاف کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے ہمیشہ یہ چاہا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہو کہ زرعی آمدنی ہو۔ صنعتی آمدنی ہو۔ تجارتی آمدنی ہو سب پر یکساں اصول کے تحت ٹیکس لگے اور سب کو 9 ہزار روپے کی چھوٹ دے دی جائے اور اس کے بعد سب کی آمدنی پر برابر ٹیکس

ہو (نعرہ ہائے تحسین) لیکن انکم ٹیکس کا معاملہ بن جاتا ہے اور انکم ٹیکس اس وقت مرکزی حکومت لگاتی ہے ۔ بے شک صوبوں کو اجازت ہے کہ وہ زراعت پر ٹیکس لگائے ۔ لیکن جب یہ تمام آمدنی کو اس سے بے نیاز ہو کر کہ وہ زرعی ہے ۔ تجارتی ہے ۔ صنعتی ہے انکم ٹیکس میں لائیں گے ۔ تو پورہ یہ سنٹر کا مسئلہ بن جائے گا اس لئے جب تک سنٹر ابتدا نہیں کرتا ہم نے اس کی جانب ایک قدم اٹھایا ہے لیکن اس میں میرے فاضل دوستوں کو بہت سے مغالطے ہیں ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو وہ پہلے دیتے تھے اس کے مقابلے میں میں نے شائد دوگنا ۔ تین گنا ۔ چار گنا یا پانچ گنا کر دیا ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص دو سو روپے دیتا تھا اس پر یہ دو سو تک کوئی ٹیکس نہیں ہوتا تھا ۔ اس سے اوپر کی جو ceilings ہیں وہ میں بتاتا ہوں ۔ مثلاً 350 روپے جس شخص پر مالیہ تھا وہ 89 روپے انکم ٹیکس کی صورت میں دیتا تھا اور کل 339 روپے دیتا تھا اور اب جو میں نے تجویز کیا ہے اس میں وہ یہ نہیں ہے کہ ۳۳۹ کا میں نے دوگنا کر دیا ہے ۔ نہیں ۔ وہ صرف اب 89 کی بجائے 150 روپے دے گا ۔ صرف اتنا فرق ہے ۔ البتہ 350 جو روپے پہلے دیتا تھا وہ 350 روپے اب بھی دے گا ۔ اب ایک اور لے لیجئے کہ 625 روپے جس پر مالیہ تھا وہ 625 کے ساتھ تقریباً ۲۹۹ روپے تقریباً ۳۰۰ سمجھ لیجئے وہ ٹیکس کی صورت میں دیتا تھا اور کل اس طرح 824 روپے دیتا تھا ۔ 824 روپے دینے والا اب 1112 روپے دے گا ۔ 1512 روپے دینے والا اب 1800 روپے دے گا ۔ 3375 روپے دینے والا اب 3925 روپے دے گا ۔ 6775 روپے دینے والا اب 7675 روپے دے گا اس لئے یہ زیادہ سے زیادہ کوئی دس یا بارہ فیصد کا اضافہ ایسا نہیں ہے ۔ جو کچھ آپ پہلے دیتے تھے میں نے دوگنا یا تین گنا کر دیا ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ پھر کہا گیا کہ کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا ۔ بہت باتیں کی گئیں لیکن کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال آبپاشی کے پانی کے مسئلہ پر کتنا زیادہ زور تھا ۔ اور اس کے مقابلے میں اور احتجاج کی صورت میں تھا ۔ لیکن گذشتہ سال انہیں پانی کی فراہمی میں حکومت نے بہت زبردست کوشش کی اور کامیاب کوشش کی ۔ اس لیے بعض حصوں میں اب بھی پانی کی کمی ہوگی ۔ لیکن وہ کمی بڑی حد تک دور کی گئی ۔ اور جہاں تک داجن خان اور چشمہ کا تعلق ہے میں اپنے دوستوں کو جن کا ان سے تعلق ہے انہیں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ان سکیموں کو بھی ہم نے اپنے نیے ترقیاتی بجٹ میں شامل کیا ہے ۔

جناب والا ۔ پانی کے سلسلے میں گزشتہ سالوں میں 72-1971ء میں دو کروڑ اسی لاکھ رکھے گئے لیکن اس کے مقابلے میں ہم نے 6 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے ہیں جو پہلے کے مقابلے میں ایک سو تیس فیصد زیادہ ہیں ۔ اس کے علاوہ ہم نے ٹیوب ویلوں کی subsidy کا ایک عظیم منصوبہ بنایا ہے ۔ اس میں صبیح محترم روکڑی صاحب نے ایک مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کی ۔ انہوں نے کہا کہ ٹیوب ویل وہ شخص لگا سکتا ہے جس کے پاس اپنے 15 یا 20 ہزار روپے ہوں ۔ جناب والا ۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ غلط بیانی اور کیا ہو سکتی ہے ۔ ٹیوب ویلوں کے لیے جو سکیم ہم نے بنائی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی حالت یہ ہے کہ جو نیم نہری علاقے ہیں ۔ جہاں نہریں کچھ عرصہ چلتی ہیں اور کچھ عرصہ نہیں چلتی ہیں ۔ اس میں ہم اپنے پاس سے کچھ امداد کے طور پر چار ہزار روپے دے رہے ہیں اور بنکوں سے 9 ہزار روپے قرضہ دلوا رہے ہیں ۔ اس میں جو شخص ٹیوب ویل لگائے گا اس کے اپنے پاس سے صرف 5 ہزار روپے خرچ کرنا پڑیں گے ۔ لیکن جو لوگ سیلابہ ایریا میں ٹیوب ویل لگائیں گے ان کی کیفیت کیا ہے ۔ ان کو 6 ہزار روپے حکومت امداد دے گی اور 16 ہزار روپے بینک قرضہ دے گا اور ان کو اپنے پاس سے ایک روپیہ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی ۔ جو لوگ بارانی ایریا میں ہیں ان کو حکومت 6 ہزار روپے اپنے پاس سے امداد دے گی اور 9 ہزار روپے قرضہ دلائے گی ۔ ایک ہزار روپیہ وہ اپنے پاس سے خرچ کرینگے ۔ یہ ہے میرے عظیم اور عظیم دوستوں کی صدق بیانی کا حال جس میں کہ وہ جانتے بوجھتے اتنا جھوٹ ملا رہے ہیں کہ بات کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے ۔

جناب والا ۔ ہیلتھ کے بارے میں میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے کہ بہت سی رقم رکھی گئی ہے لیکن پھر بھی کم ہے ۔ گذشتہ سال سات کروڑ روپے رکھے گئے تھے اس مقابلہ میں اس سال نو کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ لیکن گذشتہ سال کے سات کروڑ میں سے ڈیڑھ کروڑ روپے فیملی پلاننگ پر خرچ ہوئے تھے جو اس سال مرکز نے اپنے ذمے لے لیے ہیں ۔ اس لیے کل رقم جو صحت کے منصوبوں پر خرچ ہوئی وہ پانچ کروڑ پچاس لاکھ روپے ہیں اس کے مقابلہ میں نو کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس کے مقابلہ میں 75 فیصد زیادہ ہیں ۔ اس دفعہ دیہات کی جانب رخ کیا گیا ہے اور پندرہ on-going projects جو ہیں وہ مکمل کیے جائینگے جو دیہاتی ہیلتھ سنٹر کے نام سے جانے جاتے ہیں ان پندرہ ہیلتھ سنٹرز کے علاوہ جو دیہات میں قائم

کیے جائینگے ۔ جناب والا ۔ دیہات میں مزید 38 دیہی مراکز اور قائم کیے جائینگے اور ہر ضلع میں لازمی طور پر دو نئے دیہی مرکز قائم کیے جائینگے ۔ تاکہ دیہات میں اعلیٰ سطح کی طبی سہولتیں میسر آ سکیں ۔ اس کے علاوہ ہم نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو replenish کیا تاکہ علاقائی سطح پر عوام کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے ۔

جناب والا ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بجٹ میں کوئی رخ نہیں ہے کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہ لوگ کدھر جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ایک فقرے میں کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا اصول یہ ہے کہ Agriculture is our base and Industry is our leading sector. زراعت ہماری بنیاد ہے اور صنعت اس بنیاد پر اٹھنے والی اور آگے کو جانے والی عمارت ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے زراعت پر 33 کروڑ روپے کی ایک عظیم رقم مختص کی ہے اور اس رقم کی ایک وجہ ہے ۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ پیدا وار میں اضافہ ہوگا برآمدات ترقی کریں گی ۔ صنعت ترقی کریگی ۔ صنعت کی بنیاد پڑیگی کیونکہ ہم نے بہت فراخدلی سے ایسی صنعتوں کو قرضے دینے شروع کیے ہیں جن کی بنیاد زرعی اجناس پر ہو ۔ اس کے ساتھ جناب والا ایک اور بات ہے ۔ جب تک زراعت ترقی نہیں کریگی اس وقت تک صنعت بھی ترقی نہیں کر سکتی جو ستر یا 75 فیصد دیہات میں آباد ہیں جب تک ان کی حالت نہیں بدلے گی اس وقت تک صنعتی پیداوار کا خریدار کون ہوگا ۔ اس لیے ہم جانتے ہیں جب تک کاشت کاروں کی قوت خرید نہیں بڑھائی جائے گی ہماری صنعت نہیں پنپ سکتی ۔ اس لیے ہمیں زراعت کو انتہائی زبردست ترقی دینا ہوگی اور ہم انتہائی زبردست منصوبے تیار کر کے آپ کے سامنے لائے ہیں ۔

جناب والا ۔ ایک بات subsidies کے سلسلے میں کی گئی کہ گندم کی قیمت بڑھائی ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت نے ایک خاص پروگرام بنایا ہے اور تمام بڑے بڑے بنکوں کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ جہاں بھی آپ کے پاس گندم ہو آپ اس بنک کو ضلع کے انچارج کو اطلاع دیں اگر آپ اطلاع دیں اور اس میں کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو آپ جاوید الرحمن کو آپ حاکمین صاحب کو جو بھی محکمہ فوڈ کے انچارج ہوں اطلاع دیں ۔ آپ کو فوری طور پر سہولت دی جائے گی ۔ بنک آپ کے گھروں تک اپنے ٹرک اور بسیں لے کر پہنچیں گے اور آپ کی گندم بائیس روپے پچاس پیسے فی من خریدیں گے ۔ اور اس میں ان آڑھتیوں کو eliminate کیا ہے جو سارا فائدہ خود کھا جاتے ہیں نعرہ ہائے تحسین ۔

جناب والا ۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ صنعت ہمارا leading sector ہے ۔ اس لئے ہم یہ جانتے ہیں کہ بڑی بڑی صنعتوں کے ساتھ بیروزگاری کا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا ۔ ہم نے چھوٹی صنعتوں کا جال بھی پھیلایا ہے اور اس کے لئے اتنی بڑی رقم رکھی ہے جو پہلے بڑی صنعت کے شعبے میں رکھی جاتی تھی ۔ بلکہ اس سے آدھی رکھی جاتی تھی ۔

(اس مرحلہ پر سردار صغیر احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وہ ایک کروڑ روپے کی رقم ہے جس سے ہم چھوٹی صنعتوں کو قائم کریں گے ۔

اب میں آخر میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ کا رخ کیا ہے ۔ زراعت ۔ صنعت ۔ یا خوراک اس سے بھی زیادہ اگر ہم نے اپنے بجٹ میں کسی چیز کو جگہ دی ہے تو وہ ہے تعلیم ۔ اس لئے کہ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے ترقی کرنے والی قوموں کو دیکھا ہے کہ جب تک تعلیم حاصل نہیں کرتے اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ ترقی کا خیال ان کے ذہن میں جاگزین نہیں ہو سکتا اور نہ وہ خیال ان تک پہنچایا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس لئے آپ کو خوشی ہوگی کہ تعلیم کے لئے اس سال 55 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ اس لئے کہ اس سے آپ کے اور میرے بچے تعلیم پا سکیں ۔ پنجاب کا بچہ بچہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو ۔ تعلیم کے خیال کو اپنائے اور ایسے ترقی یافتہ انداز سے آگے بڑھے ۔ زراعت کو صنعت کو کاروبار کو ترقی دے اور اسی طرح ہم بھی دنیا کی قوموں کے سامنے فخر سے اپنا سر بلند کر سکیں جن کے سامنے آج آپ اپنا سر جھکا کر بیٹھتے ہیں ۔ کیونکہ دنیا کی ساری قوموں میں جن کی شرح آمدنی تعلیم کے معیار سے سب سے کم ہے آج ہم شمار ہوتے ہیں ۔ وہ مسلمان جن کو ان کے نبی پاک نے یہ کہا تھا کہ مہد سے لحد تک تم تعلیم حاصل کرو ۔ علم حاصل کرو ۔ جس کے لئے انہوں نے کہا کہ چین بھی جانا پڑے تو جاؤ اور فریضہ قرار دیا ہر مسلمان پر کہ وہ علم حاصل کرے ۔ لیکن وہی مسلمان آج بدبخت ہے کہ اس کو تعلیم حاصل نہیں ۔ ہم اس کی بدبختی کو اس کی تیرہ بختی کو تعلیم کی روشنی میں بدل دیں گے ۔

جناب والا ۔ فاضل دوست مصطفیٰ ظفر نے فرمایا کہ صاحب اس معاشرے میں شراب پر پابندی نہیں ہے ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی شخص شراب کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تو اسے مر جانے دیا جائے ۔ ہو سکتا ہے ان کا خیال ٹھیک ہو لیکن اسلام نے ایسا نہیں کیا ۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ

اسلام میں ایسا نہیں ۔ کیونکہ شراب پر جب پابندی لگی تھی تو قرآن حکیم کے طالب علم جانتے ہیں کہ یہ تین مرحلوں میں پابندی لگی ۔ ہم بھی اس بات کے پابند ہیں کہ اپنے یہاں کی ساری سماجی برائیوں کا خاتمہ کریں گے اور خاتمہ کی صورت آپ کے سامنے ہے میں یہ خوش آئیند اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ جب سے ہم نے عنان حکومت سنبھالی ہے شراب کے پرمٹ ہولڈرز کی تعداد چھ ہزار ایک سو چھیالیس سے گھٹ کر آج 3400 رہ گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ساڑھے چار سو سے زائد ٹھیکے تھے جو اب 76 رہ گئے ہیں ۔ ان میں ملٹری کلب اور messes ہیں باقی شاید 55 یا 56 ہوں گے جہاں شراب بکتی ہے ۔ ہم یقیناً وہ تمام برائیوں کو ختم کریں گے ۔ اگر اس کو ایسے ختم کیا گیا ۔ جیسے مفتی محمود نے کہا تھا آپ سرحد میں جا کر نظارہ کیجئے اس پابندی کا نتیجہ کیا نکلا ۔ ایسی پابندیوں کے ہم قائل نہیں ۔

جناب والا ۔ مخدوم حمید الدین نے Essential Commodities Board کا ذکر کیا ہے کہ یہ اچھا قدم ہے لیکن اسے مرکزی سطح پر ہونا چاہئے تھا ۔ Essential Commodities یعنی بنیادی ضروریات کی اشیاء کا تعلق محکمہ زراعت اور خوراک سے ہے ۔ اور ان معاملات میں اگر کوئی قانون بنایا جا سکتا ہے تو صوبائی حکومت کی سطح پر بنایا جا سکتا ہے ۔ اس لئے ہمیں اس کا قدم اٹھانا لازم ہے اور ہم نے یہ قدم اٹھایا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم عنقریب اس ہاوس میں ایک ایسا قانون لا رہے ہیں جس کے تحت وہ لوگ جو اشیائے خوردنی پر قابض ہیں ان پر یہ پابندی لگا دی جائے گی کہ جب بھی وہ ان کی قیمتوں میں اضافہ کرنا چاہیں تو پہلے حکومت سے اجازت لیں ۔ اس کے بغیر وہ اضافہ نہ کریں ۔ اگر حکومت سمجھتی ہے کہ وہ اضافہ غلط کر رہے ہیں تو وہ اجازت نہیں دے گی ۔ اگر وہ سمجھتی ہے کہ وہ ٹھیک اضافہ کر رہے ہیں ۔ اور اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ اضافہ نہیں ہونا چاہئے تو وہ اپنے پلے سے کچھ امداد دے گی لیکن ان قیمتوں کو وہ قائم رکھے گی ۔ البتہ اگر وہ سمجھتی ہے کہ اب عوام میں اتنی سکت ہے کہ وہ دو چار پیسے یا دو چار آنے قیمت میں اضافے کو برداشت کر سکتے ہیں تو اس صورت میں ان کو اجازت دے گی ۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جو بات انہوں نے کہی کہ مرکز

کی سطح پر ایسا ہونا چاہئے تو اس کا بھی انتظام ہے ۔ جناب صدر کے سپیشل اسسٹنٹ برائے اقتصادی امور اس کام پر مامور کئے گئے ہیں اور وہ تمام صوبوں کے درمیان آپس میں رابطہ پیدا کئے ہوئے ہیں اور یہ Essential Commodities Board کے ساتھ تطابق اور موافقت کے ساتھ کام کرے گا ۔

جناب والا ۔ مخدوم صاحب نے یہ بھی کہا کہ معیشت اس وقت تک نہیں سدھر سکتی جب تک سیاست نہ سدھرے ۔ اول تو یہ مفروضہ ہی زیادہ صحیح نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر معاشی پریشانی ہوگی تو سیاسی پریشانی بھی ضرور ہوگی ۔ اس کو دور کرنے کے لیے یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ سیاست کا معیشت پر اثر ہوتا ہے تو آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیاست میں گڑبڑ کون پھیلا رہا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ آپ پھیلا رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ کیا ہم پھیلا رہے ہیں جنہوں نے قانون کے مطابق ۔ اصول کے مطابق حکومت قائم کی ہے اور اس ملک کو دستور دیا ہے ؟ اور یہ خواہش اس حکومت سے زیادہ اور کس کو ہو سکتی ہے کہ اس کے بنائے ہوئے دستور پر عمل آرائی ہو ۔ جناب والا ۔ یہ ہماری کوشش ہو سکتی ہے یا ان کی کوشش ہو سکتی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اس دستور کو نہیں مانتے اور وہ ایسے لوگوں کو داد دیتے ہیں جن کو خدا نے یہ توفیق نہیں دی کہ وہ دستور جس پر تمام قوم متفق ہوئی ہے خدا نے ان کی قسمت میں خوست لکھی اور انہوں نے اس پر دستخط نہیں کیے ۔ تو ان کو شاباش دینے والے دستور کے خلاف کوشش کر رہے ہیں یا ہم دستور کے خلاف کوشش کر رہے ہیں ؟ جناب والا ۔ آج وہ کون ہیں جو ہماری اس جمہوری حق کو چیلنج کر رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کو حکومت نہیں کرنی چاہیے ۔ ابھی کل کے "جسارت" کی ہیڈ لائن تھی کہ صدر بھٹو کو حکومت سے دست بردار ہونا چاہیے ۔ آگے اتنا ہی بڑا لکھا تھا مولوی محمد طفیل ۔ یہ مولوی طفیل صاحب کس بنا پر صدر بھٹو سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ حکومت سے الگ ہو جائیں ۔ کیا ان کو علم نہیں ہے کہ اس ملک میں پہلی مرتبہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات ہوئے تھے جو صدر بھٹو اور ان کی پارٹی نے عظیم اکثریت کے ساتھ جیتے تھے اور جس میں جماعت اسلامی کو دندان شکن شکست ہوئی تھی ؟ جناب والا ۔ یہ وہ جمہوریت ہے ۔ کیا یہ جمہوریت کا

درس ہے ؟ کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ ہم پوری ٹوم حکومت کریں اور اپنے منشور کو عمل میں لانے کے لیے پوری طرح سے جد و جہد کریں ؟ لیکن اس خواہش نے طرح طرح کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ۔ علامہ صاحب سنیے ۔ کچھ لوگوں نے کہا ۔ ایوب کے زمانے میں ایوب نے اپوزیشن کو کہا تھا کہ یہ ایسی بلیاں ہیں جن کی دمیں بندھی ہوئی ہیں ۔ جناب والا ۔ لیکن میں یہ ترکیب استعمال نہیں کرتا ۔ جناب والا ۔ اس سے ملتی جلتی بات مولانا کوثر نیازی نے بھی کہی لیکن میں ان کا بھی خوشہ چمن نہیں ۔ میں قرآن پاک سے اس کے لیے سورۃ الحشر آپ کی خدمت میں رکھنا چاہتا ہوں ۔ یہ سورۃ الحشر کی جانی پہچانی آیت ہے ۔

تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتیٰ

(تم گمان کرتے ہو کہ یہ آپس میں جمع ہیں ۔ ملے ہوئے ہیں ۔ ان کے تو دل پھٹے ہوئے ہیں) او یہ پھٹے ہوئے دلوں والے آج صرف بھٹو دشمنی پر جمع ہوگے ہیں اور پیپلز پارٹی کے خلاف جمع ہو گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ ہے جمہوریت کا طریقہ ؟ ولی خان سکیولر ازم کے پرچار ۔ جمعیت العلماء اسلام بنگلہ دیش کو منظور کرو اور جماعت اسلامی نہ سکیولرازم کو مانے نہ بنگلہ دیش کو مانے ۔ دین کی بات کرے لیکن بنگلہ دیش نا منظور ۔ لیکن بھٹو دشمنی ایک ایسی قدر مشترک ہے ۔ جمہوریت دشمنی ایک ایسی قدر مشترک ہے ۔ دستور دشمنی ایک ایسی قدر مشترک ہے جنہوں نے ان کی دمیں بندھ دی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ کے ڈنڈوں نے انہیں اکٹھا کیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ کون تھا کہ جو اپنے مٹھی بھر ورکروں کو یہ خوشخبری دیا کرتا تھا کہ ٹھہر جاؤ ایک آدھ مہینہ ۔ کہیں نہیں پتہ کیا ہونے والا ہے ۔ وہ کون تھا جو اس خیال سے کہ شائد فوج میں بغاوت ہونے والی ہے اور جو اپنے لوگوں کو خوشخبری دیا کرتا تھا کہ ٹھہر جاؤ ۔ وہ خود کہتا تھا کہ میں ان کو دیواروں کے پیچھے سے اور ان کی کرسیوں کے اوپر سے کھینچ کر باہر لے آؤنگا ۔ وہ کون تھا جو کہا کرتا تھا کہ مجھے کہا جائے تو میں آج جا کر ہندوستان سے جنگی قیدی چھڑا لاؤں جیسے پتہ نہیں اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے کس قسم کے مراسم ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ اصغر خان تھا جو گولی کی بات کرتا ہے ۔ جو دستور کے خلاف بات کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ پوچھیں کہ یہ کون پھیلاتا ہے ۔ اپنے گریبان میں جھانکیں ۔

ہم اس لیے کہتے ہیں کہ جب تک سیاست میں امن نہیں ہوگا معیشت ترقی نہیں کرے گی ۔ تو پیدا کریں امن ۔ ہم تو امن چاہتے ہیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اس ملک کے غریب لوگوں کو امن نصیب ہو تا کہ ہم معاشی سطح پر ان کی حالت بہتر کر سکیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ملک میں سٹرائک کی کشمکش ختم ہو تا کہ ہم اپنی سرحدوں کی بہتر طور پر نگہداشت کر سکیں اور اپنی خارجہ پالیسی پر زیادہ توجہ دے سکیں ۔ لیکن آپ ہیں جو یہ نہیں چاہتے ۔ آپ ہیں جو صبح و شام ہمیں اندرونی مسائل میں الجھائے رکھنا چاہتے ہیں ۔ لیکن اس کا کیا نتیجہ ہوگا ؟ اس کا یہ نتیجہ تو ہو سکتا ہے کہ شائد ہم ناکام ہو جائیں لیکن یاد رکھیں اس کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ پاکستان بھی ناکام ہو سکتا ہے ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جب آپ گریبان میں جھانکیں گے تو آپ اس برے دن کو قریب لانے کی کوشش کرنی چھوڑ دیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ساری صورت حال ہمیں بد دل نہیں کر سکتی ۔ ہم اس سے بد دل نہیں ہیں ۔ ہم نے معیشت کو بھی سنبھالنے کی کوشش کی اور جو میں نے پہلا بجٹ پیش کیا تھا تو دو کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کا خسارہ تھا ۔ ہم نے اپنی آمدنی اور اپنے خرچ میں اس کا تجزیہ کیا اور اس کو ہم نے ختم کیا ۔ میں نے کہا تھا کہ اپنے آپ پر ٹیکس لگا کر ہم اس کو ختم کریں گے اور ہم نے ایسا کر دیا ۔ اس دفعہ جو بھی خسارہ ہوا وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ۔ ہمیں مرکزی حکومت سے اپنے حصے کی رقم کم ملی ۔ اس لیے یہ خسارہ ہوا ۔ لیکن مرکزی حکومت ہماری ساتھ فراخدلانہ سلوک کر رہی ہے ۔ گزشتہ سال اس نے ہمیں مقررہ بجٹ میں 20 کروڑ روپیہ زیادہ دیا تھا ۔ اس سال بھی ہمیں یہ توقع ہے کہ ہمیں یہ رقم اس سے مل جائے گی ۔ ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ جب ٹیشنل فنانس کمیشن بیٹھے گا تو وہ صوبوں کو جو نئی اور زیادہ ذمہ داری سنبھالنے والی ہے اس کے تحت صوبوں کو جو رقم دینی ہیں اس میں بھی وہ اضافہ کے متعلق سوچے گا ۔ اس کے بعد یہ جو خسارہ ہے جس کو برا نہیں سمجھنا چاہیے وہ ختم بھی ہو سکتا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ میں نے دو کام کیے ہیں ۔ ایک تو سارا ملک ۔ تمام صوبوں ۔ یہاں تک کہ مرکز کے بجٹ کے مقابلے میں بھی میں نے اپنا بجٹ پیش کرنے کا طریقہ بدل دیا ہے اور وہ بجٹ جو ایک گتھی بنا ہوا ہوتا تھا ۔ ایک چوں چوں کا مربہ بنا ہوا ہوتا تھا ۔ کوئی اس کو پڑھ نہیں سکتا تھا ۔ کوئی اسے سمجھ نہیں سکتا تھا ۔ وہ ویسے ہی تھا جیسے مولوی نے مذہب کو بنایا ہوا تھا کہ اس کے بغیر نہ نکاح ہو سکتا تھا ۔ نہ فاتحہ ہو سکتا تھا ۔ اسی طرح بجٹ کا

آئینے کی طرح صاف کر دیا ہے اور آپ کو فخر ہونا چاہیے کہ آپ کے وزیر خزانہ اور اس کے شعبے نے بجٹ کی آج جو تصویر بنائی ہے انشاء اللہ مرکز بھی اس کی تقلید کرے گا اور تمام دوسرے صوبے بھی اس کی تقلید کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین) اس لیے وہ ایک اہم کوشش ہے جو اگر دس سال بھی عام طور پر کوشش ہوتی رہتی۔ کمیشن بیٹھ جاتے تو وہ چیز پیدا نہ ہوتی۔ لیکن اس سے بھی بڑی بات میں نے یہ کی ہے کہ پنجاب کے بجٹ کی۔ پنجاب کی آمدن اور خرچ کی صحیح تصویر میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ وہ پنجاب جس کے بارے میں آج تک یہ کہا جاتا رہا کہ پنجاب سب کو لوٹ کر کھا گیا ہے۔ میں نے دنیا کو اور آپ کو بتا دیا ہے کہ پنجاب اتنا ہی کنگال۔ اتنا ہی بھوکا۔ اتنا ہی ننگا اور اتنا ہی پیاسا ہے جتنے پاکستان کے دوسرے علاقے ہیں۔ اس لیے آپ اس خسارے کے بجٹ کو بھی دیکھیں کہ پہلی مرتبہ اس میں جرات کر کے پنجاب کی اصل تصویر دنیا کے سامنے رکھی ہے۔

جناب والا۔ آپ نے ہمیں بہت نیک مشورے دیے۔ آپ نے ہمیں کہا ہے کہ ہم اصلاح کریں۔ ہم اصلاح کریں گے لیکن سب سے پہلے ہم اپنی اصلاح کریں گے۔ جناب والا۔ انقلابی پارٹیوں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے ایسی ایسی انقلابی پارٹیاں جنہوں نے لانگ مارچ کیا۔ جنہوں نے سامراجیوں کے خلاف جنگیں لڑیں۔ وہ لانگ مارچ کرنے والے اور وہ جنگیں لڑنے والے مجاہد۔ وہ بھی اگر وقت آتا ہے تو وہ بھی موقع پرستی کا سستی کا کمزوری کا اور نااہلی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان کی اصلاح کے لیے بھی ایک مسلسل عمل ہوتا رہتا ہے۔ انقلابی پارٹی میں تنظیم تو ہوتی رہتی ہے اور انقلابی پارٹیوں میں یہاں تک کہ ثقافتی انقلاب بھی برپا کیے جاتے ہیں تاکہ وہ کیچڑ جو اس میں شامل ہو گیا ہے وہ خس و خاشاک کی طرح۔ جھاگوں کی طرح کناروں پر گر جاتے ہیں اور دریا کا پانی تازہ ہو جاتا ہے۔ جناب والا۔ ہم یقیناً اصلاح کریں گے۔ ہم اپنی تنظیم نو کر رہے ہیں۔ ہم اپنے گریبانوں میں بھی جھانک رہے ہیں۔ یقیناً مجھے تسلیم ہے ہمارے اندر بہت خامیاں ہیں۔ ہم نے ابھی جد و جہد کا آغاز کیا ہے۔ ہم نے ابھی بہت قدم مارنے ہیں۔ اس لیے ہم اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے، ہمارے صرف وہی مخلص کارکن ہمارے ساتھ رہ جائیں گے اور گرد و غبار چھٹتا چلا جائے گا۔ موقع پرست ہٹتے

چلے جائیں گے ۔ جناب والا ۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے ۔ ہم اس سے سبق سیکھنے کے لیے تیار ہیں اور خدا نے ذوالفقار علی بھٹو کی صورت میں ہمیں ایک جری اور جیالی قیادت بخش رکھی ہے جس کے جھنڈے تلے ہم انشاء اللہ اپنی منزل کی جانب آگے بڑھتے چلے جائیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر قدم پر اپنی اصلاح کریں گے ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم اپنی معیشت کی بھی اصلاح کریں گے ۔ جب ہم اصلاح کریں گے تو زراعت ترقی کرے گی ، پیداوار میں اضافہ ہوگا ، گرانی کم ہوگی ، پٹواری کا زور ٹوٹے گا ، نمبردار کی کمر ٹوٹے گی ، سڑکیں بنیں گی ، کارخانے لگیں گے ، سٹیل مل بنے گی ، قدرتی وسائل کو ترقی دی جائے گی اور اور عوام کی قوت کار کو مفید اور پیدا کار قالبوں میں ڈھالا جائے گا ۔ اور جناب والا ۔ جہاں معیشت کی اصلاح ہوگی وہاں ہم سیاست کی بھی اصلاح کریں گے اور سیاسی نمبرداروں کو بھی ختم کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

غنڈہ گردی ختم ہوگی ، دہشت گردی ختم ہوگی ، قانون شکنی ختم ہوگی ۔ لیکن جناب والا ۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ دوسروں کی اصلاح پر ہم اکتفا نہیں کریں گے ۔ ہم سب سے پہلے ہمیشہ اپنی اصلاح کریں گے اور پھر ہم اصلاح پر ہی اکتفا نہیں کریں گے ، ہم صرف ریفارمز کرنے نہیں آئے ، ہم انقلاب لانے کے لیے آئے ہیں ، اس لیے ہم اصلاح پر ہی اکتفا نہیں کریں گے ۔ ہم انقلاب کی منزل تک جد و جہد کریں گے ۔ ہمیں یاد ہے جناب والا ۔ ہمیں اندازہ ہے کہ یہ بڑی کٹھن منزل ہے ۔ اس میں تاریک راہیں بھی آتی ہیں ۔ لیکن ہم تیار ہیں ۔ ہمیں انقلابوں کی تاریخ کا اندازہ ہے ۔ سب سے بڑا انقلاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور جناب والا ۔ وہ تئیس سال میں مکمل ہوا تھا ۔ تئیس سال میں ۔ پہلے تیرہ سال میں کتنی سلطنتیں بنائیں ، کتنے خزانے بنے ، کتنی حکومتیں بنیں ۔ نہیں جناب ، کچھ بھی نہیں بنا بلکہ یہ ہوا کہ موت کے سایوں میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے ساتھ راتوں کو چھپ کر ، غاروں میں پناہ لیتے ہوئے ، مکے سے مدینے کی جانب ہمیں ہجرت کرتے نظر آتے ہیں ۔ تیرہ سال تک نبی پاک جیسا فصیح ترین انسان سمجھنے والا ہو اور سمجھا کیا رہا ہو ؟ انسانوں کے لیے بہترین پیغام ان کو سمجھا رہا ہو اور کس کی زبان میں ؟ روح الامین کی ، خدا کے کلام کی شکل میں ان کو سمجھا رہا ہو ۔ لیکن کتنے لوگ جناب اس انقلاب کے لیے تیار ہوئے ۔ تیرہ سال میں ۔ لیکن پھر وہ لمحہ بھی آیا ۔ ہجرت ہوئی اور نبی پاک [illegible] پھر ابتدا ہوئی اور پھر وہ ابتدا منتج ہوئی فتح مکہ پر ۔

جناب والا ۔ تئیس سال لگ گئے لیکن کبھی کسی نے نبی پاک سے راستہ روک کر یہ نہیں پوچھا کہ اے محمد تم نے جس انقلاب کی بشارت دی تھی ، گیارہ سال ہو گئے ، تیرہ سال ہو گئے ، پندرہ سال ہو گئے کہاں ہے وہ ؟ جناب والا ۔ قرآن کہتا ہے ایسی منزلیں بھی آئیں کہ نبی اور اس کے ساتھی پکار اٹھے کہ اے خدا وہ تیری نصرت جس کا تو نے کہا تھا وہ کب آئے گی ۔ لیکن جناب والا ۔ انقلاب کی راہ سے وہ کبھی نہیں ہٹے ۔ ہم جو ان کے خاک پا ہیں ، ہم بھی آپ کے سامنے یہ عہد کرتے ہیں کہ وہی انقلاب جس کی روح ہم آج اپنائے ہوئے ہیں اس کو لانے کے لیے ہم بھی تئیس سال تو کیا ، ہماری جانیں چلی جائیں ، تاریک راہوں میں ہم مارے جائیں ، ہم دار پر چڑھ جائیں ۔ لیکن جناب والا ۔ وہ انقلاب ضرور آئے گا ، ضرور آئے گا ، ضرور آئے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہوگا ۔ کوئی تو ہوگا جو پاکستان میں اس صبح کو جلوہ گر دیکھے گا جب یہ سر زمین خدا کے نور سے جگمگا اٹھے گی ۔ اس فجر کے طلوع تک ہم انتظار کریں گے ، اس فجر کے طلوع تک ہم صبر کریں گے ، اس فجر کے طلوع تک ہم تیاری کریں گے ۔ جناب والا ۔ اس فجر کے طلوع تک ہم جہاد کریں گے ۔ شکریہ ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 27 جون 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 27 جون 1973ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

بدھ ۔ 27 جون 1973ء

(چہار شنبہ ۔ 25 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

پ ۲۲۔ سبا ۳۵، ع ۱۳۔ ایات ۲ تا ۴

اللہ جو اپنی رحمت کا دروازہ جن لوگوں کے لئے کھول دے تو کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا۔ اور جو اگر بند کر دے تو پھر اس کے بعد اس کو کوئی کھول نہیں سکتا۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

اے لوگو! اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق اور رازق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔ اور اے پیغمبر! اگر لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور تمام امور تو اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

سردار غلام عباس کادھی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس کادھی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ مورخہ 18-6-73 کو بوجہ ایک ضروری کام حاضر نہیں ہو سکا تھا ۔ بندہ کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردیگ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ 8-6-73 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ چھٹی منظور فرمائی جائے

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری بشیر احمد (شیخوپورہ)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ علالت مورخہ 8-6-73 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ لہذا رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

پیر محمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست پیر محمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 11 جون 1973ء تا 22 جون 1973ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ مہربانی فرما کر ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

نواب احمد بخش تہیم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نواب احمد بخش تہیم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

ملتمس ہوں کہ میں بوجہ ضروری کام مورخہ 15-6-73 اور 18-6-73 اسمبلی کی کارروائی میں شرکت نہ کر سکا ۔ برائے مہربانی دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I was not able to attend the Assembly Session from the 18th to 20th June, 1973 on account of some pressing private affair. I request that leave of absence for these days may kindly be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بخار ، پیچش اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ اسلئے مہربانی فرما کر میری رخصت بتاریخ 19-6-73 اور 20-6-73 دو یوم منظور فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے مجھے سخت پیچش کی شکایت ہے ۔ اسلئے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہا ہوں ۔ مہربانی فرما کر رخصت بتاریخ 22-6-73 ایک یوم منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

رائے فتح محمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رائے فتح محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

میں مورخہ 22. 6. 73. کو بوجہ ناسازی طبیعت حاضر نہیں ہو سکا۔ برائے مہربانی 22-6-73 کی رخصت دی جاوے۔

مسٹر سپیکر: سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز وٹو

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

I could not attend the House due to illness on Friday 22nd June, 1973. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہے:-

I could not attend the Assembly Sessions from the 19th to 22nd June, 1973 on account of illness. I request that leave for these days may kindly be granted. I was at Lahore on these days.

مسٹر سپیکر۔ سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عطا محمد خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عطا محمد خان کھوسہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں 13-6-73 سے 23-6-73 تک اسمبلی کے اجلاس سے غیر حاضر رہا ۔ چونکہ میں بیمار تھا ۔ مہربانی کرکے میری غیر حاضری کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Since I shall be away for 25th and 26th June,
I shall be grateful if leave is granted to me.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

فقیر عبد المجید خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست فقیر عبدالمجید خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری چھٹی حاصل کرنے پر مجبور ہے ۔ براہ کرم 27 جون تا 30 جون رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اصغر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اصغر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Due to illness I could not attend the Assembly session on the 20th and 22nd of June, 1973. The period of absence may please be considered as 'on leave'.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد خالد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد خالد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I could not attend the session of the Assembly from the 4th to 15th of this month; as I had proceeded abroad. Kindly grant leave to me for the period mentioned above. Thanking you anticipation.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری شوکت علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری شوکت علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 73-6-18 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہذا اس دن کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں 25-6-73 کو اسمبلی کی کارروائی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس دن کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بندہ کو ضروری کام کے لئے گھر جانا ہے ۔ اس لئے براہ مہربانی 27 اور 28 جون 1973 کے لئے رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری بشیر احمد (سیالکوٹ)

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 26-6-73 کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ لہذا مورخہ 26-6-37 کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بندہ ضروری کام کی وجہ سے 73-6-4 کو حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

خان پور میں آنکھوں کے ہسپتال کے لئے بجٹ میں اوزارت آپریشن تھیٹر کے سامان اور سٹاف کوارٹرز کے لئے رقم کا مختص نہ کیا جانا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے میری ایک تحریک استحقاق کے جواب میں یقین دہانی کرائی تھی کہ خانپور کا آنکھوں کا ہسپتال جو ایک ٹرسٹ کے تحت قائم کیا گیا ہے کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے گی ۔ وزیر خزانہ کی اس واضح یقین دہانی پر میں نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی تھی ۔ مگر اب بجٹ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے اس ہسپتال کے لئے بجٹ میں سٹاف اور ادویات کے لئے تو رقم مختص کر دی ہے مگر اس کے لئے اوزارت اور اپریشن تھیٹر کا سامان جو آنکھوں کے ہسپتال کا بنیادی حصہ ہوتے ہیں کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔ مزید برآں سٹاف کوارٹرز کے لئے بھی کوئی

رقم مختص نہیں کی گئی ۔ اس طرح بالواسطہ طریق پر اس ہسپتال کی افادیت کو قطعی طور پر ختم کر دیا گیا ہے ۔ جو وزیر خزانہ کی یقین دہانی کے منافی ہے ۔ اس طرح اس ایوان اور میرے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ خانپور کے آنکھوں کا ہسپتال دن بدن ایک ایسا مسئلہ بنتا جاتا ہے کہ آئے دن نوائے وقت میں ایک نہ ایک خبر آ جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات کا احساس ہے اور یہ مسئلہ بار بار اس لئے اٹھایا جاتا ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ چند دوستوں کو شبہ ہے ۔ میں اس شبہ کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ شبہ یہ ہے کہ آنکھوں کا ہسپتال جب قائم ہوا اس کے بعد جن صاحب نے اسے قائم کیا وہ چلا نہ سکے ۔ چیئرمین ریڈ کراس اتفاق سے میری بیگم صاحبہ ہیں ان کے پاس وہ تشریف لے گئے اور ریڈ کراس کی طرف سے یہ کیس میرے پاس آیا ۔ میں نے اس کیس کو ایک معقول کیس سمجھتے ہوئے اس کے بارے میں فیصلہ کیا کہ حکومت اسے اپنی تحویل میں لے لے ۔

جناب والا ۔ شبہ یہ ہے جو بالکل بے بنیاد شبہ ہے کہ چونکہ محکمہ صحت کے سیکرٹری صاحب خود آنکھوں کے امراض کے ماہر ہیں ۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ یہ ہسپتال کامیاب نہ ہو تاکہ جب وہ محکمہ صحت سے ریٹائرڈ ہوں وہ خانپور جا کر آنکھوں کے ہسپتال کو قائم کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وہ خانپور کے رہنے والے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جی ہاں ۔ جناب والا ۔ یہ ایک انتہائی زیادتی پر مبنی شبہ ہے اس کا میں نے بار بار ازالہ کیا ہے ۔ اب اس وقت یہ صورت حال ہے کہ میں نے جو بیان دیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ خانپور میں آنکھوں کے ہسپتال کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے گی اس کے مطابق محکمہ صحت نے احکامات جاری کر دیئے ہیں اور ڈائریکٹر محکمہ صحت پنجاب کو یہ لکھ دیا گیا کہ یکم جولائی 1973 سے اسے اپنی تحویل میں لے لے ۔ باقاعدہ نوٹیفیکیشن ہو گیا ہے اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں ہے ۔ محکمہ صحت نے اس میں سٹاف اور ادویات کے لئے رقم بھی مختص کر دی ہے ۔ جہاں تک

اوزارات ۔ سٹاف کوارٹرز اور آپریشن تھیٹر کے سازوسامان کا تعلق ہے اس کے لئے علیحدہ طور پر کیس تیار کیا جا رہا ہے ۔ اس کیس کو محکمہ صحت تیار کر رہا ہے ۔ وہ تیار کرکے محکمہ فنانس اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھیجے گا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم نے اسے اپنی تحویل میں لیا ہے تو ہم اس کو چلائیں گے بھی اور انتہائی اچھے طریقے سے اس کو چلائیں گے ۔ محض اس طرح کی بےبنیاد باتوں پر شک‌وشبہ کی وجہ سے بار بار اس مسئلہ کو agitate کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا موجودہ سال رواں میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ حکومت نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ آپریشن تھیٹر اور اوزارات کے متعلق کیا فیصلہ ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ آپ خود جانتے ہیں کہ ایک ہسپتال جو ہم نے یکم جولائی سے اپنی تحویل میں لیا اس کے لئے سٹاف مقرر کر دیا ہے ۔ ہم نے جب ان کو تنخواہیں دینی ہیں تو ہم کیوں نہیں چاہیں گے کہ وہ کچھ کام بھی کریں ۔ ہم ان کو ساز و سامان دیں گے ۔ اس کا طریقہ ہوتا ہے اس کے لئے لسٹ بنے گی کہ کیا کیا چاہئے ۔ جب سٹاف یکم جولائی سے اس کو take over کرے گا اس وقت پتا چلے گا کہ وہاں اور کیا چاہئے اس کے مطابق محکمہ فنانس دے دے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس یقین دہانی کے بعد میں اس کو press نہیں کرتا ۔

مجسٹریٹوں کی تقرری میں سیاسی وجوہ کی بنا پر تاخیر

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی سے متعلق ہے، کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ

مورخہ 5 جون 1973 کو جناب وزیرخزانہ نے ایک سوال نمبر 2333 کے جواب کے سلسلے میں وضاحت کی تھی کہ یکصد مجسٹریٹوں کی تعیناتی کی تاخیر سیاسی وجوہات کی بنا پر نہیں ہوئی بلکہ طبی معائنہ اور دوسرے تکمیلات کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جب کہ ڈائریکٹر ہیلتھ نے ان مجسٹریٹوں کے لئے طبی معائنہ کی تاریخ 5 مئی 1973 مقرر کر کے بعد میں وہ تاریخ ایک دوسری چٹھی کے کے ذریعے بلا وجہ بتلائے منسوخ کر دی اور تاحال نئی تاریخ برائے طبی معائنہ مقرر نہیں کی گئی۔ جس سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ ان مجسٹریٹوں کی تقرری میں تاخیر طبی معائنہ کی وجہ سے نہیں بلکہ سیاسی وجوہ کی بنا پر ہوئی ہے۔ جب کہ جملہ ضروری تکمیلات اس تقرر کے سلسلہ میں پوری کی گئیں۔ حکومت کی جانب سے ایک واضح چٹھی مورخہ 19 جون 1973 ڈائریکٹر ہیلتھ کو بھجوائی گئی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر طبی معائنہ کی رپورٹ بھجوائیں۔ ان حالات میں وزیر خزانہ نے ایوان میں غلط اطلاع فراہم کر کے ایوان کے حقوق کی پامالی کی ہے۔

حاجی صاحب یہ تحریک استحقاق کس طرح بنتی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میری تحریک استحقاق بالکل واضح ہے۔ اس ایوان میں ایک سوال پیش ہوا تھا کہ آیا 100 مجسٹریٹوں کی پبلک سروس کمیشن سے تقرری کب ہو گی اور کیسے ہو گی۔ اس پر انہوں نے واضح جواب دیا تھا۔ جناب وزیر خزانہ جو اس وقت قائم مقام قائد ایوان کا کردار ادا کر رہے تھے فرمایا کہ ہم یہ بہت جلدی بھرتی کر رہے ہیں۔ ہمارا سب پروسیجر مکمل ہو گیا ہے صرف طبی معائنہ باقی رہ گیا ہے۔ اس پر اس ہاؤس کی جانب سے ضمنی سوالات کے ذریعہ اس شک کا اظہار کیا گیا کہ اس کی تمام تر تاخیر سیاسی وجوہ کی بنا پر تو نہیں کی گئی جس پر انہوں نے جواب دیا کہ قطعی ایسی کوئی صورت نہیں۔

جناب والا۔ میں نے اس کے ساتھ ایک گوشوارہ لگایا ہے اس میں یہ واضح کیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ پبلک سروس کمشن اگر کسی کی اپوائنٹمنٹ clear کر دیتا ہے یا اسے اہل قرار دے دیتا ہے کہ وہ اپوائنٹمنٹ

کیا جا سکتا ہے تو اس کے بعد تمام پروسیجر کو فائنل کرنے کے بعد اس چیز کو فائنل کر لیا جاتا ہے ۔ ہمیشہ سے یہ دستور یہاں رہا ہے ۔ جناب والا آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں جب بھی اپوائنٹمنٹ regularise ہو جاتے تب فریق سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا میڈیکل چیک اپ کرائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ زبانی فرما رہے ہیں یا واقعی ایسا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ واقعی ایسا ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کسی رولز وغیرہ کا حوالہ ہو تو آپ وہ دے دیں میں اس کو نوٹ کر لیتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے چٹھی ساتھ لگائی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ چٹھی یہ ہے کہ آپ طبی معائنہ کرائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جو چٹھی ساتھ لگی ہے اس میں یہ ہے کہ ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز نے 5 مئی کو تاریخ مقرر کی کہ آپ بورڈ کے سامنے پیش ہو کر طبی معائنہ کرائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ نتیجہ جو آپ نکال رہے ہیں یہ کسطرح نکال رہے ہیں ۔ پہلے اس نے چٹھی بھیجی پھر اس نے چٹھی منسوخ کر دی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ اخبارات میں واضح طور پر آچکا ہے کہ وہ سارا حصہ منسوخ ہو گیا ہے ۔ پبلک سروس کمشن نے جو رپورٹ بھیجی ہے یا سفارش بھیجی ہے وہ منسوخ ہو چکی ہے اس کو مسترد کر دیا گیا ہے ۔ میرے پاس اخبارات بھی موجود ہیں ۔ ایوان میں بتایا گیا تھا سب کچھ درست ہے صرف میڈیکل کی چیک اپ کی تکمیل باقی رہ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اخبار کی خبر لازماً معتبر تو نہیں ۔ کیا آپ کو علم ہے کہ اخبارات کو کیسے کو پتہ ہو گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مجھے پتا ہے ۔ اخبارات میرے پاس موجود ہیں ۔ چٹھی میرے پاس موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ چیز اس سے متعلق نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ طبی معائنہ کے لئے کیس رکا ہوا ہے ۔ اس چٹھی کے ذریعہ طبی معائنہ کو منسوخ کر دیا گیا ہے کہ کوئی طبی معائنہ نہیں ہوگا ۔ یہ چیز اخبارات میں بھی آ گئی ہے ۔ یہ سارا کیس منسوخ کر دیا گیا ہے ۔ اس لئے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اخبارات نے آپکا استحقاق مجروح کیا ہے یا جو الزام لگایا ہے اس سے استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ گورنمنٹ کی مستند چٹھی ساتھ لگی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پڑھیں میرے پاس اس وقت چٹھی نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے اصلی کاپی اور فوٹوسٹیٹ کاپی ساتھ لگائی ہے ۔ وزیر خزانہ صاحب بیان کر دیں ۔ میرا بیان واضح ہے اور درست ہے ۔ ان کے بیان سے ہمیں پتہ چل جائے گا کہ پہلی اطلاع صحیح ہے یا میری اطلاع صحیح ہے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ mature ہو چکا ہے تب تو صرف طبی معائنہ ہونا ہے میری اطلاع کے مطابق وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے ۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو وہ اس کی تردید کر دیں میر تب تو استحقاق نہیں بنتا ۔ اگر وہ اس کی تردید نہیں کر سکتے تو پھر میرا استحقاق بنتا ہے ۔ تحریک استحقاق کے ساتھ کارروائی بھی ساتھ لگی ہوئی ہے اور فوٹوسٹیٹ کاپی بھی ساتھ لگی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی چٹھی تو نہیں مل رہی ۔ اخبار موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ چٹھی بھی ساتھ ہے ۔ proceedings بھی ساتھ ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو آج کسی وقت یا کل کر لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ معاملہ بڑا اہم ہے ۔

مسٹر سپیکر۔ اہم تو ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان جناب والا وہ معاملہ تک صاحب نے اٹھایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ مجسٹریٹ بھرتی ہو رہے ہیں جس کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ پیچھے پیچھے آرہے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔

پنجاب کا بجٹ بابت سال 74—1973

صوبائی مجموعی سرمایہ سے واجب الادا اخراجات پر بحث

مسٹر سپیکر۔ اب بجٹ پر کارروائی شروع ہو رہی ہے۔ بجٹ کے غور کے سلسلے میں پہلا ایک گھنٹہ Charged Expenditure کے لئے مخصوص ہے اس کے بعد بقایا کارروائی ہو گی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ جناب والا۔ پیشتر اس کے کہ آپ باقاعدہ کارروائی شروع کریں کل کی ایک غلط فہمی کی نسبت کچھ عرض کروں گا جو جناب وزیر قانون کی طرف سے پیدا کی گئی ہے۔ اور جس میں میرا نام بھی لیا گیا اور میرے اپوزیشن کے تین اور دوستوں کا بھی نام لیا گیا کہ انہوں نے اسمبلی سے تیس سو۔ بیس سو۔ انیس سو اور اٹھارہ سو کے حساب سے تنخواہیں لی ہیں۔ انہوں نے لفظ تنخواہ کا استعمال کیا تھا۔ جناب والا۔ ریکارڈ موجود ہے۔ ٹیپ موجود ہے۔ میں جناب والا۔ اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں تک تنخواہ کا تعلق ہے اس کی نسبت آپ کا دفتر آپ کا ریکارڈ موجود ہے اور واضح بھی ہے کہ انکم ٹیکس ہاؤس رینٹ وغیرہ وضع کرنے کے بعد کسی مہینے ہمیں ساڑھے چھ سو ملا۔ کسی مہینے ہمیں سات سو۔ کبھی سوا سات سو ملا۔ تو یہ جناب والا کیفیت ہے جس کو تنخواہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ تو compensatory allowance ہے جس کا نام بجٹ میں درج ہے۔ جناب والا۔ یہ آپ کا ریکارڈ بھی یہی ظاہر کرتا ہے اور اس میں یہ چیز درج ہے وہ compensatory allowance ہم نے لیا۔ باقی جو ہم نے لیا وہ ٹی اے۔ ڈی اے کی شکل میں لیا۔ جو عین قانون کے تابع و ضابطے کی تابع ہے اور سب ممبران کو ملتا ہے جو اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لیتے ہیں۔ ایوان میں ان کی حاضری لی جائے۔ کمیٹیوں میں ان کی

حاضری لی جائے ان سب کی کارروائیوں میں انہوں نے حصہ لیا اور اللہ تعالی کی مہربانی سے مجھے ناز ہے اور میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں ایوان کے اولین ممبران میں سے ہوں جو کسی بھی کمیٹی کی میٹنگ میں سے غیر حاضر نہیں رہا ۔ میں نے ہر کمیٹی میں حصہ لیا ہے ۔ ہاؤس میں ہر روز میں حاضر ہوا ہوں اور جتنی contribution اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میں نے کی ہے اس کے تحت اگر میں نے ضابطے کے مطابق اور قانون کے تحت ٹی اے ۔ ڈی اے وصول کیا تو میں نے کون سا جرم کیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس چیز کو بالوضاحت کہا گیا ۔ میں نہیں کہتا کہ آپ یا میں مجرم ہوں ۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا ۔ جناب والا ۔ یہ ہمارا ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے ہے ۔ جو تنخواہ میں شامل کر کے دئے جاتے ہیں ۔ ہم نے تو شمار بھی نہیں کرایا ۔ جناب والا ۔

* * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * *

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب میں اس پر تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ جتنا حصہ پرسنل ایکسپلینشن کا ہے وہ ریکارڈ پر رہے گا باقی حذف ہو جائے گا ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ۔ کل وزیر خزانہ نے تین چار نام لیے تھے ۔ گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی ممبر آپ کی کمیٹی میں حاضر ہوتا ہے آپ کے بلانے پر اور ٹی ۔ اے ڈی ۔ اے لیتا ہے تو وہ جرم نہیں کرتا آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ جو تین چار نام آپ نے لیے ہیں اگر ان کو اسمبلی کے ریکارڈ سے منہا کر دیا جائے تو آپ کو خود شرم محسوس ہوگی کہ اسمبلی کرتی کیا رہی ہے ۔ سب سے زیادہ contribution تو ان لوگوں کی ہے ۔ اگر کوئی بل move کرتا ہے تو ظاہر ہے اس کو طلب کیا جائے گا ۔ اگر وہ کسی کمیٹی کا ممبر ہے جو کہ آپ نے خود بنائی ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹی اس کو طلب کرتی ہے ۔ تو وہاں اس کمیٹی کے طلب کرنے پر اس ممبر کو آنا پڑتا ہے ۔ جب وہ دور دراز سے اپنا کاروبار چھوڑ کر آئیں گے اور اگر وہ ممبران ٹی اے ڈی اے لیتے ہیں تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ یہ سب بات ہو گئی ۔ میں بھی دو لفظ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ جو کچھ وزرا صاحبان کے بارے میں کہا گیا ہے اس میں یہ بات شامل ہے کہ ہم غیر قانونی طور پر لیتے ہیں ۔ جناب والا حجم حل کے اندر رہتے ہوئے اپنی تنخواہ لیتے ہیں ۔ وہ اپنے قائد کی بات یاد کریں کہ انہوں نے مثال پیش کی ہے کہ وزرا 2200 لیتے ہیں تو میں نے کہا کہ حاجی صاحب بھی 2300 لیتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ کا بجٹ یہ کہتا ہے ۔ کہ آپ تین ہزار لے رہے ہیں ۔ آپ اس چیز کی کیسے تردید کر سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : بجٹ میں بعض اوقات کسی شعبے میں یا اسمبلی کی کسی مد میں ہو سکتا ہے کہ ہم 50 لاکھ روپیہ رکھ دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ تردید کر دیں کہ اتنا نہیں لیتے ۔ 500 Sumptuary الاؤنس ملا کر آپ تین ہزار تنخواہ لے رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : آپ اس فائل کو دیکھیں جس میں یہ لکھا ہے کہ کس منسٹر نے 2200 روپیہ تنخواہ لی ہے ۔ میں نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر انہوں نے 2200 روپیہ تنخواہ لی ہے تو آپ نے 2300 روپیہ لی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ تردید کریں کہ آپ تین ہزار نہیں لے رہے ۔

مسٹر سپیکر : اب Charged Expenditure کی مد پر بحث شروع ہوتی ہے اس میں کون کون سے ممبران حصہ لینا پسند کریں گے ۔ وقت کا تعین بھی کرنا ہے ۔ میرے حساب سے تقریباً سات منٹ فی ممبر بنتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر صاحب نے سب سچی باتیں کہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ سچی باتیں کرتے کرتے غار میں چلے گئے کہ اب ان کو الہام ہونے لگا ہے ۔

جناب والا ! صرف سچی بات کر دینے سے کام نہیں بنتا ۔ یا تو ان کو چاہیے کہ کام کرنے کے لئے اور کوئی منسٹرز رکھ لیں اور سچی بات یہ کرنے رہیں اور عمل وہ کرتے رہیں ۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی اصلاح ہو سکے اور ہم آگے

بڑھ سکیں اور کام جاری رہے ورنہ یہ تو بڑا آسان کام ہے کہ بڑا اچھا وعظ فرما دیا اور اس کے بعد جو صوبے میں corruption ہوتی رہی ہے اس کی ذمہ داری ان پر عاید نہیں ہوتی ۔ اگر یہ اخراجات کے لئے بجٹ پیش کرتے ہیں اور اگر یہ تجاویز رکھتے ہیں اور اپنی پارٹی کے منشور پر عمل کرتے ہیں تو بہت اچھا ہے ۔ یہ ان کا جمہوری حق ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے منشور کے مطابق عوام کی خدمت کریں اور ان کو یہ خدمت کرنی بھی چاہیے ۔ ٹیکس لگانے چاہیں لیکن حضور والا اگر آپ توجہ فرمائیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ ٹیکسوں میں چھوٹ ضرور دینی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : بحث تو Charged Expenditure پر ہے ۔

میاں خورشید انور : انہوں نے فرمایا ہے کہ سچی بات کریں ۔ سچی بات تو پھر یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ متعلقہ اور غیر متعلقہ سب کچھ ایوان ہی میں کہیں ۔ آپ غیر متعلقہ باتیں ایوان سے باہر بھی کہہ سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : میرا یہ کوئی profession نہیں ہے اور نہ ہی میں ان کی طرح جلسے جلوس کرتا ہوں ۔ مجھے تو یہیں موقع ملا ہے اور میں یہیں بات کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کسی اخبار میں مضمون بھی لکھ سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : مجھے لکھنا نہیں آتا ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Charged Expenditure میں صرف گورنر کے اخراجات ہیں ۔ سپیکر ڈپٹی سپیکر ہائی کورٹ کے ججوں اور ایڈووکیٹ جنرل کے اخراجات ہیں اور اس کے علاوہ any sum required to satisfy any Judgement یہ ایسا Expenditure ہے جس کے اوپر صوبائی اسمبلی مطابقت کرے ۔ اس کے علاوہ اور کوئی Charged نہیں ہے ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ وہ ان مدات پر ہی بات کریں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تقریر سے پہلے میں نے ان کو بتا دیا ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! شیخ عزیز احمد صاحب خود تین دن مسلسل ایوان سے غیر حاضر رہے ہیں ۔ وہ آج کسر پوری کر رہے ہیں ۔ میں نے اعتراض نہیں کیا اور اب وہ اپنی موجودگی ظاہر کر رہے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں جن کے لئے وہ تشریف لے آئے ہیں ۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراضات نہیں ہیں ۔ کہ گورنر کیا خرچ کرتے ہیں ۔ سپیکر صاحب کیا خرچ کرتے ہیں ۔ ڈپٹی سپیکر کیا خرچ کرتے لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جہاں تک کفایت ہو سکے وہ ضرور کرنی چاہیے ۔ ہائی کورٹ کا آپ نے ذکر فرمایا ۔ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ نے اس میں تین ججوں کا اضافہ کر دیا لیکن اس سے بھی کام نہیں چلے گا ۔ میں کہتا ہوں کہ انہ اخراجات میں اور اضافہ کریں ججوں کی تعداد اتنی زیادہ کریں کہ انصاف سستا اور وقت پر ملے ۔ حضور والا ! اس وقت دس دس سال سے لوگ عدالتوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں ۔ ججوں کی تعداد انتہائی کم ہے ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم سول جج بھی بڑھائیں گے اگرچہ انہوں نے سول جج بڑھائے ہیں لیکن ان کی تعداد اتنی محدود ہے کہ اس سے اب بھی لوگوں کی پریشانی ختم نہیں ہوگی ۔ جناب والا ! میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ دوسرے کاموں کی بجائے اس کام پر زیادہ خرچ کریں کم از کم ہائی کورٹ میں ججوں کی تعداد اتنی زیادہ کر دیں کہ جو دس سال سے پرانے کیس ہیں وہ کم از کم ایک سال میں ختم ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ Charged Expenditure جو آئین کے تحت بنایا جاتا ہے ۔ ہمارے اس موجودہ بجٹ 74 ۔ 1973ء میں 28049 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اور اس میں سب سے زیادہ وضاحت طلب بات جو ہے کہ Charged Expenditure کو رکھنا کوئی بری بات نہیں ہوا کرتی ۔ کیونکہ یہ ایک مسئلہ اس ہے کہ وہ بنیادی ضروریات جن کے بغیر صوبہ کی انتظامیہ یا صوبہ کا قیام یا حکومت کا قیام ممکن نہیں ہوا کرتا ۔ وہ اس طریقے پر آئین کے تحت Charged Expenditure کے طور پر رکھ دیئے جاتے ہیں کہ اسمبلی کو

ان میں کاٹ چھانٹ کا اختیار نہ رہے ۔ کیونکہ اگر وہ اخراجات کاٹ دیئے جائیں تو پھر صوبے کی ہیئت ہی بدل جاتی ہے ۔

جناب والا ! میں آپ سے مدوار Charged Expenditure کے متعلق گزارش کروں گا ۔ ڈیمانڈ نمبر 11 جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں Charged Expenditure 19 لاکھ 69 ہزار 8 سو روپیے رکھا گیا ہے ۔ جہاں تک باقی Expenditure کا تعلق ہے وہ میرے سوشلسٹ بھائی جناب محمد حنیف رامے صاحب خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک سوشلسٹ صوبہ اور سوشلسٹ نظام کے تابع وہ فرق کتنا ہے جو انہوں نے Charged Expenditure کے طور پر رکھا ہے اور جس نے پچھلی حکومتوں کے اخراجات کو بھی شرمندہ کر دیا ہے ۔ جن کو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ون یونٹ میں Charged Expenditure کیا تھا ۔ پارلیمنٹری دور میں 1957ء میں یہ Charged Expenditure کیا تھا اور آج یہ سوشلسٹ گورنمنٹ کے انتظام میں ۔ سوشلسٹ صوبے میں Charged Expenditure کو کتنا بڑھا دیا گیا ہے ۔

جناب والا ! اس میں ایک مد پبلک سروس کمیشن کی بھی آتی ہے جس کے لئے 7 لاکھ 67 ہزار 20 روپے رکھے گئے ہیں ۔ جہاں تک پبلک سروس کمیشن کی اہمیت کا تعلق ہے میں اس کا پورے طور پر قائل اور مداح ہوں کہ پبلک سروس کمیشن ہی ایک ایسا ادارہ ہوا کرتا ہے جو صوبے کی سروسز کے تعین کے لئے ۔ صوبے کی سروسز کی بھرتی کے لئے ان کا معیار قائم کرنے کے لئے ۔ ان کا ٹیسٹ کرنے کے لئے اور انہیں موزوں قرار دینے کے لئے اس سے بہتر ادارہ کسی بھی ایڈمنسٹریشن میں نہیں ہوا کرتا ۔ اور اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے جنرل والا پبلک سروس کمشن کے ادارے کو آئین میں تحفظ دے دیا گیا ہے ۔ اور کوئی بھی حکومت مجاز نہیں ہوگی کوئی اسمبلی مجاز نہیں ہوگی کہ وہ پبلک سروس کمشن کو ختم کر سکے یا اس کے اختیارات محدود کر سکے یا اس کی ہیئت کو تبدیل کر سکے ۔ اس لئے اس کی ہیئت ترکیبی ۔ اس کا Constitution ۔ اس کے اخراجات ۔ اس کو آئین میں رکھ دیا گیا ہے ۔ آئین پبلک سروس کمشن کو اتنا تقدس دیتا ہے لیکن ہم دیکھیں کہ ہماری حکومت نے ۔ ہمارے ارباب اقتدار نے اس پبلک سروس کمشن کا کیا حشر کر کے رکھا ہے کہ یہ رپورٹ جو اس ایوان

میں پیش کی گئی ہے جو بعد میں زیر بحث آئے گی اور میں تفصیل سے زیر بحث لاؤں گا اس میں پبلک سروس کمشن نے واضح کر دیا ہے کہ ہمیں بیکار اور معطل ادارہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے ۔ ہماری سفارشات پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی ۔ ہمیں کسی قسم کی قدرو منزلت جو آئین ہمیں دیتا ہے وہ ہمیں مہیا نہیں کی جاتی ۔ اور انہوں نے اس میں واضح کیا ہے ۔ اس کی detail میں بعد میں جب یہ رپورٹ زیر بحث آئے گی اس وقت بتاؤں گا ۔ فی الحال میں چھوٹی سی ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ! اس صوبہ کے عدالتی نظام کو بہتر بنانے کے لئے ۔ مقدمات کا جلد تصفیہ کرانے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبے میں 100 نئے مجسٹریٹ بھرتی کئے جائیں گے ۔ اس کا کیس پبلک سروس کمشن کو بھیجا گیا ۔ پبلک سروس کمشن جن لوگوں پر مشتمل ہے ۔ ان میں دو بہت معزز اور اعلیٰ وکٹن ہائی کورٹ کے جج تھے اور اس کے علاوہ چیئرمین تھا ۔ پبلک سروس کمشن کے ممبر تھے ڈیپارٹمنٹ کا نمائندہ تھا اور گورنمنٹ کا نمائندہ تھا ۔ ان لوگوں نے درخواستیں طلب کیں ۔ انہوں نے اس کی چھان بین کی اور سیلکشن کی اور ان سو آدمیوں کے نام جناب والا ! اپریل 1973ء میں سفارش کر کے بڑی چھان بین کے بعد حکومت کے پاس بھیج دئے کہ یہ آپ ملازم رکھیں ۔ مگر افسوس ۔ بجائے اس کے کہ ہم اس نظام کو اپناتے جسے ہم مساوی نظام کہتے ہیں ۔ انصاف کا نظام کہتے ہیں ۔ مجھے بتائیں کہ پبلک سروس کمشن نے اگر recommend کر کے بھیجا ہے تو آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپ روک لیں ۔ آپ ایک طرف تو یہ مطالبہ کرتے ہیں ۔ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صوبے میں غیر جانبدارانہ عدالتی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ مقدمات کا جلد تصفیہ کرانا چاہتے ہیں ۔ پھر آپ کی سیاسی وجوہات ۔ آپ کی سیاسی پرورشیں آپ کے سامنے آ جاتی ہیں اور آپ نے وہ کیس روک کے رکھ دیا ہے ۔ پھر کیا فائدہ ہے جب آپ پبلک سروس کمشن کو مانتے ہی نہیں ۔ جناب والا ! اسی طریقے سے ایک کیس پانچ نائب تحصیلداروں کا مارچ ۔ 1973ء میں بورڈ آف ریونیو نے پبلک سروس کمشن کو بھیجا کہ انہیں ہم promote کرنا چاہتے ہیں ۔ پبلک سروس کمشن نے recommend کر کے پانچ آدمی بھیج دئے ۔ ان کو تعینات نہیں کیا گیا ۔ چھ ماہ ہوئے 28 آدمی کا کیس بھیجا گیا ۔ انہوں نے recommend کر کے 28 آدمی بھیجے کہ انہیں

تحصیلدار سے پی ۔ سی ۔ ایس تعنیات کریں ۔ مگر سیاسی وجوہ کی بنا پر ان میں سے کوئی بھی appoint نہیں ہوا اور ایڈہاک basis پر appointment کر دی گئی باوجود پبلک سروس کمشن کی واضح ہدایات کے ۔ جناب والا ۔ جب ایک ادارے کا ہم نے یہ حشر کیا ہوا ہے اور اس ادارے کا ہم نے اتنا احترام ملحوظ رکھا ہوا ہے کہ وہ تمام قدریں جو گذشتہ روایات بنا کرتی تھیں ۔ جو ایک اچھی حکومت کی روایات ہوا کرتی ہیں کہ وہ ایک اہم ادارے جس کو آئین تحفظ دیتا ہے کی سفارشات کی قدر کریں ہم اپنی صوابدید پر ان تمام کو رد کر دینے میں تو پھر مجھے بتائیں کہ اس 7 لاکھ 68 ہزار 20 روپے کے سرمائے کے ضیاع کا مقصد ہی کیا ہے ۔ جب آپ نے ان کا ماننا ہی کچھ نہیں ہے تو پھر ان کو آپ خواہ مخواہ بے عزت کیوں کرتے ہیں ۔ بے احترام کیوں کرتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ ہوا کرتا تھا کہ جس شخص کو پبلک سروس کمشن recommend کرکے بھیج دیا کرتا تھا اور جس کو cleaerence دے دیتا تھا اسے یقین ہو جایا کرتا تھا کہ مجھے آج یا کل پروانہ ملازمت مل جائے گا آج اتنا اعتماد اس اہم ترین ادارے سے اٹھ گیا ہے کہ کوئی شخص بھی یہ نہیں سمجھتا کہ پبلک سروس کمشن جسے recommend کرے وہ بھرتی بھی ہوگا ۔ بلکہ یہی ہوتا ہے کہ جب تک ہم ارباب اقتدار کی خوشنودی حاصل نہیں کریں گے ۔ جب تک ہم اس معیار پر پورے نہیں اترے گے جو آپ نے رکھے ہیں ۔ اس وقت تک ہم بھرتی نہیں کئے جا سکتے ۔ جب یہ پبلک سروس کمشن بیکار اور معطل ادارہ بن کر رہ گیا ہے ۔ تو پھر اس پر اخراجات کرنے کا فائدہ کیا ہے ۔

جناب والا ! اس Charged Expenditure میں بہت بڑی رقم چھوٹی موٹی نہیں بلکہ 049 ۔ کروڑ میں 27 کروڑ 1 لاکھ 29 ہزار 5 سو روپے interest on debt and other obligations کے طور پر رکھے گئے ہیں ۔ وہ سود جس سود کے بارے میں کل کسی دوست نے یہ کہا کہ سود میں کوئی خرابی نہیں ہے بشرطیکہ productive ہو ۔ میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہم اسلامی معاشرہ قائم کریں گے ایک طرف تو آئین میں ہم کہتے ہیں کہ اسے eliminate کریں گے ۔ دوسری طرف اتنی بڑی رقم 27 کروڑ کی Charged Expenditure میں رکھی گئی ہے ۔ چلو بیرونی قرضوں پر اگر سود ہو تو وہ

liability ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سنٹر کے ساتھ آپ کے کیا تعلقات ہیں ۔ کیا آپ صرف اس وجہ سے اس صوبہ کے تمام حقوق ختم کرالیں گے ۔ اس صوبہ کی ترقی قطعی طور پر اسی طرح ختم کرالیں گے کہ سنٹر اور صوبے کی حکومت ایک پارٹی کی ہے ۔ ایک طرف بلوچستان میں اصل زر تک معاف کر دیا جاتا ہے ۔ اصل قرضے بمعہ سود معاف کر دئے جاتے ہیں ۔ دوسری طرف اسی Charged Expenditure میں 11 کروڑ کا سود سنٹر کا لکھا گیا ہے ۔ آپ میں اتنی اہلیت نہیں ہے کہ آپ اپنی پارٹی سے اپنی گورنمنٹ سے ۔ اپنے مرکز سے اس صوبے کے عوام کی خاطر ۔ اس صوبے کے بدحال لوگوں کی خاطر ۔ اس صوبے کی بدحال معاشی حالت کی خاطر آپ اتنی کوشش کر لیتے ۔ اتنا اثر رسوخ پیدا کر لیتے اور اپنی قابلیت کا سکہ منوا لیتے کہ کم از کم وہ 11 کروڑ سنٹر کا سود تو معاف کرا لیتے جو آپ نے اس بجٹ کی زینت بنا کر رکھا ہوا ہے ۔

جناب والا ! صرف تقریروں سے کچھ نہیں ہوتا ۔ دو گھنٹوں کی لچھے دار تقریروں سے عوام خوش نہیں ہوتے ۔ عوام اس وقت آپ کے قائل ہوں گے جب انہیں پیٹ بھر کر روٹی ملے گی ۔ بدن پر کپڑا ہوگا اور رہنے کے لئے ایک سایہ دار مکان ہوگا ۔ جناب والا ۔ اسی چارجڈ ایکسپنڈیچر میں اور بہت سے اخراجات کے علاوہ وہ قرضے بھی درج ہیں جن میں اکثر قرضے ایسے ہیں کہ مغربی پاکستان گورنمنٹ کی تمام تر ذمہ داریاں ہم پر ڈال دی گئی ہے ۔ یہ پنجاب کے ساتھ ہوتا رہا ہے ۔ جب ملنے کا موقع آیا تو پنجاب محروم اور جب دینے کا موقع آیا تو پنجاب آگے آگے ۔ ایک طرف تو یہ کہا گیا تھا کہ ہم نے اس سال اس لئے آڈٹ رپورٹ نہیں دی کہ ہم نے اپنا حساب صفر سے شروع کیا تھا آمدنی کی مد میں ہم نے صفر سے شروع کیا تھا اور اخراجات کا جب مسئلہ آیا تو سارے مغربی پاکستان کی ذمہ داری اور اس کے قرضے اور وہ ساری ذمہ داریاں ہم پر ڈال دی گئی ہیں اور ہمارے بجٹ میں رکھ دی گئی ہیں اگر assets صفر سے شروع کئے تو آمدنی بھی صفر سے شروع ہونی چاہیے تھی ۔ جب تک آپ کے assets کا تصفیہ نہ ہو جائے جس وقت تک آپ کے پاس آڈٹ رپورٹ جائے آپ کو صحیح پتہ نہیں ہو سکتا کہ مغربی پاکستان کی آمدنی کیا تھی اور خرچ کیا تھا ۔ اور پنجاب کا آمدنی میں حصہ کیا تھا ۔ اب آپ نے آمدنی کے حساب میں صفر اور خرچ کے حساب میں آپ نے

کروڑوں روپے کی رقم اپنے ذمے لی ہے جو مغربی پاکستان کی گورنمنٹ نے قرضے لئے ہوئے تھے ۔ اب میں فگرز سے ثابت کروں گا ۔ کہ ان قرضوں کا بیشتر حصہ پنجاب سے باہر خرچ ہوا ہے ۔ پنجاب میں اس کا عشر عشیر بھی خرچ نہیں ہوا جو ہمیں آج دینا پڑ رہا ہے ۔ اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی ۔ اس کے باوجود ہم اعتراف کرتے ہیں ۔ ہم مانتے ہیں ۔ کل میرے محترم وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ کہا کہ پنجاب کے ساتھ بڑی ناانصافیاں ہوئیں ۔ پنجاب بڑی محرومیوں کا شکار ہوا ۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنی محرومیوں کا ذکر جناب وزیر خزانہ نے کیا ہے درست ہیں اور اس سے بڑھ چڑھ کر میں پیش کروں گا کہ پنجاب کے ساتھ کیا کیا ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں ۔ پنجاب کو کس طرح برباد کیا گیا ہے اور پنجاب کی معیشت کو کس طرح برباد کیا گیا اور کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے فگرز دے دی ہیں ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں کیا کر رہے ہیں ۔ آپ اپنی کوشش کس حد تک کر رہے ہیں ۔ آپ بجٹ میں گرانٹ 61 کروڑ روپیے رکھتے ہیں ملتا ہے 49 کروڑ ۔ پھر نظر ثانی لے آتے ہیں آپ سود کی گیارہ کروڑ روپے کی رقم رکھ لیتے ہیں ۔ آپ اتنا نہیں کر سکتے کہ سود کو معاف کرا لیں ۔ آپ سے وہ بہتر ہیں جنہوں نے اصل زر معاف کرا لئے ۔ سود تک معاف کرا لئے ۔ آخر پنجاب نے کیا قصور کیا ہے جہاں یہ سود تک معاف نہیں ہو رہا ہے ۔ میں آپ کو بتا دوں جو سنٹر کو ریونیو حاصل ہو رہا ہے اس میں 54 فیصد مشرقی پاکستان کا بھی پڑا ہوا ہے جو تقسیم ہونا چاہیے تھا ۔ اگر ایسا تھا تو کم از کم یہ قرضے اور سود تو معاف ہونے چاہیے تھے ۔ ہم پنجاب کو بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں ۔ آپ چارجڈ ایکسپنڈیچر کو دیکھئے ۔ آپ کے وقت میں کتنا ہے اور 1956.57 میں کتنا تھا اور 1968-69 میں کتنا تھا ۔ اس سے آپ کو پتہ لگے گا کہ یہ اخراجات ربڑ کی ہڈی ہوتے ہیں ۔ آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کو اس کو ہر حالت میں کرنا پڑتا ہے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ جہاں تک Charged Expenditure کی بحث کا تعلق ہے میں پہلے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ نے سود پر بڑی لے دے کی ہے ۔ لیکن اگر وہ معاشیات کے ابجد سے واقف ہوتے تو انہیں یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ سود سنٹرل گورنمنٹ کا نہیں ہے

بلکہ بیرونی ممالک یا ورلڈ بنک کے قرضوں کا ہے جو ہر حالت میں سود کو دینا پڑتا ہے۔ اس کی ادائیگی مرکزی حکومت کے توسط سے ہوتی ہے نہ کہ براہ راست۔ آپ حیران ہوں گے کہ گذشتہ حکومتوں نے روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو کسی حالت پر پہنچایا ہے جسے روزانہ دو چار لاکھ کے قرضے بھی مل رہے تھے۔ ہماری حکومت نے آتے ہی روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو بورڈ میں تبدیل کیا اور جب اس کو چلانے کے لئے روپے کی ضرورت ہوئی تو ہمارے پاس ایک پائی نہیں تھی۔

مسٹر سپیکر : آپ Charged Expenditure کے سلسلے میں فرمائیں نہ کہ نئی بسیں خریدنے کے سلسلے میں۔

شیخ عزیز احمد : جب روپے کی ضرورت ہوئی تو کیا روپیہ کہیں سے بغیر سود کے حاصل ہو سکتا ہے۔ آخر اس کو چلانے کے لئے ورلڈ بنک سے یا بیرونی ممالک سے قرضہ لیں گے یا کسی جگہ سے بھی لیں سود ادا کرنا لازمی ہے۔ اس چارجڈ ایکسپنڈیچر میں ڈالنا ہوگا۔ اگر آپ نے عوام کو سستے داموں گندم مہیا کرنی ہے تو روپے کی ضرورت ہے تو وہ بنکوں سے لینا پڑے گا۔ بنکوں کے روپے پر سود دینا پڑتا ہے۔ اگر آپ اپنی امانت جمع کرائیں تو اس کے لئے سود بنکوں سے مانگتے ہیں لیکن جب روپیہ حاصل کریں گے تو چاہے وہ سود کی شکل میں دیا جائے یا منافع کی شکل میں ہو دینا پڑے گا۔

جہاں تک ججوں کا تعلق ہے اور ان کی کارکردگی کا تعلق ہے اس پر آپ نے اور ہمارے حزب اختلاف کے ارکان نے نکتہ چینی کی ہے بلکہ یہاں تک کہا ہے کہ تین ججوں کو رکھا جائے تا کہ کام نبٹایا جا سکے۔ اور اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کے حاصل کرنے کے لئے اور زیادہ رکھنا پڑے گا تاکہ انصاف جلد از جلد حاصل ہو سکے۔ اگر انصاف دیر سے ملے تو انصاف نہیں کہلاتا میری گذارش یہ ہے کہ حقیقت میں ہائی کورٹ کے ججوں کی تعداد اتنی ہونی چاہیے کہ جلد فیصلے ہو سکیں۔ یہ نہ ہو کہ سال ہا سال تک فیصلے نہیں ہو سکتے۔ جلد فیصلے ہوں گے تو انصاف حاصل ہوگا۔

پبلک سروس کمشن کی کارکردگی کے متعلق جناب والا میں اپنے فاضل دوست کی توجہ آرٹیکل 223 سے 228 پر مبذول کراتا ہوں۔ میں ان سے یہ گذارش

کروں گا کہ پبلک سروس کمیشن کی کارکردگی اور ان کی تعیناتی اور ان کے فیصلے صوبائی گورنمنٹ کے مشوروں سے ہوتے ہیں ۔ یہ آج کے نہیں بلکہ ہمیشہ سے چلے آئے ہیں ۔ اگر آپ کوئی ایسا ثابت کر سکتے ہیں تو پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ زیر بحث آئے گی وہ اس کا مناسب وقت ہوگا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہے وہ ضائع کیا جا رہا ہے اور اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ جناب سپیکر ۔ Charged Expenditure ایسی مد ہے جو اشد ضروری ہے اس پر اعتراض کرنا میں سمجھتا ہوں موزوں نہیں ہماری پنجابی کی مثال ہے کہ " نہ کھا نہ پی کھلا پیا جی" یعنی نہ کھاؤ نہ پیو موٹے ہوتے جاؤ ۔ جو محکمے کے لئے اشد ضروری ہے جہاں تک سود کا تعلق ہے جیسا کہ حاجی صاحب نے کہا ہے میں اس سے اختلاف نہیں کر سکتا ۔ کہ سود اسلام میں بالکل حرام ہے ۔ میں اس میں بھی ایک پنجابی مثال پیش کروں گا کہ ایک ہندو مشرف بہ اسلام ہوا تو اس نے سلام کی بجائے رام رام کہہ دیا ۔ لوگوں نے کہا کہ تم اب بھی رام رام کرتے ہو تو اس نے کہا کہ " لالہ وڑدا وڑسی تے رام رام نکلدا نکلسی،، ۔ تو جو ہمارے پرانے طریقے چل رہے ہیں اور دنیا کی جو اقتصادیات ہیں اس میں یہ چیز بھی ہیں ایسے چمٹی ہوئی ہے جیسے ایک علت ہوتی ہے اور اس سے جان چھڑانا مشکل ہوتا ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو سود کا سلسلہ ہے اگر آپ ورلڈ بنک کے ساتھ تعلقات پیدا کرتے ہیں ۔ آپ اس سے قرضہ لیتے ہیں تو آپ کو سود دینا پڑے گا اور اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم سود نہیں دیتے تو وہ کہیں گے کہ آپ خانہ کعبہ شریف میں بیٹھے رہیں ۔ یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ہمیں سود دیں گے ۔ اس کے علاوہ اگر سود کی بجائے لفظ پرافٹ کر دیا جائے اور اسے سود کی بجائے علیحدہ مد بنایا جائے اور اسے اقتصادیات کے لحاظ سے ایک منت بخش طریقہ بنایا جائے اور اس میں ایسے رکھ دیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا ۔

جہاں تک سر چارج پر اعتراض کا تعلق ہے تو یہ بالکل غلط ہے ۔ اسلام کے اصول انشاءاللہ بڑے رنگین ہیں اور ہم اسلام کے اصولوں کو چھوڑنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں ۔ آپ نے ابھی چار روز ہوئے حلف اٹھایا ہے ۔ اس میں تمام اسلام تھا اور کیا تھا ۔ ۔ تو اعتراض کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بالکل غلط ہے ۔

اس سلسلے میں حضور(ص) پاک کی ایک حدیث آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ عطا کر دو مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے اس کا پسینہ سوکھ جائے۔ ہم حضور(ص) پاک کے اس اصول پر انشاءاللہ کار بند ہیں۔ ہماری پارٹی مزدور اور کاشتکار کی حالت کو سدھارنے کے اعلان پر کاربند ہے۔ ہمارا منشور دیکھئے۔ ہمارا عمل دیکھئے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم بے عمل ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے مزدور کو مراعات دی ہیں۔ ہم نے کسانوں کو مراعات دی ہیں۔ مگر ایک بیچارہ مزدور اور جو سیاست سے نابلد ہے انہوں نے اسے غلط طریقے سے اکسایا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر۔ یہ بڑی اہم بات ہے کہ ہائی کورٹ کے ججوں میں تین کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن میں اپنے فاضل وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جہاں آپ اور بہت سی تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جیسے کرنل صاحب نے کہا ہے کہ "لاالہ وڑدے لی وڑے گا"۔ اس لئے میری گذارش یہ ہے کہ میرے فاضل دوست کی توجہ اس طرف منعطف کرانا بہت ضروری ہے کہ ہائی کورٹ میں مقدمات کے لا تعداد کیس پنڈنگ ہیں اور ماتحت عدالتوں میں جو صورت حال ہے وہ بھی ہماری پارٹی کے منشور کا ایک حصہ تھا کہ عدل و انصاف بہم پہنچائے گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرف کم توجہ فرمائی گئی ہے۔ وہاں روٹی۔ کپڑا اور مکان اور دوسری ضروریات مہیا کرنا ضروری ہیں وہاں انصاف سب سے سر فہرست ہونا چاہیے تھا۔ ہائی کورٹ میں پنڈنگ کیسوں کی تعداد اور جیل میں مقید افراد کی تعداد جو ہائی کورٹ میں ضمانت کی درخواستیں دینے کے بعد بھی سزائیں بھگت رہے ہیں کیونکہ ان کی پیٹیشنر بر وقت نہیں لگ سکی ہیں کے مد نظر میں اپنے فاضل وزیر خزانہ اور فاضل اراکین کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ یہ فیصلہ پہلے ہوا تھا جو نہ معلوم کس بنا پر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور لا تعداد مقدمات کو باوجود انقلابی دور کے سرد خانوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے کا مطالبہ بڑی دیر سے تھا اس میں یہ توقع کرتا تھا کہ یہ دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے مجسٹریٹ صاحبان کو پولیس اور ڈپٹی کمشنروں کے تسلط سے آزاد کیا جائے گا۔ تو اس لحاظ سے مجھے

یہ توقع تھی کہ اب یہ دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے گا ۔ تو ان گزارشات کے ساتھ میں وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ اگر اس بجٹ میں رد و بدل کرنے کا کوئی امکان نہ ہو تو کم از کم یہ مسئلہ بڑی شدت کے ساتھ زیر غور آنا چاہیے اور سب سے زیادہ رقم سڑکوں سے بھی کاٹ کر اور دوسرے شعبوں سے کاٹ کر عدل و انصاف پر خرچ کی جانی چاہئے ۔ یہ از بس ضروری ہے ۔ اور جیسے کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے فرمایا ہے بہرحال کسی طریقہ کار سے بھی ان مجسٹریٹ صاحبان کو فوری طور پر تعینات کیا جائے ۔ کیونکہ عدالتوں میں بے شمار مقدمات محض مجسٹریٹوں کی کمی کی بنا پر اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی کمی کے پیش نظر ان کی نگرانی مکمل طور پر نہیں کی جا سکی ۔ اگر آج وزیر خزانہ صاحب کچہری کے ساتھ وابستہ ہوتے جیسے کہ ہمارے بعض دوست یہاں اس صورت حال سے دو چار ہیں اگر وہ ہوتے تو یقینی طور پر ان اخراجات میں بھی زیادہ اضافہ کیا جاتا ۔ میں اب بھی استدعا کرتا ہوں کہ اس طرف زیادہ توجہ فرمائی جائے ۔ یہ اہم ترین چیز ہے اور کسی قوم کو اس وقت تک زندہ رہنے کا حق نہیں پہنچتا جس وقت تک اس ملک میں حصول انصاف سستا اور جلدی نہ ہو سکے ۔ اگر پرانی تاریخوں کا مطالعہ فرمایا جائے تو لوگوں کے پاس کھانے کے لیے بھی تھا اور پہننے کے لئے بھی تھا لیکن جس ملک سے انصاف ختم ہو گیا اور انصاف کے دروازے بند ہوگئے جن کو کھلتے ہوئے دیر لگی تو وہ قومیں زندہ رہنے کی مستحق نہیں رہیں اور ان میں وہ تذلزل اور عدم اعتماد پیدا ہوا ۔ تو میری استدعا ہے کہ اس طرف بھی توجہ مبذول فرمائی جائے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے اکثر سائرن کی آواز سنی ہوگی ۔ اس وقت دشمن کے جہاز ہمارے ملک پر حملہ نہیں کر رہے ہوتے بلکہ پیپلز پارٹی کے کسی قائد کی سواری جا رہی ہوتی ہے جس کے سلسلے میں ہٹو بچو کی آواز آ رہی ہوتی ہے ۔ میں ضمناً یہ عرض کر رہا تھا کہ بجائے بجٹ میں یہ دیکھنے کے کہ کتنی رقم گورنر ہاؤس کے لئے دی ہے اور یہ کن کن چیزوں پر خرچ ہوگی ۔ یہ آپ کے سامنے ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ یہ انگریزوں والی شان و شوکت محض سوائے اس کے کہ ہم اسی چیز کو دہراتے ہیں اس کا اور ذرہ برابر بھی فائدہ اگر ہو تو ٹھیک ہے ۔ اس کی بجائے آپ دیکھیں جوڈیشری

اور ہائی کورٹ کو ۔ جناب والا ۔ یہ ہمارے صوبے کی سب سے بڑی عدالت ہے ۔ سچ یہ ہے کہ جب تک یہ عدالتیں قائم ہیں اس وقت تک کسی نہ کسی وجہ سے جمہورت کا سلسلہ قائم رہ سکتا ہے ورنہ نہیں ۔ تقسیم سے بہت پہلے 1936ء میں سر ظفر علی میرے نانا تھے ۔ ان کی چار ہزار روپیہ تنخواہ تھی ۔ ان کے نام پر سر ظفر علی روڈ ہے ۔ ان کی بہت سی کوٹھیاں ہیں اور بہت فرسودہ حال ہیں ۔ جناب والا ۔ اب چار ہزار کی بجائے ہائی کورٹ کے ایک جج کو کوئی 26.25 ہزار روپیہ تنخواہ ملتی ہے ۔ تو گذارش ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں جب مل مالکان اور دوسرے لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے ملازمین کو زیادہ سے زیادہ تنخواہیں دے رہے ہیں تو ہائی کورٹ کے جج کے لئے یہ تنخواہ بہت کم ہے ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میں اس سلسلے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ گورنمنٹ ہاؤس کی چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ۔ غلط تماش بینی پر ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت سی رقم خرچ کر دی جائے اس کی بجائے یہ زیادہ بہتر ہے کہ جوڈیشری اور ہائی کورٹ پر زیادہ رقم خرچ کی جائے ۔

مسٹر روف طاہر ۔ جناب سپیکر ۔ ابھی تک جو کچھ اس ضمن میں کہا گیا ہے اس میں کوئی ایسی بنیادی اہمیت کی بات نہیں ہے کہ جس کا ہماری طرف سے کوئی نوٹس لینے کی ضرورت ہو کیونکہ عدلیہ اور پبلک سروس کمیشن کے بارے میں جو کچھ بھی کہا گیا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی ۔ ان کا دائرہ عمل اور طریقہ کار وہی ہوگا جو پاکستان کے آئین نے متعین کر دیا ہے ۔ جو قانون نے متعین کر دیا ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ عدالتیں جمہوریت کی ضامن ہوتی ہیں میرے نقطہ نظر سے واقعاتی طور پر غلط ہے ۔ کیونکہ عدالتیں محض قانون کی تشریح اور قانون کی روشنی میں فیصلے کرنے کی پابند ہوتی ہیں ۔ وہ قانون اور آئین عوام کے نمائندے بناتے ہیں ۔ عوام کی اسمبلی بناتی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت ایک سیاسی عمل ہے ، ایک ایسا عمل ہے جس کا براہ راست عوام سے تعلق ہے ، عدالتوں سے تعلق نہیں ہے ۔ اس لیے انصاف اور جمہوریت کی تمام باتوں کا انحصار اس بات پر ہے کہ کسی ملک میں جمہوری اور قانونی ادارے ، اور عوامی ادارے کس حد تک مضبوط ہیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ

جمہوری اور آئینی ادارے مضبوط ہوں گے تو عدالتوں کے فیصلوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ایک یقینی امر ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ غیر فروعی اور غیر متعلقہ باتوں کو چارج ایکسپنڈیچر کے بارے میں گھسیٹ لانا کوئی عقل مندی کی دلیل نہیں ۔ یہاں تک کہ یہ کہا گیا کہ پبلک سروس کمیشن کے ادارے کی ضرورت کیا ہے ۔ پبلک سروس کمیشن کا دائرہ عمل ، جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں ، متعین ہو چکا ہے ۔ عدالتوں کا دائرہ عمل متعین ہو چکا ہے ۔ ظاہر ہے کہ کوئی حکومت بھی اس دائرہ قانون یا دائرہ آئین سے باہر نہیں نکل سکتی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ چارجڈ ایکسپنڈیچر کی جو مد ہے ، ان کو منظور کیا جائے اور اس میں کسی قسم کا اعتراض یا کسی قسم کی غلطی کی نشاندہی کرنا ضروری نہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ایک رفاہی مملکت کا بنیادی فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کفایت اور سادگی کے ساتھ اپنے معاملات نظم و نسق چلائے ۔ اور کم سے کم صرفے اور وسائل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مسائل حل کرنے کی کوشش کرے ۔ اس اعتبار سے جب ہم اس بجٹ کے اس Charged Expenditure کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں وزیر خزانہ کے قول اور عمل میں حیرت ناک تضاد نظر آتا ہے ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے چارجڈ ایکسپنڈیچر کی رقم انیس لاکھ 29 ہزار ۸ روپے ہے اور اس میں سے صرف جناب گورنر اور ان کے ہاؤس ہولڈ اور سیکرٹریٹ کا خرچ مجموعی طور پر گیارہ لاکھ 43 ہزار 8 سو روپے ہے ۔ جناب والا ، گورنر کی تنخواہ 72 ہزار روپے ، سیکرٹریٹ سٹاف 4 لاکھ 66 ہزار 830 روپے ، سٹاف ہاؤس ہولڈ 3 لاکھ ۱۹ ہزار ۹۷۰ روپے ، تواضع الاؤنس پچاس ہزار روپے ، کنٹریکٹ الاؤنس ایک لاکھ 10 ہزار روپے ، دورے کا خرچ 45 ہزار روپے ، کنوینس کا خرچ ہزار روپے ، ڈسکریشنری الاونس چالیس ہزار روپے ،

جناب والا ، ایک سوشلسٹ صوبے کے سوشلسٹ سربراہوں کے لیے یہ سامراجی جاہ و جلال اور ماہ و منال کسی اعتبار سے بھی شایان شان نہیں ہو سکتا ۔ اور میں نہیں سمجھتا جناب وزیر خزانہ جو کل اس صوبے کو غریب اور مظلوم اور مفلوک الحال صوبہ قرار دے رہے تھے وہ کسی طرح بھی اس اسراف بے جا کا کوئی جواز پیش کر سکتے ہیں ۔ یہ لوگ جو مساوات محمدی کے نام پر اس ملک میں انقلاب

لانے کے داعی ہیں، یہ لوگ جو اس ملک میں خلافت راشدہ کا نمونہ بننے کے لئے بے چین ہیں، وہ عملی طور پر صرف گورنر اور اس کے ہاؤس ہولڈ پر ساڑھے گیارہ لاکھ روپے سالانہ کا صرفہ کر رہے ہیں۔ ان کے ہاں اس سلسلے میں کسی قسم کا تامل اور حیا کا گزر نہیں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ صوبہ اس قسم کے اسراف بے جا کا کسی طور پر بھی متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس عظیم صرفے اور وسیع عملے کے باوجود صورت حال یہ ہے کہ گورنمنٹ ہاؤس میں ہزاروں فائلیں فیصلے کے انتظار میں پڑی رہتی ہیں اور اس کا عملہ اپنے بنیادی فرائض کو پورا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ ہزاروں لوگ صرف اس لیے پریشان رہتے ہیں کہ ان کے معاملات ان کے policy matters پر وقت طے نہیں ہوتے اور انہیں اس سلسلے میں دور دراز کا سفر کر کے مسلسل لاہور کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور پریشان ہونا پڑتا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے دعوے اور نظریے کے مطابق اپنے سربراہ کے اور دوسرے جو اخراجات ہیں ان کو کم کریں بلکہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اس عملے کو زیادہ سے زیادہ فعال اور موثر بنائیں تاکہ عوام کے بنیادی مسائل جلد اور تیزی کے ساتھ طے ہو سکیں۔

جناب والا۔ اس چارجڈ ایکسپنڈیچر کا ایک دوسرا بڑا خرچ پبلک سروس کمیشن پہ ہوتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن پر سات لاکھ 68 ہزار روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن ایک بالاتر عظیم ادارہ ہے جس کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے۔ اسی لئے اس کے اخراجات چارجڈ ایکسپنڈیچر میں رکھے گئے ہیں۔ تاکہ یہ ادارہ ہر قسم کے دباؤ اور اثر سے بالاتر ہو کر نہایت غیر جانبداری اور ایمانداری اور اخلاص نیت کے ساتھ کام کر سکے۔ لیکن عملاً ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ صوبہ پنجاب میں اس ادارے کو غیر موثر اور مفلوج بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ پہلی دفعہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن سے ایک سو مجسٹریٹوں کی requisitions کی گئی۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I may refer to Article 125(3) –

> .....The Expenditure shall be expenditure charged on Provincial Consolidated Funds. The salary and allowances of members of the Provincial Public Service Commission...

اس میں صرف ان کی سیلریز الاؤنسز پر بحث ہو سکتی ہے کہ زیادہ ہیں یا کم ، اور ان کی کارکردگی پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ میں جناب والا ۔ یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان پر ہمارا قومی سرمایہ ضائع کیا جا رہا ہے ۔ اگر ہم ان سے کوئی کام لینے کے لیے تیار نہیں ۔ اگر ہم ان کی سفارشات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ۔ اگر ہم ان کے انتخاب کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ پھر اتنے بڑے خرچ کا کس طرح سے کوئی جواز یا دلیل دی جا سکتی ہے ؟ میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ پبلک سروس کمیشن کو اس موجودہ حکومت نے اپنی انتہائی ضرورت کے پیش نظر ایک سو مجسٹریٹوں کو منتخب کرنے کے لیے کہا اور انہوں نے ہائی کورٹ کے دو ججوں کی موجودگی میں دو ہزار درخواستوں میں سے ایک سو مجسٹریٹوں کا انتخاب کر کے حکومت کو بھجوا دیا ۔ لیکن تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ وہ ایک سو مجسٹریٹوں کا انتخاب پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا ہے ۔ پہلی دفعہ برصغیر کی تاریخ میں یہ ہوا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کو اتنی بڑی تعداد میں ایک جنبش قلم سے مسترد کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ، میں سمجھتا ہوں کہ اگر پبلک سروس کمیشن جو ہمارے اعتماد کا نشان ہوتا ہے اگر اس کو اس طرح سے مفلوج اور بے عمل بنا دیا جائے تو اس صوبے میں جہاں تک بھرتی اور ریکروٹمنٹ کا تعلق ہے ، عوام کے اعتماد کا قتل ہو جائے گا ۔ آئندہ لوگ بے یقینی اور بے چینی کی کیفیت میں صرف سفارشوں اور صرف سیاسی دباؤ ہی اپنا ریکروٹمنٹ کا معیار بنا لیں گے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پبلک سروس کمیشن کو اگر واقعی ایک مؤثر اور فعال ادارہ رکھنا ہے تو اس کی سفارشات کو بھی تسلیم کیا جانا چاہیئے ۔

جناب والا ۔ میں اب چارجڈ ایکسپنڈیچر کی ایک اور بڑی مد ہائی کورٹ کی طرف آتا ہوں ۔ ہائی کورٹ کا چارجڈ ایکسپنڈیچر 49 لاکھ 21 ہزار روپیہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سستے اور اچھے انصاف کے حصول کے لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ ہر رفاہی ، جمہوری مہذب مملکت زیادہ سے زیادہ انصاف کے حصول کے مواقع فراہم کرے ۔

کیونکہ اگر کسی ملک میں فرد یا شہری کو انصاف حاصل نہ ہو تو پھر وہ پورا معاشرہ بے چین ، ہراس اور لا قانونیت کی زد میں آ جاتا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں انصاف انتہائی مہنگا ہو گیا ہے اور اس کے لئے اتنے ججز اور اتنے ہائی کورٹ کے اعلیٰ منصب پر عہدیدار موجود نہیں ہیں جو جلد از جلد فیصلے کر سکیں ۔ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ اس بجٹ میں تین نئے ججوں اور متعدد سول ججوں کی تقرری کے لئے رقوم منظور کی گئی ہیں ۔ یہ یقیناً ایک خوش آئند بات ہے ۔ لیکن اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہائی کورٹ کے لئے یہ تعداد یا یہ اضافہ بھی ناکافی ہے کیونکہ ہزار ہا مقدمات اس وقت تک ہائی کورٹ میں معرض التوا میں محض اس لئے پڑے ہوئے ہیں کہ ججوں کی تعداد ناکافی ہے ۔

میں آخر میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بہاولپور بار کا ایک طویل عرصے سے مطالبہ ہے کہ بہاولپور میں مستقل ہائی کورٹ کا بنچ قائم کیا جائے ۔ اور اس میں مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خان اور ملتان کے لوگوں کو یہ option دے دی جائے کہ وہ اپنے مقدمات بہاولپور کے مستقل ہائی کورٹ بنچ میں پیش کر سکیں ۔ اگر یہ سہولت حکومت نے فراہم کر دی اور جیسا کہ چیف جسٹس صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی تھی تو وہاں انصاف کے حصول کے لئے بہتر سہولت فراہم ہو جائے گی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔ Charged expenditure پر بحث اس ہاؤس میں ہوئی ہے اور مختلف دوستوں نے اس کے مختلف پہلوؤں پر کچھ روشنی اور کچھ اندھیرا ڈالا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ صورت یہ ہے کہ یہ وہ خرچہ ہے جس پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عبوری آئین ایک کی دفعہ کے تحت بحث تو ہو سکتی ہے لیکن جس پر ووٹنگ نہیں ہوتی ۔ اس میں مختلف مدات شامل ہیں اور ان میں سے چارجڈ ایکسپینڈیچر جو ہم نے آج اس ہاؤس کے سامنے رکھا ہے اس میں زیادہ تر جو بڑی رقوم ہیں وہ ان قرضوں پر جو ہم اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لئے لیتے

رہے ہیں سودکی صورت میں یہ آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں ۔ اس پر تقریباً 27 کروڑ روپیہ ہم نے ہاؤس سے مانگا ہے ۔

جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ جب تک یہ موجودہ نظام ہے اس میں اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو یہ یوں ہو سکتا ہے کہ یا تو ہمارے اپنے پاس اس کے وسائل ہونے چاہئیں یا پھر ہم مرکزی حکومت سے جو ہماری ہی حکومت ہے پاکستان کی حکومت ہے ۔ اور صوبوں کی حکومت کے مقابلے میں بالکل اس کی حیثیت ماں باپ جیسی ہے ۔ اس سے امداد طلب کریں اور چونکہ ہم یہ امداد ترقیاتی کاموں کے لئے طلب کرتے ہیں ۔ اس لئے مرکزی حکومت نے ایک طریقہ بنایا ہوا ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ترقیاتی کام ہے تو پھر کچھ اس میں پیداوار میں اضافہ ہوگا ۔ اس سے تمہیں کچھ فائدہ ہوگا اس لئے اس بات کو حتمی اور یقینی بنانے کے لئے مرکزی حکومت نے یہ ایک طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اس پر صوبوں سے سود بھی چارج کرتی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سود کہیں باہر نہیں جاتا یہ آپ کی مرکزی حکومت کے پاس رہتا ہے اور جو کچھ بھی اس کے پاس آتا ہے وہ پھر صوبوں کو ان کے حصّے کے مطابق ان کی آبادی کے مطابق واپس صوبوں میں لوٹ آتا ہے ۔ اس لئے یہ صرف اس بات کی ایک شرط ہے کہ جو روپیہ کوئی صوبہ لے گا اس کو پیدا کارانہ طریقے سے خرچ کیا جائے گا ۔ بجائے اس کے کہ اس کو اس طریقے سے یہ سمجھ کر خرچ کیا جائے کہ یہ کہیں باہر سے ملا ہے اور اس کو محض ہم نے آپس میں بانٹنا ہے ۔ جناب سپیکر ۔ ایسا رویہ اختیار کیا جاتا رہا ہے اور خود پاکستان کی تاریخ میں بعض اوقات ایسے ادوار آئے ہیں کہ مثلاً مشرقی پاکستان کی حکومت اکثر یہ رویہ اختیار کرتی تھی کہ ٹھیک ہے جو کچھ مرکزی حکومت سے اسے ملے ۔ اس کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اسے کسی کام پر لگائے یا کوئی اس سے منصوبہ بنائے ۔ ٹھیک ہے اسے آپس میں بانٹ لیا جائے ادھر ہو جائے ادھر ہو جائے اور کوئی ترقیاتی منصوبہ یا کسی ترقیاتی کام پر پیسہ نہ لگایا جائے ۔ لیکن پنجاب ایک ایسا صوبہ رہا ہے جس نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ اصول کے مطابق چلے اور اس لئے ہم نے ان مدوں سے ان امدادوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ان کو ترقیاتی منصوبوں

اور ترقیاتی پروگراموں کی شکل دی ہے۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی منصوبہ صحیح ہو تو پھر اس کے ذریعے سے سونے کی پیداواری صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور ہم بآسانی وہ قرضہ اور اس قرضے کا سود بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اب جو صورت ہمارے دوستوں نے ہمارے سامنے رکھی اس میں مجھے ان سے کوئی رنجش نہیں ہوئی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے غریب وزیر خزانہ کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں۔ اگرچہ یہ ہاتھ مضبوط کرانے کی اصطلاح مجھے پسند نہیں ہے لیکن چلئے آج میں بھی اپنے ہاتھ تھوڑے سے مضبوط کروا ہی لیتا ہوں یہ کہہ کر کہ صاحب اگر دوسرے صوبوں کے قرضے معاف ہو سکتے ہیں۔ ان کا سود معاف ہو سکتا ہے تو پنجاب کے کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے میری ہم نوائی میں یہ آواز اٹھائی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب نے بھی یہ بات مرکزی حکومت کی خدمت میں رکھی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کسی صحیح مقام پر۔ کسی صحیح موقع پر پنجاب کی یہ درد بھری آواز بھی مرکزی حکومت کے کانوں سے اترتے ہوئے ان کے دل تک پہنچ جائے گی اور پنجاب کی امداد بھی مرکزی حکومت اس طرح سے کرنا پسند کرے گی جیسے اس نے بلوچستان اور سرحد کی امداد کی۔

اب میرے فاضل دوستوں نے یہ فرمایا ہے کہ گورنمنٹ ہاؤس پر، گورنر صاحب کی تنخواہ کے سلسلے میں بہت خرچ ہوا ہے اور پھر حسب عادت کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ پھر حسب عادت وہی شرارت کی ہے کہ بجائے اس کے کہ ماہوار تنخواہ کا ذکر کرتے اس کو سالانہ تنخواہ کی صورت میں پیش کرکے کہا ہے کہ صاحب ساٹھ ہزار روپے خرچ کر دیئے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ وزیر خزانہ نے دو الفاظ استعمال کئے ہیں جو غیر پارلیمانی ہیں۔ ایک انہوں نے چور کا لفظ استعمال کیا ہے اور دوسرا ہیرا پھیری کا۔

مسٹر چیئرمین۔ لیکن انہوں نے یہ الفاظ کسی فاضل ممبر کے لئے استعمال نہیں کئے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ فاضل اراکین کی طرف اشارہ تو کیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ انہوں نے تو محاورے کے طور پر استعمال کئے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ محاورے تو پھر بیگم صاحبہ بہت سے ہیں ۔ انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہم آپ کے نوٹس میں لائے ہیں ۔ ہمیں تو بڑی خوشی ہوئی تھی کہ آپ اس کرسی پر بڑی خوش لگ رہی ہیں لیکن ہماری بد قسمتی ہے آپ انصاف نہیں کر رہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ انہوں نے کسی فاضل رکن کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ اپوزیشن کے لفظ سے مراد یہی ہوتی ہے ۔ کسی کا نام نہیں لیا جاتا ۔ غیر پارلیمانی الفاظ جو ہوتے ہیں وہ خواہ کسی فاضل رکن کا نام لے کر کہے جائیں یا جیسے بھی کہے جائیں وہ غیر پارلیمانی ہوتے ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ براہ کرم وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ انہوں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ آپ کی رولنگ ہوگی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ان کی کالین شیو میں پتہ نہیں کیوں تنکا آ کر اٹک گیا ورنہ میرا اشارہ حاشا وکلا ، خدانخواستہ ، نعوذ باللہ آپ کی جانب کہاں تھا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں پھر بھی مطالبہ کروں گا کہ جناب وزیر خزانہ صاحب اپنے الفاظ واپس لیں ۔ لیکن چاہے وہ تنکا میری داڑھی میں اٹکے یا میرے بزرگ دوست کی جن کے متعلق کل انہوں نے کہا تھا کہ فوری ریٹائر ہو جائیں ۔ بہر صورت میں ان کو یہ کہوں گا کہ جس کی ڈاڑھی میں اٹکا ہے اٹکنے دیں لیکن یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر چیئرمین : یہ الفاظ غیر پارلیمانی نہیں ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : تو پھر آپ کی رولنگ کے مطابق یہ الفاظ پارلیمانی ہو گئے ہیں ۔

مسٹر چیئرمین : وہ محاورے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ۔ آپ کی رولنگ کے بعد یہ چور

کا جو لفظ ہے پارلیمنٹری بن جائے گا ۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ سوچیں آپ کا نام ہسٹری میں ہمیشہ رہے گا کہ آپ نے چور کے لفظ کو پارلیمنٹری قرار دیا تھا ۔

مسٹر چیئرمین : ٹھیک ہے جیسے وزیر خزانہ نے استعمال کیے ہیں ویسے آپ بھی استعمال کر سکتے ہیں ۔

سید قابش الوری : اس کا مطلب ہے کہ ہم جب وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کر رہے ہوں یا تقریر کر رہے ہوں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام ۔

وزیر خزانہ : کہہ سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ تو خود تسلیم کر چکے ہیں کہ میں جلاد ہوں ۔

وزیر خزانہ ۔ اس لئے کہ میں اپنی اس چھری کا بھی ذکر نہیں کرتا جو میں نے سرمایہ داروں ۔ جاگیر داروں اور ان کے ایجنٹوں اور ان کے بغل بچوں کے لیے رکھی ہوئی ہے ۔ (قہقہہ)

جناب والا ۔ اس کے بعد فاضل دوستوں نے یہ مہربانی فرمائی کہ انہوں نے گورنر صاحب کی تنخواہ کو بارہ سے ضرب دے کر پیش کیا ۔ یہ ویسے ہی بات ہے جیسے میں نے کل حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کے الاؤنسز اور payments کا ذکر کیا تھا اور بجائے یہ کہنے کے کہ وہ ہر مہینے اس غریب اسمبلی سے 2300 روپیہ کما کر لے جاتے ہیں اگر میں اس کی جگہ یہ کہوں کہ وہ 27 ہزار 600 روپیہ لے جاتے ہیں تو یہ بہت زیادہ رقم دکھائی دے گی ۔ اس لیے میں نے اسکو ضرب 12 کر دیا ہے تو اسی طرح انہوں نے گورنر صاحب کی تنخواہ بیان کرتے ہوئے اس کو 12 سے ضرب دے دی ہے یہ طریقہ مناسب نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی میرے فاضل دوستوں نے عدالتوں کے بارے میں بہت سی باتیں کی ہیں ۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے اس بات پر بھی داد دی ہے کہ ہم نے ہائی کورٹ میں تین نئے جج مقرر کرنے کے لیے رقم رکھی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے علاوہ بھی یہ صورت ہمارے سامنے ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہائی کورٹ میں بہت سے کیسز pending ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام

جلد سے جلد نپٹ جائے ۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہائی کورٹ میں تقریباً تین چار ججز ایسے ہیں جو سیٹلمنٹ کے کیسسز کر رہے ہیں لیکن ہم سیٹلمنٹ کے کیسسز کو wind up کر رہے ہیں اور ان کو ختم کر رہے ہیں ۔ اس طرح وہ جج بھی نارمل کام کے لیے available ہوں گے ۔ میسر ہوں گے ۔ اس کے علاوہ ایک اور صورت حال بھی ہے کہ ہائی کورٹ میں تین چار پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں ۔ وہ پوسٹیں بھی جب بھر جائیں گی تو اس سے بھی اس میں اضافہ ہو گا ۔

جناب والا ۔ میں آخر میں ایک اور گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جب آپ کو سیاست میں قحطالرجال نظر آتا ہے وہی قحطالرجال آپ کو زندگی کے شعبوں میں نظر آتا ہے ۔ وہی قحطالرجال عدلیہ کے میدان میں بھی ہمارے لیے ہے ۔ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس قابل آدمیوں کی بھی کمی ہے جن کو واقعی ان عظیم عہدوں پر جس کو لاہور ہائی کورٹ کے نام سے یاد کرتے ہیں انہیں ان کی مسند اعلیٰ پر یا ان کی مسندوں پر دکھایا جائے ۔ ہمارے لئے یہ بھی سوچنے کی بات ہوتی ہے ۔ اگر ہم ہائی کورٹ کو سیٹیں دے دیں اور اس کے لئے ہمیں مناسب آدمی کا فقدان ہو تو پھر بھی وہ سیٹیں خالی رہیں گی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ میں آپ کے ذریعے سے فاضل دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ عدلیہ کے سلسلے میں جو بھی خرچ ہوگا ہم اسے خوشی سے کریں گے ۔ ہم کبھی اپنی روایت میں بخیلی کے باعث کوئی کمی نہیں آنے دیں گے ۔

جناب والا ۔ اسکے ساتھ ساتھ دوستوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ شائد انہوں نے سول ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے ۔ جناب والا ۔ شاید کی بات نہیں ہے ہم نے اس بجٹ کے ذریعہ سے 14 نئے سول ججوں کا تقرر کرنے کے لیے پروویژن رکھی ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد دوسرا سب سے بڑا خرچ charged expenditure سٹیٹ ٹریڈنگ اور فوڈ گرین کے سلسلے میں ہے ۔ یہ بھی وہ سود کی رقم ہے جو میں نے کئی دفعہ بیان کی ہے ۔ یہ 4 کروڑ 9 لاکھ روپے کی رقم ہے ۔ آپ کو علم ہے کہ گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں ہم کہیں زیادہ گندم procure کر رہے ہیں ۔ آپ کو علم ہے کہ گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں ہمارے کی تمام چینی اپنی

تحویل میں لے لی ہے اس کو اپنے ذریعہ سے دوبارہ ڈپوؤں کے ذریعہ سے تقسیم کرتے ہیں ۔ لازمی بات ہے کہ کروڑوں روپیہ کی چینی اور گندم ہم procure کریں گے ۔ اس کے لئے کئی سو کروڑ روپیہ بنکوں سے قرض لینا پڑے گا یا وہ روپیہ کچھ تو اپنے خزانہ سے خرچ کریں یا مرکز سے لیں لیکن ہم کمرشل بنکوں سے قرضہ لے کر اس سٹیٹ ٹریڈنگ پر لگاتے ہیں ۔ یہ رقم صرف اتنی دیر کے لیے ہماری تحویل میں رہتی ہے جتنی دیر اجناس کی خرید کو ہم dispose of نہیں کر دیتے ۔ کبھی ایک مہینہ کبھی دو مہینے کبھی تین مہینے لگے جاتے ہیں ۔ اس پر بھی میں نے عرض کی تھی کہ حکومت کو ultimately کوئی زیادہ رقم نہیں دینی پڑتی ۔ چونکہ سٹیٹ ٹریڈنگ کے لیے جو قرضے لیے جاتے ہیں اس پر حکومت کو بالاخر $\frac{1}{2}$ فیصد سود دینا پڑتا ہے اور $\frac{1}{2}$ فیصد سود دے کر اگر ہم کروڑوں غریب عوام کو آٹا سستے داموں دے سکتے ہیں ۔ تمام ملک بھر میں چینی کنٹرول پرائس پر ہم مہیا کر سکتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس خرچ پر بھی ہمارے دوستوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد کچھ قرضے ہیں جو ہم عوام سے لیتے ہیں ۔ وہ قرضے جن کا آپ جانتے ہیں وقتاً فوقتاً اخبارات میں اعلان ہوتا ہے ۔ وہ یہ ہیں کہ حکومت کہتی ہے کہ اتنی فیصد پر آپ پنجاب حکومت کو قرضہ دیں جو سات سال کے بعد آپ کو لوٹا دیا جائے گا اس پر اتنے فیصد آپ کو منافع دیا جائے گا ۔ یہ بہت انتہائی ضروری سکیمیں ہیں ۔ اس لیے کہ افراط زر کو روکنے کے لیے ۔ مفید اور کار آمد شعبوں میں investment کرنے کے لئے یہ قرضے بے حد ضروری ہیں ۔ آپ کو اس بات کا احساس ہوگا کہ کسی بھی معاشرے میں خواہ وہ کتنا ہی پیدا کار معاشرہ ہو اگر بچت نہیں ہو گی تو بجٹ کے بغیر investment نہیں ہو گی ۔ تو اس صورت میں نیا معاشرہ مزید ترقی نہیں کر سکتا ۔ یہ ہم نے بجٹ کو بروئے کار لاتے ہوئے public debt جاری کئے ہوئے ہیں جس کے ذریعہ سے غریب لوگ ۔ 10 روپیہ سے لے کر دو سو چار سو روپیہ جتنے بھی وہ برداشت کر سکتے ہیں وہ حکومت کو دیتے ہیں ۔ حکومت اس روپیہ کو مفید کاموں پر لگاتی ہے اور ان لوگوں کی ایک طرح سے بچت ہوتی ہے ۔ اس طرح ایک تو افراط زر میں کمی ہوتی ہے دوسرے بچت investment میں بدلتی ہے تو صوبہ صنعتی اور معاشی اعتبار سے ترقی کرتا ہے ۔

جناب والا ۔ بہت سے دوستوں نے ایک بہت بڑی مد کا ذکر اس میں نہیں کیا ۔ جناب شیخ عزیز احمد صاحب نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا ۔ میں خود بھی اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور اصل زر ہے جو ہم بنکوں سے سٹیٹ ٹریڈنگ کے لیے قرضہ لیتے ہیں ۔ پہلے جو 4 کروڑ کی رقم میں نے بتائی ہے وہ سود کی ہے جو سٹیٹ ٹریڈنگ پر قرضہ لے کر ہم بنکوں کو دیتے ہیں ۔ لیکن ایک اور رقم بھی اس رقم میں شامل کی گئی ہے جو ہم قرضے کے طور پر لیتے ہیں لیکن جونہی اجناس جس کو ہم procure کرتے ہیں وہ بک جاتی ہے وہ رقم پاری واپس ہو جاتی ہے تو وہ رقم بنکوں کو اصل زر کی صورت میں لوٹا دی جاتی ہے اس لئے وہ رقم 129 کروڑ روپے کی ہے جو اس 169 total expenditure کروڑ میں شامل ہے ۔ جناب والا ۔ یہ رقم ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے کہ ہم ایک ہاتھ سے قرضہ لیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے وہ بنکوں کو واپس کر دیتے ہیں ۔ درمیان میں جو ہیں اپنے پلے سے ڈالنا پڑتا ہے وہ صرف سود کی وہ رقم ہے جو 4 کروڑ 9 لاکھ کی صورت میں بیان کی گئی ہے ۔ اس اعتبار سے میں سمجھتا 129 کروڑ روپیہ بھی اس میں شامل ہے ۔ وہ تو محض بنکوں سے لے کر جب اجناس بک جاتی ہے وہ بنکوں کو واپس دے دی جاتی ہے اس کو اس میں شامل اس طرح سے نہیں سمجھنا چاہئے ۔ تمام تر جو اخراجات ہیں اس میں 27 کروڑ روپیہ کی رقم ترقیاتی قرضوں پر مرکز کو دینی ہے ۔ 4 کروڑ روپیہ کی رقم سود کی شکل میں کمرشل بنکوں کو دینی ہے اور دوسری انتہائی قلیل رقمیں ہیں جو باقی جنرل ایڈ منسٹریشن پر گورنر صاحب سے متعلق اور ہائی کورٹ وغیر سے متعلق ہیں جن کو آپ نے خود سراہا ہے وہ رقمیں میں نہیں سمجھتا کوئی زیادہ ہیں ۔ پھر ان وضاحتوں کے بعد سب سے اہم وضاحت یہ ہے کہ اس رقم میں اضافہ محض اس لیے ہوا کہ اس میں وہ مد بھی شامل ہے جو سٹیٹ ٹریڈنگ کے نام سے جانی پہنچانی جاتی ہے ۔ چونکہ ابھی ہم گندم زیادہ procure کر رہے ہیں ۔ ابھی ہم چینی زیادہ procure کر رہے ہیں اس لئے 129 کروڑ روپیہ اس میں شامل ہوگا جس کی وجہ سے آپ کو یہ رقم بڑی نظر آتی ہے ورنہ جہاں تک باقی معاملات کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسا خاص اضافہ نہیں ہوا یا کسی اضافہ کی تشویش آپ کو لاحق نہیں ہونی چاہئے ۔ یہ 129 کروڑ روپیہ کی رقم میں نے بار بار بیان کر دی ہے جس کی شکل یہ ہے کہ ہم نے 129 کروڑ روپیہ لے

کر چینی اور گندم خریدی ہے ۔ جب چینی اور گندم بک گئی وہ 129 کروڑ بنکوں کو لوٹا دیں گے ۔ یہ محض حساب کتاب کی وجہ سے ہے ۔ یہ آمدن میں بھی شامل ہے اور خرچ میں بھی شامل ہے ۔ اس لئے اس کو نکال کر باقی رقم ہمیں دیکھنی چاہئے جو ہرگز اتنی زیادہ نہیں ہے کہ کسی کو تشویش کا باعث ہو ۔ اور وہ صوبہ جس کا ترقیاتی بجٹ پہلے کے مقابلے میں 300 فیصد زیادہ ہو گیا جس کا غیر ترقیاتی بجٹ بھی جس میں تعلیم ۔ صحت اور اس طرح دوسری مدات شامل ہیں وہ بھی پہلے کے مقابلہ میں 20 کروڑ سے اٹھا کر دوگنا ہو گیا ۔ اس میں اگر charged expenditure کی شرح کچھ فیصد بڑھ جائے تو اس میں تشویش نہیں ہونی چاہئے ۔

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں جناب سپیکر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس charged expenditure کی بحث کو ختم کیا جائے اس پر ووٹنگ تو ہوتی نہیں ہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ charged expenditure پر کسی صاحب کو تشویش نہیں ہونی چاہئے ۔

مطالبات زیر دفعہ ہاری

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اب مطالبات زیر بحث شروع ہوتی ہے ۔

(مطالبہ ۔ 11)

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 6,21,26,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974 کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 6,21,26,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974 کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 6,21,26,100.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ
مد 5۔ نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے صرف
ایک روپیہ کر دیا جائے

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 100.00 , 26 , 21 , 6 روپے کی کل رقم بسلسلم
مد ۔ 25 نظم و نسق عام میں تخفیف کر کے صرف ایک
روپیہ کر دیا جائے ۔

یہ تحریک حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مسٹر فضل حق ۔ سید تابش الوری ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ میاں خورشید انور ۔ راجہ محمد افضل ۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود کی طرف سے پیش کی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ الگ الگ heads ہیں البتہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ شاید میں دوسری تحریک پیش نہ کروں ۔

قریب ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا ۔

جناب والا ۔ یہ آج نظم و نسق پر تخفیف زر کی بحث ہو رہی ہے اور یہ ضرورت اسی لئے لاحق ہوئی ہے ۔ یوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر حکومت کا ہر گورنمنٹ کا سب سے اولین فریضہ جو ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ صوبے کا نظم و نسق لا اینڈ آرڈر maintain کرے اور کوئی بھی آزاد اور جمہوری ملک کا شہری میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اپنے اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی کے حق سے محروم کرنے کا قطعاً قائل نہیں ہو سکتا ۔ قطعاً جرات نہیں کر سکتا کہ اس کے لئے مناسب سرمایہ نہ دیا جائے ۔ جب یہ بھی ایک بنیادی اور اہم ضرورت ہے تو اس ضمن میں حکومت کا جو فریضہ ہے اس کی ادائیگی بھی عین ضروری ہے ۔ لیکن اس کے باوجود کیوں ہم اس چیز پر مصر ہیں کہ یہ مطالبہ زر

جو 6 کروڑ اور کچھ لاکھ کی حد تک ہم سے مانگا گیا ہے ہم اس کی مخالفت کریں ۔ بہر حال یہ ملنا تو ضروری چاہئے مگر اس حکومت کو نہیں جنہوں نے پچھلے سال بھی اس قدر رقم ہم سے لی تھی لیکن وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں قطعی طور پر ناکام رہی ۔ جناب والا ۔ آخر اتنا بڑا خرچ اور اسٹیبلشمنٹ کا اتنا بڑا کثیر سرمایہ جس کے لئے ٹیکس بھی لگائے جاتے ہیں جس کے لئے محاصل بھی وصول کیے جاتے ہیں ۔ وہ کس لیے ہوا کرتا ہے ؟ وہ اس لئے کہ آزاد اور جمہوری ملک کا ہر شہری یہ اپنا حق رکھتا ہے کہ وہ سکھ اور سکون کی نیند سو سکے ۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے جان و مال کی حفاظت کی ضمانت دی جائے اور جو حکومت یہ دو بنیادی چیزیں ایک شہری کو فراہم نہیں کر سکتی وہ کسی طور پر نہ یہ مطالبہ کرنے کا حق رکھتی ہے کہ اپنے نظم و نسق کے لئے ۔ امن و امان قائم کرنے کے لئے اتنے کروڑ روپیے کی رقم دی جائے اور نہ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے لئے جائز ہوگا جس نے ایک سال کے اندر صوبے کو پولیس سٹیٹ بنا کر رکھ دیا ہے ۔ جس نے اس کا نظام درہم برہم کرکے رکھ دیا ہے ۔ جس نے امن عامہ کی تباہی پیدا کر دی ہے اور جس نے ایک شریف شہری کا جینا دوبھر کر دیا ہے ۔ اس کو اس قدر سرمایہ جناب والا دیا جائے ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت اس قسم کا مطالبہ یا اتنا سرمایہ مانگنے میں حق بجانب ہو ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں پیشتر اس کے کہ میں انتظامیہ کی کارکردگی پیش کروں میں چاہتا ہوں کہ خوشگوار واقعات پیش کروں جو ایک سال کے اندر اس صوبے میں ظہور پذیر ہوئے ۔ سب سے پہلے میں نے اس امر کا موازنہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں رولز آف پروسیجر کے قاعدہ 114 کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں :

A motion may be moved to reduce the amount of a demand in any of the following ways :—

(a) That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00 representing disapproval of the policy underlying the

demand. Such a motion shall be known as "Disapproval of Policy Cut". A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.....

اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے جس موشن کی تحریک کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ۔

To discuss the policy underlying the demand.

یہاں "Disapproval of Policy cut" کے تحت جو ممبر نوٹس دے رہا ہے اس کے لیے یہ لازم ہے کہ :

He shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss.

اب انہوں نے کچھ precise طور پر نہیں کہا کہ ہم کون سی پالیسی کا کون سا حصہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں :

The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative.

دو چیزیں ہیں اس میں جناب ۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ پالیسی جس کے متعلق فاضل ممبر نے نوٹس دیا ہے کٹ موشن دی ہے اس کو precise terms میں واضح کریں کہ کون سی پالیسی کا وہ حصہ ہے جس پر وہ بحث کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کی ڈیمانڈ کو ایک روپیہ تک reduce کرنا چاہتے ہیں ۔ اور پھر ممبر کے لیے یہ بھی لازم کیا گیا ہے کہ وہ Precise point پر ہی بحث کر سکتے ہیں یا اس کے متبادل issue پر بحث کر سکتے ہیں لیکن اس کو عام بحث کا وہ حصہ نہیں بنا سکتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے کچھ کہنے کا موقع دے دیا ۔ ایک دو نکات میری تقریر کے دوران اٹھائے گئے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ precise piont پر بحث کریں ۔ یہ نہ کریں کہ وہ بحث کے دوران دیگر پوائنٹ پر آئیں ۔ رول یہ کہتا ہے کہ

It must be precise in the precise terms.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : points کے الفاظ بھی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ alternate policy بھی دی جا سکتی ہے ۔

شیخ عزیز احمد : میں آپ کے سامنے particulars of the policy پیش کرتا ہوں ۔

A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss."……

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے آگے یہ بھی لکھا ہے :

The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر کو specific point پر confine کریں ۔ لیکن آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں rule out کرتا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thank you Sir,

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : During the discussion on general administration, policies of the Government in all the sectors can be discussed, The member cannot be asked to confine himself to a particular point. This covers all Constitutional obligations. General Administration covers everything including Press and Publication.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر بحث ختم کر دی تھی -

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بولنا چاہتا - میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام گذشتہ Rules of Procedure جو ہیں ان میں واضح طور پر قاعدہ 144 کے ماتحت موشن کی تفصیل بھی دی گئی ہے - نہ تو 1962 کے آئین کے ماتحت نہ اس سے پہلے ہے اور اس سے پہلے ہے - اور کسی بھی رول میں اس طرح سے precise نہیں ہے - اس کے اے - بی - سی موشن کے متعلق واضح رول نہیں بنایا گیا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا اور پیشتر اس کے کہ میں عام پالیسی بیان کروں جو نظم و نسق کے سلسلے میں اختیار کی گئی ہے - کی جا رہی ہے اور کی جاتی رہی ہے - سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ جماعت جو نظم و نسق کا دعویٰ کرتی ہے - اس کے دور میں نظم و نسق بالکل ختم ہو چکا ہے - امن عامہ برباد ہو چکا ہے - میں آپ کی خدمت میں ان کا پچھلی حکومتوں سے موازنہ اور مقابلہ پیش کرتا ہوں - جناب والا - میں آپ کی خدمت میں عرض کروں 57 - 1956ء میں جنرل ایڈمنسٹریشن پر 3 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپیہ خرچ کیا گیا - اور یہ وہ دور تھا جب کہ اس صوبہ کی حدود اٹک اور ادھر صادق آباد تک نہیں تھیں بلکہ وہ جناب والا - درہ خیبر سے لے کر کراچی کے سمندر تک پہنچتی تھیں - میں یہ اس صوبے کے نظم و نسق کا خرچ بتا رہا ہوں جو آج کا ملک ہے کہ اس وقت اس پر خرچ 57 - 1956 کے بجٹ میں 3 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپیہ رکھا گیا اور اس کے برعکس آج صوبہ پنجاب کے نظم و نسق کے لیے جس کے صرف 19 اضلاع رکھے گئے ہیں - 6 کروڑ 21 لاکھ 26 ہزار روپیہ ہیں - ون یونٹ تمام کے اخراجات سے دوگنا اخراجات صرف صوبہ پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں - جناب والا - اس طرح پولیس کو لے لیجئے ون یونٹ کے وقت 57 - 1956 کا بجٹ اٹھا کر میرے فاضل وزیر خزانہ دیکھ لیں یہ 6 کروڑ 40 لاکھ 72 ہزار اس سارے ملک کے لئے موجودہ ملک کے لئے رکھا گیا تھا - آج ہم نے اس صوبہ کو پولیس سٹیٹ بنانے

کے لیے 9 کروڑ 48 لاکھ 60 ہزار روپیہ رکھا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں ۔ جوں جوں ہم تفری بڑھاتے جاتے ہیں ۔ جوں جوں ہم بھرتی بڑھاتے جاتے ہیں ۔ جوں جوں ہم اخراجات بڑھاتے جاتے ہیں توں توں امن عامہ تباہ ہوتا جاتا ہے ۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ انتظامیہ تباہ ہوئی ۔ سروسز ختم ہوئیں ۔ جناب والا ۔ انگریز کے وقت میں سروسز کو concept دیا گیا تھا کہ وہ گورنمنٹ ملازم ہوں گے ۔ اس کے بعد اس میں تھوڑی سی reform پیدا ہوئی اور جناب والا ۔ انہیں public servant قرار دیا گیا ۔ اس کے بعد جب ہمارا یہ انقلابی دور آیا تو ہم نے انہیں personal servant قرار دے دیا ہے ۔ نہ معلوم آگے چلتے چلتے ہم ان سے کیا کیا کام لیں گے ۔ جناب والا ۔ کسی بھی ملک ۔ کسی بھی صوبہ ۔ کسی بھی قوم ۔ کسی بھی علاقہ کی معیشت ہو یا اس کا نظام ہو اس وقت تک نہیں سدھر سکتے جب تک ہم قانون کی پابندی نہ کریں اور نہ کرائیں ۔ اس ایڈمنسٹریشن کے تباہ ہونے میں میں کہتا ہوں کہ کل کا عمل دخل زیادہ ہو ؟ میں کہتا ہوں کیوں یہ ایڈمنسٹریشن تباہ ہوئی ہے ؟ کیوں انصاف مہیا نہیں ہو رہا ؟ کیوں فیصلے وقت پر نہیں ہو رہے ؟ کیوں اس صوبے کی تمام تر جناب والا ۔ وسائل کو ذاتی ملکیت بنا لیا گیا ہے اور عوام کو ان کی افادیت سے محروم کیا جا رہا ہے ؟ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم میں اپنے فرائض کا احساس نہیں ۔ ہم خود قانون کے پابند نہیں ۔ ہم قانون کی پابندی کرا نہیں سکتے ۔ ہمیشہ قانون کی پابندی وہ کرا سکتا ہے جو پہلے خود قانون کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو قانون کا پابند کر دے ۔ جب تک ہم اپنے آپ کو کسی نظام کا پابند نہیں بنائیں گے ۔ اصلاح احوال کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ چاہے آپ اڑھائی گھنٹے کی تقریر کریں ۔ چاہے آپ جتنے ہی لچھے دار الفاظ استعمال کریں ۔ پہلے خود کو اس میں آپ ڈھالیں ۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے ۔ سیف اللہ کو ڈھالتے ڈھالتے آپ کو وقت لگے گا ۔ ہو سکتا ہے 23 سال میں ڈھلے ۔ وہ 25 سال میں ڈھلے ۔ آپ کو اپنے آپ کو ڈھالنے میں کتنا وقت لگ سکتا ہے ۔ اپنے اوپر پابندیاں عائد کرنے کے لیے آپ کو کتنا وقت لگ سکتا ہے ۔ کبھی آپ نے سوچا ۔ کبھی آپ نے جائزہ لیا ۔ کبھی آپ نے دیکھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں ۔ ہم کتنے اصول کے پابند ہیں ۔ ہم کتنے افسروں سے روزانہ ناجائز کام کراتے

ہیں ۔ میں وزرا کو ہدف تنقید نہیں بناتا اس میں ہم بھی شامل ہیں ۔ ہم اسمبلی کے ارکان بھی شامل ہیں ۔ ہم دن رات سفارشوں پر گزارہ کرتے ہیں ۔ اور یہ ایک مشہور مقولہ ہے کہ اگر آپ کسی ملازم سے نمک کی ایک چٹکی منگوائیں گے تو وہ ساری کی ساری نمک کی کان کو ہضم کرے گا ۔ کسی سے آپ مرغی کا انڈہ وصول کریں گے ۔ ناجائز طریقے سے وصول کریں گے تو وہ سالم مرغی رکھے گا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ ان سے اگر ایک ناجائز کام کراتے ہیں ۔ آپ ان سے اگر قانون شکنی کراتے ہیں ۔ آپ انہیں اگر غلط کام کی ترغیب دیتے ہیں تو کیا وہ اپنے آپ کو اس تک محدود رکھتے ہیں ۔ کیا ان کا دائرہ اس حد تک رہ جاتا ہے ؟ نہیں بلکہ ان کے پاس ایک precedent بن جاتا ہے اور وہ precedent ایسی بنتی ہے کہ پھر آپ میں سکت نہیں رہتی وہ بہت نہیں رہتی کہ انہیں روک سکیں ۔ انہیں آپ کسی قسم کا پابند بنا سکیں ۔ میں کہتا ہوں کوئی صوبہ ۔ کوئی نظام بھی لائیں ۔ کوئی بھی معیشت قائم کریں اسے صحیح معنوں میں قائم کریں ۔ دعوؤں سے قائم نہ کریں ۔ تقریروں سے قائم نہ کریں ۔ نعروں سے قائم نہ کریں ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

عمل سے آپ پیدا کریں ۔ اور آپ اگر چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں صحیح نظام قائم ہو ۔ اس صوبے میں صحیح معاشرت قائم ہو ۔ اس صوبے میں صحیح معیشت قائم ہو ۔ تو سب سے پہلا کام جو آزاد اور جمہوری معاشرے کا ہوا کرتا ہے وہ قانون کا احترام ہے ۔ قانون کی پابندی ہے ۔ جب تک ہم اپنے آپ کو قانون کا پابند نہیں بنائینگے جب تک قانون کا احترام نہیں کریں گے ۔ جب تک قانون کی حکومت ہم تسلیم نہیں کریں گے تب تک وہ نظام قائم نہیں ہو سکتا ۔ حکومت قائم کرنا آسان ہے ۔ حاکم بن جانا آسان ہے ۔ حاکم تسلیم کرنا اور کرانا بہت مشکل ہے ۔ ہم سب سے پہلے یہ تسلیم کرائیں ۔ ہم سب سے پہلے وہ فضا پیدا کریں اور وہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ اپنے آپ کو قانون کا پابند کریں ۔ آپ کو جواب دہ بنائیں ۔ آپ اپنے آپ پر نظر رکھیں ۔ یہ نہیں کہ اگر کوئی شخص آپ پر تنقید کرتا ہے تو چاہیے تو یہ کہ وہ اپنی اصلاح اس

سے کرے ۔ مگر جناب والا ۔ یہاں رواج کیا ہے ۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ وزرا صاحبان آپ کا نعرہ معاشی تھا ۔ وزرا صاحبان آپ سوشلزم کے علم بردار تھے ۔ وزرا صاحبان آپ غریب عوام کے نمائندے ہیں ۔ وزرا صاحبان غریب لوگوں نے ڈنڈے کھا کے ۔ لاٹھیاں کھا کے ۔ گولیاں کھا کے آپ کو منتخب کیا ہے ۔ کس لئے ؟ کہ ہم فاروقؓ دور لانا چاہتے ہیں ۔ آپ معیشت بدلیں ۔ مجھے یہ توقع تھی کہ میرے فاضل وزیر خزانہ ہماری تنقید کو سن کر کہیں گے کہ آؤ ہم آج اعلان کرتے ہیں کہ ہم بھی تنخواہ نہیں لیتے اور ممبران بھی کوئی الاؤنس نہ لیں گے لیکن جناب والا انہوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا ۔ میں حقیقت آپ کو بتا دوں آپ کو نا گوار نہ گزرے ۔ اسلام نے سب سے بڑی احتیاط برتی ہے اور کم سے کم احتیاط جو رکھی ہے وہ یہ ہے کہ کسی بھی فرد کو یہ احساس نہ ہو کہ میرا حاکم میرے نمائندے اور میرے امیر میرے خلاف مجھ سے بڑھ کر جس طرح اسلامی اصولوں پر قائم رہا جس وقت تک اسلام کے یہ اصول بر قرار رہے ان کا خلیفہ آپ کے سامنے جواب دہ سمجھتا تھا ۔ وہ اپنی رعایا کے سامنے جواب دہ تھا ۔ اسلام کا نقشہ کیا تھا ۔ اسلام کی حالت کیا تھی ۔ اسلام میں مساوات کا سبق ملا اور ایسی مثالیں آتی رہی ہیں میں باز پرس کی مثالیں بتاتا ہوں ۔ آپ چیں بجبیں نہ ہوں ۔ آپ ایک نعرے کے ساتھ آئے ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ صوبہ کا ایک ایک آدمی خوش حال ہو ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسلامی سوشلزم آئے آپ ہر چیز پر قبضہ کر کے مساویانہ تقسیم کریں ۔ مگر وہ کس شکل میں ہو سکتی ہے ؟ وہ اس شکل میں ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص تقریر کرتا ہے تقریر کرنے والے کو نہ دیکھو ۔ بات کرنے والے کو نہ دیکھو سیف اللہ کو نہ دیکھو ۔ سیف اللہ گناہ گار ہوگا سیف اللہ بدکار ہو گا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کی بات کو دیکھو ۔ اگر دیکھا کہ بات صحیح ہے تو مانو ۔ اگر وہ بات صحیح نہیں تو مت مانو ۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ حضرت عمرؓ نے کیا فرمایا جن کے نام سے بڑی بڑی شہنشاہیت کانپ اٹھتی تھی ۔ جواب دہی کے عالم میں یہ ہوتا تھا کہ جب وہ خطبہ دینے کے لئے ممبر پر کھڑے ہوتے تھے تو ایک بدو کو یہ جرات ہوتی تھی کہ وہ کہہ سکتا تھا کہ اے عمرؓ میں تمہاری بات سننے کے لئے تیار نہیں ۔ میں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار

نہیں ہوں ۔ مجھے بتا یہ جو تم نے چوغہ ۔ کرتہ ۔ قمیض پہن رکھی کیسے بن گئی ۔ ہمارا ایک نہیں بن سکتا ۔ تمہارا اتنا لمبا قد ہے یہ کپڑا کیسے بن گیا ۔ تو عمر فاروقؓ اس کو جواب دہی کے عالم میں کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ ممبر نبوی سے ہٹ جاتے ہیں ۔ صفائی دیتے ہیں ۔ گواہ پیش کرتے ہیں اطمینان کرتے ہیں ۔ جب اطمینان ہو جاتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ آو تم حقدار ہو خطبہ کرو ۔ بات تب بنتی ہے ۔ نظام تب چلتا ہے حضرت ابوبکرؓ جس وقت خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت ان کی کیفیت یہ تھی کہ کپڑے کا معمولی کاروبار کرتے تھے ۔ لیکن جب خلیفہ مقرر ہوئے تو خلیفہ ہونے کے بعد وہ اپنی کپڑے کی گٹھڑی بیچنے کے لیے بازار میں نکلے ۔ راستہ میں حضرت عمر فاروقؓ ملتے انہوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین کہاں جا رہے ہو فرمایا کہ اپنا کپڑا بیچنے جا رہا ہوں انہوں نے کہا کہ اب آپ پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے ۔ زیادہ ذمہ داریاں آ گئی ہیں ۔ آپ مہربانی کر کے تمام تر وقت امت محمدیہ کے لیے وقف کر دیں ۔ کاروبار چھوڑ دیں ۔ آپ کے لئے وظیفہ بیت المال سے مقرر کیا جائے گا ۔ اب وظیفہ سے آپ گذارہ کریں اور یہ آپ پسند کریں ۔ چنانچہ مجلس شوریٰ بیٹھی ۔ انہوں نے چند درھم امیرالمومنین حضرت ابوبکرؓ کا وظیفہ مقرر کر دیا ۔ امیرالمومنین جتنا عرصہ زندہ رہے وہ وظیفہ لیتے رہے اور جس وقت وفات ہوئی تو وفات ہونے وقت وصیت فرمائی ۔ جب وہ وصیت نامہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو حضرت عمرؓ فوراً اٹھے کہ ابو بکرؓ نے مجھے کیوں نہیں بتایا ۔ وہ وصیت نامہ کیا تھا ؟ وہ یہ تھا کہ میں نے آج تک جتنا وظیفہ بیت المال سے لیا ہے وہ سالم کا سالم میری جائداد اور اثاثہ بیچ کر وضع کر لیا جائے ۔ یہ تھی جواب دہی ۔ یہ تھے ان کے وظیفے ۔ یہ تھیں ان کی تنخواہیں ۔ وہ کیا کرتے تھے ؟ ہوتا یہ تھا کہ بدن پر کرتہ نہیں ۔ اگر ہے تو پیوند لگے ہوئے ہیں ۔ اپنے جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے گانٹھتے تھے ۔ کیا امیرالمومنین کسی غریب سلطنت کا امیرالمومنین ہے ؟ کسی غریب بادشاہت کا امیرالمومنین تھا ؟ نہیں ۔ ان امیرالمومنین کے وقت میں بیت المال اتنا امیر ہوا اور اتنے خزانے اکھٹے ہوئے کہ خرچ کرنا مشکل ہو گیا یہ واقعہ ہے کہ اونٹ پر سامان لا کر سارے علاقہ میں پھرایا گیا لیکن پتہ چلا کہ سارے علاقے میں زکواۃ لینے والا کوئی نہیں ہے ۔

بیت المال سے کوئی وظیفہ نہیں لینے آیا ۔ جس شکل میں اونٹ روانہ ہوئے تھے اسی شکل میں واپس آ گئے ۔ کوئی حاجت مند ملا ہی نہیں کیونکہ وہ خود بے نیاز تھے اس لیے جب آدمی اللہ کا ہو جاتا تو اس کی ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے ۔

وزیر تعمیرات و مواصلات ۔ انہوں نے لفظ بے نیاز کہا ہے ۔ بے نیاز صرف اللہ کی ذات ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ درست ہے بے نیاز صرف اللہ کی ذات ہے لیکن میری نیت یہ نہیں تھی ۔

مسٹر نوازش علی خان ۔ کوئی تاریخ پڑھی ہے کہ زبانی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تاریخ پڑھی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ براہ راست بات نہ کریں ۔

مسٹر نوازش علی خان ۔ میں نے پوچھا تھا کہ یہ تاریخی بات ہے یا ویسے ہی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ اونٹ ان لوگوں میں پھیرائے گئے تھے جن میں قربانی کا جذبہ تھا ۔ ایک دفعہ ایک جنگ میں پیاس لگی ۔ ایک پیالہ پانی کا آیا ۔ وہ غازی ابھی پانی کے پیالے کو منہ تک لاتا ہے کہ ساتھ سے آواز آتی ہے ۔ العتش ۔ وہ اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے وہ ابھی منہ تک پیالہ نہیں لے گیا کہ آواز آتی ہے کہ العتش ۔ اس طرح وہ پیالہ دس آدمیوں کے پاس گھوما لیکن پیالہ بدستور رہا ۔ وہ ان لوگوں کے اونٹ گھوما کرتے تھے ۔ ہم تو سب مال کھانے کے لئے تیار ہیں ۔ اگر بیت المال آ جائے تو ہم پتہ نہ دیں ۔ میں جن لوگوں کی مثالیں دے رہا ہوں ان کو غریب لوگوں نے منتخب کیا تھا ۔ مجھے آپ کی مشکلات کا اندازہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ الہ دین کا چراغ حکومت کے پاس نہیں ہے ۔ آپ کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں جتنے آپ نے وعدے کئے تھے ۔ آپ ان کو پورا نہیں کر سکتے ۔ مجھے اعتراف ہے اس چیز کا کیونکہ وہ وعدے غلط تھے ۔ لیکن اس کے باوجود بڑی اچھی کنسولیشن دی ہے وہ heart burring ہے ۔ یہی ایک consolation of mind ہے جو بناتی ہے یا بگاڑتی ہے ۔ اس طرح کرتے جناب والا ٹھیک ہے ایک سال میں ۔ دو سال میں ہر آدمی کو ایک مکان نہیں دے سکتے ۔ دو سال میں ہر آدمی کو روٹی نہیں دے سکتے ۔ دو سال میں آپ ہر آدمی کو کپڑا نہیں دے سکتے ۔ میں مانتا ہوں ۔ عوام اس کو برداشت کر لیتے ۔ عوام دس سال تک انتظار کر لیتے ۔ بیس سال انتظار کر لیتے اگر یہ یقین ہوتا کہ میرے پاس اگر مکان نہیں ہے تو وزیر خزانہ بھی اس جھونپڑی میں ہیں جہاں وہ الیکشن سے پہلے رہتے تھے ۔ مجھے حق نہیں کہ میں عظیم الشان کوٹھی میں رہوں ۔ اگر آپ ان جھونپڑوں میں چلے

جائے۔ اگر آپ کاروں کی بجائے سائیکلوں پر آئے۔ اگر آپ اپنے طرز۔ رہن سہن اور معاشرت میں تبدیلی پیدا کرتے تو یقین جانئے کہ اگر آپ دو سال بھی اس قابل نہ ہوتے کہ لوگوں کی ضروریات پوری کر سکیں تو لوگ آپ سے نہ مانگتے۔ لوگ سکون سے رہتے۔ اور اسلام میں ہوتا یہی رہا ہے۔ ایک سکون تھا۔ لالچ نہیں تھی۔ اب کیا وجہ ہے کہ لالچ ہے۔ ایک آدمی دوسرے سے آگے نکلنا چاہتا ہے۔ راتوں رات امیر بننا چاہتا ہے۔ راتوں رات عہدے لینا چاہتا ہے اور اس کے لئے ضمیر تک بیچنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اب اسے دکھائی بہت کچھ دیتا ہے۔ اگر اسے یہ دکھائی دے کہ وزیر کے پاس ایک چھٹی ٹائر والی سائیکل اور ایک چھوٹا سا جھونپڑا ہے۔

شیخ عزیز احمد۔ جناب والا۔ فاضل ممبر جنرل بحث کر رہے ہیں۔ ڈیمانڈ نمبر 11 میں یہ بیان کیا گیا ہے جس کی سمری یہ ہے کہ ہیڈ آف دی پراولس۔ لیجسلیٹو باڈیز۔ صوبائی اسمبلی کا محکمہ وغیرہ ہیں۔ اب اس ڈیمانڈ کی یہ پالیسی ہے وہ اسٹیبلشمنٹ کے اخراجات کے متعلق ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جب آپ وزیر بنیں گے تو بے شک آپ ایسا کریں۔ میں تو متبادل تجاویز دے رہا ہوں۔

شیخ عزیز احمد۔ جو پالیسی کٹ موشنز کے متعلق ہے یہ اس کے ماتحت نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ شیخ صاحب۔ انہوں نے آپ کی بات من لی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جہاں تک شیخ عزیز احمد صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یہ بالکل درست ہے لیکن ہم خود welcome کر رہے تھے۔ حاجی سیف اللہ صاحب کی اس تقریر کو۔ دراصل ان کے جتنے بھی تصورات ہیں جو وہ پیش کر رہے ہیں ہم خود اس کے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتے ہیں۔ ورنہ اصولی بات یہ ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بالکل درست ہے۔ یہ اسٹیبلشمنٹ کے متعلق جو اخراجات ہیں ان کے بارے میں یہ فرما سکتے ہیں۔ یہ جو اتنی اسٹیبلشمنٹ رکھی ہوئی ہے وہ خاص اسٹیبلشمنٹ ہے۔ اور جن معاملات پر وہ بحث کر رہے ہیں وہ بالکل جنرل ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ یہ ہے بھی جنرل ایڈمنسٹریشن اور جس ہیڈ اور جس ڈیمانڈ پر میں تقریر کر رہا ہوں اگر جناب وزیر اعلیٰ اسے غور دیکھیں تو حکومت کا کوئی شعبہ۔ حکومت کا کوئی فرد۔ حکومت کی کوئی ایجنسی ایسی نہیں ہے جو اس ڈیمانڈ میں نہ آئے اور وہ تو ایک بہت بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں انہیں دعوت دوں گا کہ وہ 57 - 1956ء کی اسمبلی

کے مباحثات اٹھا کر دیکھیں کہ کٹ موشنز پر سات سات دن بحث ہوتی رہی۔ اگر کم ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔ اور یہ بحث بہت تفصیل سے ہوئی۔ اسی سے آپ نے سیکھنا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ چلیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ میں اچھائیاں آئیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ رہیں مگر اچھے بن کر رہیں۔ ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم آپ کے بھائی ہیں۔ ہمارا کام آپ کی اصلاح کرنا ہے۔ ہمارا کام آپ پر تخریبی تنقید کرنا نہیں ہے۔ ہمارا کام تعمیری تنقید کرنا ہے تاکہ جو کچھ ہم کہیں اگر اس میں کچھ اچھائی دکھائی دے۔ اگر اس میں کچھ فائدہ دکھائی دے تو آپ اسے اپنائیں اور اگر بری چیز ہو تو آپ اسے دیوار پر مار دیں۔ اسے پھینک دیں۔ میں کسی کی ذات پر حملہ نہیں کروں گا۔ میں ذاتیات پر نہیں آؤں گا۔ میں اصول کی بات کر رہا ہوں کہ آزاد معاشرے کی انتظامیہ ہوتی کیسی ہے۔ انتظامیہ نام کس چیز کا ہے اور آپ کس طریقے سے چل رہے ہیں۔ جناب والا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے ذاتی طور پر سوشلزم سے بھی کوئی چڑ نہیں ہے۔ اگر آپ اصل سوشلزم لائیں۔ جو سوشلزم کا اصل اصول ہے میں تو خود اس کا مداح ہوں۔ میں خود اس کا قائل ہوں مگر یہ منافقت میں نہیں مانتا۔ یہ ملغوبہ میں نہیں مانتا کہ دل امریکہ میں ہو اور وجود چین میں ہو۔ یہ کام نہیں دیتا۔ کل میرے نہایت بزرگ۔ نہایت واجب الاحترام جن کا میں دلی احترام کرتا ہوں۔ وہ نہایت ٹھنڈے مزاج کے وزیر اعلیٰ ہیں نے بھی فرمایا کہ جب تک ہم خود کفیل نہیں ہوتے اس وقت تک ہمیں سامراجیت کا محتاج رہنا پڑے گا۔ میرے قابل وزیر اعلیٰ۔ میرے نیک دل وزیر اعلیٰ سن لیں۔ جب تک آپ محتاجی قبول کریں گے سامراجیت کی زنجیریں اتنی مضبوط ہیں کہ آپ ان سے نکل نہیں سکتے۔

میخانہ یورپ کے انداز نرالے ہیں

دیتے ہیں سرور اول لاتے ہیں شراب آخر

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ انہیں دھوکہ دے دیں گے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے دھوکہ میں آ جائیں گے؟ آپ انہیں دھوکہ دیں گے کہ ہم سامراجیت کو ختم کر کے رہیں گے اور وہ اجازت دیں گے کہ آپ مساوات محمدی قائم کریں۔ آپ سوشلزم لائیں؟ امریکہ آپ کو اجازت دے گا؟ برطانیہ آپ کو اجازت دے گا؟ فرانس آپ کو اجازت دے گا؟ نہیں۔ نہیں۔ چین نے کس کی اجازت لی؟

شیخ عزیز احمد۔ جناب۔ گزارش یہ ہے کہ میں ان کی قابلیت کا قائل ہوں۔ لیکن جہاں تک ان کی تقریر کا تعلق ہے بجٹ میمورنڈم کے صفحہ 84 پر لکھا ہے

کہ اس کے تحت پالیسی کیا ہے ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن 25 کے تحت کیا کیا چیزیں ہیں ۔ اور اس کی پالیسی کیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ شیخ صاحب ۔ میں نے آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کیا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ ان کی تقریر کا مقصد تنقید برائے تنقید اور اعتراض برائے اعتراض ہے ۔ نئے رولز پرانے رولز سے بالکل مختلف ہیں ۔ رول 114 کے تحت کٹ موشنز کی تین دفعات ہیں ۔ ایک پالیسی کا تھا ۔ ایک ٹوکن کا تھا اور ایک اٹونومی کا تھا ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ اپنی تقریر کو پالیسی تک محدود رکھیں ۔ یہ تو جنرل بحث ہو رہی ہے اور اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میں نے انہیں بھی کہا تھا کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں اور یہ بھی آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کی پارٹی کے قائد ۔ وزیر اعلیٰ نے انہیں دعوت دی ہے کہ وہ کھل کر اپنی بات کریں ۔ اور روایات بھی ایسی ہی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کو وزارت کی امیدواری ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اگر ہم صحیح معنوں میں اپنے آپ کو اپنے منشور کے مطابق اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کرتے ہوئے ڈھال دیں تو یقین جانئے کہ عوام اب بھی قبول کرنے کے لیے تیار ہیں ۔ عوام اب بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں نمائندہ حکومت رہے ۔ ہم بھی چاہتے ہیں اور ہر آزاد اور جمہوری آدمی چاہتا ہے مگر اس کے لیے جو تقاضے ہیں وہ پورے کیجئے ۔ آپ اندازہ لگائیں اس غریب صوبہ ۔ اس پسماندہ صوبہ کی پسماندگی اور غربت کا جس کا ذکر کل اڑھائی گھنٹے وزیر خزانہ کرتے رہے ۔ وہ غریب صوبہ جہاں پر ہر ایک لاکھ آبادی پر صرف ایک بستر ہسپتال میں ملتا ہے ۔ یہ ہے اوسط کہ ہر ایک لاکھ کی آبادی میں ایک بستر ملتا ہے اور یہ طبی سہولت کی حالت ہے ۔ میں میزانیہ کی تصویر بھی دکھاؤں گا ۔ میں بتاؤں گا کہ پنجاب کیا رہ گیا ہے ۔ پنجاب کو کیا ہو گیا ہے ۔ پنجاب کو کس طرح کھایا گیا ہے اور جن لوگوں نے کھایا ہے وہ اب بھی اندھوں کی طرح دھاڑ کر رہے ہیں کہ پنجاب لٹ گیا ہے ۔ میں وہ تصویر بھی پیش کروں گا ۔ اس غریب صوبہ کے غریب بجٹ میں غریب وزیر خزانہ نے 6 لاکھ 82 ہزار روپیہ صرف وزراء ۔۔۔ ۔ میں بھول گیا ۔ پھر یہ کہیں گے کہ اس نے سالانہ خرچ بنا دیا ہے ۔ اوسطاً 3782 روپیہ ملہوار وزراء کے الاؤنس خرچ اور تنخواہ رکھی گئی ہے ۔ آپ تقسیم کر لیں ۔ یہ دوسرے تمام لوازمات سے علیحدہ ہیں ۔ یہ تو صرف وہ ہیں کہ جو نقدی کی شکل میں

آپ نے وصول کرنے ہیں ۔ یہ تو میں نے ان کی ماہانہ اوسط بیان کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہم وصول کر رہے ہیں تو ہمیں بھی یہ حق نہیں پہنچتا اور اگر آپ وصول کر رہے ہیں تو آپ کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا ۔ آپ بڑے بھائی ہیں ۔ آپ مثال پیدا کریں ، ہم اس کی تقلید کریں گے ۔ آپ دیکھیں گے کہ جس دن آپ اعلان کریں گے کہ وزیر کوئی تنخواہ نہیں لے گا ہر وزیر معمولی وظیفہ لے گا ، وزیر اتنا پیسہ لے گا جتنا ان کے خرچ کے لیے پورا ہو سکتا ہے ۔ اپنی ٹھاٹھ باٹھ کوٹھیاں کاریں یہ وہ سب ختم کر دے گا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ایوان کا بھی ہر باضمیر ممبر پکار اٹھے گا کہ ہم بھی اس غریب صوبے کا کچھ لینے کے لیے تیار نہیں ۔ مثالیں پیدا کریں ۔ جناب والا ۔ دفتری نظام انگریز کا ایک ایسا نظام اس ملک میں پڑا ہے ، ایک ایسا بیج بو کے وہ دے گیا ہے ، جس کی فصل ہمارے ورثے میں آئی ہے ، ہم کاٹ رہے ہیں ۔ ہر حکومت جو بھی آئی ہے ، آتے ہی اس نے اس ملک میں یہ کام کیا کہ تطہیر ، تطہیر ۔ نکالو افسروں کو ۔ ارے بھائی نکالو تو تب جب چند خراب ہوں اور باقی ٹھیک ہوں ۔ جہاں سارے کا سارا معاشرہ ہی خراب ہو چکا ہو ، سارے کا سارا قصہ ہی ختم ہو چکا ہو ، اس میں آپ کا کچھ سیاسی مقصد تو بن سکتا ہے ، ایک خوف پیدا ہو سکتا ہے ، اور اس خوف کا نتیجہ کیا ہو چکا ہے ؟ اب وہ آپ کی صحیح رہنمائی کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ۔ آپ کا خوف ان پر اتنا مسلط ہو چکا ہے کہ انہوں نے آپ کو ایک ایسے راستے پر چلا دیا ہے ۔ اگر آپ دن کو رات کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ رات ہی نہیں ، بلکہ اندھیری رات ہے ، اس میں چاند کا نام و نشان تک نہیں ۔ آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ ایڈمنسٹریشن کے لیے موزوں ہے ۔ وہ پولیس جس کو آج آپ اپنا ملجا و ماوٰی بنا کر رکھتے ہیں ، جس کے سائے اور پناہ میں آپ ہر وقت چلتے ہیں ، ہر وقت آتے ہیں ، ہر وقت جاتے ہیں ۔ یہ بھی آپ کو پتا ہے کہ انہوں نے ، میں معافی چاہوں گا کہ میں استعمال کرنے سے پہلے آپ سے پوچھوں کہ کیا لفظ استعمال کروں ، آپ کو بے وقوف بنایا ہے یا کچھ اور بنایا ہے ۔ انہوں نے آپ کے دل میں ایسا خوف ، ایسا وسوسہ طاری کر دیا ہے کہ آپ حفاظت میں نہیں ہیں ، آپ خطرے میں ہیں اور یہی ایک خوف پیدا کر کے وہ مخلوق خدا کو تباہ و برباد کر رہے ہیں ۔ آپ کا صوبہ پولیس سٹیٹ بن چکا ہے ۔ آج آپ نے پولیس کو صرف اس کام کے لیے لگا دیا ہے کہ وہ جلوسوں کو منتشر کرے ، عوزتوں پر لاٹھیاں برسائے ، طلبہ پہ ڈنڈے برسائے ۔ ان کا اصل کام تھا نظم و نسق کو قائم کرنا ۔ ان کا اصل کام تھا Implementation of Pakistan Penal Code وہ کہاں گیا ؟ آپ اگر پولیس کو استعمال کراتے ہی ہیں تو اپنی منشا کے مطابق ۔

وزیر اعلیٰ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ یہ جناب بالکل درست ہے کہ اگر حاجی سیف اللہ صاحب اس عنوان پر تقریر فرماتے رہیں تو ظاہر ہے کہ ایک گھنٹہ وہ

مزید تقریر فرما سکتے ہیں اور ہمیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن پھر بھی وقت کی قلت کے پیش نظر اس کا تقسیم ہونا بڑا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں آپ ذرا وضاحت فرمائیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ پہلے بھی رولنگ موجود ہے۔

I have to discuss each and every aspect of the cut motion.

جناب: مجھے آپ کا سارا ڈیپارٹمنٹ لینا ہے۔ مجھے اس شعبے پر عام بحث کرنی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ میں اتنا لمبا وقت لے جاؤں کہ کسی اور کٹ موشن کے پیش ہونے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ وہ دوسری بات ہے، مگر آپ چیک نہیں کر سکتے۔ اگر ٹائم نہ بچا تو باقی کٹ موشنز خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے، اس پوائنٹ آف آوڈر پر رولنگ بعد میں دی جائے گی۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ بجا ہے جناب۔ مجھے حیرانی ہے جناب والا، کہ اس دن میں پولیس کا نام اپنی ڈسکشن میں ذرا سا اپنی زبان پر لایا تو میرے فاضل وزیر خزانہ یک دم اچھل کر کھڑے ہو گئے اور آج میرے منہ سے پولیس کا نام نکلتا ہے۔۔۔۔۔

وزیر اعلیٰ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن۔ میں ان کی اس تجویز کو بالکل خوش آمدید کہتا ہوں، اگر اسی پر ساری بحث ختم کی جاتی ہے اور دوسری کٹ موشنوں کا وقت نہیں آتا، تو ہم خوش آمدید کرتے ہیں اور بالکل تیار ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ گزارش یہ ہے کہ جتنی کٹ موشنز آئی ہیں وہ اس طرف سے آئی ہیں۔ آپ نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ بحث کی چار دیواری کے اندر ممبر متعلقہ ہے یا نہیں۔ یہاں اس ایوان میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں محکمہ تعلیم تک پر تنقید کی گئی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ججمنٹ ریزرو ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ ہم خود جنرل ایڈمنسٹریشن پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کسی صورت میں آپ ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں بھی باتیں کر سکیں تو بہتر ہو گا تا کہ ہم بھی اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہہ سکیں تا کہ عوام کو کچھ معلوم ہو سکے۔ بہر حال یہ اب آپ پر منحصر ہے کہ آپ نے کون سا طریقہ اختیار کرنا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ پولیس دن بدن بڑھتی جا رہی، نفری بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک پولیس کے بجائے صوبے میں دو پولیسیں ہو گئی ہیں۔

ریزرو آرمڈ فورسز بھی قائم کر دی ہیں اور جرائم کا اللہ ہی حافظ ہے ۔ مخلوق خدا کا خدا ہی حافظ ہے کہ ان کے ساتھ کیا بیت رہی ہے ۔وہ آپ کی حفاظت تو کر رہے ہوں گے ، وہ آپ کی کوٹھی پہ پہرہ تو دے رہے ہوں گے ، وہ آپ کے فرمانوں کی تعمیل تو کر رہے ہوں گے ۔ لیکن جو ان کا اصل کام ہے ، وہ اس سے محروم ہو چکے ہیں ۔ انہیں فرصت ہی نہیں مل رہی کہ وہ جا کے غریب عوام کی داد رسی کرائیں ، وہ چور کو پکڑ سکیں ، وہ ڈاکو کو پکڑ سکیں ، وہ قاتل کا ہاتھ روک سکیں ۔ ان میں یہ سکت اور ہمت ہی نہیں رہی ۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاؤں میرے فاضل وزیر اعلیٰ ، میں آپ ہی آپ کو بتاؤں کہ پولیس میں کیا ہو رہا ہے ۔ ایک قتل ہوتا ہے ، ایک بوڑھی عورت کا بھانجا ان ڈھارے قتل کر دیا جاتا ہے ، احمد پور کے علاقے میں قتل ہوتا ہے ۔ رو رو کے تھک جاتی ہے ، وہاں اس کی داد رسی قطعاً کوئی نہیں کرتا ۔ پولیس گرفتار نہیں کرتی ۔ دن کا واقعہ ہے ، گواہ موجود ہیں ۔ پولیس کا اثر تو اتنا ہے کہ کسی کو گرفتار نہیں کر سکتی ۔ عورت آتی ہے ، روتی ، چیختی ، چلاتی اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس عورت کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے ، دوسرے وقت کا نہیں ۔ وہ کیا کیا بیچ کے اور قرض لے کے لاہور پہنچی ۔ وہ جس وقت گورنر ہاؤس پہنچی ۔ میں اچھی چیز کو اچھا کہنے کا قائل ہوں ، بری چیز کو برا کہنے قائل کا ہوں ۔ پہلے تو اسے دربانوں نے روکا ، جب گورنر کو علم ہوا کہ ایک سائلہ ہے ، بوڑھی آئی ہے جو رو رہی ہے ، چلا رہی ہے ۔ انہوں نے اس عورت کو بلایا اور اس کو آرڈر لکھ دیا آئی جی کرائمز کے نام کہ وہاں سے اس کا مقدمہ ٹرانسفر کرو اور اس کی تحقیقات کراؤ ۔ گورنر کا آرڈر لے کر اس عورت کی خوشی کا عالم میں نہیں بتا سکتا کہ جو اپنے صوبے کے سربراہ کے حق میں اس کے الفاظ تھے ۔ جو دعائیں وہ دے رہی تھی کہ دربانوں نے تو روکا ، مگر انہوں نے زبردستی اسے اندر بلوا لیا ۔ وہ میرے پاس آئی کہ میں اصل کام تو کر آئی ہوں ، اب میں نے آئی جی کا دروازہ نہیں دیکھا ۔ خدا کے لیے میرے ساتھ چلو اور مجھے کم از کم آئی جی سے ملواؤ ۔ جناب والا ۔ میں پورے دو دن کوشش کرتا رہا دو دن کے بعد مجھے ملاقات کا وقت ملا ۔ میں نے جب گورنر کا آرڈر انہیں جا کے دیا تو انہوں نے میرے رو برو کچھ لکھا ، اور لکھنے کے بعد اپنی دراز میں ڈال دیا اور کہا کہ ہو گئی تفتیش تبدیل ۔ میں نے کہا ، جی بہت اچھا ، بڑی مہربانی میں نے اس عورت کو آ کر خوشخبری سنائی ، ہر بڑی بوڑھی کو ہم ماسی کہا کرتے ہیں ، ماں کی بہن ، میں نے کہا ، ماسی ، جا تیرا کام ہو گیا ۔ تو ابھی پہنچے گی نہیں کہ پیچھے سے تفتیشی افسر پہنچ جائے گا ۔ اور تیرا انصاف بہر حال ہوگا ۔ وہ چلی گئی میرے کہنے پر ۔ میں حلیفہ کہہ رہا ہوں کہ کہ پورے ایک مہینے بعد وہ عورت پھر روتی چلاتی آئی کہ میں تو انتظار کرتے

کرتے تھک گئی ، وہاں تو پتا تک بھی نہیں ۔ کوئی آیا ہی نہیں ، کسی نے بلایا ہی نہیں ، کس نے پوچھا ہی نہیں ، بلکہ مقامی پولیس ہم سے الٹا خفا ہو گئی ہے ۔ میں جناب والا ، اس وقت اس عورت کو ساتھ لے کر بھاگا بھاگا کرائمز برانچ میں گیا ۔ وہاں جا کے میں نے ڈی آئی جی صاحب ، کو کہا کہ جناب ، گورنر صاحب کا آرڈر ، آئی جی صاحب کا اس کے اوپر آرڈر ، اور اس پر طرفہ یہ کہ ایک مہینہ ہو گیا ۔ یہ بیچاری پہلے پتا نہیں کتنا زیر بار ہو کر آئی ہے ، پھر دوبارہ آ رہی ہے ۔ اسی پر رحم کرو ۔ کیا ایسی خرابی پیدا ہو گئی ہے ۔ قتل کا کیس ہے ، کوئی آپ سے رعایت نہیں چاہتی ، انصاف چاہتی ہے ۔ پہلے تو فائل نہ ملے فائل ملی تو کہا کہ جی ہم نے تو تین ٹیلی پرنٹر لکھے ہیں کہ یہ کیس آپ بھیجیں ۔ میں نے کہا جی، کیس بھیجیں ؟ یہاں تو تفتیش نہیں ہوئی تھی ۔ comments بھیجیں مقامی پولیس کے پاس ۔ ساڈی مثال تے گدی جہئی اے ریاستی دی کہ یار وی اوہو تے پہنچان وی اوہوتے ۔ مقامی پولیس سے جناب comments منگائے جا رہے ہیں ۔ کہ ccomments تم دو ۔ میں نے کہا جی گورنر صاحب کے آرڈرز میں نے خود پڑھے ہیں اور کلیئر آرڈر ہیں کہ transfer the case to Crimes Branch for investigation : میں نے اپنے ہاتھ سے دیا ہے یہ آرڈر ۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے تو آئی جی نے comments مانگے ہیں ۔ یہ تو انہوں نے نہیں لکھا کہ investigate کرو ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آپ اب بھی یہ حق مانگ رہے ہیں اور اب بھی آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ اتنی خطیر رقم پولیس پر خرچ کریں ۔ آپ اب بھی اس پولیس پر اعتماد کر رہے ہیں ، اب بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ کو یہ بدنام کر رہے ہیں یا آپ کے لئے لیک نامی کا باعث بن رہے ہیں ۔ یہ آپ کی بربادی کا موجب بن رہے ہیں یا آپ کی حفاظت کا موجب بن رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ قطعاً آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ اس خزانے سے اس شعبے کے لئے ایک پائی بھی خرچ کریں جس کا عوام کو فائدہ نہیں اور صرف حکمرانوں کو فائدہ ہو ۔ عوام کو انصاف نہیں ملتا ۔ عدالتوں میں جائیں دھکے ملتے ہیں ۔ پولیس میں جائیں سفارش ساتھ نہ ہو تو کوئی سنتا نہیں ہے ۔ سفارش ساتھ نہ ہو تو مظلوم گرفتار ہو جاتا ہے اور گناہ کرنے والا آزاد پھر رہا ہوتا ہے ۔ یہ کیسا معاشرہ ہے ؟ یہ کیسی صبح ہے ؟ یہ کیسا انقلاب ہے ؟ یہ کیسی تبدیلی ہے ؟ یہ کیسا سوشلزم ہے ؟ یہ کیسا اسلامی معاشرہ ہے؟ اسی لئے پاکستان نہیں بنا تھا ۔ اسی لئے پیپلز پارٹی حکمران نہیں ہوئی تھی ۔ کہیں انقلاب لائیں جو سب کی نظر میں ہو اور سب یہ کہیں کہ ہاں یہ انقلاب آیا ہے ۔ کوئی تبدیلی پیدا کریں تبدیلی افراد سے نہیں ہوا کرتی تبدیلی اعمال سے ہوا کرتی ہے جس کو ایک ایک آدمی ، ایک ایک فرد محسوس کرے ۔ کہ اب ہمارے اوپر صبح طاری ہو گی ۔ صبح کی نمود ہو گی یہ مسئلہ تو کافی عرصے سے ٹلتا

آ رہا ہے۔ شروع میں جب پاکستان بنا تھا اور حکومت قائم ہوئی تھی تو انہوں نے بھی یہی بہانا بنایا کہ ہم پر بڑا بوجھ ہے۔ مہاجرین کا بوجھ پڑ گیا ہے۔ فلاں بوجھ پڑ گیا ہے ابھی ہم پروگرام implement نہیں کر سکتے۔ کبھی کشمیر کا مسئلہ کھڑا ہو گیا کبھی رن کچھ کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ کبھی تاشقند کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ یہ قوم تو انہی مسئلوں میں الجھ کر رہ گئی ہے اور مثالیں کیا دیتے ہیں کہ جناب 23 سال لگے تھے اسلام کے انقلاب میں۔ میرے بھائی اسلام کا انقلاب روحانی انقلاب تھا۔ وہ تو وحی نازل ہوتی تھی۔ تازے قوانین نازل ہوتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے قانون نہیں دیتے تھے جب تک اوپر سے نہیں آتے تھے اور وہ مشیت ایزدی سے چلتے تھے۔ اور جس وقت قرآن نے کہہ دیا کہ "اکملت لکم دینکم" آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ پھر بتاؤ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو نافذ کئے دنوں میں کیا۔ کیا انہوں نے اسے ایک دن میں نافذ کیا یا نہیں کیا؟ جس وقت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالی تو مرتدین نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا کہ زکوۃ تو حضور کے زمانے میں تھی۔ حضور کے بعد ہم زکوۃ نہیں دیتے۔ اس وقت حالات کچھ اس قسم کے تھے کہ فوجیں باہر گئی تھیں۔ ملک کے اندر حضور کے وصال مبارک کے بعد لوگوں کے دل بڑے غمگین تھے اور اکثر صحابہ نے جن میں حضرت عمر فاروقؓ جیسا نوجوان بھی تھا یہ مشورہ دیا کہ یا امیرالمومنین ازراہ کرم آپ ذرا نرمی برت لیں یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ ہم سختی کر کے کسی قسم کا انتشار مول لیں۔ یا کوئی اور ایسی چیز کریں۔ آپ ذرا نرمی سے کام لیں اور اس میں سختی نہ کریں۔ کیا جواب دیا ابوبکر صدیقؓ نے؟ آپ نے کہا کہ اے عمرؓ اچھا ہوتا کہ اگر ماں تمہیں نہ جنتی۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ کفار میں اتنے سخت تھے اور اسلام میں اتنے نرم ہو گئے ہو۔ اللہ کی قسم اگر ایک رسی اونٹ کی زکوۃ بھی کوئی حضور کے زمانے میں دیتا تھا اور اب نہیں دیتا تو ابوبکر صدیقؓ کی تلوار اس کے خلاف جنگ لڑے گی۔ کتنے سال کی مہلت مانگی تھی انہوں نے؟ کتنے سال کا معاشرے کو ٹھیک کرنے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا؟۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کتنی مہلت مانگی تھی؟ آپ سے کوئی کم مسائل ان کے پاس نہیں تھے۔ ان کے تو ملک کے اندر کفر اور حق اور باطل کی جنگ ہوا کرتی تھی۔ اب تو جنگیں سرحدوں پر ہوتی ہیں۔ کون آپ کو قانون بنانے سے روکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

Begum Syeda Abida Hussain : Mr. Speaker Sir, I think it will be only fair to the scholars of Islam within this House and all the Hon'ble Members to get the source of the quotation that

the Hon'ble Member, Haji Muhammad Saifullah Khan is making. I think when he is quoting Khulfe-e-Rashdeen he should quote the Hadish as well.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ خلفائے راشدین کے وقت میں حدیثیں نہیں ہوا کرتیں وہ صرف حضور کے وقت میں ہوا کرتی ہیں ۔

Mr. Speaker :—She has said "sources' as well.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سر یہ شبلی نعمانی کی لکھی ہوئی تواریخ ہیں ان کو بیگم صاحبہ پڑھیں ۔ ابوبکر صدیقؓ پر بھی ہیں ۔ الفاروقؓ پر بھی ہیں ، عثمان غنیؓ پر بھی ہیں ۔

Begum Syeda Abida Hussain : Mr. Speaker Sir, when the Hon'ble Member makes a quotation, or any member makes a quotation, on as important a subject as religion, I think it is only fair to the Members of the House to be given the date, the volume.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تاوقتیکہ مجھے کوئی چیلنج نہ کرے کہ تم غلط کہہ رہے ہو میں اس کا پابند نہیں ہوں ۔

وزیر تعمیرات مواصلات ۔ وہ یہی کہہ رہی ہیں کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں انہوں نے یہ نہیں کہا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ حوالہ دیں ۔ اگر یہ بات ہے تو وہ چیلنج کر دیں کہ آپ کہہ رہے ہیں ۔

Begum Syeda Abida Hussain : I am sorry, all I am trying to say is that since Haji Sahib is trying to teach us the History of Islam, we would like to learn it properly and we would like to know what source he alludes to.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سے کتابیں ساتھ لے آیا کروں گا ۔ (قہقہہ)

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ پولیس کو اتنا بے لگام نہ بنائیں ۔ اتنا خود مختار نہ بنائیں اور یہ اس وقت قابو میں آسکتی ہے ۔ اس وقت یہ معاشرے کی میں کہتا ہوں اچھی سروسز میں شمار ہو سکتی ہے ۔ اس وقت یہ عوام کی خادم بن سکتی ہے جب آپ قانون کے پابند ہو جائیں گے ۔ آپ کوئی حکم انہیں ایسا نہ دیں ۔ کوئی بھی کام ان سے ایسا نہ لیں جو ان کے فرائض منصبی یا قانون کے خلاف ہو ۔ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں ۔ افراد آتے جاتے رہتے ہیں ملک قائم رہنے کے لئے ہوا کرتے ہیں ۔ اصول قائم رکھیں ۔ اصول باقی رکھیں جو قومیں اصول رکھا کرتی ہیں وہ قومیں کبھی نامراد نہیں ہوا کرتیں ۔ ہمیشہ بے مراد وہی قومیں ہوا کرتی ہیں جو بے اصول ہوا کرتی ہیں ۔ جن کے کوئی پرنسپلز نہیں ہوتے ۔ جن

کے کوئی ۔ fundamental rights نہیں ہوتے ۔ جن کے کوئی رولز نہیں ہوتے ، تو خدا کے لئے آپ مہربانی سے اس قسم کا معاشرہ تشکیل دیں ۔

اس کے بعد جناب والا ہماری ایڈمنسٹریشن میں ہوتا کیا رہا ہے ۔ ہماری اس میں پالیسیاں کیا وضع ہوتی رہی ہیں ۔ کہ جو بھی آیا اس نے اپنی منشاء کے مطابق قوانین بنوانے کی کوشش کی ۔ اس نے اپنی منشاء کے مطابق پالیسیاں وضع کرنے کی کوشش کی ۔ جناب والا ۔ ایک ادنیٰ سی مثال میں آپ کو دوں کہ اس وقت اس صوبے میں محکمہ جنگلات نے کیا تباہی مچا رکھی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے جنرل ایڈمنسٹریشن میں ایک اچھا خاصہ خرچہ رکھا ہے آپ غریب لوگوں کے پاس جا کر پوچھیں کہ جنگلات کے محکمے نے کتنے درخت لگائے ہیں ۔ کتنے اجاڑے ہیں ۔ کتنے کاٹے ہیں ۔ لیکن کاغذی کارروائیوں سے کس طرح آپ کو انہوں نے خوش کر کے رکھ دیا ہے ۔ یہ جو ایڈ منسٹریشن ہے یہ عجیب عجیب طرح استحصال کرتی ہے ۔ عجیب عجیب قصے پیدا کرتی ہے ۔ جنگلات کے محکمے کے پاس جس وقت صرف جنگلات تھے اس وقت ان پر ذمہ داری ہوتی تھی ۔ ان کے رقبے محدود ہوتے تھے ۔ انہیں کار گزاری دکھانا پڑتی تھی کہ سال میں کتنے درخت لگائے ۔ سال میں کیا پیدا کیا کتنے درخت کاٹے ۔ کتنے درخت بڑھائے ۔ ملک خدا بخش بھٹہ صاحب جس وقت وزیر زراعت بنے تو ان کے پاس فارسٹ کا محکمہ بھی آیا تو سروسز نے انہیں ترغیب دی کہ حضور والا ایک نہایت کارآمد شعبہ آپ سے بچ گیا ہے ۔ اگر وہ آپ لے لیں تو پھر ساری خدائی کے مالک آپ ہیں ۔ انہوں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جو جنگلات کا محکمہ ہے اس کو قبضے میں لیں تو جب یہ آپ کے پاس آئے گا تو اس صوبے کے تمام درخت ہمارے قبضہ میں آجائیں گے ۔ کوئی مثال ؟ کوئی طریقہ ؟ کہا جناب یہ نہروں کے کناروں پر جو درخت لگے ہوئے ہیں ان کو بھی آپ اپنی تحویل میں لے لیں گے اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو یہ کہ جب آپ کھڑے ہوں گے ہاؤس میں اور آپ بتائیں گے کہ جناب میں نے جب وزارت کا قلم دان سنبھالا تھا تو ملک بھر میں دو کروڑ درخت تھے اور جب نہروں کے درخت بھی ہمارے پاس آجائیں گے تو ان کا بھی شمار کر کے ہم کہیں گے کہ اب میرے آنے کے بعد دس کروڑ ہو گئے ہیں ۔ یہ کوئی نہیں دیکھے گا کہ نہروں کے درخت اس میں آ گئے ہیں ۔ اور دوسرا فائدہ یہ کہ نہروں کی پٹڑیاں بھی آپ کے قابو میں بالواسطہ طور پر نہر کا محکمہ بھی آپ کے قابو میں آ جائے گا ۔ اس ایوان کا کون رکن نہیں جانتا ۔ کون فاضل رکن نہیں جانتا کہ محکمہ انہار کے پاس جس وقت درخت تھے ۔ جس وقت یہ پٹڑیاں ان کے پاس نہیں تو ایک تو خرچ بھی کم ہوتا تھا ۔ وہ بیلدار جن کے ذمہ درخت تھے ان کی نگرانی کرنا ان کے ذمے ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ نہروں کے کناروں کی نگرانی بھی ان کی ذمہ داری ہوا کرتی تھی ۔ وہ اچھی طرح چوکیدار کیا کرتے تھے اور ایک ایک درخت کو پانی

دیتے تھے اور جب ایک ایک درخت کو پانی دیتے تھے تو ایک ایک چھہ نہر کا ان کی نظر سے گزرتا تھا کہ فلاں جگہ پر کنارہ کمزور پڑ گیا ہے یا فلاں جگہ پر خرابی واقع ہو گئی ہے اور اس کی مرمت ہونا ہے ۔ اب تو درخت ہی نہیں ان کے پاس ۔ اب ان کو پانی دینے والا ایک اور محکمہ جنگلات کے بیلدار مزید تعینات کر دیئے گئے ہیں ۔ وہ ویسے ہی برقرار ہیں ۔ یہ کروڑ ہا درخت محکمہ نہر نے لگائے کوئی فاضل عملہ نہیں رکھا انہی بیلداروں سے لگوائے ۔ آپ کی نہروں کو رنگین کیا ۔ آپ کی نہروں کو سر سبز کیا ۔ درختوں کی تعداد بڑھائی ۔ نہروں کو مضبوط کیا اور اس کی چیکنگ اچھے طریقے سے ہوئی ۔ جب جناب یہ فارسٹ کے محکمے کو دے دیئے گئے انہوں نے اپنے بیلدار رکھ لئے ۔ ان کا کام درختوں کو دیکھنا ۔ بیلدار کا کام صبح سائیکل لینا ۔ اپنی منزل مقصود تک جانا واپس آنا اور شام کو جناب نہریں ٹوٹی پڑی ہے ۔ آپ پالیسیاں بنالیں ۔ ایڈمنسٹریشن کو سدھاریں ۔ یہ نہ دیکھیں کہ سیف اللہ کہہ رہا ہے ۔ اس خیال سے نہ سوچیں کہ اس طرف سے تجاویز آرہی ہیں کہ اگر ہم اپنا لیں گے تو صاحب واہ واہ ہو گی کہ دیکھو جی آپوزیشن کا کہا ہم نے مان لیا ۔ میں کہتا ہوں آپ تجاویز دیں ۔ آپ پالیسیاں بنائیں جو جامع ہوں ہم صدق دل سے ان کی تائید کریں گے اور یہ درخت خدار ان کے حوالے کرو ۔ وہ تباہ ہو رہے ہیں ۔ ان کے جھانسے میں نہ آئیں ۔ سروسز کے اپنے مفادات ہوتے ہیں ان کے اپنے فائدے ہوتے ہیں یہ آپ کو ایسے ایسے سبز باغ دکھائیں گے کہ آپ حیران پریشان ہو کر رہ جائیں گے ۔ آپ پالیسیوں کا جائزہ لیں کہ پچھلی حکومتوں میں کیا ہوتا رہا ہے ۔ جو اچھی چیزیں پچھلی حکومتوں کی نظر آئیں انکو اپنا لیں ۔ جو بری چیزیں ہوں ۔ ان کو ترک کردیں ۔ تمام نقشے کہن مٹا دیں ۔ جناب والا ۔ جب انقلاب آئے گا تب کوئی بات بنے گی ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔

جناب والا ۔ بحث لمبی ہو جائے گی میں نہیں چاہتا ہوں کہ اپنے دوستوں کا وقت ضائع کروں میں اپنے اصل مسئلے پر آتا ہوں ۔ میں انتہائی شکر گزار ہوں کیونکہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا ۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرے فاضل وزیر خزانہ نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اور بعض چیزوں کا اعتراف کرتے ہوئے میرا بہت سا بوجھ ہلکا کر دیا ۔ میرا اصل موضوع جو آج سب سے زیادہ تھا اس کا کافی حصہ فاضل وزیر خزانہ کل لے گئے ہیں ۔ لیکن میں تو پنجاب کہ پسماندگی کا رونا رونے آیا تھا ۔ میں بتانے آیا تھا کہ پنجاب کی کیفیت کیا ہے ۔ میں آپ کو سنانے آیا تھا کہ اب سونے کی چڑیا پیتل کی بھی نہیں رہی ۔ اس کو کس طرح برباد کیا گیا ۔ بہت کچھ انہوں نے فرما دیا اب اگر انہیں ناگوار خاطر نہ گزرے تو میں کچھ تھوڑا سا عرض کر دوں ۔ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سے ان کے ہاتھ مضبوط ہو رہے

ہیں اور اگر واقعی ایسے ہو رہے ہیں تو میں مزید سپلیمنٹ کرتا ہوں۔ جناب والا۔ میں آپ کو یہ اعداد و شمار دینے کے لئے آیا ہوں تا کہ آپ دیکھیں کہ وہ پنجاب ہر لحاظ سے اس ملک کا محض صوبہ ہی نہیں بلکہ وہ اس ملک کا دل ہے۔ ملک کا سارا دارو مدار اسی پر ہے۔ وہ دیتا ہے۔ وہ لیتا کیا ہے ؟ اس نے کیا کیا قربانیاں دیں ؟ اس سے کس طرح لیا گیا اور دیا کیا گیا ؟ آپ اندازہ لگائیں کہ گندم سارے ملک میں جتنی پیدا ہوتی ہے تمام ملک میں اس کا 77ء7 فیصد صرف پنجاب میں ہوتا ہے۔ کپاس جناب والا سارے ملک میں جتنی پیدا ہوتی ہے اس کا 5ء7 فیصد صرف پنجاب میں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ملک میں پیداوار کے لحاظ سے پنجاب میں کپاس کا 5ء72 فیصد ہے اور جس وقت جناب والا صنعتوں کا سوال آتا ہے تو پنجاب کے حصے میں گیارہ لاکھ ترپن ہزار چار سو چوہتر spindles آتے ہیں۔ اور باقی تمام ملک جس میں تین صوبے ہیں اور جس میں سندھ بھی شامل ہے۔ ساری پیدا وار کا صرف ساڑھے ستائیس فیصد پروڈیوس کرتا ہے اس کے حصے میں اٹھارہ لاکھ چھ ہزار سات سو پچاسوے spindles آتے ہیں یہ سندھ کے حصے میں ہے۔ پنجاب گیارہ لاکھ۔ سندھ اٹھارہ لاکھ۔ لومز پنجاب کے حصے میں تیرہ ہزار آٹھ سو ستاون اور سندھ جو ستائیس فیصد سے بھی کم پیدا وار دیتا ہے اس کا حصے میں چودہ ہزار سنتالیس لومز آتے ہیں تو یہ جناب والا ہماری صنعت کا حساب ہے۔

اس کے بعد کہاد کو لے لیجئے جو کپاس کے بعد سب سے بڑی cash crop اس صوبے کی ہے۔ اس کا جناب والا تہتر فیصد ہم پیدا کرتے ہیں اور جب ہم جناب والا ملوں کی تقسیم پر آتے ہیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس ملک میں شوگر ملیں 23 ہیں۔ وہ پہلے کی قائم شدہ ہیں۔ اس میں پنجاب کے پاس گیارہ ہیں۔ پیداوار تہتر فیصد ہی ہے مگر ملیں ہمارے پاس 23 میں سے گیارہ ہیں۔ پھر جو نئی گیارہ منظور ہوئی ہیں ان نئی گیارہ میں سے پنجاب کو صرف چار ملی ہیں۔ نتیجہ کیا ہے ؟ جناب والا۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ اس وقت سندھ کا سو فیصد کہاد ملوں میں جا رہا ہے۔ آپ کے پاس ملوں کے کم ہونے کی وجہ سے کہاد کی پیدا وار تہتر فیصد ہے۔ اور شوگر کی پیدا وار آپ کے پاس جناب والا چالیس اعشاریہ نو فیصد ہے۔ یہ اپنی پیداوار ہے۔ آپ بتائیں کہ کتنی ہمارے پنجاب کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ کس طرح آپ کی زراعت ترقی کرے گی ؟ کس طرح اس شعبے میں عوام خوشحال ہوں گے ؟ اگر آپ ان کو ان کے حصہ کے مطابق صنعتیں نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق تلفی ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا صوبجاتی منظور کردہ سرمایہ میں بھی آپ اپنا حصہ دیکھ لیں کہ پنجاب کو صنعتی قرضہ 350ء 59 لاکھ دیا گیا ہے اور سندھ کو 898ء 60 لاکھ دیا گیا ہے۔ یہ صوبجاتی قرضہ ہے جو صنعتی ہے۔ غیر صنعتی

قرضہ پنجاب کچھ بھی نہیں یعنی nil ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں دے رہا ہوں بلکہ یہ آپ کی جاری کردہ کتابوں میں ہے جو پنجاب کی ترقی سے تعلق رکھتی ہیں۔ حکومت پاکستان Statistics of Pakistan جاری کرتی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 187 لاکھ غیر صنعتی قرضہ سندھ کو ملا۔ جب کہ پنجاب کو کچھ نہیں مل رہا۔ جناب والا۔ آپ اس کی میزان بھی سن لیں کہ تمام قرضے میں پنجاب کو 559 لاکھ اور سندھ کو 3 ہزار 85 لاکھ۔ تو جناب والا یہ فگرز ہیں۔

اس کے بعد انڈسٹریل ڈویلپمنٹ پر آئیں۔ میں اپنے فاضل وزیر خزانہ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کے شانہ بہ شانہ پنجاب کے حق کے لئے لڑنے کو تیار ہیں۔ آپ نکلیں ہم آپ کی امداد کریں گے۔ آپ دیکھیں کہ انڈسٹریل investment پنجاب میں کیا ہوا ہے۔ تمام investment کا جناب والا 20ء 5 فیصدی پنجاب میں ہے اور سندھ میں 72ء 9 فیصدی۔ پنجاب کو ختم کر دیا ہے۔ ارے۔ پنجاب کا بوجھ تو دیکھو۔ پنجاب کی قربانیاں تو دیکھو۔ ایک لاکھ قیدی کن ماؤں کا پڑا ہوا ہے۔ ایک لاکھ قیدیوں کے بچے کس صوبے میں بستے ہیں۔ ان کا خرچ کون برداشت کر رہا ؟۔ لیکن افسوس پھر بھی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کھا گیا۔ پھر ہماری حکومت میں اتنی ہمت اور سکت نہیں ہے کہ وہ ایک سال کے بعد ہمیں یہ مژدہ سنائے۔ یہ مژدہ تو سناتی کہ ہمیں ان قربانیوں کے صلے میں اس پسماندگی کی وجہ سے اس ایثار کی وجہ سے مرکز نے یہ صلہ ہمیں دیا ہے کہ چلو۔ اگر اصل نہیں تو سود کی لعنت سے تو ہمیں نجات دے دی جائے۔ جناب والا ڈیڑھ سال کے عرصہ میں وہ ہمیں یہ مژدہ نہیں سنا سکے اور کل یہ دو گھنٹے کہتے رہے کہ انہوں نے پنجاب کو خوشحال کر دیا ہے۔ حضور والا۔ آپ ایک Common-man سے پوچھیں کہ پنجاب کی حالت کیا ہو رہی ہے۔ اس وقت آپ کی سرکاری طور پر released شدہ اعداد و شمار یہ ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی صاحب آپ جنرل ایڈ منسٹریشن پر تقریر کریں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ جنرل ایڈ منسٹریشن کی ساری چیزیں اسی میں ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ ایڈ منسٹریشن نا اہل ہے کہ پنجاب کو اس کا حق نہیں دلا سکتی۔ یہ ایڈمنسٹریشن کا حال ہے۔ کروڑوں اور لاکھوں روپیہ لے رہے ہیں مگر کوئی بھی ہمارے وزراء صاحبان کی راہبری نہیں کرتے ان کو بتاتے نہیں کہ پنجاب کی حق تلفیاں کیا ہیں۔ پنجاب کے ساتھ یہ کیا ہے۔ Per capita income آپ کی 550 روپیہ سالانہ ہے لیکن خرچ کیا ہوتا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی صاحب یہ پالیسی تو بہر حال مرتب کرنا ایڈمنسٹریشن کا کام نہیں ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو پھر کس کا کام ہے جناب ؟

مسٹر سپیکر ۔ کونسل آف منسٹرز کا کام ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا وہ اس میں شامل نہیں ہیں ؟ ان کی تنخواہ تین ہزار سات سو بیاسی روپیہ ماہوار ہے ۔ تو جناب میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ ہماری محرومیاں ہیں ۔ یہ ہمارے ساتھ نا انصافیاں ہیں ۔ اس کے باوجود ہمیں الگ رکھا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ اچھا خاصا روپیہ تعلیم کے اوپر خرچ کر رہے ہیں لیکن ہم دیکھتے کیا ہیں کہ ابھی تک نظام تعلیم نہیں بدلا ۔ جب تک آپ اس ایڈمنسٹریشن کو نہیں بدلیں گے جب تک آپ اس کی کارکردگی کو نہیں بدلیں گے تب تک اس تمام پیسے کا کچھ فائدہ نہیں ہے ۔ جب تک عوام کو ضروریات میسر نہیں آتیں تب تک اس پیسے کا کچھ فائدہ نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا بھی آپ پیسہ خرچ کر رہے ہیں یہ اس وقت جائز اور صحیح تصور ہوگا جب ہمیں یہ ایڈمنسٹریشن ملے جس میں انصاف کا حصول ہو ۔ جس میں انصاف مل سکے اور وہ تقاضے پورے ہو سکیں جو ایک آزاد معاشرے کے اندر ہونے چاہئیں ۔ آپ کیوں اپنی انڈسٹری کو nationalise کرتے ہیں ؟ آپ کیوں زمین چھینتے ہیں ؟ آپ کیوں سرمایہ لیتے ہیں ؟ کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ اگر کرنا ہی ہے آپ نے تو قوم کو nationalise کریں ۔ قوم کے اندر جذبہ پیدا کریں ۔ ملازمین کو nationalise کریں ۔ ان کو ملازم نہ سمجھیں بلکہ اس مشینری کا ایک کل پرزہ سمجھیں ان کے ذہن میں یہ اعتماد ڈالیں کہ آپ اس ایڈمنسٹریشن کے ۔ ملک کے فرد ہیں آپ اس ملک کے نوکر نہیں ہیں ۔ آپ اس ملک کے ڈرائیور ہیں ۔ آپ نے اس ملک کو چلانا ہے ۔ ہم نے گاڑی بنا کر آپ کو دینی ہے ۔ ہم نے انجن بنا کر آپ کو دینا ہے ۔ ہم نے پرزے منگوا کر آپ کو دینے ہیں ۔ چلانا آپ نے ہے ۔ انہیں یہ سکھائیے ۔ جب قوم کو آپ nationalise کر دینگے ۔ قوم کے اندر جذبہ پیدا کر دینگے ۔ جب ان کے اندر احساس پیدا کر دینگے تو چین کی طرح ہے آپ کو ایک پولیس کا آدمی دکھائی نہیں دے گا ۔ معاشرے میں آپ کو ایک شرابی دکھائی نہیں دے گا ۔ معاشرے میں ۔ انتظامیہ میں رشوت دکھائی نہیں دے گی ۔ میں جب قوم کا بن گیا تو میری ہر چیز قوم کی ہے ۔ فرق تو یہ ہے کہ اس وقت ہم مادی ذرائع کو لیتے ہیں اصل چیزوں پر ہم نہیں آتے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ہمارے ذہنوں کو ایڈمنسٹریشن کے ذہنوں کو بدلیں اور وہ اس وقت تک نہیں بدل سکتے جب تک آپ خود پابند نہ ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ اندازاً کتنا وقت لے گے ۔ میں آپ کو پابند نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن چار ڈیمانڈز ہیں جن پر cut motions ہیں ۔ تقریباً گیارہ فاضل اراکین نے ہر موشن پر اپنا نام دیا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا یہ مہربانی نہیں کر سکیں گے کہ آج پچھلے پہر بھی سیشن رکھ لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ہو نہیں سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جس طرح ہم نے تعاون کیا ہے اس طرح ہمارے ساتھ بھی تعاون کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا ہو نہیں سکتا ۔ ورنہ میں کر دیتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آج بارہ بجے رات تک وقت آپ کے disposal پر ہے اس میں تو آپ بااختیار ہیں ۔ یہ تو قواعد میں کہیں نہیں ہے ۔ sitting چلتی جائے گی دن ایک شمار ہوتا ہے ۔ سیکرٹری صاحب بھی آپ کو اس معاملے میں فرما سکیں گے ۔ بہرحال اس میں کوئی دقت نہیں ہے ۔ اسی طرح تقاریر کرنے کا موقع مل جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو extend کر لیں گے ایک سے ڈیڑھ ۔ دو بجے تک ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جو کٹ موشنز ہماری پارٹی کی طرف سے دی گئی ہیں ہم اگر محسوس کرینگے کہ صرف حاجی محمد سیف اللہ خان نے اس موضوع پر سیر حاصل تنقید کر لی ہے تو باقی کٹ موشنز کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم اس کو بھی consider کرینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ اگر آپ نے پانچ سات منٹ میں اپنی تقریر سے فارغ ہو جانا ہے تو پھر میں چائے کا وقفہ اس کے بعد کرونگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے ابھی وقت نے لینا ہے ۔ آپ tea interval کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا کرنل جمیل اللہ صاحب تشریف رکھتے ہیں ؟ اگر کسی اور فاضل رکن نے ابھی حلف نہیں اٹھایا اور وہ بھی تشریف رکھتے ہیں تو گیارہ بج کر پانچ منٹ پر یہ اجلاس ملتوی ہو جائے گا ۔ اور سپیشل سیشن حلف وفاداری اٹھانے کے لئے شروع ہو جائے گا ۔ یہ سیشن گیارہ بج کر پانچ منٹ پر ملتوی ہو کر گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر دوبارہ شروع ہوگا اور گیارہ بج کر پانچ منٹ پر oath کے لئے سپیشل سیشن آج منعقد کیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for half an hour for tea.

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی ہو گئی)

اجلاس خاص

(مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے تحت رسم حلف وفاداری

مسٹر سپیکر ۔ اب رسم حلف وفاداری کی تقریب کا آغاز ہوتا ہے ،

رسم حلف وفاداری

1 کرنل راجہ جمیل اللہ خان
2 مہر محمد ظفر اللہ خان ۔
3 ملک ثنا اللہ خان ۔

Mr. Speaker : The Special Session is adjourned.

پنجاب کا بجٹ بابت سال 74-1973

مطالبات زر پر رائے شماری

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ جنرل ایڈمنسٹریشن جس پر ہم نے وزرا یا ان کے متعلقین۔ Assemblies یا دوسرے اخراجات رکھے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر ایک طائرانہ سی نظر ہم بقیہ اخراجات پر بھی ڈال دیں جو اس بجٹ میں ہم نے جناب والا ۔ تجویز کئے ہیں ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے تو یہ بے جا نہ ہو گا اور میری معروضات سے یہ ظاہر بھی ہو جائے گا کہ اس جنرل ایڈمنسٹریشن میں کس کس مد کس کس محکمہ کس کس مصرف کے لئے کتنی کتنی گرانٹ رکھی گئی ہے تاکہ یہ impression ختم ہو جائے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن ہے کیا چیز ۔ آیا جنرل ایڈمنسٹریشن کا ہم نے لغوی معنی لینا ہے ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کا لغوی معنی لینا کس طرح جنرل ایڈمنسٹریشن تمام صوبے کی معیشت ۔ جمہوریت ۔ حکومت اور ہر شعبے پر حاوی ہوا کرتی ہے اور یہ ویسے ہی ایک ایسا موضوع

ہے جس پر جتنا بھی کہا جائے جتنا بھی سنا جائے ۔ جتنا بھی بتایا جائے وہ کم ہے ۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اگر اس ملک میں اور کچھ نہیں ہو سکا ۔ اور کوئی انقلاب نہ آسکا ۔ اور کوئی کام نہ کر سکے ۔ کوئی بھی ڈویلپمنٹ نہیں ہو سکی ۔ تو ہماری یہ حکومت ۔ میرا یہ نیک دل وزیر اعلیٰ اگر اپنی ایڈمنسٹریشن کو صحیح کرکے اس صوبے کو دے جائے تو میں کہتا ہوں کہ یہ ملک محفوظ ہو جائے گا ۔ یہ ملک کیوں گیا ؟ ۔ یہ ملک کیوں تباہ ہوا ہے ۔ اس ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کیوں ہوئے ؟ اگر آپ اس کی گہرائیوں میں جائیں ۔ آپ غور سے دیکھیں تو ہمارے ساتھ ہمارے اپنوں نے برا کیا ۔ ہماری اس ایڈمنسٹریشن نے جو ہمارا ایک حصہ تھی ۔ ہمارا ایک جزو تھی ۔ جو ہم سے تھے مگر انہوں نے اپنوں جیسا کردار ادا نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ ایک سونے کی چڑیا ہاتھ آ گئی ۔ ایک خوشحال صوبہ ہاتھ آ گیا ہے اس پر جتنا بھی ہم پیسہ بنا سکتے ہیں جتنی بھی مراعات لے سکتے ہیں ۔ جتنا بھی لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں وہ ہمارا جائز اور آئینی حق ہے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے موضوع سے تھوڑا ہٹ گیا ہوں چونکہ بہتر ہوگا غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے میں یہ واضح کروں کہ اس جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں جناب والا ۔ 53,44,544 روپے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے ایک انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ پر خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اس کے علاوہ فنانس ڈیپارٹمنٹ پر 96,95,060 روپیہ سالانہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ پر 7,99,30 روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے لئے 14,72,330 روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ ڈویلپمنٹ کے لئے 8,93,80 روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ محکمہ تعلیم پر 10,50,580 روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ Irrigation & power Deptt. 13,00,700 روپیہ خرچ کیا جا رہے ۔ Communication & Works Deptt پر 7,12,640 روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ انڈسٹریز پر 5,68,768 روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ محکمہ صحت پر 7,97,63 روپے خرچ ہوئے لیبر ڈیپارٹمنٹ پر 2,17,010 روپے فوڈ اینڈ کوآپریشن پر 2,85,030 روپے ۔ محکمہ زراعت پر 11,50,840 روپے ۔ لوکل گورنمنٹ و سوشل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ پر 63,28,080 روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس کے انچارج نہ ہوتے تو میں اس کا نیا نام تجویز کرتا ۔ محکمہ اوقاف پر 88,20 روپیہ ۔ ہاؤسنگ اور فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ پر 4,67,400 روپے خرچ کیئے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ مختصر سی لسٹ میں نے گنوائی ہے ۔ مجھے اس ایوان کے فاضل رکن بتائیں کہ کونسا محکمہ بچ گیا ہے ۔ کونسا ادارہ بچ گیا ہے جو اس میں درج نہیں ہوا ۔ جو جنرل ایڈمنسٹریشن کا جزو نہیں ہے ۔ جس نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے نام پر ۔ اس صوبے کو برباد اور تباہ نہیں کیا ۔

جناب والا ۔ کوپشن کا یہ عالم ہے کہ آج زندگی کا کوئی شعبہ آج کسی بڑے یا چھوٹے آدمی کا کوئی کام رشوت دئے اور رشوت لئے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ انگریز ایک لعنت سرخ فیتے کی اس ملک میں ڈال گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ سرخ فیتے کا یہ عالم ہے اور اس کا ایک پروسیجر چل پڑا ہے کہ کوئی کام نہیں ہو سکتا ۔ کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا ۔ کوئی حکم نہیں لکھا جا سکتا جب تک وہ کلرک اس پر نوٹنگ نہ دے ۔ جناب والا ۔ کون نہیں جانتا ۔ کس کو پتا نہیں ہے کہ اس ملک میں پیسہ تو افسروں کے حصہ میں ہے ۔ افسر صرف پیسہ کمانے کے لئے ہیں اور بڑی تنخواہ لینے کے لئے ہیں ۔ کام کون کرتا ہے ۔ نوٹنگ کون کرتا ہے وہ بیچارہ کلرک ۔ چھوٹا کلرک بیچارہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اصل حاکم اعلیٰ ہمارا وہ کلرک ہے ۔ اصل فیصلہ وہی کلرک لکھتا ہے ۔ جناب والا ۔ آگے کیا ہوتا ہے افسر کا کام ہے کہ مکھی پر مکھی مارے ۔ وہ اس کو پڑھے گا ۔ اپنے نام پر لکیر ڈالے گا اور دستخط کر دے گا اور اگلے کو refer کر دے گا ۔ وہ اس کو پڑھے گا یا نہیں پڑھے گا وہ اس پر لکیر ڈالے گا اور آگے دستخط کر دے گا ۔ یہ کوئی طریقہ ہے ۔ یہ کوئی پروسیجر ہے ۔ فیصلے تب صحیح ہو سکتے ہیں جب فیصلہ کرنے والا سب کچھ اپنی قلم سے لکھے ۔ جب فیصلہ کرنے والا ہر چیز سے واقف ہو ۔ افسر کو پتا تک نہیں ہوتا ۔ اور نیچے سے جو کچھ آتا ہے اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے ۔ تو پھر میں بتاؤں کہ یہ افسروں کی ضرورت کیا ہے ۔ اتنے بڑے عہدوں کی ضرورت کیا ہے ۔ جب فیصلہ لکھنا کلرک نے ہے اور افسر نے صرف سنانا ہے ۔ جب پالیسی بنانی کلرک نے ہے ۔ کام کرنا کلرک نے ہے تو پھر افسروں کی فوج ظفر موج کی ضرورت کیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو ایک لطیفہ سناؤں کہ ہمارے ہاں ایک شخص ایسا آیا ۔ میں اس شخص کا نام نہیں لینا چاہتا وہ ہمارے Late His Highness کے بہت قریب ہو گئے اور اتنے قریب ہو گئے کہ انہیں قریباً "قریباً" تمام تر ایڈمنسٹریشن کے اختیارات سپرد کر دے دئے گئے ۔ ان کے ذمے افسروں کا بھرتی کرنا لگا دیا گیا ۔ اور جب وہ انٹرویو لیا کرتے تھے اور انٹرویو لینے کے بعد جب فیصلے دیتے تھے تو تحصیلدار تو وہ میٹرک پاس لگاتے تھے اور اس کا ریڈر بی ۔ اے پاس لگاتے تھے ۔ کسی نے پوچھا کہ اتنا بڑا ظلم کہ ریڈر بی اے اور تحصیلدار میٹرک ۔ اس نے کہا کہ اسنے کیا کرنا ہے ۔ کام تو اس ریڈر نے کرنا ہے ۔ لکھنا تو اس نے ہے ۔ اس لئے کوایفیکیشن تو اس کی ہمیں چاہیے کیونکہ تحصیلدار نے تو صرف دستخط کرنے ہیں اور یہی کچھ ہمارے یہاں ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ نظام چلانا چاہتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ صحیح نظام چلے تو پھر یہ سی ایس پی اور پی سی ایس کے بڑے بڑے عہدے بڑے آفیسر ان کو آپ کارکنوں میں

کریں اور ان بیچاروں کو جو اپنی قلم گھسا گھسا کر تھک گئے ہیں جو حقیقی کام اس صوبے میں کر رہے ہیں ۔ انہیں افسران اعلیٰ لگائیں تاکہ پتہ چلے کہ کام یہ کرتے ہیں یا وہ کرتے ہیں ۔ اہلیت کا پتہ چلے یہ نظام کب تک چلے گا ؟ کب تک کاریکل جاب چلے گی کب تک یہ پالیسیاں نیچے بنیں گی اور اوپر والے مکھی پر مکھی ماریں گے ؟ میں کہتا ہوں کہ ہر گورنمنٹ کا کام ہے کہ پالیسی کو اپنائے ۔ تخیل خود پیدا کرے پھر اس پر ایک محافظ کی طرح عمل کرائے ۔ جب تک یہ سرخ فیتے کا نظام ختم نہیں کرینگے ۔ انگریز کا دیا ہوا پروسیجرل نظام آپ ختم کریں ۔ میں کہتا ہوں کیا ضرورت ہے نوٹنگ کی کس کتاب میں لکھا ہے ۔ اگر کسی میں لکھا ہے تو وہ ورق پھاڑ دو ۔ آپ کے سامنے فائل پیش ہوتا ہے ۔ اگر آپ سمجھتے ہیں وہ صحیح ہے درست ہے وہ کام بالکل درست ہے جائز ہے ۔ تو کیا ضرورت ہے نیچے بھیجنے کی ایک مثال نہیں بلکہ ہزار ہا مثالیں ہیں کوئی اس کی تردید نہیں کریگا کیا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ڈی سی کو درخواست دیتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو گیا ہے ہمیں پٹواری نے برباد کر دیا ہے ۔ ہمارا انتقال درج نہیں کیا گیا ۔ ہمارے انتقال میں ردوبدل کر دیا ہے ۔ بجائے اس کے کہ ڈی سی خود زحمت گوارا کریں اور اس سائل کو تاریخ دیں اور اس پٹواری کو بھی بلائیں اور اس کا ریکارڈ منگوالیں اور دیکھ لیں کہ کیا یہ صحیح ہے اور اس کا فیصلہ اسیوقت کریں لیکن ہوتا کیا ہے کہ "AC to report" تحصیلدار ٹو رپورٹ نائب تحصیلدار ٹو رپورٹ قانونگو ٹو رپورٹ اور پھر اس کے پاس پہنچتی ہے جس کے خلاف درخواست دی تھی ۔ تو وہ سوچتا ہے کہ اگر پٹواری کے پاس درخواست لے جاؤں تو ساری زمین ختم ہو جاتی ہے ۔ پھر اس کیا علاج کروں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کیا اس طریقے سے انصاف ملتا ہے ؟ یہ نظام انگریز نے دیا تھا ان میں سے کچھ تو ان کا مقصد تھا کہ پڑتال ہو جائے لیکن انہیں یہ پتہ نہیں تھا کہ پڑتال کا مقصد یہاں کیا لیا جاتا ہے ۔ یہاں اس کا معنی کیا ہو گا ۔ وہ کچھ ایسے راستوں پر ڈالنا چاہتا تھا کہ یہاں پر انصاف نہ مل سکے ۔ ان کا جو مائی لارڈ والا تخیل ہے وہ قائم رہے ۔ اب اس کا ہمیں فائدہ تو ہی نہیں لیکن نقصان ضرور ہو رہا ہے کہ رشوت کے سلسلے میں پٹواری کو ایک جھوٹی درخواست دینی ہوتی ہے ۔ پٹواری سے لیکر ڈی سی تک رشوت کا سلسلہ چلتا ہے ۔ کون کہتا ہے کہ رشوت بند نہیں ہو سکتی کون کہتا ہے یہ لاعلاج بیماری ہے ؟ ہمارے اپنے بس کی بات ہے ۔ ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے ۔ اگر پالیسی ایسی بنا دیں ہم ایسے طریقے اختیار کر لیں ۔ اگر ہم ہر کام کے لئے پالیسیاں متعین کرلیں اور یہ موجودہ نظام چلتا رہے ۔ یہ پروسیجرل سسٹم یہ چینل سسٹم ختم کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ رشوت نہیں ہو سکتی میں یہ مانتا ہوں کہ جہاں

سروسز کو لیتے ہیں سروسز کے خلاف اتنا کچھ کہتے ہیں یہاں ان کو تمام برائیوں کا ذمہ دار گردانتے ہیں ۔ وہاں ان کی جائز تکالیف اور مطالبات بھی ہیں ان میں یہ بھی ہے 1947 سے لیکر آج تک سروسز کی اتنی زیادہ دخل اندازی کی گئی ہے کہ وقت آ گیا جب سروسز کو اس ملک کی حکمرانی مل گئی ۔ اب آپ انہیں صحیح پالیسیاں دیں آپ ان کے محاسب بنیں یہ قطعی طور پر باور کرا دیں کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا ہے ۔ ہم کسی کی قسم سفارش نہیں کریں گے ۔ اور جب ہمارے پاس شکائیت آئے کہ فلاں آفیسر نے دانستہ طور پر روڑا اٹکایا ہے ۔ فلاں آفیسر نے کسی کی حق تلفی کی ہے ۔ تو پھر اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے ۔ پھر دیکھیے ایسا ہوتا ہے یا نہیں ۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم گڑ کھا بیٹھے ہے ہیں اور دوسروں کو تلقین کرتے ہیں کہ گڑ مت کھاؤ پہلے خود گڑ کھانا چھوڑو اس کے بعد دوسروں کو روکو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آپ کے قوانین میں آپ کے ریگولیشن میں ہے کہ پٹواری کی گھوڑی کو ایک روپیہ یومیہ الاؤنس اور تحصیلدار کی گھوڑی کو پانچ روپے اس کا خرچ ایک روپے تحصیلدار کی گھوڑی کا خرچ پانچ روپے ۔ مجھے بتائیں کہ پٹواری کی گھوڑی کا پیٹ کم ہے تحصیلدار کی گھوڑی کا پیٹ زیادہ ہے چلو آدمی کا تو فرق رکھا ہے تو پتہ نہیں کب ختم ہوگا ۔ کم از کم جانوروں کا تو ختم کر دو ۔ ہمیں کم از کم اس معیار زندگی سے آگاہ کریں یہ کیا ماجرا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا اصل چیز دیکھنے کی یہ ہے کہ ایڈمنسٹریشن میں وہی heart burning چل رہی ہے ۔ پتہ نہیں کس وجہ سے ہو رہی ہے ۔ سیاست میں heart burning چل رہی ہے اور رعایا اور حاکم کے درمیان heart burning چل رہی ہے ۔ وہ انتظامیہ ہے ۔ مجھے بتائیں کہ ایک چپڑاسی دفتر کا میں اپنے وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ جو ہمیشہ غریبوں کے متعلق کہا کرتے ہیں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک چوکیدار کی تنخواہ ایک سو ہے ۔ یہ ملاحظہ کریں کہ دفتر کا وقت سات بجے ہے ۔ وہ چھ بجے پہنچتا ہے ۔ اس نے دفتر کی صفائی کرنی ہے ۔ وہ اپنے بچوں کو روتا چھوڑ آتا ہے ۔ ان کو سکول نہیں پہنچا سکتا ۔ ان کے ناشتے کا انتظام نہیں کر سکتا ۔ وہ صاحب کی کرسی کی صفائی کرتا ہے ۔ دفتر کی صفائی کرتا ہے ۔ ایرکنڈیشنگ چلاتا ۔ پنکھے چلاتا ہے ۔ قالین کی صفائی کرتا ہے ۔ اس کے بعد باہر دربان کی شکل میں بیٹھ جاتا ہے ۔ پھر جناب والا صاحب آئے یا نہ آئے اسے بیٹھنا ہی پڑتا ہے ۔ اور پھر صاحب آئے ۔ اب وہ اس کے رحم و کرم پر ہے کہ دفتر کا وقت سات اور صاحب گیارہ بجے آ رہے ہیں ، وہ بیٹھا ہے صاحب کے دوست آئے دفتر میں دو بج گئے تین بج گئے ہیں وہ بیٹھا ہے ۔

بیوی مر رہی ہے - اگر کوئی بیمار ہے تو دوائی لانا - روٹی کا سامان لانا - ان کی عورتیں بازار میں سامان لیتی پھرتی ہیں ان کو اتنا وقت نہیں ملتا - صاحب کے لئے ہزاروں روپے تنخواہ اور وقت کم یا دو گھنٹے وہ بھی ایرکنڈیشنگ میں گذرے - اس چوکیدار اور کلرک کا عالم کیا ہے - جب آپ کے صاحب اٹھتے ہیں تب بھی اس کو نجات نہیں ملتی - پھر صاحب کا کانفیڈینشل بکس سر پر رکھتا ہے - میں لاہور کی بات نہیں کر رہا - وزراء کے تو پی ہی نہیں - سی - ایس - پی افسران کے تو ہوتے ہی نہیں - ان کے تو نہ کاغذ لانے پڑتے ہیں اور نہ لے جانے پڑتے ہیں - آپ مضافات میں جائیں - تحصیلوں میں جائیں - وہ صاحب کا کانفیڈنشل بکس کوٹھی پر لے جا رہا ہے - پھر وہ صاحب کی کوٹھی پر پہرہ دے رہا ہے - میں کہتا ہوں کہ کون نہیں جانتا کہ وہ چوکیدار صبح چھ بجے اگر دفتر میں بیٹھا ہے اور رات کے بارہ بجے گھر واپس جاتا ہے - بچوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ باپ آیا ہے کہ نہیں آیا - آپ کیا امتیاز ختم کر رہے ہیں ؟ آپ نے کیا معیار بلند کیا ہے ؟ کن لوگوں کو آپ تین تین - چار چار اور پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ دے رہے ہیں اور کس خوشی میں دے رہے ہیں - آپ مساوات لائیں - ٹھیک ہے فرق رکھیں لیکن اتنا نہ رکھیں - آپ کم از کم اس چیز کا احساس کریں کہ جن کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں - جن کی تنخواہیں اپنی ضروریات سے زیادہ ہیں انہیں کم کریں اور جن کی تنخواہیں کم ہیں انہیں زیادہ کریں - ایک طرف آپ اعداد و شمار دیتے ہیں کہ کم از کم فی آدمی 235 روپیہ ماہوار اخراجات بنتے ہیں اور تنخواہ آپ مقرر کرتے ہیں کم از کم ایک سو روپیہ - بلکہ اس سے بھی کم کے ملازم ہیں - مجھے یہ بتائیں کہ جس کا 35 روپیہ ماہوار خرچ آپ اپنے اعداد و شمار میں تسلیم کرتے ہیں پھر آپ اسے ایک سو روپیہ دیتے ہیں باوجود اپنے مانے ہوئے اخراجات کے - وہ رشوت نہ لے تو اور کیا کرے - وہ چوری نہ کرے تو اور کیا کرے - وہ بے ایمانی نہ کرے تو اور کیا کرے ؟ پھر جب وہ کلرک دیکھتا ہے کہ میں سارا دن فائلوں پر گھستا ہوں - سارا دن قلم میری چلتی ہے - نوکری میں کروں - پالیسی میں بناؤں - گوشوارے میں بناؤں ، ہر چیز میں کروں اور صاحب نے صرف دستخط کرنے ہیں اور اس کی تنخواہ کیا ہے - کلرک لے گا ڈیڑھ سو روپے اور صاحب لے گا دو ہزار روپیہ - تو heart burning نہ ہو تو کیا ہو - انتظامیہ چلے تو کیسے چلے ؟ بہر حال اگر آپ یہ اصول بابر اپنانے ہیں تو وہ بھی اپنائیں - میں کہتا ہوں کہ جن کا معیار زندگی بہت بلند ہے انہیں کم کریں اور جن کا معیار زندگی بہت کم ہے انہیں بلند کریں - حضور نے فرمایا ہے کہ جتنا بھی زور لگا سکتے ہو لگا لیں - آپ درمیانہ طبقہ پیدا کریں چھوٹوں کو اب اوپر لائیں اور بڑوں کو نیچے لائیں تا کہ سارے ملک میں درمیانہ طبقہ پیدا ہو جائے - یہ تو معاشرتی طور پر ہو - اس کے علاوہ آپ انتظامیہ کو تباہی سے بچانے کے لیے - مہربانی کر کے

آپ ملازمین کے لیے ضروریات زندگی سستی مہیا کریں ۔ چلو ہمارے لئے نہ سہی عوام کے لیے نہ سہی ۔ گرانی نے وہ کمر توڑی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ۔ کون نہیں جانتا یہاں ہم جیسے بھی کرتے رہیں ۔ دن کو رات کہنے سے رات نہیں بن جایا کرتی ۔ دن دن ہی رہتا ہے ۔ آپ گرانی کے عالم کو دیکھئے ۔ گھی ملتا نہیں ۔ چینی کے بھاؤ کہاں پہنچ گئے ۔ ضروریات زندگی کی قیمتیں کہاں پہنچ گئی ہیں ۔ دالیں کہاں پہنچ گئی ہیں ۔ وہ دال جس کے متعلق مشہور تھا ہوٹل والے بورڈ لگایا کرتے تھے کہ دال مفت اور روٹی کا ایک آنہ ۔ آج وہ دال چار روپیہ ف سیر بھی نہیں ملتی غریب کہاں سے گزارہ کریں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ sub-sidies بڑے بڑے زمینداروں کو دینے کی بجائے اور یہ کروڑوں روپے کسی اور مد میں لگانے کی بجائے آپ یہ رقم ان غریب ملازمین کی روز مرہ کی ضروریات زندگی کو سستے نرخوں پر مہیا کرنے میں خرچ کریں ۔ کس کا جی نہیں چاہتا کہ مرنے کے بعد میں اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کروں ۔ کون چاہتا ہے کہ میں اپنی اولاد کو رشوت کے پیسے سے پالوں ۔ کون چاہتا ہے کہ میں رشوت اور بے ایمانی کا پیسہ اکٹھا کروں اور اپنے اور اپنی نسلوں کا خون گندہ کروں ۔ مجبوریاں یہ کام کراتی ہیں ۔ صرف تنخواہوں کے بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں ۔ ہم نے تنخواہیں بڑھا کر دیکھ لی ہیں جوں جوں تنخواہ بڑھاتے ہیں توں توں روز مرہ زندگی ضروریات کی قیمتیں بڑھتی جاتی ہیں ۔ مہربانی کرکے آپ ان کے لیے روز مرہ کی زندگی کی ضرورت کے لیے کوٹے مقرر کر دیں ۔ آپ سٹورز بنائیں ۔ ڈپو بنائیں تا کہ ایک طرف انہیں یہ سہولت پیدا ہو جائے کہ وہ غریب کلرک جو سارا دن گھستا ہے اور پیچھے اس کی بیوی بازار میں سبزی خریدنے کے لیے ماری ماری پھرتی ہے ۔ ایک طرف تو اسے اس سے چھٹکارہ ملے گا اور دوسری طرف جب اسے ضروریات زندگی سستے داموں ملے گی تو وہ اپنے ملک کا وفا دار رہے گا ۔ وہ اپنی قوم کا وفا دار رہے گا ۔ وفا داریاں کب بدلتی ہیں ؟ وفا داریاں اس وقت بدلتی ہیں جب پیٹ بھوکے ہوں ۔ وفا داریاں اس وقت بدلتی ہیں جب انسان کی مجبوریاں اس سے جھگڑتی ہیں ۔ جب اسے غربت اور افلاس آ جائے ۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے افلاس بری بیماری ہے ۔ آپ اس سے پوچھئے جس پر بیتی ہو میں صحیح معنوں میں عرض کر رہا ہوں کہ ہماری انتظامیہ میں کم از کم 60 فیصدی ملازمین مجبوری کی حالت میں رشوت لیتے ہیں اور 40 فیصدی ایسے بھی شائد کوئی ہوں گے ۔ یہ اعداد و شمار میں نے پڑھ کر دئے ہیں ۔ کہ جو عیاشی کے طور پر ۔ جو عادت کے طور پر اور خواہشات نفسانی کی خاطر رشوت لیتے ہوں ۔ اور وہ جو 60 یا 70 فیصدی طبقہ مجبوری کے عالم میں رشوت لیتا ہے اس کا گزارہ مشکل ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں ۔ آپ ایک سو روپیہ جیب میں ڈال کر اگر دو دن بھی گزارہ کر سکیں تو میں آپ کو مان جاؤں گا ۔ جس کو آپ نے سارے مہینہ کے لیے ایک سو روپیہ دینا ہے جس کے

گھر میں جوان بیٹیاں بیٹھی ہیں - جس کے گھر میں بچے ہیں - جس نے انہیں پڑھانا ہے - جس نے دوائیوں پر بھی خرچ کرنا ہے اور روٹی بھی کھانی ہے تو وہ کہاں سے یہ خرچ پورا کرے گا ؟ وہ کہاں سے لے گا ؟ اس کا بندوبست کس نے کرنا ہے ؟ آپ کوشش کریں کہ یہ مجبوری کے عالم میں بھی رشوت ختم ہو - وہ 60ء یا 70ء فیصدی طبقہ جو مجبوری کے عالم میں رشوت لیتا ہے اگر آپ اسے ختم کر دیں - اگر آپ اسے بے نیاز کر دیں تو یقین جانیے اگر آپ انہیں سہولتیں دیں گے تو ان کا رشوت لینے کو دل نہیں چاہتا - وہ مجبوری سے رشوت لیتے ہیں - دل ان کا چاہتا ہے جن کے پاس پہلے بھی رزق ہے - خواہشات ان کی ہیں جن کے پاس پہلے بھی کوٹھیاں ہیں - غریب تو مجبوری سے رشوت لیتا ہے - آپ اس کی مجبوری کو ختم کریں - آپ کی اصل ترقی یہ ہو گی کہ خدارا آپ پہلے بنیادی کل پرزے ٹھیک کریں - جناب والا - مجھے یہ بتائیں کہ اگر انجن کے پرزے گھسے ہوئے ہوں - پرزے ایک دوسرے سے سر نہ جوڑ سکیں - کوئی پرزہ خشک ہوا پڑا ہو اور کوئی پرزہ کہیں جا رہا ہو اور دن بدن اس انجن کو پینٹ کرائے جائیں - اسے اعلیٰ سے اعلیٰ رنگ لگائے جائیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا - یہ سب کچھ بے کار جائے گا - کتنا پیسہ اس ملک میں خرچ ہو چکا ہے - کروڑوں روپے ہم نے قرضے لے لے کر اس ملک میں ڈالے - ہم نے اس ملک کی ترقی پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا - نتیجہ کیا ہوا ؟ بجائے ملک بننے کے آدھا رہ گیا - بجائے ترقی کرنے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوا - بجائے خوشحال ہونے کے بد حال ہوا - بجائے اور ارزانی پیدا کرنے کے گرانی پیدا کر دی - آپ بنیادی چیزوں پر توجہ دیں - بنیادی خرابیاں دور کریں اور سب سے پہلا کام یہ کریں کہ بڑی سروسز کی تنخواہیں کم کریں اور چھوٹی سروسز کی تنخواہیں بڑھائیں تا کہ یہ heart burning ختم ہو - سروسز میں زیادہ تر تباہی - جیسے کہ میں نے کہا ہے - ہارٹ برننگ سے ہوتی ہے - جو ملازم دیانتدار ہو - جو ملازم شریف ہو - رشوت کے نزدیک نہ جاتا ہو جو کسی کے ساتھ ناجائز رعائت نہیں کرتا اور جو کسی کو ناجائز فائدہ نہیں پہنچاتا ہو اس کا عالم اس سے جا کر پوچھیں کہ اس کے دن رات کس طرح گزرتے ہیں - اس کے افسران اس کے کیسے ذلیل و پریشان کر رہے ہیں - اور اب تو وہ عالم ہو گیا ہے کہ -

اے دیانت بر تو لعنت از تو رنج یافتند
اے خیانت بر تو رحمت از تو گنج یافتند

آپ کوشش کریں کہ فرض ادا ہو جائے - آپ راتوں کو پھریں - آپ بھیس بدل کر تحصیلوں میں جائیں اور ہر علاقے میں جائیں - اپنے دوروں کا پروگرام نہ دیں - اس بات کا بندوبست نہ کریں کہ آپ کے لیے gates بنیں - یہ خیال نہ

کریں کہ آپ کے جانے سے پہلے آپ کے لیے جلسوں کا انتظام ہو ۔ آپ کی اس میں کوئی ہردلعزیزی نہیں ہے ۔ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے والی بات ہے ۔ اس سے بڑھ کر خود فریبی کی اور کوئی مثال نہیں ہوا کرتی کہ ۔ آپ وہاں کرائے کے آدمی منگوائیں ۔ کسان لے کر آئیں ۔ نعرے لگوائیں صاحب کو رپورٹ ملے کہ صاحب کا استقبال کیسا ہوا ؟ بہت اچھا ہوا ۔ تھپکیاں دی جا رہی ہیں ، یہ کوئی خوشحالی نہیں ہے ۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی بوڑھا آدمی ۔ جیسے جناب ملک معراج خالد صاحب خضاب لگا کر کہیں کہ میں جوان ہو گیا ہوں ۔ وہ اپنے آپ کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ کو ان کی جوانی پر کوئی شک ہے (قہقہہ)

وزیر اعلیٰ ۔ مجھے کچھ کہہ لیں ، یہ نہ کہیں ۔

(قہقہہ)

وزیر خزانہ ۔ اگر یہ بات انہوں نے کہنی ہے تو پھر اپنے قائد کے متعلق کہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے چاہیے تو تھا کہ میں جناب کی مثال دیتا لیکن مجھے وہاں کچھ نظر نہیں آیا ۔

(قہقہہ)

میں عرض کر رہا تھا جناب والا ۔ اس سے بڑھ کر خود فریبی کی کوئی مثال نہیں ۔ آپ جائیں اور وہاں جا کے دیکھیں ، وہاں ان کے روز و شب دیکھیں ، لوگوں سے معلوم کریں ۔ میں کہتا ہوں سیف اللہ آپ کو غلط رائے دے سکتا ہے ، ایک عام جاٹ کسان سے جا کر پوچھیں کہ تمہارا پٹواری کیسا ہے وہ صحیح رائے دے گا ، اس کے ساتھ بیتی ہوئی ہوگی ۔ ایک عام آدمی سے جا کر پوچھیں کہ تمہارا تحصیل دار کیسا ہے ۔ آپ ایک غریب آدمی سے جا کر پوچھیں کہ تمہارا کمشنر ، ڈپٹی کمشنر کیسا ہے ۔ میں نے تو آج ان کے قصیدے پڑھنے ہیں ۔ میں نے تو ان کی خوشامدیں کرنی ہیں ، میں تو دن رات ان سے کام لیتا ہوں ۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ انقلاب لائیں ، محسوس کرائیں ۔ لاہور میں بیٹھنے سے ، کاروں پہ سوار ہونے سے ، ترقی کے منصوبے دینے سے ، لمبی لمبی تقریریں کرنے سے عوام آپ کی شکل سے تو روشناس ہو سکتے ہیں ۔ آپ کے عمل سے سے روشناس نہیں ہو سکتے ۔ آپ انہیں اپنے عمل سے روشناس کرائیں اور پھر آپ دیکھیں کہ جو افسر آپ کی نگاہ میں ، آپ کی اپنی تحقیق میں ، بد دیانت ہوا سے سزا دیں ۔ یہ چھوڑ دیں آپ سسٹم کنفیڈنشل رپورٹ کا ، یہ بد ترین رواج ختم کر دیں ۔ کون کہتا ہے کہ کنفیڈنشل رپورٹ حقیقت پر مبنی ہوتی ہے ۔ میں نے بہت ایسی مثالیں دیکھی ہیں جہاں دیانتدار لوگوں کو بد دیانتی کی

رپورٹیں ملی ہیں ، جو بہت بڑے بد دیانت تھے ان کو تو سرخاب کے پر لگا دیے گئے ، یہ کوئی طریقہ ہے ؟ رپورٹوں کا کوئی سسٹم ہے ؟ آپ وہ سسٹم پیدا کریں کہ خود جا کر دیکھیں ۔ ایک شعبہ اپنا قائم کریں ۔ اپنے دیانتدار آدمی ، دیانتدار ورکرز ، جن کی دیانت شک و شبہ سے بالاتر ہو ، چاہے وہ جس طبقے سے تعلق رکھتے ہوں ، ان کے ذمے لگائیں ۔ آپ جائیں اور جو دیانتدار افسر ، دیانت دار لوگ آپ کو دکھائی دیں ۔ ان کی اس طرح آپ پرورش کریں ، اس طرح ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ دوسروں کے لیے مثال بن سکے ۔ ہر آدمی کے اندر incentive ترغیب پیدا ہو کہ میں بھی دیانتدار بنوں ۔ ہر ملا بد دیانت کو آپ ذلیل کریں ، رسوا کریں خواہ وہ بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو ، بڑے سے بڑا افسر کیوں نہ ہو ، آپ کی تطہیر کرنے سے فائدہ نہیں ۔ اس سے کیا فرق پڑا ہے ۔ پہلوں نے 303 چلائی ، کس نے 202 چلائی ، آپ نے اگر تیرہ سو یا اکیس سو نکال دیا ، فرق کیا پڑا ؟ میں کہتا ہوں کہ بجائے اکیس سو کے نکالنے کے ، ان میں سے ایک جو آپ کی نگاہ میں واقعی بد دیانت اور بد کردار اور نا اہل افسر ہو ، اس کو اگر آپ اس لاہور کے اسمبلی کے چوک میں کھڑا کر کے پھانسی پر لٹکا دیں تو اس سے ساری انتظامیہ ٹھیک ہو جاتی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ کوئی سزا ہے ؟ ان میں بہت سے ایسے بھی رگڑے گئے ہیں جو نان و نفقہ کے محتاج ہیں اور ان میں ایسے بھی نکالے گئے ہیں جو آپ کو ملازم رکھ سکتے تھے ، جن کو آپ کی ضرورت نہیں رہی ، جنھوں نے یا ملیں لگا لی ہیں یا کوٹھیاں بنا لی ہیں یا ہوٹل لگا لیے ہیں ، یا سینما لگا لیے ہیں ۔ انھیں آپ کی ضرورت نہیں ۔ اب اس کا فائدہ کیا ہوا ؟ جناب والا ۔ ہم آپ کے دشمن نہیں ، ہم آپ کے خادم ہیں ، ہم آپ کے بھائی ہیں ، ملک آپ کا ، ہم کا ، سب کا ہے ۔ ملک اچھا ہوگا تو ہم اچھے ہوں گے ۔ آپ کو کوئی اکیلا فائدہ نہیں ۔ آپ کی میراث نہیں ، آپ کی ملکیت نہیں ۔ ہم سب کا ہے ۔ ہم آپ ہی کے فائدہ کے لیے کہہ رہے ہیں ۔ آپ نے افسر لگانے سروسز میں بے یقینی کی کیفیت پیدا کی ۔ میں نہیں کہتا کہ آپ کی نیت خراب ہو گی ۔ میں نہیں کہتا کہ آپ کا مقصد ٹھیک نہیں ہوگا ۔ ہو سکتا ہے آپ نے نیک نیتی سے قدم اٹھایا ہو ، ہو سکتا ہے آپ نے سروسز کو ٹھیک کرنے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہو ۔ نتیجہ کیا ہوا ؟ سروسز نے محسوس کیا کہ بھائی ، یہ تو ایک قلم سے چھٹی ہو سکتی ہے ۔ جلدی کرو ۔ بناؤ ۔ جو نہیں بنا رہے تھے انھوں نے بھی بنانا شروع کر دیا ، وہ سب کے سب افسر بھی جتنے بھی آپ کے پاس ہیں ۔ وہ جو روز اشتہار آپ دیتے ہیں ، شہد کی مکھی والا ، اب سارے شہد کی مکھیاں بن گئی ہیں ۔ انھوں نے اس وقت کے لیے اب بچانا شروع کر دیا ہے ،

لوٹنا کھسوٹنا شروع کر دیا ہے ۔ آپ جائزہ لیں ۔ آپ چار دیواری میں بند نہ رہیں ۔ آپ سڑکوں پہ پھرتے گھومتے ، دیکھتے ہوئے بھی بہرے نہ بنیں ، آنکھیں آپ نہ میچیں ۔کون کہتا ہے کہ آپ کو بتا نہیں ؟ کون کہتا ہے کہ آپ چل نہیں سکتے ؟ کون کہتا ہے آپ کو روزمرہ حالات کا علم نہیں ۔ آپ سب جانتے ہیں ، بتا نہیں جرأت پیدا کیوں نہیں ہوتی ۔ بتا نہیں کیوں آپ اصلاحات نہیں کرتے ، کیوں اقدام نہیں کرتے ؟ میں عرض کر رہا تھا کہ آپ اندازہ لگائیں ، کہ جو رشوت ، جو کرپشن ، جو بد دیانتی ، جو خیانت آپ کے تیرہ سو یا اکیس سو ملازم لگانے سے پہلے تھی ، ایمانداری سے بتائیں ، اس میں زیادتی ہوئی ہے یا کمی ہوئی ہے ۔ ہر با ضمیر آدمی کہے گا کہ اس میں زیادتی ہوئی ہے ۔ رشوت انتہا کو پہنچ چکی ہے ۔ سروسز کو تحفظ دیں ، ان پہ محاسبہ سخت کریں ، ان پہ نگرانی سخت کریں یہ علاج نہیں ہے ، پہلا نسخہ آپ نے نہیں آزمایا ۔ آزمودہ را آزمودہ جہل است ۔آزمائے ہوئے کو آزمانا جہالت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ۔ ان چیزوں سے پہلے بھی کچھ فرق نہیں پڑا ، اب بھی کیا فرق پڑے گا ۔ جناب والا ۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ جب تک آپ صحیح معنوں میں اصلاحات نہیں کریں گے ، شاید آپ اب تک سمجھے ہوں یا نہ سمجھے ہوں کہ اس ملک میں سروسز کا اتنا اہم بنیادی کردار ہے کہ جب تک آپ کا یہ پرزہ ٹھیک نہیں ہوگا ، آپ کی گاڑی قطعاً چل ہی نہیں سکتی ۔ آپ اس پر اولین توجہ دیں زیادہ سے زیادہ توجہ دیں ۔ ہمیں تئیس سالہ پروگرام نہ دکھائیں ۔ ہمیں معرض التوا میں نہ ڈالیں ، ہمیں وعدوں پہ نہ ٹرخائیں ۔ کون سی قوت ہے جو آپ مانگنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس نہیں ، کون سا آپ قانون چاہتے ہیں جو آپ نہیں بنا سکتے ۔ کون سی روایت آپ قائم کرنا چاہتے ہیں جو آپ کو اپوزیشن قائم نہیں کرنے دیتی ۔ یہی بہانے تو پچھلے بھی کرتے رہے ۔ جب آپ کرنے پہ آتے ہیں تو وہ کچھ کر دکھاتے ہیں کہ ابھی پارس ریس کی بندش کا بل اس ایوان میں پڑا ہوا ہے ، آپ کرنے پہ آئے ، موج میں آئے تو کتوں کی دوڑ بھی شروع کرا دی ۔ اس میں تو آپ کو اپوزیشن کا ڈر نہ آیا ، اس وقت تو آپ کے سامنے کوئی روڑا نہ آیا ، اس وقت تو آپ کے سامنے کچھ نہ اٹکا ، اگر اٹکتا ہے تو اس وقت جب آپ کے اپنے اوپر زد پڑتی ہے ، جب آپ کو اپنے آپ کو درست کرنا پڑتا ہے ، جب اپنے سے لمبے حدود اربعہ پر آپ کو اپنی حکومت کرنی پڑتی ہے ، حضور والا ، حکومت تب چلے گی جب اپنے آپ پہ آپ حکومت کریں گے ، اپنے نفس کو تو آپ نے بے لگام چھوڑ دیا ہے ، اپنے نفس پہ یہ تو کوئی پابندیاں عاید نہیں کیں ، اپنے اوپر تو آپ نے کسی قسم کی قیود نہیں لگائیں ، اور آپ چاہتے ہیں کہ ہم کسی اور آدمی پر لگائیں گے ۔ ہم اصلاح کر لیں گے ۔ ہم اس کو عملی جامہ پہنا دیں گے ۔ قطعاً نہیں ۔ ایں خیال است و محال است و جنوں ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا اور یہ آپ کر ہی نہیں سکتے ۔ ازراہ

خدا ، آپ ان چیزوں کی طرف توجہ دیں ، ان کو آپ غور سے دیکھیں ، ان کو غور سے سنیں اور جن کے آپ نظام اپنانے کی کوشش کرتے ہیں ، اہلاً و سہلاً مرحبا ، ہمیں کوئی کد نہیں ، ماوزے تنگ کے نام سے ، ہمیں کوئی کد نہیں چین کے نظام سے ، مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے مسلمان چین کا نظام قبول کر لیں گے ، اپنا اسلام نہیں چھوڑیں گے ۔ اور چین کے نظام میں کوئی خرابی ایسی نہیں ، سوائے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے ۔ وہ پہلے سے یہاں موجود ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اپناؤ وہ نظام ۔ دیکھو ، چین میں چار سو روپے سے کم ملازم نہیں ، ایک مثال دے دے میرا عظیم سوشلسٹ بھائی کہ چین میں چار سو روپے سے کم تنخواہ پانے والا کوئی ملازم پیدا ہوا ہو ۔ آپ نے کیا کیا ہے ؟ کیا چین میں ماوزے تنگ اسی طرح بیگار نہیں ادا کرتا ، اسی طرح سے کدال نہیں اٹھاتا جس طریقے سے ایک مزدور اٹھاتا ہے ۔ کیا وہ اُن کے ساتھ شانہ بشانہ نہیں چلتے ؟ وہاں پر پولیس کیوں نہیں ہے ؟ آپ کیوں وضع کر رہے ہیں ؟ نظام تو ان کا چاہتے ہیں ۔ نظام تو سوشلسٹ چاہتے ہیں ۔ تقلید چین کی چاہتے ہیں اصلاحات وہی نافذ کرنا چاہتے ہیں اور پولیس ایک کی بجائے دو نافذ کردیں ۔ ایک ریزرو جو بوقت ضرورت کام آئے اور ایک وہ جو چاتی پھرتی ہے ۔ کچھ خدا کا خوف کریں ۔ کیوں اس ملک کو اس صوبے کو آپ پولیس سٹیٹ بنانا چاہتے ہیں ۔ خدا کے لیے تجربہ حاصل کریں اور اس ملک میں جس شخص نے جس ادارے کو زیادہ پرورش کیا ہے اسی ادارے نے اس کا سر لیا ۔ سکندر مرزا نے اگر ملک کے عوام کو چھوڑ دیا تھا ۔ جمہوریت سے اپنی نظر پھیر لی تھی تمام اقتدار کو ختم کر دیا تھا اور سارا بھروسہ اس نے اپنی ملٹری پر کر لیا تو اس کا حشر کس نے کیا ؟ اسی ملٹری نے اسے دستبردار کیا ۔ ایوب خان نے ملٹری پر زیادہ تقویٰ آخیری دنوں میں شروع کر دیا تھا تو مجھے بتائیں کہ اس کا سر کس نے لیا ۔ یہ میں جانتا ہوں ملٹری سے آپ الرجک ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ملٹری کو نہیں آنے دیں گے ۔ آنے نہیں دینا چاہیے ملٹری کا کام سرحدوں کی حفاظت ہے ۔ ملٹری کا کام حکومت کرنا نہیں ہے ۔ مجھے یقین ہے ۔ مگر اس کا جو آپ نے متبادل چنا ہے پولیس کی صورت میں یقین جانیں کہ پہلے اس ملک میں انقلاب ملٹری لایا کرتی تھی اگر یہی پرورش ، یہی روش آپ کی رہی ۔ یہی اضافے آپ کے رہے ، یہی آپ کی فورسز نئی سے نئی قائم ہوتی رہیں تو آپ کا سر آپ کی حکومت یہی پولیس لے گی ۔ کیا آپ اتنے ہی غافل ہو چکے ہیں ۔ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ آپ کو کتنا بدنام کیا جا رہا ہے ۔ تھانے میں جاتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ کس پولیس کی بات کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں پنجاب کی پولیس کی بات کر رہا ہوں ۔ دوسری پولیس پر تو جا نہیں سکتا وہ عیش کریں ۔ (قہقہہ)

جناب والا ۔ میں پولیس کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا آپ تھانوں میں جا کر دیکھیں ۔ اگر کوئی غریب آدمی جاتا ہے تو اسے تو دھتکار کر وہ پھینک دیتے ہیں ۔ کوئی پڑھا لکھا سمجھدار آدمی چلا جائے اور وہ انہیں اپنے فرض سے آشنائی کرائے اور کہے کہ صاحب دیکھئے اتنے عرصے سے چوری ہوئی ہے تلاش نہیں ہوئی ۔ فلاں قتل ہو گیا ہے کیس رجسٹر نہیں ہوا ۔ فلاں مقدمہ ہوا ہے اس پر آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی ۔ وہ کہتے ہیں یار، بیٹھو بات سنو کیا کریں ۔ صبح اطلاع آتی ہے فلاں منسٹر صاحب گزر رہے ہیں سٹیشن کے باہر کھڑے ہو جاؤ ۔ شام کو اطلاع آتی ہے کہ فلاں جلوس آ رہا ہے جا کر اس پر لاٹھیاں برساؤ ۔ دوپہر کو ابھی سونے نہیں پاتے کہ اطلاع آتی ہے کہ فلاں جگہ جلسہ ہے جاؤ جا کر گڑ بڑ کرو ۔ بھائی ہم کام کرنا چاہتے ہیں مگر وہ ہمیں کام کرنے دیں تو ہم کریں ۔ اور اگر دیکھا جائے کہ وہ کر کیا رہے ہیں تو وہ ہمیں بھی بیوقوف بنا رہے ہیں اور آپ کو بھی بہرحال سمجھدار بنا رہے ہیں ۔ آپ کے متعلق تو میں نہیں کہتا کیونکہ بعد میں کہیں گے کہ واپس لو ۔ (قہقہہ)

جناب والا ۔ وہ تو آپ کے خلاف ایک سوچی سمجھی سمجھی ہوئی سازش کر رہے ہیں ۔ جن کا آپ کو پتہ نہیں لگ رہا اور عوام متنفر ہو رہے ہیں ۔ سروسز ذن بدن عوام میں یہ تاثر دے رہی ہیں کہ ہم بے اختیار ہیں ۔ ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے ۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ اس حد تک ہو رہا ہے ۔ میں آپ کو آپ بیتاں سنا رہا ہوں منسٹر صاحب آرڈر دیتے ہیں ۔ متعلقہ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کے پاس جاتے ہیں کہ صاحب اس کو comply کرو ۔ جواب ملتا ہے صاحب ہمارے پاس ڈبل انسپکشن ہے ۔ یہ اکیلا آرڈر صاحب کام نہیں دے گا ۔ اس کے ساتھ فلاں نسخہ جب تک نہ لگے یہ کام نہیں دے گا ۔ آپ کے کوئی پراسپل ہیں کوئی پالیسی ہے ۔ کوئی حکم ہے، کوئی نسیلن ہے، کوئی کردار رہے کوئی نظام ہے ۔ کیا ضرورت ہے منافقت کرنے کی؟ کرنا ہے جو کام فوراً کرو ورنہ جواب دے دو کہ نہیں کرنا ۔ لوگ دھکے کھاتے رہتے ہیں ۔ آپ کے آرڈرز کو چاٹتے رہتے ہیں مجھے یاد ہے وہ واقعہ جناب والا ۔ جو ملتان کے اندر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کپ مسجد وزیر خان کے نیچے ہے ۔ ایک دیہاتی شروع شروع میں جب مارشل لاء لگا تھا تو اس وقت چینج کچرا جسے ہم کہتے ہیں کی کمی ہو گئی ۔ وہ دیہاتی ملتان میں آیا تو ہوٹل میں تو وہ روٹی نہیں کھا سکتا تھا ۔ استطاعت تو اتنی تھی کہ دو آنے کی روٹی اور دال مفت نہیں تو ایک آنے کی دال ۔ اور نوٹ اس کے پاس دس روپے کا تھا ۔ بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ سارا شہر گھوما لیکن اسے تین آنے کے لئے دس روپے کے نوٹ کو کوئی توڑ کر نہیں دیتا تھا ۔ اب دس کا نوٹ اس کے

پاس ہے ۔ پیٹ بھوکا ۔ وہ جناب بڑا حیران پریشان کہ اسے کہیں سے کچرا نہیں ملتا ۔ اسے کچھ سجھائی نہ دیا تو تھانے کے سامنے آ کر اس نے نوٹ زمین پر رکھا اور جوتا اتار کے اس نے دے ایک دو تین چار اسے مارنا شروع کر دیا ۔ اتنے میں پولیس والے نکل آئے ۔ لوگ جمع ہو گئے ۔ انہوں نے کہا کیا ہوا بھائی اس نے کہا کیا کروں پیٹ میرا بھرتا نہیں اب جوتے نہ ماروں اسے تو اور کیا کروں ۔ خدا کے لئے ڈریں آپ اس وقت سے جب آپ کے حکموں پر سڑکوں پر جوتے لگتے رہیں ۔ حکم وہ دیں جس کی تعمیل ہو اور اگر کوئی افسر آپ کے حکم کی دانستہ تعمیل نہیں کرتا تو اس کی آپ سرزنش کریں اور عبرت ناک سزا دیں تاکہ آپ کی حاکمیت برقرار رہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ حکم صحیح دیں ۔ آپ حکم جائز دیں اور اگر تعمیل نہ ہو تو اسے کیفر کردار تک پہنچائیں تاکہ عوام کی حاکمیت قائم رہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کیوں اتنے مجبور ہو گئے ہیں ؟ آپ کیوں اتنے بے بس ہو گئے ہیں ؟ کیوں اس قسم کے اقدامات آپ نہیں کرتے ؟ جناب والا ۔ مجھے احساس ہے کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا اور میں اس کے لئے جناب کا شکر گزار بھی ہوں اور مجھے جناب کی اس بے چینی کا بھی اعتراف ہے میں بہت جلد ختم کرتا ہوں (قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب میں تو فاضل ممبران کی طرح تقریر نہیں کر سکتا اور پھر نہ آپ چور ہیں نہ آپ کی داڑھی میں تنکا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں کیا کروں جناب والا ۔ پہلے تو میری تھوڑی بہت مدد شیخ عزیز احمد صاحب فرما دیا کرتے تھے ۔ ان کا پتہ نہیں کیا حال ہو گیا ہے یا تو ان کا پریشر ختم ہو گیا ہے یا کوئی اور معاملہ ہے کہ انہوں نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے ۔ (قہقہہ)

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ انتظامیہ ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ اس انتظامیہ کا آپ سد باب کریں ۔ ان کی اصلاح کریں انہیں نوکر نہ سمجھیں ۔ انہیں پرسنل سرونٹ نہ سمجھیں ۔ اور نہ پبلک سرونٹ سمجھیں یہ لفظ ہی ختم کر دیں ۔ بنیادی چیزیں جب تک آپ نہیں کریں گے نفسیاتی اثر جب تک آپ نہیں ڈالیں گے اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ میں کہتا ہوں کس کے سرونٹ؟ کون سرونٹ؟ ہم بھائی ہیں ہم ایک دوسرے کے ممد ہیں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں ۔ ایک ہی ملک کے رہنے والے ہیں ۔ ہم ایک ہی ملک کے حصے دار ہیں ۔ تو پھر سرونٹ کس کے ؟ یہ لفظ ہی آپ اپنی ڈکشنری سے اڑا دیں ۔ یہ جو

آپ کے ایلمنسٹریشن رولز ہیں ان سے یہ سلسلہ ہی ختم کر دیں سرونٹ کے نام سے بھی ایک احساس کمتری پیدا ہوتا ہے ۔ انگریز کے سرونٹ تو چلو ہوئے اس نے ہمیں سرونٹ کہا اس لئے کہ ہم سب اس کے غلام تھے ۔ اس کو تو جچا کرتا تھا ۔ اب بھی اگر ہم اپنے بھائیوں کو سرونٹ کہیں تو یہ میں سمجھتا ہو کہ موزوں نہیں ہے ' خدا کے لئے اس کا بھی آپ انتظام کریں ۔

اس کے ساتھ ساتھ آخیری بات جو میں آپ کو کہنے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے ایلمنسٹریشن پہ اتنی بڑی رقم رکھی ہے چونکہ ہائی کورٹ کو ہم زیر بحث لا نہیں سکتے لیکن ماتحت عدالتوں پر بھی آپ نے لاکھوں روپیہ کا خرچہ دکھایا ہے اور آپ نے دیکھا کہ اب انصاف کسی کو مفت مل سکتا ہے ؟ میں کہتا ہوں چھوڑیئے کورٹ فیس کو یا کسی دوسری چیز کو آپ یہ دیکھیں کہ اب تو یہ کیفیت ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ کہ عدالتوں سے اگر انصاف لینا ہو تو خریدنا پڑتا ہے ۔ اور بولی میں چاہے مظلوم خرید لے چاہے ظالم خرید لے ۔ کوئی امتیاز نہیں ہے آپ عدالتوں کا نظام اچھا بنائیے اور وہ صرف تنخواہیں بڑھانے سے نہیں بنے گا بلکہ آپ ایک ایسا سسٹم پیدا کریں ۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے جناب والا ۔ کہ ایک آدمی مقدمہ دائر کرتا ہے ۔ شہادتیں پوری دیتا ہے ۔ اپنا ثبوت پورا بہم پہنچاتا ہے ۔ اگلا فریق رشوت دے دیتا ہے ۔ تو یہ جو کریمنل کیسز میں ایک discretion چلتی ہے اور discretion جس طرح فروخت ہوتی ہے اس کا ہر ایک کو علم ہے ہوتا یہ ہے جناب والا ۔ کہ فریق اپیلیں کر رہا ہے صاف case of occurrence بتاتے ہیں کہ اس کا فیصلہ بددیانتی سے ہوا ہے یا یہ دیانت داری سے ہوا ہے ۔ اس کے باوجود فریق تو ذلیل ہوتا رہتا ہے لیکن وہ افسر وہ مجسٹریٹ وہ شخص جس نے اتنی بڑی رشوت لی اس سے کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے اور اس کی کوئی پرسش ہی نہیں ہے ۔ اس کے انسداد کے لئے آپ اپیلیٹ کورٹ پر یہ پابندی عاید کر دیں کہ کوئی بھی اپیل کسی بھی فیصلے کے خلاف ان کے پاس آئے تو اس میں جہاں وہ کسی کا فیصلہ کریں وہاں پر وہ کورٹس کے متعلق بھی ریمارکس دے دیں کہ کورٹ نے آیا اس کا فیصلہ صحیح کیا ہے یا کورٹ اس کو سمجھ نہیں سکی یا اس نے جان بوجھ کر اس میں بد دیانتی کی ہے ۔ آپ ایک دو کیسز میں تجربہ کر کے دیکھئے ۔ پھر جب مجسٹریٹ فیصلہ لکھنے بیٹھے گا تو وہ فائل کا ایک ایک ورق الٹے گا اور سوچ سمجھ کر فیصلہ دے گا کہ مبادا کہیں یہ فائل اس کے خلاف بول اٹھے ۔ کیونکہ اس وقت فریق نہیں ہوتے فائلیں ہوتی ہیں اور اس کے ذہن میں یہ چیز ہوگی کہ کہیں یہ فائل ہی تصدیق نہ کر دیں کہ میں تو کہتی رہی پر وہ نہ مانا اور اس نے میرے خلاف فیصلہ کر دیا ۔ تو اس سے آپ کو ایک بہت بڑی مدد ملے گی اگر عدالت فیصلے کے ساتھ ہم

بھی لکھ دے کہ عدالت نے اپنی پوری دانست کے مطابق صحیح فیصلہ دیا ہے یا عدالت اس میں اتنی نااہل تھی کہ وہ کیس کو سمجھ نہیں سکی یا اس نے دیدہ دانستہ طور پر اس کو پریشان کیا ہے۔ اور وہ اس قابل نہیں تھی کہ اس کو عدالت کے طور پر رکھا جائے تو اس لئے میں استدعا کروں گا کہ اگر ایسا کیا جائے تو حالات کو درست کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

اس کے علاوہ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ میں اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کروں اور دوسری طرف میری دو موشنیں بھی ہیں۔ ایک اکانومی موشن اور دوسری ٹوکن موشن۔ اس لئے میں یہ اپنا بقیہ حق اس کے لئے ریزرو رکھتے ہوئے آخیر میں جناب والا۔ صرف اتنا عرض کروں گا کہ حکومت پولیس کو suppress کرنے میں ناکام رہی ہے۔ غریب آدمی کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ جناب والا۔ میں انتہائی شکر گزار ہوں اور خصوصاً اپنے ٹھنڈے دل کے مالک وزیر اعلیٰ صاحب کا۔ لیکن جو وزیر خزانہ ہمیں وہ بظاہر تو ٹھنڈے معلوم ہوتے ہیں مگر عملاً بڑے گرم ہوتے ہیں۔ جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ عیب جوئی ختم کریں اور اصلاح فرمائیں۔

مسٹر سپیکر۔ مسٹر خانزادہ تاج محمد موجود نہیں ہیں۔ راجہ محمد افضل وہ بھی موجود نہیں ہیں میاں مصطفیٰ ظفر قریشی۔

میاں مصطفےٰ ظفر قریشی۔ جناب والا۔ صوبہ پنجاب کی مثال ایک غریب باپ کی طرح ہے جو اپنے بیٹے کو تعلیم دلوانے کے لئے لاہور بھیجتا ہے۔ اس کا خیال ہوتا ہے کہ اس کا بیٹا پڑھ لکھ جائیگا وہ اس کے لئے طرح طرح کے جتن کرتا ہے۔ بھوکا رہتا ہے باقی بچوں کا حق مارتا ہے بیٹیوں کی شادیوں کو پس پردہ ڈال کر بیٹے کا خرچ پورا کرتا ہے تاکہ وہ تعلیم حاصل کرے اور اس طرح شاید اس کے دن پھر جائیں۔ لیکن جناب ہوتا کیا ہے۔ بعض اوقات وہ لڑکا لاہور پہنچ کر ماحول کے مطابق پتلون سلوا لیتا ہے۔ ہوٹلوں میں جانا شروع کر دیتا ہے اور اس کے بعد وہ 4 مضامین میں فیل ہو جاتا ہے۔ کاش ہمارے وزراء یہ جانیں کہ یہ بجٹ جو پنجاب پورا کرتا ہے اس کی کس کس طرح سے وصولی ہوتی ہے۔ ٹیکس کیسے لیا جاتا ہے۔ کاشتکار غریب سے کس طرح ٹیکس اور مالیہ کی وصولی ہوتی ہے۔ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ میرے اس طرف بیٹھے ہوئے ممبران بھی کئی نمبر داروں کو سفید پوشوں کو اور زمینداروں کو تحصیل کی حوالات سے باہر نکال لائے ہونگے اس لئے کہ وہ بیچارے پکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے پاس آبیانہ دینے کے لئے پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ جناب والا۔ اس کے لئے بھی قرقیاں کرائی جاتی ہیں۔ اخبار کے

پیسے لئے جاتے ہیں ۔ ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں ۔ محصول آبیانہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور حکومت کا خزانہ بھرا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ جب اس طرح سے بجٹ میں رقم اکٹھی کر لی جاتی ہے تو زیادہ تر حصہ جنرل ایڈ منسٹریشن میں رکھ دیا جاتا ہے جس میں وزراء کی تنخواہ ہیں ۔ ان کے ایرکنڈیشنڈ بنگلوں پر خرچ بڑی بڑی کاروں پر لہراتے ہوئے جھنڈے اور ان کاروں میں پٹرول جو جلتا ہے وہ یہ سب ان چیزوں پر خرچ ہوتا ہے ۔ وزراء حضرات ان تنخواہوں سے لمبی لمبی اور گلابی رنگ کی شرلین کریپ ملٹن کی پہن کر یہاں تشریف لاتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بہتر ہوگا کہ لباس کو زیر بحث نہ لایا جائے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں حقیقت اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ قومی خزانے سے حاصل کی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ وہ اپنی وضاحت فرما کر اپنی قابلیت دکھا رہے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ اس دن لباس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے بحث فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ ہمارے لیڈر صاحب تلے والے جوتے پہن کر آتے ہیں تو میں اسی سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ بزرگوں کا قول ہے کہ جوتا نہایت عالی شان ہوتا کہ حاسدوں کی نظر محض جوتے تک رہے اس سے آگے نہ جائے ۔ سب کو پتہ ہے کہ کس وزیر نے یہ بات کہی تھی ۔ جناب والا ۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم تنقید برائے تنقید کرتے ہیں ۔ جناب نہیں تنقید برائے تنقید وہ ہوتی ہے کہ جس کا حل نہ ہو اگر ہم اپنی تجویز پیش نہ کریں تو پھر آپ تنقید کہہ سکتے ہیں ۔ میں اس پر اب کچھ کہنے والا ہوں ۔ مثال کے طور پر اگر آپ مجھے حکم دیں اور میں آپ کو یہ تجویز پیش کر رہا ہوں کہ میں نہایت قابل قسم کے وزراء نصف تنخواہ پر دے سکتا ہوں ۔ آپ مجھے حکم دیں میں پہلے پارٹی ہی میں سے مہیا کروں گا ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے اختیار دیں تاکہ میں ان سے بات کر سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کو کیسے اختیار دے سکتا ہوں ۔

سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ اگر ان کو اختیار دیدیا جائے تو سب سے پہلے یہ خود وزیر بنیں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ تو مجھے یہ عرض کرنا ہے جناب والا ۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں بات کرتا ہوں یعنی موجودہ وزراء نصف تنخواہ پر

راضی ہو جائیں گے ۔ اگر ان کو یہ کہہ دیا جائے کہ چھٹی ہو جائے گی تو یہ خود نصف تنخواہ قبول کر لیں گے ۔ جناب والا ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن پر جتنا خرچ کیا جا رہا ہے . . . .

وزیر اعلیٰ ۔ جرنل نہیں جنرل ایڈمنسٹریشن ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں جنرل ہی کہہ رہا ہوں ۔ میں جرنل تو نہیں کہہ رہا ہوں آپ کے کانوں کو ایسا سننے کی عادت پڑ گئی ہے ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ انشاء اللہ پھر ان کو یہاں نہیں آنے دیا جائیگا ۔ تو جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے ۔ نئے نئے تقاضے بتائے جاتے ہیں بہت زیادہ پیسہ لیا جاتا ہے ۔ پولیس کا کام صرف اتنا رہ گیا ہے کہ یا وہ اپوزیشن کے جلسوں میں گڑ بڑ کرے یا کچھ اور ایسی بات کرے جو اچھی نہ ہو ۔ چوری چکاری ڈاکہ کی روک تھام اب یہاں کا فرض نہیں رہا ۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ پرانے طریقے ہیں اور یہ پرانی روشنی ہیں ۔ عوامی دور ہے ۔ اس میں انگریز حکمرانوں والی باتیں اچھی نہیں لگتیں ۔ ایڈمنسٹریشن کو خادم ہونے کا موقع دیں ان کو سر پر اتنا نہ چڑھائیں کہ وہ غیر مناسب کام کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل موجود نہیں مرزا فضل حق وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ قائد ایوان جناب ملک معراج خالد صاحب نے اپنی تقریر میں پنجاب کے تمام مسائل کی صحیح نشاندھی فرمائی ۔ یہ ان کی عادت ہو گئی ہے کہ وہ مرض کی تشخیص فرما دیا کرتے ہیں ۔ مگر ان کا خیال ہے کہ اس کا علاج کرنے کے لئے فرشتے آئیں گے یا ان کی کوئی مدد کرے گا ۔ مجھے افسوس ہے کہ پارلیمانی زندگی میں وزیر اعلیٰ صوبے کا حاکم اعلیٰ ہوتا ہے ۔ وہ نظم ونسق کا انچارج ہوتا ہے ۔ لیکن یا تو ملک صاحب جان بوجھ کر اپنے اختیارات استعمال نہیں فرماتے یا وہ بالکل بے اختیار ہیں ۔ ان حالات میں میرا بھی یہی خیال ہے کہ ملک صاحب بالکل بے اختیار ہیں ۔ اگر وہ با اختیار ہوتے ۔ ان کی نیک نفس ۔ نیک دلی اور مسلمانی سے یہ مجھے قوی امید تھی کہ وہ تمام برائیوں کو نہیں تو کم از کم چند برائیوں کو آسانی سے ختم فرما سکتے تھے ۔ اگر ملک صاحب کم اختیار ہوتا تو نظم ونسق کے انچارج ہوتے ہوئے اس کی ضرور اصلاح فرماتے ۔ ان حالات میں حکمران پارٹی سے درخواست کرونگا کہ وہ اپنے قائد جناب ملک معراج خالد صاحب کو کم از کم اتنے تو اختیارت دیں کہ وہ بخوبی اپنا فرض انجام دے سکیں ۔ اگر وہ اختیارات نہیں دینا چاہتے تو ان پر رحم فرمائیں اور ان کو چھٹی دیں

ان کی جگہ اگر ان کے پاس کوئی ان کی پسند کا آدمی ہے تو اس کو آگے لے آئیں تاکہ ان کے ضمیر اور ذہن میں جو اس وقت کشمکش چل رہی ہے وہ جاتی رہے یا تو وہ کام کرکے دکھائیں یا گھر بیٹھیں ۔ جناب ملک صاحب نے پچھلے اجلاس کے موقع پر بھی بالکل صحیح فرمایا تھا کہ ملک سے جب تک سمگلنگ، چور بازاری رسہ گیری اور اس قسم کی برائیاں دور نہیں ہونگی ۔ جب تک نامسلمانی ختم نہیں ہو گی ہم آگے نہیں بڑھ سکینگے کل کی تقریر سننے کے بعد ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ملک صاحب بالکل وہیں کھڑے ہیں جس جگہ پچھلے سال کھڑے تھے ۔ ملک صاحب کی گرفت اپنے محکمے پر بھی نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دوسرے محکموں کو چیک کرتے ۔ ان کو ہدایات دیتے اور اپنی پالیسیوں پر عملدرآمد کرتے ۔ وہ نظم ونسق کے خود انچارج ہیں اور میرے خیال میں نظم ونسق صوبے میں کہیں بھی موجود نہیں ہے ۔ ان کے اپنے محکمہ کی حالت یہ ہے کہ پولیس والے کوئی حکم ماننے کے لئے تیار نہیں ۔ پولیس والے اپنے ایک ایس ۔ پی کے برابر ان کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ۔ یہ تمام واقعات نہایت افسوس ناک ہیں ۔ ہمیں افسوس ہے اور میرا خیال ہے کہ حکمران پارٹی کو بھی تھوڑا افسوس ہوگا ۔ اگر وہ ان کی دل سے قدر کرتے ہیں تو ان سے پھر ایک بار اپیل کرونگا کہ براہ کرم اس کا کوئی حل تلاش فرمائیں ۔ ملک صاحب سے بھی عرض کرونگا کہ صرف تقریر کرنے یا مسائل کی نشاندہی کرنے سے وہ اپنے فرائض کو پورا نہیں کرتے ۔

Mr Speaker : No repetition please.

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ پولیس کے متعلق حاجی محمد سیف اللہ خان نے . . .

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اتنا دلچسپ اور مستقل موضوع ان کے لئے بن گیا ہوں کہ میرے سوا ان کو اور کچھ آتا ہی نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ ملک صاحب ۔ اگر واقعی آپ کو کچھ اختیارات مل جائیں تو آپ کا رنگ روپ اور نکھرے گا اور تھوڑی بہت امید کرتا ہوں کہ شائد آپ کچھ کام کرکے دکھا سکیں ۔ صرف الفاظ استعمال کرنے سے صرف میلے کرانے سے ۔ صرف ناچ کرانے سے صرف گھوڑ دوڑ کرانے سے اور مویشیوں کے مقابلے کرانے سے کام نہیں چلے گا ۔ آپ وزیر اعلیٰ ہیں ۔ نظم ونسق کے آپ ذمہ دار ہیں اور آپ کے اپنے محکمہ پولیس کا عالم یہ ہے کہ جس طرح حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے فرمایا ان کی اصلاح بالکل نا ممکن ہو گئی ہے ۔ تو میں نے پچھلی دفعہ بھی تجویز کیا تھا کہ تو آپ پولیس کی اصلاح کریں یا از راہ کرم اس صوبہ کے عوام پر رحم فرمائیں اور اس محکمے کو wind up کر دیں ۔ اس

سے جرائم کم ہونگے ۔ آپ کی پولیس خود جرائم پیدا کر رہی ہے ۔ خود جرائم کرواتے ہیں ۔ آپ کی پارٹی جو ہے اس کے اکثر لوگ پولیس کے ساتھ ملکر پولیس کے جھوٹے گواہ اور ٹاؤٹ ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ یا تو آپ اس کی اصلاح فرمائیں یا اس محکمے کو ختم کریں ۔ اگر آپ کا خیال ہو گا پولیس کا محکمہ ختم کرنے سے جرائم کم نہیں ہونگے تو پھر اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے اس کی مناسب اصلاح فرمائیں ۔

سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ الفاظ جو انہوں نے کہے ہیں کہ آپ کی پارٹی کے آدمی ان کے ٹاؤٹ ہیں ۔ یہ ہے وہ ہے ۔ یہ ایوان کو بالکل غلط اطلاع مہیا کر رہے ہیں ۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان کی پارٹی کے آدمی ہزاروں کی تعداد میں پولیس کے ٹاؤٹ ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ جناب والا ۔ کس طرح ہو سکتے ہیں جبکہ ان دنوں آپ پوری طرح اقتدار پر ہیں ۔ پوری طرح آپ کے پاس اختیارات ہیں ۔ اگر کچھ لوگ ایسے ہیں تو ان کو پکڑیں ۔ ان کو ننگا کریں ۔ ان کو سزا دیں ۔ مجھے پتا ہے کہ آپ کو پولیس کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہے ۔ آپ خود تھانیدار رہے ہیں ۔ لیکن یہاں آپ اس وقت اس ایوان کے ایک معزز ممبر کی حیثیت سے بیٹھے ہیں ۔ یہاں عوام کے نمائندے کی حیثیت سے آپ بیٹھے ہیں اس لئے صحیح بات آپ کو سننی چاہیے ۔

سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔ جناب والا ۔ میں ڈنڈی تو نہیں مارتا رہا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ فرما رہے ہیں کہ پولیس کے اوپر ہم effecctive ہیں ۔ اس لئے وھاڑی کی پوری ایڈمنسٹریشن یہ خود ٹرانسفر کرا کے گئے ہیں ۔ effective ہم ہیں اور appointment and transfer ان کے کہنے پر ہوتی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اگر کہیں ایڈمنسٹریشن خراب ہے تو اس کی شکائیت کی جاتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں فاضل مقرر سے یہ درخواست کروں گا اور دوسری طرف بیٹھنے والے حضرات سے بھی کہ وہ بحث کو اصولی حدود تک محدود رکھیں اور فضا میں تلخی نہ پیدا ہونے دیں ۔ کیونکہ اس طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی مخالفت نہیں رہتی بلکہ سیاسی عناد بن جاتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order please.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ پولیس سے جو سیاسی کام لیا جا رہا ہے اس سلسلے میں حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب خاصی تفصیل سے تقریر فرما چکے ہیں ۔ آپ نے پولیس کی نفری بڑھانے کی کوشش کی ہے ۔ یہ کوشش نہیں کی کہ جو اس وقت نفری ہے ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے ان کی تنخواہیں بڑھائیں اور ان میں جو بد عنوان لوگ ہیں ان کو نکالیں ۔ آپنے تو نفری بڑھانے کی کوشش کی ہے تا کہ سیاسی جلسے خراب کئے جائیں ۔ ان سے غنڈہ گردی کرائی جائے اور اپنے چہیتے غنڈوں کو ان کے ذریعے برسر اقتدار لایا جائے ۔ جناب والا ۔ پولیس ایک دن آپ کی پارٹی کو لے ڈوبے گی بالکل اسی طرح جس طرح قیام پاکستان کے فوراً بعد سروسز نے سنٹرل گورنمنٹ اور صوبائی حکومتوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا تھا ۔ اس طرح آپ نے جو پولیس کو ڈھیل دے رکھی ہے اس کا لازمی طور پر یہ نتیجہ ہو گا کہ وہ آپ کا جلوس نکال کر رکھ دے گی ۔ ہمیں بڑی خوشی ہوگی لیکن ہمیں افسوس صرف یہ ہے کہ آپ کا جلوس نکلتے نکلتے یہاں پاکستان کا جلوس نہ نکل جائے ۔ عوام کا جلوس نہ نکل جائے ۔

جناب والا ۔ حکمران پارٹی نے اپنی اصلاحات کا بڑا چرچا کیا ۔ تعلیمی میدان میں یہ کیا گیا ہے ۔ ہم نے سینکڑوں ۔ ہزاروں اداروں کو قومی تحویل میں لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ یہ جنرل ایڈمنسٹریشن کا حصہ نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ بھی ایڈمنسٹریشن کا حصہ ہے ۔ منسٹر صاحب اس کے انچارج ہیں ۔ وہ تنخواہ اسی بات کی لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منسٹر انچارج والی بات تو ٹھیک ہے مگر ایجوکیشن ایک علیحدہ sub-head ہے ۔ آپ ایجوکیشن کی بات کریں ۔

میاں خورشید انور ۔ جی ہاں ۔ میں ایجوکیشن کی ایڈمنسٹریشن کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ صورت حال یہ ہے کہ وہاں پر تعلیمی اداروں پر اپنا سیاسی تسلط قائم رکھنے کے لئے یہ سب ڈھونگ رچایا گیا جس کی میں ایک مثال دیتا ہوں ۔ کوپر روڈ پر ایک بہت پرانا کالج جسے اسلامیہ کالج فار گرلز کہتے ہیں جس نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے ۔ جناب وزیر تعلیم نے وہاں کی پرنسپل جو کہ بڑی popular تھیں ۔ ان کی بڑی خدمات تھیں ۔ ان کو نکالنے اور پیپلز پارٹی کے کس صاحب کو خوش کرنے کے لئے ان کے بعد جو نمبر 3 پر پروفیسر تھیں ان کو پرنسپل بنانے کے لیے ان کو پریشان کیا اور ان کو کالج سے چھٹی دے دی ۔

جناب والا ۔ اگر آپ واقعی اصلاحات کرنا چاہتے ہیں تو نیک دلی سے کریں اگر اس کے پیچھے یہ ہاتھ کار فرما ہے کہ آپ نے اپنی پارٹی کو ہر جگہ مسلط کرنا ہے تو یہ تمام اصلاحات لہ صرف بغیر مقصد کے ہونگی بلکہ آپ کے لئے سر درد بن جائے گی ۔ کل وزیر اعلیٰ نے فرمایا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جو کسی کا محبوب ہوتا ہے وہ اسی محبوب ہی کا اکثر ذکر کرتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ تو بڑی محبوب شے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ کہنا ہے وہ آج ہی کہہ لیں تا کہ معاملہ ختم ہو جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ بھلا محبت کے معاملے بھی ختم ہوا کرتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ملک صاحب نے فرمایا تھا کہ مسلم لیگ کیوں تباہ ہوئی ۔ کیوں ناکام ہوئی ۔ میں ملک صاحب سے درخواست کروں گا وہ ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کا معاملہ زیر بحث ہے مسلم لیگ زیر بحث نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیوں کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے میں صرف آپ کو جذبہ دلاتا ہوں تا کہ ان کو اختیارات مل جائیں اور سابقہ حکمران پارٹی کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں ۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نظم و نسق کی اصلاح ازبس ضروری ہے ۔ ان حکمران سروسز کے کہنے پر آپ عمل کرتے ہیں میں آپ کو بتا دوں کہ ان کا آپ نے انجام دیکھ لیا ۔ اگر آپ نے ان کے تجربات سے فائدہ نہیں اٹھایا تو آپ کا بھی وہی انجام ہو گا ۔ آپ اکثر نوکر شاہی کا ذکر کرتے ہیں ۔ میں صرف اس نتیجہ پر پہنچا ہوں ہو سکتا ہے ایک طرف تو وہ اپنے سیاسی مقاصد پورا کرنا چاہتے ہوں اور دوسری طرف اس نوکر شاہی کے ذریعہ عوام کا خون چوسنا چاہتے ہوں کیوں کہ ان پر جو ظلم ہو رہے ہیں وہ ان کے توسط سے ہو رہے ہیں ۔ آپ عوام کو دھوکا دے رہے ہیں اور ان کی اصلاح کے لیے کچھ نہیں کیا ۔

سید ناہش الوری ۔ جناب والا ۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر آپ وقت بڑھا رہے ہیں تو میں تقریر شروع کروں ورنہ بے مزہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کل پر ان کی تقریر کے لیے وقت رکھ لیں ۔

Mr. Speaker: The House is a djourned till 8. 0 am tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 28 جون 1973 بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

1675

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعرات ۔ 28 جون 1973ء

(پنجشنبہ ۔ 26 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔

مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔ ۹

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٥٥﴾

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٧﴾

پ ۸ ــ س ۷ ــ ع ۱۴ ــ آیات ۵۴ تا ۵۷

بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اسی نے سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جان لو! کہ ساری مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔ برکت والی ہے اللہ کی ذات جو رب العلمین ہے۔

لوگو! اپنے پروردگار سے عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے بہت قریب ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

شیخ عزیز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ عزیز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ ایک ضروری کام مورخہ 26-6-73 اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا ۔ لہذا ایک یوم کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ صفدر علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ صفدر علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session on 25th and 26th of this month as I had to go out of Lahore. It is, therefore, requested that leave for these two days may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(رخصت منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور (شہید) صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Assembly Session held on 26-6-73 because I had gone to Rawalpindi. Kindly grant leave and oblidge.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری مد اشرف

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری مد اشرف صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں بوجہ بیماری مورخہ 73-6-18 تا 73-6-20 اور مورخہ 73-6-22 تا 73-6-23 حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ اسلئے مہربانی فرما کر پانچ یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری شاہ نواز گورایہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہ نواز گورایہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 73-6-26 کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس اسمبلی میں شرکت نہیں کر سکا ۔ لہذا مورخہ 73-6-26 کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید غلام عباس بخاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہے :

بندہ اپنے ضروری کام کی وجہ سے 26-6-73 کو حاضر اجلاس نہ ہو سکا ۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عنایت فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی شیخ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست حاجی شیخ اسلام الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میری طبیعت علیل ہے جسکی وجہ سے مورخہ 28 اور 29 جون 1973ء کو اجلاس میں شرکت سے معذور ہوں ۔ دو یوم کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend Assembly Session on 25-6-73 and 28-6-73, due to illness. The leave for the said dates may please be grated and obliged.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور و دیگر چار اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ نے توسیع کرانا ہے تو پھر زیادہ ہی وقت لے لیں تا کہ اگلے سیشن تک یہ رپورٹ بھی تیار ہو سکے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ 31 اگست تک توسیع کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور و دیگر چار اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 20 کے بارے میں مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک کرتا ہوں :

کہ چودھری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی تحریک استحقاق نمبر 21 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چودھری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی تحریک استحقاق نمبر 21 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

پنجاب کا بجٹ بابت سال 1973-74

مطالبات زر پر رائے شماری

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل صاحب ! کیا آپ نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے ؟

میاں منظور احمد موہل ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے کل انتظامیہ اور اس کی کار کردگی پر سیر حاصل تبصرہ کیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the Hon'ble member is not in his seat.

Mr. Speaker : That is the seat allotted to him.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے کہ چودھری صاحب تقریر فرمائیں ۔ میری ایک تجویز ہے چونکہ آپ نے ڈیانڈز کے متعلق ووٹنگ بھی کرانی ہے اس لئے اگر تقاریر کے لئے وقت مقرر کر دیا جائے تو مناسب ہوگا کیونکہ مجھے بھی ان تمام تقاریر کا جواب دینا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کتنا وقت لیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ایک گھنٹہ زیادہ سے زیادہ میں لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو پھر اس میں پوزیشن یہ ہے کہ 11 بجے انٹرول ہوگا ۔ انٹرول ہوتا تو اکثر تیس منٹ کا ہے مگر فاضل ممبران اپنا استحقاق استعمال کر کے پنتالیس پچاس منٹ کر لیتے ہیں ۔ 11 بجکر 45 منٹ کے بعد گلوٹین شروع ہو جائے گی ۔ اس لئے آپ کو اپنی تقریر 11 بجے تک ختم کرنا ہوگی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں 11 بجے تک اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کروں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ شام کا اجلاس کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سلسلے میں شام کا اجلاس ہو نہیں سکتا ۔ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ رولز کے علاوہ اور بہت کچھ کر لیتے ہیں میرا خیال ہے شام کا اجلاس رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کوئی ایسی چیز نہیں کرنا چاہتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ہم تین کٹ موشنز دے رہے ہیں اور ہاؤس یہ چاہتا ہے کہ ان پر بھی بحث کی جائے ۔ اس لئے شام کا اجلاس کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب جب رولز میں ہی یہ چیز نہیں ہے تو یہ کیسے کیا جا سکتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ نے ایک دن پندرہ بیس رولز کو معطل کر دیا تھا تو کیا آج ایک رول معطل نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا ہو سکتا ہے بشرطیکہ لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن آپس میں مشورہ کر لیں اور مجھے بتا دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ مشورہ کر لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس 10 بجے تقریر شروع کریں گے اور اس سے پہلے جن فاضل اراکین نے نوٹس دیئے ہوئے ہیں وہ جتنا وقت لینا چاہتے ہیں لیں اور 11 بجے تک وہ تقریر کریں ۔ 11 بجے کے بعد انٹرول ہوگا اور اس کے بعد ڈیانڈز پر ووٹنگ ہوگی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب فنانس بل کب پیش ہوگا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ایجنڈے کے مطابق وہ کل پیش ہوگا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ میری باری کب آئے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا نام کل تین مرتبہ پکارا گیا تھا ۔ مگر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ آج پھر موقع دے دیں مشکور ہوں گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست حاجی صاحب نے کل انتظامیہ کے متعلق نہایت ہی اچھے انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا ۔ اور میری دانست میں وہ ایک پہلو نظر انداز کر گئے تھے جو میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب کی وساطت سے معزز ایوان کے اراکین کے گوش گزار کروں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, on what the Hon'ble member Chaudhry Amanullah Lak is speaking ? There are three members left who have to speak.

Mr. Speaker : He has given notice for this.

Chaudhary Amanullah Lak : Sir, I have given notice.

مسٹر سپیکر ۔ ان کا نام آپ دیکھ لیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ یہ اس زمانے کا ہے جب یہ ان بینچوں پر بیٹھتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے لئے تو تمام فاضل اراکین ایک جیسے ہیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب یہ اپنی کل کی غیر حاضری کی سزا مجھے دینا چاہتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ اس طرف بیٹھنے والوں کی کٹ موشنز ہوا تو نہیں کرتیں اور اس لئے خانزادہ صاحب نے کہا تھا کہ یہ کس پرویژن کے تحت بول رہے ہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ آپ بہت بڑے وکیل ہیں جو چیز آپ ایک دفعہ کرتے ہیں تو بعد میں آپ کے ایکشنز اس چیز کے متعلق violate کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہی چیز infructuous ہو کر رہ جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ بتائیں کہ کن رولز کے تحت گورنمنٹ پارٹی کا رکن کٹ موشن نہیں دے سکتا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ گورنمنٹ پارٹی کا رکن کٹ موشن دے ہی نہیں سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے متعلق کہیں کوئی پابندی نہیں ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ انہیں اعلان کرنا چاہیے کہ میں گورنمنٹ پارٹی کا رکن ہوتے ہوئے کٹ موشن دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, it is against all precedents of centuries old democratic system.

(قطع کلامیاں)۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ جس بے چینی کا مظاہرہ کر رہے ہیں نہ کریں ۔ میری گزارشات سننے کے بعد شاید اسکا جواب ان کو مل جائے ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی کل کی تقریر کے بعد ایک پہلو باقی تھا جس کو میں ضروری سمجھتا تھا کہ اس کو معزز

ممبران کے گوش گزار کیا جائے۔ انتظامیہ پر اور موجودہ حکومت پر تنقید سے قبل اس کے پس منظر میں جانا بڑا ضروری ہے . . . . . .

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ صاحب ایک منٹ توقف کیجئے ۔ ملک معراج خالد صاحب ! میں کیا یہ under stand کرنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ نے یہ اتفاق کر لیا ہے کہ ایک بجے کی بجائے آج کا اجلاس دو بجے تک چلے گا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ آپ سے مشورہ کرنا تھوڑا سا مطلوب ہے ۔ ایک بجے تک جو کارروائی ہے وہ لازمی طور پر ختم ہونی چاہئے ۔ میں خود یہ چاہتا ہوں اور میری پارٹی بھی یہی چاہتی ہے کہ ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں کٹ موشن آئیں تا کہ ہم اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ جنرل ڈسکشن بیشک کر لیں لیکن ووٹنگ پہلے ہو جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ڈیمانڈ by agreement آخر میں رکھ لیں یا میں ایک گھنٹہ وقت بڑھا لیتا ہوں ۔ guillotine ساڑھے گیارہ بجے کی بجائے ساڑھے بارہ بجے شروع کر لیں ۔ ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ بجے کے درمیان اس پر بحث کر لیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ساڑھے گیارہ سے ساڑھے بارہ بجے تک اسکو ڈسکس کر لیتے ہیں ۔ اب آپ اس میں وقت کی تقسیم کر لیں کہ 60 منٹ میں سے کتنا وقت حزب اختلاف کے ممبران نے لینا ہے اور کتنا وقت گورنمنٹ پارٹی نے جواب دینے کے لیے لینا ہے ۔

Makkhdoomzada Syed Hassan Mahmood : The Budget is passed after guillotine. How can discussion take place after that ?

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری طرف توجہ نہیں دی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں پھر توجہ کر لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تجویز یہ ہے جیسا کہ میاں خورشید انور صاحب بھی اتفاق کر رہے ہیں کہ guillotine ساڑھے گیارہ بجے کی بجائے ساڑھے بارہ بجے شروع ہو اور ہاؤس کا وقت by agreement ایک بجے کی بجائے دو بجے تک بڑھا لیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وزیر اعلیٰ کے لیے بھی وقت بجے کیونکہ انہوں نے ساڑھے دس بجے تقریر کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر تو وہ تقریر کریں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وہ ساڑھے دس بجے تقریر کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر تو ڈویلپمنٹ پر ڈسکشن نہیں ہو سکے گی ۔ دس بجے وہ تقریر کریں گے اور گیارہ بجے وہ تقریر ختم کر دیں اس کے بعد انٹرول ہوگا ۔ ساڑھے گیارہ بجے دوسرا کٹ موشن ہوگا اس کے لیے 60 منٹ وقت دیا جائیگا ۔ اس پر آپ فیصلہ کر لیں کہ حزب اختلاف نے کتنا وقت لینا ہے اور حکومتی پارٹی نے جواب دینے کے لیے کتنا وقت لینا ہے ۔ یہ فیصلہ کر کے آپ مجھے بتا دیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ چودھری امان اللہ لک صاحب سے کہا جائے کہ وہ اپنی تقریر جلدی ختم کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ختم کرنے کے متعلق تو میں انہیں نہیں کہہ سکتا جلدی سے شروع کرنے کے متعلق کہہ سکتا ہوں ۔ (قہقہہ)

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت پر تنقید اور انتظامیہ کی بد اعمالیوں اور بد نظمی پر کنٹرول اور محاسبے سے قبل اُن عوامل کا لازمی طور پر جائزہ لینا ہوگا جو گزشتہ 25 یا 26 سالوں میں پیش آتے رہے ہیں ۔ پاکستان بننے کے بعد کچھ دور ایسا آیا کہ انتظام سنبھالنے میں پاکستان کے افسران نے نہایت خلوص دل سے محب الوطن ہونے کی حیثیت سے تھوڑا سا کردار ادا کیا ہے ۔ اس کے بعد بد نصیبی سے بد بختی سے وہ سابقہ حکمرانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آلہ کار بن گئے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب ان کے بعد آپ بولیں گے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ انتظامیہ کی بد نظمی اس کی رشوت اور بد اعمالیوں کا جائزہ لینے سے قبل اس کے پس منظر پر نگاہ ڈالنی لازمی ہے ۔ انتظامیہ اور افسران جسے افسر شاہی کہا جاتا ہے اس میں کچھ ایسا حصہ تھا جنہوں نے پاکستان کی تاریخ میں پاکستان کو establish کرنے میں خلوص نیت سے ساتھ دیا لیکن اس کے بعد مسلم لیگ کے زعمائے کرام نے عوام سے اپنا رابطہ کاٹ لیا اور محلاتی سازشوں میں دن رات ایک دوسرے کو گرانے کی کوششیں کرنے لگے تو افسر شاہی کو آلہ کار بنایا گیا ۔ عوام پر اپنے ظلم کا ہاتھ ڈالتے ہوئے ۔ عوام پر تشدد کرتے ہوئے پارٹی کو استوار کرتے ہوئے اور مخالفین کو کچلتے ہوئے اس انتظامیہ کو بد نظمی ۔ رشوت اور بد دیانتی کے آغاز کرنے کا موقع مہیا کیا گیا ۔ درمیانی عرصہ جس میں میرے فاضل دوست آج انتظامیہ پر بھرپور تنقید کر رہے ہیں انہی سابقہ جماعتوں نے افسران کو آلہ کار بنایا ۔ صوبائی اسمبلیوں قومی اسمبلی کے ممبران اور دوسرے سیاسی لیڈران کو رشوت کا بازار گرم کرنے ۔ روٹ پرمٹ دینے ۔ اراضی کی الاٹمنٹ کرنے ۔ انڈسٹریل پرمٹ دینے اور ہر قسم کی دھاندلیاں کرنے کا آلہ کار بنایا گیا ۔ یہ ایجنسی ٹھہری وہاں سے انتظامیہ کو موقع میسر آیا جس کے پیش نظر عوام آج تک اس کی سزا بھگت رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس درمیانی عرصہ میں مسلم لیگ کا جوڑ توڑ ۔ سیاسی لیڈروں کا جوڑ توڑ کرنے میں سب سے اہم ترین کردار افسران نے ادا کیا جس کی وقتاً فوقتاً سزا تو بھگت رہے ہیں لیکن اس بنیادی ڈھانچہ کو تبدیل نہیں کیا جا سکا ۔ اسی اثنا میں سابقہ حکمرانوں کی ریشہ دوانیاں ۔ ایک دوسرے کے خلاف ظلم و تشدد چونکہ افسران کی وساطت سے کیا جا رہا تھا اس کے پیش نظر افسر شاہی حکومت کے خواب دیکھنے میں کامیاب ہو گئی ۔ لیاقت علی مرحوم کا قتل ۔ خواجہ ناظم الدین کی برطرفی اس کے بعد کے دور کا علم میرے فاضل دوستوں کو اور آپ کی ذاتی گرامی کو ہوگا کہ افسر شاہی نے سیاستدانوں کی بد دیانتی سے کس طرح فائدہ اٹھایا اور کس انداز سے سروسز اس میں آرمی بھی شامل ہے اس میں سول انتظامیہ بھی شامل ہے ۔ اس کے بعد آج تک مسلسل خواب دیکھتی جا

رہی ہیں جو انتظامیہ نے اور سروسز نے گزشتہ دس بارہ سالوں سے ملک پر حکومت کی ۔

جناب سپیکر ۔ پاکستان کی چھوٹی سی تاریخ میں المناک تاریخ میں افسر شاہی کا ٹولہ پیدا ہوا جو حقیقت میں اپنے آپکو حکمران اور حکومت کا اہل تصور کرنے لگا ۔ وہ سیاست کے گٹھ جوڑ میں برابر کا شریک رہا ۔ انہی کی وساطت سے صنعتی سرمایہ کار اور صنعتی اجارہ دار پیدا ہوئے ۔ اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رفقائے کار کو ۔ اپنے عزیز و اقارب کو ۔ اپنے دل پسند لوگوں کو مالی مفاد دیا جو پاکستان کے مالی بحران کی تاریخ میں ایک المناک حصہ ہے ۔ موجودہ حکومت نے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خلاف ایک انقلابی پروگرام بنایا ہے جو گو میرے اپنے نقطہ نگاہ سے ادھورا اور نا مکمل ہے لیکن افسر شاہی کے خلاف ان کی روایات کو بدلنے کے لیئے تا حال میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کوئی صحیح راستہ تعین نہیں کیا جا سکا کیونکہ افسران اور افسر شاہی ابھی تک اس سماجی اور سیاسی انقلاب کو اپنے دل اور اپنے پروگرام کے تحت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آنریبل ممبر کٹ موشن پر تقریر نہیں کر رہے بلکہ وہ اس وقت ایک جنرل ڈسکشن کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ جنرل ڈسکشن نہیں کر رہے بلکہ وہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ایڈمنسٹریشن کی ہسٹری مختصر الفاظ میں بیان کر رہے ہیں ۔ اس میں پولیٹیکل ہسٹری بھی آ جاتی ہے ۔

But I hope that you will be really brief and you will come to the subject.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت کو اگر دیکھا جائے اور جیسا کہ میرے دوست حاجی سیف اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ موجودہ حکومت کے کل پرزوں کو نہایت ڈھٹائی کے ساتھ نظر انداز کر رہے ہیں اور انہوں نے نہایت ہی شگفتہ بیانی سے ہاؤس کے سامنے دلائل رکھے تھے تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ انتظامیہ پر کئے گئے اخراجات اور انتظامیہ کا وہ موثر role جو ادا کیا جا رہا ہے وہ اس انقلاب کے راستے میں

ایک صحیح خطرہ ہے جو درون پردہ انقلاب کا راستہ روکنے کے لیے ہے ۔ وہ لوگ عوامی حکومت کو اپنے دل سے تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ یہ اس واقعہ ہے کہ ان کے اپنے علم اور قابلیت اور 10 سالہ اپنی سابقہ حکمرانی کے خواب جو انہوں نے دیکھے تھے اس کے پیش نظر اب اس پر ایک منظم اور صحیح لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا ۔ اور اسی ضمن میں میں عرض کروں گا کہ انتظامیہ نے ہر سیاسی کارکن کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اور اس کی دخل اندازی کا ہمیشہ بہانہ بنایا ہے اور عوام کو یہ تاثر دیا کہ سیاسی پارٹی کی طرف سے مداخلت کی جا رہی ہے ۔ موجودہ دور میں بھی کارکنان کی مداخلت کا بہانہ بنا کر سہارا لیا جاتا ہے اور کسی حد تک وہ جائز بھی ہے ۔ تو اس ضمن میں میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی انتظامیہ اور اس کے کارکنان کو ایک ایسے طریقہ سے ان کا محاسبہ کرنے کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے جس سے انتظامیہ کو عوام کو یہ تاثر دینے میں ناکامی ہو ۔ کیونکہ پیپلز پارٹی کے کارکنان اور اس کے عہدے دار انتظامیہ میں مخل ہو رہے ہیں ۔ ان پر رعب ڈالے جا رہے ہیں یہ ایک ایسا بہانہ ہے جس سے عوام کو یقینی طور پر یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ انتظامیہ مفلوج ہو چکی ہے ۔ تو میں یہ باتیں یقین کامل سے کہہ رہا ہوں جیسے کہ حکومتی پارٹی کے ایم پی اے صاحبان وزرا صاحبان اور دوسرے لوگ بے بس ہیں اسی طرح حزب اختلاف بھی بے بس ہے اور افسران اپنی من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں ۔ اور اس انقلاب کا راستہ روکنے کا نہایت خوفناک قسم کا درون پردہ پروگرام چلایا جا رہا ہے ۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ نچلی سطح پر کارکنان اور عہدے داران کو افسران کے کام میں مداخلت سے روکا جائے اور پیپلز پارٹی کی تنظیم نو کے سلسلے میں ان کا cell علیحدہ بنایا جائے ۔ افسران کا محاسبہ لازمی طور پر کیا جائے ۔ لیکن اس کے لیے ایک مصدقہ اور کامیاب طریقہ کار اختیار کیا جائے اور اس کے لیے یہ لازمی ہے کہ نچلی سطح سے شکایات افسران کے متعلق وصول کی جائیں اور پیپلز پارٹی کے سیکریٹریٹ سے باقاعدہ ایک عملہ تعین ہو اور اس طور پر ایک محاسبہ کمیٹی قائم کی جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ آنریبل ممبر متعلقہ بات نہیں کر رہے ہیں وہ پیپلز پارٹی کو ڈسکس کر رہے ہیں وہ بجٹ کو ڈسکس نہیں کر رہے ۔ پیپلز پارٹی

کے سیکریٹریٹ کے متعلق بتا رہے ہیں اور ان کے کارکنوں کا محاسبہ کر رہے ہیں ۔ ان کو چاہئے کہ وہ بجٹ کے اوپر تقریر کریں کٹ موشن پر بھی تقریر ہو سکتی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ وہ اپنی پارٹی کے ممبر ہیں ان کو خیالات کا اظہار کرنے دو ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری صاحب آپ اپنی تقریر کو ایڈمنسٹریشن کے ساتھ جوڑیں پھر کوئی بات بنتی ہے ورنہ ان کا اعتراض بالکل جامع ہو جائے گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ شاید آپ اس وقت مصروف تھے ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انتظامیہ جنہوں نے انقلابی راستے ہمیشہ روکے ہیں وہ بد دیانتی کے خواب دیکھ رہے ہیں اور ان کو پچھلی حکومتوں نے یہ چسکا دیا تھا انہوں نے بد دیانتیاں کی تھیں تو میں عرض کروں گا کہ عوام میں تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ پارٹی کے کارکنان انتظامیہ میں مداخلت کر رہے ہیں اور انہوں نے ایسا لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ پیپلز پارٹی کسی طرح ناکام ہو جائے وہ اس طرح اس کو ناکام کر رہے ہیں اور وہ لوگ پیپلز پارٹی کے چیئرمینوں کا ان کے عہدے داروں کا ایک پیمانہ تراش رہے ہیں ۔ اور یہ کہ اس چیز کے پیش نظر یہ لوگ اب مستحق نہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب ایک لائحہ عمل اختیار کیا جا چکا ہے جس کے پیش نظر سرمایہ داروں کی سیاست کو اندرونی اور بیرونی طور پر کنٹرول کیا جا رہا ہے ۔ لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ انتظامیہ بدستور وہی درون پردہ سازشیں کر رہی ہے اور یہ تاثر دے رہی ہے کہ انقلاب کو کسی نہ کسی طرح روک لیا جائیگا ۔ میں نے جو assessment کی ہے وہ میں آپ کے گوش گزار کر رہا ہوں کہ انقلاب کو روکنے کا انتظامیہ ایک حصہ بن چکی ہے ۔ سیاسی اور سماجی انقلاب کو روکنے کے لیے نہایت خوفناک قسم کی درون پردہ اندرونی سازشیں کی جا رہی ہیں اور عوام میں یہ تاثرات دیئے جا رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے کارکنان اور پیپلز پارٹی کی بیجا مداخلت نے انتظامیہ کو مفلوج کر دیا ہے ۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کن الفاظ میں اپنے آپ کو ادا کروں کہ درون پردہ

انتظامیہ اور سروسز نے خوفناک قسم کا منصوبہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ لوگوں کی مشکلات کو اتنا لمبا بتانے کے لیے وہ راستے اختیار کئے جا رہے ہیں کہ موجودہ انقلاب کا راستہ روک دیں۔ عدم اعتماد تک ان لوگوں کی وجہ سے پیدا ہو چکا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کن الفاظ میں اپنی بات کو متعلقہ بناؤں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ کے تین حصے تھے اور وہ نہایت المناک تھے اور پچھلی حکومتوں کے سیاستدان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے سزا بھگت رہے ہیں۔ ایک طبقہ صنعتکاروں کا تھا جس کے لیے کچھ نہ کچھ لائحہ عمل تیار کیا جا رہا ہے اور مزدوروں اور ان کے کارکنان کو کچھ نہ کچھ اعتماد میں لیا گیا ہے۔ اب سرمایہ دار اپنے عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہوئے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ سرمایہ داری میں ہم یقین نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ ملک میں لوٹنے کھسوٹنے کا اب کوئی مزید ٹائم نہیں آ سکے گا۔ سب سے زیادہ انتظامیہ کی دھاندلیاں ہیں۔ ان کا انداز فکر کیا ہے۔ مجھے وزرا کی بے بسی پر ترس آتا ہے کیونکہ سب سے بڑا وزرائے کرام کا عہدہ ہے جو یہاں انتظامیہ کے ہیڈ ہیں اور جن کی مراعات پر ہم اعتراض کرتے ہیں۔ تو جو انداز فکر انتظامیہ نے اپنایا ہے وہ نہایت درد ناک ہے اور مکروہ ہے۔ اس لیے انتظامیہ اس سازش کا جس کا میں نے ذکر کیا ہے ایک حصہ ہے۔ تو ان سے کسی ایسے طریقہ سے کام لیا جائے کسی ایسے موثر طریقہ سے کام لیا جائے کہ عوام کی مشکلات جن کا وہ باعث بن رہے ہیں اور آج بھی باعث بن رہے ہیں اس کا سد باب کرنے کے لیے کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ تو جناب والا۔ یہ واقعات تھے جن کی بنا پر میں نے یہ کٹ موشن دی۔ یہ ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ ان گزارشات کے بعد میں اپنی ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے میں اپنی کٹ موشن سے دستبردار ہوتا ہوں۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I am glad that almost a vote of non-confidence in the Hon'ble Minister has been taken back, because he says that the Hon'ble Ministers are unable to deal with the poor services—they cannot speak for themselves without the guide lines.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب آپ اندازاً کتنا وقت لینگے ، کیونکہ دو فاضل اراکین نے ابھی اس بحث میں حصہ لینا ہے ۔ ایک خانزادہ تاج محمد صاحب اور دوسرے سید حسن محمود صاحب ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کرونگا ۔ مجھے احساس ہے کیونکہ وقت بہت کم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چونکہ مجھے حزب اقتدار کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر دس بجے تک بحث ختم ہو جاتی ہے تو وہ closure move نہیں کرنا چاہتے ۔ لیکن اگر دس بجے تک اس پر بحث ختم نہیں ہوتی تو پھر closure move کیا جائیگا تا کہ قائد ایوان اس کا جواب دے سکیں ۔

سید تابش الوری (بہاولپور ۔ I) ۔ جناب سپیکر ، گنبد ذات کے اسیر ۔ وزیر باتدبیر جناب محمد حنیف رامے نے پرسوں رشد و ہدایت سے معمور جو فاضلانہ خطبہ فرمایا۔ اس میں علمی ۔ سماجی اور مذہبی پہلوؤں پر بحث کافی خاصی تفکر انگیز تھی۔ لیکن در مزاج خود کے بعض پہلوؤں کے اعتبار سے وہ بے حد تحیر انگیز بھی تھی ۔ خاص طور پر قرآن مجید کو اپنی ذات پر نازل ہوتے محسوس کرنے کا دعویٰ اور بلوچستان کی بے نام پہاڑیوں کو غار حرا کا نام دینے کی جسارت انہیں کا حصہ ہے ۔ ان کی یہ بڑھتی ہوئی عنایت مجھے اس اندیشے سے دو چار کر رہی ہے کہ کہیں وہ مہم جوئی کی کسی نئی ترغیب کا شکار نہ ہو جائیں ۔ کیونکہ پنجاب کی سر زمین نبوت اور امامت کے دعوؤں کے لیے بڑی ترغیب انگیز رہی ہے ۔

جناب والا ۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حزب اختلاف کے ارکان کو بلا تمیز جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ قرار دیا ہے جبکہ میری تقریر کے بارے میں جناب قائد ایوان نے تعمیری تنقید قرار دیتے ہوئے اسے سراہنے کا اعزاز بخشا ہے ۔ میں اس سلسلے میں صرف اختصار کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ کہا ہے کہ آپ نے سوشلزم کو اپنے صوبے کی معیشت کی منزل قرار دے کر مرکز کی پالیسی سے انحراف کے باوجود جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے لیکن میں نے اس کے ساتھ یہ کہا تھا کہ اس جرأت مندانہ قدم اور نظریے کے ساتھ عمل کی ہم آہنگی سے بھی روشناس ہونا چاہیے ۔ میں اب بھی اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اسلام کی حقانیت

پر یقین رکھتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ اسلام نے کسی دور میں بھی کوئی جامد نظام حیات نہیں دیا بلکہ کچھ آفاقی اصول مدون کئے ہیں جن کی بنیاد پر کسی بھی ملک میں۔ کسی بھی مخصوص حالت میں ایک خاص قسم کا نظام ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں جبکہ سوشلزم اور سوشلسٹ ڈیموکریسی اور پارلیمانی جمہوریت کے عظیم ترین تجربات ہو چکے ہیں تو ہم اسلامی نظام مدون کرنے کے لیے ان تمام نظام ہائے حیات سے استفادہ کرنے میں کسی قسم کا کوئی تامل یا شرم محسوس نہیں کرتے۔ لیکن ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو لوگ اس ملک میں خالص سوشلزم یا اسلامی سوشلزم لانے کے دعوے کرنے میں پیش پیش ہیں ان کو عملاً اس سلسلے میں کوئی working paper اور لائحہ عمل پیش کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ ماضی کے اسلام کے نام لینے والوں لیکن عمل نہ کرنے والوں کی طرح گمنامی کے غاروں میں گم ہو جائیں گے۔

جناب والا۔ میرا آج کا موضوع جنرل ایڈمنسٹریشن ہے۔ یہ ایک اہم ترین اور جامع اصطلاح ہے جو گورنر۔ ان کے مشیروں۔ اسسٹنٹوں اور وزیروں سے لیکر اسمبلی اور سرکاری انتظامیہ کے دوائر کار پر محیط ہے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن کا بنیادی مقصد پالیسی مرتب کرنا۔ حکومت کے لیے پالیسی مرتب کرنا اور ان پر عملدرآمد کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جنرل ایڈمنسٹریشن کے نام سے ایک الگ محکمہ موجود ہوتا ہے جس کا 1962ء Rules of Business کے مطابق کام یہ ہے کہ وہ سرکاری ملازمین کے کنٹرول کے لیے اصول مدون کرے۔ ان کے مختلف محکموں کے درمیان رابطے کو بڑھائے۔ سرکاری ملازمین کے حقوق کا تحفظ کرے۔ ان کی بھرتی کا طریقہ کار متعین کرے اور اس قسم کے انتظامات بروئے کار لائے کہ ملازمین کے حقوق و مفادات کے تحفظ کے ساتھ ان کی کارکردگی کو زیادہ مؤثر اور فعال بنایا جا سکے۔

جناب والا۔ موجودہ حکومت کفایت اور سادگی کی بہت مدعی ہے اور نوکر شاہی کے دشمن کی حیثیت سے اپنے آپ کو بڑا اعزاز و افتخار کا باعث سمجھتی رہی ہے۔ لیکن ہم عملاً یہ دیکھ رہے ہیں کہ برسر اقتدار آنے کے بعد انہوں نے دعووں کو پس پشت ڈال کر سول انتظامیہ کے اخراجات میں کمی کرنے کی بجائے

اس کو کفایت کے ساتھ مرتب کرنے کی بجائے مسلسل تشویشناک اضافے سے دوچار کر دیا ہے۔ ون یونٹ کے دور میں چاروں صوبوں کی انتظامیہ پر 3 کروڑ یا سوا تین کروڑ روپے کا مجموعی خرچ ہوتا تھا لیکن اس سال کے بجٹ میں یہ خرچ 6 کروڑ 40 لاکھ 96 ہزار روپے ہو چکا ہے اور اس اعتبار سے چاروں صوبوں کی مشترکہ انتظامیہ سے صرف پنجاب کی تنہا انتظامیہ کا خرچ تقریباً دھرا کر دیا ہے۔ جناب والا۔ وزراء کی فوج ظفر موج کے علاوہ گورنر کے مشیر۔ سپیشل اسسٹنٹ اور سرکاری خزانے سے پانے والے عملے نے ہمارے قومی سرمائے پر ایک غیر معمولی بوجھ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ یہ گورنر کے مشیر۔ اسسٹنٹ اور وزراء قومی خزانے سے تنخواہیں لیکر سرکاری خرچ پر اپنی پارٹی کا کام کر رہے ہیں جناب والا۔ خطیر تنخواہوں۔ ٹی۔اے۔ڈی اے۔ furnished بنگلوں۔ موٹر ڈیزکاروں اور تواضع الاؤنس اور discretionary grants کے علاوہ ان کے اخراجات کا اندازہ کرنا کم از کم اس وقت اس لیے ممکن نہیں ہے کہ اس میں اخراجات مختلف مدوں میں پھیلا کر ایک camouflage expenditure ہمارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن جو بات واضح ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ وزراء کے تواضع الاؤنس میں گذشتہ سال 20 ہزار روپے تھے اور اس سال یہ بڑھا کر ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے کر دئے گئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس غیر معمولی اضافے کی وجہ جواز کیا ہو سکتی ہے۔ جناب والا۔ عوام کو فریب دینے کے لیے بے شمار اللے تللے کے اخراجات کو مختلف مدوں میں اس طرح سے پھیلا دیا گیا ہے کہ ان کی نظریں براہ راست ان کے اصرف پے جا پر نہ پڑ سکیں اور اس طرح سے جناب والا۔ اعداد و شمار کا جال پھیلا کر خود اس ایوان کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب والا۔ انتظامیہ کی غیر جانبداری ایک مسلمہ اصول ہے۔ ماضی کی حکومتوں نے انتظامیہ کو آلہ کار بنایا اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر کے اس کو رسوا اور بدنام کیا۔ مگر موجودہ حکومت ماضی کی تمام عقوبتوں سے اس شعبے میں بازی لے گئی ہے۔ پہلے اس حکومت نے جرم بتائے بغیر صفائی کا موقع دیے بغیر 2100 ملازمین کو برطرف کر دیا۔ اسکے بعد جو سرکاری ملازمین کو دستوری تحفظات حاصل تھے ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کو دھشت زدہ کرنے کیلئے

ان پر پیپلز پارٹی کے ارکان اور چیئرمین مسلط کر دیے گئے۔ ہیں ان کے ضمیروں کو آزادی سے محروم کرنے کیلئے ایسے اقدامات کئے گئے ہیں تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کئے جا سکیں ۔ منصوبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایماندار افراد کو جہاں تک ممکن ہوسکے بدنام کر کے نکال دیا جائے اور بد عنوان آفسران کو آسائیشوں سے مالا مال کر دیا جائے تاکہ وہ مقابلہ کی جرات نہ کر سکیں اور اپنی آزادی رائے اور آزادی ضمیر سے محروم ہو کر کام کرنے پر مجبور ہو جائیں ۔ جہاں تک یہ تجربہ ہے حکومت کے لئے خطرناک ہوگا ۔ اگر سرکاری ملازمین کا ایک دفعہ اعتماد اٹھ گیا اگر عوام یہ سمجھنے لگے کہ ان کے لئے انتظامی طور پر انصاف کے راستے بند ہو چکے ہیں ۔ تو آپ یقین رکھئے بے اطمینانی بے یقینی کی معراج پر ایسی کیفیت جنم لیتی ہے ۔ اور پورا معاشرہ تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے ۔

جناب والا ۔ ان دنوں ہم جس قسم کی لا قانونیت کو ابھرتے دیکھ رہے ہیں جس قسم کی سیاسی رشوت بد عنوانی کو پھلتا پھولتا دیکھ رہے۔ ہیں اس کے پیش نظر کبھی کبھی تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بچے سقے کا دور واپس آ گیا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہ صرف پیپلز پارٹی کے بعض ارکان حکمرانوں کے خلاف ایسی داستانیں عوام میں مشہور کر رہے ہیں جو کسی طرح سے بھی عوامی حکومت کے شایان شان نہیں ہو سکتی بلکہ ہم نے حال ہی میں دیکھا ہے کہ حکومت کے اپنے بعض وزرا کو اس سلسلے میں مورد الزام گردانا گیا ۔ جناب والا ۔ انتظامیہ مفلوج ہو جانے کی وجہ سے امن عامہ کی صورت حال خراب ہوتی جا رہی ہے ۔ جرائم کی رفتار میں ہولناک اضافہ ہو رہا ہے ۔ نظم و نسق غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے سیاسی مداخلت معمول بن گئی ہے ۔ حکمرانوں نے قانون کو موم کی ناکہ بنا دیا ہے ۔ اور جس طرح چاہتے ہیں قانون کو اپنے مقاصد اور اپنی مرضی کیلئے استعمال کر لیتے ہیں اور اسی طرح گرانی ۔ بے روزگاری اور افلاس کے ستائے ہوئے عوام اپنے حالات سے مجبور ہوکر غیض و غضب کی بھٹی میں جل رہے ہیں۔ انتظامیہ ایوب کے ساتھ بھی تھی ۔ انتظامیہ یحیٰ آمریت کے لئے اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ جو عوامی تحریک اٹھی تو ان کے لئے کوئی بند

نہ بالندہ سکی ۔ اگر آج بھی موجودہ حکومت نے 81 لاکھ روپے کے خرچ سے ایک آرمڈ پولیس بنا لی ہے اور اس موجودہ بجٹ میں صرف دو لاکھ روپے اس مقصد کیلئے رکھے جا رہے ہیں کہ عوام کے خلاف آنسو گیس استعمال کیا جا سکے۔ ان کے خلاف استعمال کرنے کے لئے جدید آلات خریدے جا سکیں تا کہ یہ عوامی بڑھتی ہوئی تحریک کو روک سکے ۔ اس قسم کے آلات ۔ آنسو گیس کسی صورت حال میں بھی عوام کے جذبات اور احساسات کے سمندر کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ میں اس حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر واقعی وہ قانون کی حکمرانی پر یقین رکھتے ہیں تو ایسے سول انتظامیہ کو غیر جانبدار بنانا ہوگا ۔ اور ایسے افسران کو جن کی تعداد اس وقت بھی کم نہیں ہے تحفظ دیکر انہیں اس بات کا یقین دلانا چاہئے کہ وہ غیر جانبدار افسران کی حیثیت سے اس ملک میں اپنی زندگی کو بہتر طور پر بسر کر سکتے ہیں اور بد دیانت افسران کے خلاف رشوت بد عنوانی کے الزام کے شدید ترین اقدامات کرنے ہونگے ۔ ہمیں اپنے اخراجات کم کرنے ہونگے ۔ اور اس کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہو گی جن سے انتظامیہ کا اثر بڑھ سکے ۔ جناب والا ۔ مختلف کیڈر کے ملازمین کی تنخواہوں میں بڑھتی ہوئی خلیج کو کم سے کم کرنا ہو گا ۔ اور آئندہ کے لئے اصول طے کرنے ہونگے کہ بھرتی سفارش اور سیاسی اثر کی بجائے محض اور محض صلاحیت اور اہلیت کی بنیاد پر ہونی چاہئے ۔ جناب والا ایسے اقدامات بھی کرنے ہونگے جن کے ذریعے انتظامیہ میں جو اختیارات کے ارتکاز کا مرض ہے وہ کم ہو ایسے اختیارات کے ارتکاز کے مرض نے ون یونٹ کو تحلیل کیا تھا ۔ اور اب پنجاب میں اختیارات کا ارتکاز مختلف ڈویژنوں میں مختلف قسم کی بے چینیوں کو جنم دے رہا ہے ۔ صورت حال یہ ہے کہ تمام افسران اپنے اختیارات لاہور تک مرکوز رکھنا چاہتے ہیں جس کے نتیجے میں لوگوں کے مسائل مقامی طور پر حل نہیں ہو سکتے ۔ میری تجویز ہے کہ محکموں کی از سر نو تنظیم کی جائے ۔ جس سے وہ ڈویژن لیول پر مقامی مسائل طور پر مسائل حل کرنے کے اہل ہوں ۔

جناب والا ۔ وزیر خزانہ نے 25 سالہ دور کو استحصالی دور قرار دیا ہے لیکن میں انہیں پوچھنا چاہتا ہوں اور بڑے ادب سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس

میں سے شوشلسٹ دور اور اس رجعت پسند ایوب دور آمریت کو کم از کم خارج کر دینا چاہیئے ۔ جس میں جناب والا وزیر خزانہ نے دور ایوبی میں ان کی نشرو اشاعت کے محاذ پر ترقی و توسیع کے پرچم بلند کئے تھے اور اپنے زور قلم اور زور بیان کی بنیاد پر اس وقت بھی رات کو دن کہہ رہے تھے اور آج بھی یہ کیا طرفہ تماشہ ہے کہ وہ آج بھی ظلمت کو نور کے سانچوں میں ڈھالنے کے لئے اپنی قوت بیان اور قوت تحریر کو وقف کئے ہوئے ہیں ۔

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے اور سلطانی بھی عیاری

جناب والا ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ نظم و نسق کے سلسلے میں پوری کابینہ کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ کہ وہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے کابینہ پر ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے ۔ میں آپ کی توسط سے اس کابینہ پر فرد جرم عاید کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کابینہ یہاں اپنے نظریئے کو عمل سے ہم آہنگ نہیں کر سکی بلکہ پنجاب کے اجتماعی مفادات کا تحفظ کرنے اور مرکز سے اپنا جائز حصہ لینے میں ناکام رہی ہے ۔ اس اعتبار سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اپنی ناکامی کی بنا پر وہ اپنے استعفے اس ایوان میں پیش کر دیں۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے آپ کو پنجاب کے مظلوم صوبے کا نمائندہ قرار دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے پنجاب کے تین دریاؤں کو بیچ دیا گیا ہے ۔ ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میرے پنجاب کے تین دریاؤں کو بیچا جا رہا تھا تو جناب صدر بھٹو ۔ جناب معراج خالد اور جناب حنیف رامے اسی ایوب کے ہاتھ مضبوط کر رہے تھے کہ جس نے ان دریاؤں کے پانی کا سودا کیا تھا ۔ آج وہ اسی ایوبی آمریت کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں ۔ ہم اس وقت احتجاج کیا کرتے تھے اور آج بھی احتجاج کرتے ہیں فرق یہ ہے کہ اس وقت یہ مدح سرائی کر رہے تھے اور آج یہ اس موقف سے انکار کر رہے ہیں اور عوام کے سامنے اپنا موقف اور نظریہ پیش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے پنجاب کی محرومیوں کی ایک مختصر داستان بیان کرنا چاہتا ہوں آپ کو معلوم ہے کہ مرکز آمدنی کے بنیادی ذرائع پر قابض ہے اور مجموعی طور پر جو محصولات وصول ہوتے ہیں ان میں 90·9 فیصد مرکز حاصل کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپکا انداز جنرل بحث کا روپ اختیار کر گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کابینہ پر الزام عائد کر رہا ہوں جو نا اہل ثابت ہوگئی ہے ۔ اس نے پنجاب کے حقوق اور مفادات کے لئے کوئی کام نہیں کیا ۔ میں آپ کے سامنے ثبوت کے طور پر یہ بتا رہا ہوں کہ مرکز کو محصولات کی آمدن میں 90·9 فیصدی حصہ ملتا ہے اور صوبوں کو آمدن کے ذرائع پر صرف 9·1 فیصدی اختیار حاصل ہے ۔ اس طرح سے میں یاد دلاتا ہوں کہ ڈسٹریبیوشن آف ریوینوز آرڈر آف 1971ء کے مطابق مرکز اپنے محاصل میں سے 80 فیصدی صوبوں کو دینے کا پابند ہے اور 20 فیصدی وہ خود رکھتا ہے ۔ 54 فیصدی مشرقی پاکستان کا حصہ بنتا ہے جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد مرکزی حکومت کی تحویل میں ہے اور اس طرح سے اب سو فیصدی میں سے تقریباً 74 فیصدی کل محصولات مرکز کے پاس ہیں۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مرکز نے ان محصولات کو اپنے پاس کیوں رکھا ہوا ہے جب کہ اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ 80 فیصدی تمام صوبوں میں تقسیم کر دیتا ۔ یہ مرکزی محصولات ۔ یہ ہمارے حصہ کے محصولات فیڈرل پولیس اور اسی قسم کی غیر قانونی اور غیر جمہوری فورسز پر خرچ کئے جا رہے ہیں ۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ موجودہ صوبائی حکومت کو مرکزی حکومت سے اپنے حصہ کے محصولات وصول کرنے چاہئیں ۔ سرحد اور بلوچستان نے اپنے اصل قرضے بھی معاف کروا لئے ہیں۔ لیکن ہماری موجودہ حکومت 27 کروڑ 60 لاکھ روپے کا سود بھی معاف نہیں کروا سکی ہے ۔ میں جناب وزیر خزانہ سے کہتا ہوں کہ وہ پنجاب کے ہر شخص کے ہاتھ میں کدال اور کلہاڑی دینا چاہتے ہیں معلوم نہیں کہ وہ یہ کدال اور کلہاڑی دے سکیں یا نہ دے سکیں اور اگر وہ دے سکیں تو وہ محنت کیلئے استعمال کی جائے یا نفرت کیلئے ۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے پنجابیوں کے ہاتھ میں کشکول تھما دیے ہیں اور انہوں نے ہمیں یہ مژدہ سنایا ہے کہ ہم مرکز کی حکومت سے فراخدلانہ رعایت کے مستحق ہیں ۔ ہم مرکز سے کوئی بھیک نہیں مانگ رہے ۔ ہم مرکز سے اپنا حق مانگنا چاہتے ہیں ۔ اس 80 فیصدی آمدنی کو تقسیم کرنے کے بعد پھر یہ کہہ دیا جائے ہمیں ایک ارب روپیہ مل سکتا ہے جو ایک ارب روپیہ ہم قرض کی صورت میں اس بجٹ میں حکومت سے مانگ رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے نہری پانی کا مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے جسے موجودہ حکومت نے مرکز کے دباؤ کے تحت پنجاب کی حق تلفی کو قبول کر لیا ہے ۔ جناب والا ۔ 70 ۔ 1969ء میں 35·95 ملین ایکڑ فیٹ پانی ہمیں ملا اور خریف 72 ۔ 1971ء میں کم ہو کر یہ پانی 29·59 ملین ایکڑ فیٹ رہ گیا ۔ جناب والا ۔ میں صوبے کی اہم ترین معیشت کے بارے میں یہ اہم ترین پہلو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

ربیع کیلئے پنجاب کو 70 ۔ 1969ء میں 22 ' 15 ملین ایکڑ فیٹ پانی ملا اور ربیع 72 ۔ 1971ء میں 14 ' 12 ملین ایکڑ فیٹ پانی ملا ۔ اسی طرح سے پنجاب کو دو سال میں نو (9) ملین ایکڑ فیٹ پانی کم ملا ہے اور آجکل 14 فیصدی سے لیکر 16 فیصدی تک کم پانی مل رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سندھ میں زیرکاشت رقبہ 92 لاکھ ایکڑ ہے جبکہ پنجاب میں نہری پانی سے زیر کاشت آنے والا رقبہ ایک کروڑ 92 لاکھ ایکڑ ہے مگر سندھ تاس کا مجموعی پانی نصف نصف تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہاں یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ہمیں پانی کا پورا حصہ مل رہا ہے لیکن میں آپ کی توجہ پنجاب ڈویلپمنٹ کی کتاب کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو سرکاری طور پر شائع کی گئی ہے اور جس میں زرعی پیداوار کی کمی کو جگہ جگہ پانی کی کمی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ گورنمنٹ اور یہ حکومت ہمارے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتی جبکہ مرکز میں بھی یہی پارٹی حکمران ہے تو ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ پنجاب کو دانستہ طور پر معیشی طور پر تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے ایک اہم مسئلہ پنجاب کی تناسب آبادی میں کمی کا ہے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 1961ء کی مردم شماری کے اعتبار سے پنجاب کی آبادی 62 فیصدی تھی جو اب کم ہو کر 57·59 فیصدی رہ گئی ہے اور اگر فیڈرل ایریا بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو آبادی 57·95 فیصدی بنتی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم 62 فیصدی کے تناسب سے کم ہو کر 57 فیصدی

کے تناسب پر آ گئے ہیں جبکہ دوسرے صوبوں میں نئی مردم شماری کے مطابق یہ آبادی سندھ میں 20·10 فیصدی سے بڑھ کر 21·52 فیصدی ہو گئی ہے اور بلوچستان کی آبادی 2·52 سے بڑھ کر 3·72 فیصدی ہو گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پنجاب کی آبادی میں یہ کمی اور اس تناسب میں یہ کمی حقیقتاً ہوئی ہے یا ہمارے ہاں انتظامات اتنے ناقص کئے گئے تھے کہ ہماری آبادی کا صحیح تجزیہ ہمارے سامنے نہ آ سکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ نیشنل فنانس کمیشن اور اکنامک کونسل کے سامنے جتنے بھی منصوبے رکھے جائینگے ان میں ہمارے لئے ترقیاتی و قوم کی تخصیص کا تناسب بہت کم ہو جائیگا اور پنجاب آئندہ مسلسل محرومی اور نا انصافی کا شکار ہوتا رہیگا۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ مبذول کرانے کیلئے یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب کا حصہ تمام مرکزی شعبوں ہی میں نہیں بلکہ ایسے تمام اداروں میں بھی کم ہے جنہیں۔ پکک۔ نیٹ۔ سٹیٹ بنک۔ ریلوے۔ پی۔ آئی۔ ڈی۔ سی اور واپڈا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان اداروں سے ہمارے منصوبوں کیلئے کم رقوم مخصوص کی جا رہی ہیں اور ان سے ہمیں کم قرضے وصول ہو رہے ہیں۔ بلکہ ان میں پنجاب اور بہاولپور کے ملازمین کا تناسب بھی برائے نام ہے۔ میں وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مرکزی اور صنعتی زرعی منصوبوں میں سے پنجاب کے حصے کا انکشاف کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے کیوں نہیں بتایا کہ یہ پنجاب جو زرعی پیداوار اور اشیائے صرف کی کھپت کے اعتبار سے سب سے آگے ہے اس کو اقتصادی کونسل کے فیصلوں کے مطابق کتنی رقم دی گئی ہے۔ جناب والا۔ انہوں نے ترقیاتی پروگرام پر بڑے فخر و مباہات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ فخر تو سندھ کے وزیر خزانہ کر سکتے ہیں جنہوں نے 74۔ 1973ء کے ترقیاتی پروگرام کیلئے جو غیر ملکی قرضے اور گرانٹ لی ہے اس میں سے وہ 21 فیصدی آبادی ہونے کے باوجود 256 لاکھ 57 ہزار روپے ہے اور 58 فیصدی آبادی رکھنے والے صوبہ پنجاب کو صرف 162 لاکھ 9 ہزار روپے ملے ہیں۔ جناب والا۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو سرکاری طور پر ہمیں مہیا کئے گئے ہیں اور یہ کسی طرح سے بھی موجودہ حکومت کی اہلیت اور اس کی ترقی و توسیع کے منصوبوں کی تائید نہیں کرتے۔ جناب والا۔ میں یہ گذارش کرنی

چاہتا ہوں کہ صورت حال اگر اسی طرح سے خراب ہوتی رہی اور ہمارا حصہ اسی طرح سے غصب کیا جاتا رہا تو مستقبل میں پنجاب ایک پسماندہ ترین صوبہ ہو کر رہ جائیگا ۔ میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہم علاقائی تعصب میں یقین نہیں رکھتے لیکن اپنا جائز حق مانگنا اور اسکے لئے لڑنا یہ ہمارا بنیادی فرض ہی نہیں بلکہ ہمارا بنیادی حق ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں جناب وزیر خزانہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے وزراء یہاں تو گرجتے ہیں وہ اس ایوان میں تو گرجتے ہیں لیکن مرکز میں جاکر وہ بھیگی بلی بن جاتے ہیں ۔ یہ صورت حال کسی طرح سے بھی نہ قومی معیشت اور ترقی کیلئے مفید ہے اور نہ صوبائی سطح کیلئے ۔

ان الفاظ کے ساتھ آخر میں میں صرف یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ عوام سرابوں کے پیچھے بہت دوڑے ہیں اور اب اس فریب خوردہ اور آبلہ پا قوم کو مزید سرابوں کے پیچھے نہ دوڑائیں کیونکہ اگر وہ اسی طرح سے فریبوں کے پیچھے دوڑتی رہی تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ بے یقینی اور بے منصوبی کے صحراؤں میں گم نہ ہو جائے۔ جناب والا ۔ اس وقت طوفان سے پہلے خاموشی کا سا ماحول طاری ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب تاریخ کا بے رحم فیصلہ صادر ہونے والا ہے ۔ وقت کی کوکھ سے انقلابات امنڈ رہے ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ عوام کے غیض و غضب کی تلوار سروں پر لرزاں ہے ۔ اگر ہم نے اب بھی اپنی اصلاح کی کوئی صورت نہ کی تو ہمیں نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے ۔ اور اپنے انجام سے ، اپنے عبرت ناک انجام سے باخبر ہو کر ابھی سے ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے اس صوبے کی معیشت ، اس صوبے کی خوش حالی ، اس صوبے کی ترقی اور عوام کی بھلائی کا سنہرا خواب تکمیل پذیر ہو سکے ۔ شکریہ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada (CampbellPur-1). Sir, most of the points on which I wanted to speak in detail have already been covered by the Hon'ble member Mr. Tabish Alwari. However, I am going to speak on General Administration specially the Services, the poor dumb, unspeakable class of people who

cannot answer for their own crimes. Sir, we have stood on judgment on the British imperialism and for the last so many decades, we have done nothing except to curse the Services from regime to regime and no body tried to hear their point of view. Sir, let me tell this Hon'ble House that the British in their legacy left a balanced, efficient and honest administrative service. What have you done to that service ? That service was allowed to differ with the imperial government, yet they were not victimised for difference of opinion. They were given security and an honest service. Ever since we took over the regime and the rule of this country, we tried to mix up politics with services. The result has been that the poor services, where-ever they did not succumb to the wishes of the ruling party they became *persona-non-grata*. They were thrown from pole to pole, from one house to another and eventually they found exit by being undesirable, dumb and dishonest persons. Sir, I don't stand for the services, but I certainly stand for justice. The turning out of 303 and subsequently of 1,300 from central services and 800 from the provinces by one stroke of pen was certainly unprecedented, in the annals of administration eversince this administration has been established all over the world. Sir, even a criminal is given the chance to redress, even a murderer is tried before a court, but these poor people, just with one stroke of pen, were sent home without knowing what their crime was. Sir, when I stand for them, I do not stand for those who have been dishonest, who for selfish reasons have been doing all sorts of things. I think the best thing would have been to give deterrent punishment to the few and let others take a lesson from them, rather than to punish every body with one stroke of pen without assigning any reason. Sir, in order to get the best out of the services, you must give them security, you must tell them that the difference of opinion is no crime. Please give them the opportunity to have their opinion righteously and honestly put on paper.

Sir, we the politicians will come, and go, but they are the people, who are going to keep this country, and administer this

country. Let us given them security to serve every government, that comes into power with honesty, integrity and to carry out their policies with due security to themselves.

Now I would like to come to police. There was far less police in the time of the British, yet the incidents of crime were far less. Why was it ? Because the duty of any foreign power is to keep law and order in order to rule a country. They are more concerned with law and order than the development. Having added three times the force to what we inherited when Pakistan came into being, today inspite of this force, all sorts of crimes are commited. As we all know, people are being looted in the bazars, on high-ways trucks are being held, buses are being held, banks are being looted. What is the use of a force that does not function ? There is certainly some thing wrong because I can't believe that police cannot look after half of the population which is three times than what it was before. Sir, I hope we will take good inside look, feel that anti-social elements and wrong people must be condemned universally collectively by all of us, and the administration should take inside look irrespective of what an individual can do for them in the public. Sir, if his services as a Minister are undesirable and he cannot deliver the goods to the people, he certainly should not be there. Unless we become examples of integrity and orderly life ourselves, we cannot expect from the forces of law and order to implement policies for which we speak, but we dont' actually implement and don't contribute to make them a success. Law should be administered irrespective of caste, colour, creed, religion, social status and any other consideration.

Sir, next I will come to WAPDA. The palatial building on the Mall Road is an eye-wash for the Punjab. The mere fact that we have a monstrous building does not mean that Punjab is getting its due share of allocation. I share the view of my Hon'ble member Syed Tablish Alwari also that if you look into the facts and figures, you will find that Punjab with its 60 per cent

population has not the minimum extension work in this Province. Sir, if you look at the budget of WAPDA for the last two years you will find that the Punjab has been criminally deprived of its due share. There has been no extension work done here. We are happy with the mere maintenance, we are happy in holding few political meetings and boasting over that. This is no contribution to the economy and welfare of the State. It may please a small number of people but it does not and will not please the mases and ultimately it does not invoke the pleasure of God. Sir, I feel that the share of Punjab on the WAPDA Board is also ineffective and I demand that a public representative who can demand his share both in extension work, in services and in industry and any other thing, should really be on the Board of WAPDA so that our rights are safeguarded.

Sir, I next come to the Irrigation. The Hon'ble member Syed Tabish Alwari has already given you the factual position of the cultivable areas in Punjab and Sind and yet we were applauding the decision that fifty per cent share has been given to Punjab. It is not a matter of applause, but it is a matter of shame. We should bow our heads down that we cannot stand for our rights collectively where our personal office and personal benefits are concerned. I agree that with your steam-rolling majority ; you can steam-role us ; you can reduce us to pulp. You can do whatever you may like. We are only a tiny Opposition and we know that you can do that, but your contributions, about which you are so loudly speaking every day, will be what you do for this Province and what you get for this Province. I feel that we have failed miserably in getting our due from the Centre for the Province of Punjab. Even water is preferred to go into the sea than being given to Punjab. During the flood season no less than 150 crore cusecs of water goes from the river into the sea and yet, for the seasonal canal, that water is not allowed to be taken up by Punjab. At every Headworks a Sindhi is sitting to see that some Punjabi does not open up the gate. I am not parochial. I stand for one Pakistan, I stand for one nation and I stand for no other

nationality but, Sir, I certainly stand for justice and for the legitimate rights of the Punjabi people.

Now, I come to Industry. Cotton, as has already been pointed out, is grown in Punjab, sugarcane is grown in Punjab and cotton-seed is grown in Punjab but are we living in the British Imperialism when cotton crop was taken away from here to Manchester ? Are we living in the era when wheat was taken away to London for making buscuits ? Are we living in the era when sugar was refined and given to us here in the form of a finished product ? Punjab produces all these agricultural products almost five times more in quantity and yet, if you look up at the industrial allocation, you will find that Punjab has hardly got a fraction of these industries which should be our legitimate right economically as well as otherwise. I hope the new policy which the Finance Minister has announced that sugar-mills, textile mills, ghee mills and fertilizer mills will be coming up and that he will see that Punjab gets its due in the new allocation, meets with success but the announcement of the Central Government, giving six sugar mills to Sind, one to Frontier and three to Punjab, itself speaks for what injustice is being done to this Province. Sir, sugar is not only an industry for producing sugar but it is a socio-economic industry. It lifts the welfare of the average man and the greatest good that we can do to an agricultural area is to raise their standard of living by putting up such industries as sugar mills. I will give you an example of Charsadda and Mardan. Thirty years ago, when we went there, there was not a few motor cars and today there are very few houses where there is not a motor car. Why can't we do this here ? Punjab is far more suitable than any other area in West Pakistan. Therefore, let us lay down a line and strive to lift and make this a welfare State for the larger good of the toiling millions.

We have a fertilizer factory. The Centre has put on a tax of Rs. 148 per ton of fertilizer, and all that tax, which, including

Dawood Hercules, will amount to rupees five crore and that is being deposited in the welfare of the Centre. Look at the tubewells, look at electricity. Baluchistan insisted that they shall have their due and they got their share of Sui gas. All the Sui gas that comes out from Baluchistan, its revenue will be given to the Province of Baluchistan and all the revenues for the electricity generated in Tarbela will be given to the Government of NWFP. We are only shouting in the streets of Lahore, Multan and Lyallpur but we do not stand up for the rights of these masses to go and demand our share. We should demand our share of the Punjab for its people and for their development.

Mr. Speaker. Please restrict yourself to the Administration.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, time is short and I am not finished with my speech. In the end, I would like to assure the Goverament as well as the people that the sensitive hearts do not only belong to you, they also throb on this side of the benches. Any progressive move for the uplift of the masses will not only be shared in cooperation but will be borne materially by us. The 93 thousand prisoners of war of prostrate nation, are still being held as hostages in India while we have been gloating and celebrating melas and having other celebrations in our country. The Muslim conquerers like Babar and Mahmud Ghauri after their defeat at the hands of Isabell did not sleep on beds. They were sleeping on ground to vindicate their honour. I would not go further and criticise but I would only like you to brood and think upon what we are doing and what our brothers across the border are going through.

In the end, we assure you that we are not like the proverbial lizzard which changes its colours with season nor are we the weather cocks. We have been dubbed as jagirdars, as capitalists and every other word that would go to condemn us but we have stood our ground here and we have always contributed our heart, before God and to everything that was good. We have not shirked the responsility of calling a spade a spade.

Before concluding I would submit that for the integrity, solidarity and preservation of an Islamic Ideology for our country, which is an article of faith for us, we consider no sacrifice too great and for which we shall stand side by side to defend the country for our future generations.

Mr. Speaker. Makhdoomzada syed Hassan Mahmad please.

Makhdoomzada syed Hassan Mahmood. How much time do I get, Sir ?

Mr. Speaker. Ten minutes.

Makhdoomzada syed Hassan Mahmood. May I request the Chief Minister to give me 10 minutes more.

Mr. Speaker. There is an agreement between the Opposition and the Government Party and in accordance with that agreement, the Opposition has to close its speehes on this Demand by 10.00 a.m.

Makhdoomzada syed Hassan Mahmood. Mr. Speaker, it is a pity that I am not going to get more than 10 minutes. So, briefly, I will touch upon few points.

Mr. Speaker. It will be nine minutes from now onwards.

Makhdoomzada syed Hassan Mahmood (Rahim Yar Khan VII). First of all, I must commend the Chief Minister for his eloquent speech of day before yesterday and I hope I will have his attention because he also pointed out that Opposition's criticism should be based on the manifesto of the Peoples Party and that the deviations that may be pointed out by us would be looked into and rectified. Sir, I feel that this Province is being deprived of its Constifutional rights and it is being governed under the 1919 Act or a pattern similar to that. All this debate has been of no utility because the people incharge of general administration do not sit in this House. They sit behind the barbed wires and usually it is the Chief Minister, who is the head of the Cabinet and holds the

portfolio, and the Cabinet who work with a joint responsibility system. Unfortunately, that does not exist here. The Chief Minister was very kind to acknowledge the right of the Opposition to perform its functions both inside the House and outside the House. We do not say that night is day and day is night but when there are contradictions, it is our right to point them out. As for political liberties, they do not exist in these Provinces. All our processions and all our meetings are fired at. Incendiary bombs are thrown and rifle shots are fired directly on our people. Why this is being done ? It is only to prevent political parties from mobilizing public opinion and educating public opinion. It is with the similar motive that the government servants have been bereft of their constitutional guarantees in the Constitution. Over two thousand government servants have been sacked without charge-sheets and, under the normal rules, even an officer who was suspended beyond six months was automatically re-instated but that has not been done so that these officers are made a tool in the hands of the party in power to crush the Opposition and to listen to the dictates of the party in power.

Unfortunately, I have not the time to dilate on this but I will point out to the Chief Minister to kindly, in his moments of leisure, look at the document "Awam Ki Adalat Main" which was re-arranged by the Finance Minister, Mr. Muhammad Hanif Ramay. This was the speech of Mr. Zulfiqar Ali Bhutto which contains two pages on security to be provided to the Civil Servants so that they cannot be misused for political ends. Similarly, I have the privilege of receiving the Foundation Document by Mr. Zulfiqnar Ali Bhutto himself and there are paragraphs devoted to the security of services because at that time he felt that the services were being misused against the Peoples Party's interests. We have not only some complaints but we have worse. The officers are being directed to victimise not only the opposition Members but also those who do not see eye to eye with the Peoples Party's policies and their view points. While you like us to play the role of the Opposition, while you

give us the right to advocate our point of view, you must have tolerance amongst yourselves and with large-heartedness hear our convictions. As we need not abide by your convictions, it is unnecessary that you must follow our convictions but you must have large-heartedness to hear them and not victimise us. I tell you a specific instance. Forget about Multan, foreget about Rawalpindi, forget about Lahore but when the U.D.F. leaders were going to Rawalpindi, at Cujranwala two cars during the night two men, driver and another one, carried four 7 MM rifles and four revolvers. They were apprehended by an Inspector of Police and a case was registered. Second car with the same arms was apprehended earlier in the morning before the arrival of the train. Third car arrived by the time our train was departed. The next day Peoples Party workers made a complaint against the D.C. and the S.P. for taking a neutral attitude and for not assisting the Peoples Parry Goondas to carry out their nefarious activities and both the officers were transferred. That means that in each district every D.C. and S.P. must use illegitimate methods to crush the activities of the Opposition in every sphere. While your leaders cried about the misuse of D.P.R., tody this Province only is being governed under section 144. This misuse and so liberal use of Section 144 deprives us of our fundamental rights-freedom of speech, freedom of association-guaranteed to us under the Constitution. If you do not respect the Constitution, how do you expect others to respect it. The other day we have taken oath to defend the Constitution, to preserve the Constitution, to be faithfull to the Constitution. Now, is this the respect of the Constitution ? What is happening ? Similarly, the independence of judiciary is being jeopardized. It must be ensured. You appoint special tribunals and whereever you feel that the High-Court or other courts are likely to dispense justice contrary to your wishes, you withdraw those cases and give them to special tribunals. Now this is contrary to the principles of good government, good administration and honest government.

Mr. Speaker Sir, coming to public and the press, your leaders in your own manifesto, Foundation Documens and subsequent

speeches have advocated not only the freedom of press but in avowed terms said that when they come in power, the National Press Trust will be broken. It will be finished and the press will be made free to give their opinion, to write their editorials and the T.V. and the Radio, the media of information will be used both by the Government and the Opposition parties. Now were those contradictions to be justified ? How can you justify them ? You make a statement on the floor of the House that the press is free but don't you realise that you have a Central Agency to give them quotas of news-print. You restrict their advertisements and thus you force them to follow your own view point. Sir, this is not conducive to an atmosphere for free and fair electioneering or political activity.

Mr. Speaker Sir, I feel that this Party is trying to impose on Pakistan a one-party rule and therefore, it is trying to base itself on violence, pressure and fear. We in the UDF will do our utmost to oppose this and we are confident that the people will rise against this fascism and one-party rule and defend their constitutional rights. I do not want to say very much on the subject because the talks are to be held in Pindi to come to an amicable political settlement, and I hope in the interest of the nation, in the interest of the country, these talks do succeed and democracy in Pakistan is allowed to function undiluted, unhampered, and unhindered.

If feel Sir, that the Chief Minister is an idealist, idealist because he has not the power to put his idealism into practice. When I make reference to 1919 Act, it appears he will realise that Punjab has certain transferred subjects, for which the Ministers are answerable to the House. The rest of the subjects are reserved. They are not within the port-folios of the Ministers in this House who are answerable to the legislature. I appeal to the Chief Minister to please, in the interest of the Province, see that no port-folio remains a reserved subject in this Province and all subjects are transferred so that we can sit in this House and criticise those policies, and if we think, we can rectify them.

Mr. Speaker. Now the Chief Minister.

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) ۔ جناب سپیکر ۔ حزب اختلاف کے اراکین نے نظم و نسق عامہ پر بحث کرتے ہوئے بیشمار ایسے ابواب کھول دیے ہیں کہ جس پر اگر اظہار خیال کیا جائے تو یہ نظم و نسق پر بحث نہیں ہوگی بلکہ یہ دوسرا رنگ اختیار کر لے گی جو کہ بجٹ پر عام بحث نے اختیار کیا تھا ۔ اگر اس تمام بحث کا تجزیہ کیا جائے تو نظم و نسق کے متعلق دوستوں کے مشورے نہایت ہی قلیل ہیں لیکن ہماری پارٹی کے متعلق اور افسران کے کردار کے متعلق صرف ایک حد تک اظہار خیال کیا گیا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ کسی طرح مجھے بیوقوف بنایا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ بیشک ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ کو وہ اختیار حاصل نہیں ہے جو کہ انہیں اصل حاصل ہونا چاہیے تھا ۔ اس لیے جناب والا ۔ میں سب سے پہلے اس بد ظنی کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ میرا یہاں قاید ایوان ہونا اس طرح نہیں ہے جس طرح کہ ہماری پارٹی کے برسر اقتدار آنے سے پہلے یہاں دوست ایوان کی قیادت کرتے رہے ہیں ۔ میں پارٹی کا نمائندہ ہوں ۔ میرا ہر فکر اور میرا ہر عمل پارٹی کی پالیسی اور پارٹی کے فیصلوں کے تابع ہے ۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ پارٹی کے فیصلوں کے تابع ہے تو اس میں اسمبلی پارٹی اور اس اسمبلی سے باہر کی پارٹی کے فیصلے بھی شامل ہیں ۔ اس لیے جو کچھ میری پارٹی چاہتی ہے اور جو کچھ وہ کرتی ہے میں اپنے فکر و عمل کے لحاظ سے اس کی نمائندگی کرتا ہوں اور جو کچھ اس کے فیصلے ہوتے ہیں میں ان کا پابند ہوں ۔ اس لیے ہمارے درمیان اختیارات کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ ان complexes کے نہ ہونے کی وجہ سے ۔ ان کے نہ ہونے کی بنا پر پنجاب کے اندر قیادت کے درمیان اختیارات کے جھگڑے پیدا نہ ہو سکے اور نہ پیدا کئے جا سکے ۔ اس میں کچھ فراخدلی کچھ دور اندیشی اور کچھ عاقبت اندیشی کی صفت چاہیے تھی اور حالات ایسے تھے کہ ایسا کرنا ضروری تھا ۔ اس لیے میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اختیارات میں استعمال کروں یا میری میری پارٹی من حیث المجموع استعمال کرے یا میں اور دوسرے دوست مل کر

پارٹی کی طرف سے ان اختیارات کو استعمال کریں تو ان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

میاں خورشید انور ۔ واہ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ آپ تو ہر صورت میں واہ کہیں گے واہ کریں گے اور آپ کی تسلی نہیں ہوگی ۔ اس لیے کہ ایک تو آپ کہتے ہیں کہ ہم اپنے اختیارات کو اسی طرح استعمال کر رہے ہیں جس پر آپ کو اعتراض ہے اور دوسری طرف مجھے ایسے اختیارات دلوانا چاہتے ہیں ۔ اگر وہ میں استعمال کروں گا تو مجھے بھی ہدف تنقید بنائیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ ملک صاحب سچی بات بھی کبھی کر دیا کریں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ بالکل سچی بات ہے اور پارٹی کا ایک ایک معزز رکن اس سے پوری طرح واقف ہے ۔ ہم کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے عرض کیا تھا کہ حزب اختلاف کا یہ حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے کہ وہ پارٹی کے منشور کی روشنی میں ہمارے اس انحراف کی نشاندہی کرے جو ہم نے پارٹی کے منشور سے کیا ہو اور یہ ان کا جمہوری حق ہے اور ان کا فرض ہے تا کہ ہم ان کے مفید مشوروں کی روشنی میں اپنا عمل سنوار سکیں ۔ اور انقلابی اور عوامی پارٹی کی طرح ہمارا یہ ایمان ہے کہ جب تک احتساب اور نگرانی کا فرض ہم خود ادا نہ کریں گے تب تک غلطیاں سر زد ہو سکتی ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ مشورے تو آپ مانگتے ہی نہیں ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ''صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم ۔''

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ علامہ صاحب ڈپٹی سپیکر کی نشست پر بیٹھ کر بول رہے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں اور ہمارے منشور کی انقلابی سپرٹ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم علامہ اقبال کے اس فکر اور پیغام کے مطابق ۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
جو کرتی ہے ہر گھڑی اپنے عمل کا حساب

اس چیز کو اپنائیں ہم نہ صرف دوسروں کی تنقید برداشت کرتے ہیں بلکہ اس کو قبول کرتے ہیں اور ہم اس کے پابند ہیں ۔ ہم خود اپنے آپ کی تنقید کرتے ہیں ۔ اگر ہم ایسے نہیں کریں گے تو لازمی طور پر ہم بیشمار کمزوریوں کا شکار ہو سکتے ہیں اور جو پارٹی جو گروہ اور جو جماعت اس تلخ تجربے کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی وہ اپنے انجام کو جلد ہی پہنچ جاتی ہے ۔ ہم اس سے پوری طرح باخبر ہیں ۔ ہمیں اپنی ماضی کی تاریخ کو سامنے رکھنا پڑتا ہے ۔ انہوں نے یہی کچھ کیا اور وہ ان تمام مصائب اور آلام سے دوچار ہوئے ۔

جناب والا ۔ اپوزیشن کے تمام فاضل اراکین نے کھل کر اس مسئلہ پر بات کی ہے لیکن میں توقع رکھتا تھا کہ وہ جنرل ایڈمنسٹریشن کی ترتیب اور ہیئت کے بارے میں نظریاتی لحاظ سے ضرور کچھ ارشاد فرمائیں گے ۔ لیکن مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں انہوں نے کچھ نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے تضاد بیانی سے کام لیا ہے ۔ ایک طرف انہوں نے نوکر شاہی ۔ افسر شاہی ۔ افسران یا انتظامیہ کی طرف جو دھاندلی ۔ دھونس یا بد عنوانی ہوتی ہے اس کا رونا رویا ہے اور دوسری طرف دستوری تحفظات کا ذکر فرمایا ہے ۔ یہ صریحی طور پر تضاد بیانی ہے ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ میں اپنی پارٹی کے نقطہ نگاہ سے اپنے نظریاتی موقف کی وضاحت کر دوں ۔ جناب والا ۔ اول یہ کہ جب ہم نے یہ کہا تھا اور لوگوں نے قبول کیا تھا کہ ہم نے استحصال کی تمام صورتوں کو ختم کرنا ہے اور جب ہم یہ کہتے تھے کہ ہم نے استحصالی نظام کو ختم کر کے ایک نیا انقلابی انسانی اور اسلامی نظام لانا ہے تو اس سے مراد یہ تھی کہ زندگی کے تمام شعبوں میں انقلاب لانا ہے ۔ کیونکہ زندگی کے تمام شعبے استحصال کا شکار ہو چکے تھے اور میں ان میں تمام برائیاں پیدا ہو چکی تھیں ۔ اور انتظامیہ زندگی کے شعبوں میں اہم ترین شعبہ ہے ۔ اگر ہم یہ کہتے تھے کہ تجارت صنعت اور زراعت میں انقلاب لائیں گے ۔ معاشرے اور تعلیم میں انقلاب لائیں گے تو لازمی طور پر انتظامیہ میں انقلاب لانا اور بنیادی تبدیلی پیدا کرنا لازمی تھا ۔

اور جیسا کہ میں نے اگلے روز عرض کیا تھا کہ ہم تاریخی طور پر پابند ہیں کہ بنیادی تبدیلیاں لائیں ۔ اس لئے اگر آج یہ دوسرے شعبوں کی طرح بدستور بے شمار خرابیوں کا شکار ہے ۔ تمام اس میں وہ کمزوریاں موجود ہیں جن کو دور کرنا چاہتے ہیں اور کرنے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں ۔ تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ برسر اقتدار آتے ہی ہم ان کی وکالت کرنا شروع کر دیں ۔ ہم تو ان کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور جس حد تک اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت معمولی حد تک ۔ حزب اختلاف کے فاضل اراکین اس سے با خبر ہیں۔ ہم ان کمزوریوں اور خامیوں سے کہیں زیادہ با خبر ہیں جو کہ اس وقت انتظامیہ میں موجود ہیں ۔ اور جیسا کہ آپ بھی اکثر یہ اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا نعرہ یہ ہے کہ سرمایہ دار ۔ جاگیردار اور افسر شاہی کا راج نہیں چلے گا ۔ عوامی راج آئے گا ۔ جس طرح جاگیرداری ابھی تک موجود ہے ۔ سرمایہ داری ابھی تک موجود ہے ۔ اسی طرح افسر شاہی بھی موجود ہے اور یہ تصور ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ اگر ہم سرمایہ داری اور جاگیرداری ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہم افسر شاہی کو جو کہ بدستور اپنی خرابیوں کے ساتھ موجود ہے اسے ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور ہم اس کی وکالت شروع کر دینگے ۔ جناب والا ۔ اس لئے ہماری یہ توقع تھی کہ اپوزیشن کے فاضل ارکان کھل کر افسر شاہی نے جس طرح تسلط جمایا اور جس حد تک اس وقت بھی اس کا تسلط موجود ہے اور جو تدابیر اس تسلط کو ختم کرنے کے لئے کی جا سکتی ہیں وہ پیش کریں گے لیکن ایسا نہیں کیا گیا ۔ صرف اس حد تک اکتفا کیا گیا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی تمام ان خامیوں اور کمزوریوں کی ذمہ دار ہے جو کہ اس غلط نظام کی وجہ سے کلی زندگی میں غلط نظام کی وجہ سے بدستور موجود ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس کا بھی جواب عرض کرونگا ۔ اس لئے سب سے پہلے میں اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرونگا اور یہ اچھی طرح یاد کر لینا چاہیے کہ ہم موجودہ انتظامیہ کی مدافعت میں کوئی حرف نہیں کہہ سکتے ۔ ہم مجاز نہیں ہیں ۔ اس لئے کہ سارے نظام کو بدلنا ہے انقلاب کا اہم ترین اصول یہ ہے کہ زندگی میں انقلاب لانے کے لئے ۔ کلی زندگی میں انقلاب لانے کے لئے آپ کو تمام شعبوں میں بیک وقت ایک جیسی تبدیلیاں پیدا کرنا ہوں گی اور اس سے میری مراد یہ ہے کہ اگر آپ زراعت کے میدان میں ایک حد تک تبدیلی پیدا کرنا

چاہتے ہیں بالکل اس حد تک صنعت میں ۔ تعلیم میں ۔ تجارت میں اور انتظامیہ کے معاملات میں لائیں کیونکہ انقلاب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زندگی کو متوازن اور سود مند بنایا جائے اور توازن پیدا کرنے کے لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ زراعت کے میدان میں اس حد تک تبدیلی پیدا کر دیں کہ وہاں 12 ایکڑ کی ملکیت کے سوا باقی کچھ نہ رہے ۔ لیکن تجارت کے سلسلے میں کروڑ پتی بھی موجود رہیں ۔ صنعت کے میدان میں کروڑ پتی اور لاکھوں پتی موجود رہیں ۔ اور انتظامیہ کے مسئلے میں نچلے درجے اور اعلیٰ درجوں کی تنخواہوں کا تفاوت اور فرق اسی طرح موجود رہے ۔ اگر ایسا کیا جائے تو اس سے دو ہی نتیجے اخذ کئے جا سکتے ہیں ۔ ایک یہ کہ انقلاب لانے والے اتنے دور اندیش نہیں ہیں اور دوسرے وہ انقلاب کے فلسفے سے پوری طرح واقف نہیں ہیں ۔ اس لئے جناب والا ۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنے معروضی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے زندگی کے مختلف شعبوں میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں تو انتظامیہ کے میدان میں بھی اس حد تک ہم تبدیلیاں پیدا کر سکتے ہیں ۔ اور اگر ہم کسی ایک شعبے کو اس حد تک بدل کر رکھ دیں کہ دوسرے شعبوں میں تبدیلیاں اس کے ساتھ correspond نہ کریں تو عدم توازن کی کیفیت پیدا ہو جائے گی ۔

جناب والا ۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ابھی تک زندگی کے دوسرے شعبوں میں مثلاً معاشرت میں ۔ معیشت میں ۔ صنعت میں اور تجارت میں ابھی تک لوٹ کھسوٹ جاری ہے اور ابھی تک اجارہ داری کی تمام کیفیات موجود ہیں ۔ اس لئے ہماری اپنی خواہش ۔ ہمارے اپنے ارادے ہیں کہ ہم انتظامیہ میں مساوات پیدا کر دیں وہ مساوات جو کہ ہمارا نصب العین ہے ۔ ایسا ہو نہیں سکتا ۔ اس لئے کہ زندگی کے دوسرے میدانوں میں عدم مساوات ہے ۔ معاشی نا ہمواریاں ہیں ۔ معاشرتی اونچ نیچ ہے اور دوسرے غیر انسانی اور غیر جمہوری امتیازات اور تفریق کی بنا پر کام بھی کئے جا رہے ہیں اور ابھی تک قدرے ہم واپس نہیں لوٹا سکے ۔ تو ہم اس میدان میں کوئی قابل قدر نتیجہ حاصل نہیں کر سکینگے ۔ اگر ہم ایسا کچھ کر بھی دیں ۔ اس لئے ہمارا موقف یہ ہے کہ محض پکڑ دھکڑ کر کے ۔ محض تیشہ چلا کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے زندگی کے ایک شعبے میں کوئی انقلاب پیدا کر دیا ہے ۔ یہ انقلاب کے فلسفے کی ا ۔ ب ۔ ت ہے ۔ اور زندگی کے تمام شعبوں

میں corresponding تبدیلیاں لانی ہیں ۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہمارا عزم ۔ ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم نے اگر عدل و مساوات کے نصب العین کو حاصل کرنا ہے اور انتظامیہ زندگی کا اہم ترین شعبہ ہے اور اس شعبے کے کار پردازوں نے ہماری قومی زندگی کو جب ذلت و خواری میں مبتلا کیا ہے اور وہ اس کے ذمہ دار ہیں ۔ تو اس میں ہم تبدیلیاں لازمی طور پر پیدا کرنی چاہتے ہیں لیکن ہم معروضی حقائق اور اپنے ان اقدامات سے جو کہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں کر چکے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں ۔ اس سے آگے نہیں جا سکتے ۔ منطقی طور پر نہیں جا سکتے ۔

جناب والا ۔ میں اب انتظامیہ کی سیاہ کاری کا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں جو کہ قیام پاکستان سے لیکر آج تک ان کی طرف سے روا رکھی گئی ۔ اور جب جناب والا ہم ایسا کہتے ہیں تو اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ ہم ان کو گردن زدنی قرار دینے کے لئے خاص طور پر علیحدہ چن رہے ہیں ۔ قومی زندگی کے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جن میں ہم سبھی آتے ہیں۔ جناب حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب سے بالکل اتفاق رکھتا ہوں کہ ہمیں ایک کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم سبھی اسی طرح سے مورد الزام ٹھہرائے جا سکتے ہیں (میں اتنے سخت الفاظ ان کے لئے استعمال کر رہوں لیکن پھر بھی تجزیہ لازمی ہے)۔جناب والا ۔ پاکستان کی طرح نو آزاد افریشیائی ممالک کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ سامراج سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ان ممالک میں دو قسم کی قیادتیں سامنے آتی ہیں ۔ ایک وہ قیادت جس نے تحریک آزادی کے دوران آزادی کے جو تصورات دیے عین اس کے مطابق اپنی قومی تعمیر نو کا نصب العین دیا اور اس کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیا سب سے پہلا کام انہوں نے تعمیر نو کے سلسلے میں یہ کیا کہ اس بیورو کریسی کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے لیے تدابیر اختیار کیں اور یہ طے کیا کہ یہ بیورو کریسی جو سامراج کی تربیت یافتہ ہے جس کا ذہن اور فکر ان معنوں میں قومی آزادی کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ جس طرح کہ عام سیاسی کارکنوں کا یا تحریک آزادی کے علمبرداروں کا ہو سکتا ہے ۔ اس لیے ان کے ذہن و فکر کو درست کیا جائے اور ان کے اختیارات کو اس حد تک کم کر دیا جائے کہ عوام کی بالا دستی جو اس کا اصول ہے کو تسلیم کیا جائے ۔ عوام

عوام کی بالا دستی اور حکمرانی ۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو انقلاب کی راہیں آسان تر ہوتی چلی گئیں ۔ جناب والا ۔ دوسری طرف ان سیاسی قیادتوں نے جنہوں نے ان ممالک کے لیے آزادی حاصل کی اہم کردار ادا کیا ۔ لیکن آزادی کے فوراً بعد اپنے مخصوص مفادات کے تحت وہ عوام سے کٹ کر رہ گئے ۔ انہوں نے سیاسی پارٹیوں کو حلقہ بگوش بنا لیا ۔ ذاتی مفادات کے حصول کے لیے آلہ کار بنا لیا اور عوام کی خواہشات اور مفادات کو ترک کر دیا ۔ اس لیے اگر ان کے مطالبات اور خواہشات کو سیاسی تنظیموں میں مدار بنایا جاتا تو وہ اپنے مخصوص طبقے کی اجارہ داریاں قائم نہیں کر سکتے تھے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوکر شاہی بدستور موجود رہی ۔ ان کا تسلط اور غالب بڑھتا گیا ۔ آخر کار ایسی نوکر شاہی کے ہاتھوں مار کھا گئے اور وہاں فوجی اور دوسرے انقلابات آئے ۔ یہ سب میں مشترک بات ہے ۔ آپ ان تمام ممالک کو ملاحظہ فرمائیں ۔ ایک خاص مدت کے بعد پندرہ بیس سال میں ان تمام ممالک میں انقلاب آئے اور یہ انقلاب لانے والے فوجی یا غیر فوجی وہ افسران تھے جن کو یہ درست نہ کر سکے ۔ یہ ذہنی تبدیلی نہیں کر سکے اور جن کو عوام کی مرضی کے تابع نہیں بنایا جا سکا ۔ اس لیے جیسا کہ انقلابی مفکرین یہ کہتے ہیں کہ آزادی حاصل کرنا مشکل ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ مشکل تر یہ بات ہے کہ وہ ادارے اور تصورات اور آداب جو سامراج اس معاشرے میں پیدا کر چکا ہے ان کو اکپاڑنا ذہنوں کو بدلنا کہیں زیادہ مشکل ہے ۔ سب سے بڑا علمبردار قوت ہے اس کو سینے سے لگا کر رکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ ایسا ہی رہے۔ وہ بیورو کریسی ہوتی ہے جو کہ ان آزادیوں کے علمبرداروں کو ورثے میں ملتی ہے ۔ جناب والا ۔ پاکستان میں بیورو کریسی جو سامراج کی تربیت یافتہ تھی ۔ لیکن یہ ماننا پڑیگا کہ تحریک پاکستان میں ان کی اکثریت رہی ہے جنہوں نے سچے وطنی کا کردار ادا کیا اور وطن کی آزادی کے لیے انہوں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا ۔ لیکن جب پاکستان بن گیا تو اس کے بعد انہوں نے اپنی بالا دستی قائم رکھنے کی کوشش کی اور ان کی کسی طرح بالا دستی قائم رہی اور ان کے اداروں کو تقویت حاصل ہوئی ۔ اگر میں الزام تراشی کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ غلط کیا تھا ۔ انہوں نے اپنی سیاسی تنظیم کو اپنے

ذاتی مفادات کے لیے اپنے خاص طبقے کے مفادات کے لیے نوکر شاہی کو آلہ کار بنایا اور سارا انحصار ان پر کیا اور نتیجتاً اس نے اپنے تحفظات کے لیے جس کو تابش الوری صاحب نے دستوری تحفظات کا نام دیا ہے پھر اسے وہ دستوری تحفظات کا نام دے دیتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح اجارہ داری اور جاگیر داری اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے طبقے سیاست پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی مرضی کے قوانین بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قانون کا احترام کیا جائے۔ اس قانون کا احترام جو اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے بناتے ہیں بالکل اسی طرح یہ افسر شاہی ان کی اتحادی ہوتی ہے۔ ان کا اتحادی بننا پڑتا ہے۔ دراصل کہتے یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے servant ہیں۔ ہم آپ کے نوکر ہیں۔ دراصل اندر سے اتحادی ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اپنے مفادات کے لیے دستوری تحفظات چاہتے ہیں۔ دستوری تحفظات بنانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ اس حد تک مہارت کا ثبوت دیتے ہیں کہ ان کو بھی تحفظ دیتے ہیں اور اپنا بھی تحفظ چاہتے ہیں اور اس کا پورا پورا سامان مہیا کر لیتے ہیں۔ تو اسی طرح اس بیورو کریسی نے اپنی اجارہ داری اور اپنے استحصال اور اپنی خاص پوزیشن قائم رکھنے کے لیے تمام تحفظات قائم کئے اور پیدا کیے ہیں۔ اور ان کو تقویت دی۔ ان سامنی قیادتوں نے جن کے مفادات عوام کے مفادات سے ٹکراتے ہوں بدستور موجود ہیں اور جب عوامی تحریک جس طرح کہ تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے چلی تو عوام نے اس تمام جبر اور استحصال کے خلاف جو تمام شعبوں پر جاری تھا کے خلاف بغاوت کی۔ یہ تمام اجارہ دار۔ سرمایہ دار۔ جاگیردار استحصال کرنے والوں کے خلاف نہیں تھا بلکہ اس بیورو کریسی کے جبر اور استحصال کے خلاف تھا۔ میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ کر دوں جو ہمارے بیورو کریٹ کر گئے ہیں۔ ایسے افراد جو اس مشین کے کل پرزے نہیں ہیں ہمیں ذاتی تجربہ ہے کہ وہ نہایت دیانتدار۔ نہایت عوام دوست اور نہایت محب وطن ابھی افراد موجود ہیں۔ اور اس وقت ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم اس نظام کو بدلنا چاہتے ہیں۔ اس نظام کے کل پرزوں کی تطہیر چاہتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح زندگی کے دوسرے شعبوں میں تطہیر چاہتے ہیں۔

جناب والا ۔ میں بطور اپنی پارٹی کی پالیسی کے اس فلسفے کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ملازمتوں سے ہٹ کر ہمارے اندر تین طبقے ہیں ۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب ہم چین ۔ کوریا ۔ اور ویٹ نام کی تاریخ پڑھتے ہیں تو بالکل وہی حقیقت یہاں نظر آتی ہے ۔ انسان ہر جگہ انسان ہے ۔ ایک طبقے کی تعداد قلیل ہے ۔ ایسے لوگ ناقابل اصلاح ہیں جو بدی کو اپنے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں ۔ جن کی اصلاح نہیں کی جا سکتی ۔ ان کی تعداد قلیل ہے ۔ جو کہ دوسری تعداد ہے جو کہ بہت بڑی ہے جو غلط نظام کی وجہ سے deform ہو چکی ہے ۔ جب میں deform یا بیورو کریسی کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ تمام زندگی کے شعبوں میں ایک سال ۔ دو سال ۔ تین سال تک انہوں نے مدافعت کی کہ وہ بلیک مارکیٹ نہ کریں ۔ سمگلنگ نہ کریں ۔ چور بازاری نہ کریں ۔ ملاوٹ نہ کریں ۔ ملاوٹ کا کاروبار نہ کریں ۔ حرام کا مال نہ کھائیں مسکینوں اور ان کی ناداری اور مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا کر اپنے گھر نہ بھریں ۔ انہوں نے مدافعت کی ۔ لیکن جوں جوں صاحب اثر افراد نے اس سے فائدہ اٹھایا ۔ دولت جمع کی ۔ دولت کے بل بوتے پر معاشرے میں اور سیاست میں اقتدار حاصل کیا ۔ معزز اور شریف ٹھہرے ۔ تو ان کی مدافعت ختم ہوتی چلی گئی ۔ ان کی تعداد بہت بڑی تعداد ہے ۔ تیسرا جو طبقہ ہے سوہنا ہے انہوں نے اس مکروہ شیطانی نظام کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بری فضا میں ان کا اس طرح اچھا رہنا بہت بڑی بات ہے ۔ تو یہ تینوں طبقے موجود ہیں ۔ بالکل اسی طرح چونکہ اس استحصالی نظام نے ۔ اس بد نظام نے تمام قوم کو متاثر کر رکھا ہے بالکل اسی طرح سروسز میں بھی تین طبقے ہیں ۔ ایک بہت چھوٹی سی تعداد ایسی ہے کہ جو ناقابل اصلاح ہے ۔ اور باقی کافی بڑی تعداد جو کچھ عرصہ تک مدافعت کرتی رہی ۔ اس نے لالچ کو پاس نہ پھٹکنے دیا لیکن آخر کار وہ بھی اسکا شکار ہو گئے ۔ کچھ حد تک یا کافی حد تک انہوں نے بھی دولت کمانا یا دولت جمع کرنا ضروری سمجھا اور بالکل اس طرح ایک تیسری تعداد ہے جو کہ ابھی تک دیانتدار ہے ۔ عوام دوست ہے ۔ انصاف پسند ہے اور صاحب ضمیر ہے ۔

جناب والا ۔ ہماری پالیسی یہ ہے کہ وہ قلیل تعداد جو کہ ناقابل اصلاح ہے اور خود سروسز کے لوگ بھی یہ چاہیں گے کہ وہ ان کے درمیان نہ رہے اور قوم کا مطالبہ بھی یہی ہے کہ وہ قوم کے درمیان نہ رہیں ۔ اسلئے ہم انہیں کسی صورت بھی معاف نہیں کرینگے لیکن جو بالکل بگڑ چکے ہیں جس طرح کہ دوسرے ملکوں نے تجربہ کیا ہے ہم بھی پابند ہیں کہ ہم انہیں مہلت عطا کریں ۔ ان کو موقع دیں کہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں ۔ اور تیسرا طبقہ کہ جو دیانتدار ہے ان کو ہم اپنے ساتھی اور اپنے محترم سمجھتے ہیں ۔ ان پر انحصار کرنا چاہیے ۔ ان پر اعتماد کرنا چاہیے ۔ اور ان تینوں کے درمیان امتیازات اور حد فاصل قائم کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جب ہم برون کو پکڑینگے تو جو دیانتدار ہیں ۔ جو اچھے ہیں ان کو عزت اور احترام کے مناصب پر فائز کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے ۔ یہ ہماری واضح پالیسی ہے ۔

جناب والا ۔ جب کہ برائی اس حد تک سرائت کر گئی ہے ۔ میں چند ایک نہایت ہی تکلیف دہ حقائق بیان کرنا چاہتا ہوں اور اسلیے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے کہا تھا سیاہ کاری تو وہ انتظامیہ کے دیانتدار افراد جنہوں نے اپنے قلب و نظر کو ان گندگیوں سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ کم از کم ان کو کچھ تو معاوضہ پیش کیا جائے۔ انہیں کچھ تو پتہ چلے کہ ہاں بد اورنیک میں کوئی تمیز ہے اور کچھ معیار موجود ہے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اکثر نہیں تو بہت بڑی تعداد میں افسروں نے اس ملک کے اندر عوام کے حقوق پر اس حد تک چھاپے مارے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں اور خصوصی طور پر افریشیائی ممالک کی اس 25 سالہ تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ اور میرے ذاتی مشاہدے میں ہے کہ وہ لوگ اس طرح کر رہے ہیں وہ بدستور کر رہے ہیں ۔ اور یقین جانئے کہ وہ دل سے یہ مانتے ہیں ۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں درست کر رہے ہیں اور یقین کی حد تک مانتے ہوئے انہوں نے اپنی لوٹ کھسوٹ کو جاری رکھا ہے ۔ زمینوں پر ۔ جاگیروں پر اور دوسری جائدادوں پر جن پر ان کو کوئی قانونی ۔ اخلاقی ۔ انسانی ۔ آئینی حق نہیں پہنچتا تھا انہوں نے ہتھیانے اور ہتھیانے کے بعد وہ لوگ جن سے انہیں خطرہ تھا کہ یہ معترض ہیں یا اچھا نہیں جانتے ہیں انہوں

نے ان کی تذلیل کے تمام ہتھکنڈے استعمال کئے اور بدستور کر رہے ہیں ۔ کاش کہ حالات ایسے ہوتے اور حالات پیدا ہونگے جب میں اس معزز ایوان کے اندر ان کے نام بھی لونگا ۔ ہمارے حالات ایسے ہیں کہ میں نام نہیں لے سکتا ۔ لیکن میرا دل روتا ہے ۔ یقین جانئے کہ ایسی ایسی بری حرکات کی گئی ہیں کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ۔ انسانی نقطہ نگاہ سے ان کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ اور یہ دوست جانتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ آج ہم میں اکثر ایسے دوست ہیں ۔ میں نام نہیں لونگا ۔ آپ سمجھ جائیں ۔ انہوں نے اپنے مناصب پر فائز ہوتے ہوئے کس طرح زمینیں حاصل کی ہیں ۔ کس طرح نئی جاگیریں بنائی ہیں ۔ ہماری ساری توجہ ۔ اور میں اکثر اپنی پارٹی کے دوستوں سے یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ آپ کی ساری توجہ ان چند سو جاگیرداروں کی طرف ہے جنہوں نے کہ اپنے آبا واجداد سے ورثہ میں حاصل کی ہیں ان کی طرف توجہ کرو کہ جو کہیں زیادہ تعداد میں حرام کے طریقے سے بنائی گئی ہیں ۔ اور ان کی وجہ سے معاشرہ غیر معمولی حد تک ذلیل ہو چکا ہے ۔ انہوں نے اپنے مناصب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام محکموں کے وسائل کو اپنے لئے وقف کیا ۔ بجلی ۔ پانی ۔ کھاد اور محکموں کی جتنی فنی امداد تھی اسے استعمال کیا گیا اور ابھی تک وہ معزز اور محترم ہیں اور ہمارے سر آتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ بلکہ مرکز کی وزارتوں پر فائز ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ان تلخ حقائق کے ہوتے ہوئے تابش الوری صاحب غور فرمائیں کہ جیسے میں نے پہلے عرض کی تھی کہ ہمارا یہ نصب العین ہے اور اگر ہم اس نصب العین کو فراموش کر دیں گے تو ہم خود مٹ جائیں گے ۔ جب تک ہم نے انتظامیہ کو ان گندے عناصر سے پاک نہ کیا اور گندگی کو مستقل طور پر ناقابل خواہش قرار نہ دیا تو پھر نہ صرف یہ کہ ہم نہیں بچیں گے پھر قوم کا مستقبل بھی تاریک ہوگا ۔ اس لیے میں ان کی نشان دہی کر رہا ہوں اور میں نام اس لیے نہیں لیتا کہ اس وقت قومی اور ملکی حالات ایسے نہیں ہیں کہ میں نام لوں ۔ اور ان کی فہرست ہزاروں کی ہے ۔ جس عدالت کا آپ ذکر کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے بعد انسان کس طرح چاہے کہ اس کے پاس کوٹھی بھی ہو ۔ بینک بیلنس بھی ہو اور دوسرے ذرائع معاش بھی ہوں ۔ پھر وہ کسانوں کی زمین پر جا کر قبضہ کرے اور قبضہ ہی نہ کرے بلکہ ان

کا پانی بھی چھین لے - ان کی بجلی بھی چھین لے - ہمارے پاس مثالیں موجود ہیں - عدالت کی کرسی پر بیٹھنے والے لوگ جو اسلام کا درس دیتے ہیں - جو اسلام کی قدروں کا وعظ کرتے ہیں وہ بھی اسی انتظامیہ کے کل پرزے ہیں -

میاں خورشید انور - ملک صاحب - وعظ نہ فرمائیں کسی کو پکڑیں بھی - آپ خواہ مخواہ کڑھتے رہتے ہیں -

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں - میں اسی طرف آ رہا ہوں - انتظامیہ نے کسی حد تک - کسی طرح تمام زندگی کو ان آلودگیوں سے ملوث کر دیا ہے اس کا تجزیہ کرنا بڑا ضروری ہے - اس کا نوٹس لینا بڑا ضروری ہے - اور میں اب بھی دھراتا ہوں - جب میں انتظامیہ کی بات کرتا ہوں تو مت بھولئے کہ ہم جو انتظامیہ میں نہیں ہیں جیسے کہ جناب حاجی سیف اللہ صاحب نے کہا تھا - اگر تو خود تنقیدی کوئی اصول ہے - اگر اس کی کوئی قدر ہے تو ہم بھی اس سے پاک نہیں ہیں - اس لیے جناب والا - اب آپ جونسا بھی کوئی اصول مقرر فرما لیں انتظامیہ کی اصلاح کے لیے یا عوام کی اصلاح کے لیے یا پبلک کی اصلاح کے لیے - عوام نہ کہیں پبلک کہہ لیں - تو میں یہ عرض کرونگا کہ ہماری پارٹی کے نقطہ نظر سے صرف ایک ہی طریقہ ہے جو کہ خوش قسمتی سے ہمارے آئین میں مدون کر دیا گیا ہے - اسے پاکیزگی بخش دی گئی ہے اور یہ صرف یہی ہے کہ فیصلہ فرما لیں - میں اب اس طرف آؤں گا جو کہ حاجی سیف اللہ صاحب نے ہمارے متعلق فرمایا تھا میں اس طرف آتا ہوں - ایک فیصلہ فرما لیں ، سارے معزز اراکین اوریہ معزز ایوان فیصلہ فرما لے کہ جب تک ، خواہ انتظامیہ کے افراد کے یا پبلک کے مختلف طبقوں کے ناجائز ذرائع کو ان سے واپس نہیں لیا جاتا اور مستقل طور پر اس دولت کو چھینا نہیں جاتا ، ان لوگوں کو کسی قسم کی سزا ، کوئی طریقہ باز نہیں رکھ سکیگا -

(نعرہ ہائے تحسین)

اور مجھے یاد ہے جناب والا - کاش میں نام لے سکتا ، ابھی چند روز ہوئے -

آوازیں - آپ ان کا نام لیں -

وزیر اعلیٰ ۔ میں عرض کرتا ہوں ، شاید آپ میں سے کوئی ہو ، اس لیے جناب والا ۔ عوامی نمائندے اس گناہگار فضا میں اس حد تک ذہن آلود ہو چکے ہیں کہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہم بھی جاگیریں بنا لیں ۔ جناب والا ۔ یہ میں نے سب بات اس لیے عرض کی کہ جب آپ انتظامیہ کی بات کرتے ہیں تو آپ کو لازمی طور پر ان تاریخی حقائق کا تجزیہ کرنا پڑے گا جس کی وجہ سے ہم اس منزل پر کھڑے ہیں ۔ آپ ہمیں یہ طعنہ دیتے ہیں کہ آپ نے انتظامیہ کا محاسبہ نہیں کیا ۔ یہ جو کچھ ہمیں ملا ہے اور جو دستوری تحفظات کا آپ ذکر کرتے ہیں یہ ہم نے تو مرتب نہیں کئے ہیں ۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ خرچ کم کریں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ تحفظات بھی بدستور رہیں ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ یہ تضاد ہے ۔ اس لیے ان تحفظات کو ختم کرنے کے لیے ہمیں کافی سے زیادہ اقدامات کرنے پڑیں گے ۔ اور جناب والا ۔ اب آپ نے بھی فرمایا اور ہم بھی یہ کہتے ہیں ، ہمارا بھی یہ عندیہ ہے کہ جس طرح ہم زندگی کے دوسرے شعبوں میں عدم مساوات ، یہ معاشرتی اونچ نیچ اور یہ دوریاں دور کرنا چاہتے ہیں ، لازمی طور پر ہم انتظامیہ میں بھی ان تمام فرقوں کو دور کرنا چاہتے ہیں ۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سارے دوست ہمارے ساتھ اتفاق فرمائیں گے کہ ہم سارے یہ سمجھتے تھے کہ ہم عوام ایک طرف اور ساری انتظامیہ ایک طرف جیسے ایک دوسرے کے مد قابل فریق ہے ۔ لیکن اب آپ نے دیکھا ہے کہ جتنا استحصال ان سروسز میں ایک دوسرے کا ہے ، اتنا ساری سروسز شاید عوام کا بھی نہ کر رہی ہوں ۔ یہ اتنی ایک دوسرے کی جانی دشمن ، اتنی ایک دوسرے کے ساتھ بے انصافی کی مرتکب ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور یہ خاصہ ہے کہ استحصال جہاں بھی ہوگا ، اگر ایک طبقہ دوسرے طبقے کا استحصال کرتا ہے تو اس طبقے میں بھی بدعنوانیوں کا پیدا ہو جانا قدرتی بات ہے ۔ اس لیے ان سروسز کو خود اپنے استحصالی ہتھکنڈوں سے محفوظ کرنا خود ان کے اپنے مفاد میں ہے جب تک کہ ان کی طرف سے جو عوام کا استحصال ہے ، اس کی ہر صورت کو ختم نہ کر دیا جائے ، یہ خود بھی ان مکروہ چیزوں سے نجات نہیں پا سکتے ۔ اس لیے جب ہم انتظامیہ پر بحث کرتے ہیں ، تنقید کرتے ہیں ، تو ہمیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو اس تنقید سے

ماورلی قرار نہیں دے سکتے ۔ اگر ہم خود ٹھیک ہو جائیں تو لازمی طور پر انتظامیہ کی تطہیر ہو جائے گی ، ورنہ تطہیر نہیں ہو سکے گی ، ان کی گرفت ان کا غلبہ بہت مضبوط ہے ۔ اور یہ ہمارے متعلق بات نہ کریں ۔ اچھی طرح جان لیں کہ جب ہم کہتے ہیں ''ہم پر،، تو اس سے مراد ہے تمام سیاسی قیادت پر عوامی قیادت پر ، اور جناب والا ۔ اس کا ایک ہی علاج ہے ، جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں میاں خورشید االنور صاحب کے غور و فکر کے لیے یہ عرض کروں گا کہ ایک ہی علاج ہے ۔ جب تک عوام کی بالا دستی قائم نہیں کی جاتی تب تک تمام ایسی قوتوں سے confrontation میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور عوام کی بالا دستی سے مراد کیا ہے ؟ عوام کی بالا دستی سے مراد یہ ہے کہ سیاسی تنظیمیں منظم ہوں ، باشعور ہوں ، عوامی پروگرام رکھیں اور ان میں عوام میں جو تضادات ہیں وہ موجود نہ رہیں ۔ یہ بڑی اہم بات ہے ۔ ایک تضاد ہے عوام اور انتظامیہ کے درمیان ، ایک تضاد ہے جاگیرداری اور کسان کے درمیان ، ایک تضاد ہے سرمایہ داری اور مزدور کے درمیان ۔ اس طرح من حیث المجموع عوام ایک طرف اور انتظامیہ ایک طرف ، یہ تضاد ہے ۔ لیکن اس تضاد میں عوام کی بالا دستی قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ عوام کے اندر سے جو ان کے تضادات ہیں وہ دور نہ ہوں ۔ اور وہ دور نہیں ہو سکتے جب تک کہ صحیح عوامی سیاسی تنظیمیں وجود میں نہ آئیں اور وہ منظم نہ ہوں ۔ منظم کرنے کے لیے ذہن کی تمام وہ بیماریاں ، تمام وہ عارضے دور ہونے چاہیں جو کہ سیاسی تنظیموں میں پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اس لیے آپ نے مختلف انداز میں سیاسی پارٹیوں پر تنقید کی ہے ۔ میں بھی کرنا چاہتا ہوں مگر کرنے سے پہلے میں اس قول کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جو کہ دنیا کے بہت بڑے انقلابیوں میں سے ایک انقلابی نے اس سلسلے میں بیان کیا ہے ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے :

> ذاتی تنقید پر مبنی عمل ہی ایک ایسی نمایاں چیز ہے جو ہماری جماعت کو دوسری جماعتوں سے ممیز کر سکتی ہے ۔ ذاتی تنقید ۔ جس طرح کسی کمرے کو باقاعدگی سے صاف نہ کیا جائے تو اس میں گرد جمع

ہو جاتی ہے ، اسی طرح اگر ہم اپنے چہروں کو باقاعدگی سے نہ دھوئیں تو وہ گندے ہو جاتے ہیں ۔ ہمارے ساتھیوں کے ذہن ہماری جماعت کے کام میں بھی گرد جمع ہو سکتی ہے اور اسے جھاڑنے ، پونچھنے اور دھونے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے ۔ یہ کہاوت کہ بہتا پانی کبھی گندہ نہیں ہوتا اور دروازے کی چول کو کبھی کیڑا نہیں لگتا ، بالکل صحیح ہے ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ مسلسل حرکت جراثیم اور دوسرے کیڑوں کو اندر داخل نہیں ہونے دیتی ۔ اپنے کام کی باقاعدہ چھان پھٹک کرنا اور اس پر عمل میں جمہوری طریق کار وضع کرنا ۔ نہ تو تنقید اور نہ ہی ذاتی تنقید سے ڈرنا ، ہر چیز بلا خوف و خطر کہنے والے کو الزام نہ دینا ، بلکہ اس کے لفظوں سے محتاط ہو جانا ۔ اگر کسی غلطی کا ارتکاب کیا ہو تو اسے درست کرنا اور اگر کوئی غلطی نہ ہوئی ہو تو اس سے بچنے کی کوشش کرنا ، یہی وہ موثر طریقہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے ساتھیوں کے ذہنوں ۔ جماعت کے بدن میں تمام قسم کے سیاسی جراثیم اور گرد و غبار جمع ہونے سے روک سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے ۔

علامہ زحمت اللہ ارشد ۔ کس القلابی کا یہ بیان ہے ؟

وزیر اعلیٰ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کا بیان ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے ، اس لیے ہم اگر انتظامیہ کا محاسبہ کرنا چاہیں تو ہمیں محاسبہ کرنا پڑے گا اور اپنے محاسبے سے مراد ہمارا اپنی محاسبہ ہے اور اپوزیشن کے ارکان یا ان کی جماعتوں کا بھی محاسبہ ہے ۔ اس لیے ایک حقیقت ، ایک سیاسی حقیقت کو پیش نظر رکھنا لازمی ہے ۔ عوام کی بالا دستی کے بغیر انتظامیہ کی تطہیر یا انتظامیہ کا احتساب اور

نگرانی نہیں کی جا سکتی اور عوام کی بالا دستی قائم نہیں کی جا سکتی جب تک کہ تنقید ، اور ذاتی تنقید اور ذاتی احتساب کا عمل جاری نہ رکھا جائے اور ان کے جو اندرونی تضادات ہیں ان کو دور نہ کیا جائے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے پنجاب کے اندر ، میں پاکستان کی بات نہیں کرتا ، پنجاب کے اندر ہم شعوری اور غیر شعوری طور پر ، نسل و قبیلہ اور ذات برادری کے نظریات میں مبتلا ہیں؟ کیا ہم انسانوں کے درمیان تفریق کا معیار یہ نہیں قرار دیتے کہ ان کی کتنی جائیداد ہے ، کتنی کوٹھیاں ہیں ، یا کتنا چابک دست ہے دھوکہ دینے میں ، یا مکر و فریب سے لوگوں سے مال ہتھیانے میں ۔ کیا یہ نہیں ہے؟ جناب والا ۔ پارٹی کے اندر اور پارٹیوں کے اندر آپ کو لازمی طور پر احتساب کا یہ عمل اختیار کرنا پڑے گا ۔ اور یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت نظم و نسق عامہ اور اس کے ذمہ دار افراد زیر بحث لائے جا رہے ہیں۔ آپ ایک طرف ان سے یہ کہتے ہیں کہ ایسی بات کر دو جو کہ خلاف انصاف ہے اور اس کے بعد ان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ انصاف سے کام لیں ۔ یہ ہو نہیں سکتا ، ایسا کیا نہیں جا سکتا ۔ اس لیے خود اپنے ساتھ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ انتظامیہ اور نظم و نسق عامہ صحیح خطوط پر چلائی جا سکے ۔ لیکن جس طرح ہم کرتے ہیں اس طریقے سے کسی طور پر انتظامیہ اور نظم و نسق صحیح خطوط پر چلائی نہیں جا سکتی ۔ اس لیے میں یہ عرض کر دوں کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ایک سر راہ محکمہ کو یہ کہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق ، ہماری خواہش کے مطابق فلاں آدمی کو بدل دو یا فلاں آدمی کی تبدیلی روک دو ۔ فلاں کو ترقی دے دو یا فلاں کی تنزلی کر دو ۔ میاں خورشید انور صاحب ذرا غور سے سنیں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں سن رہا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جب ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی تنزلی کر دو یا فلاں کو ترقی دے دو ہماری خواہش کے مطابق اور جو قواعد ہیں اس سلسلے میں ان کی پرواہ نہ کرو تو پھر اس انتظامیہ سے یہ توقع کرنا کہ وہ انصاف کرے گی ۔ وہ اصول پرستی سے کام لے گی اور اگر نہ لے تو ہم ان کی سرزنش کریں تو ہمیں ایسا کرنے کا اخلاقی حق نہیں پہنچتا ۔ اور اگر کرنے کی

کوشش کریں گے تو ہم خود ان کے سامنے مات کھا جائیں گے ۔ اس لیے یہ وہ اصول ہیں جو ہمیں مد نظر رکھنے پڑیں گے ۔ اور اس سلسلے میں جو دیانتدار ، قابل ، عوام دوست ، محنتی ، فرض شناس افسران ہیں انہیں اس حد تک احترام اور عزت کا منصب دیں ۔ اس حد تک ان پر اعتماد کریں کہ جو بد کردار ہیں اُن کے درمیان اور ان کے درمیان ایک امتیاز پیدا ہو جائے اور انتظامیہ کے افراد دیکھیں اور عوام بھی اس کا مشاہدہ کر لیں کہ ہاں ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوگا ۔ اگر ہم ایسا نہ کریں گے تو لازمی طور پر ہم انتظامیہ کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکیں گے ۔

اس سلسلے میں جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نے کتنے کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ہم سب کو ۔ اور یاد رکھیں کہ میں نہایت درد مندی سے عرض کروں گا اس سلسلے میں محض اپنی پارٹی کی صفائی پیش نہیں کر رہا ۔ کہ ہم سب کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا اور اگر ہم واقعی ان پر معترض ہیں اور ہمیں ان پر معترض ہونا چاہیے اور مراد یہ ہے کہ اگر ہم اپنی انتظامیہ کو برائیوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں تو لازمی طور پر ہمیں بھی وہ وطیرہ اختیار کرنا پڑے گا ۔ میں بیان نہیں کر سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ میری جگہ کوئی بھی ہو وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اس طرف سے اور دوسری طرف سے ، عوام کی طرف سے کیسے کیسے مطالبات پیش کئے جاتے ہیں ۔ کیسی کیسی خواہشات کا اظہار کیا جاتا ہے اور اچھے بھلے انسران کے متعلق کیا کیا باتیں کہی جاتی ہیں اور کتنے برے افسران کی سفارش کی جاتی ہے جن کو ذاتی طور پر ہم جانتے ہیں ان بد دیانت اور corrupt افسران کی سفارش کی جاتی ہے اور ذاتی وقار کا سوال بنایا جاتا ہے کہ ہمارے لیے ذاتی وقار کا سوال ہے ۔ ان تلخ حقائق کو ہم کس طرح سے نظر انداز کر سکتے ہیں ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو اچھے افسران ہیں ، جو فرض شناس افسران ہیں ان کی کس طرح سے حوصلہ افزائی کی جائے ۔ ان میں کیسے حوصلہ پیدا کیا جائے ۔ ان میں کیسے اعتماد پیدا کیا جائے ۔ اس لیے کہ افسران کو تبھی ہم پر اعتماد ہو سکتا ہے ۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین پر اور معزز ادارہ پر تبھی یقین ہو سکتا ہے کہ ہاں یہ ہیں وہ لوگ جو کہ انصاف کی حکمرانی چاہتے ہیں ۔

جو کہ عوام کی بالا دستی چاہتے ہیں ۔ جو کہ اصول کی حکمرانی چاہتے ہیں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ انہیں پتہ ہو کہ درست کریں گے تو لازمی طور پر اعتراف کیا جائے گا اور جو درست نہیں کرے گا اسے سزا ملے گی ۔ کیونکہ یہ خود نا درست کرنے والے نہیں ہیں ۔ یہ خود غلط کرنے والے نہیں ہیں ۔ یہ اداد پیدا کرنے کی ضرورت ہیں ۔ اور اس کے بعد ہم یہ پاتے ہیں اور ہمیں یہ ن پہنچتا ہے کہ ہم ان کی گردنیں ماریں ۔ لیکن تب تک ہمیں اخلاقی طور پر ا آئینی طور پر حق نہیں پہنچتا ۔ تو اس لیے موجودہ جو انتظامیہ ہے ، موجودہ جو بیر و کریسی ہے تمام آن خرابیوں سے آلودہ ہے جو کہ British Imperialism نے انہیں دی ہوئی ہیں ۔ وہ ان سے چھٹکارا نہیں پا سکتے اور انہوں نے اپنے لیے ایسے دستوری تحفظات پیدا کر لیے ہیں جن کے سہارے وہ کھہ سکتے ہیں ۔ یہ ان کا یقین ہو گیا ہے ۔ آن کا اعتقاد بن گیا ہے کہ اگر ان دستوری تحفظات کو چھوڑ کر عوامی نقطہ نگاہ سے قومی نقطہ نگاہ سے ان کی تطہیر کی جائے یا ان کی باز پرسی کی جائے تو وہ اسے برا منائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ کتنا وقت اور لیں گے ۔

وزیر اعلی ۔ جناب والا ۔ میں پانچ منٹ میں اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ یہ rare قسم کی پند و نصائح سے بھری ہوئی تقریر ہے ۔ لیکن جو پوائنٹ ہاں طرف سے اٹھائے گئے تھے جو اعتراضات کئے گئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھ کہ آپ کے فرمان کے مطابق کہ تنقید کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں ۔ جلسوں جلوسوں میں بھی تنقیدیں ہوتی ہیں ۔ یہ جلسوں کی تنقید کو آپ کیوں برداشت نہیں کرتے ؟ اس کا مہربانی کر کے جواب دیں ۔

وزیر اعلی ۔ جناب والا ۔ پرسوں اپنی تقریر میں میں اس کا ذکر کر چکا ہوں ۔

میاں خورشید الور ۔ Sermon from the Mount کا سلسلہ بند کر کے کوئی عمل کی بات بھی کریں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میاں صاحب تو ایسے بازی گر ہیں جو ہر صورت میں کہتا ہے کہ یوں نہ ہاتوں ۔ یہ صحیح معنوں میں بازی گر ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں خورشید انور ۔ آپ سیاسی بازی گر ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ حاجی سیف اللہ صاحب اور تمام دوسرے دوستوں نے میں ان کا ایک ایک کا ذکر کیا کروں ۔ انہوں نے بحث و نظر کے اتنے عنات پیدا کر دیئے ہیں کہ یہ باتیں کرنا پڑیں ۔ اگرچہ مجھے یہ بھی بتانا ہے کہ ہم نے نظم و نسق کے سلسلے میں کوئی خاص اضافہ نہیں کیا ہے ۔ پچھلے دو تین سالوں میں جو کچھ تھا جو بنیاد رکھی گئی تھی ایک خرچ کی ہم نے اسی کے مطابق کیا ہے ۔ اور اعداد و شمار میرے پاس ہیں ۔ اگرچہ میں اتنا ماہر نہیں ہوں جس طرح کہ ہمارے محترم بھائی حنیف رامے صاحب اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی میرے پاس اعداد و شمار ہیں ۔ تو اس لیے جناب والا ۔ انتظامیہ کو گردن زدنی قرار دینے سے پہلے ہمیں اپنا احتساب بھی کرنا پڑے گا ۔ ہمیں اپنا مواخذہ کرنا پڑے گا اور اگر ہم ایسا کرنے کے قابل ہو جائیں اور میں کہتا ہوں ہمیں اس قابل ہونا چاہیے تو لازمی طور پر وہ خرابیاں جو کہ وہاں موجود ہیں ۔ ہمیں ورثہ میں ملی ہیں ان کو دور کیا جانا چاہیے اور انتظامیہ کا کوئی فرد اس پر معترض نہیں ہو سکتا ۔ وہ بھی محب وطن کی حیثیت سے چاہتے ہیں کہ حالات کی اصلاح ہو ۔ اور محب وطن کی طرح ۔ عوام دوست کی حیثیت سے وہ بھی پاکستان کی تعمیر و ترقی کا جو مقصد ہے اتنا ہی اپنے واسطے عزیز رکھتے ہیں ۔

اس مرحلے پر ایک خاص بات جو میرے محترم دوست جناب حنیف رامے صاحب نے بھی پنجاب کی محرومی کے متعلق بتائی ۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے جناب تابش الوری صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ میرے محترم ساتھی جناب حنیف رامے وزیر خزانہ نے خود اس رنج کا اظہار کر دیا تھا کہ پنجاب محروم ہے اور اس محرومی کے باوجود اسے گالیاں دی گئیں اور ابھی تک دی جا رہی ہیں ۔ اس سلسلے میں جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سٹیٹ بنک ، نیشنل بنک ، ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ بنک ، ایگریکلچرل ڈیویلپمنٹ کارپوریشن ، پکک ، ڈبلیو بی آئی ڈی سی یہ جتنے بھی ادارے ہیں میں

سرمایہ کاری یا سرمائے کے متعلق عرض کرنا نہیں چاہتا لیکن میں ملازمتوں کے سلسلے میں عرض کروں گا ۔ جناب والا ۔ اس وقت ان تمام اداروں میں جو پنجاب کے ملازمین کی اوسط بڑتی ہے وہ بیس اور پچیس فیصد ہے ۔ کراچی کو چھوڑ کر سندھ کے علاقے کا جو تناسب ہے وہ بھی اتنا ہی کم ہے اور جس طرح بلوچستان کا ہے اسی طرح سرحد کا ہے اور باقی ستر اور اسی کے درمیان یا پچاسی کے درمیان جو ملازمتوں کا تناسب ہے وہ کراچی کے رہنے والوں کا ہے ۔

جناب والا ۔ مجھے یہ دکھ سے بات کہنی پڑی اور میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس مہینے کے ایک جریدہ کہانی میں میرا ایک انٹرویو شائع ہو چکا ہے ۔ اس لیے میں وہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اگر وہاں کسی پنجابی کو 15/10 یا 20 کو ترقی دی جاتی ہے تو کراچی کے در و دیوار پوسٹروں سے سیاہ کر دیئے جاتے ہیں ۔ ایسے دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کوشش یہ کی جاتی ہے کہ یہ یہاں سے بھاگے ۔ ایک کیس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ جو واقعی mental case بن چکا تھا اور بڑی مشکل سے اس کا علاج کرایا اور اس کو حوصلہ دیا کہ تمہیں جلدی کراچی سے نکال کر اسلام آباد یا دوسری جگہ منتقل کر دیا جائیگا تو اس حد تک خوف و ہراس کی فضا پیدا کر دی ہے ۔ جب وہ بات کرتے ہیں کہ بابا ہم نے کیا ظلم کیا ہے تو اس کو غدار اور دشمن کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ، تو یہ کراچی کے در و دیوار پر پوسٹرز لگے ہوئے ہیں ۔ ہم اس مرحلہ پر اس تلخ حقیقت کا لوٹس لینے پر مجبور ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے مشرقی پاکستان کے عوام کی محرومی پیدا کی ۔ کون تھے وہ لوگ جنہوں نے یہ دیواریں کھینچیں ۔ کس نے ایسی باتیں کر کے حقارت کے بیج بوئے ۔ بالکل وہی لوگ مختلف ناموں اور طریقوں سے سب کچھ حاصل بھی کر رہے ہیں اور پنجاب کے نام پر ہمیں گالیاں بھی دلوا رہے ہیں ۔ میں نے یہ عرض کر دیا ہے ۔ میں نے اس تلخ حقیقت کا اظہار کیا ہے جیسے کہ میں نے اس انٹرویو میں کہا ہے کہ پنجاب کا سب سے بڑا سرمایہ ، پنجاب عوام کی سب سے بڑی دولت جو ہے وہ اس کا جذبہ ہے ۔ قومیت کا احساس ہے اور یہ احساس اور جذبہ لازوال ہے ۔ ہم کسی صورت میں بھی اس لازوال سرمائے سے

اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہتے ۔ وہ ہمارے نام پر تمام مناصب پر فائز ہوں لیکن خدا را ایسے امتیازات پیدا کر کے پنجاب کو گالیاں تو نہ دیں ۔ اگر پنجاب کی طرف سے کچھ وہاں افسران لگتے ہیں تو ان کے لیے ذلت اور خواری کا سامان پیدا نہ کریں ۔ یہ میں نے اس انٹرویو میں کہا ہے ۔ اس لیے ہم کسی امتیاز ۔ کسی تفریق اور تعصب کا شکار نہیں ہونگے ۔ اور نہ ہی ہونا چاہیے ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب سے بڑی دولت دی ہے یہ اللہ کا کرم ہے کہ ہمارے دل میں کوئی ایسا خیال نہیں آتا اور دعا ہے کہ کبھی نہ آئے اور یہ نہیں آنا چاہیے ۔ لیکن میں یہ تنبیہ ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ تمام ایسے عناصر جو ایسا کر رہے ہیں وہ استحصال کی بد ترین صورت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حرامکاری اور اس سیاہ کاری نے مختلف روپ اختیار کر لیے ہیں اور مختلف رنگ بدل لیے ہیں جن کو بے نقاب کرنا ہمارا فرض ہے ۔ تو یہ پنجاب کی محرومی ۔ پنجاب کے عوام کے دکھوں کی کہانی بیان کرنا دوستو آسان ہے لیکن ہمیں ہر احتیاط برتنی چاہیے کہ ہم پاکستان کی وحدت اور سالمیت اور بقا کی جو اصل ضمانت ہے اس کو ہم فراموش نہ کریں ۔ ہماری سب سے بڑی contradiction غیر ملکی جارحیت ہے ۔ ہم اسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ اس لیے اس عظیم تر قومی وحدت کے حصول کے لیے ہم ایسے امتیازات کو پنپنے نہیں دیں گے ۔ ہم ایثار سے کام لیں گے ۔ اس لیے ہم کسی صورت میں گوارا نہیں کر سکتے کہ ہماری قومی وحدت کمزور پڑ جائے ۔ دشمن تو چاہے گا اور جو ایسا کر رہے ہیں وہ محض اپنی ذاتی اغراض کے لیے کر رہے ہیں ۔ وہ دشمن کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ چونکہ فاضل اراکین نے ان محرومیوں کا ذکر کیا ہے ۔ اس لیے میں بھی ان کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا تھا تو اس تنبیہ کے ساتھ ان لوگوں کو جو پنجاب کے اندر یا باہر بیٹھے ہیں میں کہوں گا کہ خدا را وہ ہمارے ایسے جذبے اور ایثار کی قدر کریں اور قومی نقطہ نگاہ سے ملکی مسائل پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالیں ۔ میرے فاضل دوستوں نے نظم و نسق عامہ کے متعلق جو بحث فرمائی ہے تو ان کو یاد کرانے کے لیے مجھے یہ تلخ حقائق یہاں پیش کرنے پڑے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ کوئی تلخ حقائق نہیں ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس لیے جناب والا ۔ ہمارا موقوف واضح اور صاف ہے ۔ ہم

زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی بنیادی تبدیلیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ حاجی سیف اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ پبلک سرونٹس کو اپنا رفیق بنانا چاہیے ۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں ایسا کرنا پڑے گا اور ہم ایسا کر رہے ہیں ۔ ہم اجارہ دار نہیں ہیں ۔ ہم نے ملک کو از سر نو تعمیر کرنا ہے ۔ ہمیں ان کے لیے اتنی ہی ذمہ داری اور اتنا ہی درد ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جب تک ہم ان کا احترام نہیں کریں گے اور ان کو self respect نہیں دیں گے ۔ ان پر اعتماد نہیں کریں گے ۔ ان کو بطور ساتھی کارکن کے treat نہیں کریں گے تب تک وہ خود اعتمادی پیدا نہیں ہو سکتی ۔ ہم وہ رفاقت کا حق ادا نہیں کر سکتے ۔ میں جناب والا ۔ اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ ایسا کر رہے ہیں اور ایسا کریں گے ۔ شکریہ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد (بہاول پور ۔ 4) ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے دو تین منٹ کے اندر دو تین باتیں واجب الاحترام جناب قاید ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا ۔ جناب والا ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جناب ملک معراج خالد شریف النفس آدمی ہیں ۔ وہ شرافت کی زبان میں بات کرتے ہیں لیکن یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ خاصے پرکار آدمی ہیں ۔ میں نے ان سے کل کہا تھا کہ اگر میں بہاول پور سے لاہور کا ٹکٹ خریدوں اور راستے میں ملک صاحب شیر شاہ جنکشن پر مجھے مل جائیں تو اتنی پرکاری اور فنکاری سے گاڑی بدلیں گے کہ میں لاہور پہنچنے کی بجائے وزیر آباد پہنچ جاؤں گا ۔ جناب والا ۔ جتنی بحث اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہے اس کا $\frac{1}{10}$ حصہ بھی انہوں نے جواب نہیں دیا ۔ ہمارا موقف بالکل سرکاری ملازمین کے متعلق واضح ہے ۔ ہمارا موقف ہے کہ دیانت دار افسران کو پورا پورا دستوری تحفظ دیا جائے اور بد دیانت افسران کو عبرت ناک سزا دی جائے تا کہ بد دیانت افسران کی حوصلہ شکنی ہو ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں افسران کو موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنی اصلاح خود کریں ۔ وقت مختصر ہے لہذا میں مختصر سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ نے اکیس سو سرکاری افسران کو اصلاح کا موقعہ دیا ۔ ان کو بغیر چارج شیٹ کئے نکال دیا گیا اور ان میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا جو 5 سال پہلے مر چکے تھے ۔ کیا یہ

حقیقت نہیں ہے کہ سب سے پہلے ایسے افسر کو پھانسی پر لٹکانا چاہیے تھا جس نے ایسی غیر ذمہ دارانہ اور واہیات طور پر فہرست مرتب کی ۔ باقی جس فراخدلانہ انداز میں وہ فرماتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ یقیناً سچ فرماتے ہیں ۔ ہم تنقید ضرور کرتے ہیں لیکن اس کا فائدہ تب ہے جب وہ اپنی اصلاح کریں ۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ نہیں ہے جیسے کہ سردار امجد حمید خان دستی نے فرمایا کہ آپ نے اپوزیشن کو تمام اظہار کے ذرائع سے محروم کر دیا ہے ۔ انہوں نے ان کے جلسوں کو ناکام بنانے کے لیے اپنی سرکاری رشوت کو استعمال کیا ۔ اگر آپ کے دائرہ کار میں یہ ہو کہ آپ سرکاری مشینری کو پالیسی دیں لیکن انہیں اپنی جماعت کے لیے استعمال نہ کریں تو ہم سب سے زیادہ بیورو کریسی کو خوش آمدید کہینگے ۔ اس لیے کہ کوئی ملک بیورو کریسی کے بغیر نہیں چل سکتا ۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ آپ کی ذاتی پسند اور ناپسند آپ اپنی جماعت کے لیے سرکاری اہلکاروں کو استعمال کرتے ہیں ۔ سب سے زیادہ دکھ اس بات کا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب آپ تو نہیں کچھ کہنا چاہیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں نے جواب دینا شروع کیا تو جیسے آپ نے فرمایا ۔ آپ کا شیڈول ختم ہو جائے گا ۔ لیکن چونکہ پھر بحث آ رہی ہے میں اس سلسلے میں پھر عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 6،21،26،100،00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 نظم و نسق عامہ میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 6،21،26،100،00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔

نظم و نسق عامہ میں بقدر 6،21،00،000،00 روپے تخفیف کی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب نمبر 3 حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے تخفیف زر برائے منظوری پیش ہے ۔ سوال یہ ہے :

کہ 6،21،26،100.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 25 ۔ نظم و نسق عامہ میں بقدر 100،00 روپیہ تخفیف کی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6،21،26،100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔ 19)

مسٹر سپیکر ۔ فنانس منسٹر مطالبہ نمبر 19 ایوان میں پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 6،42،08،800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

Mr. Speaker : The motion is —

That a sum not exceeding Rs. 6,42,08,800/- be granted to the Governor to meet other

expenditure for the financial year ending on the 30th June, 1974, in respect of Agriculture.

Makhdum Hamid-ud-Din : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 6،42،08،800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 40 ۔ زراعت میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That the total of Rs. 6,42,08,800/- on account of "40-Agriculture" be reduced to Rs. 1.00.

The House is adjourned for 30 minutes. It shall re-assemble at 11.45 a m. Immediately after this adjournment there will be a special session for taking oath.

(اس مرحلہ پر رسم حلف وفاداری کے لیے خاص اجلاس کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

اجلاس خاص

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے تحت رسم حلف وفاداری

رسم حلف وفاداری

سید مہتاب احمد شاہ

Mr. Speaker : The special session is adjourned.

(اس مرحلہ پر اجلاس خاص ملتوی ہو گیا)

پنجاب کا بجٹ بابت سال 74-1973

مطالبات زر پر رائے شماری

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صداوت پر متمکن ہوئیں)

مسٹر چیئرمین ۔ مخدوم حمیدالدین ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ زراعت ہماری معاشی اور ثقافتی زندگی میں ایک اہم کردار کا حامل ہے ۔ ہماری ثقافت زراعت سے عبارت ہے ۔ اور زراعت ہی ہماری ثقافت کا سرچشمہ ہے تو جناب والا ۔ اس لحاظ سے زراعت کی ترقی اور اس کی نشو و نما سے کسی صورت میں صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ زراعت کی ترقی ہماری منصوبہ بندی کی بنیادی منزل کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر تمام تہذیب و تمدن کے نقوش اور اس کے مظاہر صفحہ ہستی سے مٹ بھی جائیں تو جب بھی حیات انسانی اور اس کی بقا کے امکانات موجود رہتے ہیں ۔ اور اگر زراعت ناپید ہو تو پھر حیات انسانی اور اس کی نشو و نما ایک مشکل امر بن کے رہ جاتا ہے ۔ تو جناب والا ۔ جب زراعت کی اہمیت یہ ہو تو پھر میں کیسے اس سے صرف نظر کر سکتا ہوں تو جناب والا ۔ میں کیسے اس کی زبوں حالی جو اس وقت اس کو در پیش ہے اور اس وقت کی آئینہ دار ہے میں اس سے کیسے لا تعلقی کا اظہار کر سکتا ہوں ۔ ان حالات میں جناب والا ۔ زراعت کے انحطاط کی منازل کے طے کرنے میں میں کیسے اس کا شریک سفر ہو سکتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ اگر اس وقت بجٹ کو دیکھا جائے تو اس میں جو زراعت کو اہمیت دی جانی چاہیے اس کے اوپر جو مصرف ہونا چاہیے تھا جس کی کہ وہ مستحق تھی اس کے لیے اس تناسب سے allocation نہیں رکھی گئی ۔ جناب والا ۔ 126 کروڑ میں سے صرف 45.29 زراعت کے لیے مختص ہوئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ صحیح معنوں میں اس کی مؤثر نشو و نما کے لیے غیر کفیل

ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی ترقی کے لیے میں چند عوامل بیان کروں گا جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا پیش نظر رہنا نہایت ہی ضروری ہے ۔ سب سے پہلے land utilization ہے ۔ نمبر 2 یہ ہے کہ جو کم پیداوار ہے اس کے بڑھانے کا طریق کار high cost of production ہے ۔ اس کو کم کرنا پانی کو زیادہ تعداد میں زراعت کے لیے صرف کرنا اور کھاد میں بھی اضافہ نہایت ضروری ہے ۔ جراثیم کش ادویات میں اضافہ ۔ تحقیقی مراکز کا قائم کرنا اور ان کے طریق کار کو مؤثر بنانے کے لیے ان پر خرچ کرنا اور اس وقت جو پاور کی کمی ہے اس میں اضافہ اور زراعتی میشری میں اضافہ بھی نہایت ضروری ہے ۔

جناب والا ۔ اعداد و شمار جو حکومت نے مہیا کئے ہیں اس کے مطابق ہمارا کل reported area جو ہے وہ 4 کروڑ 19 لاکھ 10 ہزار ایکڑ ہے ۔ اس میں کاشتہ رقبہ 2 کروڑ 71 لاکھ 98 ہزار ایکڑ ہے مگر جو غیر کاشتہ رقبہ ہے تحیر کی انتہا دیکھئے کہ وہ 1 کروڑ 47 لاکھ 12 ہزار ایکڑ ہے اور وہ فارغ پڑا ہے تو جناب والا ۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پورے بجٹ میں کہیں بھی اس بات کی نشاندہی نہیں کی گئی کہ land utilization کے سلسلے میں اس حکومت نے کیا اقدام تجویز کئے ہیں ۔ یہ اتنی بہت بڑی زمین ایک کروڑ 47 لاکھ ایکڑ جو غیر کاشتہ پڑی ہے جس کو کاشت میں لایا جا سکتا ہے اس کے لیے حکومت نے کیا اقدامات تجویز کئے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی بہت بڑی دولت ملک میں موجود ہے جس کو develop کرنے کے سلسلے میں صرف نظر ہو رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوری قوم سے نہایت ہی مجرمانہ غفلت برتی جا رہی ہے ۔ تو اس سلسلے میں حکومت کو یہ چاہئے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اتنے بڑے رقبے کو صرف میں لانے کے لیے اور کاشت میں لانے کے لیے کچھ اقدامات کرے ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ مثال کے طور پر آپ گندم کو لے لیجیے اس کی cost of production بہت بڑھ گئی ہے ۔ مالیہ ہو ۔ آبیانہ ہو مزدوری ہو ان تمام کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤں کہ زراعت کی جس مد پر یہ کٹ موشن ہے وہ

ایگریکلچر 40 ہے ۔ اس میں زراعت کے عملے پر کوئی 6 کروڑ اور 40 لاکھ کا خرچ ہے اور جناب مخدوم صاحب جس موضوع پر تقریر کر رہے ہیں وہ جنرل ایگریکلچر پر بات کر رہے ہیں ۔ اس لیے جس سبسڈی کا بیجوں کا اور کھادوں کا اور دیگر عام چیزوں کا ذکر کیا ہے وہ انہوں نے 29 کروڑ کا خرچ جو ہے اس کا ذکر کیا ہے ۔ تو یہ ان کو مہربانی کر کے ایگریکلچر 40 ۔ مد پر بحث کو specify کرنا چاہئے ۔ وہ اس کے متعلق بحث فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس تجویز کو قبول کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں فاضل وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ جب یہ بحث شروع ہوتی ہے کہ آپ اتنے روپے خرچ کر رہے ہیں اور اس میں سے تخفیف زر کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ عوامل اور محرکات بھی بتائے جاتے ہیں جو ہماری زرعی معیشت کے لیے تباہ کن ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مخدوم صاحب بالکل متعلقہ بات کر رہے ہیں کیونکہ صوبے کی معیشت زرعی ہے تو اس لیے مخدوم صاحب بالکل متعلقہ بات کر رہے ہیں اور وہ کہہ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بنیادی طور پر فاضل وزیر خزانہ کا اعتراض درست ہے ۔ حوالہ یا point develop کرنے کے لیے ذکر قابل فہم ہے مگر زیر بحث موضوع نہیں ہے ۔

مخدوم حمید الدین ۔ نہیں جناب ۔ یہ پوائنٹ کو develop کرنے کے لیے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ابتداً کہ 1 کروڑ 47 لاکھ ایکڑ رقبہ جو موجود ہے اس کی development کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ گندم کے سلسلے میں عرض کرونگا کہ اس کی cost of production اتنی بڑھ گئی ہے کہ جناب حساب اور اس کو work out کرنے سے گندم کی cost of production 26 روپے بنتی ہے جب کہ اس کے

against اس کی قیمت آپ نے ساڑھے بائیس روپے رکھی ہے ۔ تو اس لحاظ سے میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ پہلے ہی آپ deficit میں ہیں تو یہ گندم کی production میں اضافہ کیسے ہوگا ۔ incentive جو ہے وہ کاشتکار کے پاس موجود نہ ہو اور یہ ملک جو اتنی گندم import کر رہا ہے اور اس کے اوپر اتنا foreign exchange صرف ہو رہا ہے اگر یہ incentive کم ہو کر رہ گیا تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیشہ deficit ہی رہینگے چاہے دوسرے سیکٹر میں آپ کی جو ترقی ہوگی وہ اس کے انحطاط کے باعث اس کا effect neutralise ہوتا رہے گا ۔ چاہے صنعتکاری میں آپ نے ترقی کر لی ۔ دوسرے سیکٹر میں کی اور اگر import of wheat کے اوپر آپ کی foreign exchange زیادہ صرف ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اعتراض تو پھر فاضل وزیر خزانہ کا اپنی جگہ پر قائم ہے کہ موضوع زیر بحث اور مد جو ہے ان سرکاری ملازمین کا خرچہ ہے جو محکمہ زراعت سے متعلق ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہی فاضل رکن فرما رہے ہیں کہ جس مد پر آپ اتنے کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں ۔ ہم نے اس میں تخفیف زر کا مطالبہ کیا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنی بڑی رقم کے ساتھ آپ ناقابل کاشت زمین کو بھی قابل کاشت بنا سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ خوب رہی ۔ جب جنرل بجٹ پر بحث تھی تو اس وقت بھی یہی بات کی جاتی تھی کہ صاحب ۔ اس وقت تو ہم پالیسی بیان کر رہے ہیں ۔ پالیسی اور اصولوں پر تنقید کر رہے ہیں آنے دیجئے وہ وقت ۔ جب کٹ موشنز کا وقت آئے گا تو پھر ہم خاص آپ کو اس وقت پکڑیں گے اور ان مدات پر جن پر ہم نے کٹ موشن دی ہوئی ہیں ان پر ہم particular بحث کریں گے ۔ اب particular بحث صبح سے شروع ہے ۔ اور صبح سے ۔ میں اس میں دونوں کو شامل کرتا ہوں ۔ ادھر دیکھ لیجئے یا ادھر سے جتنی وہ particular بحث ہوئی ہے وہ بھی ۔ پھر وہ اصولی اور نظریاتی بحث ہے ۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے جناب والا ۔ جیسے مجھے اپنی کی کرائی محنت پر پانی پھرتا ہوا نظر

آتا ہے ۔ ہم اتنی محنت سے بجٹ بناتے ہیں بجٹ کی دستاویزوں کو سیدھا کرتے ہیں اور پھر آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں لیکن بجٹ میں کوئی جھانکنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کرتا ۔ بغیر تیاری کے ہر کوئی اس میں حصہ لیتا ہے اور چونکہ نظریاتی باتوں پر بحث کرنی آسان ہے ۔ لہذا ٹھیک ہے ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ میں احتجاج کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کی انا بہت اونچی چلی گئی ہے ۔ ہر آدمی کے لیے کہتے ہیں کہ بغیر تیاری کے آتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس دس دس سیکرٹری نہیں ہیں ۔ بیس بیس ملازم نہیں ہیں ۔ دس دس اہلکار نہیں ہیں جن سے ہم اعداد و شمار لے کر یہاں اس اس ایوان میں پہنچیں اور ان کے سامنے ایسی مرصع اور مقفیٰ تقریر کریں جیسے فاضل وزیر خزانہ نے کی ہے ۔ بات یہ ہے جس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ ہم نے یہ کٹ موشنز اس بات پر دی ہیں ۔ کوئی نظریاتی بات نہیں ہو رہی ۔ کٹ موشنز اس بات پر دی ہیں کہ اتنے کروڑوں روپے آپ اس ایوان سے منظور کرا رہے ہیں ۔ جس عملے کے لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ روپیہ اس عملے کے ہاتھ ناقابل کاشت زمین کو بھی قابل کاشت بنا سکتا ہے ۔ آپ اس کی طرف توجہ کریں ۔ آپ نے اصولی طور پر جن لوگوں کو ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے یہ تو ان کے کام کی بات ہے ۔ یہ زمین قابل کاشت ہوگی تو یہ اپنے وعدے پورے کر سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ۔ اس طرح تو ہر موضوع پر ایک تقریر کی جا سکتی ہے ۔ صرف اس کو جوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس پر مبذول کراتا ہوں کہ بعض اوقات جب بھی settlement ہو یا اس قسم کی traditions ہوں کہ بجٹ کے سلسلے میں دو تین محکمے مختص کر دئے جاتے ہیں تو ان کے اوپر ایک دوسرے کو accommodate کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال کر سکیں ۔ اور جناب نے بھی اس طرف توجہ مبذول فرمائی ہے کہ رولز کی بات نہیں ہے ۔ یہ آپ کے باہمی settlement کی بات ہے ۔ تو اس نقطہ نگاہ سے آپ بھی اور

جناب وزیر خزانہ بھی اس کو پیش نظر رکھیں ۔ تو جناب والا ۔ ایک تو اس کے متعلق تھی اور وہ میں اس لیے عرض کر رہا تھا کہ اگر اس وقت آپ اپنی پیداواری مد کو دیکھیں تو وہ دنیا کی سب سے کمترین ہے ۔ مثال کے طور پر گندم کے متعلق میں صرف maximum اور minimum کا اظہار کرونگا کہ اگر نیدر لینڈ 48 من فی ایکڑ ہے تو پاکستان کا 13 من فی ایکڑ ۔ چاول اگر کینیا کا 68 من فی ایکڑ ہے تو پاکستان کا 15 من فی ایکڑ ۔ اگر اسٹریلیا کی کپاس 95 من فی ایکڑ ہے تو پاکستان کی 34 من فی ایکڑ ہے ۔ اور اسی طرح سے گنا بھی پیرومین 1720 من فی ایکڑ ہے تو پنجاب میں 382 من فی ایکڑ ۔ جناب والا ۔ اس لئے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پیداواری کمی جو ہے اس کو بڑھانے کے لیے incentive جو ہے وہ قائم رکھی جائے تا کہ ہم ان ممالک سے compete کرنے کی اہلیت بھی پیدا کر سکیں اور یہ جو insufficiency ہے اور deficite ہوتے ہیں تو اس کو بھی ہم meet کر سکیں ۔ ان پالیسیوں کے ساتھ incentive کم ہوگا اور پیداوار جو ہے وہ نہیں بڑھے گی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ پانی کی جو shortage ہے وہ Heads سے ان تین چار سالوں میں اور بھی کم ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیکرٹری صاحب ۔ کیا ایسی بات نہیں ہو سکتی کہ جب یہ دروازے بند ہوں تو پورے بند ہو جایا کریں تا کہ اندر شور نہ آئے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ معافی چاہتا ہوں ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کو یہ نصیحت کی جائے کہ لابی میں جب بیٹھیں تو اس کو مچھی ہٹہ نہ بنایا کریں ؟

مسٹر سپیکر ۔ پھر وہی بات ہو جائے گی جو علامہ صاحب نے کہی ہے کہ آپ اپنے معیار سے لوگوں کو کچھ جھانکنا چاہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ حکمران جماعت کا فرض ہے کہ وہ کورم پورا کریں ۔ یہ میرا فرض نہیں ہے ۔ میں بارہا اس کے متعلق کہہ چکا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب کورم کی بات نہیں ہے ۔

مخدوم حمید الدین - جناب والا - واٹر سپلائی کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ 69-1968ء میں کینال ہیڈز میں سے 54ء15 ایم - اے - ایف کی releases ہوئیں - 71-1970ء میں 43 ایم - اے - ایف کی releases تھیں اور 72-1971ء میں 41ء7 ملین ایکڑ فیٹ کے اوپر آ کر رہ گئی تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کینال ہیڈز سے پانی ہر سال متواتر کم ہو رہا ہے - water courses کے Heads سے بھی 1968ء میں 37ء91 ایم - اے - ایف تھے جبکہ 72-1971ء میں water courses کے Heads سے بھی 29ء21 ملین ایکڑ فیٹ رہ گیا ہے - 37 سے 29 ایم - اے - ایف اس وقت ہو کے رہ گیا ہے - تو پانی کا جب تک خاطر خواہ انتظام نہ ہو - کینالز کی efficiency کو improve نہ کیا جائے - ان کی silt clearence نہ ہو - ان کی embankment نہ ہو - ان کی remodelling نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اگر پانی کی کمی رہی تو اس کے باعث پیداواری قوت میں اضافہ ہونا ناممکن اور اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا - جناب والا - جہاں تک کھاد کا تعلق ہے بجٹ میں 74-1973ء کے لیے 4 لاکھ 50 ہزار روپے نیوٹرن استعمال کرنے کا پروگرام ہے اس بجٹ میں جب کہ ہمارا ٹوٹل زیر کاشت شدہ رقبہ جو ہے وہ دو کروڑ اور 71 لاکھ ہے جس کا اگر شمار کیا جائے تو اس کے حساب سے 67 ایکڑ تقریباً ایک نیوٹرن کھاد مہیا ہوگی - اور اگر اس لحاظ سے ہم نے شمار کیا ہے کہ ایک ایکڑ کو سولہ میٹر کھاد مہیا ہوگی تو اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کھاد کے لیے جو پروویژن کیا ہے 40 لاکھ 91 ہزار کے لیے - تو اس کے حساب سے ایک ایکڑ کو ساڑھے سولہ سیر کھاد مہیا ہوگی - یا تو یہ ہو - اس علاقے میں اس کی releases کی جائیں delivery بھیجیں - اور اگر آپ اس کی یونیورسل application چاہتے ہیں تو پھر اس حساب سے 67 ایکڑ کو ایک نیوٹن استعمال ہو تو ایک ایکڑ سولہ سیر سے سترہ سیر کھاد مہیا ہوگی - اس لحاظ سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ self sufficiency کے پروگرام میں جیسے میں نے عرض کیا ہے آپ کے دوسرے economic grouth کے پروگرام neutralise ہوتے رہیں گے - تو اس لیے گذارش ہے کہ خاص توجہ فرمائیں -

جناب والا ۔ میں اس کے علاوہ عرض کرونگا کہ پاور سپلائی جو ہے اس کی کمی ٹھیک ہے کیونکہ یہ قدرتی وسائل سے ہے اور ہم اس کو اپنی خواہش کے مطابق اور ایک رات میں اضافہ نہیں کر سکیں گے ۔ مگر یہ ہے کہ اس میں جو قباحتیں ہیں مثلاً رشوت ستانی ہے ۔ میٹریل نہیں ملتا منظوری ہونے کے باوجود ۔ اس کے متعلق کوشش ہو ۔ اس کو streamline کیا جائے ۔ جتنا بھی آپ دینا چاہتے ہیں کم سے کم وہ موقع پر پہنچ سکے ۔ دوسری ضروری بات یہ عرض کرنا چاہونگا کہ اس وقت two part tarrif ہے ایک تو آپ نے per horse-power assess کیا ہے اور دوسرے consumption کے اوپر پاور وغیرہ ۔ ہائی کورٹ میں اپیلیں وغیرہ ہوئیں تھیں اگرچہ وہ کامیاب نہ ہو سکیں ۔ مگر facts of life موجود ہیں کہ عوام کو اس سے بہت شکایت ہے ۔ یا تو minimum consumption پر ہو یا یونیفارم ہو مثلاً ہونے ہارس پاور ۔ اس two part tarrif سے لوگوں کو شکایات ہیں اور تکلیف پہنچ رہی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ یہ واپڈا کی بات کر رہے ہیں ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جب میں نے ان کی توجہ تمام روایت کی طرف مبذول کرائی تو محترم وزیر خزانہ بھی اور جناب سپیکر از راہ عنایت و شفقت مجھ سے متفق ہو گئے اور اجازت بخشی ۔ جناب والا ۔ میرے پاس ایک چارٹ ہے میں اس وقت سارا حساب نہیں دے سکتا ۔ البتہ آپ کو حوالہ دوں گا ۔ آپ Pb. Development Prospect صفحہ 70 کو دیکھیں اور اس میں 1967 سے لے کر 1971-72 کے پیداواری گوشوارہ کو دیکھ لیں اس میں جتنی اجناس کی پیداوار ہے مثلاً گنا ۔ چاول ۔ باسمتی ۔ گندم اس کا ریٹ جو ہے وہ کم ہو رہا ہے ۔ میرے پاس ہر سال کا گوشوارہ موجود ہے اور جتنی جتنی کمی ہوئی ہے ۔ وہ بھی موجود ہے ۔ زیادہ وقت نہ لینے کی وجہ سے اس کو نہیں پڑھتا ۔ میں نے صفحہ 70 عرض کیا ہے وہ گوشوارہ آپ دیکھ لیں ۔ ظاہر ہے کہ کاٹن کی growth میں اضافہ ہوا ہے ۔ اس سال اور پچھلے سال میں اضافہ ہوا مگر دو سالوں میں چاول گندم اور مکی میں بھی کمی ہوئی ہے ۔ تو میرے عرض کرنے کی تھیوری یہ ہے

کہ descending trend مشینری نہ ملنے کی وجہ سے ہے ۔ کھاد میں کمی ہونے کی وجہ سے ہے ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دلچسپی کم ہو رہی ہے اور insufficiency بدستور رہے گی بلکہ اضافہ ہوگا اور باقی ترقی اس وجہ سے neuteralise ہوتی رہے گی ۔ اس کی طرف توجہ کریں ۔

جناب والا ۔ آخیر میں گذارش کروں گا کہ ہمارے ملکی حالات یہ ہیں کہ اس قسم کی گروتھ ہو یا اس قسم کی منصوبہ بندی ہو جس میں ایگریکلچرل پروڈکشن کی consumption زیادہ ہو ۔ جس کے نتائج جلد برآمد ہو سکیں ۔ اس لیے آپ منصوبہ بندی کو کامیاب بنانے کے لیے ایگرو انڈسٹری کی طرف توجہ دیں اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر پلاننگ اور ecnomic growth کے لیے بنیادی طور پر زراعت کی طرف نہایت شفیق رویہ اختیار کرنا چاہیے ۔ اس سلسلے میں اس بات کی کوشش کریں کہ اس وقت میں نے جس کا حوالہ دیا ہے یہ جو descending trend ہے اس کو روکا جائے بلکہ زراعت کی growth میں آپ کے اقدامات ایسے ہوں جو اس میں اضافے کا باعث بنیں ۔

جناب والا ۔ میں آپ کا اور محترم ارکان کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے اپنے حقوق سے تجاوز کرتے ہوئے اور آپ کی شفقت سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ الفاظ عرض کرنے کی اجازت دی ۔ میں اس کا بے حد شکر گذار ہوں ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات (چودھری ممتاز احمد کاھلوں) : جناب سپیکر ۔ فاضل ممبر نے جو بحث کی ہے وہ اس مد سے متعلق کم تھی ۔ انھوں نے 63 ۔ بی کے متعلق ذکر کیا جہاں ہم نے ترقیاتی پروگرام کے لیے بجٹ میں رقم رکھی ہے ۔ جناب سپیکر ۔ ہم ترقیاتی پروگراموں کے لیے 33 کروڑ 66 لاکھ کی رقم خرچ کر رہے ہیں ۔ 20 کروڑ کی subsidy کھاد میں دی جا رہی ہے اور پیداوار بڑھانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ فاضل ممبر نے کہا ہے کہ پیداوار میں کمی ہوئی ماسوائے کاٹن کے تو جناب کی وساطت سے میں انہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ہر فصل کی پیداوار پچھلے سالوں کے مقابلہ میں بڑھی ہے اس سے پچھلے سال ہماری گندم 52 لاکھ ٹن ہوئی اور امسال 56 لاکھ ٹن گندم ہوگی ۔ اسی طرح

چاول کی حد ساڑھے نو لاکھ ٹن تھی اس سال ہمارا ٹارگٹ 11 لاکھ ٹن ہے ۔ کپاس کے متعلق عرض کروں گا کہ پچھلے سال کپاس کی پیداوار ساڑھے آٹھائیس ٹن ہوئی جس کی امسال 31 لاکھ ٹن پیداوار ہے ۔ اس طرح مجموعی طور پر ہماری پیداوار میں اضافہ ہے ۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے ۔ ظاہر ہے ہماری معیشت کا انحصار زراعت کی پیداوار پر ہے ۔ پہلے ہماری معشیت ختم ہو چکی تھی لیکن پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے سے زرعی پیداوار اس حد تک مستحکم ہوئی ہے اور اتنا نمایاں کردار ادا کیا ہے کہ جناب سپیکر کپاس اور اس کی مصنوعات کی برآمد سے صرف دس ماہ میں 335 کروڑ روپے کا زر مبادلہ کمایا ہے ۔ چاول کی برآمد سے 78 کروڑ کا زر مبادلہ کمایا ۔ جناب والا ۔ دس ماہ میں پاکستان حکومت نے اور زر مبادلہ کمایا ہے جو جنگ سے پہلے جب مشرقی پاکستان ہمارے ساتھ تھا اور جب پٹ سن برآمد کرتے تھے ۔ اس سے بھی زیادہ ہے ۔ اور ہماری معیشت اور پیداوار میں اضافہ ہوا ہے ۔ محکمہ زراعت کی یہ بہتر کارکردگی ہے جس کی وجہ سے یہ اضافہ ہوا ہے ۔ جنگ سے پہلے کے اعداد و شمار دیکھیں اور اب کے دیکھیں ۔ مشرقی پاکستان میں پٹ سن برآمد ہوتی رہی ہے ہم نے اس کمی کو پورا کر لیا ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, 130 per cent devaluation.

وزیر اوقاف و اطلاعات ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جو مد ہے یہ 40 ایگریکلچر ہے جس کا اصل تعلق زراعت سے ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ ہمیں ڈالر میں سمجھا دیں تاکہ ہمیں سمجھ آ جائے ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات ۔ میرے پاس تو روپوں میں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ آپ کو معلوم ہے کہ روپے کی قیمت میں کمی ہو چکی ہے ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات ۔ ہم نے گزشتہ دس ماہ میں کپاس اور کپاس کی مصنوعات کی برآمد سے 335 کروڑ کا زر مبادلہ حاصل کیا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ آپ ڈالر کی بات کریں ہمیں اس سے پتہ چل جائے گا ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات ۔ جناب سپیکر ۔ جب تک میں یہ حقائق پیش کرتا ہوں اتنی دیر میں فاضل ممبران کی آگاہی کے لیے جو روپے کی قیمت نہیں سمجھتے اور ڈالر کو زیادہ سمجھتے ہیں وزیر خزانہ اسے ڈالر میں تبدیل کرکے ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارا جو محکمہ زراعت کا عملہ ہے اس کے تین بڑے حصے ہیں ۔ ایک ریسرچ کا ہے ۔ دوسرا توسیع کا ہے اور تیسرا انجینئرنگ کا ہے ۔ جو ہمارا ریسرچ کا کام ہے اس کے لیے مختلف جگہوں پر ریسرچ سنٹر قائم ہیں ۔ لائلپور میں یوسف والا میں اور کالا شاہ کاکو میں اور وہاں تحقیق کا کام ہو رہا ہے ۔ پھر تحقیق کے بعد جن اجناس کی پیداوار زیادہ ہو مثلاً کپاس ۔ گندم ۔ چاول اور دیگر اجناس تو وہ کاشتکاروں میں ترویج کے لیے پھیلائی جاتی ہیں ۔ اور وہ انہیں دی جاتی ہیں ۔ اسی طرح جو کرم کش دوائیاں ہیں ان کے متعلق بھی تحقیقات ہوتی ہیں کہ کون سی دوائی کون سے موسم میں کس فصل پر استعمال ہونی چاہیے ۔ اس سلسلہ میں فاضل دوست نے جو گندم کی پیداوار کے متعلق بتایا ہے جناب سپیکر مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ جناب 70 جو ہماری نئی ورائٹی ہے ۔ اس کے علاوہ اور ورائیٹیز بھی اس سال آ رہی ہیں ان میں پانی بھی کم استعمال ہوگا کیونکہ ہمارے ملک میں پانی کی کمی ہے اور ہم ایسی اجناس دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جن کو تھوڑا پانی دیا جائے گا اور پیداوار زیادہ ہوگی ۔ لیکن جناب 70 کے اس سال کے جو اعداد و شمار اکٹھے کئے گئے ہیں وہ ہمیں کم از کم 50 من فی ایکڑ اور زیادہ سے زیادہ 80 من فی ایکڑ ۔ یہ اعداد و شمار بالکل تصدیق شدہ ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ جو اری 6 چاول ہیں اس کی پیداوار پہلے سے تین گنا زیادہ ہے اور یہ 70 سے 80 من تک فی ایکڑ پیدا ہو رہے ہیں ۔ تھائی لینڈ ۔ کمبوڈیا ۔ سیلون وغیرہ ہیں اس کی بڑی مانگ ہے اور ہم اسے برآمد بھی کر رہے ہیں ۔ اسی طرح سے ہیلم مکئی ہے جو ابھی ابھی ریسرچ کے تحت دریافت ہوئی ہے ۔ اس کی پیداوار بھی 70 من سے لے کر 100 من تک چھلیوں میں گودوں کی شکل میں پیدا ہوتی ہے ۔ جو مکی ہم پہلے استعمال کرتے تھے اس کی پیداوار اس سے دو گنا زیادہ ہے ۔ ان ہر دو اجناس کے متعلق

ہمارا دوسرا شعبہ یعنی توسیعی عملہ ہے جس کا کام یہ ہے کہ جو کچھ ہم تحقیق کے ذریعے دریافت کرتے ہیں ۔ اچھے بیج یا پودے ۔ وہ جا کر ان کے تحت جو یونین کونسل کی سطح تک ہمارے فیلڈ اسسٹنٹ موجود ہیں کہ جو کاشتکاروں کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ انہیں کھاد حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں ۔ بلکہ دیہات میں مطالبہ یہ ہے کہ ہر جگہ پر ہمارا زراعت کا نمائندہ موجود ہو لیکن بجٹ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم فوری طور پر ان کی اتنی تعداد بڑھا سکیں ۔ حالانکہ آج کل چاول لگانے کا موسم ہے اور چاول لگاتے وقت جو پنیری کاشت کرتے ہیں جو اس کی نرسری ہے اسے بوتے وقت دوائی لگانا بہت ضروری ہے ۔ اس وقت ہمارا تمام عملہ ۔ ایگریکلچر اسٹنٹ ۔ فیلڈ اسسٹنٹ اور ڈائرکٹر تک روزانہ دورے کرتے ہیں ۔ میرا دعوی ہے کہ صوبہ بھر میں چاول لگانے کی ایک بھی نرسری ایسی نہیں رہی جہاں یہ دوائی استعمال نہ ہو ۔ ہمارے زراعت کے افسران موقع پر جا کر خود دوائی لگا رہے ہیں تاکہ بہتر فصل پیدا کر سکیں ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے بعد ہماری تیسری بڑی برانچ انجینیرنگ کی ہے ۔ یہ برانچ لوگوں کو ٹیوب ویل لگانے میں مدد دیتی ہے بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لیے مشینیں مہیا کرتی ہے ۔ کرائے پر بھی مہیا کرتی ہے اور ٹریکٹر وغیرہ کی مرمت بھی کرتی ہے ۔ اس کے لیے تین شعبے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ یہ درست ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے بر سر اقتدار آنے سے پہلے یہ محکمہ اس تن دہی سے کام نہیں کرتا تھا ۔ جیسے اس کے فرائض تھے اور ہم نے اس چیز کو محسوس کیا ۔ چنانچہ امسال بھی ہم نے اس کے عملے کے بجٹ میں پچھلے سالوں کی نسبت ساڑھے 53 لاکھ روپے کی کمی کی ہے لیکن اس عملے نے یہ تمام کام ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت گزر گیا ہے جب بڑے بڑے افسران یا وزراء صاحبان یا عوامی نمائندے اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اور وہاں جا کر نہیں دیکھتے تھے ۔ لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے مستقبل کا دار و مدار زرعی پیداوار پر ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک وقت ایسا بھی ضرور آئے گا ۔ جب آپ دیکھیں گے کہ آپ کے صوبہ کے وزیر زراعت خود کدال اٹھا کر ایک ایک نرسری میں جا کر چیکنگ کر رہا ہوگا اور وہاں

جا کر ہدایات دے رہا ہوگا اور اس اسمبلی کے موجودہ سیشن کے اختتام کے بعد ہمارے فاضل دوست بھی جو خود دیہات سے تعلق رکھتے ہیں وہ وہاں دورے کریں گے اور جہاں کہیں بھی ہمارے محکمہ کی کوتاہیاں ہیں یا کمی ہے انشاء اللہ اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔ صرف پرانی روایات کو سامنے رکھ کر محکمہ کو مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہیے بلکہ میں درخواست کروں گا کہ آپ ان کی دلجوئی کریں ۔ آپ انہیں اپنا خادم سمجھیں اور وہ آپ کے تعاون سے اس کام کو اور زیادہ احسن طریقے سے سر انجام دیں گے ۔ ان معروضات کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں جو تخفیف کا مطالبہ کیا گیا ہے اسے مسترد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ 6,42,08,800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 40۔ زراعت میں تخفیف کرکے اس کو صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب حاجی محمد سیف اللہ خان کی تخفیف زر کی تحریک برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ 6,42,08,800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 40۔ زراعت میں بقدر 6,42,08,000.00 روپے تخفیف کی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کی تخفیف زر کی تحریک برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ 6,42,08,800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد

40۔ زراعت میں بقدر ایک سو روپیہ تخفیف کی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6,42,08,800 روپیہ سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ 35)

مسٹر سپیکر ۔ اب مطالبہ زیر نمبر 35 زیر غور ہے ۔ وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 1,42,12,40.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 1,42,12,40.00 روپے سے متجاوز نہ ہو ، گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے ، جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1934ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ 1,42,12,40,000.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 85۔ الف سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ میں تخفیف کرکے اسے صرف ایک روپیہ کر کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is—

That the total of Rs. 1,42,12,40,000 on account of "85-A-Capital Outlay on Provincial Schemes of State Traning" be reduced to Re. 1.00.

فاضل اراکین کی اطلاع کے لیے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک بجنے میں پانچ منٹ پر گاوئین شروع ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ مہربانی فرمائیں تھوڑا تھوڑا وقت دے دیں ۔ ہم ٹائم بڑھاتے رہے ہیں ۔ رات کی نشست بھی ان کے لیے کرتے رہے ہیں ۔ اگر مزید ایک گھنٹہ وقت بڑھا دیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا ۔

سید تابش الوری ۔ اصل وقت تو وزرائے کرام لے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان میں سے 22 منٹ مخدوم حمید الدین نے لیے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے ۔ جس نے وقت لیا ہے صحیح وقت لیا ہے ۔ جب تک یہ مکمل نہیں ہوتا ، وقت بڑھا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو پندرہ منٹ ہی بڑھاتے ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پراونشل سکیمز آف سٹیٹ ٹریڈنگ نہایت اہم مطالبہ زر ہے جس کے لیے ایک ارب بیالیس کروڑ بارہ لاکھ چالیس ہزار روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے ۔ اس خطیر رقم سے صوبائی حکومت چینی ، گندم اور چاول کی خرید و فروخت کرے گی اور اس سلسلے میں جو پالیسی بنائی گئی ہے ہم اس کے بعض پہلوؤں پر نہایت اختصار کے ساتھ آج آپ کی توجہ

مبذول کرانا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ چینی ، گندم اور چاول ان بنیادی ضروری اشیا میں سے ہیں جو عوام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں اور ان کی سرکاری تجارت کے اثرات پورے معاشرے پر اور عوام کے معیار زندگی پر مرتب ہوتے ہیں ۔ میں چند پہلوؤں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ کون سے متعلقہ وزیر اس کا جواب دیں گے کیونکہ صورت حال اس وقت یہ ہے کہ اس وزارت کے غالباً سات انچارج ہیں ۔ ایک بیوی ہے اور اس کے سات شوہر ہیں ۔

وزیر اوقاف اطلاعات ۔ جناب سپیکر ۔ ان کو جواب چاہیے ، ان کو جواب دیا جائے گا ۔ یہ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہیں یہ گلہ ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں چینی کا ذکر کروں گا ۔ چینی عوامی بے چینی کا سب سے بڑا باعث ہے ۔ ایوب کے ابتدائی دور میں چینی ایک روپیہ 37 پیسے فی سیر تھی اور آخری دور میں جب بے چینی اپنے نقطہ عروج پر پہنچی تو چینی ایک روپیہ 62 پیسے فی سیر ہو گئی تھی ۔ اب چینی کی قیمت 2 روپے 50 پیسے فی سیر راشن ڈپوؤں پر ہے ۔ اگر سپیشل پرمٹ لیا جائے تو اسی چینی کی قیمت ساڑھے تین روپے سیر مقرر کی گئی ہے ۔ برصغیر کی تاریخ میں غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ہی معیار جیسی ایک چیز کی دو قیمتیں متعین کی گئی ہیں اور جناب والا ۔ یہ بھی صرف پنجاب ہی کو امتیاز حاصل ہے کہ یہ دو عملی اور دو رخی صرف اسی پنجاب کے صوبے میں ہو رہی ہے اور باقی ملک کے تینوں صوبوں میں ایک ہی قیمت متعین ہے ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ کی جلد 3 کے صفحہ 711 پر چینی کی تجارت پہ پانچ کروڑ روپیہ منافع دکھایا گیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنے بڑے منافع کے باوجود یہ دوہری قیمت متعین کرنے کا کیا جواز ہے جس کے نتیجے میں کوکا کولا ، اور دوسرے مشروبات کی قیمتیں بے حد بڑھ گئی ہیں اطبا کے مطب بے حد متاثر ہوئے ہیں ، یونانی اور دوسری ادویات اس تناسب سے مہنگی ہو گئی ہیں اور غریب لوگ جو فٹ پاتھوں پر شربت کی دکان لگا کر اپنا کاروبار کر لیتے تھے اور عام لوگ اس سے فائدہ اٹھا لیتے تھے

وہ بھی اس سے محروم ہو گئے ہیں ۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ معزز وزیر متعلقہ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں کہ پانچ کروڑ کے اس منافع کے باوجود گورنمنٹ کی سطح پر بلیک کے کیا معنی ہیں ۔ گورنمنٹ ڈھائی اور ساڑھے تین روپے کے حساب سے خود بلیک مارکیٹ کی مرتکب ہو رہی ہے ۔ اس کا جواز ہم نہیں دیکھتے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح دیہات کے لیے 2 چھٹانک فی کس فی مہینہ کوٹا مقرر کیا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جناب وزیر اس سلسلے میں راشن ڈپوؤں پر کوئی سنار کا کانٹا بھی فراہم کریں گے جس پر دو چھٹانک کے حساب سے تولنے کا انتظام کیا جائے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 80 فی صد دیہاتی آبادی چینی سے محروم ہے اور ان کے نام پر جو کوٹا جاری کیا جاتا ہے وہ چند مفاد پرست لوگ ہضم کر جاتے ہیں ۔ وہ بلیک میں چلا جاتا ہے ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کے کوٹے میں نہ صرف اضافہ کیا جائے بلکہ اس کی تقسیم کا انتظام بھی بہتر بنایا جائے ۔

اسی طرح یہ بات بڑی عجیب ہے کہ پنجاب میں بارہ چھٹانک فی کس کے حساب سے چینی ملتی ہے جب کہ سرحد میں سوا سیر فی کس فی مہینہ ، اور سندھ میں ایک سیر فی کس ۔ پنجاب جو سب سے زیادہ چینی پیدا کرتا ہے وہ اپنے لوگوں کے لیے صرف بارہ چھٹانک چینی مہیا کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا ۔ ہماری پیداوار کا اندازہ اس سال پونے دو لاکھ ٹن چینی ہے جب کہ ہمارے لیے ضرورت ساڑھے تین لاکھ ٹن کی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کمی کس طرح سے پوری ہوگی ۔ آیا ہم باہر سے چینی درآمد کریں گے یا جس طرح سے پنجاب دوسرے صوبوں کو گندم دیتا ہے اسی طرح سے دوسرے صوبے اپنا فاضل شکر کا ذخیرہ ہمیں دیں گے ۔ اس سلسلے میں بھی ہم حکومت کی پالیسی کی وضاحت چاہیں گے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ چینی کے لیے جو ہم نے ہدف مقرر کیا تھا اس میں ہمیں کیوں ناکامی ہوئی اور دو نئی ملیں لگنے کے باوجود ہم ابھی تک اس سلسلے میں خود کفیل کیوں نہیں ہو سکے ۔ اور آئندہ ہمارے سامنے اس سلسلے میں وسائل

کی کیا صورتیں ہیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے ہم یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ اس وقت ہمارے پاس کتنی چینی موجود ہے کہ نومبر تک لوگوں کو اس سلسلے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ۔ جناب والا ۔ ایک عام سی شکایت یہ ہے کہ ڈپو والوں کو بوریاں کم وزن کی ملتی ہیں اور آگے پھر ڈنڈی مار کر لوگوں کو کم کوٹا مہیا کرتے ہیں ۔ اگر اس سلسلے میں متعلہ وزیر نے کوئی توجہ نہ دی تو لوگ اپنے جائز حق سے ایک مہنگی چیز خریدنے کے باوجود محروم رہیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چینی کے سلسلے میں ہماری پوری پالیسی پر از سر نو نظر ثانی کی جانی چاہیے ۔

اب میں جناب والا ۔ اختصار کے ساتھ گندم کا ذکر کروں گا ۔ گندم پر صوبائی سبسڈی دس کروڑ 82 لاکھ روپے ہے اور مرکزی سپسڈی 11 کروڑ 23 لاکھ روپے ہے ۔ اس طرح مجموعی طور پر ہم گندم کی سبسڈی پر بائیس کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں اور یہ اتنی بڑی رقم صرف شہری آبادی کے لیے مختص ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ شہری آبادی کو کم قیمت پر آٹا مہیا کیا جائے ۔ یہ یقیناً جناب والا ۔ ایک اچھی بات ہے لیکن آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی subsidy کا بنیادی فلسفہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو ایسی ترقیاتی سکیموں کے لیے وقف کیا جائے جس سے کاروبار پیداوار بڑھ سکے ۔ اور اس سلسلے میں جو ہمارے خسارے کی صورتیں ہیں ان کو دور کیا جا سکے ۔ لیکن یہ جو موجودہ subsidy ہے یہ بالکل non-productive طور پر خرچ کی جا رہی ہے اور اس سے پیداوار میں اضافے کی کوئی صورت ہمارے سامنے نظر نہیں آتی ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ یہ بھی ایک اہم حقیقت ہے کہ اگر ہم اس subsidy کا ایک بڑا حصہ پیداوار بڑھانے پر خرچ کریں ۔ کھاد کو subsidy بڑھا کر اس میں لوگوں کو سہولتیں میسر کریں ۔ اگر ہم جدید آلات لوگوں کو مہیا کریں اور زرعی ترقی کے لیے اس subsidy میں سے کافی رقم مختص کر دیں تو اس سے پیداوار میں اضافہ ہوتا اور جب پیداوار میں اضافہ ہوگا تو جناب والا ۔ وہ جو قیمتیں ہیں وہ نچلی سطح پر آ کر لوگوں کے لیے آسائش کا باعث بنیں گی ۔ جناب والا آپ دیکھ رہے ہیں کہ دیہات جو گندم پیدا کرتے ہیں وہ اس سے

استفادہ نہیں کر سکتے ۔ اس میں یہ صورت حال ہے کہ ہم ساڑھے بائیس روپے من گندم خریدنے اور اٹھارہ روپے سینتیس پیسے کے حساب سے آٹا بیچنے کا جو اعلان کی رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ مرتب ہو رہا ہے جناب کہ زمیندار اور کاشتکار اپنی ساری گندم حکومت کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب دس منٹ تو آپ کے ہو گئے اب باہوان منٹ جا رہا ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ شکوہ کیا تھا وزیر خزانہ نے کہ لوگ تیاری کر کے نہیں آتے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیجیے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب وزیر خزانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ تقریر جاری رکھوں ان کی طرف تو دیکھئے ۔

وزیر خزانہ ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ تیاری کیا کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید دستی موجود نہیں ہیں ۔ آپ پانچ منٹ ان کے اور لے لیں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پالیسی کے مطابق ساڑھے بائیس روپے من گندم خریدی جا رہی ہے اور اٹھارہ روپے سینتیس پیسے کے حساب سے وہ آٹے کی صورت میں بیچی جائے گی ۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ سترہ روپے من گندم خریدی جا رہی تھی اور ساڑھے اٹھارہ روپے من بیچی جا رہی تھی ۔ اب اس پالیسی کے مطابق اور اس پالیسی کے نتیجہ میں جو معیشی صورت ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ اپنی تمام گندم حکومت کے ہاتھ فروخت کر رہے کیونکہ وہ ساڑھے بائیس روپے فی من گندم فروخت کر کے پھر اس کے بعد ساڑھے اٹھارہ روپے فی من آٹا خریدنے کے مستحق ہوں گے ۔ اس طرح سے جناب والا ۔ ایک یہ صورت پیدا ہوگی کہ دیہات میں گندم کی کمی واقع ہو جائے گی اور وہاں ایک غذائی قحط اور غذائی قلت کی سی صورت رونما ہوگی ۔

دیہات کے لوگ شہروں کا رخ اختیار کریں گے اور ہم نے جو پالیسی بنائی ہے وہ صرف شہروں میں آٹا سپلائی کرنے کے لیے ہے۔ نتیجتاً اجتماعی طور پر پورے ملک میں آپ کے صوبے میں ایک غذائی بحران پیدا ہو جائے گا۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس کا اگر ہم نے ابھی سے کوئی انتظام اور پیش بندی نہ کی تو ہمیں بڑی خوفناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں میں یہ بھی عرض گزارش کروں گا کہ اس سال گورنمنٹ دس لاکھ ٹن گندم خریدنا چاہتی ہے اور تقریباً اتنی ہی ہماری ضرورت بھی ہے۔ لیکن چونکہ کاشتکار اپنی ساری گندم فروخت کر دیں گے تو اس کے نتیجہ میں دیہات کی ضرورت بڑھ کر ہمارے اس ٹارگیٹ کو نامکمل بنا دے گی۔ اس کے علاوہ جناب والا۔ پنجاب کے دوسرے صوبوں کو بھی گندم فراہم کرنا پڑ رہی ہے اور وہ گندم کی فراہمی ابھی سے شروع ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دس لاکھ ٹن میں سے گندم کم ہو کر دوسرے صوبوں میں تقسیم ہو جائے گی اور پنجاب پھر deficit ہو کر باہر سے امپورٹ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمیں وزیر خزانہ صاحب یہ بتائیں کہ وہ مزید گندم باہر سے درآمد کریں گے اور اگر وہ درآمد کریں گے تو کیا وہ پنجاب کے لوگوں کو ایک سرخ گندم یا سرخ آٹا کھانے پر مجبور کر کے ایک نئی پریشانی سے دو چار نہیں کریں گے؟ پھر جناب والا۔ یہ جو گندم پنجاب کے حصے میں درآمد ہوگی۔ کیا ہمیں اس کے لیے زرمبادلہ کی صورت میں کچھ بوجھ تو برداشت کرنا نہیں پڑے گا اور اس کا مزید سود بھی ہمیں ادا نہیں کرنا پڑے گا؟ جناب والا۔ یہ عجیب صورت ہے کہ ہم اپنا غلہ جو ہے دوسرے صوبوں کو دے دیں اور اس کے لیے جو سود اور قرضہ کی رقم ہے وہ ہمارے حصے میں ڈال دی جائے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی ایسا bargaining point ہونا چاہیے کہ ہم چینی دوسرے صوبوں سے لے سکیں اور اپنی گندم انہیں دے سکیں تاکہ ہمارا خسارہ جو ہے وہ دھرا نہ ہو اور ہم پر دوھرا خرچ نہ پڑے۔ جناب والا۔ اس کے علاوہ یہ جو مصنوعی قلت پیدا کی جا رہی ہے، آٹے کی اور گندم کی خرید اور فروخت میں جو عدم توازن پیدا ہو گیا ہے اسے دور کرنے کے لیے بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اس سلسلے میں ایک نئے انداز سے

ایسی پالیسی مرتب کریں کہ ہمیں اس قسم کے عدم توازن کے نتیجہ میں معاشی بحران کا سامنا نہ کرنا پڑے ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں بھی ان سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ ہم دس لاکھ ٹن گندم جمع کرنے کا ہدف بنا چکے ہیں ۔ لیکن گورنمنٹ کے پاس تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ ٹن سے زیادہ گندم ذخیرہ کرنے کے گودام نہیں ہیں ۔ ان کو بتانا ہوگا کہ اس سلسلے میں انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں تا کہ گندم ضائع بھی نہ ہو اور وہ محفوظ بھی رہ سکے ۔

جناب والا ۔ چاول ہمارے صوبے کی ایک اہم پیداوار ہے لیکن جون کا مہینہ گزر رہا ہے اور ابھی تک پالیسی نہیں بنائی گئی کہ وہ چاول کیسے خریدا جائے گا ۔ کتنا خریدا جائے گا اور اس کی خرید اجارہ داری کی بنا پر ہوگی یا رضاکارانہ ہوگی ۔ اس پالیسی کو اگر ابھی سے تشکیل نہ دیا گیا اور اس پالیسی کا اگر ابھی سے تعین نہ کیا گیا تو آئندہ اس کی خریداری کے سلسلے میں بڑی دشواریاں پیش آ سکتی ہیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے چاول کے لیے جو قیمتیں مقرر کی گئی ہیں وہ پہلے سے کم ہیں کیونکہ گورنمنٹ برآمد سے زیادہ زرمبادلہ کما رہی ہے ۔ اس سے پہلے اڑتالیس روپے فی من کے حساب چاول خریدا جا رہا تھا اور حکومت سو ڈیڑھ سو روپے فی من تک زرمبادلہ کی صورت میں آسے بیچ رہی تھی ۔ اسی طرح سے اب جناب والا ۔ جو فیصلہ ہوا ہے اس کے مطابق ساٹھ روپے من کے حساب سے حکومت چاول خریدے گی اور devaluation کے نتیجے میں اب وہ بین الاقوامی مارکیٹ میں دو سو روپے من کے حساب سے بیچے گی ۔ اس وقت جناب والا ۔ جو پرمٹ چاول کے لیے دیئے جا رہے ہیں ان کو سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے ۔ اس سے چند مڈل مین فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کاشتکاروں کو براہ راست نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ اب اس پالیسی کا بھی اعلان کیا جا رہا ہے کہ آئندہ گورنمنٹ مڈل مین بن کر یہ تجارت کرے گی اور ان کاشتکاروں کا استحصال یہ کاشتکاروں کا استحصال ختم کرنے والی حکومت ہی کرے گی ۔ یعنی وہ ساٹھ روپے فی من کے حساب سے خریدے گی اور دو سو روپے من کے حساب سے بیچے گی ۔ استحصال کا یہ نیا طریقہ صرف اسی حکومت کے شایان شان ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ میں چاہتا ہوں کہ

اس سلسلے میں جو منافع گورنمنٹ حاصل کر رہی ہے اس کو چاول کی پیداوار میں اضافے کے لیے صرف کیا جائے کیونکہ ساری دنیا میں چاول کی پیداوار کے اعتبار سے ہمارا ملک سب سے زیادہ پسماندہ ہے اور خاص طور پر اس کی recondi-tioning اور اس کی husking کے لیے ہمارے ہاں کوئی انتظام نہیں ہے ۔ اس لیے میرا مطالبہ یہ ہے کہ اس منافع کو ان ضروری مدوں پر خرچ کیا جائے تا کہ آئندہ کے لیے اپنی چاول کی بین الاقوامی مارکیٹ کو بڑھا سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کون فاضل وزیر اس کا جواب دے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ میں ہی عرض کئے دیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر خزانہ نے محکمہ خوراک کا چارج بھی سنبھال لیا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ وزیر خوراک ہی جواب دیں وزیر خزانہ بجٹ کے کسی بھی موضوع پر جواب دے سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جب وزیر خوراک ملک حاکمین صاحب تشریف فرما ہیں تو آپ انہیں جواب دینے دیں ۔

مسٹر سپیکر۔ آپ سٹیٹ ٹریڈنگ پر جواب دے رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جی ہاں ۔ سٹیٹ ٹریڈنگ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ وزیر خوراک کو جواب دینا چاہیے ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ چینی ڈھائی روپیہ فی سیر ہو گئی ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہی چینی تھی جس پر روز اخبارات اپنی شاہ سرخیوں میں اور فرنٹ پیج پر چوکھٹے بنا بنا کر یہ لکھا کرتے تھے اور خاص طور پر ہمارے عزیز معاصر نوائے وقت چوکھٹہ بنا کر یہ دیا کرتا تھا کہ چینی سات روپیہ سیر ہو گئی ۔ ساڑھے سات روپیہ سیر ہو گئی لیکن جب یہ ڈھائی روپیہ سیر ہوئی تو پھر وہی شکایت کہ یہ ڈھائی روپیہ سیر کیوں ہو گئی ۔ تو یہ عجیب بات ہے

کہ چینی کہ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ سات روپیہ سیر ہو گئی تو اس کا ریٹ ہم نے گھٹا کر ڈھائی روپیہ فی سیر کر دیا ہے اور ایسا کر کے ہم نے اس کو استحکام بخشا ہے ۔ تو بجائے اس کے کہ اس پر خوشی کا اظہار کیا جائے کہا یہ جا رہا ہے کہ چینی کیوں ڈھائی روپیہ فی سیر ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ حکومت جیسا کہ میرے فاضل دوست نے کہا اکیلے چینی ہی کو deal نہیں کرتی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ گندم کا معاملہ بھی اس نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے ۔ خود فاضل مقرر نے 22 کروڑ روپیہ کی سبسڈی کا ذکر کیا جو گندم کو سستے داموں دینے کے لیے حکومت خرچ کرتی ہے ۔ اس میں نصف ہم اور نصف مرکز خرچ کرتا ہے ۔ لیکن آخر یہ خرچ جو ہم ایک مد میں کر رہے ہیں دوسری مد میں اگر ہمیں کچھ فائدہ ہو جاتا ہے تو ہم اس فائدے کو یقیناً اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے استعمال کریں گے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ان دوستوں کو کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیے کہ وہ منافع کہاں جاتا ہے ۔ وہ منافع 11 کروڑ روپیہ کے نقصان سے منہا کر کے باقی رقم جو ہے وہ آپ سے ہم نے مانگی ہے ۔

جناب والا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ یہ 22 کروڑ جو خرچ کئے جا رہے ہیں یہ شہری آبادی کے لیے خرچ کئے جا رہے ہیں تا کہ اس کو سستا آٹا ملے اور دیہات والوں پر یہ رقم خرچ نہیں کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ خود انہوں نے کہا ہے کہ اس میں سے 10 کروڑ اور کچھ لاکھ روپیہ مرکزی حکومت خرچ کرتی ہے اور 11 کروڑ اور اتنی ہی رقم تقریباً 11 کروڑ وہ incidentals کی ہے جو صوبائی حکومت خرچ کرتی ہے ۔ صوبائی حکومت جو خرچ کرتی ہے وہ incidental سے ہوتا ہے ۔ جناب والا ۔ گندم کی بڑی بڑی بوریوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا اور اس کو پسوانا تو جناب والا یہ سب کچھ خرچ مرکزی حکومت کر رہی ہے ۔ آٹے کے لیے جو گندم ہم ملوں کو دیتے ہیں وہ 17 روپیہ پر دیتے ہیں لیکن خریدتے ہم ساڑھے بائیس روپے پر ہیں تو یہ 5.50 روپے کا جو فرق ہے یہ گندم کے کاشتکاروں کو دیا جا رہا ہے اور یہ یقیناً دیہاتی آبادی کو دیا جا رہا ہے ۔ اس لیے اس کا یہی موقف ہوگا کہ کل 22 کروڑ کی رقم میں سے نصف رقم تو شہری لوگوں کو سستے داموں گندم دینے پر خرچ ہو

رہی ہے اور باقی نصف رقم اس بات پر خرچ کی جا رہی ہے کہ گندم کی پیداوار میں اضافہ ہو ۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ کاشتکاروں کو پہلے کی نسبت 17 روپے کی بجائے ساڑھے بائیس روپے کا ریٹ ملے تا کہ وہ گندم کو زیادہ پیدا کرنے کے لیے مائل ہوں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ 10 لاکھ ٹن گندم ہم جمع کر رہے ہیں لیکن اس میں سے ہم دوسرے صوبوں کو دیں گے پھر اس میں کمی پڑ جائے گی اور پھر ہماری یہ گندم کہاں سے آئے گی ۔ تو اس سلسلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ دوسرے صوبے ہم سے لے جائیں ۔ سود ہم بھریں اور فائدہ وہ اٹھائیں ۔ جناب والا ۔ اس کا انتظام ہم نے کیا ہے اور جو گندم ہم جمع کرتے ہیں وہ procure کرتے ہیں اس میں سے بھی حکومتی سطح پر جب ہم کسی دوسری حکومت کو گندم دیتے ہیں تو اس سے تمام incidentals کا حساب بھی لیا جاتا ہے اور یہ ان کو incidentals دینے پڑتے ہیں ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جو گندم میں کمی ہوتی ہے وہ حکومت کی سطح پر بات چیت کرنے کے بعد مرکز کی مرضی سے وہ معاملہ طے ہوتا ہے ۔ تو اس کمی کو پورا کرنے کی ذمہ داری مرکز لے لیتا ہے اور ہمیں وہ گندم اسی بھاؤ ملتی ہے جس بھاؤ پر ہم یہاں سے گندم procure کرتے ہیں ۔ اس لیے یہ بین الصوبائی انتظامات ہیں جن سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوتا ۔ تو اس لیے جب بھی گندم کی سمگلنگ کی بات ہوتی ہے اور ہم اپنی حکومت کی طرف سے یہ موقف لیتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ سرحد کے لوگ آ کر ہماری منڈیوں سے آٹا یا گندم لے جائیں ہم سرحد کو حکومتی سطح پر دینے کے لیے تیار ہیں ۔ اس طرح ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوتا اور ہمارے ذخائر میں کمی واقع نہیں ہوتی ۔ پھر جناب والا ۔ اس بات کا بھی شبہ کیا گیا کہ گندم زیادہ جمع کی جا رہی ہے لیکن اس کو جمع کرنے کے لیے ہمارے پاس Storing capacity نہیں ہے ۔ یقیناً یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں ایک حد تک صداقت ہے ۔ ہمارے پاس سات آٹھ ٹن تک storing capacity wind up موجود ہے ۔ باقی یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے اپنی تقریر میں کرتے ہوئے اس دن بتایا تھا کہ کئی سو فیصد رقم ہم نے اس مد میں پہلے کی نسبت اپنے ترقیاتی بجٹ میں زیادہ رکھی ہے کہ ہم جلد از جلد گندم کو سٹور

کرنے کے گودام بنائیں ۔ جناب والا ۔ انشاء اللہ یہ کمی جو ہے یہ نئے گودام بنا کر ایک crash programme کے تحت پوری کر دی جائے گی ۔

اس کے بعد چاولوں کے سلسلے میں بات کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ صورت اس کی یہ ہے کہ میرے فاضل دوستوں کو بھی شکایت تھی کہ ہم سوشلزم نہیں لا رہے ۔ لیکن جب سوشلزم آتی ہے تو حکومت بہت سی چیزوں پر کنٹرول کر لیا کرتی ہے ۔ کچھ سوشلزم چینی کا مکمل کنٹرول کرنے کے بعد بھی آئی ہے اور کچھ سوشلزم ہمارے سید قابش الوری صاحب کے استفادے کے لیے چاولوں پر بھی کنٹرول کر کے لا رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ عنقریب ان فاضل دوستوں کو یہ شکایت نہیں رہے گی کہ کیوں سوشلزم نہیں آ رہا ۔

سید قابس الوری ۔ سوشلزم ہرمٹوں کی صورت میں آ رہا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ نہیں جناب والا ۔ جو صنعتکار بڑے بڑے تھے اور جو ملیں لگاتے تھے ۔ کپڑا بناتے تھے یا چمڑا رنگتے تھے جناب والا ۔ انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ چاولوں کی اور پیاز کی تجارت کی باہر کے ملکوں میں بہت گنجائش ہو گئی ہے ۔ اس لیے انہوں نے یہ تجارت شروع کر دی ہے ۔ پہلے ادھر سے کروڑوں روپیہ کماتے تھے تو اب یہ کام انہوں نے ادھر سے شروع کر دیا ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت جب کچھ کماتی ہے تو وہ اپنے پاس نہیں لے جاتی ۔ وہ اسی رقم کو جو اس نے کمائی ہے وہ اس کو یقیناً دوسرے کاشتکاران اور زراعت پیشہ لوگوں پر خرچ کرنا ہوتا ہے اور وہ ایسا ہی کرے گی ۔ وہ اس ملک کے غریب لوگوں پر خرچ کرے گی ۔ تو اس لیے بجائے اس کے کہ یہ رقم دوبارہ ان سیٹھوں ۔ داؤدوں ۔ ولیکاؤں اور آدم جیوں کی جیبوں میں چلی جائے ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ چاولوں کی تجارت میں بھی یہ رقم آپ کی بھی حکومت کے ذریعے سے آئے اور آپ اس پر منصوبہ بندی کر کے اپنے لیے اور اپنے ملک کے غریب عوام کے لیے استفادہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ 1,42,12,40,000.00 کی کل رقم بسلسلہ مد 85 ۔

الف سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ میں تخفیف کر کے اسے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,42,12,40,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد سرکاری تجارت کی صوبائی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 37)

مسٹر سپیکر ۔ مطالبہ نمبر 37 ۔ فاضل وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ ایک رقم جو 60,02,10,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایک ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ ایک رقم جو 60,02,10,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ 60,02,10,800ء00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 63 ۔ ب ۔ ترقیات کم کر کے صرف ایک روپیہ کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ 60,02,10'800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 63 ۔ ب ۔ ترقیات کم کر کے صرف ایک روپیہ کر دی جائے ۔

The time is extended by another 15 minutes.
Mian Khurshid Anwar to please speak.

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ اس مد کے تحت پیپلز ورکس پروگرام کے لیے اس بجٹ میں 12 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے اور جنگلات کی ترقی کے نام پر 1 کروڑ 8 لاکھ 76 ہزار روپے رکھے ہیں ۔ جنگلات کی ترقی کے نام پر ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے نام پر یہ جتنی رقم رکھی گئی ہے اس کی منظوری دینے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ معزز ایوان اس بات کا جائزہ لے کہ ترقیات کے نام پر پہلے جو پچھلے بجٹ میں رکھی گئی تھی اس کا کیا حشر ہوا ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے نام پر یہ روپیہ دراصل پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا پیٹ بھرنے کے لیے رکھا گیا ہے ۔ سابقہ سال کے بجٹ کا بیشتر حصہ خرد برد کر لیا گیا ہے ۔ اس پروگرام کا اگرچہ حشر ایک جیسا ہی ہوا ہے لیکن میں اپنے حلقہ کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میرے حلقہ میں اس پروگرام کے تحت چند سڑکیں منظور کی گئیں اور ان کے لیے budget allocate کیا گیا ۔ ایک ڈسپنسری رکھی گئی اور ایک حیوانات کا شفاخانہ بننا منظور کیا گیا لیکن وہاں میرے حلقہ میں اس رقم میں سے ایک آنہ خرچ نہیں ہوا ۔ اور یہ تمام سرمایہ جو تھا دوسرے حلقوں کو منتقل کر دیا گیا غالباً اس لیے کہ وہاں میری موجودگی میں روپیہ پیپلز پارٹی کے کارکن آسانی سے خرد برد نہیں کر سکتے تھے ۔ اس لیے بہتر یہی خیال کیا گیا کہ یہ رقم دوسرے حلقوں دے دی جائے ۔

جناب والا ۔ اس سال میرے ضلع میں سڑکوں کے لیے جو پروگرام بنایا گیا

تقریباً تمام حلقوں میں کم از کم 2 لاکھ روپیہ محض سڑکوں کے لیے رکھا گیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ چونکہ میرا تعلق حزب اختلاف سے ہے۔ میرے حلقہ کے لیے صرف 64 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ روپیہ بھی حسب سابق کسی اور حلقہ کو دے دیا جائے گا۔ جناب سپیکر۔ آپ کے ذریعے میں اس بے اختیار وزراء کی فوج سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اصل حاکموں کو مجبور کریں کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کے حلقوں میں بھی تھوڑی بہت ترقی ہونے دیں۔

جناب والا۔ اتفاق سے چونکہ اس وزارت کے انچارج بھی جناب محترم ملک معراج خالد صاحب ہیں۔ ان کا ذکر کرتا ہوں تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں کہ آپ بار بار میرا ذکر کرتے ہیں۔ ملک صاحب سے التجا کرونگا کہ ان کے محکمے کا یہ حال ہے۔ یہاں تو ان کو روکنے کے لیے کوئی آئی۔ جی نہیں ہے کوئی ایس۔ پی نہیں ہے جو ان کا کہا نہ مانے۔ یہ تو بڑا شریف سا محکمہ ہے اور اس میں سول ایڈمنسٹریشن کا دخل ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پانچ منٹ جو آپ نے اپنے لیے مخصص کئے تھے وہ تو ختم ہو گئے ہیں۔

میاں خورشید انور ۔ نہیں جناب۔ ابھی ایک منٹ تو آپ نے لے لیا۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ٹائم ڈیڑھ بجے تک بڑھایا تھا اب پھر پونے دو بجے تک ٹائم بڑھا دیا ہے مگر آپ کے وہی پانچ منٹ مخصوص ہیں جن میں سے تین منٹ ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں۔)

میاں خورشید انور ۔ جناب والا۔ اگر ملک صاحب چاہتے ہیں کہ دیہاتی حلقوں میں کوئی ترقی ہو تو میں ان سے درخواست کرونگا کہ آئے دن یا تو یہ ڈھنڈورا پیٹنا چھوڑ دیں کہ ہم تمام صوبہ کو یکساں طور پر ترقی دے رہے ہیں اور تمام دیہات میں ترقی ہوگی یا تو وہ یہ کہنا چھوڑ دیں یا از راہ کرم ایک مرتبہ یہ چیک فرمالیں کہ پچھلے سال اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی

کے حلقوں میں کیا کیا ترقی ہوئی ہے ۔ اور آئندہ ان حلقوں میں جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ واقعی انہیں حلقوں پر صرف ہوگا یا پچھلے سال کی طرح دوسرے حلقوں کو وہ رقم منتقل کر دی جائے گی ۔ اگر اپنے محکمہ میں اتنا بھی انتظام نہیں فرما سکتے تو پھر میں ان سے پھر ایک بار التجا کرونگا کہ وہ جو یہ وعظ فرمایا کرتے ہیں یہ چھوڑ دیں ۔

جناب والا ۔ پنجاب کے ساتھ ہمیشہ ہی ہر کام میں شروع سے زیادتی ہوتی چلی آئی ہے ۔ ترقی کے نام پر مرکزی حکومت نے بھی بڑا شور مچایا کہ ہم یہ کر رہے ہیں ۔ یہ پلاننگ بنا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے دنوں وزیر خزانہ جو کہ اتفاق سے مرکزی وزیر خزانہ ہیں اور اتفاق سے مرکز میں پنجاب کی نمائندگی فرما رہے ہیں نے اعلان فرمایا ہے کہ ان کی حکومت آئندہ بجٹ میں دس لاکھ تکلے جو ہیں ان کی منظوری دے رہی ہے تا کہ ٹیکسٹائل ملوں میں اضافہ کیا جا سکے ۔ لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے بیشتر حصہ جو ہے وہ سندھ کو دیا جا رہا ہے حالانکہ پنجاب جو ہے وہ 75 فیصد کاٹن produce کرتا ہے اس کے مقابلے میں سندھ بہت کم کپاس پیدا کرتا ہے اور ٹیکسٹائل ملوں کی تعداد پہلے بھی زیادہ ہے ۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کے توسط سے درخواست کروں گا کہ یہ تمام کے تمام تکلے یعنی دس لاکھ کے دس لاکھ پنجاب کو دئے جائیں تا کہ جو پہلے ہی ناانصافی کافی حد تک ہو چکی ہے اس کا تدارک ہو سکے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ ڈویلپمنٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں ایک پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت جناب وزیر خزانہ سے چاہتا ہوں ۔ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ میں نے بجٹ کا انوکھا طریقہ پیش کیا ہے ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ انوکھا طریقہ یہی ہے کہ آپ نے gross خرچ ترقیاتی کا 60 کروڑ روپے دکھایا ہے اور net خرچ 66 کروڑ روپے دکھایا ہے ؟ یہ کیا شعبدہ بازی ہے ۔ غلطی ہے ۔ فرق ہے ۔ پہلے اس کو واضح کریں اس کے بعد میں اس پر بتاؤں گا کہ یہ 60 کروڑ ہے یا 66 کروڑ

ہے ۔ اس وقت اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔ یہ صفحہ 730 ہے III Vol. ہے ۔ آپ اس کو کھولیے ۔ اس میں آپ نے لکھا ہے 60،02،10،800 روپے اور net ٹوٹل میں لکھا ہے 10 800، 66،2 ۔ سنتے آئے تھے کہ gross زیادہ ہوتا ہے اور net کم ہوتا ہے ۔ آپ کا الو کھا بجٹ میں 66 کروڑ gross اور 60 net کروڑ روپے ہے ۔ پہلے اس کو واضح کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے اتنے بڑے volume میں ایک جگہ ایک ہندسہ غلط چھپ گیا ہے تو اس پر اتنا زیادہ شور نہیں ہونا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ نہ تو غاروں میں رہا ہوں نہ مجھے اتنا تقوی ہے کہ غرور کروں میں کیسے الہام کر سکتا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ اب تو پتہ چل گیا ہے کہ یہ غلطی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ یہ دیکھیں کہ صفر کے نیچے صفر آ رہا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ دوسرے صفحہ کا میزان بھی شامل ہے یہ صرف اسی صفحے کا نہیں ہے ۔ کہ میں اس صفحہ کو دیکھ کر اندازہ لگا لوں ۔

وزیر خزانہ ۔ کونسا صفحہ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ 729 سے شروع ہوتا ہے 730 پر ختم ہوتا ہے ۔ آپ نے یہ تو مان لیا کہ غلطی ہے چاہے چھپائی کی ہے ۔

جناب والا ۔ یہ ترقیاتی مد میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کا ایک اہم حصہ ہے اور جو خرچ کیا جا رہا ہے وہ بقول ان کے 60 کروڑ اور کچھ لاکھ کی رقم ہے ۔ اس ترقیاتی مد میں جتنی اہم ترین ضمنی مدات ہیں ان کو زیر بحث لانے کے لیے پورا ایک دن چاہیے تھا تا کہ عوام کو پتہ چلتا کہ ترقی ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے ۔ اس کا فائدہ مل رہا ہے یا نہیں مل رہا ہے ۔ یہ ایک ڈھونگ ہے یا حقیقت ہے ۔ افسوس ہے کہ اتنی اہم ترین مد کے لیے جو وقت دیا گیا ہے وہ بھی صرف پندرہ منٹ دئے گئے ہیں اور اس کو بھی علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان کو پورے طریقے سے استعمال میں لانے کی

کوشش کروں گا ۔ اس مد میں ہم ایک اہم چیز دیکھتے ہیں وہ ہے پیپلز ورکس پروگرام جس کے لیے بارہ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ جو سال گذشتہ کی نسبت دو کروڑ کم کر دی گئی ہے ۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ ہم ترقی پر سب سے زیادہ خرچ رہے ہیں ۔ اور اس کے آثار یوں نمودار ہو رہے ہیں ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ امسال پچھلے سال سے زیادہ اس مد میں رقم رکھتے ۔ اگر اس سے فائدہ ہوتا تو اس کو بڑھا کر چودہ کروڑ روپے کر لیتے مگر افسوس پہلے سے دو کروڑ کم کر دیا گیا ہے ۔ اس سال 12 کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے ۔ یہ ہے ہماری ترقی کی ایک علامت ۔ چلو بارہ کروڑ ہی سہی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے سال جو چودہ کروڑ روپیہ اس صوبے کی اہم ترین ترقیاتی سکیموں کے لیے رکھا تھا اس کا حشر کیا ہوا ۔ کسے معلوم نہیں کہ اس قسم کے ترقیاتی پروگرام پیپلز ورکس پروگرام اس صوبہ میں پہلی دفعہ نافذ نہیں ہو رہے بلکہ یہ انگریز کے وقت سے شروع ہوئے تھے ۔ اس وقت دیہات میں ''دیہات سدھار،، کے نام پر ایک محکمہ قائم کیا گیا تھا جو دیہاتیوں کی ترقی کے لیے قائم ہوا ۔ اس کے بعد جوں جوں پاکستان بنا ۔ نئی حکومتیں آئیں نئے نئے نام دے کر نئے پروگرام نکلے اور اس صوبے میں رورل ورکس پروگرام کے تحت ترقیاتی منصوبے طے ہوئے ۔ آپ نے دیکھا کہ باوجود اس کے اس میں بھی اس صوبہ مشرقی پاکستان کے لیے 27 کروڑ روپے اور اس صوبہ کے لیے دس کروڑ کی رقم مختص کی جاتی ۔ تمام کی تمام پچھلی حکومتوں نے ترقیات کا نام دے کر دیہاتی آبادی کو نئے نام دے کر سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور یہی کچھ یہاں آج نیا نام دے کر کیا جا رہا ہے ۔ اسی مد کے پیسے عظیم قومی سیاسی مقاصد پر سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جا رہے ہیں ۔ مجھے پتہ ہے کہ اس میں سیاست کا دخل ہے آپ نے اس پروگرام کے ساتھ بد دیانتی کی ہے ۔ بد دیانتی اس لیے کہی ہے کہ آپ نے اس کا نام بھی سیاسی تجویز کیا ہے ۔ آپ نے اس کا نام پیپلز ورکس پروگرام رکھا ہے ۔ ٹھیک ہے پیپلز کا مطلب عوامی ہے لیکن اسی نام کی ایک سیاسی جماعت اس ملک میں قائم ہے ۔ اس سے بڑھ کر ایک حکومت کی بد دیانتی نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی سیاسی جماعت کا نام ہر شعبے کے ساتھ شامل کرے ۔ ہر شعبے کے ساتھ پیپلز کا لفظ لگایا جائے جس سے عوام میں یہ تاثر ہو کہ یہ

پارٹی کا پروگرام ہے ۔ ملک اور قوم و ملت کا پروگرام نہیں ہے ۔ آپ مثال دیں گے چین کی ۔ وہاں ہر شعبے میں ''پیپل'' کا لفظ لگا ہوا ہے تو آپ دیکھیں کہ انہوں نے اپنے ملک کے نام پیپلز پبلک آف چائنہ رکھا ہوا ہے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے نام کے ساتھ پاکستان کا لفظ بھی شامل ہے ۔ حاجی صاحب یہ مخالفت کریں گے کہ پاکستان کا نام بھی ختم کر دیا جائے خدا نخواستہ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پیپلز پارٹی کے نام سے پاکستان نہیں بنا ۔ پاکستان قائد اعظم کے نام سے ہے ۔ پاکستان قائد اعظم نے بنایا تھا ۔ پیپلز پارٹی نے نہیں بنایا ۔ کون کہتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے بنایا ہے ۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ تاریخ کو مسخ کریں گے ۔ اگر آپ یہ جسارت کریں گے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے نام پر ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہماری پارٹی کا پورا نام پاکستان پیپلز پارٹی ہے اور پاکستان اس کا ایک حصہ ہے ۔ اگر انہیں عوام سے اتنی نفرت ہے اور ''پیپلز'' سے اتنی نفرت ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ باقاعدہ تحریک پیش کریں کہ ''عوامی'' کو ختم کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اسی کا نام شعبدہ بازی ہے ۔ میں کہتا ہوں جناب سب سے پہلے اس عظیم پارٹی کے پروگرام کے ساتھ آپ نے اپنی پارٹی کا نام لگا کر غلط تاثر دیا ہے ۔ آپ کی یہ نیت نہیں ہوگی ۔ آپ کا مقصد یہی ہوگا کہ پیپلز سے مراد عوامی آ جائے ۔ آپ آخر دلوں کے مالک تو بن نہیں سکتے کہ عام آدمی پر اس کا تاثر کیا پڑ سکتا ہے ۔ ایک دیہاتی یا کاشتکار جس نے آپ کی پارٹی کا نام سنا ہے اس کو ''پیپلز'' کا پتہ ہی نہیں ۔ آپ نے پیپلز ورکس پروگرام کے نام سے ایک منصوبہ دیا ہے وہ تو آپ کی جماعت کا ہی سمجھے گا ۔ میری یہ گذارش ہے کہ مہربانی کر کے ایسے پروگراموں کو قومی کرنے کے لیے اس کے ساتھ احتیاط کریں ۔ آپ اس کا نام نیشنل ورکس پروگرام رکھ سکتے تھے ۔

پروونشل ورکس پروگرام رکھ سکتے تھے ۔ ہزاروں نام رکھ سکتے تھے ۔ یہ ضروری نہیں تھا ۔

دوسری میری گذارش یہ ہے کہ اس کے بارہ میں نہایت اہم چیز یہ ہے ۔ کہ ہو سکتا ہے کہ وقت کی عدت کا تقاضا کر دیں ۔ میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اس صوبہ کے لیے چودہ کروڑ روپے ترقیات کے لیے رکھ کر عوام پر احسان کیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ چودہ کروڑ رقم آپ برباد کر رہے ہیں ۔ اس میں کوئی افادیت نہیں ہے۔ دوسرے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس صوبہ میں ہوشربا گرانی پیدا ہو گئی ہے ۔ محض unplanning کی وجہ سے ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا سد باب ہونا چاہیے ۔ لیکن یہ مشکل ہو گیا ہے ۔ یہ کس طرح ہوگا ۔ میں جلدی میں بتا دوں کہ آپ نے لکھو کھا روپے ضلعوں میں بھیج دئے ہیں۔ کسی ضلع میں پچاس لاکھ ۔ کسی میں ساٹھ لاکھ کسی ضلع میں ستر لاکھ ۔ اور انہیں آپ نے کہا کہ فوری طور پر خرچ کرو۔ اس کے بعد اور ملیں گے اور جتنی جلدی خرچ کرو گے اتنی جلدی مل جائیں گے ۔ کسی قسم کا قطعی طور پر فکر نہ کرو کہ یہ آپ نے مٹی میں ڈالنا ہے یا جیبوں میں ڈالنا ہے یا بنکوں میں رکھنا ہے ۔ انہوں نے کیا کیا ۔ بیشتر حصہ صرف سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کیا جس کے لیے ایک جائز ضرورت تھی ۔ اب سڑکوں کے لیے اینٹیں چاہئیں ۔ کیفیت یہ ہے کہ مقامی طور پر اینٹوں کی پروڈکشن دس لاکھ کی ہے اور آپ کی ضرورت دس کروڑ کی ہے ۔ یہ دس کروڑ اینٹیں کہاں سے ملیں گی ؟ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے دیکھا کہ اینٹ کی ضرورت ہو گئی ۔ میرے علاقہ کا واقعہ ہے کہ میرے علاقے میں اینٹوں کا بھاؤ 55 روپے ہزار تھا ۔ جب آپ کا پروگرام شروع ہوا ۔ 80 روپے ہزار ہو گیا ۔ اور اینٹ ملتی نہیں ۔ نتیجہ کیا ہوا کام ختم ہو گئے ادھر لکڑی کی قیمت بڑھ گئی ۔ اور ہر ضلع میں جتنی لکڑی مارکیٹ میں تھی پہلی بار ختم ہوئی ۔ جناب والا ۔ مجھے دوسرے ضلعوں کا پتہ نہیں ۔ اخبارات میں دوسرے ضلعوں کے بارہ میں پڑھتا رہا ہوں ۔ میرے ضلع میں دفعہ 144 کے تحت ban کر دیا گیا ہے کہ کوئی شخص پرائیویٹ طور پر اینٹ بھی نہیں خرید سکتا ۔ جتنی اینٹ ہے وہ ساری حکومت کو دے دی جائے ۔

یہ کیسا انقلاب لا رہے ہیں ۔ یہ آپ کیسی ترقی کر رہے ہیں کہ غریب آدمی کا مکان گرا ہوا ہے تو اسے مارکیٹ سے ایک اینٹ نہیں ملتی ۔ دفعہ 144 کے تحت اینٹ کے پرمٹ مل رہے ہیں ۔ یہ آپ کے ترقیاتی پروگرام ہیں ۔ ان سے آپ عوام کو فائدہ پہنچا رہے ہیں ۔ لکڑی کو دیکھئے کہ آپ کا پروگرام شروع ہونے سے پہلے جو لکڑی بازار میں 17 روپے ۔ 16 روپے اور 14 روپے عام ملا کرتی تھی جب آپ کا پروگرام فوری طور پر آیا کہ ایک مہینے کے اندر اندر ساری رقم خرچ کرو تو مارکیٹ میں جو کچھ تھا وہ انہوں نے لے لیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ آج جا کر دیکھیں اول تو ملتی نہیں اور اگر ملتی ہے تو 30 روپے فٹ سے اوپر اس کے ریٹ پہنچ گئے ہیں ۔ لوہے اور بجری کی بھی یہی پوزیشن ہو گئی ہے ۔

جناب والا ۔ میں ملک صاحب کی خدمت میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ پروگرام صرف روپے کے صرف کرنے سے نہیں پورے ہوتے ۔ صرف روپیہ خرچ کرنے سے ترقیاں نہیں ہوتیں ۔ اصل چیز پلاننگ ہوا کرتی ہے ۔ آپ نے رقوم خرچ کرنی ہیں ۔ آپ نے سڑکیں بنانی ہیں ۔ ان کے لیے ایک منصوبہ بندی ہو ۔ ہر تحصیل میں دس کروڑ اینٹ چاہیے ۔ بجائے اس کے کہ آپ اس سال رقم تعمیر پر خرچ کریں ۔ پہلے آپ raw material اکٹھا کریں ۔ آپ ترغیب دیں کہ فلاں تحصیل میں اگلے سال ہمیں دس کروڑ اینٹ چاہیے ۔ بیس کروڑ اینٹ چاہیے ۔ اس کے لیے اپنے بھٹے لگائیں اور اپنے پروگرام کے تابع آپ raw material اکٹھا کرائیں ۔ آپ محکمہ جنگلات سے لکڑی فراہم کریں تاکہ عام آدمی متاثر نہ ہو ۔ عام مارکیٹ متاثر نہ ہو ۔ اب تو آپ کی ترقی کے نتیجہ میں اثر یہ ہوا ہے کہ عام ضروریات کی چیزوں کی قیمتیں انتہا کو پہنچ گئیں ۔ یہ ہے آپ کی ترقی ؟

پھر میں کہتا ہوں کہ یہ قربانی بھی ہم دے دیتے ۔ اس میں بھی ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر واقعی وہ رقم آپ کی ترقی پر خرچ ہو چکی ہوتی ۔ لوگوں کی بہبود پر خرچ ہو چکی ہوتی ۔ ملک صاحب ۔ کاغذوں سے ترقیاں نہیں ہوا کرتیں ۔ میں مانتا ہوں آپ کے پاس رپورٹیں آئی ہوں گی ۔ آپ کے پاس ہر جگہ سے

''سب اچھا،، کی رپورٹیں آ چکی ہوں گی ۔ آپ موقع پر جا کر دیکھیں ۔ آپ میرے حلقہ میں آ کر دیکھیں ۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ وہاں کیا کام ہوا ہے ۔ کتنا پیسہ کمایا گیا ہے ۔ اور کتنا پیسہ خرچ کیا گیا ہے ۔ اس حد تک ظلم ہوئے ہیں ۔ میں اپنے علاقے کی مثال دیتا ہوں ۔ مجھے کہا گیا کہ مٹی ڈلوانی ہے ۔ میں نے وہاں پر مزدوروں کو بلایا ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ساڑھے بارہ روپے سینکڑہ کے حساب سے مٹی ڈالیں گے ۔ میں نے ان کو اتھارٹیز کے روبرو کرایا اور ان کے ساتھ معاہدے کرا کے آیا کہ ساڑھے بارہ روپے ہزار کے حساب سے یہ مزدور مٹی ڈال دیں گے ۔ میں یہاں سیشن کے لیے آیا ۔ اب جا کر دیکھیں کہ کسی جگہ پر 15 روپے ہزار ۔ کسی جگہ پر 21 روپے ہزار اور کسی جگہ پر 22 روپے ہزار کا ریٹ دیا گیا ہے ۔ ڈالنی مٹی ہے ہر جگہ پر ۔ ریٹ بھی ہر جگہ برابر ہیں لیبر کے ۔ وہاں ایسے بھی مواقع ہیں میں آپ کو جا کر دکھاتا ہوں کہ کہیں پانچ ہزار روپے میں ایک میل پر مٹی ڈالی گئی ہے ۔ وہی 32 فٹ چوڑائی ۔ وہی 2 فٹ اونچائی ۔ اور کسی جگہ وہی مٹی 14 روپے میل ڈالی گئی ۔ اس طرح کی رشوت ؟ پھر اس وقت تک کام نہیں ہوئے ۔ یہ پروگرام نئے نہیں ہیں ۔ پہلے پروگرام بھی اسی وجہ سے ناکام ہوئے ہیں کہ ہر حکومت نے عددی طور پر ترقی دکھانے کی کوشش کی ہے ۔ اگر اتنا پیسہ خرچ کر رہے ہیں تو آپ عددی ترقی نہ دکھائیں ۔ آپ مادی ترقی کرکے دکھائیں ۔ کسی پلاننگ کے تحت کرکے دکھائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ کتنا وقت اور لیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب میں پانچ منٹ میں ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ ایک دو بڑی اہم باتیں ہیں ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ از راہ کرم ایک صاف پلاننگ کریں ۔ یہ نہ کیا کریں کہ پیسہ ضلعوں میں دے دیا اور کہا کہ جس طرح بھی ہو اس کو خرچ کرو ۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے ۔ آپ کے انچارج پروگرام سے سنا ہے کہ فوری خرچ کرو ۔ جلدی خرچ کرو تاکہ آپ کو اور پیسہ ملے اور جس طریقے سے وہ اگلے تالوں پر خرچ ہوا ہے اس کا علم بھی ہر ایک کو ہے ۔ پھر پالیسیاں کیا بنائی گئیں ؟ پھر پیپلز ورکس کمیٹیاں

پر تحصیل میں بنائی گئیں ۔ اس کے لیے کوئی اصول مقرر نہیں ہیں ۔ اگر آپ نے اسسٹنٹ کمشنر کو چیئرمین بنانا ہے تو ہر جگہ اسسٹنٹ کمشنر کو بنائیں ۔ اگر آپ نے ایم ۔ این ۔ اے کو چیئرمین بنانا ہے تو ہر جگہ ایم ۔ این ۔ اے کو چیئرمین بنائیں اگر آپ نے ایم ۔ پی ۔ اے کو چیئرمین بنانا ہے تو ہر ایم ۔ پی ۔ اے کو چیئرمین بنائیں ۔ جہاں پر آپ کی پارٹی کا آدمی ہے وہاں پر وہ چیئرمین ہے ایم ۔ این ۔ اے یا ایم ۔ پی ۔ اے اور جہاں آپ کا آدمی نہیں ہے وہاں پر آپ کا چیئرمین پیپلز پارٹی چیئرمین ۔ اور اگر وہ بھی میسر نہ ہو سکے تو وہاں پر اسسٹنٹ کمشنر چیئرمین ۔ آخر کوئی قاعدہ ہو ۔ ایک پالیسی ہو ۔ پھر جو فیصلے ضلعوں کے ہوتے ہیں ان کے حشر بھی ہم نے ہوتے دیکھے ہیں ۔ ان کی بھی جتنی تکمیل ہوئی ہے وہ سب کو علم ہے ۔

میں گزارشات اس لیے کر رہا ہوں کہ مجھے توقع ہے کہ آپ اسے تنقید نہیں سمجھیں گے بلکہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ آپ نے پچھلی دفعہ جو 14 کروڑ روپیہ دیا ہے ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کی نیت نیک تھی ۔ نیک ہوگی ۔ نیک نیتی سے دیا ہوگا ۔ لیکن یہ پیسہ نیک نیتی سے خرچ نہیں ہوا ۔ ترقی نہیں ہوئی ۔ اس کا فائدہ نہیں ہوا ۔ آپ ایسے ہی خوش فہمی میں مبتلا رہے ہیں اور اسی طرح پچھلی حکومتیں بھی خوش فہمی میں مبتلا رہی تھیں ۔ پچھلی حکومتیں بھی ارب ہاء روپے ترقیات کے نام پر خرچ دکھا کر اسی طرح وہ اپنے سیاسی پٹھوؤں میں ۔ سیاسی چیلوں میں ۔ سیاسی کارکنوں میں بانٹ کر وہ بھی اپنے محلات میں خوش ہوا کرتے تھے کہ ہم نے ترقی کر لی ۔ رعایا خوش ہے ۔ سب ٹھیک ہے ۔ اگر آپ نے بھی کچھ کرنا ہے تو آپ کو مبارک ۔ پھر آپ کا حشر بھی وہی ہوگا جو کہ پہلی حکومتوں کا ہو چکا ہے ۔ اس سے آپ گریز کریں ۔ اس کے ساتھ اس پروگرام کے اندر جو اہم ترین چیز ہے جس کا کچھ حد تک ازالہ صدر مملکت نے اپنی پرسوں کی تقریر میں کر دیا ہے ۔ اب میں آپ سے اس کی مزید وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ پروگرام اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اس پروگرام کے تحت بھرتی کیے ہوئے ملازمین کو آپ مستقبل کی ضمانت نہ دیں ۔ جب تک ان کو یہ یقین نہ ہو کہ ہماری ملازمت مستقل ہے ۔ یہ شعبہ مستقل ہے ہمارا مستقبل تاریک نہیں ہے ۔ یہ نہ ہو کہ اس حکومت نے پیسہ دیا تو ہماری ملازمتیں ہیں اور یہ نہ

ہو کہ اگلے سال ہماری ملازمت ختم کر دی جائے ۔ اس طرح رشوت بڑھتی ہے ۔ پھر وہ ایک سال میں اپنا حصہ اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ آپ مہربانی کرکے اس پروگرام کو جس طرح صدر مملکت نے ایک شک کو دور کیا ہے کہ وہ اس پروگرام کو مستقل طور پر نافذ کرنا چاہتے ہیں ۔ تو پھر آپ ان ملازموں کے تحفظ کا یقین دلائیے کہ وہ ملازمین جو اس پروگرام کے تحت بھرتی ہوئے ہیں ۔ وہ شعبہ ۔ وہ ایجنسی جو اس کے تحت قائم کی گئی ہے اس میں ان کا مستقبل تاریک نہیں ہوگا ۔ تو آپ مہربانی کرکے اس سلسلے میں توجہ فرمائیں ۔ پلاننگ کے تحت روپیہ دیں ۔ پھر وہ ترقی صحیح معنوں میں ترقی کہلا سکتی ہے ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ میرا خیال ہے کہ بہت وقت ہو چکا ہے ۔

Time is extended for by another fifteen minutes.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب نے خود ہی جناب صدر ذوالفقار علی بھٹو کی وہ ہدایات جو اخبارات میں چھپ چکی ہیں وہ بیان کر دی ہیں اور اس سلسلے میں پریس میں اس کے حق میں اڈیٹوریل بھی لکھے جا چکے ہیں ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جناب صدر صاحب اپنی پارٹی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کیا کیا اقدامات کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اپنی پارٹی ۔ مخالف پارٹیوں اور محکموں کے دلوں میں اگر کسی قسم کے شکوک و شبہات تھے تو ان کو دور کرنے کے لیے انہوں نے یہ ہدایات جاری کر دی ہیں ۔ اور ان میں صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ یہ پروگرام جاری رہیں گے ۔ پیپلز ورکس پروگرام ۔ دیہاتی ترقی کا پروگرام جاری رہیں گے اور یہ منصوبے ہماری اصلاحات کا بنیادی حصہ ہیں ۔ اور ان پروگراموں کو ترک کرنے کے بعد ہم انقلاب کی باتیں نہیں کر سکتے ۔ اس لیے انتظامی نقطہ نظر سے اور مالی نقطہ نظر سے ان پروگراموں کا تسلسل مستقبل میں لازمی ہے اور ناگریز ہے ۔ ہم اس کے بغیر کوئی دوسری راہ اختیار کر ہی نہیں سکتے ۔ یہ صدر صاحب کی ہدایات ہیں ۔ چونکہ ان کی یہ ہدایات ہیں ہم نے اس سلسلے میں اپنے صوبائی بجٹ میں کافی رقم مختص کر دی ہے اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ان کی ان ہدایات کے بعد اپنی مالی محتاجیوں

کو ۔ کمزوریوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں مرکز سے اسی طرح امداد کی ضرورت ہے کہ جیسے وہ ماضی میں دیتی رہی ہے ۔ چونکہ اس کی مالی اور انتظامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہمیں مرکز سے مزید مدد لینی پڑے گی اور میں معزز ایوان کو یہ اطلاع بہم پہنچانی چاہتا ہوں کہ ان ہدایات کے علاوہ جو اخبارات میں چھپ چکی ہیں مرکز نے صدر صاحب کی ہدایات کے تحت ہم سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ وہ ماضی میں جو اخراجات کا 60 فیصدی برداشت کیا کرتے تھے وہ مستقل طور پر برداشت کر لیا کریں گے ۔ اور انہوں نے اس ساٹھ فی صد کے اخراجات کو برداشت کرنے کے فارمولے سے جو تھوڑا بہت انحراف کیا تھا اور ہمیں تیس لاکھ روپے اس سلسلے میں دیے تھے ۔ اب اس فارمولے کے مطابق جو پریذیڈنٹ صاحب نے لازمی قرار دیا ہے وہ پنجاب کو ستر یا پچھتر لاکھ روپے دیں گے ۔ گویا مزید چالیس لاکھ روپے سنٹر ہمیں ادا کرے گا ، یا عطا کرے گا ۔ اس لیے سر دست ان پروگراموں کے بنیادی فلسفے کے متعلق عرض کرنے سے پہلے ، یا طریق کار سے متعلق عرض کرنے سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم صوبائی سطح پر ان directives کی روشنی میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں اور یہ ہماری commitment ہے کہ ہم اپنے اس تمام عملے کو جو کہ سیکرٹری یونین یا سپروائزر یا ڈویلپمنٹ آفیسر ، اے ڈی ایل جی ، یا ڈائریکٹر ڈویژن کونسل جو اس وقت موجود ہیں یا مزید جو ہم سپروائزر اس سلسلے میں بھرتی کرنا چاہتے ہیں یا کرنے کے لیے مجبور ہیں ہم انہیں مستقل کریں گے ، کیونکہ پریذیڈنٹ صاحب کی یہی خواہش ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر آپ اس پروگرام کے تحت ان کی تعداد دیکھیں تو آپ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ تاریخ میں پہلی دفعہ مین پاور کی افادیت کو جو تسلیم کیا جا رہا ہے ، خود جناب حاجی صاحب نے اس بات کو تسلیم فرمایا ہے کہ ماضی میں ایسے پروگرام چلائے جاتے رہے ہیں اور ناکام ہونے اور ان کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ افرادی قوت جو ان پروگراموں کی کامیابی کے لیے لازمی تھی ان کو بے یقینی اور بے اعتمادی کی فضا میں رکھا گیا ۔ سال بہ سال ان کی زندگی شروع ہوتی تھی اور انہیں پتا نہ تھا کہ ہمارا مستقبل کیا ہے اور ہماری

بنیاد کیا ہے ۔ اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک انہیں مستقل نہیں کیا جاتا اور ان میں اعتماد نہیں پیدا کیا جاتا تب تک ہمارے یہ پروگرام جو فلسفہ اور فکر رکھتے ہیں ، اس کے مطابق اس کا جو انقلابی طریق کار ہے وہ کسی صورت بھی نتائج پیدا نہیں کر سکے گا ۔ اس لیے مجھے اس مرحلے پر لازمی طور پر اس کے بنیادی فلسفے کو عرض کرنے کی ضرورت ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے کروڑوں روپے کے صرف سے ملک کے اندر عوام کی محسوس ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی ہے کہ قلیل ترین مدت میں ان کو پورا کیا جائے اور حاجی صاحب کا یہ فرمانا ہے ہم نے ایسی ہدایت بھیجی ہیں کہ اس رقم کو جلد از جلد خرچ کیا جائے ۔ اس میں غلطی نہیں ہے ، یہ درست ہے ۔ لیکن چونکہ محسوس (مادی) ضرورتیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کو پورا نہ کیا جائے ، ہم زرعی ترقی ، صنعتی ترقی اور تعلیمی ترقی اور دیہاتی ترقی کے پروگرام ہیں ان کو حاصل نہیں کر سکتے ۔ اس لیے ہم نے یہ چاہا ہے کہ جب ہم دوسرے شعبوں میں جلد از جلد ترقی کے ٹارگیٹس حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس پروگرام کے تحت جو ٹارگیٹس ہیں ، یا لوگ جن مسائل کا حل چاہتے ہیں ، ان کو جلد از جلد حل کر دیا جائے ۔ اس لیے ان کو یہ کہا گیا تھا کہ پروگرام بنائے جائیں اور ان پروگراموں کی تکمیل کے لیے یہ رقمیں خرچ کی جائیں ۔ یہ اس بھروسے اور اعتماد پر کیا گیا تھا کہ ہم یہ یقین رکھتے ہیں اور ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے عوامی نمائندے ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبران اور ان کے بعد ان کے ساتھی اور مقامی سطح پر وہ محب وطن عناصر جو کہ صحیح معنوں میں عوام کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور اس پروگرام کی کامیابی میں اپنے حالات کی اصلاح چاہتے ہیں وہ لازمی طور پر اس کام کی تکمیل کے لیے اب قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے ۔ اس لیے اس یقین اور اعتماد کی بنا پر یہ ڈائرکٹو جاری کیا گیا تھا کہ یہ اخراجات جلد کئے جائیں میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اس میں غلطیاں ہیں ، ہمیں پہلے سے احساس تھا اور ہم نے خبردار کر رکھا تھا کہ حالات ایسے ہیں کہ غلطیاں کی جا سکتی ہیں ، غلطیاں ہوں گی ، لیکن کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ان غلطیوں کو کم از کم حد تک کیا جائے اور کوشش یہ کی جائے کہ ان میں بد دیانتی کا پہلو نہ ہو ۔ ہم

ان مشکلات سے بھی باخبر تھے کہ ایسی چیزیں مثلاً اینٹیں ، یا سیمنٹ یا لکڑی ۔ ان کی بھی کمی واقع ہو جائے گی ۔ لیکن اگر مقامی قیادت جو کہ لازمی طور پر ہماری صوبائی اسمبلیوں کی سر براہی میں یہ کام سر انجام دے گی ، اگر کوشش کرے تو ان مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے کروڑوں روپے محسوس ضرورتوں اور مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے خرچ کرنا ہے ۔ لیکن بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ اس پروگرام کے ذریعے ہم نے عوام کی معاشرتی تعلیم و تربیت کا اس حد تک انتظام کرنا ہے کہ وہ اپنی شعوری شرکت اور تعاون کے ذریعے اس پروگرام کو کامیاب بنائیں ۔ کیونکہ جب تک شعوری طور پہ ، فکری طور پہ ، نظریاتی طور پہ تیار نہ ہوں گے کہ یہ پروگرام ہم نے مکمل کرنا ہے ، دیانتداری سے مکمل کرنا ہے ، یہ پروگرام ہمارا پروگرام ہے ، ہماری بہتری کے لیے ہے اور کل پروگرام کی کامیابی میں قومی ترقی کے مقاصد کا حصول ہے ، تب تک اس پروگرام کا فائدہ نہیں ہوگا ۔ چنانچہ اس سارے پروگرام میں جو ترجیح ہے وہ یہ ہے کہ عوام کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے اور ذہنی طور پر تیار کرنے کے لیے لازمی طور پر ایسے اداروں کا سہارا لیا جائے ، ان کو ایسے اداروں کا ذریعہ بنایا جائے جو کہ مقامی قیادتوں کا وجود مستقل کر دیں ۔ اس لیے میں یہ عرض کرونگا کہ اس میں self-reliance اور accountability کو رکھا گیا ہے ۔ self-reliance ان معنوں میں کہ کوشش یہ کی جائے کہ وہ کمی جو کہ فنی یا مالی امداد کی صورت میں محسوس کی جائے ، لوگ اپنی افرادی قوت کے ذریعے ، اپنے initiative کے ذریعے اور اپنی طرف سے جو امداد دی جا سکتی ہے اس کے ذریعے اسے پورا کریں ۔ اس لیے مقامی قیادت کی تنظیم اس صورت میں کی جائے کہ اسے دوام حاصل ہو ۔ اور وہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک لوکل گورنمنٹ کا سسٹم جو اس وقت اچھی حالت میں موجود نہیں ، وہ موجود ہو اور اس کے ساتھ کارکنوں کی ایک ایسی تنظیم موجود ہو جو گاؤں ، یونین کونسل ، تحصیل ، ضلع اور ڈویژن کی سطح پر باقاعدہ موجود ہو اور پارٹیوں کے آنے جانے کی وجہ سے ان میں کسی طرح کی

کمی واقع نہ ہو ، یہ کام جاری رہے ۔ اس لیے لازمی تھا کہ ماضی میں جس بنیادی حقیقت کو مدنظر نہ رکھا گیا ، محض پیسہ خرچ کرنے کے ذریعے یہ سمجھا گیا کہ ہم رورل ورکس پروگرام کے نام پر یا ترقی دیہات کے نام پر کوئی نتائج پیدا کر سکیں گے تو نہیں ہو سکتے تھے ۔ اس لیے ان میں گڑ بڑ ہونا لازمی تھا ۔ اس لیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ معاشرتی شعور اور معاشرتی تربیت اس سارے پروگرام کی اہم ترین ترجیح ہے ۔ ہم اس پر زیادہ سے زیادہ زور دیں گے ۔ جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے یہ پروگرام خاطر خواہ نتائج پیدا نہیں سکے گا ۔ اس لیے اس وقت ہمارے پاس جو دو ہزار یا اڑھائی ہزار سیکرٹری یونین کونسل ہیں اور اسی پروگرام کے تحت ہم نے چھ ہزار پڑھے لکھے نوجوانوں کو جو ایف ۔ اے ہیں ، بی ۔ اے ہیں ، ایم ۔ اے ہیں ، ڈبل ایم ۔ اے ہیں ، بی ۔ ایس سی ہیں ، ایم ۔ ایس سی ہیں ان کو سپاہ خدمت کی تنظیم میں بھرتی کیا ہے ۔ آپ اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس لحاظ سے دیہات میں کم از کم ہم نے تمام ایف اے ، تمام بی ۔ اے ، اکثر اضلاع میں جتنی بھی تعداد تھی ان کو اس میں کھپا لیا ہے اور ان کی مہینہ ، ڈیڑھ مہینہ ، دو مہینے ٹریننگ کے بعد انہیں اپنے اپنے علاقوں میں معاشرتی خدمت کے لیے مامور کر دیا ہے ۔ اب یہ چھ ہزار سپاہ خدمت کے نوجوان جو کہ محروم طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو رہے تھے ۔ ان کی پریشانی کو ہم نے محض ایک ایک الاؤنس دے کر ختم کر دیا ہے اور ان کے خدمت کا میدان کھول دیا ہے اور یہ اڑھائی ہزار ہمارے سیکرٹری یونین کونسل اور اس کے علاوہ سپروائزر اور ڈویلپمنٹ آفیسر ، اے ڈی ایل جی ۔ وغیرہ جن کا مستقبل تاریک تھا ۔ ہم نے سپاہ خدمت کے علاوہ باقی جتنا عملہ بھی مزید بھرتی کر لیا ہے ، ان کو مستقل کرنا ہے ، کیونکہ یہ ایک ایسی ضرورت تھی جس کے بغیر پروگرام کو کسی صورت کامیاب نہیں کرایا جا سکتا تھا ۔ ان کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ مقامی قیادت پیدا کریں ، اس قیادت میں اپنے مسائل کا تجزیہ کرنے کی اہلیت بھی پیدا کریں کہ اپنے مقامی وسائل کو کس طرح بروئے کار لایا جا سکتا ہے ۔ ان کے لیے ان کی تیاری کرائیں ۔ اور یہ بنیاد ہے ، اپنا یہ سارا پروگرام ہماری اس لوکل گورنمنٹ کے نظام کو مثالی بنانے کا ہے جس کے بغیر معاشرے میں استحکام

کبھی نہیں پیدا ہو سکتا ۔ جیسا کہ میں اکثر اس اسمبلی سے باہر دشمن کے متعلق برملا کہتا رہا ہوں کہ اگر کوئی اچھی بات ہو تو وہ کہنی چاہیے بلکہ ایک سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اس وقت ہندوستان جتنے بھی تضادات ہیں ، سیاسی ، معاشرتی یا معاشی ، وہ ہم سے کہیں زیادہ ہیں ۔ لیکن دو چیزیں ایسی ہیں جس نے اس معاشرے کو استحکام دیا ہے ۔ نمبر ایک ، ان کی سیاسی تنظیمیں جمہوری انداز میں چل رہی ہیں اور وہاں جمہوری اقدار پنپ رہی ہیں ۔ دوسرا وہاں سب سے اہم معاشرتی استحکام کا فیکٹو ان کا لوکل گورنمنٹ نظام ہے ۔ کیونکہ لوکل گورنمنٹ کا نظام ایسا ہے جہاں ہر سطح پر عوامی نمائندے مل کر بیٹھتے ہیں اور وہ اپنے معاملات کو طے کرتے ہیں ۔ ان کی عادات راسخ ہو جاتی ہیں ۔ جمہوری قدریں فروغ پاتی ہیں ۔ اور اس طرح وہ اپنے آپ پر بھروسہ (self reliance) کرنے لگتے ہیں ۔ بلکہ مہاراشٹر کے متعلق تو یہ ہے کہ ان کا 75 فیصد ریونیو جو ہے ڈسٹرکٹ کونسلیں خرچ کرتی ہیں ۔ اس حد تک وہاں لوکل گورنمنٹ کا نظام مستحکم ہے کہ کوئی پارٹی آئے کوئی جائے لیکن ان لوکل گورنمنٹ اداروں کے ذریعے وہاں ایک معاشرتی ، معاشی ، سیاسی استحکام موجود ہے ۔ اس لیے اس پروگرام کے ذریعے ہم اس حد تک لوگوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا چاہتے ہیں ۔ اس حد تک ان کی جمہوری اقدار کو ان کے ہر عمل کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں ۔ اس طرح انہیں خوگر کرنا چاہتے ہیں ۔ تحمل کا برداشت کا نظام کا آپس میں میل ملاپ کا ، مشترکہ طور پر سوچنے کا مشترکہ طور پر مسائل حل کرنے کا اس طرح چاہتے ہیں کہ جو لوکل گورنمنٹ نظام ہم مثالی شکل میں لانا چاہتے ہیں یہ وہ بنیاد بن سکے اور ساری قوم کا عمومی مزاج جمہوری بن کر رہ جائے ۔ کیونکہ جب تک ایسا نہیں ہوگا تب تک اگر ہم ادارے بنا بھی لیں تو کام نہیں چلے گا ۔ اور ان کی خدمت کے لیے ان کے سارے پروگرام کو عملی شکل دینے کے لیے جتنے بھی لوکل گورنمنٹ یا پیپلز ورکس پروگرام یا integrated programme یا rural development کے ہوں ان کے لیے ایک بہت بڑی سپاہ درکار ہے جو کہ ہر جگہ پر موجود ہے ۔ جیسا کہ صدر ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیں خاص ایک مراسلے میں یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے

لیے اس طرح ضروری ہیں ۔ جس طرح نئے انقلابی ملکوں کو ضرورت پیش آئی ۔ اور انھوں نے پیدا کئے ۔ ضرورت ہے کہ ہر گاؤں میں ایک preacher ہو ۔ ایک مبلغ ہو ۔ ایک راہنما ہو ۔ ایک مشنری ہو جو کہ عوام کی خدمت کرنے کے لیے ان کی راہنمائی کے لیے ۔ ان میں عملی بیداری پیدا کرنے کے لیے ۔ ان پروگراموں کو ان تک صحیح سپرٹ میں پہنچانے کے لیے موجود ہو ۔ اس لیے اس ناگزیر ضرورت کو پورا کرنے کے لیے جس کا آج تک ماضی میں نوٹس نہیں لیا گیا تھا ۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے پریذیڈنٹ صاحب کے ڈائریکٹیو کی روشنی میں اور ان کی یقین دہانی کے پیش نظر کہ ہم تمام اس عملے کو انشاءاللہ تعالیٰ مستقل کریں گے اور اس کے بعد توقع کی جا سکتی ہے کہ جو کمزوریاں جو غلطیاں جن کی نشان دہی آپ کر رہے ہیں کوشش کریں گے کہ ان میں انتہائی درجے تک کمی کر دی جائے ۔

مجھے اس سے اتفاق ہے کہ بعض علاقوں میں غیر معمولی طور پر اچھا کام ہوا ہے ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ مٹی اس شرح پر ڈلوائی جائے ۔ یہ اس پروگرام کی سپرٹ کے خلاف ہی نہیں بلکہ اس کے منافی ہے اور اس کی نفی ہے ۔ فیصلہ یہ تھا کہ earth work جو ہے وہ عوام خود کریں گے اور اگر کوئی عوامی نمائندہ یہ میں برملا عرض کرتا ہوں کہ ایسا نہیں کر سکا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے میں قطعی طور پر ناکام ہو گیا ہے ۔ اگر اس نے ٹھیکیداروں کو یہ کام دے دیا تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں صحیح کام نہیں ہوا ۔ اس لیے کوشش کی گئی ہے اور میرے پاس کافی مثالیں موجود ہیں تحصیلوں کی اور ضلعوں کی جہاں کہ لاکھوں روپے کا earth work لوگوں نے خود کیا ہے ۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنے دیہی کارکنوں ، سیاسی مقامی کارکنوں ۔ ایم ۔ پی ۔ اے حضرات نے دوسرے جو عام اہل کار ہیں ۔ دیانت دار اہل کار ہیں سب میں ایک جذبۂ رفاقت پیدا کرکے ایک ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ ان تمام چیزوں کی کمی کو پورا کر دیا گیا ہے ۔ اگر آپ اسے تعلی پر معمول نہ کریں ، اگر یہ نہ کہیں کہ ہم یہاں پیپلز پارٹی کی تعریف کر رہے ہیں جو کہ ہم کرنے کا حق رکھتے ہیں اور چونکہ

خانزادہ صاحب نے جو خاص میلے کا بھی ذکر کیا تھا وہ میلہ یونہی کھیل تماشہ نہیں تھا ۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آٹھ مہینے کے دوران ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت اس پروگرام کے ٹارگیٹ کو حاصل کرنے کے لیے وہ پروگرام ہم نے چلایا ۔ جو ستمبر سے لے کر مارچ تک تھا ۔ اور یہ پنجاب ہی نہیں ، پاکستان ہی نہیں اس برصغیر کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ سپورٹس اتنی ڈسپلن کے ساتھ منظم کی گئیں ۔ اتنی ڈسپلن کے ساتھ ایک huge complex کہ جس کو دیکھ کر خود غیر ملکی ماہرین نے شک و شبہ کا اظہار کیا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا ۔ انہوں نے خود یہ کہا تھا اور میرے منہ پر یہ کہا تھا کہ ایسا ہو نہیں سکتا ۔ وہ اس لیے کامیاب ہوا تھا کہ آٹھ مہینوں کے دوران گاؤں کی سطح سے لے کر صوبے کی سطح تک یہ تعلیم دی جاتی رہی انہی کارکنوں کے ذریعے انہی قائدین کے ذریعے کہ ہم نے نظم و نسق کس طرح برقرار رکھنا ہے ۔ ہم نے مل جل کر کس طرح کام کرنا کرنا ہے ۔ ہم نے اپنے اندر جو جمہوری قدریں ہیں ان کے احترام کو کس طرح پیدا کرنا ہے ۔ ان پر عمل کس طرح کرنا ہے ۔ اور یہ ایک مقصد اعلیٰ تھا جس کو حاصل کرنے کے لیے یہ پروگرام چلایا گیا تھا ۔ اس لیے میرا یہ ایمان ہے کہ اگر ہم صحیح طریقے سے صحیح منصوبہ بندی سے ۔ صحیح انقلابی طریقہ کار کے ذریعے اس پروگرام کو چلائیں گے تو ہمارے تمام یہ مقاصد حاصل ہوں گے ۔ ورنہ کتنا ہی اچھا پروگرام ہو اگر انسانوں کے ذہن ٹھیک نہ ہوں ۔ اگر ان کا فکر صحیح نہ ہو ۔ اگر ان کا شعور پختہ اور بیدار نہ ہو ۔ اگر ان تمام چیزوں کا فقدان ہو تو لازمی طور پر کتنا ہی روپیہ اس میں آپ لگا دیں کروڑوں روپیہ لگا دیں وہ سارے کا سارا ضائع جائے گا ۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تو اپنا پیسہ ہے لیکن پانچ چھ ارب روپیہ کسی سے قرض لے کر کسی غیر ملک سے اگر ہم یہ سڑکیں بنانا شروع کر دیں ۔ اگر یہ کھال بنانا شروع کر دیں ۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ لیکن اگر ہم ایسا کرنا شروع کر دیں تو عوام اس کا impact محسوس نہیں کریں گے ۔ عوام اسی صورت کو محسوس کریں گے جب کہ وہ ان تمام کاموں کو اپنے ہاتھوں سے سر انجام دیں گے ۔ جب تک کہ عوام اپنے ہاتھوں سے ان تمام کاموں کو سر انجام نہیں دیں گے آپ کتنا ہی سرمایہ کیوں نہ لگا دیں ۔ کتنے ہی نئے سکول کیوں نہ بنا دیں ۔ نئی ڈسپنسریاں

بنا دیں - کتنے ہی مراکز کھول دیں - کتنی ہی نئی منڈیاں تعمیر کر دیں عوام پر ان کا impact نہیں ہوگا - اور اس کے بعد جب ہم decade of progress منائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ decade of progress ان کی ہوگی ہماری نہیں ہے - اس لیے جو کچھ کرنا ہے عوام کے ذریعے کرنا ہے - عوام کے ذریعے کرانے کے لیے ان کا عوامی جو احساس ہے ان کے اجتماعی احساس کو بیدار کرنا ہے - مشترکہ جو کاروبار ہے اس کی سپرٹ کو پیدا کرنا ہے - جو اشتراک عمل ہے اس کو بیدار کرنا ہے - اس کو آپ کوئی سا بھی نام دے لیں جیسا کہ دوسرے انقلابی ملکوں میں نام دیے جاتے ہیں - ہم اپنے ملک کے حالات کے مطابق ان کو نام دیں گے اور جیسا کہ ہم نے دیا ہے - تو اس کے لیے جیسے دوسرے ملکوں میں تجربے کئے گئے ہیں ہم نے اس سپاہ کو جو کہ کارکنوں کی ہے - آپ کی ہے - اس میں عوامی نمائندے ہوں گے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوں گے - اس لیے ہر سطح پر جواب دہی کا یہ تصور اور self-reliance خود کفالت کا یہ جو عقیدہ ہے اس پر عمل کرنا پڑے گا - اس پر عمل کرانے کے لیے منصوبہ بندی اس پروگرام کے تحت اسی صورت میں آئے گی کہ ہمارے پاس ایک سپاہ ہو جنہیں پوری طرح تقین ہو کہ ہماری زندگی عارضی نہیں ہے - ہماری یہ خدمات عارضی نہیں ہیں سال بہ سال ، ماہ بہ ماہ نہیں ہیں بلکہ ہم بھی مستقل ہیں - اور اب اس صورت میں ہمیں لازمی طور پر یہ کرنا پڑے گا کہ مرکز نے مالیوں اور چوکیداروں کو بھی مستقل کر دیا ہے - تو جن پر ہم سب سے زیادہ انحصار کر رہے ہیں - جن کو ہم اپنی فوج یا سپاہ کہتے ہیں ان کو اس طرح غیر مستقل رکھیں یا عارضی رکھیں یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے - اس لیے پریذیڈنٹ صاحب نے جو ڈائریکٹیو دیا ہے جو commitment ہمیں سنٹر نے دی ہے اس کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت انشا اللہ تعالی ان تمام سپاہ کو مستقل کرے گی اور ہمارا یہ پروگرام اگلے سال بالکل مختلف شکل میں بہتر نتائج پیدا کرے گا - اور ایسی تعلیماتی ، تربیتی سہمیں جس میں ہم نہ صرف دیہات کو بلکہ شہروں کے تمام طبقات کو شریک کرنا چاہتے ہیں - طلباء کو شریک کرنا چاہتے ہیں ، سماجی کارکنوں کو شریک کرنا چاہتے ہیں تمام محکموں

کے اہلکاروں کو بطور رفیق شامل کرنا چاہتے ہیں ان سے انشا اللہ دیر پا نتائج بھی پیدا ہوں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ جن علاقوں کو محض سیاسی وجوہ کی بنا پر ایسے ترقیاتی پروگراموں سے محروم رکھا گیا ہے ۔ کیا آپ ان کی اصلاح کریں گے اگر آپ کے نوٹس میں لایا جائے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ انشا اللہ تعالیٰ ضرور کریں گے اگر کہیں ایسا ہوا تو ۔

میاں خورشید انور ۔ بارہا آپ کے نوٹس میں لایا گیا ہے لیکن آپ نے کیا کچھ نہیں ۔ انشا اللہ پھر بھی کہہ دیا ہے ۔ جناب والا کورم نہیں ہے ۔ پہلے کورم پورا کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے . . . . گنتی کی گئی . . . . کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے . . . . گھنٹی بجائی گئی . . . . کورم پورا ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ 60,02,10,800.00 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد 63 ۔ ب ۔ ترقیات کم کرکے صرف ایک روپیہ کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 60,02,10,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کیجائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. Now guillotine is applied and I will take up the demands straigth away.

(مطالبہ ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 16,14,200 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو دیگر ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد اقیون برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 2)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,21,10,600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 3)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 32,62,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 4)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 9,54,500 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا

کی جائے جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء
کے دوران بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 5)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,80,57,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 6)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3,90,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 7)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 24,58,400 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد اخراجات دوبارہ عمل درآمد پر قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 8)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 32,27,400 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 9)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 23,98,19,700 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد اخراجات آبپاشی برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 10)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 23,14,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد دیگر اخراجات آبپاشی جن کے لیے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 12)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 80,44,700 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد معدلت گشتری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 13)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,57,02,900 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد قید خانہ جات و سزائے سزا یافتگان برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 14)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 9,48,66,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 15)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,47,300 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بہ سلسلہ مد سائنس محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 16)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 42,39,28,200 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 17)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 7,75,14,600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 18)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 64,88,300 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 20)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 10,28,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 21)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,51,39,500 روپے سے متجاوز نہ نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد امور حیوانات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 22)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 71,94,600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 23)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,24,42,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد صنعت و حرفت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 24)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,37,77,500 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 25)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,61,50,700 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد ما سوائے اخراجات عملہ سول ورکس برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 26)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,37,87,200 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 27)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 4,63,02,400 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات ما سوائے اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 28)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 89,72,200 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد مواصلات اخراجات عملہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 29)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ ایک رقم جو 4,50,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 30)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 3,80,79,600 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد مواجب پنشن سالی و پنشن برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 31)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 2,14,00,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد زر معاوضہ پنشن جن کے لیے سرمایہ عام محاصل سے فراہم کیا جائے گا برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 32)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 1,35,02,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد سامان تحریر اور طباعت برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 33)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 13,19,36,100 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 34)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 16,79,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 36)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 35,40,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 38)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 6,17,05,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد تعمیرات و آبپاشی وغیرہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 39)

مسٹر سپیکر ۔ سوال ہے :

کہ ایک جو رقم 97,00,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیقات کی سکیموں پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 40)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 4,21,15,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد صنعتی ترقی پر صرف سرمایہ برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 41)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 5,65,00,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد منصوبہ جات برائے ترقی قصبات برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 23,62,64,300 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران مواصلاتی تعمیرات کے سلسلے میں حسابات محاصل کے ماسوا حسابات سرمایہ کے سلسلے میں برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 43)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 14,84,30,400 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1974ء کے دوران بسلسلہ مد سول ورکس کے سلسلے میں حسابات سرمایہ کے سلسلے میں برداشت کرنا پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ ۔ 44)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ ایک رقم جو 12,61,40,000 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے

عطا کی جائے [illegible] 1974ء کے
دوران بسلسلہ مد [illegible] رپورٹ
فنڈ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The Budget stands passed.

The House is adjourned till 8.00 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 29 جون 1973ء بروز جمعہ 8 بجے صبح تک کے لیے
ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعۃ المبارک ۔ 29 جون 1973ء

(جمعۃ المبارک ۔ 27 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۚ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

پ ۱۵ ۔ س ۱۷ ۔ رکوع ۹ و ۱۰ ۔ آیات ۸۱ تا ۸۵

اور تم کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا بیشک باطل تو نابود ہونے والا ہی ہے اور ہم قرآن کے ذریعہ وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان رکھنے والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو روگردان ہو جاتا ہے اور پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اُسے سختی پہونچتی ہے تو نا اُمید ہو جاتا ہے۔ کہدو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے پس تمہارا پروردگار اُس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے سیدھے راستے پر ہے۔ اور بعض لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ وہ میرے پروردگار کا ایک حکم ہے (شان ہے) اور تم لوگوں کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا الَّا الْبَلَاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری کلیم اللہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری کلیم اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصولہ ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری مورخہ 73-6-18 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ اس لئے گزارش ہے کہ مورخہ 73-6-18 کی رخصت منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد نواز

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد نواز صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 73-6-25 کو بیمار تھا حاضر نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 25 اور 26 جون

1973 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا لہذا مجھے رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد اکبر منہاس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد اکبر منہاس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 26th instant because of the sprain in my ankle. It is requested that the leave for the above-mentioned date may kinldy be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the House due to illness on 24th, and 27th, June, 1973. I may please be granted leave for the above-said three days.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ علالت 23-25-26 اور 27 جون کو اجلاس سے غیر حاضر رہا ہوں ۔ میری رخصت منظور فرمائی جاوے نوازش ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے قواعد انضباط کارو استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار واستحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں مجلس برائے قواعد انضباط کار واستحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی بلڈنگ کے اوپر جو نیشنل فلیگ لہرا رہا ہے وہ اب فلیگ نہیں رہا بلکہ پھٹے ہوئے چیتھڑے اوپر لہرا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آج ہی تبدیل ہو جائے گا ۔ شکریہ ! بارش میں بھیگ گیا ہے اب وزیر خزانہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ایک assurance motion تھی جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا میں نے سات دن کا نوٹس دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کوئی ایسی پروویژن رولز میں نہیں ہے ۔ کہ جب تک آپ کے نوٹس میں نہ لایا جائے وہ ایوان میں بھی نہیں آ سکتی بیٹ کے لئے تو ایک حد تک جواز تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ اصل میں assurance motion ہی ہے ۔ میں دونوں اکٹھی take-up کروں گا ۔ فیصلہ تو میں نے ہی کرنا ہے اس موشن کے متعلق کہ آیا کوئی assurance motion violate ہوئی ہے یا اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں ہوا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کے متعلق تو آپ ہی نے فیصلہ کرنا ہے ۔

Mr. Speaker : But I would like to hear the Minister concrend before I give my decision.

Hajt Mahammad Saifullah Khan : But the assurance motion is to be decided by the Speaker himself.

مسٹر سپیکر : مگر میں وزیر متعلقہ کو پہلے سن لوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : سن لیں ! یہ تو آپ کا اور میرا معاملہ ہے - پھر یہ کہا جائے گا کہ پوائنٹ آف آرڈر کے لئے بھی سات دن کا نوٹس دیا جائے - جناب والا ! جس چیز کے متعلق آپ نے فیصلہ کرنا ہے اس کے لئے نوٹس کی ضرورت نہیں ہے وہ ویسے بھی آپ کے نوٹس میں لایا جا سکتا ہے -

مسٹر سپیکر : میں reasonable notiee دینا چاہتا ہوں اور وہ میں نے متعلقہ وزیر کو دیا ہے - میں اس کو اگلے working day پر take-up کر لوں گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! پبلک سروس کمیشن کا معاملہ اخبارات میں آ چکا ہے اس کا جلد فیصلہ ہونا چاہئے -

مسٹر سپیکر : اس کی نسبت آپ نے پہلے ہی کہہ دیا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کا فیصلہ کریں تاکہ بحران ختم ہو یا پھر اس کو rebut کریں اور کہہ دیں کہ وہ ساری لسٹ cancel ہو گئی ہے -

Mr. Speaker: I will take it up on the next working day. I would like to hear the Minister before I give a decison.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کے ساتھ ہی تحاریک التواء بھی ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ بجٹ سیشن کے بعد ہی آئیں گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! رولز واضح ہیں - آپ نے فرمایا تھا کہ میں غور کروں گا اور آپ ایسے precedents قائم کر چکے ہیں کہ جہاں رولز واضح بھی ہوں آپ ان کو بدل دیا کرتے ہیں جس طرح سپلیمنٹری بجٹ کے موقع پر آپ نے پروٹیج موشن قبول کی تھی - پچھلے بجٹ میں میں نے اس کا حوالہ دیا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ جب رولز واضح ہیں تو میری رولنگ خود بخود تبدیل ہو جاتی ہے لیکن جب رولز واضح ہیں تو پھر آپ کی رولنگ کیسے رہ گئی - اس کو بھی اسی بنیاد پر جس پر آپ نے پروٹیج موشن کے سلسلہ میں اپنی رولنگ کو

amend کیا تھا اس رولنگ کو یہ کہہ کر کہ مجھے ان رولز کا پتہ نہیں تھا تو اب آپ کے سامنے رول واضح کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! آپ ہمیں ہمارے جائز حق سے محروم نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب میں نے آپ کو آپ کے حق سے کبھی محروم نہیں کیا ۔ میں نے کبھی کسی بحث سے محروم نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کا مجھے اعتراف ہے ۔

Mr. Speaker : If forms a part of the Budget session.

حاجی محمد سیف اللہ خان : صرف ڈسکشن والے دن ممنوع ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے تحریک التواء کے متعلق کوئی پوائنٹ اٹھایا تھا تو میں نے کہا تھا کہ میں غور کروں گا ۔ اگلی مرتبہ اس کو take-up کر لیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ایک فاضل قانون دان سے قطعاً توقع نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ ایک واضح رول کو اس طرح غور کے سلسلے میں معرض التواء میں ڈالیں گے ۔

مسٹر سپیکر : مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر بھی غور نہیں کر سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اتنا واضح رول ہے غور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر : اگر اتنا واضح ہوتا تو میں آپ کی بات فوراً مان لیتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وہ پرولیج پہ زیادہ واضح تھا ؟

مسٹر سپیکر : پرولیج پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہاں پر heading کچھ ہے اور اندر کچھ لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پرولیج موشن بجٹ والے دن بھی پیش ہو سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : مگر جناب والا ! آپ نے پچھلے سال اس کی اجازت

نہیں دی تھی آپ نے کہا تھا کہ رول واضح ہے میں پرولیج موشن کو allow نہیں کرتا ۔ جب پرولیج موشن کے پیش کرنے کا دن تھا ۔

مسٹر سپیکر : ایسی غلطیاں تو شاید ہو ہی جاتی ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہم نے تسلیم کیا ہے لیکن رول تو بالکل واضح ہے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک التواء کے متعلق معاملہ مشکوک ہے ۔ آپ کے کہنے کے باوجود ابھی تک میری رائے وہی ہے جو میں نے پہلے رولنگ دی تھی لیکن میں چاہوں گا کہ میں آپ سے متفق ہو جاؤں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو ہو جائیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی خواہش کے باوجود ابھی میں آپ سے متفق نہیں ہو سکا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جس طرح آپ کی مرضی جناب والا ۔

مسٹر سپیکر : اب ایک تحریک استحقاق حافظ علی اسد اللہ کی طرف سے ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک واضح اور متعین مسئلہ پر تحریک استحقاق برائے بحث پیش کرتا ہوں جو اس معزز ایوان کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میاں محمد افضل وٹو وزیر محنت نے چشتیاں میں حاجی سلطان احمد ۔ محمد حسین گگڑ اور 10 بدنام افراد جو کہ عوام دشمن اور مفاد پرست ہیں کو پارٹی میں اپنی غرض و غایت پوری کرنے کے لئے نام نہاد طریقے سے شامل کیا ہے ۔ مورخہ 29-6.73 کے لئے چشتیاں میں جلسہ کا پروگرام رکھا مگر پہاری آپس میں گورنر پنجاب نے صلح کرا دی جلسہ بھی منسوخ کر دیا گیا مگر وٹو صاحب کے 10 عدد touts ابھی تک لاؤڈ سپیکر کے ذریعے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : حافظ صاحب یہ کوئی پرولیج موشن نہیں ہے ۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! الفاظ "نام نہاد" استعمال کئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : بطور ممبر آپ کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب سپیکر ! جو اعلان کیا ہے اس میں 5 نام نہاد نمائندے اور کالی بھیڑیں کہا ہے ۔ اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پارٹی کے فاضل اراکین کی آپس میں جو لڑائی ہے وہ سیاسی ہے ۔ اس ایوان سے اس کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! عوام کے منتخب نمائندگان کو نام نہاد نمائندے کہنا یہ ایوان کے وقار کے منافی ہے ۔

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1973-74

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1973-74ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1973-74ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1972-73

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1972-73ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1972-73ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973

مسٹر سپیکر ! اب وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973ء کو فی الفور زیر غور لانے کی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب فنانس بل 1973ء کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ دی پنجاب فنانس بل 1973ء کو فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور (ملتان ۔ 12) : جناب سپیکر ! اس بل میں اگرچہ فیسوں کے نام پر بہت سے ٹیکس لگائے گئے ہیں میں صرف کاٹن پر لگائے گئے ٹیکس اور ڈیوٹی کا ذکر کروں گا ۔ جناب والا ! کاٹن فیس جو کہ چار آنے فی من کے حساب سے وصول کی جاتی تھی اب بڑھا کر دو روپے فی من کر دی گئی ہے جبکہ مرکزی حکومت کپاس پر روئی پر ، پہلے ہی برآمدی ڈیوٹی پر خاصا اضافہ کر چکی ہے ۔ پہلے یہ ڈیوٹی 35 فیصد کے حساب سے وصول کی جاتی تھی اب اس کی شرح 45 فیصد کر دی گئی ہے ۔ اس طرح سے غریب کسانوں اور کاشتکاروں کو دس روپے فی من کپاس پر ڈیوٹی یا ٹیکس ادا کرنا پڑے گا ۔ جناب والا ! پنجاب میں اس سال ساڑھے اٹھائیس لاکھ گانٹھ یعنی 4 کروڑ 27 لاکھ 50 ہزار من کپاس پیدا ہوئی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت پنجاب کو اب کاٹن فیس سے تقریباً دس کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوگی جبکہ مرکزی حکومت کو اس سال یعنی

33 کروڑ روپے کی زائد آمدنی اس مد میں ہوئی ہے - جناب والا ! پنجاب جو کہ پاکستان کی کل کپاس کا 75 فیصد پیدا کرتا ہے اور سندھ صرف 25 فیصد اور ٹیکس بھی اسی حساب سے ادا کئے جاتے ہیں یعنی پنجاب کاٹن ڈیوٹی کے نام پر 75 فیصد ٹیکس ادا کرتا ہے جو کہ کروڑوں روپیہ ہر سال بنتا ہے جبکہ سندھ اپنی کپاس پر 25 فیصد ٹیکس ادا کرتا ہے اور اس پر ظلم کی بات یہ ہے کہ تمام تر ٹیکسٹائل ملیں اور کھڈیاں سندھ میں لگ چکی ہیں - اب جبکہ مرکزی حکومت دس لاکھ نئے تکلے لگانے کا پروگرام بنا چکی ہے تو میں اپنی صوبائی حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ وہ مرکزی حکومت پر زور دیں کہ پنجاب سے کی گئی زیادتیوں کا ازالہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام تکلے پنجاب میں لگائے جائیں - جناب والا ! اتنی بڑی نا انصافی پہلے کافی دیر سے چلی آ رہی ہے لیکن ہماری صوبائی حکومت نے پنجاب کے غریب کاشتکاروں پر ایک اور ٹھوکر لگائی ہے - اب حکومت کے اپنے اندازہ کے مطابق اس سال 35 لاکھ گانٹھ کپاس پیدا ہوئی ہے جس سے کروڑوں روپیہ زائد فیس وصول ہوگی - جناب والا ! ایک طرف تو جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنا نہیں بجٹ پیش کرتے وقت یہ فرمایا تھا کہ میں خسارہ کا بجٹ پیش کر رہا ہوں اور کوئی نیا ٹیکس تجویز کیا گیا - دراصل ان کے ذہن میں یہ بات واضح تھی کہ وہ کاٹن فیس کے نام پر جو اضافہ فرما رہے ہیں ان کے پیش نظر 28 لاکھ گانٹھ کپاس تھی حالانکہ ان کے اپنے تخمینے کے مطابق اور جناب چوہدری ممتاز احمد کاہلوں صاحب کے اعلان کے مطابق آئندہ ان کو 35 لاکھ گانٹھ کپاس پیدا ہونے کی توقع ہے - اس لئے وہ یہ خسارہ اس طرح سے پورا کریں گے اور اوپر سے رعب ڈالنے کے لئے یہ ارشاد فرما دیا ہے کہ ہم نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا اور ہم خسارہ میں ہیں انہوں نے یہ خسارہ کپاس سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے -

جناب والا ! اس کا براہ راست اثر چھوٹے کاشتکاروں اور زمینداروں پر ہوگا - حکمران پارٹی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم چھوٹے لوگوں کی سہولت کے لئے ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگا رہے بلکہ بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے - میں جناب کے سامنے ایک نقشہ پیش کرتا ہوں جس سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ اس کاٹن کی فیس سے کون لوگ متاثر ہوں گے - جناب والا ! ہمارے صوبے میں اس وقت ایک ایکڑ تک کے مالک 15 فیصد ہیں - ایک ایکڑ تا اڑھائی

ایکڑ تک کے مالک 18 فیصد ہیں ۔ اڑھائی ایکڑ سے 5 ایکڑ تک کے مالک 16 فیصد ہیں ۔ 5 تا ساڑھے سات ایکڑ تک کے مالک 12 فیصد ہیں ۔ ساڑھے سات ایکڑ تا 12 ایکڑ تک کے مالک 16 فیصد ہیں ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ تا 25 ایکڑ تک کے مالک 15 فیصد ہیں ۔ جناب والا ! یہ کل 92 فیصد آبادی بنتی ہے ۔ 25 ایکڑ تا 50 ایکڑ کل 6 فیصد اور 50 ایکڑ تا 150 ایکڑ دو فیصد اور 150 ایکڑ سے اوپر کے زمیندار ½ فیصد ہیں ۔ جناب والا ! ان اعداد و شمار سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اتنی واضح اکثریت رکھنے والے چھوٹے چھوٹے مالکان ، کسان اور مزدور ہیں جن پر اس ٹیکس کا براہ راست اثر پڑے گا ۔ ان کو پہلے ہی بہت زیادہ ڈیوٹی ادا کرنی پڑتی ہے اب اس سال جو زائد ڈیوٹی ادا کرنی پڑے گی وہ دس روپے فی من کے حساب سے کپاس پر وصول کی جائے گی ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ کپاس بیلنے کی مشینوں ۔ ڈبل رولر اور سارجن مشینوں پر اور اس کے ساتھ ساتھ تیل بنولہ فیکٹریوں پر ٹیکس میں اضافہ کر دیا ہے ۔ جناب والا ! روئی کی گانٹھ بنانے والے پریسوں پر بھی ٹیکس میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ! اگر کسی کی جننگ فیکٹری یا آئل مل کی کوئی مشینری خراب ہو جائے تو اس پر کوئی اپنی مشینری تبدیل کرنا چاہتا ہے یعنی وہ پہلی مشینری خراب اور ناکارہ ہو جاتی ہے تو اس مشین پر بھی حکومت کو لنٹی فیس کے نام پر ٹیکس ادا کرنا پڑے گا ۔ جناب والا ! اس طرح سے کم از کم دو روپے سے لیکر تین روپے فی من تک اخراجات میں اضافہ ہوگا ۔ تو ظاہر ہے کہ کپاس کا جو خریدار ہے وہ یہ تمام اخراجات زمیندار سے وصول کرے گا ۔ کسان سے وصول کرے گا ۔ وہ اپنی جیب سے نہیں دے گا ۔ کیونکہ خریدار جب بھی کسی چیز کا نرخ نکالتے ہیں تو اپنے اخراجات کا حساب کرنے کے بعد اس میں یہ کاٹ لیتے ہیں اور اس کے بعد قیمت کا تعین ہوتا ہے ۔

جناب والا ! پنجاب جس کا انحصار زراعت پر ہے اور زراعت میں سب سے بڑی پیداوار کپاس ہے ۔ تو میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ چھوٹے کسانوں پر، چھوٹے زمینداروں پر ، چھوٹے مالکوں پر رحم کریں اور یہ کاٹن فیس کے نام پر

وہ جو دو روپے فی من کا اضافہ کر رہے ہیں اس کو واپس لیں اور مرکزی حکومت سے درخواست کریں کہ وہ کاٹن ڈیوٹی میں بھی کمی کریں۔

جناب والا! کہا یہ جاتا ہے کہ ہم نے زمینداروں کے لئے، کسانوں کے لئے بہت سہولتیں دے رکھی ہیں۔ پھر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ چونکہ کپاس میں ریٹ بڑھ چکا ہے اس لئے لیکسوں میں اضافہ کوئی بڑی بات نہیں۔ جناب والا! کپاس کا ریٹ بالکل نہیں بڑھا۔ عالمی مارکیٹ کے بالکل مطابق ریٹ نکلا کرتے ہیں اور ہمارے پاکستان میں بھی بالکل بین الاقوامی نرخوں کے مطابق کپاس کا ریٹ چلتا رہا ہے۔ جناب والا! ہوا یہ ہے کہ آپ نے زرمبادلہ میں اس حد تک کمی کر دی ہے کہ آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کپاس کا ریٹ بڑھ گیا ہے حالانکہ روپے کی قیمت کم ہو گئی ہے۔ زمیندار اور کسان کو اپنی جنس فروخت کرنے کے بعد جب بازار میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے جانا پڑتا ہے تو اس وقت اس کی پریشانی انتہا کو پہنچتی ہے جبکہ اس کو کپڑا خریدتے وقت پہلے سے چار گنا زیادہ نرخ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ دوسری ضروریات زندگی جو کہ انتہائی گران ہو چکی ہیں اس کے پیش نظر میں پھر ایک بار حکومت سے درخواست کروں گا کہ۔۔۔

مسٹر سپیکر: میاں صاحب! یہ بتائیے کہ اس کو فی الفور زیر غور کیوں نہ لایا جائے۔

میاں خورشید انور: جناب والا! فی الفور زیر غور اس لئے نہ لایا جائے کہ اس پر غور کر لیا جائے اور یہ جناب جلدی میں عوام کے ساتھ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ اس فیس کو آپ معاف فرمائیں بلکہ مرکزی حکومت پر زور دیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی بھی کم کرے۔ اس لئے میں تجویز کروں گا کہ اتنی جلد بازی کرنے کی بجائے اس کو ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر: وہ ہو نہیں سکتا کیونکہ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔

میاں خورشید انور: جناب والا! آپ ویسے ہی اعلان فرما دیں کہ ہم یہ فیس نہیں لگا رہے۔ آپ 92 فیصد آبادی کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے میں

وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب جو کہ اتفاق سے باہر بھاگ گئے ہیں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ایک بار سوچیں اور 92 فیصد آبادی کو تنگ نہ کریں۔

وزیر اعلیٰ : میاں صاحب نے کہا ہے کہ وہ بھاگ گئے ہیں۔ ایک بڑی ضروری کال آ گئی تھی وہ سننے کے لئے گئے تھے وہ الفاظ واپس لیں۔

میاں خورشید انور : میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو آپ نے دیکھا ہے کہ وہ بھاگ کر وہاں پہنچے ہیں۔ بھاگنا ان کی عادت ہو چکی ہے یہ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ زمینداروں اور جاگیرداروں کے ساتھ ان کی مصالحت ہو گئی ہے اب منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔

مخدوم حمید الدین (رحیم یار خان۔ 5) : جناب سپیکر! سالانہ بجٹ پورے صوبے کی عوام کے مفادات اور ان کی امنگوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ فنانس بل حقائق اور اس کے مضمرات کی عکاسی کرتا ہے۔ جناب والا! میزانیہ جہاں اتنے اعلانات اور دعاوی کا پاسدار ہے فنانس بل معیار حق کا آئینہ ساز ہوتا ہے۔ جناب والا! میزانیہ جہاں راز ہائے دروں پردہ کو اپنی گہرائیوں میں پناہ دیتا ہے وہاں فنانس بل رموز پوشیدہ کو آشکارا کرتا ہے۔ جناب والا! وزارت خزانہ جہاں حق و صداقت اور تسلیم ورضا سے گریزاں ہے فنانس بل اس پر محتسب کا کردار ادا کر رہا ہے اور مسلسل ان کی فروگذاشتوں کے تعاقب میں ہے۔ جناب والا! موجودہ فنانس بل نے اپنے رفیق حیات میزانیہ کے مندرجات کے تمام اعلانات اور دعاوی کا بطلان کرکے رکھ دیا ہے جو کہ اس کے مندرجات سے وضاحت اور صراحت کے ساتھ عیاں اور ثابت ہے۔ جناب والا! دفعہ 3 میں ایکرو کے متعلق جو ترمیم پیش کی ہے وہ نہایت غیر ترقی پسندانہ۔ نہایت غیر منصفانہ اور رجعت پسندانہ اقدام ہے۔ جناب والا! سطحی طور پر کم مالیہ گذار سے زیادہ مالیہ گزار کی طرف ٹیکس کا دباؤ پوری تیزی سے بیش قدمی کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن اگر جناب وزیر خزانہ ہوتے کیونکہ میں slabs کو پیش کرنے والا ہوں تو مناسب ہوتا۔

مسٹر سپیکر : وزیر اعلیٰ موجود ہیں۔

مخدوم حمیدالدین : جی ہاں ! اور میں ان سے عرض کروں گا کہ Incidence of Agricultural Taxation کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پھر یہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ٹیکسیشن کا دباؤ چھوٹے مالیہ گذار پر اپنی پوری سرعت کے ساتھ حملہ آور ہے جو میں سمجھتا ہوں ایک سوشلسٹ معیشت کے سلسلے کے خلاف اور سوشلسٹ معیشت کے منافی ہے۔ ایک سوشلسٹ معیشت سے متضاد اور اس نظریئے کے براہ راست متحارب ہے۔ جناب والا! آپ سب سے پہلے صفحہ پر گوشوارہ اول کی پہلی slab جس میں دو سو سے پانچ سو روپے تک کی ٹیکسیشن کی تشریح کی گئی ہے اس کو بغور دیکھیں فرض کیجئے تین سو سے اوپر سابقہ ٹیکسیشن 180 روپے تھی تو اب تین سو روپے کے اوپر برابر ٹیکسیشن ہونے کی وجہ سے تین سو روپے ہے ۔ جس کی وجہ سے دونوں ٹیکسیشنوں کا فرق 170 اور تین سو کا ہے ۔ دو سو اور پانچ سو روپے کے درمیان جو slab ہے اس کے اوپر سابقہ کے مقابلہ میں Incidence of Taxation سو فیصد ہے ۔ تین سو اور چھ سو کا فرق ۔ اور slab کے مطابق سابقہ اور حال کے درمیان جو Incidence of Taxation بنتی ہے وہ پچاس فیصد ہے ۔ اگر وزیر خزانہ ہوتے تو میں عرض کرتا کہ وہ slab کو الٹائیں اور میرے ساتھ حساب کریں ۔ اور میں یہ بھی گزارش کرتا کہ وہ اپنے جواب میں اگر جواب دے سکیں تو بتائیں کہ میں کس حد تک صحیح ہوں یا غلط ہوں ۔ اتفاق سے وہ تشریف نہیں رکھتے اور میں جناب وزیر اعلیٰ سے توقع نہیں رکھتا کہ وہ slab کو بھی workout کرکے آئے ہوں گے اور میرے ساتھ بات کر سکیں گے ۔

اس کے بعد دوسری slab پہلے کے مقابلے میں جہاں پہلے برابر تھی ۔ اب وہاں ڈیڑھ گنا ہے ۔ اس کے اعتبار سے بھی یہاں چھ سو روپے کے اوپر ڈیڑھ گنا تو میزان پندرہ سو روپے بنتا ہے ۔ چھ سو اور پندرہ سو کی نسبت بظاہر ڈیڑھ گنا ہے مگر 6 سو روپے پہلے ادا کرتا تھے اب تین سو روپے کا اضافہ ہوا ہے ۔ لہذا Incidence of Agr. Taxation میں وہ پچاس فیصد ہے ۔ چونکہ وزیر خزانہ نہیں ہیں اس لئے میں یہ جسارت کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! فاضل ممبر غیر متعلقہ بحث کر رہے ہیں میں May's Parliamentary Practice پیش کرتا ہوں ۔ کہ اس میں Objects پر جا

سکتے ہیں :

May's Parliamentary Practice, page 510 (17th Edition)

In moving for leave to introduce a bill a Member may explain the object of the bill and give reasons for its introduction, but, normally, this is not the proper time for any lengthened debate.....

مسٹر سپیکر : اب حالات نارمل ہو گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں آپ کو اس سلسلے میں ایک رولنگ پیش کرتا ہوں ۔ تو وہ ریڈنگ اور stages کی بات کر رہے ہیں ۔ یہ جنرل بحث ہے ۔

The whole of the administration and each and every aspect of the Government can be discussed during general discussion on the Finance Bill. We are not confined to taxation only but even the administration and all topics relevant to the Government of the Punjab can be discussed.

Mr. Speaker : Better quote the ruling to which you are referring.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I would like to draw your attention to the "Decisions of the Chair", Ruling No. 229 which says :—

FINANCE BILL : Consideration Motion : Scope of Discussion on :

During the discussion on the Finance Bill, Pandit Krishna Kant Malvia proceeded to refer to the European War and the blockade of Germany, when the President intervened and pointed out :

The Honourable Member must realise that on this Finance Bill he can discuss

any action of the Government of India in any manner he chooses, but not any action of the Government in England .....

The Hon'ble Member should not go outside. He must confine himself to the administration of the Government of India and to the Finance Bill.

جناب یہ consideration motion پر ہے ۔

Mr. Speaker : He must ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : He must confine himself to the Administration of the Government.

Mr. Speaker : Coupled with.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Administration of the Government and the Finance Bill.

Mr. Speaker : These are not independent matters.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Yes Sir. These are independent.

جناب ! میں نے فنانس بل کی رولنگ کا حوالہ دیا ہے یہ فنانس بل کی جنرل بحث تھی ۔ جب بل for consideration پیش ہوا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب ! حاجی صاحب نے مجھے وہ پیرا ختم ہی نہیں کرنے دیا اور وہ بیچ میں ہی بول اٹھے ہیں ۔

Sir, it is on page 510, 17th Edition of Mays Parliamentary Practice that—

In moving for leave to introduce a bill a member may explain the objects of the bill...

Mr. Speaker : A bill or Finance Bill ?

Sheikh Aziz Ahmad : A Bill.

Mr. Speaker : Then it will not apply. There is a provision that this can be discussed when a bill is introduced.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thank you Sir.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں بھی یہی کہہ رہا ہوں ۔ فنانس بل ہو یا Ordinary بل ہو اس کی پہلی ریڈنگ میں objects of the bill پر بحث ہوتی ہے ۔ پھر oppose کرتے ہیں ۔ اور اس میں یہ ہے کہ فنانس بل کسی کمیٹی کو ریفر نہیں کیا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم صاحب آپ صرف اصولوں پر بحث کریں ۔

مخدوم حمیدالدین : وہ contents discuss کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ ایوان محدود نہیں ہے اس پر اور رولنگ بھی موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت رولز کیا تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی تھے ۔ یہ میں فنانس بل کی رولنگ دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو شاید یہ علم نہیں کہ اس زمانے میں اگر فنانس بل out-vote بھی ہو جاتا تھا پھر بھی وہ نا منظور نہیں ہوتا تھا ۔ جس زمانے کی آپ بات کر رہے ہیں اس سے اب رولز مختلف ہو سکتے ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : But, Sir, it is the scope of the discussion that could not have been different.

Mr. Speaker : The very principles of the Bill can be discussed. Makhdoom Hamid-ud-Din, please continue.

مخدوم حمید الدین : چونکہ وزارت خزانہ ایک بحران سے دو چار ہے تو ظاہر ہے کہ میں یقیناً ہمدردی کے جذبات سے معمور ہوں ۔ البتہ میں نے ابتدائی

گذارشات میں خصوصی طور پر جناب وزیر خزانہ کی پذیرائی حاصل کرنے کے لیے یہاں عرض کی ہے ۔ شاید وہ گذارشات میں ان تک رسا نہ کر سکا ۔ البتہ اب وہ تشریف لائے ہیں تو میں آپ کے توسل سے ان کی توجہ فرسٹ شیڈول کے سیکنڈ slab کی طرف مبذول کراؤں گا کہ جہاں اس سے پہلے جو شیڈول تھا اس میں مالیہ کے مطابق ٹیکسیشن برابر تھی یہاں ڈیڑھ گنا ہو چکی ہے ۔ تو میں principles یہ adduce کرتا رہا ہوں اور کر رہا ہوں کہ پہلے کے مقابلے میں اس وقت جو تھوڑا مالیہ گزار ہیں شاید بظاہر ٹیکسیشن کی terms میں تو ان کے ٹیکس میں کمی ہو مگر incidence of agricultural taxation کے حساب سے جو incidence ہے وہ ان کے اوپر زیادہ ہے اور نیچے وہ incidence کم ہو رہا ہے ۔ حالانکہ زیادہ ٹیکس گزار کے اوپر economic effect of taxation زیادہ ہونا چاہیے تھا ۔ یہ میرا major principle ہے ۔ تو میں اس کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا کہ سیکنڈ slab میں پہلے برابر تھا اور اب ڈیڑھ گنا کر دیا گیا ہے یعنی 600 کے اوپر 600 سابق ۔ 600 کے اوپر 900 موجودہ ۔ تو یہ ڈیڑھ گنا ہو گیا ۔ آپ یہ فرمائیں گے کہ بھائی یہ تو ڈیڑھ گنا ہو گیا ۔ میں یہ عرض کروں گا 600 تو وہ پہلے بھی ادا کرتا تھا ۔ اب اس کے اوپر 300 اضافہ ہوا ہے اور 300 جو ہے وہ 600 کا 50 فیصد ہے ! اس لحاظ سے first slab پر وہ ایک سو ادا کرے گا ۔ دوسرے slab میں جو 500 سے 750 تک ہے وہ 50 فیصدی ہوگا اور تیسرا slab جو 800 سے 1000 کا ہے اس پر پہلے ڈیڑھ گنا تھا تو اب یہ 1200 ہو گیا ۔ اگر 800 کا دو گنا ہے تو یہ 1600 ہو گیا ۔ تو یہاں یہ ہے کہ 1600 اور 1200 کا جو تناسب بنایا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم صاحب یہ آپ تو تفصیلات میں چلے گئے ہیں ۔ اصولوں پر بحث کریں ۔

مخدوم حمیدالدین : چلیے میں اس کے اصول بتاتا ہوں ۔ اب میرے نقطہ نگاہ سے تیسرے سلیب میں پہلا ایک سو increased incidence دوسرے پر 50 فیصدی ہو ۔ تیسرے کی تیسری slab پر یہ 33 فیصدی ہو گیا تو یہ متواتر descending scale ہے حتیٰ کہ نو سو ۔ دس سو اور گیارہ سو کے اوپر پہلے بھی nil تھا اور اب بھی nil ہے ۔ کیا یہ نہیں ہے ؟ ایک جیسا ہے ۔ چھ گنا پہلے تھا

اور چھ گنا اب ہے ۔ سات گنا پہلے تھا اور سات گنا اب ہے ۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے اوپر نہیں ہے ۔ تو اس سے incidenec of agricultural taxation کا جو اصول برآمد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ 200 سے 500 کے درمیان کے slab کے اوپر تو 100 فیصدی ہے ۔ 500 سے 750 کے slab کے اوپر 50 فیصدی ہے ۔ 800 سے 1000 کے slab کے اوپر 33 فیصدی ہے ۔ 2000 سے 4000 کے slab کے اوپر 20 فیصدی ہے ۔ 4000 سے 6000 کے اوپر سولہ سولہ فیصدی اور 6000 سے 36000 کے سلیب کے اوپر ساڑھے بارہ فیصدی ہے اور اس کے بعد نو ہزار ۔ دس ہزار اور گیارہ ہزار سے اوپر برابر کیا ۔ گنا نہیں کیا ۔ یعنی سابق اور موجودہ ۔ اور پھر اگر چھوٹے مالیہ گزار اور بڑے مالیہ گزار کے incidence کا موازنہ کیا جائے تو اس کے بعد چھوٹے کے اوپر یا بڑے کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں ۔ تو صرف اتنی عرض کرنی مقصود ہے کہ 200 والے کے اوپر تو 100 فیصدی اور دس ہزار والے کے اوپر کچھ نہیں ۔ یعنی in terms of incidence یہ increase نہیں ہوا اور برابر ہے ۔ تو معلوم ہوا کہ اس ٹیکسیشن میں وہ تو متاثر نہیں ہوا ۔ چاہے وہ دس ہزار ادا کرتا ہے اس پر additional incidence کیا بنا ؟ وہ تو پہلے بھی دیتا تھا ۔ دو سو روپے اور پانچ سو روپے کے slab والے پر تو increase of incidence سو فیصدی ۔ پھر 50 فیصدی ۔ پھر 33 فیصدی ۔ پھر سوا بارہ فیصدی ۔ اس کے اوپر نو ہزار ۔ دس ہزار اور گیارہ ہزار کے بعد وہ same ہے ۔ تو in terms of incidence وہ suffer نہیں کر رہا ۔ تو میرے خیال میں آپ میرے اصول کو سماعت فرما کر اس کو تسلیم فرما چکے ہیں ۔

تو جناب والا ! اس لحاظ سے ٹیکسیشن کی شرح مختلف اضلاع کے لیے جہاں مال مستقل ہے یا مال غیر مستقل ہے ۔ اس حساب سے بھی میں calculate کرکے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں آٹھ روپے ۔ نو روپے اور کچھ آنے ہے مثلاً ضلع رحیم یار خان میں 9.73 روپے ہے ۔ وہاں چھوٹا مالیہ تقریباً 20 ایکڑ والا بھی مالک اس incidence کے attack سے متاثر ہوگا ۔ فرض کر لیجیے کہ رحیم یار خان میں چھ روپے خریف کے ہیں اور اس کے بعد کچھ ربیع کے ہیں تو وہ نو روپے اور کچھ آنے بنتا ہے ۔ تو اس لحاظ سے وہاں بیس ایکڑ والا جو ہے ، وہ اس incidence کے effect سے متاثر ہوگا اور لائل پور میں کہیں بارہ روپے اگر بنتا ہے تو وہاں میری calculation کے مطابق سترہ ایکڑ والا بھی اس Agricultural Taxation سے

adversely متاثر ہوگا ۔ اس لحاظ سے اگر آپ صرف گنا کے terms میں نہیں ، بلکہ اس کے actual اقتصادی brunt کے لحاظ سے بھی جس کی آپ lay-man کی language میں تفہیم فرما لیں تو اس سے سترہ ایکڑ والا بھی لائل پور میں اور بیس ایکڑ والا رحیم یار خان میں اس brunt سے متاثر ہوگا ۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوشلسٹ معیشت میں ایک ستم ظریفی کے مترادف ہے ۔

اس کے علاوہ جناب عالی ! میں اور عرض کروں گا کہ زیر سیکشن 7 with reference to Section of the earlier Act. کسی لوکل اتھارٹی کے پاس اگر کوئی عمارت اس کے زیر انتظام ہو تو ان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ۔ جبکہ سابقہ قانون میں وہ عمارتیں مستثنیٰ تھیں جو کہ یا تو پبلک use میں تھیں یا ان سے کوئی profit نہیں حاصل کیا جاتا تھا ۔ لیکن اب ہر قسم کی عمارت مملوکہ میونسپل کمیٹی مستثنیٰ ہوگی ۔ تو جناب والا ! اس لحاظ سے فرض کیجیے کہ لاہور کی میونسپل کمیٹی نے شاہ عالمی میں اگر ایک سو دکانیں بنائی ہوئی ہیں تو وہ اگر profit بھی لے رہی ہوں تو ان کے اوپر جو ہزاروں روپے کا کرایہ وصول ہوتا تھا ، وہ اب نہیں ہوگا اور اس کے علاوہ تمام صوبے کی میونسپل کمیٹیوں ، ٹاؤن کمیٹیوں ، مارکیٹ کمیٹیوں اور جتنی دوسری لوکل اتھارٹیز ہیں ، ان کی جتنی جائیدادیں ہیں ، چاہے profit پہ استعمال ہو رہی ہوں ۔ سابقہ ایکٹ میں اگر وہ ٹیکس ادا کرتے تھے اب وہ ان سے مستثنیٰ کر دیے گئے ہیں ۔ اس لحاظ سے بھی جناب والا ! جو لاکھوں روپے کی آمدنی کمیٹیوں سے ۔ عوامی Exchequer میں آتی تھیں ، اب اس کو اس کا خسارہ قبول کرنا ہوگا ۔

جناب والا ! کورٹ فیس سے متعلق میں کچھ عرض کروں گا کہ قبل ازیں استغاریہ دعووں کے اوپر ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا چونکہ آپ اس پیشے سے ظاہر ہے کہ متعلق ہیں ۔ جناب کو یاد ہوگا کہ اس سے قبل آپ اور ہم استغاریہ دعووں کے اوپر ad valorem fees لگایا کرتے تھے اپنی صوابدید اور اپنی conscience کے مطابق ۔ باقی جو دعوی جات ہیں ۔ دخل بابی ہے ۔ دوسرا ہے ، تیسرا ہے ، اس کی مالیت کے حساب سے شیڈولز وغیرہ بنے ہوئے ہیں ، اس کو consult کرکے لگاتے تھے declaration suits کر لیے ad valorem بھی ہم لگایا کرتے تھے ۔ تو اب چاہے آپ کو ڈیکلیریشن بھی حاصل کرنا ہو ۔ جناب والا ! یہ ہے کہ ملک غلام نبی صاحب کا مکان ہے ۔ یا ان کی جائیداد ہے ۔ یہ کراچی

تشریف لے گئے تو پیچھے سے جیسے ہمارے ملک میں ہوا کرتا ہے ، انہوں نے اپنے نام انتقال کرا دیا اور دو شہادتیں بھی کرا دیں ۔ یہ میرے دوست واپس تشریف لاتے ہیں ۔ یہ کورٹ سے کہتے ہیں کہ قبضہ میرا ہے ۔ اس میں رہتا میں ہوں ، قیام پذیر میں ہوں ۔ اس کے جملہ جتنے مفادات ہیں ۔ ان سے متمتع میں ہو رہا ہوں ۔ اس سے مستفیض میں ہو رہا ہوں ، تو مجھے ڈیکلیریشن عطا فرمائیے کہ مکان واقعی میرا ہے ۔ تو اب کورٹ کہے گی کہ پہلے تو ad valorem لگا دیتے تھے ۔ دس روپے کی لگا دیں ۔ دو آنے کی لگا دیں ان کی conscience کے اوپر ہے مگر اب جو ہے ۔ تو مکان کی پوری مالیات کے اوپر کورٹ فیس لگا کر یہ ڈیکلریشن حاصل کر سکتے ہیں ۔ تو اس لحاظ سے میں یہ عرض کر رہا تھا جیسا کہ ہمارے ملک میں ایک معاشرتی مسئلہ ہے ۔ مثلاً پردہ نشین لیڈیز کا ۔ انگریز کے دور میں بھی قانونی طور پر پردہ نشین لیڈیز کو خاص مراعات دی گئی تھیں اور یہاں لارڈ میکالے نے اس کے لیے اس لئے لکھا تھا کہ چونکہ یہ ایک سوشل کسٹم ہے ۔ میں اس کو juridical rules کے اوپر نہیں پرکھ سکتا ۔ یہ کسٹم ہے ۔ انڈیا کا اس وقت کا ایک معاشرتی نظام ہے ۔ چونکہ پردہ نشین لیڈیز کی بہت سی short comings ہوتی ہیں ۔ اس کی بہت سی مجبوریاں ہیں ۔ وہ اپنے تحفظات نہیں کر سکتیں وغیرہ وغیرہ ۔ پردے کی رسوم ہیں ۔ یہ ہے ۔ وہ ہے ۔ تو وہ بھی رعایت دیتے تھے ۔ جناب والا ! اگر کسی پردہ نشین کی کوئی جائیداد وغیرہ ہے تو وہ اس کی کما حقہ حفاظت اس طرح نہیں کر سکتی جیسا کہ میں اور ملک غلام نبی صاحب مقابلہ کر سکتے ہیں ۔ اس سے اگر کسی قسم کا دھوکہ ہوا ہے تو اس کو بھی ad valorem لگانے کے بجائے مالیت کے اوپر assess کر کے لگانا ہوگا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی سنگین صورت حالات پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں ۔

جناب والا ! مثلاً اس سے پہلے دعویٰ دخل یابی اراضی کے اوپر ہم دس گنا مال مستقل کے اوپر لگایا کرتے تھے اور 15 گنا غیر مستقل کے اوپر ہوتا تھا ۔ مثلاً یہ ہے کہ مال مستقل کسی جگہ کے اوپر چار روپے کا ہو ۔ اس کو دس سے ضرب دیں تو چالیس روپے کا ہو گیا ۔ اب یہ ہے کہ اگر کوئی کپاس کا معاملہ ہے ۔ فرض کیجیے آپ کا کپاس کا لین دین ہے ۔ ستر روپے اس کی فی ایکڑ کی

پیداوار ہے - پندرہ سے ضرب دیں - پندرہ اوور سٹر ، مالیت کے اوپر ، وہ 1050 ہو جائے گا - اس سے پہلے یہ بات نہ تھی -

اس کے علاوہ جناب سپیکر ! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اب اس کے سلسلے میں ایک اور مشکل کا اضافہ ہو چکا ہے - اس کو بغور آپ نوٹ فرمائیں - جناب والا ! قانون کے اعتبار سے جہاں مالیت دعویٰ پچیس ہزار تک پہنچ جائے تو پھر ہائی کورٹ میں آنا پڑتا ہے - اب پندرہ گنا جب آپ اس کے اوپر لگائیں گے تو پچیس ہزار کے دعوے تو ہزاروں ہو جائیں گے - یعنی اب کتنے آدمیوں کو suits file کرنے کے لیے ہائی کورٹ میں آنا پڑے گا - جب کہ لوئر کورٹس میں پہلے یہ دعویٰ جات institutes ہو سکتے تھے -

مسٹر سپیکر : ہائی کورٹ کی Original Civil Jurisdiction کب سے شروع ہوئی ہے - Extraordinary Civil Jurisdiction تو ہے ہائی کورٹ کی - لیکن Ordinary Original Jurisdiction of the High Court . . . . .
Appellate jurisdiction to the District Court or to the High Court.

مخدوم حمیدالدین : آخر یہ ایک قسم کی jurisdiction آپ تسلیم فرماتے ہیں کہ extraordinary ہے -

It is a form of jurisdiction and it is there. It is exercisable.

اگر آپ میرے اس بیان کا تاثر یا effect اتنا determine چاہے نہ کریں تو partly تو آپ مجھ سے agree فرمائیں گے -

A form of jurisdiction of course is there. It may not be exclusively that way.

مگر یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ہے ہی نہیں -

مسٹر سپیکر : اس میں تو کوئی تخصیص نہیں ہے کسی رقم کی - Extraordinary Civil jurisdiction میں تو ہائی کورٹ کی کوئی تخصیص نہیں ہے -

Let us be relevant.

مخدوم حمیدالدین : فرسٹ اپیل کے لیے -

مسٹر سپیکر : ہاں اپیل ٹھیک ہے ۔ آپ تو suit کی بات کر رہے ہیں ۔

مخدوم حمیدالدین : I am very sorry ۔ میں نے سمجھا کہ شاید میں اپیل یہ عرض کر رہا ہوں ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ فرسٹ اپیل کے لیے ۔ تو وزیر خزانہ صاحب اس کی تصحیح فرما لیں ۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ فرسٹ اپیل کے لیے جہاں subordinate courts میں اپیل prefer کر سکتے تھے اب اس taxation کے اعتبار سے چونکہ مالیت بہت سے دعویٰ جات کی بڑھ جائے گی تو فرسٹ اپیل کے لیے necessarily آپ کو ہائی کورٹ میں آنا ہوگا ۔

تیسری بات ۔ اس کا فلیٹ ریٹ ساڑھے سات فی صد مقرر ہوا ہے ۔ وہ دوسرے شیڈول میں آپ کے کورٹ فیس ایکٹ میں شرح جو ہے ساڑھے سات فی صد جائیداد پر مقرر کر دی گئی ہے ۔ اور وہ فلیٹ ریٹ مقرر کر دیا گیا ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے چھوٹے دعوے کرنے والوں کو نقصان رہے گا ۔ میری دانست میں ان کو بھی نقصان رہے گا ۔ اور اس سے بہت سے افراد متاثر ہوں گے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ jurisdiction value اور کورٹ فیس کی value ہمیشہ distinct ہوتی ہیں اور jurisdiction value میں enhancement نہیں کی گئی ہے ۔ صرف کورٹ فیس میں enhancement ہوئی ہے ۔ اس سے فرق نہیں پڑے گا جو آپ فرما رہے ہیں ۔

مخدوم حمیدالدین : وہ cosult کر لیں گے ۔ پھر مزید اطمینان کر لیں گے ۔ جناب والا ! اس کے بعد میں ایک اور جو اس فنانس بل کا حصہ ہے ، اس کے متعلق جناب وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ پیشتر ازیں فیملی کورٹس ایکٹ کے تحت مستورات کو حق نالش دیا گیا تھا جس میں سابقہ طور کے مطابق ایک روپے کی فیس اس کو لگانا پڑتی تھی ۔ اب اس کی شرح بڑھا کر پندرہ روپے کر دی گئی ہے ۔ مستورات جو مطلقہ ہو چکی ہیں ۔ جن کا حق مہر باقی ہے ۔ یا جن کا نان و نفقہ کی یا کوئی اور کشیدگی ہے ، کوئی مسئلہ ہے ، تو وہ فیملی کورٹس ایکٹ کے تحت ایک روپے کی فیس پہ اپنے دعوے کی سماعت کرا سکتی ہیں ۔ اب جب کہ 15 روپے ان کو خرچ کرنا پڑیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس بات کا احساس فرمائیں گے کہ مستورات کی 50 فیصد پاپولیشن سے کیا یہ

قرین انصاف ہوگا کہ ان کو اس قسم کے ٹیکس سے مضرت کا شکار کرایا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں کاٹن ڈیوٹی سے متعلق کچھ عرض کروں گا کہ سنٹرل گورنمنٹ نے حالیہ بجٹ میں ایکسپورٹ ڈیوٹی 35 فیصد سے بڑھا کر 45 فیصد کر دی ہے۔ پہلے ہی export duty 35 فیصد سے بڑھا کر 45 فیصد کر دی گئی ہے۔ لیکن شائد ہمارے محترم وزیر خزانہ اس سے بھی مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے مزید ٹیکس لگا دیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہی کہا جاتا ہے کہ یہ تو بھئی ginners سے وصول کیا جائے گا۔ مگر آپ اگر ان کا تجزیہ نفس کریں تو کیا وہ کاشتکاروں سے یہ اضافہ وصول نہیں کریں گے۔ جناب والا! کیا measures ہیں حکومت کے پاس ایک اور indivIdual کے پاس جس سے کہ ginner اگر ریٹ میں کمی کرنا چاہے تو اس کے against defend کیا جا سکتا ہے۔ کوئی قانونی remedy میرا مقصد ہے کہ کوئی نہیں ہے۔ اور ہولڈ کرنے کی پاورز جو ہیں وہ زمینداروں یا عام چھوٹے کاشتکاروں کے پاس ہیں نہیں۔ کہ وہ ginner ایسے capitallst کے ساتھ وہ مقابلہ کر سکیں۔ اپنی پیداوار کو hold back کر سکیں یہ تو ان کی سکت نہیں۔ ان کی ضروریات کے پیش نظر۔ ان کی معاشی حالت کے پیش نظر۔ ان کی معاشی مقتضیات کے پیش نظر قانون ان کو کوئی protection نہیں دیتا کہ وہ ginner کو مجبور کر سکیں کہ یہ اضافہ جو ہو رہا ہے یہ ہماری قیمت کے اوپر اثر انداز نہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب سنٹرل گورنمنٹ کے وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ کی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ اگر ginners behave نہیں کریں گے تو پھر ہم سٹیٹ ٹریڈنگ کریں گے۔ ارے صاحب! آپ ذرا یہ اندازہ فرمائیے کہ یہ کیسے ممکن ہوگا کہ پورے ملک بھر کی کپاس جو ہے تو اس کی خرید و فروخت اور آڑھتی کا کام بھی آپ خود کریں گے۔ اگر ginners behave نہیں کریں گے تو یہ کیسے establish کیا جائے کہ جناب! ginners behave نہیں کر رہے۔ مجھے یاد ہے پچھلی مرتبہ اور اس سے پچھلی مرتبہ بھی آپ نے بورڈ آف ریونیو کے ایک معزز ممبر کو بھجوایا تھا اور انہوں نے باتیں کیں تھیں۔ زمیندار کاشتکار وہاں چیختے رہے کہ جناب دس دس روپے ملتان سے یا فلاں جگہ سے margin ہمیں کام مل رہا ہے اس کے باوجود وہ ان کو compel نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ اس کی کوئی legal remedy موجود نہیں ہے۔ صرف اس بات کا مژدہ سنا کر

سنٹرل گورنمنٹ جو ہے وہ سٹیٹ ٹریڈنگ کرنے لگے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عملاً حقائق سے بہت دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا ۔ تو اس لیے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یا تو صوبائی حکومت support price مقرر کر دے جیسا کہ کل پرسوں نوائے وقت میں پنجاب ایگریکلچر ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک بیان آیا ہے جس میں انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ 85 روپے کی support price اگر مقرر کر دیں تو پھر آپ کی مرضی ہے کہ آپ ginners کے اوپر یا کسی اور کے اوپر مزید ڈیوٹی لگائیں تاکہ کاشتکار کی پیداوار جو ہے وہ نرخوں کے اعتبار سے محفوظ و مامون ہو جائے ۔ اور اس سے ہمیں کسی قسم کا بھی کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہوگا ۔ تو جناب والا ! اس کو بھی آپ پیش نظر رکھیں کہ بین الاقوامی قیمت جو ہے 165 روپے ہے ۔ جب کہ کپاس کی cost of production جو ہے وہ 65 روپے ہے ۔ تو اس لحاظ سے آپ اگر کاٹن کی support price کا ڈیکلیریشن دے دیں تو پھر ہمیں کوئی اعتراض کا موقع نہیں ہوگا ۔

تو جناب والا ! ان گزارشات کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ اگر بجٹ اپنے عظیم مقاصد کی تکمیل نہ کر رہا ہو جس کا کہ وہ دعویدار ہو تو پھر یہ اپنے مجموعی مزاج و طبیعت ۔ ایمان و ایقان کے لحاظ سے نہ عوامی ہے نہ فلاحی ہے بلکہ اپنی سیرت اور رجعت پسندانہ طبیعت کے پیش نظر نظریاتی معیشت کی بنیادوں کو بھی تاخت و تاراج کر رہا ہوگا ۔ تو جناب والا ! اس لیے کہ ہم میں نظریاتی تضاد ہے ۔ قول و فعل میں تضاد ہے ۔ عمل متضاد ہے جیسا کہ ہمارے اس فنانس بل کے مندرجات سے پوری طرح وضاحت و صراحت سے بالکل عیاں اور ثابت ہے ۔ تو اس لیے میں وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس بجٹ پر نظر ثانی فرمائیں ۔ اس کو recast کریں ۔ اور اس کو حق و صداقت کے سانچوں میں ڈھال کر قبول عوام کے لیے دوبارہ پیش کریں ۔ اپنی نظریاتی وفاداری اور دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے اسے دوبارہ پیش کریں اور ہمیں اس کے اوپر دوبارہ جنرل ڈسکشن کا موقع عطا فرمائیں ۔ انشا اللہ تعالیٰ ہم ان کی صحیح معنوں میں پر خلوص طریقے پر خدمت گزاری کا ثبوت دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر تاج محمد خانزادہ آپ کتنا وقت لیں گے تاکہ مجھے اندازہ ہو جائے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : بہت تھوڑا وقت لوں گا۔

مسٹر سپیکر : کچھ اندازہ تو بتائیں ۔ کیونکہ آج جمعہ ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : میں زیادہ سے زیادہ 15 منٹ لوں گا اور جیسے آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ ہے اس واسطے نیک باتیں ہی کروں گا ۔

مسٹر سپیکر : بہت اچھا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada (Campble Pur 1) : Sir, I wish that the Leader of the House was here. I thought we had the good fortune of having him here for the last two days but it is my misfortune that he is not present here to listen to me although he has got the loudspeaker fitted in his chamber. A number of constructive suggestions regarding Budget for 1973-74 were brought before the House by members of the Opposition. In his reply, yesterday, the Leader of the House gave cermon on the Mount of Sunai wherein he dealt with the subject of how the three categories of bureaucrats can be reformed, and how he wants to usher in an era of nationalism, so that he can reform the world. The Leader of the House, the so-called Moses, is usually absent on the Mount of Sunai and his brother, Haroon, Mr. Ramey looks after the House. The Minister for Finance sits over the coffers of Punjab's exchequer and also controls the Golden Calf of Saamair. My only submission to him is that he, like the powerful Hazrat Haroon, should look after the Saamair. They are running after the Golden Calf by hunting for depots of wheat and sugar. I have no doubt that the result eventually will be, what happened to followers of Moses, and what will happen to them, if they continue running after wheat, Dalda, and sugar depots to enrich themselves.

Sir, Socialism has been talked over and over again in this House. I feel that a number of things brought out in the mani-

festo of this party—the Peoples Party—are certainly worth implementing as early as possible, and as quickly as possible, but the material resources of this country and other limitations are certainly there, Rome was not built in a day. Sir, the out-right condemnation of the Capitalistic System in this House, is not justified. I certainly cannot be a party to the out right condemnation of a system which has paid dividends all over the world and today, the most advanced countries like America, France and Germany have been developed and have achieved prosperity under the system. The declared policy of the Central Government is that our economic policy in this country will be public as well as the private enterpreneur —a very healthy mixture for the development of a progressive country, and for those countries in Asia who achieved their freedom not very long ago. Therefore, I will invite the attention of our socialist ; I call him a socialist because I know he will jump up in his chair if I call him a communist. I will refrain from calling him that. I call him a socialist, as he professed in his last speech. Will you take note of the fact that all the public sector industries and projects in this country for the last 25 years, except of cement, have run at a loss ? I do not belittle the achievements of the PIDC for setting up some of the major and basic industries in this country, when private entrepreneurs were not forthcoming. But let us not forget that where initiative is killed, there the industrialists cannot progressively take decision, and quick decisions in the industries is a must. So while I appreciate the fact that Punjab is going to have a Development Board, I hope we will be conscious of the fact that this Board will be so constituted that our Public Sector industries will be in a position to compete with the private entrepreneurs. The Government should get the help of the private industries in the know-how and I think there will be no harm.

Sir, money earned by honest means is no crime. It is the way of earning money, and it is the way of spending money, that can be objectionable. If the money, as our Leader of the House yesterday pointed out, has been got by criminal means, by sucking of blood which is unconstitutional and against the canons of civilisation of Islam, certainly such wealth deserves confiscation. I will be with you. But if somebody has made a huge contribution, and he has spent money the way it should have been, then please let that not be a sign of crime. It should be a sign of healthy development and an act of appreciation. Cheap and sensational slogans do not make great nations.

Sir, I have seen the anxiety of the Government both on the floor of this House, and also in the papers about the rising prices of everyday use commodities. We are all at one with them in curbing the price spiral, but the price spiral is a natural consequence of the circumstances under which we took over this disintegrated country after the fall of Dacca. But let me tell the Minister for Exchequer, that the commodities' prices can only be brought down by greater production and not by legislative measures. Legislation and punishment may be a deterrent, but it will not result in bringing down prices, unless we gird up our loins and take the pick and the axes to which he has referred in his speech, and dig with it till we can produce so much that we can not only feed ourselves but export out of it. Sir, in that context the allocation for the agriculture within the means of this province is certainly a step in the right direction and I wish it could be taken much earlier. If we had taken our steps in that direction earlier to develop our agriculture, we would have not been going round the World, with a begging bowl asking for PL-480 assistance from imperialistic countries, to whom we are made to bow for political affiliations. If we, the people of Pakistan, with whatever remains of it with us, take the pick and the axe and

gird up our loins, with the blessing of God, we can, I am sure, become most viable economically and progessively run this country. And with God's help and our unity, I am sure, when we strive we shall achieve self-sufficiency in many of these items. There are certainly black sheeps in our society, who are creating scarcity—an artificial scarcity—and the Government will be welcome to get hold of those anti-social elements and make an example of them.

(*At this stage Miss Nasra Khokhar occupied the Chair*).

Sir, the Government has given huge subsidy for wheat for fertilizer and for a few other things like insecticides and pesticides. Much as we appreciate the subsidy, which will go to ameliorate the hardships of the average man in the country, but now let us search our hearts, the predominating population of this country lives in the villages approximately 70 to 80% and all the argicultural produce comes from the hard working, toiling, sweating millions of these villages. Now any subsidy at the cost of the agriculturists—I do not say that the agriculturist has not been given a reasonable price—but if out of that reasonable price, the subsidy is taken out at his cost, then certainly I feel that that part of the population deserves greater consideration, against the concentrated, agitative population who can take out processions and compel the Government to make a particular action. We shall be honest enough to come out once for all and tell our people what we have and what we have not, and take them into confidence about what we have not. I appreciate Government move for having increased the price of wheat from Rs. 17·00 to Rs. 22·50 but I still feel that there is scope for increase in this price, because the landed cost of wheat produced mechanically on vast tracts of land in advanced countries is still far higher than what we pay to our poor farmers. Sir, this is a matter which certainly

deserves reconsideration and specially in Punjab which was the granary of the country.

Sir, the move for the insecticides and fertilizer is a very welcome again because the insecticides and the protection of the plant is a must. My only submission is that we should be made self-sufficient in insecticides as early as possible so that we do not depend for them on any other source. Sir, the subsidizing of sprayers at the moment in order to persuade our farmers to protect their plants is also a move in the right direction. We must see that the use of insecticides and sprayers is encouraged, and if the farmers of Punjab are encouraged in protecting their plants, I am sure that our production will increase in one year by not less than 30 percent.

Sir, I will come again to the industrial development for which a very small sum of 3.5 crore has been allocated in the budget. Although our province shall be borrowing 100 crores of rupees from the Centre, we have been told generally how that money will be spent, but we have not been told the specific projects on which that money will be spent. But I would say that in designing our projects we must have the best of experts to design our industries for the next fifty years and not for tomorrow. This is a must sir, in setting up our specifications for textile, sugar, cement and other industries. A move for the nine backward and neglected districts of this province has been made in this budget. Although the amount which has been allocated for these districts is substantially more than what has been given to these unfortunate people in the last 25 years, but to my thinking the amount of 7 crore of rupees is insufficient to meet even the primary needs of these nine districts. I am sure the government is alive to their difficulties, and their hardships, and they will add to this fund at the first available opportunity.

Sir, there are certain small schemes such as laying of canals in the backward areas. Although I see from the budget that certain allocations have been made for implementation of those projects, but Sir, the distribution of water between Sind and Punjab is still the stumbling block for the implementation of these schemes. Sir, my request to the Punjab Government and to the Leader of this Hon'ble House is that this very small amount of water ranging from 500 cusecs, to 1000 cusecs, should hardly be a matter of consideration to wait for the major decisions of hundreds and thousands of cusecs, of water. Sir, I hope you will be gracious enough to issue immediate orders that the small amount of cusecs, needed for the backward areas will be met from within their present resouces of Punjab, and the unfortunate people of nine districts of Cambellpur, Jhelum, Rawalpindi, D.G. Khan, Mianwali, Muzaffargarh and other districts will at least get their little water so that their children can see something green on the ground.

Sir, now I will come to the transport. The transport system for any development in the country is a must. No country can develop economically without its lines of communication and its transport. The Government of Punjab for the first time has allocated sunstantial sums of money to re-establish the Transport Board and the transport system in Punjab specifically. Sir, transporters all over this country have made huge profits, but I am surprise to note that the transport has been running at a loss. But the reasons are obvious. If you look back to the history of Transport Board, every time a *persona-non-grata* Inspector General of Police, who did not succumb to the whims of the ruling party, was dumped as the Chairman of the Transport Board. Sir, being an expert in maintaining law and order, over a night he became an expert of transport system. As long as those Inspectors General of Police continue to obey the legal and illegal orders of the ruling

clique, they could feed themselves on the ill gotten wealth, get plots in Shadman Colony, make bungalows, get over the control of spare parts and also employ their relatives and relations. Sir, nepotism went to the extent of absurdity in Transport Board. The result would have been only this i. e. degeneration, nepotism, corruption and every type of undesirable thing. Sir, I hope the present government will learn from the faults of the previous functioning of this Board and they will set up a Board on a sound footing. Though it is a semi-autonomous body, but my submission will be that there should certainly be some public representative from this House on the Board, who can voice the feelings, and this Board should have a balance-sheet of its own like the Railway Board, which should also came before the Assembly.

Sir, next I come to the low cost housing. This is certainly the need of the hour. I see my smiling minister, and I don't know what comments he has to offer on that, but I like him smiling rather then jumping in his seat, in his impatience to answer.

Minister for Finance : Madam Speaker, Finance Bill is under discussion and my learned friend has lost 20 minutes dilating on budget in general. Actually we are discussing today the "taxation", "the Finance Bill", and since my learned friend rose to speak, he has not uttered even a single sentence in relevance to that bill which is under discussion.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Madam Speaker, I can talk on every thing under the sun as long as that is in the Province of Punjab. Let my honourable friend, the Finance Minister, not get panicky about it. If we could listen to you for three hours, please bear with us for half an hour.

Minister for Finance : You would bear me out that I am not at all impatient, I am rather.....

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am very grateful to you and I know that you can teach us because of your previous experience. We are prepared to learn all parliamentary ethics and practices and we shall continue to learn as long as we live. I hope the present Speaker will bear with us because, she had already in her speech dubbed us as though we don't understand any accounting of budget but inspite of our lack of knowledge about understanding of budget I still feel that you will listen even to the ignorant.

Sir; there are 110 quarters and 300 house multi-storeyed buildings which are going to be constructed in Rewaz Garden where you can take a procession, and say my dear friends and workers, we have created a Dusseldorf in Hambergh for you, we have created a paradise for you in Lahore, but Sir, you are running far away from the realities of life.

(*At this stage Mr. Speaker occupied the Chair*)

Sir, nobody will deny the importance of low-cost housing schemes for our people but we must look at the climatic conditions and our own way of living. It would be much better that we acquire large tracts of land where we lay out roads, where we make schools, where we make hospitals, where we make parks for our children and give five to ten marlas to each person to make a katcha house. We cannot confine our people to these two rooms in summer. They will be like furnace. Our system of living does not permit our workers to live in these multi-storeyed buildings. They may be show pieces, but certainly they will not serve the purpose of ameliorating the hardships and providing comfortable living accommodation to our people. I feel there is certainly large scope for recasting of this policy of building Houses.

Mr. Speaker: You have taken 10 minutes more than your time. Please try to wind up.

Mr. Taj Muhammad Khanzada: Alright, Sir, I will cut it short. Now, I come to the tricky and very sensitive question of Socialism again. I don't know why our honourable Minister for Finance wishes to put this very bitter pill down the throat of every body. I wish Musawaat-e-Muhammadi could solve all the problems. Our problems could be solved through this very sweet nectar rather than pushing this very obnoxious word down our throat. Socialism eventually leads to Communism and Communism, Sir, is a Godless society. Being fully aware of the sentiments of the people of Pakistan, I am sure they will tolerate any thing but a Communist society. So, let us not take the first step in the direction which will guide them to the ultimate end which we do not accept. Please give us social reforms, give us a progressive economy, and give us a Welfare State, but with the faith which we profess, for which we live, and for which we die. What is happening to the Socialism, Imperialism? By Socialist Imperialism, I am referring to the USSR. What have they done in East Pakistan? What have they done in Kashmir? What have they done to the 93 thousand prisoners of war still held in India? And what is that Socialist Imperialism doing today? They are running to the biggest capitalist country asking for aid both in science as well as wheat. If we have to learn from the experiences of these Imperial Socialists, then why not our own ideology? There may be a lot of good things in that system, but they were taken from us. When our Minister says that they want to revive the pristine glory of Islam, who will deny that? No Mussalman can stand in their way. Everybody wants to revive that glory but let us become models and examples of Islam ourselves before we endeavour to tread that path. In this small country which has been left to us now, we shall all presevere and endeavour to preserve the ideology of Pakistan for which we suffered in blood and material. I know that the Speaker is becoming impatient and he will be ringing his bell soon. Therefore, in deference to his wishes I end my speech.

God bless Pakistan.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ صاحب ! کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ جو ترامیم آپ نے دی ہوئی ہیں وہ اسی میں discuss ہو جائیں ۔ میں آپ کو وقت زیادہ دے دوں گا ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan: No limit can be fixed for the discussion of the Finance Bill.

Mr. Speaker: Thank you.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس پر یہ رعایت تو میں فی الحال نہیں لینا چاہتا ۔ اگر ضرورت پڑی تو ممکن ہے کہ میں گزارش کر دوں ۔

مسٹر سپیکر : آج جمعہ ہے اس لئے میری خواہش تھی کہ یہ بل جمعہ کی نماز سے پہلے پاس ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں ہمارا قصور نہیں ہے کہ جمعہ کے دن یہ فنانس بل رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ! میں عرض کر دوں کہ جس طرح بجٹ پاس ہوا ہے اگر اسی طرح یہ بھی کرانا ہے تو پھر کوئی حد نہیں ۔

مسٹر سپیکر : بہر حال میں ٹائم extend کرنے کی نیت رکھتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو آپ جمعہ کی نماز پڑھنے کی نیت ختم کر سکتے ہیں ۔ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو ایک فرض ہے جس کے لئے ہر مسلمان کو تیار رہنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان ۔ 1) : جناب والا ! ویسے میں حتی الوسع جناب کے جذبات کا احترام کرنے کی کوشش کروں گا ۔

جناب والا ! یہ فنانس بل نہایت ہی سیدھے سادھے انداز میں پیش کیا گیا ہے اور اس کے متعلق یہ تاثر دیا گیا ہے ہمارے فاضل فنانس منسٹر کی طرف سے کہ میں نے اس بل میں جو ٹیکسیشن تجویز کی ہے ۔ جو محصولات لگائے ہیں ۔ جو ٹیکس لگھے ہیں ان کا Main and major object سوشلسٹ معاشرے کا قیام ۔ غریبوں

کو فائدہ پہنچانا اور غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ۔ جناب والا ! کہ ہر غریب ، ہر وہ متضاد بیانی ، ہر غلط بیانی کی آخر کوئی حد ہوا کرتی ہے ۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ محض تقریر کرنے سے ۔ محض الفاظ کے کہہ دینے سے اس کے صفحات، اس کی وہ روشنائی ، اس کے وہ حروف جس کے ثاثرات سال کے آنے والے لمحات میں جناب والا ! پیدا ہوں گے کیا وہ مٹ جائیں گے ؟ جناب والا ! یہ فنانس بل جو چھوٹا سا مختصر الفاظ کے ساتھ دیا گیا ہے ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ ایک طرف تو اس صوبے کی معیشت پر انتہائی برے طریقے سے اثر انداز ہوگا ۔ اس کی تفصیل میں بعد میں عرض کروں گا کہ اس کے اثرات زراعت پر کیا ہوں گے ۔ اس کے علاوہ ٹرانسپورٹ پر جو اس کے اثرات ہوں گے (اس میں ایک پورا محکمہ آ جاتا ہے) وہ میں عرض کروں گا ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ ہے وہ بھی تمام کا تمام اس بل کی زد میں آ جاتا ہے ۔ اس کا بھی کوئی شعبہ باقی نہیں رکھا گیا جس پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی گئی ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ اس ملک ، اس صوبہ ، اس قوم اور معاشرے کے ہر فرد کے جائز حق ۔ صحیح اور سستے انصاف کے حصول کے متعلق جو شعبہ ہے جسے ہم Administration of Justice کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس کو بھی نہیں چھوڑا گیا ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ایک دوسرا شعبہ جو اس ملک کی بہت ہی کثیر تعداد ہے ۔ ہو سکتا ہے اب وہ at par ہو یا تھوڑا کم ہو ۔ وہ female side ہے ۔ عورتوں کے حقوق جو اس معاشرہ میں ۔ ہمارے موجودہ معاشرہ میں بہت حد تک ایک مظلوم طبقہ شمار ہوتا رہا ہے اس پر بھی چھری چلانے کی کوشش کی گئی ہے اور وہ رعایت ، وہ مراعات ، وہ انصاف کے حصول کے تقاضے جو بقول ان کے آمریت کے دور کے دئے گئے تھے ان کو اب اس سوشلسٹ دور میں واپس چھیننے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جناب والا ! اس کے علاوہ ایک اور multi-purpose چیز آتی ہے جس میں انڈسٹری اور ایگریکلچر دونوں involve ہوتے ہیں ۔ اور وہ ہے کاٹن کنٹرول کے متعلق فیسوں کا قائم کرنا ان کو مربوط کرنا اور اس کے متعلق جو کچھ اس فنانس بل میں لکھا ہے وہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے ۔ یہ میں نے شعبے اس لئے شمار کرائے ہیں کہ جناب والا ! کو اس فنانس بل کی اہمیت کا علم ہو جائے کہ معمولی سا ۔ سیدھا سادھا پچھلے سال کی طرح بل نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا بل جناب والا دیا گیا ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

جناب والا ! سب سے پہلے میں زرعی انکم ٹیکس پر آتا ہوں جس کو میرے فاضل وزیر خزانہ نے اس انداز میں رکھا ہے کہ اگر دو سو روپے تک کسی کا مالیہ ہوگا اور اس سے بڑھ کر 5 سو روپے کی حد تک ہو تو equal to land revenue ہے ۔ اور یہ حد بڑھتے بڑھتے دس ہزار روپے تک پہنچ گئی ہے کہ اگر دس ہزار روپے سے زائد مالیہ ہو تو اس پر سات گنا مالیہ ہوگا ۔ میں کہتا ہوں کہ سات گنا بہت تھوڑا ہے آپ دس گنا مالیہ رکھتے ، بیس گنا رکھتے ، پچیس گنا رکھتے ، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا ۔ اس سے ایک وہم پیدا ہو گیا ہے ۔ ایک اور شبہ پیدا ہو گیا ہے ۔ یا تو آپکی زرعی اصلاحات ایک ڈھونگ ہے ۔ جو آپ نے رچایا ہے ۔ جسے آپ نے بارہ ہزار کی یونٹ رکھی ہے اور ٹریکٹر اور ٹیوب ویل مزید دے کر چودہ ہزار یونٹ رکھی ہے تو کسی صورت میں کوئی ایسا زمیندار اس صوبے میں باقی نہیں ۔ اگر واقعی چودہ ہزار اگر واقعی بارہ ہزار ہے جس زمیندار کا مالیہ دس ہزار ہو ۔ دس ہزار مالئے سے مراد ایک ہزار بہترین زیر کاشت رقبہ ہے کیونکہ دس ہزار ایکڑ سے مالیہ نہیں بڑھا کرتا ۔ لائل پور کا یونٹ وہ شمار ہوگا جس کا یونٹ ایک سو بھی بڑھ گیا ہے ۔ جو میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ یا تو پوشیدہ طور پر آپ نے ایسے زمیندار رکھے ہوئے ہیں جن کے ایک لاکھ سے زائد یونٹ ہیں اور اگر واقعی ایک لاکھ نہیں دس ہزار یونٹ سیدھے سادھے بنتے ہیں ۔ اگر آپ کی زرعی اصلاحات موثر ثابت ہوئی ہیں ۔ حضور والا ! اگر چودہ ہزار کی صحیح حد باقی ہے تو بہترین زیر کاشت رقبہ جس کا مناسب دس روپے لینڈ ریونیو کا بنتا ہے اس پر صرف 140 روپے ہوتا ہے ۔ 140 ایکڑ پر مالیہ لگائیں تو چودہ سو سے بڑھ کر کوئی مالیہ گزار آپ کے پاس نہیں ہے ۔ یہ فگرز آپ نے کہاں سے لیں ؟ یہ کس چیز کو Justify کرتی ہیں ؟ یہ ٹیکسیشن کس زمیندار کے لئے لگا رہے ہیں ۔ اس سے دو شبہات پیدا ہوتے ہیں یا تو آپ نے وہ زمیندار باقی رکھے ہوئے ہیں ۔ کسی اور شکل میں کوئی آپ نے اندرونی طور پر جاگیریں بخش رکھی ہیں یا ان میں تفریق کی ہے ۔ کسی کو چھوڑا ہے یا کسی کو کچھ دیا ہے ۔ یا آپ کا مستقبل میں یہ جاگیریں بحال کرنے کا ارادہ ہے کیونکہ ہم نے جاگیریں دوبارہ دینی ہیں ۔ بڑے بڑے زمیندار پیدا کرنے ہیں تو ان کے لئے ہمیں نیا قانون نہ لانا پڑے اسی قانون میں تحفظ کر دیں کہ ان پر بھی ٹیکس لگ جائے ۔ میری یہ سمجھ میں نہیں آ سکا ۔

میرے فاضل وزیر خزانہ اس کو بہتر سمجھتے ہوں گے ۔ جنہوں نے ایک غلط تاثر قائم کرنے کے لئے جو خود جاگیر نواز ہیں جنہوں نے ابھی تک 22 خاندانوں کو نہیں چھیڑا ۔ جو ابھی تک پرورش کر رہے ہیں ۔ یہ غلط تاثرات عوام کو دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم جاگیرداروں پر مزید ٹیکس لگا رہے ہیں ۔ زمینداروں پر مزید ٹیکس لگا رہے ہیں ۔ حضور والا ! یقین جانئے آپ کی زرعی اصلاحات موثر ہیں ۔ اور اگر آپ نے دیانتداری کے ساتھ ان کا نفاذ کیا ہے تو پھر اس صوبے میں کوئی جاگیردار اور زمیندار نہیں رہنا چاہئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کو زمیندار یا کسی کو جاگیردار کہیں ۔ اس کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے ۔ اگر ہماری لینڈ ریفارم میں کوئی شخص چودہ ہزار ہونٹ کا مالک ہے تو وہ آپ کی مقرر کردہ زرعی اصلاحات کے مطابق حق بجانب اس کا صحیح مالک ہے ۔ اور اگر چودہ ہزار ہونٹ کا مالک زمیندار اور جاگیردار ہے ۔ اگر اس میں ابھی یہ سکت باقی ہے تو آپ کو کس نے روکا کہ اس حد کو مٹائیں ؟ کس نے کہا تھا کہ آپ یہ چودہ ہزار کی حد رکھیں ؟ کس کتاب میں لکھا تھا ؟ وہ کونسا قانون آپ کے آڑے آتا ہے ۔ کونسے لوگ آڑے آتے ہیں ۔ کونسی مجبوریاں آڑے آتی ہیں ؟ یا تو کہیں کہ ہم زرعی اصلاحات نافذ کرکے بددیانت ثابت ہوئے ۔ ہم نے بد دیانتی کی ہے کہ زرعی اصلاحات کا نام بھی لیا اور جاگیردار اور زمیندار باقی رکھے ۔ آپ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہہ سکیں کہ یہاں زمیندار سرمایہ‌دار ہیں ۔ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیا ہے ۔ یا تو یہ آپ کا دور شہنشاہ تغلق کا دور ہے اور اس کی تاریخ دھرائی جا رہی ہے ۔ میری یہ سمجھ سے باہر ہے ۔ آپ پھر یہ کہیں گے کہ ہم اصلاحات بتدریج لا رہے ہیں ۔ آپ یہ کہیں گے کہ یہ پہلا phase ہے ۔ دوسرے phase کا انتظار کریں ۔ آپ یہ مثال دیں گے کہ جناب اسلام 23 سال میں نافذ ہوا تھا ۔ گریجول اصلاحات آئین نہیں ۔ حلال اور حرام کے متعلق گریجول اصلاحات آئین نہیں ۔ جناب والا ! وہاں اللہ تعالیٰ کے احکام آئے ہیں ۔ وہاں انسان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہوتا ۔ وہاں خود کوئی چیز نہیں بنائی جاتی ۔ وہ تمام مشیت ایزادی کے تحت چلا کرتا تھا ۔ یہاں قانون آپ بناتے ہیں ۔ آپ کو کونسا الہام آتا ہے ۔ آپ کو کس سے پوچھنا ہے ۔ آپ نے جب ووٹ لئے تھے عوام کو جب آپ نے دلفریب مژدہ سنایا تھا تو کسی وقت بھی آپ نے کہا تھا کہ پہلے پانچ سال میں تیرہ ہزار ہونٹ

رکھیں گے ۔ دوسرے دس سال میں یہ کریں گے اور پھر اس سے اگلے میں یہ کریں گے ؟ کیا آپ نے نعرہ لگایا تھا کہ آپ increase گریجول کریں گے ؟ آپ نے معاشرہ قائم کرنا ہے ۔ جس وقت چین افیم بند کرنے پر آیا کیونکہ چین کے افیمی مشہور ہوا کرتے تھے کہ ایک کش لگایا اور سڑک پر سے ایک اینٹ لی اور لیٹ رہے اور اگر کوئی کار والا آیا تو اس نے اس کو گھسیٹ کر سڑک کے ایک طرف کیا وگرنہ نہیں ۔ اس قسم کی اصلاح کرنے کے لئے لیڈر نے ایک نعرہ اس منشور کے ساتھ اس پروگرام کے ساتھ دیا کہ افیم کھانے والے کی سزا موت ہوگی ۔ ساری قوم مرتی ہے تو مرنے دو ۔ افیمی مرتے ہیں تو وہ قوم پر بوجھ ہیں ان کو مرنے دو ۔ اصلاحات نافذ ہو کر رہینگی ۔ معاشرہ بنے گا ۔ معاشرے میں کوئی phase نہیں آئیں گے اصلاح کرنے والے ایسا کیا کرتے ہیں ۔ مجھے آپ بتائیں کہ جب آپ کے جسم کا حصہ سرجری کے قابل یا کاٹنے کے قابل ہے ۔ اور اگر قابل اصلاح نہ ہو تو ڈاکٹر اسے یک قلم کاٹ دیتا ہے ۔ یہ نہیں کرتا کہ آج ایک انچ کاٹیں گے ۔ پھر دو انچ کاٹیں گے ۔ اس سے زیادہ جسمانی اذیت ہوتی ہے ۔ آپ نے اصلاح کرنی ہے تو ایک وقت میں کریں ۔ اگر یہ اصلاحات کرنی ہیں تو پھر آپ کو حق نہیں پہنچتا کہ آپ بار بار ذہنی اذیت دیں ۔ بار بار یہ ڈھونگ رچائیں ۔ یہاں زمیندار اور جاگیردار باقی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آج سے پہلے کوئی جاگیردار اور زمیندار تھا بقول آپ کے اور آپ کی اصلاحات نافذ کرنے کے بعد آپ نے اگر ایک جاگیردار کی ایک حد مقرر کر دی ہے تو آپ نے اس کو ایک طرح کا پرمٹ دے دیا ہے کہ اب آپ جاگیردار نہیں ہو ۔ کیونکہ اس کی حد مقرر کر دی ہے ۔ اس کے بعد یہ بار بار کیوں کہتے ہو ۔ خدارا صاف گوئی سے کام لو۔ حقیقت پسندی سے کام لو ۔ صاف طریقے سے کام لو ۔ جو کچھ بھی عوام کے سامنے ہے حق گوئی کے ساتھ رکھو ۔ کتنی دیر یہ فریب چلے گا ۔ کتنی دیر یہ ڈھونگ چلے گا ۔ جھوٹ آخر جھوٹ ہے اور اس کے نتائج آخر برے ہیں ۔ جو چیز آپ کر سکتے ہیں وہ کریں اور جو نہیں کر سکتے اس کا اعتراف کریں ۔ جس میں آپ کامیاب ہوئے ہیں وہ بیان کریں اور جس میں آپ ناکام ہوئے ہیں اس میں اپنی غلطی مانیں ۔ صحیح قوموں کا ۔ صحیح معاشرے کا ۔ حقیقت پسند معاشرے کا یہی فعل اور قول ہوا کرتا ہے اور اس کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہوا کرتا ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں عرض کروں کہ اس کے اثرات کیا ہوں گے ۔

آپ نے بظاہر تو کہہ دیا کہ 200 سے اوپر جس کا مالیہ ہوگا اس پر ایک ٹیکس اور لگا دیں گے - آپ کو اچھی طرح علم ہے - آپ جانتے ہیں کہ اس وقت خوراک کی کتنی قلت ہے - ہمیں باہر سے کتنی گندم درآمد کرنی پڑتی ہے اور اس پر کتنا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے - یہ کتنی شرمناک بات ہے - اگر ہماری پوزیشن افغانستان جیسی ہوتی تو ہمارے لئے شرمناک نہیں تھی - اگر ہم کسی ایسے ملک جیسے ہوتے - مڈل ایسٹ کے ممالک جیسے ہوتے جہاں گندم ہوتی ہی نہیں تو ہمارے لئے شرم کا باعث نہیں تھا - ہم کس صوبے اور کس ملک کے لئے باہر سے گندم منگواتے ہیں - اس صوبے اور اس ملک کے لئے جو تقسیم سے پہلے تمام برصغیر کو دیا کرتا تھا اور اس میں سے انگریز انگلینڈ میں بھی لے جایا کرتے تھے - وہ حصہ موجودہ ہندوستان کا نہیں تھا - وہ دولت وہاں کی نہیں تھی - تقسیم سے پہلے اس کی کفالت صوبہ پنجاب کرتا تھا اور اب یہ نہیں ہے کہ تقسیم کے بعد ایسی حالت کبھی بھی پیدا نہیں ہوئی - اگر تقسیم کے بعد کسی بھی وقت میں ہم گندم کے سلسلہ میں خود کفیل نہ ہو جاتے تب بھی یہ سمجھا جاتا کہ ہو سکتا ہے یہ تقسیم کے اثرات ہوں - غیر منقسم پنجاب میں یہ ہو سکتا تھا اور تقسیم شدہ پنجاب میں یہ نہیں ہو سکتا - ہم نے دیکھ لیا - جب ہم نے اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر دی اور تمام تر ذرائع ہم نے زراعت پر استعمال کر دئے تو آپ اپنے 65-1964ء کے اعداد و شمار اٹھائیں - آپ کے پاس غلہ وافر مقدار میں ہو گیا تھا اور ایک وقت ایسا آ گیا تھا جب آپ نے ایک چھٹانک گندم بھی درآمد نہیں کی تھی - یہ کیوں ہوا ؟ کیونکہ ان دنوں نیک نیتی سے کام کیا گیا تھا - آپ نے زمینداروں کو سہولیات بہم پہنچائی تھیں - ان آنکھوں نے اس حد تک بھی دیکھا ہے کہ کھاد ، زراعت کے انسپکٹر ٹریلر رکشا کے پیچھے رکھتے تھے اور بعض اوقات زمینداروں کو زبردستی اور بعض اوقات مفت بھی دیتے تھے - جو فارم بناتے تھے ان کو بیج اور کھاد کا incentive بھی دیتے تھے - پانی کی وافر مقدار subsidy کے ساتھ ملتی تھی - اس کے علاوہ انہوں نے اس حد تک رعایات دیں اور آپ دیکھیں کہ پنجاب کا کتنا رقبہ اس subsidy سے زیر کاشت کیا اور قابل کاشت بنا - انہوں نے یہ رعائت رکھی تھی کہ گورنمنٹ کے ایگریکلچرل اور انجینئرنگ سیل سے ہل ڈورز لیں گے - اس میں نصف کرایہ زمیندار دے گا اور نصف محکمہ خود برداشت کرے گا - اس میں انہوں نے جاگیرداروں کے لئے رعایات نہیں رکھی تھی بلکہ شرط لگا دی تھی کہ جس کا رقبہ سو ایکڑ یعنی چار مربعے تک ہوگا اسے وہ

subsidy ملے گی ۔ جہاں بل ڈوزر کا کرایہ 22 روپے تھا وہاں 11 روپے لیا جاتا تھا ۔ جہاں 26 روپے تھا وہاں 13 روپے لیا جاتا تھا ۔ جہاں 32 روپے تھا وہاں 16 روپے لیا جاتا تھا ۔ ٹریکٹر کا کرایہ 16 روپے ہوتا تھا تو ان سے ساڑھے پانچ روپے لیا جاتا تھا ۔ اور آپ نے دیکھا کہ اس انقلاب سے ۔ اس رعائت سے ۔ اس طریقے سے اور حکومت کی اس توجہ سے زمیندار نے جو بڑا فائدہ ملک کو پہنچایا کہ نہ پہنچایا ۔ ملک خود کفیل ہوا یا نہ ہوا ۔ زراعت کی معیشت آپ کے پاس ہے ۔ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتی ہے ۔ زراعت پر زیادہ ضرب نہ لگائیں ۔ زراعت پر زیادہ ٹیکسیشن نہ لگائیں ۔ زراعت کے بارے میں بد نیتی کا اظہار نہ کریں ۔ اس کو تجارت کا باعث نہ بنائیں ۔

جناب والا ! میں آپ کو نوشیروان کی ایک مثال سناتا ہوں کہ نوشیروان ایک دفعہ شکار پر جاتا ہے ۔ شکار کھیلتے کھیلتے راستہ بھول جاتا ہے ۔ جنگل میں پہنچ جاتا ہے ۔ بیابان ہے ۔ کوئی آبادی نہیں ہے ۔ ایک طرف اسے چھوٹا سا سبزہ ۔ ایک باغ دکھائی دیتا ہے ۔ وہاں ایک چھوٹا سا جھونپڑا بنا ہوا ہے ۔ وہاں جاتا ہے ۔ دروازے پر دستک دیتا ہے ۔ ایک لڑکی نکلتی ہے ۔ اسے کہتا ہے میں بہت پیاسا ہوں مجھے پانی دو ۔ وہ لڑکی جاتی ہے اور پانچ منٹ میں ایک پیالہ انار کے رس کا لاکر نوشیروان کو دیتی ہے ۔ اس کا ذکر کرنا فضول ہے کہ تھوڑی سی مٹی بھی ڈال دیتی ہے ۔ نوشیروان اسے پی لیتا ہے ۔ جب پینے کے بعد اسے آرام پہنچتا ہے ۔ سکون ملتا ہے تو وہ پوچھتا ہے کہ یہ کتنے اناروں کا رس ہے ؟ اس نے کہا کہ یہ ایک چھوٹا سا باغ ہے ۔ میں نے اس میں سے ایک انار توڑا ہے اور اس میں آدھے کا رس نکالا ہے اور آدھا ابھی تک پڑا ہے ۔ اگر چاہیں تو میں وہ بھی لادوں ۔ نوشیروان چلا آیا ۔ گھر پہنچا تو خیال کیا کہ میری رعایا تو بڑی خوشحال ہے ۔ میں نے تو اس علاقے کو بالکل بھلا ہی دیا ہے ۔ میں نے اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا اور حالت یہ ہے کہ آدھے انار سے ایک پیالہ بھر جاتا ہے ۔ اتنا خوشحال معاشرہ ۔ اتنے خوشحال لوگ اور ان پر کوئی ٹیکس نہ لگے یہ تو زیادتی ہے ۔ یہ تو سٹیٹ پر بہت بڑا ظلم ہے کہ اتنا خوشحال معاشرہ بغیر ٹیکس سے بچ جائے ۔ آتے ہی حکم دیا کہ فلاں علاقے ۔ فلاں پرگنے ۔ فلاں مقام پر یہ ٹیکس لگا دو جس پر پہلے نہیں لگایا تھا ۔ قدرت ہمیشہ سبق دیا کرتی ہے اور یہ حکائتیں سبق کے لئے ہوا کرتی ہیں ۔ قدرت خدا کی وہ سال بعد ۔ چھ مہینے بعد یا ڈیڑھ سال بعد پھر شکار پر جاتا ہے ۔ اور راستہ بھول جاتا ہے ۔ بھٹکتے بھٹکتے

قدرت اسے پھر وہیں پر لاتی ہے ۔ وہ پھر دستک دیتا ہے ۔ پھر وہی لڑکی باہر نکلتی ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں پیاسا ہوں ۔ لڑکی کو پتہ نہیں کہ یہ بادشاہ ہے ۔ اسے پتہ نہیں کہ یہ حکمران ہے ۔ تو وہ لڑکی گئی اور پورے آدھے گھنٹے کے بعد وہ لڑکی آدھا پیالہ رس کا لے کر آئی ۔ نوشیروان نے پیالہ پیا اور جب سکون آیا تو اس نے کہا کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں پہلے بھی یہاں آیا تھا ۔ لڑکی نے کہا کہ ہاں مجھے بھی یاد پڑتا ہے آپ آئے تھے ۔ اس نے کہا کہ پہلے تو پورا پیالہ پانچ منٹ میں بھر کر لائی تھی اور اب یہ آدھا پیالہ اور اس کے لئے بھی اتنی دیر لگا دی ۔ اس نے کہا کہ میں سچ بولتی ہوں کہ اس وقت میں نے آدھا انار نچوڑا تھا اور پیالہ بھر گیا تھا ۔ آج میں نے چار انار نچوڑے ہیں اور پیالہ آدھا ہوا ہے ۔ باغ میرا وہی ہے ۔ پھل وہی ہے ۔ سب کچھ وہی ہے ۔ مگر رس کم ہو گیا ہے ۔ اس نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے ۔ اس نے بتایا کہ یا تو بادشاہ کی نیت میں فرق آ گیا ہے ۔ یا ہماری نیت میں فرق آ گیا ہے ۔

جناب والا ! جب بادشاہ کی نیت میں فرق آ جائے ۔ حکمران کی نیت میں فرق آ جائے ۔ یا حاکم کی نیت میں فرق آ جائے تو ملک میں برکت اٹھ جایا کرتی ہے ۔ پھر وہ خود کفیل علاقے ۔ وہ خود کفیل باغ نہیں رہتے ۔ زمین تو اب بھی موجود ہے ۔ سبزی تو اب بھی نظر آتی ہے ۔ کھیت تو اب بھی لہلہاتے ہیں ۔ پھل نہیں ہے ۔ پیداوار نہیں ہے ۔ کیوں ؟ کیونکہ حاکم کی نیت میں فرق آ گیا ہے کہ لگاؤ اور ٹیکس ۔ لگاؤ اور ٹیکس ۔ اس حد تک لگاؤ کہ کچھ بھی باقی نہ رہے ۔ جناب والا ! مجھے بتائیں کہ کیا یہی ٹیکسیشن کا طریقہ ہے ۔ یہ کوئی انداز ہے ؟ ایک طرف تو آپ سٹیج پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غریب کسانو ۔ غریب کاشتکارو ۔ ہم آپ کے لئے مژدہ جانفزا ہیں ۔ ہم نے زرعی اصلاحات نافذ کر دی ہیں ۔ ہم نے اتنے لاکھ رقبہ زمینداروں اور جاگیرداروں سے بٹور لیا ہے ۔ یہ ہم تم میں تقسیم کر دیں گے ۔ اب اس ملک میں کوئی زمیندار اور جاگیردار نہیں رہا ۔ اور جب آپ اس ایوان میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے جاگیرداروں کو ختم کرنا ہے ۔ ہم نے زمینداروں کو ختم کرنا ہے ۔ ہم نے کوئی زمیندار نہیں رکھنا ۔ اور مجھے یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ دو عملی کیا ہے ۔ سٹیج پر کہتے ہیں کہ ہم نے ختم کر دیا ہے اور ایوان میں کہتے ہیں کہ ہم

نے انہیں ختم کرنا ہے یا تو وہی حساب ہے :-

واعظان کیں جلوہ در محراب و منبر می کنند
چوں بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند

آپ ایک لائحہ عمل رکھیں ، ایک بات کریں ، ایک چیز پہ آپ آئیں ، یہ آپ نے کیا سلسلہ شروع کیا ہے ؟ جناب والا ! اس وقت آپ کی زراعت اس امر کی مستحق ہے ۔ اس وقت ملکی اور معیشی تقاضا یہ ہے کہ آپ زراعت کی سرپرستی کریں ۔ زراعت کو بڑے set backs مل چکے ہیں ۔ زراعت کے بارے میں آپ نے سیاسی مقاصد تو حاصل کر لئے ہیں ۔ لیکن زراعت کو اپنا سیاسی مقصد بنا کر آپ نے یہ نہ سوچا کہ زراعت کو سیاسی مقصد بناتے وقت ملک کی حالت کیا ہوگی ۔ یہ زراعت تو آپ کے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ میں کہتا ہوں اصلاحات ضرور کرو ، limits کم کرو ، ضرور کرو ، مگر ایک بار ، تاکہ معاشرہ اٹھنے کے قابل ہو جائے ، معاشرے میں ایک سکون پیدا ہو جائے ، ہر شخص کے اندر تیقن پیدا ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اس کے لئے کوئی قانون نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : زرعی ٹیکس ۔

مسٹر سپیکر : زرعی ٹیکس تو ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب اس کا زراعت پہ اثر بتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اثر تو اور بھی بہت سی چیزوں کا ہے ۔ جب چار آدمی بازار سے گزر رہے ہوں تو ان کے پاؤں کا بھی سڑک پہ کچھ اثر پڑتا ہے ۔

But that may not be relevant to the discussion here.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر آپ جناب راہ گیروں پہ بھی ٹیکس لگا دیں گے تو میں اس پہ بھی بیان کروں گا کہ سڑک پہ کیا اثر پڑتا ہے ۔ آپ نے زراعت پہ ٹیکس لگایا ہے اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ زراعت پہ اس کے کیا اثرات ہیں ۔

Mr. Speaker: But agriculture, as such, is not under discussion.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Yés, agriculture, as such, is under discussion.

Mr. Speaker: Not as such, but only that which is relevent to taxtion.

Haji Mohammad Saifullah Khan: When there will be taxation on agriculture, won't that have its effect?

Mr. Speaker: But agriculture as such or agricultural reforms are not under discussion. Actually, for the last five minutes, you are discussing the land reforms.

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل صحیح ہے ۔ جناب والا ! جو دس ہزار کی limit ہم نے فنانس بل میں منظور کرا رہے ہیں یا تو اس میں وضاحت کرتے کہ ۔ ۔ ۔ دس ہزار لینڈ ریونیو ادا کرنے والے موجود ہیں ۔

Mr. Speaker: Land reforms in no case come within the purview of the present dicussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : بڑی مہربانی ۔ جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زراعت پہ آپ اتنا ٹیکس لگائیں جس سے incentive ختم نہ ہو ۔ اب کیا کیفیت ہوگی زرعی ٹیکس لگانے سے ، شاید آپ کو یہ پتا نہیں ۔ اس وقت بیشتر زمیندار اپنی تمام تر توجہ زراعت پر مرکوز کر رہے ہیں اور اس پر جتنے اخراجات آتے ہیں وہ آپ عملی طور پر جا کر زمینداروں سے پوچھیے ، یا لائل پور میں اپنے ریسرچ فارموں میں جائیے ، ان سے پوچھیے کہ جب دو فصلیں اکٹھی کاشت کی جائیں ، کپاس کے بعد گندم کاشت کی جائے تو کتنا خرچ آتا ہے ۔ اور اس وقت شاید ہی کوئی زمیندار ہو جو دو فصلوں پر اکتفا نہ کر رہا ہو ، جو کپاس کے بعد گندم نہ کاشت کرتا ہو ۔ اور یہ بھی میں آپ کو تجربے کی بات بتا دوں کہ کپاس کے بعد ویسے ہی آپ ہل چلا کر بیج ڈال دیتے ہیں تو کچھ پیدا نہیں ہوتا ۔ کیا کرنا پڑتا ہے ؟ پہلے دو تھیلے کھاد کے اس میں ڈالنے پڑتے ہیں ۔ اس کے بعد ربیع میں آپ کا بیشتر ایریا ایسا ہے جو غیر مستقل ہے ، جہاں یا ٹیوب ویلوں سے سیرابی ہوتی ہے یا کرایے کے پانی سے ۔ آپ کا مستقل ایریا بہت کم ہے ۔

وہ کنویں چلاتے ہیں ، ٹیوب ویل سے کرایے پہ پانی لیتے ہیں ، ٹیوب ویل مہنگے داموں لگا کر بجلی مہنگے داموں حاصل کرکے ، اور دیہات میں ابھی پچاس فی صد سے زائد ایریا ایسا ہے جہاں بجلی نہیں ۔ وہاں آپ کا ملاوٹ شدہ ڈیزل ملتا ہے جو ایک سال میں انجن کا تختہ نکال دیتا ہے اور اس کی قیمت چار روپے گیلن سے کم نہیں ہوتی ۔ وہ لے کے ٹیوب ویل چلاتے ہیں اور اس سے پانی دیتے ہیں ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ ہمارے ملک کو گندم کی ضرورت ہے ، تاکہ ہمارے ملک کو غذا مل جائے ۔ اجناس خوردنی سارے ربیع میں آتی ہیں اور یہ ایک incentive ہوتا ہے ۔ زراعت پہ آپ نے ٹیکس لگا دیا ، یہ آپ اس شکل میں لگاتے جو لگے ہوئے ہیں ، وہ ادا ہو رہے ہوتے ، وہ incentive کو برقرار رکھے ہوتے ۔ اب کیا تاثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے ۔ ہم تو اس طرح خراب سے خراب زمینیں بھی زیر کاشت لایا کرتے تھے ۔ خراب سے خراب زمینیں بھی زمیندار اور کاشتکار زیر کاشت لاتے ہیں ۔ ویسے تو زمین کا اصل معمول یہ ہے کہ سال میں صرف ایک فصل کاشت کرنی چاہئے ۔ ہمارے وسائل ، ہماری آب و ہوا ، ہمارے علاقے اس چیز کے متحمل نہیں کہ دو فصلیں سال میں کاشت کریں ۔ مگر ایک مجبوری ہے ۔ کچھ ملکی مفاد اور کچھ ذاتی مفاد ہے ۔ یہ سارے incentive ہیں کہ باوجود اتنے اخراجات ہونے کے خراب زمین بھی زیر کاشت لاتے ہیں جنگلوں میں بھی اللہ کے بھروسے پہ گندم کاشت کر دیتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ بارش دے دے ، شاید آسانی وسائل آ جائیں اور کھیت ہمارے کامیاب ہو جائیں ۔ جب زمیندار کو یہ پتا لگے گا کہ اس طرح ریونیو دو سو روپے سے بڑھ جائے گا ۔ اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی زمیندار جو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کا مالک ہے وہ اگر دو فصلیں اپنی زمین میں کاشت کرے تو وہ آپ کے زرعی ٹیکس کے نفاذ سے نہیں بچ سکتا ، کیونکہ پھر اس کے پچیس ایکڑ بن جاتے ہیں ۔ اس کا مالیہ دگنا ہو جاتا ہے ۔ آپ incentive ختم کر رہے ہیں ۔ جو خطرہ ہم اپنے خرچے پہ لیا کرتے تھے ، جو کاشتکار اپنے risk پہ کاشت کرتا تھا کوشش کرتا تھا کہ اگر تین فصلیں ہو سکتی ہیں تو وہ بھی ہو جائیں ۔ اور ایسے بھی ذرائع ہیں کہ پہلے ہم مکئی کاشت کرتے ہیں ، اس کے بعد کپاس ، کپاس کے بعد گندم کاشت کرتے ہیں ۔ کیونکہ ملکی معیشت ہے ۔ اس سے بہت خرچ ہوتا ہے ۔ آج جا کے دیانتدارانہ تصفیہ لیں ، اپنا ایک فارم بنا لیں ۔ جناب رامے صاحب اپنی کوٹھی لان میں بنا لیں ایک سال لان نہ سہی ۔ اس میں دیکھ لیں کہ کتنی کھاد دینی پڑتی ہے ۔

پانی پھر سرکاری استعمال نہ کریں جو آپ کی کوٹھی میں وافر ہے اور کسان کے کھیت کو نہیں ملتا ۔ ٹیوب ویل لگا کر اس کا تجربہ تو کریں ۔ یہ تو مثال بالکل واضح ہے کہ روٹی نہیں ملتی تو کیک کھا لو ۔ آپ روٹی پیدا کرکے دیکھ لیں ۔ یہاں کرسیوں پہ بیٹھ کے ، محلوں میں ، دفتروں میں بیٹھ کے اندازے لگانا بڑا آسان ہے ، نوکر شاہی نے آپ کو بڑی خوش فہمی میں مبتلا کیا ہوا ہے کہ جناب ، زمیندار کھا گئے ، کاشتکار کھا گئے ۔ میں کہتا ہوں کہ زمیندار کو ختم کرو ، کاشتکار کا اور چھوٹے زمیندار کا تو خیال کرو ۔ آپ مجھے بتائیں کیا ایک مربعے کے ، دو مربعے کے ، چار مربعے کے زمیندار کا گزارہ ہو سکتا ہے ؟ آپ ان کی مشکلات دیکھیں ۔ ان کے بچے بھی ہیں ، انہوں نے پڑھنا بھی ہے ۔ ایک طرف مرکزی حکومت صنعت کے کاروبار کو فروغ دینے کے لئے یہ incentive دے رہی ہے کہ انہوں نے انکم ٹیکس چھ ہزار سے بڑھا کر 9 ہزار پہ نافذ کر دیا ہے اور آپ زمینداروں کو یہ incentive دے رہے ہیں کہ اگر تین فصلیں سال میں کاشت کرتے ہوں ، یا دو فصلیں سال میں کاشت کرتے ہوں ایک ہی ایکڑ میں ، تو بند کردو ۔ پتا نہیں یہ گہری سازش کیا ہے ؟ یہ دانستہ کر رہے ہیں یا نادانستہ کر رہے ہیں ؟ اگر باوجود ان گزارشات کے ، باوجود اتنا سمجھانے کے بھی آپ مصر ہیں تو میں کہوں گا کہ دانستہ کر رہے ہیں ۔ اگر آپ غور کریں ٹھنڈے دل سے سوچیں گے ۔ اور یہ نہ سوچیں گے کہ کہہ کون رہا ہے تو پھر مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر نظر ثانی کریں گے ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس پہ اب بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ اب میں آتا ہوں زراعت پہ ۔ آپ کے چھوٹے سے سیدھے سادے سے فنانس لاء کا یہ چھوٹا سا اور سیدھا سادا سا اثر سال میں دیکھ لیں گے کہ اب کتنے زمیندار سال میں دو فصلیں کاشت کرتے ہیں ۔ ایک چھوٹی سی چیز رہ گئی ہے جو میں آپ کی معلومات کے لئے دینا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! میرے وزیر اعلیٰ ، فاضل وزیراعلیٰ ! آپ نے فرمایا تھا کہ خیال کرو ، سندھ پنجاب کی بات مت کرو ۔ میں نے بات نہیں کی تھی ، ہمارے ہیدار مغز فنانس منسٹر نے کی تھی اور میں خوش ہوا تھا کہ پنجاب نے مار بھی اسی وجہ سے کھائی ہے کہ پنجاب کبھی اپنی صفائی نہیں دے سکا ۔ کسی کو بتا نہیں سکا کہ میں مظلوم ہوں یا ظالم ہوں ، مجھے کھایا جا رہا ہے کہ میں کھا رہا ہوں ۔ اس رواداری میں پنجاب کا مزید تخمہ نہ نکلو

ورنہ ان کے شکوک و شبہات مستحکم ہو جائیں گے ۔ آلمے میں آپ کو تھوڑی سی فگرز پنجاب کی زراعت کی دے دوں ۔

جناب والا ! پنجاب کا کل قابل کاشت رقبہ دو کروڑ 70 لاکھ 97 ہزار ایکڑ ہے ۔ اور اس میں سے باقی 37 لاکھ 22 ہزار رقبہ ایسا ہے جس کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا ۔ وسائل کے نہ ہونے کی وجہ سے ابھی ناقابل کاشت ہے ۔ اور غیر کاشتہ پڑا ہوا ہے ۔ اس کے مقابلے میں سندھ کا کل رقبہ جو کاشتہ رقبہ ہے وہ 77 لاکھ 33 ہزار ایکڑ ہے اور ان کا قابل کاشت رقبہ جو کاشت نہیں کیا گیا 50 لاکھ 26 ہزار ایکڑ ہے ۔ پنجاب کا کل قابل کاشت رقبہ 2 کروڑ 70 لاکھ اور 97 ہزار اور سندھ کا کل قابل کاشت رقبہ ایک کروڑ 27 لاکھ 59 ہزار ۔ آپ نے کبھی اس کی طرف بھی توجہ دی ہے کہ آپ اس کا موازنہ کریں کہ 48-1947ء میں جب تقسیم ملک ہوئی تھی تو اس وقت جناب والا ! پنجاب کے حصے کا پانی 37ء05 ملین ایکڑ فیٹ تھا ۔ اور سندھ کا 26ء87 ملین ایکڑ فیٹ تھا ۔ ratio ملاحظہ فرمائیں ۔ پنجاب کا رقبہ بڑھتا گیا کاشت زیادہ ہوتی گئی اور یہ latest figures جو جناب والا ! 70-1969ء کی آپ کی کتابوں میں موجود ہیں اس میں اب پنجاب کا پانی ہے 27ء51 ملین ایکڑ فیٹ اور سندھ کا ہو گیا ہے 99ء41 ایکڑ ملین فیٹ تقریباً 42 ملین ایکڑ فیٹ ۔ آپ آبادی کا شمار کریں پروڈکشن کا شمار کریں اور یہ بھی سوچیں کہ اس پنجاب کے تین دریاؤں کا 24 ملین ایکڑ فیٹ پانی بیچا گیا جو خالصتاً پنجاب کا تھا ۔ اس کا متبادل ہمیں کیا دینا کیا گیا ۔ وقتی طور پر 5ء0 ملین ایکڑ فیٹ چشمہ لنک بیراج سے ۔ جو 24 ملین ایکڑ فیٹ کے مقابلے میں 5ء0 ملین ایکڑ فیٹ پانی دیا گیا اس کو بھی آپ نے ففٹی ففٹی کرا دیا پنجاب میں اور سندھ میں ۔ آخر کس حد تک زراعت بڑھے گی ۔ پھر ایک طرف یہ curses ہیں آپ کی زراعت پر اور دوسری طرف آپ کی ٹیکسیشن ہے ۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور میں نے یہ اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کئے ۔ گو یہ کافی لمبے تھے لیکن وقت کا احساس کرتے ہوئے میں نے باقی چھوڑ دیئے ہیں ۔ جناب والا ! جب زراعت کے بارے میں ہماری نیت یہ ہوگی تو ملک کی معیشت کا حال بھی ہمارے سامنے ہے ۔ گندم کے لئے ہم بھیک مانگ رہے ہیں ۔ روٹی کے لئے جو حال ہو رہا ہے دالیں تک میسر نہیں ہیں ۔ گرانی کا عالم جو ہے وہ بھی سب پر عیاں ہے اور شائد میرے فاضل فنانس منسٹر کو ڈھائی روپے سیر چینی مل جاتی ہوگی ۔ جائیں بازار میں دیکھیں کہ

چینی پانچ چھ روپے سیر سے کم نہیں ہے ۔ اور اب تو وہ چھ روپے سیر والی بلیک بھی نہیں کہلاتی ۔ کھلے بندوں مل رہی ہے اصل ریٹ چینی کا پانچ اور چھ روپے ہے ۔ ڈھائی روپے نہیں ہے ۔ وہ تو انہوں نے آپ کو کل سرکاری فگرز بتائیں تھیں ۔ اس کے بعد جناب والا اندازہ فرمائیں کون نہیں جانتا۔ کس کو پتہ نہیں ہے کہ اس اسلامی معاشرے کی تباہی کا موجب کون ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ اپنی تمام تراسیم پر تقریر کر لیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I might, Sir.

مسٹر سپیکر : آپ بتا دیں تاکہ مجھے اندازہ ہو جائے کہ مجھے آپ کو ٹوکنا ہے یا نہیں ٹوکنا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : فنانس بل کو اتنا lightly لیں جتنا بجٹ کو لیا ہے کہ کورم نہ بھی ہو تو بجٹ پاس ہو رہا ہے ۔ منسٹرز نہ بھی ہوں تو بجٹ پاس ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آئین کے مطابق حاجی صاحب کورم تو ہر سٹیج پر رہا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ایسے موقعے بھی آتے رہے ہیں کہ فنانس منسٹر صاحب نہ ہوں تب بھی بجٹ پر بحث ہوتی رہی ہے ۔ تو اس کو اتنا lightly نہ لیں یہ لیگسلیشن کا قصہ ہے ۔ اس پر تمام معیشت کا انحصار ہے ۔ میں کوئی اپنی باتیں نہیں کر رہا ۔ I am representing the whole of the community of the punjab.

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب سب آپ کے مشکور ہوں گے کہ آپ سارے پنجاب کو represent کر رہے ہیں ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ضابطے کے مطابق چلا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ضابطے کے مطابق ہی ہوگا ایسے نہیں ہوگا اور اس لئے تو میں آج دس کتابیں اپنے کندھوں پر لاد کر لایا ہوں ۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ کوئی نہیں مانے گا ۔ تو میں یہ گزارش کر رہا تھا جناب والا ! کہ کون نہیں جانتا کہ اس اسلامی معاشرے کو ان فحاشی کے اڈوں نے کتنا تباہ کیا ہے ۔

Mr. Speaker : We are discussing the principles of this bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اسی پر آرہا ہوں ۔

Mr. Speaker : But we appear to be discussing the principles of every thing execpts this bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے آپ کو محکمے بتا دئیے ہیں جو فنانس بل میں deal ہو رہے ہیں ۔ اُن محکموں پر ہی میں آرہا ہوں اس سے باہر نہیں جا رہا ۔ جناب والا ! جو چیز آپ نے اس میں رکھی ہے اگر میں اس سے باہر جاؤں تو آپ مجھے پکڑ لیں ۔ آپ نے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے محکمے کی طرف attention دی ہے ۔ جناب والا ! ان سیناؤں ۔ ان فحاشی کے اڈوں نے اس ملک میں کیا تباہی مچائی ہے ۔ انہوں نے ملکی مزاج اور ملکی اخلاق اور کردار پر کیا اثر ڈالا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ ٹیکسیشن پر بول رہے ہیں یا سیناؤں پر بول رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سیناؤں پر ٹیکس لگے ہوئے ہیں ۔ میں تو بتا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ٹیکس بڑھ جائیں یا یہ ٹیکس کم ہو جائیں اور یا یہ ٹیکس abolish ہو جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بڑھ جائیں ۔ سنیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔ سیناز کا نام میں نے اس لئے لیا ہے کہ فنانس بل میں ہے ۔ آپ سنیں کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔ بڑھ جائیں ، گھٹ جائیں یا کیا کیا جائے ۔ سیناؤں پر جناب والا ! فنانس بل میں ٹیکسز دکھائے گئے ہیں اور یہ تاثر دینے کے لئے کہ ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد : کیا اس سلسلے میں ان کا آپس میں سمجھوتا نہیں ہوا تھا ؟

مسٹر سپیکر : مجھے نہیں معلوم ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : شیخ صاحب نے کوئی سمجھوتا کیا ہو تو کیا ہو ۔ ہماری طرف سے کوئی ایسا سمجھوتا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہاؤس میں یہ سمجھوتا تو ہر وقت رہتا ہے کہ ضابطے کے

مطابق کارروائی کریں گے ۔ ملک کے مفاد میں کارروائی کریں گے ۔ یہ سمجھوتا تو یہاں ہر وقت رہتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹائر دینے کی آخر فنانس بل میں ضرورت ہی کیا تھی اور پھر اس فنانس بل کے اغراض و مقاصد میں آپ نے بتا دیا ہے ۔ کہ ،

> 2. It is proposed to continue the tax on Cinemas and Registration Motor Vehicles Fees on a permanent basis. No enhancement in the rates is, however, proposed.

پتہ نہیں کیوں ڈر لگتا ہے آپ کو ۔ کیوں یہ صفائی پیش کرنے کی آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ صاحب ہم زراعت کو نہیں بخشیں گے ۔ ہم حلال کمائی کو نہیں چھوڑیں گے ۔ کاشتکار سے حاصل کریں گے ۔ اُسے مزید دبائیں گے ۔ اور سینما لگاؤ ہم کوئی ٹیکس نہیں بڑھائیں گے ۔ ایک سال میں ایک ہی مالک کے دو سینما لگنے جائیں کوئی پرواہ نہیں ہے ۔ کبھی figures بھی لی ہیں ۔ کبھی ratio بھی نکالی ہے کہ مالکان کے سینما کس طرح بڑھے ہیں ؟ ایک مالک کے سینما ایک ہی سال میں دو دو کیسے لگ رہے ہیں ؟ ایک مالک کا اگر ایک سینما تھا تو سال کے بعد کتنے ہوئے ؟ اُن کی آمدنی کیا ہے ؟ اور پھر ہمارا آئین کہتا ہے کہ ہم برائیوں کو discourage کریں گے ۔ آپ نے کیا discourgement ایک سال میں کی ہے ؟ کیا تبدیلی آپ اس ایک سال میں لائے ہیں ؟ نا معلوم آپ کو کیوں محبت ہو گئی ہے ان سینما مالکان سے ۔ کیوں محبت ہو گئی ہے ان فحاشی کے اڈوں سے کہ وہاں پر کوئی enhancement نہیں ہے ۔ کوئی ٹیکس نہیں بڑھایا جارہا ۔ وہی ٹیکس بدستور رہے گا ۔ ایک سینما کا مالک ایک ہزار روپے اور اس کے علاوہ فرسٹ کلاس سینما کا مالک تین ہزار روپے آپ کو دے دیں آپ خوش ہو گئے کہ ہمارا خزانہ بھر گیا یہ نہیں دیکھا کہ عوام کا خزانہ کتنا لوٹا گیا ۔ عوام کی جیبیں کتنی تباہ ہوئیں ۔ ان فحاشی کے اڈوں نے لاکھوں گھروں کا سکون کس طرح لوٹا ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ ٹیکس بڑھا دیں یا ٹکٹوں پر ٹیکس لگا دیں ۔ میں تو اس کا قائل ہی نہیں ہوں ۔ میں کہتا ہوں یہ اڈے ہی بند کر دیں ہمیں ایسی entertainment کی

ضرورت نہیں ہے ۔ ایسی entertainment کا میں قائل ہی نہیں ہوں چاہے وہ مفت ہو ۔ چاہے وہ سستی ہوں کہ جناب غریب عوام کے پاس یہی تو ایک entertainment رہ گئی ہے ۔ ان کے لئے تو یہ بہت ضروری ہے ۔ چلو ایک دو گھڑی کے لئے آپ کی بات مان ہی لیتے ہیں تو ٹکٹوں کی شرح برقرار رہنے دیں ۔ ٹکٹوں کی شرح وہی رہنے دیں ان مالکان پر ٹیکس بڑھا دیں ۔ ارے! کپاس پر تو چالیس پیسے سے بڑھا کر دو روپے کرتے وقت آپ کو خیال تک نہ آیا کہ اس سے ایک ایکڑ کا زمیندار کتنا متاثر ہوگا ۔ دس ایکڑ کا زمیندار کتنا متاثر ہوگا اور بارہ ایکڑ کا زمیندار کتنا متاثر ہو گا ۔ اس شخص سے جس کی دس لاکھ سے کم کی جائیداد نہیں ۔ جس کا دس لاکھ سے کم کا سینما نہیں ہے اس دس لاکھ کی پراپرٹی سے آپ نے تین ہزار روپے اگر وصول کر لئے تو بڑا معرکہ مار لیا ۔ بڑا تیر مار لیا بڑی ٹیکسیشن لگا دی ۔ پچھلی ٹیکسیشن continue کر رہی ہے ۔ اس میں لکھ دیا ہے No enhancement in the tax on cinemas اس میں لکھ دیا گیا کہ کوئی اور ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ کیوں صاحب اس لئے کہ یہ آپ کا محکمہ ہے ۔ اس لئے کہ آپ کو ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں میری یہ فگرز ہٹ نہ جائیں ۔ کہیں لئے سینماز لگنے بند نہ ہو جائیں ۔ کہیں اس کی ratio پر فرق نہ پڑے کہ میں نے 5 سال کے لئے کارگزاری دینی ہے ۔ کہ صاحب جس وقت میں نے چارج سنبھالا تھا تو صوبہ میں 500 سینما تھے اور اب میں 5 ہزار کر کے جا رہا ہوں ۔ دیکھئے کہ میری کتنی بڑی کارگزاری ہے ۔ جناب والا ! یہ ٹیکس لگانے کی مدین ہیں ان کے مالکوں پر لگائیں جن کا 10 لاکھ کا ایک سینما ہوتا ہے ۔ جس طریقہ سے ان کی کمائی ہوتی ہے اور جس طرح وہ ہوتی ہے وہ تجربہ کے طور پر آپ اپنا سینما لگا کر دیکھ لیں ۔ یہی آپ offer کر رہے ہیں کہ وہ سینما لگا لیں ۔ جب تک نیا تجربہ نہ ہوگا تب تک کچھ معلوم نہیں ہوگا ۔ مجھے پتہ نہیں کہ میں ان کو کہاں کہاں لیے جاؤں گا ۔ میں تو ان کو بھی نئے تجربے کراؤں گا جناب والا ! اور پھر ان کو پتہ لگے گا کہ ہمارے صوبے کی کیا حالت ہے ۔ ہمارے صوبے کی معیشت کیا ہے ۔ کہاں سے ٹیکس موصول ہو سکتا ہے اور کہاں اسے لگانا چاہئے ۔ یہ جو چیزیں بنائی گئی ہیں یہ دفتر میں بیٹھ کر بنائی گئی ہیں ان میں عملی تجربہ کا ذرہ برابر شائبہ بھی میں نے نہیں دیکھا اور نہ وہ مجھے دکھائی دیتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ محض لیبل پر گفتگو کے ذریعے یہ ٹیکسیشن قائم کی گئی ہے ۔ ٹیکسیشن کے لئے گلی گلی گھومنا پڑتا ہے ۔ کوچے کوچے میں جانا

پڑتا ہے اور عوام کی جیب ٹٹولنی پڑتی ہے اور پھر کہیں جا کر ٹیکسیشن کا اصول قائم کرنا پڑتا ہے ۔ کسی کی جیب بھاری ہوتی ہے تو کسی کی ہلکی ۔ کسی کی معیشت بہتر تو کسی کی خراب ۔ اس طرح ٹیکس کون دے سکتا ہے ۔ اس سے ملک کو کیسے فائدہ ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ! ٹیکسیشن بیک جنبش قلم کبھی نہیں ہوا کرتی اور یہ صرف ہمارے صوبے میں ہو رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کی معیشت کو تباہ کر دے گی ۔ جناب والا ! ایک طرف تو ہم دعوے کرتے ہیں بڑی بڑی دلیلیں دیتے ہیں کہ ہم غریبوں کے نمائندے ہیں ہم غریب لوگوں کی آواز ہیں ۔ ہم غریب لوگوں کی پیداوار ہیں اور دوسری طرف ہمارے فاضل وزیر خزانہ جو اپنے آپ کو لکھ پتی فقیر کا خطاب دے چکے ہیں انہوں نے یہ نہیں سوچا جناب والا ! کہ یہ جو میرا قلم چلا ہے وہ ٹرانسپورٹرون پر چلا ہے ۔ ان پر اپنے بڑی بڑی ٹیکسیشن لگائی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اس شخص پر ٹیکس لگائیں جس کی ایک لاکھ کی گاڑی ہے ۔ اس پر آپ ٹیکس لگائیں ۔ اس میں آپ نے ان لوگوں کا خیال کیا ہے جو ڈرائیور لوگ ہیں ؟ ان کی فیسیں آپ نے بڑھا دی ہیں ۔ جن پر آپ نے محصولات میں اضافہ کیا ہے جناب والا ! ان کے پاس گھر میں دو وقت کا نان و نفقہ بھی نہیں ہے ۔ ان کو یہ بھی گھر میں میسر نہیں ہے ۔ ایک بیچارہ ڈرائیور 250 روپے تنخواہ لیتا ہے ۔ اس پر بھی آپ نے ٹیکس لگا دیا ہے ۔ حضور والا ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! آپ نے کیا یہ کہاوتی نہیں سنا کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملتا ہے اور جب اونٹ کی کمر ٹوٹتی ہے تو اس کی کمر پر آخری تنکا ہوتا ہے وہ بھی اس کی کمر کو توڑ دیتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں آپ یہ آخری تنکا ان کی کمر پر رکھ رہے ہیں ۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ وہ کتنا غریب خاندان ہے جنہوں نے قرضے لے لے کر ٹیکسیاں بنائی ہیں ۔ جنہوں نے اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے ڈرائیوری کا پیشہ اختیار کیا ہے جن کی جان آپ کی پولیس سے نہیں چھوٹتی ۔ جب وہ جرم کرتے ہیں تو بھی وہ پولیس کو ادا کریں اور اگر وہ جرم نہ بھی کریں تب بھی وہ پولیس کو ادا کریں ۔ ایک ایک پھیرا پر جناب والا ! جب تک وہ ان کی خوش نودی طبع حاصل نہ کریں وہ بچ نہیں سکتے ۔ کم از کم چاہئے تو یہ تھا کہ چھوٹے ٹیکس ان پر لگائے جاتے ۔ ٹھیک ہے خشک کے ساتھ گیلی بھی آتی ہے ۔ ڈرائیونگ لائسنس صرف غریب نہیں لیتے بلکہ امیر بھی لیتے ہیں ۔ مگر جہاں امیر کے ساتھ غریب پستے وہاں پھر انصاف

کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ غریب کو بچانے کے لئے اگر امیر کسی حد تک پسے تو بیشک پس جائے اس سے کبھی انکار نہیں ہوا کرتا ۔ کیا آپ نے سوچا کہ کم از کم غریب ڈرائیوروں اور ملازم لوگوں کو آپ تھوڑا سا بخش دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان پر صریحاً ظلم کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب میں آپ کو روک نہیں رہا ہوں شاید آپ سمجھتے ہوں کہ بعد میں زیادہ ٹائم لینے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ممکن ہے ۔

Mr. Speaker : It apperrs to me that details are being discussed.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ جو حکم صادر فرمائیں گے میں اس کی پوری تعمیل کروں گا ۔ میں اس سے آگے نہیں بڑھتا ورنہ میں بتاتا کہ میں آج کیسے روکا جا رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کہیں آپ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے اراکین تو نہیں آپ کو روک رہے ؟ (قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ نہ پوچھیں جناب ۔ جناب والا ! میں آپ سے یہ گزارش کرنے والا تھا کہ آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ اگر کسی کا لائسنس گھس جائے ۔ پھٹ جائے یا رجسٹریشن بک پھٹ جائے تو اس کی ڈوپلیکیٹ پر آپ نے کتنی فیس رکھی ہے ۔ کتنا اضافہ کیا ہے ۔ کیا یہ بھی کبھی آپ نے سوچا کہ امیروں کو پسینہ بھی نہیں آیا کرتا ان کے تو ایر کنڈیشڈ ہوا کرتے ہیں ۔ ان کے کاغذات Briefcases میں ہوا کرتے ہیں ۔ نہیں تو وہ پلاسٹک کی تھیلیوں میں ان کو رکھتے ہیں وہ ان پر پلاسٹک کی تھیلیاں چڑھا کر رکھتے ہیں ۔ اور غریب جو صبح سے شام تک پسینے میں نہاتا ہے جس کے تمام کپڑے پسینے میں شرابور ہوتے ہیں اور جس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا لائسنس 24 گھنٹے اپنی جیب میں رکھے اگر وہ پھٹ جائے یا گھس جائے تو آپ کی فیس میں ضرور اضافہ ہوگا ۔ جناب والا ! یا تو وہ غریب اپنا دھندا چھوڑ کر بیٹھ جائے یا پھر وہ اس کا متبادل لائسنس کے لئے اس کا ڈوپلیکیٹ لینے کے لئے دفتر کے چکر کاٹے ۔ کیا کبھی آپ نے سوچا کہ جس شیڈول کو آپ نے بغیر دیکھے دستخط کر دئے ۔ جس قانون کو آپ نے اچھی طرح ٹٹولا نہیں ۔ جھنجوڑا نہیں اس کو آپ کیسے لاگو کر رہے ہیں ؟ جو کچھ آپ کے دفتر نے بنا کر دے دیا آپ نے قبول کر لیا لیکن آپ نے اندازہ تک نہیں لگایا کہ غریب لوگوں پر کس قدر بوجھ پڑے گا ۔

اسکے بعد جناب والا! میں اپنی بات کو مختصر کرنے لگا ہوں - اپنی گزارشات کو ختم کرنے لگا ہوں - جناب والا ! آئیے - میں اب آپکو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرتا ہوں کہ ایک آزاد اور فلاحی معاشرے کا سب سے اولین فریضہ جو ہوتا ہے وہ یہ ہے .....

وزیر خزانہ : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب اپنے جوش خطابت میں بہے چلے جا رہے ہیں لیکن جن فیسوں کا وہ ذکر کر رہے ہیں ان میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا - وہ گزشتہ چلی آرہی ہیں - خواہ مخواہ وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں - وہ تو اس طرح بحث کر رہے ہیں جیسے میں نے ہی سارے ٹیکس لگائے ہیں - جناب والا ! وہ ایک عجیب انداز میں بحث کر رہے ہیں کہ جیسے میں نے ٹیکس لئے ہیں یہ بڑی زیادتی کی بات ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : گھبرائیے نہیں -

وزیر خزانہ : میں کبھی گھبرایا نہیں کرتا گھبراتے تو آپ ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ اپنا دوسرا شیڈول اٹھا کر دیکھ لیں - مختصر یہ کہ جو چیزیں آپ کو معلوم کرنی ہوتی ہیں آپ فوراً بھاگ کر اپنے اسسٹنٹ کے پاس جاتے ہیں یہ پتہ کرنے کے لیے کہ بتایا جائے کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ - اگر وہ کہتا ہے کہ یہ سچ ہے تو آپ خاموشی سے بیٹھ جاتے ہیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ میرا فرض ہے کہ میں احتیاط کروں - جو بات مجھے سوجھتی ہے اور اگر میں اس کو مناسب سمجھتا ہوں تو میں کہہ دیتا ہوں اور جناب والا ! میں چیک بھی کر لیا کرتا ہوں - ویسے بھی حاجی صاحب کو کچھ کہاوتیں کہنے کا بہت شوق ہوتا ہے لیکن پہلے بات کو اچھی طرح تول لینا چاہیے پھر بولنا چاہیے - آپ اعتراض نہ کریں - میں بات تب کرتا ہوں جب وہ صحیح ہوتی ہے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایوان میں آکر مبالغہ آمیز باتیں کرنی شروع کر دیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ کو بھی کہنے کا موقع ملے گا -

وزیر خزانہ : موقع مجھے بھی ملے گا آپ کو بھی ملا ہوا ہے لیکن جناب والا!

میں گزارش کرتا ہوں کہ مبالغہ آمیز باتیں کرکے اس ایوان کا استحصال نہ کیا جائے۔ وہ جھوٹ پیش کرکے اپنی بات کو چلا رہے ہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے "جھوٹ" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ان کو ایسا کہنے کا حق نہیں ہے ان کو چاہیے کہ وہ اپنے اس لفظ کو واپس لیں۔

وزیر خزانہ : جناب والا! بات یہ ہے کہ فاضل رکن کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ جب یہ بات کرتے ہیں تو وہ تیاری کر کے آتے ہیں اور ان باتوں میں کتنا وزن ہوتا ہے۔ وہ قانونی نکات سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو بالکل غلط ہوتی ہیں۔ وہ بار بار نوشیروان کی کہاوت سناتے ہیں لیکن بار بار انہیں نوشیروان کا راستہ بھول جاتا ہے اور نوشیروان کا راستہ بھولنے کی پیروی میں فاضل ممبر جناب والا! جب دلائل کے جنگل میں داخل ہوتے ہیں تو ہمیشہ راستہ بھول جاتے ہیں شاید اس امید میں کہ کوئی نوجوان لڑکی انار کا گلاس لیے ہوئے ان کی انتظار میں کھڑی ہوگی۔ لیکن وہ جہاں نہیں کھڑی ہوئی۔ ہم یہاں پاؤس کا وقت ضائع کرنے نہیں آئے۔ جناب والا! اگر میں نے ان کے بارے میں جھوٹ کا لفظ استعمال کیا ہے تو میں اسے واپس لیتا ہوں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس پر استصواب رائے کرا لیا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میری تقریر ختم ہونے کے بعد آپ یہ تحریک پیش کر سکتے ہیں۔ یہ فنانس بل۔

It cannot be moved during the speech.

Sheikh Aziz Ahmad : It can be moved.

وزیر قانون : جناب والا۔ ایک بار پھر یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس پر استصواب رائے کرا لیا جائے کیونکہ اس موضوع پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا! مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر قانون صاحب وہ بات کر رہے ہیں جو بالکل انوکھی ہے ، ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ابھی تک ایک ہی صاحب بول رہے ہیں ۔ انہوں نے ابھی اپنی تقریر ختم ہی نہیں کی اور وہ بیچ میں بول پڑے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : closure motion تو تقریر کے دوران بھی ہو سکتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مانا کہ ایک صاحب بول رہے ہیں ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دیانتداری سے معروضی طور پر ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو مولانا سیف اللہ صاحب نے جو بات بھی ٹیکسیشن کے سلسلے میں ابتدا میں زرعی انکم ٹیکس کے حوالے سے کی آپ گن کر دیکھ لیں کہ سات دفعہ متواتر انہیں الفاظ کے ساتھ انہوں نے اس بات کو دہرایا ۔ جناب والا ! کس حد تک یہاں دہرانے کی اجازت دی جائے گی ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیسے relevant ہوگا ۔ اس سے پہلے ایک فاضل مقرر نے آپ کی عدم موجودگی میں قناس بل پر ایک بھی لفظ نہیں بولا اور مسلسل بجٹ پر عام بحث کرتے رہے ۔ اگر اس طریقے سے آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس میں بغیر کسی Rule and Regulation کے کارروائی چلے تو پھر اس طرح سے اس ہاؤس کا اللہ حافظ ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Please refer to page 803 of the May's Parliamentary Practice (17th Edition) which says :

> **Procedure on Stages of Bills Sanctioning Expenditure :—**
>
> The ordinary rules of order, applicable to bills generally, such as the rules requiring relevancy to the subject matter of a bill, apply to debate on the stages of bills imposing charges.

مسٹر سپیکر : یہ Expenditure نہیں ہے بلکہ یہ Taxation ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Point of order. There is no quorum in the House.

Mr. Speaker : There are 65 members persent in the House.

* * * * * * * *

---

*حکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I beg your pardon.

* * * * * * * *
* * * * * * * *
* * * * * * * *
* * * * * * * *

Mr. Speaker : This portion may be expunged.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Thank you, Sir.

رانا کے اے محمود خان : جناب والا ! ابھی جناب وزیر قانون نے جو closure move کیا ہے اس پر رولنگ آنی چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کیا آپ نے closure accept کر لیا ہے ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ابھی تو جن لوگوں نے oppose کیا ہے انہوں نے بولنا ہے ۔ لیکن شائد میرے بعد تو کوئی رہتا ہی نہیں ۔ تو مجھے بتائیں کہ کیا closure move ہو سکتا ہے ؟

Mr. Speaker : I can appreciate that and I can give you that opportunity if I were to know that you won't be taking up time when clause by clause discussion is going to take place.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جو تقاریر اس بل کے سلسلے میں آتی ہیں ان پر کوئی وقت کی پابندی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker: There no time-limit and I know that, but there are some rules which lay down the procedure as to what is to be spoken in the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان: جناب والا ! ایسی مثال قائم نہ کریں کہ فنانس منسٹر بجٹ پیش کرتے ہوئے تقریر کریں اور ہم بار بار closure move کرتے رہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی مثالیں آپ قائم نہ کریں ۔ یہ ایک fundamental چیز ہے اور ٹیکسیشن کا معاملہ ہے ۔ کیا خیال ہے کہ جو taxation آپ لگائیں گے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں سنیں گے ؟

مسٹر سپیکر: حاجی صاحب ۔ آپ نے جو تقریر کے دوران دو کہانیاں سنائی ہیں

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

I don't think when some-body is discussing principles one will have to go that far.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے وہی نہیں کہا جناب والا ! میں نے زرعی ٹیکس deal کیا ہے ۔ میں نے Entertainment Tax deal کیا ہے ۔ میں نے وہیکل ٹیکس deal کیا ہے ۔ اور میں کر کیا رہا ہوں ۔ آپ وزیر خزانہ کی تقریر اٹھا کر دیکھیں کہ اس میں کتنی کہانیاں ہیں۔ کیا کسی بجٹ تقریر میں کہانیاں آتی ہیں ۔ وہ تو آپ کے لئے قابل قبول ہیں اگر میں کوئی حکایت اپنے پوائنٹ کو elaborate کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں تو وہ مثالیں بن جاتی ہیں ۔

Mr. Speaker : Land Reforms also came under discussion which was not relevant.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It was a topic.

Mr. Speaker : The bill does not deal with the land reforms.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! دس ہزار کس پر لگتا ۔ جب آتی ہی نہیں ہیں ۔ پھر اس کی ضرورت کیا ہے ۔

Mr. Speaker : I say the Bill does not deal with land reforms.

حاجی محمد سیف اللہ خان : لینڈ ریفارمز رولز متعین ہوچکے ہیں ۔ کہ جب ایک زمیندار ہی نہیں ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : You were discussing the principles of land reforms and not the effect of land reforms.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ختم کرنے والا ہوں ۔ مجھے تھوڑی سی اجازت اور دے دیں ۔ صرف ایک آئٹم باقی رہ گیا ہے ۔ ذرا حوصلے سے اور صبر سے سنا کریں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا مگر میں proceedings پڑھتا رہتا ہوں ۔ شاید ہی کسی سپیکر نے اتنے اطمینان اور اتنے تحمل کے ساتھ اس ایوان کی تقریریں سنی ہوں ۔ کبھی کبھی مجھے شک پڑتا ہے کہ شاید جو established principles of debate ہیں میں ان سے deviate کر رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! وزیر خزانہ صاحب کو چاہیے کہ وہ

لوٹ لیتے جائیں اور سنیں جب تک سنیں گے نہیں پتا کیسے چلے گا ۔ interruption وزیر خزانہ کا کام نہیں ہوا کرتا ۔ یہ ایک بہت bad precedent ہوا کرتی ہے کہ فنانس منسٹر بجٹ سیشن میں اور بجٹ کے دوران interrupt کرے This is not quite right ہم ان کا احترام کرتے ہیں ۔ ان کو ایک amenity حاصل ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ میں نے ہر فاضل رکن کو جس نے تقریر کی ہے دل و جان سے سنا ۔ میں فاضل دوست کی نہ صرف بجٹ کے سلسلے میں بلکہ ہمیشہ جب بھی یہ گفتگو فرماتے ہیں نہایت توجہ سے ان کی بات سنتا ہوں ۔ تو وہ باتیں جو غلط بیانی پر مبنی ہونے کی وجہ سے میرے اندر ایک irritation پیدا کرتی ہیں میں ان کو ہنس کر ٹالنے کی کوشش کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : irritation تو میں ختم نہیں کر سکتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں اس کو بھی ہمیشہ خود اپنےلیے مسکراہٹ میں بدلتا رہا ہوں لیکن جناب والا ! آج جو سلسلہ انہوں نے شروع کیا ہے ۔ سراسر غلط ہے ۔ سراسر ایک بات بار بار کہنے پر مبنی ہے اور بالآخر آج آپ نے کئی مرتبہ اس خیال سے کہا کہ آج جمعہ ہے ۔ وقت پر بحث ختم کرنی ہے ۔ خود انہوں نے اتنی ترامیم پیش کی ہوئی ہیں ان کو بھی سمیٹنا ہے ۔ جناب والا ! پچھلے چھ دن سے یہ بحث جاری ہے اور میں سن رہا ہوں ۔ میری کاپیاں بھری ہوئی ہیں جو میں نے نوٹ کیا ہے ۔ ایک ایک دوست کا جواب دیا ہے میں نے اس وقت بھی نوٹس لیے ہوئے ہیں ۔ Notes میرے پاس موجود ہیں ۔ میں نے اسی لیے مجبور ہو کر یہ کہا جب یہ حد سے گذرے ۔ اور ایسی باتیں جو یہ جانتے ہیں ۔ یا تو وہ آدمی ہو جو یہ نہ جانتا ہو ۔ جان بوجھ کر اگر یہ ہاؤس کا وقت ضائع کریں گے تو اس وجہ سے میرے لیے یہ مجبوری ہے کہ آپ کی توجہ دلاؤں ۔

Mr. Speaker : No motives are to be imputed.

وزیر خزانہ : نہیں جناب والا ! یہ ایسے دوست ہیں جن کو قانونی نکات کا پتا ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ مختصراً عرض کروں گا کہ جب میں انصاف کے دروازوں پر آتا ہوں تو اس سے پتا نہیں کہ کیوں ان کو اتنی زیادہ چڑ ہے اور جس وقت ان کا نام لیا جاتا ہے تو ان کو irritation ہو جاتی ہے ۔

جناب والا ! ہر مہذب معاشرے ۔ ہر مہذب قوم اور ہر مہذب حکومت کا یہ اولین فریضہ ہوتا ہے کہ وہ انصاف کے دروازے کھلے اور سستے رکھے ۔ آپ نے ٹیکسیشن لگائی ہے اور انصاف کے تمام تر دروازے بند کر دیے ہیں ۔ آپ کو پتہ نہیں کہ بظاہر یہ کیا ہے کہ ہم فلاں ٹیکس لگا رہے ہیں ۔ اس لیے کورٹ فیس بڑھا رہے ہیں تاکہ بڑے بڑے لوگوں پر کورٹ فیس زیادہ لگے ۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ بلا واسطہ یہ کورٹ فیس بڑھا کر ان امیروں ان بڑے صنعتکاروں اور تاجروں کی پرورش کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایسی کلہاڑی دے رہے ہیں کہ وہ غریب عوام کو جس طرح چاہیں دولت کے بل بوتے پر کورٹ فیس ادا کرنے پر دعویٰ کر سکتے ہیں ۔ اس حد تک کوئی کلام نہیں ۔ یہ حق ہے وہ کرے ۔ لیکن آپ نے یہ نہیں سوچا کہ جواب دینے والا جس پر دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ غریب ہوگا ۔ اس کے پاس اتنی مالیت بھی ہوگی ۔ کہ یہ دعویٰ میں جا کر اسے جھوٹا ثابت کرے ۔ کیونکہ عدالتوں میں کیس ایسے آتے ہیں جو ڈگری نہیں ہوتے ۔ بہت سے کیس ایسے آتے ہیں جو ڈگری ہو جاتے ہیں ۔ آپ نے جواب دعویٰ پر بھی جس میں counter claim کیا ہو فلیٹ ریٹ لگا دیے ہیں ۔ یہ نہیں سوچا کہ اس قسم کے جھگڑے میڈیم کلاس لوگوں سے ہوتے ہیں ۔ آپ کے پاس میجر کاروبار کپاس کا ہے ایک میڈیم کاروبار ہے ۔ وہ مزدور جو کپاس کے کارخانے میں صبح پہنچتا ہے شام کو وہ پانچ چھ ہزار لے کر جاتا ہے اور اسی طرح روزانہ وہ دیتا رہتا ہے ۔ اس بیچارے کے حصے میں کیا آتا ہے ۔ صرف چار آنے فی روپیہ ۔ اس کا لین دین کتنا بڑھتا ہے ۔ مالیت کے اعتبار سے وہ لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے ۔ لیکن اس کو اس میں ہزاروں کا نفع بھی نہیں ہوتا ۔ اگر کوئی کارخانے دار اس کپاس کی آمد ظاہر نہ کرے اور وہ پیسے جو اس نے دیے ہوئے ہیں جس میں آمد کا کوئی دخل نہیں ہوتا میں تجربے کی بات کر رہا ہوں وہ اس غریب آدمی کو عدالت میں لے جا کر اس پر لاکھوں روپے کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ غریب آدمی کہتا ہے کہ جناب والا ! میں تو اس کے بدلے میں اتنی کپاس پہنچا چکا ہوں اتنی مالیت کا سامان دے چکا ہوں ۔ اتنی اشیا میں دے چکا ہوں میرے ذمے اس کا نہیں میرا بنتا ہے ۔ اگر اس نے چھ لاکھ کا دعویٰ کیا تو میرا بھی 90 ہزار پہنچ چکا ہے ۔ تو اس قانون کے تابع میرے فاضل سپیکر اچھی طرح جانتے ہیں جو اس صوبے کے ممتاز وکلاء میں سے ہیں کہ اس پر بھی کورٹ فیس ساڑھے سات فیصد کے حساب سے

لگانا پڑتا ہے ۔ تناسب کے حساب سے آپ claimant پر بیشک رکھ دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ جو دعویٰ کرے وہ بیشک کرے چونکہ وہ سوچ سمجھ کر دعویٰ کرے گا ۔ وہ غلط دعویٰ کرے اور اس کے برعکس وہ صحیح Remedy لینا چاہتا ہے ۔ صحیح انصاف حاصل کرنا چاہتا ہے اس کا کاؤنٹر کلیم کرتا ہے تو وہ بھی ساڑھے سات فیصد کے حساب سے دے ۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی ۔ نہ اس کے پاس اتنی مالیت کا پیسہ ہو نہ کورٹ فیس ادا کر سکے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس کا کلیم عدالت میں ہاور نہیں کیا جائے گا ۔ وہ تو admit نہیں کیا جائے گا اور جس شخص نے دعویٰ کیا ہے بڑے تاجر نے جو دعویٰ کیا ہے وہ ایک دن میں اس کی دنیا بدل سکتا ہے ۔ وہ تمام اس کے اثاثے پر قبضہ کر کے دیوالیہ پن تک پہنچا سکتا ہے ۔ انصاف نہیں ملتا ۔ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر آپ نظر ڈالیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تجربہ کی بنا پر کہہ رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں میں تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں جو کچھ عدالتوں میں ہوگا ۔ آپ نعرے لگاتے آئے ہیں آپ کے منشور میں یہ ہے کہ انصاف سستا ہوگا اور آپ انصاف پر اتنی پابندیاں لگا رہے ہیں ۔ انصاف مانگنے کے لیے کورٹ فیس بڑھا رہے ہیں ۔ جو جائداد حاصل کرے تو کورٹ فیس جو ڈیکلیریشن لینا چاہے اس کے لیے بھی ۔ یہ چیزیں زیب نہیں دیتیں ۔ آپ ایک بحران پیدا کر رہے ہیں یہ ٹیکسیشن قائم کر کے صوبے کی معیشت اتنی نہیں بڑھا سکیں گے ریونیو آپ نہیں بڑھیں گے جتنا کہ بحران پیدا ہوگا ۔ یہ پتہ نہیں قصے ہوتے ہیں بہر حال یہ تاریخ میں لکھی ہوئی ہے اور میں نے پڑھا ہے جب ہمیں جاعتوں میں پڑھایا کرتے تھے ۔ اس وقت بھی ٹیکس لگایا کرتے تھے جب لوگ ادا نہیں کر سکتے تھے تو پھر پولیس سے گھیرا ڈلوا کر بند وتیں چلوایا کرتے تھے ۔ ان پر گولیاں برسائی جاتی تھیں ۔ اگر ٹیکسیشن کا یہی معیار رہا تو وہ وقت دور نہیں ہے ۔ یہی اصول رہا تو آپ بھی وہی صورت حال پیدا کریں گے ۔ اور صوبے کے عوام چیخ اٹھیں گے ۔ کپاس پر آپ نے ٹیکس بڑھا دیا ہے ۔ 40 پیسے سے لیکر دو روپے کر دیا ہے پھر آپ نے اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں جرمانہ چار روپے کر دیا ہے ۔ آپ یہ بھی بھول گئے ہیں کہ ہائی کورٹ کا ایک واضح فیصلہ ہے ۔ یہ آپ کے کاٹن کنٹرول آرڈیننس میں لکھا تھا کہ جو شخص مقررہ میعاد کے اندر ٹیکس ادا نہیں

کرے گا اس سے آٹھ آنے لیا جائے گا۔ جو مقررہ میعاد کے اندر ادا کرے گا اس سے چار آنے لیا جائے گا۔ وہ ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا اور وہاں سے فیصلہ ہوا کہ ٹیکس کے سلسلے میں Penalisation نہیں ہو سکتی۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ ٹیکس کی شرح بڑھا سکتے ہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں صورے میں یہ ہوگی۔ لیکن اس طریقے سے فنانس بل میں لا کر اس کو Penalisation کی ایک شکل میں دے دینا جائز نہیں۔ آپ کو یہ پتہ ہے جب کائن ڈیوٹی ایک آلہ من ہوا کرتی تھی میرے فاضل ممتاز قانون دان شیخ صاحب جانتے ہیں آپ ہائی کورٹ کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کتنے اپیلوں کے کیسز اس وقت فائل ہیں۔ جب ایک آنے سے بڑھا کر چار آنے کی گئی اور اب چار آنے سے بڑھا کر دو روپے کر رہے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ کار خانہ سے وصول کریں گے کولسا ایسا ٹیکس ہے جو براہ راست خریدار سے آپ نے وصول کیا ہے۔ وہ صرف غریب کاشتکار وہ صرف غریب زمیندار ہے۔ آپ ایسے ٹیکس خدا کے لیے تجویز نہ کریں۔ ان میں یہ معقولیت پیدا کریں۔ جس معاشرہ کے تحت معقولیت نہیں ہوا کرتی وہ معاشرہ مہذب نہیں کہلایا جاتا۔ یہ اچھے معاشرے کی علامت ہے کہ اس میں ٹیکس نہ ہو۔ ٹیکسیشن کس لیے ہے؟ جان و مال کی حفاظت کے لیے۔ بے چینی دور کرنے کے لیے۔ انصاف کے کے دروازے کھلے رکھنے کے لیے ہے۔ آپ نے ٹیکس سے وہ تمام دروازے بند کر دیے ہیں۔ اور اس حد تک اکتفا نہیں کیا بلکہ آخر میں یہ بھی پابندی لگا دی ہے کہ ہم جو چاہیں کریں سفید کریں یا سیاہ کریں۔ ہم جو کچھ کریں اس کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور عدالتوں کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر: کیا اس میں لکھا ہے؟

حاجی محمد سیف اللہ خان: جی ہاں۔ اس میں لکھا ہے اس میں باقاعدہ ایک کلاز دی گئی ہے۔ یہ مہذب معاشرہ ہے۔ آپ کیوں ڈرتے ہیں عدالتوں سے۔ آپ عدالتیں بند کریں پھر آپ کے احکام کو تو عدالتوں میں چیلنج نہیں کیا جائے گا۔ یہی تو عدالتوں میں تمیز ہوتی ہے۔ آپ صحیح ہیں یا لوگ صحیح ہیں عدالتوں کے کٹہرے میں دونوں فریق برابر ہیں۔ آپ یہ کیوں کہتے ہیں۔ آپ غلط نہیں کر سکتے۔ آئین نے پوری سہولتیں مہیا کی ہیں۔ اس نے ببانگ دہل کہہ دیا ہے کہ ہر شہری کو ہر قسم کی آزادی ہوگی۔ ان کے لیے جائز راستے پیدا کر دے جائیں گے۔ کیا آپ یہی راستے پیدا کر سکے ہیں؟ یہی آپ نے طریقے اپنائے ہیں؟ خدا کے لیے

باقی ظلم کر سکتے ہو کرو کم از کم ظلم کی داد رسی کا دروازہ ۔ فریاد کا دروازہ تو بند نہ کرو ۔ جہاں ایک غریب مظلوم کو اتنی ڈھارس ہوتی ہے کہ اگر مجھ پر زیادتی ہوگی تو میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا ۔ جب ہر قانون میں ہر ایکٹ میں آپ عدالتوں کے اختیارات سلب کرتے آ رہے ہیں تو پھر عدالتوں کے رکھنے کا کیا فائدہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ اگلے پوائنٹ پر اظہار خیال کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ از راہ کرم ٹھنڈے دل سے ٹیکس پر غور کریں ۔ جو میں نے معروضات بیان کی ہیں ان کی روشنی میں ٹیکسیشن لگائیں تاکہ صوبے کی معیشت مضبوط ہو ۔ صوبے کے عوام کو اصناف ہر طرح سے قابل قبول ہو ۔

مسٹر سپیکر : فاضل وزیر خزانہ کچھ فرمائیں گے ۔ میں نے جو نام لکھے ہیں اس میں تابش صاحب کا نام نہیں ہے ۔ وزیر قانون closure move کرنے کے لیے بڑے بیتاب ہیں ۔

وزیر قانون : میں closure move کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں ۔

سید تابش الوری : میں جناب والا ! clause by clause بحث میں حصہ نہیں لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اندازاً کتنا وقت لیں گے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ جب میں کہتا ہوں تو اس پر عمل کیا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اگر تو آپ 10 منٹ میں تقریر ختم کر لیں تو پھر میں ان کا closure accept نہیں کرتا ۔ میں سردار صاحب سے بھی یہی پوچھنا چاہتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! جب وہ اس وقت حاضر نہیں تھے اور انہوں نے اس کی مخالفت نہیں کی تھی تو پھر کس بناء پر انہیں تقریر کا موقع دیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ۔ مجھے بھی وقت کا اندازہ ہو جائے تاکہ میں اس وقت اس کا closure نہ مانوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں 15 منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

مسٹر سپیکر : میں یہ چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر خزانہ پونے بارہ بجے اس کا جواب دے دیتے ۔ آپ دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں ۔

سید تابش الوری : میں کوشش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اگر کوشش والی بات ہے تو میں closure مان لیتا ہوں اور میری یہ تسلی ہے کہ سارے شیڈول سارے principles میں discuss ہو گئے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس پر بھی بات ہو جاتی ہے ۔ آپ اتنے متضطرب کیوں ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! انہوں نے پانچ منٹ تو اس بحث میں ضائع کر دیے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تقریر شروع کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے پہلے کہ میں تقریر شروع کروں میں جناب وزیر اعلیٰ سے گذارش کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں ۔ وہ تشریف لے جا رہے ہیں ۔ ایک نہایت اہم وضاحت ہے جو جناب وزیر اعلیٰ سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ بل پر بول رہے ہیں یا کسی اور مضمون پر ؟

سید تابش الوری : جناب ! میں صرف دو منٹ وضاحت کے لیے چاہتا ہوں ۔ یہ نہایت اہم ہے اور جس کے بڑے اہم نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کسی اور دن کر لیں

Let us restrict our debate to the Finance Bill.

سید تابش الوری : جناب والا ! نکتہ وضاحت پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : پہلے تو مجھے یہ تسلی ہو جائے کہ یہ کیا نکتہ وضاحت ہے ۔

سید تابش الوری : جناب! میں ہی تو عرض کرنے جا رہا ہوں ۔ کل وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر کے دوران یہ فرمایا تھا ۔۔۔۔

مسٹر سپیکر : ان کی تقریر پر کوئی وضاحت نہیں ہو سکتی ۔ اگر آپ اپنے متعلق کوئی وضاحت کرنی چاہتے ہیں تو کر لیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! انہوں نے کراچی پر جو الزام عائد کیا تھا اس سے متعلق پوچھنا چاہتا ہے ۔

Mr. Speaker : There can be a personal explanation.

بحث میں جواب دے لیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے مختلف طبقات میں بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔

Mr. Speaker : That is his view and there is no obligation on you to agree with his view.

سید تابش الوری : جناب والا ! پنجابی اور مہاجرین کے طبقات کے دوران بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔

Mr. Speaker : Let us not spend this time over a discussion which is not relevant.

سید تابش الوری : جناب والا ! فاضل وزیر خزانہ نے ہمارے سامنے جو فنانس بل پیش کیا ہے اس کے ذریعے جس قسم کی ٹیکسیشن کا نظام ہم سے منظور کرانے کی سعی کی ہے میں اس کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! صوبہ پنجاب کے مظلوم عوام پر اضافی ٹیکس کا بوجھ ڈال کر اس صوبے کے عوام کی مظلومیت میں مزید اضافہ کرنا ۔ اس مرحلے پر کسی طرح سے بھی قابل برداشت نہیں ہو سکتا ۔

Mr. Speaker : Finance Minister has to participate in the debate to make a statement.

اجلاس کی کارروائی 12 بجے کی بجائے ایک بجے تک جاری رہے گی ۔

سید تابش الوری : پنجاب کے عوام حیران ہیں کہ انہیں ان اضافی ٹیکسوں کے ظلم سے کس قسم کی خطا کی سزا دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! ان کی خطا صرف اتنی ہے کہ انہوں نے اس صوبے میں پاکستان پیپلز پارٹی کو ہمارے ملک

میں بڑی اکثریت کے ساتھ کامیاب کرایا ۔ اسے اقتدار کا سنگھا سن بخشا ۔ آج انہیں اس جرم کی یہ سزا دی جا رہی ہے کہ ان پر نئے ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہے جب کہ صوبہ سندھ میں جو خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں دو کروڑ 54 لاکھ روپے کا خسارہ موجود ہے لیکن نہ کوئی نیا ٹیکس عائد کیا گیا ہے اور نہ ہی ٹیکسوں میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ اسی طرح سے صوبہ سرحد کے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور نہ ہی ٹیکسیشن میں اضافہ کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس بل پر بات کریں جو آپ کے سامنے ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ٹیکسوں کی بات کر رہا ہوں ۔ یہ رسوائی صرف پنجاب کے حصہ میں آئی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! یہ اچھے بھلے مناسب درجے کے اخبار نویس ہیں ۔ انہیں پتہ ہے کہ سندھ میں بھی ڈیڑھ کروڑ روپے کے ٹیکس لگے ہیں اس کے باوجود یہ غلط بیانی پر اصرار کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! دو کروڑ 54 لاکھ روپے کا خسارہ ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ ہم کوئی نیا ٹیکس نہیں لگائیں گے ۔ بلکہ اپنے وسائل بہتر طور پر بروئے کار لائیں گے ۔

Mr. Speaker : Finance Minister has that Bill in his hand.

انہوں نے بھی کچھ حصہ کھلا چھوڑا ہے اور کچھ ٹیکس لگایا ہے ۔ سندھ والوں نے بھی کچھ حصہ کھلا چھوڑا ہے اور کچھ ٹیکس لگایا ہے ۔

A part is covered, a part is un-covered by the taxation. Similar is the case here.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس سے پہلے کہ میں اس تقابلی مطالعے کے بعد اس بل کے بعض ناپسندیدہ پہلوؤں پر اظہار خیال کروں میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعض خوشگوار پہلوؤں پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بل میں پراپرٹی ٹیکس کے سلسلے میں جناب وزیر خزانہ نے 486 روپے سالانہ کرائے کی مالیت کی جائدادوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے ۔ اس سے پہلے یہ مالیت 432 روپے تھی لیکن اب اس کی وسعت میں اضافہ کر کے تقریباً 22 ہزار مالک قابضین کو فائدہ

پہنچانے کی ایک اچھی سعی کی گئی ہے جس کے لئے وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ لیکن اس سلسلے میں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ استثنیٰ صرف درجہ اول کی میونسپل کمیٹیوں کے قابض مالکان کے لئے رکھا ہے جس سے صرف چھ شہروں کے شہری متمتع ہوں گے ۔ اگر وہ اسے پھیلا کر درجہ دوئم کی میونسپلٹیوں کو بھی شامل کر لیں تو اس سے نہ صرف کافی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا بلکہ ایسے شہروں میں جو غریب شہری موجود ہیں وہ بھی اس رعائت سے مستفید ہوں گے ۔

جناب والا ! اس بل کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس پراپرٹی ٹیکس سے بلدیات کی جائدادوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اور ان کمیٹیوں کو جن کی مالی حالت نہایت خراب ہے اور وہ ہزاروں روپے سالانہ یا ماہوار ٹیکس ادا کرکے اپنے لوگوں کو بنیادی سہولیات فراہم نہیں کر سکتی تھیں انہیں بھی اس سہولت سے استفادہ کرکے اپنی بچی ہوئی رقوم کو رفاہی کاموں کے لئے استعمال کرنے کا موقع ملے گا ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قابل اطمینان ہے کہ اس بل کے ذریعے بھاری گاڑیوں ، ٹرکوں اور بسوں پر ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ حقیقتاً یہ اپنے منافع کے اعتبار سے اس بات کی متقاضی تھیں کہ انہیں رفاعی کاموں کے سلسلے میں اس ٹیکس کا سزا وار قرار دیا جائے ۔ جناب والا ! یہ وہ امور ہیں جن کی میں آپ کے سامنے بڑی فراخدلی کے ساتھ تعریف کرنی چاہتا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ اگر میرے فاضل دوست صحیح بنیادوں پر مجھ پر تنقید بھی کریں اور شدید ترین تنقید بھی کریں تو میں اسے بھی اپنی تعریف ہی سمجھوں گا ۔

سید قابض الوری : جناب والا ! ہمارے اس صوبے میں اس سال چھ کروڑ پانچ لاکھ روپے کے اضافی ٹیکسوں کا بوجھ عوام پر ڈالا جا رہا ہے جس سے مختلف طبقات آبادی براہ راست یا بالواسطہ طور پر متاثر ہوں گے ۔ جناب والا ! سب سے زیادہ ان ٹیکسوں کا اثر سفید پوش اور متوسط طبقے پر پڑے گا جو پہلے ہی زندگی کے عذاب الیم سے دو چار ہیں اور اگر ٹیکسوں میں اضافے کی یہ رفتار جاری رہی ۔ تو وہ دن دور نہیں جب متوسط اور سفید پوش طبقہ اس معاشرے میں ختم ہو کر

رہ جائے گا ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہماری حکومت نئی ٹیکسیشن کرتے وقت اس مظلوم طبقے کی جو ضروریات زندگی اور معیار زندگی ہیں انہیں سامنے رکھ کر اپنی پالیسی مرتب کرے ۔

جناب والا ! ٹیکسیشن دو طرح کا ہوتا ہے ۔ ایک پروگریسو اور دوسرا ریگریسو ۔ اچھی ٹیکسیشن کی تعریف یہ ہے کہ ان لوگوں پر ٹیکس لگایا جائے جو اس کا بوجھ برداشت کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں ۔ براہ راست ٹیکس جس کو ڈائرکٹ ٹیکس کہا جاتا ہے وہ اچھی ٹیکسیشن کا نشان سمجھا جاتا ہے ۔ براہ راست ٹیکس کے ذریعے ایک خاص طبقہ اور ایک خاص گروہ متاثر ہوتا ہے ۔ وہ اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ اس سے متاثر ہونے کے باوجود اس بوجھ کو برداشت کر سکے ۔ لیکن جناب والا ! جو بالواسطہ ٹیکس ہوتے ہیں اس سے امیر و غریب یکساں طور پر متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح سے جناب والا ! پورا معاشرہ ان کی استطاعت اور ان کی صلاحیت کا اندازہ کئے بغیر ٹیکسوں کی زد میں کچلا چلا جاتا ہے ۔ اس لئے عام طور پر اچھی رفاہی مملکتیں بالواسطہ ٹیکسوں پر زور دیا کرتی ہیں ۔ لیکن جناب والا ! ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں براہ راست ٹیکسوں کے بجائے بالواسطہ ٹیکسوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے ۔ چنانچہ مرکزی سطح پر یہ ڈائرکٹ ٹیکسیشن 55-1954ء میں 3ء27 فی صد تھی ، 60-1959ء میں یہ 6ء30 فی صد ہو گئی ۔ جناب والا ! 71-1970ء میں یہ 6ء22 فی صد تھی اور 74-1973ء میں یہ 8ء28 فی صد رہ گئی ۔ جناب والا ! اس طرح سے پنجاب میں بالواسطہ ٹیکسوں کی جو شرح اور تناسب ہے ، اس میں برابر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور براہ راست ٹیکسوں کی شرح کم ہوتی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید صاحب ! اس بل پر بات کریں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ٹیکسیشن کے اصولوں کی بات کر رہا ہوں کہ اس بل کے ذریعے بالواسطہ ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اور ان میں اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ اور براہ راست ٹیکس صرف ایک لگایا گیا ہے اور وہ زرعی انکم ٹیکس ہے ۔ اس کے علاوہ سارے ٹیکسوں کا دارو مدار بالواسطہ ٹیکسوں پر ہے اور اس سے امیر و غریب یکساں طور پر متاثر ہوں گے ۔ زیادہ طور پر اس کا اثر متوسط طبقے پر پڑے گا ۔

جناب والا ! میں براہ راست ٹیکس ، یعنی زرعی ٹیکس کے سلسلے میں گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس کو زرعی انکم ٹیکس کا نام دیا گیا ہے ۔ دراں حالیکہ حقیقت میں یہ آمدنی ٹیکس نہیں ہے بلکہ اس کی اساس مالیے پر ہے ۔ اس کا نام ایگریکلچرل انکم ٹیکس رکھا گیا ہے ۔ لیکن اصل میں یہ ایگریکلچرل ریونیو ٹیکس ہے ۔ اس طرح سے جناب والا ! مالیے کی سائنٹفک ٹرم میں ہم اس کو زرعی انکم ٹیکس تو نہیں کہہ سکتے ۔ البتہ سکت ٹیکس کہہ سکتے ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ انکم ٹیکس کی جو مبادیات و مقتضیات ہیں وہ اس ایگریکلچرل انکم ٹیکس میں کسی طرح سے بھی پوری نہیں ہوتیں ۔

جناب وزیر مالیات نے اپنی تقریر میں اس ٹیکس کے سلسلے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے ایک سال سے زراعت کے میدان میں آمدنیاں کئی گنا بڑھ گئی ہیں ۔ کیونکہ تمام بڑی فصلوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور اس میں سب سے زیادہ فائدہ بڑے کاشتکاروں اور زمینداروں نے اٹھایا ہے ۔ اس لئے جہاں اس بات کا زبردست جواز پیدا ہوتا ہے کہ ایسے زمینداروں اور کاشتکاروں کی آمدنی پر اسی شرح سے ٹیکس لگایا جائے جو غیر زراعتی آمدنیوں پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ مالیے پر ٹیکس لگانا ان کی آمدنی پر ٹیکس ہرگز نہیں ہے۔ اگر وزیر مالیات اس سلسلے میں اپنے اصول پر قائم ہیں تو ان کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ شہری لوگوں کی طرح سے جن پر 9 ہزار روپے آمدنی پر ایک خاص شرح سے ٹیکس لگایا جاتا ہے اسی طرح سے زمینداروں اور کاشتکاروں پر بھی 9 ہزار روپے یا اس سے زائد آمدنی پر ٹیکس لگنا چاہئے تھا ۔ اسی طرح سے جناب والا ! نہ صرف یہ کہ چھوٹے اور متوسط درجے کے کاشتکار اس ٹیکس سے محروم ہو کر اپنے آپ کو زیادہ مالی طور پر مستحکم بنا سکتے بلکہ بڑے بڑے زمینداروں کے ذریعے آمدنی پر ٹیکس حاصل کرکے ہماری مجموعی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا اور یہ جو پچیس لاکھ کی رقم کا اضافہ دکھایا گیا ہے یہ مجموعی طور پر اس سے بہت زیادہ ہوتا ۔ یہ نہ صرف اصولی طور پر صحیح ہوتا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ٹیکسیشن کے سلسلے میں ایک نئی راہ سجھا دیتا ۔ جناب والا ! ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے اس سے غریب اور متوسط کاشتکار بھی متاثر ہوں گے کیونکہ دو سو روپے سے زائد مالیہ ادا کرنے پر یہ انکم ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور غریب اور متوسط کاشتکار جو اس بات کے انتظار میں تھے کہ ان پر ساڑھے بارہ ایکڑ کی

اراضی پر مالیہ معاف کر دیا جائے گا وہ یہ دیکھ کر اب پریشان ہیں کہ الٹا ان پر مالیہ کی رقم جتنی ایک اور ایگریکلچرل انکم ٹیکس کی صورت میں نئی رقم کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور کسی طرح سے بھی یہ نہ موجودہ حکومت کے وعدوں سے ہم آہنگ ہے اور نہ ان کے حالات سے ۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی پر سے مالیہ کی معافی کا اعلان کریں اور ایگریکلچرل انکم ٹیکس بالکل اسی صورت میں لگائیں جس طرح سے شہریوں کی آمدنی پر انکم ٹیکس لگایا جاتا ہے ۔

جناب والا ! زرعی اصلاحات کے سلسلے میں بات کی جا چکی ہے ۔ میں صرف اتنا وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ زمینداروں کی کتنی تعداد ہے جو دس ہزار ، پانچ ہزار اور آٹھ ہزار مالیہ ادا کرتے ہیں اور ایسے کتنے لوگ ہیں ، غریب اور متوسط درجے کے جو اس ٹیکس کے نتیجے میں متاثر ہوں گے ۔ یقیناً انہوں نے اس سلسلے میں اعداد و شمار جمع کیے ہوں گے اور یہ ہاؤس ممنون ہوگا اگر وہ اس سلسلے میں ہمارے سامنے اعداد و شمار پیش کر سکیں ۔

جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فیملی لاز کے مقدمات کے سلسلے میں ایک روپیہ فیس تھی جو اس بل کے ذریعے پندرہ روپے فیس کر دی گئی ہے ۔ اور اسی طرح سے چودہ سو فی صد اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ فیملی لاز کے مقدمات عام طور پر عام لوگ اور متوسط درجے کے لوگ کیا کرتے ہیں اور اس سے بھی یقیناً وہی متاثر ہوں گے ۔ اسی طرح سے جناب والا ! کورٹ فیس میں اضافہ بھی بڑی تشویش ناک بات ہے ۔ انصاف ہمارے ملک میں پہلے ہی کمیاب اور گراں ہے اور اب اس کورٹ فیس کے اضافے سے انصاف نہ صرف گراں ہو گیا ہے بلکہ عام لوگوں کے لئے ناممکن الحصول ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات کہہ چکے ہیں ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ وہیکلز کی رجسٹریشن پر بھی جو ٹیکسوں میں اضافہ کیا گیا ہے یا اس کی شرحوں میں رد و بدل کیا گیا ہے اس کے بعض پہلوؤں سے عام آدمی متاثر ہوتا ہے اور اس طرح سے اگر ہم مجموعی طور پر جائزہ لیں تو ہمارے معاشرے کے مختلف

طبقات ان ٹیکسوں سے متاثر ہو رہے ہیں ۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں بلکہ ایک شاعر کی زبان میں مجھے یہ شکوے کا حق پہنچتا ہے :

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

مسٹر سپیکر : امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی ۔ 2) : جناب والا ! جب میں بجٹ کو دیکھتا ہوں ، جب میں بجٹ کو پڑھتا ہوں اور ساتھ ہی میں جناب حنیف رامے کی شکل دیکھتا ہوں تو مجھے ایسی حیرت ہوتی ہے کہ کیا واقعی یہ بجٹ انہوں نے بنایا ہے ، یا تحریر کیا ہے یا تیار کیا ہے ، یا کسی شریف آدمی نے تیار کرکے ان کے آگے رکھ دیا ہے اور انہوں نے دستخط کر دیئے ہیں ۔ کیونکہ جناب حنیف رامے صاحب ایک ایسی اچھی شخصیت تھیں کہ وہ کبھی ایسا ظلم اور ایسی نا انصافی غریبوں پر نہ کرتے ۔ جناب والا ! میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ نہایت ہی شریف آدمی ہیں لیکن ٹیکس لگانے میں انہوں نے جو فارمولا تیار کیا ہے اس کی بنیاد واقعی سوشلزم پر واقع ہے ۔ جناب والا ! سوشلزم کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ وہ غریب کو غریب تر کرتے ہیں تاکہ وہ اتنے غریب اور اتنے پسماندہ ہو جائیں کہ ملک کے اندر ایک خونی انقلاب لانے کے لئے آسان ذرائع مہیا ہو سکیں ۔

جناب والا ! ان کی نظر صرف زراعت پیشہ کاشتکاروں پر پڑی ہے اور اس کی بھی کچھ وجوہ ہیں ۔ جناب والا ! ہمارے فاضل فنانس منسٹر کو زراعت کی حقیقت کا آج تک پتہ ہی نہیں ہے کہ ایک کاشتکار کے لئے کیا کیا تکالیف ہوتی ہیں ۔ اس کے کیا کیا اخراجات ہوتے ہیں اور ان کو کون کون سے حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور ان کو کن کن طریقوں سے نپٹنا پڑتا ہے ۔ جناب والا ! بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے بہت سے دوست کہہ چکے ہیں اس لئے میں انہیں نہیں دہراؤں گا کیونکہ اب فنانس منسٹر صاحب یہ بات تسلیم کر چکے ہیں کہ اس ملک کے اندر کوئی بڑا زمیندار نہیں رہا اور تمام درمیانہ طبقہ باقی رہ گیا ہے ۔ اب جبکہ کہ بڑا زمیندار نہیں ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ زرعی انکم ٹیکس

کا طریقہ انہوں نے کیسے ایجاد کر لیا ہے ۔ اور اگر کر ہی لیا ہے تو بقول میرے فاضل دوست سید تابش الوری کے انہوں نے شہروں سے مختلف طریقہ ایجاد کیا ہے ۔ یہ نہیں کیا کہ جس زمیندار کی آمدنی 9 ہزار سے زائد ہوگی یہ زرعی ٹیکس اس پر عائد ہوگا بلکہ انہوں نے یہ کیا ہے کہ جو بھی زمیندار ہے چاہے اس کی اتنی حیثیت ہو ۔ چاہے اس کی اتنی طاقت ہو یا نہ ہو اس کے اوپر انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے ۔ جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذاتی وجہ نہیں ہے ۔ ان کو اتنا علم نہیں تھا ۔ ان کو کاشتکار کی مشکلات کا علم نہیں ہے ۔ ان کو کاشتکاری کے طریقہ کار کے متعلق پتہ نہیں ہے کہ وہ کیسے کی جاتی ہے ۔ ایک مثال ہے بہت مدت ہوئی کہ ایک عدالت میں ایک اونٹ کی چوری کا مقدمہ پیش ہوا تو وہاں اس وقت سیشن جج جو تھا وہ انگریز تھا اس نے کہا کہ اونٹ کو عدالت میں حاضر کرو ۔ وکیل نے کہا جناب اونٹ تو عدالت میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ وہ انگریز تھا اس نے اونٹ دیکھا ہوا نہیں تھا تو اس لئے ان سے اس نے کہا کہ اونٹ کو عدالت میں پیش کرو اور جب وکیل نے کہا کہ اونٹ تو عدالت میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس انگریز جج نے جواب دیا کہ اگر اونٹ عدالت میں داخل نہیں ہو سکتا تو وہ چوری کیسے ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ صاحب کو زمینداری کا اور کاشتکاری کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کاشتکاری کیسے کی جاتی ہے اور زمیندار کی کیا کیا تکالیف اور مشکلات ہیں ۔ ہماری بدقسمتی کاشتکاروں کی کہ ان کے اوپر یہ بطور وزیر خزانہ نازل ہو گئے ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ آپ پھر یہ فرمائیں گے کہ آپ نے ٹیکسیشن کی بجائے ایگریکلچر کی طرف باتیں کرنا شروع کر دیں لیکن میں جناب اس کے متعلق ذکر کرنے پر مجبور ہوں اس لئے کہ ٹیکس سارے کا سارا جتنا بھی ہے صرف کاشتکاروں پر ہے اور ایگریکلچر پر ہے اور اس کا جیسے کہ میرے متعدد فاضل دوست پہلے کہہ چکے ہیں نتیجہ یہ ہوگا جیسا کہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں ہوا کہ رنجیت سنگھ نے سوچا کہ زمینداروں پر ٹیکس لگاؤ ۔ اب جناب تاریخ گواہ ہے زمیندار مجبور ہو گئے ۔ کاشت کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا اور انہوں نے زمینیں کاشت نہ کیں ۔ اس کے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک غذائی قحط پورے پنجاب میں پڑ گیا اور پنجاب کے عوام بھوکے مرنے لگے اور ہزاروں مشکلات میں مبتلا ہو گئے ۔ تب جا کر رنجیت سنگھ کو احساس ہوا کہ یہ جو

ٹیکس میں نے کاشتکاروں پر لگایا ہے اس کو سوچ سمجھ کر لگانا چاہئے اس میں سکھا شاہی نہیں کرنی چاہئے تھی ۔ مجھے یہ یقین ہے کہ ہمارے فنانس منسٹر صاحب اگلے سال اس کا اندازہ لگا لیں گے کہ ٹیکسوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ۔ اور میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع میں اتفاق سے پچھلی حکومتیں جن کو ہم بڑی بڑی حکومتیں اور بڑی بدنام حکومتیں کہتے ہیں انہوں نے ایک تھل پراجیکٹ نہر نکالی تھی اور کیونکہ وہ ساتھ ساتھ ملک کی ڈیولپمنٹ پر بھی توجہ دیا کرتے تھے تو اس سلسلے میں میرے ضلع اور مظفر گڑھ کا ضلع اور کچھ سرگودھے کا حصہ اس سے سیراب ہوا ۔ اب ہماری بدنصیبی یہ ہوئی ہے کہ اس کا پانی پچاس فیصد کم کر دیا گیا ہے لیکن سو فیصد ٹیکس ان کے اوپر بڑھا دیا گیا ہے ۔ جناب والا ! پہلے پانی کی کمی سے وہ زمیندار اپنی فصلوں کو رو رہے تھے اب ان کے اوپر سو فیصدی ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس بل کی بات ہے یا اس سے پہلے کسی بل کی بات آج کر رہے ہیں ؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں کہہ رہا ہوں کہ پانی بھی اب کم ہوا ہے اور ٹیکس بھی اب لگایا گیا ہے دونوں چیزیں ایک ہی وقت کی ہیں ۔ پہلے انہوں نے پانی تھل پراجیکٹ کے ذریعے دیا آپ نے اس کو پچاس فیصد کم کر دیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی مراد 1973.74ء کا یہ فنانس بل ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں تو ان کے کام کی بات کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ان کے کام کے متعلق بات ہے یا فنانس بل کے متعلق بات کر رہے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : آپ کہتے ہیں تو میں نہیں کہتا ۔

مسٹر سپیکر : میں سمجھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ 1972.73ء کی بات ہے تو اور بات ہے اور اگر 1973.74ء میں یہ تجویز کیا گیا ہے تو اور بات ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : سر میں تو اس کے اوپر کہہ رہا ہوں کہ آپ یہ اندازہ فرمائیں کہ اب انہوں نے جو نیا ٹیکس مالیہ کی شکل میں لگایا ہے۔ میں ان کو یہ بتا رہا ہوں کہ اس سے پہلے ہی زمیندار پانی کی کمی کی وجہ سے اتنے مشکل حالات میں مبتلا ہے اور بجائے اس کے کہ اس کو کچھ رعایت دی جاتی ۔ بجائے اس کے کہ ان کے ایریا میں ٹیوب ویل لگائے جاتے اگر پانی آپ نہیں دے سکتے اور پانی بھی آپ کے بس سے باہر ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے فاضل فنانس منسٹر کی جو مشکلات ہیں وہ سندھ کے فنانس منسٹر کی مشکلات نہیں ہیں ۔ بہر صورت ہمیں پتہ ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ پانی پورا نہیں دے سکتے تو وہاں پر ٹیوب ویل لگا دیں تاکہ اس ایریا کو ٹیوب ویل سیراب کریں ۔ ان کی مشکلات کے لئے کچھ نہ کچھ تو آپ کریں تاکہ لوگوں کو کھانے کے لئے وافر غلہ میسر ہو سکے ۔ صرف زراعتی ٹیکس لگانے سے ملک ترقی نہیں کرے گا بلکہ اس سے تنزلی ہوگی ۔ جناب والا ! میری رائے کے مطابق اس سے ظالمانہ بجٹ آج تک کسی شخص نے پیش نہیں کیا ۔ میں اس پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ صاحب آپ کتنا وقت لیں گے ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : بہت مختصر ۔ آپ کے اندازے سے کم ۔ اس لئے جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ بجٹ کی اختتامی تقریر میں جو تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے کی تقریر تھی اس میں میں نے اپنے تمام فاضل دوستوں کے تمام تر اعتراضات کا جواب دیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر بہت سے فاضل مقررین اس دن تشریف رکھتے تو شاید آج وہ بہت سے سوالات نہ اٹھاتے لیکن بہر حال یہ اپوزیشن کا ایک شرف ہے ان کا ایک استحقاق ہے کہ وہ جس مسئلے کو زیادہ زور دے کر کرنا چاہتے ہوں بار بار تاکید کے ساتھ اصرار کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھائیں تو اس لئے انہوں نے دوبارہ انہی باتوں پر بات کی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کورم پورا نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ فنانس منسٹر صاحب جب تقریر کریں تو اس وقت کم از کم کورم ہونا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : کورم پورا ہے ۔ آج 65 ممبر کم از کم گورنمنٹ پارٹی کے موجود ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! آج کی تقاریر میں سب سے زیادہ زور زرعی الکم ٹیکس پر رہا ہے ۔ اور میرے فاضل دوستوں نے اس بات کو نظر انداز کیا کہ میں نے 6 کروڑ 5 لاکھ کے نئے ٹیکس لگائے ہیں جس میں سے صرف 25 لاکھ روپے کا یہ ٹیکس ہے ۔ باقی 5 کروڑ اور تقریباً 80 لاکھ کے ٹیکس زراعت پر نہیں لگائے گئے وہ دوسرے شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جناب والا ! یہ بات بھی بارہا کہی جاتی ہے کہ ہماری زیادہ تر آبادی کاشتکاروں کی ہے اور مجھے اس بات کا احساس ہے کہ یہاں بیٹھنے والے دوست بھی اسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بات کا کوئی دوست اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں کہ 6 کروڑ 5 لاکھ کی رقم سے صرف 25 لاکھ زرعی انکم ٹیکس کی صورت میں عاید کیا گیا ہے ۔ جناب والا ! آپ نے اندازہ لگایا ہوگا ہماری ایک بات سے کہ ہماری ٹیکسیشن کا رخ کیا ہے ۔ کیا وہ زراعت کی طرف ہے یا زراعت سے ہٹ کر دوسری جانب ہے یا کسی اور طرف ؟ بار بار یہ اس لئے بات کہی گئی ہے کہ شاید ان کو یہ اندازہ ہے کہ چونکہ میری اپنی طرف بیٹھنے والے دوستوں اور اکثریت رکھنے والے دوستوں کا تعلق زراعت سے ہے اس لئے اپوزیشن جب یہ بار بار بات کرے گی تو میرے یہ دوست میرے مخالف ہو جائیں گے ۔ اس عاید کیے ہوئے ٹیکس کے خلاف اور حکومت کی طرف سے احتجاج کریں گے ۔ لیکن میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ خواہ آپ ان دوستوں کو جاگیردار کہیں خواہ کاشتکار کہیں مگر جو بھی دوست میری اس جانب بیٹھے ہوئے ہیں یہ پیپلز پارٹی کے منشور کے ساتھ مخلص ہیں اور بار بار بات کرنے کے باوجود ان کی طرف سے اور اس طرف سے بھی تقاریر ہوئی ہیں ۔ انہوں نے بھی اس پر اعتراض کیا اس کے بارے میں انہوں نے مجھے نظر ثانی کے لئے کہا ۔ لیکن ان کی tone یہی تھی اور میرا خیال ہے کہ اب بھی وہی ہوگی ۔ لیکن ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں زراعت کا اتنا بڑا شعبہ ہے اور خصوصاً جو پنجاب کی زراعت ہے وہ سارے صوبے کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ بقول ان کے صوبے کا جسم ایک ذخیرے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ صوبے کی اس قدر granary کے لئے 25 لاکھ کا ٹیکس ایسے ہے جیسے اس کو محض چھیڑنے کی بات ہے ۔ اور اس کو کوئی تکلیف دینے کی بات نہیں ہے ۔ تو جناب والا ! تمام تر ٹیکسوں کا بوجھ جو ہے وہ زراعت سے ہٹ کر ہے ۔ یہ کہا گیا ہے کہ ٹیکس اس طرح لگا ہے کہ نیچے والی آمدنی پر کم لگائے گئے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ اگر آپ اس کا نقشہ دیکھیں

تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جو اس کے نیچے کی slab ہے وہ اتنا مالیہ دیتی ہے وہ بھی اس کے برابر ٹیکس دے گی اور اس سے اوپر والے دوگنا ۔ پھر ڈھائی گنا اور تین گنا ۔ میں حیران ہوں کہ ہم نے نقشے اور گوشوارے بنائے اور سب کو دوستوں کی خدمت میں رکھا لیکن پھر وہی بات کی جا رہی ہے یہ بہانہ بنایا جا رہا ہے کہ متوسط درجے کے لوگوں کے دل میں اور کاشتکاروں اور زمینداروں کے دل میں یہ بات آئے کہ ان پر زیادہ ٹیکس لگایا گیا ہے ۔ میں خوش ہوں اپنے ان ساتھیوں پر ۔ ان کو میں داد دیتا ہوں اور اگر میں نے ٹوپی پہنی ہوئی ہوتی تو میں کہتا My hat is off to them

میرے زمیندار بھائی جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے زیادہ نا پسند کیا ۔ وہ ایک وفد کی صورت میں میرے پاس تشریف لائے اور میرے کمرے میں ان کی میرے ساتھ بات چیت ہوئی ۔ میں نے ان کو سمجھایا اور وہ سمجھ گئے اور پھر انہوں نے کہا کہ ہمیں پہلے غلط فہمی تھی ۔ شاید اس سے پہلے جو وہ دیتے تھے وہ تین گنا، چار گنا اور پانچ گنا تھا ۔ تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس چیز پر کافی بولے لیکن ایسا کرکے انہوں نے اپنا سانس ضائع کیا ہے ۔ اس کو انگریزی میں کہتے ہیں They have wasted their breath تو یہ خواہ مخواہ انہوں نے کیا ۔ اس میں پاکستان پیپلز پارٹی میں بیٹھنے والے ہمارے کاشتکار اور چھوٹے زمیندار بھائی جو ہیں وہ جناب والا ! کسی صورت میں بھی متاثر نہیں ہوں گے اور پیپلز پارٹی کے اس منشور کے خلاف ان کی طرف سے کوئی آواز نہیں اٹھے گی جس میں یہ درج ہے کہ ہم زمینداری کو ختم کریں گے اور جاگیرداری کو ختم کریں گے ۔

جناب والا ! اس بات کا افسانہ بنایا گیا کہ 25 ہزار سے زائد کی رقم کے جو مالی دعوے ہیں وہ اب ہائی کورٹ میں آ جائیں گے اور اس طریقہ سے ان کی فیسیں جائیں گی اور ہائی کورٹ پر بھی بوجھ بڑھ جائے گا ۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس طریقہ سے ان مقدمات میں اضافہ ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مخدوم حمیدالدین صاحب نے کافی اپنا breath waste کیا تھا ۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس طریقہ سے ہائی کورٹ میں بہت سے مقدمے چلے جائیں گے اور اس کے علاوہ میرے فاضل دوست یعقوب اعوان صاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا تھا اور میں ان کی تائید کرتا ہوں

اور یہ بالکل صحیح دلیل ہے کہ جو اس کی جورس ڈکشن کی fees value ہے اس میں ہم کوئی اضافہ نہیں کر رہے ۔ اس لئے اس کی وجہ سے اور مقدمات میں بھی کوئی اضافہ نہیں ہوگا جو ہائی کورٹ میں جائیں گے ۔

یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے ساڑھے سات فیصدی فیس کا یکساں ریٹ پر fix کیا ہے ۔ اس سے چھوٹے لوگوں کو تکلیف ہوگی ۔ میں حیران ہوں کہ کیسے کیسے مغالطے پیش کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے ۔ ساڑھے سات فیصد اس وقت چھوٹے لوگ دیتے ہیں بلکہ درمیان میں جو کہ 5 ہزار کے قریب جہاں slab آتی ہے وہاں ساڑھے گیارہ فیصد اور کورٹ فیس کی شکل میں فیس دیتے ہیں ۔ تو ہم نے ان کی فیسوں کو ساڑھے گیارہ سے نیچے لاکر ساڑھے سات کر دیا ہے ۔ لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ چھوٹے زمینداروں اور کاشتکاروں کو نقصان ہوگا ۔ اگر مخدوم حمید الدین اور ان کے ساتھ بیٹھنے والے دوستوں کے بیانے کے مطابق جو لکھ پتی ہیں اور شاید یہ حقیقت ہے کہ جن کے گھروں میں کروڑوں روپے ہیں ان کو شاید لکھ پتی لوگ بھی چھوٹے نظر آتے ہوں لیکن ہمیں وہ چھوٹے نظر نہیں آتے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو چھوٹے لوگ ہیں ان کو جائیدادوں کا تصفیہ کرانے کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا ہے ۔ ان کو اگر ساڑھے سات فیصد دینا پڑتا ہے تو بیشک یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان سے لیں ۔ جناب والا ! میں واضح کرنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں کہ ایسی معصوم شکل بنائی جاتی ہے کہ حکومت نے ٹیکس لے لئے ہیں اور حاجی صاحب ذاکرانہ انداز میں کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر فریاد کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker: No such observations.

وزیر خزانہ: جناب والا ! خدانخواستہ اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔ خدانخواستہ کیا ذاکر برے ہوتے ہیں ۔ وہ ہمیں رلاتے ہیں ہمارے آنسوؤں کو وہ قبول کرتے ہیں اور ہمیں ثواب کا مستحق بناتے ہیں ۔ ذاکر کوئی برے لوگ نہیں ہوتے ۔ میں ان کی بے حرمتی نہیں کر رہا ہوں ۔ تو جناب والا ! اس انداز میں انہوں نے کہا کہ حکومت جو کچھ لے جاتی ہے وہ اپنے گھر لے جاتی ہے ۔ لیکن ۔ جناب والا ! جو ٹیکس حکومت عاید کرتی ہے وہ کس کے لئے ہوتے ہیں ۔ وہ اس لئے ہوتے ہیں کہ جو دبے سکتے ہوں ان سے وہ لئے جائیں اور

ان کو دے دیئے جائیں جن کے پاس نہ ہو ۔ جناب والا ! اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ لیکسیشن بری ہے تو پھر یہ برائی مجھے قبول ہے ۔ جناب والا ! ہم ایسا کریں گے ۔ میں نے مثال دے کر کہا تھا کہ اگر اونٹ باندھنے کی رسی بھی کسی پر واجب ہے اور وہ دین دار ہے تو ہماری تلوار اس کے خلاف بھی بے نیام رہے گی ۔ ہم ان سے ضرور لے لیں گے اور ان لوگوں کو جن کو محروم رکھا گیا جو بیکس مظلوم ہیں اور بے زبان ہیں اور جن کو ذوالفقار علی بھٹو نے زبان عطا کی ہے ہم ان کو ضرور دیں گے اور ہم ان کو اس ملک میں نیچے سے اٹھا کر اوپر لائیں گے ۔ * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

مسٹر سپیکر : رائے صاحب اس ہوائنٹ کو حذف کرنا پڑے گا ۔

وزیر خزانہ : چلئے اس کو حذف فرما دیجئے ۔

Mr. Speaker: That part is to be expunged.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The Finace Minister takes the better part of emotions.

وزیر خزانہ : یہ کوئی جذبات کی بات نہیں ہے ۔ میں اس عمر سے گزر چکا ہوں ۔ پھر ہمارے جذبات جو ہیں وہ ہمارے عقاید کا حصہ ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے جذبات نہیں ہوتے وہ کسی کی قدر بھی نہیں کرتے ۔ جس کے لئے دلیل نہ ہو وہاں جذبات ابھر آتے ہیں ۔ اگر دلیل موجود ہے تو جذبہ صادق ہے اور اس کی جناب والا ! ہمیں قدر کرنی چاہئے ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

جناب والا ! کہا گیا ہے کہ یہ ٹیکس Ginners سے کیسے وصول کیا جائے گا ۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا ۔ اچھا ہے کہ اس وقت حاجی محمد سیف اللہ خان یہاں نہیں ہیں میں نے کہا تھا کہ ہم الٹا لٹکا کر ان سے لیں گے ۔ اس کے لئے ہم نے اب زراعت کے شعبے کو یہ کام نہیں سونپا جو پہلے ان سے محبت سے اور نرمی سے لیتا تھا ۔ ہم نے یہ کام ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کیا ہے ۔ جن کو پتا ہے کہ ٹیکس کس طرح وصول کیا جاتا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ یہ کہا گیا کہ جناب Ginners جو ہیں ان کی وجہ سے کاٹن کی قیمت کم ہو جائے گی ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ڈاکٹر مبشر حسن جو مرکزی وزیر خزانہ ہیں نے قومی اسمبلی کے فلور پر یہ assurance دی ہے کہ ہم کپاس کی قیمتوں میں کمی نہیں ہونے دیں گے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس بات کا پورا انتظام کریں گے کہ کپاس 70-60 روپے سے کم نہ جائے ۔ اور اگر اس میں ہم نے دیکھا کہ یہ کم جا رہی ہے تو ہم اس بات کا اہتمام کریں گے کہ حکومت خود کپاس خرید لے تاکہ کپاس کی قیمت نیچے نہ جائے ۔ بار بار یہ بھی کہا جاتا رہا کہ دیکھئے یہ حکومت کیا آڑھت شروع کر دے گی ۔ دکانداری شروع کر دے گی ۔ نہیں جناب والا ! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اگر عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے State Trading کرنی پڑے گی تو ہم اس کے لئے کریں گے ۔ ہمیں اس میں کوئی عار نہیں ہے۔ اور جناب والا ! کہا گیا کہ حکومت کیسے کرے گی ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں میاں خورشید انور صاحب ! جناب سپیکر ! کی وساطت سے کہ چینی کا مقابلہ حکومت نے کیا ہے اور پوری کی پوری چینی کو State Trading کے ذریعے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔ اور پوری کی پوری چینی کو اب حکومت کی تحویل میں لے کر اپنے ذرائع سے اس کو تقسیم کر سکتے ہیں ۔ آپ چاول کی تجارت پوری کی پوری اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں تو کپاس کو کیوں نہیں لے سکتے ۔ ہم لے سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اگر چاول اور چینی لئے جا سکتے ہیں تو کپاس بھی لی جا سکتی ہے ۔ آپ تسلی رکھیں ۔ آپ جن کو یہ بہت گلہ ہے کہ سوشلزم نہیں آ رہی ۔ آپ کو پتا چلے گا اور آپ روز بلبلایا کریں گے کہ یہاں واقعی سوشلزم آ رہی ہے ۔ میں آپ کو warn کرتا ہوں کہ سوشلزم بڑی تیزی سے آ رہی ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا یہ ذرا نیچی آواز سے نہیں بول سکتے تاکہ یہ ان کی جو غصے کی حالت ہے یہ کچھ کم ہو جائے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں ہرگز غصہ نہیں کرنا چاہتا ۔ غصہ کرنے کی میری عادت ہی نہیں ہے ۔ لیکن میں اپنے ان فاضل دوستوں جنھوں نے صبح سے ایک خاص وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کو سنانے کے لئے ذرا اونچا بول رہا ہوں ۔ چونکہ میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کو اپنی آواز بہت پسند ہے ۔ ان کی آواز کا volume کافی ہے ۔ لیکن اگر وہ محض اونچا بول کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں چونکہ اونچا بول رہا ہوں تو جناب والا ! اس لئے میں سچ بول رہا ہوں ۔ تو پھر ٹھیک ہے میں بھی سچ بول رہا ہوں اور اس لئے میں تھوڑا سا اونچا بول رہا ہوں اور شائد اونچا ہی آجکل لوگوں کو سنائی دینے لگا ہے ۔ تو چلئے اسی طریقے سے میرا بھی سچ بولا ہوا ان کے کانوں تک پہنچ جائے ۔

جناب والا ! حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے ایک ہی بات کو سات دفعہ repeat کیا حالانکہ جناب میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں اتنا عقلمند ہوں کہ اشارہ ہی سمجھ جاؤں لیکن میرا خیال ہے کہ ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے دوست اتنے بے وقوف بھی نہیں ہیں کہ ان کو اپنی بات سات دفعہ کرنی پڑے ۔ شائد ان کو اپنی بات کا اپنے دل میں یقین نہیں آتا ۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو یقین دلانے کے لئے کہ میں نے اب بات کر لی ہے ۔ انہوں نے سات دفعہ یا بات کی کہ کہاں گئی وہ زرعی اصلاحات ۔ کہاں اتنے بڑے بڑے slabs رہے ۔ حالانکہ اچھا بھلا وہ جانتے ہیں اور اگر وہ نہیں جانتے تو بآسانی تھوڑا سا اب ان sources سے جن سے وہ اکثر ہمارے متعلق معلومات حاصل کیا کرتے ہیں ان سے پوچھ سکتے تھے کہ یہ زرعی الکم ٹیکس ۔ جناب والا ! جو لگتا ہے یہ افراد پر نہیں لگتا ۔ آپ زرعی اصلاحات کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ افراد پر آئی ہوئی ہیں ۔ تو ان کی ہم نے حد مقرر کی ہے جب زرعی ٹیکس لگایا جاتا ہے تو اس پورے کنبے کے پاس جتنی زمینیں ہیں ان سب کو ایک ساتھ assess کرکے لگایا جاتا ہے ۔ اس لئے ایسی slabs بھی بنتی ہیں ۔

جناب والا ! کیا سینما پر ٹیکس نہیں لگایا گیا ؟ سینما والے بہت زیادہ کماتے ہیں ہمارے معزز ممبر جوڑا صاحب نہیں ہیں ورنہ وہ آپ کو بتاتے کہ سینما والوں کی کیا درگت بنائی جا چکی ہے ۔ جناب والا ! سینما والے جب پہلے نئے سینما لائسنس لیتے تھے تو ان کو اڑھائی سو روپیہ دینا پڑتا تھا ۔ اس کی جگہ اب ان کو اڑھائی سو روپے تک کی بجائے دس ہزار روپے دینے پڑتے ہیں ۔ اور جب وہ سالانہ اپنے لائسنس کی تجدید کراتے ہیں تو پہلے ان کو 125 روپے دینا پڑتے تھے اب ان کو 6 ہزار روپیہ دینا پڑتا ہے ۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ ایک سال میں دو ۔ اڑھائی سو سے دس ہزار اور 6 سو سے ان کو 6 ہزار پر لے آئیں اور اگلے سال پھر انہیں کو دبا دیا جائے ۔ جناب والا ! بانٹ کر کھانی پڑے گی ۔ ان کی کمر پر آخری تنکا تو نہیں رکھا جا سکتا کہ سینما کی چھت بھی گر جائے ۔ بہر حال یہ اس طرح کی جو آج تقاریر ہوئی ہیں ان میں بے حد افراط و تفریط ہے ۔ اور اسی لئے میں نے آج تھوڑا سا گرم ہوکے ان باتوں کا جواب دینا ضروری سمجھا ہے ۔

جناب والا ! اسی طرح سے یہ کہا گیا ہے کہ جواب دعویٰ اور دعویٰ کی صورت میں بھی انہوں نے یہ کہا ہے کہ غریب لوگوں کو جو جواب دعویٰ دائر کریں گے ان کو بہت تکلیف ہوگی ۔ جناب والا ! اتنی تکلیف ہوگی جتنی پہلے ہوتی تھی اور اتنی سہولت ہوگی جتنی پہلے ہوتی تھی ۔ جب پہلے وہ فیس جو دعویٰ پر تھی وہی فیس جواب دعویٰ پر ہوگی ۔ اب جو فیس دعویٰ پر ہم نے رکھی ہے وہ فیس ان کے لئے جواب دعویٰ کے لئے ہوگی اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے یہ فیسیں رکھتے وقت اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ تھوڑی رقموں کے دعویٰ کرنے والے لوگوں پر بوجھ 11 فیصد ۔ 12 فیصد گھٹا کر ساڑھے سات فیصد کر دیا جائے ۔ البتہ بڑی رقموں کے دعویٰ کرنے والے لوگوں کو جن کو ایک فیصد سے بھی کم دینا پڑتا تھا ان کو اب ساڑھے سات فیصد دینا پڑے گا ۔ جناب والا ! اس کی حالت اب یہ ہے کہ جواب دعویٰ ہو دعویٰ ہو تھوڑی رقموں کے دعویٰ دائر کرنے والے لوگوں کو پہلے کی نسبت کم فیسیں دینی پڑیں گی اور بڑی رقموں کے دعویٰ کرنے والوں کو زیادہ دینی پڑیں گے ۔ اسی طرح تھوڑی رقموں کے جواب دعویٰ دائر کرنے والوں کو تھوڑی فیس دینی پڑے گی اور زیادہ رقموں کے جواب دعویٰ دائر کرنے والوں کو زیادہ دینا پڑے گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ اندازاً کتنا وقت اور لیں گے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! آپ کہیں تو 5 منٹ میں wind up کردوں۔

جناب والا ! فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے اور پھر آ کے جناب چیف منسٹر صاحب کے کان میں بھی یہ بات فرمائی ۔ اب انہوں نے مجھے حکم دیا کہ یہ مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی جو رعایات درجہ اول کی میونسپلٹیز کو دی ہے وہی رعایت درجہ دوم کی میونسپلٹیز کو بھی دے دی جائے ۔ جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ چھوٹی میونسپلٹی کے پاس لے دے کے یہی ایک ٹیکس ہے جس میں سے ان کو بھی حصہ ملتا ہے ۔ اگر ان سے یہ رعایت جو ابھی ہم نے دی ہے ۔ اس میں بھی میونسپلٹیوں کو ہمارے ساتھ لڑائی چلتی رہتی ہے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ نہیں ۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں لازماً ہم بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کو چھوٹ مل جائے ۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم درجہ دوم کی چھوٹی میونسپلٹیز کو اس ٹیکس سے محروم کر دیں ۔ اس کے بعد ان کے پاس کوئی بھی ایسا کام کرنے کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہوگا جو غریب عوام کے فائدہ کے لئے ہوگا ۔

جناب والا ! آخر میں دوبارہ زرعی انکم ٹیکس کی بات کی گئی ہے ۔ میں نے اپنی تقریر میں انتہائی تفصیل کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی تھی کہ میں اس بات کا قائل ہوں کہ چھوٹے سے چھوٹا جو کاشتکار ہے اس کو جس طریقے سے اب مالیہ ادا کرنا پڑتا ہے یہ ایک صحیح بات نہیں ہے ۔ ہم ان کے لئے الگ سوچ رہے ہیں۔ ہم اس کو یقیناً عنقریب یہ رعایت دینے والے ہیں اور دیں گے ایک صحیح مقام پر کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کا کاشتکار مالیہ سے نجات پا سکے ۔ لیکن جناب والا ! یہ عجیب بات کی گئی ہے کہ جو ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک تو اس امید سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا مالیہ معاف کر دیا جائے گا چہ جائیکہ ان پر زرعی انکم ٹیکس اور عائد کر دیا گیا ہے ۔ میں حیران ہوں اپنے فاضل دوستوں پر کہ ایک طرف تو ان کا اتنا دعویٰ ہوتا ہے کہ کوئی بات کرنے کے لئے وہ جب کھڑے ہوتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ ان پر آسمان سے وحی نازل ہو رہی ہے ۔ لیکن انہوں نے اتنا غور نہیں کیا کہ دو سو روپے کے مالیہ پر ہم نے زرعی انکم ٹیکس نہیں لگایا اور دو سو روپے کا جو مالیہ ہوتا ہے وہ ساڑھے بارہ ایکڑ والے پر نہیں لگتا ۔ جناب والا !

اوسطاً 83 ایکڑ کا جو مالک ہے اس پر کہیں جا کے دو سو روپے کا مالیہ لگتا ہے اور لائل پور جیسے ضلع میں جہاں زرخیز زمین ہے اور 33 ایکڑ سے کم کا کوئی کاشتکار نہیں ہوگا جس پر دو سو روپے کا مالیہ لگتا ہے ۔ اس صورت میں جناب والا ! یہ ٹیکس ساڑھے بارہ ایکڑ پر کیسے لگے گا۔ اور کیسے ان کے جذبات بھڑک سکتے ہیں۔ میں نے بڑی تفصیل سے کہا تھا کہ یہ انکم ٹیکس کی شکل ہو جائیں گی ۔یہ ہونی چاہئے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں ۔ جب یہ انکم ٹیکس بن جائے گا ۔ تو پھر سنٹر کے ساتھ بات کرنا پڑے گی ۔ انکم ٹیکس وہ لگاتے ہیں اور زرعی انکم ٹیکس ہم موجودہ شکل میں لگا سکتے ہیں ۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ اس موجودہ حالت میں جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں ۔ باہر اتنا شدید مطالبہ تھا آپ اخبارات اٹھا کر دیکھئے ۔ ہم پر سب سے بڑا الزام یہ لگا ہے کہ زراعت کے شعبے میں اور زیادہ ٹیکس لگائیے ۔ پاکستان ٹائمز ، ڈان ، امروز کون اخبار ہے جس نے فنانس منسٹر کو اس بات پر نہیں لتاڑا ۔ کہ اتنا کم انکم ٹیکس لگایا ہے ۔ اگر اس کی وجہ بیان کی کہ زراعت پر اتنا زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے دوسرے طریقے سے یہ بوجھ ڈالنا چاہئے ۔ وہ سنٹر ڈال سکتا ہے اس میں سنٹر اپنی سطح پر اور ہمارے مشورے سے ایک تجویز کو آخری شکل دے رہا ہے ۔ فی الحال جب یہ انکم ٹیکس کی صورت میں لگے گا تو یقیناً جیسے صنعتی و تجارتی آمدنیوں پر اور تنخواہ پر 9 ہزار پر چھوٹ ہے اسی طرح اس میں چھوٹ دی جا سکتی ہے ۔

جناب والا ! میں آخیر میں انتہائی خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ پر بحث کے دوران جس کے بارہ میں شکایت ہے کہ یہ بحث اپنی اس سطح پر نہیں ہوئی جیسی ایک پنجاب جیسے صوبے کی اسمبلی میں اس پر بحث ہونی چاہئے تھی ۔ زیادہ تر بحث سوشلزم پر ہوتی رہی ۔ اس کی مجھے خوشی ہے کہ پاکستان پیپلز پاٹی کا منشور کھل کر ہمارے ساتھیوں اور باہر کی دنیا کے عوام کے سامنے آیا ہے ۔ یہ بحث ایک طرح سے تجدید عہد کا مقام رکھتی ہے لیکن فاضل دوستوں نے جب کٹ موشن پر بحث ہوئی تو پھر اسی پر بحث کرتے رہے ۔ آج بھی ٹیکسیشن پر بحث کرتی تھی مگر بعض فاضل دوست جنرل بحث کے انداز سے بحث کرتے رہے ۔ بہر حال پھر بھی میں بے حد شکر گزار ہوں اس جانب بیٹھے ہوئے دوستوں اور سامنے بیٹھے ہوئے فاضل دوستوں کا جنہوں نے دلائل دیکر کوشش کی ہے ۔ میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں ۔ میں ایک خاکسار اور منکسر قسم کا آدمی ہوں ۔ میں نے ان دوستوں کے نوٹ لکھے ہیں ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے

جو کچھ بھی فرمایا ہے اس میں جس حد تک وزن ہے میں اس وزن کو محسوس کروں گا ۔ اس کے مطابق آنے والی پالیسیوں میں جتنی میرے بس میں ہے تبدیلی کروں گا اور یہی سب سے بڑا خراج تحسین ہے ۔ یہاں کوئی اصولی بات کہی جائے اور میں ان کا شکریہ ادا کر دوں تو اس سے بات نہیں بنتی ۔ آپ دیکھیں گے کہ فاضل دوستوں کی جو تجاویز ہاؤس کے سامنے آئی ہیں ہم ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے ۔

ان الفاظ کے ساتھ جناب سپیکر میں قائد ایوان، قائد حزب اختلاف ۔ حاجی سیف اللہ ، تابش الوری ، مخدوم حمید الدین ، میاں خورشید انور اور اپنے سب فاضل معزز دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ دیکھیں گے کہ ہم جوں جوں آگے بڑھیں گے پنجاب کی معیشت آگے بڑھے گی ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے امید ظاہر کی ہے کہ پنجاب کے مصائب حل کروں گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب حقوق سے غافل نہیں ہے ۔ جو بات یہاں کہی گئی ہے یہ بالکل نا مناسب ہے کہ ہم یہاں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں لیکن مرکز میں جاکر بھیگی بلی بن جاتے ہیں ۔ جناب والا ! ایسا نہیں ہے ۔ پنجاب کے حقوق کے لئے اسی جوش و خروش کے ساتھ ۔ اسی جذبے کے ساتھ وہاں بھی بات کرتے ہیں ۔ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ہم اپنے حقوق حاصل کر لیں ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :-

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973ء کو
فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 3)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 3 زیر غور ہے ۔ اس کو برائے منظوری ایوان میں پیش کیا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں میری ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کس طرح جناب والا ؟

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir, Hajl Saifullah Khan has presented nearly 34 amendments although not a single amendment can be moved in the Finance Bill. Sir, I bring to your kind notice.....

Mr. Speaker: I have already told him.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir, I would like to bring to your kind notice the ruling of Mr. Speaker...

مسٹر سپیکر : میں ترامیم کی اجازت نہیں دے رہا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, Article 129 of the Interim Constitution of the Islamia Republic of Pakistan is clear.

> 129 (2) clause (1) does not apply to a Bill or amendment by reason only that it provides:—
>
> (a) for the imposition or alteration of any fine or other pecuniary penalty or for the demand or payment of a licence fee or charge for any service rendered ;

جو جناب والا ! ٹیکس کے مطابق اس پر حاوی ہوتا ہے اس کی ترمیم نہیں ہو سکتی ۔ انہوں نے فیس زائد کی ہے وہ ٹیکس نہیں بنتے ۔ وہ 129 (2) کے تحت exempt کر دی گئی ہیں ۔ جن پر ان کا اطلاق نہیں ہوگا ۔ نہ فیس ، نہ جرمانے ، نہ لائیسنس کی فیس ۔ آپ غور سے دیکھیں میری فیس کی ترمیم قابل قبول ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ کی ترامیم یہ ہے کہ کلاز 3 حذف کر دی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کردوں کہ کلاز 3 زرعی انکم ٹیکس کے لئے ہے ۔ اور کلاز 3 جو ہے وہ 129 (اے) کے تحت ۔ منی بل بن جاتا ہے مگر اس صورت میں اس کو بڑھاؤ یا کم کر دو ۔ اگر statusquo maintain کروں تو اس کے لئے میرے پاس رولنگ ہے ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir, if you will kindly listen to my point of order. Sir, I was saying that under Article 129, an amendment cannot be moved in the Finance Bill until and unless prior recommendation or prior consent of the Governor is obtained. Further, I would like to support my point of order. I refer you to page 120, Provincial Assembly of West Pakistan Debates (29th June, 1963), and draw your attention to the submission of the Advocate-General.

> I may also draw your attention to newspaper report that appeared today where it is said that in Dacca a ruling has been given. I will just read a portion of that newspapers report, It says :-
>
> All Opposition's amendments to the Finance Bill were ruled out of order by the Speaker when the Law Minister, Mr. A. T. M. Mustafa, contended that the proposed amendments did not fulfil the provisions of Article 47 clause (1) of the Constitution that prior assent of the Governor shall be obtained to all money bills and amendments thereto.

Now, I draw your attention to Article 47 of the Constitution of 1962. It reads as under :

> 47 (1) Except on the recommendation of the President, no Bill or amendment shall be introduced or moved in the National Assembly if -
>
> .....
>
> (b) it makes provision for any of the matters, or any matter identical to any of the matters, specified below :-
>
> (i) The imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax;

Now, this is regarding the National Assembly. But again this view was interpreted by the Advocate-General in this Assembly and the Speaker gave a ruling which I would like to read to you.

Mr. Speaker: He agrees with this.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I agree.

Mr. Speaker : But what Haji Sahib has said, please read 129(2).

Clause 1 of Article 129 does not apply to your amendment by reason only that it provides for the imposition or alteration of any fine or other pecuniary penalty or for the demand or payment of a licence fee or a fee or charge for any service rendered.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, I would like to depend on Clause 129(1)

> "(1) Except on the recommendation of the Governor, no Bill or amendment shall be introduced or moved in the Provincial Assembly if;
>
> (b)(1) the imposition, abolition remission, alteration or regulation of any tax;

And my this argument is further supported by the ruling of the Speaker.

Mr. Speaker : I agree with the ruling that you have already given. His objection is that there is an exception; there is a saving given in Clause(2) of Article 129. But this does not apply to licence fees, to fines and to pecuniary penalty.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Sir, In my humble opinion Article 129 has got a much wider scope than the proviso, on which Haji Sahib is depending.

Mr. Speaker: If you are not following what he has said, then I cannot help.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Mr. Speaker, Sir, if you kindly listen to ruling.

Mr. Speaker: He agrees with you. There can not be any amendment with respect to the taxation. He said, "Yes, I agree with that".

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : But, all his amendments are relating to the deletion of taxation clauses. Which can not be moved.

Mr. Speaker: What he says is that, it is not applicable.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, my submission is that according to what I have read to you i.e. 129 (b), the clause has much wider scope and Haji Saifullah's amendments are covered within this scope. If you want, I can read the ruling also.

Mr. Speaker : He knows this. I have also seen the ruling. He has that with him and I have the same with me. We have already discussed these rulings in the Chamber.

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں ایک اور پوائنٹ اٹھانا چاہتا ہوں ۔ اگر اس بل کو بحیثیت بل لیا جائے تو یہ نہ تو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا جا سکتا ہے اور نہ ہی سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ آرٹیکل (2) 129 کو دیکھیں ۔

شیخ عزیز احمد : نہیں جناب ! میں اس طرف نہیں جاتا ۔ یہاں تو یہ ہے کہ کلاز کو حذف کیا جائے ۔ اس کے متعلق یہ ہے ۔

> An amendment to leave out a clause is not in order, as the proper course is to vote against the clause standing part of the bill. Consequetly it is out of order to propose to leave out the only effective words of a clause, or the words upon which the rest of the clause is dependent or to offer.....

اور یہ تو اس کی تالید میں ہے ۔

> Amendments to leave out a clause often appear upon the notice paper. While such amendments are never called, they provide an indication to the Chair that certain Members wish to speak on the question that the clause stand part of the bill.

Mr. Speaker : Haji Sahib, I agree with Sh. Aziz Ahmed on what he had said, and, more-over, this clause deals with Agricultural Income Tax Act and not with any licence fee.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! میری ایک گزارش سن لیں ۔ میں نے ان کے فرمانے سے پہلے اس حد تک کہہ دیا ہے کہ ٹیکسیشن میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی ۔ اس کے لئے پیشگی اجازت چاہئے ۔ اب اس ضمن میں بھی میں عرض کروں کہ یہ ایگریکلچرل الکم ٹیکس پہلے سے اس صوبے میں نافذ ہے اور یہ جو موجودہ ترمیم اضافہ یا کمی کے لئے کی جا رہی ہے اس میں یہ ہے کہ اگر مثال کے طور پر میں کہتا ہوں کہ یہ کلاز حذف کر دی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نافذ ہے وہ بدستور رہے گا اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی ۔

Mr. Speaker : I agree with the authority or decision that has been cited by Begum Rehana Sarwar. The tax here does not mean the previous tax but even the proposed tax.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ فنانس بل کی رولنگ نمبر 224 ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس سال کی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ 1934ء کی ہے ۔

Mr. Speaker: I am aware of the change that took place in those days. There is a lot of change in the clauses relating to the taxation.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, the amendment seeking to retain status quo is in order.

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! اس میں بھی تبدیلیاں ہو گئی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : ویسے میں لیکسیشن کو تسلیم کرتے ہوئے اسے پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس کلاز کے ذریعے سے زرعی انکم ٹیکس کی شرح بڑھائی جا رہی ہے اور جو اعداد و شمار جناب وزیر خزانہ نے دئے ہیں - - -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ اصولوں پر بڑا مفصل بول چکے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اسے نہیں دھراؤں گا مگر میں نئی بات تو کہہ سکتا ہوں -

Mr. Speaker : This has already been discussed.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس کلاز کے سلسلے میں میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ یہ قطعی غلط ہے کہ 33 ایکڑ پر زرعی انکم ٹیکس نہیں لگتا - میں نے انہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ مستقل علاقوں میں جہاں ایک سال میں دو دو فصلیں لی جاتی ہیں تو رقبہ دوگنا ہو جاتا ہے - تو اس کا مالیہ بھی دوگنا لگتا ہے - جو شرح مالیہ کی انہیں سمجھا کی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے - شرح یہ ہے کہ پہلے جو زمین کے بندوبست کے وقت مالیہ کی تشخیص کی گئی تھی اور اس وقت جو مطالبہ کیا گیا تھا - - -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! یہ آپ پہلے کہہ چکے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب ! یہ بات میں نے اس وقت نہیں کہی تھی ۔ میں نئی بات کہہ رہا ہوں کہ اس وقت جو مالیہ تشخیص کیا گیا تھا اب ایک نیا سکیل نافذ کرکے اسے ڈیڑھ گنا کیا جاتا ہے اور اس ڈیڑھ گنا کو پھر دوگنا کیا جاتا ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmed: Point of order Sir. I refer to Question for Clause Standing Part of a Bill Erskine Mays Parliamentary Practice (17th Edition page 557)

> When the amendments, if any, to a clause have been disposed of, the question put from the chair is, "That the clause (as amended) stand part of the bill"; and no other amendment can be proposed to a clause after this question has been proposed from the chair. Debate upon this question must be confined to the clause as amended (or not amended), and must not extend to a discussion of the circumstances under which particular amendments were made or to a review in detail of the proceedings on the clause. It has been ruled that when the question, "That the clause (as amended) stand part of the bill," has been proposed from the chair, it must be agreed to or negatived, as it necessarily follows upon the consideration of the clause and is not a motion made by any Member which he could ask leave to withdraw.

Mr. Speaker : This is not relevant to the present case. He is restricting himself to the clause discussion.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! میری بات ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 3 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 4)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 5)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 5 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! پیشتر اس کے کہ آپ اس کا فیصلہ فرمائیں میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کیونکہ میں نے اس کلاز کے شیڈول میں آگے ترمیمات دی ہوئی ہیں ۔ آیا انہیں کلاز کے ساتھ لیں گے یا شیڈول کے ساتھ لیں گے ؟ یہ قانون کے مطابق آپ پر منحصر ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بتائیں کہ آپ کتنا وقت لیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہر حال میں غیر مناسب وقت نہیں لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : میں تو منٹوں کا حساب چاہتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر آپ کہیں تو شیڈول کے ساتھ لے لیں ؟

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں آپ شیڈول کے وقت لیے لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جیسے آپ فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 6)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 6 ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 7)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔ صرف ایک چھوٹی سی گزارش اس کلاز میں یہ ہے ۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ شہری ٹیکس کا جہاں تک معاملہ ہے اس میں صرف اتنی گزارش کروں گا جناب وزیر خزانہ سے کہ آخر انہوں نے یہ قسم کیوں اٹھا رکھی ہے کہ جائز بات بھی نہیں ماننی ، ناجائز بات تو نہ مانیں ان کا حق ہے ۔ مجھے جناب والا ! پورا ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ میں ان کے نوٹس میں ایک واضح کیس لایا تھا کہ میرے حلقہ نیابت میں ایک منڈی لیاقت پور ہے جو 1952ء میں آباد کی گئی تھی ، نئے سرے سے قائم کی گئی تھی جس کی تمام تر اراضی گورنمنٹ کی تھی اور گورنمنٹ نے نیلام کرکے ایک نیا قصبہ بسایا ۔ بیس سال کے عرصے میں آپ کا ریکارڈ شاھد ہے جناب کالونیز منسٹر نے بھی جس کی نقل میرے پاس بھیجی ، انہوں نے بھی فنانس منسٹر کی توجہ مبذول کرائی ۔ وہاں دو سال ہوئے پراپرٹی ٹیکس نافذ کر دیا گیا ہے ۔ کیفیت یہ ہے کہ ہمیشہ ٹیکس اس آبادی پر لگایا جاتا ہے ، اس حصے پر لگایا جاتا ہے جو آباد کر دیا گیا ہو ۔ آپ نے جتنے پلاٹس مختص کیے ، جتنے دکانوں کے پلاٹس رکھے تھے جتنے منڈی کے پلاٹس رکھے تھے جتنے رہائشی پلاٹس رکھے تھے آپ اپنا ریکارڈ کالونی ڈیپارٹمنٹ سے نکال کے دیکھ لیں ، ابھی پچیس فی صد نیلام نہیں ہوئے ۔ اور جو نیلام ہوئے ہیں وہ بھی اس وقت تک سالم تعمیر نہیں ہوئے ۔ وہ منڈی پچھلے بیس سال سے اس وقت بھی ایک کھنڈر کا نمونہ بنی ہوئی ہے ۔ اس پر انہوں نے پراپرٹی ٹیکس لگا دیا ہے ۔ اور اس کی ڈویلپمنٹ کو ایک سالیکلوجیکل ایفیکٹ سے ختم کر دیا گیا ہے ۔ میں نے پچھلے سال بھی اس فنانس بل کے وقت ان

کی توجہ مبذول کرائی تھی اور ان کی خدمت میں ایک دفعہ نہیں ، دو تین بار حاضر ہوا ۔

مسٹر سپیکر : رامے صاحب اس پر توجہ کیجیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : توجہ کا جو نتیجہ ہوا وہ بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں ۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور جس طرح یہاں یہ ہنس کے بڑے خوشکن موڈ میں میں سمجھتا ہوں ، فرمایا کرتے ہیں ، میں گیا تو بڑی آؤ بھگت سے ، ایک پیاری مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا ۔

مسٹر سپیکر : آج کیا بات ہے دونوں ایک دوسرے کی تعریف کر رہے ہیں ؟

وزیر خزانہ : "من ترا حاجی بگویم" ۔ میں تو کہہ سکتا ہوں وہ حاجی ہیں ۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے "ملا" نہ کہہ دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : حاجی کے بعد تو جناب دوسری فارم آتی ہے جو اس کا موازنہ کرتی ہے۔ میں وہ نہیں کہوں گا ۔ (قہقہے)

مسٹر سپیکر : آپ کی آواز تو ان تک پہنچ گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب ! آواز ایک دفعہ نہیں پہنچائی ۔ میں تو آپ کو وہ حشر بتاتا ہوں جو جائز معروضات پہ ہوتا ہے ۔ انہوں نے مہربانی فرمائی ، مجھے غور سے سنا ، توجہ فرمائی اور انہوں نے اپنے سیکرٹری ایکسائز کے پاس ڈسپیچ کر دیا کہ وہیں اپنا دکھڑا روئیں اور انہی کو قائل کریں ، فنانس منسٹر کو قائل کرنے کی ضرورت نہیں ۔ بیوروکریسی قائل ہو جائے تو سب ٹھیک ہے ۔ وہ مان لیں تو ٹھیک ہے ۔ ہم خود تکلیف نہیں کریں گے کہ معروضہ جائز ہے کہ غلط ہے ۔ چونکہ ہم نے تو انگوٹھے پہ انگوٹھا لگانا ہے ۔ میں وہاں گیا جناب والا ! انہوں نے بھی مہربانی فرمائی ، وہاں سے ریکارڈ منگوایا ۔ میرے دلائل کیا تھے کہ اگر اس منڈی سے آپ کو اتنی آمدنی ملتی ہے جس سے آپ کا خزانہ بھر سکتا ہے تو شوق سے لگائیے ۔ اگر آپ کا خزانہ بھی نہیں بھرتا ، آمدنی بھی آپ کو نہیں ہوتی اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک چوتھائی منڈی بھی آباد نہیں ہوئی تو پھر اس پر اس سٹیج پر پراپرٹی ٹیکس لگانے کا کیا فائدہ ۔ ریکارڈ

منگوایا گیا ۔ جو فگرز ملیں ان کے مطابق چھتیس ہزار روپیہ اس منڈی کا ٹیکس سالانہ assessment ہے ۔ اس چھتیس ہزار میں دس ہزار روپے لوکل باڈیز ادا کرتی ہیں ۔ یہ وہ فگرز ہیں جو ان کے پاس پہنچ چکی ہیں ۔ میں ذمہ داری سے ایوان میں کہہ رہا ہوں جو اس وقت اس موجودہ ایکٹ سے انہوں نے خود بھی حذف کر دی ہے کہ لوکل اتھارٹی سے اب نہیں وصول ہوں گی ۔ وہ دس ہزار تو خود بخود ہی نکل گیا ۔ باقی بچتا تھا ان کے پاس چھبیس ہزار ۔ چھبیس ہزار میں انہیں پراپرٹی ٹیکس کی وصول کردہ رقم میں سے چالیس فی صد واپس کرنا پڑتا ہے لوکل باڈیز کو ۔ یہ جناب چودہ ہزار روپے ۔ چالیس فی صد کے حساب سے انہوں نے لوکل باڈیز کو واپس کیا ۔ باقی ان کے پاس بارہ ہزار بچا ۔ بارہ ہزار میں سے ان کا دس ہزار کا اسٹیبلشمنٹ کا خرچ انہوں نے نکالا ۔ انتیس ہزار روپیہ اس منڈی سے تمام سال میں وصول ہوتا ہے اور وہ منڈی جو ابھی تشنہ تکمیل ہے جو آپ کی مہربانی کی محتاج ہے جس میں کوئی صنعت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکی ۔ اگر اس وقت جا کے دیکھیں ، آپ کو ایک مکان ایک سرے پر بنا ہوا دکھائی دے گا اور دوسرا دوسرے سرے پر ۔ ایسے محسوس ہوگا جیسے قدیم وقتوں کا کوئی شہر ہے کوئی کھنڈر ہے جس کا درمیانی حصہ مسمار ہو چکا ہے اور یہ کیفیت جناب کالونیز منسٹر نے بھی تسلیم کی تھی ، اس کی نقل میرے پاس اس ایوان میں موجود ہے ۔ انہوں نے بھی رحم کی اپیل کی ہے کہ کم از کم جہاں اپنی کار گزاری چاہتے ہیں وہاں میری بدنامی نہ کرائیں اور اس منڈی کو مہربانی کرکے معاف کرائیں ۔ میں ان کو انصاف کے نام پر اپیل کروں گا ۔ ٹھیک ہے میں نے ان کے ساتھ کچھ زیادتیاں کی ہوں گی ، مجھے نہ دیکھیں ، میری سزا میرے علاقے کو نہ دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کے لیے یہ کہنا کہ آپ کی کسی بات کی سزا وہ آپ کو دے رہے ہیں ، یہ نامناسب ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہی استدعا کر رہا ہوں کہ نہ دیں سزا ۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ اگر میرا معروضہ واجبی ہے ، جائز ہے ، حق پر مبنی ہے ، تو مہربانی کرکے اس منڈی پہ مستقل طور پر ختم نہ کریں ، اس وقت تک کم از کم اس پر پراپرٹی ٹیکس نہ لگائیں جب تک وہاں کوئی بھاری صنعت نہیں لگائی جاتی ، جب تک وہ منڈی آباد نہیں ہو جاتی ، جب تک اور کچھ نہیں تو

کم از کم اس منڈی کا تین چوتھائی حصہ اس کا نیلام ہو کے آباد نہ ہو جائے۔ یہ از راہ کرم انصاف اور مہربانی کے نام پر اس منڈی سے واپس فرمالیں اور پراپرٹی ٹیکس اس پر ختم کریں جس طرح کلاز 1 کے کچھ حصے کو آپ نے میونسپلٹیز میں رعایت دی ہے وہ تو ویسے بھی ٹاؤن کمیٹی ہے اور اجڑی ہوئی ٹاؤن کمیٹی۔ مجھے امید ہے کہ وہ یقین دہانی کرائیں گے۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے اس مسئلے پر بار ہا غور کیا ہے اور اپنے خیال کے مطابق وہاں سے مناسب آمدنی ہے اور وہاں ٹیکس لگانا جائز ہے۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 8)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 8 زیر غور ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں میری ترمیم ہے۔

مسٹر سپیکر ! اب آپ ترمیم پیش کر رہے ہیں ؟ ابھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ صرف اس پر تقریر کریں گے اور بعد میں چھوٹ دے دیں گے ساری۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ تو کورٹ فیس سے متعلق ہے۔

This is altogether different.

مسٹر سپیکر : بیگم ریحانہ سرور نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں اس کو define کیا ہے۔

That the word "tax" used in it obviously includes the proposed tax.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ! یہ ٹیکس نہیں ہے یہ تو کورٹ فیس ہے۔ 129 (2) کے تحت میں عرض کر رہا ہوں۔

مسٹر سپیکر : اس پر تو آپ بول چکے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ہاں یہ اور بات ہے اگر آپ فرمائیں یہ امنڈمنٹ valid ہے ۔ یہ آپ ڈیکلیر کر دیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ کی امنڈمنٹ پیش ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پہلے میری امنڈمنٹ پہ فیصلہ کرا لیں پھر اصل کلاز پہ ۔ میں بولتا نہیں ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 حذف کر دی جائے

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 8 of the Bill be deleted,

(*The motion was lost*).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 9)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر 9 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That clause 9 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment is :

That Clause 9 of the Bill, be deleted.

Minister For Finance : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Haji Sahib, have you to speak on it ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : No Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 9 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 10)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 10 زیر غور ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That Clause 10 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 10 of the Bill, be deleted.

Finance Minister : I oppose it, Sir,

Mr. Speaker : Haji Sahib to speak please.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have spoken on my amendments.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 10 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 10 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : Time is extended by another twenty minutes.

(کلاز 11)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 11 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب آپ کی ترمیم ہے ۔ اب کیسے آ سکتی ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں جناب والا ! اس میں نہیں آسکتی ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 11 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 12)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 12 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That Clause 12 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 12 of the Bill, be deleted.

Finance Minister : I oppose it, Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 12 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 12 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 13)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 13 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 13 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : I oppose it. تقریر نہیں کروں گا آپ منظوری کے لئے پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 13 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ اول)

مسٹر سپیکر : اب شیڈول اول زیر غور ہے :

اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول اول بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ دوم)

مسٹر سپیکر : اب شیڈول دوم زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول دوم بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ I oppose it. ۔ اس میں میری ترامیم ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اکٹھی پیش کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 1
حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 1 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کاپیرا 2 حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 2 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 3 حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 3 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 5 حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترامیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 5 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 8 حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 8 حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 1 حذف کردیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 2 حذف کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 3 حذف کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 5 حذف کردیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ دوم کا پیرا 8 حذف کردیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول دوم بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ سوم)

مسٹر سپیکر : اب شیڈول سوم زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول سوم بل کا حصہ بنے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : I oppose it. تقریر نہیں کروں گا۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول سوم بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ چہارم)

مسٹر سپیکر : اب شیڈول نمبر 4 زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول نمبر 4 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی ترمیم بھی ہیں اس میں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ سب فیسوں کے متعلق ہیں ۔ میں انہیں پیش کرتا ہوں ۔

Sir, I move :

That in para 1 of the Fourth Schedule of the Bill, the comma, words and brakets "written statement pleading a set off or counter claim or memorandum of appeals (not otherwise provided for in this Act) or of cross-objection" occurring in lines 1-4 be deleted.

Mr. Speaker ; The amendment moved is :

That in para 1 of the Fourth Schedule of the Bill, the comma, words and brackets, "written statement pleading a set off or counter claim or memorandum of appeal (not otherwise provided for in this Act) or of cross-objection" occurring in lines 1-4, be deleted.

Finance Minister : I oppose it, Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That in para 1 of the Fourth Schedule of the Bill, the comma, words and brackets, "written statement pleading a set off or counter claim or memorandum of appeal (not otherwise provided for in this Act) or of cross-objection" occurring in lines 1-4, be deleted.

(*The motion was lost*).

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب باقی آپ اکٹھی ہی پیش کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشواہ چہارم کا پیرا 2 حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 2 حذف کر دیا جائے ۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے ۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 9 حذف کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 9
حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 10
حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 10
حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 11
حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 11
حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 12
حذف کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 12
حذف کر دیا جائے۔

Minister for Finance : I oppose it, Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس میں صرف اتنی وضاحت چاہوں گا ۔ میں نے بار بارہ معروضات پیش کی ہیں اور جناب کے چیمبر میں بھی اس کے متعلق باتیں ہوتی رہی ہیں اور یہ معقول چیز ہے اس کے ماننے میں کیا اعتراض ہے ۔ کم از کم counter-claim جو ہے اور set-off جو ہے اس کی تو آپ وہی شرح رہنے دیں جو پہلے ہے اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 2 حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 4 حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 9 حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 10 حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 11 حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون کے گوشوارہ چہارم کا پیرا 12 حذف کر دیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول نمبر 4 بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ پنجم)

مسٹر سپیکر : اب بل کا شیڈول نمبر 5 زیر غور ہے۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اپنی ترمیم پیش کریں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan :I move :

That para 11 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para 11 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Finance Minister : I oppose it, Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That para 11 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*).

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That para 14 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para 14 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Finance Minister: I oppose it, Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That para 14 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*).

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That para 15 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendmet moved is :

That para 15 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

Finance Minister : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That para 15 of the Fifth Schedule of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ شیڈول نمبر 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ ششم)

مسٹر سپیکر : اب شیڈول نمبر 6 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب اس میں میری ترامیم ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ پیش کریں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move:

That in para 2 of the sixth schedule of the bill under column 3 for the figure 20 occurring in line 1 the figure 10 be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para 2 of the sixth schedule of the bill under column 3 for figure 20 occurring in line 1 the figure 10 be substituted.

Minister for Finance : I oppose it, Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That in para 2 of the sixth schedule of the Bill under column 3 for the figure 20 occurring in line 1, the figure 10 be substituted.

(*The motion was lost*).

مسٹر سپیکر : اب deletion کی ترامیم اکٹھی لی جاتی ہیں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I move :

That para 3, 6, 8 and 9 of the sixth schedule of the bill be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para, 3, 6, 8, and 9 of the sixth schedule of the bill be deleted.

Minister for Finance : Sir, I oppose it.

Mr. Speaker : The question is :

That para, 3, 6, 8, and 9 of the sixth schedule of the Bill, be deleted.

(*The motion was lost*).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

شیڈول نمبر 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔2)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 2 ایوان میں زیر غور ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز۔1)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 1 ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی تمہید ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : long title میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔ اس لئے یہ خود بخود بل کا حصہ بن گیا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973 ۔
منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973
منظور کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں صرف اتنی گزارش کر دوں کہ اس بل کے بارے میں ٹیکسوں کے بارے میں اور فیسوں کے بارے میں جو معروضات بھی میں نے پیش کی تھیں۔ میں اب بھی ان پر قائم ہوں جو چیزیں آپ نے اس بل میں منظور کی ہیں اور جو ٹیکس آپ نے اس بل میں منظور کئے ہیں وہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے کوئی اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی اور ہمیشہ سے یہ دستور رہ گیا ہے اور ہوتا رہا ہے کہ جب کسی امر کے بارے میں دلیل نہ ہو تو آدمی ذاتیات پر اتر آتا ہے ۔ ذاتی کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ میں یہ تاثر ببانگ دہل اس ایوان میں دور کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا ginning کا کاروبار ہے ۔ میں نے جننگ کا کاروبار قطعی طور پر بند کیا ہوا ہے اور کم از کم 5 سال سے اب تک اس وقت تک میں نے کوئی جننگ نہیں کی ۔ یہاں اس پر فیس لگائی گئی جو جننگ اور روئی کا کاروبار کرتا ہے جو یہ جنس بیچتا ہے ۔ اس ایوان میں ان ٹیکسوں کے بارے میں ان تمام فیسوں کے بارے میں آپ نے جو بھی خیالات کا اظہار کیا تھا میں حلفاً کہہ رہا ہوں اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ یا نقصان نہیں ہے ۔ اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں ہے ۔ جو ٹیکس آپ نے لگائے ہیں اور جو کچھ آج اس ایوان سے آپ اپنے عوام کے لئے لیکر جا رہے ہیں وہ آپ کو کل پتہ لگے گا کہ اس کے اثرات کیا ہیں ۔ "ہاں" یا "نہ" کہہ دینا تو بڑی آسان چیز ہے ۔ اس میں کچھ نہیں لگا کرتا لیکن جو اس

کے اثرات اور ما بعد واقع ہونے والے حالات ہیں وہ آپ کو خود بتا دیں گے کہ آیا میرا کوئی ان میں ذاتی فائدہ تھا یا آپ کا کوئی ان میں ذاتی فائدہ تھا ۔ میری ہمیشہ کے لئے اس پر یہی رائے تھی جس کا میں اظہار کر چکا ہوں ۔ آیا آپ نے عوام کی خدمت کی یہ آنیوالا دن آپ کو بتا دیگا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1973
منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی 3 جولائی 1973 پانچ بجے سہ پہر تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 3 جولائی 1973 بروز منگل پانچ بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

منگل ۔ 3 جولائی 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 2 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 5 بجے سہ پہر منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

پ ۴ ۔ س ۳ ۔ ع ۲ ۔ ایات ۱۰۳ و ۱۰۴

اور تم سب مل کر اللہ کے (اس دین) کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور تم اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے ۔ اور تم آگ کی خندق کے کنارے پہنچ گئے تھے تو اللہ نے تم کو اس (میں گرنے) سے بچا لیا ۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ ۔

اور تم میں ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے ۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے ۔

وما علینا الا البلاغ

اجلاس خاص

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل آئین کے تحت رسم حلف وفاداری

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ آج کے ایجنڈے کی کارروائی شروع کی جائے ۔ مستقل آئین کے تحت حلف لینے کے لیے سپیشل اجلاس منعقد ہوتا ہے ۔

رسم حلف وفاداری

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

مسٹر سپیکر ۔ اب خصوصی اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے اور باقاعدہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں یوم عاشورہ پر فسادات

*2352 ۔ **شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء کے یوم عاشورہ پر صوبہ پنجاب کے کس کس علاقہ میں معمولی یا خطرناک قسم کے فسادات ہوئے اور اس کی بنیادی وجوہات کیا تھیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (1) چک نمبر 140 ۔ جے ۔ بی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں نثار ولد محمد کے امام باڑہ میں رکھے ہوئے علم کو چند اشخاص نے جلا دیا ۔ جس پر مقدمہ زیر دفعہ 436/295 ت ۔ پ اور دفعہ 20 تحفظ امن عامہ مؤرخہ 14 فروری 1973ء کو درج کیا گیا ۔ صورت حال قابو میں رہی ۔

(2) پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں بھی علم پر ایک دیوار سے پلستر اتفاقیہ طور پر ٹوٹ کر گر پڑا جس کو دانستہ شرارت سمجھتے ہوئے شرکاء جلوس مشتعل ہو گئے شرکاء جلوس ارد گرد کے مکانوں کے لوگوں میں پتھروں کا تبادلہ ہوا مقامی انتظامیہ نے فوراً صورت حال پر قابو پا لیا ۔ تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ پلستر کا گرنا محض اتفاقیہ تھا جس میں کسی کی شرارت کا کوئی دخل نہ تھا ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بس سٹینڈ کی منتقلی

*2376 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ منڈی کنگن پور میں مرزا وقبت علی مرزا غلام نبی نے اپنی ملکیتی جگہ بس سٹینڈ کے لیے بلا قیمت ہبہ کر دی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر دوسری جگہ سے وہاں بس سٹینڈ منتقل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں ۔

(ج) اگر بس سٹینڈ وہاں منتقل کرنے میں کوئی دشواری حائل ہے تو کیا ہبہ شدہ رقبہ اصل مالکان کو واپس کر دیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) زمین کے انتقال کے بعد لاری اڈا کی منتقلی میں کوئی قانونی دشواری نہیں رہتی البتہ پیشتر ازیں ونگ کمانڈر صاحب رینجر کو اڈہ ونگ ہیڈ کوارٹرز کے سامنے رکھنے پر اعتراض تھا ۔ اس لیے اڈا کی نئی جگہ ونگ ہیڈ کوارٹرز سے ہٹا کر مقرر کی گئی ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ اگر لاری اڈا نئی جگہ منتقل نہ ہو سکا تو ہبہ شدہ اراضی مالکان کو واپس کرنا مناسب ہوگا ۔

شاہ محمد بجلی سابق وائس چیئرمین میونسپلٹی چشتیاں کے خلاف تھانہ چشتیاں میں مقدمات کا اندراج

*2470 ۔ حافظ علی اسداللہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ شاہ محمد بجلی سابق وائس چیئرمین میونسپلٹی چشتیاں کا غنڈہ ایکٹ کے تحت چالان کیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ افسر کے خلاف مختلف اوقات میں پولیس تھانہ چشتیاں میں کیس رجسٹرڈ ہوئے اور پھر عدالتوں میں چالان بھی ہوا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ افسر مذکورہ کو مختلف اوقات میں اسسٹنٹ کمشنر جیون خان و دیگر اسسٹنٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولنگر متعدد بار بد عنوان اور بد دیانت و نا اہل قرار دے چکے ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ متعدد بار حکام بالا نے افسر مذکور کے خلاف کارروائی کا حکم دیا تھا مگر پولیس چشتیاں باوجود پولیس تھانہ میں غنڈہ ایکٹ وغیرہ کا مکمل ریکارڈ ہونے کے باضابطہ کارروائی عمل میں نہ لائی ۔

(ہ) اگر جزو (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہو تو رپورٹ ہائے ڈی ۔ ایس ۔ پی و اسسٹنٹ کمشنر ہائے و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں ۔ کیا اب یہ عوامی حکومت افسر مذکور کے خلاف کارروائی زیر غنڈہ ایکٹ وغیرہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) بے شک اسسٹنٹ کمشنر نے اپنی انکوائری رپورٹ میں اسے بد عنوانیوں کا مرتکب پایا ۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولنگر نے شاہ محمد بجلی کے خلاف کوئی تحقیقات نہیں کی اور نہ کوئی رپورٹ مرتب کی ۔

(د) یہ درست نہیں ۔ شاہ محمد بجلی کے خلاف متعدد مقدمات درج کیے گئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

(1) شاہ محمد بجلی کے خلاف تھانہ چشتیاں میں مقدمہ نمبر 1 مؤرخہ یکم جنوری 1963ء زیر دفعہ 394 ت ۔ پ درج ہوا ۔ مقدمہ کے دوران گواہ استغاثہ مخالف ہو گیا جس کی وجہ سے اسے رہا کر دیا گیا ۔

(2) شاہ محمد بجلی کے خلاف مقدمہ نمبر 2 مؤرخہ یکم جنوری 1963ء تھانہ چشتیاں میں زیر دفعہ 396 ت ۔ پ درج کیا گیا ۔ مقدمہ کے دوران گواہ استغاثہ مخالف ہو گیا اس لیے اسے رہا کر دیا گیا ۔

(3) 8-11-68 کو مازشل لاء کی دفعہ 5 الف کے تحت مقدمہ نمبر 152 درج کیا گیا اور اسے گرفتار کیا گیا ۔ لیکن شہادت کی عدم موجودگی کی بنا پر اس کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا گیا ۔

(4) مورخہ 17-6-69 کو اس کے خلاف مازشل لاء کی دفعہ نمبر 8 اور 22 کے تحت تھانہ چشتیاں میں مقدمہ درج کیا گیا ۔ لیکن بعد میں یہ مقدمہ زیر دفعہ 459 ت ۔ پ اور 247 پی ۔ سی ایکٹ درج کیا گیا اور 12-4-72 کو اس کا چالان تیار کیا گیا ۔ یہ عدالت کے زیر سماعت ہے ۔

(5) مورخہ 29-1-1970 کو مقدمہ نمبر 26 زیر دفعہ 447 ، 427 ۔ ت ۔ پ اس کے خلاف درج کیا گیا اور عدالت میں پیش کیا گیا ۔

(6) 1970ء کے بعد پولیس کے ریکارڈ میں شاہ محمد بھٹی کے خلاف ایسا مواد نہیں جس کی بنا پر مزید کارروائی کی جا سکے ۔ 1970ء سے پہلے کے مقدمات کا ذکر اوپر آ چکا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجاہد آباد رام گڑھ لاہور کی گلی نمبر 39 کی پختگی

*2827 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مجاہد آباد رام گڑھ لاہور میں تقریباً تمام گلیاں پختہ ہو چکی ہیں مگر گلی نمبر 39 جس میں ایک مڈل سکول جس کا نام سہیل ماڈرن سکول واقع ہے ابھی تک پختہ نہیں کی گئی حالانکہ مذکورہ گلی کے باشندوں نے سب سے پہلے درخواست گزاری تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکور بالا گلی کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) یہ صحیح نہیں کہ تمام گلیاں

پختہ ہو چکی ہیں مگر یہ صحیح ہے کہ گلی نمبر 39 ابھی تک ناپختہ ہے۔

(ب) اس گلی کو اگلے مالی سال میں پختہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سمگلنگ کی روک تھام

*2956 ۔ **چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مرکزی حکومت کی زیر ہدایت صوبائی حکومت نے سمگلنگ کی روک تھام کے لیے مزید نئے اقدام کیے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ اقدامات کہاں تک مفید ثابت ہوئے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : مرکزی حکومت کی زیر ہدایت صوبائی حکومت نے سمگلنگ کی روک تھام کے لیے مندرجہ ذیل اقدام کیے ہیں ۔

1 ۔ ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی برائے تدارک سمگلنگ بنائی گئی ہے جس کے چیئرمین ایڈیشنل چیف سیکرٹری ہیں ۔ انسداد سمگلنگ کے مختلف ادارے اس کمیٹی کے ارکان ہیں کمیٹی کے باقاعدہ اجلاس ہوتے ہیں جس میں سمگلنگ کے متعلق صورت حال کا جائزہ لیا جاتا ہے اور مناسب کارروائی کی جاتی ہے ۔

2 ۔ مقامی انسداد سمگلنگ کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں جو اپنے اپنے حلقہ کے مسائل کا موزوں حل تلاش کرتی ہیں ۔

3 ۔ صوبہ بھر میں 41 نئی چیک پوسٹیں قائم کی گئی ہیں ان میں سے ہر ایک چیک پوسٹ میں ایک اے ۔ ایس ۔ آئی اور تین کانسٹیبل تعینات کیے گئے ہیں ۔

4 ۔ صوبہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو ایک زونل آفیسر کے تحت ہے ۔ زونل آفیسر کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے حلقے کی چیک پوسٹوں کے کام پر کڑی نظر رکھے اور جہاں تک ممکن ہو سمگلنگ کی روک تھام کرے نیز زونل آفیسر سمگلنگ کے سنگین مقدمات کی سماعت کرنے کا مجاز ہے ۔

5 ۔ محکمہ پولیس محکمہ خوراک رینجرز اور کسٹم انٹیلیجنس کو ہدایت

کی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے محکمے کو سمگلروں کی سرگرمیوں کے متعلق مطلع رکھیں۔

6 ۔ متوفی مخبروں کے ورثاء کے لیے فنڈ قائم کیا گیا ہے۔

7 ۔ مخبروں کو معقول نقد انعامات کی فوری ادائیگی کا بندوبست کیا گیا ہے۔

8 ۔ معروف سمگلروں کے خلاف زیر رول DPR 208 (1-A) کارروائی کرنے کے متعلق ہدایت جاری کی گئی ہے۔

9 ۔ سمگلنگ کے مقدمات کی فوری سماعت کی ہدایت کی گئی ہے۔

10 ۔ ناکہ بندی اور گشت کی کارروائی کو تیز تر کرنے کی ہدایت۔

11 ۔ سمگلنگ کے خلاف اور سمگل شدہ اشیاء کے استعمال کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنا۔

12 ۔ مغربی پاکستان بارڈر ایریا فوڈ سٹف کنٹرول آرڈر کی دفعات کا مؤثر نفاذ۔

13 ۔ بارڈر کے ساتھ ساتھ رہنے والے کاشتکاروں کو ہدایت ہے کہ وہ کٹائی کے موسم میں اپنے اپنے ذخیرہ اجناس کی بابت محکمہ خوراک کو مطلع کریں۔

مرکزی حکومت کی زیر ہدایت صوبائی حکومت نے سمگلنگ کی روک تھام کے لیے جو اقدامات کیے ہیں امید ہے کہ ان کا خاطر خواہ اثر ہوگا اور ان اقدامات سے خوراک کی وسیع پیمانے پر سمگلنگ کا تدارک ممکن ہوگا۔

سید تلبش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ ان اقدامات کے نتیجے میں جو نتائج برآمد ہوئے ہیں وہ ان سے مطمئن ہیں؟

وزیر اعانت ۔ کیونکہ سمگلنگ کرنے کے عادی اشخاص کی تعداد بہت زیادہ ہے اور جو بھی تدابیر یا تجاویز اختیار کی جاتی ہیں تو ان سے پہلو تہی کرکے کوئی نیا طریقہ اختیار کر لیا جاتا ہے۔ اس لیے اگر ہم یہ کہیں کہ مکمل طور پر انسداد کر دیا گیا ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔ لیکن ہماری طرف سے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ یہ تدابیر اختیار کی گئی ہیں اور ان کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔

صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں کی کچی اور پختہ سڑکیں

*2966 ۔ **چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں کی کل کتنی سڑکوں کی 1972-73ء کے دوران (1) مرمت ہونی تھی اور ان میں سے کتنی سڑکوں کی مرمت کی گئی ہے ۔ (2) کتنی سڑکوں کو چوڑا کرنا تھا اور کتنی چوڑی کی گئی ہیں ۔ (3) نیز اس عرصہ میں کتنی سڑکیں کچی اور پکی ہیں ۔ (4) ان کو پختہ بنانے اور مرمت وغیرہ کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اس میں سے آج تک کتنی خرچ ہوئی ہے ۔

(ب) ایسی کون کون سی کچی یا پکی بلدیاتی سڑکیں ہیں جو عوام نے "اپنی مدد آپ" کے اصول کے تحت خود بنائی ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جہاں تک بلدیاتی اداروں (میونسپل کمیٹیوں) کا تعلق ہے ۔

(ب) ضروری معلومات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں سے مطلوبہ معلومات جمع کی جا رہی ہیں ۔ معلومات اکٹھی ہو جانے کے بعد مکمل جواب دیا جائے گا ؟

صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں کی کچی اور پختہ سڑکیں ۔ بحوالہ اسمبلی سوال نمبر 2966

صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں میں سڑکوں کی مرمت دوران 1973ء حسب ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام میونسپل کمیٹی	کل کتنی سڑکوں کی مرمت ہوئی تھی	کتنی سڑکوں کی مرمت کی گئی	کتنی سڑکوں کو چوڑا کرنا تھا	کتنی سڑکیں چوڑی کی گئیں	اس عرصہ میں کتنی سڑکیں کچی ہیں	کتنی سڑکیں پختہ ہیں	ان کو پختہ بنانے کے لیے اور مرمت کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی	آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی	ایسی کونسی کچی یا پکی بلدیاتی سڑکیں ہیں جو عوام نے خود بنائی ہیں ۔
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
1	ڈسکہ	2	2	1	1	—	2	1,22,000/-	62,000/-	کوئی نہیں
2	قصور	16	4	1	—	4	2	2,60,000/-	2,07,610/-	,,
3	گوجرانولہ	9	9	4	2	9	—	1,80,00/-	65,000	,,
4	حافظ آباد	4	زیرمرمت ہیں	1	—	4	6	2,50,000/-	30 جون 1973	,,

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
5	شیخوپورہ کے بلدیاتی ادارے	18	18	5	—	66 کچی اور پکی سڑکیں		3,93,500	تک تمام رقم خرچ ہو جائے گی 2,71,46/-	,,
6	میونسپل کارپوریشن لاہور	42	42	23	13	466.75 میل	45.7 میل	66,10,000/-		,,
							—		28,31608/-	,,
7	کامونکی	—	—	—	—	تمام سڑکیں کچی ہیں			—	,,
8	وزیر آباد	10	—	—	—	8	8	3,000/-	—	,,
9	سیالکوٹ	9	3	2	1	تمام سڑکیں پختہ ہیں		1,44,100/-	36,400/-	,,
10	نارووال	3	1	1	1	—	10	44,000/-	15,715/-	,,
11	پتوکی	1	1	1	1	4 میل	1 میل	59,000/-	59003/-	,,
12	ننکانہ صاحب	25	13	—	—	40 کچی اور پکی سڑکیں		40,000/-	26,043/-	,,

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
13	سرگودھا	9	7	1	90% کام مکمل ہے	6	80	3,00,000/-	2,70,000:-	کوئی نہیں
14	بھیرہ	2	1	—	—	5	2	7,000/-	49,45	,,
15	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1	—	1	نامکمل	5	25	1,47,500/-	29,376/-	,,
16	لائلپور -	27	7	6	2	—	11	13,25,000/-	30 جون 1973 تک سب رقم خرچ ہو جائے گی -	,,
17	چنیوٹ -	—	—	—	—	2	13	1,00,000/-	98,274/-	,,
18	جھنگ	11	6	1	1	15	37	4,98,100/-	2,69,64,8/-	,,
19	گوجرہ	4	—	4	—	2	20	4,00,000/-	34,699/-	,,
20	کمالیہ	2	—	—	—	—	—	12,000/-	کام ٹھیکیداروں کو آلاٹ ہو چکا ہے کوئی نہیں -	

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
21	میانوالی	21	21	—	—	4 میل	7 میل	1,40,000/-	12,360/-	کوئی نہیں
22	جڑانوالہ	1	1	1	1	4	8	1,50,000/-	40,687/-	,,
23	تاندیانوالہ	17640 فٹ	5740 فٹ	5740 فٹ	5740 فٹ	2991 فٹ	20340 فٹ	2,20,000/-	1,00,320	,,
24	بھکر	مطلوبہ معلومات ابھی موصول نہیں ہو ئیں -								
25	خوشاب									
26	راولپنڈی	19	13 زیر تعمیر ہیں	1	کام ہو رہا ہے	11 میل	87 میل	11,00,000/-	4,66,400/-	,,
27	مری	5	5	—	—	6 میل	13 میل	71,000/-	40,200/-	,,
28	جہلم	1	1	3	2	2	ایک سڑک پختہ تعمیر کی جا رہی ہے	1,75,000/-	—	,,
29	چکوال	1	1	—	—	15	12	1,34,000/-	84,000/-	,,
30	منڈی بہاوالدین	1	—	—	—	—	—	17,000/-	2,000/-	,,

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
31	گوجر خان	3 فرلانگ	3 فرلانگ	—	—	3 فرلانگ	3 میل	35000/-	27,700/-	کوئی نہیں
32	کیمبل پور	—	—	—	—	15	15	—	—	,,
33	لالہ موسیٰ	2	—	—	—	—	4 بکی 2 سولنگ شدہ	30,000/-	—	,,
34	جلال پور جٹاں	—	—	—	—	3000 فٹ	1 میل	50,000/-	19,000/-	,,
35	گجرات	مطلوبہ معلومات ابھی موصول نہیں ہوئیں -								
36	ملتان	دس لاکھ مربع فٹ	7,37,000 مربع فٹ	4000 مربع فٹ	31,000 مربع فٹ	400 فٹ	21,615 فٹ	7,00,000/-	7,00,000/-	,,
37	شجاع آباد	—	—	—	—	—	—	—	—	,,
38	وہاڑی	—	—	1400 فٹ	ٹنڈو طلب نہیں کئے	—	15 (6 میل لمبی)	1,00,000/-	—	,,
39	ساہیوال	19	11	—	—	10	2 مکمل	3,29,500/-	1,81,249/-	,,
40	خانیوال	4 میل	4 میل	—	—	2.08 میل	8.03 میل	50,000/-	38,000/-	,,

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
41	بوریوالہ	2 میل	2 میل	1 میل	$1\frac{1}{4}$ میل	$2\frac{1}{4}$ میل	4 میل	2,00,000/-	80 فیصد رقم خرچ ہو چکی ہے	,,
42	ڈیرہ غازی خان	5	5	—	—	—	40 میل	2,42,449/-	85,000/-	کوئی نہیں
43	چیچا وطنی	—	—	—	—	4	2	35,000/-	5,000/-	,,
44	پاکپتن	5	5	—	—	3	5	68,000/-	45,528/-	,,
45	کہروڑ پکا	1	1	—	—	5	4 پختہ 5 نیم پختہ	20,500/-	12,5000/-	,,
46	عارف والا	مطلوبہ معلومات ابھی موصول نہیں ہوئیں								
47	لیہ -									
48	میاں چنوں									
49	مظفر گڑھ									
50	اوکاڑہ									
51	چشتیاں	47000 فٹ	4700 فٹ	3500 فٹ	3500 فٹ	7 میل	10 میل	1,70,000/-	60,000/-	,,

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
52	احمد پور شرقیہ	—	—	—	—	4	10	4000/-	—	کوئی نہیں
53	صادق آباد	4 میل	3 میل	400 فٹ	400 فٹ	—	1·62 میل	1,20,000/-	55,000/-	,,
54	رحیم یار خان	13	13	2	2	19	19	11,93,000/-	5,45,65/-	,,
55	خان پور	28	28	—	—	—	28	1,30,000/-	88,748/-	,,
56	بہاولپور	8	8	2	2	15	20	1,10,000/-	30 جون تک تمام رقم خرچ ہو جائیگی	,,
57	ہارون آباد	20	20	—	—	96	30	60,000/-	45,000/-	,,
58	بہاولنگر	مطلوبہ معلومات ابھی موصول نہیں ہوئیں ۔								

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان میں عملہ کی تعداد

*3048 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل ملتان میں کل کتنے بیلدار میٹ ، اوورسیئر اور انجینئر ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : بیلدار 463
میٹ 76
اوورسیئر 4
انجینئر 1

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان تحصیل شجاع آباد میں سڑکوں کی ناگفتہ بہ حالت

*3049 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل ملتان نے تحصیل شجاع آباد میں کس کس سڑک پر کتنے کتنے بیلدار لگائے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ بیلداران عموماً سڑکوں پر حاضر نہیں رہتے اور بعض افراد کے پرائیویٹ کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

نمبر شمار	نام سڑک	تعداد بیلداران
1	شجاع آباد ۔ ملتان	5
2	شجاع آباد ۔ جلالپور پیر والا	6
3	جلالپور پیر والا ۔ لودھراں پرمٹ روڈ	6
4	بہاولپور ۔ قریشی طالب	7
5	شجاع آباد ۔ لودھراں	6
6	شجاع آباد ۔ بستی ملوک	5
7	شجاع آباد ۔ جلالپور پیر والا	5
8	شجاع آباد ۔ گیلے والا	5

9	شجاع آباد ۔ خان گڑھ	6
10	شجاع آباد ۔ جلالپور پیر والا	7
11	پیران غالب ۔ مٹوٹلی	2
12	جلالپور پیر والا ۔ خان بیلا	5
13	کوٹلی نجات مخدوم والی	4
	میزان	69

(ب) جی نہیں ایسی کوئی شکایت عوام کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔ بیلدار باقاعدہ طور پر کام کرتے ہیں اور اپنے اپنے فرائض بخوبی انجام دیتے ہیں ۔ تاہم پھر بھی ڈسٹرکٹ انجینئر ملتان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ سڑکوں کی نگہداشت پر زیادہ توجہ دیں ۔

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کے اخراجات

*3050 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ڈسٹرکٹ کونسل ملتان نے 1960ء تا 1972ء پر تعمیل میں کتنا کتنا روپیہ خرچ کیا ہے ۔ سال وار تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : ضلع کونسل ملتان نے سال 1960ء تا 1973ء مندرجہ ذیل رقوم خرچ کی ہیں ۔

رقوم جو تعمیراتی منصوبہ جات پر تحصیل وار خرچ کی گئی

نمبر شمار	نام سال	ملتان	کبیر والا	خانیوال	میلسی	وہاڑی	لودھراں	شجاع آباد
1	1960-61	1,20,062	28,025	14,158	6,395	604	7,376	14,663
2	1961-62	3,11,321	21,227	2,14,583	93,079	29,012	84,579	78,831
3	1962 63	2,90,762	2,07,668	2,61,265	70,300	36,955	11,088	1,64,142
4	1963-64	4,95,641	1,35,309	2,76,048	1,05,728	6,13,418	2,63,900	1,04,751
5	1964-65	4,91,419	44,475	2,25.462	80,328	39,203	1,97,597	1,05,477
6	1965-66	2,38,452	43.718	6,15,210	35,339	854	63,988	22,200
7	1966-67	1,87,631	1,00498	3,00,200	97,032	3,09,314	1,19,864	3,25,131
8	1967-68	3,97,305	90,762	4,79,476	3,12,565	6,31,534	95,558	41,855
9	1968-69	1,56,295	4,18,419	2,00.417	1,13,170	4,16,438	3,65,812	2,72,082
10	1969-70	5,83,629	1,56,555	3,09,283	2,84,009	2,51,252	3,18,066	3,46,595
11	1970-71	2,91,700	3.42,022	2,19,568	1,74,665	78,819	1,84,445	3,72,430
12	1971-72	4,36,798	2,68,437	1,74,489	1,10,424	2,129,88	2,03,975	86,469

ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کے اخراجات

*3051 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل ملتان میں کل کتنا دفتری عملہ ہے اور ان کے کیا کیا فرائض ہیں ؟

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کے زیر تحویل ہر تحصیل میں کتنے سکول اور ہسپتال ہیں ۔

(ج) مذکورہ ڈسٹرکٹ کونسل نے ہر تحصیل کے لیے 1972,73ء میں ترقیاتی منصوبوں پر اپنے فنڈ سے کتنی کتنی رقم فراہم کی ہے ؟

(د) ڈسٹرکٹ کونسل مذکور نے اپنے فنڈ سے 1960ء تا 31 دسمبر 1972ء کتنی رقم سالانہ خرچ کی نیز جلسوں ، کھانے، کنونشنوں اور دس سالہ جشن ترقی پر کتنی رقم خرچ کی تفصیلاً بتایا جائے ۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1960ء اور 1968ء کے درمیان ڈسٹرکٹ کونسل مذکور کے پاس ایک کروڑ روپیہ تقریباً فاضل تھا لیکن یہ رقم صرف جلسوں ، جلوسوں ، کنونشنوں اور سابقہ حکومت کے اشتہارات پر خرچ کی گئی ۔

(و) 1960ء تا 1968ء مذکورہ ڈسٹرکٹ کونسل نے اخبارات میں اشتہارات دینے کے لیے کل کتنی رقم ادا کی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ضلع کونسل ملتان کے مندرجہ ذیل شعبے ہیں اور ان میں حسب ذیل دفتری عملہ کام کرتا ہے ۔

تفصیل شعبہ جات

نمبر شمار	نام شعبہ جات
1	شعبہ انتظامیہ
2	شعبہ طب
3	شعبہ صحت عامہ
4	شعبہ افزائش نسل حیوانات
5	شعبہ انجینئرنگ

6	شعبہ آربوریکلچر (Arboriculture)	
7	شعبہ ٹیکس	
8	شعبہ حسابات	
9	شعبہ منڈی مویشیاں	

(الف) دفتری عملہ

1	ہیڈ کلرک	4
2	اسسٹنٹ	2
3	سینئر کلرک	11
4	جونیئر کلرک	14
5	قانون گو	1
6	پٹواری	1
7	ڈرافسٹین	1
8	ٹریسر (Tracer)	1

دفتری عملہ ضلع کونسل ملتان کے فرائض فہرست کی صورت میں ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل کے زیر نگرانی 20 ہائی سکول تھے جو 1-6-1971ء سے صوبائی حکومت محکمہ تعلیم کی تحویل میں چلے گئے ہیں اور ان کے ساتھ دفتری عملہ بھی صوبائی حکومت کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ البتہ ہسپتالات اور وٹرنری ہسپتالات موجود ہیں جن کی تحصیل وار تعداد حسب ذیل ہے۔

	ملتان	شجاع آباد	لودھراں	کبیر والا	وہاڑی	میلسی	خانیوال	میزان
ہسپتالات	10	10	13	11	5	8	9	66
وٹرنری ہسپتالات	11	9	10	9	6	8	10	63

(ج) تفصیل درج ہے۔

کونسل ہذا نے ہر تحصیل کے لیے 1972-73ء میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے اپنے فنڈ سے یہ تفصیل ذیل رقومات فراہم کی ہیں۔ یہ میزانیہ فاضل ممبر صاحبان صوبائی و قومی اسمبلی ضلع ملتان نے تشکیل کیا تھا اور ہر تحصیل

کو متفقہ طے شدہ اصول کے مطابق لوکل ریٹ کی آمدنی کے تناسب سے رقم مختص ہوئی تھی۔

نمبر شمار	نام تحصیل	مختص رقم
1	ملتان	1,68,500
2	شجاع آباد	86,000
3	لودھراں	1,29,400
4	کبیروالا	1,10,121
5	وہاڑی	1,56,500
6	میلسی	1,01,527
7	خانیوال	2,10,5.3
8	تعمیر شدہ منڈی مویشیاں	
	مختلف مقامات	25,000
	میزان	98,7551

(د) ضلع کونسل ملتان نے 1960ء تا 1972ء میں تفصیل ذیل رقومات خرچ کی ہیں۔ مذکورہ بالا عرصہ کے خرچ کے ساتھ ساتھ آمدنی کا گوشوارہ بھی درج ہے تاکہ آمد و خرچ کا موازنہ ہو جائے۔

نمبر شمار	سال	آمدنی	خرچ
1	1960-61ء	59,53,272	43,78,819
2	1961-62ء	63,69,299	59,05,188
3	1962-63ء	36,15,209	48,94,236
4	1963-64ء	46,93,900	48,85,169
5	1964-65ء	53,12,837	57,19,121
6	1965-66ء	60,08,043	52,48,754
7	1966-67ء	62,91,715	65,78,341
8	1967-68ء	59,88,497	75.62,839
9	1968-69ء	74,47,847	80,64,363
10	1969-70ء	65,43,355	79,01,997
11	1970-71ء	65,12,157	78,67,559
12	1971-72ء	64,72,377	70,80,291
13	1972-73ء	29,21,101	23,59,438
	1-7-27 تا 31 12-73 میزان	7,42,79,600	7,70,46,115
	زائد خرچ		27,66,515

1960ء سے 1972ء تک صرف دو سال میں حسب ذیل جشن ملتان اور کنونشن پر خرچ ہوا تھا ۔

نمبر شمار	نام تقریب	چائے	اشتہارات بذریعہ اخبارات	زرعی ، تعلیمی اور جسمانی مظاہروں میں تفصیل خرچ	بہتر کارکردگی دکھانے والے اور عمدہ مویشی پالنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے انعامات
		چائے اشتہارات			
1 ۔	جشن ملتان	1966ء	42508-60	42508-60	
2 ۔	کنونشن	1966ء	2775-77 ، 167-00	27702-47	30645-24
3 ۔	دس سالہ جشن ملتان	1968ء	اشتہارات 7847-20 ، 37,52-80 ، 45,000		

جشن ملتان 1966ء کے موقع پر قاسم باغ میں ایک قسم کا عوامی میلہ منعقد ہوا تھا جس میں مویشیوں کی نمائش کے علاوہ تعلیمی ، زرعی نمائش کا انتظام بھی تھا اور ضلع کے عوام کے لیے کھیلوں کے مقابلے ہوئے تھے ، طلباء نے بھی اپنے جسمانی مظاہرے کیے تھے ۔ چنانچہ اس موقع پر زیادہ تر رقومات بہترین مظاہرے کرنے والوں اور عمدہ مویشیوں کے مالکان کو انعامات دینے کے لیے خرچ ہوئی تھیں ۔ کھانے وغیرہ کے لیے کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی ۔

کنونشن ۔ تمام اضلاع کی لوکل کونسلوں کی سہ روزہ کنونشن منعقد ہوئی تھی ۔ چنانچہ اس موقع پر اراکین بنیادی جمہوریت کی چائے کے لیے مبلغ 2775-77 روپے خرچ کیے گئے تھے اور باقی ماندہ رقم بہترین کارکردگی پیش کرنے والی لوکل کونسلوں کے انعامات پر صرف ہوئی ۔

جشن ملتان ۔ اس موقع پر جشن ملتان 1966ء کی تقریبات کا اعادہ کیا گیا اور کھانے وغیرہ کے لیے کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی ۔

(ہ) جی نہیں۔ کونسل ہذا کے پاس مورخہ یکم جولائی 1960ء کو صرف مبلغ 48 لاکھ روپے کی رقم بطور محفوظ سرمایہ موجود تھی جو کہ وقتاً فوقتاً ضلع کونسل کی فلاح و بہبود اور ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی جاتی رہی۔

(و) مبلغ 8014ء20 روپے۔

دفتری عملہ ضلع کونسل ملتان کے فرائض

1۔ **اسسٹنٹ اکاؤنٹینٹ اول**۔ سالانہ و ترمیمی میزانیہ ضلع کونسل تیار کرنا اور اس سلسلہ میں منظوری کے لیے کنٹرولنگ اتھارٹی سے جملہ خط و کتابت کرنا۔ سالانہ گورنمنٹ عطیات کی وصولیابی کے لیے کارروائی کرنا اور ریکارڈ رکھنا۔ رجسٹر آمد و خرچ ضلع کونسل تیار کرنا۔ ماہواری اور سالانہ حسابات تیار کرنا۔ عارضی اور مستقل پیشگیوں کا حساب رکھنا اور ہر سہ ماہی کوائف جملہ شعبہ جات کو ارسال کرنا۔

2۔ **اسسٹنٹ اکاؤنٹینٹ دوم**۔ ضلع کونسل کی آمد و خرچ کی کیش بک مرتب کرنا، چیک تیار کرنا، شعبہ امور حیوانات و ٹیکس کے جملہ بل پائے پڑتال کرنا اور ان پر حکم ادائیگی ثبت کرنا۔ ان شعبہ جات سے آمدہ دیگر ہر قسم کی ڈاک اور ان پر اپنے ماتحت کلرک کے تفصیلی نوٹ کی پڑتال کرکے افسران بالا کے احکامات حاصل کرنے۔ ٹھیکداروں کی زر ضمانت داخل کرانا اور مناسب وقت پر ان کی واپسی کرانا۔

3۔ **ہیڈ کلرک شعبہ صحت**۔ انتظامی امور میں ضلعی آفیسر صاحب صحت کی معاونت بیرونی آمدہ ڈاک کی نشاندہی۔ ماتحت عملہ کی طرف سے پیش کردہ ڈاک پر تفصیلی نوٹ لکھ کر ضلعی آفیسر صاحب صحت کے احکامات حاصل کرنا، دیگر سرکاری محکمہ جات سے خط و کتابت کرنا، شعبہ صحت کا میزانیہ مرتب کرنا، امثلہ جات مرتب کرنا، دفتر و بیرونی عملہ شعبہ صحت کی رخصت اتفاقیہ کا ریکارڈ رکھنا، انڈنٹ سٹیشنری و ادویات تیار کرنا، ویکسین کے حصول کے لیے تمام خط و کتابت کرنا۔

4۔ **ہیڈ کلرک تعمیرات**۔ انتظامی امور میں ضلعی آفیسر صاحب تعمیرات کی امداد کرنا اور بیرونی آمدہ ڈاک کی نشاندہی۔ ماتحت عملہ کی ڈاک

کی پڑتال کرکے تفصیلی نوٹ لکھنا اور افسران بالا سے فیصلہ کرنا ۔ تمام تعمیراتی منصوبہ جات زیر تکمیل کا ریکارڈ رکھنا ۔ تعمیراتی کاموں کے لیے ٹینڈر منگوانے کی کارروائی کرنا اور بعد منظوری ورک آرڈر جاری کرنا ۔ اسمبلی سوال ناموں کے جوابات تیار کرنا ۔ حکومت عالیہ کی جانب سے موصول شدہ ہدایات پر عمل درآمد کرانا ۔ شیعہ تعمیرات کا میزانیہ تیار کرنا ۔

5 ۔ **ہیڈ کلرک ٹیکس** ۔ انتظامی امور میں ٹیکسیشن آفیسر کی معاونت کرنا ۔ دفتری و بیرونی عملہ ٹیکس کے کام کی پڑتال کرنا ۔ ٹیکس منتقلی غیر منقولہ جائیداد ۔ ٹول ٹیکس ۔ ٹیکس پیشہ ورانہ کے ماہواری نقشہ جات وصولی بقایا وغیرہ مرتب کرنا ۔ ٹیکس انسپکٹران کے ماہواری پروگرام دورہ اور ڈائریوں کی جانچ پڑتال کرکے ان پر افسران بالا سے احکامات حاصل کرنا ۔ نیز ان کی تعمیل کرنا ۔ وہیکل انسپکٹروں کے کام کی پڑتال اور ان کے ماہواری پروگرام دورہ و ڈائری بعد پڑتال منظور کرانا ۔ ٹول ٹیکس اور منڈی مویشیوں کی نیلامی کی کارروائی کرنا ۔

6 ۔ **ہیڈ کلرک جنرل** ۔ انتظامی امور کی نگرانی میں افسران بالا کی معاونت کرنا ۔ ضلع کونسل کے تمام شعبہ جات کی ڈاک پر تفصیلی نوٹ برائے احکامات افسران بالا تیار کرنا ۔ دفتری عملہ کے تقرر و تبادلہ جات کی تجاویز پیش کرنا ۔ ان کے خلاف ایفی شنسی اینڈ ڈسپلن (Efficiency and Discipline) رولز کے مطابق کارروائی کرنا ۔ حکومت عالیہ اور دیگر افسران بالا سے مختلف ہدایات پر عمل درآمد کی جانچ پڑتال ۔ اپنے ماتحت عملہ کے کام کی پڑتال ۔ تمام شعبہ جات کے درمیان بطور رابطہ فرائض سرانجام دینا ۔

7 ۔ **ریکارڈ کیپر (سینئر کلرک)** ۔ ضلع کونسل کے تمام ریکارڈ کی فائلیں مرتب کرنا اور ان کو اپنی تحویل میں محفوظ رکھنا ۔ ضرورت کے مطابق متعلقہ فائل پیش کرنا اور اس کی نگرانی کرنا ۔ جملہ ڈاک جنرل برانچ کی کاپیاں رکھنا اور ان پر یاد دھانیاں کرانا ۔ تمام عملہ کی پرسنل فائلیں مرتب کرنا ۔ آرڈر وغیرہ مرتب کرنا ۔ ایجنڈے اجلاس تیار کرنا اور اجلاس سے متعلق دیگر ضروری کارروائی کرنا ۔ ضلع کونسل اور متعلقہ کمیٹیوں کی کارروائی رجسٹر میں درج کرنا ۔ نیلامی کے کاغذات پر کارروائی کرنا ۔

8 ۔ **پنشن کلرک سینئر کلرک** ۔ ضلع کونسل ملتان کے ریٹائرڈ ملازمین

کے پنشن کے کاغذات تیار کرنا اور آڈٹ سے پڑتال کے بعد ان کو ادائیگی کرنا ۔ پراویڈنٹ فنڈ کے کیس پائے پر کارروائی کرنا ۔ عملہ ضلع کونسل کی زر ضمانت جمع کرانا اور واپس کرانا ۔ گروپ انشورنس کی کارروائی کرنا ۔

9 ۔ پبلک ورکس اکاؤنٹس کلرک سینئر کلرک ۔ شعبہ تعمیرات کے جملہ ڈاک پر تفصیلی نوٹ لکھ کر افسران بالا سے احکامات حاصل کرنا اور اس شعبے کے ہمہ قسم کے بل پڑتال کرکے اکاؤنٹس آفیسر اور آڈٹ آفیسر سے پاس کرانا ۔ سفر خرچ پڑتال رجسٹر اور ٹھیکیداران لیجر (Ledger) تیار کرنا ۔

10 ۔ بل کلرک سینئر کلرک ۔ شعبہ صحت طب جنرل اکاؤنٹس ہمہ قسم کے بل پڑتال کرکے پاس کرانا اور ان شعبہ جات کی تمام ڈاک پر تفصیلی نوٹ لکھ کر افسران بالا کی منظوری حاصل کرنا ۔

شعبہ حسابات اور جنرل کے عملہ کے بل تیار کرکے پاس کرانا ، ان کی سروس بکیں تکمیل کرانا اور ان شعبوں سے متعلقہ دیگر ڈاک پر کارروائی کرنا ۔ شعبہ تعلیم جو کہ 1-6-71 سے صوبائی حکومت تعلیم کی تحویل میں چلا گیا ہے کے بارے مدرسین کے واجبات کے سلسلہ میں ضروری کارروائی کرنا ۔

11 ۔ اکاؤنٹس کلرک سینئر کلرک ۔ شعبہ امور حیوانات اور ٹیکس کے ہمہ قسم کے بلوں کی پڑتال کرکے پاس کرانا اور ان شعبوں سے آمدہ تمام ڈاک پر کارروائی کرنا ۔ اکاؤنٹس آفس میں آمدہ تمام ڈاک کی ڈائری اور ترسیل رجسٹر میں درج کرنا ۔ تمام واؤچروں کو اپنی تحویل میں محفوظ رکھنا اور ان کی نگرانی کرنا ۔

12 ۔ سٹورکیپر سینئر کلرک :۔ ضلع کونسل کے جملہ سٹور کی نگرانی کرنا ۔ دفتر ضلع کونسل کے لیے حسب ضرورت سامان کی خرید و فروخت کی کارروائی کرنا اور احکام افسران بالا حاصل کرکے سامان مہیا کرنا ۔ ڈی ۔ بی ۔ فارم پائے اور رجسٹرات گورنمنٹ پریس سے حاصل کرنے کی جملہ کارروائی کرنا ۔ ضلع کونسل کے تمام شعبہ جات میں ضرورت کے مطابق فارم اور رجسٹرات تقسیم کرنا ۔ فرنیچر کی مرمت کی کارروائی کرنا ۔

13 ۔ خزانچی سینئر کلرک :۔ عملہ ضلع کونسل ملتان کی تنخواہوں ۔ سفر خرچ اور دیگر کنجیٹنٹ (continegent) بل پائے کو کیش بک میں درج

کرنا ۔ اور چیک بائے حاصل کرکے رقم کی بر آمدگی کرانا اور متعلقہ عملہ میں تقسیم کرنا ۔ رجسٹر آمدنی مرتب کرنا ۔ کیش بک میں جملہ آمدنی و خرچ کا الدراج کرنا اور حساب کتاب مرتب کرنا ۔ نکاح ریکارڈ کی نگرانی کرنا ۔ اور نقولات تیار کرکے متعلقین کو دینا اور اس سے متعلق عدالتوں میں ریکارڈ پیش کرنا ۔

14 ۔ **سٹینو ٹائپسٹ ۔ سینئرکلرک** :۔ جناب ایڈ منسٹریٹر صاحب ضلع کونسل ملتان سے ڈکٹیشن لینا اور ٹائپ کرنا ۔

15 ۔ **اکاؤنٹس کلرک شعبہ تعمیرات سینئر کلرک** :۔ شعبہ تعمیرات کے بل بائے تنخواہ عملہ سفر خرچ و دیگر کونجنٹ بل بائے تیار کرکے اکاونٹس برانچ سے پڑتال کرانا ۔ عملہ کی تنخواہوں کے چیک کیش کراکر تقسیم کرنا ۔ ٹنڈر فارم جاری کرنا ۔ عملہ کی سروس بکیں تیار کرکے محفوظ رکھنا ۔ عارضی پیشگیوں کے حسابات محسوب کرانے کی کارروائی کرنا ۔ ٹھیکیداروں کے بلوں کی ایم ۔ بی پڑتال کرکے ورکس بل تیار کرنا اور پاس کرنا ۔

16 ۔ **آربوریکلچر کلرک سینئر کلرک** :۔ ضلع کونسل کے درختوں کے رجسٹر مرتب کرنا اور سپلائی کی جملہ کارروائی عمل میں لانا ۔ رجسٹر مطالبہ مرتب کرنا دیگر جملہ ڈاک کی پڑتال کرکے افسران بالا سے احکام حاصل کرنا ۔ عملہ درختوں کی تقرری اور تبادلہ جات کے کاغذات پر کارروائی کرنا ۔ عملہ درختوں کے بلوں کی پڑتال کرنا ۔ آبپاشی درختوں کی بلوں کی پڑتال کرنا ۔ اور پھر ادائیگی کرانا ۔ نیلامی پلاٹ بائے سفید اراضی اور دوکانات کی کارروائی کرنا ۔

17 ۔ **سینئر کلرک شعبہ امور حیوانات** : ۔ شعبہ امور حیوانات کی پرسنل فائلیں اور سروس بکیں مرتب کرنا ۔ اور ان کو محفوظ رکھنا ۔ ضلع کی 62 وٹرنری کمپونڈروں کی تقرری ۔ تبادلہ جات اور ان کے خلاف ایفی شنسی اینڈ ڈسپلن کے قواعد کے تحت ضروری کارروائی کرنا ۔

18 ۔ **ڈسپیچر جنرل برانچ ۔ جونیئر کلرک** : ۔ دفتر ضلع کونسل میں آمدہ تمام ڈاک کو ڈائری رجسٹر میں درج کرنا اور یہاں سے دیگر محکمہ جات کو جانے والی ڈاک کی ترسیل کرنا ۔ سٹمپ رجسٹر مرتب کرنا ۔

19 ۔ **اردو ٹائپسٹ جونیئر کلرک** :۔ دفتر ضلع کونسل کی تمام برانچوں کا اردو ٹائپ کا کام کرنا اور سٹیشنری کی خرید اور تقسیم کرنا ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسلم کالونی سمن آباد لاہور میں رہنے والی دو یتیم نابالغ طالبات سمعات عشرت پروین اور نزہت پروین جو کہ ڈھاکہ انگلش سکول میں تیسری چوتھی جماعت میں تعلیم پاتی تھیں مورخہ 4-2-1972 کو اغوا کرلی گئیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ تھانہ نواں کوٹ لاہور میں مندرجہ بالا مغویہ لڑکیوں کی بازیابی کے لیے مورخہ 29-1-1973 کو باقاعدہ پرچہ درج کرایا گیا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب بھی اثبات میں ہے تو مذکورہ لڑکیاں تاحال برآمد کیوں نہیں ہوئیں نیز ان لڑکیوں کو کب تک برآمد کیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) حسب اطلاع ظہیرالدین خان ولد غفار الدین خان مقدمہ نمبر 51 مورخہ 29-1-73 بجرم 363 تعزیرات پاکستان تھانہ نواں کوٹ رجسٹر ہوا۔

(ج) دونوں لڑکیاں برآمد کر لی گئی ہیں اور پانچ ملزمان گرفتار کیے گیے ہیں۔ باقی ملزمان کی گرفتاری کے لیے کوشش جاری ہے۔

اسلحہ کے لائسنس

*3156۔ **حافظ علی اسداللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اسلحہ لائسنس حاصل کرنے کے لیے اس ضلع کا سکونتی ہونا ضروری ہے جہاں عرضی دی جائے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت غلط بیانی کرنے کے لائسنس اسلحہ حاصل کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد)۔ (الف) قانون میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ پنجاب میں پولیس کی نفری

*3179 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے تھانے ہیں اور کتنے سپاہی ، کتنے ہیڈ کانسٹیبل ، کتنے اے ایس آئی کتنے سب انسپکٹر ، انسپکٹر ، ڈی ۔ ایس ۔ پی ، اے ۔ ایس ۔ پی ۔ ، ایس ۔ پی اور ڈی ۔ آئی ۔ جی اور آئی ۔ جی ہیں ۔

(ب) آیا حکومت پولیس میں سپاہیوں کی موجودہ تعداد میں اضافہ کرنے کے سوال پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہیں ؟

وزیر علیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) صوبہ پنجاب میں کل 362 تھانے اور 249 چوکیاں ہیں ۔ جن کی نفری مندرجہ ذیل ہے :۔

آئی ۔ جی	1	انسپکٹر	187
ایڈیشنل آئی ۔جی ۔	1	پراسیکیوٹنگ انسپکٹر	62
ڈی ۔ آئی ۔ جی	7	سب انسپکٹر	1,178
اے ۔ آئی ۔ جی	5	پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر	128
ایس ۔ پی	34	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	1,970
اے ۔ ایس ۔ پی	20	ہیڈ کانسٹیبل	3,038
ڈی ایس ۔ پی	81	کانسٹیبل	23,801
پی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی	13		

(ب) جی ہاں پولیس کی موجودہ نفری میں اضافہ کی تجویز زیر غور ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ پی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی اور پی ۔ ایس ۔ آئی کی تعداد بہت کم ہے ۔ اسی لیے

20 ۔ انگلش ٹائپسٹ جونیئر کلرک :۔ انگریزی ٹائپ کا کام کرنا اور مقیم آڈٹ سکیم میں بھی ٹائپ کا کام کرنا ۔

21 ۔ پیروکار جونیئر کلرک :۔ جملہ عدالتی مقدمہ جات متجانب بر خلاف ضلع کونسل کی پیروی کرنا ۔

22 ۔ بل کلرک (طب) جونیئر کلرک :۔ 66 ہسپتالات / ڈسپنسری ہائے کے عملہ کے بل تنخواہ تیار کرنا ۔ اکاؤنٹس برانچ سے پاس کرانا ۔ کنٹنجنٹ بل سفر ، خرچ بل تیار کرنا ۔ شعبہ طب کے تمام عملہ کی سروس بکیں تیار کرنا اور ان کو محفوظ رکھنا ۔ پرنسنل فائل ہائے مرتب کرنا ۔ عملہ کی تقرری اور تبادلہ جات کی تجاویز تیار کرنا اور ان کے خلاف ایفی شنسی اینڈ ڈسپلن رولز کے تحت کارروائی کرنا ۔

23 ۔ بل کلرک شعبہ صحت عامہ جونیئر کلرک :۔ دفتری عملہ ، عملہ ویکسینیشن اور عملہ ہیلتھ سنٹر کی تنخواہوں کے بل تیار کرکے اکاونٹس برانچ سے پاس کرانا ۔ چیک حاصل کر کے تنخواہیں تقسیم کرنا ۔ عملہ کی سروس بکیں ، پرسنل فائلیں مرتب و مکمل کرنا ۔ دیگر متعلقہ ڈاک پر کارروائی کرنا ۔

24 ۔ ڈسپیچر شعبہ صحت عامہ جونیئر کلرک :۔ جملہ آمدہ ڈاک کی ڈائری اور ارسال کردہ ڈاک کی ڈسپیچ کرنا ۔ سٹیشنری وغیرہ رکھنا اور حسب ضرورت تقسیم کرنا اور اس سے متعلق کارروائی کرنا ۔

25 ۔ ٹائپسٹ جونیئر کلرک :۔ انگریزی ٹائپ کا کام کرنا ۔ سرکلر سائیکلو سٹائل کرنا ۔ افسران بالا کے انسپکشن نوٹ تیار کر کے ٹائپ کرنا ۔

26 ۔ اسٹنٹ ٹیکس کلرک اول ۔ جونیئر کلرک :۔ عملہ ٹیکس کے بل تنخواہ ۔ بقایا جات ، سفر خرچ و بل کنٹنجنٹ تیار کر کے اکاونٹس برانچ سے پاس کرانا ۔ عملہ کی سروس بکیں رکھنا اور ان کی تعمیل کرنا ۔

27 ۔ اسٹنٹ ٹیکس کلرک دوم ۔ جونیئر کلرک :۔ پیشہ ورانہ ٹیکس کے متعلق جملہ ڈاک پر کارروائی کرنا ۔ گزرات کی نیلامی کی کارروائی کرنا ۔

28 ۔ اسٹنٹ ٹیکس کلرک سوم ۔ جونیئر کلرک :۔ ٹیکس بر انتقال جائیداد غیر منقولہ جائیداد کا کام کرنا ۔

29 ۔ **ٹائپسٹ تعمیرات جونیئر کلرک** :۔ جملہ ٹائپ کا کام کرنا ۔ ڈاک موصولہ کی ڈائری اور ارسال کردہ ڈاک کی ڈسپیچ کرنا ۔

30 ۔ **آربوریکلچر کلرک جونیئر کلرک** :۔ عملہ برائے درختی باغات کی شیٹ ہائے جاری کرنا ۔ موصولہ شیٹ ہائے پڑتال کرنا ۔ بل تنخواہ تیار کرنا اور اکاؤنٹس برانچ سے پاس کرانا ۔ شعبہ سر درختی کا ریکارڈ رکھنا ۔

31 ۔ **جونیئر کلرک شعبہ امور حیوانات** :۔ شعبہ امور حیوانات کے عملہ تنخواہوں اور بقایا جات کے بل تیار کرنا اور اکاونٹس برانچ سے پاس کرانا ۔ کنٹجنٹ و سفر خرچ بل تیار کرکے بغرض ادائیگی ارسال کرنا ۔ تمام متعلقہ ریکارڈ کی فائلیں مرتب کرنا اور محفوظ رکھنا ۔

32 ۔ **قانون گو** :۔ ضلع کونسل کی 7 سات تحصیل ہیں ۔ ان میں سے 4 چار تحصیل ہائے (ملتان ۔ خانیوال ۔ میلسی اور شجاع آباد) کی سڑکوں ، ہسپتالات بنگلہ جات اور دیگر اراضیات کا ریکارڈ رکھنا ۔ اس پر کسی قسم کے تجاوز کی صورت میں قانونی کارروائی کرتا ہے ۔ نیز جو بھی مقدمات ضلع کونسل کے خلاف ہوں ان کا پیرا وار جواب بمطابق عرضی دعویٰ دینا ۔ جو کہ جناب قانون افیسر کی معرفت ہوتا ہے ۔ اور وقتاً فوقتاً ان 4 چار تحصیلوں کے ریکارڈ کا مقابلہ پڑتال بہراہ ریکارڈ محکمہ مال کرنا ۔ دیگر پبلک کی جانب سے جو بھی درخواست موصول ہوں موقع پر حد برداری کی کارروائی عمل میں لانا ۔ اس سلسلہ میں عدالتی کارروائی کی صورت میں قانونی مشیر کی ہدایات کے مطابق عمل کرنا ۔

33 ۔ **پٹواری** ۔ تحصیل کبیروالہ ۔ وہاڑی ۔ پودھراں کی سڑکوں ہسپتالات بنگلہ جات اور دیگر اراضیات کا ریکارڈ رکھنا اور ان پر کسی قسم کے تجاوز کی صورت میں کاروائی کرنا ۔ وقتاً فوقتاً محکمہ مال کے ریکارڈ سے بھی اپنے ریکارڈ کی پڑتال کرنا ۔ پبلک کی جانب سے درخواستیں موصول ہونے پر حد براری کی کارروائی عمل میں لانا ۔

مسلم کانونی سمن آباد لاہور کی طالبات کی برآمدگی

*3106 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

عدالتوں میں مقدمات کی صحیح پیروی نہیں ہوتی ؟

وزیر اعلیٰ - یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے ۔

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پولیس کی موجودہ نفری میں کتنا اضافہ کیا گیا ہے یا کب تک کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ - میں اس کی تفصیل بعد میں بتا سکوں گا ۔ اس وقت نہیں بتا سکتا ۔

سید تابش الوری - کیا وزیر اعلیٰ بتا سکیں گے کہ اس اضافے کی بنیاد کیا ہے ؟ کیا یہ اضافہ ایسے علاقوں میں ہوگا جہاں جرائم زیادہ ہیں یا جہاں آبادی زیادہ ہے ؟

وزیر اعلیٰ - یہ دونوں باتیں مد نظر رکھی جا سکتی ہیں ۔

ریونیو اسٹیٹ سلطان پورہ چاہ میراں لاہور میں واقع اراضی کے کرائے کی ادائیگی

*3208 - **میاں خورشید انور** - کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 2367 جو 21-3-1973 کو ایوان میں پوچھا گیا کے جواب کے حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کرایہ اراضی کی شرح کی تشخیص کا کام کب شروع کیا گیا اور یہ تشخیص کب مکمل کی گئی ۔

(ب) موضع نونکھا اور موضع چاہ میراں کی اراضی کے کرایہ کی شرح کی جو تشخیص کی گئی ہے ۔ کیا اس کے حساب کے مطابق ان متعلقہ قابضین اراضی کو ادائیگی کر دی گئی ہے جن کی اراضی استعمال کی گئی ، اگر نہیں تو کیوں نہیں اور حکومت انہیں حتمی طور پر کب تک یہ ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ، نیز جلد ادائیگی کے سلسلہ میں اب تک حکومت نے کیا مزید اقدامات کیے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) تشخیص کا کام 1960ء میں شروع ہوا اور 12-11-1962 کو ختم ہوا ۔

(ب) ادائیگی نہیں کی گئی ۔ ادائیگی نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

کارپوریشن نے کلکٹر کو نظرثانی کے لیے درخواست دی تھی۔ قابضین نے یہ عرض داشت کی کہ وہ یہ معاملہ مصالحت کے لیے طے کرنا چاہتے ہیں۔ نظرثانی کا کام رکوا دیا۔ مصالحت کے لیے گفت و شنید اب تک جاری ہے۔ تصفیہ ہونے پر ادائیگی کر دی جائے گی۔

عوام کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لیے ٹیوب ویلوں کی تنصیب

***3224۔ امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی اداروں کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ عوام کو پینے کا پانی مہیا کرے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبے کے کس کس بلدیاتی ادارے نے 1971ء۔ 1972ء اور 1973ء میں آج تک کتنے کتنے ٹیوب ویل لگائے ہیں۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : جی ہاں۔ صوبہ پنجاب کے جن بلدیاتی اداروں نے 1971_72ء یا 1972_73ء میں ٹیوب ویل لگائے ہیں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل ٹیوب ویل نصب شدہ بلدیاتی ادارے صوبہ پنجاب
دوران سال 1971_72ء ، 1972_73ء

نمبر شمار	نام بلدیہ	ٹیوب ویل جو 1971_72ء میں نصب کیے گئے	ٹیوب ویل جو 1972_73ء میں نصب کیے گئے	ریمارکس
1	I لاہور ڈویژن			
1	میونسپل کمیٹی قصور	2	—	
2	،، شیخوپورہ	3	1	
3	،، ننکانہ صاحب	1		ابھی چالو نہیں ہوا کیونکہ بجلی کا کنکشن ابھی نہیں ملا

نمبر شمار	نام بلدیہ	ٹیوب ویل جو 1971.72ء میں نصب کیے گئے	ٹیوب ویل جو 1973.73ء میں نصب کیے گئے	ریمارکس
4	ٹاؤن کمیٹی مریدکے	—	1	ایضاً
5	،، وارہرٹن	—	4	
6	،، سانگلا ہل	2	2	
7	،، خانگاہ ڈوگراں	1	—	
8	،، نارنگ منڈی	8	—	
9	،، چوہڑ کانہ	1	—	
10	ڈسٹرکٹ کونسل شیخوپورہ	1	—	
11	میونسپل کمیٹی وزیرآباد	2	—	
12	،، حافظ آباد	2	—	
13	،، سیالکوٹ	22	—	
14	،، ڈسکہ	—	2	ابھی چالو نہیں ہوا
15	،، نارووال	1	1	زیر تعمیر ہے
16	ٹاؤن کمیٹی پسرور	1	1	ایضاً
	II راولپنڈی ڈویژن			
1	میونسپل کمیٹی راولپنڈی	3	Nil	
2	،، جہلم	1	1	
3	،، کیمبل پور	2	2	
4	ٹاؤن کمیٹی تلہ جنگ	1	—	
5	،، ،، حضرو	1	—	
	III سرگودہا ڈویژن			
1	میونسپل کمیٹی لائلپور	6	4	
2	،، ،، کمالیہ	1	1	
3	،، ،، جڑانوالہ	—	1	

نمبر شمار	نام بلدیہ	ٹیوب ویل جو 1971-72ء میں نصب کیے گئے	ٹیوب ویل جو 1972-73ء میں نصب کیے گئے	ریمارکس
4	" " میانوالی	—	1	
	IV ملتان ڈویژن			
1	میونسپل کمیٹی ساہیوال	کوئی نہیں	(i) ایک نصب ہو چکا ہے (ii) ایک نصب کیا جا رہا ہے (iii) ایک ٹیوب ویل کے اخراجات محکمہ تعمیرات عامہ ساہیوال کو ادا کیے جا چکے ہیں مگر کام ابھی شروع نہیں ہوا	
2	" " اوکاڑہ	2	2	زیر تعمیر ہے
3	" " چیچہ وطنی	—	1	
4	" " عارف والا	—	1	
5	" "	—	1	
	V بہاولپور ڈویژن			
1	میونسپل کمیٹی چشتیاں	—	1	
2	" " رحیم یار خان	1	3	
3	" " خان پور	—	3	

نوٹ : ان کے علاوہ اور کسی بلدیاتی ادارے نے کوئی ٹیوب ویل دوران 1971-72ء ، 1972-73ء نصب نہیں کیا ہے ۔

صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے ہرطرف شدہ ملازمین کی تعداد

***3227** ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے کتنے درجہ اول اور درجہ دوم کے افسران اور ملازمین کو نااہلی و بد دیانتی کی بنا پر 72-1971 میں ملازمت سے برطرف کیا گیا اور کتنوں کے خلاف پولیس نے بد دیانتی کے الزام میں تفتیش کی اور کتنوں کا عدالتوں میں چالان کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد) :۔ مطلوبہ معلومات کی تفصیل گوشوارہ کی شکل میں ایوان کی میز پر رکھدی گئی ہے ۔

STATEMENT TO ASSEMBLY QUESTION No. 3227

Period	No. of officers/officials of Local Council Service who were dismissed on account of inefficiency and dishonesty.	No. of officers/officials of Local Council Service against whom investigations were made by Anticorruption Establishment into allegations of dishonesty.	No. of officers/officials of Local Council Service who were chaldaned in Courts.
1	2	3	4
	Class I Class II Class III Class IV	*Class I Class II Class III Class IV*	*Class I Class II Class III Class IV*
1971-72 (July 71 to June 1972)	1	3 6 28	16.

سرکاری ملازمین سے بناولنٹ فنڈ کی وصولی

*3256 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ غیر جریدی سرکاری ملازمین سے بناولینٹ فنڈ وصول کرنے کی سکیم کب سے شروع کی گئی ۔ نیز آج تک اس فنڈ میں کل کتنی رقم جمع ہوئی اور مذکورہ فنڈ سے اب تک کتنی رقم درجہ دوم ۔ درجہ سوم اور درجہ چہارم کے ملازمین کو بطور امداد دی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :۔ بناولینٹ فنڈ دسمبر 1960ء میں قائم کیا گیا ۔ فنڈر مذکوو دو حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول جریدی ملازمین درجہ اول و دوم کے لیے اور حصہ دوم غیر جریدی ملازمین درجہ سوم و چہارم کے لیے ۔ صوبہ پنجاب میں شروع سے اب تک مبلغ 57,21,890 روپیہ حصہ اول میں وصول ہوا اور مبلغ 53,582 ، 2,66 روپیہ حصہ دوم میں ۔ فنڈ مذکور سے مندرجہ ذیل رقوم اب تک ملازمین اور ان کے خاندانوں میں بطور امداد تقسیم کی جا چکی ہیں :۔

1 ۔ ملازمین جریدی درجہ اول
2 ۔ ملازمین جریدی درجہ دوم
} مبلغ 23,28,280 روپیہ

3 ۔ ملازمین غیر جریدی درجہ سوم
4 ۔ ملازمین غیر جریدی درجہ چہارم
} مبلغ 77,93,566 روپیہ

مویشیوں کو داغنا

*3257 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 1739 جو ایوان میں 21-3-1973ء کو پوچھا گیا کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائے گے کہ کیا مویشیوں کی چوری کو روکنے کے لیے بلدیاتی اداروں کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ مویشیوں کو داغا جائے ۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو کیا مویشیوں کو داغا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :۔ تا حال مویشی داغنے کی اسکیم نافذ نہیں کی جا سکی ہے ۔ جیسا کہ جواب میں کہا گیا تھا اس اسکیم کے لیے دیہی سطح پر لوکل گورنمنٹ کے اداروں اور جملہ محکمات کے تعاون سے انتظام ہو

سکتا ہے ۔ اسکیم کی تیاری کے لیے ہدایت جاری کی گئی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ یہ ہدایت کب جاری ہوئی ہے اور اس پر عمل شروع ہوگیا ہے یا عمل کب تک شروع ہوگا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں تفصیل بعد میں عرض کردوں گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ یہ تو آپ کو علم ہوگا کہ یہ ہدایت کب جاری کی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس وقت مجھے تاریخ کا صحیح پتا نہیں کہ کس تاریخ کو جاری کی گئی ہے ۔

صوبہ پنجاب کی عدالتوں میں مقدمات کی تعداد

*3258 ۔ **امیر عبداللہ خان روکڑی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 1874 جو ایوان میں 21-3-1973ء کو پوچھا گیا کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائے گے کہ دسمبر 1972ء تک 2,31,266 دیوانی مقدمات جو زیر سماعت تھے ۔ ان میں سے اب تک کتنوں کا فیصلہ ہو چکا ہے اور بقایا کتنے فیصلہ طلب ہیں اور ان کو جلد از جلد ختم کرنے کے لیے مزید سول ججوں کا تقرر حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر ہے تو کتنے سول جج اس مقصد کے لیے متعین کئے جائے گے ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :۔ زیر سماعت دیوانی مقدمات کی تعداد میں تاحال کمی نہیں ہوئی جس کی دو وجوہات ہیں ۔

(1) خلاف معمول زیادہ تعداد میں مقدمات دائر ہوئے ۔

(2) کچھ سول ججوں کی آسامیاں خالی رہیں ۔

اس وقت چوبیس نئے سول ججوں کے تقرر کا کیس آخری مراحل میں ہے ۔ ان کے تقرر کے بعد زیر سماعت مقدمات کی تعداد میں کمی کی توقع رکھی جا سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ سول ججز کی تقرری کب سے شروع ہو رہی ہے اور کب تک جاری رہے گی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ کم و بیش مکمل ہو چکی ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ کب تک تقرر عمل میں آجائے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں آپ کو چند ایک روز میں عرض کر دوں گا ۔

مسٹر عبدالرزاق کی بطور آفس محرر ٹاؤن کمیٹی مٹھن کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان تعیناتی اور مستقلی

***3319 ۔ سردار نصراللہ خان دریشک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر عبدالرزاق کو مورخہ یکم جولائی 1968ء سے ترقی دے کر بطور آفس محرر ٹاؤن کمیٹی مٹھن کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان تعینات کر دیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مغربی پاکستان لوکل کونسلز سروس رولز 1968ء کی دفعہ 13 کے تحت ایک سال کے بعد ترقی یافتہ ملازم مستقل ہو جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہلکار مذکور کو آج تک مستقل نہیں کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جس وقت مسٹر عبدالرزاق کو محرر چونگی کی آسامی سے ترقی دیکر آفس محرر تعینات کیا گیا تھا اس وقت ٹاؤن کمیٹی کے شیڈول آف Establishment میں اس پوسٹ کی کوئی منظوری نہ تھی ۔ اس لیے اس کی تقرری بطور آفس محرر غیر قانونی تھی اور اس تقرری پر آڈٹ آفس نے بھی اعتراض کیا تھا ۔

اب ٹاؤن کمیٹی کی استدعا پر آسامی مذکورہ کی اجازت پچھلی تاریخ سے دے دی گئی ہے ۔ لہذا اس کی مستقلی کے کیس پر اب غور کیا جائے گا ۔ کیونکہ محرر مذکورہ کیس منظور شدہ پوسٹ پر کام نہیں کر رہا تھا ۔ اس لیے اس کو مستقل نہیں کیا گیا ۔

بس سٹینڈ کی منتقلی

***3332 ۔ بیگم سیدہ عابدہ حسین** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ جھنگ نے تقریباً نو لاکھ روپے کی لاگت کے شہر سے باہر ایک نیا بس سٹینڈ تعمیر کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پرانا جنرل بس سٹینڈ ابھی تک شہر کے نہایت ہی پر رونق بازار میں موجود ہے جس کے باعث شہری آبادی سخت مشکلات سے دو چار ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ تاہم بس سٹینڈ کی منتقلی کے لیے کوشش کی جا رہی ہے ۔

لوکل گورنمنٹ بورڈ کے سٹینوگرافروں کو بقایاجات کی ادائیگی

***3336 ۔ چوہدری عبدالغنی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ نے اپنی میٹنگ منعقدہ 4 اگست 1971ء میں جونیئر سکیل سٹینو گرافروں کو /215-10-175 15-350 کا پیمانہ تنخواہ دینا منظور کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں سینئر کلرکوں کو تاریخ تعیناتی سے متذکرہ پیمانہ تنخواہ دینا منظور کیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ میٹنگ میں لوکل کونسل سروس کے سیکشن آفیسر (میاں احمد الدین) کو مورخہ 31 ستمبر 1970ء سے سپیشل پے مبلغ 120 روپے ماہوار دینے کی منظوری دی گئی تھی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ نے مورخہ 31 دسمبر 1970ء کو یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ ہر ملازم کو ان کے کیس کی تاریخ فیصلہ سے سکیل اور بقایاجات کی ادائیگی کی جائے گی ۔

(ھ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ کے سینئر کلرکوں اور لوکل کونسل سروس کے سیکشن آفیسر (میاں احمد الدین) کو فائدہ پہنچانے کے لیے مورخہ 31 دسمبر 1970ء کے فیصلہ میں رعایت کرتے ہوئے ان کو گزشتہ عرصہ سے سکیل اور سابقہ بقایاجات کی ادائیگی کر دی گئی اور سٹینو گرافروں کو نظر انداز کردیا ۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ کے سٹینو گرافرز مسٹر محمد زبیر ۔ محمد رفیق ۔ اور محمد اسحاق باجوہ کو تاریخ تعیناتی سے 3 اگست 1971ء تک بقایاجات کی ادائیگی نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سٹینو گرافروں کو دوسرے ملازمین کی طرح تاریخ تعیناتی سے بقایا جات کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد) :۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔

(ھ) میاں احمد دین کو ادائیگی بورڈ کے فیصلہ کے تحت کی گئی تھی ۔

(و) میاں احمدالدین اور سینئر کلرکوں کے فیصلے سابقہ اجلاس مورخہ 70-12-31 کے فیصلے کو نظر انداز کرتے ہوئے کئے گئے ہیں ۔ اس اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ کے لیے ایسے معاملات میں جن میں رقوم کی ادائیگی کسی گزشتہ تاریخ سے درکار ہو تو تاریخ منظوری سے کی جایا کرے ۔

اگرچہ مذکورہ بالا دونوں معاملات میں اس فیصلہ کو نظر انداز کیا گیا ہے لیکن یہ مثال نہیں بن جانا چاہیئے ۔ کیونکہ اس طرح ایک غلط فیصلہ کی بنا پر مزید غلط فیصلہ ہائے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں ۔

(ز) حکومت جونیئر سکیل سٹینو گرافروں کو تاریخ تعیناتی سے بقایاجات ادا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ کیونکہ ایک غلط فیصلہ کی بنا پر دوسرا غلط فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے ۔

لوکل گورنمنٹ/بورڈ کے سٹینوگرافروں کو بقایاجات کی ادائیگی

*3337 ۔ **حافظ علی اسداللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ نے اپنی میٹنگ منعقدہ 4 اگست 1971ء میں جونیئر سکیل سٹینوگرافروں کو 175-10-175/15-350 کا پیمانہ تنخواہ دینا منظور کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ میٹنگ میں سینیئر کارکوں کو تاریخ تعیناتی سے متذکرہ پیمانہ تنخواہ دینا منظور کیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ میٹنگ میں لوکل کونسل سروس کے سیکشن آفیسر (میاں احمد الدین) کو مورخہ 21 ستمبر 1970ء سے سپیشل پے 120 روپے ماہوار دینے کی منظوری دی گئی تھی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ نے مورخہ 31 دسمبر 1970ء کو یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ ہر ملازم کو ان کے کیس کی تاریخ فیصلہ سے سکیل اور بقایاجات کی ادائیگی کی جائے گی ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ کے سینیئر کارکوں اور لوکل کونسل سروس کے سیکشن آفیسر (میاں احمد الدین) کو فائدہ پہنچانے کے لیے مورخہ 31 دسمبر 1970ء کے فیصلہ میں رعایت کرتے ہوئے ان کو گزشتہ عرصہ سے سکیل اور سابقہ بقایاجات کی ادائیگی کر دی گئی اور سٹینوگرافروں کو نظر انداز کر دیا ۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لوکل گورنمنٹ بورڈ کے سٹینوگرافرز مسٹر محمد زبیر ، محمد رفیق اور محمد اسحاق باجوہ کو تاریخ تعیناتی سے

3 اگست 1971ء تک بقایاجات کی ادائیگی نہیں کی گئی - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں -

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سٹینوگرافروں کو دوسرے ملازمین کی طرح تاریخ تعیناتی سے بقایاجات کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں -

(ج) جی ہاں -

(د) جی ہاں -

(ہ) میاں احمد دین کو ادائیگی بورڈ کے فیصلہ کے تحت کی گئی تھی -

(و) میاں احمد الدین اور سینیئر کلرکوں کے فیصلے سابقہ اجلاس مورخہ 70-12-31 کے فیصلے کو نظر انداز کرتے ہوئے کیے گئے ہیں - اس اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ آئندہ کے لیے ایسے معاملات میں جن میں رقوم کی ادائیگی کسی گزشتہ تاریخ سے درکار ہو تو تاریخ منظوری سے کی جایا کرے -

اگرچہ مذکورہ بالا دونوں معاملات میں اس فیصلہ کو نظر انداز کیا گیا ہے لیکن یہ مثال نہیں بن جانا چاہیے - کیونکہ اس طرح ایک غلط فیصلہ کی بنا پر مزید غلط فیصلہ ہائے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں -

(ز) حکومت جونیئر سکیل سٹینوگرافروں کو تاریخ تعیناتی سے بقایاجات ادا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی - کیونکہ ایک غلط فیصلہ کی بنا پر دوسرا غلط فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے -

وزیر اعلیٰ - سوال نمبر 3336 اور یہ سوال دونوں ایک ہی ہیں - میں پہلے چودھری عبدالغنی کے سوال کے جواب میں یہی جواب دے چکا ہوں -

لاہور ملک پلانٹ میں متعین پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تبدیلی

*3345 ۔ میاں محمد اسلام ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے اس امر کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ٹیکنیکل شعبوں میں ہمیشہ ٹیکنیکل عملہ متعین کیا جائے گا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ لاہور ملک پلانٹ میں مذکورہ ہدایات پر عمل نہیں ہو رہا اور وہاں سی ۔ ایس ۔ پی آفیسر کو بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے جو کہ ملک بورڈ آرڈیننس مجریہ 1963ء کے مطابق پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی سے متعلقہ دفعہ کی صریحاً خلاف ورزی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ پنجاب ویٹرینرین ایسوسی ایشن نے متعدد بار جزو (ب) میں مندرج معاملہ کے بارے میں قرار دادیں منظور کیں لیکن حکومت نے ان پر تا حال کوئی توجہ نہیں دی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سی ۔ ایس ۔ پی آفیسر کو لاہو ملک پلانٹ سے تبدیل کرکے اس کی جگہ کسی ٹیکنیکل شخص کو جو اس شعبے کا تجربہ رکھتا ہو کو بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) حکومت فنی کام پر ہمیشہ ایسے شخص کو مامور کرتی ہے جو مطلوبہ فنی قابلیت کا حامل ہو ۔ تاہم فنی محکموں میں انتظامی نوعیت کی آسامیوں کو انتظامی قابلیت کی بنا پر پر کیا جاتا ہے نہ کہ فنی قابلیت کی اساس پر ۔

(ب) ایک سی ۔ ایس ۔ پی آفیسر کو بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کیا گیا ہے ۔ یہ ایک انتظامی آسامی ہے اور تقرری ملک بورڈ آرڈی نینس مجریہ 1963ء کے خلاف نہیں ۔

(ج) اس معاملہ کے بارے میں پنجاب ویٹرینرین ایسوسی ایشن کی چند قرارزادیں حکومت کو موصول ہوئی تھیں لیکن چونکہ تقرری انتظامی امور کے مدنظر کی گئی ہے۔ اس لیے ان قراردادوں پر کسی کارروائی کی ضرورت نہیں تھی۔

(د) جیسا کہ جزو (ب) میں بتایا گیا ہے کہ یہ نئی آسامی نہیں ہے اس لیے حکومت فی الحال کسی ٹیکنیکل آفیسر کو بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

پھالیہ قادر آباد سڑک کی پختگی

*3364۔ (الف) چودھری لال خان۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پھالیہ قادر آباد سڑک پختہ ہو چکی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنے میل اور کون سے سال میں پختہ ہوئی تھی نیز بقایا سڑک کتنے میل ہے جس پر سولنگ کی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ عرصہ 8 سال میں مذکورہ سڑک پر دو دفعہ سولنگ ہو چکی ہے جو پھر خراب ہوتی جا رہی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کافی عرصہ سے سڑک کے کنارے سڑک کو بنانے کے لیے پتھر پڑا ہوا ہے جو کہ ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں صرف قادر آباد پولیس سٹیشن ہی ہے جس کو بذریعہ پختہ سڑک ہیڈ کوارٹر سے نہیں ملایا گیا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بقایا سڑک جس پر سولنگ ہو چکی ہے کو کب تک پختہ کیا جائے گا۔

(و) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک جہاں تک پختہ ہو چکی ہے وہاں دھمل راجباہ پر پل نہ ہونے کی وجہ سے آمد و رفت میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ پل کب تک تعمیر ہونے کی توقع ہے؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ سڑک کی کل لمبائی تقریباً 11 میل ہے جس میں سے 5 میل اور 2 فرلانگ کا ٹکڑا 1969.70ء میں پختہ کیا گیا ہے ۔ جبکہ باقی 5 میل 6 فرلانگ کا حصہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے پختہ نہیں ہو سکا ۔

(ب) جی نہیں ۔ سڑک پر صرف ایک دفعہ سولنگ ہوا تھا جو کہ استعمال ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں سے خراب ہو گیا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ میل 6 اور 7 پر ٹھیکیدار نے اپنی مرضی سے پتھر ڈالا ہوا ہے جو کہ استعمال نہیں کیا گیا اور نہ ہی ٹھیکیدار کو اس کی کوئی رقم ادا کی گئی ہے ۔

(د اور ھ) جی ہاں ۔ اس کے علاوہ چند پولیس اسٹیشن اور بھی ہیں جن کو فنڈز نہ ہونے کی وجہ سڑکوں کے ذریعے پختہ نہیں کیا گیا ۔

(و) جی ہاں ۔ مگر دوگل راجباہ پر پل بنانے کے لیے مناسب انتظامات کیے جا رہے ہیں ۔ متعلہ محکمہ پاور اینڈ اریگیشن (power and irigation) کو پل بنانے کے لیے منظوری حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے ۔ منظوری حاصل ہونے پر اگر ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس فنڈز کی گنجائش ہوئی تو کام شروع کر دیا جائے گا ۔

جوکالیاں تحصیل پھالیہ کے ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر

*3366 ۔ **چوھدری محمد حیات گولڈی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جوکالیاں تحصیل پھالیہ کے ہائی سکول کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے 1969ء سے پہلے ایک قرارداد منظور کی تھی جس کے ذریعے علاقہ کے عوام کو ایک لاکھ روپے یا 6 ایکڑ زمین برلب پختہ سڑک و نزد شہر سکول کی تعمیر کے لیے مہیا کرنے کا فیصلہ کیا گیا

نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ دو لاکھ روپیہ گورنمنٹ اور ایک لاکھ روپیہ ڈسٹرکٹ کونسل خرچ کرے گی ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اہالیان جوکالیاں نے برلب سڑک 6 ایکڑ زمین مذکورہ سکول کے لیے مہیا کر دی ہے جس کی قیمت کم از کم 96 ہزار روپے ہے ۔

(ج) 1973ء تک عوام نے برائے تعمیر سکول کتنی درخواستیں دی تھیں اور ان درخواستوں کے مدنظر حکومت مذکورہ سکول کو کب تک تعمیر کرے گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) چونکہ یکم جون 1971ء سے ڈسٹرکٹ کونسل ہائی سکول گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لیے ہیں ۔ اس لیے اب ڈسٹرکٹ کونسل کا ان سکولوں یا ان کی عمارات سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

چودھری محمد حیات گوندل ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ سڑک کب تک مکمل ہوگی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ تو پچھلے سوال کے جواب میں بتا چکا ہوں ۔

سول لائن سرگودھا میں سیوریج لائن کی تعمیر

*3372 ۔ **ملک خالق داد خان بندیال** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سول لائن سرگودھا میں سیوریج لائن تعمیر کی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیوریج لائن تعمیر کرتے وقت پبلک کے مکانات کو دانستہ طور پر نظر انداز کیا گیا اور صرف افسران کی کوٹھیوں تک اسے محدود رکھا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کو بھی اس جائز اور اہم سہولت سے مستفید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) یہ حقیقت ہے کہ سکیم 1972ء میں شروع کی گئی تھی اور اس کا تعمیری سلسلہ ابھی جاری ہے ۔

(ب) یہ سکیم بطور ڈیپازٹ سکیم تعمیر کی گئی ہے جس کی کل رقم میونسپل کمیٹی سرگودھا نے محکمہ کے پاس جمع کی تھی اور تعمیری پروگرام بھی میونسپل کمیٹی کے حسب منشا کیا گیا جس میں اس لائن پر بسنے والے ہر خاص و عام کو فائدہ پہنچا ۔

(ج) جی ہاں ۔ اس سکیم کے تیسرے حصے کے مکمل ہونے پر جو کہ آئندہ مالی سال میں شروع ہوگا سب خاص و عام کو اس کا فائدہ ہوگا ۔ سکیم کا تیسرا اور آخری حصہ جون 1974ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے ۔

راجباہ سوہاوہ کی پٹری کی پختگی

*3383 ۔ **چوہدری محمد حیات گوندل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شوگر کین سپلائی کمیٹی شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین نے راجباہ سوہاوہ کی پٹری آر ۔ ڈی 40 تا آر ۔ ڈی 80 پختہ کرنے کا منصوبہ منظور کر لیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک مذکور کو منظور ہوئے تقریباً ایک سال گزر چکا ہے اور ابھی تک اس پر کوئی کام شروع نہیں کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کمشنر راولپنڈی نے اس سڑک کی تعمیر کے لیے فنڈز محکمہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کو منتقل کر دیے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کتنی رقم کی منظوری دی گئی ہے اور کتنی رقم شوگر کین سپلائی شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین کے فنڈز میں جمع ہے ۔

(د) کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس سڑک پر کب کام شروع ہونے کی امید ہے اور سڑک کب تک مکمل ہو جائے گی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ سوال فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کیا جا چکا ہے ۔

صوبہ میں سول ججوں کی تعداد

*3391 ۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) 1973ء کے دوران پنجاب میں سول ججوں کی کیا تعداد تھی اور آج کل کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 31 دسمبر 1972ء کی نسبت آج کل صوبہ کی عدالتوں میں دیوانی مقدمات کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سول ججوں کی موجودہ تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے مزید سول جج کب تک تعینات کیے جائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) 1972ء 118
موجودہ 118

(ب) جی ہاں ۔ 24 نئے سول جج تعینات کرنے کا معاہدہ آخری مراحل میں ہے مزید برآں 14 نئی آسامیاں منظور ہو چکی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر اعلیٰ بتا سکیں گے کہ دسمبر 1972ء تک 2 لاکھ 31 ہزار مقدمات زیر سماعت تھے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ figures تو آپ کے پہلے سوالوں کے جواب میں دی جا چکی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ پہلے figures نہیں دی گئیں ۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پہلے یہ figures دیے جا چکے ہیں کہ ہاں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا اب بھی یہی تعداد ہے یا اس میں کمی واقع ہوئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ چونکہ اب اس کے متعلق سوالی میں نہیں پوچھا گیا اس

لیے یہ سوال نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ دیوانی مقدمات کی تعداد دسمبر 1972ء تک یہ تھی تو کیا اب بھی یہی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید صاحب ۔ انہوں نے آپ کے سوال کا جواب دے دیا ہے آپ پھر پریس کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ ابھی جناب وہ میرے سوال کا جواب دینے کے لیے غور کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ غور تو نہیں فرما رہے انہوں نے واضح طور پر جواب دے دیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں نے غور ختم کر دیا ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں جن سب ڈویژنوں میں سول ججز نہیں ہیں ۔ کیا وہاں پر ان کو تعینات کیا جائے گا ؟ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہاں ایسا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

اعزازی مجسٹریٹوں اور سیشن ججوں کی تعیناتی

*3392 ۔ **میاں محمد رفیع** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے میں متعدد ریٹائرڈ سیشن جج و مجسٹریٹ صاحبان خود کو مصروف رکھنے کے لیے بلا تنخواہ بطور آنریری مجسٹریٹ اور سیشن جج کام کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جرائم پر کنٹرول کرنے اور فوجداری مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کے لیے اعزازی مجسٹریٹ اور سیشن جج تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) حکومت صرف آنریری مجسٹریٹ تقرر کرتی ہے ۔ اس مسئلہ پر پہلے ہی اسمبلی میں جواب دیا جا چکا ہے کہ حکومت نئے مجسٹریٹ بھرتی ہونے پر آنریری مجسٹریٹ ختم کرنے پر غور کرے گی ۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت 31 آنریری مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں۔ اگر کوئی ریٹائرڈ مجسٹریٹ یا سیشن جج خواہشمند ہو تو وہ حکومت کو بذریعہ کمشنر/ڈپٹی کمشنر درخواست دے سکتا ہے۔

صوبہ میں قتل کی وارداتیں

*3393 ۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں 1968ء ، 1972ء اور 1973ء کی پہلی ششماہی میں قتل کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں ۔ کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے ۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ڈکیتی اور راہزنی کی کتنی وارداتیں ہوئیں اور کتنے افراد گرفتار ہوئے ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :

	1-1-68 تا 30-6-68	1-1-72 تا 30-6-72	1-1-73 تا 6-6-73
(الف)			
(i) قتل کے درج شدہ مقدمات	844	1659	839
(ii) تعداد افراد جو قتل ہوئے	1000	1238	908
(iii) تعداد افراد جو قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے	1905	2317	1028
(ب)			
(i) تعداد مقدمات ڈکیتی جو درج ہوئے۔	24	54	
(ii) تعداد افراد جو گرفتار ہوئے	252	165	10
(iii) تعداد مقدمات راہزنی	55	88	46
(iv) تعداد افراد جو گرفتار ہوئے	130	192	98

صوبہ میں غیر قانونی اسلحہ کی برآمدگی

*3401 ۔ **میاں محمد رفیع** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1972ء سے اب تک غیر ملکی ساخت و قبائلی علاقہ کا بنا ہوا کس قدر غیر قانونی اسلحہ قبضہ میں لے گیا ہے اور اس سلسلے میں کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : تفصیل اسلحہ ناجائز (ملکی و غیر ملکی) جو صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1972ء سے 31 مئی 1973ء تک پکڑا گیا اور اس سلسلے میں جتنے افراد گرفتار ہوئے درج ذیل ہے :

نام اسلحہ	ناجائز اسلحہ جو یکم جنوری 1972ء سے 31 دسمبر 1972ء تک پکڑا گیا ۔		ناجائز اسلحہ جو یکم جنوری 1973ء سے 31 مئی 1973ء تک پکڑا گیا ۔	
	ملکی	غیر ملکی	ملکی	غیر ملکی
رائفل	1019	35	1214	54
گن	2493	73	2109	61
سٹین گن	24	10	38	260
ریوالور	1783	50	1143	73
پستول	3274	65	2595	65
گولیاں و کارتوس	42599	—	21991	52432
دستی بم	139	—	130	6
کاربین	34	—	282	—

تعداد افراد جو سال 72ء (یکم جنوری تا 31 دسمبر 72ء) میں گرفتار ہوئے - 11064

تعداد افراد جو سال 73ء (یکم جنوری تا 31 مئی 73ء میں گرفتار ہوئے = 7813

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ ایسے ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے سلسلے میں کتنے مقدمات قائم ہوئے اور کتنے افراد کا چالان کیا گیا اور ان میں سے کتنے سزا یاب ہوئے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال کیا جائے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا یہ بات ہمارے وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں ہے کہ اکثر پولیس افسران صاحب اپنی کارگزاری دکھانے کے لیے فرضی برآمدگی کرتے ہیں اور غنڈوں اور بدمعاشوں سے اسلحہ لے کر غریب بے گناہوں پر ڈال دیتے ہیں ۔ کیا یہ آپ کے نوٹس میں ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ سب کے نوٹس میں ہے ۔ (قہقہہ)

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ اس کا کوئی انسداد فرمائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ لازمی طور پر اس کا انسداد کرنا چاہیے اور ضروری کریں گے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ جو ضلع جھنگ کو پہلا انعام ملا ہے ۔ جھنگ پولیس نے اپنی کارگزاری اسی طریقے سے بڑھائی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کی تحقیقات کرنا ضروری ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑا سنگین اعتراف کیا ہے کہ پولیس مختلف لوگوں سے اسلحہ برآمد کر کے خود دوسرے لوگوں پر ڈالتی ہے تو کیا وہ اس سلسلے میں بتا سکیں گے کہ انھوں نے عملاً کیا اقدامات کیے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا جواب جو ہے اس کا کلی مفہوم یہ نہیں تھا ۔ لیکن ایسی ملی بھگت ہوتی رہتی ہے اور پبلک کے آدمی اور پولیس کے بدعنوان افسر مل کر ایسا کر دیتے ہیں ۔ تو اس لیے جب بھی کوئی ایسا کیس حکومت کے نوٹس میں آئے تو ان کے خلاف کارروائی لازمی طور پر ہوتی ہے ۔ لیکن پھر وہی ملی بھگت ان کو چھڑانے میں بھی کامیاب ہو جاتی ہے ۔

بھارت میں مقید پنجاب پولیس کے جوانوں کو تنخواہ اور الاؤنس کی ادائیگی

*3405 ۔ **میاں محمد رفیع** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ سقوط ڈھاکہ کے نتائج کے طور پر پنجاب پولیس کے جو جوان بھارت میں مقید ہیں ۔ کیا ان کے لواحقین کو صوبائی حکومت نے آج تک کوئی رقم بطور تنخواہ و الاؤنس ادا کی ہے ۔ اگر کی ہے تو کل کتنی رقم ۔ نیز وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو بطور امداد کتنی رقم ادا کی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : ملازمین پنجاب پولیس (جنگی قیدیان) کے لواحقین کو کسی قسم کی ادائیگی تنخواہ وغیرہ حکومت پنجاب کی طرف سے نہیں کی گئی ۔ چونکہ ان افسران و ملازمین کی خدمات محکمہ دفاع کے حوالے کی گئی تھیں ۔ لہذا ان کے لواحقین کو کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس لاہور چھاؤنی کی طرف سے ادائیگی باقاعدگی سے کی جا رہی ہے ۔

ٹیوب ویل چالو کرنے کے لیے ٹرانسفارمر کی فراہمی

*3442 ۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والا (ملتان) سے ٹیوب ویلز کو بجلی کی بہم رسانی کے لیے مختلف اطراف میں مثلاً کوٹلہ چاکر ۔ پلاد پور ۔ علی پور ۔ غازی پور بجلی کے کھمبے نصب ہو چکے ہیں اور ان میں سے اکثر پر وائرنگ بھی مکمل ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا علاقوں میں رہنے والے بعض ٹیوب ویل مالکان کی درخواستیں ادائیگی واجبات کے بعد منظور بھی ہو چکی ہیں مگر محکمہ واپڈا کے پاس ٹرانسفارمر کے ڈبلیو ۔ 25 کی عدم موجودگی کی وجہ سے صارفین کو بجلی مہیا نہیں کی جا سکتی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمر کی نایابی سے مذکورہ نصب شدہ ٹیوب ویل بجلی سے محروم ہیں جس کی وجہ سے اس علاقہ کی معیشت متاثر ہو رہی ہے ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

مذکورہ بالا لائنوں کے ٹیوب ویل جلد چالو کرنے کے لیے مذکورہ ٹرانسفارمر جلد فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) کوٹلہ جاکر شجاعت پور لائن مکمل ہو چکی ہے۔ پانچ عدد درخواستیں برائے ٹیوب ویل کنکشن موصول ہو چکی ہیں جن کو منظور کرکے ڈیمانڈ نوٹس جاری کیے جا چکے ہیں۔ مگر ابھی تک کسی نے سیکورٹی جمع نہیں کرائی۔ علی پور۔ غازی پور لائن ابھی تک زیر تکمیل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا پانچ ٹیوب ویلوں کے علاوہ جلال پور پیر والا سب آفس میں 22 عدد ٹیوب ویل کنکشن منظور شدہ ہیں اور سب کو باری باری کنکشن مل جائیں گے۔

(ج) اس سال واپڈا نے 4370 ٹرانسفارمروں کا آرڈر دیا ہے۔ تقریباً 700 ٹرانسفارمر مل چکے ہیں اور 900 ٹرانسفارمر اسی مہینے کے اندر ملنے کی امید ہے باقی بھی آہستہ آہستہ مل جائیں گے اور باری باری کنکشن دیے جا رہے ہیں۔

(د) واپڈا مذکورہ بالا ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چالو کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا ہے اور باری باری ہر ایک کو کنکشن دیے جا رہے ہیں۔

جلالپور پیر والہ میں ٹیوب ویلز کے پرزوں کے لیے سٹور کا قیام

*3428۔ **دیوان سید غلام عباس بخاری** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیوب ویلز کے متعلقہ پرزے مہیا کرنے کے لیے ریجنل سٹور قائم کیے گئے ہیں جو ضلع وار کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سٹورز میں درجہ "اے" سٹور ملتان میں اور درجہ "بی" سٹور شجاع آباد میں موجود ہیں مگر جلالپور پیر والا سب تحصیل کے وسیع علاقہ کے لیے جہاں لائن سپرنٹنڈنٹ کا دفتر بھی ہے۔ درجہ "سی" کا سٹور بھی قائم نہیں کیا گیا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جلالپور پیر والا علاقہ کا سامان شجاع آباد "بی" سٹور میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں سے لائن سپرنٹنڈنٹ کو لانا پڑتا ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ شجاع آباد میں متعین عملہ جلالپور پیر والہ کے لیے مخصوص شدہ سامان کو وہاں حسب ضرورت استعمال میں لگا لیتا ہے اور اس علاقہ کو سپلائی کے مطابق پورا سامان نہیں ملتا۔ نیز سامان کی باربرداری کا خرچہ بھی زائد پڑتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) چیف انجینئر واپڈا ملتان کے تحت صرف ایک ہی ریجنل سٹور ملتان میں واقع ہے جہاں سے بجلی کا متعلقہ سامان برائے کنکشن ٹیوب ویل چھوٹے سٹوروں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ یہ چھوٹے سٹورز سب ڈویژن اور ڈویژن سے منسلک ہوتے ہیں جو عموماً ضلع یا تحصیل ہیڈ کوارٹر میں واقع ہوتے ہیں۔

(ب) درجہ اے سٹور ملتان میں محکمہ برقیات ملتان ڈویژن ملتان کے ساتھ منسلک ہے جہاں سے مقامی سب ڈویژن کو بجلی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شجاع آباد میں کوئی درجہ بی کا سٹور نہیں بلکہ درجہ سی کا سٹور ہے جو ہر سب ڈویژن یا سب آفس کے متعلقہ منسلک ہوا کرتا ہے۔ علاقہ جلالپور پیر والا شجاع آباد سب آفس کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لیے جلال پور پیر والا کے لیے علیحدہ سی ٹائپ سٹور نہیں ہے۔

(ج) چونکہ علاقہ جلالپور پیر والا لائن سپرنٹنڈنٹ انچارج آفس شجاع آباد کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لیے جلالپور پیر والا کے علاقہ کا سامان شجاع آباد سی ٹائپ سٹور میں بھیج دیا جاتا ہے اور وہاں سے ضرورت کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(د) شجاع آباد کا متعلقہ عملہ جلال پور پیر والا کے لیے مخصوص شدہ سامان کو شجاع آباد میں کنکشنوں کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ سامان جلالپور پیر والا کے صارفین کے لیے مخصوص

کیا ہوا ہوتا ہے اس کا ریکارڈ ریجنل سٹور ملتان اور ڈویژن آفس ملتان میں موجود ہے۔

کچا کھوہ کی شہری آبادی کے لیے پانی کی سپلائی

*3439۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کچا کھوہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں شہری آبادی کے لیے پانی کی ٹینکی کب بنائی گئی تھی اور اس پر کتنی لاگت آئی تھی۔

(ب) مذکورہ پانی کی ٹینکی کی تیاری کے بعد اس کو کتنے عرصہ تک کام میں لایا گیا۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ٹینکی مذکور کو اس وقت استعمال میں نہیں لایا جا رہا۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادی کچا کھوہ کے لیے ٹینکی مذکور سے پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد): (الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ نے منصوبہ آب رسانی کچا کھوہ جون 1963ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور اس منصوبہ پر تقریباً -/2,35000 روپیہ خرچ ہوا۔

(ب) منصوبہ آب رسانی کی تکمیل کے بعد اس کو جولائی 1970ء تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ نے چلایا اور عوام کو پانی مہیا کیا گیا۔

(ج) جی ہاں۔ ٹینکی مذکورہ کو اس وقت کام میں نہیں لایا جا رہا۔

(د) جیسا کہ جواب (ج) میں وضاحت کی گئی ہے کہ منصوبہ چالو حالت میں نہیں ہے سکیم ہذا جولائی 1970ء تک چلتی رہی۔ بعد ازاں سکیم کو چالو رکھنے کے لیے مطلوبہ رقم ڈسٹرکٹ کونسل ملتان نے مہیا کی اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی

رقم دی گئی ۔ سکیم ہذا کو -/15,000 روپیہ سال 1973.74ء میں مہیا ہونے پر چلایا جا سکے گا۔

چک نمبر آر ۔ 15/8 تحصیل خانیوال کی ٹینکی سے پانی کی سپلائی

*3440 ۔ **نوابزادہ محمد خان خاکوانی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) چک نمبر آر ۔ 15/8 تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں پانی کی ٹینکی کب اور کس محکمہ نے بنائی تھی اور اس پر کتنا خرچ آیا تھا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹینکی کے ذریعے گھروں میں پانی دینے کے لیے کنکشن بھی دے دیے گئے ۔ ٹیوب ویل بھی لگایا گیا اور بجلی کے تار کے کنکشن بھی مکمل کیے گئے لیکن اس ٹینکی کو کبھی استعمال میں نہیں لایا گیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹینکی مذکور کو چالو کرکے اہالیان علاقہ کی تکلیف رفع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) واٹر سکیم نمبر 15/8-R تحصیل خانیوال ضلع ملتان محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے جون 1965ء میں پایہ تکمیل کو پہنچائی ۔ اور اس سکیم پر مبلغ 1,13,584 روپیہ خرچ ہوا ۔

(ب) جی ہاں ۔ مذکورہ واٹر سکیم کی ٹینکی کے ذریعہ گاؤں کے گھروں میں پانی دینے کے لیے کنکشن دیے گئے ۔ ٹیوب ویل بھی لگایا گیا ۔ سکیم ہذا جولائی 1965ء تا جولائی 1970ء تک چلتی رہی اور گاؤں کے لوگ پانی سے مستفید ہوتے رہے ۔

(ج) جیسا کہ جواب (ب) میں وضاحت کی گئی ہے کہ سکیم ہذا جولائی 1965ء تا جولائی 1970ء تک چلتی رہی ہے ۔ لیکن بعد ازاں سکیم کو چالو رکھنے کے لیے مطلوبہ رقم نہ ڈسٹرکٹ کونسل ملتان نے مہیا کی اور نہ ہی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی گرانٹ مختص کی گئی ۔ اس لیے مجبوراً سکیم کو رقم فراہم نہ

ہونے کی وجہ سے جولائی 1970ء کے بعد بند کرنا پڑا ۔ سکیم بنانا کو دوبارہ چلانے کے لیے رقم حاصل کرنے کی کوشش جاری ہے ۔

چھوٹے اور بڑے گوشت کے مذبح خانے

*3450 ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) اس وقت لاہور میں چھوٹے اور بڑے گوشت کے علیحدہ علیحدہ کتنے مذبح خانے ہیں اور ان کا محل وقوع کیا ہے ۔

(ب) یکم جنوری 1973ء سے یکم جون 1973ء تک مذکورہ بالا مذبح خانوں میں کل کتنے جانور ذبح کیے گئے ۔

(ج) مذکورہ مذبح خانے حکومت کے کس محکمہ کے تحت کام کر رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) تین بڑے گوشت کے اور تین چھوٹے گوشت کے ۔

1 ۔ بند روڈ ۔

2 ۔ باغبانپورہ ۔

3 ۔ شاہدرہ ۔

(ب) بھیڑ بکری ۔ 2,21,669 ۔

گائے ۔ بیل اور بھینس ۔ 32,970 ۔

اونٹ ۔ 67 ۔

(ج) یہ سب ذبح خانے لاہور کارپوریشن کے زیر انتظام ہیں ۔

لاہور کی حدود میں گوشت کی دوکانیں

*3452 ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) اس وقت لاہور کارپوریشن کی حدود میں کل کتنی دکانوں میں گوشت فروخت ہوتا ہے ۔

(ب) حکومت نے لاہور کارپوریشن کی حدود میں گوشت کی کتنی

مارکیٹیں قائم کر رکھی ہیں اور یہ مارکیٹیں کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں قصابوں کی کتنی دکانوں کی گنجائش ہے ۔

(ج) کیا لاہور کے شہریوں کو صاف ستھرا گوشت فراہم کرنے کے لیے حکومت ایسی مزید مارکیٹیں قائم کا پروگرام رکھتی ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مارکیٹیں کب تک اور کہاں کہاں قائم کی جائیں گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) بڑے گوشت کی دکانیں ۔ 835 ۔ چھوٹے گوشت کی دکانیں ۔ 1125 ۔

(ب) صرف ایک مارکیٹ (ٹولٹن مارکیٹ) شاہراہ قائد اعظم پر ہے ۔ جس میں بڑے اور چھوٹے گوشت کی 22 ، 22 دکانیں ہیں ۔

(ج) کوئی تجویز نہیں ۔

(د) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سید قابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ چھوٹے گوشت کے دوکانداروں نے ہڑتال کی تھی اور وہ مسلسل احتجاج کر رہے ہیں ۔ کیا آپ نے اس طرف کوئی توجہ دی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کا سوال سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس لیے علیحدہ سوال چاہیے ۔

لاہور میں ذبح ہونے والے اونٹوں ۔ گائیوں اور بھینسوں کی تعداد

*3453 ۔ **میاں غلام فرید چشتی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور میں بڑے گوشت کے قصابوں کے لیے یکم جنوری 1973ء سے یکم جون 1973ء تک کتنی گائیں ۔ بھینسے ۔ بھینسیں اور اونٹ روزانہ ذبح کیے گئے ۔ ان کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : مندرجہ ذیل جانور ہر ماہ ذبح کیے گئے :

ماہ 1973ء	گائے	بھینس	اونٹ
جنوری	4030	2191	13
فروری	4789	2447	15

مارچ	4416	2799	12
اپریل	3338	2490	14
مئی	5887	2336	13

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ اونٹ کا گوشت بھینس کے گوشت کے طور پر فروخت ہو رہا ہے اور کیا اس کے انسداد کے سلسلے میں کوئی کارروائی کر رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جب یہ کہا گیا ہے کہ اونٹ ذبح ہوتا ہے تو وہ اونٹ کے طور پر ہی ذبح ہوتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ان کے علم میں کوئی شکایت آئی ہے کہ ذبح تو اونٹ ہی ہوتا ہے لیکن اونٹ کے گوشت کے طور پر فروخت نہیں ہوتا بلکہ گائے بھینس کے طور پر فروخت ہوتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ کسی شہری کی طرف سے کوئی شکایت نہیں کی گئی ۔ اگر کوئی شکایت آئی ہے تو اس کا انسداد کیا جائے گا ۔

لاہور میونسپل کارپوریشن کی تعمیر کردہ دکانیں

*3455 ۔ **میاں غلام فرید چشتی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) لاہور شہر کے مختلف مقامات پر جو دکانیں لاہور میونسپل کارپوریشن نے تعمیر کی تھیں ان کی تعمیر کے بعد سے اب تک فی دکان ان کی مرمت و نگہداشت پر ماہانہ کتنی رقم خرچ ہوئی ۔

(ب) مذکورہ دکانوں کی مرمت اور حفاظت کے لیے لاہور کارپوریشن نے کتنے چوکیدار اور مستری وغیرہ ملازم رکھے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) فی دکان ماہانہ خرچ نہیں بتایا جا سکتا ۔ کیونکہ ہر دکان کی مرمت کا حساب الگ الگ نہیں رکھا جاتا ۔

(ب) مستری کوئی نہیں ۔ مرمت کا کام ٹھیکے پر کرایا جاتا ہے ۔ چوکیدار صرف وہاں رکھا جاتا ہے جہاں مارکیٹ خالی پڑی ہو حفاظت دکانداروں کا کام ہے ۔

لاہور شہر میں دکانوں کی تعمیر ●

***3456 ۔ میاں غلام فرید چشتی ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کارپوریشن شہر میں مزید دکانیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ دکانیں کہاں کہاں تعمیر کی جائیں گی ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : جی ہاں ۔

(ب) ابھی مناسب جگہوں کے لیے سروے کیا جا رہا ہے ۔

مویشیوں کی منتقلی کے لیے لاہور سے باہر اراضی حاصل کرنا

***3469 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شہر لاہور میں مویشی اکثر سڑکوں پر اور گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان جانوروں کے لیے لاہور سے باہر کوئی اراضی مختص کرنے کا منصوبہ رکھتی ہے جو کھلی جگہ واقع ہو اور جہاں گھاس اور چارہ وافر ملتا ہو نیز جہاں ان مویشیوں کے لیے پانی اور سائے کا انتظام ہو ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ اس مقصد کے لیے سروے شروع کر دیا گیا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا جانوروں اور مویشیوں کے لیے کوئی ایسا منصوبہ بنایا گیا ہے کہ انہیں شہر سے باہر منتقل کیا جائے گا ؟ ان جانوروں میں وہ کون کون سے جانور شامل ہیں جن کو شہر سے باہر منتقل کیا جائے گا ۔ کیا ان میں گھوڑے ، گدھے اور کتے بھی شامل ہیں جو بغیر ٹکٹ کے گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ کتوں کو کوئی ٹکٹ نہیں دیا جاتا ۔ بہر حال

مویشیوں کو شہر سے باہر نکالنے کی تجویز زیر غور ہے۔

لاہور میونسپل کارپوریشن کی چار میونسپل کمیٹیوں میں تقسیم

*3470۔ **بیگم ریحانہ سرور**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کو چار میونسپل کمیٹیوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو وہ چار مخصوص علاقے کون سے ہیں جن پر مذکورہ میونسپل کمیٹیاں مشتمل ہوں گی۔

(ج) یہ میونسپل کمیٹیاں کس تاریخ تک قائم کر دی جائیں گی اور کب کام کرنا شروع کر دیں گی؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد): (الف) جی ہاں۔

(ب) * گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس میں مجوزہ تقسیم ظاہر کی گئی ہے۔

(ج) اس کے متعلق ابھی تک حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔

بیگم ریحانہ سرور۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ میونسپل کارپوریشن کے جب الیکشن ہوں گے تو اس الیکشن کا طریق کار کیا ہوگا؟ آیا ان چاروں میونسپل کارپوریشنوں کے ایک ساتھ الیکشن کرائے جائیں گے یا علیحدہ علیحدہ کرائے جائیں گے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے۔

سید تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آپ کسی اور لیڈی کے لیے محترمہ کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ بیگم ریحانہ سرور صاحبہ کے لیے آپ محترمہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (قہقہہ)

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ میں ہر خاتون کے لیے محترمہ کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ آپ اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔

سردار صغیر احمد۔ جناب والا۔ لفظ "الیکشن" مذکر ہے یا مؤنث۔

---

* گوشوارہ مہیا نہیں کیا گیا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ڈکشنری دیکھ کر بتا سکتا ہوں ۔

1972ء کے دوران صوبہ پنجاب میں مختلف نوعیت کے مقدمات کی تعداد

*3472 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) 1972ء کے دوران صوبہ بھر میں پولیس نے مندرجہ ذیل نوعیت کے کتنے مقدمات درج کیے :

(اول) قانون آبکاری کے تحت مقدمات

(دوم) ٹریفک کے قواعد کی خلاف ورزی کے مقدمات

(سوم) چور بازاری کے مقدمات

(چہارم) سمگلنگ کے مقدمات

(ب) جزو (الف) بالا میں مندرج مقدمات میں سے ایسے مقدمات کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے جن میں ملزمان کو حتمی طور پر بری کر دیا گیا یا سزائیں سنائی گئیں ۔

(ج) جزو (الف) بالا میں مذکور مقدمات میں ایسے ملزمان کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے جو دیہی اور شہری علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔

(د) ایسے جرائم کو کم کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) (اول) 6205

(دوم) 1,04 136

(سوم) 69

(چہارم) 152

(ب)

	تعداد مقدمات جن میں سزا ہوئی	تعداد مقدمات جن میں بری ہوئے
(اول)	2542	1723
(دوم)	52829	5802
(سوم)	45	240
(چہارم)	50	55

(ج) ملزمان جو شہری علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں	ملزمان جو دیہی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں
(اول) 4737	1972
(دوم) 41896	6122
(سوم) 82	30
(چہارم) 123	82

(د) آبکاری کے مقدمات میں زیادہ کارکردگی کی وجہ یہی ہے کہ ان مقدمات کی تعداد پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہے۔ ٹریفک کے لیے ایک ہائی وے پولیس قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ اس کے علاوہ ٹریفک پولیس کی تعداد اس سال سے بڑھائی جا رہی ہے۔ خوراک کا محکمہ اس معاملہ میں مستعدی سے کام کر رہا ہے۔ پولیس پوسٹ ان کی مدد کے لیے قائم کی گئی ہیں۔ بلیک مارکیٹنگ کی روک تھام کے لیے تین زونل آفیسر اور 41 پولیس پوسٹ بنائی میں قائم کی گئی ہیں۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان مقدمات کی اس لمبی فہرست کو کم کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جو بھی ممکن تجاویز ہوں گی ان کے مطابق عمل درآمد کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

سید ناہش الوری ۔ کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے کہ پولیس کی تعداد میں کتنا اضافہ زیر غور ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ جتنا بھی پولیس کی نفری میں اضافہ کیا جا رہا ہے اس میں ٹریفک کی ضروریات کے مطابق تناسب رکھا گیا ہے ۔

پی ۔ سی ۔ ایس ایگزیکٹو میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کے لیے ملازمت کی فراہمی

*3487 ۔ **ڈاکٹر محمد صدیق ملہی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ پی ۔ سی ۔ ایس ایگزیکٹو کا جو امتحان اگست 1972ء میں ہوا اس میں کتنے امیدواروں نے شرکت کی ۔ کتنے امیدوار کامیاب ہوئے اور ان میں کتنے امیدواروں کو ملازمت ملی اور اگر کسی کامیاب امیدوار کو ملازمت نہیں ملی تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : 501 امیدواروں نے شرکت کی 130 امیدوار کامیاب ہوئے ۔ ان میں سے 24 امیدواروں کو بطور پی ۔ سی ۔ ایس ملازمت دی گئی 12 کو بطور سیکشن آفیسر ملازمت دینے کا کیس زیر غور ہے ۔ ایک کامیاب امیدوار کو پی ۔ سی ۔ ایس میں ملازمت نہیں دی گئی چونکہ سپیشل برانچ پولیس اس کے حق میں نہ تھی ۔ مزید برآں پبلک سروس کمیشن نے ایک امیدوار کو مینجر ایمپلائمنٹ اکسچینج تعینات کرنے کی سفارش کی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر اعلیٰ بتا سکیں گے کہ سپیشل برانچ پولیس نے کس بنیاد پر اس شخص کو ملازمت نہ دینے کی سفارش کی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ لازمی طور پر جو اصول ایک قابل قبول امیدوار کے لیے ہوتا ہے اس کے مطابق وہ پورا نہیں اترتا ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کو پبلک سروس کمیشن نے منتخب کیا تھا ۔ پولیس نے کس بنیاد پر اس کے خلاف رپورٹ کی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی حرکات و سکنات حکومت کے خلاف ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ بہت ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں ۔ یہ بہت significant matter ہے کہ ایک شخص کو صرف پولیس کی رپورٹ پر پبلک سروس کمیشن کی سفارش کے باوجود خارج کر دیا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس کے لیے ایک علیحدہ سوال کر دیں تاکہ وہ انفارمیشن حاصل کر لیں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ اس کا نام اس لیے خارج کیا گیا کہ وہ کسی وقت جماعت اسلامی سے منسلک رہا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چیف منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ ان کے پاس اس وقت انفارمیشن موجود نہیں ۔ آپ اس کے لیے علیحدہ سوال پوچھ لیں اگلی مرتبہ یہ سوال آ جائے گا پھر آپ پوچھ لیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کیا وزیر اعلیٰ مہربانی فرما کر اس بات کو دیکھیں گے کہ اس لڑکے کا نام پبلک سروس کمیشن کی سفارش کے باوجود اس لیے خارج کیا گیا کہ اس کا بھائی جماعت اسلامی کا ممبر ہے اور وہ خود اس کا ممبر نہیں ہے ۔ کیا اس بارے میں تحقیقات فرمائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ میں یہ عرض کر دوں کہ ایسی کوئی چیز نہیں ۔ یہ بالکل غلط ہے بایں ہمہ اس کی تصدیق کر لیں گے ۔

مسٹر ندیم اقبال مجسٹریٹ درجہ اول لاہور چھاؤنی کے خلاف تحقیقات

*3491 ۔ میاں لیاقت حسین مڑل ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر ندیم اقبال مجسٹریٹ درجہ اول لاہور چھاؤنی میں تعینات ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چند روز ہوئے مسٹر ندیم اقبال نے اپنے سٹینو کو گالیاں دیں اور دھکے مار کر کمرہ عدالت سے باہر نکال دیا ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملحقہ عملہ نے مذکورہ مجسٹریٹ کے خلاف ڈپٹی کمشنر لاہور سے اپیل کی ہے کہ مذکورہ مجسٹریٹ کو تبدیل کر کے غریب ملحقہ عملہ کو ظالم سے نجات دلائی جائے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مجسٹریٹ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے غریب ملحقہ عملہ امن کی زندگی بسر کر سکے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) جی نہیں ۔

(ہ) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بھینسوں کی برآمدگی

*3503 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر 3058 کے جواب میں وزیر موصوف نے نیو شالیمار کالونی میں تین بھینسوں کی چوری کے سلسلے میں فرمایا تھا کہ بھینسوں کی برآمدگی کی تفتیش سی ۔ آئی ۔ اے پولیس کے سپرد کر دی گئی ہے جو باقاعدگی سے تفتیش کر رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سی ۔ آئی ۔ اے پولیس نے بھینسوں کی برآمدگی کے متعلق اب تک تفتیش کی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) پولیس نے بھینسوں کی برآمدگی کے متعلق اب تک مندرجہ ذیل تفتیش کی ہے :

دوران تفتیش رانا داؤد علی خان سب انسپکٹر نے مورخہ 5-2-73 کو ایک شخص مسمی سردار محمد ولد شباب دین قوم سندھو جٹ سید پور ضلع شیخوپورہ کے مکان پر چھاپہ مارا ۔ جس پر محمد بوٹا ولد مہند قوم جٹ سکنہ سید پور نے 17 راس مویشی پیش کیے جو کہ رانا داؤد علی خان سب انسپکٹر نے بطور مشتبہ زیر دفعہ 550 ض ۔ ف قبضہ پولیس میں لیے ۔ ان مویشیوں میں سے عبدالحکیم مستغیث مقدمہ ہذا کوئی مویشی شناخت نہ کر سکا ۔ جو بعد ازاں مسمی محمد بوٹا ، سردار محمد ، برکت علی ولد نواب دین وغیرہ اپنا اپنا مال واپسی سپرداری پر لے گئے ۔ دوران تفتیش ارشاد احمد اے ۔ ایس ۔ آئی نے امداد علی عرف دادو ولد برکت علی سکنہ تاریاں کو گرفتار کرکے پوچھ گچھ کی ۔ مورخہ 14-2-73 کو ملزم کے واپسی ریمانڈ کی درخواست کی گئی تو ریمانڈ واپسی ختم ہو گیا ۔ امداد عرف دادو ملزم مورخہ 19-2-73 کو مقدمہ ہذا سے ڈسچارج ہو گیا ۔ بعد ازاں مہر دین

ولد عمر دین ، عبد الحمید ولد منشی ملزمان کو مقدمہ ہذا میں ارشاد احمد اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے زیر دفعہ 56 ض ۔ ف گرفتار کر لیا اور ملزمان سے تفتیش کی گئی ۔ مقدمہ ہذا میں مال کا کوئی سراغ نہ ملا ۔ مورخہ 2-4-73 کو ملزمان مہر دین اور عبدالحمید کی واپسی جسم کے ریمانڈ کی درخواست کی گئی ۔ ہر دو ملزمان ضمانت پر رہا ہو گئے ۔ مقدمہ ہذا میں تفتیش جاری ہے اور بھینسوں کو برآمد کرنے کی انتھک کوشش کی جا رہی ہے ۔

رشوت خوری کے الزام میں مقدمات کا اندراج

*3509 ۔ **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی نے صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1972ء کتنے افسران کے خلاف رشوت خوری کے مقدمات درج کیے ۔

(ب) جن افسران کے خلاف متذکرہ بالا عرصہ کے دوران مقدمات درج ہوئے ان میں سے کتنے افسران سزا یاب ہوئے اور کتنے بری ہوئے اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر تجویز ہیں ۔

(ج) متذکرہ بالا عرصہ میں جن افسران کے خلاف مقدمات درج کیے گئے ان میں سے کتنے درجہ اول اور کتنے درجہ دوم کے افسران ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) 28 مقدمات جن میں 32 افسران ملوث تھے ۔

(ب) تین مقدمات میں محکمہ تادیبی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا یہ کارروائی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ۔ ایک مقدمہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا کہ محکمہ متعلقہ کو آفیسر کے خلاف ضروری کارروائی کرنے کے لیے کہا جائے ۔ ایک مقدمہ میں پولیس

اسٹیلشمنٹ کو منتقل کیا گیا۔ دو میں عدالتی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور باقی 21 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔ جن دو مقدمات کو عدالت میں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک عدالت میں بھیجا جا چکا ہے اور دوسرا بھی عنقریب عدالت میں بھیجا جائے گا۔

(ج) 12 افسران درجہ اول اور 20 درجہ دوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

سید تابش الوری۔ کیا وزیر اعلیٰ یہ بتا سکیں گے کہ ایک سال کے اندر صرف ایک مقدمہ عدالت میں بھیجا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر اعلیٰ۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ تفتیش مقدمہ صحیح حالات کے مطابق ہو اور کوئی غلط قدم نہ اٹھایا جائے تاکہ کوئی بے گناہ نہ مارا جائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ اب درخواستیں لی جائیں گی۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

چودھری محمد حیات۔ جناب والا۔ میرا ایک نشان زدہ سوال نمبر 3383 ہے اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ "جواب موصول نہیں ہوا" اور وزیر اعلیٰ صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے وہ میں سمجھ نہیں سکا۔ کیا اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔ اس کی کیا پوزیشن ہے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا سوال محکمہ خوراک کو بھیجا گیا ہے۔ اس کا جواب ملک حاکمین خان اپنی باری پر دیں گے۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

پیشہ ورانہ ٹیکس

3510۔ **ملک محمد اعظم۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ ضلع سرگودھا کی ڈسٹرکٹ کونسل کو پیشہ ورانہ ٹیکس سے مالی سال 1971-72ء میں کتنی آمدنی ہوئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : مبلغ -/1,35,132 روپے۔

ایک لاکھ پینتیس ہزار ایک سو بتیس روپے۔

جوہر آباد واٹر سپلائی سکیم

*3511 ۔ **ملک ہدایت اعظم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جوہر آباد کی آبادی کو پانی مہیا کرنے کے لیے واٹر سپلائی سکیم پر کام ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم جوہر آباد کے لیے جو فنڈز مہیا کیے گئے ہیں وہ ناکافی ہیں اور عوام پانی کی عدم فراہمی کے باعث مشکلات سے دوچار ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو آیا حکومت مذکورہ سکیم کے لیے زیادہ فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ سکیم مرحلہ وار ہے ۔ پہلے مرحلہ میں چار لاکھ روپے کی رقم مہیا کی گئی تھی ۔ اس کے بعد -/5000 روپے کی منظوری ہوئی ۔ یہ سب رقم خرچ ہو چکی ہے ۔ نئے مالی سال میں مزید 25 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ توقع ہے کہ اس سال میں مزید فنڈز بھی مہیا ہو جائیں گے جس سے سکیم کا آخری مرحلہ مکمل ہو جائے گا ۔

ابھی سکیم زیر تکمیل ہے ۔ جب مکمل ہو جائے گی تو مقامی لوگوں کی شکایات اور مشکلات دور ہو جائیں گی ۔

لاہور شہر میں پانی کی فراہمی کے لیے پائپ لائن بچھانا

*3534 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ لاہور شہر میں پانی کی فراہمی کے لیے کوئی جامع منصوبہ تیار کیا تھا اور اس سکیم پر عمل درآمد کے لیے بڑے سائز کے پائپ بھی بچھائے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ پائپ لائنوں میں ابھی تک پانی جاری نہیں کیا گیا ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ گرڈ لائن میں پانی جاری ہے ۔

لاہور کی شالی علاقہ کی آبادی میں سڑکوں کو پختہ کرنا

*3537 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کی شالی علاقہ کی آبادی میں پختہ سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو سخت مشکلات پیش آ رہی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن مذکورہ علاقہ میں پختہ سڑکیں تعمیر کرنے کی کسی سکیم پر غور کر رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان سڑکوں کے نام اور محل وقوع بتایا جائے جن کو حکومت پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) سڑکوں کی فہرست منسلک ہے ۔

The following roads are under consideration for *construction*.

(1) - Kacha Road, Landa Bazar, Naulakha.

(2) Kacha Habib Ullah Road, Garhi Shahu.
(3) Street No. 7, Muhammad Nagar, Lahore.
(4) Nazir Street, Garhi Shahu.
(5) Karm Din Street No. 15, Garhi Shahu.
(6) House of Professor Munir-ud-Din.
(7) Aziz Street, Qila Gujjar Singh.
(8) G.T. Road, upto Sultanpura Road leading along the side of Schazoo Laborities.
(9) Adjoining Street, Royal Park near Tubewell.
(10) Street Barkat Town, Shahdara.
(11) Second Road, Barkat Town.
(12) Ladhy Shah, Ghoray Shah Road, Shahdara Town.
(13) Second portion of Wantala Road, Shahdara.
(14) Second portion of Lajpat Road, Shahdara.
(15) Madina Market Link Road, Shahalami.
(16) Bhogiwal Road, Bhogiwal.
(17) Lakhu Dehr Road, Shalamar Town.
(18) Haji Ghulam Muhammad Road, Boghiwal.
(20) Fazal Elahi Road, Shalamar Town.
(21) Khokhar Road, Badami Bagh.
(21) Rajput Road, Wassanpura.
(22) Bagichi Jorian, Fateh Garh.
(23) Hamad Colony Road, Shad Bagh.

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیاء صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the session of the Assembly on 28th and

29th June 1973 due to some very important engagements. My sbsence may please be excused.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Session on 4th due to illness. The leave may please be granted.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبد الرحمان جامی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالرحمان جامی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 29 جون 1973
کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر
سکا ۔ مہربانی فرما کر رخصت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد خالد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد خالد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ میں مورخہ 15-5-73 کو
سٹینڈنگ کمیٹی برائے انفارمیشن کی میٹنگ
میں بوجہ مصروفیت شمولیت نہ کر سکا ۔
مہربانی فرما کر رخصت دی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مظلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی
عدالتوں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء
(مسودہ قانون نمبر 37 بابت 1972ء) کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی
امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی
عدالتوں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء
(مسودہ قانون نمبر 37 بابت 1972ء) کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی
امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 نومبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 نومبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) شاہرات مغربی پاکستان بابت 1972ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) شاہرات مغربی پاکستان بابت 1972ء (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ

مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی 1985
مدت میں توسیع

پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر
1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف قارو ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) بجلی
مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 57 بابت
1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
آبپاشی و قوت برق کی رپورٹ پیش کرنے
کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک
توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) بجلی
مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 57 بابت
1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
آبپاشی و قوت برق کی رپورٹ پیش کرنے
کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع
کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور اور دیگر چار
اراکین سابق اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ
تحریک استحقاق نمبر 20 کے بارے میں

مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات
کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31
اگست 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور اور دیگر چار اراکین
صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک
استحقاق نمبر 20 کے بارے میں مجلس
برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی
رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست
1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی
اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر
21 جو کہ مجلس برائے قواعد انضباط کار و
استحقاقات کو بھیجی گئی تھی اسے واپس
لینے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی
اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر
21 جو کہ مجلس برائے قواعد انضباط کار و
استحقاقات کو بھیجی گئی تھی اسے واپس
لینے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی
پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر

22 جو مجلس برائے قواعد انضباط کار و
استحقاقات کو بھیجی گئی تھی اسے واپس
لینے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور رکن صوبائی اسمبلی
پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر
22 جو مجلس برائے قواعد انضباط کار و
استحقاقات کو بھیجی گئی تھی اسے واپس
لینے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری محمد حیات گوندل۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار
پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء
(مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1973ء) کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت
منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش
کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء
توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار
پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء
(مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1973ء) کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت
منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش

کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء
تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) بکریوں کے پالنے کے بارے پر پابندی کا ہنگامی قانون مغربی پاکستان 1973ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) بکریوں کے پالنے کے بارے پر پابندی کا ہنگامی قانون مغربی پاکستان 1973ء (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) الضباط کار پنجہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش

کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء
تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار پنجاب مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت۔ منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ

ضابطہ فوجداری مصدرہ 1973ء (مسودہ
قانون نمبر 21 بابت 1973ء) کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی
رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر
1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ
ضابطہ فوجداری مصدرہ 1973ء (مسودہ
قانون نمبر 21 بابت 1973ء) کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی
رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر
1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی
قانون انضباط غنڈہ اشخاص مغربی پاکستان
مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54
بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ
برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے
کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک
توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی
قانون انضباط غنڈہ اشخاص مغربی پاکستان
مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت
1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی
جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات
پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون
نمبر 49 بابت 1972ء) کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ
پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء
تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات
پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون
نمبر 49 بابت 1972ء) کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ
پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء
تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) ہنگامی
قانون برقراری امن عامہ مغربی پاکستان
مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 62
1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت
میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی
جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (تنسیخ پنجاب) ہنگامی قانون برقراری امن عامہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 62 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائداد پنجاب بابت 1972ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائیداد پنجاب بابت 1972ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ

تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر۔ قبل اس کے کہ ایجنڈے کے مطابق مزید کارروائی کی جائے میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ کل سینٹ کے انتخابات ہو رہے ہیں۔ اسمبلی بلڈنگ کے کمیٹی روم 'سی' میں اس کے پولنگ ہوں گے اور پولنگ کا وقت صبح 9 سے لے کر 2 بجے دوپہر تک ہوگا۔

مسئلہ استحقاق

مجسٹریٹوں کی تقرری میں سیاسی وجوہ کی بنا پر تاخیر

مسٹر سپیکر۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے 5 جون 1973ء کو جناب وزیر خزانہ نے ایک سوال نمبر 2333 کے جواب کے سلسلہ میں وضاحت کی تھی کہ یکصد مجسٹریٹوں کی تعیناتی کی تاخیر سیاسی وجوہات کی بنا پر نہیں ہوئی بلکہ طبی معائنہ اور دوسرے تکمیلات کی وجہ

سے ہوئی ہے ۔ جبکہ ڈائریکٹر ہیلتھ نے ان مجسٹریٹوں کے لیے طبی معائنہ کی تاریخ 5 مئی 1973ء مقرر کرکے بعد میں وہ تاریخ ایک دوسری چٹھی کے ذریعے بلا وجہ بتلائے منسوخ کر دی اور تا حال نئی تاریخ برائے طبی معائنہ مقرر نہیں کی گئی جس سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ ان مجسٹریٹوں کی تقرری میں تاخیر طبی معائنہ کی وجہ سے نہیں بلکہ سیاسی وجوہ کی بنا پر ہوئی ہے ۔ جبکہ جملہ ضروری تکمیلات اس تقرر کے سلسلے میں پوری کی گئیں ۔ حکومت کی جانب سے ایک واضح چٹھی مورخہ 19 جون 1973ء ڈائریکٹر ہیلتھ کو بھجوائی گئی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر طبی معائنہ کی رپورٹ بھجوائیں ۔ ان حالات میں وزیر خزانہ نے ایوان میں غلط اطلاع فراہم کرکے ایوان کے حقوق کی پامالی کی ہے ۔

Is it a question of privilege or a question of assurance ? Should it go to the Committee on Rules of Procedure and Privileges or should it go to the Committee on Assurances ?

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ Assurance Committee کے لیے بھی الگ دی ہے اس میں میعاد مقرر کی تھی وہ assurance میں آئی ہے ۔ اس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ اس کی تاخیر کسی سیاسی وجوہ کی بنا پر نہیں ہوئی بلکہ وہ طبی معائنہ اور اس قسم کے لوازمات کے سلسلے میں ہوئی ہے یہ اور واضح ہوا ان کا تقرر سیاسی وجوہ کی بنا پر نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ ان کی یقین دہانی تھی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ یقین دہانی دوسری مرتبہ ہے اس میں کہا تھا کہ 30 دن کے اندر تقرر کر دیا جائے گا اس کی الگ تحریک التوا دی ہے وہ پہنچ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق میں آتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پاؤس میں غلط اطلاع دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کون سا حصہ آپ غلط اطلاع کا سمجھتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس وقت ضمنی سوال کے سلسلے میں کہا گیا تھا کہ یہ تاخیر سیاسی وجوہ کی بنا پر نہیں ہے ۔ بلکہ یہ صرف طبی معائنے کی وجہ سے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ طبی معائنے کے بعد یہ بیان دیا گیا تھی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس وقت چٹھی under process تھی وہ جاری ہو چکی تھی جب انہوں نے سٹیٹمنٹ دیا ۔ یہ تمام تقرریاں منسوخ کر دی گئیں اور سیاسی وجوہ کی بنا پر ان کی تقرریاں روک دی گئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب یہ 5 جون کو جواب دیا گیا ہے اس کے بعد اس میں 19 جون لکھا ہے ۔ ڈائریکٹر آف ہیلتھ سروسز کو چٹھی جاری ہوئی کہ یہ 15 دن کے اندر رپورٹ پہنچا دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ کس تاریخ کو بھجوائی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ 19 جون کو نئی چٹھی گئی ہے کہ 1 دن میں میڈیکل رپورٹ بھیجیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ 19 جون کی تاریخ غلط لکھی گئی ہے ۔ یہ تاریخ 19 اپریل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بجٹ کی تصحیح ہوتی رہی ہے 66 کروڑ کی بجائے 60 کروڑ ہوتا رہا ہے ۔ میں تاریخ اب ٹھیک کیے دیتا ہوں ۔ مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ چیک کر لیں ۔

حاجی سیف اللہ خان ۔ یہ سیدھا سادہ مسئلہ ہے وہ بتا دیں واقعی یہ زیر غور ہے ۔ اگر نہیں تو یہ قصہ ختم ہو جاتا ہے ۔ وہ اس میں کیوں شرم محسوس کر رہے ہیں ۔

روزنامہ "جمہور" لاہور کا چودھری امان اللہ لک ایم ۔ پی ۔ اے کی پیپلز پارٹی میں شمولیت کو ہدف تنقید بنانا

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک حال ہی میں پیش آنے والے ایک واقعہ پر تحریک پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے حال ہی میں پیپلز پارٹی میں شمولیت کی ہے ۔ اس شمولیت کو ہدف تنقید بناتے ہوئے روزنامہ "جمہور" لاہور کی اشاعت مورخہ 27-6-73ء میں "امان اللہ لک کی لڈر"

کے عنوان سے شعر لکھے گئے ہیں جس سے میرے خلاف سخت قسم کی بہتان تراشی اور میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا ہے ۔ میرے اس حق کو جو مجھے ایک آزاد ممبر کی حیثیت سے حاصل ہے کہ میں اپنی پسند کے مطابق جس پارٹی میں شمولیت چاہوں کر سکوں سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس واقعہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس واقعہ کو زیر بحث لایا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ شعر بھی سنائیں ۔ شعر کے بغیر استحقاق نہیں بنتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں لمبا چوڑا استحقاق نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ شاید کچھ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا جناب والا نے یہ فیصلہ کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میں نے فیصلہ نہیں کیا ۔ میں نے تاثر بتایا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ گزارش یہ ہے کہ آپ بڑی خوشی سے یہ شعر پڑھ دیجیے ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔ تین چار شعر ہیں ۔ آپ سنا دیں ۔ اگر آپ فرمائیں تو میں عرض کروں ۔ یہ اخبار ''جمہور'' ہے لیکن میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اس سے غلط تاثر قائم کیا گیا ہے ۔ اس میں میرے ماضی کو اور میرے سیاسی کردار کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے ۔ میں اس کی تردید ضروری سمجھتا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ اتنا لمبا چوڑا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ۔ اب تو یہ گورنمنٹ پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں اب تو ان کا استحقاق زیادہ چوڑا ہو گیا ہے آپ کہہ رہے کہ نہیں یہ دوسرا استحقاق ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس کی تردید کی جائے ۔ جو حالات بنائے گئے ہیں اس سے یقینی طور پر ایک آزاد ممبر کا حق ہے کہ جس وقت چاہے مناسب سمجھے شامل ہونے کا اعلان کرے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جس وقت چاہے پارٹی بدل سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ ہو سکتا ہے مجھے اندرونی سازشوں نے مجبور کیا ہو اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور نے مجھے دوبارہ دعوت دی ہو ۔ ہو سکتا ہے میں ملک کی فلاح کے لیے آیا ہوں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ایک شعر براہ مہربانی پڑھ دیجیے ۔ آپ کے پاس اخبار موجود ہے تاکہ اس سے ممبران آشنا ہو سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں بھی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ ابھی میں نے کچھ کہنا ہے ۔ جناب والا ۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی میں ابتدائی ایام میں شامل ہوا تھا اور اس انقلابی پروگرام کے ساتھ اپنا سیاسی کردار وابستہ کیا تھا ۔ یہی میری سیاسی زندگی کا آغاز تھا ۔ اس سے پہلے میں کسی جماعت کا رکن نہیں رہا ۔ مجھے گرفتار کیا گیا ۔ مجھے جیل میں رکھا گیا ۔ میرے عزیز و اقارب کو گرفتار کیا گیا ۔ میرے بھائیوں کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد لا تعداد مقدمات مجھ پر بنائے گئے ۔ میں کچھ دیر پیپلز پارٹی کے ساتھ ہم سفر رہا ۔ پھر مقامی قیادت کے ساتھ میرے اختلافات ہوئے ۔ اس کے بعد میں نے خاموشی اختیار کر لی ۔ پھر میں نے آزاد انتخاب لڑا ۔ پیپلز پارٹی کے مقابلے میں لڑا ۔ دوسرے صاحبان بھی تھے ۔ میں جیل میں تھا ۔ جب میں نے انتخاب لڑا ۔ پھر میں نے آزاد ممبر کی حیثیت سے حزب مخالف میں شمولیت اختیار کر لی اور اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ میں پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کروں ۔ جہاں تک میرے خلاف یہ الزام تراشی کی گئی ہے کہ میں نے کوئی سیاسی شعبدہ بازی کی ہے یہ مجھ پر الزام تراشی ہے اور یہ انھوں نے مجھ پر سیاسی بہتان تراشی کی ہے ۔ لوگ طالع آزماؤں کو پہچانتے ہیں ۔ میں صرف ممبران اسمبلی اور پولیس رپورٹر صاحبان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ میری سیاسی زندگی کا آغاز پیپلز پارٹی سے ہوا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں سنجیدگی سے محسوس کرتا ہوں کہ معزز ممبر اپنا مختصر بیان دینے میں غیر متعلق ہو گئے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک وہ شعر ہمارے سامنے نہ آئے ہم یہ متعین نہیں کر سکتے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو کچھ بھی نذر عقیدت انھیں پیش کی گئی ہے اس میں دو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ۔ ایک 'موقع پرست' کا ہے اور دوسرا 'طالع آزما' کا ہے ۔ تو سیاسی تنقید میں یہ الفاظ بڑی کثرت سے استعمال ہوتے ہیں اور یہ جائز تنقید ہے ۔ اس لیے کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا ۔

سید تابش الوری ۔ یہ لوگ بھی غضب ہیں کہ دل پہ بہ اختیار
شب موم کر دیا سحر آہن بنا دیا

تنخواہوں کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں اسمبلی میں تحریک پیش ہونے پر ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز حکومت پنجاب کی طرف سے نصیر احمد ملک اور یقین الدین ملک کو چارج شیٹ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے گزشتہ سیشن اسمبلی میں اخبارات میں شائع ہونے والی اس خبر کے پیش نظر کہ ''کوالٹی کنٹرول سٹاف انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ'' کو گزشتہ دس ماہ سے تنخواہات نہیں ملیں ۔ ایک ملازم ریاست علی نے تنگ آ کر خودکشی کر لی ہے ۔ ایک تحریک التوا 267 پیش کی جس پر مورخہ 10 فروری 73ء کو وزیر صاحب صنعت نے ہاؤس کو یقین دلایا کہ ہفتہ عشرہ میں تنخواہات ادا کر دی جائیں گی ۔ جس کے بارے میں میں نے تحریک کی کہ وزیر صاحب کی طرف سے کرائی گئی یقین دہانی پوری نہیں ہوئی اور یہ مسئلہ assurances کی مجلس قائمہ کے سپرد ہوا جس میں محکمہ صنعت نے اس تمام تر تاخیر کو تسلیم کرتے ہوئے بیان کیا کہ ملازمان مذکور کو جون 1972ء سے مارچ 1973ء کی تنخواہات مورخہ 14 اپریل 1973ء کو ادا کر دی گئی ہیں اور یقین دلایا کہ ان ملازمین کو اس وقت تک تنخواہات ادا کی جایا کریں گی جب تک انہیں مکمل طور پر کھپایا نہیں جاتا ۔

اب مورخہ 27 جون 1973ء کو چٹھی نمبر AE 3-6 کے ذریعہ ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن ۔ ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز حکومت پنجاب نے دو ملازمان نصیر احمد ملک اور یقین الدین ملک کو اس بنا پر چارج شیٹ کیا ہے کہ ان کی تنخواہات کی عدم ادائیگی کے سلسلہ میں میں نے اسمبلی میں تحریک پیش کی تھی جس کا ذکر انہوں نے چارج شیٹ کے پیرا نمبر 1 اور statement

of allegations کے بھی پیرا نمبر I میں واضح طور پر کیا ہے جبکہ ممبران اسمبلی کے فرائض میں ہے کہ وہ صوبہ کے عوام اور ملازمین کے جائز حقوق کا تحفظ کریں اور ان کی نمائندگی کریں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر مذکور کی اس کارروائی سے اس ایوان اور میرے حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔

چٹھی نمبر AE 3-6/63 اور statement of allegations جن کا مجھے آج علم ہوا ہے کہ فوٹو سٹیٹ کاپی اور Assurances سٹینڈنگ کمیٹی کی کارروائی فوٹو سٹیٹ کاپی لف ہذا ہے۔

رانے صاحب۔ کیا انڈسٹریز کو آج کل آپ deal کر رہے ہیں؟

وزیر خزانہ۔ نہیں جناب۔ اس وقت جناب صادق حسین قریشی صاحب اسے deal کر رہے ہیں۔ جس خیال سے آپ نے فرمایا ہے وہ صرف Essential Commodities Board کی رعایت سے میرے پاس منصب ہے جس میں میں دخل دیتا ہوں۔

خاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میری یہ تحریک استحقاق بالکل واضح اور مفصل ہے کہ اس ایوان کے ہر ممبر کا یہ حق ہی نہیں بلکہ اس کا یہ فرض ہے کہ بحیثیت ایک نمائندہ کے وہ صوبہ پنجاب کے جملہ عوام، ملازمین اور ہر فرد جو اس صوبہ میں رہائش پذیر ہے کے جائز حقوق کا پورا تحفظ کرے اور اس کی نمائندگی کرے۔ اپنے اس فرض اور عوام کے اس حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے اخبارات میں شائع شدہ ایک خبر پڑھی جس کی تصدیق جناب وزیر نے بھی کر دی کہ واقعی درست ہے کہ دس ماہ سے کوالٹی کنٹرول کے سٹاف کو تنخواہیں نہیں دی گئیں۔ ایک چپڑاسی بیچارہ خودکشی کرکے مر گیا۔ تنگ حالی کی وجہ سے اور بد حالی کی وجہ سے۔ اس کے بعد جناب وزیر صاحب نے میری تحریک التوا کے جواب میں یقین دہانی کرائی کہ ہم دس دن کے اندر اندر ان کی تنخواہیں ادا کر دیں گے۔ اس پر میں نے اپنے موشن پر زور نہیں دیا۔ لیکن باوجود دس دن کی یقین دہانی کے پورے دو ماہ سے زائد عرصہ میں انہوں نے تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں۔ معاملہ Assurances کمیٹی کے سپرد ہوا اور وہاں پر ڈائریکٹر آف انڈسٹریز تشریف لائے اور انہوں نے تسلیم کیا کہ ہم نے دس ماہ کی اکٹھی تنخواہیں دی ہیں یعنی اس مشکل

سے دو روز پہلے انہیں ادا کر دی ہیں اور آئندہ وعدہ کرتے ہیں کہ ان کی ملازمت کا تحفظ کیا جائے گا جس کے بعد میں نے اپنی تحریک التوا واپس لے لی ۔ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک جائز قانونی حق کے بارے میں جس کا فیصلہ اس ایوان نے کیا اور جسے سارے ایوان نے جائز اور درست سمجھا اور اسے جائز سمجھتے ہوئے محکمہ نے اس کی تعمیل بھی کی ۔ اس کے باوجود ان ملازمین کو چارج شیٹ کیا گیا ہے ۔ پھر اس جون 1973ء میں ان کو لکھا گیا ہے کہ آپ نے directly یا indirectly حاجی محمد سیف اللہ خان ایم ۔ پی ۔ اے کو اپنی تنخواہوں کے سلسلے میں approach کیا ہے اس لیے آپ پر یہ جرم بھی عائد ہوتا ہے ۔ تو ان کی فرد جرم کا ایک بڑا حصہ یہ ہے کہ انہوں نے اسمبلی کے ممبر کے ذریعے یہ تحریک پیش کرائی ۔ تو میں نے اپنی تحریک میں پہلی چیز یہ واضح کر دی ہے کہ ان ملازمین میں سے مجھے کوئی نہیں ملا اور میں نے یہ تحریک اخبارات کی خبر پر پیش کی تھی ۔ آپ مجھے بتائیں کہ ایک آدمی جس کو دس ماہ تنخواہ نہ ملے اور پورے دس ماہ سے اس کی تنخواہ کو روکا جائے وہ اگر اپنی تنخواہ کی وصولی کے لیے ۔ اپنی مزدوری کی وصولی کے لیے اور اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے کوئی فریاد کرے تو وہ بھی اس کی چارج شیٹ کا حصہ بن جاتا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی جہاں تک انتظامی معاملات کا تعلق ہے گورنمنٹ جانے یا اس کی نوکر شاہی جانے ۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ۔ ہمیں اس ایوان کے وقار اور استحکام کا خیال ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آج کے بعد یہ ایوان قطعی طور پر اس چیز سے محروم ہو جائے کہ وہ نوکر شاہی کے کسی اقدام کو ۔ ان کے کسی فعل کو ۔ ان کے کسی عمل کو اس ہاؤس میں زیر بحث لا سکے اور اس کے بارے میں کوئی فیصلہ دے سکے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک واضح تحریک ہے ۔

Mr. Speaker. It is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. The report should come within seven days.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Thank you, Sir.

تحاریک التوائے کار

حکومت کی طرف سے پبلک سروس کمشن کے سفارش کردہ امیدواران پی ۔ سی ۔ ایس کی لسٹ کو نامنظور اور کالعدم قرار دیا جانا

سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجسٹریٹوں کے طور پر تقرر ہونے والے پی ۔ سی ۔ ایس امیدواروں کے وفد نے آج آکر بتایا ہے کہ مورخہ 25 جون 1973ء کو جناب ڈاکٹر غلام حسین صاحب مشیر گورنر پنجاب نے انہیں ایک ملاقات کے دوران فرمایا ہے کہ حکومت نے پبلک سروس کمشن کی سفارش کردہ یکصد امیدواران پی ۔ سی ۔ ایس کی تمام لسٹ کو نامنظور اور کالعدم قرار دے دیا ہے اور اب نئے سرے سے درخواستیں وصولہ کی جائیں گی ۔ اس اطلاع سے تمام امیدواران جو ایک عرصے سے اپنی پریکٹس بطور وکیل چھوڑ چکے ہیں اور عوام میں سخت مایوسی ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ کیونکہ سابقہ ادوار میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ پبلک سروس کمشن کی واضح سفارشات کو اس طرح بلا وجہ نظر انداز یا کالعدم قرار دیا گیا ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اسے pending کر دیں ۔

سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

ٹریفک پولیس کی طرف سے تحریک استقلال کے قائد ایئر مارشل اصغر خان کے استقبال کے لیے جانے والے کارکنوں کی بسوں کو روک دیا جانا

سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" 2 جولائی 73ء کی اطلاع کے مطابق مقامی ٹریفک پولیس نے تحریک استقلال کے قائد ایئر مارشل اصغر خان

کے استقبال کے لیے جانے والے کارکنوں کی بسوں کو راستے میں روک لیا۔ بسیں خالی کرا لیں اور ڈرائیوروں کو پریشان کیا۔ ٹریفک پولیس کی ایک بڑی تعداد پورے راستے اور ایر پورٹ کو گھیرے میں لے لیا تھا۔ پولیس کی زیادتی کی وجہ سے سینکڑوں کارکنوں کو پیدل چل کر ایر پورٹ پہنچنا پڑا۔ انتظامیہ کے اس جارحانہ اقدام سے عوام میں غم و غصہ اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

میاں صاحب اس میں کسی شہر کا ذکر نہیں ہے کہ کہاں جلسہ تھا؟

میاں خورشید انور ۔ جناب کو اصغر خان پسند نہیں؟ یہ تو ایک واقعہ ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو آپ کے سامنے آپ کی تحریک پڑھ دی ہے۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میاں خورشید انور صاحب کا عام قاعدہ ہے کہ وہ آدھی بات منہ سے کرتے ہیں اور آدھی بات دل میں رکھتے ہیں اس طریقے سے انھوں نے یہ تحریک دی ہے کوئی اس میں عجیب بات نہیں۔ بہر حال قصہ یہ ہے کہ ان کا خیال ہے کہ جب اصغر خان صاحب لاہور ایر پورٹ پر تشریف لائے تو پولیس نے ورکرز کی بعض بسیں جو ان کے استقبال کے لیے جا رہی تھیں روکیں۔ یہ بات اخبارات میں بھی آئی تھی جناب والا۔ اور اس کی ہم نے تحقیق کی ہے۔ یہ بالکل نا درست بات ہے۔ صرف ایک بس نمبر ایل۔ ای۔ جے 3100 بغیر روٹ پرمٹ کے چھاؤنی میں جا رہی تھی اس وجہ سے اس بس کو روکا گیا کیونکہ اس کے پاس لائسنس نہ تھا اور کسی بس کو نہیں روکا گیا اور تحقیق کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ بات بالکل نا درست ہے۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا۔ اس بس کو جس میں اصغر خان کا استقبال کرنے کے لیے لوگ گئے تھے، اس کو چیک کیا گیا، یا اور بسوں کو بھی چیک کیا گیا؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تو جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے اور وہ صرف ایک بس کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس میں "بسوں" کا جمع کا صیغہ ہے اس میں verb بھی جمع ہے۔ "ڈرائیوروں" کہا گیا ہے ایک ڈرائیور نہیں۔ اس لیے فاضل وزیر کے بیان کے بعد entertain نہیں کی جاتی۔

لاہور ملک پلانٹ سے دودھ کا خرد برد کیا جانا اور اس میں بدبو آنے کی شکایات

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جمہور" مورخہ 2 جولائی کی اطلاع کے مطابق لاہور ملک پلانٹ میں ہزاروں پونڈ دودھ روزانہ خرد برد کر لیا جاتا ہے جس سے لاہور شہر میں دودھ کی سپلائی کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے جو دودھ سپلائی کیا جاتا ہے اس میں بدبو آنے کی اکثر شکایات عوام کرتے ہیں۔ ملک پلانٹ کی ان بے ضابطگیوں سے جہاں حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچ رہا ہے وہاں عوام میں غم و غصہ اور بے چینی کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ اس میں ذرہ بھر بھی حقیقت نہیں کہ لاہور ملک پلانٹ کی طرف سے ہزاروں پاؤنڈ دودھ چوری یا خرد برد ہو رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ملک پلانٹ ہزاروں پاؤنڈ دودھ روزانہ بچا کر لاہور میں فروخت کر رہا ہے ۔ مئی 1973ء میں بارہ لاکھ تینتالیس ہزار ایک سو سولہ پاؤنڈ دودھ نہایت معقول دام پر فروخت کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزانہ اوسط فروخت 41 ہزار پاؤنڈ سے کم نہیں تھی ۔ اسی طرح سے جون 73ء میں 15 لاکھ 6 ہزار 826 پاؤنڈ دودھ لاہور میں فروخت ہوا جو روزانہ اوسط پچاس ہزار پونڈ ہے ۔ لاہور ملک پلانٹ آج تک مندرجہ ذیل اقسام کا دودھ مناسب اور لوزاں نرخوں پر فروخت کر رہا ہے ۔ بالائی سے بھرپور دودھ 55 پیسے فی پونڈ ، سٹینڈرڈائزڈ دودھ 45 پیسے فی پونڈ ، کم چکنائی والا دودھ تیس پیسے فی پونڈ ۔ جیسا کہ ماہ مئی اور جون کی فروخت سے ظاہر ہوتا ہے ، اچھے معیار اور معقول نرخوں کی وجہ سے دودھ کی فروخت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ۔ مزید برآں لاہور ملک پلانٹ کے معقول نرخوں کی وجہ سے شہر میں بھی دودھ کی قیمت اعتدال پر رہی ہے ۔ اسی وجہ سے لاہور میں دودھ کے ڈیلر قیمتیں بہت زیادہ بڑھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے ۔ روزانہ کی چالیس پچاس ہزار پاؤنڈ کی فروخت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دودھ کا پیمانہ مناسب

ہے ۔ ملک پلانٹ کے اندر اس معیار کو برقرار رکھنے کے لیے ہر مرحلے پر دودھ ٹیسٹ ہوتا رہتا ہے ۔ اس کام کے لیے تجربہ کار افسر اپنے چار اہل کاروں کے ساتھ معمور ہیں جو ہر مرحلے پر دودھ کا معیار برقرار رکھنے میں پوری طرح سے سرگرم عمل ہیں ۔ جو عملہ مصفیٰ دودھ کی بہم رسانی پر مامور ہے وہ بھی اپنے فن میں پوری طرح ماہر ہے اور مستعد ہے ۔ موجودہ بڑھتی ہوئی سیلز کے مطابق دودھ کے غیر معیاری ہونے کی ہمیں ابھی تک کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ یہ بات جناب والا ۔ درست نہیں کہ لاہور ملک پلانٹ کی وجہ سے حکومت لاکھ ہا روپے کا نقصان کر رہی ہے ۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ملک پلانٹ اب اپنی ضرورت کے مطابق دودھ پیدا کر رہا ہے اور پوری طرح نفع بخش ہے ۔ مئی 73ء میں 72 ہزار 5 سو 32 روپے کا منافع ہوا اور جون 73ء میں بھی اسی طرح کی توقع ہے ۔ یہ جناب والا ۔ وہ کوائف ہیں ملک پلانٹ کے متعلق ، جو میں نے پیش کر دیے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ! آپ کی تو اخباری اطلاع ہے اور وہ بیوکاری اطلاع دے رہے ہیں ۔

وزیر اطلاعات ۔ پھر بھی اگر یہ چاہیں تو میرے ساتھ چلیں میں ان کو جا کر باقاعدہ سارا انتظام دکھاتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں پریس نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوا پریس نہیں کی جا رہی ہے ۔

لائل پور میں مزدور لیڈر مسٹر اختر حسین کیانی کی ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ وفاق" یکم جولائی 1973ء کی اطلاع مطابق لائل پور کے ایک مشہور مزدور لیڈر جناب اختر حسین کیانی کو گزشتہ شب گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ۔ اس واقعہ سے عوام اور بالخصوص مزدوروں میں خوف و ہراس اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان۔ جناب والا۔ اس میں مقتول کے کوئی عزیز ملوث ہیں گورنمنٹ کا اس میں قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ اخبارات میں اس قسم کی خبریں چھپی ہیں اور معاملہ زیر تفتیش ہے۔

Mr. Speaker. I don't rely on the news paper.

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ یہ تحریک التواء بھی تو انہوں نے اخباری اطلاع پر دی ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ انسپکٹر جنرل پولیس کی رپورٹ کے مطابق مقدمہ نمبر 352 مورخہ 30 جون 1973ء زیر دفعہ 302 تعزیرات پاکستان پولیس تھانہ فیکٹری ایریا لائل پور میں درج کیا گیا اور اس میں محمد یوسف ولد محمد یعقوب کشمیری سکنہ پیپلز کالونی نمبر 2 کو مجرم پایا گیا اور اس سے ایک خون آلود تکیہ، ایک پستول 32 بور معہ ایک خالی اور 8 قابل استعمال گولیوں کے برآمد کر لیا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق سر اور کان کی درمیانی جگہ پر گولی کے زخم اور صدمے کی وجہ سے فوری طور پر موت واقع ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مقتول کے مجرم کی بیوی کے ساتھ ناجائز مراسم تھے۔ اس نے اپنی بیوی مسمات مقصوداں اور ملزم کی بہن کو بھی طلاق دے دی تھی۔ مقتول نے اپنے گھر میں محمد یوسف کی چھوٹی لڑکی پر مجرمانہ حملہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مسمات راحیلہ کے شور و غل کی وجہ سے مجرم محمد یوسف اس کمرے کی طرف بھاگ گیا جہاں کہ مقتول اس کی لڑکی پر مجرمانہ حملے کی کوشش کر رہا تھا اور اس نے اس پر گولی چلا دی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

جناب والا۔ یہ صورت حال ہے اب اس میں ٹھیک ہے ایک قتل تو ہوا ہے لیکن جن حالات میں وہ ہوا ہے۔ جن جذباتی حالات میں وہ ہوا ہے بہر حال پولیس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کی تفتیش کرے اور پولیس اس کے لیے مصروف تفتیش ہے اور اس سلسلے میں تفتیش جاری ہے پولیس کا کام انصاف کرنا ہے، انشاء اللہ انصاف کیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر۔ میاں صاحب اب کیا پوزیشن ہے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ میں اسے پریس نہیں کرتا۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister. The motion is not pressed.

لاہور چھاؤنی اور کارپوریشن کے علاقہ میں دفعہ 144 کے تحت جلسے جلوسوں پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 30 جون 1973ء کی اطلاع کے مطابق ضلعی انتظامیہ لاہور چھاؤنی اور کارپوریشن کے علاقے میں دفعہ 144 کے تحت جلسے جلوس نکالنے اور مظاہرے کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے ۔ جلسے جلوس عوام کا بنیادی اور جمہوری حق ہے ۔ لاہور کی ضلعی انتظامیہ کے اس اقدام سے لاہور کے شہریوں میں غم و غصہ اور بے اطمینانی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

Mr. Speaker. This is held in order. Those who want the leave to be granted, they may rise in their seats.....The count was taken.....It fells as it does not get the required number of votes. The leave is refused.

اس کے بعد باقی تحاریک التوائے کار میں نے ابھی پڑھی نہیں ہیں ۔ ان کو پھر لے لیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ایک تحریک التواء سب سے زیادہ اہم تھی وہ جناب نے چیمبر میں ہی kill کر دی ۔ حالانکہ جناب نے فیصلہ فرمایا تھا کہ چیمبر میں آپ اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب اس قسم کی کوئی بات نہیں تھی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ نے اپنے آرڈر میں فرمایا ہے کہ وہ صوبائی حکومت سے تعلق نہیں رکھتی اور صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں اس میں کیا کر سکتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ مرزائی جو ہیں وہ پنجاب کی پیداوار ہیں ۔ یہاں

سے چل کر وہ وہاں عرب میں پہنچ گئے ہیں اور وہاں فرقہ پیدا کر رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ پنجاب میں اگر ان کا سد باب ہو جائے تو کیا یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب نیشنل اسمبلی ایک زندہ تنظیم ہے وہاں پر یہ مسئلہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

میاں خورشید انور ۔ پنجاب میں ان کی movement چل رہی ہے۔ پنجاب میں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ پنجاب میں یہ تمام فتنہ پروری ہو رہی ہے اور یہاں سے چل کر وہ عرب میں پہنچ گئے ہیں۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور پنجاب ہی سے متعلق ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ میں اس کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا مگر پنجاب اسمبلی کا جو اختیار ہے اس کا بھی مجھے علم ہے ۔ میں آئین کی حدود و قیود کا پابند ہوں ۔ اس آئین کے تحت میں نے حلف اٹھایا ہوا ہے جس کے تحت یہ اسمبلی اس وقت کارروائی کر رہی ہے اور ہم سب اس کی سرگرمیوں اور کارروائیوں میں مصروف ہیں تو مجھے اس کا بھی احساس ہے۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ فتنہ پنجاب نے پیدا کیا ہے۔ پنجاب میں پیدا ہوا ہے ۔ اس لیے دوسرے صوبوں کی نسبت پنجاب کی زیادہ ذمہ داری ہے۔

مسئلہ استحقاق

چودھری محمد حیات گوندل اور چودھری منظور احمد ایم ۔ پی ۔ اے کی ہیلز ہاؤس کے کمرہ سے چوری

مسٹر سپیکر ۔ ایک تحریک استحقاق چوھدری محمد حیات گوندل صاحب کی طرف سے ہے ۔ جناب والا ۔ مورخہ 30 جون 1973ء کو بوجہ تعطیل گھر چلا گیا ۔ آج مورخہ 3 جولائی 1973ء کو جب میں واپس ہیلز ہاؤس میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ میرے کمرہ میں چوری ہو گئی ہے ۔ اور چور میرے کپڑے اور دیگر اشیاء اٹھا کر لے گئے ہیں ۔ چور دروازہ سے قفل اتار کر داخل ہوئے اور واپسی پر دوبارہ تالا لگا گئے ہیں ۔ میرے اور میرے ساتھی چوھدری منظور احمد کا سامان چوری ہو گیا ہے ۔ ہیلز ہاؤس میں آئے دن چوریاں ہوتی

ہیں جس سے میرا اور میرے ساتھی منظور احمد کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مسئلہ زیر بحث لایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو میں pending رکھ لیتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ جو چوکیدار ہم وہاں متعین کرتے ہیں اس سے چوکیداری کا کام تو لیا نہیں جاتا بلکہ ان سے ذاتی ملازموں کا کام لیا جاتا ہے اور چوکیدار وہاں چوکیداری نہیں کر سکتے۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ وہاں ہماری ہر چیز غیر محفوظ ہے اور روزانہ چوریاں ہوتی ہیں ۔ کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کا تدارک کیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی لیے میں نے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے کہ چوکیداروں کو اگر چوکیداری کا کام انجام دینے کے لیے موقع دیا جائے تو پھر تو ہم ان کی گرفت کر سکتے ہیں اور ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ بتاؤ بھئی یہ چوری کیسے ہوئی ۔ مگر ایسا کیا نہیں جاتا ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ ہم تو ان سے کوئی ذاتی کام نہیں لیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن میں وہاں ذاتی طور پر گیا ہوں اور میں نے چیک کیا ہے اس بات کو کہ چوکیدار ممبران کے ذاتی کاموں کے لیے باہر گئے ہوئے ہوتے ہیں ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ بہر حال اس کا کوئی مناسب انتظام ہونا چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں چند معروضات پیش کروں ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات بڑے وثوق اور بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ چوکیداروں سے ہم کوئی کام نہیں لیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب میں تین مرتبہ خود وہاں گیا ہوں اور میں بھی بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ چوکیداروں سے ذاتی کام لیا جاتا ہے ۔ میں نے خود اس بات کو چیک کیا ہے کہ چوکیدار اکثر باہر گئے ہوئے ہوتے ہیں کبھی سگریٹ لینے گئے ہوتے ہیں تو کبھی کسی کی روٹی لینے کے لیے گئے ہوتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ کا کہنا بجا ہے لیکن یہ معاملہ بڑا سنجیدہ ہے اور بڑی سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے ۔ اگر آپ یہ مناسب سمجھیں تو اس ہاؤس کی ایک چھوٹی سے کمیٹی چار پانچ آدمیوں کی بنا دیں جو جناب کی خدمت میں تجاویز پیش کرے ۔ اس میں کوئی شک نہیں جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ چوکیداروں سے بعض اوقات ذاتی کام بھی لیا جاتا ہے کہ سگریٹ کی ڈبی لے آؤ ۔ فلاں چیز لے آؤ ۔ لیکن عام طور پر میں پوری ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ چوکیداروں سے کام نہیں لیا جاتا ۔ اکثر و بیشتر کام نہیں لیا جاتا ۔ تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی کمیٹی بنا دیں یا ہاؤس کمیٹی کو ہی اختیار دے دیں جو پہلے ہی سے تشکیل شدہ ہے وہ اس سلسلے میں اپنی تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کرے ۔ واقعی چوری کے معاملات پیپلز ہاؤس میں نہایت سنگین ہو گئے ہیں اور اس کا تدارک ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ہاؤس کمیٹی کے آپ چیئرمین ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ میرا خیال ہے کہ چیئرمین کی معیاد ختم ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معیاد تو ختم نہیں ہوتی جب تک میں دوسری کمیٹی مقرر نہ کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان رولز کے مطابق جب تک نئی کمیٹی مقرر نہ کی جائے اس وقت تک پہلی کمیٹی ہی کام کرتی رہتی ہے ۔

I appoint a committee with Mr. Muhammad Hayat Gondal.

میاں خورشید انور ۔ مرزائیوں کے متعلق بھی ایک چھوٹی سی کمیٹی بنا دیں ۔ اتنا ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب یہ آپ کے سر پر کیوں سوار ہو گئے ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ آپ ہنس کے ٹال رہے ہیں وہ ہمارے لیے بہت بڑی لعنت ہیں ان سے کچھ نپٹنا چاہیے ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملازمین سے ہم کام لیتے ہیں ۔ ہر ریسٹ ہاؤس میں کھانے پکانے کا انتظام ہے وہاں برتن موجود ہیں اور کراکری بھی اس سے کم ہے لیکن پیپلز ہاؤس کی یہ حالت

ہے کہ چوکیداروں سے ہمیں یہ کام لینا پڑتا ہے کیونکہ وہاں کوئی اور قسم کا آدمی موجود نہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ اگر ہم کسی چپڑاسی سے کہہ دیں کہ سگرٹ لے آئے تو اس میں کوئی برائی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا مگر بعد میں چوکیدار سے آپ کیا پوچھ سکتے ہیں کہ چوری ہوئی ہے ۔ میں پانچ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کا اعلان اس ہاؤس میں کر رہا ہوں ۔ یہ کمیٹی ممبران کی سروسز کے سلسلے میں جو وہاں available ہیں اور جو وہاں پر حفاظت کا انتظام ہے ان کے متعلق میرے پاس اپنی تجاویز پیش کرے گی ۔ یہ کمیٹی ان پانچ ممبران پر مشتمل ہوگی ۔

1 ۔ چودھری محمد حیات گوندل

2 ۔ میاں خورشید انور

3 ۔ مسٹر رؤف طاہر

4 ۔ چودھری محمد یعقوب اعوان

5 ۔ سردار امجد حمید خان دستی

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ خواتین کو بھی اس میں شامل کیا جائے وہاں مستورات بھی رہتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو ممبران کا اس میں اور اضافہ کر لیں جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 ۔ سردار صغیر احمد ۔

2 ۔ رانا پھول محمد خان ۔

یہ کمیٹی اپنی پہلی میٹنگ میں اپنا چیئرمین منتخب کرے گی اور 7 دن کے اندر اندر اپنی رپورٹ پیش کرے گی ۔ سردار صغیر احمد اس کمیٹی کے کنوینر ہوں گے ۔

رانا اقبال احمد خان ۔ جناب والا ۔ مجھے بھی ایک عرض کرنی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جو ممبران کمرے occupy کر لیتے ہیں اس کے بعد وہ خالی نہیں کرتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بھی کمیٹی رپورٹ کرے گی ۔

رانا اقبال احمد خان ۔ جناب والا ۔ یہ کسی ممبر کا استحقاق نہیں ہے کہ وہی ایک کمرے میں گھسا رہے اور باقی باہر بیٹھے رہیں ۔ جب اجلاس ہوتا ہے تو ہمیں اسمبلی کمرے occupy کریں ۔ اس کے بعد انہیں چھوڑ دینا چاہیے یہ بالکل صریحاً زیادتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بھی اس کی terms of reference ہوگا ۔

رانا اقبال احمد خان ۔ جناب والا ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب کوئی ممبر تالا لگا لیتا ہے تو اس کا ہمیشہ کے لیے تالا لگا رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سلسلہ میں کمیٹی کی رپورٹ آ چکی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس کمیٹی میں ایک ایسا معزز ممبر بھی شامل کیا جائے جو مقامی چوروں سے واقف ہو تاکہ کام میں آسانی رہے ۔

مسٹر محمد حنیف رامو ۔ رانا پھول محمد خان صاحب اس لیے کمیٹی میں شامل کیے گئے ہیں ۔ (قہقہہ)

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

مسٹر سپیکر ۔ ایک وزیر دی ویسٹ پاکستان پریوینشن آف گیمبلنگ (پنجاب ایمنڈمنٹ) آرڈیننس 1973ء پیش کریں گے ۔

ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) انسداد قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) انسداد قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء جو گورنر پنجاب نے 14 مئی 1973ء کو نافذ کیا تھا ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہنگامی قانون (ترمیم پنجاب) انسداد قمار بازی مغربی پاکستان مجریہ 1973ء جو گورنر پنجاب نے 14 مئی 1973ء کو نافذ کیا تھا ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرکزی فلم سنسر بورڈ لاہور شاخ میں خدمات سرانجام

دینے کے لیے پانچ ارکان صوبائی اسمبلی کے انتخابات کے بارے میں ایک وزیر تحریک پیش کریں گے۔

وزیر اطلاعات۔ جناب سپیکر۔ اس کو دو دن کے لیے defer کر دیا جائے یعنی پرسوں تک۔

Mr. Speaker. It is deferred for two days on the request of the hon'ble Minister.

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 55 مصدرہ 1973ء)

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned standing committee. Report to come within 3 days.

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ نماز مغرب کے لیے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے فاضل وزیر قانون نے کہا ہے کہ اس کے بعد ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

اب ایوان کی کارروائی 5 جولائی 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 5 جولائی 1973ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعرات ۔ 5 جولائی 1973ء

(پنجشنبہ 4 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔



وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

پ ۱۳ ——— س ۱۴ ——— ع ۱۳ و ۱۴ ——— آیات ۶ تا ۸

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ نے تم پر جو مہربانیاں کی ہیں ان کو یاد کرو جبکہ تم کو فرعون کی قوم کے ہاتھ سے خلاصی دی۔ وہ لوگ تمہیں بڑے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی اور جب تمہارے پروردگار نے تم کو آگاہ کیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں بہت زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اور موسیٰؑ نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تم اور جتنے اور لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کریں تو اللہ اس سے بے نیاز اور قابل حمد و ستائش ہے۔

○

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Mr. Speaker Sir, I have request to make. Sir, today is a fine day, after a long long time. We request you to declare a holiday today and that will enable the majority party to celebrate its victory and entertain the new Senators.

مسٹر سپیکر ۔ میری پارلیمانی زندگی کی عمر اتنی طویل نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ Fine day سکولوں سے لے کر اسمبلیوں تک declare ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر اس طرح کرتے ہیں کہ جو کام ہم عام طور پر پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے میں کرتے ہیں ۔ آج کوشش کر کے دو اڑھائی گھنٹے میں کر لیتے ہیں ۔ انٹرول کے ساتھ ہی ہاؤس ملتوی ہو جائے گا ۔ عام طور پر سکولوں میں انٹرول کے ساتھ چھٹی ہوتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ..... کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ..... گھنٹی بجائی گئی .... کورم پورا ہو گیا ہے ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں ریٹائرڈ صوبائی ملازمین کی پنشن کی ادائیگی کے سلسلے میں فیصلہ طلب درخواستیں

*3279 ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آج کل دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں کتنے ریٹائرڈ صوبائی ملازمین کی درخواستیں پنشن کی ادائیگی کے سلسلے میں فیصلہ طلب ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا درخواستوں میں ایسی کتنی ہیں جو چھ ماہ سے زائد عرصہ سے فیصلہ طلب اور دفتری چکر میں ہیں ۔ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق کس محکمہ کے ریٹائرڈ ملازمین سے ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) 30 اپریل 1973ء کو اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں پنشن کی ادائیگی کے متعلق کل 2192 ایسی درخواستیں تھیں جن پر آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔ ان میں سے 702 درخواستوں پر قابل منظوری کے تصدیق نامے متعلقہ انتظامی محکموں کو جاری کئے جا چکے ہیں ۔ ان محکموں سے احکام موصول ہونے پر اکاؤنٹنٹ جنرل پنشن کی ادائیگی کے احکام جاری کرے گا ۔ باقی 1490 درخواستیں ایسی تھیں جن پر متعلقہ محکموں نے ضابطے کی کارروائی مکمل نہیں کی ہوئی تھی ۔ اس لئے یہ درخواستیں ان محکموں کو کارروائی مکمل کرنے کے لئے واپس کی گئی ہیں ۔

(ب) 1263 ۔ ان میں سے زیادہ تر کا تعلق محکمہ تعلیم کے ملازمین سے ہے ۔

اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر میں پنشن کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے رحلت کر جانے والے ملازمین کی تعداد

3280* ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ایسا کوئی ریکارڈ ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ کوئی ریٹائرڈ صوبائی ملازم پنشن وغیرہ کی درخواستوں کے آخری فیصلہ یا حکم کے انتظار میں وفات پا گیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یکم جنوری 1972ء سے آج تک کتنے ایسے ریٹائرڈ ملازمین وفات پا چکے ہیں ۔

(ج) آیا ان کی درخواستوں کے فیصلہ کی آخری تاخیر میں ملوث اعلکاران یا افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اور اس کارروائی میں ان کو کیا سزا دی گئی ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی نہیں ۔

(ب) دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل میں ایسا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

ترقیاتی سکیموں کے لئے عوام سے بلا سود قرضہ حاصل کرنا

*3284 ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے متعدد افراد بنکوں میں جمع شدہ سرمایہ صوبہ کی ترقیاتی سکیموں کے لئے بطور قرضہ بلا سود دینے کو تیار ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام سے ترقیاتی سکیموں کے لئے بلا سود قرضہ حاصل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ، اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) صوبائی محکمہ خزانہ کو کوئی ایسی پیش کش موصول نہیں ہوئی ہے ۔

(ب) صوبائی حکومت ہر سال اپنے ترقیاتی اخراجات میں جزوی سرمایہ کاری کی غرض سے سرکاری قرضہ جات جاری کرتی ہے یہ سرمایہ کار کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اپنی رقم سرمایہ کاری پر سود سے دست بردار ہو جائے ۔

موٹر بسوں کی رجسٹریشن

*3305 ۔ شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) مندرجہ ذیل موٹر بسیں ۔

(اول) کب رجسٹر ہوئیں ، ان کے ماڈل اور ساخت کیا ہیں ۔

L E J 4680	(1)
L E J 4780	(2)

L E J 2707	(3)
L E J 2807	(4)
L E J 759	(5)
L E J 750	(6)
S G 6788	(7)

(دوم) مذکورہ بسوں کی رجسٹریشن اور پہلی پاسنگ پر فارم ایف کس ڈیلر نے جاری کئے اور کس سال چیسز مذکور اسمبل ہوئیں۔

(سوم) فارم ایف جاری کرنے والے ڈیلر نے متذکرہ بسوں کے چیسز مینوفیکچرر امپورٹر یا اسمبلر سے کب وصول کئے اور رجسٹرڈ مالکان کو کب ڈیلوری دی گئی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کیو ڈاج چیسز (chasis) گزشتہ کئی سالوں سے درآمد نہیں ہوئیں لیکن صوبہ پنجاب میں اس ساخت کی بسیں اور ٹرک 1972ء کے آخر تک رجسٹر ہوتی رہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بیڈ فورڈ J 6 کے علاوہ اور کوئی ٹائپ بیڈ فورڈ چیسز (chasis) نہ درآمد ہو رہی ہے اور نہ ہی اسمبل ہو رہی ہے لیکن ٹرانسپورٹر بوائے فریم اور انجن وغیرہ کباڑیوں سے خرید کر چیسز (chasis) بنا کر S B-5 ٹائپ کی بسیں رجسٹر کرا رہے ہیں۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے اقدامات روکنے کے لئے کیا تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف)

بس نمبر	اول: تاریخ رجسٹریشن	اول: ماڈل و ساخت	دوم: رجسٹریشن و نیلی پاسنگ پرفارم (ایف) جاری کرنے والے ڈیلر کا نام	دوم: چیسز اسمبل ہونے کا سال	سوم: تاریخ وطولی چیسز ازاں مینوفیکچرر امپورٹر یا اسمبلر	سوم: تاریخ ڈیلوری
ایل ای ہے 4680	5-2-73	بیڈفورڈ 1972	میسرز طارق موٹرز لمیٹڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	1972ء	اس سے محکمہ امپورٹ و ایکسپورٹ کا تعلق ہے ۔ لہذا محکمہ آبکاری و محصولات مطلوبہ کوائف دینے سے قاصر ہے ۔	19-11-73
ایل ڈی ہے 4780	5-2-73	ایضاً	ایضاً	1972ء	ایضاً	19-11-72

	اول		دوم		سوم	
بس نمبر	تاریخ رجسٹریشن	ماڈل و ساخت	رجسٹریشن و پہلی پلیٹنگ پرفارم (ایف) ہونے کا سال جاری کرنے والے	چیسز اسمبل ازاں	تاریخ وصولی چیسز ڈیلوری امپورٹر یا اسمبلر	تاریخ
ایل ای ہے 2707	3-6-72	ایضاً	حمید آٹو موبائل ٹمبر مارکیٹ لائلپور	1972ء	ایضاً	25-4-72
ایل ڈی ایچ 2807	8-1-72	ایضاً	قادر موٹرز راولپنڈی	1972ء	ایضاً	16-11-71
ایل ای ہے 759 گاڑی ھذا موٹر سائیکل سوزوکی ہے اس لئے کوائف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔						
ایل ای ہے 750	3-4-72	بیڈ فورڈ 1972ء	عظمت موٹرز لمیٹڈ کراچی	1972ء	ایضاً	19-2-72
ایس جی 6788 گاڑی ھذا موٹر سائیکل یاماھا ہے اس لئے کوائف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔						

(ب) مذکورہ گاڑیوں کے چیسز کی در آمد کا تعلق محکمہ امپورٹ و ایکسپورٹ سے ہے ۔ محکمہ آبکاری و محصولات کا ان سے کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ساخت کی بسیں اور ٹرک 1972ء کے آخیر تک رجسٹر ہوتی رہی ہیں ۔

(ج) چونکہ گاڑیوں کے چیسز کی در آمد و اسمبلی سے محکمہ آبکاری و محصولات کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس لئے سوال کے بیان کردہ پوزیشن کی نسبت حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے ۔ محکمہ کے لاہور کے دفتر میں ایس ۔ بی ۔ ۵ قسم کا بس و ٹرک رجسٹر نہیں ہوا ۔ لیکن کباڑیوں سے خرید کردہ پرانے چیسز کے اس طرح رجسٹر ہونے کا امکان ہو سکتا ہے ۔ صوبہ کے دیگر دفتروں سے استفسار کی جا رہی ہے ۔ فاضل ایم ۔ پی ۔ اے صاحب کو کوئی ایسی اطلاع ہو جس کی نسبت کارروائی درکار ہو تو وہ فرما دیں ۔ تعمیل ہوگی ۔

(د) چونکہ کافی حد تک مطلوبہ کوائف کا تعلق امپورٹ و ایکسپورٹ سے ہے ۔ اس لئے محکمہ آبکاری و محصولات سوال کے سارے اجزا کا حتمی طور پر مثبت و منفی جواب دینے اور اقدامات کی تجاویز بیان کرنے سے قاصر ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا آنریبل وزیر خزانہ یہ فرمائیں گے کہ ان کے نوٹس میں یہ امر ہے کہ پہلی دو گاڑیاں نمبر 4680 اور 4780 پرانی چیسز پرانے انجن اور علیحدہ علیحدہ پارٹس لے کر assemble کی گئی ہیں اور ان کو نئی گاڑیوں کے طور پر رجسٹر کیا گیا ہے ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جناب والا ۔ میں نے تسلیم کیا ہے کہ ایسا ممکن ہے اور ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں گاڑیاں اس طرح سے assemble کی گئی ہیں ۔ جب پرزے الگ منگوانے کی اجازت ہے یا جب کباڑیوں سے پرانے پرزے مل جاتے ہیں تو بعض پرانی گاڑیوں میں پرانے پرزے ڈال کر ان کو assemble کیا جا سکتا ہے تو ان کو رجسٹر بھی کیا جا سکتا ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا آنریبل وزیر خزانہ یہ فرمائیں گے کہ اس طرح کی ایک assemble شدہ گاڑی جس میں کچھ نئے اور پرانے پرزے ہوں وہ حادثات کا زیادہ شکار ہوتی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جناب والا ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کوئی لازمی بات نہیں ہے ۔ گاڑیاں جو بھی ہوتی ہیں ان میں پرزے بدلے جاتے رہتے ہیں ۔ پرانے پرزے جس وقت بدل دیئے جائیں تو لازماً حادثات کا زیادہ شکار ہوں گی یہ ضروری بات نہیں ہے ۔ اس کے لئے مناسب چیکنگ کا انتظام ہوتا ہے جو اس سے مطمئن ہوتے ہیں کہ یہ گاڑی ٹھیک چل رہی ہے ۔ اس صورت میں یہ کوئی لازمی بات نہیں ہے کہ حادثات زیادہ ہوں ۔ خود ہمارے ٹرانسپورٹ بورڈ نے یہ کیا ہے کہ ان کے پاس بہت سی گاڑیاں تھیں ہم نے ان تمام گاڑیوں کے صحیح پرزے لے کر چند گاڑیوں کو درست کر کے on road کر دیا ہے ۔ یہ تو ایک نارمل routine کی بات ہے ۔ کوئی اگر پرزہ خراب ہو جائے اور باہر سے پرزہ لے کر اس میں تبدیل کر دیا جائے تو اس بنا پر کسی گاڑی کو روکا تو نہیں جا سکتا کہ تم نے پرزہ بدل لیا ہے اس لئے وہ حادثے کا شکار ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

السلام علیکم ۔ میں 3 جولائی کو اسمبلی کی کارروائی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عنایت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 29 جون 1973ء کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا لہذا اس دن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ صفدر علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ صفدر علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend session on 28th and 29th of the last month due to illness. I may kindly be granted leave for these two days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

ایس ۔ پی بہاول پور کے ایما پر ڈیوٹی آفیسر اور ایس ایچ او تھانہ چشتیاں کی طرف سے حافظ علی اسداللہ ایم ۔ پی ۔ اے پر حملہ سے متعلق غنڈوں کو فوقیت دینا

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واضح اور متعین واقعہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی میں پیش کرتا ہوں جو

کہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 1973-7-31 کو چک نمبر 6 گجیانی تحصیل چشتیاں میں میاں محمد افضل وٹو وزیر محنت کے حاصل کردہ غنڈوں نے (جن کا پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق نہ تھا) ہم پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے فائرنگ کی جس کی اطلاع واپسی پر 8 بجے شام میں نے میاں منظور احمد موہل ایم ۔ پی ۔ اے ۔ سید امداد حسین شاہ صاحب پی پی پی تحصیل چشتیاں کے ہمراہ تھانہ چشتیاں میں دی ۔ اس فائرنگ سے ایک مرد اور ایک عورت بھی زخمی ہوئے تھے ۔ اس وقت تھانہ میں متعین فیض احمد ڈیوٹی افسر موجود تھا جسے اندراج واقعہ کے لئے کہا گیا اس نے کافی لیت و لعل کی اور کہا کہ میں انچارج تھانہ کے حکم کے بغیر مقدمہ درج رجسٹر نہیں کروں گا ۔ آپ ایم ۔ پی ۔ اے میرے لئے کوئی شے نہیں ہیں ۔ حالانکہ قانون کے مطابق ایسے ہر شخص کی رپورٹ فوری طور پر درج کرنی چاہئے ۔ پھر وہ اپنے انسپکٹر پولیس کو ملا ۔ واپسی پر بادل نخواستہ رپورٹ اندراج کی ۔ اسی دوران جائے وقوعہ سے امان اللہ خان ایس ۔ ایچ ۔ او چشتیاں واپس آئے جنہوں نے بتایا کہ مجھے وہاں پر کوئی شخص نہیں ملا اور نہ ہی میں نے ابھی کوئی کارروائی کی ہے ۔ حملہ آور غنڈوں کی طرف سے ابھی تک کوئی اطلاع پولیس نے اس وقت تک درج نہ کی تھی ۔ ایس ۔ ایچ ۔ او صاحب ایس ۔ پی بہاولنگر کو فون کرتے رہے لیکن وہ مبینہ طور پر اس روز منچن آباد تھے بالآخر وہ خود منچن آباد روانہ ہو گئے تاکہ ایس ۔ پی بہاولنگر سے ہدایت حاصل کی جائے ۔ رپورٹ کی نقل سید امداد حسین شاہ کو رات کو دی گئی اور ایف ۔ آئی ۔ آر کی نقل اگلی صبح کو دی گئی ۔ دوسری صبح بندہ تھانہ گیا تو ایس ۔ ایچ ۔ او نے بتایا کہ ابھی حملہ آور غنڈے نہیں مل رہے ۔ وہ فرار ہو گئے ہیں ۔ اسی دوران تھانہ چشتیاں میں افسران بالا کے فون آتے رہے ۔ اسی روز افضل وٹو نے کمشنر بہاولپور ڈی ۔ آئی ۔ جی بہاولپور ڈی ۔ سی بہاولنگر کو فون پر ہدایات دیں کہ ایم ۔ پی ۔ ایز کے خلاف حملہ آور غنڈوں کے بعد مقدمہ درج کرو ۔ میں لاہور آ گیا تو مجھے بذریعہ فون سید امداد حسین شاہ نے بتایا کہ پولیس نے ہمارے پرچہ سے قبل ہم پر حملہ آور غنڈوں کا پرچہ درج کیا ہے ۔ ان کا پرچہ ساڑھے چھ بجے شام درج ہونا بتایا جاتا ہے ۔ جو کہ سراسر جعلسازی کی گئی ہے ۔ فرض احمد ڈی ۔ او کے رویہ سے اور ایس ۔ ایچ ۔ او امان اللہ خان کی اس فرض کاری سے جو اس نے ایس ۔ پی

بہاولنگر کے حکم پر کی ہے جس سے میرے حقوق پامال کئے گئے ہیں ۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس اسمبلی کے جملہ معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا فیض احمد ڈی ۔ او امان اللہ خان سب انسپکٹر اور ایس ۔ ہی بہاولنگر کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں تجویز کروں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

Mr. Speaker. It is refefred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. The report to come within a fortnight.

کیونکہ اس میں تین آدمیوں کے متعلق انہوں نے ایکشن لینے کے لئے کہا ہے جن کو بلانا پڑے گا اور ان کے بیانات لینے پڑیں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ پر اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام ممبر صوبائی اسمبلی پیپلز ورکس کونسلوں کے ex-officio ممبر ہیں . . . . .

مسٹر سپیکر ۔ تمام تو نہیں ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ تمام ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مثلاً میں نہیں ہوں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ آپ سپیکر ہیں ۔ آپ جو تنخواہ لیتے ہیں وہ سپیکر کی لیتے ہیں ایم ۔ پی ۔ اے کی نہیں لیتے ۔ جناب والا ۔ اس دفعہ میں مظفرگڑھ گیا تو مجھے پتہ چلا کہ پیپلز ورکس کی میٹنگ 7 تاریخ کو ہو چکی ہے اور دوسری میٹنگ اسی مہینے کی 7 جولائی کو ہونی ہے ۔ یہ دونوں بہت اہم میٹنگز تھیں ۔ اس میں بجٹ پیش ہونا تھا ۔ تمام ترقیاتی سکیمیں ایک سال کے لئے پیش ہوتی تھیں ۔ ان کو اچھی طرح پتا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ممبر صاحبان اور مرکزی اسمبلی کے ممبر صاحبان اس کے ممبر ہوتے ہیں ۔ یہ دونوں اسمبلیاں in session ہیں اور ممبر صاحبان وہاں مصروف ہیں ۔ یہ بہت اچھا ہوتا کہ اگر وہ ہمارے لئے کوئی ایسا دن مقرر کرتے جس میں ہم آسانی سے حاضر ہو سکتے یا اتوار کا روز ہوتا جیسے جناب ممتاز احمد کاھلوں صاحب کرتے ہیں ۔ جناب

محمد افضل وٹو صاحب بھی ایسا دن مقرر کرتے ہیں جن میں ممبر صاحبان آسانی سے حصہ لے سکتے ہیں ۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ نہ ہی ہمیں کوئی ایجنڈا بھیجا ہے حالانکہ انہیں ہمارے address کا پتا تھا کہ ہم یہاں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے تحریک تحریری طور پر دیں ۔ میں اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دوں گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ پیپلز ورکس کونسلوں کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایجنڈا وغیرہ نہیں بھیجا جا رہا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ اعتراض ڈسٹرکٹ level پر کیا جائے اور وہاں پر یہ مسئلہ زیر بحث آئے ۔

میاں مصطفےٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ وہاں ہم کیسے اعتراض کریں میٹنگ تو وہاں ہو جاتی ہے اور ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ۔ آپ ہی کوئی طریقہ بتا دیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ آپ اپنی طرف سے بحیثیت سپیکر ان کو لکھ سکتے ہیں ۔ میں خود بھی ان کو کہوں گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ دوسری میٹنگ 7 تاریخ کو وہ پھر کر رہے ہیں جب ہم یہاں مصروف ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ بھی کر سکتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جو 7 تاریخ کو اجلاس ہو رہا ہے میں ان سے رابطہ قائم کروں گا اور دیکھوں گا لیکن یہ ان کا استحقاق نہیں بنتا ہے ۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو کچھ ہمیں کرنا چاہئے میں کروں گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ یہ استحقاق کیسے نہیں بنتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ استحقاق بنتا ہے ۔ گزارش ہے کہ آپ نے بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی ہم کو ڈسٹرکٹ کونسل کا ex-officio ممبر بنایا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس لئے وہ اس حیثیت سے اب ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ نے ممبر صوبائی اسمبلی کی حیثیت سے

ان کو ممبر بنایا ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ میں عرض کرتا ہوں بحیثیت ممبر ڈسٹرکٹ کونسل جو ان کا حق مجروح ہوتا ہے اس کے متعلق وہاں اعتراض اٹھانا چاہئے۔ یہ حق ان کا ڈسٹرکٹ کونسل کے اندر بنتا ہے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ یہ حق ممبر صوبائی اسمبلی مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان کو بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر نامزد کیا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ پرولیج کمیٹی یہ بھی دیکھ سکتی ہے کہ بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی استحقاق بھی مجروح ہوا ہے یا نہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ ٹھیک ہے دیکھ لے۔

مسٹر سپیکر۔ میاں صاحب آپ مجھے لکھ کر دے دیں۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ ایک میٹنگ جو اس مہینے کی 7 تاریخ یعنی پرسوں ہونے والی ہے کے متعلق تو کارروائی ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر۔ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وزیر اعلیٰ صاحب کی یقین دہانی پر انحصار کر لیں اور پھر وہ اس پرولیج موشن کو پریس نہ کریں۔ پھر اگر یہ پرولیج موشن آپ کی آ رہی ہے تو میں اس کو پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دوں گا۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ اگر جناب یہ فرما دیں کہ 7 تاریخ کی میٹنگ ملتوی ہو جائے گی تو پھر میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

وزیر اعلیٰ۔ میں انشا اللہ کل عرض کر دوں گا۔

میاں مصطفیٰ ظفر۔ پھر جناب والا میرا حق ابھی باقی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ آپ مجھ سے مل لیں میں انشا اللہ کوشش کروں گا۔

تحاریک التوائے کار

ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلوں کا روک دیا جانا

مسٹر سپیکر۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 2 جولائی 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلے روک رکھے ہیں اور اس وقت ساڑھے نو سو طلبا جو داخلے کے خواہشمند ہیں اور جن میں کثیر تعداد دوسرے شہروں سے تعلق رکھتی ہے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے ادارہ کے چکر لگا رہے ہیں اور اپنے قیمتی وقت کے علاوہ سرمایہ بھی ضائع کر رہے ہیں جبکہ یونیورسٹی کے دوسرے شعبوں اور کالجوں میں داخلے مکمل ہو چکے ہیں مگر صرف اس ادارہ کا داخلہ حکومت نے بلا جواز اور بغیر کسی وجہ کے روک رکھا ہے جس سے طلبا اور عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

فاضل وزیر تعلیم تو موجود نہیں ہیں۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ سوموار تک رپورٹ پیش کر دیں گے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوموار کو رکھ لیتے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا پہلے کی پڑی ہوئی ہے اگر وہ dispose of ہو جائے تو مناسب ہوگا۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے اگر میں نہ ہوں تو میری پارٹی موجود ہے ان میں سے کوئی جواب دے سکتا ہے ۔ میرا انتظار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ میری پارٹی کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کچھ پہلے کی commitments ہوتی ہیں یا کچھ ایوان میں دی جانے والی یقین دہانیاں بھی ہوتی ہیں۔

وزیر اعلیٰ ۔ جیسے جناب کا حکم ہو۔

صوبہ میں بناسپتی گھی کی پابندی

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت

طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم جولائی 1973ء کو جملہ اخبارات میں شائع شدہ اطلاع کے مطابق صوبہ میں بناسپتی گھی بالکل نایاب ہو گیا ہے اور عوام کو کسی بھی قیمت پر دستیاب نہیں ہو رہا جس سے عوام میں سخت اضطراب۔ بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

اسی مضمون کی تحریک التوا نمبر 92 میاں خورشید انور کی ہے۔

وزیر اعلیٰ۔ اس سے پہلے کہ میاں صاحب بیان فرمائیں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میاں خورشید انور۔ کیا آپ وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ گرانی کے تمام پہلوؤں پر بحث کرنے کے لئے ایک دن مقرر کر لیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ بہت اچھا۔

مخدوم حمید الدین۔ بالکل ٹھیک ہے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ بحث سے کیا حاصل ہو گا۔ بناسپتی گھی کی جو قلت اور دشواری ہے اس پر غور کریں۔

وزیر اعلیٰ۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں حکومت سوچ و بچار کر رہی ہے۔ اور ازالہ بھی تمام چیزیں زیر غور آئیں گی۔

لاہور میں ڈبو ہولڈروں کی طرف سے راشن کارڈ ہولڈروں سے ریڈ کراس ریفل ٹکٹ خریدنے کے لئے ایک روپیہ کی جبراً وصولی

مسٹر سپیکر۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ''روزنامہ مشرق،، 3 جولائی 1973ء کی اطلاع کے مطابق لاہور میں ڈبو ہولڈروں نے چینی اور آٹا لینے والے راشن کارڈ ہولڈروں سے ریڈ کراس ریفل ٹکٹ لینے کے لئے ایک روپیہ جبراً وصول کرنا شروع کر دیا ہے اور جن لوگوں کے پاس ٹکٹ

خریدنے کے لئے روپیہ نہیں ہوتا انہیں راشن دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اس بناء پر متعدد افراد جن میں خواتین بھی شامل تھیں شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے متعدد واقعات سے شہریوں میں سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ میں نے تحقیق کی ہے اور پتہ چلا ہے کہ ریڈ کراس کا ادارہ مختلف ایجنسیوں سے درخواست کرتا ہے کہ ان کے ساتھ ریفل ٹکٹ بیچنے میں تعاون کیا جائے۔ اس میں ڈی۔ سی کمشنرز اور دوسرے دفاعی ادارے سب شامل ہوتے ہیں۔ حکومت کے بعض محکمے اپنی طرف سے پیش کش کرتے ہیں کہ ہم رضاکارانہ طور پر اس کی فروختگی میں آپ کی امداد کریں گے۔ سکول اس میں مدد کرتے ہیں نرسیں اس میں مدد کرتی ہیں، تو جناب والا یہ خوراک کے محکمہ نے بھی پیش کش کی تھی کہ ہم کچھ آپ کے ٹکٹ بیچ دیں گے لیکن اس میں مجبوری کا پہلو نہیں ہے یہ رضاکارانہ طور پر ایسا کیا جانا مقصود ہے اور اگر کہیں ایسا ہوا ہے تو ہم حکومت کی طرف سے اس پر مناسب کارروائی کریں گے۔ کیونکہ اس کا کوئی جواز نہیں ہے کہ لوگوں کو مجبور کیا جائے اگر کسی نے مجبور کیا ہے تو وہ محکمہ خوراک نے نہیں کیا بلکہ ہو سکتا ہے کہ راشن ڈپو والوں نے یہ خود کیا ہو کیونکہ اس میں ایک پہلو ایسا ضروری ہے جس سے اس کی گنجائش نکل آتی ہے۔ جس پر جناب والا ہم غور کر رہے ہیں وہ پہلو یہ ہے کہ 10 ٹکٹوں کی ایک کاپی جو کسی کو بیچنے کے لئے دی جاتی ہے اس میں ان کو یہ رعایت دی جاتی ہے کہ اگر وہ 10 ٹکٹ بیچ دیں تو ایک ٹکٹ ان کو خود مل جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایک طرح سے ٹکٹ بیچنے والوں کو 10 فیصدی رعایت ہو جاتی ہے تو اس وجہ سے ہو سکتا ہے کہ راشن ڈپو والے اس خیال سے کہ ایک ٹکٹ ان کو ایک روپیہ کا مفت مل جائے گا اگر وہ 10 ٹکٹوں والی کاپی بیچیں تو کسی نے کسی جگہ کسی کو مجبور کیا ہوگا مگر اگر ایسا کیا ہے تو جناب والا اس کو مناسب سزا دی جائے گی۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک راشن ڈپوؤں کے ذریعے دھاندلیاں کر رہا ہے۔ اگر آپ ان کو واضح ہدایت

فرما دیں کہ وہ یہ حرکت بند کر دیں تو یہ مناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ مناسب کارروائی کریں گے اگر کسی نے یہ کیا ہے ۔ انہوں نے بلکہ آپ کی تائید کی ہے آپ نے توجہ نہیں کی ۔ تو میرا خیال ہے کہ ان کے اس بیان اور یقین دھانی کے پیش نظر آپ اپنی تحریک کو مزید پریس نہیں کریں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں تو پریس کرتا ہوں ۔ کہیں انہوں نے یقین دھانی نہیں کرائی کہ وہ اس چیز کو بند کرائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی یقین دھانی بڑی واضح ہے انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ کارروائی کریں گے جس نے ایسا کیا ہے ۔ اور اس کے لئے انہوں نے reason دیا ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے نفع کے لئے ایسا کیا ہوگا ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر وہ ایکشن لیں گے تو پھر ٹھیک ہے ۔

تحصیل ڈیرہ غازی خان اور جام پور کے سیلاب زدہ عوام کے لئے سرکاری امداد کا انتظام نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''نوائے وقت،، 2 جولائی 1973ء کی اطلاع کے مطابق دریائے سندھ کی طغیانی سے تحصیل ڈیرہ غازی خان اور تحصیل جام پور کا ایک بڑا حصہ سیلاب کی لپیٹ میں آ گیا ہے ۔ اس صورت حال میں مقامی آبادی کی پریشانی ایک فطری عمل ہے ۔ متاثرہ مواضعات کے لوگ اپنے طور پر نقل مکانی کر رہے ہیں لیکن سرکاری طور ان کی امداد کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ حکومت پنجاب کو اس لا پرواہی سے ڈیرہ غازی خان اور جام پور کے عوام میں سخت اضطراب بے چینی غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر اوقاف و نوآبادیات ۔ یہ ڈاکٹر عبد الخالق صاحب کا محکمہ ہے اگر آپ اسے کل پر رکھ لیں تو ضروری معلومات فراہم کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو سوموار کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

چیچہ وطنی میں پرائمری سکول برانچ نمبر 2 کی عمارت پر ایک با اثر شخصیت کا قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت،، مورخہ 3 جولائی کی اطلاع کے مطابق چیچہ وطنی میں ایک با اثر شخصیت نے پرائمری سکول برانچ نمبر 2 کی عمارت پر قبضہ کر لیا ہے ۔ متذکرہ شخص جس کے خلاف شراب نوشی، چوری اور غنڈہ گردی ایکٹ کے تحت کئی مقدمات بھی قائم ہیں متعلقہ افسران کے ساتھ مل کر عمارت پر قبضہ کر چکا ہے چیچہ وطنی کے شہریوں نے اس ناجائز اقدام پر سخت، برہمی غم و غصہ اور شدید اضطراب کا اظہار کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ بھی سوموار کو رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یا تو آپ کے محکمے سے متعلق ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ٹھیک ہے اس کو سوموار کو رکھ لیں ۔

پانی کی لائن پھٹنے سے لاہور میں بازار لنگے منڈی اور پانی والا تالاب کے علاقوں کے مکانات کی مخدوش حالت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن اور لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کی غفلت کی وجہ سے پانی کی لائن پھٹ جانے سے لاہور میں اندرون شہر کی آبادیوں بازار لنگے منڈی اور پانی والا تالاب کے تقریباً دو سو مکانات کی حالت مخدوش ہو گئی ہے اس علاقہ میں رہنے والے افراد کی زندگی ہر وقت خطرے میں ہے جس سے شدید پریشانی اور اضطراب پیدا ہو چکا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میاں صاحب کو یہ نہیں پتا کہ پانی والا تالاب شہر میں سب سے اونچی جگہ پر ہے ۔ ویسے میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر نالیاں پھٹ جائیں تو لازمی طور

پر وہاں پانی ایک انچ بھی نہیں ٹھہر سکتا ۔ اگر وہ نچلے علاقے کی بات کہتے تو کچھ بات بنتی تھی لیکن بہر حال میں اس کے متعلق تحقیق کر کے ایوان میں رپورٹ پیش کر دونگا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ پانی چوتھی منزل پر بھی جاتا ہے اور پانچویں منزل پر بھی جا سکتا ہے ۔ یہ ضروری نہیں تھا کہ پانی دیواروں پر جمع رہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ چوتھی منزل اور پہلی منزل سب کے متعلق رپورٹ پیش کرونگا ۔

میاں خورشید انور ۔ ملک صاحب پھر تو آپ رپورٹ ہی بناتے رہیں ۔ سوسوار کو آپ ملیں گے نہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس لئے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کو اس وقت جواب دیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا فوری اہمیت کی ہے وہ اس لئے کہ چوہدری ظہور الٰہی پر قاتلانہ حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے ۔ مہربانی کر کے اس پر آج ہی بحث ہو جائے تو بہتر ہوگا ۔ اگر خدا نخواستہ وہ قتل کر دیئے گئے تو پھر اس پر بحث کرنے کا کیا فائدہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ بحث کے دوران آدمی قتل نہیں ہو سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی انسداد ہو سکے ۔ تھوڑی سی ان سے نیکی کی امید ہے ۔ جناب والا ۔ وہ فوری اہمیت کا مسئلہ ہے کیونکہ ان کو قتل کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی طے ہو جائے اور پتا چل جائے اور میرے خیال میں کوئی انسداد ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ پارلیمانی آداب کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا آج کے

لئے pending پڑی ہوئی ہے اس کو لے لیں کیونکہ آج جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں ۔

پبلک سروس کمیشن کے سفارش کردہ امیدواروں پی ۔ سی ۔ ایس کی لسٹ کا حکومت کی طرف سے نامنظور اور کالعدم قرار دیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مجسٹریٹوں کے طور پر تقرر ہونے والے پی ۔ سی ۔ ایس امیدواروں کے وفد نے آج آ کر بتایا ہے کہ مورخہ 25 جون 1973ء کو جناب ڈاکٹر غلام حسین صاحب مشیر گورنر پنجاب نے انہیں ایک ملاقات کے دوران فرمایا ہے کہ حکومت نے پبلک سروس کمیشن کی سفارش کردہ یکصد امیدواران پی ۔ سی ۔ ایس کی تمام لسٹ کو نامنظور اور کالعدم قرار دے دیا ہے اور اب نئے سرے سے درخواستیں وصول کی جائیں گی ۔ اس اطلاع سے تمام امیدواران جو ایک عرصہ سے اپنی پریکٹس بطور وکیل چھوڑ چکے ہیں اور عوام میں سخت مایوسی ۔ بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے کیونکہ سابقہ ادوار میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ پبلک سروس کمشن کی واضح سفارشات کو اس طرح بلاوجہ نظر انداز یا کالعدم قرار دیا گیا ہو ۔

حاجی صاحب ۔ اس میں بات یہ ہے کہ آیا گورنر صاحب کو یہ اختیار ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کے پیشتر کہ آپ کچھ فرمائیں میں عرض کر دوں کہ انہوں نے اپنی ساری سٹیٹمنٹ اس بیان پر رکھی ہے کہ ڈاکٹر غلام حسین نے ایک وفد کو یہ بتایا تھا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی خدمت میں بھی کہ جب ڈاکٹر غلام حسین صاحب سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا تھا کہ میں نے بالکل ایسی کوئی بات نہیں کہی اور میرا اس سٹیٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اگر ایسی سٹیٹمنٹ نہیں تو باقیماندہ ساری چیزیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ دوسرے دن اس قسم کی سٹیٹمنٹ اخبارات میں آئی جس میں کہا گیا کہ وفد نے ڈاکٹر غلام حسین صاحب سے اس بارے میں ملاقات کی۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ ساری لسٹ کالعدم قرار دی گئی ہے۔ اس اخباری خبر کی بھی کوئی تردید نہیں کی گئی تو پھر کیسے سمجھا جائے کہ اس کی واضح پوزیشن کیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے جس پر اس ہاؤس میں کئی دفعہ یقین دہانیاں کرائی جا چکی ہیں ۔ کئی دفعہ یہ مسئلہ آ بھی چکا ہے ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم یہ فرما دیں گے کہ آیا وہ لسٹ برقرار ہے ۔ کالعدم ہو چکی ہے یا حکومت کا اس بارے میں کیا خیال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ یہ مسئلہ میں نے Committee on Government Assurances کے پاس آج بھیج دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو میری assurance جناب نے بھیجی ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہاں معاملے کا پتا چل جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ان میں ایک اضطراب ہے ۔ اگر کوئی لسٹ کالعدم ہی نہیں ہوئی تو وہ فرما دیں کہ لسٹ برقرار ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کس طرح ان کو مجبور کر سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا ہی اسی بارے میں ہے کہ وہ لسٹ کالعدم ہوگئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر غلام حسین صاحب سے پوچھا ہے ان کا کہنا ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں کہی ٹھیک ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ لسٹ کالعدم ہو چکی ہے یا نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ نہیں ہے بلکہ تحریک ڈاکٹر غلام حسین صاحب کے متعلق ہے کہ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ایک reference ہے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ لسٹ منسوخ ہوگئی ہے ۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرما دیں کہ لسٹ منسوخ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔ وہ اس بارے میں کیوں allergic ہیں ۔ کیا قوم کو حق نہیں

ہے کہ اس بلوے میں پوچھے ؟

مسٹر سپیکر ۔ Committee on Government Assurance کے پاس یہ مسئلہ بھیج دیا گیا ہے ۔ اب اس طرح اس کو pre-empt نہ کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ دوسری بات ہے ۔ مگر اب جو مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ لسٹ کالعدم ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔ کیا ایوان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ پوچھ سکے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ آیا وہ لسٹ جو پبلک سروس کمشن کی ہے اس کی صحیح پوزیشن کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کے متعلق سوال کر دیں جواب آ جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے ڈاکٹر غلام حسین کی اتھارٹی کو چیلنج نہیں کیا کہ وہ یہ بیان دے سکتے ہیں یا نہیں دے سکتے ۔ میں نے مسئلہ یہ چیلنج کیا ہے کہ آیا لسٹ کالعدم ہوگئی ہے یا نہیں ہوئی ۔ اضطراب لسٹ کے منسوخ ہونے سے ہے ۔ ڈاکٹر غلام حسین صاحب کی اتھارٹی کو چیلنج نہیں کیا جا رہا ۔

Mr. Speaker : No such statement was ever made.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب وہ بنیاد ہی نہیں ہے تو سٹیٹمنٹ کا اگلا حصہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بدستور قائم ہے جناب ۔

Mr. Speaker : No. I upheld the objection of the Chief Minister.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے ڈاکٹر غلام حسین صاحب کی اتھارٹی چیلنج نہیں کی وہ تو ایک reference ہے ۔ اس کے حوالے سے لسٹ منسوخ ہوگئی ہے ۔ جناب والا ۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو بدگمانی پیدا ہوئی ہے کہ اخبار میں آیا ہے کہ لسٹ منسوخ ہو چکی ہے ۔ وہ اس کے بارے میں وضاحت کر دیں کہ لسٹ منسوخ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ۔ اس بارے میں وہ کیوں allergic ہیں ۔ جناب آپ ہی انصاف فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب یہ مسئلہ میں نے مجلس مواعید کے پاس بھی دیا ہے ۔ آپ تحریک التوا کو وقفہ سوالات میں تو تبدیل نہیں کر سکتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ Never Sir ۔ جناب والا ۔ assurance motion تو یہ ہے کہ

"One hundred Magistrate are to be appointed."

وہ تو دوسری بات ہے ۔ یہ ایک particular matter ہے کہ پبلک سروس کمشن نے جو سو آدمیوں کی لسٹ بھیجی ہے آیا وہ برقرار ہے ۔ زیر غور ہے یا کالعدم ہو چکی ہے ۔ اس کے بارے میں ثبوت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ ایک سوال کر لیں اس کا جواب آ جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مسئلہ سوال کا نہیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ صوبے میں اضطراب کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے کہ یہ لسٹ کالعدم ہو چکی ہے ۔ اس تحریک التوا کے ذریعہ کہا جاتا ہے کہ اس پر وضاحت کر دیں ۔ لسٹ کو چھپا کیوں رہے ہیں کیوں واضح پوزیشن نہیں بتاتے ۔ جتنا suspense create کریں گے اتنا ہی ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں پھر آپ کی وساطت سے حاجی محمد سیف اللہ خان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جس بنا پر انہیں بے اطمینانی ہوئی ہے وہ بنیاد تو قائم ہی نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ اگر ان کے پاس کوئی مواد ہے تو اس بنا پر وہ کسی قسم کی موشن لا سکتے ہیں ۔ لیکن وہ چیز نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا جناب تحریک التوا کے لئے یہ واضح جوابات بیان نہیں ہے جسے تصور کیا جانا چاہیے ؟ میرا مسئلہ یہ نہیں کہ سو آدمیوں کی لسٹ منسوخ کی گئی ہے ۔ آپ بتائیں کہ منسوخ نہیں ہوئی ہے تو میرا موشن خود بخود ختم ہو جاتا ہے او میں پریس ہی نہیں کرتا ۔ اگر وہ لسٹ منسوخ ہوئی ہے تو پھر میری یہ تحریک التو برقرار ہے کیونکہ مسئلہ لسٹ کا ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Chief Minister it is not entertained.

مرکزی فلم سنسر بورڈ لاہور شاخ کے لئے پانچ ارکان اسمبلی کا انتخاب

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب مرکزی فلم سنسر بورڈ لاہور شاخ میں خدمات سرانجام دینے کے لئے پانچ

ارکان صوبائی اسمبلی کا انتخاب بمعرفت کثرت آراء کے
ذریعے عمل میں لائے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب مرکزی فلم سنسر بورڈ
لاہور شاخ ہذا کے خالیات سرانجام دینے کے لئے پانچ
ارکان صوبائی اسمبلی کا انتخاب بمعرفت کثرت آراء کے
ذریعے عمل میں لائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنی ترمیم پیش کروں ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں ۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ یہ موشن ضابطہ کے خلاف ہے ۔ چونکہ یہ substantive motion ہے ۔ قواعد کے مطابق جناب والا اس کے لئے باضابطہ دفتر کو نوٹس دینا چاہیے اور وہ نوٹس ممبران میں سرکولیٹ ہونا چاہیے ۔ جو نوٹس سرکولیٹ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ''ایک وزیر،، اس کے آگے موشن ہے ۔ یہ ایک وزیر کا قصہ بل کی صورت میں ہے ۔ آپ رولز آف پروسیجر دیکھیں ۔ صرف بل کے بارہ میں منسٹر انچارج ہے ۔ اس میں صرف بل کا لفظ ہے ۔

Minister-in-Charge can be treated any Minister.

باقی جو بھی مسئلہ ہو جو بھی موشن ہو بحیثیت ممبر کے منسٹر نہ بھی ہو move کر سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : "Member-in-charge" means, in the case of a Government Bill, any Minister acting on behalf of the Government....."

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ منسٹر ممبر بھی نہ ہو وہ موشن پیش کر سکتے ہیں ۔ وہ بحیثیت ممبر اس اسمبلی کا تصور ہوگا اب موشن کو ممبر move کر سکتا ہے اور جو ممبر move کرے اسی کے نام سے سرکولیٹ ہوگی ۔

But as in the capacity of a Member.

"Member" means a member of the Assembly and for the purposes of moving or opposing a Bill, an amendment, a motion or a Resolution includes a Minister.

Either it may be a Minister or an ordinary Member.

Mr. Speaker : I uphold the objection.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Thank you, Sir.

Mr. Speaker: It will have to come in the name of a Minister. It will be taken up later on.

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973ء

(بحث جاری)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن بل 1973ء کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ کلاز 4 پر بحث شروع کروں ۔ جناب سپیکر۔ میں آپ سے ایک غیر معمولی درخواست کرنے والا ہوں ۔ اس سے پورے ہاؤس کا مفاد وابستہ ہے ۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ وزیر زراعت نواب صادق حسین قریشی صاحب کو طلب کرنے کا حکم صادر فرمائیں کیونکہ وہ گذشتہ کئی ہفتوں سے مسلسل غیر حاضر ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان سے متعلق بل چھ وزراء کی معرفت اس ایوان میں زیر بحث آتا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی کافی وزیر باقی ہیں ۔

(قہقہہ)

سید تابش الوری ۔ لوگوں میں یہ غلط فہمی موجود ہے کہ وہ وزیر بھی ہیں یا نہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ جناب حکم صادر فرمائیں کہ یہ کس قانون اور ضابطے کے تحت آپ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ کس قانون اور ضابطے کے تحت فرما رہے ہیں۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اسی لئے میں نے غیر معمولی کہا ہے کہ یہ ان کی ایوان سے مسلسل غیر حاضری چلی آ رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے اور میرے پاس غیر معمولی اختیارات نہیں ہیں کہ کسی فاضل رکن کو مجبور کیا جائے کہ وہ آئے اور ایوان کی کارروائی میں حصہ لے ۔

سید تابش الوری ۔ فاضل وزیر کو موجود ہونا چاہئے ۔ ان کے پاس اہم ترین عہدہ وزارت ہے اور سارا پنجاب ان سے محروم ہے اور یہ ایوان بھی ان سے استفادہ نہیں کر سکتا ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ان کا عہدہ وزارت کسی اور کے سپرد کیا جائے تا کہ پنجاب کے الجھے ہوئے مسائل جو ان سے متعلق ہیں حل ہو سکیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ مجھے تابش صاحب سے اختلاف ہے سب ارکان بمعہ آپ کے دعا کریں کہ ان سے ایوان کو نجات ملے ۔ جب وہ یہاں آئے تھے تو کون سا کام کرتے تھے بہتر یہی ہے کہ وہ نہ آئیں ۔

Mr. Speaker : These are not fair comments. You had that opportunity when the Budget was before you.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں جناب سے ایک اہم رولنگ چاہوں گا اور یہ درخواست کروں گا کہ کیا آئین اور قواعد کے مطابق وزیر زراعت اس ہاؤس کے رکن ہیں ؟ اس عبوری آئین کی پروویژن کے تحت ایک سال کے لئے یہ سہولت دی گئی تھی کہ وہ ممبر نہ ہوتے ہوئے بھی اس ایوان میں بیٹھ سکتے ہیں ۔ وہ بحیثیت ممبر تمام وہ فرائض ادا کر سکتے ہیں جو عام رکن جناب والا اس ایوان میں ادا کر سکتا ہے ۔ چونکہ ایک سال تک آئین میں ان کو رکن قرار دیا گیا ہے تو وہ جب بھی ایوان سے غیر حاضر ہوں وہ رخصت کی درخواست دیں کیونکہ انہوں نے 30 دن متواتر نہ ایوان کی کسی میٹنگ میں شرکت کی نہ رخصت کی درخواست دی ہے ۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ قواعد کی رو سے اور آئین میں دئے گئے اختیارات کے تحت وہ ممبر نہیں رہے ۔ انہیں یہ حق نہیں رہا کہ وہ منسٹر رہ سکیں یا ہاؤس کے رکن رہ سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر غور کروں گا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ صدر مملکت نے اس کی میعاد 24 اگست تک بڑھا دی ہے ۔

خواجہ محمد سیف اللہ خان ۔ میرا اعتراض تین دن کی غیر حاضری سے ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ نواب صاحب جیمخانہ میں ہاکی ٹیم کی میٹنگ کی صدارت کر سکتے ہیں لیکن اس ایوان میں تشریف نہیں لا سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں میاں خورشید انور کے اعتراض پر پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ یہ باتیں بجٹ پر بحث کے دوران یہ کہہ سکتے تھے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ اس وقت یہ مسئلہ درپیش نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز نمبر 4 میں جو ترمیمات ہیں ان کے نمبر 8, 9, 10 اور 11 ہیں ۔ یہ سب مخدوم زادہ سید حسن محمود کی طرف سے ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I think, Clause 4 has already been passed. I raised the objection, when you put Clause 5, that there was no quorum and the House was adjourned.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے اپنی ترمیم 9 میں یہ کہا ہے :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 4 کی تحتی ضمن (3) حذف کر دی جائے ۔

جناب والا ۔ تحتی ضمن (2) میں کہا گیا ہے کہ بورڈ اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں گورنمنٹ سے رہنمائی حاصل کرے گا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد تحتی ضمن (3) میں کہا گیا ہے :

> کہ حکومت بورڈ کی کسی قرارداد یا حکم پر عمل درآمد کو معطل کر سکتی ہے جو حکومت کی رائے میں تحتی دفعہ (2) میں مندرج ہدایات کی خلاف ورزی کرتی ہو یا کسی ایسے کام کے کرنے سے منع کر سکتی ہے جو مذکورہ قرارداد یا حکم کے بموجب کیا جانا ہو یا کیا جا رہا ہو ۔ یا اگر یہ

کام سرانجام دیا جا چکا ہو تو اس کی تجدید اس
طریق پر کرنے کا حکم دے سکتی ہے جیسا کہ
ہدایت دی جائے۔

جناب والا ۔ میرا استدلال یہ ہے کہ تحتی ضمن میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ بورڈ اپنے فرائض کی انجام دہی میں حکومت سے وقتاً فوقتاً ہدایات اور رہنمائی حاصل کرے گا ۔ تو اس کے بعد یہ تحتی ضمن (3) superfluous ہو جاتی ہے ۔ اور اس کے تحت ایک ایسے ادارے کو جو فنی نوعیت کا ہے اور فنی ماہرین کے علاوہ حکومت کے اعلیٰ ترین عہدیداروں پر مشتمل ہوتا ہے اس کو کسی نئی پابندی کے ساتھ منطبق کرنا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اس بورڈ کے صدر خود وزیر متعلقہ ہوں گے ۔ اس میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری ۔ محکمہ صنعت کے سیکرٹری ۔ محکمہ خزانہ کے سیکرٹری اور مینجنگ ڈائرکٹر سمال انڈسٹریز بھی ہوں گے ۔ ان تمام حضرات کی موجودگی میں جو حکومت کے موثر ترین نمائندوں پر قائم ہے اس کلاز کا اضافہ کسی صورت میں بھی اس جواز کو جائز ثابت نہیں کرتا کیونکہ اس کے تحت حکومت بورڈ کو کسی بھی قرار داد پر یا اس پر عمل درآمد سے روک سکتی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ حکومت اور پھر جناب وزیر محترم اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے اور حکومت سے آخر وہ کونسی فرشتوں کی حکومت مراد ہے کہ جو ان لوگوں کے علاوہ اس سلسلے میں ہدایات جاری کرے گی ۔

جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ فنی اداروں میں جو فیصلے کئے جاتے ہیں وہ فنی مہارت کی بنیاد پر ہوتے ہیں ۔ اس لئے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے جو فیصلے ہوں گے وہ فنی اور تجارتی نقطہ نظر سے فنی مہارت کے نتیجے میں صادر کئے جائیں گے ۔ اس سلسلے میں اگر حکومت کے کچھ عہدیداروں کو جو میں نہیں سمجھتا کہ جناب وزیر متعلقہ اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری سے بھی بالا تر ہوں گے وہ کس طرح سے ان کے معاملات میں دخل اندازی کر سکیں گے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ واقعی سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو ایک آزاد ادارے کی حیثیت سے فنی مہارت کی بنیاد پر چلانا مقصود ہے تو اس میں نوکر شاہی کی بے جا مداخلت کو ختم کرنا چاہئے ۔ اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہاں اس قسم کی جو ضمنی کلاز ز ہیں انہیں خارج کر دیا جائے کیونکہ اس

طرح سے بورڈ کی جو آزادی ہے وہ متاثر ہوگی ۔ اس سلسلے میں ان پر حکومت کی آزادانہ تلوار لٹکتی رہے گی ۔

ان معروضات کے ساتھ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ ایوان اس بات کا پابند ہے کہ وہ عوامی حاکمیت کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ اداروں میں انہیں موثر اور فعال بنائے ۔ اس اعتبار سے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس میں نوکر شاہی کی مداخلت کم از کم کی جائے ۔ اور اس قسم کی superfluous کلازز کو خارج کرکے اس بل کو زیادہ سے زیادہ آسان اور موثر بنایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ترامیم اکٹھی لی گئی تھیں ۔ اب میں ان ترامیم کو ایک ایک کرکے ایوان کے سامنے برائے منظوری پیش کرتا ہوں ۔ پہلی ترمیم نمبر 8 پیش ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 4 of the Bill, the word "Government" occurring in line 3, the word "Governor" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(3) Government may suspend the execution of any resolution or order of the Board in the opinion of the Government contravenes the provisions of the Act, the Rules or the Regulations framed by the Board.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, for the word "Government" occurring twice in lines 1 and 3, thew ord "Governor"

be substituted respectively.

(The motion was lost)

Haji Mohammad Saifullah Khan :-Sir, I move :

That in sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :—

Provided that the Government shall provide an opportunity of being heard to the Board or any person authorised by the Board in this behalf before passing any order under this sub-section.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :—

Provided that the Government shall provide an opportunity of being heard to the Board or any person authorised by the Board in this behalf before passing any order under this sub-section.

Minister for Finance : I oppose it, Sir.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move an amendment to the amendment of Haji Saifullah Khan. Probably his amendment is that he wants to provide an opportunity for the aggrieved person to be heard by the Board or the Government before a decision is taken.

Mr. Speaker - اس میں یہ ہے کہ بورڈ کے حکم کو گورنمنٹ override کر سکتی ہے - یہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے بورڈ کو سنا جائے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Thank you Sir. I do not move then.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس ترمیم کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی ہے کہ ہر مہذب معاشرے کا اور ہر مہذب اور آزاد قوم کا یہ وطیرہ ہے اور یہ اس کی بنیادی روح ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرے اور کوائے - کوئی

بھی قانون کسی مہذب معاشرے میں آپ کو ایسا نہیں ملے گا کہ جہاں کسی بھی فریق - کسی بھی پارٹی - کسی بھی شخص - چاہے وہ گورنمنٹ ہو چاہے وہ عوام کے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو - اس کو سنے بغیر اسے condemn کیا جا سکے - اور یہ لازمی قرار دیا جاتا ہے کہ جو بھی آپ فیصلہ کریں - جو بھی آپ حکم صادر کریں پہلے اس پارٹی یا شخص کو سنیں - جناب والا - دو قسم کے احکام ہوا کرتے ہیں - ایک انتظامی احکام ہوا کرتے ہیں اور ایک وہ حکم ہوا کرتے ہیں جن کی پوزیشن جوڈیشل یا سیمی جوڈیشل ٹائپ ہو جایا کرتی ہے - جب کسی ایگزیکٹو اتھارٹی کے کسی بھی حکم کو بدلا جاتا ہے تو اس کی نوعیت پہلے ایگزیکٹو ہی کیوں نہ ہو پھر اس کی حیثیت سیمی جوڈیشل ہو جایا کرتی ہے - یہی طریقہ کار اس دفعہ میں بھی اگر رکھ دیا جاتا جو میں سمجھتا ہوں کہ ما قبل جتنے بھی قوانین وضع ہوتے رہے ہیں ان میں سے بیشتر ایسے ہیں جن میں یہ اختیار تو گورنمنٹ کو دیا گیا ہے اور میں اس اختیار کے حق میں ہوں کہ بورڈ کوئی بھی فیصلہ صادر کرے - بورڈ کوئی بھی حکم دے - کوئی بھی ریزولیوشن پاس کرے اس کو تبدیل کرنے - اسے modify کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کا اختیار حکومت کو لازمی ہونا چاہئے - مگر یہ اختیار اس شکل میں دے دینا کہ وہ بورڈ کو سنے بھی نہ ، ان کے اعتراضات اس کے جوازات ، اور اس کے عذرات کو زیر غور بھی نہ لائے اور محض ایک کاغذی کارروائی کے طور پر جب اس بورڈ کا ریزولیوشن گورنمنٹ کے پاس پہنچے تو وہ یک قلم جس طرح چاہیں اپنی صوابدید پر اس حکم کو منسوخ کر دیں ، اس حکم میں ترمیم کر دیں ، اس کے متعلق ہدایات دے دیں - میں کہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس قسم کی پروژن اس قانون میں رکھنی ہے تو پھر بورڈ بے فائدہ ہو جاتا ہے - بورڈ بنائے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ وہاں مشوروں سے کام ہوں - تاکہ وہاں مل بیٹھ کے ایک مشاورتی کمیٹی کی شکل میں ان مسائل پر پورے غور و خوض سے بحث کی جائے - اس کے بعد نتیجہ اخذ کیا جائے - ایک طرف تو ہم نے اس کلاز کی سب کلاز (1) اور (2) میں بورڈ کو یہ اختیارات دیئے ہیں کہ وہ کارپوریشن کے بارے میں تمام تر اختیارات رکھتا ہے - تمام تر فیصلے کر سکتا ہے اور بورڈ کو تمام حقوق حاصل ہوں گے جو کارپوریشن کا ایک حصہ ہیں - ایک جزو ہیں - اور دوسری طرف آگے چل کر اس کی سب کلاز (3) میں

جناب والا۔ جو کچھ ہم نے سب کلاز (8) میں بورڈ کو دیا ہے وہ بالکل وہ ہم نے اس سے واپس لے لیا ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس قسم کے اختیارات کا حکومت کے پاس ہونا کوئی بری بات نہیں۔ یہ ضروری ہے اور ہونا چاہیے۔ البتہ ہر اختیار کے استعمال کے ساتھ، تفویض کے ساتھ یہ لازمی امر ہوا کرتا ہے کہ اس کے ساتھ انصاف کے تقاضے ضرور پورے کئے جائیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب والا۔ کہ کیا اس سب کلاز (3) میں کوئی ایسی پرویژن ہو جس میں گورنمنٹ اس امر کی پابند ہو کہ وہ بورڈ کے کیے گئے کسی بھی فیصلے کو محض اس لئے رد نہیں کر سکے گی کہ ان کی منشا یہ ہے اور یہ چاہتے بھی ہیں کہ وہ ایسے مواقع فراہم کرے اپنی اس لیجسلیشن میں کہ بورڈ کے فیصلے کے بعد وہ بورڈ کو یا اس کے کسی نمائندے کو بلائے۔ کم از کم ایسی پرویژن بھی اگر ہو جاتی کہ وہ انہیں کسی قسم کا نوٹس دے دیتے کہ کیوں نہ آپ کا یہ فیصلہ، یہ ریزولیوشن یا حکم، یا آپ کی یہ تجویز بدل دی جائے، ختم کر دی جائے یا اس میں ترمیم کر دی جائے۔ ایسی کوئی بھی پرویژن قانون میں نہیں رکھی گئی۔ جب تک یہ پرویژن نہ ہو، میں سمجھتا ہوں بورڈ بالکل بیکار ہے اور لا معنی ہو کر رہ جائے گا۔ پھر اس کے بعد بورڈ کو رکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جائے گی۔ اگر سب کچھ کرنا ہی حکومت نے ہے۔ بورڈ چلنا ہی ان کی صوابدید پر ہے۔ سارے فیصلے ہی انہوں نے کرنے ہیں۔ انہوں نے کسی کو consult ہی نہیں کرنا، تو پھر یہ شو بوائے بنانا، شو بازی کا مقصد مجھے سمجھ نہیں آتا۔

جناب والا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کئی دفعہ یہ بیان بھی کیا جا چکا ہے کہ آپ یہ قانون پہلی دفعہ نہیں بنا رہے۔ یہ سمال انڈسٹریز پہلی دفعہ اس صوبے میں قائم نہیں کی جا رہیں۔ اس سے پہلے بھی قائم کی جاتی رہی ہیں۔ ان کا جو حشر ہوتا رہا، اس کی جو حالت ہوتی رہی اور جو فائدہ اس نے صوبے کی معیشت میں پہنچایا، جو انڈسٹریز اس صوبے میں لگیں وہ بھی سب واضح ہیں جناب والا۔ کیوں کہ لیجسلیشن بری کی گئی۔ لیجسلیشن کے تقاضے پورے نہ کئے گئے، لیجسلیشن اور انصاف کے تقاضوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اور اس قسم کے اختیارات، بیوروکریسی، نوکر شاہی اور اداروں کو دیئے

جاتے رہے ۔ جن کے استعمال پر وہ دل شکنیاں پیدا ہوتی رہی ہیں ۔ وہی حالات اب بھی پیدا ہوں گے ۔ ہم بورڈ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس سمال انڈسٹریز کے تمام تر اختیارات ۔ اس ایکٹ کی تمام تر پروویژنز کو بروئے کار لائیں اور ان کو عملی جامہ پہنائیں اور اس بل میں جو اغراض و مقاصد ہیں ان کو صحیح معنوں میں پورا کریں ۔ وہ اسی صورت میں ہو سکتے ہیں جب بورڈ کو یہ دل جمعی ہو کہ ہمارے ساتھ زیادتی نہ ہوگی ۔ ہمارے فیصلوں کو یک قلم ختم نہ کیا جائے گا اور کوئی اتھارٹی ایسی نہیں جو بورڈ کی اچھی سے اچھی تجاویز کو بھی محض اس لئے رد کر دے بغیر بورڈ کو بلائے ، بغیر دلیل سنے ، بغیر اپیل سنے ، بغیر کسی قسم کا جواز دیئے کہ لیجسلیشن نے اسے ایک اختیار دے دیا ہے کہ گورنمنٹ جب بھی چاہے ، جس فیصلے کو چاہے ، بدل سکتی ہے ۔ اس لحاظ سے میں نہیں سمجھتا کہ اس بل کے وہ اغراض و مقاصد ، اس بل کی وہ افادیت قائم رہ سکے جس کے تحت یہ بل لیجسلیٹ کیا جا رہا ہے جس کے تحت سمال انڈسٹریز قائم کی جا رہی ہیں ۔

میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر گورنمنٹ کی نیت صاف ہے ، اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کریں ، اگر گورنمنٹ کو اپنے بورڈ پہ اعتماد ہے ، اگر گورنمنٹ یہ سمجھتی ہے کہ اس بورڈ کے کئے گئے فیصلے ایک فیصلے کی حیثیت رکھتے ہیں ، وہ ایک کاغذی کارروائی نہیں ، تو پھر جس طرح ہر فیصلے کے اوپر فیصلہ کرنے سے پہلے رنج زدہ شخص یا اس اتھارٹی کو جس کے خلاف فیصلہ کیا جا رہا ہے ، اس کو سنا جاتا ہے ۔ اس میں بھی وہی ضابطے بروئے کار لائیں اور میری اس ترمیم کو قبول کریں جس میں صاف طور پر یہ عرض کیا گیا ہے کہ اس میں یہ گنجائش رکھی جائے ان اختیارات کے ہوتے ہوئے کہ وہ کوئی بھی فیصلہ بورڈ کے فیصلوں کو بدلنے سے قبل بورڈ کے چیئرمین یا بورڈ کے کسی نمائندے کو دعوت دیں گے کہ وہ آ کر اپنا مطمع نظر پیش کر سکے ، اپنے فیصلے کی وجوہات پیش کر سکے ، اور اس کے بعد وہ اپنا فیصلہ صادر کر سکے ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں توقع رکھتا ہوں کہ یہ نہایت genuine قسم کی ترمیم ہے جس پہ کسی بھی جناب وزیر نے کوئی بھی توجہ نہیں دی کہ کہا کیا جا رہا ہے ، کیا موضوع زیر بحث ہے ، اس میں فائدہ ہے یا نقصان ہے ، صرف ان کو چونکہ یقین ہے کہ

ہر چیز اکثریت سے پاس ہو جاتی ہے اور یہ ایک عجیب روایت اس ملک میں قائم کی جاتی ہے۔ جب بھی کوئی اعتراض کیا جاتا ہے، کوئی اپلیکیشن دی جاتی ہے، اس پر دلیلیں دی جاتی ہیں، تو آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھوا کے دیکھ لیں، ہمیشہ سے یا تو متبادل تجاویز ان کے rebuttal میں دی جاتی ہیں یا ان کو قبول کیا جاتا ہے، یا باور کرایا جاتا ہے کہ ان کی تجاویز کے مقابلے میں ہماری تجاویز بہتر ہیں۔ یا اس کو قبول کرنے سے یہ فائدہ یا نقصان ہوگا۔ ہمیشہ اتنی دلچسپی اس ہاؤس میں رہی ہے۔ اب ہم ایک ایک گھنٹہ آدھ آدھ گھنٹہ ایک ایک ترمیم پہ اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں اور حالت یہ کہ وہ آپس میں کہیں ہانکتے رہتے ہیں، سنتے تک نہیں۔ اول تو آپ انہیں call ہی خود فرماتے اور اگر call فرماتے بھی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ نہ جناب، آپ فیصلے کے لئے پیش کر دیں۔ یہ حال ہے لیجسلیشن کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کا بہت بڑا حق ہے کہ وہ صحیح لیجسلیشن چاہے، وہ صحیح لیجسلیشن بنائے، اس پر ہم توجہ دیں، غور کریں۔ دیکھیں اس کو تکمیلی چیز نہ بنائیں۔ بہر حال جس مقصد کے لئے آپ نے یہ اسمبلیاں بنائی ہیں، جس مقصد کے لئے یہ اہم بل آپ نافذ کر رہے ہیں، جس نیت سے آپ صوبے میں انڈسٹریز قائم کرنا چاہتے ہیں، اتنی توجہ آپ اس بارے میں دیں کہ ہم جو کچھ بنا رہے ہیں آگے آنے والے ہنسیں نہ۔ بہر حال وہ دیکھیں گے کہ کیا اعتراضات اٹھے تھے، وہ دیکھیں گے کہ ترمیمیں کیا اٹھی تھیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں استدعا کروں گا کہ یہ ترمیم منظور کر لی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری۔

وزیر قانون۔ اگر آپ اجازت دیں تو تھوڑا سا جواباً عرض کروں۔

مسٹر سپیکر۔ ابھی تو اسی سلسلے میں تقریر ہو رہی ہے۔

سید تابش الوری۔ جناب سپیکر۔ دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں انصاف کا سب سے بنیادی اور سیدھا سادا اصول یہ ہے کہ کوئی فیصلہ کرتے وقت دونوں فریقین کو سنا جائے۔ اور سماعت کا اور صفائی کا موقع دیئے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ جناب والا۔ یہ ایسا غیر متنازع آفاقی اصول ہے جس پر ساری دنیا میں عمل ہوتا ہے۔ لیکن ہمارا ملک اس اعتبار سے عجیب و غریب ہے کہ اس میں اس قسم کی قانون سازی اور اس

قسم کے عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں کہ ایک مہذب معاشرے کے شایان شان جو بنیادی اصول ہوئے ہیں ان کو بھی پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا ہے ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں سول سروس کی ایک بڑی تعداد کو سماعت و صفائی کا موقع دیئے بغیر ملازمتوں سے ختم کر دیا گیا اور جناب والا ۔ یہاں بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس بل کے ذریعے ایک ایسی آمرانہ ضمن ہم پر تھوپی جا رہی ہے جس کے تحت یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ حکومت بورڈ کی کسی قرارداد کو ، بورڈ کے کسی بھی فیصلے کو کوئی وجہ بتائے بغیر معطل یا اس کو کالعدم قرار دے سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ آپ خود ایک اچھے وکیل ہیں اور ایک وکیل کی بنیادی طور پر یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ قانون کی بالاتری اور انصاف اور عدل کے اصولوں کی جس جگہ بھی ہو حفاظت اور اس کے تحفظ کا بیڑا اٹھائے رکھے ۔ جناب والا ۔ یہاں اس کلاز کے ذریعے بورڈ سے بورڈ کی انفرادیت ، بورڈ کی آزادی اور بورڈ کی غیر جانب داری کو یہ یک جنبش قلم ختم کر دیا گیا ہے ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بورڈ جس کا صدر خود وزیر ہوگا اور جس میں عوامی نمائندے اور گورنمنٹ کے اعلیٰ ترین عہدیدار شامل ہوں گے ان کو بھی اس کلاز کے تحت کسی قسم کا تحفظ یا احترام کا مستحق نہیں سمجھا گیا ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے عوامی اداروں پر یا فنی اداروں پر اس قسم کی بے جا مداخلتوں کو روا رکھا تو یاد رکھئے کہ جس طرح سے دوسرے ادارے تباہ ہو رہے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ سرکاری مداخلت ان اداروں میں اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ نہ تجارتی بنیاد پر کام کر سکتے ہیں اور نہ قومی بنیاد پر کام کر سکتے ہیں اور نتیجتاً غلط پالیسیوں اور غلط فیصلوں کے نتیجے میں جتنے بھی بڑے بڑے سرکاری ادارے ہیں وہ خسارے میں جا رہے ہیں تو ہمیں یہ اندیشہ ہے جناب والا ۔ کہ اگر مداخلت کا یہ سلسلہ جاری رہا تو سمال انڈسٹری کا جو حشر اس سے پہلے ہوا ہے اس سے مختلف نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں ابھی چند ہفتے پہلے ہم نے یہاں یونیورسٹی آرڈیننس منظور کیا ہے اور اس میں بھی جگہ جگہ ایسی کلازز موجود تھیں جس میں حکومت کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اگر سینٹ یا سنڈیکیٹ یا کوئی دوسرا ادارہ کوئی ایسا فیصلہ کرے جس سے حکومت کو

اختلاف ہو یا جسے حکومت ناپسند کرتی ہو تو وہ اس سلسلے میں معقول وجوہ کے ساتھ واپس نظرثانی کے لئے بھیج سکتی ہے۔ جناب والا ۔ بالکل اسی طرح کی کی یہ کلاز اس میں موجود ہے لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ فیصلہ ختم کرتے وقت یا قرار داد معطل کرتے وقت حکومت کو کسی قسم کی کوئی شرط وجہ یا وجہ یا سبب بتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا ۔ اس سے یہ نتیجہ مرتب ہوگا کہ بورڈ کا جو فنی مہارت کا فیصلہ ہے اس کو سرکاری مداخلت کے ذریعے ختم کیا جائے گا اور سمال انڈسٹریز کے فروغ کے سلسلے میں جو اقدامات کر سکتی ہے اس میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں اور میں نے اپنی ترمیم میں یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ بورڈ کے فیصلوں کے سلسلے میں صرف ان کو پہلے سماعت کا موقع دینا چاہیے تاکہ وہ حکومت کے سامنے وجوہ بیان کر سکیں کہ انہوں نے یہ قرار داد اور یہ فیصلہ کس بنیاد پر کیا ہے۔ اگر اس سماعت کے باوجود حکومت یہ سمجھے کہ ان کا فیصلہ صحیح ہے تو پھر کم از کم ان کو ایک اطمینان ہو جائے گا کہ ان کے استدلال سننے کے بعد حکومت نے کون فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اندھے کی تلوار بنانے کی بجائے قانون کو بصیرت اور بصارت کی بنیاد پر فیصلہ کا اختیار ہونا چاہئے۔

جناب والا ۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر واقعی اس ملک میں عدل و انصاف کی بنیاد اصولوں کی بنیاد کو قائم رکھنا ہے اور ہمیں ایک مہذب قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہماری قانون سازی بھی عدل و انصاف کے تقاضوں کی ترجمان دار ہوگی۔ اگر ہم نے ایک دفعہ بھی یہ اصول ترک کر دیا اور محض اکثریت کی بنیاد پر ایسی قانون سازی جاری رکھی جو اکثریت کی بنیاد پر استدلال اور اصولوں کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے تو ہمارا مستقبل کسی طور پر بھی خوش آئند نہیں ہو سکتا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ضروری ترمیم کو قبول کرلیا جائے تاکہ بورڈ آزادی کے ساتھ کام کر سکے اور اس صوبے میں صنعتی ترقی کا جو نظام ہے اس کو زیادہ موثر طریقے سے چلایا جا سکے۔

مسٹر سپیکر ۔ لاء منسٹر ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کلاز نمبر 4 کی سب کلاز (3) کے تحت بورڈ کے کسی فیصلے کو بدلنے یا رد کرنے کی کارروائی اسی ضابطے کے تحت کی جائے گی ۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ حق حکومت کو دیا گیا ہے تو حکومت بورڈ کے ساتھ صلاح مشورے کرنے گی اور مشورہ کرنے کے بعد کوئی بھی ایسی کارروائی کی جاتی ہے ۔ حکومت کو جو یہ حق دیا جا رہا ہے ہمیشہ ایسا حق حکومتوں کے پاس رہا ہے اور یہ جناب والا ایک رسمی حق ہے ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ بورڈ کے اختیارات میں حکومت کوئی دخل اندازی کرنا چاہتی ہے ۔ بلکہ اس میں یہ بات پیش نظر رکھی گئی ہے کہ بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جو ایک التواء کی شکایت ہوتی ہے اسے دور کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس لئے بھی حکومت کا یہ حق ہے کہ expedite کرنے کے لئے اور موثر اقدامات کرنے کے لئے کسی بورڈ کے کسی فیصلے کو بدلے یا رد کرے ۔ تاکہ کسی قسم کا التواء جو ہے وہ سامنے نہ آئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون کی ضمن 4 کی تحتی ضمن (3) کے بعد مندرجہ ذیل جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے۔
> مگر شرط یہ ہے کہ حکومت تحتی ضمن ھذا کے تحت کوئی حکم جاری کرنے سے پہلے بورڈ یا اس سلسلے میں بورڈ کی طرف سے با اختیار شخص کو سماعت کا موقع فراہم کرے گی ۔
> (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

> کہ کلاز 4 بل کا حصہ بنے ۔
> (تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔ میاں مصطفےٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ حاجی میں سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ چونکہ deletion کی ترمیم ہے ۔ اور پہلے ہم چار کلاززز پاس کر چکے ہیں ۔ اس لئے میری ترمیم infructuous

ہوگئی ہے ۔ اور میں اپنا حق مخالفت محفوظ کہتے ہوئے اپنا پیش نہیں کرتا۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ مخالفت کا حق تو پہلے ہی موجود ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ان کا اپنا ایک انداز ہے ۔ حاجی صاحب آپ یہ substitution نہ بھی کہتے تو میں آپ کو تقریر کا موقع دیتا ۔ اس کے بعد میں 14 ۔ 15 ۔ 16 ۔ 17 ۔ 18 ۔ 19 ۔ 20 ۔ 21 ۔ 22 ۔ 23 اور 24 کی ترامیم ساری اکٹھی لے رہا ہوں ۔ مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I move : That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :

5. The Board shall consist of the following :—

1. The Chairman of the Board shall be nominated by the Governor on the recommendation of the Board of Directors.
2. Secretary Industries Department or his nominee.
3. Secretary Finance Department or his nominee.
4. Managing Director Punjab Small Industries.
5. Three Non-official members to be nominated by the Governor. This is to include, a banker, a Chartered Accountant and an Industrialist.
6. Two members from Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the House.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :—

5. The Board shall consist of the following :—

1. The Chairman of the Board shall be nominated by the Governor on the recommendation of the Board of Directors.

2. Secretary Industries Department or his nominee.

3. Secretary Finance Department or his nominee.

4. Managing Director Punjab Small Industries.

5. Three Non-official members to be nominated by the Governor. This is to include, a banker, a Chartered Accountant and an Industrialist.

6. Two members from Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the House.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

That for Clause 5 ofthe Bill, the following be substituted, namely :

5. The Board shall consist of such number of Directors, not less than three, as may be appointed by the Governor and each Director shall :—

(a) be a whole time officer of the Corporation ;

(b) perform such duties as may be prescribed by regulations or as the Board may assign to him ;

(c) divest himself of any directorship of, or other interest held by him, in any other Corporation, Company or concern ; provided that nothing in this clause shall prevent a Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Director, or acquiring during his term of office as Director. shares in any public company which is not a borrower ;

(d) subject to the provisions of sections 9, 10, 11 and 12, hold office for a term of three years, and may be appointed thereafter for a further term of such duration as the Government may, in appointing him thereto determine ; and

(e) receive such salary and allowances as the Governor may determine ;

Provided that the Governor may, in exceptional circumstances, where he considers it necessary to do so in the public interest exempt by a special order, any person, who has been appointed or is to be appointed a Director, from the application of Clause (c).

(f) (1) The Governor shall appoint one of the Directors to be the Chairman of the Board who shall be the Chief Executive of the Corporation.

2. Subject to his continuing to hold office as Director, the Chairman shall hold office as Chairman for a term of three years, and subject as aforesaid :

(i) shall remain in office as Chairman thereafter until his successor in that office is appointed ; and

(ii) may be appointed to hold that office, for a further term or terms as the Governor may, in appointing him thereto, determine.

(g) One of the Directors appointed under section 5 shall exercise such powers and discharge such duties as may be prescribed.

(اس مرحلہ پر مہمان خان محمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Chairman : Amendment moved is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :—

5. The Board shall consist of such number of Directors, not less than three, as may be appointed by the Governor, and each Director shall :—

(a) be a whole time officer of the Corporation ;

(b) perform such duties as may be prescribed by regulations or as the Board may assign to him ;

(c) divest himself of any directorship of, or other interest held by him, in any other Corporation, Company or concern ; provided that nothing in this clause shall prevent a Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Director, or acquiring during his term of office as Director, shares in any public company which is not a borrower ;

(d) subject to the provisions of sections 9, 10, 11 and 12, hold office for a term of three years, and may be appointed thereafter for a further term of such duration as the Government may, in appointing him thereto determine ; and

(e) receive such salary and allowances as the Governor may determine ;

Provided that the Governor may in exceptional circumstances, where he considers it necessary to do so in the public interest exempt by a special order, any person who has been appointed or is about to be appointed

a Director, from the application of Clause (c).

(f) (1) The Governor shall appoint one of the Directors to be the Chairman of the Board who shall be the Chief Executive of the Corporation.

(2) Subject to his continuing to hold office as Director, the Chairman shall hold office as Chairman shall hold office as Chairman for a term of three years, and subject as aforesaid :

(i) shall remain in office as Chairman thereafter until his successor in that office is appointed ; and

(ii) may be appointed to hold that office for a further term or terms as the Governor may, in appointing him there to, determine.

(g) One of the Directors appointed under section 5 shall be the Finance Director, who shall exercise such powers and discharge such duties as may be prescribed.

Mr. Chairman : Makhdoom Hamid-ud-din to move his amendment please.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted , namely :—

5. (1) Subject to the provisions of sub-section (2) the Board shall consist of : —

(a) Minister of Industries, Chairman Government of the Punjab.

(b) 3 non official members to elected by the Provincial Assembly one of whom at least shall be a member of

the opposition in the Assembly. Members

(c) 2 non-official members to be nominated by the Government one of whom at least shall be a banker or a Chartered Accountant or a Management Consultant. Members.

(d) One non-official members to be nominated by the Lahore Chamber of Commerce and Industry. Member.

(e) One non-official member to be nominated by the Punjab Agriculture Association. Member.

(f) One member to be nominated by the Federation of Lahore Unions in the Punjab. Member.

(g) Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab Member.

(h) Secretary, Industries Department, Government of the Punjab. Member.

(2) The Managing Director of the Corporation shall be the ex-officio Secretary of the Board of Members.

(3) Government shall have the power to alter the Membership of the Board as and when recommended by the Board.

Mr. Chairman : The amendment moved is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :-

5.(1) Subject to the provisions of sub-

section (2) the Board shall consist of:-

(a) Minister of Industries, Government of the Punjab. — Chairman.

(b) 3 non-official members to be elected by the Provincial Assembly one of whom at least shall be a member of the opposition in the Assembly. — Members.

(c) 2 non-official members to be nominated by the Government one of whom at least shall be a Banker or Chartered Accountant or a Management Consultant. — Members.

(d) One non-official member to be nominated by the Lahore Chamber of Commerce and Industry. — Member.

(e) One non-official member to be nominated by the Punjab Agriculture Association. — Member.

(f) One member to be nominated by the Federation of Lahore Unions in the Punjab. — Member.

(g) Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab. — Member.

(h) Secretary, Industries Department, Government of the Punjab. — Member.

(2) The Managing Director of the Corporation shall be the ex-officio Secretary of the Board of Members.

(3) Government shall have the power to alter the Membership of the Board as and when recommended by the Board.

Minister for Finance : I oppose it Sir.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I want to move an amendment of Makhdum Hamid-ud-Din :-

Where the words "Board of Members occur these should be substituted by the words "Board of Directors."

مسٹر چیئرمین ۔ اس کے لئے آپ کو دو دن کا نوٹس دینا چاہئے اس لئے میں اس کو disallow کرتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ترمیم در ترمیم کے لئے زبانی ترمیم کرنے کی اجازت ہے ۔

Sir, it only corrects the language.

مسٹر چیئرمین ۔ ترمیم در ترمیم اس وقت آتی ہے جب وقت کم ہو ۔ اور یہ تو کافی دنوں سے circulate ہو چکی ہے آپ کو یہ ترمیم پہلے دے دینی چاہئے تھی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Then it will be a consideration.

Haji Muhammad Saifullah Khan : It is a precedent Sir.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I was given permission by the Speaker before but I withdrew it, because it was pointed out by the mover that this is not what he meant.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ precedents ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ precedents تو ہوں گے ۔ لیکن ترامیم دینے کے لئے اتنا لمبا وقت دیا گیا ہے ۔ یہ بل پہلے سے circulate کیا ہوا ہے ۔ آپ نے دوسری ترامیم بھی دی ہیں اس وقت یہ بھی دے سکتے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ یہ بھی precedents ہیں کہ Chair کبھی اعتراض نہیں کیا کرتی جب تک کوئی ممبر اس پر اعتراض نہ کرے کہ یہ ترمیم in time نہیں ہے یا ترمیم در

ترمیم in time نہیں ہے ۔ پھر سپیکر نے فیصلہ کرنا ہے کہ اسے allow کیا جائے یا نہ کیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میں رولنگ دے چکا ہوں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم پورا نہیں ۔ وزراء صاحبان بھاگ گئے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ کیا آپ نے میاں خورشید انور صاحب کو اجازت دی ہے کہ وہ قائد حزب اختلاف کی جگہ پر بول سکیں ۔ وہ اپنی سیٹ سے نہیں بول رہے ہیں بلکہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی سیٹ سے بول رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب کو پتا ہونا چاہئے کہ جب ہمارے لیڈر نہیں ہوتے تو ان کی جگہ میں کام کرتا ہوں ۔ میں ڈپٹی لیڈر ہوں ۔ آپ کو ضروری طور پر اطلاع دی جا چکی ہے کہ میں اتفاق سے حزب اختلاف کا ڈپٹی لیڈر ہوں اور اس وقت انچارج ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ ان کے ڈپٹی لیڈر ہماری سیٹ پر آ چکے ہیں ۔ ابھی باضابطہ طور پر آبزرویشن نے انہیں ڈپٹی لیڈر nominate نہیں کیا اور نہ ہی elect کیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میری تقرری ان کے بعد ہوئی ہے ۔ جناب والا ۔ ابھی میرا پوائنٹ آف آرڈر stand کرتا ہے کہ کورم پورا نہیں ہے ۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ fine day کی چھٹی ہوگی ۔ وزراء صاحبان fine day منا رہے ہیں جناب سپیکر صاحب بھی تشریف لے گئے ہیں تو باقی ارکان کو کیا مصیبت ہے کہ یہاں بیٹھے رہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ 25 منٹ اور انتظار کر لیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ شیخ عزیز احمد صاحب بھی جانے کے لئے بے قرار ہیں ۔ ان کا آج جانا بہت ضروری ہو گیا ہے ۔ مہربانی فرما کر یا تو کورم پورا کریں یا چھٹی دیں ۔

میاں منظور احمد وٹو ۔ میاں خورشید انور صاحب کی اطلاع کے لئے عرض

کر دوں کہ کیا سپیکر کے بغیر کارروائی نہیں ہو سکتی ؟ سپیکر تو بیٹھے ہوئے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ چیئرمین ہیں سپیکر نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ کورم کا فیصلہ کریں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ کورم کا اعتراض واپس بھی لیا جا سکتا ہے ۔ اگر میاں صاحب کورم کا اعتراض واپس لے لیں تو ٹھیک ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں کورم کا اعتراض واپس لیتا ہوں ۔ آپ کم از کم چائے کی چھٹی تو کر دیں ۔

چوہدری بشیر احمد ۔ جناب والا ۔ کورم پورا ہو گیا ہے آپ چائے کا وقفہ کر دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ مسٹر چیئرمین آپ اپنے اختیارات استعمال کریں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ جو بھی فاضل رکن اس نشست پر بیٹھتے ہوں ان کو سپیکر کے مکمل اختیارات ہوتے ہیں ۔ آپ سے وعدہ یہ تھا کہ اگر کام جلدی جلدی ختم کریں گے تو سکول کے بچوں کی طرح جلدی چھٹی ہو جائے گی ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی لینے کی نیت نہیں ہے ورنہ کورم وغیرہ کا اعتراض نہ ہوتا ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

That for sub-clause (I) of Clause 5 of the bill the following be substituted namely :—

(I) Subject to the provision of sub-section (2), the Board shall consist of —

(i)	Minister for Industries, Government of the Punjab.	Chairman.
(ii)	Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab.	Member.
(iii)	Secretary Industries Department, Government of the Punjab.	Member.

(iv) Secretary, Finance Department, Government of the Punjab. Members.

(v) 3 non-Official Members to be nominated by the Government one of whom shall be Banker or a Chartered Accountant or a Management consultant and 2 of whom shall be the members of Provincial Assembly of the Punjab. Members.

(vi) Managing Director, Punjab Small Industries Corporation. Ex-officio Secretary.

Mr. Speaker: The motion moved is :

That for sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely:—

(1) Subject to the provision of sub-section (2), the Board shall consist of —

(i) Minister for Industries, Government of the Punjab. Chairman.

(ii) Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab. Member.

(iii) Secretary, Industries Department, Government of the Punjab. Member.

(iv) Secretary, Finance Department, Government of the Punjab. Member,

(v) 3 non-official Members to be nominated by the Government, one of whom shall be

Banker or a Chartered Accountant or a Management Consultant and 2 of whom shall be the members of Provincial Assembly of the Punjab, — Members.

(vi) Managing Director, Punjab Small Industries Corporation — Ex-officio Secretary.

Minister for Law. Opposed.

Mr. Speaker : Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha not present, Syed Tabish Alwari and Chaudhri Amanullah Lak not present. Next Amendment No. 20.

Makhdum Hamid-ud-Din : I beg to move :

That para 5 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, be deleted and subsequent para renumbered accordingly.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That para 5 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, be deleted and subsequent para renumbered accordingly.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری اور چوہدری امان اللہ لک ایوان میں حاضر نہیں ہیں ۔ ترمیم نمبر 22 رانا پھول محمد خان ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا 6 کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت کی جائے ۔

6 ۔ آٹھ غیر سرکاری ارکان جنہیں حکومت نامزد کرے گی ۔ ان میں سے پانچ صوبائی اسمبلی کے ارکان ہوں گے جن میں صوبے کے ہر ڈویژن سے ایک رکن صوبائی اسمبلی شامل ہوگا اور باقی تین ارکان بینکروں

یا چارٹرڈ اکاونٹنٹوں یا مشیران انتظامی امور میں سے
ہوں گے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

That for para 6 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :—

6. Eight non-official members to be nominated by the Government, five of whom shall be MPAS, one each from each Division of the Province, and the remaining three shall be from amongst the Bankers or Chartered Accountants or Management Consultants.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha not present. Amendment No. 24 please.

رانا پھول محمد خان ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (1) کے جزو 6 کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے :—

6 ۔ پانچ غیر سرکاری ارکان جن میں سے چار صوبائی اسمبلی کے ارکان ہوں گے ۔ جنہیں صوبائی اسمبلی کثرت رائے کے ذریعے منتخب کرے گی اور بقیہ ایک کوئی بینکر یا چارٹرڈ اکاونٹنٹ یا مشیر انتظامی امور ہوگا ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

That for para 6 of sub-clause (1) of Clause 5 of the the Bill, the following be substituted, namely :—

6. Five non-official members, four of whom shall be the members of the Provincial Assembly to be elected by the Provincial Assembly by majority of votes and the remaining one shall be a banker or a Chartered Accountant or a Management Consultant.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Amendment No. 25 please.

Makhdum Hamid-ud-Din : I beg to move :

That in para 6 of sub-clause (1) of clause 5 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the words "Provincial Assembly", be substituted.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That in para 6 of sub-clause (1) of clause 5 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the words "Provincial Assembly", be substituted.

Minister for Law : I oppose it.

Mr. Speaker : Amendment No. 26 lapses as Ch. Amanullah Lak is not present.

Next Amendment No. 27 please.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move :

That sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The motion moved is —

That sub-clause (2) of clause 5 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : I oppose it.

Mr. Speaker : Amendment No. 28 by Sh. Aziz Ahmad is not moved. Amendment by Mian Mustafa Zafar Qureshi appearing in the Ist Supplement lapses as the member is not present.

Next amendment No. 29 please.

Makhdum Hamid-ud-Din : I beg to move:—

That for sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(2) The membership of Board may be altered by law.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That for sub-clause (2) of Clause 5 of the

Bill, the following be substituted, namely:-

(2) The membership of the Board may be altered by law.

Minister for Law : I oppose it.

Mr. Speaker : Mr. Taj Muhammad Khanzada.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, this amendment which I have put in for the consideration of the House is very relevant. I have compared the Small Industries Board with the one existing in the Frontier and also in other Provinces and I find that the Board of Directors in the Small Industries Corporation constituted for Punjab virtually consists of whole of the Government. Apart from other members like the Industries Secretary, and the Finance Secretary, the Additional Chief Secretary Planning, who looks after the whole of industrial planning of the Province, has been included as a member. If you go through this draft which has been put up before the Assembly, you will find that right from the Minister for Industries downwards every conceivable Secretary that they could lay their hands upon has been included. It would have been better if they would have been put in that the Provincial Cabinet, by virtue of their bureaucratic assignment, should also be members of this Board. It is a piece of bureaucratic legislation and nobody has paid any attention to see what it means in practical working. The amendments which I have given are very simple and they only facilitate the working of the Board. The total allocation for the Provincial Small Industries Corporation is rupees one crore while all the Secretaries, who look after the 126 crore rupees of the Provincial budget plus the one hundred crore rupees which they are going to borrow from the Centre, have been included. Therefore, the Secretaries, who look after the 226 crore rupees, have all been included to look after one crore of rupees in the Provincial planning and that one crore of rupees shall not be in one meeting but spread over twelve months. So, I leave it to your imagination as to how this Board will function with so many Secretaries and so many Ministers sitting on it. In order to make it feasible and workable, I have put in that the words "Secretary Industries Department" should be replaced by the words "or his nominee". That means, if the

Secretary Industries feels like attending this meeting and he finds that there is some matter of policy on which he would like to discuss with the Board himself, he can go but in the Bill as it is today before the House, it does not allow him to depute his deputy or his nominee. So, all I have said is that he should be allowed to send his nominee. Although, in practice, he would probably send his nominee, which is not allowed by the legislature, are questionable. Any law or every body, at any time, can question his decisions.

The same things applies to Secretary Finance. He looks after the total finances of the Punjab and to bind him down to a small Board of one crore of rupees will certainly bring down his position and wasting his time over a Board.

Sir, next I come to three non-official Members to be nominated by the Governor. This is to include a banker, a chartered accountant and an industrialist. Now in the original draft we have not included an industrialist. An industrialist with experience from the whole of Punjab nominated by the Governor can make a very substantial and concrete contribution towards its planning and I think this is very essential and will contribute towards the better functioning and also installing the industries. So, I hope this harmless amendment of your choice will be accepted.

The last one is that two Members from the Provincial Assembly of the Punjab are to be nominated by the House. Now Sir, this House looks after the total exchequer and the coffers of the Punjab Government. To deny this House even a mere representation of two Members on this Board is really to deny a privilege and a right which they inherit as legislators and as those who look after everything that happens in the Punjab.

Sir, I feel that the total planning of all departments which get the approval of this House should also have Members of this House represented on major policy planning alongwith the Ministers. I know this goes to the Cabinet and Cabinet as represented by this House to discuss this, but there are a number of meetings held where the Cabinet Ministers are not there. Therefore, the point of view can very reasonably and adequately be

represented by the Members whom this House nominates to represent their view. I hope, in the light of this, this will not be matter of prestige, for any constructive suggestion which comes from any one should be accepted, and not merely because this comes from this side this should not be taken into consideration and steam-rolled.

I am sure this legislation has not been studies by anybody in this House. I challenge this. It is just a piece of legislation given to them by the bureaucrats and thrown into this House and with the direction "pass it and don't take notice of any constructive suggestion". This suggestion gives them the right. It does not give me the right because these nominees are not going to be my nominees. They are going to be their nominees. They are going to be the people whom they trust and can propagate their point of view in this House which is predominantly dominated by bureaucrats with whom you day in and day out disagree on many policies. Even if the advice of two representatives is not taken, still it should be on record. It can be considered by the House. Sir, I request this House and the Government benches that this amendment of mine, which is nothing but one which helps smooth functioning of the Board, be accepted.

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker Sir, in this legislation this clause almost is king-pin because if it were merely a question of taking over the assets and liabilities from the West Pakistan Small Industries Corporation, it should have been limited to the territorial restrictions of the Province. But the objective seems to be otherwise. Previously, since the last two decades many governments have come in power and have gone out. They have suffered from Prodas, Ebdos and such other disqualifications because the Ministers were alleged to be involved in certain administrative matters or in matters where their recommendations were found to be unjust. By legalising the participation of the Ministers in such autonomous bodies we are creating unhealthy precedents and Mr. Speaker. Sir, I refer you to the clauses of the original Act, which this clause 5 propose to replace.

Mr. Speaker : Is it an amending Act ?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, it is a successor of the Act which was a West Pakistan Act and it has been pointed out that in order to take over the assets and liabilities and the functioning of the Corporation, they are bringing this Act.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ امنڈنگ ایکٹ نہیں ہے اس لئے ایسے حوالے دینا میں سمجھتا ہوں کہ غیر ضروری ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے انہیں پہلے ہی پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, Clause 5 of the old Act clearly provides for an independent Board whom the Government could have guided by giving policies, by giving directions. If you permit me for the information of the House, I will read :—

> 5. The Board shall consist of such number of Directors, not less than three, as may be appointed by the Governor.
>
> 6. Each Director shall—
>
> (a) be a whole time officer of the Corporation ;
>
> (b) perform such duties as may be prescribed by regulations or as the Board may assign to him ;
>
> (c) divest himself of any directorship of, or other interest held by him in any other corpotation, company or concern; provided that nothing in this clause shall prevent a Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Director, or acquiring during his term of office as Director, shares in any public company which is not a borrower ;
>
> (d) subject to the provisions of sections 9, 10, 11 and 12, hold office for a term of three years, and may be appointed thereafter for a further term or terms of such duration as the Governor may, in appointing him thereto, determine ; and

(e) receive such salary and allowances as the Governor may determine :

Provided that the Governor may, in exceptional circumstances, where he considers it necessary to do so in the public interest exempt by a special order, an person, who has been appointed or is about to be appointed a Director, from the application of clause (c).

Now the present government have amalgamated several clauses to constitute clause 5 providing for a Chairman and a Managing Director. In the previous act in order to ensure independence and impartiality and also to avoid any prejudices, the Governor was given the power I quote : "the Governor shall appoint one of the Directors to be the Chairman of the Board who shall be the Chief Executive of the Corporation" subject to certain conditions. Now here when we see the present Board Mr. Speaker.....

مسٹر سپیکر ۔ اب اس میں جو ترمیم آئی ہے اس کے مطابق

The Chairman has to be a Minister.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جس کو گورنر صاحب نے چیئرمین بنانا ہو ، گورنر صاحب پہ یہ لازمی ہوگا کہ اس کو منسٹر بنائیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Exactly Sir.

Mr. Speaker : Is this what he said.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir.

Mr. Speaker : Is it so that a person whom Governor wants to appoint as the Chairman he also has to be appointed as a Minister.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir. Under this clause the Board has been constituted by a legislative measure. In that the power has not been given to the Governor. I am going to discuss these two aspect separately. Here the Board will be.....

Mr. Speaker : I can permit discussion on the present Act and a reference to any earlier Act. But not a comparison in

sense that it becomes a mere comparative study of the two.

Makkdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir.

Mr. Speaker : That I can't permit.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir I am not.

Mr. Speaker : It is not within the scope of the discussion.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I am only saying this much that the composition of the Board of Directors under the.....

Mr. Speaker : The earlier composition can be a very fine composition, but you have to discuss the present clause.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I have merely pointed out that.....

Mr. Speaker : With respect to this amendment and not with respect to another legislation.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : No Sir.

Mr. Speaker : You are actually comparing it with another legislation. When the objects are being discussed or when the policy of that legislation is being discussed, that will be permissible, there could be comparison, contrast and all this, but when he is discussing his own amendment then he has to discuss his own amendment in juxtaposition.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I agree with it Sir.

Mr. Speaker : And the primary discussion cannot be with the earlier Act.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I agree with it Mr. Speaker. I have merely said this that the amendments that I have moved are in line with the original Act. If I have read portion out of that which forms the basis of my amendment that I have moved and the language being the same, I am only justifying that my amendments are not frivolous but they have certain background and that is what I have pointed out. In the present Board the Minister for Industries becomes the Chairman and the members are officers of Government, And this Board as it is—it is not only my apprehension but my firm conviction be partial. This Board will not rise above prejudices, this Board

will help people connected with the party in power ; this Board will deprive people who are not connected with party in power because the Minister presiding over the Board will pre-determine the nominees whom the loan is to be granted. Had it been as autonomous as before, every one could have relied on it but with the present composition it is glaringly clear, it is my firm belief and conviction, that this is being deliberately done to favour their own party men and to deprive those who do not see eye to eye with them.

Now the funniest thing in this is, Mr. Speaker, as we have known in the past two decades, a Minister of a department in fact is the Government for the purposes of that department. They take decisions and then there is a proviso put in further that the Government shall have the power to alter the membership of the Board as and when considered necessary. How do they propose to alter ? It is not enlarging, it is altering. Which of the Secretaries who have been put in as members will be removed ? In the fore-going clause you can suspend the decision of the Board, although they are the decisions of the Government while the Minister in this capacity as a member of the cabinet and as a President of the Board is presiding and is manoeuvring, manipulating and giving directions and decisions.

میاں خورشید انور ۔ جناب نے اعلان فرمایا تھا کہ گیارہ بجے چھٹی کر دی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ابھی یہ کہا تھا کہ یہ کلاز فائنل ہونے کے بعد چھٹی ہو جائے گی ۔

مخدوم حمید الدین ۔ یہ تو جناب کافی لمبی ہے ، ایک بجے تک ہو گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں آپ مخدوم زادہ صاحب کی تقریر سننے کے حق میں نہیں ۔

مخدوم حمید الدین ۔ یہ تقریر ختم کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔ اب تو ایک تجویز بھی آ گئی ہے کہ مخدوم زادہ صاحب کی تقریر کے بعد چھٹی ہو ۔

میاں خان محمد ۔ بہت سے ممبران کی رائے یہ ہے کہ آج سارا دن کام کر لیں اور کل کو چھٹی کر لی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کی کیا رائے ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آج آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ گیارہ بجے چھٹی کر لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت سے دوست گھر جا رہے ہیں یا جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ آج کام کر لیں ، کل اور پرسوں چھٹی ہو جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب کورم بھی نہیں اور آپ نے گیارہ بجے چھٹی کرنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک طرف یہ تجویز ہو رہی ہے کہ آج کام کر لیں اور کل اور پرسوں چھٹی ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آج کام کریں ، کل اور پرسوں چھٹی ہو جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ اب چائے کا وقفہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چائے اب اکٹھے ہی پئیں گے ۔ اگر ایک گھنٹے کا وقفہ ہو جائے تو پھر کام نہیں ہوگا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ فیصلہ کیا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آج سلسلہ جاری رہے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I was submitting that this is the main and most important clause for which legislation is being done. It provide also that whatever decisions under the Presidentship of the Minister are taken, even the Government can change them, revise them. As you have observed, Mr. Speaker, in the previous sub-clauses, where-ever the word "Governor" existed in the previous law, the word "Government" has been brought in without providing for the definition of the Governor, which completely shows that the Governor is totally

out of the picture. Now, it is the Government, who will further revise the decisions and question the decisions of this Board presided over by the Minister. It merely points out that it is again the Chief Minister in whom power is supposed to be concentrated. There is not enough reliance on the Minister of this Government under this law.

(Interruption)

I was making a point that when a Minister is President of the Board with such senior officers under him why their decisions are not being relied upon? Under sub-clause (2), a further threat is provided that if these members do not abide by certain directions or advice, the Board shall stand altered. There are provisions for alteration of a Board which is headed by a Minister. This merely creates centralization of power. It takes away all possible powers from the Governor. It gives powers to the Minister and takes away all the powers from the officers—the so-called bureaucracy—and yet provides another safeguard that if any decision is to be altered, then the Chief Minister really becomes the Government and he shall have the right to revise the decisions or alter the composition of the Board altogether. This sort of legislation, I think, is a bad legislation and it is against the interest of the majority party itself. Any government that may follow them will have to take lot of pains in de-legislation. I expect that these institutions should be run on the basis of equity, justice, impartiality, without prejudice, and should give fair consideration to every applicant whosoever he may be, irrespective of his party affiliations. It would have given them a good reputation. It would have given the government a good name. But direct involvement in distribution of permits, licenses and loans is not advisable. I am afraid, this Board and this institution is going to be used as a weapon of self-aggrandisement.

These institutions, Mr. Speaker, as you know, are not run only on local resources for financing but for these industries foreign financing is necessary, and the foreigners generally see the composition of these institutions and they form opinions. If they feel that these loans are not going to be given on merit, then

they become shy in granting loans. Past experience has shown that people without any hesitation made investments in the light of the government's investments schedule where there were limits for PICIC downwards to Small Industries and Cottage Industries Corporations. Any body with resources, experience and know-how, ability and capacity could go with confidence to the Board and its branches; fill up the forms and have a definite hope that, on merits, he will get the permission. Now, that confidence will be lacking because the moment they see the composition of the present Board, they must not go to the branch offices and they must not go to the Head Office. They must knock at the door of the Minister to finally know what will be the fate of their application in advance before they submit it. And the moment he comes to the Minister, it is human nature, the Minister is bound to ask "gentleman," what are your political affiliations ? What do you think about a particular aspect of social economy and political climate in the country ?" And the moment he gives his independent views, I think, he is going to get a straight 'No' from the Minister. Therefore, the very Board for the purposes of that man is non-existent. It is the Minister alone which means the Board. Why camouflage the whole thing ? Why do you take the risk that you can order ? You can direct on a fair basis that this is the formula and this is the scheme behind the whole thing. On this every body should come on merits and apply and will be dealt with on the basis of fairness, equity and justice. I feel, Mr. Speaker, that this Board is most undesirable and the government should re-consider and keep it in the same way as it was in the Act from which they have inherited this Bill itself.

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم حمید الدین ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب سپیکر ۔ اگر اس پرویژن کو بدقت نظر دیکھا جائے تو جو مجموعی تاثر ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ پرویژن کے ذریعے بورڈ کا constitution اور اس کی مجموعی ترکیب ایک government affair بن کر رہ گئی ہے ۔ گورنمنٹ کا ایک ذاتی مسئلہ بن کر رہ گیا ہے اور جس میں گورنمنٹ یا حکومت کے تنخواہ دار کارکنان ایک مخصوص اور مستعار کردار ادا کر رہے ہیں اور عوامی نمائندگی اور آزادانہ کردار جو ہے وہ محدود ہی نہیں بلکہ مفقود

ہو کر رہ گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر اس خود مختار ادارے میں red-tapism اور تعمیل کے سرکاری جذبے کو وارد یا صادر کرنا مطلوب ہے تو پھر امن نقطہ نگاہ سے مناسب یہ رہے گا کہ اس کارپوریشن کو محکمہ انڈسٹریز ہی میں مدغم کر دیا جائے ، تا کہ یہ اپنے اصل کی طرف رجوع ہو اور اگر اس کے خود مختار مزاج کو برقرار رکھنا ہے اور اسے قائم رکھنا ہے تو پھر یہ عوامی نمائندگی آزاد عوامی نمائندگی ہی سے ممکن ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا یہ آپ پر واضح اور منکشف ہے اور یہ اس بل کے مقصد میں ہے کہ چھوٹی انڈسٹری چھوٹے مقامات پر ہو ۔ چھوٹے سرمایہ کاروں کے لئے ہو ۔ چھوٹے دستکاروں اور کارکنوں کے لئے ہو اور چھوٹے مقامات پر بڑی تعداد میں ہو تو پھر ظاہر ہے کہ اس کے زیادہ سے زیادہ رابطہ اور عوام کا فائدہ ہوگا ۔ عوامی مشکلات سامنے آئیں گی ۔ عوامی مسائل سامنے آئیں گے ۔ اس انڈسٹری کی smallness ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت سے کارکن اور چھوٹے سرمایہ کار چھوٹے مقامات پر لوگ زیادہ تعداد میں ہوں گے وہ اس سے contact میں آئیں گے تو ظاہر ہے کہ ان کے مسائل اور مشکلات بھی ہوں گی ۔

جناب والا ۔ اس کے لئے عوامی ذہن اور تجربہ ۔ عوامی احساسات و جذبات ۔ عوامی جذبہ اور دردمندی کا ہونا نہایت لازم ہے ۔ پھر اس بورڈ کی تشکیل میں عوامی ذہن اور اس کے کردار کو مزید ممتاز اور واضح کرنا ہوگا ۔ وہ تنخواہ دار اور وہ فرقہ کہ جس کا ہر مذموم اقدام اور جس کی ہر رسوا حرکت ادائے فرائض منصبی میں بدل جاتی ہے اس کو ممتاز اور ممیز کرنا اس انڈسٹری کے مفادات کے منافی ہے ۔ تو جناب والا ۔ اس لئے میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جو original bill کی کلاز ہے آپ توجہ فرمائیں گے کہ اس کی constitution میں کل ممبرشپ 8 ہے جن میں 5 سرکاری اور 3 نامزد غیر سرکاری رکن ہوں گے ۔ اس کے مقابلہ میں جو میری تجویز ہے وہ یہ ہے کہ 8 غیر سرکاری اور 3 سرکاری ممبرز اس کی تشکیل کریں اور میں نے یہ تجویز بھی کیا ہے کہ ان میں سے 3 ممبرز کا انتخاب یہ معزز ایوان کرے تا کہ اس معزز ایوان کی اس میں نمائندگی ہو جو کہ صحیح معنوں میں عوام کی اور پورے صوبے کے عوام کی نمائندگی کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا اس کا دوسرا حصہ مینجنگ ڈائریکٹر سے متعلق ہے۔ مینیجنگ ڈائریکٹر ایک تنخواہ دار ملازم ہوگا جو کہ پوری کارپوریشن کی پالیسیوں کو وضع بھی کریگا اور وضع کرنے میں اس کا بہت بڑا ہاتھ اور کردار بھی ہوگا ،، لیکن اگر اس کو بھی ایک Power of Vote دیا جائے تو وہ اپنے ایگزیکٹو فرائض کو justify کرنے کے لئے بورڈ کی قوت کو ہمیشہ استعمال کرتا رہے گا اور بورڈ کی جو impartial حیثیت ہے اس ایگزیکٹو ہیڈ کے جملہ کام کو دیکھنے اور اس کی صحت یا اس کو درست یا نا درست سمجھنے کے جو اختیارات ہیں یہ مینیجنگ ڈائریکٹر اپنے ووٹ کے ذریعے اور اپنے کیے کو justify کرنے کے لئے اور وجہ جواز تلاش کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے اس حق رائے دھندگی کو استعمال کرتا رہے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ مینیجنگ ڈائریکٹر جو ہے وہ بلحاظ عہدہ اس بورڈ کا سیکرٹری ہو نہ کہ وہ اس سے پہلی حیثیت میں کام کرے۔ جب بورڈ کی میٹنگ ہو اس کے کام کو approve کرنے کے لئے وہ بحیثیت وہاں مالک کے تشریف فرما رہے۔

تیسری تجویز جو میں نے اس سلسلے میں پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کو بیشک اس بات کا اختیار ہونا چاہئے کہ وہ بورڈ کی تشکیل کرے۔ اس میں ردوبدل کر سکے مگر اس کی تشکیل اور ردوبدل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بذریعہ قانون ہو نہ کہ ان کے ایک ہی simple حکم کے ذریعے۔ تاکہ جناب والا جب اس بورڈ کی تشکیل کی ضرورت ہوگی تو وہ بذریعہ قانون تو ظاہر ہے کہ ہوگی لیکن اس کے تمام مندرجات اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہونگے اور یہ معزز ایوان جو صحیح معنوں میں عوامی نمائندگی کا حق ادا کر رہا ہے اس کو موقع ملے گا کہ آیا یہ کام یا replacement جو ہے وہ صحیح ہو رہی ہے اور آیا یہ عوامی مفاد میں ہے یا نہیں ہے یا یہ کہ وہ اس سے مناقی ہو رہی ہے۔ جناب والا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ معزز ایوان اور اس کے اراکین اپنے فرائض منصبی اور اس کی ذمہ داریوں کا پورا احساس کرتے ہوئے جب بھی اس قسم کی کوئی تجویز نا درست ہوگی تو وہ یقیناً اس کی مخالفت کریں گے۔

جناب والا ۔ آخر میں میں نے بائی لاز کے متعلق عرض کیا ہے ۔ وہ اس لئے ہے کہ اس سے بھی بڑھ کر ایک اور doctrine جو ہے وہ satisfy ہو رہا ہے کہ رول آف لا اور قانون کی بالا دستی اس میں involved ہے کہ اس قسم کے اقدام کے لئے اس قسم کے اقدامات کے لئے صرف ایگزیکٹو کا کوئی آدمی ہی اپنے کسی آرڈر سے اس قسم کا کام سر انجام نہ دے بلکہ یہ کہ قانون کی بالا دستی کو برقرار رکھا جائے ۔ تو جناب والا یہ بورڈ جس کی تشکیل مقصود ہے ۔ یہ پوری کارپوریشن ۔ اس کا پھیلاؤ اور اس کی وسعت کے لئے ایک nerve centre کا مقام رکھتا ہے ۔ اور آپ کو علم ہے کہ پوری کارپوریشن کی جو پالیسیاں ہیں وہ بورڈ form کریگا ۔ formulate کریگا ۔ اور یہی بورڈ کرے گا ۔ ظاہر ہے کہ اس کارپوریشن کی کامیابی یا ناکامی جو ہے اس کا دارومدار اس بورڈ کی اہلیت پر ہوگا ۔ بورڈ کی اہمیت اور اس کی قابلیت پر اس کا دارومدار ہوگا ۔ جب کہ یہ ایک جیسا nerve centre ہے جس کا تشکیل پذیر ہونا اس provision کے ذریعے لازم ہو رہا ہے تو اس سلسلے میں اس کی اہمیت کے پیش نظر ۔ اس کی تشکیل اور اس کارپوریشن کی کلیتاً کامیابی کو ensure کرنے کے لئے میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ بذریعہ قانون ہو ۔ تو اس غرض کے لئے میں نے یہ تجویز اس معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہے تاکہ وہ عوامی نمائندگی کے احساس سے اور اپنے فرائض منصبی اور ذمہ داری کے ساتھ اس قانون کا تجزیہ کر سکے اور دیکھ سکے کہ اگر یہ عوامی مفاد اور کارپوریشن کے مفاد میں ہے تو اس کے خلاف ووٹ نہ دیں ۔

جناب والا ۔ اگر یہ سود مند ترمیم ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو اس کے قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ تو میں گورنمنٹ سے استدعا کروں گا کہ جب کہ وہ party in power ہے تو اس قسم کے اقدامات کو اس معزز ہاؤس کے سامنے پیش کرنے سے وہ تہی دامن نہ ہوں اور اس سے گریزاں نہ ہوں ۔

اسلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ چائے کا وقفہ کیا جائے ۔ آج موسم بھی

اچھا ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دو چھٹیاں بھی آ رہی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ چائے کی چھٹی ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری اور رانا پھول محمد خان نے ابھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ۔

اب ہاؤس کی کارروائی وقفہ چائے کے لئے 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگی)

(وقفہ چائے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ بہت سے فاضل ارکان کی یہ رائے تھی کہ چونکہ بارش ہو گئی ہے اس لئے وہ اپنے اپنے دیہات میں واپس جانا چاہتے ہیں ۔ میں نے قائد حزب اختلاف اور فاضل وزیر قانون جو اس وقت موجود تھے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل اور پرسوں چھٹی کی جائے گی تا کہ فاضل ارکان اپنے اپنے دیہات میں واپس جا کر اپنی اراضی وغیرہ کی دیکھ بھال کر سکیں ۔ پیر کو صبح آٹھ بجے اجلاس ہوگا ۔

آوازیں ۔ شام پانچ بجے اجلاس کا وقت رکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیر کو دو سیشن ہوں گے ۔ آخر کام بھی کرنا ہے ۔ قائد حزب اختلاف میرے پاس تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر فاضل اراکین کی یہ رائے ہو کہ دو سیشن ہوا کریں تو پھر جمعہ کو بھی فارغ کیا جا سکتا ہے یعنی تین دن چھٹی کی جا سکتی ہے اور پہلے تین دن جو سرکاری کام کے لئے ہیں ان میں ڈبل سیشن کر دیا جائے ۔ اگر فاضل وزیر اعلیٰ قائد حزب اختلاف سے اس سلسلے میں مشورہ کر لیں تو میرے لئے سہولت ہو جائے گی ۔ جمعرات کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ہوگی ۔ اس کے متعلق بھی فیصلہ ہو جائے گا بہر حال اس کا کسی کو فائدہ نہیں ہوگا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فی الحال جو آپ نے پیر کے دن کا اعلان کیا ہے اسی کو رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اگر قائد حزب اختلاف اس بات کے قائل ہو جائیں تو میں اس بات کا فیصلہ کر لوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب ۔ اس کا فیصلہ سوموار کو کر لیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اب کارروائی شروع کی جاتی ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ وعدہ کر گئے ہیں کہ اب کورم کی بات نہیں ہوگی ۔ اگر کورم کی بات ہوگی تو میں نے جو وعدہ کیا تھا کہ کل چھٹی ہوگی ۔ وہ نہیں ہوگی ۔

مرزا فضل حق ۔ وہ وعدہ کر گئے ہیں کہ کورم کے بغیر کارروائی شروع نہیں کی جائے گی ۔ تو جناب کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہوگیا ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک میری ترمیم کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو بحث سابقہ ترامیم پر ہو چکی ہے ۔ یہ ترمیم بہت حد تک اسی میں آ جاتی ہے بلکہ میں کہوں گا کہ میری ترمیم سے بھی زیادہ اس پر کہا جا چکا ہے ۔ میں اس پر اب مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان ۔ وہ موجود نہیں ہیں ۔ اب مسٹر تاج محمد خانزادہ کی ترمیم منظوری کے لئے پیش کی جاتی ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :—

5. The Board shall consist of the following :—

1. The Chairman of the Board shall be nominated by the Governor on the

recommendation of the Board of Directors.

2. Secretary Industries Department or his nominee.
3. Secretary Finance Department or his nominee.
4. Managing Director Punjab Small Industries.
5. Three Non-official members to be nominated by the Governor. This is to include, a banker, a Chartered Accountant and an Industrialist.
6. Two members from Provincial Assembly of the Punjab to be nominated by the House.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :-

5. The Board shall consist of such number of Directors, not less than three, as may be appointed by the Governor and each Director shall :—

(a) be a whole time officer of the Corporation ;

(b) perform such duties as may be prescribed by regulations or as the Board may assign to him ;

(c) divest himself of any directorship of, or other interest held by him in, any other Corporation, Company or concern ; provided that nothing in this clause shall prevent a Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Director, or acquiring during

his term of office as Director. shares in any public company which is not a borrower ;

(d) subject to the provisions of sections 9, 10, 11 and 12, hold office for a term of three years, and may be appointed thereafter for a further term of such duration as the Government may, in appointing him thereto determine ; and

(e) receive such salary and allowances as the Governor may determine ;

Provided that the Governor may, in exceptional circumstances, where he considers it necessary to do so in the public interest exempt by a special order, any person, who has been appointed or is about to be appointed a Director, from the application of Clause (c).

(f) (1) The Governor shall appoint one of the Directors to be the Chairman of the Board who shall be the Chief Executive of the Corporation.

2. Subject to his continuing to hold office as Director, the Chairman shall hold office as Chairman for a term of three years, and subject as aforesaid :

(i) shall remain in office as Chairman thereafter until his successor in that office is appointed ; and

(ii) may be appointed to hold that office, for a further term or terms as the Governor may, in appointing him thereto, determine.

(g) One of the Directors appointed under section 5 shall be the Finance Director, who shall exercise such powers and discharge such duties as may be prescribed.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :-

5. (1) Subject to the provisions of sub-section (2) the Board shall conist of :-

(a) Minister for Industries, Government of the Punjab.	Chairman.
(b) 3-non-official members to be elected by the Provincial Assembly one of whom at least shall be a member of the opposition in the Assembly.	Members.
(c) 2 non-official members to be nominated by the Government one of whom at least shall be a Banker or Chartered Accountant or a Management Consultant.	Members.
(d) One non-official members to be nominated by the Lahore Chamber of Commerce and Industry.	Member.
(e) One non-official member to be nominated by the Punjab Agriculture Association.	Member.
(f) One member to be nominated by the Federation of Lahore Unions in the Punjab.	Member.

(g) Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab — Member.

(h) Secretary, Industries Department, Government of the Punjab. — Member.

(2) The Managing Director of the Corporation shall be the ex-officio Secretary of the Board of Members.

(3) Government shall have the power to alter the Membership of the Board as and when recommended by the Board.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :-

(1) Subject to the provisions of sub-section (2) the Board shall consist of :-

(i) Minister of Industries, Government of the Punjab. — Chairman.

(ii) Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of the Punjab. — Member.

(iii) Secretary Industries Department, Government of the Punjab. — Member.

(iv) Secretary. Finance Department, Government of the Punjab. — Member.

(v) 3 non-official Members to be nominated by the Government, one of whom shall be Banker or a Chartered

Accountant or Management Consultant and 2 of whom shall be the members of Provincial Assembly of the Punjab. Members.

(vi) Managing Director, Punjab Small Industries Corporation. Ex-officio Secretary.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That para 5 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, be deleted and subsequent para renumbered accordingly.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para 6 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, the following is substituted namely :-

6. Eight non-official members to be nominated by the Government, five of whom shall be MPAs, one each from each Division of the Province, and the remaining three shall be from amongst the Bankers or Chartered Accountants or Management Consultants.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para 6 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted namely :-

Five non-official members, four of whom shall be members of the Provincial Assembly to be elected by the Provincial Assembly

by majority of votes and the remaining one shall be a Banker or Chartered Accountant or a Management Consultant.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para 6 of sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the words "Provincial Assembly be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely :

(2) The membership of Board may be altered by law.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کلاز 5 جو کہ بورڈ کی تشکیل کے بارے میں ہے اور اس میں جس قسم کی تشکیل کی جائے گی ۔ جن جن حضرات کو اس بورڈ کا ممبر نامزد کرنا تجویز کیا گیا ہے ۔ وہ بعینہ وہی ہے جو اس بل کے قانون بن جانے سے پہلے کے ممبران یا بورڈ تھے ۔ وہی کے وہی جناب والا ۔ اس میں رکھ دیئے گئے ہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں

جناب والا کہ اگر یہ بورڈ اور اس قسم کی تشکیل جو پہلے بھی کی گئی ہے اور اب بھی کی جا رہی ہے کامیاب تصور ہوتی ۔ اس نے جو خاطر خواہ نتائج پیدا کئے ہوئے ہوتے ۔ اس نے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو اس طرح ذلیل و رسوا نہ کیا ہوتا جتنا ماضی میں ہو چکا ہے ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس نئی legislation لانے کی ضرورت ہی محسوس یہ ہوتی اور قوم کا کثیر سرمایہ جو کہ اس لیجسلیشن کے لئے اور اس لیجسلیشن کے ذریعے سے خرچ ہو رہا ہے اس کے بھی خرچ کرنے کی قطعاً ضرورت پیدا نہ ہوتی ۔ یہ تجربات نے واضح کر دیا ہے ۔ جناب والا ۔ کہ اس قسم کے ادارے جو کسی بھی صورت میں administrative نہیں کہلائے جا سکتے اور جنہیں صریحاً ہم کمرشل قسم کے ادارے کہہ سکتے ہیں جن کا کام صنعتوں کا قیام اور صنعتوں کا چلانا ہے ۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں کہ یہ کام صرف کارروباری آدمی ہی کر سکتا ہے ۔ وہ آدمی اسے بخوبی چلا سکتا ہے ۔ وہ آدمی با احسن طریق اس تمام تر بل پر عمل درآمد کر سکتا ہے جو تجارت ، اس کے اصول ، اس کے ضابطوں اور صنعتوں سے تھوڑا بہت واقف ہو اور ان پر اسے دسترس حاصل ہو۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہے کہ ایک سی ۔ ایس ۔ پی افسر ۔ ایک ملازم سرکار ۔ ایک گورنمنٹ کا آفیشل وہ اپنے دفتر کی فائلیں تو ضرور میں سمجھتا ہوں کہ سمجھ سکتا ہے سمجھ سکتا ہوگا ۔ یا نکال سکتا ہوگا ۔ البتہ جہاں تک پہیہ کے چلانے ۔ جہاں تک کارروبار کے چلانے ۔ صنعتوں کو قائم کرنے ان کے جواز کو دیکھنے ۔ ان کی ضروریات کو مدنظر رکھنے کا سوال ہے ان تمام چیزوں کا جہاں تک تعلق ہے یہ ایک صریحاً کارروباری ٹیکنیکل قسم کی کارپوریشن ہے جس کا انتظامیہ سے دخل بہت کم ہے اور عملیات پر جناب والا ۔ اس کا زیادہ انحصار ہے ۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ بورڈ جو کہ اس میں تجویز کیا جا رہا ہے جو بورڈ اس میں نامزد کیا جا رہا ہے اس میں کتنے کارروباری آدمی آپ نے رکھے ہیں ۔ کتنے آدمی آپ نے industrialist رکھے ہیں ۔ کتنے ایسے آدمی آپ نے رکھے ہیں جو صنعتوں کو جانتے ہیں ۔ جو اُن کے قیام کو جانتے ہیں ۔ جو آپ کے اس قانون کو جو آپ بنا رہے ہیں لیجسلیٹ کر رہے ہیں اس کے صحیح معنوں میں اغراض و مقاصد کو پوری طرح جانتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ان تمام تر بورڈ میں سوائے ان کے جو چارٹرڈ اکاؤنٹ یا بنک کے نمائندے کی شکل میں نامزد کریں گے اور کوئی

بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو ان صنعتی کارپوریشنوں کے قیام کو یا ان کی صحیح معنوں میں جو ورکنگ اس کو اچھی طرح سے دیکھ سکے یا چلا سکے گا - اس کا مقصد ھی یہی ہے کہ جو کام آپ کر رھے ہیں - جس کا کام اُسی کو ساجے اور کرے تو ٹھینگا باجے - اگر آپ نے چھوٹی انڈسٹریز کا جال پھیلانا ہے تو خدا را اس میں ایسے نمائندے نہ رکھیں جو اس کی مشکلات کو نہیں سمجھتے - جنہیں پتہ نہیں ہے کہ اس تمام تر بل پر عملدرآمد کس طرح کرنا ہے - اور مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے جناب والا کہ ان ترامیم میں جو آپ نے نامنظور کی ہیں جو تجاویز پیش کی گئی تھیں بالخصوص میں جناب قائد ایوان کی تجویز مخدوم حمیدالدین صاحب کی تجاویز کی طرف مبذول کرانا چاھتا ھوں اور لطف کی بات تو یہ ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ھوں کہ جناب وزیر اعلیٰ کو یہ علم بھی نہیں ھوگا کہ وہ تجاویز تھیں کیا اور ان کو اس ھاؤس میں پیش کرنے کا مقصد کیا تھا -

وزیر اعلیٰ - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - جناب والا - اگر حاجی صاحب کی اس بات سے تسلی ھوتی ہے کہ ان تمام تجاویز کے متعلق میں ایک لمبی چوڑی تقریر عرض کردوں تو میں حاضر ھوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - مگر وہ پہلے آپ سنیں گے پڑھیں گے تو تب ھی آپ کچھ کہہ سکیں گے - مجھے یقین ہے جناب والا کہ ایسے تو بولنے والے آپ بھی نہیں ھیں - تو میں یہ عرض کر رھا تھا جناب کہ یہ ٹیکنیکل شعبہ ہے اس کی ھر چیز کو آپ گورنمنٹ کی چاردیواری کے اندر monopolise نہ کریں - آخر یہ صوبہ آپ کا ہے اس صوبے کے بسنے والے عوام آپ کے ہیں اس کی تمام تر مشینری آپ کی ہے آپ نے کس طرح اندازہ لگا لیا ہے کہ صرف آپ کا وزیر اور آپ کے ھی ملازمین سرکار جنہیں ذرہ برابر کوئی دسترس نہیں ہے - میں کہتا ھوں صنعت و حرفت سے یا انڈسٹریز سے جن کو قطعاً دلچسپی بھی نہیں ہے اور آپ محض اس لئے ان سب کو اس گھیرے میں رکھ دیا ہے اور بورڈ کے ممبر بنا دیا ہے - ان کی تشکیل کر دی ہے تاکہ آپ کا کنٹرول باقی رہے - آپ کو حکم جاری کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہے بلکہ آپ کے چشم ابرو کے اشارے پر جو چاھیں آپ کرا سکتے ہیں اور انہیں آپ کے سامنے

دلیل دینے کی بھی جرآت نہ ہو سکے ۔ اگر یہی مقصد ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ اس کارپوریشن کے قیام کا بھی کوئی مقصد نہیں ہے ۔ آپ شائد یہ سمجھتے ہیں جناب والا ۔ کہ اس تمام بل کے باقی جتنی کلاززز ہیں وہ اس بل کی اصل روح ہیں ۔ میں کہتا ہوں جب ڈرائیور ہی صحیح نہیں ہے تو وہ گاڑی چاہے آپ کتنی ہی luxurious بنا دیں ۔ جتنی بھی بہتر بنا دیں ۔ جتنی بھی خوش نما بنا دیں اگر اس کا ڈرائیور اچھا نہیں ہے ۔ محنتی نہیں ہے تو وہ گاڑی یقیناً کھڈ میں جا کر گرے گی اور اس کی وہ افادیت ختم ہو جائے گی ۔ جس کے تحت وہ بنائی جا رہی ہو ۔ میں اب بھی یہ گزارش کروں گا جناب والا کہ یہ کلاز ابھی فیصلہ طلب ہے اور یہ کلاز ابھی زیر غور ہے تو اس کو آپ ماضی کی طرح پھر اس ساری کارپوریشن کو آپ بیوروکریسی کے حوالے نہ کریں ۔ اس کو تمام آپ اپنے ملازمین کے حوالے نہ کریں ۔ ہمیں اس میں کلام نہیں ہے آپ اس کا چیئرمین اپنے وزیر صنعت کو رکھیں مگر جہاں تک اس کے نمائندگان کا تعلق ہے اس میں چونکہ اس کارپوریشن کے قیام سے ، ان صنعتوں کو چلانا ہے تو آپ انہیں مناسب نمائندگی دیں ۔ آپ بتائیں کہ آپ نے چیمبر آف کامرس کے کتنے نمائندے اس میں لئے ہیں ؟ آپ ratio کی حد ملاحظہ فرمائیں کہ میں نے جتنے بھی یہ شعبے زندگی کے گنوائے ہیں ان میں سے جواب آئے گا nil ۔ صفر جواب آئے گا ۔ اور اگر آپ نے رکھا تو اپنے سیکرٹری کو ۔ اور پھر طرفہ تماشا جناب والا ۔ یہ مینجنگ ڈائرایکٹر جو کہ اس کا ہمہ وقتی ملازم ہے ۔ جس نے بطور ملازم کے تمام تر اس کے اختیارات استعمال کرنے ہیں اور اس کی تمام تر کارکردگی کا جو شخص ذمہ دار ہے ۔ بجائے اس کے کہ جناب والا ۔ اسے آپ جواب دینے والے بناتے ۔ باوجود حساب دینے والے کے آپ نے اسے بورڈ کا ممبر نامزد کر دیا ہے اور اسے آپ نے حساب لینے والا بنا دیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کون ہڑتال کرے گا ؟ کون کارکردگی دیکھے گا ؟ سیکرٹری تک کی آپ نے پروپزن نہیں دے رکھی کہ اس بورڈ کا سیکرٹری کون ہوگا ؟ آپ نے مینجنگ ڈائریکٹر کو اس کا ممبر بنایا ہے تو جس طرح کہا گیا ہے کہ وہ بطور ممبر اپنی تمام تر کوتاہیوں کو اپنی ممبر شپ کے ذریعے سے چھپانے کی کوشش کرے ۔ اور وہ برابر کا حصہ دار اس

کارپوریشن کا بن کر بیٹھے ۔ اور کوئی جواب دینے والا نہ ہو ۔ تو اس کارپوریشن کے قیام کا فائدہ ہی کیا ہے ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے فاضل وزیر اعلیٰ ۔ ہمارے فاضل اور نیک دل وزیر اعلیٰ یقیناً ان گزارشات کو زیر غور لائیں گے ۔ اگر پہلے انہوں نے نہیں دیکھا ۔ پہلے انہوں نے نہیں پڑھا ۔ پہلے انہوں نے بہت کچھ سن لیا ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ چاہتے ہیں اور چاہیں گے کہ اس صوبے میں صنعتوں کا جال پھیلایا جائے ۔ اب وہ چاہیں گے کہ یہ کارپوریشن کامیاب ہو ۔ انہوں نے بارہا اعتراف کیا ہے کہ اس ملک کا سٹیاناس بیوروکریسی نے کیا ہے ۔ تو پھر اس کارپوریشن کا انجام پہلے بھی آپ نے دیکھا ہے جس کی کارکردگی پہلے بھی آپ نے دیکھی ہے ۔ جس کی واضح مثالیں جناب والا ۔ موجود ہیں کہ رحیم یار خان میں انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی مگر اس کا سارے کا سارا پیسہ باقی پڑا ہے اور کچھ وہاں خرچ نہیں ہوا ۔ صرف اس وجہ سے کہ اس کا بورڈ نا اہل تھا ۔ بورڈ کی کارکردگی جناب والا ۔ اچھی نہیں تھی اس لئے وہ اس کارپوریشن کو اچھے طریقے پر نہیں چلا سکا ۔ میں اب بھی گزارش کروں گا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ جلدی میں ہم کوئی فیصلہ کریں ۔ ہم نے آئین کی ابتدائی کلازز بھی بقایا رکھ دیں تھیں اور ان کا بعد میں فیصلہ کیا گیا تھا ۔ اسی طرح آپ اس کو فی الحال ملتوی فرما دیں اور جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر متعلقہ جب بھی انہیں فرصت ملے ۔ یہ بل ابھی دو دن ، چار دن ، پانچ دن ، چلنا ہے ۔ آپ اس کی اس کلاز کو باقی رکھیں ۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ یہ بورڈ کی تشکیل نہایت اہم تشکیل ہے ۔ بقیہ کلازز کو آپ لے لیں اور اس کے بعد یا درمیان میں جس وقت بھی وہ چاہیں گے اس کلاز کو زیر غور لایا جا سکتا ہے ۔ جلد بازی میں اگر ہم نے اس کلاز کو پاس کر لیا ۔ محض اکثریت کے بل بوتے پر اس اہم ترین کلاز کا فیصلہ کر لیا اور بورڈ کی تشکیل جو اس تمام تر کارپوریشن کی روح ہے اس کو اگر ہم نے ایک غلط شکل میں اس کارپوریشن میں ڈھال دیا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ باقی کلازز بے سود ہو جائیں گی ۔ یہ کارپوریشن بے معنی ہو کر رہ جائے گی ۔ میں پھر ایک بار استدعا کرتا ہوں جناب والا ۔ کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور

کریں ۔ آپ کی یہ تشکیل بورڈ کے معاملے میں قطعی طور پر غیر موزوں ہے اور آپ کا وہ مقصد، وہ بنیادی نظریات ، وہ تمام تر افادیت جو آپ چاہتے ہیں اس بل کے لیجسلیٹ کرنے سے ۔ اسے قانون بنانے سے ۔ اسے قانون بنانے سے وہ آپ کو حاصل نہیں ہوگی تاوقتیکہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور نہ کیا جائے اور اس پر دوبارہ غور کے بعد بحث نہ ہو ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ان کا یہ فرمانا کہ ہم بیوریوکریسی کے خلاف ہیں اور اس کلاز کے ذریعے ہم بیوروکریسی کو بڑا اختیار دے رہے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیوروکریسی اگر بری شکل میں موجود ہو تو لازمی طور پر وہ بھی خلاف ہیں ہم بھی خلاف ہیں اور خود بیوروکریسی کے وہ دیانتدار عناصر جو اس شکل میں اس کو نہیں رکھنا چاہتے وہ خلاف ہیں ۔ تو جب عوامی بالا دستی کی ضمانت مہیا کر دی جائے اس نقطہ نگاہ سے اور انتظامیہ کے نقطہ نگاہ سے تو میں سمجھتا ہوں کہ بیوروکریسی سیاسی قیادت کی آلہ کار بن کر رہ جاتی ہے ۔ اس کی بالا دستی ختم ہو جاتی ہے ۔ اس لئے اس بات کو بار بار اچھالنا جس کے متعلق ہم واضح طور پر اپنا نقطہ نگاہ بیان کر چکے ہیں اور اس سلسلے میں قطعی طور پر کوئی ابہام نہیں ہے ۔ میرا سمجھتا ہوں کہ اس مرحلہ پر لا حاصل ہے ۔

جہاں تک ان کا یہ فرمانا ہے کہ ہم نے اس پر غور نہیں کیا تو میں بتا دوں کہ یہ بل پارٹی کی طرف سے غور و خوض کرنے کے بعد پیش کیا گیا ہے ۔ ہم اس کے سیاق و سباق سے پوری طرح واقف ہیں اور پوری طرح جانتے ہیں ۔ اس لئے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اگر اس سے ان کی تشفی ہوتی ہے تو ان تمام تجاویز کے وہ کوئی مفصل ، جامع اور واضح تجویز پیش کر دیں ہم اس کے لئے حاضر ہیں ۔ اگر اس سے اس کی تسلی ہوتی ہے لیکن ہماری رائے بالکل واضح ہے اور اسی کے مطابق ہم آپ کی ترامیم کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں ۔ اس لئے جناب والا ۔ اس کلاز کو من و عن قبول کر لینا چاہئے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ قائد ایوان نے چند باتیں ایسی کی ہیں جن کا جواب دینا بہت ضروری ہو گیا ہے ۔ ابھی انہوں نے حسب عادت وعظ فرمایا

اور بیوروکریسی کی نسبت بہت کچھ فرمایا ۔ میں صرف ایک سوال پوچھتا ہوں کہ عمل اس پر کون کرے گا ۔ برائیاں بیان کی گئی ہیں اور ملک صاحب آرام سے بیٹھ جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ یہ سوال امن سٹیج پر پیدا نہیں ہوتا ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 6 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 30 حاجی سیف اللہ خان صاحب کی ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ وہ deletion کی ترمیم ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ پیش نہیں ہو سکتی کیونکہ مینجنگ ڈائریکٹر ہم کلاز 5 میں تسلیم کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید حسن محمود صاحب کی ترامیم نمبر 33, 39, 40, 46 ہیں کیا وہ مود نہیں ہیں ؟

ایک آواز ۔ وہ لابی میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک موجود نہیں ہیں ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی بھی موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ترمیم نمبر 31 پیش کریں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That for sub-clause (I) of Clause 6 of the Bill the following be substituted namely :—

1. Government shall appoint Managing Director of the Corporation who shall be its Chief Executive on such terms and conditions as may be applicable to a Class I

senior scale officer of the service of Punjab Government and shall be governed by all rules and regulations applicable to such public servant.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely:—

(1) Government shall appoint Managing Director of the Corporation who shall be its Chief Executive on such terms and conditions as may be applicabe to a Class I senior scale officer of the service of the Punjab Government and shall be governed by all rules and regulations applicable to such public servant.

Minister for Law : I opposed it Sir.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, between the words "shall" and "appoint" occurring in line 1, the words "at the advice of the Board" be inserted.

Minister for Law : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : I oppose it Sir.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

That for para (c) (i) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(i) shall remain in office as Managing Director for 3 months thereafter or until his successor in that office is appointed earlier.

Mr. Speaker: The amendment moved is :

That for para (c) (i) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :

(i) shall remain in office as Managing Director for 3 months thereafter or until his successor in that office is appointed earlier ;

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker: Mian Mustafa Zafar Qureshi to move his amendment please.....not present in the House. Makhdam Hrmid-ud-Din please.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

That for para (c) (ii) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(ii) may be appointed to hold that office for such further term as the Government at the advice of the Board may in appointing thereto, determine.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (c) (ii) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted namely :

(ii) may be appointed to hold that office for such further term as the Government at the advice of the Board may in appoining thereto, determine.

Minister for Law : I oppose it Sir.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "Government" occurring in lines 1-2, the words "the Boerd of Members with the approval of the Government" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "Government" occurring in lines 1-2, the word "the Board of Members with the approval of the Government" be substituted.

Minister for Law : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 6 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ہ) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 43 حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 6 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ہ) کے پہلے جملہ شرطیہ کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That the first Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

Minister for Law : I oppose it.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I beg to move :

That for the first Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :

Provided that nothing in this clause shall disqualify the Managing Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Managing Director :

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for the first Proviso to para (e) of sub-clause (2) Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :—

Provided that nothing in this clause shall disqualify the Managing Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Managing Director :

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر45 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون کی ضمن 6 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ہ) کے پہلے جملہ شرطیہ کے آخیر میں وارد ہونے والے وقف ناقص کی بجائے وقف تمام ثبت کیا جائے اور اس کے بعد دوسرے جملہ شرطیہ کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in the first Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the colon appearing at the end be replaced by a full

stop and the second Proviso appearing thereafter be deleted.

Minister for Law : I oppose it.

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I beg to move.

That in the second Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, between the words "Government" and "may" occurring in line 1, the words "at the advice of the Board" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in the second Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, between the words "Government" and "may occurring in line 1, the words "at the advice of the Board" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ضمن 6 (اے) جو اس وقت تجویز کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کارپوریشن کے مینجنگ ڈائرایکٹر کا تقرر کرے گی جو اس کا اعلیٰ انتظامی افسر ہوگا ۔ اس کی بجائے جو میں نے ترمیم پیش کی ہے کہ وہ یہ ہے کہ حکومت کارپوریشن کے مینجنگ ڈائرایکٹر کا تقرر کرے گی جو اس کا اعلیٰ انتظامی افسر ہوگا اس کا تقرر اس کی شرائط و قیود کے تحت کیا جائے گا جو کہ حکومت پنجاب کے کسی سینئر افسر کے سلسلے میں اطلاق پذیر ہوں اور اس طرح کے تمام قواعد و ضوابط لاگو ہوں گے جو کہ سرکاری ملازمین کے سلسلے میں اطلاق پذیر ہوں ۔ جناب والا ۔ بل میں تجویز کردہ پرویژن اور اس ترمیم کا فرق واضح ہو چکا ہے کہ آخر اس ترمیم کے دینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ یہ تو مسلمہ امر ہے کہ کسی بھی ملازم کو ایک طرف جب اسے بہت وسیع اختیارات دے رہے ہیں اور اس کو آپ اس کارپوریشن کا افسر علیٰ قرار دے رہے ہیں ۔ اس کے برعکس آپ اس کو

ملازمت کے حقوق اور اس کے استحقاق کا تعین اس میں نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ایک آدمی جسے آپ مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کر رہے ہیں اس کے ساتھ اس کی ملازمت کی شرائط نہیں ہیں ۔ اس کو جناب والا۔ بالکل اس طرح سے اس قانون میں treat کر رہے ہیں جس طرح آج کے لیبر ایکٹ کے تحت گھریلو ملازم کو بھی treat نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے کچھ مراعات ۔ کچھ پابندیاں اور کچھ حقوق ہم نے برقرار رکھے ہوئے ہیں ۔ اس کے برعکس مینجنگ ڈائریکٹر کے اہم ترین عہدہ کو اپنے اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ وہ آپ کی صوابدید پر رہے ۔ ایک طرف تو آپ اسے بورڈ کا ممبر بنا رہے ہیں اور دوسری طرف اس کارپوریشن کا افسر اعلیٰ بنا رہے ہیں ۔ سمجھ نہیں آتی ہے آخر اس تمام تر قانون سازی کا مقصد کیا ہے ۔ نہ تو آپ مینجنگ ڈائریکٹر کا کوئی سکیل واضح کر رہے ہیں اور نہ اس کا status واضح کر رہے ہیں اور نہ اس کو ملازمت کی شرائط اس میں آپ دے رہے ہیں ۔ آخر اس نے کام کرنا ہے تو کس حیثیت سے کرنا ہے ۔ اپنے آپ کو وہ کیا سمجھے گا ۔ اس پر پابندیاں کیا ہوں گی ۔ سروسز کے کیا رولز اس پر حاوی ہوں گے ۔ آیا یہ ایک دکان ہے ۔ آیا ایک ادارہ ہے یا یہ حکومت کا ایک بہت اہم ترین concern ہے ۔ جسے کارپوریشن کا نام دے رہے ہیں اس کا مینجنگ ڈائریکٹر ہے ۔

جناب والا ۔ اگر آپ اجازت دیں تو وقت بچانے کے لئے ان ترامیم کو اکٹھا ہی deal کر لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اکٹھا ہی deal کرلیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھیں کہ وہاں پر اس کو قطعاً کسی قسم surety نہیں دی گئی بلکہ صرف تین سال کی مدت دی گئی ہے کہ مینجنگ ڈائریکٹر تین سال کے لئے ہوگا ۔ اور جناب والا ۔ کارپوریشن کے طریقہ کار کو دیکھیں کہ جو قرضہ جات وہ کارپوریشن یا مینجنگ ڈائریکٹر جاری کرتا ہے اس کی وصولی کی معیاد بیس (20) سال تک ہے ۔ جناب والا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان loans کو safe کرنے میں اسے کیا interest ہے ۔ اسے کارپوریشن کے آئندہ حالات کو درست کرنے میں interest کیا ہے

اسے اس کے مستقبل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہی کارپوریشن کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور مینجنگ ڈائرایکٹر بالکل اس کی ذمہ داریوں سے liable قرار نہیں دیا جاتا رہا ۔ اس کے عہدے کو عارضی بنایا جاتا رہا ہے ۔ اس کے عہدے کو سیاسی تحفظات تک دیئے جاتے رہے اور سیاسی مقاصد کے تابع اس کی appointment ۔ سیاسی مقاصد کے لئے اس کی برطرفی اور سیاسی مقاصد کے تابع اس کی برقراری عمل میں آتی رہی ہے ۔ جس کی وجہ سے کارپوریشن نقصان اٹھاتی رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جب کارپوریشن آپ نے باقی رکھنی ہے ۔ جب کارپوریشن کا قیام ۔ اس صوبہ میں صنعتوں کا قیام معرض وجود میں آپ لائے ہیں ۔ انہیں باقی رکھنا ہے تو پھر مجھے بتائیں کہ مینجنگ ڈائرکٹر کے اہم ترین عہدہ کو عارضی رکھنے کا فائدہ کیا ہے ۔ آپ باہر چل کر دیکھیں ۔ private concerns میں دیکھیں ۔ لمیٹڈ کمپنیوں میں جا کر دیکھیں ۔ ان کے ڈائریکٹر تو بدلتے رہتے ہیں ۔ جس طرح آپ نے بورڈ کے ممبر کو بدلنے کا طریقہ رکھا ہے ۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر مینجنگ ڈائرکٹر ہم نے کبھی بدلتے نہیں دیکھے ۔ اور کبھی بھی وہ ادارہ ۔ کبھی بھی وہ کارپوریشن اور کبھی بھی وہ concern کامیاب نہیں ہو سکتی جس کا مینجنگ ڈائرکٹر کسی شرائط ملازمت کے تحت مستقل نہ ہو جس طرح آپ نے ملازمت کی شرطیں رکھی ہیں ۔ جناب والا ۔ یا تو یہ کہتے کہ ہم اسے ملازم کیوں قرار دیں ۔ ہم اسے کیوں سرکاری ملازم کے تحفظات دیں ۔ ہم اسے کیوں سینئر کلاس فرسٹ افسر یا جو بھی status آپ اسے دیں ۔ اس کی تمام amenities اسے دیں ۔ وہ اس صورت میں آپ حق بجانب تھے کہ آپ اس concern کو اس کارپوریشن کو خالص کمرشل ادارہ بناتے اور اس میں تمام وہ افسران بورڈ کی شکل میں مسلط نہ کرتے تو کچھ حد تک جواز باقی رہ جاتا کہ چلو ! یہ ایک ایسا نہیں ہوگا تو دوسرے آدمی تو تجربہ کار آتے جاتے رہیں گے ۔ زیادہ نگہداشت انہوں نے کرنی ہے ۔ آپ نے اس چیز کا بھی خیال نہیں رکھا کہ ایک طرف تو سارے کے سارے ملازمان سرکار ۔ سارے کے سارے افسران آپ نے اس کارپوریشن میں رکھ دیئے ہیں اور دوسری طرف ایک عہدہ باقی بچتا ہے مینجنگ ڈائریکٹر کا جس کے سر پر تمام کارپوریشن چلتی ہے ۔ اس کو آپ نے کسی قسم کا تحفظ تک نہیں

دیا ۔ اور اس کے برعکس جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جس عہدہ کی میعاد یہ ہو کہ اس میعاد کے بعد پھر اسے حکومت رکھ سکتی ہے ۔ حکومت کو اختیار ہے کہ اس کی میعاد بڑھا سکتی ہے ۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض منصبی دیانتداری سے انجام دے گا ۔ کیا وہ اپنی تمام تر توجہ اس کارپوریشن کے قیام ۔ کارپوریشن کی بہبود ۔ کارپوریشن کی فلاح اور کارپوریشن کی ترقی کے لئے صرف کرے گا یا وہ اپنے حاکمان وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام تر efforts اپنی تمام تر کوشش صرف کرتا رہے گا ؟ اول تو تین سال کے اندر ہی آپ اسے ہٹا سکتے ہیں ۔ آپ نے تو اس تین سال کی میعاد کا ایک ڈھونگ رچایا ہے ۔ آپ اسے جس وقت چاہیں ہر طرف کر سکتے ہیں ۔ بلا وجہ بھی ہر طرف کر سکتے ہیں ۔ اس کے لئے کوئی condition ۔ کوئی رول ۔ کوئی قواعد نہیں رکھے ۔ تو کیا وہ اپنے تمام تر resources ۔ تمام تر efforts ۔ تمام تر قابلیتیں ۔ تمام تر کوششیں آپ کی خوشنودی پر صرف کرے گا یا وہ کارپوریشن کی بہبود کے لئے سوچے گا ۔ اسے پتہ ہے کہ میرے حاکم میرے سربراہ میرے وزیر میری حکومت مجھ پر خوش نہیں ہے تو مجھے تین سال کے بعد ریٹائر کر دیا جائے گا ۔ آپ بتائیں کہ کوئی ادارہ اس طرح چلتا ہے ۔ یا تو اسے اتنے اختیارات نہ دیں ، اسے مکمل انچارج نہ بنائیں ، اسے Sole Administrator of Corporation نہ بنائیں ۔ اگر بنانا ہے تو پھر اسے تحفظ دیں ۔ اگر اسے ایک دن بھی پتہ چل گیا کہ میری ملازمت ختم کی جا رہی ہے ۔ مجھ سے ناراض ہیں تو وہ ایسی اقربا پروری کرے گا ۔ ایسے لوگوں کو قرضے دے گا کہ کارپوریشن کا ستیاناس کر دے گا ۔ اس کا تمام دخل اس تمام بورڈ میں بھی شامل ہے ۔ جب اس کے اوپر ذمہ داری نہیں ۔ کیونکہ اس نے تین سال کے بعد کارپوریشن سے چلا جانا ہے ۔ تین سال تک ان کی وصولی کون کرے گا ۔ ان کے تحفظات پر توجہ کون دے گا ۔ سوائے اس کے کہ مجھ سے لوگ خوش رہیں ۔ بورڈ کے ممبران خوش رہیں ۔ کارپوریشن ڈوبتی ہے ڈوبے ۔ اس کا سرمایہ جاتا ہے جائے مجھ کو کوئی سروکار نہیں ۔ اگر آپ اسے تحفظ دے دیں ۔ اس کی مدت کو مستقل کر دیں ۔ اس کی حد ملازمت مقرر کر دیں ۔ اس پر ذمہ داری عائد ہوگی کہ میں نے اس دس سال ۔ 20 سال ۔ 21 سال کام کرنا ہے ۔ یہ

کارپوریشن باقی رہے گی یہ چلے گی ترقی کرے گی تو میری ملازمت رہے گی ۔ یہ نہیں چلے گی تو اس کی ذمہ داری میرے سر پر آ جائے گی ۔ جب آپ کی نظر کرم پڑی ہے تو آپ نے اس حد تک گوارہ کر لیا کہ ایک طرف اس پر پابندی لگا دی کہ وہ مینجنگ ڈائریکٹر کسی بھی دوسری لمیٹڈ concern کے حصے نہیں رکھ سکتا ۔ اس کا حصے دار نہیں بن سکتا ۔ ایک طرف اس کی قابلیت میں حدود مقرر کر رہے ہیں دوسری طرف آپ اپنے اختیارات کو تحفظات دے رہے ہیں کہ اگر ہم چاہیں ہماری منشا ہو جائے اور اگر دینا چاہیں تو یہ پابندیاں نہیں ہوں گی ۔ ایسے آدمی کو مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا جا سکتا ہے جو لمیٹڈ concern کا حصہ دار ہو جن کے بلا واسطہ یا بالواسطہ مفادات بورڈ سے وابستہ ہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو آپ دے بھی سکتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے لچک دار قانون بنانے کا کیا فائدہ ۔ جب آپ نے ایک تجویز رکھی ہے کہ جو بھی vested interest کا مالک ہوگا ۔ جس کا براہ راست کسی میں حصہ ہوگا یا بالواسطہ طریقے پر جو کسی بھی حیثیت کے ساتھ واسطہ رکھے گا وہ کارپوریشن کا مینجنگ ڈائریکٹر نہیں بن سکتا ۔ یہ سیدھی سادی بات ہے ۔ پھر یہ رکھنے کا کیا فائدہ کہ حکومت چاہے تو رعایت دے دے ۔ پہلے بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے اسی وجہ سے کارپوریشن ٹوٹتی رہی ہے ۔ اسی وجہ سے ملک ترقی نہیں کر سکا ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ از راہ کرم اسے بحیثیت ملازم کے تحفظ دیں ۔ وہ آپ کا گھریلو ملازم بن کر نہ رہے بلکہ کارپوریشن کا خادم یا ایڈمنسٹریٹر بن کر رہے اور اپنے کو محفوظ سمجھے کہ مجھے اس لئے ہٹایا نہیں جائے گا ۔ میری سروسز کو اس لئے ختم نہیں کیا جائے گا ۔ کہ بورڈ کے ممبران کی خوشنودی حاصل نہیں کی ۔ اب تو آپ نے اسے اتنا غیر محفوظ بنا دیا ہے کہ اسے کارپوریشن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔ کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ اس کی تمام تر دلچسپی ۔ قابلیت وغیرہ کو آپ نے اپنی ذات میں مرکوز کر لیا ہے کہ وہ کارپوریشن کو نہ دیکھے بلکہ جب بھی اس کی نگاہ پڑے تو فاضل وزیر اعلیٰ کو دیکھتا رہے کہ یہ خوش ہیں تو میری ملازمت پکی ہے ۔ یہ ناراض ہیں تو مجھے چھٹی مل جائے گی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ آج حاجی صاحب مجھ پر کیوں مہربان ہو رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آگے آپ ہی ہیں ۔

میسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو میں جناب والا گزارش کر رہا تھا کہ مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدہ پر ہی اس ساری کارپوریشن کا انحصار ہے ۔ آپ اس عہدے کو ختم کر دیں اور اس میں جو نا جائز رعایت دی ہے کہ آپ چاہیں تو رعایت کو ختم کر سکتے ہیں ۔ وہ شرط واپس لیں تا کہ یہ ادارہ اور عہدہ اس کارپوریشن کے تابع کام کر سکے ۔ اور اس کا حشر وہ نہ ہو جو پہلی کارپوریشنوں کا ہوا ہے اور اس ہونے کو جائز حق سے محروم کیا جاتا رہا ہے ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میری جو ترمیم اس سے متعلق ہے وہ نہایت مختصر ہے ۔ اس کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض کا تعلق ہے تو اس کے کام کی اہمیت کے پیش نظر اس نے ساری پالیسیوں کو تشکیل دینا ہے اور کارپوریشن اہلیت اور efficiency کو برقرار رکھنا ہے اور جو اغراض و مقاصد کارپوریشن کے ہیں ان کو نفع بخش حیثیت میں سرانجام دینے کے لئے اس کی تقرری نہایت اہم ہے ۔ میری صرف اس سلسلے میں ترمیم یہ ہے کہ جب بورڈ کا مینجنگ ڈائریکٹر نامزد ہو رہا ہے تو بجائے اس کے کہ صرف حکومت ہی اپنے حکم کے تابع اس کی تقرری کرے ۔ یہ ضروری ہو کہ at the advice of the Board ہو ۔ کم از کم بورڈ میں جس کے ساتھ اس نے کام کرنا ہے کسی مینجنگ ڈائریکٹر کی تقرری میں بورڈ کا مشورہ لازم قرار دے ۔

دوسرے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر اس مینجنگ ڈائریکٹر کو تین سال کے لئے رکھنا ہے ۔ اس کی term آپ جتنی تجویز کریں ۔ اگر آپ نے پانچ سال کے لئے رکھنا ہے ۔ تین سال کے لئے رکھنا ہے وہ specific ہو ۔ اس لئے یہ کہنا کہ حکومت چاہے تو اس کی ملازمت میں توسیع کرتی رہے ۔ یہیں آ کر رشوت کے elements کا داخل ممکن ہوتا ہے ۔ corruption کے تداخل کو روکنے کے لئے میں نے اپنی ترمیم کے ساتھ specific کیا ہے کہ وہ صرف تین سال کے لئے ہو اور from time to time نہ ہو تاکہ اس سلسلے میں کسی ترمیم کی nepotism کا احتمال ختم ہو جائے ۔ وہ نہ رہے ۔

میری ترامیم میں جو رول میں نے قائم کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ سب سے پہلے جو صحیح آئے۔ اس کے بعد اگر وہ قابل قبول نہ ہو تو corporative values کے لحاظ سے پھر یہ اس سے بہتر ہے۔ اگر وہ بھی قبول نہ ہو تو پھر یہ تیسرا جو ہے یہ اس سے بہتر ہے۔ maximum یا minimum کا جو اصول ہے وہ میری ساری ترامیم میں کار فرما ہے کہ اگر maximum نہ ہو تو minimum improvements ہو جائے اس لئے تیسری تجویز میں نے یہ کی ہے کہ اگر اس کے period کو extend کرنا ہے تو پہلے یہ specific علم ہو۔ دوسرے یہ کہ اگر گورنمنٹ نے اس کو وقتاً فوقتاً اپنی مرضی سے کرنا ہو تو تین کے بعد چھ مہینے توسیع دے۔ دس ماہ اور توسیع کر لی۔ ایک سال اور توسیع کر دی۔ یہ کرنا بھی میں سمجھتا ہوں درست ہوگا۔ اس لئے کم سے کم at the advice of the Board ہو۔ کم سے کم بورڈ سے مشورہ کریں وہ اپنی رائے دے تا کہ اس کی sanctity برقرار رہے۔ کم از کم ہونا تو وہی ہے کہ بورڈ ایسا بھی کرے گا۔ البتہ یہ ہے کہ on the face of it اس کی sanctity برقرار رکھنے کے لئے کم از کم اس کی چھ مہینے یا دس مہینے یا دو سال کی extension میں بورڈ کی formal advice بھی ہو جائے تاکہ بورڈ کا احترام بھی برقرار رہے۔

مسٹر سپیکر۔ اگر آپ نے اصولوں پر بحث کرنی ہے تو میں اسے پیش کروں؟

مخدوم حمید الدین۔ اسی طرح یہ مینجنگ ڈائریکٹر کے حصص کے متعلق ہے کہ پہلے تو اس کے حصص اس میں نہ ہوں اور اگر حکومت چاہے تو وہ مینجنگ ڈائریکٹر کو immune قرار دے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس کے متعلق بھی میں نے ایک specific provision رکھی ہے کہ اگر اس کے پہلے حصص موجود ہیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ اصول کم از کم ہے۔ پھر دوسری ترمیم یہ ہے کہ مینجنگ ڈائریکٹر کے اگر کسی فرم کے پاس پہلے حصص موجود ہوں اس کو تو شائد اجازت دے دی جائے۔ اس کے بعد جو provision ہے کہ گورنمنٹ مینجنگ ڈائریکٹر کو یہ اجازت دے سکتی ہے کہ اپنی تقرری کے بعد بھی وہ کسی فنڈ سے حصص لے سکتا ہے تو یہ بہت بری بات ہو گی۔ میں نے اس میں یہ ترمیم کی ہے کہ پہلے تو اس کے حصص نہ ہوں اور اگر ہوں

تو اس کی تقرری سے پہلے کے ہوں۔ اس کی تقرری کے بعد گورنمنٹ جو اس سب کلاز (d) میں اجازت دے رہی ہے۔ اسے میں نے specifically چیک کیا ہے کہ گورنمنٹ اگر چاہے تو پہلے اجازت دے دے۔ مگر بعد کے حصص لینے کی مینجنگ ڈائریکٹر کو بحیثیت ملازم سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے اجازت نہ ہو۔ تو اس کو بھی نے مختص کیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :-

Government shall appoint Managing Director of the Corporation who shall be its Chief Executive on such terms and conditions as may be applicable to a Class I senior scale officer of the service of the Punjab Government and shall be governed by all rules and regulations applicable to such public servant.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 6 of the Bill, between the words "shall" and "appoint" occnrring in line 1 the words "at the advice of the Board" be inserted.

(The motion was lost)

Mr, Speaker : The question is :

That sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker ; The question is :

That for para (c) (i) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(i) shall remain in office as Managing Director for 3 months thereafter, or until his successor in that office is appointed earliee ;

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (c) (ii) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(ii) may be appointed to hold that office for such further term as the Government at the advice of the Board may in appointing thereto, determine.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (d) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, for the word "Government" occurring in lines 1-2, the words "the Board of Members with the approval of the Government" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

(Tne motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the first Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for the first proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the the following be substituted, namely :—

Provided that nothing in this clause shall disqualify the Managing Director from holding shares in any public company acquired by him before his appointment as Managing Director.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in the first proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill, the colon appearing at the end be replaced by a full-stop and the second proviso appearing there after be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in the second Proviso to para (e) of sub-clause (2) of Clause 6 of the Bill between the words "Government" and "may" occurring in line 1, the words "at the advice of the Board be interted.

(The montion was lsot)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر تو آپ نے مختصر تقریر کرنی ہے تو پھر ایک آدھ منٹ میں کر لیجئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر تو آپ نے ایوان کی کارروائی ختم کرنی ہے تو میں اس پر نہیں بولتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ ایوان کی کارروائی سوموار تک کے لئے ملتوی کی جائے میں ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ کل اور پرسوں یعنی چھ اور سات جولائی کو اجلاس نہیں ہو گا ۔ پھر 9 جولائی کو دو اجلاس ہوں گے ۔ پہلا اجلاس صبح آٹھ بجے ہوگا اور دوسرا اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام ہوگا ۔ اس دن دونوں وقت سرکاری کارروائی ہوگی ۔ 9 جولائی کے لئے جو غیر سرکاری کارروائی کے لئے قرعہ اندازی ہو چکی ہے وہ جمعرات 12 جولائی کے لئے تصور ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ قانون اور قاعدے کے خلاف ہے ۔ آپ نے کہا تھا کہ ہم جمعرات کی بجائے دوسری جمعرات دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم اس جمعرات کی بجائے دوسری جمعرات دینگے ۔ یہ بات ہو چکی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بات تو قواعد کے خلاف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ جو اگلی جمعرات لی جائے گی اس کے بدلے میں اس سے اگلی جمعرات دی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس طرح تو یہ ختم نہیں ہوگا ۔ ہم نے تو پچھلی تین جمعراتیں ختم کر دی ہیں ۔ آپ اس طرح کر لیں کہ 9 تاریخ کے لئے جو کارروائی مقرر ہے وہی رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح چھٹی کے متعلق گڑ بڑ ہو جائے گی ۔ یہ دو دن کی چھٹی اسی یقین دہانی پر ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ دو جائز ترامیم فرما لیں ۔ اگر آپ نے سوموار کو اجلاس رکھنا ہے تو صرف ایک وقت رکھیں ۔ اور پچھلے وقت پر رکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔ یہ قائد حزب اختلاف سے مشورہ کر کے کیا گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا نئے آنے والے بل بھی اس کارروائی میں شامل ہوں گے ۔ اس کی قرعہ اندازی بھی کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بل جو ہوں گے وہ اس میں شامل کر دئے جائیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ دو اجلاسوں کے لئے رائے طلب کی گئی تھی ۔ لیکن ہم ایک پہ متفق ہوئے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے دو اجلاسوں کے متعلق کہا گیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ علامہ صاحب تو یہاں تھے نہیں ۔ وزیر قانون صاحب نے میرے ساتھ بات کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو مشروط ہے ۔ اگر کل اور پرسوں چھٹی کرنی ہے تو پھر سوموار کو دو اجلاس ہوں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بل کے متعلق تو فیصلہ ہوگیا ہے کہ نئی کارروائی بھی اس میں شامل ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نئی کارروائی اس میں شامل کر لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی 9 جولائی 1973ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 9 جولائی 1973ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

سوموار - 9 جولائی 1973ء
(دوشنبہ 8 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

پ : ۱ ؛ ع : ۱ ؛ آیات ۱۳۰ تا ۱۳۳

اور ابراہیم کے دین سے کون روگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت احمق ہو۔ ہم نے ان کو دنیا میں بھی منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ صالحین کے زمرہ میں ہوں گے۔ جب ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رب العالمین کے آگے سر اطاعت خم کرتا ہوں۔

ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی اپنے (فرزندوں سے یہی کہا) کہ بیٹا اللہ نے تمہارے لئے یہی دین پسند کیا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اس کے حکم بردار ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔ شیخ محمد اصغر ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے اس قاعدے کی interpretation چاہوں گا جس کے مطابق ہاؤس کو آٹھ بجے شروع ہو کر ایک بجے تک کے لئے ہونا چاہئے ۔ جناب جب ہاؤس adjourn فرماتے ہیں تو اس وقت بھی ٹائم مقرر کرتے ہیں ۔

That the House shall re-assemble at such and such time again.

تو کیا جناب سپیکر کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ مقررہ وقت پر ہاؤس میں تشریف لائیں ؟ چاہے کورم ہو یا نہ ہو اگر کورم نہ ہو تو قاعدے کے مطابق procedure adopt کریں یا جس وقت کورم ہو اس وقت جناب سپیکر آ سکتے ہیں اور اس سے پہلے نہیں آ سکتے ۔ یا اگر جناب سپیکر مقررہ وقت پر نہ آئیں اور ممبران موجود ہوں مگر ڈپٹی سپیکر بھی نہ ہوں اور panel of chairmen میں سے بھی کوئی موجود نہ ہو تو کیا ہاؤس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی کو چیئرمین منتخب کرکے ہاؤس کی کارروائی شروع کر سکتا ہے ۔ میں اس سلسلے میں جناب کی interpretation چاہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے اس بارے میں کچھ مطالعہ کرنا پڑے گا مگر اب تک جو کچھ کیفیت ہے اس کی پوزیشن یہ ہے کہ میرے پاس کچھ فاضل اراکین آتے رہے ہیں جو غالباً اس ایوان میں پہلے بھی رکن رہے ہیں ۔ ان میں سے کچھ کی رائے یہ تھی کہ مجھے اس وقت ہاؤس میں آنا چاہئے جب مجھے یہ اطلاع ہو کہ اتنے اراکین موجود ہیں کہ غالباً ان سے کورم پورا ہے ۔ کچھ فاضل اراکین کی رائے یہ رہی ہے کہ مجھے پورے آٹھ بجے ایوان میں آ جانا چاہئے جس میں فاضل وزیر اعلیٰ بھی شامل ہیں کہ کورم ہو یا نہ ہو ممبران موجود ہوں یا نہ ہو ۔ میں نے وزیر اعلیٰ کی بات اس لئے ابھی تک نہیں مانی کہ مجھ پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ

میں ضرور آٹھ بجے اپنے دفتر آ جایا کروں یا یہاں آٹھ بجے آ جاؤں ۔ میں بھی وہ استحقاق رکھتا ہوں ۔ مناسب سمجھوں اس روز اس ایوان میں آؤں مناسب سمجھوں اپنے دفتر میں آؤں نہ آؤں مجھ پر کسی آئین یا ضابطے کے مطابق کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اس لئے یہ پابندی میں اپنے اوپر عائد کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ مجھے ضرور آٹھ بجے اپنے کمرے میں یا اس کرسی پر موجود ہونا چاہئے ۔ ویسے واقعتاً بات یہ ہے کہ میں عام طور پر جتنے بجے بھی یہ اجلاس شروع ہونا ہو اس سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے اپنے دفتر میں آ جاتا ہوں مگر ابھی تک میرا تاثر یہ ہے کہ مجھے اپنے اوپر یہ پابندی عائد نہیں کرنی چاہئے کہ میں لازماً آٹھ بجے اس کرسی پر موجود ہوں ۔ تو میں نے ابھی تک اپنے اس تاثر کے ماتحت کام کیا ہے ۔ لیکن چونکہ آپ نے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ یہ سوال پیدا کیا ہے اور ایسے فاضل اراکین جو اس ایوان میں پہلے بھی منتخب ہو کر آئے ہیں اور کارروائی میں حصہ لیتے رہے ہیں کیونکہ ان میں اختلاف ہے اس لئے مجھے آپ کے اس نکتہ اعتراض پر غور کرنا پڑے گا ۔ غور کرنے کے بعد میں اس کے متعلق فیصلہ کروں گا ۔

شیخ صفدر علی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ امر لانا چاہتا ہوں کہ پرولیج ایکٹ کے تحت ممبر صوبائی اسمبلی ریسٹ ہاؤس اور سرکٹ ہاؤس میں رہنے کے entitled ہیں ۔ دوسری چیز خاص طور پر اس میں provide کی گئی ہے کہ ان سے وہ رقم لی جائے گی جو وہ سرکاری افسران سے لیتے ہیں لیکن اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے اسمبلی سیکرٹریٹ سے request کروں گا کہ وہ اس معاملہ کو take up کرے ۔ واپڈا کے فلیٹس میں جو ہمارے ایم۔پی۔اے حضرات رہتے ہیں ان کو 30 روپے روزانہ کرایہ کا نوٹس دیا گیا ہے جبکہ وہ اپنے افسران سے پانچ روپے لیتے ہیں ۔ یہ پرولیج ایکٹ کی سراسر خلاف ورزی ہے ۔ تمام سرکاری محکموں اور اٹانمس باڈیز کو ایک چٹھی جاری ہونی چاہئے جس میں ان کو بتانا چاہئے کہ پرولیج ایکٹ میں یہ provided ہے ۔

مسٹر سپیکر - آپ نے ایک نکتہ اعتراض اٹھایا ہے - چونکہ پرولیج ایکٹ ایک صوبائی ایکٹ ہے اس کا اطلاق تمام صوبائی محکموں اور صوبائی دفاتر پر ہوتا ہے صوبہ میں جو ریسٹ ہاؤس اور ڈاک بنگلے ہیں ان پر ہوتا ہے - مجھے یہ مطالعہ کرنا پڑے گا کہ آیا اس کا ان جگہوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے جو صوبائی حکومت کے ماتحت نہیں ہیں یا صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں -

شیخ صفدر علی - جناب والا - اٹانمس باڈیز کا اس میں provided ہے -

مسٹر سپیکر - اگر آپ اٹانمس باڈیز کے متعلق قانون بنا سکتے ہیں تو آپ کے قانون کا اس پر اطلاق ہوگا اگر نہیں بنا سکتے تو غالباً ان پر اطلاق نہیں ہوگا - میں مطالعہ کروں گا کیونکہ یہاں آئین کے ایک آرٹیکل کے ماتحت جو پرولیج ہیں ان کا تعین ہوتا ہے - میں دیکھوں گا کہ آیا اس کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو کس حد تک وہ پابندی ہے -

وزیر قانون - جناب والا - کچھ فاضل اراکین نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا کیونکہ صوبائی ریسٹ ہاؤس میں جگہ نہ تھی - رانا کے اے محمود خان صاحب مسٹر رؤف طاہر اور چوہدری فرزند علی صاحب نے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا - میں نے چیئرمین واپڈا سے request کرکے واپڈا فلیٹس میں ان دوستوں کو accommodate کرایا تھا - اب میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ وہ 30 روپے یومیہ چارج کرنا چاہتے ہیں - اگر ممبر حضرات میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں سارے معاملہ کو check up کروں گا اور جو بھی ان کا استحقاق ہوگا اس کو پورا تحفظ دینے کی کوشش کروں گا -

مسٹر سپیکر - جہاں تک اس میں دفتر کا تعلق ہے اس میں قانونی پوزیشن یہ ہے کہ اگر وہ زیادہ چارج کرنے کے حق دار ہیں تو ممبر کا جو استحقاق ہے کہ ایک حد سے زیادہ خرچ کرنا پڑے تو دفتر subsidize کرتا

ہے سیکرٹری اسمبلی اس کے متعلق غور کر لیں گے ۔

رانا کے ۔ اے محمود خان ۔ جناب والا ۔ میں ایک چیز آپ کے علم میں لانا چاہتا کہ جون کی 30 تاریخ تک وہ ہم سے 6 روپے چارج کرنا چاہتے تھے اب انہوں نے حال ہی میں ایک چھٹی کے ذریعہ کرایہ بڑھا دیا ہے ۔ یہ کوئی قانونی چیز نہیں ہے ۔ جب 30 تاریخ تک وہ ہم سے 6 روپے چارج کرتے تھے تو اب وہ 30 روپیہ کا کیسے مطالبہ کر سکتے ہیں ۔ یہ زیادتی ہے ۔ دراصل وہ چاہتے ہیں کہ ممبر صاحبان اس جگہ کو چھوڑ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً یہی معلوم ہوتا ہے ۔ وزیر قانون اس کو دیکھ لیں گے ۔

اٹلی سے درآمد شدہ سنگل ڈیکر اور ڈبل ڈیکر بسوں کی تعداد

***2311 - شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم فرمائینگے کہ ۔

(الف) صوبہ میں 1973ء کے دوران اٹلی سے جو 197 بسیں درآمد کی جانی تھیں ان میں سے کتنی ڈبل ڈیکر اور کتنی سنگل ڈیکر ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا بسیں پنجاب پہنچ چکی ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو لاہور اوسی بس سروس کو کتنی سنگل ڈیکر بسیں دی گئی ہیں اگر بسیں ابھی تک نہیں پہنچیں تو کب تک پہنچ جائینگی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) صرف سنگل ڈیک فیٹ بسوں کی چیسز صوبہ میں درآمد کی جا رہی ہے اور ڈبل ڈیکر بسوں کے لئے چیسز درآمد نہیں کی جا رہی ہیں ۔

(ب) ابھی تک بسوں کی چیسز صوبہ پنجاب میں نہیں پہنچیں 148 بسیں جہاز کے ذریعہ کراچی روانہ ہو چکی ہیں ۔ اور امید کی جاتی ہے کہ جہاز ماہ مئی 1973 ء کے وسط میں کراچی پہنچ جائے گا ۔ یہ فیصلہ کہ یہ بسیں کس ڈپو کو دی جائینگی ان کے پہنچنے اور ان کی باڈیاں بننے کے بعد کیا جائیگا ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ یہ بسیں براہ راست حکومت نے خریدی ہیں یا کسی ادارہ کی معرفت خرید کی گئی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ایک ادارہ ہے وہ بورڈ خود خریدنے کا اختیار رکھتا ہے ۔ حکومت نہیں خریدا کرتی ۔ یہ بسیں بورڈ نے خریدی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ پچھلے دنوں چند معزز اراکین اسمبلی نے ان پر الزام لگایا تھا کہ ان بسوں کی خرید کے سلسلے میں وزیر صاحب نے لاکھوں روپیہ کمشن وصول کی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ الزام کوئی اور تھا ان بسوں کی خرید کے متعلق کوئی الزام نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے جواب دینا شروع کر دیا ہے ۔ ورنہ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا تھا ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ بسوں کی تقسیم کے متعلق کیا طریقہ متوقع ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جونہی جہاز پہنچے گا باڈیز بن جائیں گی ۔ اس کے بعد ہ ڈپو کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم allocation کریں گے ۔

بسوں کی خرید کے لئے رقم کی فراہمی

2816*۔ شیخ محمد اصغر - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے بسوں کی خرید کے لئے مرکز سے قرضہ مانگا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنا قرضہ مانگا گیا اور مرکز نے کیا جواب دیا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بسوں کی خرید کے لئے مرکز نے صوبائی حکومتوں کو ھدایت کی ہے کہ وہ اپنے طور پر قرضے دیگر ذرائع سے حاصل کرے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبائی حکومت پنجاب اور بالخصوص لاہور اوبنی بس سروس کو بسوں کی فراہمی کے لئے کیا اقدام اٹھا رہی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) مرکزی حکومت پاکستان نے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے لئے 1454 بسیں ملک میں بنے ہوئے (چیسس) سے خریدنے کی جنوری 1973 ء میں منظوری دی ہے اس کے لئے 10 کروڑ 99 لاکھ روپے درکار ہے پہلے انتظام یہ تھا کہ روپیہ مرکزی حکومت مناسب شرح سود پر صوبائی حکومت کو بطور قرضہ مہیا کرے گی بعد میں طے ہوا کہ اس کو بینکوں سے بصورت Debentures حاصل کیا جائے اس کا انتظام کیا جا رہا ہے سرمایہ میں سے 4 کروڑ 22 لاکھ روپیہ سال رواں یعنی 1972-73 ء میں اور 11 کروڑ 77 لاکھ روپیہ اگلے مالی سال میں مہیا کیا جائے گا ۔

(ب) سال رواں کے 4 کروڑ 22 لاکھ روپے میں سے 3 کروڑ 11 لاکھ روپیہ اب تک پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو موصول ہو چکے ہیں ۔ جبکہ بقایا 1 کروڑ 11 لاکھ کی رقم

30 جون 1973ء تک وصول ہو جائینگے ۔ 1973-74ء کے مالی سال میں 11 کروڑ 77 لاکھ روپیہ کی رقم مہیا کی جانی تھی مرکزی حکومت کی تجویز کے مطابق یہ روپیہ Debentures سے ہی حاصل کیا جائیگا ۔ 1454 بسوں میں سے لاہور اومنی بس سروس لاہور کو 300 بسیں الاٹ کی جائینگی ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے * * *

باقاعدہ نوٹس ہونا چاہئے اور فاضل اراکین کو اس کی ذمہ داری assume کرنی چاہئے ۔

میاں خورشید انور * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * * *

مسٹر سپیکر ۔ میں اس قسم کے سوال کی اجازت نہیں دے سکتا substantive question کیطور پر پوچھا جا سکتا ہے اس کو میں ضمنی سوال کیطور پوچھنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میرے متعلق جو میرے دوستون نے الزام لگایا تھا وہ اس کمشن کے متعلق نہیں تھا بلکہ وہ بسوں کے کرایہ بڑھانے کے متعلق تھا ۔ فاضل رکن اپنی لاعلمی کا مظاہرہ یہاں پیش کر رہے ہیں جو سراسر غط ہے اور بے بنیاد ہے ۔ اس کی تصدیق اخباروں سے بھی ہو سکتی ہے اور جہاں تک بسوں کے کرایہ کے متعلق غلط فہمی کا تعلق تھا ہمارے دوستوں نے ہی اس کی تردید کر دی ہے اور وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اگر کوئی فاضل رکن اپنے ذاتی عزائم کے پیش نظر اس floor کو اپنے گھناؤنے کردار اور غلط کردار کو چھپانے کے لئے استعمال کرنا چاہے تو اس کے لئے پبلک پلیٹ فارم پر یا کسی اور جگہہ پر میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں ۔ میں گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی توہین ہو گی کہ ہم اپنے ذاتی مسائل اور اپنے پولیٹیکل مفادات کو استعمال کرنے کے لئے اس معزز floor کو استعمال کریں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات میں حافظ صاحب نکتہ وضاحت نہیں ہوتا

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ یہ معاملہ گورنر صاحب کے سامنے پیش ہے ۔ یہ پارٹی کا معاملہ ہے جس پر غور ہو رہا ہے اور فی الحال یہ

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا

نہیں کہا جا سکتا کہ وہ الزامات درست ہیں یا غلط ہیں - بہرحال ہم نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ ہم اپنی پارٹی میں ثابت کر سکیں گے -

میاں خورشید انور - پوائنٹ آف ایکسپلینیشن - جناب والا - ایک معزز رکن خود تسلیم کر چکے ہیں کہ انہوں نے یہ الزام لگایا ہے اور انکوائری ہو رہی ہے اور گورنر صاحب اس کا فیصلہ کریں گے -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب یہ کوئی انکوائری کمشن نہیں ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ - وہ کمشن خورشید صاحب سے متعلق نہیں ہے - جو الزامات لگائے گئے ہیں میں ان کا جواب دوں گا -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب یہ سوال لکھ کریں اور اس کی ذمہ داری قبول کریں -

وزیر ٹرانسپورٹ - وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں - میں ہر ایک کے ساتھ بات کرنے کو تیار ہوں -

میاں خورشید انور - جناب والا ! وزیر موصوف کو غلط فہمی ہوئی ہے - میرے گریبان پر ان کی نظر گئی ہے وہ اپنے گریبان کو دیکھیں - انہوں نے request کی ہے کہ اس کمیشن میں سے ان کو حصہ دیا جائے -

مسٹر سپیکر - آپ نے ایک بڑی غلط بات کی ہے - میں نے آپ کو منع بھی کیا کہ ایسا سوال نہ پوچھا جائے اور میں اس چیز کی اجازت نہیں دیتا - میاں صاحب آپ ایک پارٹی کے لیڈر ہیں اور حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر بھی ہیں - مجھے افسوس ہے کہ آپ نے آج انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے اور میں یہ توقع نہیں کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کا ڈپٹی جو اسمبلی میں سب سے بڑی حزب اختلاف کی پارٹی کا لیڈر رہے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ باتیں اس ایوان میں کریگا -

میاں خورشید انور - مجھے بھی افسوس ہے کہ آپ نے میرے متعلق جو ریمارکس دئے ہیں - آپ نے حافظ علی اسد اللہ صاحب کی بات نہیں سنی - انہوں نے یہاں ذمہ داری قبول کی ہے ،

حافظ علی اسد اللہ - وہ ٹرانسپورٹروں کے متعلق ہمارے کچھ الزامات تھے - بسوں کے متعلق جو کمشن ہے اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں - اس کے متعلق جو ہمارے الزامات تھے ان کی نسبت گورنر صاحب کے سامنے بات ہو رہی ہے وہاں وہ ثابت ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے یہ بعد کی بات ہے -

---

تحصیل پنڈ دادن خان کے سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں

***2891 - راجہ سکندر خان** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے مورخہ 9 مارچ 1973ء کو ایک سوال کے جواب میں ایوان میں یہ یقین دھانی کرائی تھی کہ نئی بسیں آنے پر سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولتیں فراہم کی جائینگی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت شہروں کے علاوہ دیہاتوں کے طلباء اور طالبات کو بھی ٹرانسپورٹ کی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحصیل پنڈ دادن خان مذکورہ بالا سہولتوں سے تقریباً محروم ہے -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل پنڈ دان خان کو ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرے گی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ - (میاں محمد افضل وٹو) - (الف) : حکومت کا یہ منشاء ہے کہ نئی بسیں آنے پر سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو بہتر سہولتیں فراہم کی جائیں - نئی بسیں آنے پر سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات کو بہتر سہولتیں فراہم کی جائینگی -

(ب) جی ہاں حکومت جو سہولتیں طلباء اور طالبات کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے وہ شہر اور دیہات دونوں کے لئے ہیں ۔

(ج) ان دنوں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی صرف ایک بس روزانہ راولپنڈی سے پنڈ دادن خان براستہ چکوال آتی جاتی ہے جہاں تک پرائیویٹ بسوں کا تعلق ہے موجودہ ٹرانسپورٹ پالیسی کے تحت جو کوئی بھی ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو درخواست کرے گا وہ ہر ایسے روٹ کے لئے پرمٹ حاصل کرنے کا مجاز ہے جس کی درجہ بندی کی جا چکی ہو ۔ ایسے روٹوں پر بسوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے پنڈ دادن خان کے علاقہ میں کسی پرائیویٹ ٹرانسپورٹر نے مزید بسیں چلانے کے لئے ابھی تک ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی راولپنڈی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا ہے ۔

(د) جہاں تک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کی بسوں کا تعلق ہے نئی بسیں آنے پر حلقہ پنڈ دادن کو ٹرانسپورٹ کی مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں گی جس سے سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور طالبات بھی مستفید ہوں گے یہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹروں کی مرضی پر منحصر ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس علاقہ میں مزید بسیں چلانے کے لئے درخواست کریں تا حال ایسی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ پنجاب کے دیگر پسماندہ علاقے جہاں پر پرائیویٹ بسیں کم ہیں ۔ کیا وہاں طلباء اور طالبات کو یہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ انشا اللہ پہنچائیں جائیں گی ۔ جوں جوں ہمیں بسیں ملتی جائیں گی ہم پسماندہ اضلاع میں یہ سہولتیں مہیا کریں گے ۔

———

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ورکشاپوں میں ناکارہ بسوں کی تعداد

*3411- **میاں محمد رفیع** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی ورکشاپوں میں جو بسیں بالکل ناکارہ ہیں ان کی تعداد کیا ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا ناکارہ بسوں کو نیلام کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اس فیصلہ پر عملدرآمد ہوگا اور اگر بسیں نیلام کی جا چکی ہیں تو ان سے کتنی رقم وصول ہوئی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) - (الف) : پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس ناکارہ بسوں کی کل تعداد 286 ہے - جو کہ قابل action ہے -

(ب) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ نے اب تک 107 ناکارہ بسیں نیلام کی ہیں اور ان سے مبلغ 12'02'167'58 روپے وصول ہوئے ہیں باقی ماندہ 129 ناکارہ بسیں اسی ماہ نیلام کر دی جائینگی -

میاں خان محمد - جناب عالی - یہ ناکارہ بسیں بڑی دیر سے پڑی ہیں ان کو نیلام کیوں نہیں کیا جا رہا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ - میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ ناکارہ بسوں کا تخمینہ لگانا پڑتا ہے اور اس کے علاوہ اس کا سروے کرتے ہیں کہ کون سی بسیں کس قدر ناکارہ ہیں - ان کی مالیت کیا ہے - پھر اس کا تخمینہ بنتا ہے اور اس کے ٹنڈر طلب کئے جاتے ہیں - ٹنڈر آنے پر مناسب قیمت اگر ہو تو وہ ہم قبول کرتے ہیں - پہلی دفعہ ٹنڈر آئے تو قیمت تھوڑی آئی پھر دوبارہ ٹنڈر لئے گئے تو مناسب قیمت آئی اس طرح 286 بسوں سے 17 بسیں رہ گئی ہیں اور باقی بسیں جو ہیں ان کا ہم دوبارہ سروے کرا رہے ہیں اگر وہ قابل استعمال نہ ہوں گی تو ان کا ہم فوری طور پر اور جلد آکشن کا بندوبست کریں گے -

صوبہ پنجاب میں بے روزگار افراد کی تعداد

***3483 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(ب) یکم جنوری 1973ء کو پنجاب میں کتنے لوگ بے روز گار تھے اور ان افراد میں سے کتنے میٹرک ایف اے ۔ بی اے اور ایم اے ۔ ایم ایس سی ۔ ایل ایل بی ۔ بی ایس سی زراعت بی ایس سی انجینئرنگ اور دیگر پروفیشنل کالجز سے تربیت یافتہ تھے ۔

ب) آیا حکومت نے ان بے روزگار افراد کو روزگار مہیا کرنے کے لئے کوئی خصوصی اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر محنت (میاں محمد افضل وٹو) : (الف) دفاتر روزگار صوبہ پنجاب کی فہرست ہائے پر یکم جنوری 1973ء کو 89114 بے روز گار افراد کے نام درج تھے ۔ مطلوبہ بے روز گاران کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

میٹرک	—	28862
ایف ۔ اے	—	8888
بی ۔ اے	—	3438
ایم ۔ اے	—	387
ایم ۔ ایس ۔سی	—	160
ایل ۔ ایل ۔ بی و دیگر	—	42
بی ۔ ایس ۔ سی زراعت	—	4
بی ایس ۔ سی انجینئرنگ	—	249
دیگر پیشہ وارانہ کالجوں کے تربیت یافتہ	—	5486

(ب) حکومت بے روزگاران کو روزگار مہیا کرنے کی ذمہ داری سے کماحقہ آگاہ ہے اور اس ضمن میں مناسب منصوبہ بندی کر رہی ہے - اور ہر ضروری قدم اٹھا رہی ہے - موجودہ صورت حال گذشتہ چند سال کے ابتر سیاسی اور غیر یقینی معاشی حالات کا منطقی نتیجہ ہے - جب کہ مناسب سرمایہ کاری نہ ہو سکی اور بے روزگاری بڑھ گئی - اب حالات رویہ اصلاح ہیں لیبر اصلاحات سے صنعتی امن قائم ہو چکا ہے اور روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور بے روزگاری بتدریج کم ہوتی چلی جائے گی - مزید برآں حکومت نے سپاہ خدمت پیپلز ورکس پروگرام اور نیشنل ڈویلپمنٹ والنٹری کور جیسے منصوبوں پر عمل درآمد کر دیا ہے جن سے بیروزگاری میں خاطر خواہ کمی ہوگی -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا فاضل وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو تعداد انہوں نے فرمائی ہے - اس میں کتنی کمی پچھلے سال کی نسبت ہوئی ہے ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - میں آپ سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے - جو کچھ میاں خورشید انور نے فرمایا اس کی نسبت بعد میں آپ نے اپنی رائے دی - میری گزارش یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اسے اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیا جائے -

میاں خورشید انور - وہ کس خوشی میں - وہ اب آپ کو یاد آیا یا کوئی ہدایت آئی ہے باہر سے کہ اس کو حذف کر دیا جائے - مجھے سمجھ نہیں آتا وہ بالکل ضروری ضمنی سوال تھا -

مسٹر سپیکر - آج میاں صاحب آپ کس mood میں ہیں - کیا کوئی واقعہ ہو گیا ہے ؟

میاں خورشید انور - میں بڑے اچھے mood میں ہوں -

مسٹر سپیکر - کیا کوئی واقعہ اس اسمبلی سے باہر تو نہیں ہوا ؟

میاں خورشید انور - اب وزیر خزانہ کو یاد آیا کہ جو کارروائی ایک گھنٹہ پہلے ہوئی کہتے ہیں کہ اس کو حذف فرما دیا جائے - پہلے کیا سو رہے تھے ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - میں انتظار کر رہا تھا - وزیر مخت جواب دے رہے تھے میں ان کے سامنے سے گزرنا نہیں چاہتا تھا جس لمحے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی تو اس کو کوئی ایک گھنٹہ نہیں ہوا زیادہ سے زیادہ 10 منٹ ہوئے ہونگے -

میاں خورشید انور - میں سگریٹ پی کر آیا ہوں -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میں نے ضمنی سوال کیا تھا - اس کا فاضل وزیر نے جواب نہیں دیا اگر آپ فرمائیں تو میں اپنا سوال repeat کر دوں -

مسٹر سپیکر - پہلے انہوں نے ایک request کی ہے وہ میں سن لوں - آپ تھوڑی سی انتظار کر لیں -

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - مجھے سمجھ نہیں آئی کہ آپ وزراء صاحبان کی request کو تو فوراً تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں - اگر یہاں وزراء صاحبان کا محاسبہ نہیں ہو گا تو کیا آپ کے چیمبر میں جا کر ان سے سوال پوچھیں -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب آپ کے اس سوال کی وضاحت میں انہوں نے کہا ہے یہ کہ کچھ فاضل اراکین نے اخبارات میں بیان دیا ہے جو عوام کی پراپرٹی ہو چکا ہے - ان میں سے ایک فاضل رکن نے آپ کو اس ہاؤس میں repudiate کیا ہے اور فاضل وزیر کے متعلق جو بھی سٹیٹمنٹ دیا گیا ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا اس افسانے میں کوئی ذکر نہیں ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - حافظ علی اسد اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں -

مسٹر سپیکر - حافظ علی اسداللہ صاحب نے بڑا واضح طور پر

اس ہاؤس میں کہا ہے کہ جس کمشن کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے - ان کا الزام تو ٹرانسپورٹرز کے متعلق ہے بسوں کے خریدنے کے متعلق نہیں ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - ٹرانسپورٹ والا جو کمشن ہے اگر آپ اسے جائز سمجھتے ہیں ـــــ

مسٹر سپیکر - یہ بجٹ پر ڈسکشن نہیں ہے - بسوں کے خریدنے کا ریزولیوشن نہیں ہے بسوں کو خریدنے کی اجازت لینا یا کمشن مقرر کرنے کی کوئی کارروائی اس ایوان میں نہیں ہو رہی ہے - اس لئے میں اس قسم کی تقریروں کی اجازت نہیں دے سکتا - آپ کے اصرار پر میں نے کہا ہے کہ میں اس میں substantive question کی اجازت نہیں دیتا ہوں جب تک کوئی فاضل رکن اس سوال کی صحت کے متعلق اپنی ذاتی ذمہ داری قبول نہ کرے - آپ نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کیونکہ کچھ ارکان نے بیان دیا ہے جس میں اس بات کا ذکر ہے - ان میں سے ایک فاضل رکن نے یہاں کھڑے ہو کر کہا ہے کہ جو بات میاں خورشید انور صاحب نے کہی ہے ہمارے بیان میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے -

ملک محمد ظفر خان - جناب والا - اسے expunge کردیں

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - اس کو expunge کیا جائے - میں ان ضمنی سوالات کو حافظ علی اسد اللہ صاحب کے بیان کی روشنی میں دیکھوں گا -

سردار امجد حمید خان دستی صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دوبارہ کریں -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میں نے جو سوال پوچھا تھا وہ بڑا اہم سوال ہے کیونکہ بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے اور اس سے ملک میں بڑی بے چینی پیدا ہو رہی ہے - تو میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آیا بے روزگاری میں بتدریج کمی ہوئی ہے یا اضافہ ہوا ہے ؟ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا -

وزیر محنت - جناب والا- فاضل رکن نے پچھلے سال کے نگرز پوچھے ہیں - آس لئے علیحدہ سوال کریں تو میں پچھلے سال کا اور اس سال کا موازنہ کرکے ان کی خدمت میں بتا سکونگا -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میں نے عرض کیا ہے کہ آیا حکومت نے ان بے روزگار افراد کو روزگار مہیا کرنے کے لئے کوئی خصوصی اقدامات کئے ہیں - اگر کوئی خصوصی اقدامات کئے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوا ؟

وزیر محنت - میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ اس سلسلے میں ہم نے یہ اقدامات کئے ہیں - مثلاً سپاہ خدمت - پیپلز ورکس پروگرام - نیشنل ڈویلپمینٹ والنٹری کور یہ اب شروع ہیں اور اس کا نتیجہ عنقریب آپ کے سامنے آ جائے گا - اگر آپ آج تک کی detailed figures لینا چاہتے ہیں کہ کتنے لوگوں کو کیا کیا ملازمتیں ملیں تو اس کے لئے آپ علیحدہ سوال کریں - میں آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں گا -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب کی اجازت سے فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرا سوال بالکل واضح ہے کہ ان پروگراموں پر عملدرآمد ہونے کے باوجود پچھلے سال سے اس سال کمی واقع ہوئی ہے یا اضافہ ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر - وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے مجھے نوٹس چاہیے -

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud :--Will the Honourable Minister be pleased to state and informed the House as what is the highest pay in Sipha-e Khidmat ?

وزیر محنت - سپاہ خدمت کا محکمہ میرے پاس نہیں ہے اور میں تنخواہوں کے متعلق آن کا ریکارڈ نہیں رکھتا - لیکن اگر فاضل رکن یہ سوال کریں تو میں متعلقہ محکمہ سے معلوم کرکے ان کو بتا سکوں گا -

سردار نصراللہ خان دریشک - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت دیہاتی علاقے جو 85 فیصد آبادی پر مشتمل ہیں

ان کے لئے سرکاری ملازمت میں کوئی سپیشل کوٹہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر محنت - میرے خیال میں ہمارے ملک میں دیہاتی اور شہری آبادی کا جو فرق ہے وہ اب مٹتا چلا جا رہا ہے - سکول اور کالج اب دیہاتوں میں بھی کھل چکے ہیں اور عام merit پر داخلے ہوتے ہیں - لیکن اس کے باوجود گورنمنٹ نے پسماندہ علاقوں کے لئے سکولوں میں - کالجوں میں اور اس طرح دوسرے اداروں میں سیٹیں مقرر کی ہیں اور مزید بھی اس سلسلے میں فاضل اراکین اور دوسرے عوام کے مشورے سے جو کچھ بھی ہو سکا ہم کرینگے -

ہردار نصراللہ خان دریشک - کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ لاہور اور ڈیرہ غازی خان میں تعلیم کی برابر سہولتیں میسر ہیں ؟

وزیر محنت - میں عرض کروں گا کہ لاہور جو کہ صوبے کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کے علاوہ عرصہ دراز سے تعلیم کا مرکز بھی ہے اس کا اور ڈیرہ غازی خان کا مقابلہ تو نہیں ہو سکتا - لیکن یقیناً اب مظفر گڑھ میں بھی سکول اور کالج خاطرخواہ کھولے جا رہے ہیں اور اس کے لئے جو شکایت ہے وہ بھی دور ہو جائے گی -

میاں منظو احمد موہل - کیا وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کریں گے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرے خیال میں دیہاتی اور شہری علاقوں میں جو تفاوت ہے وہ مٹتا چلا جا رہا ہے - کیا یہ عملی طور پر مٹتا جا رہا ہے یا انہوں نے اپنے خیال میں اپنے گاؤں کا فرق جو ہے وہ مٹا دیا ہے ؟

Mr Speaker : That is hypothetical question.

شیخ عزیز احمد - کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ Non-matric یا مڈل پاس بے روزگاران کی تعداد بھی اس میں شامل ہے ؟

مسٹر سپیکر - اس میں جن کی تعداد شامل ہے وہ لکھا ہوا ہے - اگر اس میں Non-matric لکھا ہوا نہیں ہے تو وہ کس طرح شامل ہو گا

یہ چیز جواب سے واضح ہے -

شیخ عزیز احمد - کیا Non-matric بے روزگاران کا نام بے روزگاران کے دفتر میں اندراج نہیں ہوتا ؟

وزیر محنت - جو فگرز پوچھے گئے تھے اس کا جواب دے دیا گیا ہے -

مسٹر سپیکر - سوال میں میٹرک اور ایف - اے کے متعلق پوچھا نہیں گیا ہے - اس لئے آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا -

مسٹر شمیم احمد خان - کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ مہاجر لوگوں کا ملازمت میں تناسب دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر - یہ کون ہوتے ہیں ؟

مسٹر شمیم احمد خان - Refugees میرا مطلب یہ ہے کہ جو recruitment ہو رہی ہے اس میں ان کا کئی سال سے تناسب کم ہوتا جا رہا ہے تو کیا وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات ہے ؟

مسٹر سپیکر - جو 1947 کے بعد پیدا ہوا ہے وہ بھی مہاجر ہے یا نہیں ہے - ان کو پہلے یہ سمجھائیں -

مسٹر شمیم احمد خان - جناب والا - بات بالکل واضح ہے کہ جو مہاجر ہیں - refugee پہلے ہیں اور جو 1947 کے بعد پیدا ہوئے ان کے جو مہاجر خاندان ہیں - ان کی recruitment کا تناسب اس میں سے کئی سال سے مسلسل گر رہا ہے -

مسٹر سپیکر - میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے - انہوں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ فلاں فلاں لوگوں میں یہ یہ qualifications ہیں - ان میں سے کتنے لوگ ابھی تک بے کار ہیں اور پھر ان بے کار لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں تو آپ کا سوال بالکل الگ ہے اس کو آپ independently ہی پوچھیں -

---

سوشل سیکورٹی سکیم لاہور کے دو افسروں کی تعیناتی

3514* - چوہدری امان اللہ ملک - کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مسٹر فدا حسین ڈائریکٹر سوشل سیکورٹی سکیم لاہور اور مسٹر بلال اشرف ڈائریکٹر ہیڈ آفس لاہور کس ضلع کے رہنے والے ہیں اور دونوں کب سے لاہور میں تعینات ہیں ؟

وزیر محنت (میاں محمد افضل وٹو) - I مسٹر فدا حسین ڈائریکٹر سوشل سیکورٹی سکیم لاہور -

(i) ضلع لاہور -

(ii) 22 مارچ 1972ء

(2) مسٹر بلال اشرف ڈائریکٹر ہیڈ آفس لاہور -

(i) ضلع گوجرانوالہ -

(ii) جولائی 1966ء

صوبہ پنجاب میں دفتر روزگار کا قیام

3525* - ملک محمد اعظم - کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1973ء دفاتر روزگار کے ذریعے کتنے بیروزگار افراد کو ملازمت فراہم کی گئی -

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ میں بیروزگار افراد کے لئے مزید دفاتر روزگار کھولنے کی کسی سکیم پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر محنت (میاں محمد افضل وٹو) - (الف) جنوری 1972ء سے 31 مئی 1973ء تک 31,774 اشخاص کو بذریعہ دفاتر روزگار ملازمت ملی ہے -

(ب) صوبہ پنجاب میں 14 دفاتر روزگار پہلے ہی سے کام کر رہے تھے - حال ہی میں حکومت نے مزید دفاتر روزگار شیخوپورہ

میانوالی ، مظفر گڑھ ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولنگر میں کھول دئیے ہیں ۔ اس طریقہ سے اب صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ایک ایک دفتر روزگار کام کر رہا ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ لائل پور کے دفتر بے روزگاران کے اہلکاران رشوت لے کر بے روزگاران کے کارڈ درج کرتے ہیں اور وہاں رشوت انتہائی عروج پر ہے ؟

وزیر محنت ۔ جناب والا ۔ ہماری اطلاع کے مطابق تحریری طور پر یا دوسری صورت سے ایسی کوئی اطلاع یا شکایت دفتر میں موصول نہیں ہوئی ۔ لیکن فاضل رکن جیسا کہ بیان فرما رہے ہیں یہ تحریری طور پر یا زبانی طور پر متعلقہ دفتر میں اطلاع دیں تو ہم یقیناً انشاءاللہ پوری کوشش سے ایسے افسروں کے خلاف کارروائی کریں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ جو مژدہ جانفزا سنایا ہے کہ میانوالی اور مظفرگڑھ میں دفتر بے روزگار کھولے جا رہے ہیں کیا یہ دفتر بے روزگاری کو بڑھانے کے لئے قائم کئے جا رہے ہیں ؟

حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ حکومت نے بدعنوان افسروں کے خلاف جو محکمہ ٹرانسپورٹ میں ۔ بدعنوانیاں کرتے ہیں کوئی کارروائی کی ہے ؟

وزیر محنت ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر بد عنوان افسروں کے خلاف کارروائی محکمہ ٹرانسپورٹ نے کی ہے کسی اور محکمے نے اتنی نہیں کی ہے ۔

یونائیٹڈ کاٹن ملز خوشاب میں برطرف شدہ مزدوروں کی بحالی

***3526** - **ملک محمد اعظم** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ یونائیٹڈ کاٹن ملز خوشاب میں مورخہ

یکم جنوری 1972ء کو مزدوروں کی ایک کثیر تعداد کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا ۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان میں سے کتنے مزدوروں کو بعد ازاں بحال کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ متعلقہ عدالتوں کے احکام کے باوجود متذکرہ مزدوروں کو ابھی تک بحال نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر محنت (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست نہیں کہ یونائیٹڈ کاٹن ملز ، خوشاب کے کارکنوں کو یکم جنوری 1972ء سے ملازمت سے الگ کر دیا گیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ 72 کارکنوں کی ملازمت یکم جنوری 1971ء سے ختم کی گئی تھی ۔

(ب) ضلعی مجلس مشاورت محنت ، سرگودھا نے ان تمام 72 کارکنوں کی بحالی کی ہدایات جاری کر دی تھیں ۔

(ج) یونائیٹڈ کاٹن ملز ، خوشاب کی انتظامیہ نے ضلعی مجلس مشاورت محنت ، سرگودھا کی اس ہدایت کے خلاف ایک دیوانی مقدمہ دائر کر دیا ۔ تاہم 25-10-71 کو کارکنوں اور انتظامیہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کی رو سے کارکن 30-9-71 تک اپنے واجبات لینے پر رضا مند ہو گئے ۔ چنانچہ اس طرح وہ صنعتی تنازعہ ختم ہو گیا ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ کہ جن کارکنوں کو واجبات ادا نہیں کئے گئے ۔ کیا ان افسروں کے خلاف کاروائی کریں گے ؟

وزیر محنت ۔ میں نے گزارش کی تھی کہ ایک معاہدہ ہو چکا ہے جس کے تحت انتظامیہ واجبات کی ذمہ دار ہوگی اور یہ قانونی طور پر

ذمہ دار ہوگی - اور وہ معاہدہ کی پابند ہو گی - ہر مزدور کو اس معاہدہ کے تحت واجبات ضرور ادا ہونگے اور اگر کوئی واجبات کی ادائیگی میں سستی کا مرتکب ہوگا تو اس کے خلاف کارروائی ضرور ہو گی -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر خلیم رضا - پوائنٹ آف پرولیج - جناب والا - سوال نمبر 3547 سے لے کر 3565 تک سوالات کی کاپی میں لکھا ہوا ہے کہ جواب "موصول نہیں ہوا" یہ بڑی مشکل ہے کہ جن سوالات کے جوابات ممبران کو موصول نہ ہوں وہ اس کے متعلق تیاری نہیں کر سکتے - لیکن اب وزیر موصوف ان تمام سوالات کے جوابات پڑھ رہے ہیں اور ہم بے خبر ہو کو سن رہے ہیں - ہمارے پاس ان کے جوابات نہیں ہیں جن کے متعلق ہم ضمنی سوالات کے لئے تیاری کر سکیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ان کے جوابات ضرور آپکے پاس پہنچیں - وہی جواب درست ہوں گے جو یہاں پر وزیر موصوف پڑھیں گے - بعض اوقات جوابات دیر سے موصول ہوتے ہیں اس لئے وہ سوالات و جوابات کی فہرست میں چھپ نہیں سکتے - ویسے بہتر تو یہی ہے کہ جوابات چھپ کر ممبران کو مل جائیں -

وزیر محنت - جس وقت کاپی پرنٹ ہوئی اس وقت تک جوابات موصول نہیں ہوئے تھے - یہ جو جوابات اب موصول ہوئے ہیں ان کو میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

---

سرحد اور سندھ روڈ ٹرانسپورٹ سے پنجاب کی واجب الادا رقوم کی وصولی

***3547 - چوہدری علی بہادر خان** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ون یونٹ کے خاتمہ کے وقت ویسٹ پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن سے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کو جو حصہ ملا اس کی مالیت کیا تھی -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس حصہ میں سے کروڑوں روپیہ سندھ روڈ ٹرانسپورٹ اور صوبہ سرحد روڈ ٹرانسپورٹ کے ذمہ ہے - اگر ایسا ہے تو ہر صوبہ کے ذمہ کس قدر رقم واجب الادا ہے اور اس کی وصولی کا کیا انتظام کیا جا رہا ہے ؟

وزیر محنت (میاں محمد افضل وٹو) - (الف) وحدت مغربی پاکستان کے خاتمے پر پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے اپنے حصے کے جو اثاثے وصول کئے ان کی مجموعی مالیت چودہ کروڑ اٹھارہ لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے -

(ب) حسابات کی جانچ پڑتال کے بعد معلوم ہوا کہ سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میں دو کروڑ انانوے لاکھ انچاس ہزار روپیہ زیادہ لگا ہوا ہے - دراصل اس رقم میں ایک کروڑ اناسی لاکھ انچاس ہزار روپیہ اور ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ علی الترتیب پنجاب اور صوبہ سرحد کے روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے حصے کا سرمایہ تھا یہ رقم ابھی تک سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن سے واجب الوصول ہے -

اس رقم کی وصولی کا مسئلہ متعدد بار صوبائی فنانس سیکریٹریوں ، چیف سیکریٹریوں اور کونسل آف گورنر کے اجلاس میں زیر بحث آیا لیکن کوئی خاطرخواہ فیصلہ نہ ہو سکا آخر میں یہ سوال ون یونٹ تشکیل نو کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا -

محکمہ کمرشل آڈٹ نے حال ہی میں مغربی پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے حسابات کی جانچ پڑتال مکمل کی ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے جو نکات و استفسارات اٹھائے ہیں وہ طے ہو رہے ہیں اس کے بعد تفصیلی حسابات ون یونٹ تشکیل نو کمیٹی کو بھیج دئے جائیں گے تا کہ وہ مغربی پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے تقسیم اثاثہ جات اور واجبات کا حتمی فیصلہ کر سکیں -

روڈ ٹرانسپورٹ کی بسوں کے فالتو پرزہ جات

***3551 - چوہدری علی بہادر خان** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ کے پاس تقریباً 85 لاکھ روپے کے فالتو پرزے اس وقت بے کار پڑے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پرزوں کو فروخت کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ہاں تو کب تک ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ غلط اور فالتو پرزے ملازمین بورڈ نے خریدے تھے ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے ایسے ملازمین کے خلاف کارروائی کی اور کیا حکومت اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے مناسب اقدام کرے گی ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) (الف) جزوی طور پر صحیح ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس تقریباً پونے اڑتیس لاکھ روپے کے فالتو پرزہ جات بے کار پڑے ہیں ۔

(ب) قابل کاریگروں پر مشتمل سروے ٹیم بنائی گئی تھی جس کے ذمہ یہ فرض لگایا گیا کہ پوری چھان بین کے بعد یہ بتائے کہ ان پرزوں کو کس حد تک استعمال میں لایا جا سکتا ہے چنانچہ سروے ٹیم ہر سروس میں گئی ۔ ایک ایک پرزے کا بغور معائنہ کرنے کے بعد پرزوں کی خاصی تعداد الگ کر لی جن کو موجودہ گاڑیوں پر نعم العبدل کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ ٹیم نے ایسے پرزے بھی الگ کئے جو معمولی ردو بدل کے بعد استعمال میں لائے جا سکتے ہیں ۔ ٹیم نے

باقی پرزوں کو فروخت کر دینے کی سفارش کی تھی ۔ لہذا ان پرزوں کی فروخت کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

1 ۔ فالتو پرزوں کی فہرستیں تیار کرکے تمام بڑے بڑے ڈیلروں کو مہیا کی جا رہی ہیں ۔ تاکہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق فالتو پرزے خرید کر سکیں ۔

2 ۔ مزید برآں مرسیڈیز اور لی لینڈ کومبٹ کے پرزوں کی فروخت کے بارے میں ایران اور سری لنکا کے سفارت خانوں سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ امید کی جاتی ہے کہ اس طرح بہت سے پرزے قیمت خرید پر فروخت ہو جائیں گے ۔

(ج) یہ درست ہے ۔

(د) وہ ملازمین جو ان غلط پرزوں کی خرید کے ذمہ دار تھے بورڈ کی ملازمت سے سبکدوش کئے جا چکے ہیں ۔ اگرچہ حالات بورڈ ان سے باز پرس کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا بہر حال نقصان کو پورا کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں تفصیل کے لئے پیراگراف ''ب'' ملاحظہ فرمائیں ۔

روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی بسوں کا عملہ

***3552 - چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس کتنی بسیں ہیں جن سے کام لیا جا رہا ہے اور کتنی بسیں بیکار ہیں ۔ اور کتنی قابل مرمت ہیں ۔

(ب) روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس کل کتنا عملہ ہے اور ایک بس کے لئے کتنے ڈرائیور کنڈکٹر اور کلینر رکھے ہوئے ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) اس وقت پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں کار آمد بسوں کی تعداد 448 ہے 94 بیکار بسیں برائے نیلام کھڑی ہیں باقی 516 بسوں میں سے تقریباً (280) دو سو اسی بسیں ایسی ہیں جس کی مرمت پر کثیر رقم درکار ہے اسلئے انکا تفصیلی جائزہ لیا جا رہا ہے ۔ 236 بسیں مرمت کے قابل ہیں اور اس مقصد کے لئے رقم فراہم کی جا رہی ہے ۔

(ب) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کے موجودہ عملے کی تعداد 7423 ہے مقامی روٹوں پر چلنے والی ایک منزلہ بسوں پر دو ڈرائیور اور دو کنڈکٹر فی بس دونوں شفٹوں کے لئے تعینات کئے گئے ہیں دو منزلہ بس کے لئے دو ڈرائیور اور چار کنڈکٹر دونوں شفٹوں کے واسطے تعینات کئے جاتے ہیں ۔ ڈسٹرکٹ روٹوں پر ایک ڈرائیور ایک کنڈکٹر فی بس تعینات ہے ۔ عملے کی مذکورہ تعداد کے علاوہ بیماری ، رخصت اچانک غیر حاضری و دیگر ایسی ہی صورت حال سے نپٹنے کے لئے مجموعی عملے کی تعداد کا 25 فیصد عملہ رکھا ہوا ہے مقامی اور ڈسٹرکٹ روٹوں پر چلنے والی تمام بسوں پر کنڈکٹر ہی تعینات ہیں اور کلینر کا عہدہ ختم کر دیا گیا ہے ۔

نئی بسوں کی خریداری

***3554 - چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ پنجاب نے جو نئی بسیں حال ہی میں خریدی ہیں اس کے لئے کوئی رقم گورنمنٹ نے بطور امداد دی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کتنی نیز کتنی رقم بورڈ نے بطور قرضہ لی ہے اور یہ قرضہ کن شرائط پر لیا گیا ہے اور قرضہ کی واپسی کا کیا طریق کار ہوگا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) - پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو بسوں کی خریداری کے لئے حکومت نے کوئی مالی امداد نہیں دی ہے تاہم ترقیاتی پروگرام کے تحت حکومت نے 1454 بسوں مالیتی پندرہ کروڑ ننانوے لاکھ کی خریداری کی منظوری دی ہے یہ بسیں مقامی فنڈ سے خرید کی جائیں گی حکومت نے چار کروڑ بائیس لاکھ روپے کا ایک قرضہ 30 جون 1973 تک دیا ہے - جس پر سالانہ سوا سات فیصد شرح کے حساب سے سود وصول کیا جائے گا اس قرضے کی ادائیگی ششماہی بنیاد پر سات برس میں ہو گی اور پہلے دو سال رعائتی عرصہ شمار ہوں گے - جن میں کوئی ادائیگی نہیں ہوگی - سود کی ادائیگی فوری طور پر شروع ہو گی جو ششماہی بنیاد پر ہو گی - بقیہ 11077 کروڑ روپے تمسکات (debentures) سے حاصل کردہ رقم میں سے ادا کئے جائیں گے اور ان تمسکات پر آٹھ فیصد شرح کے حساب سے سود ادا کیا جائے گا - یہ تمسکات مالی ادارے اور بنک خریدیں گے -

حکومت پنجاب نے روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو ڈیڑھ کروڑ روپے کا ایک عارضی قرضہ دیا تھا تاکہ وہ اپنی دیرینہ ادائیگیاں کر سکے - اور ان بسوں کی مرمت کروا سکے جو سڑکوں پر چلنے کے قابل نہیں ہیں - یہ قرضہ تمسکات کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم سے ادا کیا جائے گا -

---

سنگھ پورہ لاہور کے بس سٹاپ کے لئے سایہ کی فراہمی

***3565 - میاں محمد رفیع** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور میں سنگھ پورہ اور ملحقہ علاقوں بھوگیوال اور باغبانپورہ سے سینکڑوں طلباء و طالبات بذریعہ بس اپنی تعلیمی درسگاہوں کو آتے جاتے ہیں -

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور میں سنگھ پورہ اور ملحقہ علاقوں بھوگیوال اور باغبانپورہ سے سینکڑوں طلباء و طالبات بذریعہ بس اپنی تعلیمی درسگاہوں کو آتے جاتے ہیں -

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ سنگھ پورہ کے بس سٹاپ کے دونوں طرف سایہ دار جگہ نہ ہونے کے باعث طلباء اور طالبات کو سخت دھوپ اور بارش سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سنگھ پورہ کے سٹاپ پر سایہ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) ۔ درست ہے ۔
(ب) درست ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ لاہور اومنی بس سروس مستقبل قریب میں سنگھ پورہ کے بس سٹاپ پر سیمنٹ اور کنکریٹ کا پختہ بس شیڈ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں وزیر موصوف نے غلطی سے کسی اور سوال کا جواب دے دیا ہے ۔ انہوں نے سوال نمبر 3665 کا جواب نہیں دیا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ میں نے سوال نمبر 3565 کا جواب دیا ہے ۔ سوال نمبر 3665 کا جواب موصول نہیں ہوا ۔ اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ صاحب کا شارٹ نوٹس سوال نمبر 3309 ہے ۔ چونکہ وزیر متعلقہ موجود نہیں ہیں اس لئے جب وہ آئیں گے تو یہ سوال لے لیا جائیگا ۔

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ جناب والا ۔ وزیر متعلقہ اپنے چیمبر میں بیٹھے ہیں ۔ میری اس ضمن میں ان کے ساتھ بات ہوئی ہے ۔ وہ اس سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں اسے 12 تاریخ کے لئے رکھ رہا ہوں ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ - جناب والا - پہلے بھی ایسے کئی مواقع آئے ہیں کہ اس سوال کو ٹال دیا جاتا رہا ہے - کہیں یہ نہ ہو کہ 12 تاریخ کو ایوان کی کارروائی ختم ہو جائے اور یہ سوال باقی رہ جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وزیر متعلقہ کو 12 تاریخ کے لئے پابند کیا جائے گا کہ وہ ایوان میں موجود رہیں -

---

اراکین اسمبلی کی رخصت

ملک محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی — مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :

> Due to illness I could not attend the Assembly Session on 5-7-73. Leave for the day may kindly be granted.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی -مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد صاحب خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> I could not attend meetings of the Standing Committee on Law and Parliamentary ffairs held on 12.5.73 and 29.5.73. Leave may kindly be granted.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد صاحب خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے :-

I shall be grateful if leave is granted to me from the 6th July till the end of the Session.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمیدالدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Since I was ill I could not attend the Assembly Session from 4th June to 7th June and the 20th June. My absence may please be condoned. Since I had to move my Amendments in respect of Small Industires Corporation Bill, which was under discussion in its second reading on the 5th July, at 11 A.M. onwards, I could not attend the Standing Committee meeting. My absence there from, may kindly be condoned

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ مورخہ 29-6-73 کے اجلاس میں اچانک طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا لہذا مورخہ 29-6-73 کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 27th, 28th and 29th June, 1973 due to illness. Kindly grant me for the said dates.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the sesion on 29-6-73 and 3.7.73 due to importatt engagameents. I will be obligedi if my application is placed before the House for grant of leave.

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوھدری فرزند علی صاحب صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام 22 جون کو گھر گیا تھا - جس کی وجہ سے حاضر اجلاس نہ ہو سکا رخصت عطا فرمائی جاوے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم صاحب قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بتاریخ 27 جون 1973ء
اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا -
براہ کرم رخصت عنایت فرمائی جائے

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم صاحب قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں علالت کی بنا پر 29.6.73
کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو
سکا - براہ کرم اس دن کی رخصت عنایت
فرمائی جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -
(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عطا محمد خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عطا محمد خان صاحب کھوسہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بذلہ بوجہ بیماری مورخہ 26 جون لغایت 29
جون 1973 کے اجلاس میں شرکت نہیں کر
سکا - مہربانی کرکے رخصت منظور کی جاوے

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی -

السلام علیکم - مورخہ 28 اور 29 جون 1973

بوجہ خرابی صحت اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم دو یوم کی رخصت عنایت فرمائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I humbly state that due to unavoidable circumstances I was unabl to attend the Assembly Session on 3.7.73. Therefore, I request you to very kindly grant me leave for the said date.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :—
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے :-
(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد صادق ملہی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد صادق صاحب ملہی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 5.7.73 کو اسمبلی سیشن میں حاضر نہ ہو سکا ۔ مہربانی کرکے چھٹی عطا فرمائی جاوے

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی :— مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان صاحب نیازی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I had an attack of allergic Asthima and articaria and could not attend the session of 3rd July, 1973. Kindly grant leave and oblige.

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال یہ ہے :
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی احمد علی بیٹو ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیات مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 55 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیات مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 55 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

حاجی احمد علی بیٹو ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 46 (الف) بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 46 (الف) بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احمد علی بیٹو - میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون انسداد گداگری پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون انسداد گداگری پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احمد علی بیٹو - میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیات مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انصرام بلدیات مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و ساجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احمد علی بیٹو - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مسلم عائلی قوانین مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1975ء تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فدا حسین - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون دعویداران کو ان کے استحقاق سے زائد اراضی فروخت پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون دعویداران کو ان کے استحقاق سے زائد اراضی کی فروخت پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فدا حسین - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) حق شفع مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 54 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر فدا حسین - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مالیہ اراضی مغربی پاکستان (مسودہ قانون نمبر 53 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - میں نے ایک تحریک التوا نمبر 102 پیش کی تھی جو چوھدری ظہور الہی پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس کی زندگی ختم کرنے کے لئے اس سے متعلق تھی - اس پر بحث کرنے کے لئے درخواست کی گئی تھی جناب نے اس تحریک کو صبح کے لئے ملتوی کر دیا تھا - اور قائد ایوان جناب ملک معراج خالد صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ صبح ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے اور اس سلسلے میں کوئی رپورٹ پیش کریں گے - مجھے افسوس ہے کہ صبح اچانک آپ نے ایک حکم بھیج دیا ہے کہ آپ نے یہ تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت نہیں دی - اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ تحریک یہاں پیش ہو چکی ہے ، قائد ایوان اس پہ بیان دینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں - اس مرحلے پر آپ کا حکم مناسب نہیں -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب کیا آپ ایوان میں موجود تھے ؟

میاں خورشید انور - بالکل موجود تھا -

مسٹر سپیکر - میں پروسیڈنگ دیکھونگا - جہاں تک میری یاداشت کام کرتی ہے ، یہ تحریک ایوان میں پیش نہیں ہوئی -

میاں خورشید انور - ملک صاحب نے یہاں بھی کہا اور باہر بھی مجھے کہا کہ میں نے رپورٹ منگوا لی ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کے اور ان کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس کا مجھے علم نہیں -

میاں خورشید انور - ملک صاحب نے کہا تھا کہ میں نے رپورٹ منگوا لی ہے اور میں ایوان کو اعتماد میں لوں گا ، چوھدری صاحب کی زندگی ختم کرنے کے لئے جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس کی تفصیل سے آگاہ کروں گا یا اس کی تردید کروں گا -

مسٹر سپیکر - بہر حال نہ انہوں نے مجھ سے بات کی ہے اور نہ

مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کے اور ان کے درمیان کیا بات ہوئی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ انہوں نے ہاؤس میں فرمایا تھا کہ میں کروں گا۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے جہاں تک یاد ہے ، یہ تحریک ایوان میں پیش نہیں ہوئی ۔ میں ریکارڈ چیک کروں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ پیش کی ہے جناب ۔

میاں مصطفٰے ظفر ۔ ریڈیو پاکستان میں بھی یہ نشر ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو ریڈیو پاکستان کا ذمہ دار نہیں ہوں وہ میرے ماتحت نہیں ہے ۔

میاں مصطفٰے ظفر ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ پیش ضرور ہوئی ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ آپ نے disallow کر دی ہو ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر disallow کرتے تو لیڈر آف دی ہاؤس کیوں کہتے کہ میں نے اس کی رپورٹ منگوائی ہے ، میں اس پہ بحث کروں گا یا ہاؤس کو اعتماد میں لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے یہ کہا تھا The National Assembly is seized of the matter. اور میں نے اس کو ایوان میں پیش نہیں ہونے دیا تھا ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ صوبائی مسئلہ ہے امن و امان کا اور یہاں کی انتظامیہ کا ، اس لئے نیشنل اسمبلی نے غالباً کر دیا ہوگا کہ آپ کچھ کریں گے ۔ میرا خیال ہے کہ اس مسئلے پر بحث ہو جانی چاہیے ۔ اگر قائد ایوان نہیں ہیں ، تو رامے صاحب اس سلسلے میں بیان دے سکتے ہیں ۔ جب ان کی زندگی ختم کر دی جائے گی پھر ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے گا تو کیا فائدہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ، اس کی باری نہیں آ رہی تھی ۔ آپ نے کہا کہ بہت ضروری بات ہے اور اس طرح ہو جائے گا تو غالباً آپ کے اور ان کے درمیان کچھ اس قسم کی بات چیت ہوئی ۔ تو

مجھے یاد نہیں - بہر حال میں ریکارڈ میں یہ بات دیکھوں گا - لیکن جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے وہ بالکل vague ہے ، hypothetical قسم کا سوال ہے -

میاں خورشید انور - hypothetcal کیسے بن گئی - ایک آدمی کی زندگی کا سوال ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب ، ابھی آپ نے ایک رولنگ دی ہے کہ اس دن کی کارروائی دیکھنے کے بعد آپ فیصلہ فرمائیں گے - لیکن جناب ابھی آپ نے دوسرے الفاظ کہہ دیئے ہیں کہ اس تحریک کی کوئی حیثیت ہی نہیں ، اور وہ کوئی تحریک ہی نہیں مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ایک ہی وقت میں آپ جناب دو رولنگ کیسے دے سکتے ہیں - آپ کے بہت بھاری اختیارات ہیں - لیکن یہ جو الفاظ جناب نے فرمائے ہیں ، میں درخواست کروں گا کہ یہ اس وقت تک آپ استعمال نہیں کر سکتے جب تک آپ وہ پروسیڈنگ پورے طور پر پڑھ کر دیکھ نہ لیں -

مسٹر سپیکر - جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے ، وہ جواب غالباً میاں خورشید انور صاحب کو تحریراً پہنچ چکا ہے ، مگر اس پہ چونکہ یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ یہ ایوان میں باقاعدہ پیش ہو گئی تھی اور اس ایوان میں کچھ کہا گیا یا کچھ فیصلہ ہاو تو میں اس کو verify کر لوں گا -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - اس لئے میں نے کہا ہے کہ جب تک آپ verify نہ کریں ، تب تک آپ اس کے خلاف رولنگ نہیں دے سکتے - چونکہ جناب رولنگ دے چکے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کی اب کوئی وقعت نہیں رہی - آپ کی رولنگ کے بعد یہ تحریک ختم ہو چکی ہے - اب جب تک آپ وہ کارروائی نہ پڑھیں گے اس تحریک پہ عمل درآمد نہیں ہوگا ، آپ کے فیصلے کے بعد اس پوائنٹ آف آرڈر پہ رولنگ دیں -

مسٹر سپیکر - میں نے رولنگ نہیں دی - میں نے تو جو ان کے پاس لکھا ہوا پہنچا ہے اس کو دھرایا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - آپ کے منہ سے جو الفاظ نکلتے ہیں وہ رولنگ کی حیثیت رکھتے ہیں - میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ رولنگ ہے -

مسٹر سپیکر - خان صاحب ایسا ضروری نہیں کہ جو بات میں کہوں وہ رولنگ ہوتی ہے - جب میں کوئی فیصلہ کروں تو وہ رولنگ ہوتی ہے اور جو فیصلہ نہ کروں وہ رولنگ نہیں ہوتی -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کارروائی دیکھنے کے بعد پھر میں فیصلہ کروں گا - جب تک اب آپ کارروائی نہ دیکھیں گے تب تک آپ کا یہ letter suspend ہو چکا ہے - میں جناب کو یہ عرض کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر - بہت اچھا - میاں خورشید انور کی تحریک التوائے نمبر 88 پہلے ایوان میں پڑھی جا چکی ہے یہ ڈیرہ غازی خان اور تحصیل جام پور میں سیلاب سے متعلق ہے اس کو سوموار کے لئے ملتوی رکھا گیا تھا -

میاں خورشید انور - کابلوں صاحب نے جواب دینا تھا -

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) - جناب والا - اس کا جواب مجھے دینا ہے -

مسٹر سپیکر - اب میں اس کو دوبارہ ایوان میں پڑھے دیتا ہوں -

تحصیل ڈیرہ غازی خان اور جام پور کے سیلاب زدہ عوام کے لئے سرکاری امداد کا انتظام نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ 2 جولائی 1973ء کی اطلاع کے مطابق دریائے سندھ میں طغیانی سے تحصیل ڈیرہ غازی خان اور تحصیل جام پور کا ایک بڑا حصہ

سیلاب کی لپیٹ میں آ گیا ہے ۔ اس ساری صورت حال میں مقامی آبادی کی پریشانی ایک فطری عمل ہے ۔ متاثرہ مواضعات کے لوگ اپنے طور پر نقل مکانی کر رہے ہیں ۔ لیکن سرکاری طور پر ان کی امداد کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ حکومت پنجاب کی اس لاپرواہی سے ڈیرہ غازی خان اور جام پور کے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی ، غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں نے ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان اور فلڈ ریلیف کمشنر سے اس بارے میں پتا کیا ہے ۔ وہ یہ کہتے ہیں ۔ کہ تحصیل ڈیرہ غازی خان اور تحصیل جام پور میں سیلاب کی خبر درست نہیں ۔ جن دنوں کی یہ خبر ہے ، ان دنوں ڈپٹی کمشنر خود تونسہ بیراج پر بیٹھے رہے ہیں ۔ وہ نہیں سمجھتے کہ وہاں کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے ۔ بہر حال فلڈ ریلیف کمشن سارے صوبے میں چوکنا ہے ۔ کل ہی میں نے اس کی ایک اور میٹنگ کی ہے تا کہ اسے اور tone up کیا جائے ۔ اور اگر کوئی واقعہ اس وقت ایسا ہو تو فاضل رکن میرے نوٹس میں لائیں ۔ حکومت کی مشینری فوراً حرکت میں آئے گی اور جو لوگ متاثر ہوں گے ان کی امداد کی جائے گی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ افسران متعلقہ نے وزیر صاحب کو بڑی غلط رپورٹ بھیجی ہے ۔ اس سلسلے میں وہاں کے لوگوں نے بار بار احتجاج کیا ہے ۔ اخبارات میں کافی دنوں سے مسلسل آتا رہا ہے ۔ اخبارات نے ایڈیٹوریل لکھے اور وہاں سے مختلف جماعتوں نے ریزولیوشن پاس کرکے بھیجا ان کے افسران فرما رہے ہیں جناب وہاں ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا ۔ میرا خیال ہے کہ وہ کسی ہیڈ کی سیر کرکے واپس آ گئے ہوں گے ، انہوں نے موقع پر جانا مناسب نہیں سمجھا ۔

وزیر آبپاشی ۔ آپ یہ نہ سمجھا کریں کہ ہر معاملے میں قطعی علم صرف فاضل رکن میاں صاحب کو ہی ہوتا ہے ، اور لوگوں کو بھی پتا ہے ، فاضل رکن بھی confuse ہو سکتے ہیں ۔ اصل میں فاضل رکن اب جس چیز کا ذکر کر رہے ہیں ، وہ دوسری تحصیل میں واقعہ ہے ۔ وہاں

لوگوں نے خود نہر کو توڑا ، یہ ایک بہت اچھا واقعہ ہے ، میں بتا دوں وہاں جو صحافی ہیں ، رپورٹرز ، ان کے موجودہ xen کے ساتھ ، جن کے زمانے میں نہر ٹوٹی ، آپس میں کوئی ٹھیک معاملات نہیں - پہلے جو xen تھے وہ پبلک relationing زیادہ اچھی کرتے تھے - وہ نہر ہمیشہ توڑ لیا کرتے ہیں ، جب ان کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور خود شور مچاتے ہیں - اس بار وہاں جو رپورٹر ہیں ، ان کے چونکہ xen کے ساتھ اچھے تعلقات نہ تھے انہو نے کہا کہ سیلاب آ گیا ہے اور نہر سیلاب سے ٹوٹ گئی ہے - حالانکہ ان کے اوپر کیس کروایا ہے اور ان پر ہم تاوان بھی ڈال رہے ہیں - نہر لوگوں نے خود کاٹی تھی - دونوں میں آپ confuse کر رہے ہیں - اگر آپ نہر کے ٹوٹنے کا ذکر کر رہے ہیں تو وہ لوگوں نے خود توڑی تھی اور اس سے انہوں نے فصلوں کو بہت اچھے طریقے سے سیراب کیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی نقصان انہوں نے خود بخود نہیں کیا -

میاں خورشید انور - جناب والا - وزیر صاحب کو پتا ہونا چاہیے کہ ان دنوں زمینداروں کو پانی کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی اور وہ نکے ان دنوں نہیں ہوا کرتے - نہ ہی رپورٹروں کو ضرورت ہو گی - - - - - - - -

وزیر آبپاشی - بالکل غلط بات ہے - ڈیرہ غازی خان سے متعدد بار درخواستیں آئیں کہ ہمیں فوراً پانی چاہیے - وہاں سے فاضل رکن لغاری صاحب جو یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ اس کی گواہی دیں گے - انہوں نے ضد کرکے ڈیرہ غازی خان کی نہر ہم سے کھلوائی ، حالانکہ وہاں silting کا خطرہ تھا - لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں ، ہمیں آج کل فوراً پانی چاہیے میں اس لئے کہہ رہا تھا کہ فاضل رکن کے پاس ساری معلومات کا ٹھیک نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - "ٹھیک" کا لفظ مناسب نہیں ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ بالکل غلط بات ہے - حالانکہ فاضل رکن میاں صاحب کی ہم بہت عزت کرتے ہیں - لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ قطعی علم صرف انھی کو ہوتا ہے - باقی تمام محکمے کے لوگ جو بیراج پر بیٹھے ہیں ، جو کینال پر بیٹھے ہیں ، جنھوں نے دیکھا ہے کہ کٹ لگا ہے جنھوں نے ان کے خلاف مقدمہ درج کروایا ہے ، جو اس کے خلاف تاوان ڈال رہے ہیں وہ سب غلط ہیں - اور یہ بھی ان کو معلوم ہے کہ لوگوں کو آج کل پانی کی ضرورت ہی نہیں ، حالانکہ فاضل رکن لغاری صاحب اور دوسرے ڈیرہ غازی خان کے ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ، وہ یہ گواہی دیں گے کہ انھوں نے کہا ہے کہ ہمیں آج کل پانی چاہیے -

میاں خورشید انور - وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے کوئی ٹھیکہ نہیں لیا ہوا - میرے پاس انفارمیشن کا سب سے بڑا ذریعہ اخبارات ہیں - وزیر صاحب کے ذرائع وسیع ہیں ، ان کو اور ذریعوں سے بھی اطلاع آ سکتی ہے ویسے وزیر صاحب نے میرے متعلق جو فرمایا ہے کہ میں نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا ، وزیر صاحب ایک ڈاکٹر سے تعلیم کے ماہر بنے ، اب نہر کے ماہر بن رہے ہیں انہیں پتا ہونا چاہیئے کہ ان دنوں کٹ کی ضرورت نہیں ہوتی - نہ ہی اخبار والوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ پہلے کٹ کروائیں اور پھر خبر دیں - وہاں سے لوگوں کے تار آئے ہیں ، خطوط آئے ہیں جو میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں - اور جناب فرما رہے ہیں کہ میں نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے نہر کا ٹھیکہ تو آپ کے پاس ہے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - میاں صاحب تو اتنی بڑی جمہوری پارٹی کے پریذیڈنٹ ہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ جمہوریت میں جمہوری نمائندے حکومت کرتے ہیں technocrats نہیں کرتے - میں اس ایوان میں کئی بار یہ سبق پڑھا چکا ہوں - جناب والا - ویسے تو ایک نسل گذر جائے گی تب کہیں ہمیں جا کر پتہ چلے گا کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - میں آج بڑا

حیران ہوں کہ ایجوکیشن منسٹر صاحب کے منہ سے ایسے الفاظ نکل رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - وزیر آبپاشی کہیے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب ہیں تو وزیر تعلیم - میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کے منہ سے آج ایسے عمدہ عمدہ الفاظ نکل رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ڈکشنری انہوں نے کہاں سے لے لی ہے - کبھی کسی عوامی نمائندے کو ٹھیکیدار کہتے ہیں کبھی ہمیں یہ کہتے ہیں کہ میں آپکو سبق پڑھا رہا ہوں - جناب والا - ان کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ وہ حال ہی میں بڑی اچھی زبان استعمال کیا کرتے تھے - خدا کے لئے آپ اچھی زبان استعمال کریں -

وزیر آبپاشی - آج صبح سے فضا انہوں نے خود خراب کی ہے -

Mr. Speaker. Don't take notice of that.

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ اسی کا اثر ہے ورنہ میں کبھی ایسے نہیں بولا کرتا - یہ اسی کا اثر ہے اس لئے کہ کوئی فاضل رکن اگر یہ اپنے آپ کہ arrogate کر لے کہ قطعی علم اس کے پاس ہے تو یہ غلط attitude ہے اور میں تو ہر ایک کا احترام کرتا ہوں - جناب والا - روکڑی صاحب نے جو اعتراض کیا ہے کہ میں نے کہا ہے کہ میں سبق سکھا رہا ہوں یہ ایسی بات نہیں ہے میں کسی کو سکھا نہیں رہا - لیکن مجھے یہ بار بار یاد دلانا پڑتا ہے کہ اس ملک میں ہم عوامی نمائندے ہیں اور جمہوریت کے نام پر منتخب ہو کر آئے ہیں - آپ مجھے بتائیں کیا آپ کسی کوالیفیکیشن کے نام پر منتخب ہو کر آئے ہیں ؟ آپ عوامی نمائندے تھے - آپ نے لوگوں کو کہا کہ میں آپ کی ترجمانی کروں گا لوگوں نے آپ کو نمائندہ بنا دیا -

میاں خورشید انور - عوامی نمائندہ ہونا ہی کوالیفیکیشن ہے ڈاکٹر صاحب -

وزیر آبپاشی - تو پھر کسی کی سہارت کی ضرورت نہیں ہوتی عوامی نمائندوں کے لئے -

میاں خورشید انور - جناب والا - ضروری نہیں ہے کہ تمام لوگ ایم - آر - سی - پی کر کے آئیں - یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے ڈاکٹر صاحب کے تقریر کرنے کا کہ میں نے کوئی ایسی فضا پیدا کی ہے ہاؤس میں -

وزیر قانون - پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں -

میاں خورشید انور - ڈاکٹر صاحب نے اگر وٹو صاحب سے کوئی اثر لیا ہے کیونکہ وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - اتنا ڈسپلن بھی نہیں ہے کہ لیڈر آف دی آپوزیشن انہیں روک رہے ہیں لیکن میاں صاحب بولتے جا رہے ہیں آج بہت سارٹ بنے ہوئے ہیں پتہ نہیں کیا بات ہے -

میاں خورشید انور - میں تیرے جیہا سوھنا نئیں بنیا ہویا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں گذارش یہ کرنی چاھتا تھا کہ اگر ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں کوئی اشتعال اس طرف سے پیدا ہوا ہے تو وہ نہایت ھی افسوسناک ہے لیکن انہوں نے ایک سوال کیا ہے - کہ کیا ھم کسی کوالیفیکیشن کی بنیاد پر منتخب ہو کر آئے ہیں ؟ تو ھم کسی نشان کی بنیاد پر منتخب ہو نہیں آئے -

وزیر آبپاشی - اس کی ھم قدر کرتے ہیں علامہ صاحب -

مسٹر سپیکر - میرا خیال ہے یہ بحث جو ہے اب ختم کی جائے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ انہوں نے میرے متعلق کہا ہے کہ پہلے میں ماہر تعلیم بن گیا - - - - - - - - - - -

مسٹر سپیکر - ڈاکٹر صاحب کوئی بات نہیں ہے -

وزیر آبپاشی - نہیں جناب والا - میں یہ عرض کروں گا کہ - - - -

مسٹر سپیکر - آپ نے یہاں وضاحت کر دی ہے کہ کوئی بھی یہاں پر کسی مہارت کی بنا پر نہیں آیا بلکہ عوام کے ووٹوں سے آیا ہے -

وزیر آبپاشی - اور جو ایسا سوچتا ہے جناب والا - وہ آمریت کی سوچ رہا ہے - مجھے یہ سمجھ نہیں آتی - جناب والا - یہ ھنسنے کی بات نہیں

ہے ۔ اگر آپ پولیٹیکل سائنس کو سمجھتے ہیں تو اگر کوئی شخص اس لائن پر چل رہا ہو تو وہ آمریت کی طرف technocrats کی آمریت کی طرف چل رہا ہوتا ہے ۔ جس کے ہم خلاف ہیں ۔ ہم عوامی نمائندے ہیں اور عوام کی رائے کو یہاں represent کرتے ہیں ۔ اور یہاں پر کسی آدمی کو ٹیکنیکل کوالیفائیڈ ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ آپ دنیا جہان کی کسی پارلیمنٹ کو یا حکومتوں کو دیکھیں ٹیکنیکلی کوالیفائیڈ ہونا ضروری نہیں ہوتا کسی منسٹر کے لئے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement given by the Minister that وہاں پر کوئی سیلاب نہیں آیا اور ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے ۔ The motion is ruled out of order.

ملک خالق داد خان بندیال ۔ جناب سمہ صاحب تشریف رکھتے ہیں وہی اس کے متعلق روشنی ڈال دیں تاکہ وہ پریس نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پریس کریں یا نہ کریں It is not being put

چیچہ وطنی میں پرائمری سکول برانچ نمبر 2 کی عمارت پر ایک با اثر شخصیت کا قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ”نوائے وقت“ مورخہ 3 جولائی کی اطلاع کے مطابق چیچہ وطنی میں ایک با اثر شخصیت نے پرائمری سکول برانچ نمبر 2 کی عمارت پر قبضہ کر لیا ہے ۔ متذکرہ شخص جس کے خلاف شراب نوشی، چوری اور غنڈہ گردی ایکٹ کے تحت کئی مقدمات قائم ہیں ۔ متعلقہ افسروں کے ساتھ ملکر عمارت پر قبضہ کر چکا ہے ۔ چیچہ وطنی کے شہریوں نے اس ناجائز اقدام پر سخت برہم ۔ غم و غصہ اور شدید اضطراب کا اظہار کیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ پرائمری سکول ہندو اوقاف کی بلڈنگ میں قائم تھا اور چالیس روپے ماہوار کرایہ پر میونسپل کمیٹی نے ایک نئی

بلڈنگ بنا لی ہے اور انہوں نے یہ جگہ چھوڑ دی ہے ۔ اب اگر یہ جگہ جو کسی سکول نے چھوڑ دی ہے ۔ اور کسی اور شخص کو دے دی گئی ہے جس کی شہرت جیسا کہ فاضل محرک بیان کر رہے ہیں ٹھیک نہیں تو میں اس کے متعلق نہیں کہہ سکتا ۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں اضطراب کا یا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کا کیا جواز ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سکول یہاں سے شفٹ کر گیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ سکول نے وہ بلڈنگ چھوڑ دی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اس میں غنڈے جو ہیں وہ رہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ نے لکھا ہے کہ سکول کی بلڈنگ پر قبضہ کر لیا گیا ہے ۔ جب کہ یہ اب سکول کی بلڈنگ نہیں ہے

Therefore it has become infructuous.

پانی کی لائن پھٹنے سے لاہور میں بازار لنگے منڈی اور پانی والا تالاب کے علاقوں کے مکانات کی مخدوش حالت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن اور لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کی غفلت کی وجہ سے پانی کی لائن پھٹ جانے سے لاہور میں اندرون شہر کی آبادیوں بازار لنگے منڈی اور پانی والا تالاب کے تقریباً دو سو مکانات کی حالت مخدوش ہو گئی ہے اس علاقہ میں رہنے والے افراد کی زندگی ہر وقت خطرے میں ہے جس سے شدید پریشانی اور اضطراب پیدا ہو چکا ہے ۔

فاضل چیف منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ وہ اس کا جواب دینے کے باوجود مزید کچھ معلومات حاصل کریں گے اور اس ہاؤس کو بتائیں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کی تفصیلات میرے پاس آ گئی ہیں جواب تو انہوں نے دے دیا تھا لیکن مزید معلومات بھی میرے پاس موجود ہیں

جو میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ بازار لنگے منڈی ، پانی والا تالاب چونکہ اندرون شہر کے کافی اونچے مقام پر واقع ہے لہذا یہاں نالیوں میں پانی کے رکنے یا کناروں سے باہر بہہ جانے کا بہت کم امکان ہے ۔ اس علاقے کی نالیوں کا بہاؤ بالکل درست ہے اور نالیوں کی disposal کے لئے لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے سیوریج میں ان نالیوں کا پانی ڈالنے کے لئے باقاعدہ ایک منصوبہ بنایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معلوم ہوتا ہے تحریک کو پڑھا نہیں گیا انہوں نے یہ کہا تھا کہ جو واٹر پائپ پھٹ گیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وہ بتانا یہی چاہتے ہیں کہ نہ تو واٹر پائپ پھٹا ہے اور نہ نالیاں جو ہیں ان کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے اور اس میں یہ ہے کہ اس علاقے کی نالیوں کی انجینئرنگ وغیرہ کی ساری انسپکشن انہوں نے کروائی ہے اور یہ تمام تر درست ہیں ۔ بہر حال اس کی جو تفصیلات ہیں ان کے مطابق تو کارپوریشن اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مسئلہ کارپوریشن سے متعلق نہیں ہے یہ امپروومنٹ ٹرسٹ سے متعلق ہے ۔ آپ اسکی مزید تصدیق کر لیں ۔ میاں خورشید انور صاحب کی یہ تحریک التوائے کار واٹر پائپ سے متعلق ہے drainage سے متعلق نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ تحریک التواء میں امپروومنٹ ٹرسٹ کی غفلت سے متعلق ہی لکھا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ بجا ہے ۔ یہ جواب لاہور کارپوریشن کی طرف سے آیا ہوا ہے ۔ امپروومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے دراصل اس کا جواب آنا چاہیے میں اس کی دوبارہ تحقیقات کر لوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ تحریک التوائے کار نمبر 94 میاں خورشید انور کی طرف سے ہے ۔ 95 نمبر سید تابش الوری صاحب کی ہے ۔ 97 نمبر بھی تابش الوری صاحب کی ہے ۔ 100 نمبر پر مرزا فضل حق صاحب کی ہے

اور 103 نمبر پر علامہ رحمت اللہ صاحب کی تحریک ہے ۔ زیادہ تفصیل سے میاں خورشید انور صاحب کی تحریک ہے اس لئے میں اس کو لیتا ہوں ۔

چیچہ وطنی میں مجلس احرار کے راہنما سید عطاءالمحسن کی گرفتاری اور ان کا سنٹرل جیل ساہیوال میں پھانسی کی کوٹھڑی میں محبوس کیا جانا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " جمہور ،، 4 جولائی کی اطلاع کے مطابق چیچہ وطنی پولیس نے مجلس احرار کے راہنما سید عطاء المحسن کو ایک جلسہ عام سے خطاب کرنے کے فوراً بعد گرفتار کر لیا اور ان کو سنٹرل جیل ساہیوال میں پھانسی والی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا ۔ سید عطاء المحسن نے اپنی تقریر میں ختم نبوت اور قادیانیوں کی اندرون و بیرون ملک سرگرمیوں پر کڑی نکتہ چینی کی تھی ۔ صوبہ پنجاب کے ایک عالم دین کی گرفتاری سے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ 2 جولائی کو چیچہ وطنی کے جلسہ عام میں بہت سے مقررین نے تقاریر کیں ۔ جن میں مولانا عطاء المحسن بھی شامل تھے لیکن انہوں نے ایک فرقے پر نکتہ چینی ہی نہیں بلکہ ان کو غلیظ گالیاں دیں اور اس پر تھانہ چیچہ وطنی میں زیر دفعہ 14 مینٹیننس آف پبلک آرڈر آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ۔ چونکہ جرم قابل دست اندازی پولیس تھا اس لئے پولیس نے انہیں 3 جولائی کو اسی مقدمہ کے سلسلے میں گرفتار کیا ۔

مسٹرسپیکر ۔ آج اسکی پوزیشن کیا ہے ؟ اس لئے کہ یہ 3 جولائی کا واقعہ ہے اور آج 9 جولائی ہے تو کیا trial ہے یا اس میں کوئی detention مقصود ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ ماہر قانون کی حیثیت سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ کس نوعیت کا واقعہ ہے اور Maintenance of Public Order Ordinance کی دفعہ 14 کے مطابق ان کے اوپر کیا کارروائی ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اصل مقصد یہ ہے کہ جب کسی کی گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے تو جناب بہتر جانتے ہیں کہ اس کا ایک پروسیجر ہوتا ہے کہ اسے کہاں رکھا جاتا - بیشک سزا نہ پائے لیکن سوال یہ ہے کہ ان کو پھانسی کی کوٹھڑی میں الگ رکھا گیا جس سے خوف و ہراس اور اضطراب و بے چینی پیدا ہوئی - اس کا جواب وہ دیں کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط -

مسٹر سپیکر - آپ وقت لے لیں اور مزید تفصیل حاصل کر لیں -

وزیر خزانہ - اگر سوال کا مقصد یہ ہے کہ ان کو کسی قسم کی کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے تو میں اس کا پتہ لے لیتا ہوں -

میاں خورشید انور - جناب والا - انہوں نے کسی کو گالی نہیں دی انہوں نے صرف احمدیوں کے خلاف اظہار خیال کیا تھا -

Mr. Speaker. I cannot convert this House into a Court of Law.

میاں خورشید انور - آپ احمدیوں کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب میں آپ سے زیادہ ختم نبوت کا قائل ہوں - مگر میری پوزیشن ایسی ہے جیسے مولانا آزاد نے "تذکرے" میں لکھا ہے -

انداز جنون کون سا ہم میں نہیں مجنوں
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں قانون اور ضابطے کا پابند ہوں - اب سید قابش الوری کی تحریک التواء نمبر 96 کو لیتے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میرا خیال ہے کہ باقی تحاریک التواء کار کل کے لئے رکھ لیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - اس کو پینڈنگ کر دیجئے -

مسٹر سپیکر - مرزا فضل حق نہیں ہیں - 103 بھی ہوگئی -

میاں خورشید انور - جناب والا - ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی تھی کہ چشتیاں کے قریب پیپلز پارٹی کے دو گروپوں میں فائرنگ ہوئی - وہاں ہنگامہ ہوا - ایک طرف ممبران اسمبلی کی پارٹی تھی اور دوسری طرف

جناب وزیر محنت میاں محمد افضل وٹو صاحب کی پارٹی تھی - جناب نے ایک حکم بھیجا ہے جس کی وجہ سے اسے disallow کر دیا گیا ہے - لیکن جناب والا اس قسم کی تحریکیں یہاں زیر بحث آئی ہیں - اس جھگڑے میں وزیر محنت بھی ملوث تھے شاید اس لئے آپ نے اس کی اجازت نہیں دی -

مسٹر سپیکر - میاں صاحب ایسی کوئی بات نہیں ہے - بات یہ ہے - کہ پنجاب میں ساڑھے تین پونے چار کروڑ کی آبادی ہے - صبح و شام کہیں نہ کہیں تو جھگڑا ہوتا ہی رہتا ہے کہیں فساد ہوتا ہے کہیں کوئی آدمی قتل ہوتا ہے - ایسی باتیں جس میں حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے چاہے اس میں کوئی وزیر ملوث ہو اس کو یہاں زیر بحث لانے کی اجازت نہیں دے سکتا -

میاں خورشید انور - جناب والا - وزیر صاحب نے فائرنگ کرائی ہے - اگر وزراء کرام ایسے کام کرتے ہیں تو اس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے - جن لوگوں نے امن و امان بحال کرنا ہے اگر وہ لوگ اس قسم کی کارروائیاں خود کریں تو یہ مناسب نہیں ہے -

Mr. Speaker. I have already said that I can't convert this House into a court of law and decide issues.

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - مجھے اس سے بحث نہیں کہ میاں خورشید انور نے اس پر کیا کہا تھا - جناب نے جو رولنگ ارشاد فرمائی ہے - اس پر آپ نظر ثانی فرمائیں - اس لئے کہ جہاں بھی اس صوبے کے امن و امان کی situation کے بارے میں خطرہ لاحق ہوگا یا ایسی صورتحال پیدا ہو جائیگی کہ جہاں جانوں کے تلف ہو جانیکا خطرہ در پیش ہو یا زندگی کے دیگر مسائل در پیش ہوں اور زندگی خطرے میں پڑ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ذریعے سے اس پر بحث ہو سکتی ہے - اور ہوتی رہی ہے اور یہی precedents ہیں اور یہی پارلیمانی روایات ہیں -

میاں منظور احمد موہل - جناب سپیکر - اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس مسئلے پر کچھ کہنا چاہتا ہوں - جناب والا - چشتیاں میں صوبائی اسمبلی کے دو ممبران تھے جو اس ہاؤس کے معزز رکن تھے ان پر فائرنگ کی نسبت اخبارات میں بھی ذکر آیا تھا حالانکہ پیپلز پارٹی کا دھڑا دوسری طرف نہیں تھا - پیپلز پارٹی میں وہاں پر اتحاد ہے - صرف وہاں کچھ غنڈے تھے اور فاضل وزیر نے وہاں پر بلائے ہوئے تھے اس لئے یہ

بہت اہم واقعہ تھا میرا خیال ہے کہ اس کو اس ہاؤس میں ڈسکس کیا جائے۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں بھی عرض کروں کہ اگر اس پر بحث نہ کی گئی یا اس واقعہ کو اس طرح بیدردی سے مسترد کر دیا گیا تو ہمارا چشتیاں میں جانا مشکل ہو جائے گا کیونکہ وہ اب بھی دندناتے پھر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو ہم چھوڑیں گے نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس کی کتنی اہمیت ہے ۔ میاں صاحب نے تصدیق بھی فرما دی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس پر بحث فرما ہی لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ کو اس کے متعلق کوئی اطلاع پہنچ گئی ہے

میاں خورشید انور ۔ آپ نے مجھے اجازت نہیں دی ۔ مجھے یاد ہے کہ پرسوں ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس کو کسی کمیٹی کے سپرد کر دیں گے یہ پتہ نہیں کہ اس کو اس کے سپرد کر دیا گیا ہے یا نہیں ۔ جناب والا ۔ اب اس مسئلہ کی تصدیق بھی ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تحریک استحقاق ضرور تھی میں نے کہا تھا کہ اس کا فیصلہ کمیٹی کرے گی کہ کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے ۔ کیونکہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ تو اس وقت میں نے یہ ضرور کہا تھا کہ یہ وہ کمیٹی فیصلہ کرے گی کہ آیا اس میں کوئی استحقاق تھا یا اس میں کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ۔ تو میں نے وہ مسئلہ کمیٹی کے پاس بھیج دیا ہے مگر یہ بات کہ وہ امن و امان میں اس قسم کا خلل ڈال رہے ہیں جس سے عوام میں سخت بے چینی ، اضطراب اور غم غصہ پایا جاتا ہے اور اس کی فوری نوعیت ہے اور وہ رولز کے معیار پر اترتی ہے میں نے دیکھا تھا کہ وہ رولز کی reqeuirements کے معیار پر نہیں اترتی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ عام نوعیت کا واقعہ نہیں ہے وہاں پر غم و غصہ کی بجائے ایک دہشت پھیلی ہوئی ہے ۔ یہ اپنی نوعیت کا واحد واقعہ ہے ۔ جو پارٹی کے سر کردہ افراد یہاں لائے ہوئے تھے وہ تقریباً 50 کے قریب تھے اور جو اشتعال انگیز قسم کی حرکتیں کر رہے ہیں ۔

حافظ علی اسداللہ ۔ جناب والا ۔ وہ واقعی اشتعال انگیز حرکتیں

کر رہے ہیں جس کی وجہ سے امن و امان کو خطرہ لا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب پیپلز پارٹی کے جھگڑوں کو نپٹانے کے لئے اس ایوان کی تشکیل نہیں کی گئی ۔ یہ ایوان اس لئے منتخب نہیں ہوا تھا کہ پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ یا پیپلز پارٹی کے کارکن یا کارکنان کے درمیان اگر کوئی جھگڑا ہے پیپلز پارٹی کے کسی رکن نے پیپلز پارٹی کے علاوہ کوئی اور لوگ جمع کر لئے ہیں اور ان کا آپس میں جھگڑا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ یہ ایوان اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے تشکیل نہیں کیا گیا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ یہ پیپلز پارٹی کا جھگڑا ہی نہیں ہے ۔ یہ ایک وزیر اور ان کے غنڈوں اور پیپلز پارٹی کے عہدے داروں کے درمیان جھگڑا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی اپنی پارٹی کا مسئلہ ہے اس کو آپ اپنی پارٹی ہی میں سلجھائیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ ایک وضاحت فرما دیں ۔ یہ جلسہ عام تھا ۔ وہاں فائرنگ ہوئی ۔ پیپلز پارٹی نے کمرہ بند کرکے فائرنگ نہیں کی ۔ اگر وہ اپنی میٹنگ میں اندر بیٹھ کر فائیرنگ کر لیتے تو میرا خیال تھا وہ زیادہ بہتر تھا ۔ اس جلسہ عام میں وہاں اور لوگ بھی تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تحریک التوا نمبر 83 پیش کریں ۔

ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلوں کا روک دیا جانا

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وفاق مورخہ 2جولائی 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلے روک رکھے ہیں اور اس وقت ساڑھے نو سو طلباء جو داخلہ کے خواہشمند ہیں اور جن میں کثیر تعداد دوسرے شہروں سے تعلق رکھتی ہے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے ادارے کے چکر لگا رہے ہیں اور اپنے قیمتی وقت کے علاوہ سرمایہ بھی ضائع کر رہے ہیں جب کہ یونیورسٹی کے تمام شعبوں اور کالجوں میں داخلے مکمل ہو چکے ہیں مگر صرف اس ادارہ کا

داخلہ حکومت نے بلا جواز اور بغیر کسی وجہ کے روک رکھا ہے جس سے طلباء اور عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ ایسے اداروں میں داخلے کا طریق کار پہلے یہ ہوتا تھا کہ پہلے admission tests ہوا کرتے تھے اور ان کے جو مارکس ، ہوتے تھے ان کی بنا پر داخلہ کیا جاتا تھا ۔ اس دفعہ طلباء ڈائیریکٹر کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ کار ہمیں پسند نہیں کیونکہ اس میں favouritism ہوتی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ جو سابق یونیورسٹی امتحان کے مارکس ہیں ان کی بنیاد پر اس کورس میں داخلہ کریں ۔ ڈائریکٹر نے یہ بات جائز سمجھ کر مان لی اور اس کا فیصلہ بورڈ آف گورنرز جو اس ادارے کے ہیں انہوں نے کرنا ہے ۔ لیکن اس تحریک میں یہ بات کہی گئی ہے کہ حکومت نے داخلہ بند کر رکھا ہے ۔ یہ قطعی غلط ہے اور میں اس کی تردید کرتا ہوں ۔ یہ ادارہ جناب والا نہ تو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے اور نہ یونیورسٹی میں ہے ۔ اس کا تیسرا درجہ ہے ۔ اپنا ہی الگ قسم کا اس کا اپنا بورڈ آف گورنرز ہے جو نئے داخلوں کی اجازت دے گا اور اس ضمن میں جو نئے رولز ہیں ان کی اجازت دے گا ۔ جناب والا ۔ آج چھٹیاں ہیں اور ادارے کے کھلنے سے پہلے داخلے مکمل ہو جائیں گے ۔ طلبا میں کوئی بے چینی اور اضطراب کی وجہ نہیں ہے اور یہ قطعاً غلط ہے کہ حکومت نے داخلے بند کر رکھے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے جب پنجاب یونیورسٹی آرڈیننس زیر بحث تھا تو اس میں پرو چانسلر کا عہدہ رکھایا بھی اس لئے گیا تھا کہ وزیر تعلیم صاحب کو یونیورسٹی سے متعلق ہر وقت question کیا جا سکے ۔ وہ حکومت کے اداروں کا ایک جزو بن سکے ۔ یہ کہنا کہ وہ حکومت کا حصہ نہیں ہے اور یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے ۔ یہ تو غلط ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت نے یہ داخلے روک رکھے ہیں ۔ حکومت کا کوئی بھی افسر جب کوئی کام کرے تو اس کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوا کرتی ہے ۔ حکومت مجموعی کسی فرد کا کام نہیں ہوتا بلکہ اس تمام ایڈمنسٹریشن کا نام ہوا کرتا ہے ۔ جناب والا ۔ جب کہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ داخلہ رکا ہوا ہے اور ایک پروسیجر کے تحت رکا ہوا ہے ۔ آخر اس کی منظوری یو ۔ این ۔ او سے نہیں ہونی یہ ایک چیز اخبارات میں بھی آئی ہے کہ ساڑھے نو سو لڑکے مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ وہ بورڈ آف گورنر

ہوں - رجسٹرار ہوں یا وائس چانسلر ہوں یا وہ متعلقہ ڈائریکٹر ہوں - جناب والا - آخر کونسی hitch ہے کہ وہ ایک واضح یقین دہانی نہیں کرا سکتے کہ ایک ہفتے کے اندر اس کا فیصلہ ہو جائے گا یا دس دن کے اندر یا ایک واضح تاریخ مقرر کر دیں تاکہ وہ لڑکے واپس چلے جائیں - اس طرح ہم ورجا کی حالت میں رکھنا اور انہیں معرض التوا میں رکھنا کہ چھٹیوں کے دوران فیصلہ ہو جائے گا - اتنے عرصے میں ہو جائے گا - یہ غلط ہے - ایک واضح تاریخ دے دیں کہ فلاں تاریخ سے داخلہ شروع ہو جائے گا تاکہ کہ یہ غیر یقینی کی حالت ختم ہو جائے اور وہ لڑکے یا تو گھروں کو جائیں یا یہاں بیٹھے رہیں -

وزیر تعلیم - جناب والا - فاضل محرک نے ایک بات ٹھیک نہیں کہی یہ ادارہ واقعی نہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہے اور نہ یونیورسٹی میں ہے - اس کی ایک خاص حیثیت ہے اور اس کا اپنا ایک بورڈ آف گورنرز ہے اور وہ بورڈ آف گورنرز بھی ایک statute کے تحت بنا ہوا ہے - اور یہ ان کو یقین دلا دیا جائے کہ جلد ہو جائے گا - میں یہ ضرور یقین دلاتا ہوں کہ بورڈ آف گورنرز پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ جلدی میٹنگ بلائیں اور میں اس ہاؤس میں فاضل محرک سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان سے پھر یہ کہوں گا لیکن بورڈ آف گورنرز کو ہم by-pass نہیں کر سکتے - میں بطور وزیر تعلیم یا پروچانسلر ان کو حکم کر سکتا ہوں - فاضل محرک اس institution کی جو foundation document ہیں وہ پڑھیں تو ان کو پتا چل جائے گا کہ وہ واقعی ایک عجیب قسم کا ادارہ ہے - اس کا کنٹرول جو ہے وہ جان بوجھ کر میں سمجھتا ہوں کہ شروع سے اس قسم کا رکھا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور یہ بہت مشکل ہے -

مسٹر سپیکر - اگر فاضل محرک آپ سے یہ پوچھ لے کہ کیا اس کو کنٹرول کرنے کا کوئی آپ طریقہ کار سوچ رہے ہیں ؟

وزیر تعلیم - جناب والا - اس کو کنٹرول کرنے کے متعلق کچھ کرنا چاہا تھا مگر اس بورڈ آف گورنرز میں کچھ ہستیاں ایسی ہیں کہ اگر آپ ان سے کہیں کہ ابھی میٹنگ بلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی نہیں بلا سکتے - بورڈ آف گورنرز کے لوگ جو ہیں وہ کافی خود مختار قسم کے لوگ ہیں - میں فاضل محرک سے privately یہ بات کر سکتا ہوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس کو pending رکھ لیں -

مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - privately اگر میں ان سے مطمئن ہو گیا تو یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا اگر نہ ہوا تو یہ دوبارہ مسئلہ زیر بحث آ جائے گا -

Mr. Speaker : Now we go on to legislative business.

میاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے . . . گنتی کی گئی . . کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے . . . گھنٹی بجائی گئی . .

نواب احمد بخش تھیم صاحب مینگو پارٹی قاضل اراکین کو دینا چاہتے ہیں - تو کچھ دوستوں نے پوچھا ہے کہ یہ پارٹی کہاں ہوگی - بہتر یہ ہے کہ پرسوں ٹی روم میں interval میں ہو جائے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اب آدھا گھنٹے کے لئے tea break کر لیا جائے -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے یہ تجویز آئی ہے کہ آدھے گھنٹے کے لئے tea break کر لیا جائے -

The House is adjorned for tea break we shall re-assemble at 11-30.

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں خورشید انور - جناب والا - کورم نہیں ہے اس لئے کارروائی کل تک کے لئے ملتوی کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - کل تک کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی نہیں ہو سکتی اگر ملتوی ہوئی تو آج شام تک کے لئے ملتوی ہوگی - پہلے پانچ منٹ کے لئے گھنٹی بجے گی اور اس کے بعد 20 منٹ کے لئے بجے گی - اب کارروائی شروع کی جائے -

میاں خورشید انور - جناب والا - پہلے کورم کی گنتی کرا لی جائے -

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے . . . گنتی کی گئی . . .
کورم نہیں ہے . . . گھنٹی بجائی جائے . . . گھنٹی بجائی گئی
کورم نہیں ہے - اب اسمبلی کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے -

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir there is still no quorum .

Mr. Speaker : Let there be a count . The count was taken .....There is no quorum in the House. The House is adjourned till 5.30 P.M to day.

(اسمبلی کا اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

شام کی نشست

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں کورم کا نہ ہونا

میاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - ایوان میں کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - . . . . گنتی کی گئی - - . . .
کورم نہیں ہے - گھنٹی بجائی جائے . . . . گھنٹی بجائی گئی . . . .
گنتی کی جائے . . . . گنتی کی گئی . . . کورم نہیں ہے - اب ایوان کی کارروائی 10 جولائی 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے

(اسمبلی کا اجلاس 10 جولائی 1973 بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا -)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

منگل ۔ 10 جولائی 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 9 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ۝

پ ۱۱ ۔ س ۱۱ ۔ ع ۱۶ ۔ آیات ۱۰۷ تا ۱۰۹

اور اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۔ تم کہدو کہ لوگو تمہارے پروردگار کے ہاں سے تمہارے پاس حق آچکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے وہ اپنے حق میں بھلائی کرتا ہے اور جو کوئی گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور میں تمہارا کوئی وکیل نہیں ہوں ۔ اور اے پیغمبر تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اسکی پیروی کئے جاؤ اور تکلیفوں پر صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۔

وَمَا علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ اب ممبران کی تعداد 63 ہو گئی ہے۔ کورم پورا ہے ۔

ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں بجلی کی فراہمی

*2038 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں حکومت کی زیر نگرانی چل رہی ہیں اور ان میں سے کن کن ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو بجلی اور پنکھے مہیا کئے گئے ہیں ۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں سے کن کن ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ایکس رے پلانٹ نصب ہیں ۔

(ج) حکومت پنجاب بقایا ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کب تک بجلی اور ایکس رے پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اندازاً اس کے لئے کتنی رقم درکار ہوگی ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) 394 ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ۔ تفصیل یہ ہے ۔

1 ۔ ہسپتال	105	(بمعہ مکانات)	فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔
2 ۔ ڈسپنسریاں	220	(ایضاً)	
3 ۔ ٹی ۔ بی کلینک	2		
4 ۔ رورل ہیلتھ سنٹرز	48		

(ب) *فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت باقی ماندہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں بجلی کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جہاں تک ایکس رے مشین کا تعلق ہے یہ سہولت فی الحال تحصیل ہسپتالوں ٹی بی کلینکوں تک ہی محدود ہے باقی ماندہ تحصیل ہسپتالوں میں جہاں یہ سہولت فی الحال موجود نہیں ہے وہاں ایکس رے پلانٹ نصب کرنے کا مصمم ارادہ ہے لیکن اس کے لئے وقت تعین نہیں کیا جا سکتا اور یہی حال ان ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں بجلی کی سہولت مہیا کرنے کے بارے میں ہے جہاں اس وقت بجلی نہیں ہے جہاں تک کتنی رقم درکار ہے کا سوال ہے تو اس کے لئے جواب حاصل کرنے میں وقت اور محنت درکار ہے اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔

*ہسپتال اور ڈسپنسریاں جو حکومت کے زیر نگرانی چل رہی ہیں اور جن میں بجلی اور پنکھے دستیاب ہیں۔

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
کیمل پور (1)	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کیمل پور	گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری بہتر
(2)	پولیس ہسپتال کیمل پور	
(3)	سول ہسپتال حضرو۔	
(4)	زنانہ ہسپتال حضرو۔	
(5)	سول ہسپتال پنڈی گھیب۔	
(6)	سول ہسپتال تلہ گنگ۔	
راولپنڈی (1)	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی۔	
(2)	ٹی بی ہسپتال کہوٹہ۔	
(3)	سول سٹیٹوریم ساملی۔	

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
	(4) پولیس ہسپتال راولپنڈی ۔	
	(5) پولیس ٹریننگ ہسپتال سہالہ ۔	
جہلم	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم ۔	
	(2) ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال جہلم ۔	
	(3) پولیس ہسپتال جہلم ۔	
	(4) سول ہسپتال پنڈ دادن خان ۔	
	(5) سالٹ مائنز ہسپتال کھیوڑہ ۔	
	(6) کول مائنز ہسپتال چوہا سیدن شاہ ۔	
گجرات	(1) عزیز بھٹی شہید ہسپتال گجرات	(1) کینال ڈسپنسری رسول
	(2) پولیس ہسپتال گجرات ۔	(2) " دیہہ واسو
	(3) سول ہسپتال پھالیہ ۔	(3) " راجار
	(4) سول ہسپتال کھاریاں ۔	(4) جی۔ایس۔ای۔ڈسپنسری رسول
گوجرانوالہ	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری گکھڑ
	(2) پولیس ہسپتال گوجرانوالہ ۔	(2) " کالوتارڑ
	(3) سول ہسپتال حافظ آباد ۔	(3) " سکھیکی
	(4) سول ہسپتال وزیرآباد ۔	(4) " جلالپور بھٹیاں
		(5) گورنمنٹ سول ڈسپنسری احمدنگر
		(6) " چپانوالی
		(7) " کلاسکے
		(8) " قادرآباد
		(9) " قلعہ رام کور
		(10) ولیج کیڈ ڈسپنسری نندی پور

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
سیالکوٹ	(1) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری سمبڑیال
	(2) ویمن اینڈ چلڈرن ہسپتال سیالکوٹ	(2) کینال ڈسپنسری مرالہ
	(3) پولیس ہسپتال سیالکوٹ ۔	
	(4) سول ہسپتال شکر گڑھ ۔	
	(5) سول ہسپتال نارووال ۔	
	(6) سول ہسپتال پسرور	
	(7) سول ہسپتال ڈسکہ	
	(8) سول ہسپتال ظفروال	
شیخوپورہ	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری برج آثاری
	(2) پولیس ہسپتال شیخوپورہ ۔	(2) گورنمنٹ سول ڈسپنسری نارنگ
	(3) سول ہسپتال لنکانہ ۔	(3) کینال ڈسپنسری چوہڑکانہ ۔
		(4) " " مہلن
		(5) " " بکا ڈھلہ
		(6) " " مانگٹانوالہ
		(7) " " مریدکے
		(8) " " دوٹیانوالا
لاہور	(1) میو ہسپتال لاہور ۔	(1) گورنمنٹ پاؤس ڈسپنسری ۔
	(2) لاہور جنرل ہسپتال ۔	(2) مردانہ وحدت کالونی ڈسپنسری
	(3) گورنمنٹ مینٹل ہسپتال ۔	(3) زنانہ " "
	(4) لیڈی ولنگڈن ہسپتال ۔	(4) گورنمنٹ کالج "
	(5) لیڈی ایچیسن ہسپتال ۔	(5) گورنمنٹ کالج آف فزیکل ایجوکیشن

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
	(6) ڈینٹل ہسپتال ۔	(6) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ڈسپنسری
	(7) سروسز ہسپتال ۔	(7) اوپکیشن ورکشاپ ڈسپنسری
	(8) پولیس ہسپتال قلعہ گوجر سنگھ ۔	(8) مردانہ چوبرجی ڈسپنسری
	(9) سٹلج رینجرز ہسپتال ۔	(9) زنانہ چوبرجی ڈسپنسری
	(10) قربان لائن ہسپتال ۔	(10) سول سیکرٹریٹ ڈسپنسری
	(11) پی سی فورٹ ہسپتال ۔	(11) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری وان رادھا رام
	(12) سول ہسپتال جوناں ۔	(12) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری کنگن پور
		(13) " بھائی پھیرو
		(14) کینال ڈسپنسری بلوکی
		(15) فارسٹ ڈسپنسری چھانگا مانگا
سرگودھا (1)	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ سرگودھا	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری جھاورپاں
	(2) تپ دق ہسپتال سرگودھا ۔	(2) جوہر آباد ڈسپنسری ۔
	(3) سول ہسپتال خوشاب ۔	(3) کینال ڈسپنسری چک قاضی
	(4) سول ہسپتال قائد آباد ۔	(4) " " وان
	(5) سول ہسپتال بھلوال ۔	(5) اری گیشن ڈسپنسری بھلوال
	(6) پولیس ہسپتال سرگودھا ۔	
	(7) سول ہسپتال جوہر آباد ۔	
میانوالی (1)	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میانوالی	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری موچ
	(2) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال عیسیٰ خیل	(2) " " حیدرآباد

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
	(3) سول ہسپتال کالا باغ ۔	(3) " " کندیاں
	(4) سول ہسپتال کلور کوٹ	(4) غلاماں رکھ ڈسپنسری T.D.A.
	(5) بھکر ہسپتال ۔	(5) کینال ڈسپنسری میانوالی
	(6) پولیس ہسپتال میانوالی ۔	(6) " " بھکر
		(7) " " کلور کوٹ
		(8) " " داودخیل
لائل پور	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لائل پور	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری سلاڑ والا
	(2) پولیس ہسپتال لائل پور ۔	(2) " " دسوہا
		(3) " " کنڈیانوالا
		(4) " " پیر محل
		(5) کینال ڈسپنسری لائل پور
		(6) " " کوٹ خدا یار
		(7) " " بھاگھپٹ
		(8) " " برکھان
		(9) " " فریدہ
		(10) ایگریکلچر یونیورسٹی ڈسپنسری لائل پور
جھنگ	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ	(1) کینال ڈسپنسری تریموں
	(2) پولیس ہسپتال جھنگ	(2) " " دھم
ڈیرہ غازی خان	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ڈیرہ غازی خان ۔	
	(2) پولیس ہسپتال ڈیرہ غازی خان ۔	

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
مظفر گڑھ	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال مظفر گڑھ	(1) گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری کوٹ سلطان
	(2) تحصیل " " لیہ	(2) D.A ڈسپنسری لیہ
	(3) " " علی پور	(3) کینال ڈسپنسری تونسہ
	(4) پولیس ہسپتال مظفر گڑھ	
ملتان	(1) لشتر ہسپتال ملتان ۔	(1) وحدت کالونی ڈسپنسری ملتان
	(2) سول ہسپتال ملتان ۔	(2) ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ڈسپنسری ملتان
	(3) " خانیوال	(3) کینال ڈسپنسری کچا کھوہ
	(4) " شجاع آباد	
	(5) " میلسی	
	(6) پولیس ہسپتال ملتان ۔	
ساہیوال	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ساہیوال	(1) سٹی ڈسپنسری ساہیوال
	(2) سول ہسپتال پاکپتن ۔	(2) کینال ڈسپنسری ساہیوال
	(3) " دیپالپور ۔	(3) " " پاکپتن
	(4) پولیس ہسپتال ساہیوال	(4) " " رینالہ خورد
	(5) چک نمبر12/45 ایل ۔	(5) " " سیالکی
		(6) فارسٹ ڈسپنسری چیچاوطنی ۔
بہاول نگر	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاول نگر ۔	
	(2) تحصیل " چشتیاں	
	(3) " " ہارون آباد ۔	
	(4) " " فورٹ عباس ۔	
	(5) " " منچن آباد	

نام ضلع	نام ہسپتال	نام ڈسپنسری
بہاولپور	(1) بی-وی ہسپتال بہاولپور۔	(1) ون یونٹ کالونی ڈسپنسری بہاولپور
	(2) پولیس ہسپتال بہاولپور ۔	(2) پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ بہاولپور
	(3) جے-ایف ہسپتال بہاولپور ۔	(3) ڈیزرٹ رینجر ڈسپنسری بہاولپور
	(4) تحصیل ہسپتال احمد پورایسٹ ۔	
	(5) " حاصل پور۔	
رحیم یار خان	(1) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال رحیم یار خان	(1) کینال ڈسپنسری رحیم یار خان
	(2) تحصیل ہسپتال صادق آباد ۔	
	(3) " خان پور ۔	
	(4) " لیاقت پور ۔	

فہرست ایکسرے مشین صوبہ پنجاب

1 - بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال - بہاولپور

2 - ٹی بی کلینک - حاصلپور

3 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - بہاولنگر

4 - تحصیل ہسپتال - ہارون آباد

5 - " " چشتیاں

6 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - کیمبلپور

7 - ٹی بی کلینک - کیمبلپور

8 - " " حضرو

9 - " " تلہ گنگ

10 - سول ہسپتال - تلہ گنگ

11 - " " پنڈی گھیب

12 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ۔ ڈیرہ غازی خان

13 - " " " گوجرانوالہ

14 - ٹی بی کلینک - حافظ آباد

15 - " " وزیر آباد

16 - سول ہسپتال وزیر آباد

17 - عزیز بھٹی شہید ہسپتال - گجرات

18 - سول ہسپتال - بھالیہ

19 - " " منڈی بہاؤلدین

20 - تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال - کھاریاں

21 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - جھنگ

22 - سول ہسپتال - شور کوٹ

23 - " " چنیوٹ

24 - ٹی بی کلینک "

25 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - جہلم

26 - سول ہسپتال پنڈ دادن خان

27 - سول ہسپتال - چکوال

28 - میوہسپتال - لاہور

29 - سرگنگارام ہسپتال لاہور

30 - ڈینٹل " "

31 - لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور

32 - لاہور جنرل " "

33 - سول ہسپتال - قصور

34 - ٹی بی کلینک - پتوکی

35 - " " بھائی پھیرو

36 - " " چولیاں

37 - " " رائے ونڈ

38 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - لائل پور

39 - سول ہسپتال - ٹوبہ ٹیک سنگھ

40 - " " گوجرہ

41 - " " سمندری

42 - " " کمالیہ

43 - " " جڑانوالہ

44 - ٹی بی کلینک - ٹوبہ ٹیک سنگھ

45 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی

46 - سول ہسپتال - کالا باغ

47 - " " بھکر

48 - ٹی بی کلینک - عیسیٰ خیل

49 - سول ہسپتال - شجاع آباد

50 - تھل ہسپتال - بھکر

51 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر - مظفر گڑھ

52 - سول ہسپتال - لیہ

53 - " " علی پور

54 - تھل ہسپتال - لیہ

55 - نشتر ہسپتال - ملتان

56 - سول ہسپتال - پورے والا

57 - " " میلسی

58 - " " میاں چنوں

59 - " " خانیوال

60 - " " وہاڑی

61 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - رحیم یار خان

62 - سول ہسپتال - صادق آباد

63 - " " خانپور

64 - ٹی بی کلینک - رحیم یار خان

65 - سول ہسپتال - لیاقت پور

66 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال - راولپنڈی

67 - سول ہسپتال - کہوٹہ

68 - " " کوہ مری

69 - ٹی بی کلینک " "

70 - " " گوجر خان

71 - ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر - ساہیوال

72 - سول ہسپتال - اوکاڑہ

73 - " " چیچاوطنی

74 - " " پاک پٹن

75 - " " عارف والا

76 - علامہ اقبال ہسپتال - سیالکوٹ

77 - سول ہسپتال - ڈسکہ

78 - " " نارووال

79 - سول ہسپتال پسرور

80 - سول ہسپتال - شکر گڑھ

81 - ٹی بی کلینک "

82 - ڈسٹرکٹ ہسپتال - سرگودھا

83 - ٹی بی ہسپتال "

84 - ریڈکراس ٹی بی ہسپتال "

85 - چسٹ کلینک - بھیرہ

86 - " " خوشاب

87 - تھل ہسپتال - قائد آباد

88 - ڈسٹرکٹ ہسپتال - شیخوپورہ

89 - سول ہسپتال - ننکانہ صاحب

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف اس بات کا اعتراف کریں گے کہ اکثر ہسپتالوں میں ایکسرے فلمیں نہ ہونے کی وجہ سے ایکسرے مشینیں بے کار رہتی ہیں تو حکومت ایسے کیا اقدامات کر رہی ہے جن سے ایکسرے فلموں کی کمی دور کی جا سکے گی ؟

وزیر صحت : ایکسرے فلموں کے بارے میں اعداد و شمار اکٹھے کرنے کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اعداد و شمار کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے پوچھا ہے کہ ایکسرے فلمیں نہیں ہیں جن کی وجہ سے اکثر ایکسرے مشینیں کام نہیں کر رہی ہیں تو حکومت ایسے کیا اقدامات کر رہی ہے جن کے نتیجہ میں اس کمی کو دور کیا جا سکے گا ؟

وزیر صحت : اصل سوال ایکسرے فلموں کے بارے میں نہیں تھا اس لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں اعداد و شمار مطلوب ہیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جہاں جہاں ایکسرے کی سہولتیں ہیں وہاں ایکسرے expences charges کتنے ہیں اور وہ کس کس ہسپتال میں ہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا یہ سوال تفصیل کے متعلق ہے ۔ آپ جنرل سوال پوچھیں کہ وہاں ایکسرے پلانٹ ہیں یا نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے تو جنرل سوال کیا ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : آپ تو مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے دوسری دفعہ بھی دھرایا تھا ۔

یونانی طریقہ علاج کے لیے درسگاہیں

*2079 ۔ **چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ یونانی طریقہ علاج ایلوپیتھک کی نسبت سستا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ پنجاب کے دیہی علاقوں کے عوام کے لیے خاص طور پر اور شہری علاقوں کے عوام کے لیے عام طور پر ایلوپیتھک طریقہ علاج کے اخراجات پورے کرنے مشکل ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ پنجاب میں اس وقت سرکاری و غیر سرکاری کتنی درسگاہیں ایسی ہیں جہاں یونانی طریقہ علاج سکھایا جاتا ہے ۔

(د) کیا حکومت ایسی اور درسگاہیں کھولنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اور کس کس جگہ پر ؟

وزیر صحت ۔ (چوھدری محمد ارشاد) : (الف) ضروری نہیں ۔

(ب) ایسا ہونا ممکن ہے ۔ موجودہ عوامی حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ ہر شہری کو اعلیٰ علاج کی سہولتیں مہیا کی جائیں ۔

(ج) سرکاری ایک (بہاولپور) ۔ غیر سرکاری ایک لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے زیر انتظام ۔

(د) جی نہیں ۔ فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ۔ بہرحال اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس سال ایلوپیتھک علاج کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے صوبے میں کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر صحت : جناب والا ! میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ ایک سرکاری ہسپتال جو کہ بہاولپور میں ہے اور اس کا جو بجٹ اور اس میں جو اقدامات سابقہ ہوتے رہے ہیں اس لحاظ سے اب کیے جا رہے ہیں اور کوئی مزید اقدامات نہیں کیے جا رہے ۔

سید تابش الوری : کیا یہ صحیح ہے کہ اس سال اس ہسپتال کا بجٹ کم کر دیا گیا ہے ؟

وزیر صحت: اس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے ۔

سروسز ہسپتال لاہور میں غبن

*2160 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں آڈٹ کے دوران لاکھوں روپیہ کا غبن پایا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ غبن موجودہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے دوران تعیناتی میں ہوا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے ذمہ دار افسران اس واقعہ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

(د) کیا حکومت مذکورہ غبن کی تفتیش محکمہ انسداد رشوت ستانی یا سپیشل پولیس سے کرانے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ہاں تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صحت ۔ (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) یہ درست ہے ۔ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر کی ایک (سپیشل آڈٹ پارٹی) نے اس پڑتال کے دوران یہ اطلاع دی ہے کہ مذکورہ بالا ہسپتال میں مختلف ڈاکٹروں نے

مریضوں سے جو رقوم بطور فیس وصول کی تھی ان میں سے مبلغ 2'37'691.50 روپیہ جو گورنمنٹ کا حصہ تھا گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع نہیں کروائے گئے ۔

(ب) متعلقہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے نام حسب ذیل ہیں :۔

(1) مسٹر بلیغ الرحمان ۔ پی ۔ ایچ ۔ ایس ۔ I (سینئر)
1-7-1969 تا 2-3-1970

(2) ڈاکٹر ایم ۔ ایم حسینی ۔ پی ۔ ایچ ۔ ایس ۔ I (سینئر)
3-3-1970 تا حال ۔

(ج) ڈاکٹروں سے واجب الادا رقوم کی وصولی کے لیے ضروری کارروائی کر رہے ہیں اور اب تک مبلغ 1,56,015 روپیہ وصول ہو چکے ہیں باقی ماندہ رقم کے لیے مطالبہ کیا جا رہا ہے ۔

(د) جب سپیشل آڈٹ پارٹی متعلقہ حسابات کی پڑتال مکمل کر لے گی ۔ اس وقت فیصلہ کیا جائے گا کہ کیس کی مزید تفتیش کے لیے معاملہ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے سپرد کیا جائے یا نہیں ۔ سپیشل پولیس کا تعلق اس معاملے سے نہیں ہے ۔

سردار صغیر احمد : کیا وزیر موصوف از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ چند ایک ڈاکٹروں نے گورنمنٹ کا جو حصہ تھا وہ جمع کرا دیا ہے لیکن ان کا کیس دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ ہے جنہوں نے ابھی تک گورنمنٹ کو رقم واپس نہیں کی ہے ؟

وزیر صحت : یہ درست ہے کہ چند ایک ڈاکٹروں نے اپنا حصہ جمع کرا دیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اب بے گناہ ثابت ہو چکے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا ہے ، "کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ غبن موجودہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے دوران تعیناتی میں ہوا ہے" لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے ہے "متعلقہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے ایام حسب ذیل ہیں ۔ ۔ ۔ " ۔ تو اس بارے میں وضاحت سے بیان کیا جائے ۔ اگر اس وقت جو ڈاکٹر ہے اس کی تعیناتی کے دوران میں ہوا ہے تو اس کو وہاں سے ٹرانسفر کیوں نہیں کیا گیا ؟

وزیر صحت : یہ درست ہے ۔ لیکن میں نے اپنے جواب کے حصہ (د) میں یہ عرض کیا ہے کہ جب سپیشل آڈٹ پارٹی کی رپورٹ مکمل ہو جائے گی تو اس سے determine کیا جا سکتا ہے کہ کون کون آدمی اس کا ذمہ دار ہے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جب تک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ وہاں ہیں وہ صحیح آڈٹ نہیں ہونے دیں گے ؟

چوہدری محمد حنیف : کیا وزیر صحت از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ جن ڈاکٹروں نے غبن کر کے واپس کر دیے ہیں ان کے خلاف غبن کا کیس رجسٹر نہیں کرایا گیا ؟

وزیر صحت : اس کا جواب میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جب تک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ وہاں تعینات ہیں وہ صحیح طور پر آڈٹ نہیں ہونے دیں گے اور صحیح حقائق سامنے نہیں آنے دیں گے ؟

وزیر صحت : میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی میں آڈٹ ہوا ہے ۔ اور اس رقم کا ان کی موجودگی میں پتا چلا ہے ۔

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کو ہر ہسپتال کی آڈٹ رپورٹ بھیجی جاتی ہے ؟

وزیر صحت : محکمہ کے پاس بھیجی جاتی ہے ۔ میں جس کی ضرورت سمجھتا ہوں اسے منگوا لیتا ہوں ۔

چوہدری احسان اللہ لک : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ سپیشل آڈٹ پارٹی کب تک اپنی رپورٹ مکمل کر سکے گی ؟

وزیر صحت : سپیشل آڈٹ پارٹی کو ہدایات کی گئی ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنی رپورٹ مکمل کرے ۔

میاں خان محمد : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس کیس میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب خود بھی ملوث ہیں ؟

وزیر صحت : اس کیس میں وہ ملوث نہیں ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! جواب کے حصہ (ج) میں فرق کیوں ہے کیونکہ حصہ (ج) میں واضح طور پر پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے ذمہ دار افسران اس واقعہ کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ لیکن جواب سے یہ چیز واضح نہیں ہوتی کہ وہ کوشش کریں گے ۔

وزیر صحت : ان کی کوشش سے فرق نہیں پڑتا ۔ رپورٹ غبن کو ثابت کر دے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک : آڈٹ پارٹی اس رپورٹ کو کتنے عرصے میں مکمل کرے گی یا کتنا عرصہ رپورٹ مکمل کرنے میں درکار ہوگا ؟

وزیر صحت : زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ ۔

سردار صغیر احمد : اس میں کل کتنے ڈاکٹر ملوث ہیں کیا وزیر صحت بتا سکیں گے ؟

وزیر صحت : کل 13 ڈاکٹر ہیں ۔ تین چار سال کا حساب نہیں ہوا تھا میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ 1970 سے یہ پہلی دفعہ عوامی حکومت نے اتنا بڑا غبن پکڑا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے اس سوال کا جواب گذشتہ سیشن میں دیا تھا اس وقت بھی 68 ہزار روپے وصول کرنے ظاہر کیے گئے تھے ۔ کیا مزید رقم وصول نہیں ہوئی ؟

وزیر صحت :میں نے کہا ہے کہ 1,56,000 روپیہ وصول کیا ہے اور آج تک اور زیادہ ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری : آپ نے تو 68,940 روپے بتائے ہیں ۔

وزیر صحت : 1,56,000 روپے بتائے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ڈاکٹر حسینی کو یہاں تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے کیا ان کی میعاد ابھی باقی ہے ؟

وزیر صحت : یہ تو ایک تجویز ہے جس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب والا ! یہ واضح رہے کہ اس ڈاکٹر کے زمانے میں غبن ہوا ۔ یہ ٹھیک ہے کیونکہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے لیکن یہ ابھی تک یہ نہیں کہہ سکتے کہ غبن کس نے کیا ہے ۔ اس کے باوجود یہ ڈاکٹر بھی ملوث ہے ۔ ایک طرف انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ انکوائری پر اثر انداز نہیں ہوں گے ۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی امر مانع ہے ان کو تبدیل کرنے میں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے فرمایا ہے کہ ضرورت محسوس ہوئی تو اس کے خلاف مقدمہ بھی درج ہوگا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : میرے سوال کو غور سے دیکھیں ۔ جو جوابات انہوں نے فرمائے ہیں میں نے وہی دہرائے ہیں ۔

وزیر صحت : یہ بڑا واضح جواب ہے کہ جب تک رپورٹ نہیں آئے گی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : ضمنی سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا وہ انکوائری پر اثر انداز نہیں ہوگا ۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں ہوگا ۔ پھر یہ پوچھا گیا کہ جب اس کے تین سال مکمل ہو گئے ہیں تو اس کو تبدیل کیوں نہیں کیا گیا ۔ انہوں نے کہا یہ تجویز ہے ۔ میں ان سے تمام باتوں کی روشنی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی امر مانع ہے ان کی تبدیلی میں ۔

وزیر صحت : میں عرض کروں گا کہ میں نے ہر سوال کا جواب واضح طور پر دیا ہے ۔ اگر ان کا سوال محض ڈاکٹر حسینی کے تبادلہ کے بارہ میں ہے تو سیدھے سادھے انداز میں پوچھنا چاہیے ۔ تو میں اس کا جواب دوں گا ۔

ڈاکٹر صاحبان کا میڈیکولیگل کا سرٹیفکیٹ دینا

*2631 ۔ چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ سال پیشتر محکمہ صحت کی طرف سے یہ چٹھی جاری ہوئی تھی کہ ڈاکٹر صاحبان میڈیکولیگل کا سرٹیفکیٹ

دیتے وقت اپنی رائے بھی لکھا کریں کہ آیا ضرب خود ساختہ ہے یا حملہ آور کے ہاتھ سے آئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو تین سال سے ڈاکٹر صاحبان نے یہ کام چھوڑ دیا ہے اور وہ رائے نہیں لکھتے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ چٹھی منسوخ کر دی گئی ہے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(ج) کیا حکومت پہلے طریقہ کار کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت۔ (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں۔
(ب) چٹھی منسوخ نہیں کی گئی۔ یہ رائے اسی صورت میں دی جاتی ہے۔ جب ڈاکٹر کو پورا یقین ہو۔ دوبارہ یاد دہانی کے لیے ہدایات جاری کر دی ہیں۔

(ج) پہلا طریقہ کار جاری ہے۔

شہروں اور دیہاتوں میں یونانی طریقہ علاج کے لیے مراکز صحت کا قیام

*2632۔ شیخ محمد اصغر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت یونانی طریقہ علاج کے لیے مراکز صحت شہروں اور دیہاتوں میں کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک؟

وزیر صحت۔ (چوہدری محمد ارشاد) : جی نہیں۔

میاں خان محمد : میرا خیال ہے کہ یہ تمام سوالات آ چکے ہیں اب یہ تضیع اوقات ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کس تاریخ کو پیش ہوئے ہیں۔

میاں خان محمد : یہ سوال پیش ہو چکے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جس تاریخ میں یہ سوال رکھے گئے تھے اس روز وقفہ سوالات نہیں ہوا تھا۔

سید تابش الوری : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یونانی طریقہ علاج کے فروغ کے لیے مرکزی حکومت نے اپنی صحت پالیسی میں واضح طور پر اعلان کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کا جواب 'جی نہیں دیا گیا ہے'۔ "جی نہیں" کے کیا معنی ہیں ؟

وزیر صحت : مرکزی حکومت نے جس صحت پالیسی کے بارہ میں کہا ہے اس پر واضح طور پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی صحت پالیسی میں ایک بات رکھی ہے کہ نیشنل صحت لیبارٹری اسلام آباد میں عوامی ہیلتھ کے تابع طب یونانی کی ریسرچ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ جب ریسرچ کے مطابق مشورہ ملے گا اس کے مطابق کام ہوگا۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : چلے جو یونانی مراکز قائم ہیں۔ کیا وہ بند کر دیے گئے ہیں ؟

وزیر صحت : ابھی ایسا کوئی خیال نہیں ہے۔

ہومیوپیتھک ادویات کی قیمتوں میں گرانی

*2633 ۔ شیخ محمد اصغر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نئی صحت پالیسی کے اعلان کے بعد ہومیوپیتھک ادویات کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان ادویات کی قیمتوں کو کم کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر صحت ۔ (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) صحت پالیسی کا ہومیوپیتھک ادویات پر کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس قسم کی کوئی اطلاع محکمہ صحت کے علم میں لائی گئی ہے۔

(ب) ڈرگ ایکٹ میں ہومیوپیتھک ادویات کے متعلق کوئی شق نہیں ہے۔ بہر حال ادویات کی نرخوں کے کنٹرول کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔

ادویات سٹاک کرنے والے کیمسٹوں ڈرگسٹوں کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی

*2634 ۔ شیخ محمد اصغر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرکزی محکمہ صحت نے ہدایت کی ہے کہ جو کیمسٹ اور ڈرگسٹ ادویات سٹاک کرنے کی کوشش کریں یا زیادہ قیمتیں وصول کریں ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی کی جائے ۔

(ب) کیا صوبائی محکمہ صحت کو بھی ایسی شکایات موصول ہوئی ہیں کہ بعض کیمسٹ اور ڈرگسٹ ادویات دینے سے انکار کر رہے ہیں اور زیادہ قیمتیں وصول کر رہے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے کیمسٹوں اور ڈرگسٹوں کے خلاف حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت آج تک کارروائی کی ہے یا کارروائی کرنے کی سفارش کی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) صرف ایک شکایت موصول ہوئی ہے ۔

(ج) صرف ایک کیمسٹ کے خلاف محکمانہ تفتیش جاری ہے ۔ محکمہ صحت صوبائی حکومت نے فی الحال ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کوئی کارروائی نہیں کی ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف کے علم میں نہیں ہے کہ کیمسٹوں نے بے شمار ادویات کا ذخیرہ کر لیا ہے اور وہ انہیں انتہائی گراں قیمت پر بلیک میں فروخت کر رہے ہیں ؟

وزیر صحت : میرے پاس ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو پھر وہ کارروائی کرتے ہیں یا حکومت اپنے طور پر بھی نگرانی کرتی ہے ؟ روزانہ اخبارات میں زبردست قسم کی شکایات آ رہی ہیں کہ ادویات چار گنا زیادہ قیمت پر بھی نہیں ملتیں ۔

وزیر صحت : میں نے اس بارے میں سیکرٹری ہیلتھ اور محکمہ کے دوسرے افسران کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان شکایات کے بارے میں پوری پوری تحقیقات کرکے مجھے رپورٹ کریں -

میاں خورشید انور : جناب والا ! چوہدری محمد انور سمہ اور میری طرف سے شکایت وصول فرما لیں کہ دوائیاں واقعی گراں ہو چکی ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے-

چوہدری محمد انور سمہ : جناب والا ! انہوں نے میرے ساتھ کس طرح رشتہ داری بنا لی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پرانی بات ہے - یہ آپ ان سے پوچھیں -

---

صوبہ پنجاب میں میڈیکل سکولوں کا اجراء

*2734 - سید تابش الوری : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) آیا صوبہ پنجاب میں میڈیکل سکولوں کے دوبارہ اجراء پر غور کیا جا رہا ہے -

(ب) یہ میڈیکل سکول کس جگہ کھولے جگہ جائیں گے ؟

وزیر صحت - (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی نہیں صرف دیہی ڈاکٹروں کے لیے ایک کورس جاری کرنے کے لیے غور کیا جا رہا ہے -

(ب) غیر متعلقہ ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ دیہی ڈاکٹروں کے لیے جو کورس جاری کیا جا رہا ہے اس کا نام کیا ہوگا اور وہ کب تک جاری ہوگا ؟

وزیر صحت : پہلے جو نام تجویز کیا گیا تھا وہ کنٹری ڈاکٹر تھا بعد میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی وہ کیبنٹ کی منظوری پر اس کا نام اور معیار تجویز کرے گی -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ اس کے لیے کہاں کہاں ادارے قائم کیے جا رہے ہیں اور ان کے نام کیا ہوں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ تمام تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وہ کمیٹی کن افراد پر مشتمل ہے اور اس کی رپورٹ کب تک موصول ہو جائے گی ؟

وزیر صحت : میرے خیال میں اس کی رپورٹ تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور اور وہ کیبنٹ میں غور کرنے کے لیے بھیجی گئی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ اس رپورٹ کے نمایاں پہلو کیا ہیں کیونکہ اسے وزیر موصوف نے پڑھ کر کیبنٹ میں بھیجا ہوگا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جب تک کیبنٹ اس کی منظوری نہ دے دے وہ آپ کو تفصیلات نہیں بتا سکتے۔

ہسپتالوں میں دواؤں اور بستروں میں اضافہ کے لیے محکمہ صحت کو رقوم کی تخصیص

*2748 ۔ **شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ خزانہ نے محکمہ صحت کے لیے 72-1971ء اور 73-1972ء میں کتنی رقم مختص کی جس سے لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں مزید ہسپتال اور ہسپتالوں میں دواؤں اور بستروں کا اضافہ کرنا مقصود تھا۔

(ب) مذکورہ بالا مقصد کے لیے کتنی رقم محکمہ صحت کے حوالہ کی گئی اور اس میں سے اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) محکمہ خزانہ نے 72-1971ء اور 73-1972ء کے مالی سالوں میں مندرجہ ذیل مزید رقوم ان سرکاری ہسپتالوں میں بستروں اور ادویات کے اضافے کے لیے مختص کیں جو کہ

لاہور کارپوریشن میں واقع ہیں ۔

مزید رقم 1971-72ء		مزید رقم 1972-73	
بستروں کے اضافے	ادویات کیلیے	بستروں کے اضافے	ادویات کیلیے
...	1,813,850	4,69,000	9,75,000
		*	36,00,000
	میزان		45,75,000

*یہ مزید 36 لاکھ روپے کی رقم عوامی حکومت کی صحت پالیسی کے تحت دی گئی ہے ۔

(ب) 72-1971ء کی مختص کی ہوئی رقم تمام خرچ کر دی گئی 73-1972ء میں 75 بستروں کے اضافے کے سلسلے میں جو کام مکمل کرنے تھے سروسز ہسپتال لاہور کو ایک لاکھ روپے دے گئے تھے وہ 1972ء میں ہی خرچ کر دیے گئے تھے ۔ البتہ میو ہسپتال لاہور کو جو 3و9 لاکھ روپیہ 48 بستروں والے وارڈ جلدی مریضوں کے لیے موجودہ مالی سال میں دیا گیا تھا وہ 30 جون 1973ء تک خرچ کر دیا جائے گا ۔ اب تک قریباً 2 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے ۔ 73-1972ء میں ادویات کے لیے مزید رقمیں جو دی گئی تھیں وہ تین قسم کی تھیں ۔

(1) ایڈیشنل 9,75,000 (9 لاکھ 75 ہزار)

(2) مزید 13,00,000 (تیرہ لاکھ)

(3) مزید 23,00,000 (تئیس لاکھ)

نمبر (1) اور نمبر (2) رقوم مل گئی ہیں ۔ اور خرچ کی جا چکی ہیں ۔

نمبر (3) یہ رقم حال ہی میں ملی ہے اور اس کو خرچ کرنے کے احکامات جاری ہو چکے ہیں امید ہے کہ موجودہ مالی سال کے اختتام تک یہ رقم بھی خرچ کی جا چکی ہوگی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کیا وزیر موصوف ایوان کو یہ بتائیں گے کہ یہ رقم بستروں کے لیے کتنی ہے اور کمروں کے لیے کتنی ہے ؟

وزیر صحت : یہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ 73-1972ء میں بستروں کے لیے چار لاکھ 69 ہزار روپے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : میں نے سوال کیا ہے کہ بستروں کے لیے رقم کتنی ہے اور کمروں کے لیے کتنی ہے ؟

وزیر صحت : پہلے ایک وارڈ تعمیر کیا جاتا ہے پھر اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کتنے بستروں کی گنجائش ہوگی ۔

ملک ثناء اللہ خان : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ سرکاری ہسپتالوں میں اکثر ادویات غائب ہو جاتی ہیں اور چور بازاری میں فروخت ہوتی ہیں اور وہ مریضوں کو بہت کم دی جاتی ہیں ؟

میو ہسپتال لاہور میں باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج

***2778 ۔ شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) باؤلے کتے کے کاٹنے کا علاج صوبہ میں کہاں کہاں ہوتا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میں جو شہری آبادی کے مرکز میں واقع ہے باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے افراد کو ٹیکا لگانے کے انتظامات کچھ عرصہ پہلے موجود تھے مگر اب یہ ٹیکہ ایک سنٹر واقع برڈوڈ روڈ لاہور پر لگایا جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ برڈوڈ روڈ اتنا مشکل نام ہے کہ بیرون شہر سے آنے والے دیہاتیوں کے لیے اس کا نام لینا مشکل ہے اور جگہ بھی دور دراز ہے اور تلاش کرنے میں بھی مشکل ہے ۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ ٹیکہ پہلے کی طرح میو ہسپتال لاہور میں لگانے کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) ہر ضلعی ہسپتال ۔ تحصیل ہسپتال ۔ ہر اس ہسپتال میں جہاں میڈیکل آفیسر کی آسامی موجود ہو اور ٹیکوں کو بہ حفاظت ٹھنڈا رکھنے کے انتظامات موجود ہوں ۔

(ب) قریباً تین سال پہلے لاہور میں کتے کاٹے کے علاج کا ٹیکہ بیکٹرالوجسٹ (Bacteriologist) حکومت پنجاب کے دفتر اس وقت واقع کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں لگایا جاتا تھا ۔ اس کے بعد یہ دفتر 6 برڈوڈ روڈ منتقل ہو گیا اور اس طرح یہ مرکز بھی وہاں چلا گیا ۔ لیکن حکومت نے عوام کی سہولتوں کے پیش نظر کتے کاٹے کے علاج کے ٹیکے میو ہسپتال لاہور ۔ سروسز ہسپتال لاہور میں لگائے جانے کے لیے 1972ء میں احکامات جاری کر دیے تھے ۔ جس پر عمل درآمد جاری ہے ۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کے پیش نظر ان جزوں کے جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

کمر مثانی ضلع میانوالی کے میڈیکل آفسر کو تنخواہ کی ادائیگی

*2842 ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمر مثانی ضلع میانوالی میں بطور میڈیکل آفیسر کام کرنے والے ڈاکٹر کو جون 1972ء سے تنخواہ نہیں ادا کی گئی ۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز ڈاکٹر مذکور کو کب تک تنخواہ ادا کر دی جائے گی ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈاکٹر مذکور کو 22-2-72 کو (Ad hoc) عارضی طور پر ترقی دے دی تھی ۔ اس کے بعد وہ باقاعدہ جونیئر کلاس 1 میڈیکل آفیسر کی آسامی کے لیے پبلک سروس کمیشن نے چن لیا اور جون 1972ء میں طبی معائنہ اس پوسٹ کے سلسلے میں ہوا اس کے بعد

ڈاکٹر مذکور نے یہ سوال اٹھایا کہ اس کو 22 فروری سے ہی اس آسامی پر تصور کرنا چاہیے اور ڈاکٹر مذکور نے اپنی charge report فارم بھی نہیں بھر ی جس کے مکمل کئے بغیر تنخواہ نہیں مل سکتی تھی ۔ اب ڈاکٹر مذکور نے چارج رپورٹ بھر دی ہے ۔ جو کہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو بھیج دی گئی ہے اور امید ہے کہ جلدی تنخواہ مل جائے گی ۔ ڈاکٹر مذکور کو 6 اپریل 1972ء سے بطور میڈیکل آفیسر کام کرنے دیا گیا ہے ۔

شجاع آباد ضلع ملتان میں سب سنٹروں اور ہیلتھ سنٹروں کی تعداد

*2875 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبائی حکومت نے شجاع آباد تحصیل ملتان میں کس کس جگہ سنٹر اور سب ہیلتھ سنٹر کھولے ہیں اور کہاں کہاں مزید کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا سنٹروں کے لیے جگہ کا تعین کرتے وقت عوامی نمائندوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا گیا اور کیا حکومت اس بارے میں آئندہ ان سے مشورہ کرے گی ؟

وزیر صحت (چوھدری محمد ارشاد) : (الف) پرائمری ہیلتھ سنٹر مٹوٹلی یونین کونسل نمبر 205 نے یکم فروری 1973ء سے کام شروع کر دیا ہے ۔ جس کے ساتھ تین سب ہیلتھ سنٹر کھول دیئے گئے ہیں ۔

(1) سب ہیلتھ سنٹر درجہ دوم یونین کونسل نمبر 203

(2) سب ہیلتھ سنٹر کوٹلی بجانب یونین کونسل نمبر 204

(3) سب ہیلتھ سنٹر بگڑھن بجانب یونین کونسل نمبر 201

چوتھا سب ہیلتھ سنٹر شاہ پور ابھا یونین کونسل نمبر 198 میں پیپل ہیلتھ سکیم کے نافذ ہونے پر کھول دیا جائے گا ۔ جس کی تجویز پہلے ہی رکھ دی ہے ۔

پرائمری ہیلتھ سنٹر مٹوٹلی پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا ۔ لیکن تینوں جگہ سب ہیلتھ سنٹر ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کے مشورہ سے بنائے گئے ہیں ۔

تحصیل شجاع آباد میں پرائمری ہیلتھ سنٹر مندرجہ ذیل مقامات پر تجویز کیے گئے ہیں :۔

(1) پرائمری ہیلتھ سنٹر جلالپور پیروالہ ۔

سب ہیلتھ سنٹرز ۔

(1) بہادر پور یونین کونسل نمبر 219 ۔

(2) لوراجہ بھٹہ یونین کونسل نمبر 218

(3) دراب پور یونین کونسل نمبر 217

(4) خان بیلہ یونین کونسل نمبر 216

2 ۔ پرائمری ہیلتھ سنٹر مہانپور یونین کونسل نمبر 208

سب ہیلتھ سنٹر ۔

(1) غازی پور یونین کونسل نمبر 213

(2) وچھہ سند بھلا یونین کونسل نمبر 214

(3) میٹ ۔ کج یونین کونسل نمبر 215

(4) میاں پور میلے والا یونین کونسل نمبر 211

3 ۔ پرائمری ہیلتھ سنٹر ٹھٹھہ گھلوان یونین کونسل نمبر 206

(1) گنوین یونین کونسل نمبر 206

(2) کرم علی یونین کونسل نمبر 209

(3) رسولپور یونین کونسل نمبر 205 ۔

(4) پنجانی یونین کونسل نمبر 207

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ بالا سنٹروں کے لیے مقامات تعین کرتے وقت عوامی نمائندوں یعنی ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان سے مشورہ نہیں لیا گیا تھا ۔ تحصیل کے نمائندگان سے ایک مرتبہ مشورہ کر لیا گیا تھا ۔ مکمل پلان کے بعد پھر ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان سے دوبارہ صلاح مشورہ کر کے آخری شکل دے دی جا سکے گی ۔

محکمہ منصوبہ بندی پنجاب میں انسپکشن آفیسرز اور ٹریننگ آفیسرز کی تنخواہ

*2941 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ خاندانی منصوبہ بندی پنجاب میں انسپکشن آفیسرز اور ٹریننگ آفیسرز کی تعداد کیا ہے ان کی تقرری کا معیار کیا ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : انسپکشن اور ٹریننگ افسران کی تعداد بالترتیب 35 اور 36 ہے ۔ ان کی تقرری سینیارٹی اور قابلیت کی بنیاد پر کی جاتی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کی تقرری کے لیے جو سینیارٹی مقرر کی جاتی ہے وہ ضلعی بنیاد پر کی جاتی ہے یا صوبے کی بنیاد پر ؟

وزیر صحت : پہلے تو یہ ضلعی بنیاد پر کی جاتی تھی ۔ لیکن اب بورڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صوبائی بنیاد پر کی جائے ۔

میاں منظور احمد موہل : یہ فیصلہ کب سے ہوا ہے ؟

وزیر صحت : بورڈ کی میٹنگ غالباً پچھلے مہینے ہوئی ہے ۔

محکمہ خاندانی منصوبہ بندی پنجاب میں افسران کی سینیارٹی

*2942 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب فیملی پلاننگ بورڈ میں خاندانی منصوبہ بندی افسروں کی سینیارٹی لسٹ موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے 1971ء میں لسٹ مذکور میں سے پانچ افسران کو ایگزیکٹو آفیسر بنایا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انسپکشن آفیسر اور ٹریننگ آفیسر کی تقرری کرتے وقت سینیارٹی لسٹ مذکور کو مد نظر نہیں رکھا گیا ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنوری 1971ء میں محکمہ مذکور کی جانب سے ایک حکم جاری ہوا جس کی رو سے سینئر ملازمین کو بطور انسپکشن آفیسر تعینات کیا گیا مگر بعد میں وہ احکامات واپس لے لیے گئے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ان کی تقرری کے وقت ضلعی سینیارٹی کا خیال رکھا گیا تھا ۔

(د) جی ہاں ۔ کیونکہ اس میں بہت سے نکات کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔

(ہ) مندرجہ بالا جوابات خود واضح ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل : وزیر موصوف نے جز (د) میں فرمایا ہے کہ "اس میں بہت سے نکات کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا ۔" کیا وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ وہ نکات کون سے تھے ؟

وزیر صحت : اس میں یہ کلیم واقعی درست تھا کہ یہ تقرری ضلعی سینیارٹی کی بنیاد پر ہوئی تھی اور as a principle اس کو agitate کیا گیا تھا کہ یہ سینیارٹی صوبائی سطح پر مقرر ہونی چاہئے ۔ لیکن اس کے ساتھ جو لوگ اس پر مقرر ہو چکے تھے وہ اس بات کو agitate کرتے تھے کہ ہم اس عہدے پر تین سال سے کام کر رہے ہیں اور ہم نے یہ ترقی خود حاصل نہیں کی ، بلکہ یہ ہمیں دی گئی ہے تو اس جواب کے تحت ہمیں دوبارہ revert کر کے بھیج دیا جائے گا

اور ہماری بجائے کسی اور کو سینیارٹی دی جائے گی ۔ یہ دونوں پوائنٹ ایسے تھے جو بار بار agitate ہوئے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ ٹیکنیکل پوائنٹ ہے جس کا فیصلہ کرنا ضروری تھا ۔

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ فیملی پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی سے وہ ذاتی طور پر ، یا ان کا محکمہ مطمئن ہے ؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ اصل سوال سے ان کے اس سپلمنٹری کا تعلق نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ جو ضمنی سوال میں نے عرض کیا ہے وہ آپ نے allow فرما دیا تھا ، اس کے بعد وزیر موصوف نے خود یہ فیصلہ فرمایا ہے حالانکہ جناب کو یہ فیصلہ فرمانا تھا کہ یہ متعلقہ ہے یا نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ان کو argue کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ یہ کہیں کہ یہ سوال غلط ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ اپنے اختیارات ان کو منتقل نہ فرمائیں ۔ آپ نے فیصلہ فرمانا ہے کہ یہ سوال متعلقہ ہے یا غیر متعلقہ ۔ اگر وزراء صاحبان یہ فرمائیں گے تو انہیں لامحدود اختیارات دیئے جا رہے ہیں ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ سوال ملاحظہ ہو اور اس کے متعلق ان کا جواب ملاحظہ ہو ۔ آپ اس کے متعلق فرمائیں تو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں ۔ فیملی پلاننگ کی سپروائزری ہائی کے افسران ہیں ۔ میں اس کے متعلق یہ عرض کر رہا تھا کہ کیا اس محکمے سے ، جس کے افسران کی تعیناتی اور ہیئت کذائی کے متعلق سوال پوچھا جا رہا ہے ، محکمہ جس کے متعلق یہ سوال ہے ، اس کی کارکردگی سے مطمئن ہیں یا نہیں ۔ یہ آپ allow فرمائیں گے یا disallow کریں گے ، ان کو یہ اختیار نہ دیا جائے ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ سوال متعلقہ تو نہیں ہے ۔ لیکن اگر وہ جواب دینا چاہیں تو دے دیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : The Minister has the option to answer as he likes.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہی میں کہہ رہا ہوں ۔

حافظ علی اسداللہ : جناب وزیر صحت نے میرے سوال کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ بعض جونیر افسروں کو ترقی دی گئی تھی اور اس طرح اگر انہیں دوبارہ revert کیا گیا تو وہ احتجاج کریں گے یا کر رہے ہیں ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سینیر آفیسر ہیں ، جن کا ترقی کا حق تھا ، ان کی حق تلفی ہوئی ہے ۔ سفارش کی بنیاد پر اگر ترقی دے دی جائے تو کیا وہ اس بات کا جواز ہے کہ سینیر افسروں کی حق تلفی ہو ؟ اس کا ازالہ کب تک ہوگا ؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا میں نے یہ نہیں کہا کہ ترقی جائز ہوئی ہے یا ناجائز ہوئی ہے ۔ میں نے صرف یہ عرض کیا تھا کہ یہ ایک ایسا پوائنٹ ہے جس کا فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر کیس کو علیحدہ علیحدہ طور پر دیکھا جائے اور دوسری اس میں جو خاص بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فرق صرف سینیارٹی اور جولیارٹی کا ہے ۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی اتوار کو تقرری ہوئی ہے ۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی اگلے دن یعنی سوموار کو تقرری ہوئی ہے ۔ جھگڑا یہ ہے کہ اتوار والے یہ کہتے ہیں کہ ہماری تقرری اتوار کو ہوئی ہے ، اس لئے ہم سینئر ہیں ۔ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کی تقرری اتوار کو ہوئی ہو ، لیکن انہوں نے رپورٹ کی ہے ۔ join کیا ہے سوموار کو ۔ میں نے تو اس پوائنٹ کے بارے میں عرض کیا ہے میں نے کوئی اپنا فیصلہ یا اپنی رائے ظاہر نہیں کی ۔

میاں منظور احمد موہل : ابھی محکمہ فیملی پلاننگ کی کارکردگی کا ذکر ہوا تھا ۔ میری رائے یہ ہے ۔ اور وزیر موصوف اس بارے میں وضاحت فرمائیں گے کہ ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنر چیئرمین ہے ۔ ان کے پاس پہلے ہی بہت کام ہوتا ہے ۔ کیا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ ڈپٹی کمشنر کی بجائے اس محکمے کا آدمی وہاں پر انچارج یا چیئرمین بنایا جائے تو کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے ۔ ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کے لئے آپ علیحدہ سوال کریں ۔

صوبہ پنجاب میں ایل ایس ایم ایف کی کلاسز کا اجراء

***2951 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی تھہٹہ :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں دیہی شفاخانوں

اور ڈسپنسریوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ایل ایس ایم ایف کی کلاسز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر صحت (چوھدری محمد ارشاد) : حکومت صوبہ پنجاب میں دیہی شفاخانوں اور ڈسپنسریوں کی ضرورت پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ لیکن ایل۔ایس۔ایم۔ایف کلاس کھولنے کی کوئی تجویز فی الحال زیر غور نہیں ہے ۔

میاں خان محمد : اگر ایل۔ایس۔ایم۔ایف کلاس نہیں کھولی جاتی تو پھر کونسا طریقہ ہے جس سے یہ ضرورت پوری کی جائے گی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس سے پہلے کے سوال میں اس کا جواب آ چکا ہے ۔

میاں خورشید انور : اس کا جواب نہیں آیا جناب ۔ وزیر صاحب کے علم میں ہے کہ بہت ساری ڈسپنسریاں اس لئے خالی پڑی ہیں کہ وہاں ایل۔ایس۔ایم۔ایف ڈاکٹر نہیں مل رہے ۔ اگر آپ نے یہ کلاس جاری نہ فرمائی تو ڈسپنسریاں بے کار پڑی رہیں گی ۔

وزیر صحت : میں عرض کرتا ہوں کہ دیہی ڈاکٹروں کی سکیم پر غور ہو رہا ہے ۔ وہ تقریباً اس قسم کے ڈاکٹر ہوں گے جن کا کورس کم ہوگا ۔ میں مزید یہ عرض کروں گا کہ دو میڈیکل کالج کھولے جا رہے ہیں ۔ وہ اسی ضرورت کے پیش نظر کھولے جا رہے ہیں ۔ ڈاکٹروں پر باہر جانے کے لئے جو پابندی لگائی گئی ہے وہ بھی اسی ضرورت کے پیش نظر لگائی گئی ہے اور ڈاکٹروں کو مزید incentive اس بات کے لئے دیا جا رہا ہے کہ وہ دیہاتوں میں جا کر کام کریں ۔

میاں خورشید انور : کیا یہ درست ہے کہ ایم۔بی۔بی۔ایس ڈاکٹروں کو ڈسپنسریوں میں نہیں لگایا جا رہا کیونکہ ان کو کلاس I مل چکی ہے اور ان ڈسپنسریوں میں کلاس II آفیسرز متعین کئے جاتے ہیں ۔ اس لئے آپ نے ایم۔بی۔بی۔ایس نئے بھی پیدا کر لئے یا باہر جانے سے روک بھی لیا تو ان ڈسپنسریوں کا کیا ہوگا جہاں اس وقت کوئی بھی ڈاکٹر نہیں ؟

وزیر صحت : میں نے دونوں اقدام عرض کئے ہیں کہ دیہی ڈاکٹروں کی سکیم پر بھی غور ہو رہا ہے ۔

محکمہ خاندانی منصوبہ بندی پنجاب کے جونیئر افسران کی حق تلفی

*2952 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 2224 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 12-3-1973 کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ محکمہ خاندانی منصوبہ بندی پنجاب کے جونیئر افسران کو فوقیت دے کر انسپکشن آفیسرز بنانے سے جن سینئر افسران کی حق تلفی ہوئی ان کی تعداد کیا ہے اور کتنے ایسے سینئر افسران ہیں جن کو ان کا حق اب مل چکا ہے اور بقایا افسران کو کب تک ان کا حق مل جائے گا ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : سینیارٹی کی پیچیدگیوں اور موجودہ تقرریوں کی کہنہ سالی کے پیش نظر مسئلہ ابھی زیر غور ہے ۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا کسی کی حق تلفی ہوئی ہے یا کسی کو ناجائز رعایت دی گئی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اس سوال میں بھی یہ واضح طور پر پوچھا گیا ہے کہ بقایا افسران کو کب تک ان کا حق مل جائے گا ؟ لیکن جواب میں پھر راہ فرار اختیار کی گئی ہے ۔ شاید محکمہ صحت اس چیز کا ماہر ہے کہ مرض کچھ ہوتا ہے علاج کچھ ہوتا ہے ۔ اسی طرح جوابات میں بھی یہی ہو رہا ہے ۔ وزیر صاحب اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کب تک ان کو ان کا حق مل جائے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کا جواب انہوں نے دے دیا تھا ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ۔ اس میں واضح طور پر پوچھا گیا ہے کہ بقایا افسران کو کب تک ان کا حق مل جائے گا ۔ ان کو لازماً یہ بتانا چاہئے کہ کتنے عرصے تک ؟ اس کا جواب میں ذکر تک ہی نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ جلدی مل جائے گا ۔

دماغی امراض کی صحت گاہ میں مریضوں کے کوائف

*2968 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میں دماغی امراض کی صحت گاہ (باگل خانہ) میں 1971ء اور

1972ء اور سال رواں میں کتنے مریض داخل ہوئے۔

(ب) مذکورہ بالا مریضوں میں کتنے ڈاکٹر ، وکلاء ، صحافی ، دانشور اور زمانے کے ستائے ہوئے پریشان حال افراد ہیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان بد قسمت مریضوں پر تشدد کیا جاتا ہے اور کمزور قسم کے مریض طاقتور مریضوں کا شکار بنتے ہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کے سدباب کے لئے کیا کارروائی کر رہی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) سرکاری دماغی امراض کی صحت گاہ (Govt. Mental Hosp.) لاہور میں 1971ء اور 1972ء اور سال رواں میں داخل ہونے والے نئے مریضوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے :-

سال	مرد	عورت	میزان
1971ء	1567	736	2303
1972ء	1613	739	2352
1973ء	477	214	691

18-4-73 تک

(ب) مندرجہ بالا تعداد میں ڈاکٹر ، وکلا ، صحافی ، دانشور اور زمانے کے ستائے ہوئے افراد کی تعداد یہ تھی -

ڈاکٹر 3 زیڈ ایچ ۔ مسعود ، صفدر علی ، عزیز خان

وکلا 3 شیخ اشفاق احمد ، رانا اشرف علی ، غلام حسن

صحافی - - - - -

دانشور 3 ذوالفقار علی ، محمد عاشق ، چوہدری نثار احمد

(ج) ایسے واقعات کبھی کبھار ہو جاتے ہیں جہاں مریض آپس میں لڑ پڑتے ہیں اور بعض اوقات اٹنڈنٹ (Attendant) بھی زیادتی

کر بیٹھتے ہیں ۔ ایسے ملازموں کو قواعد و ضوابط کی رو سے ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے ۔ جس میں ایسے ملازموں کو نوکری سے برطرف بھی کیا جاتا ہے ۔

محکمہ صحت ایسے واقعات کے سدباب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے :-

(1) موجودہ سٹاف کی تعداد بتدریج بڑھانے کا پروگرام ہے ۔

(2) نرسوں کی تعداد کو بڑھایا جا رہا ہے ۔

(3) موجودہ (Attendants) اٹینڈنٹس جس کی تعلیم اور فنی معیار کم ہے ۔ ان کی جگہ ٹرینڈ سٹاف رکھنے کا پروگرام ہے ۔

(4) اسی طرح ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانے کا پروگرام ہے ۔

(5) ایک تیسری یونٹ کے لئے سپیشلسٹ اور دیگر سٹاف کے لئے سکیم بنائی جا رہی ہے ۔

(6) چونکہ موجودہ پاگل خانہ ایک بہت بڑے رقبے میں پھیلا ہوا ہے ۔ اس لئے اندرون پاگل خانہ بہتر ذرائع ،واصلات کے لئے ایک ٹیلیفون مرکز قائم کرنے کی سکیم ہے تاکہ ضرورت کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ اطلاعات اور ضروری پیغام بغیر وقت ضائع کئے پہنچایا جا سکے ۔

نوٹ :- پاگل خانہ کی منظور شدہ بستروں کی تعداد 1160 ہے جبکہ اس میں عام طور پر چودہ سو سے پندرہ سو تک مریض رہتے ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دماغی امراض کے مریضوں میں مردوں کی نسبت جو ہے وہ زیادہ ہے حالانکہ ہمارے معاشرے میں تقریباً 51 فیصد خواتین پائی جاتی ہیں ، تو اس کی کیا وجہ ہے اور آپ ان کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں ؟

Mr. Deputy Speaker : Disallowed.

چوہدری محمد یعقوب اعوان : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ دانشور کی definition کیا ہے ۔ جو انہوں نے ابھی ابھی یہ لفظ استعمال کیا ہے اس میں وکلاء کو بھی exclude کیا گیا ہے ۔ وہ علیحدہ ہیں ۔ اس میں ڈاکٹروں کو بھی exclude کیا گیا ہے ۔ وہ علیحدہ ہیں ۔ I would like to know the definition of the word "DANISHWAR" that has been used by the Hon'ble member.

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس سے ان کی مراد ادیب اور شاعر ہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : نہیں ! صحافی کے متعلق تو انہوں نے nil کہا ہے ۔ دانشور کی definition اگر واضح کر دیں تو آئندہ کے لئے ہمیں سہولت ہوگی ۔

خان محمد ارشد خان : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ شیخ اشفاق احمد کے ساتھ ایک اٹنڈنٹ نے زیادتی کی تھی ۔ اگر ان کے علم میں ہے تو یہ فرمائیں کہ اٹنڈنٹ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی تھی اور اس اٹنڈنٹ نے کس کے کہنے پر ان سے زیادتی کی تھی ؟

وزیر صحت : جناب سپیکر ! یہ بات میرے علم میں نہیں تھی آج انہوں نے میرے علم میں یہ بات لائی ہے ۔ میں اس کے متعلق انکوائری کروں گا اور اگر ان کے ساتھ کسی اٹنڈنٹ نے زیادتی کی ہوگی تو اس کو معطلی تک کی سزا دی جائے گی ۔

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے سوال کے جواب (الف) میں سال 1972ء کے دوران داخل ہونے والے مردوں اور عورتوں کا میزان دیا ہے وہ کسی پاگل خانے میں بیٹھ کر تو تیار نہیں کیا گیا ؟ دماغی مریضوں کے متعلق جو میزان دیا گیا ہے وہ غلط ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میاں منظور احمد موہل صاحب وہاں پر زمانے کے ستائے ہوئے لوگ بھی جاتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : دانشور کی definition کر دیں کیونکہ ہو سکتا ہے اس میں وزیر بھی شامل ہوں ۔

وزیر صحت : آپ شامل نہیں ہیں ۔

مثوئلی تحصیل شجاع آباد کے ہیلتھ سنٹر میں بجلی کی فراہمی

*3026 ۔ چوھدری علی بہادر خان : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مثوئلی تحصیل شجاع آباد میں ایک دیہاتی ہیلتھ سنٹر عوامی حکومت نے تقریباً چھ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا ہے اور یہاں کافی عملہ بھی تعینات ہو چکا ہے جس سے 60 ہزار افراد کو طبی سہولت بہم پہنچے گی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں جدید آلات ہیں لیکن بجلی نہ ہونے کے باعث آپریشن اور دیگر علاج نہیں ہو سکتے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس ہسپتال میں بجلی مہیا کرنے کے سلسلے میں کیا اقدام کئے گئے ہیں ؟

وزیر صحت (چوھدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ آلات استعمال نہیں ہو سکتے جس کی وجہ سے آپریشن کرنے میں کافی سہولت مل سکتی ہے ۔

(ج) محکمہ صحت کے مقامی افسروں نے محکمہ بجلی واپڈا سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ جلد از جلد بجلی مہیا کی جائے ۔ ہیلتھ سنٹر میں بجلی کی فٹنگ مکمل ہو چکی ہے ۔ صرف بجلی کے کنکشن کا انتظار ہے ۔

محکمہ خالدانی منصوبہ بندی میں سینئر افسران کی حق تلفی

*3028 ۔ چوھدری علی بہادر خان : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خالدانی منصوبہ بندی میں ٹریننگ آفیسر اور انسپکشن افسروں کی تقریباً ایک سال قبل سلیکشن کی گئی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو یہ سلیکشن کس بنیاد پر کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلیکشن میں سینئر فیملی پلاننگ افسروں کو اعتراض ہے کہ ان کو نظر انداز کرکے جونیئر اشخاص کو لے لیا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اب ان مستحق سینئر فیملی پلاننگ آفسروں کے کیس پر نظر ثانی کرکے ان کی بھی سلیکشن کرے گی ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : جناب سپیکر ! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سوال فیملی پلاننگ کے سابقہ سوالوں کے بالکل مطابق ہے تو اس لئے اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں ۔

فورٹ عباس میں مردہ خانہ کی تعمیر

***3144 ۔ حافظ علی اسد اللہ :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ فورٹ عباس تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اور وہاں پر پوسٹ مارٹم کے لئے آج تک مردہ خانہ تعمیر نہیں ہوا ۔ آیا حکومت وہاں مردہ خانہ کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : جی ہاں ! فورٹ عباس تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے یہ بھی درست ہے کہ وہاں پر آج تک پوسٹ مارٹم کے لئے مردہ خانہ تعمیر نہیں ہوا ہے ۔ اب موجودہ حکومت وہاں پر سال 1973-74ء میں مردہ خانہ کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے ۔ یہاں پر میں کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود پوسٹ مارٹم کا کام موجودہ ہسپتال میں باقاعدہ کیا جاتا ہے جس کے لئے عارضی انتظام موجود ہے ۔

تحصیل فورٹ عباس سول ہسپتال میں بستروں کی تعداد

***3145 ۔ حافظ علی اسداللہ :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل فورٹ عباس سول ہسپتال میں کتنے چپڑاسی ہیں ۔

(ب) کیا فورٹ عباس ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر ، نرس اور کلرک موجود ہیں ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں نیز ہسپتال میں مریضوں کے بستروں کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) چپڑاسی کی آسامی نہیں ہے ۔

(ب) ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر ، نرس اور کلرک کی آسامیاں نہیں ہیں ۔ کیونکہ یہ ہسپتال ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس کی تحویل میں تھا اور یہ موجودہ مالی سال میں حکومت کی تحویل میں آیا ہے اس لئے اس کی درجہ بندی اور عملہ میں اضافہ کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے ۔ ہسپتال میں بستروں کی تعداد 24 ہے ۔

———

ہارون آباد اور فورٹ عباس کے ہسپتالوں میں عملہ کی تعداد

*3146 ۔ حافظ علی اسداللہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ہارون آباد اور فورٹ عباس کے ہسپتالوں میں کس قدر عملہ موجود ہے اور کیا وہ ہسپتال کی ضرورت کے لئے کافی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : ہارون آباد اور فورٹ عباس کے ہسپتالوں میں مندرجہ ذیل عملہ موجود ہے ۔

	ہارون آباد	فورٹ عباس
میڈیکل آفیسر	1	1
ویمن میڈیکل آفیسر	1	—
سٹاف نرس	4	—
ریڈیو گرافر	1	—
لیبارٹری اسسٹنٹ	1	1
جونیئر کلرک	1	—

	ہارون آباد	فورٹ عباس
ڈسپنسر ڈریسر	5	3
سٹور کیپر	1	—
نرس دائی	2	
چپڑاسی	1	—
ملازم ادنیٰ	6	7

موجودہ عملہ کی تعداد سول ہسپتال ہارون آباد کے لئے کافی ہے ۔ لیکن سول ہسپتال فورٹ عباس کے لئے ناکافی ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! جواب میں بتایا گیا ہے کہ سول ہسپتال فورٹ عباس کے لئے ناکافی عملہ ہے ۔ کیا اس ہسپتال کے لئے مزید عملہ دیا جائے گا تاکہ اس علاقے کے عوام کی ضروریات پوری ہو سکیں ؟

وزیر صحت : میں عرض کروں گا کہ یہ دونوں لوکل باڈیز کے ہسپتال ہیں جو پچھلے سال حکومت کی تحویل میں آئے ہیں ۔ ان کا عملہ بڑھانے کے لئے اس سال کارروائی کی جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر سردار صغیر احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ڈاکٹر محمد اشرف خان میڈیکل آفیسر اوکاڑہ کو تنخواہ کی ادائیگی

*3302 ۔ **سردار صغیر احمد :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر محمد اشرف خان میڈیکل آفیسر اوکاڑہ کو 25 جنوری 1972ء سے تا حال تنخواہ و ٹی اے ۔ ڈی اے ادا نہیں کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈاکٹر موصوف 24 جنوری 1972ء تک لاہور میں تعینات رہے اور اس کے بعد ان کا تبادلہ چنیوٹ ضلع جھنگ

میں ہوا اور بعد ازاں انہیں اوکاڑہ تبدیل کیا گیا ۔ اس طرح ان کا آخری تنخواہ کا تصدیق نامہ پہلے غلط طور پر بجائے جھنگ کے سرگودھا بھیجا گیا اور کئی ماہ بعد اسے جھنگ بھیجا گیا اور پھر ساہیوال بھیجا گیا لیکن اس پر ضروری مہر ثبت نہ کی گئی ۔ اس طرح ٹی او ساہیوال نے اسے واپس اے جی کو بھیج دیا اور بلوں کی ادائیگی نہ کی گئی ۔ اس طرح ڈاکٹر موصوف کو ایک سال سے زائد عرصہ کی تنخواہ نہ مل سکی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ خزانہ کے متعلقہ افسران و اہلکاران جن کی تساہل یا غفلت کی بنا پر ڈاکٹر موصوف اپنی تنخواہ سے محروم رہے کے خلاف تحقیقات اور تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : جناب سپیکر ۔ جب یہ سوال کیا گیا تھا غالباً اس وقت حالات ایسے ہی تھے لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے ڈاکٹر موصوف کو اس کی تنخواہ اور بقایا جات مورخہ 2-5-1973 کو خزانہ ساہیوال میں ادا کر دیئے ہیں اور محکمہ صحت نے محکمہ خزانہ کی توجہ اس طرف دلوائی ہے کہ اکاؤنٹنٹ جنرل کے مطابق افسر خزانہ جھنگ نے سات ماہ تک نہ کوئی ڈاکٹر کا بل ادا کیا ہے اور نہ ہی کوئی متعلقہ کاغذات یا متعلقہ سرٹیفیکیٹ افسر خزانہ ساہیوال کو بھیجے ۔ بہر حال آپ کے سوال کے مطابق اس نے تمام بقایا جات اور تنخواہ وصول کر لی ہے ۔

ڈاکٹر ولی محمد ساغر کی بطور اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری تعیناتی

*3346 ۔ **سید طاہر احمد شاہ :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کو دو مختلف زون نمبر 3 (مشتمل ترقی یافتہ اضلاع) اور نمبر 4 (مشتمل پسماندہ اضلاع) میں اس لئے تقسیم کیا گیا تھا کہ پسماندہ اضلاع کے عوام کو ملازمتوں کے حصول میں تحفظ ملے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جنوری 1969ء میں پبلک سروس کمیشن لاہور نے ایک آسامی اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری کی مشتہری کی اور یہ آسامی زون نمبر 4 کے امیدواروں کے لئے مختص تھی اور اس آسامی کے لئے ڈاکٹر ظفر اللہ چوھدری بہاولنگر (زون نمبر 4) مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ کی بنا پر اور ڈاکٹر ولی محمد ساغر نے مظفر گڑھ زون نمبر 4 مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ کی بنا پر درخواستیں دیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر ظفر اللہ حقیقتاً لائلپور زون نمبر 3 کا مستقل رہائشی ہے کیونکہ ڈاکٹر ظفر اللہ نے 1955ء میں میڈیکل کالج میں داخلہ لیتے وقت لائلپور کا رہائشی سرٹیفیکیٹ دیا تھا ۔ ڈاکٹر ظفر اللہ کے والد چوھدری عنایت اللہ پی۔سی۔ایس اب تک سرکاری ریکارڈ میں لائلپور کے مستقل رہائشی ہیں ۔ ڈاکٹر ظفر اللہ نے 1968ء میں مختلف سرجیکل عہدوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو درخواستیں دی تھیں اور ان کے ساتھ لائلپور کا مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ لگایا تھا ۔ ان میں سے آخری درخواست ستمبر 1968ء میں دی گئی تھی ۔ ڈاکٹر ظفر اللہ نے یکم اگست 1968ء کو میوہسپتال میں بطور سینئر سرجیکل رجسٹرار نوکری شروع کی اور اپنی مستقل رہائش لائلپور کی ظاہر کی ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر ولی محمد ساغر نے پبلک سروس کمیشن سے شکایت کی چونکہ ڈاکٹر ظفراللہ لائلپور کا مستقل رہائشی ہے اور بہاولنگر کا نہیں اس لئے زون نمبر 4 سے بطور امیدوار نا اہل قرار دیا جائے مگر اس شکایت کو نظر انداز کر دیا گیا اور بعد میں بوقت انٹرویو ڈاکٹر ظفراللہ اول اور ڈاکٹر ولی محمد ساغر دوم قرار پائے اور ڈاکٹر ظفر اللہ کو یہ عہدہ مل گیا اور اب ڈاکٹر ظفر اللہ اسی عہدہ پر بطور اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری میو ہسپتال میں کام کر رہے ہیں ۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر ولی محمد ساغر نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولنگر کو شکایت کی کہ ڈاکٹر ظفر اللہ نے 1969ء میں غلط بیان حلفی داخل کرکے ضلع بہاولنگر کا مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ

حاصل کیا تھا اور اسے منسوخ کر دیا جائے چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مذکور نے یہ ثابت ہونے پر کہ ڈاکٹر ظفر اللہ نے جعلی بیان حلفی دے کر بہاولنگر سے مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ لیا تھا ڈاکٹر ظفر اللہ کا بہاولنگر سے مستقل رہائشی سرٹیفیکیٹ منسوخ کر دیا۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ اگر ڈاکٹر ظفر اللہ بطور زون نمبر 4 ضلع بہاولنگر سے نا اہل قرار دیا جاتا تو جزو "ب" میں دی ہوئی آسامی ڈاکٹر ولی محمد ساغر کو ملتی۔

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ڈاکٹر ظفر اللہ چوہدری اسسٹنٹ پروفیسر آف سرجری میو ہسپتال کے خلاف قانونی یا محکمانہ کاروائی کرکے ڈاکٹر ولی محمد ساغر سرجن ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال لائلپور کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کا ازالہ کرکے ان کا جائز حق دلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : جناب والا! اس سوال کا جواب بعد میں دوں گا۔ اس کے لئے مجھے وقت دیا جائے۔

گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور سے چار سالہ کورس پاس کرنے والے طلبا کو سندات کی عطائیگی

*3352 ۔ **مسٹر احسان الحق پراچہ** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور میں چار سالہ کورس کے بعد کامیاب طلبا کو ایل یو ایم ایس یعنی لائسنشیٹ یونانی میڈیسن اینڈ سرجری کی سند دی جاتی ہے

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ جن طلبا نے مندرجہ بالا کورس 1967ء میں پاس کیا تھا ان کو جو

سال گزرنے پر بھی متذکرہ بالا سندات عطا نہیں کی گئیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی نہیں ۔ صرف سند "ماہر طب و جراحت" دی جاتی ہے ۔

(ب) طلباء نے مذکورہ بالا سند لینے سے انکار کیا ہے ۔ کیونکہ وہ مصر ہیں کہ ان کو خود ساختہ سند "ایل۔یو۔ایم۔ایس" یعنی لائسنشیٹ یونانی میڈیسن اور سرجری دی جائے ۔ چونکہ طبیہ کالج کی طرف سے یہ سند نہیں دی جاتی ۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں ۔

صوبہ میں یونانی شفاخانوں کی تعداد

*336 ۔ **مس ناصرہ کھوکھر** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) صوبہ بھر میں حکومت کے زیر نگرانی کتنے شفاخانے چل رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ شفاخانے عوام الناس کو طبی امداد بہم پہنچانے میں بہت اچھی خدمات سر انجام دے رہے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان اداروں کو فروغ دینے اور بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) کوئی نہیں ۔

(ب) غیر متعلقہ ہے ۔

صوبہ کے ہسپتالوں میں ضروری طبی امداد کی سہولتیں

*3362 ۔ **مس ناصرہ کھوکھر** ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبے کے ہسپتالوں میں ضروری طبی امداد کی سہولتیں کافی نہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کیا تدابیر زیر غور ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) میڈیکل کالجوں کے ساتھ ، ملحقہ ہسپتالوں ، ضلعی ہسپتالوں ، تحصیل ہسپتالوں اور تمام ایسے ہسپتال یا مراکز صحت جہاں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں ضروری طبی امداد کی سہولتیں موجود ہوتی ہیں ۔ کبھی کبھار چھوٹی ڈسپنسریوں یا ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی ناپابی ، لیبارٹریوں کے نہ ہونے سے ، بستروں کی کمی اور دوسرے ایسے آلات جو بجلی کے نہ ہونے سے کام نہیں کر سکتے ، طبی سہولتوں میں کمی و بیشی کا باعث بن سکتی ہیں ۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ صوبے کے ہسپتالوں میں ضروری طبی سہولتیں ناکافی ہیں ۔

(ب) (1) بہر حال عوامی حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ عوام کے لئے صوبے میں جہاں تک حکومت کی مالی وسائل اجازت دیں ۔ ہسپتالوں میں مزید بستروں کی گنجائش کی جائے ۔ یعنی ضلعی ہسپتالوں میں اور وارڈ بنائے جائیں ۔ تحصیل ہسپتالوں کو بڑا کیا جائے ۔ مراکز صحت کے بستروں کی گنجائش کو پہلے سے زیادہ کیا جائے ۔

(2) ہر ہسپتال اور ڈسپنسری میں ڈاکٹر اور دوسرے سٹاف کو تعینات کیا جائے ۔ اس سلسلے میں حکومت نے ڈاکٹروں کے باہر جانے پر کچھ پابندیاں عائد کی ہیں ۔ اور ڈاکٹروں کو دور دراز اور دیہاتی علاقوں میں کام کرنے کے لئے رغبت دینے کے واسطے کچھ اقدامات کر رہی ہے ۔

(3) تحصیلوں میں بلدیاتی ہسپتال ہیں ۔ حکومت ان کو ایک جامع پروگرام کے تحت اپنی تحویل میں لے رہی ہے ۔ تاکہ ان کا درجہ بڑھایا جا سکے ۔ اور وہاں مزید سہولتیں عوام کے لئے مہیا کی جا سکیں ۔

(4) ہر ضلعی ہسپتال میں مختلف امراض کے ماہر تعینات کئے جا رہے ہیں ۔ یہ سلسلہ بھی بتدریج ایک جامع پروگرام کے تحت چل رہا ہے اور اس سلسلہ میں 74-1973ء کے مالی سال کے

لئے 24 نئی آسامیاں سینئر کلاس ون کے سپیشلسٹوں کی مختلف ضلعی ہسپتالوں میں نکالی گئی ہیں ۔

(5) موجودہ مالی سال سے ادویات کے لئے رقم دوگنی فراہم کر دی گئی ہے ۔ موجودہ سال میں 80 لاکھ روپے مزید اس مد کے تحت ہسپتالوں کو دے دیئے گئے ہیں ۔

(6) ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں کے لئے بہتر اور جدید آلات مہیا کرنے کے لئے مالی سال 74-1973ء کے لئے 35 لاکھ روپیہ مختص کر دیا ہے ۔ جس میں سے 10 لاکھ ضلعی ہسپتالوں کا 25 لاکھ تحصیل ہسپتالوں کے لئے ہے ۔

(7) ہر ٹی بی کلینک کے لئے ایکس رے پلانٹ مہیا کئے جا رہے ہیں۔

(8) ایک جامع پروگرام کے تحت ضلعی ہسپتالوں میں الگ ٹی بی وارڈ بنائے جا رہے ہیں ۔ تاکہ ٹی بی کے مریضوں کو بہتر طبی سہولتیں مل سکیں ۔

(9) ہر ضلعی ہسپتال میں ایک شعبہ حادثات قائم کئے جانے کا پروگرام بن رہا ہے ۔ بڑے بڑے ہسپتالوں میں سستی ادویات کے سٹور بھی کھولے جا رہے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! جواب میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹروں پر باہر جانے کی پابندی حکومت نے عائد کر رکھی ہے ۔ کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو ڈاکٹر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے باہر جانا چاہیں ان کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے اور حکومت ان کی کیا مدد کرتی ہے ؟

مسٹر چیئرمین : یہ اس سوال کا ضمنی سوال نہیں بنتا ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! جواب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے ۔

سید قابض الوزی : جناب والا ! جواب سے یہ ضمنی سوال پیدا ہوتا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! حکومت کا یہ خیال ہے کہ جو ڈاکٹر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے باہر جانا چاہتے ہیں ان کو پہلے یہاں کافی تجربہ حاصل کرنا چاہئے بعد میں انہیں باہر جانا چاہئے ۔ دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت بڑی تیزی سے اس بارے میں غور کر رہی ہے اور مرکزی حکومت سے اس بارے میں رابطہ قائم کیا گیا ہے کہ پوسٹ گریجوایٹ سنٹرز کھولے جائیں ۔ جو مجھے امید ہے کہ اگلے سال کھل جائیں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جب تک یہ پوسٹ گریجوایٹ سنٹر نہیں کھولے جاتے اس وقت تک ڈاکٹر جو اپنی کوالیفیکیشن بڑھانے کے لئے باہر جانا چاہتے ہیں ان کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے ؟

مسٹر چیئرمین : یہ اس کا ضمنی سوال نہیں ہے ۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس کے لئے ایک علیحدہ سوال دے دیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ان کے جواب سے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے ۔

Mr. Chairman : I rule it out.

صوبہ کے ہسپتالوں میں ڈینٹل سرجن کی خالی آسامیاں

*3432 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے بیشتر ہسپتالوں میں ڈینٹل سرجن کی آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے عبوری طور پر آسامیاں پر کرنے کے احکامات جاری کئے گئے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ متعلقہ نے چناؤ کر کے اپنی سیلیکشن رپورٹ محکمہ صحت کے افسران کو بھیج دی اور محکمہ متعلقہ کے ذمہ دار افسران نے کئی ایک احکام تقرری بھی جاری کر دئے تھے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا احکام تقرری واپس لے لئے گئے ہیں اور باوجود احکام واپس ہونے کے چند ایک اُمیدواران بطور ڈینٹل سرجن بدستور کام کر رہے ہیں ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور منتخب اُمیدواران کی تقرری کے احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) نہیں یہ حقیقت نہیں ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ خالی آسامیاں پر کرنے کے لئے احکامات جاری کئے گئے تھے ۔

(ج) درست ہے ۔

(د) یہ درست ہے کہ احکامات عارضی طور پر معطل کئے گئے تھے ۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی پبلک سروس کمیشن کی سیلکشن کے بعد گورنر کی منظوری ضروری تھی ۔ جو سہواً نہ ہو سکی بنا برین احکامات عارضی طور پر واپس لے کر گورنر صاحب نے منظوری لکھی بعد ازاں احکامات دوبارہ جاری کر دئے گئے ۔ البتہ یہ درست نہیں کہ پھر بھی اُمیدواران ان جگہوں پر کام کرتے رہے ۔

(ہ) گورنر پنجاب کی منظوری آتے ہی امیدواران کے تقرری کے احکامات فوراً جاری کر دئے گئے ۔ احکامات کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ۔ لہذا اس سلسلے میں کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر چیئرمین : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ہسپتال برائے دماغی امراض لاہور کی اصلاح

*3433 ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال برائے دماغی امراض لاہور میں صرف ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی جگہ ہے جب کہ وہاں اس وقت تین میڈیکل سپرنٹنڈنٹس تعینات ہیں ۔ جن میں تقسیم کار میں اختلاف کی وجہ سے اس ہسپتال کا انتظام بری طرح متاثر ہو چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال مذکورہ میں پندرہ سو مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے صرف بارہ نرسیں دو نرسنگ سسٹرز اور ایک میٹرن ہے اور یہ تعداد بہت ہی کم ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اتنے بڑے ہسپتال میں جو صوبہ بھر میں اپنی قسم کا ایک ہی ادارہ ہے صرف ایک سائیکالوجسٹ اور زنانہ اور مردانہ وارڈوں میں صرف ایک ایک میڈیکل سوشل ورکر مقرر ہے اور یہ تعداد قطعی طور پر ناکافی ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال میں ہر چالیس یا پچاس مریضوں کے لئے صرف ایک اٹینڈنٹ مقرر ہے اور اس طرح اٹینڈنٹس کی تعداد ضرورت سے کم ہے ۔ علاوہ ازیں یہ اٹینڈنٹس عموماً ان پڑھ ۔ احساس ذمہ داری سے خالی اور ظالم قسم کے واقع ہوئے ہیں جنہیں مریضوں سے قطعاً کوئی ہمدردی نہیں ہے بلکہ وہ ان کی اشیائے خوردنی چرانے سے بھی گریز نہیں کرتے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت تعلیم یافتہ طالب علموں سے یہ کام لینے کو تیار ہے جو بلا معاوضہ یہ فرائض انجام دیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں! سرکاری ہسپتال برائے دماغی امراض میں ایک میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کی اسامی ہے جس کا انتظامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ماہر دماغی امراض کا کام کرتے ہیں۔ ہسپتال کی انتظامیہ ایڈمنسٹریٹو آفیسر چلاتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ تین میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تعینات ہیں البتہ تین ماہر امراض تعینات ہیں۔ جن کو کام بانٹا ہوا ہے۔ ہسپتال کے حالات کو سدھارنے کے لئے اور اس کے انتظام کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

(ب) ہسپتال کی منظور شدہ بستروں کی تعداد 1170 ۔ البتہ تقریباً 1500 سو مریض ہسپتال میں زیر علاج رہتے ہیں۔ نرسنگ سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) نرسنگ سپرنٹنڈنٹ	1	(2) میٹرن	1
(3) نرسنگ سسٹر	2	(4) سٹاف نرس	12

مزید نرسنگ سٹاف کے لئے معاملہ زیر غور ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ صحیح ہے۔ اس سلسلے میں بھی موجودہ سٹاف کو بڑھانے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔

(د) یہ صحیح ہے کہ اٹینڈنٹس کی تعداد ضرورت کے مطابق نہیں ہے۔ اور نصف سے زیادہ اٹینڈنٹس ناخواندہ ہیں۔ اٹینڈنس کی طرف سے تشدد کے واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جاتا ہے۔ اب جو نئی بھرتی کی جا رہی ہے وہ سب کم از کم میٹرک پاس کی ہے۔ چونکہ اٹینڈنٹس کا کام ایک مستقل کام ہے اور ضابطے کے تحت ہوتا ہے اس لئے یہ کام والنٹیر کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ اٹینڈنٹس کا معیار بلند کیا جائے اور اٹینڈنٹس کی آسامیوں کو زیادہ کیا جائے تاکہ ایسی شکایت پیدا نہ ہو سکے۔

ہسپتال برائے دماغی امراض لاہور میں بے ضابطگیاں

*3434۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال برائے دماغی امراض لاہور کے مردانہ وارڈ کے ایک اٹینڈنٹ نے ایک سال کے عرصہ میں گلبرگ میں ایک مکان بنا لیا ہے اور ایک کار خرید لی ہے حالانکہ اس کی تنخواہ دو اڑھائی سو روپے سے زیادہ نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال مذکور کے کلرک جن کے پاس نئے داخلوں کی چیکنگ کا کام ہے مریضوں کے رشتہ داروں سے رقوم وصول کرتے ہیں جس سے انہیں کوئی نہیں روکتا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ بعض اٹینڈنٹس مریضوں کو بطور پرائیویٹ مریض ڈاکٹروں کے سامنے معائنے کے لئے پیش کرکے ان سے بہت بڑی رقوم بطور فیس وصول کراتے ہیں؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) محکمہ صحت کو اس کے متعلق ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اگر اٹینڈنٹ کا نام بتادیں۔ تو تفصیل دریافت کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

(ب) یہ صحیح نہیں ہے کہ ہسپتال کے کلرک جن کے پاس نئے داخلوں کی چیکنگ کا کام ہے مریضوں کے رشتہ داروں سے رقوم وصول کرتے ہیں اور انہیں کوئی نہیں روکتا۔ مسٹر نذیر احمد بھٹی سابقہ کلرک کے خلاف ایسی شکایات موصول ہوئی تھیں جن کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی کی گئی تھی۔ اور سزا دی گئی تھی۔ اسی طرح کی ایک شکایت محمد نواز، دفتری کے خلاف موصول ہوئی تھی جس کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔

(ج) یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسی کوئی شکایت متعلقہ حکام کو نہیں ملی۔

مینٹل ہسپتال لاہور کی اصلاح

*3435 (الف) ۔ سردار امجد حمید خان دستی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینٹل ہسپتال لاہور کی تمام خواتین مریضوں کے علاج کے لئے صرف چار لیڈی ڈاکٹر مقرر ہیں جو اکثر دیر سے ہسپتال آتی اور جلدی واپس چلی جاتی ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ لیڈی ڈاکٹر اپنے کام میں بہت کم دلچسپی لیتی ہیں کیونکہ اکثر کی عزیزداری بڑے افسران سے ہونے کی وجہ سے انہیں نہ ذمہ داری کا احساس اور نہ کسی کا ڈرخوف اور مریض خود عقل و دانش سے خالی ہونے کی وجہ سے احتجاج بھی نہیں کر سکتے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں دوائیاں بہت کم آتی ہیں اور جو آتی ہیں وہ صحیح مصرف میں نہیں لائی جاتیں بلکہ خرد برد کر لی جاتی ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) گورنمنٹ مینٹل ہسپتال کی زنانہ شاخ میں ، خواتین مریضوں کے علاج کے لئے تین لیڈی ڈاکٹر مقرر ہیں ۔ ان لیڈی ڈاکٹروں کے دیر سے آنے یا جلدی چلے جانے کے متعلق کوئی شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں ۔ اور نہ ہی ہسپتال کی انتظامیہ کو اس سلسلے میں کبھی کوئی شکایت سیکشنوں کے انچارج ماہروں نے کی ہے ۔

(ب) ایسی کوئی شکایت نہ ہسپتال کی انتظامیہ کے پاس اور نہ ہی حکومت کے پاس آئی ہے اور نہ ہی سیکشنوں کے انچارج ماہروں نے کبھی ایسی رپورٹ کی ہے ۔

(ج) ادویات منظور شدہ بجٹ کے اندر اندر مہیا کی جاتی ہیں اور ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ دوائی کا صحیح مصرف ہو دوائیوں کی خرد برد کی کوئی عوامی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے ۔

صوبہ میں مریضوں کی تعداد

*3458 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ بھر میں ذہنی مریضوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) صوبے میں دماغی امراض کے کتنے شفاخانے ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) 1971ء میں 10,918 ذہنی مریض اور 1972ء میں 12,807 ذہنی مریض علاج کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں آئے ۔

(ب) ایک شفاخانہ ، دماغی امراض کے لئے بنام گورنمنٹ مینٹل ہسپتال لاہور میں موجود ہے ۔

مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی تعداد میں ابزادی

*3459 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس اضافے کی وجوہ کیا ہیں نیز حکومت صوبہ میں بیماریوں کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد): (الف) یہ صحیح نہیں ہے کہ مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے ۔ جیسا کہ 1971-72ء کے مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے ظاہر ہے یہ اضافہ

صرف ملیریا ، نمونیا اور امراض مخصوصہ کی بیماریوں میں ہوا ہے :۔

نام امراض	سال 1971ء	سال 1972ء
چیچک	2036	1495
ملیریا	4,04,764	8,22,674
ککرے	1,65,842	1,42,279
تپ محرقہ	99,590	92,214
پیچس	5,52,025	5,10,947
نمونیا	1,20,621	1,13,960
اسہال	8,92,837	8,16,085
نمونیا	1,41,362	1,55,309
تپ دق	2,94,825	2,83,050
امراض مخصوصہ	14,953	22,093

(ب) (I) ملیریا میں اضافے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہے ۔

(1) ڈی ۔ ڈی ٹی ، مچھرکش دوائی کے مسلسل استعمال سے ملیریا کے مچھر اس کے عادی ہو گئے ہیں اور اب اس دوائی کا ان پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا ہے ۔

(2) محکمہ انسداد ملیریا کی کارکردگی رقوم کے مہیا نہ ہونے سے اتنی موثر نہیں رہی تھی ۔

(II) نمونیا کی بیماری سے مریضوں کی تعداد میں اضافہ معمولی سا ہے ۔ بہر حال ملک میں نامناسب حالات کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا جسکی وجہ سے اس بیماری میں مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا بظاہر اور کوئی وجہ مریضوں کی تعداد میں اضافہ کی نظر نہیں آتی ۔

(III) امراض مخصوصہ کی بیماریوں کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے۔

(1) بیرونی ممالک سے ہر قسم کے سیاحوں کا ملک میں آنا۔

(2) بیرونی ممالک کا فحش لٹریچر اور نیم عریاں مناظر سے بھر پور فلموں کا درآمد کرنا۔ ان سے جنسی بے راہروی کو ہوا ملتی ہے جو بعد ازاں ان بیماریوں کے بڑھنے کا سبب بھی ہو سکتی ہے۔

(3) چونکہ امراض مخصوصہ (خصوصاً آتشک اور سوزاک) جیسی بیماریوں کا علاج عموماً نامکمل طور پر کر دیا جاتا ہے جس سے بیماری پوری طرح نہیں جاتی اور بیماری میں مبتلا مریض اپنے آپ کو ظاہرہ طور پر تندرست سمجھتا ہے حالانکہ وہ یہ بیماری دوسروں کو پہنچا سکتا ہے۔

روک تھام کے اقدامات

(1) ملیریا کو روکنے کے لئے اب جدید مچھر کش دوائی استعمال کی جائے گی اور ڈی۔ ڈی۔ٹی کا استعمال اب قریباً ختم کر دیا گیا ہے۔

(2) تپ دق کے خاتمے کے لئے بی سی جی کے ٹیکے پروگرام کے تحت لگائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس مریض کی جلد تشخیص کے علاج کے لئے، ٹی۔بی کلینک تحصیلوں میں اور ٹی بی وارڈ ضلعی ہسپتالوں میں بنائے جا رہے ہیں۔

(3) امراض مخصوصہ Veneral Diseases کو روکنے کے لئے محکمہ صحت اپنے طور پر لیکچروں کے ذریعے اس مرض کے بارے میں معلومات لوگوں تک پہنچاتی ہے اور مکمل علاج کے بارے میں ہر مریض کو تلقین کی جاتی ہے۔ لیکن اس کی صحیح روک تھام معاشرے کی اصلاح سے ہی ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ اعداد و شمار سے ظاہر ہے حکومت نے متعدی بیماریاں مثلاً ہیضہ، چیچک وغیرہ پر قریباً مکمل قابو پا لیا گیا ہے اور ان بیماریوں کے خلاف محکمہ صحت کا مخصوص عملہ سارا سال حرکت میں رہتا ہے۔

اس کے علاوہ محکمہ صحت کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کو زیادہ موثر بنانے کے لئے ایک جامع سکیم (Vertical Integration) تیار کی جا رہی ہے۔ جس کے تحت تمام ذیلی ادارے :-

ملیریا بورڈ ، فیملی پلاننگ بورڈ ، ٹب دق کے خلاف پی ۔ سی ۔ جی پروگرام ، چیچک کے خلاف پروگراموں کو یکجا کرنے کا پروگرام ہے جس سے نہ صرف خرچہ کم ہو جائے گا بلکہ کارکردگی پر خاطر خواہ اثر پڑے گا۔

ملاوٹ کا قلع قمع کرنا

*3460 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبائی حکومت کی جانب سے خوراک میں ملاوٹ کا قلع قمع کرنے کے لیے چلائی گئی حالیہ مہم کے دوران خوراک میں ملاوٹ کے کتنے کیس پکڑے گئے اور ملاوٹی اشیاء کے کتنے نمونے حاصل کیے گئے ان اشیاء کے اور ان کے فروخت کنندگان اور تیار کرنے والوں کے نام کیا ہیں ۔

(ب) ہر کیس میں کتنی سزا دی گئی اور کتنا جرمانہ عائد کیا گیا ۔

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف اور ب) معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں ۔

محکمہ صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی منظور شدہ آسامیاں

*3461 ۔ بیگم ریحانہ سرور : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ صحت میں ایم بی بی ایس ڈاکٹروں کی منظور شدہ آسامیوں کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) حصہ بالا (الف) میں مندرج آسامیوں میں ایسی آسامیوں کی تعداد کتنی ہے جو صوبہ پنجاب کے ہر ڈویژن میں خالی پڑی ہوئی ہیں نیز انہیں پر نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) 665

(ب) ڈویژنوں میں خالی پڑی ہوئی آسامیاں ۔

	میڈیکل آفیسر	لیڈی میڈیکل آفیسر
(1) راولپنڈی	49	17
(2) لاہور	23	7
(3) سرگودھا	14	7
(4) ملتان	11	7
(5) بہاولپور	17	4
	114	54

آسامیوں کے خالی رہنے کی وجوہات یہ ہیں ۔

(1) ڈاکٹروں کی ایک بہت بڑی تعداد غیر ممالک (خصوصاً اسلامی ممالک) میں جا رہی ہے جہاں تنخواہیں بہت زیادہ ہیں ۔

(2) بیشتر گریجوایٹ ڈاکٹر دیہاتوں میں کام کرنے سے گریز کرتے ہیں ۔

میڈیکل کالجوں میں دو شفٹیں جاری کرنا

*3467 ۔ **بیگم ریحانہ سرور :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں میڈیکل کالجوں کی تعداد کتنی ہے نیز ان میں طلباء کے لیے کتنی کتنی نشستیں فراہم کی گئی ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ حاصل کرنے کے خواہشمند طلباء کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت میڈیکل کالجوں میں دو شفٹیں جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) صوبے میں چار میڈیکل کالج ہیں ۔ طلباء کی نشستیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

(1) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور ۔ 200 نشستیں

(2) فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور ۔ 116 ,,

(3) نشتر میڈیکل کالج ملتان ۔ 200 ,,

(4) قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور ۔ 150 ,,

(ب) جی ہاں ۔

(ج) نہیں یہ ممکن نہیں ہے البتہ عوامی حکومت نے اس مسئلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے لائلپور میں ایک میڈیکل کالج کھولنے کے لیے احکامات جاری کر دیے ہیں اس پر کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے اس کے علاوہ راولپنڈی میں ایک مزید میڈیکل کالج کھولنے کے سلسلہ میں سروے کیا جا رہا ہے ۔ جہاں تک موجودہ میڈیکل کالجوں میں دو شفٹیں جاری کرنے کا سوال ہے ۔ اس میں کئی اہم اور عملی مشکلات در پیش ہیں ۔ جن کی وجہ سے دو شفٹوں کا کام جاری نہیں کیا جا سکتا ۔ مشکلات یہ ہیں :

(1) میڈیکل کالجوں میں تعلیم کا نصاب اور نظام پاکستان میڈیکل کونسل کے بنائے ہوئے قواعد اور قوانین کے تحت بنایا جاتا ہے ۔ جس میں دو شفٹوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

(2) میڈیکل کالجوں سے ملحقہ ہسپتالوں میں طالب علموں کو داخل شدہ اور بیرونی مریض دکھائے جاتے ہیں ۔ اور بعد میں طالب علم ان کا

معائنہ کرتے ہیں ۔ دوسری شفٹ والے طالب علم ان مریضوں کا معائنہ نہیں کر سکیں گے ۔

(3) مریضوں کی تعداد ، طالب علموں کی تعداد اور پروفیسر صاحبان کے درمیان ایک مناسبت قائم کی گئی ہے جو کہ بہت ضروری ہے ۔ دوسری شفٹ میں یہ مناسبت ختم ہو جائے گی ۔

(4) میڈیکل کالجوں کے موجودہ سٹاف کو دوسری شفٹ کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا ۔

میڈیکل سٹور ڈپو لاہور میں ناقص دوا کی فراہمی

*3485 ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) میڈیکل سٹور ڈپو لاہور نے پچھلے سال میں Mandle's paint (مینڈلز پینٹ) نامی دوا کتنی مقدار میں خریدی اور اس کی کیا قیمت تھی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ ساری دوا خریدنے کے بعد خراب ہو گئی تھی ۔

(ج) کیا اس دوا کی قیمت سپلائی کرنے والی فرم سے واپس لی گئی ۔

(د) کیا ایسی غیر معیاری دوا سپلائی ہونے پر ایسی فرم کو بلیک لسٹ کیا گیا ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) پچھلے سال یہ دوائی خرید نہ کی گئی تھی ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(د) 1970ء میں سٹار لیبارٹری سے دس ہزار پونڈ مینڈل پینٹ خرید کیا گیا

تھا جو خراب پایا گیا تھا ۔ محکمہ صحت نے نظامت صوبائی محکمہ صحت کی سفارشات پر متعدد بار محکمہ صنعت و محنت کو اس لیبارٹری کو بلیک لسٹ کرنے کے بارے میں لکھا گیا ہے کیوں کہ دوائی سپلائی کرنے والی فرموں کو بلیک لسٹ کرنے کا اختیار اس محکمہ کے پاس ہے ایک بار پھر یاد دھانی کرائی جا رہی ہے ۔

تھل کے باشندگان کے لیے طبی سہولت

*3508 ۔ سید مہتاب احمد شاہ : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) موضع چوہارہ کوٹ سلطان تحصیل لیہ میں صحت کے کتنے مراکز ہیں اور یہ مراکز کتنی مدت سے کام کر رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تھل کی آباد کاری کے بعد مذکورہ علاقہ میں کوئی نیا مرکز نہیں کھولا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت تھل کے باشندگان کی طبی سہولت کے لیے وہاں مزید مرکز کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوھدری محمد ارشاد) : (الف) موضع چوہارہ کوٹ سلطان (تحصیل لیہ) ضلع مظفر گڑھ میں ، فی الحال صحت کے کوئی مرکز نہیں ہیں البتہ چوہارہ میں ڈسٹرکٹ کونسل کی ایک ڈسپنسری ہے جہاں ڈسپنسر تعینات ہے اور کوٹ سلطان میں گورنمنٹ دیہی ڈسپنسری ہے جہاں میڈیکل آفیسر کام کر رہا ہے ۔

(ب) (i) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقوں میں فی الحال کوئی نیا مرکز نہیں کھولا گیا ۔

(ii) محکمہ صحت کے ماسٹر پلان میں مذکورہ علاقوں کے لیے مندرجہ ذیل دیہی مرکز صحت اور بنیادی صحت کے یونٹس تجویز کیے گئے ہیں جن کو ضلعی پیلز ورکس کونسل نے منظور کیا ہے ۔

(1) دیہی مرکز صحت ۔ چوہارہ ۔

بنیادی ہیلتھ یونٹ

(i) لوان کوٹ (ii) چک 407 ٹی ۔ ڈی ۔ اے (iii) خیرے والا ۔

(2) دیہی مرکز صحت ۔ کوٹ سلطان ۔

بنیادی ہیلتھ یونٹ

(i) بکری احمد خان (ii) جمن شاہ (iii) پھاڑ پور (iv) کھوکھر ۔

تمباکو نوشی

*3570 ۔ میاں محمد رفیع : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ تمباکو نوشی اور سگریٹ نوشی مضر صحت ہے اور اس سے کئی قسم کی بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت عوام اور بالخصوص نوجوان طبقے کو تمباکو نوشی اور سگریٹ نوشی کے مضر صحت اثرات اور اس سے لاحق ہونے والی بیماریوں سے آگاہ کرنے کے لیے کوئی موثر اقدام اٹھائیگی ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) محکمہ صحت اپنے طور پر لیکچروں اور سنیما سلائیڈوں کے ذریعے عوام کو تمباکو نوشی کے مضر صحت اثرات سے آگاہ کرتا رہتا ہے اور اس سلسلے میں سمپوزیم (Symposium) بھی منعقد ہوتے رہتے ہیں لیکن اس سلسلے میں والدین اور سوسائٹی پر بھی بھاری ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں پر کڑی نگرانی رکھیں ۔

1970ء میں محکمہ صحت نے کئی سفارشات مرکزی حکومت کو بھیجی تھیں ۔ جس کے متعلق فیصلہ کرنا مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے ۔

لاہور میں معصوم بچوں کے علاج کے لیے شفاخانوں کا قیام

*3581 ۔ میاں محمد رفیع: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ؟

(الف) لاہور کی 21 لاکھ کی آبادی میں معصوم بچوں کے علاج کے لیے کتنے شفا خانے یا وارڈ ہیں ۔

(ب) کیا حکومت کے زیر غور کوئی پروگرام ہے کہ معصوم بچوں کے مخصوص علاج معالجہ کے لیے زیادہ سے زیادہ وارڈ یا شفا خانے لاہور میں قائم کیے جائیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک ایسا کیا جائے گا ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) لاہور میں معصوم بچوں کے علاج کے لیے 50 بستروں کا علیحدہ وارڈ میو ہسپتال میں قائم ہے اس کے علاوہ گنگا رام ہسپتال میں مول چند نرائن داس ہسپتال کے نام سے بھی بچوں کا وارڈ ہے اور اس میں 60 بستروں کی گنجائش ہے ۔

(ب) میو ہسپتال کے موجودہ بچوں کے وارڈ میں توسیع کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے اس پروگرام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لیے فی الحال وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔

گڑھا موڑ ضلع ملتان کے شفا خانہ میں ڈاکٹر کی تعیناتی

*3586 ۔ ملک خان محمد کھوکھر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گڑھا موڑ ضلع ملتان کے شفا خانہ میں ڈاکٹر کی آسامی ایک مدت سے خالی پڑی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ شفا خانہ میں کب تک ایک مستند ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جی ہاں ۔ 13-7-1967 سے اب تک

خالی پڑی ہے ۔ یہ ڈسٹرکٹ کونسل ملتان کی ڈسپنسری ہے اور وہی ڈاکٹر تعینات کرتے ہیں ۔

(ب) جونہی ڈسٹرکٹ کونسل کو ڈاکٹر مل جائے گا ، تعینات کر دیا جائے گا ۔

تحصیل ہیڈ کوارٹروں میں ایکسرے پلانٹ کی تنصیب

*3598 ملک محمد اعظم : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبے کی کن تحصیلوں کے ہیڈ کوارٹروں کے ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ موجود نہیں ہیں ۔

(ب) حکومت کتنے عرصہ میں ان تحصیلوں کے ہیڈ کوارٹروں میں ایکسرے پلانٹ نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) مندرجہ ذیل تحصیلوں کے سول ہسپتالوں میں ایکسرے پلانٹ نہیں ہیں ۔

1 - تحصیل فتح جنگ ضلع کیمبل پور ۔

2 - تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ۔

3 - تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۔

4 - کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ ڈسٹرکٹ کونسل ۔

5 اور 6 - لودھراں اور کہیر والا ضلع ملتان ۔ (یہ ڈسٹرکٹ کونسل کے ہسپتال ہیں ۔

7 - دیپالپور ضلع ساہیوال ۔

8 - فورٹ عباس ۔

9 اور 10 - سول ہسپتال تونسہ اور جام پور (اول الذکر میں بجلی نہیں ہے) ۔

(ب) حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان تحصیلوں میں جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے جلد از جلد ایکس رے مشین مہیا کی جائے لیکن چونکہ اس کام کے لیے زر مبادلہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس لیے کچھ وقت درکار ہوگا ۔

جوہر آباد تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں ادویات کے اخراجات

*3599 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1973ء جوہر آباد تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں اندرونی و بیرونی مریضوں پر کل کتنی رقم کی ادویات صرف ہوئیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ضرورت کے پیش نظر یہ ادویات بہت کم تھیں ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) جوہر آباد کے ہسپتال میں یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1973ء کل 33,332 روپے کی رقم ادویات پر صرف ہوئی ۔

(ب) جی نہیں ۔ پچھلے سالوں کی نسبت ادویات کی قیمت کی خرید کے لیے رقم بڑھا دی گئی ہے ۔

جوہر آباد تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں مریضوں کے لیے بستروں کی تعداد میں اضافہ کرنا

*3600 ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) جوہر آباد تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں مریضوں کے لیے کل کتنے بستروں کا انتظام ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں موجودہ بستروں کی تعداد بہت کم ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں بستروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) کل چوبیس (24) بستروں کا انتظام ہے ۔ بارہ (12) مردانہ مریضوں کے لیے اور (12) زنانہ مریضوں کے لیے ۔

(ب) یہ تعداد بہت کم نہیں ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔ جوہر آباد ہسپتال کو تحصیل ہسپتال کا درجہ دیا جا چکا ہے اس طرح اس میں بستروں کی تعداد بھی بڑھا دی جائے گی ۔

نوشہرہ تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں ادویات کے اخراجات

*3601 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1973ء نوشہرہ تحصیل خوشاب کے ہسپتال میں کتنے اندرونی و بیرونی مریضوں کا علاج کیا گیا اور ان پر کل کتنی رقم کی ادویات صرف ہوئیں ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں ضرورت کے پیش نظر ادویات کے لیے یہ رقم بہت کم ہے ۔ اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں ادویات کی فراہمی کے لیے رقم میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) یکم جنوری 1972ء تا 31 مئی 1973ء سول ہسپتال نوشہرہ میں مریضوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے ۔

بیرونی نئے ۔ 19,359 ۔

بیرونی نئے اور پرانے ۔ 39,320 ۔

اندرونی نئے ۔ 356 ۔

مذکورہ بالا عرصہ میں 18 ہزار روپے ادویات پر صرف ہوئے ۔

(ب) ادویات کی رقم پچھلے سالوں کی نسبت عوامی صحت پالیسی کے تحت بڑھا دی گئی تھی۔

علاقہ سون تحصیل خوشاب میں سینی ٹوریم کا قیام

*3602 ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ علاقہ سون تحصیل خوشاب کی آب و ہوا سینی ٹوریم قائم کرنے کے لیے موزوں ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں سینی ٹوریم قائم کرنے کی کسی سکیم پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) یہاں کی آب و ہوا میدانی علاقہ کی بہ نسبت کافی بہتر ہے لیکن یہاں کے بیشتر علاقے میں بجلی نایاب ہے اور بہت ساری جگہوں پر پانی کی بھی قلت ہے۔

(ب) جی نہیں۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخل شدہ طلباء کی تعداد

*3633 ۔ میر بلخ شیر خان مزاری : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس سال کتنے طلباء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخلہ ملا ہے۔

(ب) اگر مذکورہ طلباء میں سے کوئی بھی تھرڈ ڈویژن ایف ایس سی ہیں تو ان کے نام و پتہ کیا ہیں۔

(ج) داخل شدہ طلباء میں سے کتنے ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہیں؟

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) : (الف) سال رواں میں 168 طلباء نشتر میڈیکل کالج میں داخل ہوئے ہیں۔

(ب) کوئی تھرڈ ڈویژن ایف ۔ ایس ۔ سی والا طالب علم داخل نہیں کیا گیا ۔

(ج) کل سات طلباء ایسے ہیں جو ضلع ڈیرہ غازی خان کے سکھائی ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میرے دو ضروری سوالات ہیں سوال نمبر 3433 اور 3434 اور یہ کئی دفعہ ملتوی ہوئے ہیں چونکہ یہ بہت اہم ہیں لہذا انہیں پوچھنے کی اجازت فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : جن سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے وہ اگلی مرتبہ repeat ہو جائیں گے ۔ کیا ان کے جوابات آپ کے پاس نہیں پہنچے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کے جوابات ابھی پہنچائے گئے ہیں ۔ ان کو ملتوی کیا جائے تاکہ ان پر ضمنی سوالات پوچھے جا سکیں ۔

مسٹر سپیکر : ابھی تک ان کی باری نہیں آئی ہے تو ضمنی سوالات ان پر کیسے ہو سکتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : ان کا جواب میرے پاس نہیں آیا ۔ یہ ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر ان کی باری آ گئی ہوتی تو پھر آپ ضمنی سوالات پوچھ سکتے تھے ۔ آپ کے پاس ان کے جوابات آ گئے ہیں ؟

سردار امجد حمید خان دستی : ہاں ابھی پہنچے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا مطالعہ کیا جائے اور اگر ان میں سے کوئی substantive questions بنتے ہوں تو پھر ان کو آپ دوبارہ پوچھ لیں ۔ جب بھی محکمہ کی باری ہوگی وہ اس میں آ جائیں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : ان کو ملتوی فرما دیجیے ۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے یہ لوگوں کی بھلائی کے لیے ہیں ۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میرا ایک شارٹ نوٹس کوئسچن ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں سردار صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی : سارے صوبے میں اپنی قسم کا ایک ہی ہسپتال ہے اور کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس میں دھاندلی بازی ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ وضاحت ہو جائے اور میں گذارش کرتا ہوں کہ اس کے پوچھنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر صحت : اگلے سیشن میں یہ سوال پوچھ لیں۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ جن سوالات کے جوابات آپ کو موصول ہو چکے ہیں وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائیں گے اور مباحثات میں چھپیں گے۔ اگر آپ کی ان سے تسلی نہیں ہوئی اور مزید اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ ایک نیا سوال دے دیں اور وہ آئندہ باری پر آ جائے گا۔ پھر آپ ضمنی سوالات پوچھ لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی : فہرست سوالات میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

مسٹر سپیکر : فہرست تو کافی روز پہلے چھپ جاتی ہے اور جوابات بعد میں بھی آتے رہتے ہیں۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میرا ایک شارٹ نوٹس کوئسچن ہے۔

سید ذاہد الوری : قلیل المہلت سوال جس وزارت سے متعلق ہو۔ کیا اس کی سوالات کی باری کے علاوہ بھی کسی دن پوچھا جا سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وہ کسی دن بھی پوچھا جا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وزیر متعلقہ سے اس کی رضا مندی لینی پڑتی ہے کہ وہ جواب دینے کے لیے رضامند ہیں یا نہیں۔ قلیل المہلت سوال نمبر 3788۔ سردار صغیر احمد۔

وزیر آبپاشی (ڈاکٹر عبدالخالق) : جناب والا ! عاجز وزیر آبپاشی دو دن کی مہلت چاہتا ہے تاکہ اس کا جواب حاصل کیا جا سکے۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

محترمہ ناصر کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ناصر کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

This is to inform you that due to unavoidable circumstances I was unable to attend the Assembly Session on Monday the 9th July, 1973. Therefore, my absence from the House be excused and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکبر منہاس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اکبر منہاس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Because of illness I could not attend the Session on 9th of, instant, hence leave for the date mentioned may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری دلاور خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے - کہ بندہ کل مورخہ 9-7-73 کو
بوجہ علالت اجلاس میں شرکت نہ کر سکا -
اس یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I could not attend the Session on 20-6-73 and 5-7-73 due to illness kindly request the House for leave for the said dates.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ راقم تا حال بوجہ بیماری و کمزوری سفر کے قابل نہیں ہے - براہ مہربانی رخصت 1-7-73 تا 20-7-73 منظوری فرمائی جاوئے - مہربانی ہو گی -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

اسلام علیکم - میں مورخہ 3-7-73 کو خرابی طبیعت کی بنا پر اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنائت فرمائیں -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر خالد نواز خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز خان وٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session due to illness on 5th July. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! پورے ملک میں مادرملت محترمہ مس فاطمہ جناح کی برسی منائی جا رہی ہے اور اتفاق سے ہم یہاں اجلاس کر رہے ہیں ۔ اس موقع پر میں پورے ایوان سے آپ کے ذریعے درخواست کروں گا کہ اگر یہاں فاتحہ خوانی کر دی جائے تو مناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : Acting Leader of the House ذرا توجہ کریں ۔

میاں خورشید انور : اس معزز خاتون جو کہ قوم کی محسن خاتون ہیں ان کے لئے دعائے خیر کر لی جائے تو مناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : آپ صبح بھی تشریف لائے تھے لیکن میں نے کہا تھا کہ آپ اس سلسلے میں فاضل لیڈر آف دی ہاؤس سے مل لیں ۔ مجھے پتہ نہیں کہ آپ نے ان سے بات کی ہے یا نہیں کی ۔

میاں خورشید انور : ان کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : جناب والا ! یہ نیکی کی بات ہے ۔ دعائے مغفرت کر لینا ایک اچھی tradition ہے ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے ان کے ساتھ ملکر کام کیا ہے لیکن نیکی کے کاموں کی فہرست کافی طویل ہوتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس طرح کی روایات ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔ ہم اس کے لئے حاضر ہیں ۔ آپ ہماری طرف سے پیش کریں لیکن ہم کوئی نیا precedent قائم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس وقت تو خاص طور پر کوئی روایت یا پارلیمانی precedent قائم مقام قائد ایوان کی خدمت میں پیش نہیں کر سکتا لیکن اتنا مجھے ضرور یاد ہے کہ ایسے ایک دو نہیں چند واقعات آئے ہیں

کہ جس پر پورا ایوان متفق ہو تو وہاں دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے ۔ میں صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں کہ خواجہ محمد صفدر صاحب کے لڑکے جو ممبر نہیں تھے کی وفات ہو گئی اور اس کے لئے دعائے مغفرت اس جگہ کی گئی ۔ صرف یہ ایک واقعہ مجھے یاد ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اگر ایسا precedent موجود ہے تو اس سے بہتر کونسی بات ہو سکتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ تمام ایوان کھڑے ہو کر محترمہ فاطمہ جناح کے لئے دعائے مغفرت کریں ۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! چونکہ یہ وقت ممبران رخصتوں کے لئے متعین تھا ۔ اس ضمن میں میں جناب کے نوٹس میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ جب سے یہ اسمبلی قائم ہوئی ہے اس میں بیشتر ایام وزراء صاحبان شرکت نہیں فرماتے رہے اور نہ ان کی طرف سے کوئی رخصت کی درخواست اس ایوان میں پیش کی جاتی رہی ۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ قاعدہ (1) 47 کی طرف مبذول کراؤں گا ۔

> 47 (1) A Member desirous of obtaining the leave of the Assembly for his absence may make an application in writing addressed to the Speaker, stating reasons for his absence.

جناب والا ! اس کے علاوہ میں جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل 115 کی طرف مبذول کراؤں گا کہ اگر کوئی ممبر ساٹھ دن متواتر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کرے تو وہ ممبر ہی نہیں رہ سکتا ۔ جناب والا ! اس کے ساتھ میں آپ کی توجہ قواعد الضباط کار کے قاعدہ (J) 2 کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں یہ درج ہے ۔

> 2 (J) 'Member' means a member of the Assembly, and for the purpose of moving or opposing a Bill, an amend-

ment, a motion or a Resolution, includes a Minister ;

اور جہاں تک منسٹر کی تعریف ہے اس پر آئین کے تحت یہ پابندی ہے کہ کوئی شخص اس وقت منسٹر نہیں بن سکتا ہے جب تک اس اسمبلی کا ممبر نہ ہو - اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ منسٹر جو ہیں وہ ممبر پہلے اور منسٹر بعد میں - اور بحیثیت ممبر کے چھٹی کے معاملے میں ان پر اسی قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے جس کا ہم لوگوں پر اور دوسرے ممبروں پر ہوتا ہے - میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا منسٹر کو اس اسمبلی کے ایوان سے غیر حاضری کے سلسلہ میں رخصت لینی چاہئے یا وہ کسی قاعدہ کے تحت مستثنیٰ ہیں ؟ اگر رخصت لینی چاہئے تو جن منسٹر صاحبان نے درخواستیں نہیں دیں ان کے متعلق آپ فیصلہ فرما دیں -

مسٹر سپیکر : قبل اس کے کہ آپ اپنی سیٹ resume کریں - سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک فاضل رکن 59 روز تک یہاں تشریف نہیں لاتا اور درخواست بھی نہیں دیتا - ساٹھویں روز وہ آ جاتا ہے تو درخواست نہ دینے کا consequence کیا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : آرٹیکل 115 کی proviso میں computing کا طریقہ بھی رکھا ہے کہ ساٹھ دن شمار کس طرح کئے جائیں -

مسٹر سپیکر : اس کے مطابق وہ 59 دن نہیں آتا اور ساٹھویں دن آ جاتا ہے-

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تو qualification & disqualification سے متعلق ہے بحیثیت ممبر منسٹر صاحب کو درخواست دینی چاہئے اس ایوان میں یا نہیں دینی چاہئے -

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! میرے سوال کی طرف توجہ کریں آپ منسٹر کا ذکر چھوڑیں ہر فاضل رکن چاہے منسٹر ہو یا نہ ہو compute کرنے کے طریقہ کے مطابق 59 دن ایک ممبر اس ایوان میں نہیں آتا اور ساٹھویں دن آ جاتا ہے اور درخواست اس نے کوئی نہیں دی ہے اور نہ دینے کی نیت ہے تو درخواست نہ دینے کے جو censequences ہیں وہ بتائیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : اسے Compensatory Allowance نہیں ملے گا -

مسٹر سپیکر : وزیر اگر Compensatory Allowance لے رہا ہو بہتر ممبر تک اور 59 دن تک نہ آئے اور ساٹھویں دن آ جائے تو اس کو نہیں ملے گا ۔ اس میں وزیروں کے لئے ہے کہ اگر وہ 59 دن نہیں آتے ہیں تو کوئی consequence نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! consequence تو بعد میں چیلنج ہوں گے پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا انہیں درخواست دینی چاہئے یا نہیں دینی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : جو بھی provision ہوتا ہے اگر اس کی penalty یا consequence نہ ہو تو وہ ایک mandatory provision نہیں بنتا ۔ وہ صرف directory provision رہ جاتا ہے ۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ جب تک ساٹھ دن نہ ہو جائیں اس کا effect نہیں ہے جیسے mandatory provision کا ہوتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر ساٹھ دن ویسے ہو جائیں تو پھر ؟

مسٹر سپیکر : پھر میں دیکھوں گا کہ آئین کے متعلقہ آرٹیکل کا کیا اثر ہوتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کل اسمبلی کی دو sittings ہوئی تھیں ۔ پہلی sitting میں کورم نہ ہونے کی بنا پر شام کو sitting مقرر ہوئی تھی ۔ میں اس میں آپ کی interpretation یہ چاہتا ہوں کہ اگر پہلی sitting میں کورم زیر دفعہ (2) 177 پورا نہ ہو سکے تو پھر کیا اسی روز دوسری sitting جو پہلے سے مقرر کی گئی ہونی چاہئے ؟ جناب والا sub-rule (2) میں واضح ہے :

> If on a fresh count being taken after the expiry of the said period, it is still found that there is no quorum the Speaker shall adjourn the Assembly till the next working day.....

لفظ shall ہے ۔ mandatory prvovision ہے کہ آپ next working day پر اسمبلی adjourn کر سکتے ہیں کیونکہ کل میں نے اس لئے یہ پوائنٹ raise نہیں کیا تھا ۔

Mr. Speaker : I don't propose to agree with the interpretation of Mian Manzoor Ahmad Mohal.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر آپ اجازت دیں تو میں جناب کی وضاحت سے پہلے ان کو تھوڑا سا support کر دوں ۔

Mr. Speaker : I have said that I don't propose to agree with the interpretation placed by Mian Manzoor Ahmad Mohal.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! sitting کی definition ذرا پڑھ لیں۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! رول کے مطابق working hours دئے ہوئے ہیں ۔ صبح آٹھ بجے سے ایکر گرمیوں کے موسم میں ایک بجے تک ہے ۔ I have changed those working hours for Monday. You have to read all the consequential changes.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ سوال یہ نہیں ہے کہ جناب آٹھ سے ایک کی تبدیلی نہیں کر سکتے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی genuine ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ قاعدہ کے تحت جب کوئی کورم کا سوال پیدا ہو ۔ 5 منٹ اور 15 منٹ کے بعد بھی کورم پورا نہ ہو تو اس کو for the next day ملتوی ہونا چاہئے مثال کے طور پر دو sitting کل تھیں ۔ ایک جناب نے 5 بجے کی رکھی ہوئی تھی اور ایک صبح کی رکھی ہوئی تھی ۔ جناب والا ! اب sitting کی تعریف جو کرتے ہیں Rule 2 (S) میں تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ دو مختلف ہیں یا ایک ہے ۔

> Rule 2 (S) "sitting" means the meeting of the Assembly or any of its Committees from the commencement of its business to the termination of the business for day;"

چاہے آپ جتنے بھی پارٹ بنا دیں وہ گھنٹے شمار ہوں گے چاہے آپ اس کو پانچ گھنٹے کی سٹنگ رکھیں چاہے آپ bifurcate کر دیں ایک سٹنگ گنی جائے گی ۔ جب وہ ایک دن میں ہوگی ۔ اب ایک سٹنگ میں جب کورم پورا نہیں ہوا اور ہاؤس ملتوی ہوتا ہے تو رول کہتے ہیں For the next day adjourn ہوگا ۔ کیا پانچ بجے والی سٹنگ نہیں کہلائی جا سکتی ۔ It is a part of

the past sitting ۔ کیا وہ علیحدہ شمار ہوگی یا وہ بھی اسی طرح ملتوی ہوگا کہ وہ پانچ بجے والی سٹنگ نہیں ہو سکتی اور اگلے دن قاعدہ کے ساتھ آئے گا ۔

Mr. Speaker: I was conscious of these rules when I adjourned the House yesterday for 5.00 P.M. I did it knowing these rules very well.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جہاں تک موحل صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے انہوں نے کل کا حوالہ دیا ہے اس میں رولنگ دیتے ہوئے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اگر آپ پرسوں یا اس سے پہلے کسی دن کے لئے دو سٹنگ مقرر کر دیں ۔ کیا اس کے لئے بھی اعلان کرنے کی ضرورت ہے کہ پانچ بجے سیشن ہوگا یا اس کی ضرورت باقی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : ضرورت ہی نہیں ! اتنا ہی کہہ دینا کہ اجلاس ملتوی ہوتا ہے کافی ہے اس میں قومی اسمبلی کی روائیت ہے ۔ اب حاجی محمد سیف اللہ خان کی تحریک استحقاق کے متعلق رپورٹ پیش ہوگی ۔

مجلس قواعد الضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 31 کے بارے میں مجلس قواعد الضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 31 کے بارے میں مجلس قواعد الضباط کار واستحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سردار صغیر احمد : جناب والا ! میں پیلز ہاؤس میں چوریوں سے متعلق مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : پیلز ہاؤس میں چوریوں سے متعلق مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : کیا اسمبلی کے کسی کمرے میں کوئی اشتہار لگ سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اجازت کے بغیر نہیں لگ سکتا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : ٹی روم میں اشتہار لگے ہوئے ہیں ۔ کیا ان کی اجازت دی گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر : جہاں تک مجھے یاد ہے اجازت نہیں لی ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب والا ! یہاں اس قسم کی کارروائی نہیں ہونی چاہئے ۔

شیخ صفدر علی : جناب والا ! جس طرح ہائی کورٹ اور دوسری عدالتوں میں ٹاؤٹ ہوتے ہیں اسی طرح اسمبلی میں بھی ٹاؤٹ ہوتے ہیں ۔ آنے والے اسمبلی کے اہلکاروں کی مدد سے آتے ہیں اور لوگوں کو مرعوب کرتے ہیں ۔ میں آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ ان کو روکا جائے ۔ وہ تمام ٹی روم میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور ممبروں کو چائے پلا کر لوگوں سے پیسے بٹورتے ہیں اور اسی سلسلے میں وہ اشتہار لگے ہوئے ہیں ۔ یہ ان کی ایک کڑی ہے ۔ undesirble لوگ ہر وقت اسمبلی میں پھرتے دیکھے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور مزید اطلاع دیں ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ کے نوٹس میں کئی دفعہ یہ بات لائی جا چکی ہے کہ ٹی روم میں جب ارکان اسمبلی جاتے ہیں تو انہیں بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی اور وہ کھڑے رہتے ہیں ۔ اور چائے بھی کھڑے ہو کر پیتے ہیں ۔ واقعی میں ان کو ٹاؤٹ تو نہیں کہنا چاہتا لیکن وہ اس قسم کا تاثر دیتے ہیں کہ ہم وزیروں سے کام کرا سکتے ہیں ۔ وہ کرا دیں گے اور وہ وزراء کو بھی تنگ کرتے ہیں اور ارکان اسمبلی کو بھی تنگ کرتے ہیں اور ارکان اسمبلی کے لئے مصیبت بنے ہوئے ہیں ۔ اس لئے جو لوگ اندر آتے ہیں وہ ارکان اسمبلی سے باقاعدہ اجازت لیکر آئیں یہ نہیں کہ ٹی روم میں ہم جائیں تو وہ صاحبان وہاں تشریف فرما ہوں ۔ پتہ نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں کسی ممبر کو پتہ نہیں ۔ کسی وزیر کو پتہ نہیں کہ یہ کون ہیں اور وہاں ایک خواہ مخواہ سودے بازی

ہوتی رہتی ہے ۔ کیونکہ وہ بیروں کو زیادہ دے دیتے ہیں اس لئے جب ممبران وہاں جاتے ہیں اور چائے کا آرڈر دیتے ہیں تو ان کو چائے نہیں لا کر دیتے بلکہ انہیں بل لا کر دیتے ہیں ۔ اس لئے یہ انتظام کیا جائے کہ ٹی روم میں ممبران کے علاوہ اور کوئی نہ آئے ۔ اس میں ایک اور مصیبت بھی ہے ۔ فرض کیجئے میرے وہاں دو ووٹر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں جب جاؤں گا تو ان کا بل بھی دینا پڑے گا اور ممبران پر بھی ایک قسم کا بار ہے ۔ آپ یہ پابندی کر دیں کہ ٹی روم میں ممبر کے سوا کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا ۔ یہ شارع عام ہوٹل نہیں ہے ۔

شیخ صفدر علی : اور جناب والا ! اشتہار کی الکوائری کرائی جائے اور رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے ۔

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

---

* حکم سپیکر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب شیخ صفدر علی صاحب نے متوجہ کیا ہے وہ بات بڑی توجہ کی مستحق ہے خواہ مخواہ بات بڑھ گئی ہے ان کو بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں نہ ہی اس ایوان کے وقار میں کوئی اضافہ ہوتا ہے ۔ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت حال کا آپ سختی سے نوٹس لیں کیونکہ اس کا عکس تمام ممبران پر پڑے گا اس قسم کے لوگ آ جاتے ہیں ۔ اور وہاں کسی کے نام کو بلیک میل کرتے ہیں اور اس قسم کے کام کرتے ہیں ۔ لوگوں کو کیا پتہ ہے کہ ہم کس قسم کے آدمی ہیں لیکن وہ غلط تاثر دیکر اپنا الوسیدھا کرتے ہیں ۔ یہ معاملہ سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے یا تو آپ کمیٹی بنا دیجئے ۔ یا خود غور فرما لیجئے ۔ یا سیکرٹری صاحب کو کہہ دیجئے کہ اس بات کا انسداد ہو جائے ۔ بات تو صرف اتنی تھی اور یہ بڑی معقول بات تھی جو انہوں نے کہی تھی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی : جناب سپیکر ! میں یہ مطالبہ کروں گا کہ جناب شیخ صفدر صاحب نے جو بات کہی ہے اس کا ٹیپ سنا جائے اس لئے کہ جو بات شروع ہوئی تھی اس کا مقصد کسی پر اعتراض نہیں تھا ۔ انہوں نے ایک نہالت

---

* حکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

اچھی تجویز ایوان کے سامنے پیش کی ہے کہ اس قسم کے لوگ اسمبلی میں آ جانے ہیں ۔ ان کا مقصد قطعاً یہ نہیں تھا کہ ان میں سے کوئی اسمبلی کے الٹر آتا ہے ۔ یہ تو محض باہر کے لوگوں کے لئے کہا گیا تھا ۔ اس سے خواہ مخواہ تلخی پیدا ہو گئی ہے ۔ انہوں نے بغیر کسی بری نیت کے یہ بات کہی تھی لیکن انہوں نے نام ضرور لیا ہے کہ وہ یہ وزراء کے نام پر کرتے ہیں ۔ ان کا خیال بھی یہی تھا کہ وزیر بے قصور ہیں ۔ اگر کوئی شخص آ کر ان کے نام پر سودے بازی کرتا ہے ۔ تو ہم اس میں وزراء کو قصور وار نہیں ٹھہرا سکتے ۔ لیکن انہوں نے وزیر کا نام ضرور لیا ہے ۔ آپ اس سلسلے میں ٹیپ سن سکتے ہیں ۔ اور کوئی یہ کہے کہ اس پر ایکشن لیا جائے تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے ۔ تو یہ جو ایک دوسرے کے خلاف جملے استعمال کئے گئے ہیں یہ بالکل صحیح نہیں تھے ۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ بات کہاں سے کی گئی اور کیوں کی گئی حالانکہ یہ دونوں ہی گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے ہوئی ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے اور یہ ہمارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی ہے کہ اس قسم کے آدمی یہاں نہیں آنے چاہئیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! میں ایک اور عرض کروں گا کہ جو ریمارکس سید تابش الوری صاحب یا ایک دوسرے کے خلاف آئے ہیں انہیں حذف کرا دیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : میں کارروائی دیکھوں گا ۔

ڈاکٹر ملک حلیم رضا : جناب والا ! اگر کیفیٹیریا کی بات چلی ہے تو میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ وہاں جو اشیائے خورد و نوش مہیا کی جاتی ہیں وہ انتہائی ناقص ہیں اور وہ کسی لحاظ سے بھی انسانی خوراک کے زمرے میں شمار نہیں کی جا سکتیں ۔ براہ کرم اس کے متعلق تحقیقات فرمائی جائے اور ان کے بھاؤ کے متعلق بھی فیصلہ فرمایا جائے ۔ وہاں دونوں باتوں میں ممبران کو لوٹا جاتا ہے ۔ تو براہ کرم آپ اس کی طرف بھی توجہ فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : اگر فاضل اراکین جو یہاں موجود ہیں وعدہ فرمائیں کہ وہ اپنے ساتھ غیر ارکان کو نہیں لائیں گے تو یہ مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور میں براہ راست حکم دے سکتا ہوں کہ کسی غیر ممبر کو اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ لیکن اس میں اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ فاضل ارکان اپنے ساتھ مہمانوں یا دوستوں کو لے آتے ہیں۔ جو وہاں جا کر برا ہوتا ہے یا دوسرے ملازمین ہوتے ہیں ان میں نہ اتنی ہمت ہوتی ہے اور نہ وہ یہ جرات کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں کرنی چاہیے کہ اگر کسی فاضل رکن کے ساتھ دو دوست جا رہے ہوں تو وہ کہے کہ آپ کے دو دوست باہر ٹھہریں صرف فاضل رکن ہی اندر جا سکتے ہیں۔ اصل میں اس میں رضا کارانہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس ایوان کے معزز ارکان اس سے اتفاق کریں تو میں ابھی حکم دے دیتا ہوں کہ غیر ارکان اندر نہ آئیں۔

خان محمد ارشد خان : میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر کوئی فاضل رکن کیفیٹیریا میں جاتا ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ مہمان ہیں تو ان کو اجازت دے دی جائے۔ یا جب ممبر صاحبان وہاں سے جائیں تو ان کے مہمان بھی وہاں سے ان کے ساتھ ہی چلے جائیں۔

مسٹر سپیکر : یہ ذمہ داری تو فاضل ارکان نے لینی ہے کہ ان کے مہمان بھی ان کے ساتھ ہی اٹھ جائیں۔ اگر فاضل رکن کو ایک چٹ آتی ہے۔ کوئی ان کو باہر بلانے آتا ہے اور وہ باہر چلا جاتا ہے تو ان کے مہمان اندر بیٹھے رہتے ہیں اور اگر ایک فاضل رکن کے دو دو مہمان وہاں بیٹھے رہیں تو ان کے لیے یہ بات بڑی مشکل ہو جائے گی کہ جو باقی غیر ممبر بغیر اجازت وہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک ایک کے پاس جا کر probe کریں یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ! اگر ہم اس طریق کار کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بڑی فراخدلی سے اس ذمہ داری کو قبول کرنا چاہیے کہ ہم اپنے ساتھ کوئی مہمان لے جانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پھر ہم اس بری بات پر پوری طرح سے قابو پا سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تو میں یہ اپیل کروں گا کہ ہمیں اس اصول پر سختی سے عمل کرنا چاہیے۔

مسٹر سپیکر : میں اس کے متعلق پانچ ممبران کی کمیٹی تشکیل کر دوں گا جو تین دن کے اندر اندر مجھے رپورٹ پیش کرے گی۔

میاں خان محمد : جناب والا ! جب تک کوئی ممبر اسمبلی نہیں آئے گا تو پھر کیفیٹیریا کی بات ہو ہی نہیں سکتی ۔ اس کے متعلق پہلے جو فیصلہ ہو چکا ہے آپ اس پر عمل کرائیں ۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں فاضل ممبران تک بات پہنچ جائے گی ۔ میں سات دنوں کے بعد ایک لسٹ سرکولیٹ کرتا ہوں جو اس فاضل ممبران کو بھیجی جاتی ہے جن کے ساتھ غیر ممبران اندر آتے ہیں ۔ کبھی کبھی ایسے مہمانوں کی تعداد ایک ہفتے میں 18/18 اور 25/25 بھی ہو جاتی ہے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب ! آپ اس پر بالکل پابندی لگا دیں ۔

(قطع کلامیاں)

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! مہمانوں کے لئے تو اور جگہیں بھی ہیں جہاں وہ بٹھائے جا سکتے ہیں ۔ اگر مہمان ٹی روم میں بٹھائے گئے تو یہ پابندی نہیں ہو سکے گی اور ہمیں پتہ نہیں چل سکے گا کہ اس میں کون گھس گیا ہوا ہے اور کون کیسا ہے ۔ تو میں یہ تجویز کروں گا کہ مہمانوں کو ٹی روم کے علاوہ کسی اور جگہ بٹھایا جائے اور ٹی روم میں صرف ممبر صاحبان ہی جائیں ۔

مسٹر سپیکر : میں پانچ ممبر صاحبان کی کمیٹی مقرر کرتا ہوں جو پرسوں تک مجھے اس کی رپورٹ پیش کر دے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میری تجویز یہ ہے کہ اگر مہمان کسی فاضل ممبر کے ساتھ ہوں تو انہیں اجازت دی جائے ورنہ اجازت نہ دی جائے ۔ جب ممبر صاحبان وہاں سے اٹھ جائیں تو مہمان بھی ساتھ ہی اٹھ جائیں ۔

مسٹر سپیکر : میں مہمانوں پر تو یہ پابندی عائد نہیں کر سکتا کہ وہ بھی اٹھ کر باہر چلے جائیں ۔

رانا پھول محمد خان : جناب ! ٹی روم کوئی انتظار گاہ تو نہیں ہے کہ وہاں بیٹھ کر مہمان انتظار کریں ۔

مسٹر سپیکر : اگر ایک دفعہ مہمان اندر چلا جائے تو میں نے تو اٹھا کر اسے باہر نہیں نکالنا ۔

رانا پھول محمد خان : جناب ! آپ کا عملہ بڑا کافی ہے ۔ آپ ایک آدمی کی ڈیوٹی وہاں لگا دیں ۔

مسٹر رؤف طاہر : جناب سپیکر ! آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے بھی اس ایوان میں کمیٹی کی رپورٹ پیش ہو چکی ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی شخص کو اندر نہیں آنے دیا جائے گا ۔ لیکن اس درمیانی عرصہ میں آپ کی رضامندی سے یا سیکرٹری صاحب کی رضامندی سے ۔ یا لیجے کے عملے کی رضامندی سے لوگوں نے پھر آنا شروع کر دیا ہے ۔ کمیٹی کی پہلی رپورٹ بڑی واضح طور پر موجود ہے ۔ اس سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ آپ اپنے سیکریٹریٹ کے عملے کو بھی تنبیہ کریں کیونکہ وہ بھی لوگوں کی درخواستیں لے کر ٹاؤٹس کے فرائض ادا کر رہے ہیں ۔ وہ ایم ۔ پی ۔ اے کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان درخواستوں کو recommend کر دیں ۔ نمبر تین آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت بھی کافی لوگ اسمبلی کے اندر موجود ہیں لیکن جن کے کپڑے پھٹے پرانے ہیں جو لوگ غریب ہیں وہ باہر کھڑے ہیں ۔ یعنی یہ جو تمیز برتی جا رہی ہے کہ جو خوش پوش ہیں جو صاحب حیثیت ہیں وہ تو روزانہ اندر آ جاتے ہیں لیکن وہ عملہ ان لوگوں کو جو دور دراز سے آتے ہیں ۔ جو دیہات سے آتے ہیں ان لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ اس لیے اس کمیٹی کے فرض کے علاوہ آپ پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں کہ آپ ذرا اسمبلی کے عملے کو کھینچیں اور انہیں تنبیہ کریں ۔ وہ اس قسم کی جو امتیازی پالیسی اختیار کر رہے ہیں یہ غلط ہے اور وہ لوگوں سے جو درخواستیں لیتے ہیں یا اپنے محلوں سے لاتے ہیں ایم ۔ پی ۔ اے کے دستخط کرانے کے لیے اسے بھی بند کیا جائے ۔

سردار صغیر احمد : جناب والا ! اس ضمن میں میں بھی کچھ گذارش کرنی چاہتا ہوں ۔ اس میں نہ اسمبلی کے عملے کا کوئی قصور ہے نہ آپ کا کوئی قصور ہے ۔ میں آج چھ آدمی ساتھ لے کر آیا ہوں ۔ اسی طرح میرے ساتھی لے کر آتے ہیں ۔ اگر ہم خود یہ عہد کر لیں کہ ہم باہر سے آدمیوں کو اندر نہیں لائیں گے تو کوئی آدمی اندر نہیں آ سکتا ۔ اسمبلی کے عملے کی یہ مجال نہیں ہے کہ ہمارے ساتھ آدمی آئیں اور وہ انہیں زبردستی روکیں ۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسمبلی میں باہر کے آدمی نہ آئیں تو ہمیں اپنے رویہ میں تبدیلی کرنی چاہیے ۔

میسٹر رؤف طاہر: جناب سپیکر! جہاں تک کمیٹی کی رپورٹ کا تعلق ہے وہ پیش ہو چکی ہے اور یہ اس ایوان نے متفقہ طور پر منظور کی تھی کہ کسی شخص کو اندر نہیں آنے دیا جائے گا۔

مسٹر سپیکر: آپ نے اپنی بات ایک سے زیادہ مرتبہ کر لی ہے۔ اب آپ میری بات بھی سنیں۔ میرے پاس اس وقت بھی ان فاضل ارکان کے متعلق تحملے کی رپورٹ موجود ہے جو زبردستی اپنے ساتھ غیر ممبر کو اندر لاتے ہیں۔ میں ان کی ہمت نہیں ہے۔ آپ حالات کے ماسٹرز ہیں۔ آپ جو فیصلہ بھی اس ایوان میں کریں گے اگر آپ اس پر خود عمل نہیں کریں گے تو کوئی بھی عمل نہیں کرا سکتا۔ میرے پاس ایسے فاضل ارکان کی لسٹ بھی موجود ہے جو ایک ہفتے میں 70 سے زیادہ غیر ممبران کو ساتھ لائے ہیں۔ میں ہر ہفتے یہ لسٹ سرکولیٹ کرتا ہوں اور ان فاضل ارکان کی خدمت میں بھیجتا ہوں جو اس طرح کرتے ہیں۔ وہ فاضل اراکین ایک ہفتے میں چھ سے زیادہ غیر ممبر اپنے ساتھ لاتے ہیں میں انہیں یہ سرکولیٹ کرتا ہوں کہ آپ اتنے غیر ممبر ساتھ لے کر آتے ہیں۔ میرے پاس اس وقت بھی تین ہفتوں کی لسٹیں موجود ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو پڑھ بھی دوں گا یہ پہلا نام جو اس فہرست میں شروع ہوتا ہے، وہ اس ہفتے اپنے ساتھ چھتیس ممبر لایا ہے۔ اسی طرح دوسرے ہفتے بھی یہی کیفیت ہے۔ گیٹ پر جو واچ اینڈ وارڈ کے ملازمین کھڑے ہیں، ان کی یہ ہمت نہیں کہ وہ ممبر کو یہ کہیں کہ میں آپ کے ساتھ کسی کو اندر نہیں جانے دیتا۔ جھگڑا ہوتا ہے ان کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اصل میں جو فیصلہ یہاں ہوتا ہے، اسے ممبر صاحبان اگر تسلیم کریں تو ٹھیک ہے، ورنہ کیا کیا جا سکتا ہے؟

مسٹر رؤف طاہر: جو نئی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے؟

مسٹر سپیکر: وہ تو صرف ٹی روم کے متعلق ہے۔ وہاں تو enforce کیا جا سکے گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: کمیٹی مقرر کر دیجیے اور تھوڑی سی ہم خود اپنے آپ پر بھی کچھ پابندی لگائیں گے۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن کے طور پر میں یہ ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میرے پاس کوئی آدمی آتے ہیں تو وہ میرے کمرے میں بھی بیٹھتے ہیں۔ ٹی روم میں تو میں کبھی خود بھی نہیں گیا، سوائے اتفاق کے، اگر کوئی پریس کانفرنس ہو۔ مجھے کسی صاحب نے بلانے کے کمرے میں

زیادہ نہ دیکھا ہوگا اور نہ ہی میرے کوئی آدمی چائے کے کمرے میں جاتے ہیں۔ وہ بیٹھتے ہیں تو میرے اپنے کمرے میں ہی بیٹھتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : دوسرے اراکین کے ساتھ آنے والوں سے آپ کے ساتھ آنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ایک ہفتے میں پچھتر بھی آئے ہیں اور ایک ہفتے میں سو بھی آئے ہیں۔

ملک سرفراز احمد : اس سلسلہ زوری کو روکنے کے لیے مناسب یہ ہوگا، اور میں استدعا کروں گا کہ جو صاحبان پچھتر پچھتر آدمی اپنے ساتھ لاتے ہیں، ان کے نام بتائے جائیں، تاکہ اپوزیشن کو بھی پتہ چل سکے۔

مسٹر سپیکر : میں پہلے تو یہ کرتا تھا کہ صرف ان کو سرکولیٹ کرتا تھا، لیکن اب سوچ رہا ہوں کہ تمام فاضل اراکین کو سرکولیٹ کروں۔

ملک سرفراز احمد : ورنہ غریب عملہ تو اسی طرح پٹتا رہے گا اور ان کی روزانہ بےعزتی ہوتی رہے گی۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس روز آتے ہیں کہ فلاں ممبر گزر گئے، ان کے ساتھ چار رکن تھے، ہم نے روکا، فلاں نے گالی دی، فلاں نے دھکا دیا۔

رانا پھول محمد خان : ان صاحبان کے نام بتا دیں جو اپنے ساتھ آدمی لاتے ہیں، وہ آئندہ محتاط ہو جائیں گے۔

مسٹر سپیکر : اب باقاعدہ کارروائی شروع کریں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : نام بتائیں کہ اپنے ساتھ پچھتر کون لاتے ہیں؟

مسٹر سپیکر : صرف ان کو ہی سرکولیٹ کیا ہے جو violate کرتے ہیں۔ اگلی مرتبہ شاید سب تک یہ پہنچانا پڑے۔

* * * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * * *

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

• بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

سردار صغیر احمد : جناب سپیکر ! میں تجویز کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو بحث ہوتی ہے وہ ساری کی ساری حذف کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ ایوان کی بھی یہی رائے ہے اس لیے یہ ساری بحث حذف کر دی جائے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر ! میں آپ کی وضاحت چاہتا ہوں ۔ اب موجودہ پوزیشن کیا ہے ؟ معزز ممبر اپنے دوستوں کو اسمبلی کے احاطے میں لا سکتے ہیں یا نہیں لا سکتے ؟

مسٹر سپیکر : جو کمیٹی نے رپورٹ کیا تھا وہ تو یہی کیا تھا کہ اوقات کار میں فاضل اراکین غیر اراکین کو اپنے ساتھ نہیں لا سکتے ۔ وزیروں کے لیے یہ xemption، تھی ۔ ان کی میٹنگ وغیرہ ہوتی ہیں ، جو میٹنگ وغیرہ کے سلسلے میں کسی کو ملنے کے لیے آتے ہیں یا جو سرکاری ملازم ان کو ملنے کے لیے آتے ہیں ، یا ان کو جو بھی سرکاری کام کرنا ہوتا ہے ، اس کے لیے بھی انہیں لکھ کے ہدایات دینی پڑیں گی ، یہ لکھ کر بھیجنا پڑے گا کہ یہ ملنے کے لیے اس طرح آ رہے ہیں ، پھر ان کو اندر آنے کی اجازت ہوگی ۔

رانا پھول محمد خان : وزیروں کے کمروں میں بیٹھنے کے لیے تو کرسی تک نہیں ملتی ، وہاں اور براجمان ہوتے ہیں ۔ وزرا صاحبان بھی اس کی احتیاط کریں اور وہ مت داخل ہونے دیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : ممبر صاحبان کے لیے آپ کا کیا حکم ہے ؟ وہ دوستوں کو لا سکتے یا نہیں لا سکتے ؟

مسٹر سپیکر : پہلے تو ہاؤس فیصلہ کر چکا ہے کہ ایک بجے سے پہلے نہیں آئیں گے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب کی تحریک التوا نمبر 93 ۔ سید نابش الوری صاحب کی نمبر 96 اور مرزا فضل حق صاحب کی نمبر 101 ایک ہی نوعیت کی ہیں ۔

امپرومنٹ ٹرسٹ اور میونسپل کمیٹی لائل پور کا غریب آباد بستی کو بلڈوزروں سے مسمار کرنا

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 4 جولائی کی اطلاع کے مطابق لائل پور میں ایک مقامی بستی غریب آباد کو امپرومنٹ ٹرسٹ اور میونسپل کمیٹی نے پولیس کی نگرانی و حفاظت میں بلڈوزروں سے مسمار کر دیا ۔ بوڑھے ، بچے ، جوان عورتیں اور مرد اپنے کچے گھروں کو مسمار ہوتے دیکھ کر چیخ و پکار کرتے رہے مگر انہیں گھروں سے سامان نکالنے کی اجازت نہ دی گئی ۔ سنگدل عملے نے ایک گھنٹے مسلسل بلڈوزر چلا کر ہزاروں افراد کی بستی کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ۔ ہزاروں بچے ، عورتیں ، مرد سڑک کے کنارے کھلے آسمان تلے مقامی انتظامیہ کی انسانیت سوزی کے خلاف نوحہ کناں ہیں ۔ لائل پور میونسپل کمیٹی ، امپرومنٹ ٹرسٹ اور پولیس کے اس جارحانہ اقدام سے لائل پور کے شہریوں میں اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والی ! صورت یہ ہے کہ اس پر پہلے بھی بات ہوئی تھی اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ان تمام مکینوں کو باقاعدہ گفتگو کے بعد ، ان کی اپنی رضامندی سے ، پیشتر اس کے کہ کوئی ایسا اقدام کیا جاتا ، ان کو متبادل سہولتیں دینے کے بعد ۔ الاٹمنٹ لیٹر دینے کے بعد ۔ ان کی رضا مندی سے یہ کارروائی ہوئی ۔ اس کے بعد اس سلسلے سے میں یہ کہنا کہ وہاں غم و غصہ تھا

اضطراب پایا جاتا ہے ٹھیک نہیں ہے ۔ جناب والا ! وہ تو تب ہوتا اگر اس علاقے کے لوگوں سے رائے نہ لی جاتی ۔ ان کی رضامندی اس میں حاصل نہ کی جاتی ۔ ان کو متبادل سہولتیں نہ دی جاتیں ۔ ایسی کوئی صورت وہاں نہیں ہوئی ۔ ایسا کوئی اضطراب وہاں نہیں ہے ۔ وہ لوگ خوش ہیں کہ ان کو بہتر سہولتیں دینے کا انتظام کیا گیا ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ لوگ خوش ہیں کہ ان کے مکان گرائے جا رہے ہیں ۔ اگر ان کو متبادل جگہ دی جاتی تو وہاں آسانی سے منتقل ہو سکتے تھے :

سید تابش الوری : جناب والا ! ذرا اس بات پر غور فرمائیں کہ ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا اور ان کو سامان تک نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے deny کیا ہے آپ نے توجہ نہیں دی ۔

سید تابش الوری : اس کو deny نہیں کیا کہ وہاں پر سامان نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ اس کی تصویریں اخبارات میں چھپی ہوئی ہیں وہ لوگ آسمان تلے بیٹھے ہوئے ہیں اور جناب وزیر یہ فرما رہے ہیں ہو سکتا ہے ان میں سے کچھ لوگ خوش ہوں اور انہیں متبادل جگہ بھی دی گئی ہو ۔ لیکن دوسرے لوگوں کی تصاویر چھپی ہیں کہ انہیں سامان تک نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ جناب والا ! اس پوائنٹ پر وزیر صاحب کو اظہار خیال فرمانا چاہئے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! صورت یہ ہے کہ یہ تجویز یوں ہی آسان سے نہیں ٹپک پڑی ۔ ان لوگوں سے باقاعدہ معاہدہ کر کے ان کو ساڑھے تین تین مرلوں کے لئے مکانات بنا کر دینے کی سکیم کے تحت ان کو وہاں سے ہٹایا گیا ہے ۔ ان کو خیمے مہیا کئے گئے ہیں ڈپٹی کمشنر لائل پور نے مجھ سے بات کی ہے ۔ میں نے خود کئی سو خیمے مہیا کر کے دیئے ہیں اور تمام انتظامات کرنے کے بعد یہ اقدام کیا گیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ لائل پور کی کوئی ایک سیٹ بھی ایسی نہیں ہے جہاں سے پیپلز پارٹی کے امیدوار کامیاب نہ ہوئے ہوں تو اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ان لوگوں کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں ۔ وہاں کے ممبران اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر موصوف کے بیان کے مطابق جو ہوا کرے گا کہ جہاں پیپلز پارٹی کے امیدوار کامیاب نہیں ہوئے وہاں پر لوگوں کے مکان مسمار کئے جاتے رہیں گے یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ اختیارات کا غلط استعمال ہوگا ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the motion is ruled out.

میاں خورشید انور : آرگومنٹ کیسے بنا ۔ جناب سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں لوگوں کو سامان نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے وہاں لوگوں کو خیمے مہیا کئے تھے تو پہلے لوگوں کو خیمے لگا لینے دیتے اور جب وہ اپنا سامان نکال لیتے تو اس وقت مکان گرائے جاتے ۔ آپ نے تو انہیں سامان نکالنے کی اجازت ہی نہیں دی لوگ احتجاج کرتے رہے کہ ہمیں سامان نکالنے دیا جائے لیکن انہیں سامان نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ۔

غیر ملکی کمپنیوں کی تیار شدہ معروف ادویات کے نام پر جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 4 جولائی کے مطابق غیر ملکی کمپنیوں کی تیار شدہ معروف ادویات کے ناموں پر پاکستان کے مختلف علاقوں میں جعلی اور غیر معیاری ادویات تیار کی جا رہی ہیں ۔ ایک اندازہ کے مطابق پاکستان میں اس وقت تقریباً 400 سے زائد کمپنیاں جان بچانے والی ادویات کھلے بندوں بازار میں سپلائی کر رہی ہیں لاہور اور پنجاب کے بعض معروف علاقوں کے کیمسٹوں کے مطابق اس وقت بازار میں تقریباً 80 فیصد معروف غیر ملکی کمپنیوں کی بنائی ہوئی معیاری ادویات کی تلاش میں دوکانوں

کے چکر کاٹتے ہیں لیکن انہیں یہ ادویات میسر نہیں ہوتیں ۔ تا ہم کسی دوکاندار سے یہ ادویات مل جائیں تو وہ منہ مانگی قیمت وصول کرتے ہیں اور ان ادویات کا کیش میمو جاری نہیں کیا جاتا ہے ۔ جعلی ادویات کی فروخت اور معیاری ادویات کی نایابی اور گرانی کی اس صورت حال نے عوام کو شدید مشکلات سے دوچار کر دیا ہے ۔

وزیر صحت : جناب والا ! میں اس کے بارے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا ہوں کل تک کی مجھے مہلت دی جائے ۔ کل میں اس کے بارے میں جواب دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : 99 نمبر جو تحریک ہے یہ اس موضوع پر اگلے ہفتے debate کر رہے ہیں یہ تحریک عام بحث میں چلی جائے گی ۔

میاں خورشید انور : کس کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ گھی کی نایابی کے متعلق ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ particular issue ہے گھی کا ۔

مسٹر سپیکر : اس کے لئے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس پر جنرل ڈسکشن کر لی جائے اور اس کے لئے ایک دن مقرر کیا جائے ۔

سید تابش الوری : تو اس پر بحث کب ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگلے ہفتے کے شروع میں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ فوری ضرورت کا مسئلہ ہے آپ اس کو جلدی رکھیں ۔ یہ گھی کا مسئلہ اتنا شدید ہے اور پورے صوبے میں ایک شدید اضطراب کا باعث بنا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف بھی یہ چاہیں گے کہ اس سلسلے میں عوام کو اعتماد میں لیا جائے ۔ اور خود جناب والا ! بھی ایک کمیٹی کے چیرمین ہیں اور اس مسئلے کی سنگینی کو سمجھتے ہیں تو یہ جناب ایک particular issue ہے اس پر فوری طور پر غور کیا جانا چاہیے ۔

لنڈیانوالہ پولیس کا ائیر مارشل اصغر خان اور ان کے ساتھیوں کو لائل پور جانے سے روکنا

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" 6 جولائی 73ء کی اطلاع کے مطابق پولیس نے تحریک استقلال کے قائد ائیر مارشل اصغر خان کو لائل پور جانے سے روک دیا۔ واقعات کے مطابق ائیر مارشل اصغر خان لائل پور کے لئے روانہ ہوئے تو لنڈیانوالہ پولیس نے لائل پور سے 30 میل دور روک لیا اور کہا کہ ائیر مارشل اور ان کے ساتھی اپنی حفاظت کے لئے جو با لائسنس اسلحہ ساتھ لائے ہیں وہ پولیس کے حوالے کر دیں ورنہ ان کو لائلپور جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ آخر تین گھنٹے کی بحث وتمحیص کے بعد ائیر مارشل اور ان کے ساتھی بطور احتجاج واپس آگئے اور لائل پور میں اصغر خان کی عدم موجودگی کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکا اس واقعہ سے عوام میں سخت ہیجان واضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! صورت حال یہ ہے کہ یہ 5 جولائی کا واقعہ ہے۔ 4 جولائی کو ڈی سی لائل پور نے لائل پور کے ضلع میں ایک ماہ کے لئے دفعہ 144 نافذ کی تھی جس کے تحت آتشیں اسلحہ لے کر چلنے پھرنے مکمل ممانعت کر دی گئی۔ چنانچہ اس حکم کے تحت جب ائیر مارشل اصغر خان (ریٹائرڈ) ضلع میں وارد ہوئے اور ان سے اس سلسلے میں پوچھا گیا کہ ان کے پاس اسلحہ ہے اور چونکہ دفعہ 144 لگی ہوئی ہے اس لئے وہ یا تو اسلحہ نہ لے جائیں اور پولیس کے پاس جمع کرائیں اور آگے چلے جائیں۔ انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو اسلحہ اپنے پاس رکھوں گا اور ہم اسلحے کے ساتھ جائیں گے۔ پولیس نے اس حکم کے تحت کہ 144 کے تحت اجازت نہیں ہے انہیں روکا۔ چنانچہ ائیر مارشل اصغر خان اور ان کے ساتھی اسلحہ جمع کرانے کی بجائے وہ اسلحہ لے کر واپس لاہور چلے آئے۔ چنانچہ اس میں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو خلاف قانون ہو یا جس سے کسی کو ہیجان یا غم و غصہ یا اضطراب ہونے کا امکان ہو۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! غم و غصہ ، ہیجان ، اضطراب اور احتجاج کی صورت اس لئے پیدا ہوئی کہ الیر مارشل اصغر خان جہاں بھی جاتے ہیں وہاں دفعہ 144 لگا دی جاتی ہے اور ڈی سی صاحبان ہدایت فرما دیتے ہیں کہ وہ جلسہ نہ کریں ۔

جناب والا ! منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ 4 جولائی کو دفعہ 144 لگا دی گئی تھی ۔ وہ تو ان کے جلسہ کے پیش نظر لگائی گئی تھی آپ نے ان کو کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھی اپنا با لائسنس اسلحہ جو ہے وہ یہاں رکھ دیں اور آگے آپ کی پولیس اور آپ کے غنڈے جو ہیں وہ ان کا انتظار کر رہے تھے اسلحہ لے کر ۔ اور اگر وہ غیر مسلح ہو کر جاتے تو ان کو خطرہ تھا کہ وہ قتل کر دیئے جائیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ تو مفروضے پر چلے گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! پولیس کو آپ نے اسلحہ دے رکھا ہے غیر قانونی اسلحہ بھی دے رکھا ہے جو کہ گنتی میں نہیں آتا ۔

وزیر خزانہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یا تو آپ اس پر بحث کی اجازت دیں یا پھر یہ ہے کہ میاں صاحب کو بغیر استحقاق کے تقریر نہیں کرنی چاہئے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is ruled out.

سید منیر حسین چیئرمین پیپلز پارٹی ملتان کی سربراہی میں پیپلز گارڈ کا جماعت اسلامی کے سیاسی کارکن عبدالسلام شامی کو اغوا کرنا

مسٹر سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر غور بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7 جولائی کو شام پانچ بجے ملتان میں پیپلز گارڈ نے سید منیر حسین چیئرمین پیپلز پارٹی کی سربراہی میں جماعت اسلامی کے سیاسی کارکن عبدالسلام شامی کو اغوا کر لیا اور کسی نامعلوم مقام پر پہنچا دیا گیا ۔ یہ دریافت کرنے پر کہ عبدالسلام شامی کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ انہیں سپیشل سٹاف کے حوالے کر دیا گیا ہے ۔ ملتان کے تمام تھانوں سے رابطہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کسی بھی

تھانہ میں موجود نہیں ہیں ۔ اس سے بجا طور پر اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ کہ عبدالسلام شامی کو قتل کر دیا گیا ہے اس واقعہ سے ملتان کے عوام میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! عبدالسلام شامی صاحب کو پہلی بار کسی علاقائی چیئرمین جن کا نام یہاں سید منیر حسین صاحب بتایا گیا ہے انہوں نے اغوا نہیں کیا ۔ بلکہ عبدالسلام شامی کے خلاف ایف آئی آر 356 کے تحت مورخہ 8 جولائی زیر دفعہ 16 ویسٹ پاکستان مینٹیننس آف پبلک آڈر پرانی کوتوالی ملتان میں مقدمہ درج کیا گیا ہے انہیں 8 جولائی کو گرفتار کیا گیا اور عدالت نے 16 جولائی تک ان کا ریمانڈ پولیس کو دے دیا ہے ۔ وہ پولس کی custody میں ہیں اور یہ کہنا کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister that the action taken by Police was in accordance with law, there is no occasion to entertain this adjournment motion.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں اس کی وضاحت کر دوں میں نے یہ تحریک التواء کسی بنیاد کے بغیر نہیں دی تھی ۔ مجھے جو تار موصول ہوا تھا وہ میں نے اس کے ساتھ شامل کر دیا تھا تو میں نے اس تار کی بنیاد پر یہ تحریک التوا دی تھی اور اب اگر فاضل قائد ایوان یہ فرماتے ہیں کہ صورت حال یہ ہے تو میں اس کو پریس نہیں کرتا ۔

گندم کا ذخیرہ کرنے کے لئے حکومت کا ناکافی انتظام

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 8 جولائی 1973 میں شائع شدہ خبر کے مطابق حکومت نے گندم کے ذخیرہ کرنے کے ناکافی انتظام کئے ہیں جس کی وجہ سے گندم بعض مقامات پر بارش سے بھیگ رہی ہے اور اس کے خراب ہونے کا خدشہ ہے ۔ اس خبر سے عوام میں سخت اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے کیونکہ جس مقصد کے تابع یہ گندم ذخیرہ کی جا رہی ہے اگر وہ پورا نہ ہوا تو صوبہ قحط سالی کا شکار ہو جائے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کا مناسب نوٹس لیا جائے گا اور میں آپ کی وساطت سے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ سے آگاہ ہے اور تمام ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ ہاؤس کو بتا سکیں گے کہ ایک دو دن میں مطلوبہ انتظامات کر لئے جائیں گے یا نہیں ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے علم ہے اور کافی صحیح علم ہے کہ جو انتظامات کئے جا رہے ہیں وہ مناسب ہی ہوں گے ۔ ہمیں جہاں بھی جگہ ملی ہے وہاں تک ہم نے سکولوں کی عمارتوں کو بھی استعمال کیا ہے کیونکہ آجکل وہاں چھٹیاں ہیں ۔ تو ہمیں جو بھی سٹور مل سکتے ہیں ہم نے نہ وہ استعمال کئے ہیں ۔ سٹوروں کے نیچے شیڈ تھے وہ بھی ہم نے نہ استعمال کئے ہیں اور کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو استعمال ہو سکتی ہو وہ ہم نے کی ہو ۔ جس گندم کو خطرہ ہے اس کے لئے ہم نے فوری طور پر انتظامات کر دئے ہیں ۔ حکومت اس معاملے میں کافی vigilant ہے اور صبح و شام اس کے لئے کوشاں ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس میں کسی قسم کی کوتاہی کی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : سوال یہ ہے کہ گندم بھیگ چکی ہے ۔ جناب والا ! اگر مسئلہ مستقبل سے متعلق ہوتا تو میں یقیناً ان کی یقین دہانی کا یقین کر لیتا مگر جہاں تک مجھے علم ہے گندم تو بھیگ رہی ہے جس کے بارے میں اس صوبے میں نہیں بلکہ تمام ملک میں مہم چلائی جا رہی ہے ۔ اس پر جناب والا ! ملک کے تمام مستقبل کا دارو مدار ہے ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے جو procurement کی سکیم بنائی تھی وہ سکیم بالکل پلاننگ کے بغیر تھی ۔ سٹوریج کا مناسب انتظام نہیں کیا گیا اور جب یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ سکول عمارتیں مہیا کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! میں ایسی مثالیں بھی دے سکتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ایسے سٹور بھی بنے ہوئے ہیں کہ جن پر لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور آج تک ان میں ایک بوری بھی سٹور نہیں کی گئی ۔ میرے پاس ایسی مثالیں بھی موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی قطعی طور پر نااہلی ثابت ہو چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے ۔ اس لئے میں اپنی تحریک کو پریس کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! 10 لاکھ ٹن گندم اس سال میں جمع کی جا رہی ہے لیکن ذخیرہ کے لئے صرف 5 لاکھ ٹن کا انتظام ہے ۔

Mr. Speaker: I put it to vote. Those who want the leave to be granted. They may rise in their seats .... .. The count was taken ..... It falls as it does not get the required number of votes.

Now we go on to the legislation.

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں نے آپ کو روٹی اور آٹے کا ایک نمونہ دیا تھا وہ فوری مسئلہ ہے ۔ وہ روٹی سوکھ چکی ہوگی اور آٹا کہیں آپ ضائع کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تحریک التواء نمبر 109 ہے جو حاکمین صاحب سے متعلق ہے ۔ میں اس کو ایوان میں پیش کئے دیتا ہوں ۔

لاہور کے مختلف علاقوں میں ناقص آٹا کی فروختگی

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مساوات مورخہ 9 جولائی 1973 کی خبر کے مطابق فوڈ انسپکٹر ہزاروں روپیہ رشوت لے کر ڈپو ہولڈروں سے ساز باز کر کے شہریوں کو ناقص آٹا جو کہ انسانی خوراک کے قابل نہیں ہے فروخت کر رہے ہیں جس سے وسن پورہ ، مصری شاہ ، شاد باغ ، مکھن پورہ اور فیض باغ کے عوام سخت پریشان ہیں اور ان میں شدید اضطراب و احتجاج پایا جاتا ہے ۔ اس علاقہ میں ڈپوؤں پر پائے جانے والے آٹا کا نمونہ اور پکی ہوئی روٹی اس تحریک التواء کار کے ساتھ شامل کر رہا ہوں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں کل اس کا جواب عرض کر دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ فرما دیں کہ آیا یہ چیزیں ساتھ لگانی ضروری ہیں ۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ

شروع ہو جائے گا اور کل کو کسی اور چیز کا اس کے ساتھ annexure لگا دیا جائے گا آپ فرما دیں کہ یہ ضروری نہیں ہے اور آئندہ یہ چیزیں ساتھ نہ لگائی جائیں ۔

میاں خورشید انور : ایک دفعہ پہلے بھی یہاں سوال اٹھایا گیا تھا تو وزیر صاحب نے یہ کہہ کر جان چھڑائی تھی کہ میں نے چیک کیا ہے ۔ معائنہ بھی کیا ہے ۔ روٹی بھی اچھی ہے اور آٹا بھی اچھا ہے اسی لئے میں نے وہ چیزیں ساتھ لگالیں ہیں ۔ کہ سپیکر صاحب اس کو چکھ لیں کہ آیا وہ واقعی قابل استعمال ہیں یا نہیں اور اس کو انسانی خوراک نہیں کہا جا سکتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! کل جب میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور میاں خورشید انور صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے یہ آٹا اور روٹی لاکر دی کہ کیا یہ انسانی غذا ہو سکتی ہے ۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایوان میں سپیکر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائے ۔ تو اس ضرورت کے تحت یہ چیزیں پیش کی گئیں ورنہ تحریک التواء کے ساتھ ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی ۔

مسٹر سپیکر : اب ایک تحریک میاں خورشید انور کی تھی جو کہ لنگے منڈی اور پانی والا تالاب سے متعلق تھی اس کے متعلق کیا آپ وضاحت فرمائیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس کے لئے میں نے لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ سے پتہ کیا انہوں نے categorically اس کا اعلان کیا ہے کہ کوئی ایسا پائپ نہیں پھٹا جس سے 200 مکانوں کو نقصان پہنچا ہو جیسا کہ اس تحریک میں بیان کیا گیا تھا ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایسا پائپ پھٹا ہے جس سے 200 سے کم مکانوں کو نقصان پہنچا ہے کیونکہ خورشید انور صاحب کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ فوراً اس طرف کو چلے جائیں گے کہ ہو سکتا ہے کہ 199 کو نقصان پہنچا ہو ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نقصان لاہور امپروومنٹ کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہوا ۔ باقی یہاں جو پرانے بوسیدہ مکانات ہیں ۔ بارشوں کا موسم ہے ہو سکتا ہے کہ ان حالات میں بعض مکانوں میں کچھ دراڑیں وغیرہ آ گئی ہوں

لیکن اس میں کارپوریشن کی خامیوں کی وجہ سے یا لاہور امپروومنٹ کا پائپ پھٹ جانے کی وجہ سے ایسا کوئی نقصان واقع نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker : The facts have been denied by Government and the motion is ruled out of order.

میاں خورشید انور : جناب والا ! یہ جو پائپ ہوتا ہے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ پائپ پھٹ جائے یا وہاں سے کوئی دریا بہہ نکلے ۔ گزارش یہ ہے کہ آہستہ آہستہ پانی رستا رہتا ہے جو بلڈنگ کے لئے نقصان دہ ہے ۔ میں خود موقعہ پر جا کر دیکھ کر آیا ہوں اگر منسٹر صاحب کو تسلی نہیں تو وہ میرے ساتھ چلیں میں ان کو دکھا دیتا ہوں ۔ پانی آہستہ آہستہ نقصان پہنچا رہا ہے ۔ سیلاب سے نقصان پہنچ رہا ہے کیا آپ یہ چاہتے تھے کہ وہاں سے دوسرا دریائے راوی ابھر پڑتا ؟

مسٹر سپیکر : اب نمبر 94 سید عطاالمحسن کے متعلق ہے جو کہ میاں خورشید انور نے دی ہوئے ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! دو تحریکیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان کو پھانسی کی کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے دوسرے یہ کہ ان کو گرفتار کیا گیا ۔ یہ دونوں الگ الگ ہیں ۔

مسٹر سپیکر : گرفتاری والی dispose of اس طرح ہو گئی ہے کہ مقدمہ زیر تجویز عدالت ہے مگر پھانسی والی کوٹھڑی کا مسئلہ ابھی باقی ہے ۔

سید تابش الوری : ابھی تک مقدمہ زیر عدالت نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر : مقدمے کا چالان عدالت میں پیش ہوتا ہے اور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر مجسٹریٹ کی عدالت میں ملزم کو پیش کرنا لازمی ہوتا ہے ۔ سیکشن 16/14 کے سوائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! سیکشن 16 کے تحت ۔

مسٹر سپیکر : صرف سیکشن 3 detention سے deal کرتا ہے ۔ prosecution باتوں کے ساتھ ہوتی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا! ان کو Maintenance of Public Order Ordinance کے زیر دفعہ 16 کے تحت قید کیا گیا تھا ۔ اس پر جناب والا ! کل بحث ہو گئی تھی اور فاضل رکن نے یہ فرمایا تھا کہ ان کو اس بات زیادہ سے دلچسپی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ ان کو رکھا کہاں گیا ہے اور بقول ان کے ان کو پھانسی والے مجرموں کے مکانوں میں یا احاطے میں رکھا گیا تھا ۔ تو جناب والا ! اس سلسلے میں تمام تر معلومات حاصل کی گئی ہیں ۔ سید عطاالمحسن بخاری کو موت کی سزا پانے والے قیدیوں کی کوٹھڑیوں میں نہیں رکھا گیا بلکہ ان کو عام قیدیوں کے ساتھ جیل میں رکھا گیا ہے جہاں وہ احاطہ جیل میں چل پھر سکتے ہیں ۔ اس چیز کی ان کو باقاعدہ اجازت ہے ۔ باقی معاملہ جیسے کہ آپ نے خود فرمایا زیر تجویز عدالت ہے اس لئے تسلی ہو جانی چاہئے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! وزیر صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ انہیں عام قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا ہے ۔ دن میں وہ چل پھر سکتے ہیں مگر رات کو انہیں اسی کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا ہے لہذا یہ تردید بھی نہیں ہے ۔ جناب والا ! انہوں نے نہایت ہی ہوشیاری کے ساتھ صرف مسئلہ کا دوسرا رخ پیش کر دیا ہے لیکن جو حقیقت میں صورت حال ہے اس سلسلے میں انہوں نے وضاحت نہیں فرمائی ۔ وہ ایک ممتاز عالم دین ہیں ۔

مسٹر سپیکر : انہوں نے پہلی بات کو categorically deny کیا ہے کہ انہیں پھانسی پانے والی کوٹھڑی میں نہیں رکھا گیا ۔ اس کی تردید کے جواب میں کہ ان کو ملنے جلنے کی اجازت ہے ۔ solitary confinement نہیں ہے بلکہ جیسے باقی قیدی وہاں رہتے ہیں وہاں ان کو رکھا گیا ہے ۔ وہ undertrtial ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! یہ detention ہے ۔ سید تابش صاحب نے جس طرح فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے ان کو پھانسی کی کوٹھڑی میں رکھا گیا ہے ۔ دن کو وہ ان کو باہر نکال دیتے ہوں گے ۔ وزیر صاحب نے یہ نہیں کہا کہ رات کو ان کو پھانسی کی کوٹھڑی میں بند نہیں کیا جاتا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے بڑے واضح طور پر عرض کی ہے کہ ان کو پھانسی کی کوٹھڑی میں نہیں رکھا ۔ آخر یا تو یہ فرمادیں کہ انہیں کسی

طرح کی کوٹھڑی میں رکھا ہی نہ جائے اور انہیں کھلی چھت کے نیچے رکھا جائے پھر انہیں دوسری طرح کا اعتراض ہوگا ۔ لہذا جیل سے باہر آ کر وہ رہیں تو وہ ذرا زبان کو دانتوں کے اندر رکھا کریں اور جو انہوں نے خوش بیانی سے کام لیا ہے وہ کسی انسان کو زیب نہیں دیتا ۔

Mr. Speaker : Let us not discuss the merits.

میاں خورشید انور : جناب والا ! انہوں نے بڑی خدمت کی ہے وہ کلمہ حق کہہ رہے ہیں ۔ آپ مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے کب تک اس قسم کی کارروائی کرتے رہیں گے ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب ! میں نے اس پر جنرل ڈسکشن کی اجازت نہیں دی ہے ۔ میں نے خود ان کو منع کر دیا تھا ۔

Let us not discuss the merits of the case.

سید تابش الوری : جناب والا ! مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے سیاسی راہنماؤں اور سیاسی کارکنوں سے جس قسم کا سلوک کر رہے ہیں وہ ایک مہذب معاشرے کے لئے شرمناک ہے ۔ ہم ان کو بلوں میں رکھتے ہیں اور ان کو بی کلاس دینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب ! میں آپ کی اس تحریک التوا کو وسعت نہیں دے سکتا ۔ اگر آپ کی تحریک التوا یہ ہوتی کہ انہیں سی کلاس دی گئی ہے اور اسے کلاس ملنی چاہئے تھی تو پھر اس کی نوعیت اور ہوتی ۔ آپ نے ایک specific allegation لگایا ہے اور اس کا denial آ رہا ہے ۔ اب آپ اپنی تحریک التوائے کار کے سکوپ کو widen کر رہے ہیں جس کی میں اجازت نہیں دے سکتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے یہ کہا ہے کہ انہیں سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کر دیا گیا ہے اور ان سے حوالاتیوں جیسا سلوک کرنے کی بجائے انہیں پھانسی کی کوٹھڑی میں بند کر دیا ہے ۔ سیاسی راہنما کے ساتھ حکومت کے اس منتقانہ سلوک کے خلاف یہ تحریک پیش کی گئی ہے ۔ جناب والا ! ان کے ساتھ حوالاتیوں جیسا سلوک نہیں کیا جا رہا اس لئے وہ element یہ تھا جس کی تردید ہو چکی ہے لیکن دوسرے element کو تسلیم کر لیا گیا ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ ایک تو انہیں اس پھانسی کی کوٹھڑی میں نہیں رکھا گیا ۔ دوسرے ان کو عام قیدیوں کی طرح سے رکھا گیا ہے ۔

Mr. Speaker : The facts have been denied by the Minister and accordingly the motion is ruled out.

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کی طرف آتے ہیں ۔ مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973 کی کلاز 7 زیر غور ہے ۔

(کلاز ۔ 7)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ، میاں مصطفیٰ ظفر اور سید تابش الوری تینوں کی کلاز کو حذف کرنے سے متعلق ترامیم ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ویسے اس میں قانونی تو کوئی پابندی نہیں ہے ۔ چونکہ جب ایک بورڈ قائم ہو گیا ہے تو اس کے لئے میعاد ضروری ہے ۔ البتہ کتنی ہونی چاہئے یہ سالم کلاز کی مخالفت کرتے وقت بتایا جا سکتا ہے اس لئے ہم یہ ترامیم پیش نہیں کرتے ۔

Mr. Speaker: Mr. Mustafa Zafar to please move his amendment. Member is not present. Yes Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : I do not move my amendment No. 50.

Mr. Speaker: Makhdum Hamid-ud-Din to move No. 51 Please.

Makhdum Hamid-ud-din : Sir, I move :

That for Clause 7 of the Bill, the following be substituted, namely :-

7. Subject to the provisions of sections 8,9, and 10 a nominated member shall hold office for a term not exceeding 3 years, He would not be eligible to be re-appointed.

Mr. Speaker: The amendment moved is :

That for Clause 7 of the Bill, the following be substituted, namely :-

7. Subject to the provisions of sections 8, 9 and 10, a nominated member shall hold office for a term not exceeding 3 years. He would not be eligible to be re-appointed.

Minister for Law: I oppose it.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, I move :

That in Clause 7 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "five" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 7 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "five" be substituted.

Minister for Law : I oppose it.

Mr. Speaker : Chaudhry Amanullah Lak to move No. 53.

Chaudhry Amanullah Lak: I do not move Sir.

مسٹر سپیکر : مخدوم حمیدالدین ۔

مخدوم حمیدالدین : جناب والا ! اس ترمیم کے پیش کرنے کی غرض و غایت میرے نقطہ نگاہ میں یہ ہے کہ جیسا کہ جناب کو علم ہے کہ جب ان اداروں میں یا کسی صورت میں جب گورنمنٹ کو نامزدگی کا کوئی استحقاق حاصل ہو تو آپ پر اور اس پورے ایوان پر یہ بات واضح ہے کہ پھر اقربا پروری اور سفارش کا ایک بہت بڑا طویل سلسلہ چل نکلتا ہے اور اس ملک کے ذہن اور کچھ معاشرتی compulsions یا مجبوریوں کے پیش نظر اس کے اپنے اثرات کے نتیجہ میں کچھ اس قسم کی نامزدگیاں بھی عمل میں آتی ہیں جن کو کسی طور پر justify نہیں کیا جا سکتا ۔ تو یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے عمل کے نتیجہ میں پھر یہ ادارے جن میں اس قسم کی نامزدگیاں ہوتی ہیں وہ اپنی efficiency برقرار نہیں رکھ سکتے اور اپنی قابلیت برقرار نہیں رکھ سکتے ۔ اس کے نتیجہ میں ظاہر ہے کہ یہ کارپوریشن اور ادارے غیر فعال اور غیر نفع بخش ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ تو میں نے یہ ترمیم اس لئے پیش کی ہے کہ ان ممبران کو یہ نامزدگیاں یا کسی صورت میں بھی جو نامزدگی مطلوب ہو تو بجائے اس کے کہ period جو ہے وہ گورنمنٹ determine کرے جیسا کہ کلاز 7 میں لکھا ہے کہ ۔

> 7... , as may be determined by Government, and may be nominated thereafter for a further term or terms of such duration as Government may, in nominating him thereto, determine.

تو اس کی duration گورنمنٹ determine کرے گی جس سے مضرت لاحق ہو سکتی ہے ۔ پھر یہ ہے کہ ایک نامزدگی کے بعد پھر دوسری نامزدگی اور اس کے بعد اسی شخص کی تیسری نامزدگی۔ اس کے علاوہ چوتھی نامزدگی بھی ہو سکتی ہے اور بیسیوں ہو سکتی ہیں ۔ تو میری اس ترمیم کی غایت یہ ہے کہ یہ جو نامزدگیوں کا طریق کار ہے اور اس کے نتیجہ میں جو مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں اور پھر جو نتیجہ" ان کارپوریشنز کی کارکردگیوں کو متاثر کرتے ہیں ۔ انہیں غیر فعال اور غیر نفع بخش بناتے ہیں ۔ اسے عملی طور پر چیک کرنے کے لئے اور روکنے کے لئے گورنمنٹ کو determining authority تسلیم نہ کیا جائے۔ اور دو، تین، چار، پانچ

نامزدگیاں کرنے سے روکنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ کوئی بھی جو ہوگا وہ ایک specific period کے لئے نامزد ہوگا۔ پھر یہ ہے کہ کم از کم consecutive terms کے لئے اس کی نامزدگی ایک term سے دوسری term پر نہیں ہو سکے گی۔ اس طریق سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رجحان جو سفارش اور اقربا پروری کا ہے ہم اس کو موثر طریق پر چیک کر سکتے ہیں۔ اس کو ختم کر سکتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں نے یہ ترمیم دی ہے۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب والا ! ہماری ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اصل ضمن میں نامزدگی کے لئے تین سال کا عرصہ رکھا گیا ہے۔ لیکن چونکہ ہماری اور اس طرف بیٹھنے والے ارکان بھی ترامیم کر رہے ہیں کہ بورڈ میں جو لوگ مقرر یا نامزد کئے جائیں ان میں ارکان اسمبلی بھی شامل ہوں۔ اس لئے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ یہ period تین سال کی بجائے پانچ سال ہونا چاہئے تاکہ ارکان اسمبلی کے اور بورڈ کے ارکان کو دل جمعی کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل سکے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ گورنمنٹ کے منصوبے پانچ سالہ بنیاد پر ہوتے ہیں۔ چنانچہ موجود صورت میں بھی ایک پانچ سالہ منصوبہ پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ جو کارپوریشن بنائی جا رہی ہے اس کے بورڈ کو بھی پانچ سال تک مرتب کیا جائے تاکہ وہ اپنی پالیسیوں کو مرکزی اور صوبائی پالیسیوں کو صحیح طور پر اس معینہ مدت میں پورا کرنے کے اہل ثابت ہو سکیں۔ جناب والا ! تین سال کی مدت کا بورڈ بدل دیں۔ اس صورت حال سے مرتبین کی پالیسیوں پر صحیح طور پر عمل درآمد نہ ہو سکے گا اور دوسرے لوگ ان پالیسیوں کو ان کی روح کے مطابق صحیح عمل نہ کرا سکیں گے۔ اس لئے ہماری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ بورڈ کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کے لئے مرتب کیا جا رہا ہے۔ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ ایسے اور اس کے ارکان کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ پانچ سال کی بنیاد پر پالیسی مرتب کریں اور اس صوبے کی صنعتی ترقی کے لئے ایک جامع منصوبہ مرتب کریں بلکہ ایسے اپنے سامنے عمل درآمد کرا سکیں اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ میری سیدھی سادھی ترمیم کو قبول فرما لیا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ ترمیم جو ہم نے پیش کی ہے بظاہر یہ نہایت سیدھی سادھی ہے کہ ایک corporate body کے لئے عرصہ بہت قلیل ہے جو ایسے بورڈ سے تعلق رکھتا ہے جو صرف انتظامی نہیں بلکہ اس کا روزمرہ کے پریکٹیکل کاموں سے تعلق ہے ۔ انڈسٹریز کے متعلق قرضوں کے لینے دینے سے تعلق ہے اور ان انڈسٹریز سے تعلق ہے جن پر اس صوبے کی معیشت کا انحصار ہے ۔ اور ان کو بہتر بنانا ان کے اولین فرائض میں داخل ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ تین سال کے عرصہ میں کونسا ایسا بورڈ ہے جو پچھلی کارکردگی کا جائزہ لے سکتا ہے یا جو نئی پالیسیاں اپنے لئے وضع کرکے اس کارپوریشن کو بہتر چلانے کے لئے جامع منصوبے بنا سکتا ہے ۔ ہر جگہ جتنی کارپوریشنز ہیں ایگریکلچر بورڈ ۔ لوکل کونسل ۔ یونین کونسل ۔ ہوتی ہیں یا کمرشل باڈیز ہیں آپ نے کم از کم پانچ سال کا ایک مسلمہ اور طے شدہ عرصہ رکھا ہوا ہے بورڈ کے بیشتر ممبران کے سرکاری ملازمتوں کے عہدوں کی میعاد 25 سال اور بعض اوقات 58 سال کی حد مقرر ہوتی ہے تو پھر مجھے اتنی قدغن لگانے کی اس حکمت عملی کا پتہ نہیں چل سکا ۔ اس کی وضاحت ہونی چاہئے ۔ مجھے اس کی بظاہر سمجھ نہیں آ سکی کہ تین سال کی قلیل مدت اس کارپوریشن کے اہم ترین بورڈ کے لئے کیوں رکھی گئی ہے ۔ جس کے لئے وہ کہتے ہیں کہ اس کے تمام تر اختیارات بھی اس بورڈ کے پاس ہوں گے ۔ انہوں نے تمام پالیسیز طے کرنی ہیں ۔ پھر اس کے بعد میعاد تین سال رکھنا میں سمجھتا ہوں کہ کارپوریشن ایک بے جان ڈھانچے کے مترادف ہے ۔ اور انہی لائنز پر چلانے کی مترادف ہے جس پر یہ کارپوریشن کام کرتی رہی ہے ۔ اگر ہم نے ماضی سے سبق نہیں سیکھا تھا یہ کارپوریشن پہلے اس صوبے میں قائم تھی جس کی میعاد بھی تین سال تھی ۔ جس کے بورڈ کے ارکان بھی اسی طرح تھے جو اس میں رکھے گئے ہیں اور اس کی تشکیل بھی وہی ہے تو اب ایک یہ کیا نفسیاتی اثر پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہم نے سابق انڈسٹریز کارپوریشن اپنے عہد حکومت میں قائم کی تھی ۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ۔ اگر آپ نے اس کو ہو بہو اسی نقش قدم پر چلانا ہے ۔ آپ نے وہی قوانین مرتب کرنے ہیں اور انہی قوانین کا ترجمہ کرکے نافذ کرنا ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کی خدمت نہیں ہے ۔ اسی بورڈ کی میعاد پہلے تین سال تھی ۔ اگر آپ اس کارپوریشن کی ورکنگ اور اس کی ناکامی

گی وجوہات کو بنظر غائر دیکھیں ان میں جہاں اور وجوہات ہیں وہاں یہ بھی دکھائی دیتا ہے کہ وہ کارپوریشن اپنی حکمت عملی کو صحیح طور پر عملی جامہ نہیں پہنا سکی کیونکہ اس کی میعاد اس کے منشور کے مکمل ہونے سے قبل ختم ہوگئی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آپ انڈسٹریز کو قرضے دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ وہ کوئی چھوٹی موٹی انڈسٹریز ہیں یا آٹے کی چکیاں ہیں یا آرا مشینیں ہیں کہ دو دن میں لگ جائیں گی۔ جناب والا! یہاں وہ انڈسٹری لگتی ہے جس کا اپنا سرمایہ 20 لاکھ تک ہے۔ جس کا 20 لاکھ اپنا نہ ہو اپنی جائیداد نہ ہو اس وقت تک یہ قرضہ نہیں مل سکتا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ 40/50 لاکھ کے سرمائے سے کوئی فیکٹری یا انڈسٹری ایک دن میں لگ جائے گی۔ ایک سال کے اندر لگ جائے گی۔ بہت سی انڈسٹریز کے لئے پرزے و مشینری امپورٹ ہوتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آپ اس عہدے کی میعاد تین سال رکھ رہے ہیں اور گذشتہ سالوں میں ایسی مثالیں ملیں گی کہ بورڈ نے ایک قرضہ ایک انڈسٹری کو دیا اور وہ انڈسٹری قائم نہیں ہوئی اور یہ بورڈ نہیں دیکھ سکا کہ ہمارے قرضے کی ورکنگ صحیح ہے یا غلط ہے ہم نے قرض صحیح دیا تھا یا غلط دیا تھا۔ اور اس سے پہلے اس بورڈ کی میعاد ختم ہو گئی۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ بورڈ کس طرح کام کر سکتا ہے۔ یہ بورڈ انتظامی بورڈ نہیں ہے اس بورڈ نے دفتری کام نہیں کرنا ہے بلکہ اس بورڈ کے ذمے تو اس کارپوریشن کے تحت نصب ہونے والی تمام انڈسٹری کی نگرانی کرنی ہے ان کا ملاحظہ کرنا ہے شاید حکومت نے یہ سمجھا کہ یہ کارپوریشن ایسے کام کرے گی۔ جیسے بینکنگ اتھارٹی نے قرضہ جاری کیا۔ دستاویزات اور کارروائی مکمل اور اس سے زیادہ بورڈ کا اور کارپوریشن کا کوئی کام نہیں۔ آپ اس کے اغراض و مقاصد دیکھیں کہ یہ بینکنگ ادارہ نہیں۔ یہ قرضہ بنک کا نہیں ہے بلکہ اس کے اولین فرائض میں یہ ہے کہ وہ صوبے میں صنعتوں کا جال بچھائے۔ صوبے میں کالج انڈسٹریز لگائے۔ جو دوسری نہاں انڈسٹریز اس میں آتی ہیں۔ ان کی تنصیب کرائے۔ لوگوں میں رجحان پیدا کرے اور صوبے کی معیشت میں ایک اہم رول ادا کرے۔ ایک طرف تو قوانین وضع کر دئے ہیں اور اس بورڈ کے اختیارات دیئے ہیں اور دوسری طرف میعاد جو دیتے ہیں وہ اس طرح ہے جیسے ہم سرکاری ملازمت کے لئے شرط لگا دیں کہ وہ تین سال سے زائد نہیں رہ سکتا۔ جبکہ یہ بورڈ بیشتر ملازمین پر مشتمل ہے تو پھر تین سال کی شرط رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ ایک جائز اور صحیح ترمیم ہے کہ

تین سال کی بجائے اس کے عہدے کی میعاد 5 سال کر دی جائے تو اس کی کارکردگی بہتر ہو جائے گی ۔ یہ بھول گئے ہیں کہ پانچ سال رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ انہوں نے ایک لفظ لکھا ہے جس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ میعاد پانچ سال تک ہوگی ۔ بلکہ پانچ سال سے یا تین سال سے متجاوز نہ ہوگی یعنی اس کی میعاد ایک سال بھی مقرر کر سکتے ہیں ۔ جب آپ اتنی حد لگا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے آپ کارپوریشن کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ۔ برائے خدا آپ اس کی میعاد پانچ سال رکھیں اور اس میں یہ رکھیں کہ اس بورڈ کی میعاد کم از کم پانچ سال ہوگی تاوقتیکہ بورڈ کا کوئی رکن disqualify نہ ہو جائے یا بورڈ اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کرے ۔ جس کے تحت آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ آپ بورڈ کی ہیئت بدل سکتے ہیں ۔ آپ بورڈ کو توڑ سکتے ہیں آپ اپنا بورڈ نامزد کر سکتے ہیں ۔ جب تمام تر اختیارات آپ کے پاس ہیں تو پھر یہ لکھنے سے بورڈ دلجمعی سے آپ کی ان شرائط و قیود اور پابندیوں اور آپ کی اس میعاد کے تحت کام نہیں کر سکتا ۔ اور اگر بورڈ ہی دلجمعی سے کام نہیں کرے گا تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ وہ اغراض و مقاصد جو اس بورڈ کو قائم کرنے کے لئے ۔ اس قانون سازی کے لئے یا اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے آپ نے سامنے رکھے ہیں پورے ہو سکیں گے ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ فاضل وزیر متعلقہ جو اس وقت یہ فرائض سر انجام دے رہے ہیں وہ ٹھنڈے دل سے اور غور سے میری ان معروضات پر توجہ فرمائیں گے اور ہماری اس جائز ترمیم کو قبول کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔

وزیر قانون : جناب والا ! فاضل رکن نے جن ترمیمات کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی ہے ان کے متعلق میں صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ماضی میں ایسے ایوانوں میں محض چند اشخاص کے مفادات کی بات کی جاتی تھی اور ان کے مخصوص مفادات کو تحفظ دیا جاتا تھا ۔ اس لئے اس وقت ایک خاص مدت کے لئے نامزدگیاں کی جاتی تھیں اور وہ بھی ایک لمبی مدت کے لئے ہوا کرتی تھیں ۔ ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ایوان میں کورم پورا نہیں ہے ۔

آوازیں : جناب چائے کے لئے وقفہ کر دیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ایک طرف تو اس ایوان میں یہ کہا جاتا ہے کہ جواب نہیں دیا گیا اور دوسری طرف کورم کا سوال اٹھایا جا رہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب ! جب چائے کے بعد تشریف لائیں گے ۔ ہم آپ کی زیارت کریں گے ۔ ہم آپ کے ارشادات سے محظوظ ہوں گے ۔ اور آپ کو جواب دینے کا موقع ملے گا ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی تیس منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لئے ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker: The question is :

That for Clause 7 of the Bill, the following be substituted, namely:-

7. Subject to the provisions of sections 8, 9 and 10, a nominated member shall hold office for a term not exceeding 3 years. He would not be eligible to be re-appointed.

(*The motion was lost*).

Haji Muhammad Saifullah Khan: Point of order. The House is not in quorum.

Mr. Speaker : Let there be a count....The count was taken...

The House is not in quorum. Let the bells be rung.

The bells ringing.....

The House is in quorum.

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 7 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "five" be substituted.

(*The motion was lost*).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان : جناب ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے اس پر تقریر تو کر لی ہے ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان : جناب والا ! یہ بڑی اہم کلاز ہے ۔

مسٹر سپیکر : اگر آپ کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں ۔

چوہدری امان‌اللہ لک : جناب سپیکر ! آپ نے رولنگ تو دے دی ہے ۔ اگر حاجی صاحب درخواست کرتے ہیں تو پھر اس کلاز پر تقریر فرمالیں ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Point of order. Sir, I draw you attention to

Page 557, May's Parliamentary Practice, Seventeenth Edition, Regarding question for clause standing part of a bill.

S.O.No.47 provides that if the Chairman is of the opinion that the principles of a clause, and any matters arising out of it, have been adequately discussed in the course of debate on the amendments which have been proposed to it, he may state he is of that opinion and shall then forthwith put the question that the clause (as amended) stand part of the bill.

تو جناب میں عرض کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر ۔ اس کلاز پر ۔ اس ترمیم پر کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے اور اس کے اصولوں پر بھی بحث ہو چکی ہے ۔ اب اس موقع پر اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! کیا مجھے یہ اندازہ لگ سکتا ہے کہ آپ کتنا وقت لیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔

جناب والا ! یہ کلاز 7 جس کا مقصد یہ ہے کہ بورڈ کی میعاد تین سال سے تجاوز نہیں کرے گی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی طور پر بے معنی اور بے فائدہ کلاز ہے ۔ جس طرح ایک عام مقولہ ہے کہ ہر چیز کی زیادتی بری ہوتی ہے تو ہر وہ چیز چاہے وہ اختیارات سے تعلق رکھتی ہو ۔ چاہے وہ کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتی ہو اس کی بہتات ہمیشہ ہی خراب ہوا کرتی ہے ۔ جناب والا ! اس سے پہلے کلاز نمبر 5 جو اس بل کا حصہ بن چکی ہے اور جسے یہ ایوان منظور کر چکا ہے اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں اور غور سے دیکھیں تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کلاز نمبر 7 کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ۔ ہم کلاز 5 میں یہ منظور کر چکے ہیں ۔ ہم اس میں حکومت کو پہلے ہی یہ اختیار دے چکے ہیں کہ جس وقت چاہے وہ اس بورڈ کی ہیئت تبدیل کر سکتی ہے ۔ اس کے ارکان میں تبدیلی کر سکتی ہے ۔ پھر اس بورڈ کے وہ ارکان جن کی میعاد تین سال رکھی گئی ہے اس میں اگر آپ ملاحظہ کریں تو وہ بورڈ ان ارکان پر مشتمل ہوگا ۔ وزیر صنعت حکومت پنجاب ۔ چیئرمین ۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب ۔ سیکرٹری محکمہ صنعت حکومت پنجاب ۔ سیکرٹری محکمہ خزانہ حکومت پنجاب ۔ مینیجنگ ڈائرکٹر سمال انڈسٹریز کارپوریشن پنجاب ۔ تین غیر سرکاری ارکان جنہیں حکومت نامزد کرے گی ۔ ان میں سے کم از کم ایک کسی بنک کا چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہوگا یا وہ مینجنگ کنسلٹنٹ ہوگا ۔ اب اندازہ لگائیں کہ اس بورڈ کا بیشتر حصہ مستقل ملازمین سرکار یعنی سروسز کے افراد پر مشتمل ہوگا ۔ وہ اس بورڈ کے ملازم ہونے کے باوجود ex-officio اس کے ممبر ہوں گے ۔ اور اس وقت ان کو ex-officio تصور کیا جا سکتا ہے جب ہم ان کی

میعاد تین سال مقرر نہ کریں ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ہم نے ان کا عہدہ کلاز نمبر 5 میں واضح کر دیا ہے کہ یہ یہ عہدے دار اس بورڈ کے رکن ہوں گے ۔ ایک کلاز میں آپ ان کی میعاد مقرر کر رہے ہیں

مسٹر سپیکر : کیا یہ نامزد ممبر ہیں ؟

Those who are members in lieu of their office.

وہ اس میں نہیں آتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ویسے تو سبھی نامزد ہیں ۔

Mr. Speaker : They are there because of their office. They are ex-officio members.

یہ تو نامزدگی کی بات ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ بالکل صحیح ہے ویسے تو اس کے تمام ممبران ہی نامزد ہیں اور جو جناب نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے ۔ اگر میں اسے بھی تسلیم کر لوں کہ اس کا اطلاق صرف ان نامزد ارکان پر ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر اس کلاز کو بھی برقرار رکھنا ہے تو پھر کلاز نمبر 5 کی سب کلاز 2 جو ہم منظور کر چکے ہیں جس میں ہم گورنمنٹ کو اختیار دے چکے ہیں کہ وہ ہر وقت اس کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی پیدا کر سکتی ہے اور بورڈ کو سالم حیثیت میں یا اس کے کسی بھی رکن کو اس کی انفرادی حیثیت میں الگ کر سکتی ہے اس کلاز کے رکھنے کا کیا فائدہ ہے جس میں کوئی مدت تعین ہی نہیں کی گئی ۔ یعنی اگر کم از کم تین سال کی جو مدت ہے ۔ جو ہماری ترمیمیں نا منظور ہونے کے بعد باقی بچ گئی ہے ۔ اس کا بھی تعین نہیں کیا گیا ۔ اس کو بھی اتنا غیر مبہم انداز میں رکھا گیا ہے کہ تین سال سے متجاوز نہ ہوگی ۔ ہو سکتا ہے حکومت بورڈ کی میعاد ایک ماہ مقرر کر دے ، ہو سکتا ہے ایک ، دو یا تین سال مقرر کر دے ۔ آخر اس غیر مبہم کلاز اور پھر ایسے اختیارات کی موجودگی کی صورت میں جو پہلے ہی حکومت کو ترمیم و تنسیخ کی شکل میں حاصل ہیں اس کلاز کی رو سے جس کو ہم پہلے منظور کر چکے ہیں ، اس کو رکھنے کا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ یہ کلاز قطعی طور پر ایک بے معنی حیثیت رکھتی ہے جس کے تاثرات نفسیاتی بھی اور دوسرے بھی اس سال انلسٹریز کارپوریشن کی ورکنگ پر بہت برا اثر ڈالیں گے ۔ میں یہ استدعا کروں

گا جناب والا ! کہ اگر کلاز کو اس شکل میں جس میں ہم نے ترمیمیں دی تھیں نہیں تسلیم کیا گیا تو پھر موجودہ شکل میں جس میں یہ ایوان میں پیش کی جا رہی ہے ، یہ کلاز بے فائدہ ہے اور پھر اس کو پاس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل کے اوپر بھی غلط طریق پر اثر انداز ہوگی اور سال المسٹریز کارپوریشن کو بھی برے طریقے سے متاثر کرے گی ۔ اس کلاز کو قطعی طور پر پاس نہ کیا جائے اور یہ حذف کر دی جائے ۔

سید قابش الوری : جناب سپیکر ! یہ جو ضمن اس وقت زیر بحث ہے ، اس میں دو حصے ہیں ۔ یا دو پہلو ہیں جن پر اس ایوان کی توجہ مبذول کرانی ضروری ہے ۔ جناب والا ! پہلے حصے میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی نامزد رکن ایسی مدت کے لیے عہدے پر فائز رہے گا جو تین سال سے زاید نہ ہوگی اور جس کا تعین حکومت کرے گی ۔ جناب والا ! آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ حصہ انتہائی غیر مبہم اور غیر واضح ہے ۔ حکومت نے یہ بات اپنے اختیار میں رکھی ہے کہ کسی شخص کو نامزد کرنے کے لیے اس کی میعاد اپنے طور پر الگ الگ متعین کرے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی رکن چھ ماہ کے لیے نامزد کیا جائے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی رکن ایک سال کے لیے نامزد کیا جائے ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی رکن تین سال کے لیے نامزد کیا جائے ۔ اس طرح سے جناب والا ! نہ صرف یہ کہ بورڈ کی اجتماعی حیثیت متاثر ہوتی ہے بلکہ جو ارکان نامزد کیے جائیں گے وہ بھی مسلسل ایک غیر یقینی اور ایک ناپسندیدہ صورت حال سے دو چار ہوں گے ۔ جناب والا ! یہ بات متعین ہونی چاہیے کہ اگر کوئی بورڈ کا رکن نامزد کیا جاتا ہے یا منتخب کیا جاتا ہے تو اس کی کارکردگی کی میعاد کیا ہوگی اور وہ معینہ صورت میں تین سال ۔ چار سال یا پانچ سال ہونی چاہیے ۔ یہ ڈسکریشن حکومت نے اپنے پاس رکھ کر بد عنوانی کی راہ دکھائی ہے کہ کسی رکن کو کسی خاص میعاد کے لیے مقرر کر دیں ۔ اس طرح سے جناب والا ! بورڈ میں جو ہم آہنگی اور ذہنی یکسوئی پیدا ہو سکتی ہے وہ بھی نہیں ہو سکے گی ۔ اس طرح سے جناب والا ! حکومت نے اپنے پاس ایک خاص اختیار صرف اس لیے رکھا ہے کہ اس رکن کی نامزدگی کرتے وقت ایک آمرانہ تلوار اس کے سر پر لٹکتی رہے گی ۔

دوسرا حصہ اس ضمن کا یہ ہے کہ بعد ازاں وہ مزید ایسی میعاد یا میعادوں کے لیے نامزد کیا جا سکے گا جن کا تعین حکومت اسے نامزد کرتے وقت کرے گی۔ اس طرح سے جناب والا ! ایک چور دروازہ رکھا گیا ہے۔ اگر کسی شخص کو حکومت اپنا منظور نظر سمجھتی ہے۔ پسندیدہ سمجھتی ہے۔ اسے اپنے تجارتی یا سیاسی مقاصد کے لیے موزوں سمجھتی ہے تو اس کی میعادوں میں یکے بعد دیگرے اضافہ کیا جا سکے گا۔ یا اگر حکومت کسی کو نا پسند کرے۔ یا کسی کی آزادی اور غیر جانبداری اس کی نظر میں محل نظر ٹھہرتی ہے تو ایک خاص میعاد کے بعد اس کی نامزدگی ختم کی جا سکتی ہے۔ جناب والا ! اس طرح سے اس میں ایک تو تفریق پیدا ہو گئی ہے۔ دوسرے یہ قباحت بھی واضح نظر آتی ہے کہ کسی رکن کی غیر معینہ مدت کے لیے نامزدگی کا اختیار حکومت نے اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ کسی ادارے میں تین سال یا پانچ سال کی وابستگی کے بعد ایک آدمی کے اپنے vested interests پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے بے شمار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں کارپوریشن ہو یا بورڈ ہو یا حکومتی ادارہ ہو وہ بہر حال متاثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے بھی اپنے سرکاری ملازمین کے لیے تین سال کا ایک پیریڈ مقرر کیا ہے کہ وہ ایک جگہ پر اتنے عرصے تک تقرر پذیر رہ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تین سال تک ایک جگہ پر رہنے کے بعد اس کے خاص مفادات پیدا ہو جاتے ہیں۔ تعلقات کی ایک خاص نوعیت جنم لیتی ہے۔ پھر آزادی اور غیر جانب داری کے ساتھ اس کے لیے کام کرنا ممکن نہیں رہتا۔ اس طرح سے جناب والا ! مختلف اداروں میں جب نامزدگی کا یہ اختیار رکھا گیا ہے وہاں یہ بھی رکھا گیا ہے کہ وہ اس کے بعد یہاں متواتر transitory پیریڈ میں نامزد یا منتخب نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا اس سے پہلے بھی ہم نے کواپریٹو کے سلسلے میں ایک قانون منظور کیا ہے اور اس وقت گورنمنٹ پارٹی کا خاص طور پر استدلال یہی تھا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک ممبر اپنے آپ کو اس پہ مسلط نہ کر لے تاکہ وہ اپنے خاص مفادات کا ترجمان بن کر نہ رہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ consecutive period کے لیے کواپریٹو سوسائٹیز میں یا بورڈ میں جو انتخاب تھا اس کو ختم کر دیا گیا۔ لیکن جناب والا ! ایک اسی قسم کا تجارتی ادارہ یا صنعتی کارپوریشن جس میں اس قسم کی نامزدگی موجود ہے وہاں میعاد کا تعین موجود نہیں۔ اور اس طرح سے خود حکومت نے جو استدلال

اب سے چند ہفتے پہلے دیا تھا اب وہی استدلال ان کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح سے جناب والا ! چند لوگوں کو غیر معینہ عرصے کے لیے کسی بورڈ یا کارپوریشن میں مسلط کرکے کارپوریشن کی اجتماعی کارکردگی کو متاثر کیا جا سکے گا اور خاص قسم کی پالیسیوں پر عمل درآمد کرنے کی راہ ہموار کی جا سکے گی ۔ اس طرح سے جناب والا ! چند لوگوں کی متواتر موجودگی سے نئے صرف بد عنوانیاں جنم لیں گی بلکہ اقربا پروری اور دوست نوازی کے بہت سے نئے دائرے جنم لیں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز اپنے مجموعی تاثر کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ مبہم ہے بلکہ اپنی معنویت اور مقصدیت کے اعتبار سے بھی ناقص ہے ۔ اس طرح سے حکومت نے اپنے پاس اختیارات کا ارتکاز کرکے ایک تابع مہمل ادارے میں تبدیل کر دیا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ ہماری صنعتی ترقی اجتماعی طور پر متاثر ہوگی بلکہ کارپوریشن کا اجتماعی وجود بھی بے کار ہو کر رہ جائے گا ۔ اگر ہم واقعی نیک نیتی سے کارپوریشن کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں اور اسے ایک مؤثر اور فعال ادارہ بنانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ان تمام کلاز کو نہایت واضح اور غیر مبہم صورت میں منظور کرنا ہوگا تاکہ ڈسکریشن کے غلط استعمال سے نہ صرف یہ کہ نوکر شاہی غلط فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ جو نامزد ارکان ہیں وہ بھی اپنے عہدے کی میعاد کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکیں ۔

میں ان معروضات کے ساتھ آپ کی وساطت سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اس صورت حال پر نظر ثانی کرکے اسے موثر بنانے کے لیے اس میں مناسب تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ چونکہ کلاز 7 کو دفعہ 9'8 اور 10 کے تابع رکھا گیا ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ 9'8 اور 10 منظور ہوں گی ۔ تو جناب والا ! جب تک کلاز 9'8 اور 10 کا فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک اس کلاز 7 کو پینڈنگ فرمائیں ۔ پہلے 9'8 اور 10 منظور ہو جائے اس کے بعد جناب کلاز 7 کو take up کریں ۔

مسٹر سپیکر : اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے

(گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 8)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز 8 زیر غور ہے ۔ حاجی صاحب سب سے پہلے آپ کی ترمیم ہے ۔ آپ اسے پیش کریں گے یا اپنا حق مخالفت محفوظ رکھیں گے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہتر تو یہی ہے ۔ ویسے میں قانوناً تو پیش کر سکتا ہوں کہ اس کو حذف کیا جائے ۔ کیونکہ یہ ایسی کلاز نہیں ہے جو اثر انداز ہو ۔ مگر میں اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب آپ کی کیا پوزیشن ہے ؟

سید تابش الوری : میں بھی اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم حمیدالدین ۔

Makhdum Hamid-ud-Din : I beg to move :

> That in Clause 8 of the Bill, for the words and commas "No person shall be appointed as Managing Director or nominated as Member, or as the case may be, shall continue to be a Managing Director or Member, who" occurring in lines 1-4, the words and comma "No person shall be appointed, nominated or continue to be a member or a Managing Director if he" be substituted.

Mr: Speaker : The motion is :

> That in Clause 8 of the Bill, for the words and commas "No person shall be appointed as Managing Director or nominated as Member, or as the case may be, shall continue to be a Managing Director or Member, who" occurring in lines 1-4, the words and comma"No person shall be appointed, nominated or continue to be a member or a Managing Director if he" be substituted.

Minister for law : I oposipte.

Makhdum Hamid-ud-Din : I beg to move :

That for para (d) of Clause 8 of the Bill, the following be substituted, namely :—

"(d) is, or at any time hss been disqualified for appointment in or dismissed or retired from the service of Pakistan or any Province ;".

Mr. Speaker : The motion is.

That for para (d) of Clause 8 of the Bill, the following be substituted, namely :—

"(d) is, or at any time has been disqualified for appointment in or dismissed or retired from the service of Pakistan or any Province ;".

Minister for law : I oppose it.

Makhdum Hamid-ud-Din ; I beg to move ;

That in para (d) of Clause 8 of the Bill, between the words "dismissed" and "from" occurring in line 2, the words "or retired" be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (d) of Clause 8 of the Bill, between the words "dismissed" and "from" occurring in line 2, the words "or retired" be inserted.

Minister for law : I oppose it.

Mr. Speaker : Amendment No. 85 Haji Muhammad Saifullah Khan please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے پیرا (ہ) کی سطر 1 میں وارد ہونے والے لفظ ''اکیس'' کی بجائے ''پچیس'' ثبت کیا جائے -

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (e) of Clause 8 of the Bill, for the word "twenty-one" occurring in line 1, the word "twenty-fiive" be substituted.

Minister for law : I oppose it.

Mr. Speaker : Amendment No. 59 by Chaudhri Amanullah Lak stands withdrawn. Mr. Mustafa Zafar is not present. His amendment also lapses. Next Amendment.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے پیرا (و) کے بعد مندرجہ ذیل پیرا بطور پیرا (ز) ثبت کیا جائے -

(ز) کسی ایسے ادارے میں کوئی مالی مفاد رکھتا ہو جسے بورڈ یا کارپوریشن چلا رہی ہو یا اس کا انتظام کرتی ہو یا بورڈ یا کارپوریشن کی ذمہ داری کے تحت ہو -

Mr. Speaker : The motion is :

That after para (f) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (g), namely :—

"(g) has any pecuniary interest in any Institution administered, controlled by the Board or Corporation or under any obligation of the Board or Corporation".

Minister For Law : I oppo se it.

Makhdum Hamid-Ud-Din : I beg to move:

That after para (f) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (g), namely:—

"(g) is a share-holder by himself or through any of his family members in any Small Industry, Cottage Industry or any other Industry or Project undertaken or financed by the Corporation.

Mr. Speaker : The motion is :

That after para (f) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (g), namely:—

"(g) is a share-holder by himself or through any of his family members in any Small Industry, Cottage Industry or any other Industry or Project undertaken or financed by the Corporation.

Minister For Law : I oppose it.

Mr. Speaker : Mr. Mustafa Zafar is not present. His amendment lapses.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے مجوزہ پیرا (ز) کے بعد مندرجہ ذیل نیا پیرا (ح) اوزاد کیا جائے -

(ح) کارپوریشن کے ساتھ اس کی طرف سے یا اس کی جانب سے حصص میں کسی ٹھیکے یا ملازمت میں یا کسی جائداد میں جیسے اس کے علم کے مطابق کارپوریشن کے چلنے کے باعث فائدہ پہنچنے کا امکان ہو یا فائدہ پہنچا ہو بالواسطہ یا براہ راست یا کسی حصہ دار کے توسط سے دانستہ طور پر کوئی حصہ یا مفاد حاصل کیا ہو یا بدستور حاصل کئے رکھے -

Mr. Speaker : The motion is:

That after proposed para (g) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (h), nemely:—

"(h) has knowingly acquired or continued to hold directly or indirectly or through a partner any share or interest in any shares in any contract or employment with by or on behalf of Corporation or in any property which in his knowledge is likely to benefit or has benefitted as a result of operation of the Corporation.

Minister For Law : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔ کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے مجوزہ پیرا (ح) کے بعد مندرجہ ذیل نیا پیرا (ط) ایزاد کیا جائے۔

(ط) مینیجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن کے عہدے پر فائز ہونے کی حیثیت میں اپنے عہدے کا ناجائز استعمال کیا ہو۔

Mr. Speaker : The motion is:

That after proposed para (h) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (i), namely:—

"(i) has abused his position as Managing Director or nominated member.".

Minister For Law : I appose it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move:

That after proposed para (i) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (j), namely:—

"(j) has violated the declaration of fidelity and secrecy provided under section 12."

Mr. Speaker : The motion is:

That after proposed para (i) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (j), namely:—

"(j) has violated the declaration of fidelity and secrecy provided under section 12."

Minister For Law : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔
کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے مجوزہ پیرا (ی) کے بعد مندرجہ ذیل نیا پیرا (ک) ایزاد کیا جائے۔

(ک) بورڈ کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر بورڈ کے تین مسلسل اجلاسوں سے غیر حاضر رہا ہو۔

Mr. Speaker : The motion is :

That after proposed para (j) of Bill, the following new para be added as para (k), namely:—

"(k) has absented himself from three consecutive meetings of the Board without the leave of Chairman of the Board.".

Minister For Law : I oppose it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا! میں ترمیم پیش کرتا ہوں۔
کہ مسودہ قانون کی ضمن 8 کے مجوزہ پیرا (ک) کے بعد مندرجہ ذیل نیا پیرا (ل) ایزاد کیا جائے۔

(ل) قانون ھذا کے تحت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے سے انکار کر دیا ہو یا قاصر رہا ہو یا وہ اس کا اہل نہیں رہا ہو۔

Mr. Speaker : The motion is:

That after proposed para (k) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (l), namely:—

"(l) has refused or failed to dishcarge or becomes in- capable of discharging his responsibilities under this Act.".

Minister For Law : I oppose it.

Haji Muhammad Saifullah : Sir, I move;

That after proposed para (l) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (m), namely:—

"(m) is or at any time has been convicted of any offence for a term exceeding 6 months rigorous imprisonment.".

Mr. Speaker : The motion is:

That after proposed para (l) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (m), namely:—

"(m) is or at any time has been convicted of any offence for a term exceeding 6 months rigorous imprisonment.".

Minister For Law : I oppose it.

میاں خورشید انور : جناب والا ! کورم بالکل نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کا نوٹس لے لوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پہلے مخدوم صاحب کی ترمیم ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! جب تک کورم مکمل نہیں ہوتا آپ کی کارروائی غیر قانونی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ابھی 15/10 منٹ ہوئے ہیں کہ گنتی کی گئی تھی -

میاں خورشید انور : 20/15 منٹ کے بعد بھی کورم ٹوٹ سکتا ہے یہ تو رولز کی بات ہے -

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ تشریف رکھیں -

میاں خورشید انور : یہ کمال کی بات ہے - اگر آپ کو گنتی نہیں کرنی آتی تو میں کر دیتا ہوں -

مسٹر سپیکر : مخدوم حمید الدین -

وزیر قانون : جناب والا ! میاں خورشید انور خدا کے فضل و کرم سے ڈپٹی لیڈر بننا چاہ رہے ہیں -

میاں خورشید انور : آپ وزیر قانون ہیں مگر آپ غیر قانونی کام کر رہے ہیں - اس وقت ہاؤس میں صرف 40 ممبران ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ کورم پورا ہے -

Mr. Speaker : I am not taking notice of this objection. Makhdum Hamid ud-Din

میاں خورشید انور : اس کا طریقہ بتا دیں تاکہ میں آئندہ کے لئے محتاط رہوں -

سید تابش الوری : جناب والا ! جتنا اصرار ہوا ہے اتنے میں تو گنتی بھی ہو جاتی -

مسٹر سپیکر : شیخ عزیز احمد صاحب نے ایک فیصلہ پڑھا تھا آپ نے نہ ان کی اور نہ میری بات سنی - آپ بات کو بار بار دہراتے ہیں - اس ایوان میں کوئی precedents نہیں ہیں اور نہ کوئی پریکٹس ہے - اب یہ فیصلہ کرنا تو میرا کام ہے کہ وہ اس بات پر حاوی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے -

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے اس کو مسترد کر دیا تھا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ نے mandatory rules پڑھے ہوئے ہیں اور ہم نے آپ کی رولنگ بھی پڑھی ہوئی ہے - کیا اس کے بعد کوئی نیا فیصلہ ہوگا - کورم کا اعتراض تو ہر وقت اٹھایا جا سکتا ہے -

وزیر قانون : جناب والا ! آپ نے رولنگ دے دیا ہے اس کے بعد بھی حاجی صاحب بحث کو جاری رکھنا چاہتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے ۔

سید تابش الوری : یہ نکتہ اعتراض تو ہر وقت اٹھایا جاسکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : ہر وقت نہیں بلکہ reasonable time میں اٹھایا جا سکتا ہے ۔ اور اس کا تعین کرنا میرا کام ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا ! ابھی تھوڑی دیر پہلے گنتی ہوئی تھی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کورم اتنا کم ہے کہ اسے کھینچ تان کر بھی پورا نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ دیکھ لیجئے ۔

میاں خورشید انور : آپ ہمیں بتا دیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ اس میں مناظرہ کر رہے ہیں جس کی میں اجازت نہیں دے سکتا ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! تو آپ رولز کو ختم کر دیں کہ ہاؤس بغیر رولز کے چلے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ ہاؤس بالکل رولز کے مطابق چل رہا ہے ۔

میاں خورشید انور : جب کوئی پوائنٹ اٹھایا جاتا ہے کہ کورم پورا نہیں ہے تو آپ کو گنتی کرنی پڑے گی ۔

مسٹر سپیکر : یہ رولز میں کہیں نہیں لکھا ہوا ۔

میاں خورشید انور : رولز میں لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس میں یہ mandatory ہے ۔ "shall" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے 'may' کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم حمید الدین آپ تقریر شروع کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : قائدہ 177 بالکل واضح ہے جس میں لکھا ہے ۔

177 (1) If at any time during a sitting of the Assembly, less than one third of the total number of members of the Assembly are present, the speaker shall suspend the meeting - - - - "

کوئی اس کے لئے وقت مقرر نہیں ہے کوئی period نہیں ہے کسی بھی وقت کورم کا اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے ۔ یہ mandatory provision ہے ۔

مسٹر سپیکر : 'may' اور 'shall' کی interpretation بھی جانتے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب کتنی دیر کے بعد دوبارہ اعتراض ہو سکتا ہے ؟

Mr. Speaker : When I consider that it is after a reasonable time.

وزیر قانون : یہ بات آپ چیمبر میں جا کر پوچھ لیں ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان : آپ اچھی روایات قایم کریں ۔ جناب سپیکر آپ غلط قسم کی روایات قائم نہ کریں ۔ یہ تاریخی روایات ہوا کرتی ہیں ۔

میاں خورشید انور : اگر آپ نے اس قسم کی ہی روایات قائم کرنی ہیں تو پھر قانون کو ایک ہی دن میں پاس کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : میاں صاحب آپ نے جو روایات اس ہاؤس میں قائم کی ہوئی ہیں اتنی افسوس ناک روایات غالباً اس ہاؤس میں پہلے قائم نہیں ہوئیں ۔ آپ موقع بے موقع اٹھتے ہیں اور ایسے مضمون پر بولتے ہیں جو اس ہاؤس میں زیر بحث نہ ہو جو ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن کے فرائض ہیں ان کی آپ نے اتنی توہین کی ہے کہ ایوان میں اس سے پہلے نہیں ہوئی ۔

میاں خورشید انور : جناب سپیکر ! آپ نے بطور سپیکر یہاں اس کرسی پر بیٹھ کر جتنی رولز کی مٹی پلید کی ہے میرے خیال میں پہلے کبھی نہیں ہوئی ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : آپ نصف گھنٹہ سے کھڑے ہیں اور آپ تشریف نہیں رکھ رہے ۔

میاں خورشید انور : یہ رولز کی مٹی پلید کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ آدھ گھنٹے سے کھڑے ہیں اور تشریف نہیں رکھ رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور : آپ اس کا فیصلہ دیں ۔

Mr. Speaker : I cannot go on countiug after every two minutes.

میاں خورشید انور : کیوں نہیں آپ کاؤنٹ کرنا چاہتے ؟

Mr. Speaker : I dont propose to count. Makhdoom Hamid ud-Din Please.

میاں خورشید انور : میں آپ کے فیصلے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کرتا ہوں ۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچنے کی کوشش کریں گے ورنہ یہاں کام چلانا مشکل ہو جائے گا ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اس سے پہلے کہ مخدوم حمید الدین صاحب کچھ فرمائیں میں شدت احساس کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ میاں خورشد انور کے ساتھ جو نرمی کا برتاو کیا جاتا رہا ہے آج اس کے پیش نظر جو کچھ ہوا ہے آپ اس کو اپنی توہین سمجھیں یا نہ سمجھیں ۔ مگر یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو اپنی توہین سمجھیں ۔ یہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی جائز حد سے بھی تجاوز کر جائیں ۔ آپ ان کو اس طریقہ سے latitude دے رہے ہیں ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اگر آپ ان کو یہ موقع دیتے ہیں تو یہ اپوزیشن کا قطعی طور پر پرولیج نہیں ہے کہ وہ اس انداز سے behave کریں جس انداز سے کیا جا رہا ہے ۔ یہ آپ کے شایان شان ہے کہ آپ اس کو برداشت کریں ورنہ آپ اس کا notice serious لیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایسی باتوں کو ہمیشہ مناسب طریقہ سے برداشت کرتے رہے ہیں ۔ میں اس کا نوٹس لیتا ہوں اور

جناب والا ! جس انداز سے وہ بیٹھنا نہیں چاہتے تھے تو ہمیں ان کو بٹھانا پڑے گا اور قطعی طور پر ایسا انداز برداشت نہیں ہو سکتا ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : یہ سپیکر صاحب کی توہین ہے اور ہاؤس کی بھی توہین ہے یہ الفاظ حذف ہونے چاہئیں ۔

Mr. Speaker : Such events are part of parliamentary life. Let us be not excited over such incidents. Let us proceed with the business that we have in hand. Makhdum Hamid-ud-Din please.

Syed Tabish Alwari : The House is not in quorum, Sir.

Mr. Speaker : I have already answered that.

وزیر قانون : آپ کا جناب والا ! واضح فیصلہ آچکا ہے اس کے بعد وہ نکتہ اعتراض نہیں اٹھا سکتے ۔

سید تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب وزیر قانون کو جنہیں اس ایوان میں قانون کے تحفظ اور نگرانی کے لئے مامور کیا گیا ہے ان کو کم از کم ایسی غیر قانونی کارروائی میں شریک نہیں ہونا چاہئے ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ نے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا کہ رکن نے اتنا اصرار کیا ہو اور جناب نے اس سلسلہ میں فیصلہ صادر نہ فرمایا ہو ۔

Mr. Speaker : I dont propose to permit the point of orders to become an abuse in this House.

سید تابش الوری : سر یہ کورم کا مسئلہ ہے ۔ یہ point of order کا abuse نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I cannot permit the raising of this point of order after every minutes as the House cannot function. In this manner, evry member can get up and raise this point of order and thus consume 185 minutes of this House every day.

اس کا حل یہی ہے کہ جب میں سمجھوں کہ گنتی کئے ہوئے reason-able time ہو گیا ہے اس کے بعد میں اس کی اجازت دوں ۔

Rules have to be interprted reasonably and not in the manner anybody wants to.

سید تابش الوری : جناب والا ! ایک تہائی تعداد کورم کے لیے رکھی گئی ہے اور اگر یہ بھی موجود نہ ہو تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حکمران پارٹی کا کیا حال ہے ۔

Mr. Speaker : Time is extended by an Hour, Makhdum Hamid-ud-Din.

سید تابش الوری : میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر سید تابش الوری ایوان سے باہر چلے گئے)

مخدوم حمیدالدین : جناب سپیکر ! جہاں تک میری اس ترمیم کا تعلق ہے وہ اصل میں اس کے کسی اصول یا کسی بنیادی چیز سے متحارب نہیں ہے بلکہ اس کی غایت صرف اس حد تک ہے.....

Mr. Speaker : There have been 62 members present in the House and to raise question of quorum and insist on counting is not very fair.

مخدوم حمیدالدین : ٹھیک ہے ۔ تو جناب والا ! اگر اصل پرووِیژن کے حجم یا اس کی باڈی کو ملاحظہ فرمائیں تو آپ مجھ سے متفق ہوں گے کہ جہاں تک legislative drafting کا تعلق ہے وہ ایک تو clumsy ہے اور اس میں عبارت کا کچھ حصہ superfluous بھی ہے ۔ یعنی اس طور سے اس کا ڈرافٹ کیا گیا ہے کہ اس کی interpretation یا اس کو سمجھنے کے لیے مجھے کچھ خاصی دقت محسوس ہوتی ہے ۔ جناب والا ! میں نے اپنی اس ترمیم کے ذریعے کوئی ایسی material amendment تجویز نہیں کی البتہ صرف اس حد تک تجویز پیش کی ہے کہ اس کے اندر جو لفظ clumpsy قسم کے ہیں ۔ جو confusion create کرتے ہیں ان کو اصل provision سے حذف کر دیا ۔ تو اس طریق سے جو میری تجویز ہے وہ یہ ہے کہ

> No person shall be appointed, nominated are continued to be a member...

ایک straight line میں ممبر ہیں یا مینجنگ ڈائریکٹر ہے ۔ اس سے جتنی اغراض ہیں ان کو straighten کرکے صرف ایک ہی sentence میں provide کر دیا ہے جب کہ جو earlier provision ہے وہ اس کو zig zag method

میں ۔ superfluous method میں tardy method میں ۔ clumpsy شکل میں ۔ put کر رہی ہے ۔ بس میری ترمیم اس سلسلے میں صرف اتنا ہے ۔

جناب والا ! اگر آپ فرمائیں تو اس سے اگلی جو میرے نام پر ترامیم ہیں وہ بھی اکٹھی discuss کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ ساری اکٹھی ترامیم پر بحث کر لیں ۔ آپ کی ایک ترمیم منظور ہو جائے اور دوسری منظور نہ ہو تو بڑی عجیب سی لگے گی ۔ میں ان سب کو اکٹھی لے رہا ہوں ۔

مخدوم حمیدالدین : ٹھیک ہے ۔ اس کے علاوہ جو دوسری ترمیم میں نے پیش کی ہے وہ اس کے پیرا (ڈی) سے متعلق ہے جس میں صرف اس حد تک ہے کہ اگر Service of Pakistan سے dismissed ہو تو اس کی تقرری جو ہے وہ ممکن نہ ہوگی ۔ تو میں نے اس حد تک اضافہ کیا ہے کہ ایک تو اگر وہ dismissed ہو یا یہ کہ اگر وہ compulsorily retired ہو تو بھی وہ تقرری کے قابل نہ ہو اور services کو بھی distinguish کیا ہے ۔ Service of Pakistan سے جو generally لیا جاتا ہے وہ CSS یعنی Central Superior Services اور Provincial Superior Services ہے ۔ تو یہ چونکہ دو cadres ہیں ۔ اس لیے اس confusion کو بھی ختم کرنے کے لیے کہ چاہے وہ Provincial Superior Services کا ہو یا Central Superior Services کا ہو کوئی آدمی ہو ۔ اگر وہ dismissed ہو یا retired ہو تو وہ بھی اس عہدہ کے لیے قابل تقرری نہیں رہے گا ۔

تیسری ترمیم جو اس سلسلے میں میں نے move کی ہے وہ یہی ہے کہ اگر اس Services کے اختلاف کو آپ قبول نہیں فرمانا چاہتے اور اس سے آپ کی interpretation یہی رہے گی اور from the Service of Pakistan means Provincial Service اسی میں شامل ہو جائے وہ دفتری سے لے کر چیف سیکرٹری تک بھی ہو ۔ بہر حال وہ چونکہ پاکستان کا حصہ ہے تو میں نے اس لیے عرض کیا تھا کہ چونکہ cadre ظاہر ہے کہ دو ہیں ۔ ایک Central Civil Services ہے اور دوسرا Provincial Civil Services ہے ۔ تو اس کو بالوضاحت پیش کرنے کے لیے میں نے ایک اضافہ کیا کہ from the Service of Pakistan کہ اگر یہ قبول ہو تو پھر میں نے یہ لکھا ہے کہ dismissed کے علاوہ اگر وہ ریٹائرڈ ہو چکا ہے تو جناب خود ہی اندازہ فرما سکتے ہیں کہ ایک آدمی جو 58 برس تک

گورنمنٹ کی سروس کرتا رہا ہے اور گورنمنٹ مناسب نہیں سمجھتی کہ مزید اس سے کام لیا جائے ۔ گورنمنٹ کا یہ قیاس ہے کہ اب کوئی ایسی physical efficiency باقی نہیں رہی تو میں کیسے اس بات کو باور کر سکتا ہوں کہ وہ کسی کارپوریشن کے جو فرائض ہیں وہ کما حقہ ادا کر سکے گا ۔ تو اس سلسلے میں جو تیسری مختصر سی ترمیم میں نے پیش کی ہے اس کی غایت صرف اتنی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ dismissed from the service ہو بلکہ اگر وہ compulsorily retired ہو یا retired servant ہو تو وہ بھی تقرری کے لیے مجاز نہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری سب سے پہلی ترمیم اس کلاز میں یہ ہے کہ جہاں مینیجنگ ڈائریکٹر یا نامزد کردہ ارکان کی اہلیت کے بارے میں ان کی عمر کا تعین اصل کلاز میں کیا گیا ہے وہ 21 سال ہے ۔ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عمر کی میعاد کم از کم 25 سال ہونی چاہیے ۔ جناب والا ۔ ہم نے تمام corporate bodies میں اس حد تک کہ یونین کونسل اور میونسپل کمیٹی ۔ ٹاؤن کمیٹی ۔ اسمبلی تو بہت بڑا ادارہ ہے ان میں بھی ہم نے کم از کم عمر کی حد 25 سال رکھی ہے ۔ جہاں تک ووٹ دینے اور حق رائے دہی کا تعلق ہے اس کے لیے اکیس سے اٹھارہ سال بھی ہوتی تو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ زیادہ نمائندگی کا تاثر ہوتا ہے ۔ البتہ جہاں پر ذمہ داریوں کا تعلق ہوتا ہے وہ پھر سمجھنے بوجھنے اور سمجھانے کا تعلق ہوتا ہے اس کے لیے لازمی طور پر ایک matured ذہن ۔ ایک matured age اور ایک matured آدمی چاہیے ۔ اس ضمن میں یا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کو ۔ ہمارے اس بل کے framers کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس کارپوریشن کی اہمیت کیا ہے اور اگر واقعی وہ اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں ۔ کارپوریشن کے اغراض و مقاصد سے بخوبی واقف ہیں ۔ کارپوریشن کے قیام سے بخوبی واقف ہیں تو پھر جناب والا ! مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ یہ 21 سال کی حد رکھ کر اصل میں ان کی نیت کارپوریشن کو صحیح معنوں میں چلانے کی نہیں ہے ۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں ایک ایسا اختیار بھی رکھا ہے کہ اگر ارباب اختیار ارباب حکومت ۔ اگر وہ ذمہ دار آدمی جس کے سپرد اس کارپوریشن کے بورڈ کے ممبران کی نامزدگی آتی ہو وہ اگر چاہے تو اس کی صوابدید پر ہے کہ جب چاہے وہ اس کارپوریشن کا بیڑہ غرق

کر سکتا ہے ۔ جناب والا ! اختیارات دیے جاتے ہیں لیکن اختیارات کی ایک حد ہوا کرتی ہے ۔ ان کا تعین ہوا کرتا ہے discretion دی جاتی ہے مگر اس کے لیے جواز پیدا کیا جاتا ہے ۔ بلا جواز اختیارات کا دینا ۔ بغیر کسی محتاط اندازے کے کسی قسم کی جناب والا legislation کرنا یا اس قسم کے اختیارات کا تعین کرنا اور پھر یہ کہنا کہ ہم اختیارات تو پورے دے رہے ہیں مگر اس کے لیے ہم اکیس سال کی حد لگا رہے ہیں ۔ اور سب سے بڑھ کر یہی کہا جائے گا کہ جناب ہم اکیس سال کی حد کوئی مقرر نہیں کریں گے ۔ ہم اس کو استعمال کرتے وقت پوری احتیاط کریں گے ۔ ہم ایسا کوئی آدمی نامزد نہیں کریں گے جس کی عمر 21 سال ہو ۔ میں کہتا ہوں بجائے اس قسم کی یقین دہانی کرانے کے آپ کس کے لیے یہ اختیارات رکھ رہے ہیں ۔ کیا آپ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اکیس سال عمر کی حد مقرر کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ مستقبل کو قطعی سامنے نہیں رکھ رہے ہوں گے ۔ لازمی امر ہے کہ اس قانون کے پاس ہو جانے کے بعد ۔ اس بل کے پاس ہو جانے کے بعد شاید آپ نے کوئی ایسے افراد اپنی نظر میں رکھے ہوئے ہوں گے اقربا پروری کی شکل میں یا سیاسی پرورش کی شکل میں جن کی عمر اکیس سال کی حد تک آتی ہو اور انہیں آپ نامزد کرانا چاہتے ہوں ۔ اس لیے آپ نے کم از کم عمر کی حد اکیس سال رکھی ہے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک مینیجنگ ڈائریکٹر جس کی ذمہ داری کا اگر آپ احساس کریں تو اس کے ہاتھ میں کروڑوں روپے کا سرمایہ ہے ۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایسی ذمہ داری ہے کہ وہ چاہے تو آپ کو صنعتی میدان میں خود کفیل بنا دے اور چاہے تو صوبے کی تمام تر چھوٹی صنعتیں تباہ و برباد کرکے رکھ دے اور اس کے لیے آپ عمر کی حد اکیس سال رکھ رہے ہیں ۔ آپ قانون بنائیں ۔ قانون دیں ۔ Bills بنائیں ۔ frame کریں مگر کم از کم وہ اس قسم کے ہونے چاہیں کہ ہر ذی شعور آدمی جب بھی اسے دیکھے تو اسے آپ کی نیت کا اندازہ ہو جائے ۔ اسے آپ کے قانون کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے ۔ اسے آپ کی اس انڈسٹریز کارپوریشن کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے ۔ کیوں آپ پیڑھ غرق کر رہے ہیں ۔ کیوں ایسا تاثر دے رہے ہیں اس کارپوریشن کے سلسلے میں کہ ایک طرف تو آپ اغراض و مقاصد میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ صوبے میں سب سے بڑی اور سب سے اہم کارپوریشن ہوگی جو صوبے میں مختلف صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں بہت کردار انجام دے گی

جو صوبے کو خود کفیل بنا دے گی ۔ گھر گھر میں وہ صنعتیں کھڑی کر دے گی اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ تمام غریب آدمیوں کو روزگار مہیا کرے گی ۔ جو کاٹیج انڈسٹری بنا دے گی ۔ اور جب اس کے چلانے کا وقت آیا ۔ اس کے لیے ارکان کی نامزدگی کا وقت آیا ۔ اس کے مینیجنگ ڈائریکٹر کی تقرری کا سوال پیدا ہوا ۔ تو پھر آپ اس کے لیے جناب والا ! 21 سال کی حد مقرر کر رہے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ قانون اور پالیسی کامیاب ہوا کرتی ہے جس کی تجویز کے وقت تمام خرابیاں سامنے رکھ دی جائیں ۔ میں کہتا ہوں کہ قانون میں 21 سال کی پرویژن رکھ دیں اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ آپ 21 سال کی حد سے استفادہ نہ کریں ۔ آپ کوشش کریں کہ وہ جہاں دیدہ آدمی ہو ۔ لیکن آپ کے بعد جو دوسرا آنے والا ہے ہو سکتا ہے وہ ان اختیارات کو غلط استعمال کرنا شروع کر دے ۔ وہ 21 سال کے لونڈے کو کارپوریشن کے مینیجنگ ڈائریکٹر یا اس کارپوریشن کے ارکان نامزد کرنا شروع دے تو کیا تمام تر تباہی کی ذمہ داری آپ پر نہ ہوگی جو ایسا قانون پاس کر رہے ہیں ۔ جناب والا ! قانون سازی بڑی اہم چیز ہوا کرتی ہے اور اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے ۔ اتنی لچک دار قانون سازی اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی ۔ اگر آپ کا یہ دانستہ فعل نہیں ہے یا اس کے پس پردہ کوئی پوشیدہ خواہشات نہیں ہیں جس کے ذریعے آپ پوشیدہ طور پر کسی کو نوازنا چاہتے ہیں تو یہ جائز چیز ہے ۔ کوئی بھی ذی شعور آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پچیس سال کا کم عمر آدمی مینیجنگ ڈائریکٹر کے عہدے کے لیے موزوں تصور کیا جا سکتا ہے یا اس بزنس کو چلانے کے لیے پچیس سال کا کم عمر آدمی اس کا ممبر بننے کے لیے اس کا اہل قرار دیا جا سکے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی نیت درست ہے ۔ اگر آپ اس کارپوریشن کو صحیح معنوں میں چلانا چاہتے ہیں اگر آپ اس صوبے میں صنعتی جال پھیلانا چاہتے ہیں اور وہ تمام مقاصد جو آپ دل میں رکھتے ہیں پورا کرنا چاہتے ہیں تو پھر کوئی بات نہیں ہوا کرتی کہ اچھی بات کو قبول کر لیا جائے ۔ یہ بڑی فراخدلی ہے کہ اچھی بات جہاں سے بھی آپ کے پاس آئے اسے قبول کریں ۔ اسے عزت کا مسئلہ نہ بنائیں ۔ یہ کارپوریشن آپ کا نہیں ہے ۔ یہ بورڈ آپ کا نہیں ہے بلکہ یہ اس صوبے کا ہے ۔ اور اس میں اس صوبے کا بڑا اور چھوٹا شریک ہے ۔ اس قسم کے ادارے جتنے بھی ہیں زیادہ چلیں تو کامیابی ہے ۔ آپ بخدا اس قسم کی ترامیم لائیں جو صوبے کے لیے بہتر ہوں ۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ آپ صاحبان سے انگوٹھے

لگوائے جاتے ہیں اور ہمارے وزرا سے دستخط کرا لیے جاتے۔ ان کو فرصت نہیں ہوتی کہ وہ ان قوانین کو پڑھ بھی لیں یا دیکھ لیں ۔ ان قوانین کا جائزہ لیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے افسر شاہی قانون بنا کر دے دیتی ہے جو وہ قانون سازی کرتی ہے وہ پھر اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں کہ یہ ہر حال میں پاس کرانا ہے ۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان بلوں کو اچھی طرح سے دیکھ لیا کریں ۔ اگر اس کا مقابلہ سابقہ بل سے کیا ہوتا ۔ اس کی کلاز کا سابقہ کلاز کے ساتھ مقابلہ کیا ہوتا تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جاتا اور نہ ہمیں ضروری ہوتا کہ ہم آپ کی مغز خراشی کرتے یا آپ کی سمع خراشی کرتے ۔ آپ صوبے میں جو بھی قانون لانا چاہتے ہیں ان میں ایسی ایسی خامیاں ہوتی ہیں کہ ان کا اس ایوان میں پیش کرنا ممکن نہیں ۔ اگر واقعی آپ اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ارکان کی عمر 21 سال کی بجائے 25 سال کریں تاکہ مینیجنگ ڈائریکٹر کے عہدے کا کام کر سکے ۔ اس کی عمر کم از کم 25 سال ہو ۔ البتہ تقرری کے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ تجربہ کار آدمی ہو دیانت دار آدمی ہو قابل آدمی ہو اور اس نے یہ تمام چیزیں پہلے سے آزمائی ہوئی ہوں اس لیے کہ اس کے تجربے سے فائدہ ہو ۔

جناب والا ! اس کے بعد میں نے دوسری گذارش کی ہے ۔ وہ ترمیمات اس قسم کی ہیں جن کو میں سمجھتا ہوں نہایت ضروری تھیں بہر حال جس شکل میں دیکھ لیں ۔ اور اس میں اہلیت کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آدمی ان اہلیتوں کے علاوہ ہو ۔ اور اس میں شرائط لکھی جاتی ہیں ۔ مثلاً کسی اخلاقی باختگی کے جرم کا مرتکب قرار دیا گیا ہو یا کسی وقت میں دیا گیا تھا ۔ دیوالیہ قرار دیا گیا ہو یا کسی وقت دیوالیہ قرار دیا جا چکا تھا ۔ مخبوط الحواس یا فاتر العقل ہو جائے ۔ پاکستان کی ملازمت میں تقرری کا نا اہل قرار دیا گیا ہو یا اس سے برطرف کر دیا گیا ہو یا کسی وقت میں ایسا کیا گیا تھا جو 21 برس عمر سے کم ہو یا پاکستان کا شہری نہ ہو ۔ اہلیت اور نا اہلیت ۔ کہ وہ اس عہدے کی تقرری کے لیے موزوں ہو یا اس کے مفادات وابستہ نہیں ہیں ۔ یا کسی پہلے limited concern سے مدد لی ہو یا اس سے کوئی قرض لیا گیا ہے ۔ یا اس کے مفادات میں شریک ہے ۔ تو اگر یہ چیزیں رکھ بھی لی ہیں ۔ اگرچہ اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی ۔ پھر بھی معروضات کی وضاحت کے بعد حزب اقتدار اس پر اپنے دلائل دیں کہ ہم نے یہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے ۔ اس کو کلاز

میں رکھ لیا جائے کہ اگر کسی قسم کے مفادات وابستہ ہوں گے تو وہ پھر ہر طرف کیا جا سکتا ہے ۔ کلاز 9 ہر طرف سے تعلق رکھتی ہے جس وقت اس کے اس میں مفادات ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! میں گذارش کر رہا تھا کہ اصل چیز کیا ہے ۔ وہ کیا حالات اور کیا وجوہ تھیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی ایسی ڈس کوالیفیکیشن نہیں رکھی ۔ اس میں آپ نے تین چار باتیں رکھی ہیں کہ وہ دیوالیہ نہ ہو ۔ 21 سال سے کم نہ ہو اور فاترالعقل نہ ہو ۔ بس ۔ صرف یہی اس کی تقرری کی کوالیفیکیشنز ہیں اور جب اس کی تقرری ہو جائے جیسے کہ میرے فاضل رکن نے فرمایا ہے تو پھر حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اسے ہر طرف کر سکتی ہے اگر وہ اس میں حصہ دار پایا جائے ۔ اگر اس میں اس کے مفادات پائے جائیں یا اس میں اس کا غلط استعمال پایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ آپ اپنی تقریر اپنی ترمیم تک ہی محدود رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ مجھے لازمی یہی جواب دیں گے تو اس وقت مجھے اس کے جواب الجواب کا موقع نہیں ملے گا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب سپیکر ! کلاز 9 کی ترمیم کلاز 8 میں کی گئی ہے کیونکہ یہ کلاز 8 کا اصل سکوپ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کلاز 9 تو ہے تقرری کے بعد اور کلاز 8 کا تعلق اس کی تقرری سے پہلے سے ہے ۔ فاضل ممبر اسے تقرری سے پہلے اسے ڈسکس کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ٹھیک ہے ۔

وزیر قانون : جناب والا فاضل رکن بالکل غیر متعلقہ ہیں اور وہ اپنی بحث میں نہ جانے دنیا جہاں کی کونسی بات یہاں کہہ گئے ہیں اور آپ نے انہیں ایک دو دفعہ ٹوکا بھی ہے ۔ آپ کے پاس دفعہ 174 کے تحت اختیارات ہیں کہ آپ انہیں کہیں کہ وہ اپنی تقریر ختم کریں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں ذاتی وضاحت کے نقطہ پر جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ میری تقریر کے کون کون حصے غیر متعلقہ ہیں ۔ کیا وہ ان میں سے ایک یا دو فقرے ہی بتائیں گے ؟

مسٹر سپیکر : یہ کسی اور موقع پر سہی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا جناب ۔

وزیر قانون : جناب والا ! آپ کسی وقت بھی ٹیپ نکلوا کر ان کی کسی بھی تقریر کو سن لیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو ضرور آئیں گے ۔ یہ ہر ایک لفظ کو سو سو بار دس جملوں میں دہراتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری آنکھوں میں آنسو نہیں آئیں گے بلکہ میں روؤں گا کہ میں اتنے قیمتی الفاظ کہتا ہوں ۔ پھول کی پتی پر تو اثر ہو سکتا ہے لیکن ان پر نہیں ہو سکتا اور میرے لیے یہ رونے کا مقام ہے ۔ یہ واقعی صحیح ہے ۔

وزیر قانون : مخدوم زادہ صاحب آپ کی تقریر پر ضرور روئیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بالکل درست ہے ہمیشہ با ذوق شخص ہی روئے گا ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! میں آپ کی توجہ ترمیم نمبر 63 کی طرف دلاؤں گا ۔

Amendment No. 63 reads.

(i) has abused his position as Managing Director or nominated member.

جب تک اس کی تقرری نہ ہو جائے ۔ جب تک وہ بحیثیت مینجنگ ڈائرکٹر کام نہ کرے ۔ جب تک وہ بحیثیت ایک ممبر کام نہیں کرے گا تب تک اس کی پوزیشن کا پتہ کیسے چل سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مطلب ہے کہ جب کسی کو سرکاری ملازم رکھنا ہو تو رکھنے کے بعد اس کے کیریکٹر کا پتہ کرنا چاہئے کہ یہ شریف آدمی تھا یا بدمعاش تھا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! میں گزارش کر رہا تھا کہ تقرری کے وقت ہمیں اس کے تمام عیوب ۔ اس کی تمام تر اہلیت ۔ اس کی تمام تر خرابیوں کو جانچنا اور پرکھنا چاہئے ۔ لیکن کلاز 8 میں انہوں نے تقرری کے وقت کوئی ایسی احتیاط برتنے کی کوشش نہیں کی اور اگر کی ہے تو غلط طور پر اپنے پاس ایسے اختیارات رکھنے کی کوشش کی ہے ۔ اس کی اہلیت کا معیار اس طریق پر مقرر کرنے کی کوشش کی ہے کہ جسے وہ چاہیں اپنی طبع کے مطابق ۔ اپنی خوشنودی کے تحت ۔ اپنی منشا کے تحت ۔ اپنے اختیارات کے تحت بلاوجہ اسے نواز سکتے ہیں ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی صنعت ۔ اس قسم کی کارپوریشن ۔ اس قسم کے اہم ادارے کا چلنا بہت مشکل ہے ۔ اسی لئے میں نے یہ تجویز رکھی ہے کہ جہاں آپ نے اس کی تقرری کے بعد اس کی ڈس کوالیفیکیشن کا اظہار کیا ہے ۔ جہاں یہ وضاحت کی ہے وہاں یہ لکھ دینا بھی ضروری ہے ۔ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ کسی ایسے ادارے میں کوئی مالی مفاد نہیں رکھتا جسے بورڈ یا یہ کارپوریشن چلا رہی ہو یا اس کا انتظام کرتی ہو یا وہ بورڈ یا کارپوریشن کی ذمہ داری کے تحت ہو ۔

اس کے علاوہ میں نے اسی کلاز میں تجویز کیا ہے کہ جب اس کا تقرر ہو رہا ہو تو کم از کم یہ بھی دیکھ لیا جائے :-

> کارپوریشن کے ساتھ اس کی طرف سے یا اس کی جانب سے حصص میں کسی ٹھیکہ یا کسی جائداد میں جسے اس کے علم کے مطابق کارپوریشن کے چلنے کے باعث فائدہ پہنچنے کا امکان ہو یا فائدہ پہنچا ہو بالواسطہ یا براہ راست یا کسی حصہ دار کے توسط سے دانستہ طور پر کوئی حصہ یا کوئی مفاد حاصل کیا ہو یا بدستور حاصل کئے رکھے ۔

اب اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شائد یہ کلاز صرف تقرری کے لئے ہے اور اس کی اہلیت یا نا اہلیت صرف اس کی تقرری کے وقت ملاحظہ ہوگی ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ تو بہت جامع ہے ۔ اس میں پہلا فقرہ بہت جامع ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ کسی شخص کو بحیثیت مینجنگ ڈائرکٹر تعینات نہیں کیا جائے گا یا کسی کو بحیثیت رکن نامزد نہیں کیا جائے گا ۔ یہ میں اپنے فاضل

دوست شیخ عزیز احمد صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اسے غور سے پڑھیں ۔ پھر یا جیسی بھی صورت ہو وہ مینجنگ ڈائریکٹر یا رکن قائم نہیں رہ سکتا ۔ یہ اس وقت ہے کہ قائم نہیں رہ سکے گا جب وہ قائم ہو چکا ہو تو پھر وہ اس پر برقرار نہیں رہ سکے گا ۔ دونوں اسی میں آ جاتے ہیں ۔ جب ایک طرف آپ دونوں کو کور کرتے ہیں ۔ ان کی تعیناتی کو بھی کور کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے قیام کو بھی چیلنج کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ان کے اعتراض کو تسلیم نہیں کیا تھا ۔ آپ اس کا جواب کیوں دے رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں جواب نہیں دے رہا ہوں ۔ میں تو اس ترمیم کو صحیح ثابت کر رہا ہوں جو میری رائے ہے ۔

شیخ عزیز احمد : میں نے ترمیم نمبر 62 کے متعلق نہیں کہا ۔ میں نے ترمیم نمبر 63, 64, 65 اور 66 کے متعلق کہا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ بھی اسی میں آ جاتی ہیں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بھی ضروری ہے کہ جب ہم اس کی تعیناتی کریں تو جب تک یہ ترمیم نہیں ہوگی جو میں نے دی ہے ۔ جس میں ایک حد قائم کی ہے ۔ اس کی اہلیت کی بنیاد قائم کی ہے ۔ اس وقت تک ہم پرکھ نہیں سکیں گے اور اس صورت میں ہم یہ نہیں دیکھ سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : شیخ صاحب ! ترمیم نمبر 63 میں یہ ہے کہ اگر اس نے مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے تو آپ اسے ری اپوائنٹ نہیں کر سکتے ۔ یہ کلاز 8 میں پرویژن ہے ۔ حاجی صاحب ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ شخص جس کی آپ نے تقرری کرنی ہے اس پر آپ یہ پابندی ضرور لگائیں اگر آپ کارپوریشن کو چلانا چاہتے ہیں :

> کارپوریشن کے ساتھ ۔ اس کی طرف سے یا اس کی جانب سے حصص میں ۔ کسی ٹھیکہ یا ملازمین میں یا کسی جائداد میں جسے اس کے علم کے مطابق کارپوریشن کے چلنے کے باعث فائدہ پہنچنے کا امکان ہو

یا فائدہ پہنچا ہو یا بالواسطہ یا براہ راست یا کسی
حصہ دار کے توسط سے دانستہ طور پر ۔ کوئی حصہ
یا مفاد حاصل کیا ہو یا بدستور حاصل کئے رکھے ۔

یہ جائز ترمیم ہے ۔ اس سے ہمارا مفاد وابستہ نہیں ہے ۔ اس سے آپ کا مفاد وابستہ نہیں ہے بلکہ اس سے تمام تر صوبے کا مفاد وابستہ ہے ۔ اس صوبے کے تمام عوام کی خواہشات ۔ ان کے جذبات ۔ ان کے قیمتی سرمایہ ۔ ان کی محنت ۔ ان کی اہلیت کو قائم رکھنے کے لئے یہ ترمیم بہت ضروری ہے ۔

اس کے علاوہ آگے چل کر میں نے یہ بھی تجویز کیا ہے کہ اس کارپوریشن کو موثر بنانے کے لئے ۔ اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ۔ اس بورڈ کی تقرری کے وقت یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ :

مینجنگ ڈائرکٹر یا نامزد رکن کے عہدے پر فائز
ہونے کی صورت میں اپنے عہدہ کا ناجائز استعمال
کیا ہو ۔

یہ لکھنا بھی نہایت ضروری ہے ۔ آج آپ کو اچھی طرح علم ہے ۔ آج تو یہ عالم ہو چکا ہے کہ گھر کا گھریلو ملازم جس کی کوئی شرائط طے نہیں کرتے ۔ جو دن میں ایک ہزار روپے کا نقصان کرتا ہے ۔ ہمیں تکلیف پہنچاتا ہے ۔ ہمارے خلاف سازشیں کرتا ہے ۔ اگر ہم اسے بھی نکال دیتے ہیں تو وہ بھی ہمارے خلاف لیبر کورٹ یا دوسری عدالتوں میں دعویٰ کئے ہوئے ہوتا ہے ۔ اگر ہم نے یہ احتیاطیں نہ برتیں ۔ اگر ہم نے یہ تمام تر چیزیں نہ رکھیں تو پھر جس وقت ان کی علیحدگی کا سوال ہوگا اگر ہم نے تقرری کے وقت ان تمام چیزوں کا موازنہ نہ کیا ۔ انہیں نہ دیکھا تو پھر آپ اس کے لئے ایک دروازہ کھول دیں گے کہ ایک نا اہل آدمی ۔ بد ترین آدمی ۔ بے ایمان آدمی جو ایک دفعہ کسی بھی شکل میں مقرر ہو جائے پھر آپ کے لئے اسے نکالنا بڑا مشکل ہو جائے گا ۔ اگر رکھتے وقت آپ نے اس پر یہ پابندیاں عائد نہ کیں تو پھر وہ stay order لیکر آپ کے سر پر مسلط رہیں گے ۔ پھر وہ آپ کی کارپوریشن کا بیڑہ غرق کرتے رہیں گے ۔ اس لئے اس ترمیم کو عوام کے مفاد کی خاطر منظور کرنا بہت ہی ضروری ہے ۔ جب اس کی دوبارہ تقرری کا سوال پیدا ہو تو اس میں بھی یہ دیکھ لیا جائے کہ دفعہ 12 میں اہتمام کردہ حلف

وفاداری اور رازداری کی خلاف ورزی کی ہو - یہ ٹھیک ہے - آگے اس سے متعلق اس قسم کی پرویژن رکھی گئی ہے - اسے premature بھی کہا جا سکتا ہے مگر میری دلیل جناب والا ! یہ ہے کہ اس میں چونکہ دوبارہ تقرری کا بھی سوال پیدا ہوتا ہے اس وقت یہ چیز بھی اس میں رکھ دی جائے کہ اصل اس کی کلاز 8 ہے جب ہم اس کی تقرری کر رہے ہیں - اگر ہم نے آگے اس کو رکھ لیا اور تقرری کے وقت اس پہلی کو نظر انداز کر دیا - اس کو سامنے نہ رکھا تو پھر وہ مقصد ہی فوت ہو جائے گا جس کے تابع آپ کارپوریشن کا تحفظ کرنے کے لئے ، اس کو بچانے کے لئے آپ تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر اختیار کریں گے -

اس کے علاوہ جناب والا ! میں نے یہ بھی تجویز کیا ہے :

> بورڈ کے چیرمین کی اجازت کے بغیر بورڈ کے تین مسلسل اجلاسوں سے غیر حاضر رہا ہو -

جناب والا ! اس میں آگے ایک پرویژن چھوٹی سی رکھی ہے جو میں کہتا ہوں ، میرے نزدیک بالکل مبہم ہے اور واضح نہیں - یہ پابندی لگانا بھی ضروری ہے ، جہاں ہر طرف کے دوسرے اس کے ذرائع ہیں جہاں اس کو بے ایمانی کے لحاظ سے برطرف کر سکتے ہیں جہاں آپ نے اس کی دوبارہ تقرری کے وقت اس کی سابقہ کارکردگی بھی دیکھنی ہے کہ اس نے کتنے اجلاسوں میں شرکت کی تھی اور دوران تقرری بھی آپ جس وقت چاہیں تو اس بنا پر آپ اسے علیحدہ کر سکتے ہیں کہ اس نے کارپوریشن کے امور میں دلچسپی نہیں لی - اس کی میٹنگوں میں باقاعدہ شرکت نہیں کی -

اس کے بعد جناب والا ! last but one یہ ہے کہ اس کی تقرری کے وقت شرط رکھ دی جائے کہ :

> قانون ہذا کے تحت اپنی ذمہداریوں سے عہدہ برآ ہونے سے انکار کر دیا ہو ، یا قاصر رہا ہو یا اس کا اہل نہ رہا ہو -

اس کے علاوہ جناب والا ! ایک اور بھی میں نے آخری ترمیم اس میں تجویز کی ہے :

اسے کسی ایسے جرم کی پاداش میں چھ ماہ قید بامشقت سے زاید سزا دی جائے یا کسی وقت دی گئی ہو ۔

یہ اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ ان ترامیم میں سے چند ترامیم ایسی بھی ہوں جن کے کچھ حصے یا کسی بھی شکل میں وہ اگلی کلاز میں آ گئی ہوں تو یہ بھی ہمارا ایک حق ہے ۔ جناب والا ! اس سے اس طرح کانفیڈنس ارباب اقتدار کو ہے ۔ جناب والا ! کس کو سناؤں ، کس کو کہیں ، کوئی وزیر نہیں بیٹھا ہوا ۔ کس نے جواب دینا ہے ؟

مسٹر سپیکر : وزیر سن رہے ہیں ، مجھے پتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اچھا جناب والا !

(اس مرحلے پر جناب وزیر قانون ایوان میں داخل ہوئے)

شکر ہے آپ آگئے ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہر لیجسلیشن کا ، ہر کلاز کا ، ہر ترمیم کا ، ہر شق کا اپنا اپنا مقام ہوا کرتا ہے جہاں وہ ہو تو فائدہ مند ثابت ہوتی ہے ۔

وزیر قانون : میں کوئی بھی irrelevant بات نہیں سن رہا تھا ، آپ نے غلط فرمایا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جزاک‌اللہ ! آج پہلی دفعہ آپ نے نہیں سنی ۔ ورنہ آپ تو بولتے بھی irrelevant ہیں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ! آپ تو اس اعتراض کے جواب میں پڑ گئے ، جو میں نے رول آوٹ کیا تھا ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان : نہیں نہیں جناب ! بلکہ میں تو ان ترامیم کو واضح کر رہا ہوں وہ اگر یہ سمجھے ہوئے ہوں ۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے مگر کہ وہ یہ کہیں کہ اس خیال سے ہم نے ان ترامیم کا ایک حصہ آگے رکھا ہوا ہے لہذا ان پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ۔ میں ان کے اعتراض کی وجہ

سے نہیں کہہ رہا بلکہ میں ان ترامیم کی اہمیت بتلا رہا ہوں کہ ان کی اصل کلاز ، ان ترامیم ان قیود ان پابندیوں کے رکھنے کی وہ یہی آٹھ ہے ۔ اگر کلاز 8 میں آپ نے یہ ترمیمیں منظور نہ کیں اور اسی قسم کی یا اس سے کچھ ہیر پھیر کرکے ، اس سے مشابہ ترامیم آپ نے اگلی کلاز میں دے دیں تو وہ بے سود ہوں گی ۔ ان کا فائدہ نہیں ہوگا ۔ پھر قانون میں اتنے خلا پیدا ہو جائیں گے کہ یہ کارپوریشن آپ کی اکھاڑہ بن جائے گی ، عدالتوں میں اس کے چکر لگیں گے ۔ حکومت بھی عدالتوں میں پریشان ہوگی اور وہ فریق جن کے مفادات ہوں گے وہ بھی عدالتوں میں پریشان ہوں گے ۔ قانون بنائیں ، جامع بنائیں solid بنائیں اور اس میں لچک ہو مگر اتنی ہو کہ وہ لچک فائدہ مند ہو ، اتنی نہ ہو کہ اسے نچوڑا جا سکے ، بلکہ اس سے آرام محسوس کیا جا سکے ۔ آپ نے یہ قانون بنانا ، نہ تو اس میں جائز لچک رکھی ، نہ اس میں آپ نے وہ ضروریات رکھیں ، نہ وہ تقاضے رکھے ، جو کہ ایک عام چھوٹے سے چھوٹے قانون میں چھوٹے سے چھوٹے عہدے پر آنے کے لئے بھی ہوتے ہیں ۔ آپ آئین کو دیکھ لیں ، آپ بیشک ڈیموکریسی آرڈر دیکھ لیں ، آپ میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس کو دیکھ لیں ، آپ اس قسم کی دوسری اٹانومس باڈیز کی کوالفکیشنز اور ڈس کوالفیکیشنز کو دیکھ لیں کہ ان میں احتیاط برتی جاتی ہے کہ کوئی غلط آدمی شروع سے آئے ہی نہ ۔ آپ نے احتیاط کے تقاضے ختم کر دئے ہیں ، آپ نے اس احتیاط میں سے کسی کو روا نہیں رکھا ، کسی کو سوچنا تک گوارا نہیں کیا ۔ اب تو یہ آپ کے وقار کا مسئلہ بن جائے گا ۔ کیونکہ حاجی سیف اللہ کے منہ سے نکلا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا قصور نہیں ، ان کی غلطی نہیں ۔ اگر ان کے نوٹس میں پہلے لایا جاتا اگر وہ لوگ جنہوں نے ان کو قانون بنا کے دیا ہے ، اپنی منشاء اپنی اغراض اور اپنے پوشیدہ مقاصد کے تابع یہ قانون انہوں نے بنا کے دیا ہے کہ آپ ہمیں ایوان سے یہ پاس کرا کے دیں ، اگر یہی خود بیٹھ کے دیکھ لیتے تو جو میں کہہ رہا ہوں یہ بھی یہی کہہ رہے ہوتے ۔ جو تجاویز میں دے رہا ہوں یہ انہی کی طرف سے ہوتیں اور جو چیز ہم اتنا وقت لے کر کر رہے ہیں ، وہ دو منٹ میں ہو سکتی تھی ۔

ان گزارشات کے ساتھ میں استدعا کروں گا کہ ان معروضات پہ پوری توجہ دی جائے اور جس طرح آپ پہلے تراسیم کے ساتھ کرتے آئے ہیں ، ان تراسیم کے ساتھ آپ ویسے نہ کریں ، بلکہ صوبے کے مفاد کے تابع ، کارپوریشن کے مفاد کے تابع ، اس ادارے کے مفاد کے تابع اور انصاف اور حق کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان پہ آپ ٹھنڈے دل سے غور اور توجہ فرمائیں اور اگر آپ نے توجہ فرمائی تو مجھے یقین ہے کہ یہ تراسیم ساری آپ کے حق میں ہوں گی اور آپ کو فائدہ پہنچے گا ۔ اور آپ کو یہ منظور کرنی ہوں گی ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کی کارروائی 11 جولائی 1973ء بروز بدھ 8 بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 11 جولائی 1973ء بروز بدھ 8 بجے صبح تک ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

بدھ ۔ 11 جولائی 1973ء

(چہار شنبہ ۔ 10 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا۔

مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ط وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ہ

پ ۵ ۔ س ۴ ۔ ع آخری ۔ آیات ۱۴۴ تا ۱۴۷

اے ایمان والو مسلمانوں کے سوا کافروں کو کبھی دوست نہ بنانا کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لو۔ بلاشبہ منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ اور تم ان کا کسی کو مددگار نہیں پاؤ گے۔ ہاں جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت کو درست کر لیا اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیا اور خاص اللہ کے حکم پر ہو گئے تو یہ لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور اللہ عنقریب ایمان والوں کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

اگر تم اللہ کے شکر گزار ہو اور اس پر سچے ایمان رکھو تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ قدر شناس اور جاننے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے ۔ آپ نے اندازہ نہیں فرمایا ہے کہ آج بہت کم حاضری ہے ۔ اگر پانچ دس ممبر کم ہوں تو اور بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کورم کا مسئلہ بھی حل کرتے ہیں ۔ مجھے ایک اعلان کرنا ہے کہ نواب احمد بخش تھیم صاحب نے آج 11 بجے آموں کی پارٹی تمام فاضل ممبران اور پریس کو اسمبلی کے ٹی ۔ روم میں دی ہوئی ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ احمد بخش تھیم صاحب نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میرے لیے ''نواب'' کا لفظ استعمال نہ کیا جائے ۔ آپ بھی انہیں گالی نہ دیں تو آپ یہ لفظ واپس لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے نام کے ساتھ یہی لفظ لکھا ہوا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آج جس معزز وزیر کی جواب دینے کی باری ہے وہ بھی غیر حاضر ہیں ۔ کورم بھی نہیں ہے یا پھر کم از کم وزیر صاحب کا انتظار کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر صاحب تو کراچی میں ہیں مگر دوسرے منسٹر جواب دینے کے لیے موجود ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ پھر کورم پورا کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ مسٹر رستم خاں بلوچ ۔

ساہیوال سے نور شاہ والی سڑک کی مرمت

*2853 ۔ **مسٹر رستم خان بلوچ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ساہیوال سے نور شاہ کو جانے والی پختہ سڑک بالکل ٹوٹ چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ نور شاہ سے دریائے راوی کو ملانے والی پختہ سڑک جو لائل پور اور ساہیوال کو براستہ پنڈی شیخ موسیٰ کو جاتی ہے مرمت کی محتاج ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب ساہیوال سے نور شاہ والی سڑک کی مرمت اور اس کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) :

(الف) سڑک کے پختہ گولے کی چوڑائی 9 فٹ ہے ۔ ٹریفک بہت بڑھ جانے کی وجہ سے سڑک کے کنارے ٹوٹے ہوئے ہیں ۔

(ب) یہ کنارے مرمت کیے جاتے ہیں ۔ لیکن زیادہ ٹریفک کی وجہ سے پھر ٹوٹ جاتے ہیں ۔

(ج) سڑک کے گولے کی کشادگی کا کام ابھی چند سال تک بجٹ میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا یہ کنارے بار بار اس لیے ٹوٹ جاتے ہیں کہ ٹھیکے دار جو کام کرتے ہیں وہ ناقص ہوتا ہے ؟

وزیر قانون ۔ در اصل بات یہ ہے کہ ٹریفک کی وجہ سے کام جاری رہتا ہے اور ٹریفک بھی نہیں رک سکتی ہے ۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ کنارے نہ ٹوٹنے دیے جائیں ۔

میاں خورشید انور ۔ کس طرح کوشش فرمائیں گے ۔ آیا ٹریفک بند کریں گے یا سڑک کو کہیں اوپر لے جا کر بند کریں گے ۔

وزیر قانون ۔ ٹریفک بھی چلتی رہے گی اور کنارے بھی مضبوط رہیں گے ۔

کنٹریکٹ ایگریمنٹ پر عمل کرنا

*2960 ۔ **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ کسی سڑک یا سرکاری

عمارت بنوانے سے پہلے ٹھیکیدار سے کنٹریکٹ ایگریمنٹ ہوتا ہے اور حکومت اور ٹھیکیدار دونوں کو اس پر عمل کرنا ہوتا ہے ؟

وزیر قانون اور پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : جی ہاں ۔ کسی بھی سڑک یا سرکاری عمارت کی تعمیر سے پہلے محکمہ مواصلات ، تعمیرات متعلقہ ٹھیکیدار سے کنٹریکٹ ایگریمنٹ کرتا ہے جس کی شرائط پر دونوں فریق پابند ہوتے ہیں ۔

سڑکوں کو کشادہ کرنے کی سکیمیں

***2961 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان سڑکوں کی تعداد اور نام کیا ہیں جن کو کشادہ کرنے کی سکیمیں سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 74-1973ء میں تجویز کی گئی ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : فہرست 'A' میں ان سڑکوں کے نام درج ہیں جن کو 74-1973ء کے مالی سال میں بحیثیت نئی سکیم کے کشادہ کرنے کے لیے شامل کیا گیا ہے ۔ ان کی کل تعداد نو ہے ۔

ان کے علاوہ فہرست 'B' میں ایسی سکیمیں درج ہیں جن پر 73-1972ء کے دوران کام شروع کیا گیا تھا اور مزید 74-1973ء میں بھی ان پر کام جاری رہے گا ۔

ہر دو فہرست 'A' اور 'B' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

LIST A

WIDENING/IMPROVEMENT/RECONDITIONING/ STRENGTHENING OF ROADS

S. No.	Name of Scheme	Total Estimated Cost	Cost in the year 1973-74.	Foreign Exchange Component
1.	Widening and Reconditioning Jhang, Shorekot, Kabirwala a road mile 9.75 to 36.75	42.76	15.00	
2.	Widening and Strengthening of Sargodha Mianwali Road mile 128 to 154.	46.37	15.00	
3.	Widening and Strengthening Arifwala to Burewala road (25 miles).	37.60	8.00	
4.	Widening and Improving State Highway Mile 69/0 to 90/0.	30.00	12.00	
5.	Widening and Strengthening West Pakistan Highway Mile 405/4 to 423/4.	35.86	15.00	
6.	Widending and Improvement of Pasrur Narowal Road	48.73	15.00	
7,	Impromement and Strengthening of L.M.Q. Road Mile 9/0 to 26/0.	40.36	15.00	
8.	Widening and Improvement of Fateh Jhang Dhullian Road Mile 0/0 to 32/3.	49.82	15.00	
9.	Widening and Improvement of Tarnel Fateh Jhang Road.	37.07	10.00	

LIST B

LIST OF SCREMES OF WIDENING & RECONDITIONING OF ROADS WHICH STARTED BEFORE IN 1972-73 AND TO BE CONTINUED FOR YEAR 1973-74.

S. No.	Name of the Scheme	Estimated Cost	Provision for 73-74.
	ON GOING SCHEMES		
	RAWALPINDI CIVIL DIVISION		
1.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 191 to 210.	47.06	18.00

2.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 211 to 228.	47.16	10.00
3.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 136 to 147.	32.60	10.00
4.	Widening & Reconditioning of G T. Road from Mile 148 to 166.	37.32	12.00
5.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 166/7 to 170/0 including construction of Leh Bridge.	34.33	25.00
6.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 170/0 to 190/0.	48.78	7.00
7.	Strengthoning of G.T. Road Mile 171 to 191	31.26	20.00
8.	Widening & Reconditioning of G.T. Road Mile 104 to 115.	41.21	2.00
9.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 115 to 124.	39.33	10.00
10.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 124 to 135.	52.71	21.00
11.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 65 to 78.	32.22	8.00
12.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 78 to 90.	35.07	6.00
13.	Widening & Reconditioning of G.T. Road from Mile 90 to 101.	43.08	10.00
14.	Widening & Reconditioning of Gujrat Sargodha Road from Mile 26/2 to 32/4 in Gujrat District.	20.42	15.00
15.	Widening & Reconditioning of Gujrat Sargodha Road from Mile 32/4 to 45/00 in Gujrat District.	38.07	26.00
16.	Widending & Reconditioning of Gujrat Jalalpur Road.	16.40	13.00
	ON—GOING SCHEMES IN LAHORE CIVIL DIVISION		
1.	Widening & Strengthoning of G.T. Road from Gujranwala mile 43/0 to 64/4.	48.50	5.00
2.	Widening & Improving of Sheikhupura Pindi Bhattian Road Mile 51/6 to 67/3.	39.58	2.00

3. Widening & Reconditioning of Lahore Multan, Quetta Road from Mile 5/0 to 9/4.	19.12	6.00
4. Widening & Improvement of Bhai Pheru Balloki Road.	8.72	0.75
5. Widening of Lahore, Sheikhupura Road Mile 5/3 to 22/2 (including filling up of causeway).	9.82	5.00
6. Widening & Improving Sheikhupura, Pindi Bhattian Road from Mile 37/0 to 51/0.	43.70	15.00
7. Widening & Improving Sheikhupura, Pindi Bhattian Road from Mile 22 to 36.	39.51	11.00

SARGODHA CIVIL DIVISION

1. Widending & Strengthening Road from Shorkt Road Shorkot Town	20.48	8.00
2. Widending & Strengthoning Road from Pindi Bhattian to Chiniot 9. ft to 18 ft.	31.17	1.00
3. Widening & Improving Talibwala Sargodha Road from Mile 76 to 107.	35.61	17.00
4. Widening & Strengthening of Mianwali Muzaffargarh Road from Mile 3 to 33.	48.38	30.00

MULTAN DIVISION

1. Widening & Reconditioning of Chichawatni Burewala Road.	25.12	0 25
2. Widening & Strengthening Jhang, Kabirwala Road from Mile 41/0 to 70/3.9 Phase-1.	49.90	7.00
3. Widening & Strengthening of Dehli Multan Road upto 20 ft. (Section Multan to Tibb Sultanpur from Mile 396 to 426.47).	55.62	40 00
4. Widening & Strengthening of Delhi Multan Road Section Tibba Sultan to Vehari from Mile 366 to 396.	37.09	23.00
5. Widening Dehli Multan Road Mile 344 to 366 in Multan District.	24.09	1.00
6. Raising Widening & Strengthening Karamdad Qureshi Dera Din Pauuah Road Mile from 0/0 to 35/0.	43.36	7.00
7. Recouditioning & Widening of Road from Muzaffargarh to Punjnad Road from Mile 526/0 to 534/0.	19.78	13.00

8. Reconditioning & Widening of Road from Muzaffargarh to Punjnad Road Mile 533/0 to 567/0.	42.67	34.00
9. Reconditioning & Widening of Road from Muzaffargarh to Punjnad Road Mile 567/0 to 582/0.		
BAHAWALPUR CIVIL DIVISION		
1. Widening & Strengthening of Ahmadpur Chonigoth Road 16 ft to 20 ft with Mile 32/4 to 47/0.	33.54	10.00
2. Widening West Pakistan Highway from Zahirpir to Trinda Muhammad Panmah Mile 466/0 to 496/6.	18.62	0.50
3. Widening & Strengthening of West Pakistan Highway Section Sadiqabad to Rahimyar Khan Mile 423/4 to 434/4.	22.48	0.25
4. Wideuing from Rahimyar Khan crossing to Khanpur Crossing Mile 434/0 to 466/0.	15.57	0.25

ریت تلے دبنے والی سڑکوں کا تحفظ

*2963 ۔ **چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ میں جو سڑکیں ریت تلے دب جاتی ہیں وہ کون سی ہیں اور ان کو ریت میں دبنے سے محفوظ رکھنے کے لیے کیا تجاویز زیر غور ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : مندرجہ ذیل سڑکیں ریت تلے دب جاتی ہیں ۔

سرگودھا ڈویژن

(1) گنجیال تا نور پور از میل 26 تا 33.20 ۔

(2) گروٹ ۔ آدھی کوٹ روڈ از میل 9 تا 18 ۔

ملتان ڈویژن

(1) مظفر گڑھ بیوالہ روڈ (ضلع مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان) ۔

(2) میانوالی ۔ مظفر گڑھ روڈ ۔

(3) ڈیرہ دین پناہ رنگ پور روڈ ۔

بہاولپور ڈویژن

(1) بہاولپور ۔ یزمان روڈ ۔ از میل 2 تا 3 ، 11 تا 12 ، اور 14 ۔

(2) احمد پور اوچ شریف روڈ از میل 5 ، 6 اور 9 ۔

(3) بہاولپور ۔ بہاولنگر روڈ از میل 69/7 تا 70/0 ، 73/4 تا 4/0 ، 82/2 تا 82/5 ، 85/0 تا 85/8 ، 89/0 اور 90/0 ۔

(4) چشتیاں ہارون آباد روڈ براستہ ڈھران والا از میل 3/0 تا 4/0 ، 8/4 تا 9/0 ، 25/0 تا 25/2 ۔

(5) چشتیاں ہارون آباد روڈ براستہ قاضی والا از میل 2/4 تا 4/0 ، 4/4 تا 5/0 ، 18/0 تا 19/0 ، 22/0 تا 23/0 ۔

(6) فورٹ عباس ۔ منصورہ روڈ از میل 10/0 تا 10/2 ، 20/0 تا 20/7 ، 23/0 تا 24/0 ، 27/2 تا 27/3 ۔

(7) بہاولنگر فورٹ عباس روڈ از میل 3/0 تا 4/0 ، 8/2 تا 10/2 ، 12/0 تا 14/0 ، 21/0 تا 23/0 ، تا 43/3 ، 48/2 تا 51/0 ، 53/0 تا 53/6 ، 58/0 تا 59/0 ، 60/7 تا 61/0 ۔

مندرجہ بالا سڑکیں ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر گزرتی ہیں ۔ جب بھی تیز ہوا یا آندھی چلتی ہے ان ٹیلوں سے ریت اڑ کر سڑکوں پر آ جاتی ہے اور آمد و رفت عارضی طور پر رک جاتی ہے ۔ آمد و رفت بحال کرنے کے لیے فوری طور پر مزدور لگا کر سڑک کے متاثر حصے کو صاف کیا جاتا ہے اور بوقت ضرورت مشینری بھی استعمال میں لائی جاتی ہے ۔ ان کے علاوہ اور کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر فاضل اراکین کی رائے ہو تو اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے ۔ ویسے ضمنی سوال آپ کر سکتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ یہ کوئی precedent اچھا نہیں ہے ۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ان کے علم میں ہے کہ ریت کو سڑک پر نہ گرنے دینے کے لیے sand dunes کی stabilization کے طور پر ڈیزل بھی چھڑکا جاتا ہے اور ساتھ ہی کچی دیواریں بھی بنائی جاتی ہیں ۔

وزیر قانون - جی ہاں کچی دیواریں بھی بنائی جاتی ہیں لیکن جہاں ایسے امکانات ہیں کہ تیز ہوا چلنے سے ریت سڑک پر آ جائے گی جس سے ٹریفک رک جائے گی تو وہاں فوری طور پر ایسی حفاظتی تدابیر کر دی جاتی ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - اگر جناب والا - سوال کا جواب پڑھ لیا جاتا تو مناسب تھا - پوچھا گیا ہے کہ کون سی تجاویز زیر غور ہیں تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ صرف بیلدار لگا کر ریت سڑک سے ہٹا دی جاتی ہے اور کوئی تجویز زیر غور نہیں ۔

مسٹر سپیکر - وہ زیر غور کی بات ہے اور یہ ایک عمل کی بات ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - میں سوال کا آخری حصہ پڑھ دیتا ہوں اگر وزیر صاحب نے تکلیف نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر - پہلے حصہ میں سڑکوں کے فاصلے دیے ہوئے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - نہیں - یہ سوال جو زیر بحث ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں اور اس کے علاوہ کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے اور پھر انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ صرف جو لیبر ہوتی ہے وہ ہٹا دی جاتی ہے تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مظفرگڑھ - ڈیرہ غازی خان روڈ پر کچی دیواریں بنائی گئی ہیں جو نہایت کامیاب ہیں اور کبھی ٹریفک نہیں رکی اور وہاں ریت سڑک پر نہیں آتی - معمولی سی آتی ہے جس سے ٹریفک نہیں رکتی - تو میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے جس کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا اور یہی طریقہ اگر مظفرگڑھ - میانوالی روڈ اور وہ منڈا اور لیہ تک جاتی ہے اگر اس کے لیے بھی استعمال کیا جائے تو ٹریفک بحال ہو سکتی ہے - اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا ۔

وزیر قانون - یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے یہ ان کی ایک تجویز ہے جس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - جناب والا - میں نے عرض کی تھی کہ sand dunes کی stabilization کے طور پر تجربے ہوئے ہیں - کیا ان پر آپ غور کریں گے ۔

وزیر قانون - ضرور کریں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ ایک تو یہ ہے کہ وزیر متعلقہ نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہی کو آپ وزیر متعلقہ سمجھ لیں ۔

وزیر قانون ۔ اگر وہ رولز پڑھ کر آئیں تو کوئی فاضل منسٹر جو یہاں موجود ہو وہ جواب دے سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب کوئی مزید کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بات ان کے علم میں نہیں ہے کہ مظفرگڑھ میں انہوں نے ڈیزل چھڑک کر اور موبل آئل چھڑک کر stabilize کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ آپ نے چند specific roads کے متعلق بات پوچھی تھی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ sand dunes کو stabilize کرنے کا نظام مظفرگڑھ میں ہے اور کہیں نہیں ہے ۔ اسی لیے میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر یہ سوال سارا پڑھا جاتا تو اس کی ٹھیک سمجھ آ جاتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ آپ تو یہ فرما رہے ہیں کہ اور جگہ پر چاہے وہ مظفرگڑھ میں ہی ہو ۔ دوسری تجویز پر بھی عمل کیا جاتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ جب ریت سڑک پر آ جاتی ہے تو ہم مزدوروں کے ذریعے اس کو وہاں سے ہٹا دیتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے اور نہ ہم کچھ کرتے ہیں ۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ دو چیزیں بھی کی جا سکتی ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میرے علم میں سب کچھ ہے ۔ وہ میرا اپنا ڈویژن ہے میں ان سڑکوں پر کئی مرتبہ گیا ہوں اور جو دیواریں آپ بتا رہے ہیں وہ بھی بعض سڑکوں پر بنی ہوئی ہیں اور اگر اس روڈ کے لیے بھی مناسب ہوا تو ایسی تجاویز پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

ورک چارج ملازمین کو نئے سکیلوں کے تحت تنخواہ کی ادائیگی

*2965 ۔ **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات نشان زدہ سوال نمبر 1677 جو مورخہ 19-2-1973ء کو ایوان میں پوچھا گیا تھا کے جواب کے حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ویج ریٹ کمیٹی نے ورک چارج ملازمین کے لیے دوبارہ نئے سکیل نافذ کر دیے ہیں اور تمام ایسے ملازمین کی تنخواہ نئے سکیلوں کے مطابق کی جا رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کو نئے سکیلوں کے مطابق کس تاریخ سے تنخواہ دی جا رہی ہے یا دی جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) تمام مذکورہ ملازمین کو نئے سکیلوں کے مطابق مورخہ یکم مارچ 1972ء سے تنخواہ دی جا رہی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ یہ درست ہے کہ ورک چارج ملازمین کو چھٹیاں ۔ گریجوٹی اور پنشن کی سہولت میسر نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ یہ سوال تو بالکل ملازمین کی تنخواہ کے متعلق ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جب ان کی تنخواہوں کا پتہ چلے گا تو الاؤنس کا بھی ذکر آئے گا ۔

چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ میاں صاحب ۔ اپنی عادت سے مجبور ہیں وہ ایسے ہی ضمنی سوال کر رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کا بھلا ہو جائے ۔ اس کا جواب آنے دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ورک چارج ملازمین جو محکمہ شاہراہ سے متعلقہ ہیں ان کو قومی سکیل کے مطابق تنخواہ دی جا رہی ہے اور اگر

پنشن اور گریجوٹی کے بارے میں پوچھنا ہے تو اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں۔

تحصیل پھالیہ میں سیدا وریام روڈ کی پختگی

*3364۔ **چوہدری لال خان**۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ تحصیل پھالیہ میں سیدا وریام روڈ کو پختہ کرنے کا منصوبہ پاس ہوا تھا۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس سڑک کو کب تک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان): جی ہاں۔ ترقیاتی پروگرام برائے سال 74-1973ء میں سیدا وریام سڑک کو پختہ کرنے کی تجویز شامل کی گئی ہے۔ اس کے لیے دس لاکھ روپے مختص کر دیے گئے ہیں۔

گجرات سرگودھا سڑک پر پھالیہ سیم ڈرین پل کی کشادگی

*3368۔ **چوہدری محمد حیات**۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گجرات سرگودھا سڑک کے میل 31۔30 پر نزد پھالیہ سیم ڈرین پر جو پل تعمیر کیا گیا ہے وہ بہت زیادہ اونچا ہے اور اسی کی وجہ سے لاریوں کے حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) عوام نے اس پل کو سڑک کی سطح کے برابر کرنے کے لیے آج تک کتنی درخواستیں دی ہیں۔

(ج) مذکورہ پل کو اتنا اونچا بنانے کی کیا وجہ ہے۔

(د) کیا سڑک مذکورہ کو چوڑا کرنے کے لیے محکمہ نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور متذکرہ پل کو چوڑا کرنے کا تخمینہ اس میں شامل ہے۔

(ہ) حکومت عوام کو حادثات سے بچانے کے لیے مذکورہ پل کو نیچا کرنے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) حال ہی میں دو درخواستیں موصول ہوئی ہیں ۔

(ج) فلڈ کمیشن کی تجویز پر ایسا کیا گیا تھا ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) پل چوڑا ہو جائے گا اور اس کو دوبارہ صحیح طریقہ پر بنایا جائے گا تاکہ اس کی اونچائی کم ہو جائے جس سے یہ پل ٹریفک کے لیے محفوظ ہو جائے گا ۔ یہ منصوبہ 30 جون 1974ء تک پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ سرگودھا سڑک پر پھالیہ کے مقام پر جو پل بنایا گیا اس میں بڑے پیمانے پر ملکی سرمایہ لگایا گیا لیکن اس کو بد احتیاطی کے ساتھ بنایا گیا ۔ جس کی وجہ سے پل تباہ ہو گیا انجینیئرز کی کمپنی کو یا اس انجینیئر کو جس نے اس قسم کا ناکارہ پل بنایا ہے اور ملکی سرمایہ ضائع کیا اور عوام کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ۔ کیا حکومت ایسے فرد کو سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ آئندہ احتیاط برتی جائے ؟

وزیر قانون ۔ آئندہ ضرور احتیاط برتی جائے گی ۔ اگر کسی نے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا تو تحقیقات کے بعد اسے بھی سزا دی جائے گی ۔

سردار محمد عاشق ۔ نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ۔ آج سے تین مہینے پہلے اس سوال کے متعلق میں نے کہا تھا تو اس کا جواب موصول ہوا تھا کہ یہاں کوئی پل ہی نہیں بنایا گیا ۔ اور آج یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ پل وہاں بنایا گیا ہے جسے ٹھیک کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اس میں غالباً ایک پوائنٹ تھا کہ اس کی آپ نے location fix نہیں کی تھی ۔ جس پر انھوں نے کہا تھا کہ location fix کریں تو پھر ہم جواب دے سکیں گے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ میں نے یہی لکھا تھا کہ گجرات سرگودہا روڈ پر پھالیہ کے نزدیک ایک پل ہے ۔ تو انھوں نے لکھا تھا کہ وہاں کوئی پل بنایا ہی نہیں گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں مجھے یاد ہے 30 ۔ 31 کے قریب mileage fix کیا تھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ location کیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ پل اونچا کیا گیا ہے ۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات کے افسران اور اہلکاران کی بوجہ نا اہلی و بد عنوانی ملازمت سے سبکدوشی

*3389 ۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) 21 دسمبر 1971ء سے آج تک صوبہ میں محکمہ مواصلات و تعمیرات کے کتنے افسران و اہلکاران کو نا اہلی و بد عنوانی کے الزام میں ملازمت سے سبکدوش کیا گیا اور کتنے ملازمین کی تنزلی ہوئی ۔

(ب) محکمہ مذکور نے 21 دسمبر 1971ء سے آج تک صوبہ میں کتنے ٹھیکیداروں کو معاہدوں کی خلاف ورزی اور بد دیانتی کرنے کے الزام میں بلیک لسٹ کیا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) (II) 21 دسمبر 1971ء سے آج تک 20 کلاس I اور 35 کلاس II افسران کو مارشل لاء ریگولیشن نمبر 114 کے تحت ریٹائر کیا گیا ۔

(II) درجہ سوم کے ایک اہلکار کو بوجہ بد عنوانی اور نا اہلی مورخہ 24 مئی 1973ء کو ملازمت سے شبکدوش کیا گیا ۔

(III) حوالہ حکم نامہ نمبری E-J/7-6/61 (I) E. (II) مورخہ 28-6-1973ء مسٹر عبدالرحمان ایس ۔ ڈی ۔ او کی تنزلی کرکے اوورسیر کر دیا گیا ہے ۔

(ب) اس دوران صرف ایک ٹھیکیدار کو معاہدہ سے انحراف کے باعث بلیک لسٹ کیا گیا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ اتنی بھاری تعداد میں افسران کو تو فارغ کیا گیا لیکن صرف ایک ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ کیا گیا تو گیا باقی ٹھیکے داروں کو بری الذمہ قرار دیا ہے یا ان کو معافی دے دی گئی ہے ؟

وزیر قانون ۔ جس ٹھیکیدار کے خلاف الزام ثابت ہوا ہے اسے بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے اور جن ٹھیکیداروں کے خلاف تحقیقات کی جا رہی ہیں الزام ثابت ہونے پر انہیں بھی بلیک لسٹ کر دیا جائے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ تو کتنے ٹھیکیداروں کو علیحدہ کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اصل سوال میں یہ پوچھا ہی نہیں گیا کہ کتنے ٹھیکیداروں کو علیحدہ کر دیا گیا ہے ۔ صرف یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنے ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کیا گیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس دوران کتنے ٹھیکیداروں کو بلیک لسٹ کیا گیا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں middle man کو eliminate کیا جا رہا ہے تو ایسے ہی بدعنوان ٹھیکیداروں کے خلاف بھی سخت کارروائی کی جائے گی ۔

کھروڑ پکا تا میلسی سڑک کی پختگی

***3489** ۔ **رانا رب نواز نون** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موجودہ مالی سال میں کھروڑ پکا تا میلسی روڈ پختہ کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پچھلے مالی سال میں مذکورہ سڑک کو 1973ء کے منصوبہ میں شامل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کو کب اور کس قدر پختہ کیا جائے گا ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی نہیں ۔
(ب) جی نہیں ۔
(ج) جب ہیوی ورکس کونسل ملتان اس کو بنانے کے لیے ترجیح دے گی تو محکمہ ہائی وے کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کی جائے گی ۔

کھٹالہ شیخاں تا قادر آباد سڑک کی پختگی

*3542 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :
(الف) کٹھالہ شیخاں تا قادر آباد سڑک پر تقریباً 8 سال پہلے سولنگ کے باوجود ابھی تک پختہ سڑک تعمیر نہیں کی گئی ۔
(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سڑک پر بڑے بڑے قصبے مثلاً میانوال ، خیریوال ، بھیکہ وغیرہ واقع ہیں جن کے باشندے مذکورہ سڑک پختہ نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات سے دوچار ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سڑک کب تک پختہ کر دی جائے گی ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) مذکورہ سڑک محکمہ شاہرات کے پاس نہیں ہے ۔
(ب) جی ہاں ۔
حصہ دوم کا جواب متعلقہ محکمہ یعنی ڈسٹرکٹ کونسل ہی دے سکتا ہے ۔

مترو سے میلسی اور گڑھا سے خالیوال کے درمیان سڑکوں کی تعمیر

*3587 ۔ **ملک خان محمد کھوکھر** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا مترو سے میلسی اور گڑھا سے خالیوال کے درمیان سڑکوں کی تعمیر شروع ہو رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان): جی نہیں۔

خوشاب کے قریب دریائے جہلم پر ڈیمونٹ مورنسی پل پر سڑک کی مرمت

*3593 ۔ **ملک چھ اعظم** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ خوشاب کے قریب دریائے جہلم پر ڈیمونٹ مورنسی پل پر سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی جلد از جلد مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان): (الف) جی ہاں۔

(ب) محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ آر کو مبلغ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے ڈیمونٹ مورنسی پل پر دو طرفہ سڑک کی مرمت کے لیے ادا کیے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ آر دو تین ماہ میں کام مکمل کر دے گا۔

موضع آدھی کوٹ تحصیل خوشاب تا نور پور تھل کی سڑک کی مرمت

*3596 ۔ **ملک چھ اعظم** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ موضع آدھی کوٹ تحصیل خوشاب تا نور پور تھل کی سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان): (الف) جی ہاں۔

(ب) موسم گرما میں سڑک آندھی یا تیز ہوا کی وجہ سے ریت کے ٹیلوں کے نیچے دب جاتی ہے۔ ریت ہٹانے کے بعد دوبارہ آندھی

یا تیز ہوا چلے تو پھر سڑک ریت کے نیچے دب جاتی ہے - جب تک سڑک اونچی سطح پر نہ بنائی جائے اس وقت تک اس کا مکمل علاج نہیں - مالی دشواریوں کے پیش نظر مستقبل قریب میں اس سڑک کو اونچی سطح پر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے -

---

کٹھہ سگھڑال تحصیل خوشاب تا ڈھاک سڑک کی مرمت

*3597 - **ملک محمد اعظم** - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ کٹھہ سگھڑال تحصیل خوشاب تا ڈھاک کی سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر رکھتی ہے تو کب تک ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) جی ہاں -

(ب) اس سڑک کا تقریباً ساڑھے تین میل حصہ بوجہ سیلاب ٹوٹ چکا ہے اور باقی حصہ بوجہ سیم و تھور کافی خراب حالت میں ہے - جو حصہ دریائے جہلم کے سیلاب کی وجہ سے شکستہ حالت میں ہے اس کی مرمت کا کوئی منصوبہ فی الحال زیر غور نہیں ہے - باقی تقریباً چھ میل کا حصہ جو بوجہ سیم و تھور خراب ہے ماہ دسمبر 1973ء تک مرمت کر دیا جائے گا -

---

صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں اوورسیروں اور سب ڈویژنل افسروں کی تعداد

*3626 - **میر بلخ شیر مزاری** - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں اوورسیروں اور سب ڈویژنل افسروں کی کتنی تعداد ہے -

(ب) مذکورہ بالا ملازمین میں سے کتنے ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں اوورسیروں کی کل تعداد 291 اور سب ڈویژنل افسروں کی کل تعداد 90 ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا ملازمین میں سے 4 اوورسیر اور ایک سب ڈویژنل آفیسر ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں ۔

صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں اوورسیروں اور سب ڈویژنل افسروں کی تعداد

*3626 (الف) ۔ **میر بلخ شیر مزاری** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں اوورسیروں اور سب ڈویژنل افسروں کی کتنی تعداد ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا ملازمین میں سے کتنے ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) صوبہ بھر میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں اوورسیروں کی کل تعداد 251 اور سب ڈویژنل افسروں کی کل تعداد 98 ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا ملازمین میں سے 12 اوورسیروں اور 4 سب ڈویژنل آفیسرز ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں کلرکوں کی تعداد

*3630 ۔ **میر بلخ شیر مزاری** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں کلرکوں کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا کارکوں میں سے کتنے ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (بلڈنگز ونگ) میں کارکوں کی تعداد سولہ (16) ہے۔

(ب) مذکورہ بالا کارکوں میں سے گیارہ (11) ضلع ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں؟

ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں کارکوں کی تعداد

*3630 (الف) ۔ **میر بلخ شیر مزاری** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں کارکوں کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا ملازمین میں سے کتنے ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں محکمہ پبلک ورکس کے (ہائی وے ونگ) میں کارکوں کی تعداد بائیس (22) ہے۔

(ب) متذکرہ بالا ملازمین میں سے گیارہ (11) ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں پختہ سڑکیں

*3635 ۔ **میر بلخ شیر مزاری** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا گورنمنٹ ڈیرہ غازی خان کے حسب ذیل

مقامات کے درمیان پختہ سڑک کی تعمیر کا کوئی پروگرام رکھتی ہے۔

1 ۔ فاضل پور ، حاجی پور ، لعل گڑھ (تحصیل راجن پور و جام پور) ۔

2 ۔ داجل تا ہڑند تحصیل جام پور ۔

3 ۔ فاضل پور ، سکھانوالہ ، مہریوالا تحصیل راجن پور ۔

4 ۔ کوٹلہ عین تا شکار پور تحصیل راجن پور ۔

5 ۔ جام پور تا کوٹ مغلاں تحصیل جام پور ۔

6 ۔ جام پور تا چوٹی ۔

7 ۔ تونسہ ، کوٹ قیصرانی ، ریتڑہ ، وھوا ۔

8 ۔ تونسہ تا پارتھی ۔

9 ۔ کوٹلہ حسن شاہ ، عمر کوٹ ، بدلی ، میراں پور ، تحصیل راجن پور ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : برائے نمبر 1 جی ہاں ۔

برائے 2 تا 9 ہر سال ڈسٹرکٹ ورکس کونسل کی سفارش کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خان میں سڑکوں کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا ۔

خطرناک پلوں کی تعمیر

*3659 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں دریاؤں پر تعمیر شدہ کون کون سے ایسے پل ہیں جن کی تعمیر کو چالیس سال یا اس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ۔

(ب) اگر کچھ پل واقعی 40 سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعمیر شدہ ہیں تو کیا ان کی حالت ابھی تسلی بخش ہے اور ان پر گاڑیوں ٹرکوں اور بسوں کی آمد و رفت بلا خطر ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہو تو خطرناک پلوں کے نام بتائے جائیں نیز حکومت ان کے متبادل پل کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : (الف و ب) پلوں

کے متعلق 40 سالہ یا زائد پرانے کوائف چیف انجینئر ہائی وے لاہور کے دفتر میں موجود نہیں ہیں ۔ یہ محکمہ کے تمام زیریں دفتروں سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں ۔ جونہی تمام مطلوبہ کوائف فراہم ہو گئے تو پیش کر دیے جائیں گے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا یہ سوال دوبارہ مجھے دریافت کرنا پڑے گا یا اسی سوال پر دوبارہ جواب آئے گا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جونہی کوائف موصول ہو جائیں گے جواب ایوان کی میز پر رکھ دوں گا ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ کیا دوبارہ دریافت کرنا پڑے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ ایک مرتبہ تو سوال دھرایا جائے گا اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا جواب آتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ میں نہایت ادب سے وضاحت چاہتا ہوں کہ توقفہ سوالات بھی عوام کی تکالیف اور دوسرے مظالم جو نوکر شاہی کرتی ہے ان سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے لیکن ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ سوالات کے جوابات ایسے ہوتے ہیں جو محض ٹرخائے جاتے ہیں ۔ میں ادب سے عرض کروں گا کہ ایسے جوابات ہونے چاہئیں جن سے ہم مطمئن ہو سکیں ورنہ عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کیا فاضل رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ یہ کیسا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

Mr. Speaker. Malik Sahib I have permitted him. He is making a point of order.

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ میں نہایت مودبانہ عرض کروں گا کہ یہاں سوالات کا جواب دیتے وقت خیال رکھا جائے کہ جوابات صحیح ملنے چاہئیں ۔ یہاں جواب کو ٹالا جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ ہمیں مطمئن کرائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت بہتر ۔

مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 12 کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 12 کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ حافظ علی اسداللہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 32 کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 ستمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

> کہ حافظ علی اسداللہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 32 کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی

مدت میں 30 ستمبر 1973ء تک توسیع
کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان کی ایک تحریک التوائے کار ڈاکٹر عبدالخالق سے متعلق ہے ۔ وہ جنگی قیدیوں کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کرنے کے لیے واہگہ تشریف لے گئے ہیں ۔ وہ بھی قومی کام ہے اور قومی اہمیت کا مسئلہ ہے ۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ آ جائیں گے لیکن چونکہ 400 سے زائد جنگی قیدی آ رہے ہیں اس لیے وہ آ نہیں سکے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ آموں کی جو پارٹی ہو رہی ہے کیا یہ بہتر نہ ہوگا وہ تمام آم لے کر جنگی قیدیوں کو دے دیے جائیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ ہم سب وہاں پہنچ سکتے ہیں یا نہیں ۔ یہ کہا گیا ہے کہ اہل خانہ بھی وہاں ان کے پاس نہیں جا سکتے ۔ بلکہ ہسپتال میں جائیں کچھ پابندیاں لگا دی گئی ہیں ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ آپ ہی سب آم لے کر وہاں چلے جائیں اور ہم نہ جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو نواب صاحب کے آموں کی بات ہے ۔ ہم گھر کے سامان میں سے کچھ حصہ دیں ۔ میاں خورشید انور کی تحریک التوائے کار جو سٹیٹ بنک سے متعلق ہے پیش نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ سٹیٹ بنک مرکزی محکمہ ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ مرکزی محکمہ ضرور ہے ۔ امن عامہ سے متعلق مسئلہ صوبائی ہے ۔ اس لیے یہ پیش ہو سکتی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ کیسے نہیں بنتی وہاں لاٹھی چارج ہوا ہے ۔

سٹیٹ بنک کے ملازمین کی جزوی ہڑتال اور پر امن مظاہرین پر پولیس کا تشدد

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" 10 جولائی کی اطلاع کے مطابق سٹیٹ بنک کے ملازمین کی جزوی ہڑتال کے دوران اپنے مطالبات کے حق میں بنک کے کمپاؤنڈ میں پر امن مظاہرہ کر رہے تھے تو مقامی پولیس نے انھیں منتشر کرنے کے لیے ملازمین پر تشدد کیا جس سے عوام اور خصوصاً ملازمین میں غم و غصہ اور شدید اضطراب پھیل گیا ہے ۔

This is held in order. Those is favour of the leave being granted to please rise in their seats . The count was taken... It falls as it does not get the required number of votes. The leave is not granted.

اکبری منڈی لاہور میں بناسپتی گھی کی چور بازاری کرنے والے ڈیلروں کے خلاف مظاہرین پر پولیس کا لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" 10 جولائی کی اطلاع کے مطابق عوام نے بناسپتی گھی کی چور بازای اور نایابی کے خلاف زبردست مظاہرہ اکبری منڈی میں کیا اور مظاہرین نے چور بازاروں اور ڈیلروں کے خلاف سخت نعرے لگائے ۔ اس موقع پر پولیس نے لاٹھی چارج کر دیا جس سے عوام میں سخت ہیجان و اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ۔

وزیر قانون ۔ میں فاضل رکن کو آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے تو ضرور تحقیقات کرائی جائے گی ۔

Mr. Speaker. Mian Sahib, are you satified with the statement of the Minister ?

Mian Khurshid Anwar. Yes, Sir. I am satisfied.
Mr. Speaker. It is disposed of accordingly.

زرعی یونیورسٹی کی طرف سے اینیمل ہسبینڈری کالج سے سرحد، بلوچستان اور سندھ کے 13 طلبا کا ایک سال کے لیے نکال دیا جانا

مسٹر سپیکر۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جمہور" 10 جولائی کی اطلاع کے مطابق زرعی یونیورسٹی نے سرحد، بلوچستان اور سندھ کے تیرہ طلبا کو اینیمل ہسبینڈری کالج سے ایک سال کے لیے نکال کر پنجاب کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ پنجاب کے عوام کو حکمران طبقوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے پہلے ہی چھوٹے صوبوں میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ افسر شاہی کی ان دھاندلیوں نے عوام اور خصوصاً طلبا میں سخت اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

یہ تحریک التوا ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے متعلق ہے۔ اسے ڈاکٹر صاحب کے آنے پر لیں گے۔ سید تابش الوری موجود نہیں ہیں۔ حاجی سیف اللہ خان بھی موجود نہیں ہیں۔ اب ہم قانون سازی کا کام شروع کرتے ہیں۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ کل آپ نے آٹے اور روٹی کے متعلق ایک تحریک التوا ملتوی فرمائی تھی اسے آج لے لیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ ملک حاکمین صاحب ابھی تشریف نہیں لائے۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ اگر وہ تشریف نہیں لائے تو دوسرے وزیر صاحب بیٹھے ہیں اور وہ ایوان کے ڈپٹی لیڈر بھی ہیں۔ وہ جواب دے دیں۔

مسٹر سپیکر۔ اگر ملک حاکمین صاحب 12 یا ایک بجے سے پہلے تشریف لے آئے تو میں اس تحریک کو لے لوں گا ورنہ فاضل وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اس کا جواب دیں۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس طرح بڑا مشکل ہو جائے گا ۔ آج بھی تین چار تحریکیں ملتوی کر دی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے میری بات نہیں سنی ۔ میں ایک بجے سے پہلے تحریک لے لوں گا ۔ اگر وزیر متعلقہ آ جائیں تو زیادہ بہتر ہے اور اگر وہ نہیں آئے تو بہر حال میں اسے ایک بجے سے پہلے لے لوں گا ۔

شیخ صفدر علی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ محکمہ ٹیلیفون تو مرکز کا ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ میرا ٹیلیفون پچھلے 25 دن سے خراب ہے اور میری تمام کوششیں اسے ٹھیک کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں ۔ اگر یہ اسمبلی میرے حلقہ نیابت کے لوگوں کی کچھ امداد کر سکے تو میں مشکور ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا ٹیلیفون بھی کئی دنوں سے خراب ہے اور کل ہی ٹھیک ہوا ہے ۔

شیخ صفدر علی ۔ جناب ۔ آپ کا تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن میرا تو 25 دن سے ٹھیک نہیں ہوا ۔ اگر پریس والے تعاون کریں تو شاید ٹھیک ہو جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں نے تین مہینوں سے ٹیلیفون کے لیے درخواست دے رکھی ہے ۔ پیسے بھی جمع ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک ٹیلیفون نہیں لگا ۔ سیکرٹری صاحب نے از راہ کرم کئی دفعہ انہیں یاد دھانی کرائی ہے لیکن وہ ٹال جاتے ہیں ۔ میں آپ کی اجازت سے ایک اور مسئلہ بھی یہاں بتانا چاہتا ہوں ۔ ابھی ابھی قیدیوں کا مسئلہ جناب کے سامنے آیا ہے اور آج کے اخبار میں ہے کہ بھارت نے مزید تین قیدی شہید کر دے ہیں ۔ یہاں ایک ایک ریزولیوشن پر کئی کئی دن بحث ہوتی ہے اور یہ قرارداد اتنی اہم ہے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو اس کو فوری طور پر پاس کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں فاضل وزیر قانون سے بات کر لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی بات درست ہے لیکن اس کی اہمیت 9 بج کر 12

منٹ پر ہی واضح نہیں ہوئی ۔ جب صبح اخبار میں یہ خبر آئی ہے تو یہ اسی وقت بڑی اہم خبر ہو گئی تھی ۔ اگر آپ سپیکر سے کہنے کی بجائے وزیر متعلقہ یا وزیر اعلیٰ سے بات کر لیتے تو یہ اس وقت پیش کی جا سکتی ہے ۔ یہ ریزولیوشن اتفاق رائے سے منظور کیا جانا چاہیے ۔ اس کا طریقہ کار بھی یہی ہے ۔ تو آپ سب اکٹھے بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر لیں اور پھر اسے ایوان میں پیش کر دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں قائد حزب اختلاف سے رابطہ قائم کرنے کے بعد ایوان کو آگاہ کر سکوں گا اور ایوان کی خواہشات بالکل متفقہ طور پر پوری کی جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر قائد حزب اختلاف نہیں ہیں تو میاں خورشید انور صاحب موجود ہیں جو ان کے ڈپٹی لیڈر بھی ہیں ۔ آپ ان سے مل لیں ۔

وزیر قانون ۔ ٹھیک ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ آپ گنتی کرا لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ اس وقت 62 ممبر ایوان میں موجود ہیں ۔ کورم پورا ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973ء

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر ۔ بل کی کلاز 8 زیر بحث ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت بل کی جو کلاز زیر بحث ہے وہ بورڈ کی تشکیل سے متعلق ہے جو کارپوریشن کا ایک سپریم ادارہ ہوگا ۔ یہ بورڈ جسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کارپوریشن کے تمام نظم و نسق کے سلسلے میں ۔ پالیسی بنانے کے سلسلے میں اور اس پر عمل کرنے کے سلسلے میں

حتمی اختیارات کا حامل ہوگا ۔ اس کی تشکیل اور تدوین کے نقطہ نظر سے اور حکومت کے نقطہ نظر سے یہ انتہائی اہم ہے اور بے حد غور و فکر کا حامل ہے ۔ جناب والا ۔ ہر ادارے میں اس کا مرکزی بورڈ اس کے حال اور مستقبل کے تعین کے سلسلے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے ۔ اس لیے آج جب ہم اس بورڈ کی تشکیل اور اس کے مینجنگ ڈائریکٹر اور اس کے ممبران کی نامزدگی کے سلسلے میں اس ضمن پر بحث کر رہے ہیں تو ہمیں نہایت فراخدلی کے ساتھ اور نہایت دیانتداری اور اخلاق کے ساتھ یہ سوچنا ہوگا ۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

کہ اگر ہم نے بورڈ کی تشکیل میں کوئی نقص رہنے دیا یا اس کے ارکان کی نامزدگی کا جو معیار ہے اس میں کوئی خامی رہ گئی تو یہ کارپوریشن کے حال اور مستقبل کو بھی نقائص اور خامیوں سے دو چار کر دے گا ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یہ قانون ساز ادارہ اس بات کا ذمہ دار ہے کہ یہاں جو بل بھی پاس کیا جائے اور اس کی جو دفعات بھی زیر غور آئیں ان کی تفصیلات اور ان کی جزئیات پر ہم نہایت غور و فکر کے ساتھ سوچیں اور پھر فیصلہ کریں ۔

جناب سپیکر ۔ یہ کارپوریشن جو اس صوبے کی صنعتی ترقی کی ضامن ہوگی اس کے لیے جو بورڈ تشکیل دیا جا رہا اور اس کے لیے مینجنگ ڈائریکٹر اور ارکان کی نامزدگی کے لیے جو اصول متعین کیا جا رہا ہے اس کے سلسلے میں میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس بات کو آپ بالکل سرسری نظر سے دیکھ رہے ہیں وہ حال اور مستقبل کی صنعتی ترقی کے لیے کتنی اہمیت کا حامل ہے ۔ آج ہمارے ارکان اسمبلی کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ ابھی چند منٹ پہلے وہ کورم کا سوال پیدا ہونے پر حاضر ہو گئے تھے اور چند منٹ بعد وہ پھر اس ایوان سے غیر حاضر ہیں ۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ ایک انتہائی اہم بل کی ایک انتہائی اہم ضمن پر بحث ہو رہی ہے اور وہ موجود نہیں ہیں اور دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ منسٹر صاحب بھی میری اس تنقید کے بعد یہاں تشریف لائے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تو صبح سے موجود ہوں اور یہ لائوں کی جوڑی (حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری) اب آ رہی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ چشم بدور ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہر ادارے میں اس کے ارکان کی نامزدگی اور اس کے سربراہ کی تقرری کے سلسلے میں کچھ اصول اور ضابطے متعین کیے جاتے ہیں ۔ ہم چپڑاسی اور چوکیدار بھی رکھتے ہیں تو اس کی اہلیت اور اس کی صلاحیت کا جائزہ لیتے ہیں ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہاں کارپوریشن کا ایک مرکزی بورڈ بنایا جا رہا ہے لیکن اس میں بھی اہلیت اور نا اہلیت کا معیار اس تفصیل سے موجود نہیں جس کا یہ بورڈ اپنی اہمیت کے اعتبار سے متقاضی تھا ۔ جناب سپیکر ۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر مرکزی بورڈ ہی اہل اور با صلاحیت ارکان پر مشتمل نہ ہو تو پھر اس کی پوری کارپوریشن اور ادارے کی کارکردگی بے حد متاثر اور متناقص ہو جاتی ہے ۔ میں آپ سے اور آپ کے توسط سے ایوان کے باشعور ارکان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس بل کی اس کلاز میں جو ترامیم پیش کی ہیں اس میں ہم نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ نامزد ارکان اور مینجنگ ڈائریکٹر ایسا شخص ہونا چاہیے جس کے اپنے مخصوص مفادات اس کارپوریشن میں نہ ہوں ۔ ہم نے یہ مطالبہ کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ کوئی با شعور شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ بورڈ میں ایسے لوگ نامزد کیے جائیں اور ان کا معیار اس طور پر متعین کیا جائے کہ ان کی دیانت اور ان کی اہلیت پر کوئی حرف نہ لایا جا سکے ۔ ہم نے اور ہمارے دوسرے رفقا نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہم اس بورڈ میں ایسے لوگوں کو چاہتے ہیں جن کا کارپوریشن کے مفادات میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر تعلق نہ ہو ۔ ہم نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس میں ایسے ارکان نامزد کیے جائیں کہ ان کو اس ادارے سے مسلسل دلچسپی ہو ، وہ فنی مہارت رکھتے ہوں ۔ ہم نے اس کے ذریعے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس میں ایسے لوگ منتخب اور نامزد کیے جائیں جن کے رشتہ دار یا جن کے اقربا کارپوریشن کے ٹھیکیدار نہ ہوں ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ کارپوریشن کے ایسے ارکان نامزد کیے جائیں جن کے دامن پر کوئی اخلاق جرم کا دھبہ نہ ہو اور وہ کسی عدالت سے سزا یافتہ نہ ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ ایسی اہلیت اور ایسا معیار ہے جس پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ارکان کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ ہم سب یہ چاہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ

حزب اقتدار کا کوئی رکن بھی یہ جسارت نہیں کرے گا کہ یہ کہے کہ اس بورڈ کے ارکان ایماندار نہ ہوں ۔ اس بورڈ کے ارکان ایسے لوگ نہ ہوں جو اس کے مفادات کے سلسلے میں ، اس کے ٹھیکوں کے سلسلے میں ، کارپوریشن کی زر اندوزی اور منافع اندوزی کے سلسلے میں شراکت رکھتے ہوں ۔ میرے خیال میں اس طرف سے کوئی رکن یہ حمایت نہیں کر سکتا کہ کبھی ایسے شخص کو نامزد کر دیا جائے جو سزا یافتہ ہو ۔ جناب والا ۔ جب ہم متفقہ طور پر یہ بات مانتے ہیں اور یہ بات کسی اختلاف کے بغیر تسلیم کی جانی چاہیے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس طرف بیٹھے ہوئے ارکان یا جناب متعلقہ منسٹر ان ترامیم کو حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے قبول کرنے کے لیے کیوں تیار نہیں ۔ اور ان کے پاس کون سے وہ ذرائع موجود ہیں جن کی بنا پر وہ اتنی سادہ اور اہم ترمیم کے سلسلے میں بھی ہمارے نقطہ نظر سے متفق ہونے کے لیے تیار نہیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس بورڈ کو زیادہ سے زیادہ موثر اور فعال دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم اس بورڈ کو ایسے لوگوں پر مشتمل دیکھنا چاہتے ہیں جو اپنے فنی مہارت ، اپنی صلاحیت ، اپنی دیانت اور اپنے کردار کے اعتبار سے مثالی ہوں تاکہ نہ صرف یہ کہ یہ کارپوریشن بہتر طور پر ہماری صنعتی ترقی کا ساز و سامان فراہم کر سکے بلکہ اس صوبے کی صنعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر سکے ، کیونکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ صوبہ صنعتی ترقی کے اعتبار سے بعض دوسرے صوبوں اور علاقوں کے مقابلے میں محرومیوں اور نا انصافیوں کا شکار ہے ۔ اس لیے اگر ہم نے ایسے لوگ نامزد نہ کیے جو ہمارے صوبے کے حقوق اور حقائق کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں تو ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ مستقبل میں بھی یہ صوبہ صنعتی ترقی کے سلسلے میں محرومیوں اور نا انصافیوں کا شکار رہے گا ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے آج کی اس کلاز میں جو ترامیم تجویز کی ہیں ان کے مطابق ہم نے یہ کہا ہے کہ کسی ایسے ادارے میں کوئی مالی مفاد رکھنے والا ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب میں گزارش کروں گا کہ آنریبل ممبر ترمیم پر بحث نہیں کر سکتے کہ ان کی ترمیم کا مقصد کیا تھا ۔ وہ

ترمیم کے ذریعے کیا چاہتے تھے ان کا مقصد پورا ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ وہ صرف اس موقع پر جبکہ سوال یہ ہے کہ یہ کلاز بل کا حصہ بنے تو اس کلاز پر as a whole بحث کر سکتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر چیئرمین ۔ ابھی یہ ترمیم پہ بول رہے ہیں۔ ابھی کلاز برائے منظوری پیش نہیں ہوئی۔

شیخ عزیز احمد ۔ تب مجھے افسوس ہے۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر۔ میں تو ترامیم پر بول رہا ہوں۔ شیخ صاحب کس پر بول رہے ہیں ؟

مسٹر چیئرمین ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیے۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر۔ میں بتا رہا تھا کہ میری ترمیم میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اس کے ارکان کسی ادارے میں کوئی مالی مفاد نہ رکھتے ہوں جسے بورڈ یا کارپوریشن چلا رہی ہو یا اس کا انتظام کر رہی ہو۔ ایک اور ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ ارکان اس کارپوریشن کے ساتھ ، اس کی طرف سے یا اس کی جانب سے حصص میں ، کسی ٹھیکے میں ، یا ملازمت میں یا کسی جائیداد میں اس کے علم کے باعث کارپوریشن کے چلنے کے باعث فائدہ پہنچنے کا امکان ہو یا فائدہ پہنچا ہو یا بالواسطہ یا براہ راست یا کسی رشتہ دار کے توسط سے دانستہ طور پر کوئی حصہ یا مفاد حاصل کیا ہو۔ جناب والا۔ میں نے اپنی اس ترمیم میں یہ بھی کہا ہے کہ مینجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن کے عہدے پر فائز ہونے کی حیثیت میں وہ شخص اپنے عہدے کا ناجائز استعمال نہ کر سکے۔ میں نے اپنی ایک اور ترمیم میں یہ کہا ہے کہ وہ دفعہ 12 میں اہتمام کردہ حلف وفاداری و راز داری کی خلاف ورزی کا مرتکب نہ ہو۔ جناب والا۔ ایک اور ترمیم میں میں نے یہ کہا ہے کہ وہ دوبارہ اس اعتبار سے تقرر کا اہل نہ قرار پا جائے کہ وہ بورڈ کے چیئرمین کی اجازت کے بغیر بورڈ کے تین مسلسل اجلاسوں سے غیر حاضر رہا ہو یا جناب والا ، ایک اور ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ قانون ہذا کے تحت اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے سے انکار کرے یا قاصر رہے یا اس کا اہل نہ ہو اور آخری

ترمیم میں کہا گیا ہے کہ اسے کسی جرم کی پاداش میں چھ ماہ قید با مشقت سے زیادہ سزا دی جائے یا دی گئی ہو۔

جناب والا ۔ یہ ایسی ترامیم ہیں جو ایک دوسری صورت میں اس بل کی ضمن 9 میں موجود ہیں ۔ فرق یہ ہے کہ حکومت نے ان شرائط اور ان قیود کو ایک دوسری صورت میں نافذ کیا ہے ۔ لیکن عقل کا جو اہم تقاضا ہے اس کے مطابق اس بات کی ضرورت تھی کہ بورڈ میں کسی رکن کا تعین کرتے وقت ان تمام امور اور ان تمام معیاروں کو پیش نظر رکھا جائے ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اگر کسی رکن کو نامزد کر دیا گیا اور اس نے اس کارپوریشن میں ان مفادات کے ساتھ کام شروع کر دیا اپنی بد دیانتی کے ساتھ کام شروع کر دیا ، اپنے سزا یافتہ ہونے کے باوجود کام شروع کر دیا ، اپنی عدم دلچسپی کے باوجود اپنے اس عہدے پر مسلط رہنے کی روایت قائم رکھی تو اس کے بعد ضمن 9 کے تحت اس کو نکالنے کا عمل ایک طول حاصل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان ترامیم پر غور فرمائیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک بد دیانت آدمی کو متعین ہی نہ کیا جائے جبکہ امن بل کے تحت حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ بد دیانت آدمی یا وہ مفاد پرست آدمی یا وہ سزا یافتہ آدمی پہلے متعین ہو جائے اور اس کے بعد کلاز 9 کے تحت اس کو نکالا جائے یا اسے برطرف کیا جائے ۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ان چیزوں کو یا ان شرائط کو حکومت صحیح سمجھتی ہے اور اس میں ضمن 9 میں ان کو کسی نہ کسی طریق سے کھپانے کی کوشش کی ہے تو ہمارا نکتہ اعتراض یہ ہے ہماری ترمیم یہ ہے کہ انہیں اس نامزدگی کی اہلیت اور معیار کے خانے میں درج کیا جائے تاکہ ایسے لوگ نامزد ہی نہ ہو سکیں اور مینجنگ ڈائریکٹر مقرر ہی نہ کیے جا سکیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ کی وساطت سے میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر نامزدگی کے بعد اس کو برطرفی کا نوٹس دینا ہی مقصود ہو تو یہ حکومت کا سرمایہ اور وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے ۔ اور آج جبکہ ہم یہ قانون سازی کر رہے ہیں تو ہمیں واضح طور پر غیر مبہم طور پر یہ ترامیم منظور کرنا ہوں گی تاکہ بورڈ اہل اور با صلاحیت افراد کے ساتھ نہایت

دیانتداری اور خلوص عمل کے ساتھ کام کر سکے ۔ اگر نامزدگی کے بعد برطرفی کا یہ رجحان جاری رکھا گیا تو جناب والا ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم نہ صرف کارپوریشن کی مقصدیت اور اس کی معنویت گنوا بیٹھیں گے بلکہ ہم بے شمار مقدمات کے طویل سلسلوں میں پھنس جائیں گے ۔ کیونکہ ایک آدمی کو ایک عہدہ ، ایک منصب دینے کے بعد جب اس کو ہٹایا جاتا ہے تو اس کے سلسلے میں اس کے بنیادی حقوق متاثر ہوتے ہیں اور اس طرح سے وہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں ۔ وہ اپیلوں کا سلسلہ کرتے ہیں اور اس طرح سے نہ صرف قوم کا سرمایہ ضائع ہوتا ہے بلکہ قوم کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے ۔ آج اگر وزیر موصوف اس پر غور فرمائیں اور ہماری ان ترامیم کو قبول کر لیں تو نہ صرف یہ کہ یہ کلاز واضح ہو جائے گی بلکہ کارپوریشن کی مقصدیت اور افادیت میں بھی اضافہ ہوگا ۔

جناب سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ترامیم منظور نہ کی گئیں اور اسی طرح سے اس بل کو اکثریت کی بنا پر منظور کرکے اس کارپوریشن پر یہ بورڈ مسلط کر دیا جائے گا تو میں انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ مستقبل کا مورخ ہمارے اس قانون ساز ادارے کو مورد الزام گردانے گا ۔ اور وہ یہ سمجھے گا کہ ایک عام فہم بات ۔ ایک سیدھی بات اور انتہائی ضروری بات اس ایوان نے نظر انداز کر دی ۔ اور ہم یہ سمجھیں گے کہ اس طرح سے مثال دی جا سکتی ہے کہ جیسے کہتے ہیں کہ جنگ کے بعد اگر مکہ یاد آئے تو اسے اپنے منہ پر مارنا چاہیے ۔ اگر اس شخص کو نامزد کرنے کے بعد برطرفی کا نوٹس ہی دینا ہے تو یہ جنگ کے بعد اپنے منہ پر مکہ مارنے کے مترادف ہوگا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جو ہمیشہ عوامی بہبود کا اور عوامی مفادات کے تحفظ کا دعویٰ کرتی ہے وہ ہماری ان گزارشات پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے ان ترامیم کو قبول کر لے گی ۔ کیونکہ اگر ان ترامیم پر کوئی اعتراض ہوتا تو وہ ان ترامیم کو ایک دوسری صورت میں ضمن 9 میں نہ رکھتے ۔ بنیادی اختلاف صرف یہ ہے کہ نامزد ارکان کی اہلیت ان کی نامزدگی کے وقت متعین ہونی چاہیے یا ان کی برطرفی کے لیے تعین ہونا چاہیے یہ ایک سیدھا سادھا سا اصول ہے جسے جناب وزیر موصوف بھی تسلیم کریں گے اور دوسرے اراکین بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس ادارے کے انتخاب کے وقت اس کی اہلیت اور

اس کا معیار متعین کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح سے اور تمام تجاوتی اداروں میں تمام خود مختار اداروں میں جب مرکزی بورڈ بناتے ہیں تو ان کی اہلیت اور ان کی صلاحیت کا معیار پہلے ہی سے متعین کیا جاتا ہے یا یہ کہ ان کی نامزدگی کا کوئی معیار نہ ہو البتہ ان کی برطرفی اور ان کی نا اہلی کی بنیاد پر ان کو نکالا جائے یا ان کو نکالے جانے کے لیے ایک علیحدہ معیار متعین کیا گیا ہو ۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری ان ترامیم کو جیسا کہ ان کی افادیت سے ظاہر ہے کہ اس کے بعد یہ کلاز واضح ہو جائے گی اور یہ بورڈ زیادہ موثر اور فعال ہو جائے گا قبول کر لیا جائے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وزیر قانون ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس ایوان کا وقت لیجسلیشن پر صرف کرنا چاہتا ہوں اور ایسی تقریر جس سے کہ اس ایوان کا وقت ضائع ہونے کا خدشہ ہی نہیں کروں گا ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ کلاز 8 بڑی واضح ہے ۔ disqualifications بتلا دی گئی ہیں اور وہ disqualification nominated members کے لیے بھی ایسی ہیں جیسی کہ مینجنگ ڈائریکٹر کے لیے رکھی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ یہاں اس کے متعلق بھی ذکر کیا گیا ہے کہ عمر کو بڑھا دو تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کے حالات میں کیونکہ آج پاکستان کا بچہ بچہ با شعور ہے اور یہ کہتا ہے کہ 21 سال کا نوجوان باشعور نہیں ہوتا یہ بات بے بنیاد ہے ، لغو ہے اور حقیقت پر مبنی نہیں ہے ۔ ان کی یہ ترمیم کہ 25 سال تک کر دی جائے میں سمجھتا ہوں کہ غیر ضروری بات ہے اور اس ترمیم کو قبول نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے بعد اگر حزب اختلاف کی بینچوں پر بیٹھنے والے اراکین میں سے کوئی بھی اس خدشے کا شکار ہو جائے کہ اس disqualification میں وہ آ جائیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کا خدشہ کسی بھی تقریر کے ذریعے دور کیا جا سکتا ہے ۔ اس لیے کسی بھی ترمیم کو اس میں incorporate کرنا اس قانون کو ایک جامع قانون بنانے میں کوئی فائدہ مند نہیں ہوگا ۔

Mr. Chairman. The question is :

> That in Clause 8 of the Bill, for the words ano commas "No person shall be appointed as

Managing Director or nominated as Member, or as the case may be, shall continue to be a Managing Director or Member, who" occurring in lines 1-4, the words and comma "No person shall be appointed, nominated or continue to be a member or a Managing Director if he" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That for para (d) of Clause 8 of the Bill, the following be substituted, namely :

(d) is, or at any time has been disqualified for appointment in or dismissed or retired from the service of Pakistan or any Province ;

(The motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That in para (d) of Clause 8 of the Bill, between the words "dismissed" and "from" occurring in line 2, the words "or retired" be inserted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That in para (e) of Clause 8 of the Bill, for the word "twenty-one" occurring in line 1, the word "twenty-five" be substituted.

(On count, the motion was lost)

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ جب سوال put ہو رہا ہو اس وقت کورم کا اعتراض نہیں کیا جا سکتا ۔

Mr. Chairman. The question is :

That after para (f) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (g), namely :

(g) has any pecuniary interest in any Institution administered, controlled by the Board or Corporation or under any obligation of the Board or Corporation.

(On count, the motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That after para (f) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (g), namely :

(g) is a share-holder by himself or through any of his family member's in any Small Industry, Cottage Industry or any other Industry or project undertaken or financed by the Corporation.

(On count, the motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That after proposed para (g) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (h), namely :

(h) has knowingly acquired or continued to hold directly or

indirectly or through a partner any share or interest in any shares in any contract or employment with by or on behalf of Corporation or in any property which in his knowledge is likely to benefit or has benefitted as a result of operation of the Corporation.

(On count, the motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That after proposed para (h) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (i), namely :

(i) has abused his position as Managing Director or nominated member.

(On count, the motion was lost)

Mr. Chairman. The question is :

That after proposed para (i) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (j), namely :

(j) has violated the declaration of fidelity and secrecy provided under section 12.

(On count, the motion was lost)

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair)

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti. The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر ۔ جب question put ہو جائے ۔ اس کے بعد کورم کے متعلق اعتراض کریں ۔

Mr. Speaker. The question is :

That after proposed para (j) of Bill, the following new para be added as para (k), namely :

(k) has absented himself from three consecutive meetings of the Board without the leave of Chairman of the Board.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That after proposed para (k) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (l), namely :

(l) has refused or failed to discharge or becomes incapable of discharging his responsibilities under this Act.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That after proposed para (l) of Clause 8 of the Bill, the following new para be added as para (m), namely :

(m) is or at any time has been convicted of any offence for a term exceeding 6 months rigorous imprisonment.

(On count, the motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 9)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 9 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اس کی تحریک نہیں کرتا کیونکہ اس طرح کی پہلے کلاز پاس ہو چکی ہے ۔

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move No. 69.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move :

That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted, namely :

9. (i) If at any time Government is satisfied that the Managing Director or any of the member of the Board is or has been disqualified under section 8 he may appoint inquiry officer not below the rank of District and Session Judge who shall hold inquiry according to the procedure laid down and with all the power vested under Civil Procedure Code.

(ii) Enquiry Officer appointed under sub-section (i) shall submit the report to the Government within three months and the finding of the officer shall be final and binding upon the Government as well as the Managing Director or the members as the case may be.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted, namely :

9. (i) If at any time Government is satisfied that the Managing

Director or any of the member of the Board is or has been disqualified under section 8 he may appoint inquiry officer not below the rank of District and Sessions Judge who shall hold inquiry according to the procedure laid down with all the power vested under Civil Procedure Code.

(ii) Enquiry Officer appointed under sub-section (i) shall submit the report to the Government within three months and the finding of the officer shall be final and binding upon the Government as well as the Managing Director or the members as the case may.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood to move No. 70 and 72 please. Member not present. Sheikh Aziz Ahmad to move No. 73.

Sheikh Aziz Ahmad. No moving Sir.

Mr. Speaker. Sheikh Aziz Ahmad to move No. 76 please.

Sheikh Aziz Ahmad. Not moving Sir.

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب آپ کی ترمیم نمبر 79 ابھی لے لیتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Ch. Amanullah Lak to move No. 80 – ... Member not present.

Makhdum Hamid-ud-din. Sir, I move :

That in Clause 9 of the Bill, between the comma and the word "by" occurring in line 1, the words and comma "at the advice of the Board", be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 9 of the Bill, between the comma and the word "by" occurring in line 1, the words and comma "at the advice of the Board", be inserted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr Speaker. Makhdum Hamiduddin to move amendment No. 74.

Makhdum Hamid-ud-din. Sir, I move :

That in para (a) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the word "Board" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the word "Board" be substituted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Makhdum Hamiduddin to move amendment No. 75.

Makhdum Hamid-ud-din. Sir, I move :

That in para (b) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1 the word "Board" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (b) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the word "Board" be substituted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Makhdum Hamid-ud-Din to move amendment No. 77 please.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move :

That in para (c) of Clause 9 of the Bill, the words and comma "without the permission in writing of Government", occurring in lines 2-3, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (c) of Clause 9 of the Bill, the words and comma "without the permission in writing of Government", occurring in lines 2-3, be deleted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker Makhdum Hamid-ud-Din to move amendment No. 78 please.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move :

That in para (d) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the words "the Board" be substituted.

Mr Speaker. The amendment moved is :

That in para (d) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the words "the Board" be substituted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Sheikh Aziz Ahmad to move amendment No. 79, please.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I move :

That in para (e) Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 3, the words "the Board" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (e) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 3, the words "the Board" be substituted.

Mr. Speaker. Makhdum Hamiduddin to move amendment No. 81.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move :

That Clause 9 of the Bill, be re-numbered as sub-clause (1) and after sub-clause (1) as so re-numbered, the following new sub-clause (2) of that clause be added, namely :—

(2) If the Managing Director or a nominated member is found liable to be removed under sub-section (1) the Board shall issue him 15 days notice to show cause as to why he should not be removed. After the receipt of his explanation the Board shall make a recommendation to the Government and the decision of the Government shall be final.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That Clause 9 of the Bill, be re-numbered as sub-clause (1) and after sub-clause (1) as so re-numbered, the following new sub-clause (2) of that clause be added, namely :

(2) If the Managing Director or a nominated membe is found liable to be removed under

sub-section (1) the Board shall issue him 15 days notice to show cause as to why he should not be removed. After the receipt of his explanation the Board shall make a recommendation to the Government and the decision of the Government shall be final.

Midister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم کا مقصد انصاف اور قانون کے وہ تقاضے پورا کرنا ہے جو ہر مہذب اور جمہوری معاشرے میں روا رکھے جاتے ہیں اور جن کا روا رکھنا اور جن کا پورا کرانا اور جن کا حصول ہر مہذب اور معزز شہری کے لیے ایک حق تصور کیا جاتا ہے ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ اس کلاز میں گورنمنٹ نے یہ اختیارات تو اپنے پاس رکھے ہیں کہ وہ جس وقت چاہے مینجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن کو برطرف کر سکتی ہے مگر اس کے لیے انھوں نے وہ اصول وہ طریقہ کار ۔ وہ پروسیجر بالکل نظر انداز کر دیا ہے جو انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا کرتا ہے ۔ جس کے تحت کسی کی برطرفی یا کسی کو سزا یا کسی کو condemn کیا جاتا ہے ۔ یہ وہ اصول ہیں جناب والا ۔ جو کسی قانون کے بنانے کے لیے نہ صرف ایک ضروری جزو ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی حقوق کے تحت بھی ہر شہری کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو سنے بغیر ۔ اس کو چارج شیٹ کیے بغیر ۔ اس کے خلاف الزامات لگائے بغیر کسی شخص کو برطرف یا کسی شخص کو معطلی یا کسی کو اس عہدے میں نا اہل قرار دینے کا فیصلہ قطعاً نہیں کیا جا سکتا ۔ تو جناب والا ۔ اس بارے کچھ نہیں کیا گیا اور وہ اختیارات جو انھوں نے اس عہدے کی برطرفی کے لیے اپنے پاس رکھے ہیں اس میں انھوں نے صرف اپنی صوابدید ۔ اپنی discretion اور اپنی خوشنودی طبع کا دخل تو ضرور رکھا ہے ۔ البتہ جہاں تک قانون اور انصاف کا تعلق ہے اس کا کوئی بھی دخل اس میں نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں نے اس میں یہی تجویز کیا ہے کہ کسی کو

برطرف کرنے سے پہلے ۔ کسی کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے اس کے خلاف انکوائری کرا لی جائے اور انکوائری بھی عام نوعیت کی نہیں ۔ اس طریقے کی نہیں جس طرح عام طور پر ہمارے ہاں تکمیلات کے طور پر قانون کے صرف تقاضے پورے کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی جاتی ۔ صرف وہ فائل کا پیٹ بھرنے کے لیے کی جاتی ہے ۔ اور قانون کہتا ہے کہ فلاں شخص کے خلاف کارروائی بغیر انکوائری کے نہیں ہوگی لہذا اپنی مرضی کا کوئی انکوائری افسر مقرر کرکے اس کی تکمیل کر لی اور پھر اسے فارغ کر دیا ۔ اس کے لیے بھی میں نے یہ تجویز کیا ہے جناب والا ۔ کہ اس قسم کی تکمیلی کارروائی کو اور اس قسم کی تکمیلی انکوائری کو بھی روا نہ رکھا جائے بلکہ جس کارپوریشن کی اہمیت کے پیش نظر ۔ اس کی کارکردگی کے پیش نظر اس صوبے پر رحم کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ جب ایک آدمی کو ہم اس کارپوریشن کا ممبر نامزد کر دیں ۔ جب ایک مینجنگ ڈائریکٹر کو اس کارپوریشن کے لیے ہم تعینات کر دیں تو پھر اس کی علیحدگی بھی ہمیں عدالت کے ذریعے اور ایک ایسے انکوائری افسر کے ذریعے عمل میں لانی چاہیے جس کا رتبہ ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے درجے سے کم نہ ہوکیونکہ اس وقت عوام کا اگر کوئی اعتماد ہے ۔ اس وقت کوئی بچا کھچا اعتماد میں سمجھتا ہوں عوام کے ذہنوں میں ہے تو وہ صرف عدلیہ کی طرف سے ہو سکتا ہے ۔ عدلیہ کے ارکان ہی ایسے ہیں جو اس وقت عوام کا اعتماد رکھتے ہیں اس لیے ہر وہ شخص جس کی اہلیت ۔ جس کی نا اہلی ۔ جس کی کرپشن کے متعلق اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے جو بھی رپورٹ ہوگی کہ وہ اس کارپوریشن کا ممبر رہنے کے قابل نہیں ہے ۔ یہ اس کا مینجنگ ڈائریکٹر قائم رہنے کی شکل میں وہ اس کی اہلیت نہیں رکھتا یا وہ اہلیت کھو چکا ہے تو اس کے لیے اس رپورٹ کے بعد کسی کو یہ ضرورت باقی نہیں رہے گی کہ وہ اس پر انگلی اٹھا سکے یا اس میں یہ اعتراض کر سکے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا نا حق ہوا ہے ۔ بلکہ اس کی حیثیت تو ایک عدالتی فیصلے کی ہو جائے گی ۔ اور اس طرح سے جب ایک آدمی کو سکون مل جائے گا اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ بغیر تصور کیے ہوئے ۔ بغیر چارج شیٹ کیے ہوئے ۔ بغیر سنے

ہوئے ۔ بغیر الزامات کے ثابت کیے ہوئے مجھے کوئی بھی طاقت ۔ کوئی بھی حکومت ۔ کوئی بھی فرد نہیں ہٹا سکتا اور نہ ختم کر سکتا ہے ۔ تو یقینی امر ہے کہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے بجائے ارباب اقتدار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ۔ بجائے اس کے کہ ان سے ناجائز مفادات اور ناجائز مراعات حاصل کرنے کے لیے انھیں کے مطابق ہی چلے ۔ وہ پھر اسی قانون کا محتاج ہوگا جو آپ بنا کے دیں گے اسی کا تابع ہوگا ۔ اسی کے مطابق کام کرنا ہوگا ۔ اسے یہ پتا ہوگا کہ اگر میں نے اس قانون پر چلنے کی کوشش کی ۔ اگر میں نے اس قانون کو implement کرنے کی کوشش کی ۔ اگر میں نے قانون کے تقاضوں کو پورا کر دیا ۔ اگر میں نے سال انڈسٹریز کارپوریشن کو کامیاب کر دیا ۔ اگر میں نے عوام کو مطمئن کر دیا کہ کارپوریشن صحیح معنوں میں چل رہی ہے تو میرے خلاف کوئی بھی کارروائی نہیں ہو سکتی اور کوئی بھی مجھے ہٹا نہیں سکتا اور اگر ہم نے یہ تقاضے پورے نہ کیے ۔ اس کے لیے انصاف کے دروازے مسدود کر دیے ۔ اس کے لیے وہ چارہ کار ختم کر دیا جو میں سمجھتا ہوں کہ principles of natural justice کے تحت ہر شخص کا حق ہے ۔ ویسے قانون کے تحت ہر مہذب معاشرے میں ہونے چاہئیں ۔ اس سے اگر اس نے اپنے آپ کو محروم سمجھا تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کارپوریشن ۔ اس کے ارکان ۔ اس کی کارکردگی ۔ اس کی ترویج اور سب سے بڑھ کر اس قانون کا جو آج آپ اس ہاؤس میں پاس کر رہے ہیں حشر کیا ہوگا ۔ کیا آپ پھر توقع رکھ سکتے ہیں ۔ کیا پھر آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے آپ اس ایوان کا قیمتی سرمایہ خرچ کر رہے ہیں ۔ جس مقصد کے لیے آپ یہ بل legislate کر رہے ہیں وہ بل چل سکے گا ؟ میں کہتا ہوں ۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ آپ بہترین آرام دہ گاڑیاں بناتے جائیں ۔ بہترین سے بہترین ڈبے آپ بناتے جائیں ۔ بہترین سے بہترین آپ ٹرک بناتے جائیں ۔ اگر آپ ڈرائیور اچھے نہیں رکھیں گے ۔ اگر ڈرائیور کو سکون قلب میسر نہیں ہوگا اسے یہ اطمینان نہیں ہوگا کہ میرا کام صرف گاڑی چلانا ہے ۔ میں نے نہ اپنے دائیں دیکھنا ہے ۔ میں نے نہ اپنے بائیں دیکھنا ہے ۔ نہ اپنے پیچھے دیکھنا ہے بلکہ میں نے اپنی نظر صرف اور صرف سامنے رکھنی ہے اور میں نے اس گاڑی کو چلا کے لے جانا ہے تو اس گاڑی کو کبھی کوئی حادثہ نہیں پیش آ سکتا ۔ وہ

گاڑی کبھی فیل نہیں ہو سکتی ۔ وہ گاڑی کبھی ناکام نہیں ہو سکتی اور جس گاڑی کے ڈرائیور کو ہر وقت یہ اندیشہ ہو کہ مجھے کسی وقت نیچے اتار دیا جائے گا ۔ کسی وقت میرے ہاتھ مسدود کر دیے جائیں گے ۔ کسی وقت میرے ذہن کو معطل کر دیا جائے گا ۔ کسی وقت مجھے نوکری سے برخواست کر دیا جائے گا ۔ تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ باوجود آپ کی بہترین گاڑی اور بہترین ٹرک وہ گاڑی منزل مقصود پر پہنچے گی ؟ وہ ڈرائیور ہمیشہ گارڈ کی طرف نظر رکھے گا ۔ وہ ڈرائیور ہمیشہ اپنے افسران کی طرف نظر رکھے گا کہ گاڑی جاتی ہے تو جائے ۔ منزل آئے یا نہ آئے ۔ راہ مسدود ہو جاتی ہے تو ہو جائے مگر میری نوکری پکی رہے ۔ میرا روزگار پکا رہے ۔ روزگار اور میری نوکری صرف اس وقت تک پکی رہ سکتی ہے ۔ جب میرے ارباب اختیار میرے اوپر خوش ہوں اور جناب والا ۔ اس وقت حقیقت یہی ہے کہ اس قسم کے قوانین کے باوجود ۔ اس قسم کی ترویج کے باوجود ۔ اس قسم کی ترغیب کے باوجود آج ہر شخص اپنے آپ کو ۔ ہر ملازم اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے ۔ کیونکہ ان کے لیے آپ نے انصاف کے راستے بند کر دیے ہیں ۔ ان کے لیے انصاف کا راستہ آپ نے صرف اپنی چشم کرم رکھ دیا ہے اور یہی کچھ آپ اس قانون میں کر رہے ہیں ۔ یہی صورت حال آپ اسی میں پیدا کر رہے ہیں ۔ جب تک آپ کسی کو سکون قلب نہ دیں گے جب تک آپ کسی کو یہ اطمینان نہ دیں گے کہ تم صرف اپنے کام کے محتاج ہو ۔ تم صرف اپنے قانون کے پابند ہو ۔ تم صرف اپنے قانون کے ماتحت ہو ۔ تم صرف قانون کی خوشنودی کے تحت رہ سکتے ہو ۔ قانون کی خوشنودی ہونے سے کام کر سکتے ہو اور کسی شخص کی آپ کو خوشنودی نہیں چاہیے تو پھر وہ کام کرے گا ۔ اگر یہ چیزیں جناب والا ۔ ہم نے مہیا نہ کیں ۔ یہ سکون ہم نے ان لوگوں کو مہیا نہ کیا ۔ یہ اطمینان اور سکون قلب انہیں عطا نہ کیا اور قانون وہ تقاضے پورے نہ کر سکا جس کے تحت ہم یہ قانون بنا رہے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ آپ کی سال انڈسٹریز کا وہی حشر ہوگا جو پہلے ہوتا رہا ہے ۔ اور اس قانون کے بعد پھر آپ کو ایک نیا قانون لانا پڑے گا ۔ مصیبت تو یہ ہے جناب والا ۔ کہ جب بھی آپ legislation لاتے ہیں جب بھی آپ قانون لاتے ہیں تو ہم آپ کو بروقت کہتے ہیں کہ اس قانون میں یہ خامیاں ہیں اور یہ تقاضے پورے کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ جنرل پرنسپل کے متعلق بھی فرمائیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اسی پر آ رہا ہوں ۔ میرا ترامیم پیش کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اس سے وہ صورت حال پیدا کی جائے جس کے تحت اس کو برطرف کرنے کے لیے انکوائری ہو ۔ باقاعدہ پروسیجر ہو اور صرف اس شکل میں نہ ہو کیونکہ میرا اصل اعتراض یہ ہے کہ حکومت برطرف کر سکتی ہے مگر اس کے لیے پروسیجر کوئی نہیں ۔ وہ پروسیجر میں نے اپنی ترمیم پر lay out کیا ہے اور اسی پر میں آ رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اب بھی ہمارے لیے یہ وقت ہے اور اسی لیے یہ legislation کا طریق کار متعین کیا گیا ہے اور صرف ایک بل بنا کے ہاؤس میں رکھ دینا اور قانون بنانے والوں کو ۔ پروسیجر بنانے والوں کو ۔ اسمبلیوں کے ضابطے بنانے والوں کو اچھی طرح سے یہ علم تھا کہ فیصلے بہر حال اکثریت سے ہوا کرتے ہیں ۔ قانون لازمی وہی پاس ہوگا جو اکثریت پاس کرے گی مگر اس کے باوجود انھوں نے اس قسم کے پروسیجر جمہوریت میں روا رکھے ہیں ۔ اس قسم کے طریق کار رکھے ہیں کہ ایک کلاز ۔ ایک ایک بل ۔ ایک ایک شق تین تین بار vet ہو اور تین تین بار اس ہاؤس میں پیش ہو تاکہ کوئی بھی خامی سامنے آئے ۔ کوئی بھی بنیادی defect اس میں دکھائی دے تو اس کو amend کیا جائے ۔ legislation میں کبھی prestige کو روا نہیں رکھا جاتا ۔ legislation میں ہر دو طرف سے یہی خواہش ہوا کرتی ہے کہ جب قانون بن کے اسمبلی کی چار دیواری کے باہر جائے گا پھر وہ نہ آپ کا قانون کہلائے گا نہ ہمارا قانون کہلائے گا ۔ پھر وہ اس ایوان کا ۔ اس ساری اسمبلی کا قانون بنے گا ۔ اور اس میں ہر شخص نے اپنا اپنا فرض جو بھی ادا کرنا ہے کرے گا ۔

میں یہ آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ از راہ خدا اس قانون کے تقاضے کو پورا کریں انصاف کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھیں اور کسی شخص کے بارے میں بھی آپ کسی فرد واحد کو یہ اختیار نہ دیں کہ وہ اس کی صوابدید کے تابع رہ سکتا ہے ۔ صوابدید کے تابع وہ ملازمت کر سکتا ہے اور اس کی صوابدید پر یہ بٹایا جا سکتا ہے ۔ بلکہ جب تک آپ قانون ۔ انصاف اور عدالتوں

کی بالا دستی قائم نہیں کریں گے آپ کا معاشرہ ۔ آپ کا قانون اور آپ کا یہ موجودہ بل اور انسٹرپز کے قیام کا مقصد کسی بھی حالت میں ۔ کسی بھی صورت میں پورا نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ amendment ایک بنیادی amendment ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے ٹھنڈے دل سے اس amendment پر غور کیا تو لازمی طور پر یہ آپ کے لیے قابل قبول ہوگا ۔

Mr. Speaker. Haji Sahib, this amendment is against a right that has accrued to a person who has been appointed. Under section 8 he is yet to be appointed.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کو برطرف کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیکشن 8 کے ماتحت برطرف نہیں کیا جا رہا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر ایک آدمی 21 سال سے کم ہے اور اس کا پتہ بعد میں لگتا ہے ۔ یا دیوالیہ قرار دیا ہوا ہے بعد میں پتہ لگتا ہے بعد میں ڈگری پیش کی جاتی ہے ۔

He might have been dismissed on the ground that he was insolvent at the time of appointment.

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو پھر ہائی کورٹ میں چیلنج کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہی ہم کہتے ہیں کہ بجائے ہائی کورٹ میں جانے کے وہ تقاضے یہیں پورے کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ removal نہیں ہے ۔ section 8 does not contemplate any removal or dismisal or termination.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ minutely لے لیں ۔ اب تو پیش ہو گئی ہیں ۔ سیکشن 9 کے تحت آ سکتا ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ اس کا تقرر ہوا نہیں تو اس کی disqualification ناقابلیت کیسے آ جائے گی ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب کی ترمیم جو ہے یہ ان کی اپنی ترامیم کے پیش نظر ہے کہ کلاز 8 میں ترامیم منظور ہو جاتیں ۔ اس میں qualifications اور disqualifications آ جاتیں

اور اگر اس کے ماتحت گورنمنٹ satisfied ہے پھر انکوائری آفیسر کا تقرر ہو سکتا تھا ۔ آپ اگر ان ترامیم کو کلاز 8 میں پڑھیں گے تو disqualifica-tions کلاز 9 میں دی گئی ہیں ۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ تمام ترامیم کے ذریعے کلاز 8 میں شامل کر دی جائیں پھر اس کے بعد disqualificaitons ہو ۔ وہ کلاز 8 میں سیکشن 8 کے ماتحت آتی پھر اس کے بعد انکوائری آفیسر مقرر ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کی وہ ترامیم منظور ہو جاتیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جس طرح بل کی introduction کے بعد اعتراض نہیں ہو سکتا ترمیم پیش ہونے کے بعد بھی اعتراض نہیں ہوتا ۔ اس ایوان میں آپ یہ fundamental principle قائم کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو یہ تھا کہ وہ منی بل پر آئین کہتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ منی بل نہیں جب کوئی چیز introduce ہو جائے تو اس کی introduction پر اعتراض نہیں ہو سکتا یہ طے شدہ مسئلہ ہے ۔ ایک ترمیم آئی ہے اس پر پیش ہونے سے پہلے اعتراض کر سکتے تھے اب یہ پیش ہو چکی ہے ۔ اس پر بحث بھی ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ May's Parliamentary Practice میں کافی وضاحت سے لکھا ہے کہ کسی وقت بھی اعتراض ہو سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر آپ یہ رولنگ دے دیں تو یہ ہمارے لیے فائدہ مند ہوگی کہ یہاں بھی اس کو چیلنج کیا جا سکتا ہے ۔ ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ ہمارے لیے مفید ہوگی ۔ میں آپ کی رولنگ کا حوالہ دے رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے لیے یا ان کے لیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں آپ کے فیصلے کے مطابق کہہ رہا ہوں جو پہلے فرما چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا پہلا فیصلہ منگوا لیتے ہیں کہ یہ اعتراض کب ہو سکتا ہے ۔

In the mean while we shall hear Mr. Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ عبوری آئین اور مستقل دستور کے مت قانون کی بالا دستی کو مسلمہ طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو صفائی کا موقع دیے بغیر اور انصاف کے تقاضے پورے کیے بغیر سزا یاب نہیں کیا جا سکتا ۔ قانون کی بالا دستی انصاف کے بنیادی اصولوں پر اور بنیادی حقوق پر ہر ترقی یافتہ اور جمہوری معاشرہ کا جوہر ہوتی ہے ۔ اسی بنیاد پر کسی بھی ملک یا کسی صوبے میں قانون سازی کی جاتی ہے ۔ آج بھی ہم جس دفعہ اور ضمن پر غور کر رہے ہیں وہ ایک شخص کے بنیادی حقوق اور انصاف کے بنیادی تقاضوں سے مخالف ہے ۔ جناب والا ۔ بادشاہت اور آمریت کو بد ترین دور حکومت اور نظام حکومت کہا جاتا ہے لیکن اس میں بھی برطرفی کے سلسلے میں اس قسم کے مطلق العنان اختیارات حکومت یا حکومت کے عہدے داروں کو نہیں دیے جاتے ۔ اس ضمن میں حکومت کو یہ اختیار دیا جا رہا ہے ۔ ایک تحریری حکم کے ذریعے مینجنگ ڈائریکٹر اور کسی نامزد ممبر کو جیسی بھی صورت ہو برطرف کر سکتی ہے اور اس برطرفی کے سلسلے میں کوئی ضابطہ کوئی قاعدہ اور کسی قسم کی قیود عائد نہیں کی گئیں ۔ یہ مطلق العنان اختیارات اور اس آمرانہ اختیار کی تلوار ہمیشہ نامزد ارکان اور مینجنگ ڈائریکٹر کے سر پر لٹکتی رہے گی ۔ حکومت معلوم ہوتا ہے یہ تہیہ کر چکی ہے کہ انتظامیہ کو یا سرکاری ملازمین کو یا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سیکشن 8 تک محدود رہیں سیکشن 9 پر نہ جائیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں سیکشن 9 پر بول رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ آپ ترامیم پڑھیں جو qualifications سیکشن 8 میں دی گئی ہیں ۔ اگر مینجنگ ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر کے خلاف کوئی action لینا ہو تو پھر اس کے لیے یہ ضابطہ ہوگا ۔ یہ ہے آپ کی ترمیم ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اصل ضمن کو پڑھ دیتا ہوں ۔

Mr. Speaker. But you are not opposing the clause. You are speaking on your amendment.

سید تابش الوری ۔ میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس میں مطلق العنان اختیار دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس طرح نہیں ۔ آپ کی ترمیم یہ ہے ۔ آپ نے سیکشن 9 کو ہاتھ نہیں لگایا ۔ آپ نے سیکشن 9 میں ایک کلاز زائد کی ہے کہ اگر سیکشن 8 کے ماتحت کسی کو نکالا جانا ہو تو یہ ضابطہ ہے ۔

Restrict yourself to section 8.

سید تابش الوری ۔ نہیں جناب ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ضمن 9 کی بجائے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی ترمیم اس طرح سے ہے ۔

> If at any time Government is satisfied that the Managing Director or any of the members of the Board is or has been disqualified under section 8 he may appoint inquiry officer .....

It refers to the restricted disqualifications under section 8.

سید تابش الوری ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ مگر اس میں ضمن 9 بھی آتی ہے ۔ کیونکہ میں نے پورے ضمن 9 کو substitute کیا ہے ۔ اس لیے جب تک میں ضمن 9 کو نہیں بتاؤں گا اس وقت تک مطلب واضح نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ ضمن 9 میں disqualifications کے لیے ضابطہ مقرر کیا جائے تو ان دونوں کو آپ کیسے ملا رہے ہیں ۔

This is not your amendment. Your amendment is not that if a man is disqualified or likely to be disqualified on the grounds contained in Section 9, there should be an Inquiry Officer with the powers of the District Judge.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری یہی ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ نہیں ہے ۔ آپ نے تو کہا ہے جس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ اگر ضمن 9 کی disqualifications ہوں تو ان کو disqualifications نہیں سمجھنا چاہیے ۔ This is what you have said.

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ ان کی برطرفی کا بھی اختیار ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمن 8 کے ملحقت ہے اور آپ نے اس کو محدود کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ضمن 9 کی برطرفی کو تو چھو ہی نہیں رہے ۔

You have substituted it what you want to be ignored.

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں ضمن 9 کو substitute تو کر رہا ہوں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ضمن 9 ختم کر دی جائے اور اس کی جگہ یہ رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی جگہ یہ رکھ دیا جائے کہ اس ضمن میں جو ڈس کوالیفیکیشنز ہیں یہ پروسیجر ان کے لیے ہے ۔ یہ ضمن 9 کی ڈس کوالیفیکیشنز کے لیے نہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جب تک میں ضمن 9 کے خلاف کچھ نہیں کہوں گا تب تک میں اسے substitute کیسے کرا سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ تو یہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی ضابطہ اختیار نہیں کیا گیا ۔ تو آپ نے بھی کوئی ضابطہ اس میں نہیں دیا کہ اگر ضمن 9 کی ڈس کوالیفیکیشنز ہوئی ہوں تو یہ کس طرح کی جائیں ۔ اس کے متعلق آپ نے بھی تو کچھ نہیں بتایا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ ہم نے کہا ہے کہ اس میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے کم مرتبے کا آدمی انکوائری نہ کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ سیشن جج کی ڈس کوالیفیکیشنز ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پڑھیں ۔ آپ چاہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مقرر ہو ۔ جب ضمن 8 کی ڈس کوالیفیکیشنز کا کوئی شخص انکار کرتا ہے ۔

سید تابش الوری - بجا ہے -

مسٹر سپیکر - جب ضمن 9 میں دی ہوئی ڈس کوالیفیکیشنز کا کوئی شخص انکار کرتا ہے تو اسے تو آپ نے چھوا ہی نہیں - آپ تو کہتے ہیں کہ اس پورے ضمن کو substitute کر دیا جائے - گویا کہ یہ اس کلاز کا حصہ ہی نہ ہو -

سید تابش الوری - جناب والا - ضمن 9 کے دو حصے ہیں - ایک یہ ہے کہ حکومت اسے برطرف کر سکتی ہے اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ کن وجوہات کی بنا پر کر سکتی ہے - ہم نے کہا ہے کہ ان وجوہات کو ضمن 8 کے تحت لیا جائے لیکن جو برطرفی ہے - - - - -

مسٹر سپیکر - میں آپ کو تفصیلات میں الجھانا نہیں چاہتا - مگر وہ آپ نہیں کر سکتے آپ نے تو یہ کہا ہے کہ ضمن 9 کو حذف کر دیا جائے اور اس کی جگہ یہ ضمن یوں پڑھی جائے اور اس میں آپ نے کہا ہے کہ ضمن 8 کے تحت جو ڈس کوالیفیکیشنز ہیں ان کے لیے یہ ضابطہ ہے - اگر تو آپ کی یہ دلیل ہو کہ ضمن 9 کی جو ڈس کوالیفیکیشنز ہیں یہ کوئی ڈس کوالیفیکیشنز نہیں ہونی چاہئیں تو پھر آپ کی تقریر غیر متعلقہ ہو جائے گی - لیکن اگر آپ کی دلیل یہ ہو کہ ضمن 9 کی جو ڈس کوالیفیکیشنز ہیں ان کے لیے یہ ضابطہ اختیار کیا جائے تو یہ آپ کی ترمیم نہیں ہے -

سید تابش الوری - جناب والا - جیسے کہ پہلے وضاحت کی جا چکی ہے اور ہم اسے منظور بھی کر چکے ہیں کہ یہ جو ہماری ترمیم ہے یہ ضمن 8 کی ترمیم کے نتیجے میں ہے -

مسٹر سپیکر - مگر یہاں جو الفاظ ہیں ان سے تو باہر آپ نہیں جا سکتے -

سید تابش الوری - تو جناب - اسی لیے میں اپنی اس ترمیم کے سلسلے میں آپ کے ارشادات کے مطابق نہایت اختصار سے وہی بات کرنے والا تھا جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے - تو میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ کسی بھی شخص کو ملازمت سے یا اس کے منصب سے علیحدہ کرنے کے سلسلے میں جو بھی بنیادی اصول مرتب کیے جاتے ہیں ان میں صفائی کا حق بھی دیا جاتا ہے اور اس کی برطرفی کا اختیار ایسے شخص کو دیا جاتا ہے جس کی دیانت - امانت اور جس کی غیر جانبداری پر کسی کو شبہ نہ ہو -

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو پھر کلاز پر شروع ہو گئے ہیں ۔ یہ کلاز پر بحث نہیں ہو رہی ہے ۔ جب آپ اس کلاز کی مخالفت کریں گے تو اس مرحلہ پر آپ اس کلاز پر بحث کریں گے ۔ ابھی تو آپ اپنی ترمیم پر بحث کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ڈس کوالیفیکیشنز کے سلسلے میں اختیار ایسے شخص کو دیا جائے جو غیر جانبدار ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب آپ نے کلاز 9 میں کوئی اختیار دیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ تو جناب میں اپنی ترمیم پر کیا کہوں ۔ آپ ذرا یہ ارشاد فرمائیں ۔ میں تو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں جو اختیار میں چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کلاز 9 میں تو انھوں نے نکالا ہی نہیں ہے ۔ آپ چاہتے ہیں کہ کلاز 9 میں نکالا جائے اور اس طرح نکالا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ کلاز 8 کے تحت جو ڈس کوالیفیکیشنز ہوں مثلاً ضمن 8 میں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری رائے میں اس میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں ہونی چاہیے ۔ کیا تقریر کرنی ضروری ہے ؟ بہر حال یہ آپ کی صوابدید ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میں تقریر نہیں کرنی چاہتا ہوں ۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اب تک تو میں اپنی تقریر ختم بھی کر چکا ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ مجھے تقریر میں کوئی اعتراض نہیں ہوتا جب تک یہ متعلقہ ہو ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے کبھی نہیں روکا ۔ جہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ کام تیزی سے ہو وہاں ہم یہ بھی چاہتے ہیں اور اس میں سب کا مشترکہ مفاد ہے کہ مناسب اور معقول طریقے سے بحث ہو ۔ اس لیے میں بحث سے نہیں روک رہا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ بجا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ ہم کسی شخص کی نا اہلی کا فیصلہ کرتے وقت کسی ایسے شخص کو اختیارات تفویض کریں جو حکومت کی نظر میں بھی اور ملازمین کی نظر میں بھی غیر جانبدار ۔ ایماندار اور اپنے اخلاص عمل

کے اعتبار سے ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا تر ہو ۔ اس سلسلے میں ہماری ترمیم یہ ہے کہ جو تحقیقاتی افسر ضمن 8 کے تحت ڈس کوالیفیکیشنز کے سلسلے میں فیصلہ کرے وہ شیشن جج کی سطح کا آدمی ہونا چاہیے ۔ چنانچہ اس طور پر ہم نے یہ دیکھا ہے کہ حکومت اور بعض خود مختار اداروں میں محض ذاتیات کی بنیاد پر یا عہدوں کے حسد کی بنیاد پر بعض افراد کے خلاف یکطرفہ کارروائی کی جاتی ہے اور اسکے نتیجے میں وہ آدمی اپنی صفائی سے محروم ہو کر ۔ اپنے بنیادی حق سے محروم کر ۔ ایک عجیب قسم کی بد دلی کا شکار ہو کر پورے معاشرے کو متاثر کرتا ہے ۔ اسلئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج جب یہ اہم ترین قانون سازی ہو رہی ہے تو اس میں کسی شخص کو ڈس کوالیفائی کرنے کیلئے ایک آمرانہ اختیار حکومت کے سپرد نہ کیا جائے بلکہ شیشن جج کے مرتبے کا ایک آدمی مقرر کیا جائے جو ان تمام امور کو ۔ ان تمام عوامل کو جو کسی شخص کی ڈس کوالیفیکیشن کیلئے ضروری ہوتے ہیں زیر غور لا کر فیصلہ کرے اور ہم نے یہ کہا ہے کہ اس کا فیصلہ حتمی ہوگا تاکہ اس سلسلے میں جو لمبی مقدمے بازی یا اپیلیں ہوتی ہیں انکا بھی قلع قمع کیا جاسکے ۔ جہاں ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں یقینی طور پر بد عنوان افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے ۔ نا اہل لوگوں کے خلاف یقینی طور پر موثر اقدامات کئے جائیں وہاں اسکے ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ایسے انصاف کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کا موقع بھی دیا جائے ۔

جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اگر حکومت کی خوشنودی مزاج پر منصب کی اہلیت یا نا اہلیت کو چھوڑ دیا گیا تو اس معاشرے میں جو پہلے ہی بہت سی جانبداریوں اور نا انصافیوں سے مجروح ہے اس کے اتنے زخم ہو جائینگے کہ پھر پورا معاشرہ ہی تحلیل ہو کر رہ جائیگا ۔ تو میں آپکے توسط سے نہایت درد مندانہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو سامنے رکھ کر قانون سازی نہ کریں یا آج کے حالات یا آج کے حکمرانوں کو سامنے رکھ کر یہ قانون سازی نہ کریں کیونکہ قانون سازی ہر دور کیلئے ہوتی ہے اور آنے والی نسلیں بھی اس سے متاثر ہوتی ہیں ۔ اسلئے اگر آج آپ نے ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیا اور اہلیت کے سلسلے میں کسی ایسے ذمہ دار شخص کو جج بنا دیا جس پر سارے معاشرے کو اعتماد ہو ۔ ملازمین کو

اعتماد ہو تو پھر اس سلسلے میں جو حقیقی صورتحال ہے وہ ہمارے سامنے بھی ہوگی کہ لوگ یکسوئی کے ساتھ ۔ ایمانداری کے ساتھ اپنے کام میں مگن ہو کر کارپوریشن کی خدمت کر سکیں اور اگر ان کے سر پر مطلق العنان اختیار کی تلوار لٹکتی رہی اور انکے لئے نہ کوئی معیار متعین ہوا اور نہ انکی اہلیت کے سلسلے میں کوئی قیود عائد ہوئیں تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگ کبھی ملازم ہو کر رہ جائینگے اور انکی تقرری اور تنزلی اور انکی برطرفی کا اختیار صرف فرد واحد یا حکومت کے ہاتھ میں چلے جانے سے انکا حال اور مستقبل تاریک ہو کر رہ جائیگا ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں آپ سے اور آپکے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری ترمیم کو قبول کرکے انصاف کے فطری تقاضوں کو پورا کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم حمید الدین

مخدوم حمید الدین : جناب سپیکر ۔ اس سے پیشتر میرے دو دوستوں نے اس کلاز کی مضمرات پر بڑی شرح و بست کے ساتھ بحث کی ہے اور اس کی تشریح و توضیح کی ہے ، تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی تائید مزید کے طور پر مختصراً یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ میں اس سے قبل بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ مسودہ قانون ایک آمرانہ مسودہ قانون ہے اور اگر بغور دیکھا جائے اور پورے تجسس اور پوری یک نگاہوں سے اگر آپ توجہ فرمائیں تو آپ میرے ساتھ متفق ہوں گے کہ جہاں تک کلاز کا تعلق ہے ، یہ حکومت کی طرف سے نافذ کردہ اس آمریت کا مرکزی نقطہ اس کی روح اور اس کی آئینہ دار ہے ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے ، اگر منیجنگ ڈائرکٹر ہو ، یا اس نوعیت کے دوسرے کارکنان ہوں ، جب ان عزل و نصب حکومت کی چشم و ابرو پہ منحصر ہو تو پھر آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ وہ کس طرح پوری دیانت کے ساتھ اور پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے سکیں گے ۔ جناب والا ۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے تشدد یا اس قسم کے پیش نظر ایک فرد واحد یا مخصوص اور مختصر سے کارکنان کیسے حکومت سے متحرک ہو سکتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ان کو ان کے ہر حکم کی چاہے وہ غیر منصفانہ بھی کیوں نہ ہو تعمیل کرنی ہو گی ۔

جناب والا ۔ اس کلاز میں حکومت کو یہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ اگر in the opinion of the govrment آپ اندازہ فرمائیں کہ یہاں بھی کوئی ایسا معیار مقرر نہیں کیا جا رہا ۔اگر حکومت اپنے پاس اس قسم کا اختیار رکھنا چاہتی ہے تو پھر کم سے کم اپنے اس حق یا اپنے اختیار کو استعمال کرنے کے لیے کوئی معیار متعین کرنا چاہیے کہ اگر وہ رولز کے خلاف کرتی ہے ، سابقہ پروسیڈنگز کے خلاف کرتی ہے ، کوئی ریگولیشنز جو ہیں ، اس کا کنڈکٹ ان کے خلاف ہے تو ظاہر ہے کہ حکومت اس بات کا فیصلہ کرے کہ اس کا کنڈکٹ ان رولز کے ، ان روایات کے خلاف ہے ۔ لہذا ہم اس کو مسترد کرتے ہیں اور ہم اس کو خارج کرتے ہیں ۔ لیکن یہاں یہ مندرج ہے کہ in the opinion of the govrnment اب یہ بات قابل فہم نہیں رہی کہ اس رائے کو سہارا دینے کے کون سے گراونڈز ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس طور سے آپ کلاز ''ی'' مہ دیکھیں ۔ وہاں بھی opinion of the govrnmet ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے اور ہمارے دیگر دوستوں نے یہ ترامیم اس لیے پیش کی ہیں تاکہ سال انڈسٹریز کارپوریشن کا مجموعی مزاج ، بلکہ اس کی عزت نفس کو محفوظ و مامون رکھا جا سکے ۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ اس کی خود مختاری اور اس کے مخصوص کردار اور اس مخصوص ذہن کو ، اس کے تصورات کو ، اس کی روایات کو محفوظ رکھنے کے لیے اگر وہ ہماری ان گزارشات کو پذیرائی بخشیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی طرف سے ایک نہایت ہی مخلصانہ فریضہ ادا کیا جا رہا ہوگا ۔

جناب والا ۔ یہ ترمیمات خود مختار اداروں کی سابقہ تاریخ اور ان کی مجموعی کارکردگی کے پیش نظر تجویز کی گئی ہیں ۔ جیسا کہ ہم سب پہ عیاں ہے ، ان اداروں پہ موثر قانونی چیک نہ ہونے کی وجہ سے ان اداروں کی کارکردگی خاصی غیر تسلی بخش رہی ہے ۔ اسی جذبے اور اسی رائے کے پیش نظر اپوزیشن کی طرف سے بہت سے دوستوں نے اپنے تجربے کی بنا پر بہت سی ترمیمات پیش کی ہیں ۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ان میں سے بعض تو نہایت ہی باوقار اور پرروایت قسم کی ترمیمات میرے دوستوں نے پیش کی ہیں ، مگر ان میں سے کسی ایک کو بھی حکومت کی طرف سے پذیرائی حاصل نہیں ہوئی ۔

جناب والا ۔ کوشش تمام تر یہی رہی ہے کہ کسی طور سے بھی صورت حال کو بہتر بنایا جا سکے ۔ مگر اس کے برعکس آپ اندازہ فرمائیں کہ پچھلی نشستوں میں کلاز 6 کے تابع منیجنگ ڈائرکٹر کو یہ اختیار دیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس لیے پھر اس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ یہاں ترمیم نمبر 77 میں اس کو پھر پیرا (سی) سب سیکشن (1) میں کسی آدمی کو مسترد اور اسے اپنے آفس سے ہٹایا جا سکتا ہے اگر اس نے جانتے ہوئے اس قسم کے حصص رکھے ہوئے ہیں اور اس نے حکومت سے اجازت نہیں لی ۔ گویا اگر حکومت اس کو تحریراً اجازت دے دے تو پھر وہ رکھ سکتا ہے تو حکومت اس اقدام سے اس کو regularize کر سکتی ہے بشرطیکہ اس نے حکومت کو درخواست دی ہو ۔ اس تعلق کے ساتھ میں عرض کر رہا ہوں ۔ پچھلی پرووِژن 6 میں حکومت نے منیجنگ ڈائرکٹر کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر سابقہ طور پر کسی ایسی کمیٹی کے پاس اس کے حصص موجود ہیں جو کہ موجودہ سال کارپوریشن کی borrower ہو تو وہ بھی حصے وہ رکھ سکتا ہے اگر تقرری کے بعد وہ کسی borrower سے حصص خریدنا چاہے تو وہ بھی خرید کر سکتا ہے باوجود اس کے کہ اس کا تقرر بحیثیت منیجنگ ڈائرکٹر کے ہو چکا ہے ، بشرطیکہ وہ اس بات کی اجازت حکومت سے تحریراً حاصل کر لے ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بات نہایت ہی مذموم ہے اور یہ وہ ذہن ہے جو ان اداروں کی کارکردگی کو مذموم حد تک داغ دار کر رہا ہے اور ان کو نتیجتاً غیر نفع بخش اور غیر فعال بنا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس ذہن اس آمریت اور اس روایت کو ختم کرنے کے لیے میں نے یہ ترمیمات پیش کی ہیں تاکہ مجموعی طور پر اس کارپوریشن کی فضیلت اور اس کی عظمت اور اس کی عزت نفس کو محفوظ کیا جا سکے ، بلکہ اسے توانائی بخشی جا سکے ۔

آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ ایک اور امنڈمنٹ بھی نمبر 81 جو میں نے پیش کی ہے ، اس کی عظمت بھی یہ ہے ، جس قسم کا ایکشن اس کارپوریشن کے کارکنان کے خلاف کرنا مطلوب ہے تو حکومت بے شک وہ ایکشن لے ، مگر اس کے لیے ایک تو کوئی معیار متعین کرے اور معیار کے بعد پھر اس کو try کرے اور دوسرا یہ ہے کہ جبکہ ایک ایگزیکٹو باڈی اس کارپوریشن کی موجود ہے جو مقابلہ حکومت کے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ

یا کسی اور ایڈوائزر کی کارکردگی ، اس کی کارگزاری سے زیادہ مقابلتاً واقف ہے وہ اس کا بورڈ ہو سکتا ہے ۔ تو پہلی میری تجویز یہ تھی کہ ایک معیار مقرر ہو ، اس کے مطابق اس کے conduct کو determine کیا جائے اور دوسرا یہ ہے کہ وہ جو کارپوریشن کا بورڈ ہے ، جو ایگزیکٹو ادارہ ہے کوئی کام کرنا مطلوب ہو ، کوئی ایسا disciplinary action لینا مطلوب ہو ، تو اس کی advice پہ لیا جائے اور بورڈ کے لیے بھی میں نے یہ عرض کیا ہے کہ بورڈ کے لیے بھی اس کارکن اس ملازم کو پندرہ دن کا نوٹس دینا ہو گا ۔ اگر وہ اس نوٹس کے جواب میں بورڈ کو مطمن نہ کر سکے ، تو پھر وہ بورڈ اپنی عدم اطمینان کی کیفیت یا اپنی جو رائے ہو ، جو وہ سمجھے وہ گورنمنٹ کو بھیج سکتا ہے اور حکومت پھر بورڈ کی اس رائے ان رولز اور اس معیار جو میں نے متعین کرنے کے لئے کہا ہے ، اس معیار اور بورڈ کی رائے کی روشنی میں کسی بھی کارکن کے خلاف یا اس کے حق میں کوئی اقدام کر سکتی ہے ۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : شیخ عزیز احمد ۔

قرارداد

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی ترامیم کو لیے ہوئے تیس منٹ ہوئے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ نہایت مختصر سی ہے اگر اجازت ہو تو پیش کر دوں ۔ میں نے لاء منسٹر صاحب سے مشورہ کر لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اسے پیش کریں ۔

بھارت کے غیر انسانی سلوک کی وجہ سے پاکستانی جنگی قیدیوں کی شہادت

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ آج کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی
ہے کہ پاکستان کے نہتے اور مظلوم

بھارت کے قیدی کیمپ میں مزید تین
پاکستانی جنگی قیدیوں کو شہید کر دیا
گیا ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان
بھارت کے سنگدلانہ اور غیر انسانی سلوک
کی شدید مذمت کرتا ہے اور گہرے رنج و
الم کا اظہار کرتا ہے اور عالمی ضمیر سے
اپیل کرتا ہے کہ بھارت میں پاکستانی
جنگی قیدیوں کی رہائی کے لیے بھارت پر
اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے پاکستانی
قیدیوں کی رہائی کا اہتمام کرے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ایک ایسی قرارداد ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ تمام فاضل اراکین متفقہ طور پر پاس کرنے کے حق میں ہیں اور کوئی بھی آنکھ پاکستان میں ایسی نہ ہوگی جو اس سانحے پر پرنم نہ ہوئی ہو ۔ تو میں مزید یہ بھی عرض کرتا چاہتا ہوں کہ ان شہدا کے لیے یہ ایوان دعائے مغفرت کرے تاکہ ان کی روح کو ثواب پہنچایا جا سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ آج کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی
ہے کہ پاکستان کے نہتے اور مظلوم
بھارت کے قیدی کیمپ میں مزید تین
پاکستانی جنگی قیدیوں کو شہید کر دیا
گیا ہے ۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان
بھارت کے سنگدلانہ اور غیر انسانی سلوک
کی شدید مذمت کرتا ہے اور گہرے
رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور عالمی
ضمیر سے اپیل کرتا ہے کہ بھارت میں
پاکستانی جنگی قیدیوں کی رہائی کے لیے
بھارت پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے

پاکستانی قیدیوں کی رہائی کا اہتمام کرے ۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ یہ قرارداد بالاتفاق رائے منظور ہوئی ۔ اب خدائے ذوالجلال کے حضور دعا کریں ۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن مصدرہ 1973ء

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر ۔ شیخ عزیز احمد ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم کا مقصد صرف اتنا تھا کہ (e) میں جہاں کوئی ممبر بورڈ کی تین متواتر میٹنگوں میں غیرحاضر رہے تو وہ اس کی disqualification ۔ "without the leave of government" ہوگی ۔ تو گورنمنٹ کی بجائے بورڈ کا لفظ substitute کرنے کی امنڈمنٹ ہے اور یہ ایک میرا خیال ہے ٹیکنیکل امنڈمنٹ ہے ۔ اس میں کوئی اتنی لمبی چوڑی بات نہیں ہے کہ جو نا منظور ہو سکے ۔ جہاں تک مخدوم حمید الدین صاحب کے اعتراضات کا تعلق ہے تو میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ کلاز 9 کی "سی" سے 6 کی پروپزن "ای" کو distinct کرتے تو کبھی وہ اعتراض نہ کرتے جو انہوں نے کیا ہے ۔ اسی طرح سے اگر وہ "opinion of the government" کو کلاز 12 تک پڑھ لیتے تو پھر شائد ان کو امنڈمنٹ دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی ۔

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted, namely :—

9. (i) If at any time Government is satisfied that the Managing

Director or any of the member of the Board is or has been disqualified under section 8 he may appoint inquiry officer not below the rank of District and Sessions Judge who shall hold inquiry according to the procedure laid down and with all the power vested under Civil Procedure Code.

(ii) Enquiry Officer appointed under sub-section (i) shall submit the report to the Government within three months and the finding of the officer shall be final and binding upon the Government as well as the Managing Director or the members as the case may be.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 9 of the Bill, between the comma and the word "by" occurring in line 1, the words and comma "at the advice of the Board," be inserted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. Amendment No. 72 lapses as the mover is not present. Amendment No. 73 not moved.

The question is :

That in para (a) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 2, the word "Board" be substituted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (b) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line. 1, the word "Board" be substituted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. Amendment No. 76 not moved.

The question is :

That in para (c) of Clause 9 of the Bill, the words and comma "without the permission in writing of Government," occurring in lines 2-3, be deleted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (d) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 1, the words "the Board" be substituted.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (e) of Clause 9 of the Bill, for the word "Government" occurring in line 3, the words "the Board" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Amendment No. 80 not moved.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 9 of the Bill, be renumbered as sub-clause (1) and after sub-clause (1) as so re-

numbered, the following new sub-clause (2) of that clause be added, namely :—

(2) If the Managing Director or a nominated member is found liable to be removed under sub-section (1) the Board shall issue him 15 days notice to show cause as to why he should not be removed. After the receipt of his explanation the Board shall make a recommendation to the Government and the decision of the Government shall be final.

(On count, the motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 9, as amended, forms part of the Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I oppose it.

تحریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور کی تحریک التوا نمبر 109 ملک حاکمین خان کی مصروفیت کے باعث پہلے پیش نہیں کی جا سکی ۔ اب وہ تشریف لے آئے ہیں اور وہ پیش کی جا رہی ہے ۔

لاہور کے مختلف علاقوں میں ناقص آٹا کی فروختگی

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

"مساوات" مورخہ 9 جولائی 1973ء کی خبر کے مطابق فوڈ انسپیکٹر ہزاروں روپیہ رشوت لے کر ڈپو ہولڈروں سے ساز باز کر کے شہروں کو ناقص آٹا جو کہ انسانی خوراک کے قابل نہیں ہے فروخت کر رہے ہیں جس سے وسن پورہ مصری شاہ ۔ شاد باغ ۔ مکھن پورہ اور فیض باغ کے عوام سخت پریشان ہیں اور ان میں شدید اضطراب و احتجاج پایا جاتا ہے ۔ اس علاقہ میں ڈپوؤں پر پائے جانے والے آٹا کا نمونہ اور پکی ہوئی روٹی اس تحریک التوائے کار کے ساتھ شامل کر رہا ہوں ۔

وزیر خوراک (ملک حاکمین) ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ہم نے Enforcement Team لگا رکھی ہیں جو کہ چھاپے مار رہی ہیں اور اگر کوئی ایسی بات ان کے نوٹس میں لائی جائے تو اس سلسلے میں فوری کارروائی ہو رہی ہے اور کافی ایسے cases پکڑے گئے ہیں ۔ ان میں اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہو تو اس کے متعلق فوری طور پر ایکشن ہوگا ۔ ان کو باقاعدہ طور پر جرمانے کیے جا رہے ہیں اور ان کو سزائیں مل رہی ہیں ۔ باقی اس تحریک التوا کے متعلق میں ہاؤس کے سامنے فاضل رکن کی موجودگی میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ آج ہی میں انکوائری کا حکم دیتا ہوں ۔ اگر کسی بد دیانت آدمی کے خلاف خواہ وہ کسی طبقے کا ہو ، خواہ وہ سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو ، اگر اس سلسلے میں کوئی ایسی بات ثابت ہوئی تو اس کا محاسبہ کیا جائے گا اور سخت سے سخت سزا دی جائے گی ۔ ایسی سازشیں برداشت نہیں کی جائیں گی اور وہ کام جس میں حکومت کی بدنامی ہو یا کوئی ایسی چیزیں پیدا کرے یا کوئی ایسی ہیر پھیر کرنے کی کوشش کرے تو میں جناب والا ۔ ہاؤس کے سامنے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم اس قسم کی بد دیانتی ہرگز برداشت نہیں کریں گے ۔ ہم ایسی سزا بھی مقرر کرنے والے ہیں کہ اگر اس قسم کی حرکات ہوئیں تو اس سے سختی سے نپٹیں گے ۔ میں اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کا تعاون بھی اس سلسلے میں ضروری ہے اور میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ جو میں نے تحقیقات کا حکم جاری کیا ہے اس کی نسبت میں بتاؤں گا کہ اس پر کیا عمل درآمد ہوا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. In view of the assurance given by the Minister, the motion is not pressed.

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مجریہ 1973ء

(بحث جاری)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیشہ وہی قانون اچھا قانون کہلایا جا سکتا ہے جو قانون با اختیار ہو ۔ ہمارے ہاں اکثر قوانین ایسے بنائے جاتے ہیں کہ خود قانون بے بس ہوتا ہے وہ افراد کی نظر کرم کا محتاج ہوتا ہے ۔ یہی حال کلاز 8 و 9 میں بھی روا رکھا گیا ہے کہ بجائے اس کے کہ قانون کی بالا دستی کو تسلیم کیا جاتا اور قانون ہی کو خود مختار بنایا جاتا اس میں بھی جناب والا ۔ یہ لکھ دیا گیا کہ باوجود اس امر کے ایک مینجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن وہ تمام تر disqualification جو 8 میں درج ہیں یا جو بعد میں 9 میں دی گئی ہیں اور ان تصریحات کے بعد جو اس میں پیدا ہو جائیں تو اس کے باوجود بھی اگر حکومت چاہے تو اس آدمی کو اس کی تمام نا اہلیوں کے ، باوجود ان تمام بد دیانتوں کے باوجود ، ان تمام پابندیوں کے باوجود اور ان تمام قیود کی بجائے اگر وہ چاہے تو وہ اس کو نظر انداز کر سکتی ہے اور وہ بدستور مینجنگ ڈائریکٹر رہ سکتا ہے اور وہ بدستور ممبر رہ سکتا ہے اور اگر جناب والا ۔ اس پر عمل درآمد چاہے تو پھر وہ ان تمام پابندیوں ، ان تمام disqualifications پر عمل پیرا ہو سکتی ہے ۔ یہ جناب والا میں اپنی طرف سے عرض نہیں کر رہا بلکہ یہ کلاز میں 9 میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت ایک تحریری حکم کے ذریعے مینجنگ ڈائریکٹر یا کسی نامزد رکن کو جیسی بھی صورت ہو بر طرف کر سکتی ہے اگر وہ ان چیزوں کا ارتکاب کرے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جب ہم یہ disqualifications مسلم کر چکے ہیں کہ ایک آدمی جو اکیس سال سے کم ہو ، ایک آدمی جو insolvent قرار دیا گیا ہو ۔ دیوالیہ ہو جائے ، پاگل ہو جائے ، فاتر العقل

ہو جائے ، جس نے کوئی مالی منفعت حاصل کی ہو یا جس نے راز داری کو ٹھیس پہنچائی ہو ، جس نے اس کاروبار میں یا کارپوریشن کی کارکردگی کو نقصان پہنچایا ہو جس نے بد دیانتی کی ہو تو پھر اس کے باوجود اگر ایسا آدمی پایا جائے اگر ایسے آدمی کے متعلق وہ disqualification ثابت ہو جائیں تو پھر discrertion اس امر کی ہے کہ حکومت اسے برطرف کر سکتی ہے ۔ یہی نہیں بلکہ اصل چیز یہ ہوتی ہے اور قانون کے تقاضے یہ ہوتے ہیں اس میں پھر mandate کیا جاتا ہے کہ وہ شخص جو ان خرابیوں کا مرتکب ہوگا جس میں یہ disqualrfication پائی جائیں گی جو ان disqualifieation کا حامل ہو جائے گا تو اس کو برطرف کر دیا جائے گا ۔ اس سے فائدہ یہ پہنچتا ہے ۔ جناب والا ۔ کہ پھر وہ قانون افراد کی نظر کرم کا محتاج بن کر نہیں رہ جاتا اور ان کی discretion پر نہیں رہ جاتا ۔ ان کی منشا پر نہیں چلا کرتا کہ گورنمنٹ چاہے تو باوجود ان تمام چیزوں کے اس کو برطرف کرے اگر وہ نہ چاہے تو اس کو برطرف نہ کرے ۔ پھر آپ قانون کا کوئی دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتے ۔ ایک آدمی کے متعلق اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کارپوریشن سے مالی منفعت حاصل کی یا اس نے کارپوریشن کو نقصان پہنچایا ہے یا اس نے کارپوریشن میں دی گئی دفعہ 12 کے تحت اٹھائے ہوئے حلف کی خلاف ورزی کی ہے ۔ اس کے رازوں کو افشا کیا ہے اور اس نے کوئی corruption پیدا کی ہے اور اس کے بعد اس کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ اس بد دیانت آدمی کو اس غلط کار آدمی کو اس کارپوریشن کا نہ تو رکن رہنے دیا جائے اور نہ وہ مینجنگ ڈائریکٹر رہے تو آپ عدالت کی بجائے صرف حکومت کے کسی وزیر کو درخواست دیں اور اگر وہ جناب والا ۔ اس وزیر کا پروردہ ہے ۔ اس کی نظر کرم اس شخص پر ہے تو وہ اس کی مرضی ہے اور اس کے بعد اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ اگر وہ صاحب بہادر اگر وہ منسٹر یا وہ وزیر مکرم صاحب چاہیں کہ باوجود ان خرابیوں کے بھی وہ رہ جائے تو اس کا جناب والا ۔ ازالہ ہو سکتا کہ دوسرا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہو کیونکہ قانون کہتا ہے ۔ قانون نے یہ نہیں کہا یہ disqualifitions ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی جناب والا ۔ کہ جب تمام قوانین اس قسم کے نہیں اور تمام قوانین ایسے discretionary ہوں ۔ تو پھر انصاف کی کیسے توقع کی جا سکتی ہے ۔

یہ قانون بھی اسی پیرائے پر چل رہا ہے ۔ آپ خود ایک ماہر قانون دان اور ممتاز قانون دان ہیں ۔ آپ ہی فرمائیں کہ کیا کبھی قانون ایسا لچکدار پہلے بھی بنا تھا یا ایسے قوانین اب بنائے جا رہے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر ادارے کا قانون ہے ۔ ہر ادارے کے لیے ضابطے بنائے گئے ہیں اور آئین میں بھی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس ایوان کے رکن کے لئے بھی qualifications اور disqualifications ہیں ۔ ضابطے میں بھی درج ہیں ۔ رولز اور آئین میں بھی درج ہیں ۔ کچھ mandates کئے ہیں کہ یہ یہ disqualifications اگر ہونگی تو He shall be liable to removal تو جناب والا ۔ وہاں shall کا لفظ آیا ہے ۔ اور یہاں پر یہ ہے کہ ایک طرف disqualifications لکھتے ہیں اور دوسری طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ یہ چیزیں اس میں نہیں ہونی چاہئیں ۔ یہ خرابیاں اس میں پہلے ثابت ہوں اور اس طرح سے وہ disqualify نہ ہو اور اس کے بعد آپ اس کو mandate دیں کہ وہ شخص جو بھی ان بے ضابطگیوں کا مرتکب پایا گیا ہے اس کو برطرف کیا جا سکتا ہے اور اس میں آپ اپنی کوئی صوابدید نہ رکھیں ۔ مجھے سمجھ آتی نہیں جناب والا ۔ کہ اگر تو آپ کی یہ دانستہ غلطی نہیں ہے ۔ دانستہ طور پر اگر آپ اس کارپوریشن کے بیڑے کو غرق کرنا نہیں چاہتے ۔ دانستہ طور پر اگر آپ کسی غلط آدمی کو اس کی ملازمت میں نہیں رکھنا چاہتے ہیں ۔ دانستہ طور پر اگر آپ اس کی نامزدگی کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس غلطی کا ازالہ کریں پھر وہاں پر یہ لفظ لکھیں کہ حکومت برطرف کرے ۔ یہ کیا تماشا ہے اور کیا مذاق ہے قانون کے ساتھ کہ آپ اگر کسی برائی کو برائی سمجھتے ہوئے بھی روا رکھیں تو آپ کو حق پہنچ سکتا ہے اور اگر آپ اس برائی کو برائی نہ سمجھیں اور سمجھنے کے باوجود بھی قائم رکھیں ۔ تو اس کو کوئی شخص چیلنج نہیں کر سکتا ۔ اس پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا کہ وہ روا سمجھی جائے گی ۔ جناب والا ۔ کوئی عدالت اس کا ازالہ نہیں کر سکتی ۔ اگر قانون میں mandate ہو ۔ اگر منسٹر صاحب اس پر نظر کرم کی وجہ سے اسے نہیں ہٹانا چاہتے ۔ حکومت اس corrupt آدمی کو برقرار رکھنا چاہتی ہے تو جہاں قانون میں mandate آ جاتا ہے ۔ وہاں رٹ کے ذریعے بھی اسے ہٹایا جا سکتا ہے جہاں آپ mandate نہیں رکھیں گے اور صرف اپنی خوشنودی رکھیں گے تو

پھر اس کے مطابق قانون بنانا ۔ اس قسم کا قانون پاس کرنا ۔ اس قسم کی کلاز رکھنا ہی میں کہتا ہوں جناب والا ۔ بے سود اور بے کار ہے جو کلاز اپنی implementation ۔ جو کلاز اپنا عملدرآمد خود نہیں کرا سکتی ۔ جو قانون اپنا عملدرآمد خود نہیں کرا سکتا اور وہ قانون کسی کی نظر کرم کا محتاج ہے تو اس قانون کو قانون کا درجہ ہی حاصل نہیں ہوتا ۔ پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون کی بالا دستی نہیں ہے یہ افراد کی بالا دستی ہے ۔ یہ اپنے چشم عنایت کی بالا دستی ہے اور اس میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے اس لئے جناب والا ۔ میں اس کلاز کی سختی سے مخالفت کرتا ہوں کہ اس کلاز کے آ جانے سے میں سمجھتا ہوں کہ اتنا اختیارات کا ناجائز اضافہ تو ضرور ہو جائے گا ۔ اور جس مقصد کے کے تحت یہ کلاز رکھی گئی ہے کہ اگر حکومت کو ان افراد کا انکاس مقصود ہو اور ان کا انسداد جو اس کلاز کے تحت ہونا چاہیے وہ کسی بھی صورت میں کسی بھی حالت میں نہیں ہو سکتا ۔ جب قانون کو اس کلاز کے ذریعے سے اتنا بے بس بنا دیا گیا ہے ۔ اس کو کسی کا محتاج رکھ دیا گیا ہے تو پھر ایسی کلاز کو بجائے اس کے کہ آپ ارباب اقتدار کے ہاتھ میں ایک غلط قسم کا ہتھیار دے دیں اور وہ اس کا غلط استعمال جس طرح پہلے کرتے آئے ہیں اب بھی کریں اس کے رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اگر اس کلاز کو اسی شکل میں رکھنا ہے کہ حکومت کر سکتی ہے ۔ چاہے تو کہے چاہے تو نہ کہے ۔ تو پھر یہ بے کار ہے ۔ اگر آپ اس کلاز کو رکھنا چاہتے ہیں ۔ اس قانون کو موثر بنانا چاہتے ہیں ۔ غلط آدمیوں کی سرزنش کرنا چاہتے ہیں ۔ disqualification کو صحیح معنوں میں implement کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس کو mandatory بنائیں کہ حکومت پر یہ لازم ہو گا اور کر سکتی ہے کی بجائے "یا" حکومت کرے گی کا لفظ لکھیں تاکہ اس کو صحیح معنوں میں عملی جامہ پہنایا جا سکے اور اس کی صحیح implementation کی جا سکے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے اس کلاز کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ سب کچھ صداقت پر مبنی ہے ۔ یہ کلاز بڑی واضح ہے جامع ہے اور جس ترمیم کی ضرورت تھی کہ "گورنمنٹ" کی بجائے "بورڈ" کا لفظ لایا جائے وہ ترمیم ہاؤس نے منظور کر لی ہے ۔ اس

ترمیم کی منظوری کے بعد مزید کسی ترمیم کی میں ضرورت نہیں سمجھتا اور میرے خیال میں اس کلاز کو ایسے ہی ہاؤس میں put کیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. The House is adjourned for 45 minutes. It shall re-assemble at 11.50 a.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 45 منٹ تک کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز۔10)

مسٹر سپیکر۔ اب کلاز 10 ایوان میں زیر غور ہے۔ پہلی ترمیم حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے ہے۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ سید تابش الوری۔ وہ بھی حاضر نہیں ہیں۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ ترمیم نمبر 85 مخدوم حمید الدین پیش کریں گے۔

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move :

> That for Clause 10 of the Bill, the following be substituted, namely :—
>
> 10. (a) Notwithstanding anything contained in this Act the Managing Director may at any time before the expiry of his term upon 3 months notice resign his office.

(b) A member may resign his office by tendering his resignation to Chairman.

(c) The Chairman may resign his office by tendering his resignation to the Government.

(d) In case of a vacancy caused by the death or resignation of the Managing Director, Chairman, or a member, the vacancy shall be filled in the manner provided for the appointment of that office.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 10 of the Bill, the following be substituted, namely :

10. (a) Notwithstanding anything contained in this Act the Managing Director may at any time before the expiry of his term upon 3 months notice resign his office.

(b) A member may resign his office by tendering his resignation to the Chairman.

(c) The Chairman may resign his office by tendering his resignation to the Government.

(d) In case of a vacancy caused by the death or resignation of the Managing Director, Chairman, or a member, the vacancy shall be filled in the manner provided for the appointment of that office.

Minister for Law. I oppose it Sir.

شیخ عزیز احمد ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move amendment No. 86 please.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move the amendment :

> That in Clause 10 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "one" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 10 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "one" be substituted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Ch. Amanullah Lak not present. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 88.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

> That in Clause 10 of the Bill, the comma appearing after the word "office" in line 4, be replaced by a full stop and the words and comma "or upon similar notice, be removed from office by Government without assigning any reason" occurring thereafter be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 10 of the Bill, the comma appearing after the word "office" in line 4, be replaced by a full stop and the words and comma "or upon

similar notice, be removed from office by Government without assigning any reason" occurring thereafter be deleted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 89 please.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

That in Clause 10 of the Bill, the colon appearing at the end of line 6, be replaced by a full-stop and the Proviso occurring thereafter be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 10 of the Bill, the colon appearing at the end of line 6, be replaced by a full-stop and the Proviso occurring thereafter be deleted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم حمید الدین ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب سپیکر ۔ میرے خیال کے مطابق اس کلاز کے جو مندرجات ہیں وہ اپنی ترکیب میں مختصر ہیں ۔ ان میں ایسی کوئی complication اگرچہ بادی النظر میں نہیں پائی جاتی تو میں نے صرف مینجنگ ڈائریکٹر اور ایک ممبر جو ہے یا اس میں جو nominated ممبر ہے ان کا طریق کار اور ان کے استعفا سے متعلق جو producer ہے اس میں ایک امتیاز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ مینجنگ ڈائریکٹر چاہے تو تین مہینے کے نوٹس سے resign کر سکتا ہے ۔ مگر جہاں تک ممبر کا تعلق ہے یا جو nominated ممبر ہو سکتا ہے یا اس معزز ہاؤس کا رکن ہو سکتا ہے تو اس کے لیے جو شرط ہے وہ میں نے حذف کی ہے اور اس کی بجائے

یہ تجویز کی ہے کہ اگر کوئی اس معزز ایوان کا رکن ہو یا اس کے بعد تو وہ جب بھی چاہے اپنا resignation حکومت کو پیش کر سکتا ہے ۔ اس کے لیے کم از کم یہ شرط عائد نہ ہو کہ جب تک حکومت تین مہینے تک اس کو اجازت نہ دے تو وہ اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا ۔ ایک تو میں نے nominated ممبر اور مینجنگ ڈائریکٹر کی تقرری اور ان کے resignation سے متعلق امتیاز کو برقرار رکھا ہے ۔

دوسری بات جو میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے اس ہاؤس میں پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ اس پر میں اگر کسی مینجنگ ڈائریکٹر یا nominated ممبر یا otherwise کسی بنا پر اگر وہ مستعفی ہو چکا ہے ۔ disable ہو چکا ہے ۔ unsound mind, insolvent وغیرہ وغیرہ ۔ کسی وجہ سے اگر وہ اس کارپوریشن کا ممبر یا بورڈ کا ممبر نہ رہا تو پھر کہیں اس ایکٹ میں یہ درج نہیں ہے کہ اس آسامی کو کیسے پر کیا جائے گا ۔ تو یہ اس پورے بل میں ایک lacuna تھا جس کو میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے پر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اگر کسی طور سے بھی کوئی آسامی اس میں occur ہو تو اس کو اسی شکل میں پر کیا جا سکتا ہے جیسے ممبرز کے متعلق ہے یعنی اس سلسلے میں کوئی وضاحت پورے ایکٹ میں نہیں ہے ۔ تو وہ وضاحت چاہتے ہوئے میں نے دوسری ترمیم کے ذریعے یہ تجویز پیش کی ہے کہ vacancy کو کیسے fill up کیا جا سکتا ہے ۔

اور تیسرا یہ ہے کہ original provision میں جو proviso ہے اس کو میں اس لیے redundant سمجھتا ہوں کہ یہ earlier language کی تھوڑے پیراگراف کو آگے پیچھے کرکے repetition کی گئی ہے ۔ وہی تین مہینے اور اسی تین مہینے کا نوٹس ۔ تو اس کے برعکس اس proviso کو میں نے حذف کر دیا ہے اور میرے نقطہ نگاہ سے ایک تو یہ redundant ہے کیونکہ یہی عرض اور یہی مقصد اسی earlier language میں آ چکا ہے ۔ تو اس proviso کو میری ترمیم حذف کرتی ہے اور ان تین مقاصد کے لیے یہ proviso جو ہے یہ repetition ہے ۔ اس لیے اس کو redundant کیا جائے ۔ نمبر 2 جو vacancy ہے اس کو کیسے fill up کیا جائے گا ۔ نمبر 3 ۔ یہ ہے کہ مینجنگ ڈائریکٹر اور nominated ممبر یعنی تنخواہ دار اور بغیر تنخواہ

کے کام کرنے والے کے اعزاز کو برقرار رکھا ہے ۔ میں نے ان کے استعفا کے طریقے کو ممیز اور ممتاز کر دیا ہے ۔ شکریہ !

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ضمن 10 جو اس وقت زیر بحث ہے جس میں ہماری ترامیم آپ کے سامنے ہیں وہ انتہائی اہم اور انتہائی آمرانہ ضمن ہے ۔ جس نے اس پورے بل کو ناقابل قبول اور dictatorial powers کا حامل بنا دیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں کہا گیا ہے "قانون ہذا میں مندرج کسی امر کے باوجود مینجنگ ڈائریکٹر یا کوئی نامزد رکن کی میعاد کے اختتام سے پہلے کسی وقت تین ماہ کے نوٹس پر اپنے عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے یا ایسے ہی نوٹس کے ذریعے حکومت کوئی وجہ بتائے بغیر اسے عہدے سے برطرف کر سکتی ہے ۔"

جناب والا ۔ آپ تو بہتر طور پر جانتے ہیں کہ فطری انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کے منصب سے برطرف کرنے کی وجہ بتائی جائے ۔

(اس مرحلہ پر سردار صغیر احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ جب تک اسے صفائی اور سماعت کا موقع نہ دیا جائے اس کے خلاف برطرفی کی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لانی چاہیے ۔ جناب والا ۔ بادشاہت ہو یا آمریت کا کوئی بد ترین دور ہو ۔ صفائی کا یہ بنیادی اصول اور یہ بنیادی حق ہر دور میں مسلم رہا ہے ۔ لیکن یہ عجیب عوامی اور جمہوری دور ہے جس میں قانون کی بالا دستی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس قسم کی آمرانہ قوانین کو جنم دیا جا رہا ہے جو کسی بادشاہت یا آمریت کے لیے بھی شرمناک قرار دیے جا سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس ضمن کے تحت کسی وجہ بتائے بغیر مینجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن کی برطرفی ایسا اختیار ہے جو اس سے پہلے کسی عوامی یا جمہوری قانون کے تحت حکومت نے حاصل نہیں کیا ۔ جناب والا ۔ یہ ملازموں کے لیے بنیادی طور پر لازمی سمجھا جاتا ہے کہ ان کے لیے تحفظ کا انتظام کیا جائے ۔ ان کے حقوق اور مفادات متعین کیے جائیں اور انھیں یہ یقین دلایا جائے کہ اگر انھوں نے مروجہ قوانین اور شرائط کے مطابق کام کیا تو ان کی ملازمت

محفوظ رہے گی اور کوئی شخص کسی وجہ بتائے بغیر ان کو برطرف یا معطل کر سکے گا ۔ آپ جانتے ہیں کہ ریاستوں میں بد عنوانی ۔ رشوت اور لا قانونیت اسی لیے رائج رہی ہے کہ وہاں ملازمین کو کوئی ایسا تحفظ حاصل نہیں ہوتا ۔ ایک شخص کی خوشنودی مزاج پر ان کی ملازمتوں کا دار و مدار ہوتا ہے اور انھیں معلوم نہیں ہوتا کہ آج کا دن ان کی ملازمتوں کے لیے اگر درست ہے تو دوسرے دن کا سورج ان کی ملازمت کو محفوظ رکھ سکے گا یا نہیں رکھ سکے گا ۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ یہ لوگ اپنے مختصر اور غیر معینہ مدت میں زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی اور زیادہ سے زیادہ زر اندوزی کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور بد عنوانی اور رشوت راہ پاتی چلی جاتی ہے ۔ وہ اپنے تحفظ سے محروم ہو کر ایسی بد عنوانیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ انھیں کل کے لیے اپنا جو سرمایہ ہے وہ آج ہی ہی انداز کرنے کی سہولیت میسر آ جائے ۔

جناب والا ۔ اس کلاز کے ذریعے عدم تحفظ اور غیر یقینی صورت حال مینجنگ ڈائریکٹر اور نامزد ارکان کے لیے پیدا کر دی گئی ہے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ ایسے غیر یقینی اور عدم تحفظ کے حامل افراد دن رات رشوت ستانی اور بد عنوانی کی نت نئی راہوں پر گامزن ہونے کے لیے اپنے آپ کو وقف رکھا کریں گے ۔

جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس معاشرے میں اس سے پہلے بڑے بڑے عظیم احتجاج ہوتے رہے ۔ ملازمتوں کا تحفظ ملکی اور صوبائی سطح پر ختم کر دیا گیا ہے ۔ دستور میں انتظامیہ کے لیے جو تحفظات تھے وہ یکسر ختم کر دیے گئے ہیں اور اسی طرح سے مارشل لاء آرڈر کے تحت انتظامیہ کے بہت سے افراد کو کوئی وجہ بتائے بغیر سماعت کا موقع دیے بغیر نکالا جا چکا ہے ۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ ہماری انتظامیہ حال اور مستقبل سے بے نیاز ہو کر رات دن اس کام پر لگی ہوئی ہے کہ وہ اس حکومت کی جائز اور ناجائز خواہشات کی تکمیل کرتی رہے اور اس طرح سے رشوت اور بد عنوانی میں مصروف رہے کہ اگر کل اس کو ملازمت سے برطرف کر دیا جائے تو کم از کم اس کا حال و مستقبل سرمائے کے سلسلے میں بے نیاز رہے ۔ جناب والا ۔ ہمیں چاہیے تو یہ کہ عوام کے جذبات کے احترام میں بنیادی حقوق اور

انصاف کے بنیادی تقاضوں کے احترام میں اب ایسی قانون سازی کی جائے جس سے ملازمتوں کو تحفظ ہو اور زیادہ یکسوئی کے ساتھ اپنے کام انجام دے سکیں ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed). Point of order. The member is irrelevant and is indulging in tedious repetition. Therefore, I move that the question may now be put.

مسٹر چیئرمین ۔ آپ نے ایسے موقع پر پوائنٹ آرڈر اٹھایا ہے جب وہ اپنی تقریر کو ختم کر رہے ہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں مسز ریحانہ سرور کی حاضری لگ گئی ہوگی ۔ جناب والا ۔ خود مختار اداروں کا ایک منفرد نشان یہ رہا ہے کہ خود مختار اداروں میں ملازمتوں میں زیادہ تحفظ حاصل ہوتا ہے ۔ ملازمین کو زیادہ سہولتیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ سرکاری ملازمتوں کی نسبت خود مختار اداروں کو ترجیح دیں ۔ جناب والا ۔ میں نے اس سلسلے میں خود مختار اداروں کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ کارپوریشن کو ایک خود مختار ادارہ کی حیثیت سے عوام میں روشناس کرایا جائے ۔ تو اگر خود مختار ادارے کے مینجنگ ڈائریکٹر اور نامزد ارکان کے سر پر بھی برطرفی کی تلوار اسی طرح لٹکتی رہے تو کارپوریشن میں اچھے talented لوگ پھر نہیں آئیں گے ۔ بلکہ ایسے لوگ میسر ہوں گے جو ہر وقت اپنی ملازمت کو خطرے میں پا کر حکومت کے اشاروں اور ان کے سیاسی اور تجارتی مقاصد کے لیے خدمات انجام دیتے رہیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اگر خود مختار اداروں کے اختیار کی نوعیت کو ختم کر دیا گیا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو جناب والا ۔ پھر وہ دن دور نہیں جب ہمارے خود مختار ادارے غیر فعال غیر مؤثر ہو کر ختم ہو جائیں گے جس طرح اس سے پہلے چند خود مختار ادارے اپنے انجام سے عبرت ناک طور پر روشناس ہو چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اس بل کی کلاز 9 میں برطرفی کے سلسلے میں کچھ قیود اور شرائط عائد کی گئی ہیں ۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی نا اہلیت کی بنا کیا ہوگی ۔ لیکن دفعہ 10 بالکل متضاد ہے ۔ دفعہ 10 میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ

مینجنگ ڈائریکٹر یا نامزد رکن کو اپنے عہدے سے وجہ بتائے بغیر برطرف کیا جا سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ متضاد کلاز کوئی وقفہ کے بعد ہی نہیں آتی بلکہ 9 کے فوراً بعد 10 کی ضمن میں یہ اختیار حاصل کر لیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی دلیل نہیں ہے ۔ اگر چار کے بعد آ جاتی ؟

سید تابش الوری ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی وجہ جواز ہو سکتی ہے کہ کلاز 9 کے فوراً بعد جیسے نہلے پر دہلا ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker. Let us be relevant to the point.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ کلاز 9 میں برطرفی کی شرائط اور کچھ قیود عائد کی گئی ہیں اور کلاز 10 میں بغیر کسی وجہ بتائے برطرف کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ برطرفی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ملاحظہ فرمائیے برطرفی کا لفظ ہے ۔ وہ عہدے سے مستعفی ہو سکتا ہے اور حکومت اسے عہدے سے برطرف کر سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انگریزی میں "Removal" ہے ۔

سید تابش الوری ۔ وہ اس طرح قابل اعتراض ہے جس طرح برطرفی قابل اعتراض ہے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اگر وجہ بتائے بغیر کسی شخص کو برطرف کرنے کا اختیار دیا جائے تو آدمی اپنے ضمیر ۔ اپنی دیانتداری کے ساتھ اور اخلاق کے ساتھ کام نہیں کر سکتا ۔ جناب آپ کو معلوم ہے کہ قانون کے جو مبادیات ہیں ۔ اس کے اعتبار سے بھی فطری انصاف کے پیش نظر اس بات کی ضرورت ہے کہ وزیر متعلقہ اس کلاز کو واپس لے لے ۔ اگر یہ کلاز باقی رہی تو یہ بل پورے کا پورا ڈکٹیٹر کے اختیارات کا حامل ہو جائے گا اور اس اعتبار سے ایوان کے لیے بلکہ پورے ملک اور معاشرے کے لیے پوری دنیا کے لیے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنا اگلا پوائنٹ بتائیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری تین ترامیم ہیں اور میں ان پر اپنا اظہار خیال کر رہا ہوں ۔ یہ جو اختیارات ہیں ان کو ختم کر دیا جائے ۔ دوسری ترمیم میں میں نے کہا ہے کہ نوٹس کا period تین کی بجائے ۔ ایک کر دیا جائے اور تیسری ترمیم میں میں نے کہا ہے کہ اس کا جملہ شرطیہ حذف کر دیا جائے ۔ اس اعتبار سے میں اس کلاز کو زیر بحث لا سکتا ہوں ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ ملک Jungle law کی صورت اختیار کر لے گا اور اس صوبے میں ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی جو کسی کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتی ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ نے دفعہ 8 کے تحت کسی نامزدگی کے لیے معیار مقرر نہیں کیا اگر دفعہ 9 کے تحت انہوں نے اس کی قابلیت کو زیادہ جامع نہیں بنایا تو اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو مینجنگ ڈائریکٹر اور بورڈ کے ارکان بنانا چاہتے ہیں اور اہلیت اور صلاحیت کے اعتبار سے ان پر تلوار لٹکانا چاہتے ہیں تاکہ ان کو کسی وقت بھی ہٹایا جا سکے ۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت ایسے افراد کو مفلوج بنا کر ان سے اپنے مفادات کے لیے کام لینا چاہتی ہے اور ایسے عہدے داروں کو منتخب یا نامزد کرنا چاہتی ہے جو ان کے مقاصد کی تکمیل آسانی سے کر سکتے ہوں ۔ اس لیے میں آپ سے انصاف کے نام پر اپیل کرتا ہوں اور اس ہاؤس سے درد مندانہ اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے کوئی ایسی کلاز منظور نہ کیجیے جو آپ کے لیے اور آپ کی آنے والی نسلوں کے لیے نا قابل فخر ہوں اور آپ پر یہ الزام عائد کیا جائے کہ اس عوامی دور کا دعویٰ کرنے والوں نے ایک ایسا بل منظور کیا تھا اور ایسی دفعات منظور کی تھیں جو بادشاہت اور آمریت سے بھی بد ترین تھیں ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ترمیم پر غور کرتے ہوئے اسے قبول فرما لیں تاکہ اس میں نا انصافی اور حق تلفی کی تمام گنجائشیں ختم ہو جائیں جن کی وجہ سے یہ پورا بل ہمارے لیے ناقابل قبول بن جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ ایک کلاز کے بعد جب دوسری کلاز آتی ہے اور بالخصوص کلاز 9 کے بعد جب

کلاز 10 آئی تو ایسے محسوس ہوا جیسے نہلے پر دہلا آیا ہو اور بل کی کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ :

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

میں اس وقت تک نہیں سمجھ سکا کہ آخر یہ قانون سازی کن اصولوں اور کن روایات کے تابع ہو رہی ہے ۔ جہاں تک میں مطالعہ کر سکا ہوں میں دیکھ سکا ہوں ۔ اچھی سے اچھی کتابیں آپ کی لائبریری میں قانون سازی پر موجود ہیں ۔ جن میں Fundamentals of Legislation بھی ہے اور Principles of Legislation بھی ہے ۔ آج کی دنیا کے تقاضے پورے کرنے کے لیے قانون سازی کے قواعد اور طریق کار بھی موجود ہیں ۔ مگر میں سمجھ نہیں سکا کہ ہمارے ارباب اقتدار کو اس لائبریری میں سے کوئی بھی ایسی کتاب نہیں ملی جو آج کے تقاضوں کو پورا کرتی تھی اور انہیں اگر کوئی کتاب نظر آئی ہے تو وہ یا تو رنجیت سنگھ کے دور کی آئی ہے یا بچہ سقہ کے دور کی نظر آئی ہے جس میں اس قسم کی قانون سازی کی جا رہی ہے کہ ایک تو بغیر کسی نوٹس کے ۔ بغیر کوئی وجہ بتائے ۔ بغیر کسی قسم کی پیشگی اطلاع کے ۔ جس وقت چاہیں چشم ابرو سے اس مینجنگ ڈائریکٹر اور اس بورڈ کے نامزد ارکان کو وہ ہٹا سکتے ہیں ۔ آخر کہیں بھی کوئی قانون کا تقاضا ہو اور اگر حکومت ہر جگہ پر یہی پالیسی روا رکھی ہوتی ہر محکمہ میں ہر شعبہ میں یہی پالیسی روا رکھی ہوتی کہ کہیں بھی نوٹس دینے کی ضرورت نہیں اور کہیں بھی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کہیں بھی چارج شیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کہیں بھی اس کے خلاف باضابطہ کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو پھر مانا جا سکتا تھا کہ یہ درست ہے اور چونکہ ایک اصول ملک میں چل پڑا ہے اس لیے اسی اصول کے تابع یہ بھی ہمیں مان لینا چاہیے ۔ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایسے ایسے قانون بھی بنا رہے ہیں ۔ ایسے ایسے قواعد بھی بنا رہے ہیں ۔ ایسے ایسے ضابطے بھی مرتب کر رہے ہیں کہ ہم گھریلو ملازم کو بھی نہیں نکال سکتے ۔ دوسری طرف ایک اہم ترین کارپوریشن کے مینجنگ ڈائریکٹر کو اور اس کے نامزد ارکان کو محض اس کارپوریشن کو مفلوج کرنے کے لیے بغیر کسی نوٹس کے نکال رہے ہیں ۔ اگر یہ مسئلہ یہیں تک محدود ہوتا

تب بھی کوئی خاص اعتراض نہیں تھا کہ آخر وہ اس کا ملازم جو ٹھہرا ۔ ہو سکتا ہے ویسے تو وہ قوم کا ملازم ہے اور صوبے کا جو بھی ملازم ہے وہ عوام کا ملازم نہیں خدمتگار ہے بھائی ہے ۔ وہ ان کا سرونٹ نہیں بلکہ وہ ان کے مفادات میں برابر کا حصہ دار ہے اور اگر ایک منٹ کے لیے یہ باور بھی کر لیا جائے کہ واقعی چونکہ وہ پبلک سرونٹ کی شق میں آتا ہے ۔ وہ پبلک سرونٹ کہلاتا ہے تو اس کے لیے ہم اسی طرح قواعد بنائیں جس طرح ہم اپنے نوکروں کے لیے بناتے ہیں ۔ اگر یہ یہاں تک محدود ہوتا تب بھی کچھ گنجائش تھی ۔ اس حد تک کہ کسی رکن کو آپ نامزد کرتے ہیں ۔ نہ وہ آپ سے کوئی خاص تنخواہ لے رہا ہے ۔ نہ وہ آپ کی شرائط ملازمت کا پابند ہے ۔ نہ وہ آپ کا ملازم تصور ہو سکتا ہے تو اس پر بھی یہ پابندی ہے کہ وہ بیمار ہو جائے یا آپ کی پالیسیوں سے اختلاف کرے ۔ وہ کارپوریشن کا بیڑہ غرق ہوتا دیکھے ۔ وہ دیکھے کہ کارپوریشن کا جو مقصد تھا یہ اس کے مطابق نہیں چل رہی ۔ اس لیے میں اس میں ملوث نہیں ہونا چاہتا ۔ میں اس میں شریک نہیں ہونا چاہتا ۔ میں ایسی غلط کاری کا حصہ دار نہیں بننا چاہتا ۔ اور وہ نامزد کردہ پرائیویٹ رکن جو سروسز کا آدمی بھی نہیں ہے ۔ وہ بھی اگر استعفیٰ دینا چاہے تو وہ بھی تین مہینے کا نوٹس دے ۔ بہر حال آپ کی عمر مجھ سے بہت بڑی ہے ۔ اگر آپ نے کہیں اس قسم کے قوانین دیکھے ہوں تو ہماری بھی راہنمائی کریں تاکہ ہم بھی اس دور سے آشنا ہو جائیں کہ ایسے قوانین پہلے بھی بنتے تھے کہ اگر ایک ممبر ہے جس طرح اسمبلی کے ممبر ہوتے ہیں ۔ جس طرح کارپوریشن کے ممبر ہوتے ہیں ۔ جس طرح کمیٹیوں کے ممبر ہوتے ہیں ۔ فرق صرف اتنا ہے ۔ اور سزا اسے صرف اس امر کی مل رہی ہے کہ اسے آپ نامزد کر رہے ہیں ۔ جس کو آپ ایک دفعہ سزا دینے کے لیے نامزد کریں اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی مرضی سے استعفیٰ دے کر گھر چلا جائے ۔ آپ اگر مینجنگ ڈائریکٹر کو بغیر تین ماہ کا نوٹس دیے نکالنا چاہتے ہیں ۔ وہ بھی اپنی جیب سے نہیں بلکہ غریب عوام کے سرمائے سے ۔ غریب عوام کے روپے سے کھیلتے ہوئے محض اپنی خوشنودی طبع اور اپنے مزاج کو برسرکار لانے کے لیے تو خزانے سے اسے تین ماہ کی تنخواہ دے دیں اور ایک گھنٹے کے اندر اسے چھٹی کر دیں ۔ اپنے لیے تو آپ یہ روا رکھتے ہیں اور اس صورت میں کہ اگر ہٹانے والی اتھارٹی

کو اپنی جیب سے یہ پیسہ دینا پڑتا تو پھر ہم دیکھتے کہ اس قسم کی پرویژن آپ کس طرح رکھتے ہیں کہ آپ اسے ہٹاتے وقت نوٹس نہیں دیتے ۔ اسے چارج شیٹ نہیں کرتے ۔ اس کے خلاف کوئی الزام نہیں لگاتے اور پھر آپ خزانہ پر بوجھ ڈالتے ہیں ۔ اسے خزانہ سے تین ماہ کی تنخواہ دے کر اسے چھٹی کرا سکتے ہیں ۔ یہ تین ماہ کی شرط لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ اس قسم کی قید لگانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی ۔ چھوٹی سی معمولی سی بات تھی ۔ سیدھی سادی بات تھی کہ آپ اس میں یہ پرووِیژن رکھ دیتے کہ کسی ایسے شخص کو نوٹس دیتے ہوئے ۔ خاص انکوائری کرتے ہوئے ۔ اس کا پروسیجر سادہ ترین رکھتے اور ایک دن میں یہ سارا پروسیجر ختم کر دیتے ۔ اس کے بعد اس کی بات سننے کے تمام حقوق دے کر انصاف اور اصول کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آپ اسے ہٹاتے ۔ پھر آپ کا فیصلہ جائز ہے ۔ برحق ہے ۔ درست ہے ۔ وہ چیز آپ نے روا نہیں رکھی ۔ قانون سازی آپ عوام کے فائدے کے لیے کریں ۔ جو بھی آپ کی قانون سازی ہوتی ہے وہ خزانے پر بوجھ بنتی ہے اور اس کلاز میں بھی خزانے پر اتنا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا ہے ۔ پھر وجوہات بھی نہیں ہیں کہ کوئی شخص پوچھ سکے ۔ کبھی ایسے اختیارات کسی کو دیے گئے ہیں کہ ایک طرف تو آپ اسے بغیر نوٹس ہٹا دیں اور پھر جب آپ اسے ہٹا دیں تو تین مہینے کی تنخواہ بھی خزانے سے دلوا دیں ؟ آخر اسے ہٹانے کی کوئی وجوہات ہونی چاہئیں ۔ اس کا بیان ہونا چاہیے ۔ اس کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں ۔ آپ عوامی سرمائے سے اور عوامی پیسے سے اس طرح نہ کھیلیں ۔ آپ اس طرح عوامی خزانے کا غلط استعمال نہ کریں کہ محض سیاسی رنجشوں کی بنا پر جب چاہیں آپ کارپوریشن کا بیڑہ غرق کر دیں ۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ خدا را آپ انصاف کے تقاضے پورے کریں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ قانون پاس کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہوا کرتی ۔ قانون پاس ہو جایا کرتے ہیں ۔ اصل بات قانون کے پاس ہونے کے بعد اس کے اثر انداز ہونے کے وقت ۔ اس کے بعد کے اثرات ہوتے ہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ پھر آنے والی نسلیں ۔ آنے والے ایوان جب آپ کی یہ قانون سازی دیکھیں آپ کی اس قانون سازی کا پروسیجر دیکھیں تو ہمارے سر شرم سے جھکیں یا ہماری آنے والی نسلوں کے جھکیں کہ ہم سے پہلے بزرگان اس قسم کے تھے اور انھوں نے کیسی قانون سازی کی تھی ۔ یہ کوئی وقار کا مسئلہ نہیں ہوا کرتا ۔

یہ انصاف اور اصولوں کا مسئلہ ہوا کرتا ہے ۔ آپ اسے دیکھیں اور اگر مناسب سمجھیں اور یہ ترمیم آپ کو مناسب نظر آئے تو قبول فرمائیں ۔ ایک تو آپ کو کسی رکن پر پابندی نہیں لگانی چاہیے ۔ مینجنگ ڈائریکٹر پر تو آپ پابندی لگا سکتے ہیں کیونکہ اس نے آپ سے تنخواہ لینی ہے اور وہ آپ کا ملازم ہے اور یہ اس پر دار و مدار ہے کہ وہ کسی بھی وقت اپنی ذمہ داریوں کو اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لیے فوری طور پر استعفیٰ دے کر چلا جائے ۔ اس حد تک تو بات مانی جا سکتی ہے کہ وہ جس وقت چاہے استعفیٰ دے سکتا ہے اور اس کے لیے تین ماہ کا نوٹس دینے کی ضرورت نہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اس مینجنگ ڈائریکٹر یا رکن کو بھی بغیر وجہ بتائے نہ ہٹائیں ۔ اسے وجہ بتائیں ۔ باضابطہ اس کے خلاف انکوائری کرنے کے بعد اسے ہٹایا جائے اور یہ شق ختم کر دیں کہ آپ تین مہینے کی تنخواہ دے کر اسے فارغ کر دیں گے ۔ کیونکہ یہ انصاف ۔ اصول اور مالی لحاظ سے بھی انتہائی مفید تجویز ہے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 10 of the Bill, the following be substituted, namely :—

10. (a) Notwithstanding any thing contained in this Act the Managing Director may at any time before the expiry of his term upon 3 months notice resign his office.

(b) A member may resign his office by tendering his resignation to the Chairman.

(c) The Chairman may resign his office by tendering his resignation to the Government.

(d) In case of a vacancy caused by the death or resignation of the Managing Director, Chairman,

or a member, the vacancy shall be filled in the manner provided for the appointment of that office.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 10 of the Bill, for the word "three" occurring in line 3, the word "one" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 10 of the Bill, the comma appearing after the word "office" in line 4, be replaced by a full stop and the words and comma "or upon similar notice, be removed from office by Government without assigning any reason" occurring thereafter be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 10 of the Bill, the colon appearing at the end of the line 6, be replaced by a full-stop and the proviso occuring thereafter be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 10 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز ۔ 11)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 11 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری یہ ترمیم غیر موثر ہوگئی ہے اس لیے میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ ترمیم نمبر 93 مخدوم حمید الدین پیش کریں گے ۔

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move the amendment :

That for Clause 11 of the Bill, the following be substituted, namely :—

11. The Corporation may, subject to the Rules and Regulations made in this behalf, appoint officers and employees on such terms and conditions as it deem fit for the efficient performance of its functions.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 11 of the Bill, the following be substituted, namely :—

11. The Corporation may, subject to the Rules and Regulations made in this behalf appoint officers and employees on such terms and conditions as it deem fit for the efficient performance of its functions.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 94 please.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, the commas and words "subject to such general or special orders, as Government may give to it from time to time" occurring in lines 1-3, be deleted ; and the comma appearing after the word employees" occurring in line, 4 be also deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, the commas and words "subject to such general or special orders, as Government may give to it from time to time" occurriug in lines 1-3, be deleted ; and the comma appearing after the word "employees" occurring in line 4, be also deleted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Makhdum Hamid-ud-Din to move amendment No. 95.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move the amendment :

> That sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, be deleted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan No. 96.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

> That for sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following be substituted, namely :-
>
> (2) The Corporation may appoint such officers, expert, adviser, consultants and other persons as may be required from time to time or may be transferred to it by the Government.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That for sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the following be substituted, namely :
>
> (2) The Corporation may appoint such officers, expert, adviser, consultants and other persons as may be required from time to time or may be transferred to it by the Government.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Sheikh Aziz Ahmad to move No. 97 please.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I don't move my amendment.

Mr. Speaker. Yes, Makhdum Hamid-ud-Din.

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے بل میں کوئی ایک ایسی کلاز بھی نہیں جس میں کسی طور سے بھی عدم تشدد کی کوئی نشاندہی ہو سکتی ہو ۔ تم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اس کارپوریشن کو کوئی اختیار

تفویض نہیں کیا جا رہا کہ وہ اس کے کارکنان کو مقرر کر سکے ۔ جب تک کہ گورنمنٹ کے کسی سپیشل یا جنرل آرڈر کے تابع اس کو کوئی ہدایت نہ پہنچے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا آمریت کا اظہار اور کسی اسلوب میں نہیں ہو سکتا ۔ جب کہ مناسب یہ ہے کہ کارپوریشن کو یہ حق اور یہ اختیار تفویض کیا جائے کہ وہ اپنے رولز یا اپنے ریگولیشنز کے ذریعے اس معیار پہ جو بھی شخص پورا اترے اس کو اس کارپوریشن کے فرائض یا حق ملازمت تفویض کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ طریق کار موزوں ہوگا ، جمہوری ہوگا اور اس کی بنیاد اخلاق بھی ہوگی ۔

اس کے علاوہ میں نے جو دوسری ترمیم اس سلسلے میں پیش کی ہے وہ یہ کہ اس کی سب کلاز (2) کو حذف کیا جائے جس کے مطابق اس میں مندرج ہے کہ کارپوریشن ان ایڈوائزروں کو ، افسروں کو ، ماہرین کو اور دیگر تمام اشخاص کو رکھ سکے گی یا قبول کرے گی جو کہ ان شرائط پہ قبول کرے گی جو شرائط حکومت کی طرف سے مقرر ہوں گی ۔ پر اس شخص کو اس کارپوریشن کو قبول کرنا ہوگا جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے جنرل یا سپیشل آرڈر کے تابع کارپوریشن کے حوالے کر دیا جائے ۔ تو کارپوریشن کو اس سلسلے میں کوئی حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ اس بات کا تجزیہ کر سکے کہ آیا یہ کارکن اپنی علمی حیثیت یا استاد کے اعتبار سے کلرک ہونے کے قابل ہے یا ممبر ہونے کے یا جنرل مینجر ہونے کے قابل ہے ۔ وہ اس سلسلے میں کوئی انکار نہیں کر سکتی ۔ حکومت جس شخص کو جو عہدہ الاٹ کر کے کارپوریشن کے پاس بھیج دے کارپوریشن انہی شرائط پر اسی آدمی کو ملازمت کے لیے قبول کرے گی اور جناب والا ۔ میں نے جیسے ابھی عرض کیا تھا تو اگر اس کی روشنی میں دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا معروضہ بالکل صحیح ہے کہ اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی ایسی پرووِیژن بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا content کوئی ایسی پارٹ ، کوئی ایسا پیرا نہیں ہے جس میں حکومت کی طرف سے تشدد کی نشان دہی نہ ہو رہی ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیکشن جو ہے اس کو گورنمنٹ نے پورے طریق پر پوری کارپوریشن کا اعزاز جو ہے اس کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے اور اسے انہوں نے پورے طریق پر اپنے تابع ایک

تابع مہمل بنا کر رکھ دیا ہے اور ایک مرغ دست نو آموز کی اس کو حیثیت دی جا رہی ہے ۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ جو میرے دوستوں کی حاجی سیف اللہ اور سید تابش الوری صاحب کی ترامیم ہیں وہ ہوں یا اگر میرے معروضے کو پذیرائی حاصل ہو سکے تو میری بھی اس سلسلے میں دو ترامیم ہیں اگر ان کو قبولیت کا شرف حاصل ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کارپوریشن کے اعزاز میں اور اس کی عظمت میں یقیناً اضافہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مجھے اجازت فرما دیں میں ترمیم اور یہ کلاز ایک ساتھ ہی لے لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اجازت ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کلاز کے متعلق میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جو ترامیم پیش کی گئی ہیں وہ نہایت ہی واضح ہوں ۔ البتہ صرف ایک گزارش تھی جس کی پذیرائی کی قطعاً امید نہیں ہے کہ ہمیشہ جب بھی کارپوریشن یا کوئی بھی ادارہ جناب والا ۔ بنایا جاتا ہے تو اس کو بھی کچھ اختیارات ہوتے ہیں ۔ تھوڑے صحیح ، زیادہ صحیح جتنے بھی ہوں بہر حال کچھ نہ کچھ رکھے جاتے ہیں اور جتنے بھی قوانین پہلے اس قسم کے بنتے رہے ہیں تو ان میں یہ رکھ دیا جاتا تھا جناب والا ۔ کہ کارپوریشن مجاز ہوگی کہ وہ ملازمین کی تقرری کرے اور ایسے ملازمین یا ایسے مشیر یا دیگر عملہ جو حکومت کہے گی اسے لازمی طور پر رکھے گی ۔ اس میں دو اس کی شقیں آ جاتی ہیں ۔ ایک یہ کہ کارپوریشن کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ چاہیں تو اپنے اختیارات کے تابع کسی کو ملازم رکھیں ۔ ضرورت کے مطابق مزید بڑھائیں یا کم کریں ، تخفیف کرے اور اگر گورنمنٹ اس کے سلسلے میں ڈائریکشن دے دے تو پھر کارپوریشن پابند ہو جاتی ہے ۔ اس کلاز میں جتنے بھی ملازمین کارپوریشن میں رکھے جاتے ہیں ۔ جتنے بھی تعینات ہوتے ہیں کارپوریشن تک کو اس میں کسی قسم کا اختیار نہیں دیا گیا اور یہ جناب والا ۔ لکھ دیا گیا ہے کہ کارپوریشن صرف اتنے ملازمین رکھے گی وہی ملازمین رکھے گی جس کے بارے میں حکومت

خاص طور پر ہدایت کرے اور وہ انسٹریکشن دے ۔ بہر حال اس قسم کی کلاز کے بعد یا سارے کے سارے اختیارات حکومت کو دینے کے بعد پھر بورڈ کی یا اس کی کارپوریشن کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ ان کے سیکرٹری انڈسٹری ہیں ، منسٹر انڈسٹری ہیں تو پھر کیا یہ تھوڑے ہیں ۔ ضرور یہ نام کا بورڈ رکھنا ہے جسے ایک چپڑاسی کو بھی رکھنے کی پاورز نہیں ہیں اور اس کا بھی اسے مجاز قرار نہیں دیا گیا ۔ صرف وہ ملازمین رکھنے ہیں جو حکومت اسے کہے ۔ بہر حال یہ ترمیم اگر اس حد تک کر دی جائے تو یہ کلاز بہر حال قابل قبول ہو سکتی ہے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم میں کہا گیا ہے کہ "ایسے عمومی یا خصوصی احکامات کے تابع جو حکومت اسے گاہے بگاہے دے حذف کر دیے جائیں" ۔

جناب والا ۔ اس بل کی مختلف کلازز کے تحت حکومت کو بے شمار اختیارات تفویض کر دیے گئے ہیں اور اس نئی ضمن کے تحت یہ قرار دیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے عمومی اور خصوصی احکامات بھی گاہے بگاہے جاری کرتی رہے گی جس سے ملازمین کا اور کارپوریشن کا مستقبل مسلسل متاثر ہوگا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کارپوریشن کو ایک خود مختار ادارہ کی حیثیت دینے کا کون سا جواز باقی رہ جاتا ہے ۔ جب حکومت تمام اختیارات عزل و نصب کے ساتھ عمومی اور خصوصی احکامات وقتاً فوقتاً جاری کرنے کے اختیارات بھی اپنے میں مرتکز کیے ہوئے ہے اور یہ جناب والا ۔ اسی صورت میں ہونا ہے جب اس کارپوریشن کا عزل و نصب جناب وزیر صنعت ، جناب چیف سیکرٹری ، ایڈیشنل چیف سیکرٹری ، سیکریٹری صنعت اور ایسے دوسرے ذمہ دار افراد کی تحویل میں دیا گیا ہے اس کے باوجود اگر ان رہے سہے اختیارات کو بھی اس کی خود مختاری کو ختم کرنے کے لیے یا اس سے اس کی خود مختاری ختم کرنا مقصود ہو تو پھر کارپوریشن کو حکومت کا ایک محکمہ بنا دیا جائے ۔ اس کو ایک شعبے کی شکل دے دی جائے اور اسے کم از کم خود مختار ادارہ قرار نہیں دیا جانا چاہیے اور اگر حکومت کو اصرار ہے کہ یہ خود مختار ادارہ ہوگا تو کم از کم ہماری ان ترامیم کو قبول کر کے اسے تھوڑے بہت اختیارات بخش دینے چاہئیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر

موصوف اگر سنجیدگی سے ایک لمحے کے لیے بھی ان ترامیم پر غور فرمائیں تو شاید وہ ہم سے اتفاق کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 11 of the Bill, the following be substituted namely :

11. The Corporation may, subject to the Rules and Regulations made in this behalf, appoint officers and employees on such terms and conditions as it deem fit for the efficient performance of its functions.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 "subject to such general or special orders, as Government may give to it from time to time" occurring in lines 1-3, be deleted ; and the comma appearing after the word "employees" occurring in line 4, be also deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That sub-clause (2) of clause 11 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That for sub-clause (2) of Clause 11 of the Bill, the follo-

wing be substituted, namely :

(2) The Corporation may appoint such officers, expert, adviser, consultants and other persons as may be reqnird from time to time or may be transferred to it by the Government.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 11 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 12)

Mr. Speaker. Now, we come to Clause 12. Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ گزارش یہ ہے جناب والا ۔ کہ چونکہ یہ کلاز عہد وفاداری اور حلف نامے کے متعلق ہے ۔ اس لیے میں اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اسے پیش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. Amendment No. 99 lapses as Mr. Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud is not present. Next amendment please.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ سیکرٹری اسٹنٹ تھی امید تھی کہ قبول ہوگی ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اب میری یہ ترمیم infoructuous ہو گئی ہے ۔ چونکہ یہ اس وقت جاوی ہو سکتی تھی جب مینجنگ ڈائریکٹر کو رکن مقرر نہ کیا جاتا ۔ چونکہ وہ کلاز منظور ہو چکی ہے لہذا اب میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. Chaudhri Amanullah Lak not present. Next amendment please.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move :

That for sub-clause (2) of Clause 12 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(2) Any Adviser, Officer, or other employee of the Corporation who in the opinion of the Board has violated the declaration of fidelity and secrecy, made by him under sub-section (1) shall be liable to be removed forthwith from his office of post provided that every such person shall be given a reasonable opportunity of showing cause before the proposed action is taken against him.

Mr. Speaker. Amendment moved is :

That for sub-clause (2) of Clause 12 of the Bill, the following be substituted, namely :

(2) Any Adviser, Officer, or other employee of the Corporation who in the opinion of the Board has violated the declaration of fidelity and secrecy, made by him under sub-section (1) shall be liable to be removed forthwith from his office or post provided that every such person shall be given a reasonable opportunity of showing cause before the proposed action is taken against him.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

> That in sub-clause (2) of Clause 12 of the Bill, for the words and comma "adviser, officer or other employee of the Corporation' occurring in lines 1-2, the words and brackets "person specified in sub-section (1)" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 12, of the Bill, for the words and comma "adviser, officer or other employee of the Corporation" occurring in lines 1-2, the words and brackets "person specified in sub-section (1)" be substituted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Next amendment No. 104 by Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I do not want to move.

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم حمد الدین ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے آپ اسے برائے منظوری ایوان میں پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ اسے منظوری کے لیے پیش کر دیں ۔

Mr. Speaker. The question is :

That for sub-clause (2) of Clause 12 of the Bill, the following be substituted, namely :—

(2) Any Adviser, Offieer, or other employee of the Corporation who in the opinion of the Board has violated the declaration of fidelity and secrecy, made by him under sub-section (1) shall be liable to be removed forthwith from his office or post provided that every such person shall be given a reasonable opportunity of showing cause before the proposed action is taken against him.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 12 of the Bill, for the words and comma "adviser, officer or other employee of the Corporation" occurring in lines 1-2, the words and brackets "person specified in sub-section (1)" be sustituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 12 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز ۔ 13)

Mr. Speaker. Now Clause 13 is under consideration. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amedment No. 105.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I don't move.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 106.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

> That in Clause 13 of the Bill, the full-stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :
>
> Provided that no extra salary or honoraria shall be paid to the members of such Committees.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in Clause 13 of the Bill, the full-stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :—
>
> Provided that no extra salary or honoraria shall be paid to the members of such Committee.

Minister for Law. I oppose it, Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس میں اتنی گزارش کروں گا کہ اس میں بورڈ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کمیٹیاں اور مجالس تشکیل کرے ۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رہنمائی اور راہبری کے لیے بھی اس

کی وضاحت ضروری ہے ۔ البتہ اس وضاحت سے جو اس پرووِژن کے ذریعے ہو سکتی ہے کہ ایسے ارکان جو ان کمیٹیوں کے ممبرز ہوں گے ان کو کسی قسم کی مزید تنخواہ یا ان کو honoraria نہیں دیا جائے گا تاکہ ایکس چیکر پر ان کمیٹیوں کا بوجھ نہ پڑے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 13 of the Bill, the full-stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :

Provided that no extra salary or honoraria shall be paid to the members of such Committee.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 13 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز ۔ 14)

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 107.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I don't move No. 107.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hasan Mahmud to move No. 108 ...The members not present. Makhdum Hamid-ud-Din to move amendment No. 109.

Makhdum Hamid-ud-Din. Sir, I move the amendment :
That for Clause 14 of the Bill,

the following be substituted, namely :—

14. The Managing Director, a member, Adviser, Officer and employee of the Corporation shall be indemnified by the Corporation against all losses and expenses sustained or incurred by him in the honest discharge of his duties save, such losses and expenses as are sustained and incurred as a result of his negligence, unlawful omission or default.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 14 of the Bill, the following be substituted, namely :

14. The Managing Director, a member, Adviser, Officer and employee of the Corporation shall be indemnified by the Corporation anainst all losses and expenses sustained or incurred by him in the honest discharge of his duties save, such losses and expenses as are sustained and incurred as a result of his negligence, unlawful omission or default.

Minister for Law. Sir, I oppose it.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 110.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

That in sub-clause (I) of

Clause 14 of the Bill, between the comma and the words "save" occurring in line 4, the words "in good faith" be inserted.

Mr Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 14 of the Bill, between the comma and word "save" occurring in line 4, the words "in good faith" be inserted.

Minister for Law. Sir, I oppose it.

Mr. Speaker. Sheikh Aziz Ahmad to move amendment No. 111 please.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I don't move.

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 112.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move the amendment :

That in sub-clause (2) of Clause 14 of the Bill, between the words "Corporation" and "or" occurring in line 11, the words "unless such act has been performed under specified orders of Managing Directors" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 14 of the Bill, between the words "Corporation" and "or" occurring in line 11, the words "unless such act has been performed under specified

orders of Managing Director"
be inserted.

Minister for Law. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سے تو کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ اگر کارپوریشن کا کوئی نقصان ہو ۔ اپنے دانستہ فعل کی وجہ سے اگر کارپوریشن کا کوئی ملازم کوئی نقصان وارد کرے یا اس کے مفادات کو نقصان پہنچائے تو اس کو liable ضرور قرار دیا جائے ۔ مگر اس میں جہاں کچھ تحفظات دیے گئے ہیں وہاں کچھ زیادتیاں بھی کی گئی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک صراحت ہو جانی چاہیے جس طرح کہ ہر ایک قانون میں ہوا کرتی ہے کہ جہاں کام نیک نیتی پر مبنی ہو یعنی نیک نیتی سے اگر کسی سے نقصان ہو گیا ہو اور اس کی نیت نقصان پہنچانے کی نہ ہو تو پھر اس کو liable قرار نہ دیا جائے ۔ یہ principles of justice میں بھی ہوتا ہے کہ اس قسم کے نقصانات کو نقصان نہیں شمار کیا جاتا ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ اور ضروری بات جو اس میں رکھی جانی چاہیے تھی وہ یہ ہے کہ ایک کا جرم دوسرے پر نہیں آنا چاہیے ۔ تو اس کلاز کے ذریعے سے یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ وہ نقصان اگر کوئی کلرک کرے تو اس کی ذمہ داری مینجنگ ڈائریکٹر پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ اگر مینجنگ ڈائریکٹر کے واضح احکامات کے باوجود اس قسم کی تعمیل کے سلسلے میں کوئی نقصان کیا جاتا ہے تو اس کا liable مینجنگ ڈائریکٹر خود قرار دیا جائے اور اس طرح سے عمومی چھری چلا دینے سے انصاف کے وہ تقاضے پورے نہیں ہوں گے ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ تشریح کی ضرورت ہے اس کلاز کے لیے میں خاص طور پر جناب وزیر قانون سے گزارش کروں گا بلکہ درخواست کروں گا کہ اگر وہ بعض مجبوریوں کے تابع چاہے وہ مجھ سے متفق نہ ہو سکیں البتہ میں اپنے آپ کو ان کی توجہ کا مستحق سمجھتا ہوں ۔ جناب والا ۔ یہ کلاز دو حصوں پر مشتمل ہے ۔ اور یہ اپنے مطالب اور اثرات کے لحاظ سے بھی کارپوریشن کے کلیہ کارکنان کو دو حصوں میں اس کے

effect کو generate کرنے کے لیے اور اس کی application کے لیے کارپوریشن کے کلی ملازمین کو بھی دو categories میں تقسیم کر رہا ہے ۔ ایک کیٹیگری میں آفیسرز ہیں ایڈوائزر ہیں ۔ nominated members ہیں جن میں اس معزز ہاؤس کے ارکان بھی ہو سکتے ہیں یعنی ایک کیٹیگری تو ہے جس میں اس ہاؤس کے معزز اراکین ہوں یا ایڈوائزر ہوں وہ اس کے operation سے متاثر ہوتے ہیں اور دوسرا حصہ جو ہے وہ مخصوص طور پر تخصص کے ساتھ مینجنگ ڈائریکٹر کے لیے ہے اور جناب یہ دونوں پرویژن جو ہیں یہ اپنے قانونی تاثرات generate کر رہے ہیں ۔ میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے معزز دوست وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا تاکہ وہ appreciate کریں کہ اگر discharge of duties کے سلسلے میں یہاں سے کسی معزز رکن سے ۔ کسی ایڈوائزر سے یا کسی افسر سے کوئی غلطی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں کارپوریشن کو کوئی نقصان پہنچا ہو تو وہ indemnify تو ہو سکتا ہے مگر اس کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ اس کی negligence کا نتیجہ نہیں ہے یا اس کے default کا نتیجہ نہیں ہے ۔ تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس معزز ہاؤس کے ارکان میں سے ہوں ۔ nominated ممبر ہوں، یا ایڈوائزر ہوں وہ تو یہ ثابت کریں کہ انھوں نے good faith میں یہ کام کیا ہے اور ان کے کام کے نتیجہ میں جو کوئی مضرت کارپوریشن کو پہنچا ہے تو اس کو indemnify کیا جائے ۔ کیونکہ یہ ان کی negligence سے نہیں ہوا ۔ ان کے default سے نہیں ہوا ۔ ان کو ثابت کرنا ہوگا ۔ مگر جہاں تک مینجنگ ڈائریکٹر کا تعلق ہے تو جناب والا ۔ ذرا غور فرمائیں کہ اس میں پوری وضاحت سے مندرج ہے کہ وہ پوری کارپوریشن کو جو کہ اس کی ملکیت ہے کسی ایکٹ ۔ کسی کارکن ۔ کسی transaction ۔ کسی سودے کا ذاتی طور پر ذمہ دار نہیں ہوگا چاہے اس سے اسی کارپوریشن کو مضرت پہنچی ہو ۔ کوئی نقصان پہنچا ہو ۔ اس کے دائرہ اختیار میں ہو ۔ اس کے اختیارات کے نتیجہ میں ہو ۔ مینجنگ ڈائریکٹر کے ایکشن کے نتیجہ میں کوئی نقصان پہنچا ہو تو پھر اس کو مفروضہ یہ attach کیا جائے گا کہ یہ good faith میں ہوا ۔

Sub-clause (2) of Clause 14 of the bill is :

.....for any loss or expense resulting to the Corporation by reason of the insufficiency or deficiency in value or title to any property or security acquired or taken on behalf of the Corporation, by the wrongful act of any person under a liability to the Corporatiou or anything done by him in good faith in execution of the duties of his office.

اور اس کے نتیجہ میں کوئی inefficiency یا کوئی ایسی مضرت پہنچی ہو تو پھر presumption یہ ہوگی کہ وہ good faith میں ہوا ہے ۔

This is only one way of putting it.

آپ یہ کہیں کہ good faith میں اس نے یہ کیا ہے یا یہ کہ presumption یہ ہے کہ good faith کی وجہ سے ہوا ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دو کیٹیگریز جس میں nominated members غیر سرکاری یا غیر تنخواہ دار جس میں اراکین ہو سکتے ہیں ۔ ان کے کسی فعل کے نتیجے میں نقصان پہنچا تو ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ان کی negligence کی وجہ سے نہیں ہوا ان کے کسی default کی وجہ سے نہیں ہوا یعنی ان کو اپنے conduct کو approve کرانا ہوگا کہ ایسا نہیں ہوا ۔ اگر دوسرے مینجنگ ڈائریکٹر نے اس کے اختیارات کے تابع کسی افسر کے تابع اگر یہ چیز result ہوئی ہے تو پھر وہ good faith کی اختراع میں cover ہوگا ۔ اور لا محالہ اس کو کسی قسم کی کوئی مضرت نہیں پہنچی ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مفاد کے خلاف ہے اور مفاد عامہ کے بھی خلاف ہے ۔ اگر وہ سمجھیں تو اس کی وضاحت فرما دیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں دو جملوں میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل رکن شائد یہ نہیں سمجھ سکے کہ یہ کلاز اتنی self-

explanatory ہے کہ اس میں جو legal language ہے وہ استعمال کی گئی ہے اور استعمال کی جاتی رہی ہے اور آئندہ بھی استعمال کی جائے گی ۔ اس میں وہ confuse ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ good faith کے لفظ کو نہیں سمجھ سکے اور مفروضہ attach کیا گیا ہے ۔ ایسا ہر کلاز میں ہوتا ہے اور اس میں کوئی مفروضے والی بات نہیں ہے ۔ اگر بعد میں اس کلاز کو پڑھیں گے تو شائد ان کے ذہن میں کوئی clarity آ سکے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 14 of the Bill, the following be substituted, namely :—

14. The Managing Director, a member, Adviser, Officer and employee of the Corporation shall be indemnified by the Corporation against all losses and expenses sustained or incurred by him in the honest discharge of his duties save, such losses and expenses as are sustained and incurred as a result of his negligence unlawful omission or default.

(The motion was lost).

Mr Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 14 of the Bill, between the comma and the word "save" occurring in line 4, the words "in good faith" be inserted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 14 of the Bill, between the words "Corporation" and "or" occurring in line 11, the words "unless such act has been performed under specified orders of Managing Director" be inserted.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 14 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 15)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 15 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ترامیم کافی حد تک infructuous ہو چکی ہیں ۔ اس میں جو ہم نے پہلی کلاز میں چاہا تھا وہ نہیں ہوا ۔ اس لیے اسے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود موجود نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 15 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 16 ایوان میں زیر غور ہے ۔

اب ایوان کی کارروائی 12 جولائی 1973ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 12 جولائی 1973ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعرات - 12 جولائی 1973ء

(پنجشنبہ 11 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔

مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

پ ۲۵ : س ۴۲ : ع ۵ : آیات ۳۶ تا ۳۹

لوگو! جو مال و متاع تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ناپائیدار فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے یعنی ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

اور جو بڑے بڑے گناہوں اور فحش کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر زیادتی ہو تو مناسب طریق سے بدلا لیتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسلوں کی گمشدگی

***2893 - چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری نشان زدہ سوال نمبر 2252 ، جو 14-3-1973 کو ایوان میں پوچھا گیا تھا کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ایسی مسلوں کی تعداد کیا ہے جو آج تک گم ہوئیں اور باوجود کوشش کے نہیں مل سکیں - اس بارے میں کتنے اہلکاروں اور افسران کے خلاف کاروائی ہوئی کتنے بے گناہ ثابت ہوئے اور مسل گم کرنے میں جو گنہگار ثابت ہوئے ان میں سے کتنوں کو کم از کم اور زیادہ سے زیادہ سزا دی گئی ، آیا کسی کو حوالہ پولیس بھی کیا گیا ، اگر ایسا ہے تو کتنے - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری/ملک مختار احمد اعوان :- صوبہ پنجاب میں آجتک کل 238 اسلہ گم ہوئی ہیں جس کے بعد ان کی مثنیٰ اسلہ تیار کر لی گئیں جہاں تک اہلکاران کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں اضلاع سے ابھی تک مکمل تفصیلات موصول نہیں ہوئیں - لہذا یہ کہنا مشکل ہے کہ کتنے اہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا -

---

صوبہ پنجاب میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ فیکٹریاں

***2894 - چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری نشان زدہ سوال نمبر 2014 جو 14-3-1973 کو ایوان میں پوچھا گیا تھا کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ایسی رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد کیا ہے جن کی الاٹمنٹ کے بارے میں مقدمات عدالتوں میں تا حال زیر سماعت ہیں -

(ب) ایسی رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد کیا ہے، جن سے پوری رقوم وصول ہو چکی ہیں اور جن کو اس امر کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ ادائیگی قسطوں میں کر دیں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری/(ملک مختار احمد اعوان) :- (الف) رجسٹرڈ وغیرہ فیکٹریوں کی منتقلی و نیلام (نہ کہ الاٹمنٹ) کے متعلق 80 رجسٹرڈ فیکٹریوں و 131 غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں -

(ب) رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد جن میں پوری قیمت وصول ہو چکی ہے اور جن کو اقساط میں رقم ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے حسب ذیل ہے -

	تعداد وصولی قیمت پوری	تعداد جن میں اقساط کی گئیں
(i) رجسٹرڈ فیکٹریاں :-	278	7
(ii) غیر رجسٹرڈ فیکٹریاں :-	2038	کوئی نہیں

کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

***2895 - چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں جن 42 کچی آبادیوں میں مقیم غرباء کو رہنے کی اجازت دے دی گئی ہے ان کو حقوق ملکیت کن شرائط پر اور کب تک دے دیئے جائیں گے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) - مذکورہ کچی آبادیوں میں مقیم عوام کو حقوق ملکیت دینے کے لئے حسب ذیل شرائط کا پابند ہونا قانوناً لازمی ہے :-

(1) متعلقہ فرد کا قبضہ حقیقی طور پر مورخہ 15-3-1972 سے ہو -

(2) متعلقہ فرد کے قبضہ میں یا اسکے نام پر کوئی اور رہائشی جائداد کہیں بھی نہ ہو۔

(3) متعلقہ فرد 5 مرلہ سے زائد زمین نہیں لے سکتا۔

(4) متعلقہ فرد زمین کی قیمت عرصہ تین سال میں ششماہی قسطوں میں ادا کریگا۔ اگر کوئی شخص مندرجہ بالا شرائط پر پورا اترتا ہے اور قیمت تین سال کے دوران کسی بھی وقت پوری ادا کر دے تو اسکو مکمل ادائیگی کے بعد فوری طور پر مالکانہ حقوق دیئے جاسکتے ہیں۔

پیپلز ہاؤس میں کمروں کی تعمیر

***2897- چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کی قیام گاہ پیپلز ہاؤس میں مزید کتنے کمرے کتنی لاگت سے کب تک تعمیر کرنے کا ارادہ ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (ملک مختار احمد اعوان) : - اراکین صوبائی اسمبلی کی قیام گاہ پیپلز ہاؤس میں 50 مزید کمرے اراکین کے لئے تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ ان کے علاوہ کچھ کوارٹر اور کمرے مختلف ملازمین کے لئے تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔

ان کی تعمیر پر یہ تفصیل ذیل خرچ آئے گا :-

(1) تعمیر کمرہ جات۔ کوارٹر ملازمین۔ 17,23,350.00 روپے
لانڈری و سٹور بمعہ بجلی پانی سوئی گیس و سینیٹری فٹنگ وغیرہ۔

(2) تنصیب ایئر کنڈیشنرز۔ 4,96,700.00 روپے

(3) ٹیلیفون ایکسچینج فرنیچر اور پردے وغیرہ 1,97,410.00 روپے

میزان 24,17,460.00 روپے

تعمیر وغیرہ کا کام محکمہ تعمیرات پنجاب کے مطابق آئندہ دو مالی سالوں میں مکمل ہوگا۔ محکمہ خزانہ سے رقم مذکور طلب کی گئی ہے۔ منظوری ملنے کی صورت میں فوراً کام شروع کر دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان 50 کمروں کے لئے کون سی جگہ مخصوص کی گئی ہے۔ پیلز ہاؤس میں کس طرف تعمیر ہونگے۔ کیا سرونٹس کوارٹرز کو ختم کرکے وہاں بنائے جائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ یہ تجویز چونکہ زیر غور ہے اس لئے ہر ممکن کوشش کیجائے گی کہ جو بھی adjacent جگہ مل سکتی ہے وہ acquire کی جائے۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ پچھلے دنوں اس ایوان میں ان کمروں کی تعمیر کے سلسلے میں خاصی بحث ہوئی تھی اور یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ حکومت اس تجویز پر غور کرے گی کہ اسمبلی ہال کے پاس جو زمین پڑی ہے وہاں یہ کمرے تعمیر کیے جائیں گے۔

Mr. Deputy Speaker. This is no point of order.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میری عرض سنیں ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

Mr. Deputy Speaker. You have taken the floor in the name of point of order and I wish you colud come out with any point of order.

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ کیا حکومت اس پرانی تجویز کو ترک کر چکی ہے جس میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ یہ کمرے اسمبلی ہال کے پیچھے والی گراؤنڈ میں بنائے جائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں نے جواب میں واضح طور پر عرض کیا ہے کہ پیپلز ہاؤس میں اراکین اسمبلی کے لئے مزید پچاس کمرے بنائے جانے کی تجویز زیر غور ہے - میں پیپلز ہاؤس کی بات کر رہا ہوں - میں نے اسمبلی چیمبرز یا اس کے ارد گرد جو پلاٹ ہیں ان کی اس جواب میں بات نہیں کی - اگر آپ کوئی مزید تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے علیحدہ سوال کریں -

چودھری علی بہادر خان - کیا وزیر متعلقہ فرمائیں گے کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ آئندہ دو مالی سالوں میں یہ پچاس کمرے مکمل ہونگے - تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ 75-1974ء میں یہ پچاس کمرے مکمل ہونگے - تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ مجلس کو اتنی دیر سے رہائش کی دقت ہے تو یہ دو مالی سالوں میں کیوں مکمل ہونگے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - وزارت خزانہ کے ساتھ discuss کی گئی ہے اور وہاں سے جو تفصیلات موصول ہوئی ہیں اس میں دو مالی سالوں کی بات کی گئی ہے -

بیگم بلقیس حبیب اللہ - کیا وزیر متعلقہ یہ فرمائیں گے کہ پیپلز ہاؤس میں جو کمرے تعمیر ہونگے اس میں خواتین کے لئے علیحدہ کمرے تعمیر کئے جائیں گے یا ہم ایسے ہی دھکے کھاتی رہیں گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - خواتین کے لئے ظاہر ہے کہ موزوں جگہ ہوگی جہاں پردے کا خاص بندوبست ہو اور ان کے وقار - عزت اور احترام کو سامنے رکھا جائے گا -

سردار محمد عاشق - جناب والا - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ پچاس کمرے جو بنائے جائیں گے یہ سنگل روم ہونگے یا ڈبل روم ہونگے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - یہ تعداد اس لئے بڑھائی جا رہی کہ جو حضرات ڈبل روم میں رہ رہے ہیں ان کو سنگل کر دیا جائے -

سردار محمد عاشق - جناب والا - میرا سوال جناب وزیر موصوف سمجھ نہیں سکے - میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بچاس کمرے جو بن رہے ہیں یہ سنگل ہونگے یا ڈبل ہونگے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اسمبلی کے مطابق سنگل ہونگے -

سردار محمد عاشق - کیا یہ تخمینہ سنگل کمروں کا ہے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سپیکر صاحب کا فیصلہ ہے کہ یہ کمرے سنگل ہونگے -

میاں خلق محمد - جناب والا - اگر بچاس کمرے بنانے سے ضرورت پوری نہیں ہوگی تو کیا کمروں کو زیادہ کیا جا سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - فی الحال جو فنڈز ملے ہیں - وہ بچاس کمروں کے لئے ہیں اور بہت جلد ان کمرہ جات کی تعمیر شروع کر دی جائے گی - اگر پھر بھی کمی محسوس کی گئی تو بعد میں کوشش کی جا سکتی ہے کہ کمرے اور بنائے جائیں -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - ابھی ابھی جناب وزیر موصوف نے خبر سنائی ہے کہ پیپلز ہاؤس میں یہ بچاس کمرے ایزاد کئے جائیں گے ان کے لئے ساتھ والی جگہ acquire کی جائے گی - میرے خیال میں ان کو یہ غلط اطلاع دی گئی ہے کیونکہ ساتھ والی جگہ پر تمام سرکاری دفاتر موجود ہیں اور ان کے علم میں ہوگا کہ ایک دفعہ اس ہاؤس میں وزیر خزانہ نے بتایا تھا کہ اسمبلی کے ساتھ والے پلاٹ میں یہ کمرے بنائے جائیں گے - تو کیا وہ سکیم ختم ہو چکی ہے یا ابھی تک زیر غور ہے یا یہ جواب محض دفع وقتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - جواب بڑا واضح ہے کہ پیپلز ہاؤس میں مزید بچاس کمرے بنائے جائیں گے اور اس کے لئے اراضی بھی پیپلز ہاؤس کے ارد گرد کہیں دفاتر میں ہے اگر کاٹ کے لی جا سکتی ہے تو لی جا سکے گی - یہ کوئی بات نہیں ہے جہاں تک اسمبلی

چیمبرز کے ارد گرد والی زمین کا تعلق ہے - میں نے اس قسم کی کبھی commitment اس ہاؤس میں نہیں کی -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - کیا وزیر خزانہ نے یہ commitment نہیں دی تھی - وہ سب کچھ ہیں - وہ سینئر وزیر ہیں اور قائم مقام وزیر اعلیٰ ہیں تو ان کی یہ commitment ختم ہو چکی ہے یا ابھی تک وہ commitment باقی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ سوال جناب محمد حنیف رامے صاحب سے متعلق ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کہ اسمبلی چیمبرز کے ارد گرد کمرے بنائے جائیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - کیا درست ہے کہ حکومت نے یہ تجویز منظور کی تھی کہ پاس والی گراؤنڈ میں اسمبلی ممبران کی رہائشی گاہ تعمیر کی جائیگی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میرا خیال ہے کہ حاجی صاحب اگر اپنا سوال repeat کر دیں تو ہاؤس پر بڑی عنائت ہوگی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ پہلے سے یہ سکیم زیر غور تھی جو " قریباً " سابقہ اسمبلی میں قطعی طور پر مکمل ہو چکی تھی کہ اسمبلی کے پاس والی گراؤنڈ میں اسمبلی ممبران کی رہائش گاہ تعمیر کی جائے - وہ نقشہ مکمل ہو چکا تھا - تخمینہ بن گیا تھا فنڈز کی allocation ہونی تھی - باقی تمام پروسیجر مکمل تھا - کیا فاضل وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں یہ چیز ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - میرے نوٹس میں جو کچھ ہے وہ میں عرض کر چکا ہوں کہ پچاس کمرے پیلز ہاؤس میں بنائے جا رہے ہیں - مگر ایسی کوئی تجویز میری نظر سے نہیں گذری جو حاجی صاحب فرما رہے ہیں -

سردار محمد عاشق - وزیر موصوف نے کبھی پیلز ہاؤس میں دورہ کرکے دیکھا ہوگا کہ وہاں صرف ایک پلاٹ خالی ہے جو کہ بی بلاک میں شامل ہے اور یہ بلاک 12 کمروں پر مشتمل ہے پلاٹ میں زیادہ سے زیادہ 12 کمرے ہی بن سکتے ہیں تو باقی 38 کمرے کہاں بنیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - آپ دیکھیں گے کہ انشاءاللہ پیلز ہاؤس کے گراؤنڈ میں کمرے بنا دینگے -

سردار امجد حمید خان دستی - انہوں نے فرمایا ہے کہ آجتک اس ہاؤس میں جناب وزیر خزانہ کی طرف سے کوئی commitment نہیں کی گئی کہ اسمبلی چیمبرز کے عقب میں ممبران کے لئے کمرے بنانے کی تجویز زیر غور ہے -

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب والا - میں نے ہرگز یہ نہیں کہا ہے کہ ایسی کوئی commitment نہیں کی گئی -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر موصوف جناب وزیر خزانہ سے دریافت کرکے وضاحت کر سکیں گے کہ اسمبلی چیمبرز کے عقب میں جو تجویز کمرے بنانے کی تھی وہ ابھی زیر غور ہے یا ختم ہو چکی ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور - میں ایک بار پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی تجویز نہیں تھی - صرف پیلز ہاؤس میں ہے -

سید قابش الوری - وزیر موصوف نے ابھی ابھی بتایا ہے کہ پچاس کمروں پر مشتمل سکیم کے لئے رقم منظور کر لی گئی ہے جبکہ چھپے ہوئے جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ خزانہ سے رقم مذکور طلب کی گئی ہے" - ان دونوں میں سے کونسی بات درست ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جب جواب پرنٹ ہو رہے تھے تو اس وقت رقم طلب کی گئی تھی اب میری آخری اطلاع ہے کہ یہ رقم منظور کر لی گئی ہے۔

میاں خان محمد۔ جناب والا۔ صدر مملکت کے ارشاد کے مطابق عمارتیں اونچی کی اٹھنی چاہئیں تو کیا وزیر موصوف اس سلسلے میں ہیلپ ہاؤس کے لئے یہ چیز سامنے رکھیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ ظاہر ہے کہ ضرورت پڑی تو قابل مشورے بھی کی جا سکتی ہیں۔

محکمہ آبادکاری کے افسران کا تبادلہ

***2908۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ۔** کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ آبادکاری لاہور۔ راولپنڈی اور ملتان میں ایسے افسران کی تعداد اور نام کیا ہیں جو چار برس سے زائد عرصہ سے لاہور۔ راولپنڈی اور ملتان میں تعینات ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا افسران کی تبدیلی کن وجوہات کی بنا پر نہیں کی گئی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت مذکورہ بالا افسران کو مستقبل قریب میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کون کون سا افسر تبدیل کیا جائے گا اور کب تک؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان)۔ جو مطلوبہ کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں جونہی موصول ہوں گے۔ ایوان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔

سردار امجد حمید خان ہستی۔ کتنا وقت درکار ہے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - مختلف اضلاع سے تفصیلات منگوائی ہیں جب آجائینگی تو ایوان کے سامنے جواب پیش کر دیا جائیگا - یہ انسران کی تعداد اور انکے tenure کے بارہ میں سوال تھا - اب چونکہ یہ محکمہ ختم ہو رہا ہے اسلئے اب انکی بھی ضرورت نہیں ہے ؟

بہاولنگر میں بارڈر ایریا کے مہاجرین کے رقبہ کی کنفرمیشن

***3117 - میاں منظور احمد موہل** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ضلع بہاولنگر میں بارڈر ایریا کے پانچ میل کے اندر کتنے دیہات آتے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان دیہات میں مہاجرین آباد تھے اور ان کو ان کے زرعی کلیموں کے عوض 1959ء سے قبل رقبہ کنفرم کر دیا گیا تھا -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بعد میں بارڈر ایریا پر فوجیوں کو رقبہ دینے کی سکیم کی وجہ سے یہ کنفرمیشن ختم کر دی گئی - نیز کون کون سے دیہات کے مہاجرین کی کنفرمیشن خارج کر کے فوجیوں کو رقبہ الاٹ کیا گیا -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ فوجیوں کو یہ رقبہ محض اس لئے الاٹ کیا گیا تھا کہ وہ جفا کش بہادر اور اصول جنگ سے واقف ہوتے ہیں اور وہ بارڈر ایریا کے ساتھ ساتھ آباد رہ کر وطن کی سالمیت کا تحفظ اچھی طرح کریں گے -

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ جن فوجیوں کو یہ رقبہ الاٹ کیا گیا وہ یہاں پر آباد نہیں ہوئے -

(و) کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ مہاجرین جن کو یہ رقبہ پہلے کنفرم ہوا اور بعد میں خارج کر دیا گیا آج تک پریشان حال ہیں -

(ز) کیا موجودہ حکومت کسی ایسی سکیم پر غور کر رہی ہے - کہ جو فوجی یہاں پر آباد نہیں اور رقبہ مستاجری پر دے کر خود لاہور - پنڈی یا بڑے شہروں میں رہتے ہیں ان سے یہ رقبہ لے کر دوبارہ ان مہاجروں کو دے دیا جائے جو آج تک اپنے کلیم پر رقبہ حاصل نہیں کر سکتے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) :- (الف) ضلع بہاولنگر میں پانچ میل بارڈر ایریا میں کل 150 دیہات ہیں -

(ب) یہ درست ہے کہ ان دیہات میں کچھ اراضی مہاجرین کو کلیموں کے عوض 1959ء سے قبل کنفرم کر دی گئی تھی -

(ج) یہ درست ہے کہ ان مہاجرین کے الاٹ شدہ رقبے خارج کر دیئے گئے تھے جنکے کلیم 17 مارچ 1959ء کے بعد ضلع بہاولنگر میں تبدیل ہو کر آئے تھے اور ایسے رقبے فوجیوں کو تحت بارڈر سکیم الاٹ کر دیئے گئے تھے اس سکیم کا اثر کم و بیش تمام دیہات پر پڑا ہے -

(د) یہ درست کہ بارڈر سکیم کے تحت الاٹمنٹ بارڈر ڈیفنس کی غرض سے کی گئی تھی -

(ہ) کلی طور پر یہ درست نہیں فوجی الاٹیوں میں سابق فوجی و حاضر سروس دونوں شامل ہیں اور حاضر

سروس الاٹیاں کی تعداد قدرے زیادہ ہے سابق فوجی بیشتر تعداد میں اپنے رقبوں پر آباد ہوگئے ہیں -

(و) یہ درست ہے کہ کچھ مہاجرین تا حال متبادل اراضی حاصل نہیں کر سکے لیکن بیشتر ایسے مہاجرین متبادل اراضی حاصل کر چکے ہیں اور بقایا کیلئے مناسب کارروائی کی جا رہی ہے -

(ز) جنرل ہیڈ کوراٹر راولپنڈی کو اس ضمن میں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے تمام فوجی الاٹیاں کو آگاہ کریں کہ وہ اپنی الاٹ شدہ اراضی پر آباد ہوں -

---

صوبہ پنجاب میں الاٹ شدہ رقبہ

***3119 (الف) - سردار محمد عاشق** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے افراد نے کلیم فارم کیوپیاآر داخل کئے تھے اور ان پر کتنے رقبہ کا مطالبہ کیا گیا تھا اور ان پر کتنا رقبہ پنجاب میں مہاجرین کو الاٹ ہوا -

(ب) حکومت نے دوبارہ درست رقبہ کے کلیم یوپی کے مہاجرین سے کتنے عرصہ بعد طلب کئے اور پھر ان کو کس حساب سے رقبہ دیا گیا اور ان کو درست تسلیم کرنے کے لئے کون سا طریقہ کار رائج کیا گیا اور پہلے الاٹ شدہ رقبہ میں سے کس قدر رقبہ یوپی کے مہاجرین کے ناموں سے خارج کیا گیا -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کیو پی آر سے خارج شدہ رقبہ کو مزید مہاجرین کے نام پر الاٹ کیا گیا یا کوئی اور حکم جاری کرکے فالتو الاٹ شدہ رقبہ واپس لے لیا گیا یا دونوں طریقے استعمال کئے گئے یعنی کچھ رقبہ مہاجرین کو الاٹ کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور کچھ رقبہ دس گنا لگان کے حساب سے جس کی قیمت تقریباً ایک روپیہ فی ایکڑ یا کچھ کم و بیش بنتی ہے قابض کاشت کاروں کے پاس رہنے دیا گیا ۔

(د) جزو (ج) کے حساب سے اگر کچھ رقبہ دوبارہ الاٹ کرنے کا حکم ہوا تو 30 مارچ 1973ء تک پنجاب میں کتنا رقبہ اس طرح سے الاٹ ہوا اور کتنا دس گنا لگان پر کاشتکاروں کے قبضہ میں رہا اور اس لگان کے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو ہوتی ہے نیز کتنا رقبہ ابھی قابل الاٹ موجود ہے اور اس کے آج تک الاٹ نہ ہونے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : ۔ مطلوبہ کوائف ضلعی حکام سے اکٹھے کئے جا رہے ہیں ۔ یونہی کوائف موصول ہونگے ۔ ایوان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے ۔

دفتر ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر فرید کوٹ ہاؤس لاہور میں کلرکوں کی خالی آسامیاں

***3130** - **(الف) حافظ علی اسداللہ** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عمر حیات جونیئر کلرک دفتر ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر فرید کوٹ ہاؤس لاہور کی تقرری 1963ء میں ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کلرک سے جونیئر آدمی کو ترقی دے کر سینئر کلرک بنا دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت محکمہ ہذا میں سینئر کلرکوں کی آسامیاں خالی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے۔

(د) کیا حکومت جزو (ج) بالا میں مذکورہ خالی آسامیوں پر عمر حیات جونیئر کلرک کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) ایک آسامی خالی ہے۔

(د) جزو (ج) میں درج شدہ آسامی ایک کلرک کے ریٹائر ہونے کی وجہ سے خالی ہوئی تھی چونکہ ملکار 50 سال کا ہو گیا تھا۔ مگر Interim Constitution میں عمر کی حد 58 سال ہونے کی وجہ سے اس کا کیس دوبارہ محکمہ کے زیر غور ہے لہذا ابھی عمر حیات کے کیس پر غور نہیں کیا جا سکتا۔

صوبہ پنجاب میں مہاجروں کے کلیموں پر رقبے کی الاٹمنٹ

***3163** - (ب) **حافظ علی اسداللہ** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ان مہاجرین کی ضلع وار تعداد کیا ہے۔ جن کے کلیموں پر ابھی تک رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا مذکورہ لوگوں کو ان کے کلیموں کا معاوضہ ادا کرنے یا انہیں رقبہ الاٹ کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کب تک عمل کیا جائے گا؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان): (الف) صوبہ میں ضلع وار مہاجرین کی تعداد جنکے کلیموں پر ابھی تک رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔ کا گوشوارہ ساتھ منسلک ہے۔

(ب) جی ہاں ایسے تمام دعویداروں کو نقد معاوضہ ادا کرنے کے لئے مرکزی حکومت ایک اسکیم مرتب کر رہی ہے۔

(ج) اسکیم کے موصول ہوتے ہی اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع وار گوشوارہ

ضلع وار گوشوارہ بابت مہاجرین جن کے کلیموں پر ابھی تک رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا ہے۔

لاہور	2034
سیالکوٹ	3287
گوجرانوالہ	826
شیخوپورہ	1725
راولپنڈی	231
کیمبل پور	165
جہلم	36
گجرات	130

سرگودھا	156
لائلپور	30900
جھنگ	183
میانوالی	114
ملتان	933
ساہیوال	391
مظفر گڑھ	2177
ڈیرہ غازی خان	2267
بہاول نگر	165
رحیم یار خان	385

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر بحالیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع مظفر گڑھ کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زمین بہت زیادہ ہے تو پھر ان لوگوں کو زمین کیوں الاٹ نہیں کی گئی ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ زمینوں کی الاٹمنٹ کر دی گئی ہے ۔ اب کوئی زمین الاٹ نہیں کی جائیگی ۔ چونکہ یہ محکمہ ختم ہو رہا ہے اس لئے ایسی زمینیں نیلام ہونگی یا رفاہی کاموں کے لئے انکا صحیح مصرف دیکھا جائیگا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائینگے کہ جب وہاں پر زمین موجود تھی ۔ کلیم بھی تھے تو اتنے عرصہ میں کلیم کیوں نہیں دئے گئے ۔ کس تاریخ سے یہ الاٹمنٹ بند ہوئی تھی کیونکہ اگر ایسا ہونا پایا گیا تھا تو یہ رشوت تھی ۔ یا یہ بتا دیں کہ کیا وجہ ہے کہ اب انکو تاریخ بتانا ضروری نہیں تھا ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ میں نے کئی دفعہ اس معزز ایوان میں اعتراف کیا ہے کہ پچیس سال سے یہ محکمہ آبادکاری و بحالیات کے ہونے کی وجہ سے یہاں مختلف اضلاع میں جرائم نے فروغ پایا ہے ۔ اور جتنی

رشوت اس محکمہ کے وجود کی وجہ سے جاری و ساری رہی شاید ہی زندگی کے دوسرے شعبے میں ایسی دھاندلیاں کی گئی ہوں ۔ میں اسکا اعتراف کرتا ہوں ۔ لیکن اسکا اس عوامی حکومت کے پاس صرف ایک ہی حل تھا اگر جسم کا ایک حصہ ناسور کی شکل اختیار کر گیا ہے تو اسکو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے ۔ اس لئے صدر مملکت کی خواہشات کے مطابق عمل کیا جا رہا ہے ۔ اس محکمہ کو اس سال دسمبر میں ختم کیا جا رہا ہے اور ہم بوریا بستر لپیٹ رہے ہیں ۔ اگر یہ محکمہ نہیں رہے گا تو آج جو شکایت کی ہے یہ نہ رہے گی ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ کیا معزز وزیر صاحب اس امر سے آگاہ ہیں کہ گوشوارہ میں لائل پور میں مہاجرین کی تعداد تیس ہزار بتائی گئی ہے ۔ میں حیران ہوں کہ لائل پور جیسے ضلع کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں روا رکھا گیا ہے ۔ جبکہ دوسرے اضلاع میں رقبے کی تعداد قلیل ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ مجھے سخت افسوس سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ آج اتنا عرصہ گذرنے کے بعد کسی کو مہاجر یا مقامی کہا جائے ۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور کوئی ایسا امتیاز نہیں ہے کہ فلاں جگہ 30 ہزار نہیں ۔ اور اگرچہ یہ سوال نہیں پوچھنا چاہئے کیونکہ آج ہم سب پاکستانی ہیں اگر ایک ضلع میں 30 ہزار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے اضلاع میں لاکھوں ہونگے ۔ اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جب تک بحالیات کا محکمہ موجود ہے مہاجرین کا نام آتا رہے گا ۔ اگر 30 ہزار افراد اب بھی بے خانماں موجود ہیں تو محکمہ بحالیات کی ناکامی پر مجھے بھی اور تمام ایوان کو اظہار تاسف کرنا چاہئے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ اسی لئے اس محکمہ کو ختم کیا جا رہا ہے تاکہ یہاں مہاجر اور مقامی کے امتیاز کو ختم کیا جائے ۔ اگر کوئی کلیمنٹ بچ جائے گا جو پہلے دور کے ظالمانہ رویے کی وجہ سے

یہ کلیم باقی رہے ہیں یہ عوامی حکومت ان کے کلیم کو ضرور دے گی اور نقد معاوضہ ادا کریگی -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا فاضل وزیر فرمائینگے کہ کیا ان کے علم میں یہ بات ہے کہ مظفر گڑھ میں اشتمال کے بہانے - اشتمال کے ذریعے اچھی زمین نکال کر آبادکاری کے لئے یونٹوں پر الاٹ کی جاتی ہیں اور اس ذریعے سے آبادکاری اور سٹلمنٹ کا کام اکٹھا کرنے سے لاکھوں روپیہ کی رشوت روزانہ چل رہی ہے اور ایک افسر کو قدرت نے یہ سزا بھی دی تھی کہ ایک حادثے میں اس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا لیکن وہ اب بھی اس رشوت کی کمائی سے باز نہیں آ رہا - میں نے اس کے متعلق جناب وزیر مال کی بھی توجہ دلائی تھی لیکن چونکہ الاٹمنٹوں کا یہ مسئلہ چل پڑا ہے تو میں یہ عرض کرونگا کہ مظفر گڑھ میں ابھی تک اشتمال کے بہانے زمینیں کاٹ کر دیجاتی ہیں اور فرضی یونٹوں پر فرضی آدمیوں کے پاس فروخت کرکے وہ افسر لاکھوں روپیہ کما رہا ہے - میں نے اس طرف آپکی توجہ دلائی ہے - اگر آپ کے علم میں نہیں ہے تو محکمہ والوں سے دریافت کر لیں کہ اس ذریعے سے وہاں بڑی دھاندلیاں مچی ہوئی ہیں -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں عرض کرتا ہوں - بات در اصل یہ ہے کہ ایسے دور دراز اضلاع میں وہاں کے بسنے والے لوگوں کی بد قسمتی یہ تھی کہ وہاں کے لوگ بر سر اقتدار بھی رہے جیسے کہ سردار امجد حمید خان دستی صاحب اس بات سے بخوبی واقف ہونگے - لیکن اگر ایسے اضلاع میں رشوت کا نظام زیادہ تھا اور دھاندلیاں تھیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ جو آج تک وہاں بر سر اقتدار رہے ہیں - جو اقتدار میں تھے تو پھر ان سے ہم مشورہ ہو کر یہ سب کچھ کیا جاتا رہا ہے - اگر مظفر گڑھ کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں دوسرے ضلعوں کی نسبت رشوت زیادہ تھی تو مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں گرتانی خاندان بر سر اقتدار تھا - وہاں دستی خاندان بر سر

اقتدار تھا ۔ تو یہ تمام لوگ اسی نظام کو جاری رکھنا چاہتے تھے تو پھر وہاں پر رشوت ہوئی ۔ دھاندلیاں ہوئیں ۔ لیکن آج خدا کے فضل سے اگر گورنر پنجاب غلام مصطفےٰ کھر اسی ضلع سے پنجاب کے گورنر ہیں تو میں آپکو یقین سے کہہ رہا ہوں کہ ایسی تمام دھاندلیوں کا خاتمہ کیا جا رہا ہے اور جو بھی زمین وہاں بچی ہوئی ہے اسکی منصفانہ تقسیم کی جائیگی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ ذاتی نکتہ وضاحت ۔ میں وزیر قانون کو اور اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جتنی رشوت ستانی ۔ جتنی بلیک مارکیٹنگ اور جتنی دھاندلی بازی آج اس ضلع میں ہے اتنی آج تک کبھی نہیں ہوئی ۔ گورمانی اور دستی صاحب کے وقت میں نہ یہ رشوت تھی ۔ نہ یہ بلیک مارکیٹنگ تھی اور نہ ہی یہ اس قسم کے واقعات تھے کہ بمشکل کبھی ڈھونڈے سے ایک سیر بھی نہ ملے ۔ اور آج یہ حالت ہے کہ آپ کے اپنے ضلع لاہور میں آپ کو ایک سیر گھی نہیں ملتا ۔ یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ جب بلیک مارکیٹنگ اور رشوت کا دور ہے وہ آپکا ہے اور آپ سابقہ حکومتوں پر الزام لگا رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ڈاکٹر حلیم رضا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ اشتال اور سٹلمنٹ اکٹھی ہوں یہ آپ کے وقت میں ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ بات کی گئی تھی الاٹمنٹ کی ۔ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ 25 سال تک جو غلط اور ناجائز الاٹمنٹیں وہاں کے لوگوں نے کرائی ہیں انہوں نے بعض افسران کو مجبور کر دیا کہ وہ راشی ہو جائیں اور رشوت لیں ۔ اگر وہ رشوت نہیں لیتے تو پھر ان کا عرصہ حیات ایسے ضلعوں میں تنگ کر دیا جاتا تھا ۔ اگر اس قسم کی قباحتیں آج وہاں نظر آتی ہیں تو انہیں ختم کرنے کے لئے

ہم نے ان الاٹمنٹوں کو بند کر دیا ہے کہ ایک انچ زمین بھی الاٹ نہیں کی جائے کیونکہ اگر زمین کو منصفانہ طریقے پر بانٹنے کا سوال ہے تو اگر الاٹمنٹوں کا پچھلا سلسلہ گورنر جناب غلام مصطفےٰ کھر نے بند کر دیا ہے تو مظفر گڑھ کے عوام پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔ اور یہ اس بات کی نشان دھی ہے کہ ہم کسی صورت میں نہ اقربا پروری چاہتے ہیں نہ ہم ناجائز الاٹمنٹوں میں شریک ہونا چاہتے ہیں بلکہ ہم اس قصے کو سمیٹ رہے ہیں اور اس سال دسمبر میں محکمہ کو ختم کیا جا رہا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے ڈاکٹر ملک حاکم رضا کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی تھی۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ دوبارہ ذاتی نکتہ وضاحت ۔ جس افسر کا ذکر کر رہے ہیں وہ بد بخت کبھی بھی مظفر گڑھ میں نہیں آیا اور پہلی دفعہ آپ کے وقت میں وہاں آیا ہے۔ اور اس کے متعلق بار بار شکایات ہو رہی ہیں۔ لیکن کوئی علاج نہیں کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آج تک کبھی پانچ روپے سیر دال بکی ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کوئی ذاتی نکتہ وضاحت نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ یہ آپ کے وقت میں اندھیر ہو رہا ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بحالیات و آبادکاری۔ کیا آج تک کبھی پاکستانی قوم نے اتنی بڑی شکست کا سامنا کیا تھا۔ یہ بھی انکے نظام کی وجہ سے ہوا ہے کہ قوم کو شکست کا سامنا ہوا۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ آپ انکے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ آپ بھی تشریف رکھیں اور وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر حلیم رضا - جناب والا - فاضل ممبر جناب دستی صاحب نے کرمانیوں اور دستیوں کے دور اقتدار کو مخفی رکھنے کے لئے آج پیپلز پارٹی کی حکومت پر جو طعن کیا ہے تو ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر سیدھی انگلیوں سے گھی نہ نکلا تو ہم ٹیڑھی انگلیوں سے بھی نکالنا جانتے ہیں -

سردار امجد حمید خان دستی - آپ اگر میرے جیسے آدمی کو مار بھی لینگے یا جیل میں بھیج دینگے تو نہ یہ گرانی دور ہوگی - نہ یہ بلیک مارکیٹنگ ختم ہوگی بلکہ آپ کی بدنامی میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - سوال یہ تھا کہ مظفر گڑھ میں الاٹمنٹ کے لئے زمین موجود ہے - اس کے لئے وزیر موصوف نے نہایت فراخدلی سے بات تسلیم کی کہ ہاں وہاں رشوت بھی ہوتی رہی ہے اور میں انکا اس لحاظ سے مشکور ہوں - لیکن میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ کس تاریخ سے ہوا ہے تا کہ پتہ چل سکے کہ انکے دور کو آئے ہوئے کتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ انہوں نے بند کی ہے - کیونکہ یہ یہی بتا سکیں گے انکے دور میں یہ الاٹمنٹیں ہوئی ہیں - میں نے وقت پوچھا ہے کہ کب یہ الاٹمنٹیں بند ہوئی ہیں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - یہ الاٹمنٹیں پچھلے ایک ڈیڑھ ماہ سے بند ہوئی ہیں اور میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں کوئی ایسی ناجائز الاٹمنٹ نہیں کی گئی اور میں روزانہ ہر ضلع سے تفصیلات طلب کیا کرتا تھا اور روزانہ رپورٹ کو سامنے رکھ کر میں یہ دیکھتا تھا کہ وہاں کسی بڑے زمیندار یا جاگیردار کے اثر میں آ کر کوئی افسر غلط کام تو نہیں کر رہا ہے - میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس چیک کی وجہ سے کم از کم قریشی صاحب کے ضلع مظفر گڑھ میں کوئی ایسی بات نہیں ہو سکی - اگر اس افسر کا ہاتھ کٹ گیا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے تو وہ اسکے

پچھلے گناہوں کے جنکی وجہ سے قدرت نے اسے عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے دور میں ایسی کوئی الاٹمنٹ مظفر گڑھ میں نہیں کی گئی۔

سردار امجد حمید خان دستی - خراج تحسین تو میں آپ کو دونگا کیونکہ یہ تمہارے وقت میں ہوا ہے۔ آپ اسے اس طرح سے avoid کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں آپکی اصلاح کیلئے عرض کر رہا ہوں۔ میں آپکو کوائف دے سکتا ہوں اگر آپ اصلاح کرنی چاہتے ہیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں ایوان کے نوٹس میں ایک بات لا رہا ہوں۔ یہ ایک خاص سوال ہے اور اسکا خاص جواب دیا جا رہا ہے۔ اسکے متعلق آپ صرف ضمنی سوالات کریں اور سیاسی صورتحال کو زیر بحث لانے کی کوشش نہ کریں۔ اس پر اچھی خاصی بحث ہو چکی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی - میں آپکی خدمت میں بصد ادب یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ بحث قطعاً شروع نہیں کی۔ میں نے قطعاً دستی اور گورمانی کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے قطعاً یہ افتخار ظاہر کیا کہ میں نے یہ کیا ہے اور سابقہ لوگوں نے یہ کیا تھا۔ میں نے تو ایک حقیقت بتائی تھی اور میرا خیال تھا کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کرینگے بلکہ میرے مشکور ہونگے کہ میں نے ایک غلطی کی نشان دھی کی ہے لیکن انہوں نے ذاتی حملے شروع کر دیئے تو انکا جواب دینا لازمی تھا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ آپ بد عنوان افسر کے متعلق تفصیلات وزیر موصوف کو انکے کمرے میں دے دیں۔ اور میں توقع کرتا ہوں کہ وہ ضرور اس پر ایکشن لیں گے۔

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا۔ اسکے لئے علیحدہ سوال کیا جا سکتا ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا۔ جو specific سوال ہوتا ہے اس کا specific سپلیمنٹری آتا ہے۔ وزیر موصوف عادت سے مجبور ہیں کہ

وہ ساتھ میں تقریر ضرور جھاڑتے ہیں ۔ بات صرف اتنی ہوتی ہے کہ یہ اتنے لوگ موجود ہیں ، زمین موجود ہے ، الاٹ کیوں نہیں ہوئی ؟ یہ پھر کچھ عادت سے مجبور ہیں یا پتہ نہیں جان بوجھ کے گناہوں پہ پردہ ڈالتے ہیں ۔ حصہ داری سے یا کسی اور وجہ سے ۔ جناب والا ۔ ڈیڑھ دو سال سے یہ بھی وزیر ہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اس عرصے میں جائز کلیمنٹس کو زمین کیوں نہیں دی گئی ۔ اس کا جواب مجھے ابھی تک نہیں دیا گیا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ اگر زمین دی جاتی پھر تو حصہ داری ہو سکتی تھی ۔ جب زمین دی ہی نہیں گئی ، ایک انچ بھی نہیں دی گئی ، تو حصہ داری کس بات کی ؟ حصے تو آپ لیتے رہے ہیں ۔ آج تک ۔ پچیس سال تک آپ نے عوام کا خون چوسا ہے اور اب حصے کی بات کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسی بات جو کہ غیر ذمہ دارانہ ہو ، اسے کارروائی سے حذف کیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور ۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ پچیس سال تک اس طرف سے خون چوسا جا رہا ہے ۔ اس طرف بیٹھا ہوا کون آدمی آپ کو نظر آ رہا ہے ۔ کس وقت ہم لوگ آپ کی طرح حکمران رہے ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چودھری غلام قادر ۔

چودھری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ بارڈر کے چھ ضلعوں میں جہاں جموں اور کشمیر کے مہاجرین آباد ہیں ، ان کے نام پر یہ عارضی الاٹمنٹیں ابھی تک موجود ہیں ۔ اور زرعی یونٹ بھی بقایا پڑے ہوئے ہیں ۔ کچھ اراضی کے مقدمات عدالتوں میں پینڈنگ ہیں اور ان کا فیصلہ بھی ہونے والا ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس الاٹمنٹ کو جو بند کی گئی ہے ۔ اس کی میعاد 31 اگست تک کم از کم بڑھائیں اور وہ مقدمات بھی جلدی فیصلہ کرنے کا حکم صادر فرمائیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری - یہ تجویز ہے - میرے ساتھ چیمبر میں بات کرلیں - اگر معقول بات ہوئی تو مانی جا سکتی ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ وزیر موصوف نے ہمیں طعنہ دیا ہے کہ پچیس سال تک یہ کرتے رہے ہیں - میں وزارت سے پہلے کی ان کی تصویر جناب کو پیش کر سکتا ہوں - آج کا حلیہ دیکھیں - کل خان بنے ہوئے ہیں کھا پی کے اور پچھلی تصویر دیکھ لیں -

(قطع کلامیاں)

سردار صغیر احمد - کیا وزیر آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ الاٹمنٹ کرنے کے بعد جو بقایا کلیمنٹس رہ گئے ہیں ، انہیں آباد کرنے کے لئے حکومت کن تجاویز پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر آباد کاری و بحالیات - جناب والا - ایک بڑی جامع اور واضح سکیم مرکز نے تیار کی ہے اور صوبے اس سکیم پر عمل کریں گے - ایسا سلسلہ نہیں کہ مختار کے ذریعے سے ، جیسے مختار خاص اور مختار عام ، وہ سلسلہ تھا اور ناجائز کلیمنٹس کو زمین الاٹ کی جاتی تھیں ایسی جامع سکیم ہوگی کہ جائز کلیمنٹس کو cash compensation دی جائے اور زمین رفاہی کاموں کے لیے مصرف میں لائی جائے -

کنور محمد یاسین خان - ابھی ابھی وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ جو متروکہ زمین بقایا ہے اس کو نیلام عام کیا جائے گا - یا رفاہی کاموں کے لئے دیا جائیگا - کیا رفاہی کاموں کے لیے یہ صرف متروکہ زمین ہی رہ گئی ہے ؟ اور اس میں زیادتی ہوگی ، دھاندلی ہوگی ، یہ زمینیں غصب ہوں گی - اس لیے میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ ساری زمین نیلام عام کے ذریعے نیلام ہونی چاہیے اور تمام معاوضہ ان غریب کلیمنٹس کو دیا جائے - جن کے کلیم باقی ہیں - یہ رفاہی کاموں کے لئے متروکہ زمینیں ہی نہیں بلکہ اور زمینیں بھی ہیں - اور یہ

صرف ایک کھانے پینے کا راستہ ہے اور کوئی رفاہی کام کے لیے نہیں ہوگا۔ اس لیے یہ سب اوپن آکشن ہونی چاہیے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کی تجویز منسٹر صاحب تک پہنچ گئی ہے۔

وزیر آبادکاری و بحالیات - پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن - فاضل رکن کنور یاسین نے کھانے پینے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگر وہ اس بات کی وضاحت کر دیں تو پھر میں اس قابل ہوں گا کہ وضاحت کر سکوں۔

کنور محمد یاسین خان - سینکڑوں کیس جناب کے نوٹس میں لائے جا سکتے ہیں کہ متروکہ پلاٹس، urban پلاٹس لوگوں نے غصب کئے ہیں اور اب بھی کریں گے - کلیمنٹس کو تو یہ سمجھتے ہیں جیسے کہ یہ زمین ملکیت کی ہے ہی نہیں، بلکہ حرام کی زمین ہے۔

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - یہ سکیم صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو نے بنائی ہے - اور ان کی خواہشات کے مطابق اور حکم کے مطابق مرکز نے بنائی ہے اور اگر ایسی کھانے پینے کی بات فاضل رکن کرنا چاہتے ہیں تو پھر سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

چودھری محمد یعقوب اعوان - سپلیمنٹری - میں جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ بجائے متروکہ زمین کے اوقاف کی زمین رفاہی کاموں کے لیے استعمال میں لائی جا سکتی ہے - یہ مہاجرین کے ساتھ کیوں زیادتی کی جا رہی ہے کہ ان کے یونٹ بقایا ہیں اور ان کو زمین نہ دی جائے۔

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - پچیس سال تک ہوا یہ ہے کہ ایک طرف سے اگر کوئی کلیمنٹ ہے تو مقدمہ بازی میں اسی غریب کو ایسا الجھایا گیا، ایسے تاخیری حربے استعمال کیے گئے، اور طریقہ کار

ایسا تھا کہ پھر جائز شخص کو اس کا حق نہ مل سکا ۔ آج بھی اسی طریقہ کار پر چلتے ہوئے اس محکمے کو جاری رکھا گیا اور ختم نہیں کیا گیا تو پھر کسی صورت میں نہ رشوت ختم کی جا سکتی ہے اور نہ دھاندلیاں ختم کی جا سکتی ہیں ۔ یہ سکیم محض اس لیے بنائی گئی ہے کہ اس محکمے کو اس طرح ختم کرکے قالین کو لپیٹ دیا جائے اور اگر کلیمنٹس کچھ ہیں تو ان کو compensate کیا جائے ۔ compensation pool میں cash compensation کے سلسلے میں ۔ باقی جتنے بھی urban پلاٹس موجود ہیں ، وہ ایسی جگہوں پر موجود ہیں جو حکومت کو سرکاری دفاتر کے لئے چاہئیں ۔ یا جن کے نیلام عام سے پیسہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے و compensation pool میں سے ادائیگی کی جا سکتی ہے یا پھر ملازموں کے لیے اور دوسرے ایسے رفاہی کاموں کے لیے ان پلاٹس کو ریزرو کر دیا گیا ہے ۔ صوبے کے وسیع تر مفاد میں ایسا کیا گیا ہے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پنجاب میں ایسی کتنی متروکہ اراضی موجود ہے جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوئی ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل relevant سوال ہے اور اس کے لیے وزیر موصوف کو تیار ہوکر آنا چاہئے ۔ یہ بڑا اہم ترین مسئلہ ہے اور اس میں مہاجرین کے حقوق بالکل ختم کئے جا رہے ہیں ، ان کو تباہ کیا جا رہا ہے ۔ وہ لوگ جو پچیس سال تک انتظار میں تھے کہ ان کے کلیم settle کئے جائیں گے انہوں نے بیک جنبش قلم ان کے کلیم فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ اراضی ان کے نام الاٹ تھی ۔ اس اراضی کو مختلف کاموں کے لیے مختلف بہانوں سے ان کے حق خصوصی کئے جا رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ علیحدہ سوال کریں ، اس وقت ان کے پاس figures نہیں ہیں -

سید ناہش الوری - جناب والا - دانستہ یہ سازش ہے ، یہ چاہتے ہیں کہ مہاجرین کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سید صاحب ، فگرز نہیں ہیں ، اس میں سازش کی کوئی بات نہیں ، آپ سوال کریں جواب آپ کو مل جائے گا -

وزیر بحالیات و آباد کاری - جناب سپیکر - مجھے اعداد و شمار مل گئے ہیں - میں الوری صاحب کا جواب دینا چاہتا ہوں - اصغر صاحب کے سوال نمبر 2757 کے سلسلے میں واضح جواب آپ کے پاس موجود ہے جو ایوان کی میز پر ہے - اس میں اعداد و شمار ہیں -

سید ناہش الوری - وہاں ٹکڑوں کی بات ہے ، میں نے تو پوری اراضی کی بات کی ہے - کہ کتنی اراضی باقی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگر آپ مطمئن نہیں ہیں ، تو آپ دوبارہ سوال کر دیں آپ کو جواب مل جائے گا -

چودھری محمد یعقوب اعوان - جناب والا - میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ آیا یہ اختیارات جو بحالیات کے ہیں، یہ عارضی طور پر یا کچھ عرصے کے لیے کسی اور محکمے کو نہیں سونپے جا سکتے ؟ بجائے اس کے کہ الاٹمنٹ کے کام کو بالکل ختم کیا جائے ، عارضی طور پر کسی اور محکمے کو یہ کام سونپا نہیں جا سکتا - اس پر بھی غور کرنا چاہیے - یہ میری گزارش ہے -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - مرکز میں اس کی لیجسلیشن ہوئی ہے اور میرے پاس صوبے میں ایسے کوئی اختیارات موجود نہیں ہیں کہ میں لیجسلیٹ کر سکوں - اور جو بھی سکیم مرکز بنا کر دے گا صوبے نے

اس پر عمل کرنا ہے اور جامع اور واضح سکیم پر عمل کریں گے - ایسی تجاویز پہلے دی جا سکتی تھیں جب مرکز میں ایسا قانون بن رہا تھا -

سردار امجد حمید خان دستی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - جناب نے حکم فرمایا تھا کہ نہ سوال میں نہ جواب میں کسی قسم کی کوئی سیاسی بات نہیں ہونی چاہیے - لیکن وہ بار بار 25 سال کا ذکر کرتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر موزانہ کرنا ہے تو براہ کرم ایک دن مختص کر دیا جائے کہ 25 سال میں کس نے کیا کیا اور کس نے کیا نہیں کیا - جس طرح لا اینڈ آرڈر کے مسئلے پر آپ نے ایک دن مقرر کیا تھا خدا کے لئے قوم کو بتانے کے لئے ایک دن اس کے لئے بھی مختص کر دیا جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب والا - کیا وزیر بحالیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے - - - - - - -

میاں خورشید انور - جناب والا - بار بار یہاں یہ سوال اٹھایا گیا ہے اور اس کا جواب بھی دیا جا چکا ہے کہ 25 سال میں لوگوں کا خون چوسنے والے تمام حکمران اب آپ کے ساتھ ہیں - یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ فیشن کیوں بن گیا ہے وہ تمام لوگ جو25 سال حکومت کرتے رہے ہیں اب پیپلز پارٹی میں شامل ہو چکے ہیں اور یا آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میاں صاحب 25 سال میں میں نے تو کوئی ظلم نہیں کیا اور آپ ایسے ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - کیا وزیر بحالیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ان کے نوٹس میں ہے کہ جو کیمپس آج تک بقایا ہیں یہ وہ بدقسمت ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں ان کے پاس

رشوت دینے کے لئے کوئی پیسہ نہیں تھا ۔ اور ان کے پاس کوئی approach نہیں تھی اس لئے آج تک ان کو ان کا جائز حق نہیں مل سکا اور ان کو کوئی زمین نہیں مل سکی ۔اس کے لئے عوامی حکومت نے کیا مثبت اقدامات اٹھائے ہیں ؟

(نعرہ ھائے تحسین)

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ یہ کسی صورت میں بھی میں نے نہیں کہا کہ کلیمنٹس کے کلیمز کو adjust نہیں کیا جائے گا ۔ کلیمنٹس کے کلیمز کو adjust کیا جائے گا اور ان کو باقاعدہ طور پر compensation دی جائے گی ۔ لیکن یہ کہنا کہ جائز کلیمنٹس بچ گئے ہیں یا جن کے پاس ناجائز کلیمز تھے وہ بچ گئے ہیں تو اس چیز کو ختم کرنے کے لئے کہ یہ تمیز نہ رہے اس محکمے کو ختم کیا جا رہا ہے اور کوئی ایسا پہلو اس میں کار فرما نہیں ہے ۔ میں اس وقت یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ جو بچ گئے ہیں وہ جائز کلیمنٹس ہیں یا جن کو compensate کیا گیا وہ جائز کلیمنٹس تھے ۔ یہ فیصلہ جناب والا میں اس وقت کسی سوال کے جواب میں عرض نہیں کر سکتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ دیگر تمام اضلاع میں تین ہزار سے زائد کلیمنٹس نہیں ہیں لیکن لائلپور میں جو کلیمز بتائے ہیں ان کی تعداد تیس ہزار ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ سوال پہلے آ چکا ہے اور اس کا جواب دیا جا چکا ہے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایوان میں بہت لیٹ آئے ہیں اور آپ نے اب سوال کرنے شروع کئے ہیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے ابھی کنور محمد یاسین خان کے جواب میں فرمایا ہے کہ کھانے پینے کی بات سوچ سمجھ کر کریں ۔ اگر جان کی ، مال کی ، عزت کی پناہ مل جائے تو میں عرض کروں کہ

کھانے پینے کا معاملہ طے ہو چکا ہے ابھی ابھی حال ہی میں جو الاٹمنٹیں کی گئی ہیں اگر محفوظ ہو تو میں بتاؤں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سردار صاحب یہ سپلمنٹری سوال نہیں ہے۔

سردار محمد عاشق - جناب والا اگر ایک ممبر بیان کرتا ہے تو اسے دھمکی دی جاتی ہے کہ سوچ سمجھ کر بات کی جائے۔ انہوں نے صبح الزام لگایا ہے کھانے پینے کا معاملہ بدستور جاری ہے۔ بغیر کھانے پینے کے کلیمنٹوں کو رقبہ الاٹ نہیں کیا جاتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے۔

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا۔ ضلع مظفر گڑھ میں کچھ کلیم تھے۔

سردار محمد عاشق - جناب والا۔ میں لاہور کی بات کر رہا ہوں۔ ضلع لاہور میں بغیر کھانے پینے کے رقبہ نہیں دیا جاتا۔

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا۔ مجھے کہا گیا تھا کہ یہ کلیم adjust کرا دو۔ میں کنور محمد یاسین خان صاحب کے وہ کلیمز ایڈجسٹ نہیں کرا سکا ہوں میں نے انکار کیا ہے اور اس کی وجہ سے یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔

کنور محمد یاسین خان - جناب والا۔ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ چونکہ مجھے کلیمز نہیں دیئے گئے اس لئے یہاں یہ سوال اٹھایا گیا ہے میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کے سامنے یہ حقیقت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میری تحصیل کا کلیم ہے جائز کلیم ہے اور آج تک اس کو ایک مرلہ رقبہ نہیں ملا۔

(شیم - شیم)

اور اگر اس کے لئے میں نے وزیر موصوف سے یہ عرض کیا ہے کہ یہ جائز کلیم ہے اس پر رقبہ الاٹ کیا جائے تو میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ وہ ہمارا

حق تھا اور اس سلسلے میں میں آپ کے توسط سے یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف سے میں تین مرتبہ کہہ چکا ہوں اور وہ تینوں مرتبہ یقین دلا چکے ہیں مگر آج تک ایک مرلہ رقبہ بھی نہیں ملا وہاں پر۔

(شیم شیم)

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ یہ بات یوں ہے کہ میں نے فاضل رکن کی جائز امداد کرنے کی کوشش کی ۔ لیکن فوراً ہی حکم آ گیا کہ الاٹمنٹیں بند کر دی گئی ہیں ۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے حکم حکومت کا ہے ۔ اور میں اگر اس میں زبردستی کروں اور یہ کہوں کہ آپ ضرور الاٹ کر دیں تو میں یہ غیر قانونی بات کرنے کے حق میں نہیں ہوں ۔ قانون سب کے لئے ایک جیسا ہے ۔

کنور محمد یاسین خان ۔ جناب والا ۔ میری پوپھی کا کلیم تھا ۔ میرا کوئی ذاتی کلیم نہیں تھا اور وہ ہمارا جائز حق تھا ۔ اگر میں نے اس اس کے لئے انھیں کہا ہے تو میں نے کون سا جرم کیا ہے ؟

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ قانون کی رو سے رقبہ الاٹ ہوتا تو ایک سال میں نہیں ایک مہینے میں تمام رقبہ الاٹ کیا جا سکتا تھا ۔ آپ کے سامنے ہندوستان کی مثال ہے اتنا بڑا ملک ہے ۔ وہاں چھ ماہ میں تمام مہاجرین کو رقبہ الاٹ ہو گیا تھا ۔ اور اگر یہ بھی چاہتے تو کیا رقبہ الاٹ نہیں کیا جا سکتا تھا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سردار صاحب اصل میں آپ اس میں تھوڑے سے confused ہیں ۔ اس میں مسئلہ جو ہے وہ یہ ہے کہ مرکز کا ایک فیصلہ ہے جسے صوبائی حکومت implement کرتا ہے ۔ آپ implementation پر تو سوال کر سکتے ہیں کہ آپ اس کو کس طرح implement کر رہے ہیں ۔ جہاں تک policy matter کا تعلق ہے وہ سنٹرل گورنمنٹ کا فیصلہ ہے اور وہ ہو چکا ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ ہمارے کلیمز پڑے ہوئے ہیں ۔ ہمیں ہمارے جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے ۔ رقبہ ہمیں ابھی تک الاٹ نہیں کیا گیا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بحالیات کے محکمہ کا تعلق ہے یہ ضرور کوئی مرکزی محکمہ ہے اور مرکز سے اس کا تعلق ہے لیکن یہ صوبائی حکومت بھی اس بات کی مجاز ہے کہ وہ تجاویز کو بھیج کر اور گورنمنٹ آف پاکستان سے گفت و شنید کر کے مہاجرین جنکے فائدے کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کر سکتی ہے ۔ آخر یہ صوبے کی حکومت یہاں کس لئے بیٹھی ہوئی ہیں :

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ یہ صحیح ہے اور ایسا ہوا ہے ۔ اس صوبے سے تجاویز لی گئی ہیں اور ان تجاویز کو مدنظر رکھ کر صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک ہائی پاور کمیٹی بنا دی اور اس میں اسے پیش کیا گیا ۔ اس سلسلے پر وہاں ہر پہلو کو دیکھتے ہوئے اس محکمے کو wind up کرنے کا فیصلہ مرکز میں ہوا ہے اور جو بھی سکیم بنے گی صوبہ اس سکیم کے تابع ہے اور ہم اس سکیم پر عملدرآمد کرائیں گے اور جو بھی ممکن تجاویز تھیں وہ صوبہ پنجاب نے بھیج دی تھیں ۔

میاں مصطفےٰ ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ سردار صاحب نے چیلنج کیا تھا وزیر موصوف کو اور توقع تھی کہ وزیر موصوف اپنی پاک دامنی کا ثبوت دیں گے ۔ لیکن ان کی طرف سے کوئی سٹیٹمنٹ نہیں آئی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے بڑی واضح بات کہی تھی اور منسٹر صاحب کے متعلق کوئی الزام نہیں لگایا تھا ۔ ڈیپارٹمنٹ کے اہلکاروں کے متعلق انہوں نے کہا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ اس طرح سے انہیں خواہ مخواہ ملوث کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ۔ میں نے غور سے سنا ہے سردار عاشق صاحب نے اہلکاروں کے متعلق کہا تھا منسٹر صاحب کے متعلق نہیں کہا تھا ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ اس ہاؤس میں اس فلور پر میں نے تسلیم کیا ہے کہ محکمہ بحالیات و آبادکاری ایک ناسور کی شکل اختیار کر گیا تھا ۔ اب اس کو wind-up اس لئے کیا جا رہا ہے کہ اس ناسور کو اگر نہ کاٹا گیا تو پورا جسم خراب ہو جائے گا ۔ میں اس محکمے کا سربراہ ہونے کی

حقیقت ہے اگر اس چیز کو یہاں تسلیم کر رہے ہوں تو پھر جناب والا اس کے بعد اگر کوئی دوسری وضاحت فاضل رکن موچی دلیل کے بارے میں دینا چاہتے ہیں تو میں تمام ہاؤس کو اجازت دیتا ہوں کہ جو بھی موچی دلیل کے بارے میں کوئی بات ہے تو وہ بڑی خوشی سے کریں۔ لیکن محکمے کے بارے میں جب میں خود تسلیم کر رہا ہوں تو پھر کسی دوسری وضاحت کی کیا ضرورت ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا۔ ان کے تسلیم کر لینے سے مہاجرین کا پیٹ نہیں بھر جائے گا۔ پھر متعلقہ محکمے کے وزیر ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ کسی مہاجر کو وزیر بنا دیں۔ اگر ایک مہینے میں تمام رقبہ الاٹ نہ ہو جائے تو جناب والا مجھے جو جرمانہ کہیں گے میں دوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اگر یہ چاہتے تو ایک مہینے میں تمام رقبہ الاٹ کیا جا سکتا تھا۔ اگر کوئی مہاجر وزیر ہوتا تو ایک مہینے میں تمام الاٹمنٹیں کی جا سکتی تھیں۔ یہ خود مہاجر نہیں ہیں اس لئے ان کو مہاجرین کی تکالیف کا پتہ نہیں ہے۔

میاں خورشید انور ۔ وزیر موصوف خود تسلیم کر چکے ہیں کہ آن کا محکمہ اتنا زیادہ خراب ہو چکا ہے اور وہاں انتہائی گڑ بڑ ہے، رشوت چل رہی ہے۔ وہ ناسور بن چکا ہے اور اگر وہ درست نہیں کر سکتے تو از راہ کرم انہیں مستعفی ہو جانا چاہیے ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ محکمہ کے انچارج ہیں۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا۔ وہ محکمہ جب wind-up کیا جا رہا ہے۔ جب ناسور کاٹا جا رہا ہے تو پھر فاضل رکن کیسی بات کر رہے ہیں۔

میاں خورشید انور ۔ وزیر موصوف کو بھی ساتھ wind-up ہو جانا چاہیے۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ یہ آپ کے اس میں نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب سپیکر - اس محکمہ کے متعلق جناب معزز وزیر موصوف نے جو فرمایا ہے کہ اس محکمہ کو wind-up کیا جا رہا ہے - اس کے متعلق ہم سب کو اور پورے صوبے کو اتنی خواہش ہے کہ اس curse سے بچانے کے لیے ہم چاہتے تھے کہ یہ محکمہ آج سے کئی سال پہلے wind-up کر دیا جاتا تو ہزاروں ، کروڑوں روپے کا نقصان نہ ہوتا - مگر جن لوگوں کی ابھی الاٹمنٹ نہیں ہوئی اور جن کو وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ایک سکیم کے ذریعے compensate کیا جائے گا - اس کے متعلق ہم وضاحت چاہتے ہیں کہ جب آپ الاٹمنٹیں بند کر رہے ہیں تو آپ کیسے compensate کریں گے اور ہمیں خدشات ہیں کہ جیسے پہلے الاٹمنٹیں غلط ہوئی ہیں یا رشوت کے بغیر نہیں ہوئیں تو یہ compensation بھی اس کا شکار نہ ہو جائے اور مخصوص لوگوں کو compensation ادا ہو اور باقی مستحقین رہ جائیں - تو اس کی وضاحت ہم چاہتے ہیں کہ ہاؤس میں وزیر موصوف فرما دیں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - The House is called to order - میاں صاحب آپ چوہدری صاحب کے پاس چلے جائیں یا چوہدری صاحب کو اپنے پاس بلا لیں سہولت ہو جائے گی -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - باتیں بند ہو تو میں عرض کروں -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: No such personal observations.

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - عرض یہ ہے کہ نقد معاوضہ دیا جائے گا - الاٹمنٹ کا سلسلہ اس لیے بند کیا جا رہا ہے کہ الاٹمنٹ اگر رہتی ہے تو بھی خدشہ رہتا ہے کہ ان میں کسی ایک پارٹی کی favour کی جائے دوسری کی نہ کی جائے - یہ خدشات ہمیشہ سے رہتے ہیں اور یہ چیز اس محکمہ میں ہوئی ہے - اس لیے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اب

دعویداران کو نقد معاوضہ کے ذریعہ سے کیا جائے اور الاٹمنٹ بند کر دی جائے یہ فیصلہ ہوا ہے۔

چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ - جناب والا - میرا ایک قلیل المہلت سوال نمبر 3309 آج کے لیے ملتوی ہوا تھا - وہ آج take up ہونا چاہیے -

مسٹر سپیکر - قلیل المہلت سوال اپنے وقت پر آ جائے گا -

سید قابش الوری - کیا وزیر موصوف مرکزی قانون کا نام بتا سکتے ہیں جس کے تحت الاٹمنٹ بند کی گئی ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - یہ recently مرکزی حکومت نے legislate کیا ہے - اس کے لیے صدر کی assent لی جا رہی ہے- Displaced Persons Rehabilitation Compensation Act میں ترمیم کر کے یہ سب قانون بنائے گئے ہیں - جب اس کی assent مل جائے گی میں باقاعدہ ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ صوبہ کے عوام کو آگاہ کروں گا کہ کون سی ایسی سکیم ہے جس کے تحت جو دعویداران بچ گئے ہیں ان کو compensate کیا جا سکتا ہے -

ڈاکٹر حلیم رضا - کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ بھر میں جعلی کلیموں کے سلسلے میں جو الاٹمنٹ ہو چکی ہیں - ان کے متعلق ایک اعلیٰ اختیارات کا کمیشن بنا کر ان کے خلاف تحقیقات کریں گے جنہوں نے جعلی کلیم داخل کئے ہیں -

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس suo-moto revisions کی پاورز ہیں - اگر فاضل ممبر کسی ایسے جعلی کلیم کی نشاندہی کر سکتے ہیں تو میں آج ہی چیف سیٹلمنٹ کمشنر کو آرڈر کرتا ہوں - ایسے تمام جعلی کلیموں کے بارے میں تحقیقات کی جائے اور ایسی الاٹمنٹ کو منسوخ کیا جا سکتا ہے -

Mr. Speaker : The questions hour is over.

وزیر بحالیات و آبادکاری - جناب والا - میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

محکمہ بحالیات و آباد کاری کے گزیٹڈ افسران کی تعداد

***3209 - چودھری امان اللہ لک** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) محکمہ بحالیات و آبادکاری میں کل کتنے گزیٹڈ افسران اس وقت کام کر رہے ہیں اور ان میں سے کتنے افسران مستعارالخدمتی ہیں اور کتنے عرصہ سے ہیں - ان کے نام کیا ہیں اور وہ کن کن محکموں سے آئے ہیں -

(ب) کیا حکومت ان مستعارالخدمتی افسران کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں -

(ج) کیا محکمہ بحالیات و آبادکاری کے افسران مستعارالخدمتی افسران کی غیر موجودگی میں دفتر کا کام خوش اسلوبی سے چلانے سے قاصر ہیں - اگر نہیں تو دوسرے محکموں سے افسران کو کیوں لیا گیا -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ کے افسران پر کم خرچ ہوتا ہے جب کہ باہر سے آئے ہوئے افسران پر سالانہ تقریباً 67,000 روپے زائد خرچ کرنا پڑتا ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) - مطلوبہ کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں - جونہی موصول ہوں گے - ایوان کی خدمت میں پیش کر دئیے جائیں گے -

---

محکمہ سیٹلمنٹ واقع ایجرٹن روڈ لاہور کی چیک برانچ اور فنڈ برانچ سے جعلی چیکوں کا اجراء

***3211 - چودھری امان اللہ لک** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ سیٹلمنٹ واقع ایجرٹن روڈ لاہور کی

چیک برانچ اور فنڈ برانچ سے بعض کیسوں میں نقد رقم کی ادائیگی کی سکیم کے تحت جعلسازی سے چیک جاری کئے گئے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایک اکاؤنٹنٹ کو جعلسازی کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور اس کو دو دن حوالات میں بند رکھنے کے بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ ھذا نے ابھی تک جعلسازی میں ملوث افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیسوں کی تعداد کیا ہے اور کتنی مالیت کے چیک 31-3-1973 تک جاری کئے گئے ۔ ان کیسوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے نیز حکومت جعلسازی میں ملوث افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) ۔ (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ۔

(د) کیسوں کی تعداد 9 ہے جن میں جعلسازی سے رقوم کی ادائیگی بذریعہ چیک کروائی گئی ۔ ان کیسوں کی فہرست لف ھذا ہے یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ نے ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ان کیسوں کی رپورٹ پولیس کے پاس درج کرائی گئی اور پولیس تفتیش کر رہی ہے ۔

فہرست

نمبر شمار	چیک نمبر		مالیت
1 ۔	264060	مورخہ 30-12-71	22856 روپے
2 ۔	264091	مورخہ 8-3-72	18400 روپے

3 ۔	ایچ بی/958885	مورخہ 5-10-72	76551 روپے
4 ۔	این بی/501501	مورخہ 5-10-72	57060 روپے
5 ۔	ایچ بی/958829	مورخہ 19-8-72	40000 روپے
6 ۔	ایچ بی/958883	مورخہ 5-10-72	22841 روپے
7 ۔	این بی/50I5010	مورخہ 5-10-72	49240 روپے
8 ۔	ایچ بی/958830	مورخہ 19-10-72	40000 روپے
9 ۔	ایچ بی/958885	مورخہ 5-10-72	11493 روپے

چیف سیٹلمنٹ کمشنر لاہور کے دفتر میں زیر تصفیہ درخواستوں کی تعداد

*3212 - **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دفتر چیف سیٹلمنٹ کمشنر لاہور میں ڈبلیو فارم و سی پی فارم نمبر 4 پر اور نئی کتاب معاوضہ اور کتاب معاوضہ کی نقل حاصل کرنے کے لئے کتنی درخواستیں زیر تصفیہ پڑی ہیں - ان کی تعداد ضلع وار بتائی جائے نیز حکومت ان درخواستوں پر کب تک فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : ڈبلیو فارم سی پی 4 فارم نئی کتاب معاوضہ اور کتاب معاوضہ کی نقل (مثنیٰ کاپی) کے بارے میں اب تک 1028 درخواستیں زیر تصفیہ ہیں جنکی ضلع وار تفصیل کا گوشوارہ لف ہذا ہے ان درخواستوں پر تصفیہ کا انحصار درخواست دہندگان کے تعاون پر منحصر ہے جن سے مختلف نوعیت کے کوائف طلب کئے ہوئے ہیں - جیسے جیسے وہ کوائف فراہم کرتے ہیں محکمہ ہذا ان کی درخواستوں کا تصفیہ قانون کے مطابق کر دیتا ہے -

ضلع وار گوشوارہ بابت درخواست ہائے
برائے اجازت داخل کرنے ڈبلیو فارم اور سی پی فارم نمبر 4

نمبر شمار	ضلع	ڈبلیو فارم	سی پی فارم نمبر 4
1	لاہور	10	43
2	سیالکوٹ	4	10
3	گوجرانوالہ	5	13
4	شیخوپورہ	2	5
5	ملتان	1	20
6	ساہیوال	10	10
7	سرگودھا	2	10
8	بہاولپور	—	2
9	بہاولنگر	—	5
10	رحیم یار خان	—	2
11	گجرات	—	3
12	جہلم	—	2
13	جھنگ	5	5
14	راولپنڈی	3	6
15	لائل پور	8	25
		—	—
	کل میزان	50	161

ضلع وار گوشوارہ بابت تعداد درخواست
برائے اجرا نئی کتاب و مثلی کتاب معاوضہ

نمبر شمار	نئی کتاب معاوضہ	کتاب معاوضہ گی نقل
1	لاہور	137 303
2	لائلپور	41 57
3	جھنگ	7 10

4	جہلم	2	3
5	گجرات	2	5
6	راولپنڈی	10	11
7	گوجرانوالہ	13	20
8	سیالکوٹ	10	9
9	شیخوپورہ	8	7
10	ملتان	20	21
11	ساہیوال	25	15
12	سرگودھا	5	30
13	بہاولپور	5	8
14	بہاولنگر	4	3
15	رحیم یار خان	—	1
16	مظفر گڑھ	6	6
17	ڈیرہ غازی خان	3	2
18	میانوالی	5	3
	میزان کل	303	514

ڈپٹی کمشنروں کی عدالت میں تصفیہ طلب مقدمات کی تعداد

*3213 - **چوہدری امان اللہ لک** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں مقدمات کی ضلع وار تعداد کیا ہے جو ڈپٹی کمشنروں کی عدالت میں تصفیہ طلب ہیں نیز ان مقدمات کی تعداد کیا ہے جن کا فیصلہ 1-1-1972 تا 31-3-1973 کے دوران ہوا۔

(ب) ان مقدمات کی تعداد کیا ہے جن کی فائلیں 1972ء میں آگ لگنے کی وجہ سے جل کر راکھ ہوگئیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے مقدمات کے اپیل نمبر اور اپیل کنندگان کے نام ضلع وار ایوان کی میز پر رکھے جائیں ۔ نیز حکومت تصفیہ طلب مقدمات کا فیصلہ کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) صوبہ پنجاب میں مقدمات کی ضلع وار تعداد جو کہ ڈپٹی کمشنرز کی عدالتوں میں تصفیہ طلب ہیں مندرجہ ذیل ہیں :-

لاہور	62
گوجرانوالہ	14
شیخوپورہ	11
سیالکوٹ	15
راولپنڈی	35
گجرات	16
جہلم	4
کیمبل پور	2
سرگودھا	8
لائل پور	15
جھنگ	3
میانوالی	4
ملتان	14
ڈیرہ غازی خان	10
مظفر گڑھ	5
ساہیوال	8
بہاولپور	10
رحیم یار خان	7
	243

ان مقدمات جن کا فیصلہ یکم جنوری 1972ء تا 31 مارچ 1973ء کے دوران ہوا کی تعداد 300 ہے۔

(ب) 1972ء میں محکمہ سیٹلمنٹ و کلیم یا کسٹوڈین کے کسی دفتر میں کوئی آگ نہیں لگی۔

(ج) جیسا کہ جواب جزو (ب) میں درج ہے۔

نشاط تھیٹر لمیٹڈ (نشاط سینما) ایبٹ روڈ لاہور کے حصہ جات

*3237 - **امیر عبداللہ خان روکڑی** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بحالیات و آبادکاری کے انفورسمنٹ سٹاف نے یہ معلوم کرنے کے لئے تفتیش کی تھی کہ ایبٹ روڈ لاہور پر واقع نشاط تھیٹر لمیٹڈ (نشاط سینما) میں قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں اور سیلانیوں کے کتنے حصے تھے۔ اگر ایسا ہے تو ہندوؤں کے جانے کے بعد کن افراد نے ان کے متروکہ حصہ جات خرید کئے۔

(ب) مذکورہ بالا تھیٹر کو کس حاکم نے کس متروکہ جائداد قرار دیا۔

(ج) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو انفورسمنٹ سٹاف کی تفتیش کا نتیجہ بالتفصیل کیا برآمد ہوا تھا اور حکومت نے اس کے متعلق کیا کارروائی کی؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان): (الف) یہ درست ہے کہ ایک شخص مسمی عبدالرحمن کی شکایت پر محکمہ آبادکاری کے انفورسمنٹ سٹاف نے نشاط تھیٹر لمیٹڈ کے حصہ جات کے متعلق تفتیش کی تھی قیام پاکستان کے

بعد جاری شدہ پچاس حصہ جات میں سے 45 حصے غیر مسلم کے تھے ہندوؤں کے جانے کے بعد باقی حصہ جات فیاض حسین مینجنگ ڈائریکٹر نشاط تھیٹر لمیٹڈ اور ان کے عزیزوں نے خرید لئے تھے۔

(ب) متذکرہ تھیٹر کو 1951ء میں کسٹوڈین متروکہ جائیداد نے متروکہ قرار دیا تھا۔

(ج) انفورسمنٹ سٹاف کی رپورٹ کے نتیجے میں کسٹوڈین نے مسلم حصہ داران کو نوٹس اظہار وجوہ جاری کیا اور مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کی۔ مورخہ 24-8-1971 کو نوٹس خارج کر دیا گیا۔ لہذا اس کے بعد محکمہ کوئی مزید کارروائی نہ کر سکا۔

محکمہ آبادکاری و بحالیات کا بنکوں سے لین دین کرنا

*3286 - **امیر عبداللہ خان روکڑی** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان بنکوں کے کیا نام ہیں۔ جہاں محکمہ آبادکاری و بحالیات کی رقوم کا لین دین ہوتا ہے اور محکمہ کو ہر بنک سے کس شرح سے مفاد ملتا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ مذکورہ محکمہ کی ہر بنک میں تقریباً کتنی رقم جمع ہے؟

وزیر بحالیات و آباد کاری - (ملک مختار احمد اعوان) : محکمہ آبادکاری کا تمام لین دین سرکاری خزانہ میں ہوتا ہے۔ البتہ مہاجرین کی سہولت کے پیش نظر نقد معاوضہ کی ادائیگی حبیب بنک لمیٹڈ۔ نیشنل بنک آف پاکستان اور مسلم کمرشل بنک لمیٹڈ کی شاخوں کے ذریعے کی جاتی ہے ان بنکوں کو اتنی ہی رقم دی جاتی ہے جتنی رقم کے چیک جاری کرنا مقصود ہوتے ہیں، نیز ان بنکوں سے منافع نہیں لیا جاتا۔

سرکاری کاغذات یا مسل گم کرنے کو قابل گرفت اور قابل تعزیر جرم قرار دینا

*3287 - امیر عبداللہ خان روکڑی - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 2252 جس کا جواب 14-3-1973 کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیت ہے کہ سرکاری کاغذات یا مسل کو گم کرنا ضابطہ فوجداری اور تعزیرات پاکستان کے تحت قابل گرفت اور قابل تعزیر ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا مسلیں گم ہونے کا مسئلہ برائے تفتیش حوالہ پولیس کیا گیا - اگر نہیں تو کیوں -

(ج) کیا حکومت مستقبل میں ایسے اہلکاروں یا افسران کو حوالہ پولیس کرنے پر غور کرے گی جو مسلوں کی گمشدگی کے ذمہدار ہوں - اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) اگر ارادی طور پر مسل یا کاغذات گم کئے جائیں تو معاملہ ضابطہ فوجداری اور تعزیرات پاکستان کے تحت قابل گرفت اور قابل تعزیر ہوگا -

(ب) دوران تحقیق یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ مسل واقعی عمداً گم کی گئی تھی یا اس میں واقعی کسی اہلکار کا ہاتھ تھا - اس کے علاوہ نہ ہی کوئی ایسا مواد سامنے آیا جس سے ظاہر ہو کہ اس کے گم کرنے سے کسی دوسری پارٹی کو فائدہ پہنچ سکتا تھا ان وجوہات کی بنا پر معاملہ کی پولیس کو رپورٹ درج نہیں کرائی گئی -

(ب) اگر واقعی یہ ثابت ہو جائے کہ کوئی اہلکار یا افسر مسل کی گمشدگی میں ملوث یا ذمہ دار ہے تو یقیناً معاملہ پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

محکمہ بحالیات و آباد کاری کے سبکدوش شدہ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ افسران کی ناجائز ذرائع سے بنائی ہوئی جائداد کی ضبطی

***3288 - خان امیر عبداللہ خان روکڑی** - کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 2266 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 14-3-1973 کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت بد عنوانی اور نا اہلی کی بنا پر مارشل لا ریگولیشن نمبر 114 کے تحت ملازمت سے سبکدوش شدہ گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ افسران آباد کاری و بحالیات کے بارے میں یہ اطلاع فراہم کرنے کے لئے تیار ہے کہ حصول ملازمت سے پہلے سبکدوش ہونے کے بعد ان کی اور ان کے بیوی بچوں اور داماد یا بہو کی مالی حیثیت کیا تھی اور وہ کتنی منقولہ و غیر منقولہ جائدادوں کے مالک تھے ۔

(ب) کیا حکومت ان کے خلاف ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی آمدن یا بنائی ہوئی جائداد کی تحقیقات کر کے بحق سرکار ضبط کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں اور کیا ایسے افسران کو سرکاری ملازمت کے نا اہل قرار دے دیا جائے گا؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) چونکہ یہ معاملہ مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اس لئے ان افسران کی جائداد کی ضبطی کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مرکزی حکومت کو ہی ہے ۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کا جواب ہے۔

صوبہ میں متروکہ جائداد کو دینی مقاصد کے لئے استعمال کرنا

*3289۔ خان امیر عبداللہ خان روکھڑی: کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں بعض دینی انجمنیں۔ سوسائٹیاں اور مذہبی کام کرنے والے افراد صوبہ کے بعض حصوں میں واقع متروکہ زرعی و دوسری اراضی دینی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیت ہے کہ حکومت نے مذکورہ بالا متروکہ اراضی دینی امور کی انجمنوں۔ سوسائٹیوں اور افراد کو الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے بشرطیکہ وہ درخواستوں کے ہمراہ اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کا No objbetion سرٹیفکیٹ منسلک کریں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک ایسی کتنی درخواستیں کتنی انجمنوں سوسائٹیوں اور افراد کی طرف سے دی گئیں۔ اور کتنی درخواستوں کے ہمراہ No-objection سرٹیفکیٹ نہیں تھے اور ایسی درخواستوں کی آخری تاریخ کون سی ہے؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) :۔ (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ابتک ایسی صرف 36 درخواستیں موصول ہوئیں۔ 35 درخواستوں کے ہمراہ No objection سرٹیفکیٹ موصول

نہیں ہوئے تھے ۔ ان درخواستوں کی آخری تاریخ 30 جون 1973ء تھی ۔

لاہور کارپوریشن کی حدود میں متروکہ شہری اراضی کا نیلام

***3396 - میاں محمد رفیع** ۔کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور کارپوریشن کی حدود میں اس وقت کتنے ایکڑ متروکہ شہری اراضی موجود ہے جو تا حال کسی کو الاٹ نہیں ہوئی ۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت مذکورہ بالا اراضی کو بذریعہ نیلام فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس طرح غریب و متوسط الحال کلیمنٹ اس سے محروم رہیں گے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اراضی کی نیلامی کا ارادہ ترک کرنے پر تیار ہے ؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) :۔ (الف) لاہور کارپوریشن کی حدود میں تقریباً 3407 ایکڑ متروکہ شہری اراضی ہے جو کہ تاحال کسی کو الاٹ نہیں ہوئی۔

(ب) حقیقت حال یہ ہے کہ اس اراضی کو حکومت کی نئی پالیسی کے تحت مختلف طریقہ سے استعمال میں لایا جائے گا ۔ مثلاً :۔

(i) بذریعہ نیلام عام ۔ نیلام کی رقم سے دعویداران کو ان کے کلیم کے عوض نقد معاوضہ دیا جائے گا ۔

(ii) رفاعی کام ۔ مثلاً سکول ۔ کالج ۔ ہسپتال ۔ کوارٹرز کی تعمیر ۔ کھیل کود کے پارک وغیرہ ۔

(iii) ملکی مفاد کا کام مثلاً چھوٹی و بڑی صنعتوں کے لئے مخصوص پلاٹ مہیا کرنا وغیرہ۔

(iv) رہائشی بستیوں کی تعمیر وغیرہ۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں جواب دیا گیا ہے۔

متروکہ خالی پلاٹوں کی نیلامی

*3567 - **میاں محمد رفیع** - کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں اب تک کتنے متروکہ خالی پلاٹ نیلام کرکے ان سے حکومت نے کتنی رقم وصول کی ہے اور اس وقت خالی پلاٹ کتنے ہیں جن کو نیلام کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے اور جن خالی پلاٹوں کا نیلام باقی ہے ان کی تعداد لاہور کارپوریشن ایریا میں کتنی ہے؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) :- پنجاب میں اب تک کل 31956 متروکہ پلاٹ نیلام کئے گئے اور ان سے حکومت کو مبلغ 5,83,41,546 روپے وصول ہوئے۔ اس وقت 3113 پلاٹ باقی ہیں فی الحال مرکزی حکومت کی ہدایات پر ان کی نیلامی وغیرہ روک دی گئی ہے اور اس سلسلہ میں آئندہ پالیسی پر غور کیا جا رہا ہے۔ لاہور کارپوریشن ایریا میں ایسے پلاٹوں کی تعداد 263 ہے۔

پی - ٹی - ڈی کا حصول

*3569 - **میاں محمد رفیع** - کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں اس وقت ایسی درخواستوں کی تعداد کیا ہے جو پی - ٹی - ڈی حاصل کرنے کے لئے عوام نے حکومت کو دے رکھی ہیں اور فیصلہ طلب ہیں اور ان کا فیصلہ کب تک ہونے کی توقع ہے؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان) - اس وقت پنجاب میں کل 8017 درخواستیں پی - ٹی - ڈی حاصل کرنے کے لئے عوام نے دے رکھی ہیں اور فیصلہ طلب ہیں - ان کے فیصلہ کا زیادہ تر دارومدار عوام کے تعاون سے ہے چونکہ ان درخواستوں میں بہت سے تصفیہ طلب امور ہیں مثلاً —

(i) بقایا جات بابت قیمت وغیرہ ابھی تک پورے ادا نہیں کئے گئے -

(ii) مقدمات جو مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں -

(iii) بعض کے کلیم بھی تصفیہ طلب ہیں یا ان میں کوئی قانونی سقم باقی ہے -

(iv) بعض کے خلاف جعلی سازی وغیرہ اور کتاب معاوضہ بوگس طریقہ سے حاصل کرنے کے مقدمات زیر تفتیش ہیں وغیرہ وغیرہ -

---

قیام پاکستان کے وقت متروکہ سینماؤں کی تعداد

***3571** - **میاں محمد رفیع** - کیا وزیربحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) قیام پاکستان کے وقت پنجاب میں کل کتنے متروکہ سینما گھر تھے -

(ب) مذکورہ سینماؤں کی الاٹمنٹ یا نیلامی سے کل کتنی رقم وصول ہو چکی ہے اور بقایا کتنی ہے اور حکومت بقایا رقم کی وصولی کے لئے کن اقدامات پر غور کر رہی ہے؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) قیام پاکستان کے وقت پنجاب میں کل 87 سینما گھر تھے -

(ب) محکمہ اب تک سینا گھروں کے خریداران سے کل 1,33,60,774 روپے وصول کر چکا ہے اور بقایا 63,56,907 روپے کی وصولی کے لئے خریداران کو نوٹس دیئے ہوئے ہیں۔

بقایا رقم کی وصولی میں محکمہ کو مندرجہ ذیل مشکلات پیش آتی ہیں :-

(i) بیشتر خریداران کے کیس مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ۔

(ii) بعض کیسوں میں کتاب معاوضہ کے صحیح ہونے کی تصدیق باقی ہے اور بعض میں کتاب معاوضہ بوگس ثابت ہونے کی وجہ سے معاملہ پولیس کے پاس زیر تفتیش ہے ۔

(iii) بعض کیسوں میں اشتراک نامہ تصفیہ طلب ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

متروکہ رجسٹرڈ فیکٹریوں سے بقایاجات کی وصولی

*3572 ۔ میاں محمد رفیع ۔کیا وزیر بحالیات و آبادکاری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنوری 1973ء سے آج تک متروکہ رجسٹرڈ فیکٹریوں سے متعلقہ کل کتنے بقایاجات وصول ہوئے اور مزید کتنی رقم واجب الوصول ہے جو منتقل الیہم نے حکومت کو ادا کرنی ہے اور ان کی وصولی کے لیے حکومت کن اقدامات پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) : رجسٹرڈ فیکٹریوں کے منتقل علیہم سے مبلغ 7,10,894 روپے وصولہ کئے جا چکے ہیں اب منتقل علیہم کی طرف مبلغ 1,54,46,441 روپے واجب الوصول ہیں ۔ محکمہ نے تمام دھندگان کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور بصورت دیگر ادائیگی ضابطہ کے تحت کارروائی کی جائے گی ۔

بقایاجات کی وصولی میں مندرجہ ذیل مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے :-

(i) بعض کیسوں میں منتقل علیہم نے عدالت عالیہ سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے -

(ii) بعض کیسوں میں مختلف تنازعات کی بنا پر معاملہ عدالتوں میں زیر سماعت ہے -

(iii) بعض کیسوں میں کتب معاوضہ کے صحیح ہونے کی تفتیش کی جا رہی ہے -

(iv) بعض کیسوں میں کتب معاوضہ بوگس ہونے کی وجہ سے معاملہ پولیس کے زیر تفتیش ہے -

(v) بعض کیسوں میں شراکت نامہ کیسی تنازعہ کی بنا پر یا سقم کی بنا پر زیر تفتیش ہیں - وغیرہ وغیرہ

کیو پی آر کلیم فارموں پر مرھونہ اور مرتہن زمین کے یونٹوں کی الاٹمنٹ

***3649 - سردار محمد عاشق** - کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کیو۔ پی - آر کلیم فارموں پر جو رقبہ جات الاٹ کئے ہیں ان میں مرھونہ اور مرتہن زمین سے متعلق یونٹ شامل نہیں ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو پنجاب بھر میں جن کیو - پی - کلیم فارموں پر مرھونہ یا مرتہن زمین کے متعلقہ یونٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان کلیمنٹوں کے نام کیا ہیں اور ان سے متعلقہ مرھونہ یونٹوں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) QRP I فارم غیر طے شدہ علاقہ کے لیے ہے - جو کہ سنٹرل ریکارڈ میں ہمراہ حکم تصدیق کلیم داخل کئے گئے

تھے ۔ اور سنٹرل ریکارڈ میں حکم مذکورہ کے تحت جو حقوق تصدیق ہوئے ان کے مطابق سرٹیفکیٹ QPR V جاری کئے ۔ اگر کسی دعویدار کو رقبہ زیر رہن یا مرہون تصدیق ہوا تو اس کے مطابق ہی یونٹ جاری کئے گئے ۔ البتہ جن دعویداران کے ملکیتی یونٹ ایک ہزار سے زائد تھے ان کو حسب قانون مرہونہ یونٹ کا سرٹیفکیٹ جاری نہیں کیا گیا ۔

(ب) اس قسم کے کلیمنٹ کے نام یا ان کی تعداد فوری طور پر مہیا نہیں کی جا سکتی کیونکہ ہر ایک دعویدار کی مسل کی جانچ پڑتال کے بعد ہی لسٹ مطلوبہ تیار کی جا سکتی ہے جس کے لئے وقت درکار ہے کیونکہ علاقہ غیر ملکی سے متعلق تقریباً 44,000 امسالہ جات مرتب شدہ ہیں اور ہر مسل کی پڑتال کے بعد ہی لسٹ مطلوبہ دعویداران تیار ہو سکتی ہے ۔ اب چونکہ الاٹمنٹ زرعی و شہری اراضی دونوں بند کی جا چکی ہیں لہٰذا یہ عمل محض لا حاصل ہوگا ۔

مہاجرین کو کلیموں کے عوض اراضی کی الاٹمنٹ

3700* ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب سے کل کتنے مہاجرین نے اپنی متروکہ زرعی اراضی کے حصول کے لئے کلیم فارم داخل کئے تھے ۔

(ب) کل کتنے رقبہ کی ملکیت کے کلیم فارم تصدیق ہو کر اصل مالکان تک پہنچے اور کتنے رقبہ کے مالکان کسی تنازعہ یا دیگر وجوہات کی بنا پر تا حال اپنے کلیم حاصل نہیں کر سکے ۔

(ج) پنجاب کی ہر تحصیل میں کل کتنا رقبہ مہاجرین میں ان کے کلیم فارموں پر الاٹ کیا گیا ۔ کتنا رقبہ تا حال بقایا قابل الاٹ ہے اور کتنے رقبہ کی ملکیت کلیم فارم ابھی تک بقایا ہیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ کلیم فارم تا حال بقایا پڑے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی آج تک الاٹمنٹ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک ان پر رقبہ الاٹ کر کے اصل مالکان کو مطلع کر دیا جائے گا ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) : مطلوبہ کوائف ضلعی حکام سے اکٹھے کئے جا رہے ہیں ۔ جونہی کوائف موصول ہوں گے ۔ ایوان کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

بستی سیدن شاہ ۔ وزیرعلی روڈ اور اپر مال لاہور کو کچی آبادیاں قرار دینا

52 حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کچی آبادی آرڈیننس مجریہ 1972ء کے تحت لاہور میں کون کون سی بستیوں کو کچی آبادی قرار دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ بستی سیدن شاہ ۔ وزیر علی روڈ اور اپر مال لاہور میں تقریباً ایک ہزار غریب خاندان اپنی مدد آپ کے تحت ایک عرصہ سے آباد ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مذکورہ آبادیوں کو کچی آبادی قرار دینے کے لئے کوئی اقدام کئے ہیں یا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری (ملک مختار احمد اعوان) : (الف) کچی آبادی آرڈیننس مجریہ 1972ء کے تحت لاہور میں تا حال (1) فرخ آباد واقع شاہدرہ (2) فتح آباد نزد چھاؤنی اسٹیشن لاہور (3) مسلم کالونی نزدجنرل ہسپتال اس سدھو لاہور کو کچی آبادی قرار دیا گیا ہے -

(ب) بستی سیدن شاہ اور وزیر علی روڈ لاہور کا کیس دفتر ھذا میں زیر غور ہے اور کاغذات مکمل ہونے پر مناسب کارروائی کی جائے گی - جہاں تک بستی اہر مال کا تعلق ہے - محکمہ ھذا کو اس سلسلہ میں کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ہے -

(ج) جیسا کہ اوپر جزو (ب) میں درج ہے -

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

دی لاہور سنٹرل کواپریٹیو بنک کے ایک کروڑ سے زائد سرمائے کی وصولی

***3309 - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ —

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے لاہور سنٹرل کواپریٹو بنک کا ایک کروڑ سے زائد سرمایہ جو کہ غیر مستحق اشخاص کو مختلف صورتوں میں دیا گیا تھا کی وصولی کا بندوبست کیا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سردار احمد علی سابق پریذیڈنٹ بنک ھذا اور اس کے قریبی رشتہ داران جو کہ بنک کی انتظامیہ کے عہدے دار اور ممبران تھے کو وصولی کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں - اگر ایسا ہے تو ان کے نام کیا ہیں -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اپنے نا دھندگان اور ان کے زیر کفالت افراد قانون کے مطابق بنک کی انتظامیہ کے الیکشن میں حصہ لینے کے نااہل ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان نا دھندگان سے مذکورہ رقم کی وصولی فی الفور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ کے لئے انہیں بنکوں میں ایسی دھاندلیوں سے باز رکھنے اور بنکوں کے الیکشنوں میں حصہ لینے سے قانونی طور پر رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) مختلف اشخاص اور فرموں کو جاری کئے گئے 46,80,647 روپے کے تجارتی قرضہ جات کی وصولی کے لئے مارشل لا آرڈر نمبر 241 کے تحت مقروضان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے جس کے نتیجہ میں اب تک مبلغ 18,56,838 روپے کی وصولی ہو چکی ہے ۔ وصولی کا کام تا حال جاری ہے ۔

(ب) سردار احمد علی سابق پریذیڈنٹ بنک ھذا اور دیگر عہدیداران انتظامیہ کے نام وصولی کے نوٹس جاری نہیں ہوئے کیونکہ وہ سر دست نا دہندگان کے زمرہ میں نہیں آئے ۔

(ج) درست ہے ۔

(د) بنک کے نا دھندگان کے خلاف مناسب قانونی کارروائی جاری ہے اور نا دھندگان الیکشن میں قانونی طور پر حصہ لینے کے اہل نہیں ہیں ۔

چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ جناب والا ۔ جزو (ب) کا جواب اس وقت کا جواب ہے جس وقت یہ قلیل المہلت سوال due تھا ۔ اب میرے خیال میں ان نا دہندگان کو وصولی کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں ۔ کیا وزیر

موصوف ان کے نام بتائیں گے اور یہ تصدیق فرمائیں گے کہ ان کو وصولی کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں ؟

وزیر امداد باہمی - جناب والا - یہ درست ہے ان کے نام نوٹس جاری ہو چکے ہیں -

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد

سردار صغیر احمد - جناب والا - میں نے قلیل المہلت سوال نمبر3788 کیا تھا کہ تحصیل حافظ آباد میں ٹھٹھہ رائے مائنر پر واقع اراضیات پر ٹیوب ویل نصب نہ ہونے کے باوجود حکومت کاشتکاروں سے دوہرا آبیانہ وصول کر رہی ہے - میں وزیر آبپاشی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے دو تین دن کے اندر ہماری تکلیف رفع کر دی ہے اور کاشتکاروں کو دوہرے آبیانہ سے نجات دلا دی ہے - اس لیے میں اپنا سوال پیش نہیں کرنا چاہتا -

میاں مصطفٰے ظفر * * *

ان کے جوابات بھی دئیے گئے ۔ میں اس ضمن میں جناب کی رولنگ حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آئندہ کسی اہلکار کے ساتھ نا انصافی ہو اور اس ضمن میں اگر کوئی سوال اسمبلی میں کیا جائے تو کیا اس کو ذاتی مسئلہ بنا کر رد کر دیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عموماً ایسی نا انصافیاں ہوتی رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان صاحب یہاں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا ۔ اگر آپ کو کسی بات کی شکایت ہو تو جب بھی آپ مناسب سمجھیں میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں اور آپ اپنا مسئلہ ڈسکس کر لیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس بارے میں آپ کی رولنگ چاہتا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ رولز اس پوائنٹ آف آرڈر کو اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتے جو آپ نے پیش کیا ہے ۔ تو میں رولنگ کیا دے سکتا ہوں ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں وہاں بات ہو سکتی ہے ۔ یا آپ سپیکر کو قائل کر لیں یا سپیکر آپ کو قائل کر لے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ گزارش ہے کہ میرے خیال میں اس کا فیصلہ ہو جانا چاہئے ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کہا ہے کہ غیر مناسب الفاظ کو حذف کیا جائے ۔ مگر میں اس وقت موجود نہ تھا ۔

وزیر قانون ۔ آپ کی موجودگی میں بات ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کو حذف کرنے کے لئے کہہ دیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں اس کا موزوں وقت پر جواب دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میں جناب کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کراؤں گا کہ قاعدہ کے مطابق جب آپ کسی کارروائی کو حذف کرنے کا حکم دے دیں تو وہ ریکارڈ کا حصہ نہیں

بتی اور نہ کوئی ممبر اس کا حوالہ دے سکتا ہے اور نہ وہ حصہ کسی دستاویز میں reproduce ہو سکتا ہے ۔ نہیں جناب والا ۔ آپ کی واضح وضاحت چاہتا ہوں کہ جو بھی کارروائی حذف ہوتی ہے تو وہ دوسرے دن اخباروں میں چھپ جاتی ہے تو آپ واضح فرما دیں کہ جو کارروائی حذف ہو جائے وہ کسی جگہ پر بھی reproduce نہیں ہو سکتی اور وہ کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی کسی کو شائع کرنے کا اختیار ہے ۔ یہ اہم چیز ہے ورنہ مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے نا مناسب گفتگو جو اس ایوان میں ہوئی ہے اسے حذف کرنے کا حکم دے دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ کہیں بھی شائع نہیں ہو سکتی جب وہ حذف ہو جائے میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آج رولنگ دوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ اس کے متعلق اپنا فیصلہ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا آئین میں جو provision ہے میرا تاثر آپ کے تاثر سے بالکل مختلف ہے موجودہ رولز کے مطابق صحیح نہیں ہے ۔ میں اس پر categorically نہیں کہنا چاہتا کیونکہ میں نے ابھی اپنی تسلی کرنی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا بعد میں آپ فیصلہ دیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر ضرورت ہوئی تو دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر میں نے آپ کو یہیں میں مطمئن کر دیا تو کیا آپ فیصلہ دے دیں گے ؟

Mr. Speaker : Now leave applications please.

اراکین اسمبلی کی رخصت

ملک غلام قادر

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام قادر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری سرکاری کام کے سلسلہ میں کراچی چلا گیا تھا اور 11 جولائی 1973ء کو حاضر اجلاس اسمبلی نہ ہو سکا - لہذا ایک یوم کی چھٹی منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the session on 19th, 20th and 22nd of June, 1973. House may be requested to grant me leave for the said dates.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session of 9th July, 1973. Kindly sanction leave and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مودبانہ گذارش ہے کہ 9 اور 10 جولائی کے اجلاس میں بوجہ ضروری کام حاضر نہیں ہو سکتا - مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے :

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 9 ، 10 جولائی حاضر اجلاس نہیں ہو سکا - دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان خاکوانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I had to attend a meeting of the Board of Directors of the Agriculture Development Bank of Pakistan on 9th and 10th of July, at Islamabad. Kindly request the Assembly to grant me leave of absence from the Assembly on the above dates.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایچ - ایس اصلام الدین

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایچ - ایس - اسلام الدین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -:

میری طبیعت ناساز ہے اس لئے اسمبلی کے اجلاس میں آج حاضر ہونے سے قاصر ہوں اطلاعاً عرض ہے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 10 جولائی 1973ء کو بوجہ تکلیف اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر رہا - لہذا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

بھارت کے غیر انسانی سلوک کی وجہ سے پاکستانی جنگی قیدیوں کی شہادت کی قرارداد کا سردار امجد حمید خان دستی کی بجائے کسی دوسرے ممبر کی طرف سے ایوان میں پیش کیا جانا -

مسٹر سپیکر - سردار امجد حمید خان دستی ایک فوری اور اہم مسئلہ استحقاق کی طرف متوجہ دلانے اور اسے زیر بحث لانے کے لئے تحریک پیش کرتے ہیں - یہ مسئلہ مفاد عامہ سے بھی متعلق ہے - مسئلہ یہ ہے کہ کل مورخہ 11-7-1973 کے روزنامہ کی شہ سرخی خبر کے مطابق بھارت نے قیدیوں کے ایک کیمپ میں تین پاکستانی قیدیوں کو شہید کر دیا ہے - اس کے متعلق میں نے ایک ریزولیوشن دربدست حکومت بھارت پیش کیا تھا اور اس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ بھارت کے متواتر ظالمانہ رویہ کی وجہ سے اور جینوا کنونشن کی متواتر خلاف ورزی کی وجہ سے پاکستانی قیدیوں کو نہ تو قید سے رہا کیا جا رہا ہے اور نہ ہی ان پر ظلم و تشدد میں کمی آ رہی ہے مجھے جناب سپیکر نے فرمایا کہ اگر وزیر قانون اس میں اعتراض نہ کریں

تو یہ ریزولیوشن اسمبلی میں پیش کر دیں ۔ چنانچہ وزیر قانون کے مشورہ سے میں نے ریزولیوشن تیار کر کے سیکرٹری صاحب اسمبلی کے حوالے کیا لیکن انہوں نے یہ دلیل دے کر کہ اس کو مزید مختصر کر کے پیش کیا جائے اپنے پاس رکھ لیا ۔ میں دو گھنٹے ریزولیوشن پیش کرنے کے لئے انتظار کرتا رہا لیکن جونہی میں 5 منٹ کے لئے کسی کو لابی میں ملنے کے لئے گیا یہ ریزولیوشن کمال ہوشیاری اور عیاری سے ایک اور ممبر کی طرف سے پیش کر دیا گیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میرے جیسے جن ممبران نے سینیٹ کے الیکشن میں خواجہ صفدر کو ووٹ دئے ہیں ان کے متعلق یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ dummy ہیں ۔ اور انہیں ثقاد عانہ کے مسائل میں دلچسپی نہیں اور یہ کہ جن ممبران نے گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق ووٹ کیا ہے ان کو اپوزیشن کا بڑا متحرک ممبر ظاہر کر کے پریس اور پبلک میں ان کا دوبارہ image بنانے کی سعی ناکام کی جائے ۔ اس طرح سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس معاملہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

میں نے تمام دفتر والوں کو ڈانٹ پلائی ہے اور تنبیہہ کی ہے کہ آئندہ ایسی کارروائی یا غلطی برداشت نہیں کی جائے گی ۔

Sardar Amjid Hamid Khan Dasti : I with draw it Sir.

تحاریک التوائے کار

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی کے متعلق pending تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے اس کے متعلق کچھ کہنا تھا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ توجہ فرمائیں آپ کی تحریک التوا کا نمبر 83 ہے ۔

وزیر تعلیم - جناب والا - بورڈ آف گورنرز کو میں نے کہا ہے اور وہ بہت جلد ہی اپنی میٹنگ بلا رہے ہیں - جب نئے ضابطے کی منظوری آ جائے گی تو داخلہ ہو جائے گا اور 15 ستمبر کو کلاسیں شروع ہوئی ہیں - اس سے پیشتر اس کا داخلہ ہو جائے گا -

---

لاہور میں مضر صحت پانی کے استعمال سے لوگوں کا پیٹ کے عارضہ میں مبتلا ہونا -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ نوائے وقت" لاہور مورخہ 8 جولائی 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے لاکھوں شہری مضر صحت پانی استعمال کر رہے ہیں اور کلورین ملانے کا کوئی بندوبست نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے سینکڑوں افراد پیٹ کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے ہیں اور یہ مرض ایک وبائی شکل اختیار کر سکتی ہے - اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - لاہور میں شہریوں کو جو پانی مہیا کیا جاتا ہے وہ زمین میں کافی گہرائی سے حاصل کیا جاتا ہے اور سطح زمین کے جراثیم یا کوئی اور ایسی زہر آلود چیز کی ملاوٹ کا احتمال ہی اس پانی میں موجود نہیں رہتا - برسات کے موسم میں ہر سال ایسے پانی میں کلورین ملائی جاتی ہے اور اس سال بھی ملائی گئی ہے - ایسی تمام حفاظتی تدابیر کر لی جاتی ہیں - میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کیمیاوی تجزیہ کے لئے لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ نے ایک باقاعدہ لیبارٹری قائم کر رکھی ہے اس میں تجزیہ کیا گیا ہے اور ایسی کسی چیز کی ملاوٹ پینے کے پانی میں ثابت نہیں ہو سکی -

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر قانون صاحب یہ وضاحت فرما سکیں گے کہ کلورین کس تاریخ کو ملائی گئی ۔ یہ تجزیہ کس تاریخ کو کیا گیا اور ان کے پاس رپورٹ آچکی ہے یا نہیں آچکی یا ان کا یہ تمام بیان مبنی بر قیاس ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ہر سال برسات کے موسم میں پانی میں کلورین ملائی جاتی ہے ۔ اس سال پانی کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ایک ہفتے کے اندر اندر اس سال کے لئے بھی کلورین ملادی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ملا دی جائے گی ؟ اور ابھی فرمایا ہے کہ ملا دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر انہوں نے کہا ہے کہ برسات کے موسم میں ملائی جاتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پہلے فرمایا تھا کہ ملائی جاتی ہے اور اس سال ملا دی گئی ہے ۔ آپ بے شک ریکارڈ دیکھ لیں۔ اب فرما رہے ہیں کہ ہفتے کے اندر ملا دی جائے گی ۔ یہ خود ان کا بیان suspicious ہوگیا ہے تو شہریوں کی تشویش بالکل بجا ہے ۔ اور اس اہم ترین معاملے کے متعلق اخبارات میں بھی آچکا ہے یہ شہریوں کی زندگی کا مسئلہ ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے باوجود وہ کہہ رہے ہیں کہ کلورین ملا دی جائے گی ۔ آخر اس کے لئے کہیں سے امپورٹ لائسنس آئے گا ۔ منظور ہوگی ۔ یا کوئی permission ہوگی ۔ یہ negligence نہیں تو اور کیا ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہر سال برسات کے موسم میں کلورین ملائی جاتی ہے ۔ برسات ابھی شروع ہوئی ہے ۔ پانی کا تجزیہ کیا گیا ہے اور شہر کے مختلف حصوں سے پانی کے نمونے حاصل کئے گئے ہیں اور لیبارٹری میں بھیجے گئے ہیں ۔ وہاں examination ہوا ہے اور اور اس میں کسی قسم کے جراثیم نہیں پائے گئے ۔ لیکن بہرکیف احتیاطی تدابیر سے کام لیا جائے گا اور اس ہفتے کے اندر اندر کلورین ملا دی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں نے پوچھا ہے کہ کب یہ تجزیہ کرایا گیا تھا - میں نے رپورٹ کی تاریخ پوچھی ہے - یہ سارے فرضی جواب ہمیں نہیں چاہئیں -

مسٹر سپیکر - اگر آپ کے پاس اعداد و شمار ہیں تو بتا دیں ورنہ ٹھیک ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں مطمئن نہیں ہوا - ان کے جواب سے اور زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہوگئے ہیں -

مسٹر سپیکر - انہوں نے کہا ہے کہ برسات ابھی شروع نہیں ہوئی - ایک ہفتے کے اندر اندر کلورین ملا دی جائے گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان - آپ فرما رہے ہیں کہ برسات شروع نہیں ہوئی ؟ جناب والا - کتنی بستیاں گر گئیں - کتنے گھر اُجڑ گئے - کتنے بندے مر گئے اور ان کے نزدیک ابھی برسات شروع ہی نہیں ہوئی - آخر یہ کس قسم کی برسات چاہتے ہیں - آیا طوفان نوح چاہتے ہیں - یہ کیا چاہتے ہیں ؟ جناب والا - اس سے میں بالکل غیر مطمئن ہوں - انہوں نے جواب میں مزید شکوک پیدا کر دئے ہیں - میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں - یہ اہم ترین مسئلہ ہے جس سے شہریوں کی زندگیاں وابستہ ہیں -

مسٹر سپیکر - میری بھی تسلی ہو جائے - صرف آپ کی تسلی سے تو مسئلہ زیر بحث نہیں آ سکتا -

وزیر قانون - جناب والا - جہاں تک پانی کے کیمیاوی تجزیہ کی بات ہے شہر کے کسی نہ کسی حصے سے ہر روز پانی کے نمونے لئے جاتے ہیں اور اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے - میں ایک تاریخ نہیں بتا سکتا کہ فلاں حصے سے کس دن تجزیہ کیا گیا ہے اور فلاں حصے سے نہیں کیا گیا - یہ بھی ممکن ہے کہ آج بھی شہر کے کسی حصے سے پانی لیا گیا ہو اور لیبارٹری میں تجزیہ اس وقت بھی جاری ہو -

مسٹر سپیکر - وہ کہہ رہے ہیں کہ ہر روز پانی کا نمونہ تجزیے کے لئے لیا جاتا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - ان کے پاس ایک بھی فگر نہیں ہے - ایک بھی دن کی تاریخ نہیں ہے کوئی بھی وضاحت سے انہوں نے نہیں کہا - ممکنات سے وہ کہہ رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب اگر کبھی آپ کو یہ پتا چلے کہ عموماً ہر روز تجزیہ نہیں کیا جاتا تو پھر آپ دوسری تحریک پیش کر سکتے ہیں - کہ جواب ٹھیک نہیں دیا گیا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - نہیں جناب - میں نے واضح کر دیا ہے - میری موشن ثابت ہوگئی ہے کہ واقعی برسات کے باوجود کلورین نہیں ملائی گئی - شہریوں کو مضر صحت پانی دیا جاتا ہے - اور کلورین جب ہر سال پانی میں ملائی جاتی ہے تو ابھی تک کیوں نہیں ملائی گئی - میری موشن واضح ہو چکی ہے - ان کی negligence واضح ہو چکی ہے اور وہ admit کر چکے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - میں نے عرض کیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر بلکہ مزید واضح کرنے کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے کلورین ملانے کا کام شروع کر دیا جائے گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں تو پہلے کی بات کر رہا ہوں کہ جب نہیں ملایا گیا اور اس کے اثرات جو پیدا ہو گئے ہیں میں اس کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں -

Mr. Speaker : The purpose is served.

Haji Muhammad Saifullah Khan : No, Sir. I insist on my motion and I press on that.

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - آپ سے زیادہ اس ہاؤس میں غالباً اس بات سے کوئی واقف نہیں ہے، لاہور اور امرتسر کے ایسے خطے سے جہاں سے نہ صرف پاکستان بلکہ جب یہ متحدہ ہندوستان

تھا سب سے زیادہ مضبوط قسم کے آدمی fore front پر یہاں سے محاذ پر آتے تھے۔ اور دنیا میں اسی خطے کا نام لاتے تھے اور اب یہ حالت ہے کہ صحت خراب ہو رہی ہے۔ مضبوط آدمی آگے آنے ختم ہوگئے ہیں اور یہ محض حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے ہے۔ اور آپ اس کو lightly لے رہے ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم ترین مسئلہ ہے۔ جو میرا الزام ہے وہ ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ زیر بحث آنا چاہیے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ جو پانی کے نمونے حاصل کئے گئے ہیں اور جن کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا ہے اور جو result سامنے آیا ہے وہ عالمی ادارہ صحت کے مقرر کردہ معیار کے عین مطابق ہے اور اس پانی میں کوئی مضر صحت چیز شامل نہیں پائی گئی لیکن اس کے باوجود احتیاط لازمی ہے خصوصاً "بارش کے دنوں میں" ۔ اور آج سے کلورین ملانا شروع کر دیا جائے گا ۔ احتیاطی تدابیر پر عمل غالباً آج سے شروع کیا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں اتنا عرض کروں گا کہ اس وقت جو کچھ جناب وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے وہ ہر فقرہ دوسرے فقرے سے بالکل مختلف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب پہلے ان کا فیصلہ تھا کہ ہفتے کے بعد کلورین ملایا جائے گا اور اب انہوں نے اپنے فیصلہ کو تبدیل کر لیا ہے اور کہا ہے ، آج ہی سے کلورین ملایا جائے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ پہلے انہوں نے فرمایا ہے کہ ملا دی گئی ہے ۔ جناب ۔ ٹیپ ریکارڈ سن لیں ۔ پھر اس کے بعد سوال ہوا کہ کب ملائی گئی؟ تو انہوں نے کہا ہے کہ ایک ہفتے کے بعد ملا دیں گے اور اب انہوں نے کہا ہے کہ آج بھی ملا دیں گے۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اب پوزیشن بالکل مختلف ہو چکی ہے ۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ حاجی محمد سیف اللہ خان نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اجازت ہو تو کچھ عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں ۔ فرمائیے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ یقیناً بے حد اہم ہے لاہور جس میں ہم اور آپ سب رہتے ہیں ۔ لاکھوں شہری یہاں رہتے ہیں ۔ پانی کا مسئلہ یقیناً بے حد اہم ہے ۔ لیکن وزیر قانون صاحب نے جو بھی وضاحت یہاں کی ہے اگر میرے عزیز دوست ٹھنڈے دل سے سنیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کوئی بھی ایسی بات نہیں رہتی جو باعث تشویش ہو ۔

جناب والا ۔ لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ میں ایک باقاعدہ ایسا شعبہ ہے ۔ ایک پورا الگ cell ہے جو لاہور کے کسی ایک حصے سے نہیں بلکہ لاہور کے مختلف حصوں سے ہر روز پانی کے نمونے حاصل کرتا ہے اور ان کا تجزیہ کرتا ہے ۔ میں پھر اصرار کرتا ہوں کہ لاہور کے بہت سے مختلف حصوں سے ہر روز بارش کے نمونے لئے جاتے ہیں ۔ ان کا ہر روز تجزیہ کیا جاتا ہے ۔ اس تجزیہ نے یہ بتایا ہے کہ لاہور کے کسی حصے میں پینے کے پانی میں کسی طرح کے بھی مضر صحت جراثیم موجود نہیں بلکہ پانی کا جو عالمی ادارہ صحت نے معیار مقرر کیا ہے اس کے مطابق ہے ۔ تو اس وقت یہ ہے صورت حال ۔ جناب والا ۔ اس کے باوجود ایک clear cut date بتائی کہ آج 12 جولائی سے پانی میں کلورین ملائی جا رہی ہے جو کہ ہر سال برسات کے موسم میں پہلے بھی ملائی جاتی تھی ۔ لیکن اس میں صرف یہ ہے کہ برسات اس دفعہ ذرا پہلے آ گئی ہے اس لئے شہروں کو جیسے حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب فرما رہے ہیں یہ خیال آ سکتا ہے کہ بارشیں تو آ گئی ہیں لیکن کلورین ابھی تک نہیں ملائی گئی ۔ چونکہ بارشیں عموماً جولائی کے وسط میں شروع ہوا کرتی تھیں اس لیے وہ تاریخ جو کہ ابھی نہیں آئی جب normally کلورین ملائی جاتی تھی لیکن اس خیال سے کہ برسات کا موسم ہے ۔ کوئی اندیشہ لاحق ہو سکتا ہے کہ پانی میں جراثیم ہوں ۔ اس لئے کلورین کو پہلے کی

نسبت ہم پہلے پانی میں ملا رہے ہیں جو آج سے شروع ہو جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس اتنی واضح بات کے بعد بھی کوئی ایسا جواز باقی رہتا ہے کہ اس مسئلے کو مزید پریس کیا جائے۔

Mr. Speaker : This is held in order and I put it to votes. Those who want the leave to be granted, they may rise in their seats. . . . . The count was taken. It falls as it does not get the required the number of votes. The leave is refused by the House.

لاہور کی کچی آبادی مصطفیٰ پارک میں مسلح ڈاکوؤں کی اندھا دھند فائرنگ اور لوٹ مار کے بعد مصری شاہ اور باغبانپورہ پولیس کے درمیان پرچہ درج کرنے پر تصفیہ نہ ہونا۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 8 جولائی 1973ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق آٹھ مسلح ڈاکوؤں نے لاہور کی کچی آبادی مصطفیٰ پارک کا ڈیڑھ گھنٹہ تک محاصرہ کئے رکھا ملزموں نے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر اندھا دھند فائرنگ کی اور دو افراد کا گھر لوٹ لیا مگر مصری شاہ اور باغبانپورہ پولیس کے درمیان وقوع کے بیس گھنٹے بعد تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ وہ علاقہ کس کا ہے اور نہ ہی پرچہ درج ہو سکا اور نہ ہی تفتیش کی جا سکی۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ایس ۔ ایس ۔ پی کی رپورٹ کے مطابق مورخہ 6 جولائی 1973ء کی درمیانی شب دو بجے چار ملزموں نے فائرنگ وغیرہ کی ۔ ڈرایا دھمکایا ۔ زیورات اور پارچات زبردستی لے گئے ۔ پولیس نے ملزمان میں سے دو کو پکڑ لیا ہے اور دو بندوقیں بھی برآمد کر لی گئی ہیں ۔ مصری شاہ پولیس سٹیشن نے اس میں تمام کارروائی کی ہے۔ باقی ملزمان

گرفتار نہیں ہو سکے اور باقی سامان برآمد نہیں ہو سکا ۔ مقدمہ نمبر 643 مورخہ 7 جولائی 1973ء زیر دفعہ 307/458 درج کیا گیا ۔ تفتیش جاری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معاشی نظام کی وجہ سے چوریاں اور ڈاکے پڑتے ہی رہتے ہیں مگر اس میں سوال یہ ہے کہ دو پولیس سٹیشنوں کے درمیان 20 گھنٹے تک فیصلہ نہیں ہو سکا کہ یہ کس کا کیس ہے ۔

وزیر قانون ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ مصری شاہ تھانے کا ہے اور اس سلسلے میں دو ملزموں کو گرفتار کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 20 گھنٹے تک دو پولیس سٹیشنوں کے درمیان جو فیصلہ نہیں ہو سکا کہ یہ کیس کس علاقے کا ہے آپ اس کے متعلق فرمائیں ۔

وزیر قانون ۔ میں نے عرض کی ہے کہ ہر تھانے کی اپنی حدود ہوتی ہیں اس طرح ہر پولیس چوکی کی بھی حدود ہوتی ہیں ۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ پولیس کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہو ۔

Mr. Speaker : The motion is to the effect that the Police Officer has not done its duty. It is kept pending.

بیگم جلیل اصغر کیطرف سے انسداد بے رحمی حیوانات کے ملازمین کی یونین کے سیکرٹری خلیل احمد کو اغوا کروانا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ 9 جولائی میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق انجمن انسداد بے رحمی حیوانات کے ملازمین نے ایک عرصہ سے بیگم جلیل اصغر کے رویہ کے خلاف احتجاج شروع کر رکھا ہے کہ انہیں فوری طور پر تبدیل کیا جائے ۔ 2 جولائی کی شام کو ایک شخص ہسپتال میں آیا اور یونین کے سیکرٹری مسٹر خلیل احمد کو بتایا کہ اس کا بھائی حادثہ میں زخمی ہو گیا ہے لہذا وہ ان کے ساتھ گنگا رام ہسپتال چلے جونہی خلیل احمد

سڑک پر آیا تو وہاں ایک کار کھڑی تھی جس میں ڈرائیور سمیت تین افراد سوار تھے جنہوں نے خلیل احمد کو زبردستی اس کار میں سوار کیا اور اسے بے ہوش کرکے بیگم جلیل اصغر کی کوٹھی لایا گیا جہاں بیگم جلیل احمد نے خلیل احمد کو قتل کروا دینے کی دھمکیاں دیں اور کہا کہ وہ یونین کا ساتھ چھوڑ دے مگر خلیل احمد نے جب ان کا کہا ماننے سے انکار کر دیا تو نہ معلوم ملزمان نے خلیل کو دوبارہ بے ہوش کر دیا اور اس کو بوری میں بند کرکے لے گئے ۔ بعد ازاں ملزمان نے خلیل احمد کو چلتی گاڑی میں رکھ دیا ۔ جب ٹرین پاک پٹن کے قریب پہنچی تو اس کو ہوش آ چکا تھا ۔ اس نے شور کرنا شروع کردیا ۔ اتنے میں دو پولیس والے آ گئے جنہوں نے خلیل احمد کو بوری سے باہر نکالا اور بعد ازاں اس کے ہاتھ پاؤں کھولے ۔ پولیس پاکپٹن نے خلیل احمد کا بیان قلمبند کرکے اس کو لاہور بھیج دیا ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب پایا جاتا اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں پولیس سٹیشن انارکلی میں ایف ۔ آئی ۔ آر نمبر 480 مورخہ 7 جولائی 1973ء زیر دفعہ 365/342 کیس رجسٹر ہوا تھا ۔ محمد اکرم سب انسپکٹر تحقیقات کر رہے ہیں ۔ یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس سے اضطراب اور خوف و ہراس کی بات ہو ۔ تحقیقات ہو رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر واقعی یہ جرم سرزد ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ قانون اس معاملہ میں بڑا سخت ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اس ضمن میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ بہت دیر سے یہ عملہ زیر عتاب ہے اور بیگم جلیل اصغر نے جو زیادتیاں کی ہیں اس ضمن میں گورنر صاحب کے پاس بھی شکایت گئی ہے یہ نہایت سنگین مسئلہ ہے بیگم جلیل اصغر کے متعلق ان بد نصیب ملازمین کے بے شمار واقعات ہیں وہ میرے پاس بھی آئے تھے ۔ میں نے ان کو حاجی صاحب کے پاس بھیجا تھا اور ان واقعات سے پردہ اٹھانے کے لئے میں وزیر موصوف سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ایک ہندو عورت ہے ۔ وہ کیا کر رہی ہے

مسٹر سپیکر - اگر پاکستانی ہے تو اس ایوان میں ہندو و مسلم کی تشخیص نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک - میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر موصوف اپنی اولین فرصت میں اپنے رحم کے خانے کو کھولیں اور کچھ کریں -

مسٹر سپیکر - میں نے ان سے کہا ہے -

وزیر قانون - اس سلسلے میں اینمیل ہیسبنڈری کے محکمے کو کہا ہے وہ فوری کارروائی کریں گے -

سردار امجد حمید خان دستی - ابھی ابھی فاضل وزیر نے فرمایا ہے کہ یہ ایک معمولی واقعہ ہے ایک انسان کو بوری میں بند کر کے اس کو کئی سو میل دور پہنچایا گیا - کیا یہ معمولی واقعہ ہے ؟

مسٹر سپیکر - پولیس تحقیقات کر رہی ہے -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ واقعہ معمولی نوعیت کا ہے -

وزیر قانون - میں نے یہ کہا ہے کہ ملک میں جرائم ہو رہے ہیں -

تھل میں آباد چشمہ بیراج کے مکینوں سے حکومت کی طرف سے واجبات کی اقساط کی بجائے یکمشت وصولی -

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''امروز'' مورخہ 9 جولائی کی خبر کے مطابق چشمہ بیراج کے مکینوں نے اپنی سر سبز شاداب زمینوں کو ملکی مفاد کے تحت چھوڑ کر تھل میں آباد ہونا قبول کیا اور انہیں جو اراضی متبادل ملی ہے اس میں سے بیشتر آبادکاروں کو تا حال قبضہ نہیں ملا اور جو آباد کار قبضہ لینے میں کامیاب ہوئے ہیں انہیں تا حال بٹائی بھی مزارعوں سے نہیں مل رہی مگراس کے باوجود حکومت نے حکم دیا ہے کہ ان آباد کاروں سے اقساط کی بجائے تمام واجبات یکمشت

وصول کئے جائیں گے جو آباد کاروں کی استطاعت سے باہر ہے ۔ حکومت کے اس حالیہ حکم سے تمام آباد کاروں میں سخت خوف و ہراس بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ مشکل یہ ہے کہ چشمہ بیراج کے تمام رقبہ جات گورنمنٹ نے لے لئے ہیں ۔ اس کے بعد جو سلوک تربیلہ ۔ منگلہ ڈیم اور پنڈی والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو میں نے اسے admit نہیں کیا ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری بھی ایک تحریک التوا ہے ۔ یہ دونوں اکٹھی ہی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میرے ریکارڈ پر نہیں ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ان کو پنڈنگ فرما دیا جائے کیونکہ وزیر متعلقہ نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

موضع چاہ بیلی ۔ ضلع ساہیوال کے قریب لوئر باری کی پاک پتن کینال میں شگاف پڑنے سے دس مواضعات کا زیر آب آنا اور 16 افراد کی ہلاکت ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "امروز" 9 جولائی 1973ء کی اطلاع کے مطابق ساہیوال سے دس میل دور موضع چاہ بیلی کے قریب لوئر باری کی پاک پتن کینال میں شگاف پڑنے سے دس مواضعات پر مشتمل چالیس مربع میل علاقہ زیر آب آ گیا ہے ۔ جس سے دو مواضعات چک نمبر 16/9 ایل اور چک نمبر 17/9 مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں ۔ متاثرہ مواضعات کے 16 باشندے ہلاک ہو گئے ۔ متعلقہ ایکس این نے 6 سال سے بند پڑی ہوئی نہر پاکپتن کینال لنک میں پانی

چھوڑنے کا حکم دے دیا جس سے نہر میں چھ شگاف پڑ گئے ۔ متعلقہ ایکس این نے اپنی غفلت پر پردہ ڈالنے کے لئے عوام کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے آواز اٹھائی تو ان کے خلاف مقدمات قائم کئے جائیں گے ۔ اس واقعہ سے عوام میں شدید غم و غصہ اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل محرک کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس تحریک کا جو آخری حصہ ہے کہ متعلقہ EXN نے اس نہر میں پانی چھوڑ دیا اور شگاف پڑ گئے اور سیلاب آ گیا اور لوگوں پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا ۔ میں اس کی پر زور تردید کرتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے ایریگشن کا پانی اس نہر کے ہیڈ ورکس سے منٹگمری پاکپتن لنک میں بالکل نہیں چھوڑا گیا بلکہ ہوا یہ ہے کہ اس علاقے میں کوئی 24 گھنٹے میں سات انچ بارش ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ سے ایک نالہ جسے نالہ سکھ بیاس کہا جاتا ہے جو قصور سے شروع ہوتا ہے اور منٹگمری ۔ بورےوالہ سڑک سے بھی گزرتا ہے ۔ وہ نالہ اس نہر کے نیچے سے گزرتا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سات انچ بارش ابھی تک پاکستان کے کسی مقام پر نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو اخبارات میں بھی آیا ہے ۔ یہاں بہاولپور ۔ بہاولنگر اور ساہیوال کے فاضل ممبران بھی اس کی تصدیق کریں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں بھی کسی اطلاع کی بنیاد پر یہ عرض کر رہا ہوں ۔ تو اس نالہ سکھ بیاس میں طغیانی آ گئی ۔ اس نالے کا پانی منٹگمری پاکپتن لنک نیچے سے گزرتا ہے جسے ہم سائفن کہتے ہیں ۔ جب وہاں پانی بہت اکٹھا ہو گیا اور زمینداروں نے دیکھا کہ یہ ہمارے گاؤں اور فصلوں کو نقصان پہنچا رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ منٹگمری پاکپتن لنک جو پچھلے چھ سات سال سے بند پڑی ہے اس میں شگاف ڈال دیا جائے ۔ بلکہ انہوں نے بہت اچھا کیا ۔ کیونکہ افسروں کا یہ خیال ہے کہ اگر وہ نہ یہ توڑتے اور وہ پانی اس میں نہ جاتا تو تباہی زیادہ ہوتی اور زیادہ نقصان ہوتا ۔ اس تحریک

کا جو پہلا حصہ ہے وہ کل شام تک مکمل ہو جائے گا جو کہ اس میں بھی یونین کونسلز بیان کیا گیا ہے کہ 40 دیہات اس میں آ گئے ہیں ۔ کچھ دیہات بہر حال اس میں ضرور آئے ہیں لیکن یہ بارش کے پانی سے ہوا اور اس میں 100/150 کچے مکان بھی گر گئے ہیں ۔ لیکن ڈپٹی کمشنر ساہیوال تحصیل ساہیوال اور تحصیل پاکپتن میں ان دنوں مصروف ہیں اور خود موقع پر ہیں اور تمام افسران بھی موقع پر ہیں ۔ جتنے لوگوں کو وہاں سے نکالا جانا چاہئے تھا ان کو نکالا گیا ہے اور 500 لوگوں کے قریب بچایا گیا ہے ۔ جو دوسرے امدادی کام ہیں مثلاً خوراک کی تقسیم یا طبی امداد دینا ۔ وہ سب کئے جا رہے ہیں ۔ کمشنر بہاولپور ڈویژن کے پاس کافی رقم بھی موجود ہے اور میں تمام ایوان کو اور فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو نقصان ہوا ہے وہ بارش کی وجہ سے ہوا ہے اور اس کا پورا پورا بندوبست کیا جا رہا ہے ۔ کوئی انسانی جان ضائع نہیں ہوئی اور کسی مویشی کے ضائع ہونے کی بھی اطلاع موصول نہیں ہوئی ۔ وہاں مکمل انتظامات کئے جا رہے ہیں

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب کیا آپ اس پر زور دیتے ہیں؟

جناب خورشید انور ۔ میں اس پر زور نہیں دیتا ۔

بلوچستان یونیورسٹی کی طرف سے اپنل حسینڈری کالج سے سرحد ۔ بلوچستان اور سندھ کے 13 طلبا کا ایک سال کے لئے نکال دیا جانا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک التوا کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عام رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے ضابطہ کی کارروائی معطل کی جائے ۔ مضمون یہ ہے کہ روزنامہ جسور 10 جولائی کی اطلاع کے مطابق زرعی یونیورسٹی نے سرحد ۔ بلوچستان اور سندھ کے طلبا کو اپنل حسینڈری کالج سے ایک سال کے لئے نکال کر جنہیں کو تمام کرنے کی بھی کوشش کی ہے ۔ پنجاب کے عوام کو حکمران جماعت کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنے ہی صوبہ میں اپنے

نظر سے نہیں دیکھا جاتا ۔ افسر شاہی کی ان دھاندلیوں نے عوام اور خصوصاً طلبا میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ان میں سے کچھ لڑکوں نے ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی ہے اور وہ زیر سماعت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ sub-judice ہے اور اس لئے اس پر یہاں کوئی بحث نہیں ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم کے اس بیان کے بعد اسے entertain نہیں کیا جاتا ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا یہ واقعہ صحیح ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ یہ واقعہ صحیح ہے اور لڑکوں کو ایسی سزا دی گئی ہے ۔

بہاول پور شہر میں قیامت خیز بارش کی وجہ سے تباہی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ جو بہاولپور کی بارش سے متاثرہ آبادیوں میں امدادی کام میں حکومت کی ناکامی سے متعلق ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ قیامت خیز بارش نے بہاولپور شہر کی آبادیوں صہانجہ کالونی ۔ بھٹہ نمبر 1 اسلام پورہ اور دوسرے محلوں میں تباہی مچا دی اور درجنوں مکانات منہدم ہوگئے جس کے نتیجے میں نہ صرف بے پناہ نقصان ہوا بلکہ سینکڑوں افراد بے خانماں ہو کر وبائی امراض کے خطرہ سے دو چار ہیں ۔ اس صورت حال نے عوام میں شدید اضطراب پیدا کر دیا ہے اور وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ حکومت اس آفت زدہ علاقے میں بحالی کے کام کے لئے فوری طور پر مناسب مالی امداد کا اہتمام کرے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں فاضل محرک کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ بہاول پور میں بارش تو ضرور ہوئی تھی لیکن قیامت خیز بارش نہیں تھی اور جیسے کہ فاضل محرک نے خود فرمایا ہے کہ وہاں کے

کچھ علاقوں میں نقصان ہوا ہے لیکن اسلام پورہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میں نے ڈی ۔ سی سے اطلاع حاصل کی ہے ۔ بہر حال اتنی بات سچ ہے کہ وہاں بارش ہوئی جو کہ ہرگز قیامت خیز نہیں تھی ۔ اس لئے کچھ مکانات کو نقصان پہنچا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر آپ لاہور یا راولپنڈی کے نقطہ نظر سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں قیامت خیز بارش نہیں تھی ۔ آپ بہاول پور والوں کے نقطہ نظر سے دیکھیں ۔

وزیر تعلیم ۔ یہ ہو سکتا ہے ۔ دوسرے یہ ہے کہ فاضل ممبر نہایت فصیح زبان میں بات کرتے ہیں اور وہ صحافی بھی ہیں ۔ کوئی 25 کے قریب کچے مکان گر گئے ہیں اور ڈی ۔ سی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ہر چیز کا بندوبست کر رہے ہیں ۔ نہ وہاں کوئی جانی نقصان ہوا ہے اور نہ ہی کسی جانور کا نقصان ہوا ہے ۔ اور جتنی امداد ملنی چاہئے ڈی ۔ سی اس کی طرف توجہ دے رہے ہیں ۔ لیکن ایسی زبردست تباہی نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کی طرف پوری توجہ دی جائے گی ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ پوری توجہ دی جائے گی ۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس کے باوجود کوئی کسر رہ جائے تو ہمارے علم میں لائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے بھی کسی جانی نقصان کا ذکر نہیں کیا اور مکانوں کے متعلق بھی درجنوں لکھا ہے ۔ اس لئے یہ دونوں بیانات آپس میں ملتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ اگر کسی اور چیز کی طرف بھی فاضل رکن توجہ دلائیں گے کہ وہاں نہیں کی گئی تو وہ بھی ہم پوری کر دیں گے ۔ انشاءاللہ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ وہ تو کسی کی دی ہوئی اطلاع پر اصرار کر رہے ہیں میں جناب کو اپنا مشاہدہ بیان کر رہا ہوں ۔ یہ وہاں کا ایک روزنامہ ہے "کائنات" جس کی سرخی یہ ہے کہ بہاول پور کی اٹھائی بستیوں میں بارش سے تقریباً 500 کچے مکانات منہدم ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تو احتیاط کی ہے ۔ آپ نے پتہ دونوں ہی لکھے ہیں ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب ۔ یہ دوسرا اخبار ہے جس نے لکھا ہے کہ "بہاولپور میں بارش کی تباہ کاریاں ۔ سینکڑوں مکانات کی بنیادیں ہل گئیں اور لاتعداد مکانات منہدم ۔ شاہین اور مہاجر کالونی میں بے شمار خاندان بے گھر ہو گئے ۔ بارش کا پانی گھروں میں گھس گیا ۔ صدر اور گورنر سے اعانت کی اپیل" ۔ جناب والا ۔ قیامت خیز بارش اور کیا ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے بعض جگہ ایسے اضلاع بھی ہیں جہاں 34 انچ بارش ہوئی ہے اور وہ قیامت خیز نہیں کہلاتی ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ بہاول پور گرم علاقہ ہے ، وہاں کچے پکے مکانات بنائے جاتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ، میں نے خود کہا ہے کہ بہاولپور کے رہنے والوں کے نقطۂ نظر سے دیکھیے ، شاید قیامت خیز ہوئی ہو ۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی طرف پوری توجہ دے رہے ہیں اور پوری توجہ دیں گے ۔ اگر فاضل رکن کسی اور چیز کی طرف بھی ان کی توجہ دلائیں تو وہاں کام کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

سید ثابش الوری ۔ میں جناب کی وساطت سے یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو ڈپٹی کمشنر کی یہ اطلاع غلط ہے کہ وہاں بیس مکانات منہدم ہوئے ہیں ۔ یہ بالکل غلط اطلاع ہے اور وزیر متعلقہ کو اس سلسلے میں تحقیقات کرنی چاہیے ۔ دوسرے یہ کہ اس میں مطالبہ یہ کیا گیا ہے کہ یہ ایسی کچی آبادیوں کے مکانات ہیں ، جن کے مکین بیچارے تین مہینہ کے محتاج ہیں اور وہ ان کی دوبارہ تعمیر نہیں کر سکتے ۔ حکومت سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ان کی بحالی کے لیے کچھ امداد کا اعلان کریں ۔ اس سلسلے میں جناب والا واقعات موجود ہیں ۔ پشاور میں ایسی بارش ہوئی تھی تو ایک لاکھ روپے کا جناب صدر نے اعلان کیا تھا اور صوبائی حکومت نے ہزاروں روپے اس کام کے لیے مختص کیے ۔ اس طرح کراچی میں خاص طور پر

اپنے کچی آبادیوں کے لیے رقوم مختص کی گئیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انتہائی غریب آبادیاں ہیں اور ان کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ وہ اپنے کچے جھونپڑے دوبارہ تعمیر کر سکیں۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ ان کے لیے امدادی رقوم مختص کرے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ اس حکومت کے حکام صحیح اطلاع وزرائے کرام کو نہیں پہنچاتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ وہاں پچیس مکانات گرے ہیں۔ میرا اپنا ٹیلیفون پر بھی رابطہ ہوا ہے، اپنے بھائی سے بھی رابطہ ہوا ہے اور دوسرے دوستوں سے بھی ہوا ہے۔ وہاں سینکڑوں کے حساب سے مکان گرے ہیں اور تابش صاحب نے بالکل سچ کہا ہے کہ ان بیچارے لوگوں کے مکان گرے ہیں جو پھر دوبارہ اپنے کچے جھونپڑے نہیں بنا سکتے۔ اس لیے اس کو خاص نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے اور وزیر صاحب کو اس سلسلے میں تحریک کرنی چاہیے کہ وہ امدادی رقوم ان لوگوں کے لیے بہم پہنچائیں جو اپنے کچے جھونپڑے دوبارہ نہیں بنا سکتے۔ یہ اطلاع بالکل غلط ہے کہ وہاں پچیس مکانات گرے ہیں بلکہ سینکڑوں کے حساب سے مکان گرے ہیں، کیونکہ میں اس کی جغرافیائی پوزیشن کو جانتا ہوں۔ جہاں وہ مکان گرے ہیں وہ بچ سکتے ہی نہ تھے۔ نشیبی علاقے ہیں اور زیادہ تر مہاجروں کے مکانات ہیں۔ وہ بالکل کچی آبادی ہے۔

بیگم جاقیس حبیب اللہ۔ بہاول پور سے مجھے اطلاعات ملی ہیں۔ وہاں اتنی خیانت خیز بارش نہیں ہوئی۔ بارش کے لیے تو ہم ترستے رہتے ہیں۔ وہاں جب بھی بارش ہوتی ہے، ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہوتا ہے کہ کہیں کہیں کوئی مکان گرنے کے قابل ہوتا ہے تو وہ ان چند جھٹکوں سے گر بھی جاتا ہے۔ چند ایک مکانات گر گئے ہوں گے۔ میرے پاس صبح بھی آدمی آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں کے حالات تسلی بخش ہیں وہاں کوئی اضطراب اور بے چینی نہیں۔ ہر حال وہاں کا عملہ کام کر رہا ہے۔

وزیر تعلیم۔ میں گزارش کرتا ہوں۔ جناب والا کہ کل فاضل ارکان

واپس بہاول پور تشریف لے جائیں گے وہ امدادی کام کے متعلق خود دیکھ لیں گے ۔ میں یہ پیش کش کرنا چاہتا تھا کہ اگر فاضل اراکین جو اس جگہ سے تعلق رکھتے ہیں ، اگر وہ volunteer کریں تو میں ڈپٹی کمشنر کی ڈیوٹی لگاؤں گا کہ وہ ان ارکان کے ساتھ ان علاقوں کا معائنہ کرے ۔ یہ نشاندھی کریں جہاں جہاں مدد کی ضرورت ہو ۔ میں اس بات کی خاص وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ تمام اضلاع میں ریلیف کے افسر مقرر ہیں ان کے پاس پیسے موجود ہیں اس لیے کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ صدر صاحب کی طرف سے یا گورنر صاحب کی طرف سے کوئی خصوصی اعلان ہی کیا جائے تب پریس یا عوام کو پتا چلے کہ وہاں بندوبست ہو رہا ہے ۔ پنجاب کے انیس کے انیس اضلاع میں ریلیف کے آفیسر موجود ہیں ، پیسے موجود ہیں ، اس کے علاوہ وہ اگر مانگیں تو اور بھی ہم دے دیں گے ۔ یہ تاثر دینا کہ شاید پنجاب میں ٹھیک ریلیف نہیں ہو رہی ، سندھ اور فرنٹیئر میں ہو رہی ہے، یہ غلط تاثر ہے ۔ ہر قسم کے انتظام موجود ہیں ۔ تو میں ان فاضل اراکین کو جو اس حلقے سے تعلق رکھتے ہیں ، یہ دعوت دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ سے پھر مل لیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ ٹھیک ہے ۔

سید نابش الوری ۔ دعوت بعد از وقت ہے ۔ میں خاص طور پر اس کے لیے ایک روز وہاں گیا ، اس پورے علاقے کا دورہ کیا ، ڈپٹی کمشنر کو صورت حال بتائی ، انہوں نے کہا کہ میں اس کے مطابق کارروائی کروں گا اور حکومت سے سفارش کروں گا کہ یہ امدادی رقوم مہیا کریں ۔ مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے یہ رپورٹ دی ہے کہ وہاں سب کچھ ٹھیک ہے اور انتظام بہتر ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ انتظامات تو بہر حال وہ کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement of the Hon'ble Minister are you not pressing it ?

سید نابش الوری ۔ جی ہاں میں اس کو پریس نہیں کرتا ، کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ تمام انتظامات کیے جا رہے ہیں ۔

Sheikh Aziz Ahmed : I would like to invite your attention to the interpretation of Rule 65 (Ref : National Assembly of Pakistan Debates dated 5th April 1963) on adjournment motion, Sir, and it was a ruling from Mr. Tamizud Din Khan:-

> Time for asking leave for motion for adjournment. Leave to make a motion for adjournment shall be asked for after Questions and before the Orders of the Day are entered upon.

جو کہ یہاں follow نہیں کیا جا سکتا ۔

> According to this Rule a Member has to stand up and to ask for the leave of the House. I quite agree that the leave of the House has to be asked and not the leave of the Speker.
>
> Then mark here, the language is that he shall only ask for leave and nothing more.

مگر یہاں بالکل اس کے برعکس ہوتا ہے جناب ۔ ممبر کو اجازت دی جاتی ہے اور وہ before the admissibility of the motion اسے ڈسکس کرتے ہیں ۔ اس کے بعد جناب رول 51 ہے جو کہ correspond کرتا ہے ۔

> Procedure to be followed. If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the Member has the leave of the Assembly to move the adjournment motion.....

If you read this rule, there is no scope for a discussion on the question of admissibility on the floor of the House.

And, when I first assumed the charge of the office of the Speaker of this august Assembly, it was impressed upon me strongly that according to the rules, the question whether an Adjournment Motion is admissible or not, should not be allowed to be discussed on the floor of the House. But I did not accept that suggestion for this reason, although the rules may justify that—that we had been following this procedure in the Old Constituent Assembly, and also from my experience of the Indian Central Legislature, I know that this practice was followed there, and I thought that this was a good and salutary practice.

Now, if the Members want that the rules may be strictly followed, then it will come to this that there should be no discussion about admissibility on the floor of the House. Of course, every Member will have the right to stand up and ask for leave and then the Speaker will decide whether he admits it or not ...

یہاں ہر تحریک پر بحث ہوتی ہے ، اس لیے کم از کم رولز کو strictly follow کرنا چاہیے ، بر خاص طور پر تحریک التوا کے سلسلے میں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صاحب ، آپ تشریف رکھیں ۔ میں رولز کو بڑا strictly follow کر رہا ہوں ۔

آپ شاید کچھ اور سوچتے رہے ہیں یا پڑھتے رہے ہیں ۔ ۔ آپ نے اس ایوان کی کارروائی جو پچھلے تیس منٹ سے ہو رہی ہے ، اس کی طرف توجہ نہیں دی ۔

no one has discussed about the admissibility of any motion. Every time a Minister had offered himself to come out with an explanation.

شیخ عزیز احمد ۔ details پر تو بحث ہوتی رہتی ہے جناب ۔

Mr. Speaker : You are dealing with the question of admissibility. Quote any ruling that when a Minister comes out with an explanation what happens thereafter. In fact the Hon'ble member is off the point.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ اصل میں شیخ صاحب ریکارڈ کر رہے ہیں کہ جو بیگم صاحبہ نے تقریر کی تھی انہیں اس پر نہیں بولنا چاہیے تھا ۔ جس پر آپ کو بولنا چاہیے تھا ۔ اس پر اعتراض کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ منسٹر کے بعد تو اجازت نہیں دی جاتی جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ منسٹر سے مزید وضاحت کی استدعا کی جا سکتی ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Thank you for your remarks Sir.

Mr. Speaker : If a Minister comes out with an explanation a member can ask him a point for elucidation.

Sheikh Aziz Ahmed : Then what about the other members ?

Mr. Speaker : Other members normally should not interfere in this discussion. The member, who makes the motion and the Minister concerned should speak.

شیخ عزیز احمد ۔ اگر یہاں تک رہے The mover and the Minister پھر تو ٹھیک ہے ? But when other members come in

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بیگم صاحبہ کو نہیں بولنا چاہیے تھا جناب وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : "Other members" there I agree generally.

ڈائریکٹر محکمہ تعلیم راولپنڈی کی طرف سے میانوالی کے پی ٹی سی کے طلبہ کے داخلے کی منسوخی

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج بذریعہ ڈاک وصول ہونے والی اطلاع کے مطابق میانوالی کے پی ٹی سی کے طلبہ جو انتہائی نامساعد حالات کے باوجود مروجہ فیس اور کتابوں کے اخراجات برداشت کرنے کے بعد داخل ہوئے اور دو ماہ سے زیر تعلیم ہیں کے تمام داخلے ڈائریکٹر صاحب محکمہ تعلیم راولپنڈی نے اپنے حکم سے منسوخ کر دیے ہیں جس سے ان طلبہ اور عوام میں سخت اضطراب، بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ان طلباء نے ایک جعلی لیٹر کے ذریعے یہ فراڈ کر کے ایڈمشن حاصل کی تھی اور جب وہ فراڈ detect ہوا تو ان طلباء کے داخلے منسوخ کر دئیے گئے ۔ اور نہ صرف یہ کہ ان کے داخلے منسوخ کئے گئے بلکہ اب اس پر انکوائری ہو رہی ہے اور ان طلباء سے بیان لئے جا رہے ہیں کہ انہوں نے کس کے ساتھ مل کر یہ fraudulent کام کیا ہے ۔ ان طلباء کو داخلے سے محروم کر دیا گیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جن لوگوں سے یہ ملے ہیں سزا دی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اگر حقیقت حال یہ ہے کہ یہ داخلے جعلی لیٹر کے ذریعے ہوئے تھے تو میں اسے پریس نہیں کرتا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا میں یہ انفارمیشن چاہتا ہوں کہ کس آفیسر کو اس انکوائری پر لگایا گیا ہے۔ کیا یہ کیس کرائمز برانچ کو دیا گیا ہے یا کسی پولیس کی ہائی اتھارٹی کو انکوائری کے لئے کہا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اپنی صوابدید کے مطابق ہی کسی کو کہیں گے ۔

مسماۃ جمیلہ کا شاہی قلعہ لاہور کے عقب میں اغوا اور وحشیانہ سلوک کے نتیجہ میں اس کی ہسپتال میں موت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 11 جولائی کی اطلاع کے مطابق جمیلہ نامی خاتون کو بعض نامعلوم افراد نے اڈا لاریاں واپس آتے ہوئے شاہی قلعہ کے عقب سے زبردستی اغوا کر لیا ۔ اس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جس سے وہ بے ہوش ہوگئی اور پھر اس کو ہسپتال چھوڑ گئے ۔ اور دو تین دن تک اس کی عیادت کو ملزم آتے رہے لیکن جب جمیلہ کی حالت زیادہ خراب ہو گئی تو مازمان روپوش ہوگئے اور اس حالت میں وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی ۔ ہسپتال کے عملہ نے لاش کو لاوارث قرار دے کر مردہ خانہ میں داخل کر دیا ۔ اس درندگی اور انسانیت سوز واقعہ سے عوام میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس کا نوٹس نہیں ہے ویسے آج اخبارات میں اطلاع آئی ہے کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا ، لیکن پھر بھی اس پر پوری تحقیق کر کے میں جواب بعد میں دے سکوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس کو pending کر دیں ۔

Mr. Speaker : I will keep it pending.

اکبری گیٹ پولیس کے انچارج اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے چوھٹہ مفتی باقر کے طالب علم کی بلاوجہ زود کوب کرنے پر اھل محلہ کا احتجاج اور ان پر لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

"مشرق" 11 جولائی کی اطلاع کے مطابق اکبری گیٹ کے پولیس انچارج اور اس کے ساتھیوں نے چوھٹہ مفتی باقر کے طالب علم کو بلا وجہ زدوکوب کیا ۔ جس پر اھل محلہ نے زبردست احتجاج کیا لیکن پولیس نے احتجاج کرنے والوں پر بھی ڈنڈے برسائے اور انہیں گالیوں سے نوازا ۔ شہریوں نے پولیس پر غنڈوں اور جرائم پیشہ افراد کی پشت پناھی کرنے کا بھی الزام لگایا ہے ۔ پولیس کے وحشیانہ سلوک سے شہریوں میں سخت اضطراب پھیل گیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس اس کا بھی نوٹس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس کو بھی دیکھ لیں ۔ اس کو pending کیا جاتا ہے ۔

نہر پنجانی ٹیل 139000) شجاع آباد برانچ ۔ حویلی کینال سرکل میں پانی کی کمی اور حکومت کی طرف سے ڈہل آبیانہ باچھ کرنے کا حکم

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اھمیت عامہ رکھنے والے ایک اھم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ نہر پنجانی (ٹیل 139000) شجاع آباد برانچ حویلی کینال سرکل میں پانی کی کمی رہتی ہے ۔ کاشتکاران نے متعدد درخواستیں دیں کہ ان کا 73 کیوسک پانی کا حق پورا کیا جائے ۔ حکومت نے نہری پانی پورا کرنے کی بجائے (grow more food) تحریک کے ضمن میں بغیر (زبانی یا تحریری) رضامندی کاشتکاران 19 ٹیوب ویل برائے 14 مواضعات اپنی مرضی سے قائم کر دئیے جو کہ بے حد ناقص ثابت ہوئے ۔

یہ ٹیوب ویل نہری پانی پورا کرنے کے ضمن میں بطور امدادی قائم ہوئے تھے ۔ ان کے باوجود کاشتکاران کو پانی کے کل حق کا 1/3 ملتا رہا ۔

حکومت سنگل آبیانہ نہری جو کہ سالانہ لیتی رہی وہ بھی ناروا بوجھ تھا ۔ چونکہ حق پانی کا 1/3 ملتا رہا ۔ اب ان غریبوں سے 5/6 سال کا

اکٹھا ڈبل آبیانہ باچھ کرنے کا حکم ہو چکا ہے ۔ جو کہ سراسر نا انصافی و ظلم ہے ۔ اس سے علاقہ میں غم و غصہ اور بے چینی پھیل گئی ہے ۔ اجلاس کی کارروائی ملتوی فرما کر اس عوامی و انسانی مسئلہ پر فوری بحث فرمائی جائے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ فاضل محرک کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس تحریک میں کچھ باتیں ایسی ہیں جن کی میں تردید کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ واقعہ یہ ہے کہ نہر پنجانی جو ہے اس کی ٹیل پر تین minors نکلتی ہیں ۔ غازی پور , بستر اور بلوچ ۔ اور اس علاقے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس میں پانی کی کمی ہے ۔ وہ اس لئے کہ اس علاقے میں culturable commanded area ہے وہ 12500 ایکڑ ہے اور ان ٹیوب ویل کے نصب ہونے سے پہلے وہاں 8300 ایکڑ کو پانی دیا جا رہا تھا ۔ یعنی 65 فیصد ۔ آپ یہ سمجھتے ہوں گے اور دوسرے جو فاضل اراکین ہیں جو زراعت سے تعلق رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ پنجاب میں کئی علاقوں میں 65 فیصد پانی بھی نہیں ملتا ۔ تو اس لئے یہ کہنا کہ وہاں پانی کم تھا اور اس لئے یہ ٹیوب ویل کھولے گئے یہ بات بالکل غلط ہے ۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہاں 65 فیصد رقبہ صرف سیراب ہورہا تھا اور حکومت یہ چاہتی تھی کہ وہاں اس سے زیادہ رقبہ سیراب ہوتواس لئے یہ 19 ٹیوب ویل نصب کئے گئے ان کا فائدہ یہ ہوا جناب والا کہ جب یہ ٹیوب ویل 1963ء میں نصب ہوئے تو اس سال جو culturable commanded area جس کی کاشت ہوتی رہی ۔ اوسط کاشت ہوتی رہی، سال میں اس میں اضافہ ہوتا رہا ۔ وہ ایریا 8300 ایکڑ سے بڑھ کر 70-1969 میں 1092 ایکڑ ہو گیا ۔ 72-1971ء میں 11771 ایکڑ ہو گیا اور 73-1972ء میں 12600 ایکڑ ہو گیا ۔ یعنی جو 12500 ایکڑ culturable commanded area تھا اس سے بھی ایک سو ایکڑ زیادہ سیراب ہوا اور اس میں باقاعدہ فصل ہوئی ۔ تو اس لئے یہ جو ایریا میں اضافہ ہوا کہ 8300 ایکڑ کے مقابلے میں 12600 ایکڑ ایریا سیراب ہوا اور اس میں باقاعدہ فصل ہوئی اس کے لئے حکومت نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ٹیوب ویل

نصب کرنے میں اور چلانے میں جو پیسہ خرچ ہوگا منافع لئے بغیر اس پیسے پر کوئی سود لئے بغیر یا کوئی اور منافع لئے بغیر صرف وہی پیسہ recover کریں گے ۔ اور وہ پیسے جو ہیں جناب والا وہ 18 روپے فی ایکڑ Pumping levy ہے۔ تو وہ پیسے ہم نے وصول کرنے کے لئے کہے ہیں ۔ جیسا کہ فاضل محرک سے میری آج صبح بات بھی ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو اعداد و شمار اور جو facts میں ان کے نوٹس میں لایا ہوں ۔ تو وہ اس چیز سے تو مطمئن ہیں کہ اس عرصے سے ان ٹیوب ویلوں کے نصب ہونے سے کاشت میں اضافہ ہوا ہے اور لوگوں کو فائدہ ہوا ہے ۔ لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنے سال کا جو Pumping levy ہے ایک دم وصول نہ کیا جائے ۔ اس کے لئے میں نے انہیں گزارش کی تھی کہ میں اپنے محکمے سے اس بات کے متعلق discuss کرتا ہوں اور میں کاشتکاروں کی مدد کے لئے یا ان کی آسانی کے لئے یہ ایک دم وصول نہ کرنے پر غور کروں گا ۔ یہ کہ ان سے قسطوں میں یہ رقوم وصول کی جائے اس کے متعلق میں ابھی حتمی طور پر وعدہ نہیں کر سکتا ۔ لیکن اس بات کو بھی ہم زیر غور لائیں گے اور جہاں تک ممکن ہو سکے گا ہم ان کاشتکاروں کو سہولتیں دینے کے لئے اور فاضل محرک کے اطمینان کے لئے کوشش کریں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کے توسط سے میں جناب معزز وزیر صاحب کی خدمات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ یہ ہے کہ پنجانی نہر حویلی سرکل کی ٹیل پر ہے اور اس نہر کی ٹیل پر یہ رقبہ واقع ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیوان صاحب شیخ عزیز احمد صاحب کا اعتراض بالکل جائز ہوگا ۔ اس میں اگر آپ نے مزید وضاحت کے لئے کوئی پوائنٹ وزیر موصوف سے پوچھنا ہے وہ تو پوچھ سکتے ہیں مگر اس پر تقریر کا موقع ابھی نہیں دیا جا سکتا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر یہ ایک بہت ہی اہم اور نازک مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر - یہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں گے مگر ہمارے قواعد و ضوابط اس کی اجازت نہیں دیتے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب والا- میں صرف وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ اگر یہ ٹیوب ویلز کا آبیانہ مناسب سمجھتے تھے اور انہوں نے لگایا ہے تو کم از کم ان سے ہر سال وصول کیا جاتا - اب یہ پانچ چھ سال کا ان پر اکٹھا لگایا جا رہا ہے جو لاکھوں روپے ہوگا اور یہ 14 مواضعات کے غریب کاشتکار ایک دم ادا نہیں کرسکیں گے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے کہا ہے کہ وہ اس بات پر غور کریں گے کہ اس کو کس طرح سے وصول کیا جائے -

دیوان سید غلام عباس بخاری - جناب سپیکر یہ کوائف جو انہوں نے دئیے ہیں اس کی تحقیقات میں خود کروں گا اور اگر یہ غلط ثابت ہوئے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا - مگر میں پھر آپ کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں کہ یہ اکٹھا آبیانہ جو لگایا گیا ہے اس کے اوپر نظر ثانی ضرور کی جائے اور ان سے یہ پانچ چھ سال کا اکٹھا وصول نہ کیا جائے کیونکہ یہ اکٹھا وصول ہونے کا کم امکان ہے - وہاں سخت پریشانی ہے - ان کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اس کو پانچ چھ سال کی آسان قسطوں میں تقسیم کر دیا جائے -

وزیر آبپاشی - جناب والا - میں اس کی وضاحت پہلے کر چکا ہوں -

Mr. Speaker : In view of the Minister's statements, the motion is ruled out.

مسٹر سپیکر - اب چلنے کے لئے انٹرول کر دیا جائے -

آوازیں - بہت ضروری ہے -

سید تابش الوری - جناب والا - اس سے پیشتر کہ آپ انٹرول فرمائیں

وزارت صحت کے متعلق میری ایک تحریک التوا ہے اگر اس پر غور فرما لیا جائے تو بہتر ہوگا ۔

غیر ملکی کمپنیوں کی تیار شدہ معروف ادویات کے نام پر جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "امروز" مورخہ 4 جولائی کے مطابق غیر ملکی کمپنیوں کی تیار شدہ معروف ادویات کے ناموں پر پاکستان کے مختلف علاقوں میں جعلی اور غیر معیاری ادویات تیار کی جا رہی ہیں ۔ ایک اندازہ کے مطابق پاکستان میں اس وقت 400 سے زیادہ جان بچانے والی ادویات کھلے بندوں سپلائی کر رہے ہیں ۔ لاہور اور پنجاب کے بعض حلقوں کی کمپنیوں کے مطابق اس وقت بازار میں 80 فیصد معروف غیر ملکی کمپنیوں کی بنائی ہوئی معیاری ادویات کی تلاش میں لوگ دوکانوں کے چکر کاٹتے ہیں لیکن ادویات میسر نہیں آتیں تاہم اگر ان کو کسی دوکاندار سے یہ ادویات مل جائیں تو وہ منہ مانگی قیمت وصول کرتے ہیں اور ادویات کا کیش میمو جاری نہیں کیا جاتا ۔ جعلی ادویات کی فروخت اور معیاری ادویات کی نایابی اور گرانی نے عوام کو شدید مشکلات سے دو چار کر دیا ہے ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ جنرک ڈرگز ایکٹ کا نفاذ مرکزی حکومت نے کیا اس کے متعلق جتنے بھی مسائل ہیں وہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بہر حال آج کل معیاری ادویات کی نسبت یہ کہنا کہ وہ نایاب ہیں درست نہیں ہے ۔ البتہ کچھ دوائیوں کے برانڈ ایسے ہیں جو کمیاب ہیں اور یہ بھی ایک عارضی صورت حال ہے جو بہت جلد معمول پر آجائے گی ۔ شروع شروع میں قیمتیں غیر ذمہ دار اور ساج دشمن لوگوں کی وجہ سے کچھ

بڑھی تھیں لیکن اب یہ معمول پر آتی جا رہی ہیں ۔ جہاں تک غیر معیاری ادویات کا تعلق ہے اس کے متعلق محکمہ نے کئی دوا فروشوں اور دوا ساز اداروں کی مشکوک ادویات کے نمونے لیکر تجزیہ کر لیا ہے اور قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ۔ بہرحال میں یقین دلاتا ہوں کہ متعلقہ افسران کو اور ایسے سماج دشمن عناصر کے خلاف مسلسل اور سخت کارروائی کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے ۔

قرارداد

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ حاجی محمد سیف اللہ خان کی قرارداد زیر آرٹیکل 140 عبوری آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان لی جائے ۔ آج کے ایجنڈا کی کارروائی کے حصہ سوم میں قرارداد نمبر 2 محترمہ ناصرہ کھوکھر کی ہے ۔ جس میں فاضل وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف کی یہ رائے ہے کہ یہ قرارداد non controversial ہے اس کو اگر پہلے ایوان لینے کی اجازت دیدے تو اس کے بعد ایجنڈا کے مطابق باقاعدہ کارروائی ہوجائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ویسے اعتراض تو کوئی نہیں لیکن تجربہ تلخ ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر controversy ہوئی تو اس کو اپنی باری پر لیا جائے گا ۔

محترمہ ناصرہ کھوکھر ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتی ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت
صوبائی سطح پر خواتین پر مشتمل ایک ایسی
کمیٹی تشکیل کرے جو صوبہ میں مزدور

خواتین کے حقوق کی حفاظت اور مسائل کو
حل کرنے میں مدد دے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تشریف رکھیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں اس میں ایک ترمیم پیش کرتی ہوں ۔

Mr. Speaker. It will come at its own time.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا۔ میری بڑی اچھی ترمیم تھی از راہ کرم آپ سن تو لیجئے تاکہ ترمیم سمیت resolution کو پاس کیا جاسکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی ایک شرط ہے۔ If it is passed as such and there are no debates. کیونکہ ابھی ہاؤس کی مرضی نہیں ہے ۔ لہذا قرارداد اپنی باری پر آئیگی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

پولیس ایکٹ مجریہ 1861 کو منسوخ کرکے پنجاب اور دیگر صوبوں کے حالات کے مطابق یکساں قانون بنانا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاق مقننہ
پولیس ایکٹ مجریہ 1861 کو منسوخ کر کے
اس کی بجائے اس کے موضوع پر صوبہ پنجاب

اور پاکستان کے دیگر صوبوں کے لئے یکساں
قانون موجودہ وقت اور حالات کے پیش نظر
بنائے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - وقفہ چائے کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر - میں نے صرف قرارداد پیش کرنے کے لئے کہا ہے - کارروائی بعد میں ہوگی -

The House is adjourned for 30 minutes. We shall meet at 11-33 a. m.

(اس مرحلہ پر 30 منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے :

کہ وفاقی مقننہ پولیس ایکٹ مجریہ 1861 کو
منسوخ کرکے اس کی بجائے اس موضوع پر
صوبہ پنجاب اور پاکستان کے دیگر صوبوں کے
لئے یکساں قانون موجودہ وقت اور حالات کے
پیش نظر بنائے۔

No one is opposing it. Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - یہ قرارداد بالکل واضح ہے جس کا نہ تو کوئی سیاسی مقصد ہے اور نہ کسی خاص محکمہ یا کسی خاص فرد کو مطعون کرنا مقصود ہے بلکہ اصلی مقصد یہ ہے جناب والا کہ یہ پولیس ایکٹ صوبہ کا نہایت ہی اہم قانون ہے - جس کو ہم نے اس شکل میں

اپنایا ہوا ہے کہ جس شکل میں تقریباً تقریباً یہ 1861 میں رائج ہوا تھا ۔کون نہیں جانتا جناب والا کہ 1861 میں جس وقت یہ پولیس ایکٹ نافذ کیا گیا تھا اس وقت اس برصغیر کے حالات کیا تھے۔ ملک کن حالات سے گزر رہا تھا اور جنگ آزادی جو 1857 میں لڑی گئی تھی اور جس میں چند دغا بازوں اور چند آدمیوں کی غداری کی وجہ سے انگریزوں کو نام نہاد فتح حاصل ہوئی تھی لیکن جناب والا ۔ وہ ایک عارضی اور وقتی فتح تھی اور اس وقت جنگ آزادی کے متوالوں ان جیالے اور جنگجو بہادروں کو کچلنے کے لئے انگریزوں کو ایک سخت ترین فورس کی ضرورت تھی جس کے تحت وہ اپنا اقتدار اور اپنے مقاصد اس برصغیر میں قبضہ کرنے کے بعد حاصل کرسکیں ۔ یہی وہ وجوہات تھیں ۔ یہی وہ ضروریات تھیں جنہوں نے ان سامراجیوں کو اس قانون کے لانے میں آمادہ کیا ۔ انہوں نے پولیس ایکٹ کے نام سے 1861 میں ایک قانون بنایا مگر جوقانون اس وقت بنایا گیا تھا وہ کسی Colonial State کو تو گوارا ہو سکتا ہے ۔ اس کے لئے کارآمد ہو سکتا ہے اور قابل قبول ہو سکتا ہے ۔ لیکن جہاں تک کسی آزاد اور کسی اسلام پسند اور جمہوریت پسند صوبے کا تعلق ہے اس پر اس قسم کے Colonial قانون کا باقی رہنا میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی حالت میں مفید اور درست نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ جس وقت ہم آزاد ہوئے تھے جس وقت ہمیں آزادی 1947 میں نصیب ہوئی تھی تو اس قسم کے اہم قانون کو ہمیں یکسر بدلنا چاہئے تھا اور وہ قانون رائج کرنا چاہئے تھا اپنے صوبے اور ہمارے ملک میں جو ہماری ضروریات کے لئے بہتر اور مناسب ہوتا ۔ حالات کے تقاضے اس قسم کے تھے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہماری غفلتیں بھی تھیں ۔ ارباب اختیار نے سوچا ہی نہیں اور ان کی کشمکش اور جنگ جو رہی ہے وہ بجائے اس کے کہ وہ سامراجیوں کے قوانین کے خلاف ہوتی یا ان کے اثرات مابعد کے خلاف ہوتی وہ اپنے ہی آدمیوں اور اقتدار کو بچانے کے لئے تمام تر وقت صرف کرتے رہے اور کسی نے آج تک اس طرف توجہ نہیں دی کہ ہمیں کس قسم کے قوانین کی ضرورت ہے ۔ کس قسم کا قانون ہمارے

ملک اور ہمارے صوبے میں رائج ہونا چاہئے ۔ اور بالخصوص پولیس ایکٹ جیسا قانون جناب والا ۔ جس کے لئے میں کہتا ہوں کہ صوبے کا امن و امان ہر فرد کی عزت اور جائداد کی حفاظت اور جان و مال کا تحفظ اگر کسی کی ذمہ داری ہے تو وہ صرف پولیس کی ہوا کرتی ہے ۔ جہاں تک آزاد معاشرے کا تعلق ہے ۔ جناب والا ۔ پولیس کو کسی بھی آزاد معاشرے میں حکمران تصور نہیں کیا گیا ۔ اب بھی ان کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ حاکم ہیں یا انہوں نے ہم پر حکومت کرنی ہے یا ان کو اتنے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ چاہیں تو آزاد شہریوں کی آزادیاں سلب کر سکتے ہیں اور کسی بھی آزاد اور مہذب معاشرے میں ایسی فورس پیدا نہیں کیجاتی جو اس کی آزادیوں پر حملہ کرے یا ان کی شہری آزادیوں کو سلب کرے ۔ ان کو ایسے اختیارات بھی نہیں دینے چاہئیں ۔ آپ انہی سامراجیوں اور برٹش سرکار کے قوانین کو دیکھیں کہ انہوں نے اپنے ملک میں پولیس کے لئے کیا قوانین رائج کئے ہوئے ہیں اور وہ ہمارے ملک میں کس قسم کا قانون رائج کیا کرتے تھے ۔ اپنے ملک میں وہ اس بات کی ترغیب دیا کرتے تھے کہ عوام پولیس کو اپنا دوست سمجھیں ۔ عوام پولیس کو اپنا بہی خواہ اور خدمتگار سمجھیں اور جب جناب والا یہاں پر پولیس ایکٹ نافذ کیا گیا تو وہ اس امر کی ضمانت دیتا تھا کہ پولیس عوام کو دبا سکے ۔ پولیس عوام کی آزادیاں سلب کرسکے اور ان پر ہر قسم کا ظلم و تشدد روا رکھ سکے ۔ اس کے پیش نظر جناب والا انہوں نے یہاں پر پولیس ایکٹ 1861 میں جاری کیا تھا ۔ نافذ کیا تھا ۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کیا شرمناک بات ہو سکتی ہے کہ ہمیں آزاد ہوئے 25 سال ہوگئے ہیں اور اس عرصے کے اندر ان اپنے صوبہ کے قوانین کے ساتھ اب بھی وہی سامراجیوں کا لیبل لگا ہوا ہے ۔ وہی لیبل لگائے ہوئے ہیں اب بھی جب ہم قانون اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس کے ساتھ جب 1861 کی فگرز سامنے آتی ہیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہر آزاد شہری کے ذہن میں ایک کرب اور درد سا محسوس ہوتا ہے کہ وہ قانون جو جنگ آزادی کے ختم ہونے کے بعد فوراً ایک نئی فورس پیدا کرکے حریت پسندوں کو دبانے کے لئے پھر نافذ کیا گیا تھا اب بھی اس کا عملدرآمد ہمارے ہاں موجود ہے میں کہتا ہوں

کہ جب ہم آزاد ہوچکے ہیں - جب ہم اختیارات حاصل کر چکے ہیں - جب یہ ایوان بن چکا ہے اور جب کہ ان ایوانوں کا سب سے بڑا اور ضروری کام یہ ہے کہ ہم تمام گندے اور کالے قوانین جو اس وقت 1861 میں روا رکھے جا سکتے تھے - جو کسی Colonial State کے لئے تو کارآمد ہو سکتے تھے مگر اس مہذب معاشرے میں ایک آزاد قوم کو جنم دینے میں - آزاد معاشرہ پیدا کرنے میں اور وہ تصورات جو اس محکمہ اور یا اس محکمہ کے افراد کے متعلق ہمارے ہاں ابھی تک ذہنوں میں موجود ہیں اور دن بدن ان میں اضافہ ہورہا ہے ہمیں ان کو کس طرح ختم کرنا چاہئے اور وہ اس طریقہ پر ختم ہوسکتے ہیں جب ہم ان کو از سر نو تشکیل کریں - ان کی از سر نو تکمیل کریں - ان کی از سر نو ترویج کریں اور ان کو از سر نو legislate کریں - اسکے بعد legislate کرتے وقت ہم یہ سوچیں کہ ہم نے اپنی پولیس کو کس راہ پر گامزن کرنا ہے اور ہماری پولیس کا اصل مقصد کیا ہے - آپ پنجاب پولیس ایکٹ اٹھا کر دیکھیں - اس میں ان کے فرائض بھی صحیح معنوں میں متعین نہیں کئے گئے - اتنا مبہم قانون میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی محکمہ کے لئے نہیں بنایا گیا جتنا انگریزوں نے پولیس جیسے اہم ترین ادارے کے لئے بنایا - جب یہ قانون جناب والا بنا اور جب پہلی پہلی سطر انہوں نے لکھی تو وہ یہ تھی -

> Where as it is expedients to reorganize the Police and to make it a very efficient instrument for the prevention and detection of crimes . . .

تو یہ تھا اصل مقصد جس کی تابع یہ قانون بنانا چاہتے تھے جس کے متعلق یہ تاثر دیا کہ ہم اس قانون کو صرف انسداد و پتہ جوئی جرائم کے لئے بنا رہے ہیں - مگر جب انہوں نے یہ قانون بنایا تو اس کی ترمیم بھی ہوتی رہی لیکن وہ ترامیم ہماری ضروریات پوری نہ کرسکیں جو ایک آزاد اور مہذب معاشرے کے لئے ضروری ہوتی ہیں - پھر جب انہوں نے legislate کیا تو اس طریقہ پر جناب والا اس کو legislate کیا کہ کوئی بھی آدمی آئی-جی کے اختیارات کو چیلنج نہیں کر سکتا - کوئی بھی آدمی ڈی-آئی-جی کے اختیارات کو چیلنج نہیں کر سکتا - کوئی

بھی آدمی ایس - پی کے اختیارات کو چیلنج نہیں کرسکتا اور جب وہ اختیارات دینے کی فراوانی میں آئے تو کنسٹیبل تک کو ایسے اختیارات دیدئے گئے کہ وہ جس وقت بھی آزاد اور مہذب شہری کی عزت اور جان و مال کو تباہ کرنا چاہئے تو اس کے لئے کوئی دیر نہیں لگتی - پھر جناب والا - انہوں نے اس zig zag طریقے سے - ایسے غلط موڑ توڑ سے اسی پولیس ایکٹ کو جامع بنانے کی بجائے انہوں نے یہ تاثر دیا کہ اس کو vague اور مبہم بنا کے پولیس کے اختیارات اس میں پورے طور پر واضح نہ کئے - اور پھر ان پولیس کے اختیارات اور بے پناہ اختیارات کی شکل میں تھے ان کو دوسرے قوانین میں ایک ایک کر کے لائے - دیگر انہوں نے اس اہم ترین شعبہ - اس اہم ترین میں سمجھتا ہوں محکمہ جو کہ ہماری جان و مال کی حفاظت کے لئے قائم کیا گیا تھا اس سے اپنے مقاصد پورے کرنے شروع کردئے - جناب والا - ان کو حق تھا انہیں کرنا چاہئے تھا کیوں کہ وہ اس ملک کے غاصب تھے - وہ اس ملک پر قابض رہنا چاہئے تھے - وہ اس ملک پر قبضہ قائم کرنا چاہتے تھے - لیکن اب ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے - اب یہ ملک ہمارا ہے - اس کے تمام تر ذرائع ہمارے - اس کے عوام ہمارے - اس ملک کا ایک ایک تنکا اس ملک کا ایک ایک فرد اب ہماری بہترین اثاث ہے اور ہماری زندگی اور روح کا حصہ بن چکا ہے - انہیں ہم نے ابھارنا ہے - انہوں نے یہ قانون ہماری روح کو دبانے کے لئے بنایا تھا - انہوں نے یہ قانون ہمارے جذبے کو ختم کرنے کے لئے رائج کیا تھا - ہمارا فرض ہے کہ ہم اس جذبے کو جو اس قانون کے تحت دب چکا ہے - جو ستم گریاں - جو ستم رانیاں اور جو مظالم اس قانون کے تحت ڈھائے جا چکے ہیں اب ہمیں وہ تمام نقش مٹانے ہیں - ذہنوں سے وہ تمام تاثرات ختم کرنے ہیں اور بدنامی جو پولیس کے سر آپکی ہے - جناب والا - آپ کو اتفاق ہوا ہوگا - اگر نہیں تو میں یہ بیشتر حاضرین اراکین اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں آپ جائیں - کسی بھی آزاد ملک میں آپ جائیں - برطانیہ میں آپ چلے جائیں - اس برطانیہ میں

جو برطانیہ میراث میں ہمیں یہ قانون دے کے گیا ہے ۔ وہاں اگر پولیس کا نام آتا ہے تو لوگوں کو ایک سکون سا میسر ہو جاتا ہے ۔ اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ کسی ہمدرد یا جس طرح ایک عزیز ترین دوست کا نام کسی اور شخص کے سامنے لیا جائے تو اس کے دل میں ایک ٹھنڈک سی پیدا ہوجاتی ہے ۔ اسی طرح آپ برطانیہ میں جائیں ۔ آپ دیکھیں ۔ پولیس کا نام لیں تو ان کے دل میں ایک سکون اور ٹھنڈک محسوس ہوگی کہ ہاں ۔ ہمارے ایک عزیز ہمارے مخلص ۔ ہمارے دوست ۔ ہمارے بھائی کا ذکر ہمارے سامنے کیا جا رہا ہے ۔ اگر یہاں پر جناب والا ۔ پولیس کا ذکر کسی شریف آدمی کے سامنے آجائے تو اس کی روح کانپ اٹھتی ہے ۔ کیوں ؟ جناب والا ۔ سچی بات تو یہ ہے اور میں آپ کو دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی کانسٹیبل یا کوئی ایس۔ایچ۔او یا کوئی سب انسپکٹر یا کوئی بھی پولیس افسر اپنے کسی دوست کے گھر صرف اپنے کسی کام کی غرض سے جاتا ہے صرف اس سے ملنے کے لئے یا اس کے پاس چائے پینے کے لئے جاتا ہے تو سارا محلہ اس سے جواب طلبی کے لئے آ جاتا ہے اور اسے صفائی دینی پڑتی ہے کہ میں نے کوئی قصور نہیں کیا تھا ۔ یہ میرا دوست ہے اور میرے پاس آیا ہے ۔ ورنہ سارا محلہ یہی سمجھنے لگ جاتا ہے کہ کوئی نہ کوئی جرم اس سے ضرور سرزد ہوا ہے ۔ کوئی چیز ایسی ہوگئی ہے کیوں کہ آج پولیس کانسٹیبل یا پولیس کا ایس۔آئی یا پولیس کا ایس۔ایچ۔او اس کے دروازے پر کھڑا تھا ۔ آخر یہ تاثر کیوں پیدا ہوا ۔ جناب والا ۔ ہم نے کیوں ایسی جرائم گاہ پیدا کردی ہے ۔ وہ پولیس جس کا کام تو جرائم کو ختم کرنا تھا ۔ جس کا کام آزادیوں کو پیدا کرنا تھا ۔ ان کی حفاظت کرنی تھی ۔ جس کا کام جان و مال کی حفاظت کرنا تھی۔ وہ تقاضے ۔ وہ ضروریات جس کے لئے فورس کا قیام ضروری ہوتا ہے اور اس فورس کو قائم کرنے کے لئے اس قانون کے بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

آپ اندازہ لگائیں کہ اس قانون میں اس حد تک بھی روا رکھا گیا ہے کہ آئی جی صاحب کو rules frame کرنے کے اختیارات دے دئے گئے ہیں۔ اور کس قسم کے رولز ؟ جن کی کاپی ۔ جناب والا ۔ آپ سپیکر ہیں ۔ آپ بھی اگر چاہیں تو وہ کاپی آپ کو without the permission of I. G. نہیں مل سکتی ۔ ہمارے پولیس رولز اور ہمیں کاپیاں نہ ملیں ۔ اس قسم کی افسری اور ماتحتی کا رجحان پیدا کردیا گیا ہے کہ آئی جی چاہے تو ہمیں نوٹس دے ڈی آئی جی کو suspend کر سکتا ہے ۔ علیحدہ کر سکتا ہے ۔ dismiss کر سکتا ہے ۔ ڈی آئی جی چاہے تو ایس پی کو برطرف کرسکتا ہے ایس پی چاہے تو انسپکٹر کو برطرف کر سکتا ہے ۔ کوئی وضاحت نہیں ہے کوئی اس کے لئے قواعد نہیں ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر ستم رانی جناب والا ایسے قانون میں یہ ہے ۔ ویسے تو عام سروسز میں ۔ بلکہ ہر سروس میں یہ ایک بنیادی چیز ہے کہ کوئی بھی گورنمنٹ ملازم کسی دوسری جگہ ملازمت نہیں کر سکتا ۔ کوئی بھی کاروبار نہیں کرسکتا ۔ کسی قسم کا کوئی دھندا نہیں کر سکتا اور جناب والا ۔ یہاں بھی اس پولیس ایکٹ میں یہ روا رکھا گیا ہے اور اس کے سیکشن 10 میں یہ ہے :

Section 10 of Police Act 1861.

> No Police-officer shall engage in any employment or office whatever other than his duties under this Act; unless expressly permitted to do so in writing by the Inspector-General.

کہ اگر انسپکٹر جنرل صاحب چاہیں تو وہ دوسرا کاروبار بھی کرسکتا ہے وہ دوسرے فرائض بھی انجام دے سکتا ہے ۔ وہ دوسرے دھندے بھی اپنے

سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے قانون جس میں انہوں نے آئی ۔ جی کی ذات کو اس طرح پولیس کے لئے بنا دیا ہے کہ وہ مختار کل ہے اور ہر چیز سے ۔ ہر جواب دہی سے ۔ ہر جواب طلبی سے اور ہر قسم کی پابندیوں سے آئی ۔ جی کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے ۔ اور ایک عظیم ترین organisation ۔ ایک عظیم ترین محکمہ ۔ ایک عظیم ترین ادارہ اسی قانون کے تحفظ کی آڑ لے کر جناب والا عوام کی بالا دستی کو آج تک اس نے تسلیم نہیں کیا اور وہ محکمہ جس قسم کے مظالم ۔ جس قسم کے تصورات ۔ جس قسم کی بھیانک تصویریں عوام کے ذہنوں میں پیدا کر رہا ہے وہ تمام اور تمام تر اسی پولیس ایکٹ کی پیداوار ہے ۔

جناب والا ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنا نیا ایکٹ اس وقت بنائیں بھی تو اس میں سراسر یہ رجحان نہ ہو کہ ہم نے صرف پولیس کو حکومت کا اختیار دینا ہے ۔ پولیس کو اتنی powers دینی ہیں کہ وہ جس طرح چاہے اپنے اختیارات استعمال کر سکے اور اس کا سلسلہ اتنا لامتناہی ہو کہ اسے کوئی شخص چیلنج نہ کر سکے ۔ یہاں تو کچھ ایسا vague قانون ہے ۔ اب ہمارے تقاضے یہ ہیں ۔ ہماری ضروریات یہ ہیں کہ ہم اس بارے میں سوچیں کہ پولیس ایک ایسا محکمہ ہے جو inter-linked ہوتا ہے ۔ مجرم جہاں جرم کرتا ہے وہاں رہنے کی بجائے وہ دوسرے صوبے میں جا کر پناہ لے لیتا ۔ اس لئے اکیلا اس صوبے کے لیے اپنا قانون بنانا اس کو وہ اتھارٹی نہیں بخش سکتا جو کہ دوسرے صوبوں میں بھی دخل اندازی کی صورت میں ہو سکتی ہے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک قانون ہم بنا سکتے ہیں جب اس legislation کا ہمیں اختیار ہے ۔ ہم کر سکتے ہیں ہم کیوں وفاقی حکومت کو سفارش کریں کہ وہ ایک ایسا جامع قانون پولیس ایکٹ کا بنائیں جو تمام صوبوں میں مساویانہ طور پر لاگو ہو ۔ جس میں تمام صوبوں کے حقوق متعین ہوں ۔ جو تمام صوبوں سے inter-linked ہو ۔ اور پولیس کا آپس میں جناب والا ۔ اس قدر inter-relation ہوں کہ یہ محسوس بھی نہ ہو سکے کہ یہ صوبائی پولیس ہے یا فیڈرل پولیس ہے ۔ بلکہ اس کا انتظام اس طریقے پر مربوط ہو کہ ہر شہری

بجائے پولیس کو ہوا سمجھنے کے انہیں اپنا دوست اور بھائی سمجھیں اور پولیس کو اس حد تک جناب والا ۔ mould کیا جائے ۔ ان کے اختیارات کو اس حد تک ترمیم کیا جائے کہ وہ کسی شہری کو ناجائز طور پر تنگ نہ کر سکیں کسی کے جان و مال سے کھیل نہ سکیں ۔ کسی کی عزت و آبرو کو تماشہ نہ بنا سکیں بلکہ ان کی حفاظت کرے جو ان کا اصل کام ہے ۔

جناب والا ۔ موجودہ ایکٹ میں یہ بھی ہے کہ پولیس سے جس قسم کے فرائض بھی آئی جی صاحب یا بقول دیگر حکومت لینا چاہیے وہ لے سکتی ہے ۔ حالانکہ یہ نہیں ہوا کرتا جو ادارہ جس مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہو اس سے متعلق کام لینا چاہیے ۔ بلکہ اس قانون کے بنانے کا مقصد یہ ہے کہ crime کی prevention اور crime کی detection اس کی most اور fundamental ڈیوٹی جو ہے اس کو اسی پر محدود رکھنا چاہیے ۔ اس کے لئے اگر دوسرے فرائض ہیں جو ملک میں ہوا کرتے ہیں تو پولیس ایک قسم کی نہیں ہوا کرتی ہے ۔ بعض پولیس صرف preventive measures کے لئے ہوتی ہے ۔ بعض پولیس assistance purposes کے لئے ہوتی ہے ۔ بعض پولیس صوبے میں دیگر ضروریات کی تکمیل کے لئے ہوتی ہے ۔ ہمارے ہاں ایک ہی آدمی ہے ۔ ایک ہی ایس ۔ ایچ ۔ او ہے ۔ جناب والا ۔ ایسا قانون ہے کہ preventive کام بھی وہی کرے گا ۔ detective بھی وہی کرے گا ۔ assistance بھی وہی کرے گا ۔ دوسرے شعبوں میں بھی وہی امداد کرے ۔ ہماری حفاظت بھی وہی کرے ۔ پہرے بھی وہی دے ۔ ہر کام وہی کرے ۔ یہ خرابی قانون کی ہے ۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ ایک genuine سی چیز ہے ۔ بہر حال وفاقی حکومت بھی ہماری ہے ۔ وہاں بھی ہم ہی ہیں ۔ ہمارے ہی نمائندوں نے قانون بنایا ہے ۔ اور یہ پولیس کا قانون جب تک جامع نہ ہو ۔ ہماری ضروریات پوری نہ کرے اور تمام صوبوں کے لئے قابل قبول اور تمام صوبوں میں inter-linked نہ ہو اس وقت تک وہ کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ ہم وفاقی مقننہ سے یہ استدعا کریں کہ وہ پنجاب کے لئے اور دوسرے صوبوں کے لئے موجودہ وقت ۔ موجودہ حالات ۔ آزادی کے لمحات کے

مظالم اور زیادتیوں کو جو 1861ء اور 1857ء کی پیداوار ہیں ان کو ختم کرتے ہوئے نئی امنگوں کے ساتھ ۔ نئے جذبات کے ساتھ ۔ نئی ترغیب کے ساتھ ۔ نئی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نیا قانون بنائے تا کہ پولیس بجائے ظالم حکمران کا اثاثہ رکھنے سے ہماری ہمدرد اور اپنے خادم اور بھائی کی حیثیت رکھ سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کی مخالفت تو کسی نے نہیں کی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتی ہوں ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مبوری آئین کے آرٹیکل 140 کے تحت یہ قرار دیا گیا جو حاجی صاحب پیش کر رہے

Article 140. If it appears to the Assemblies of two or more Provinces to be desirable that any of the matters enumerated in the Provincial Legislative List should be regulated in those Provinces by Act of the Federal Legislature, ...

تو اس میں انہوں نے صاف لکھا ہے "two or more provinces" یعنی دو اور دو سے زیادہ اسمبلیاں اگر خواہش کریں یہ تب move ہو سکتا ہے ۔ اکیلے move نہیں کر سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیش کرنے پر پابندی نہیں ہے ۔ قومی اسمبلی میں اس وقت move ہوگا اگر ایک کے زیادہ اسمبلیاں move کر دیں ۔ دو اسمبلیاں اکٹھی بیٹھ نہیں سکتیں اور اکٹھا فیصلہ نہیں کر سکتیں ۔ prerequisite for legislation by the central agency یہ ہے کہ دو اسمبلیاں اس میں قرار داد

پیش کریں ۔ اگر آپ کرتے ہیں تو یہ authorise نہیں کرتا کہ لیشلیٹو اسمبلی بھی اس میں قانون سازی کرے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ اگر حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے یہ ریزولیشن پاس کرانا تھا تو قواعد و ضوابط کی رو سے وہ کسی اور صوبے کے ساتھ رابطہ قائم کرکے ہی ایسا کر سکتے تھے ۔ بہر حال معاشرے کی بہتری کیلئے فی الحال اس قانون کو رہنا چاہئے ۔ اس طرح سے تو اور بھی بہت سے ایسے قوانین موجود ہیں جن کو ختم کیا جانا چاہیے ۔ کاش حاجی صاحب ان کا بھی نام لیتے بہر حال ایک ریزولیوشن کے ساتھ کسی ایکٹ کو ختم کر دینا میرے خیال میں نامناسب ہے کیونکہ اس طرح ایک vacuum پیدا ہو جائے گا ۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو یہ اس ایکٹ میں ترمیم پیش کر سکتے تھے یا اپنا کوئی باقاعدہ بل بنا کر پیش کر سکتے تھے ۔ بہر حال اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو میرے خیال میں اس ریزولیوشن کو سیلیکٹ کمیٹی سے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ اس کی اچھی طرح سے چھان بین کی جا سکے ۔ اگر کمیٹی یہ سمجھے کہ یہ عوام کی بہتری کے لئے ہے ۔ اور اس کو منسوخ کرنے سے نہ صرف عوام کی صحیح ترجمانی ہوگی بلکہ عوام کو فائدہ بھی پہنچے گا تو اس ایکٹ کو منسوخ کر دیا جائے اور اگر کمیٹی کی رائے یہ ہو کہ اس کو منسوخ نہ کیا جائے ۔ کیونکہ اس کی فی الفور منسوخی سے عوام کو دشواریاں پیدا ہو جائے گی تو پھر اس ایکٹ کو منسوخ کرنا نامناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایسا موضوع ہے جس پر مناسب بحث ہونی چاہئے ۔ چودھری امان اللہ لک ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب کی گذارشات جو انہیں ان کے احکامات جو وہ اپنی تقریر میں دیتے ہیں ان کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں ۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس قرار داد کی مخالفت کی جائے جیسا کہ ابھی ابھی فرمایا گیا ہے ۔ میں اس ضمن میں حاجی صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ گذارشات پیش کرتا ہوں کہ جو انقلاب موجودہ حکومت نے

سیاسی اور سماجی طور پر معاشرے میں برپا کیا ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ پولیس ایکٹ کے ساتھ متصادم ہے ۔ جگہ جگہ تھانے تھانے پولیس کے موجودہ قانون اور پیپلز پارٹی کے موجودہ پروگرام میں موجود ہے اور ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔ پولیس کو اس ایکٹ کے ماتحت جو اس وقت زیر بحث ہے اگر ترمیم نہ کیا گیا تو یقینی طور پر موجودہ انقلاب جو ہم لانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا اور اس عرصہ میں بیشمار واقعات ہو چکے ہونگے ، میں جزب مخالف یا مخالف اور آفیسر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کیونکہ لا اینڈ آرڈر بہت متاثر ہو رہا ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس کی مخالفت اس لئے نہ کریں کہ وہ حاجی صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے بلکہ یہ وقت کا اہم تقاضا ہے وقت کی ضرورت ہے ۔

اس کے بعد اس کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ جب یہ قانون بنا تھا اس وقت معاشرہ میں اتنے جرائم اور پیچیدگیاں نہیں تھیں ۔ نہ وہ ضروریات تھیں نہ جرائم کا طریقہ کار تھا ۔ نہ ایسا طریقہ واردات تھا ۔ جو ان چیزوں سے انکار کرتا ہے وہ عوام سے نا انصافی کرتا ہے۔ اس وقت زندگی میں وہ تلاطم نہیں تھا جو آج ہے ۔ پروسیکوشن برانچ کے چالان کی تاخیر بہت حد تک عدل و انصاف کو متاثر کر رہی ہے ۔ وہ بھی پولیس ایکٹ کا ایک حصہ ہے اور پروسیکوشن برانچ اس سلسلے میں کافی دیر سے آہ و بقا کر رہی تھی ۔ میں مشکور ہوں حاجی صاحب کا کہ انہوں نے ایسے مسئلہ چھیڑا ہے جس کی بڑی اہم ضرورت ہے اور یہ عدل و انصاف سے متعلق ہے اور اس برانچ سے جو انگریز کے وقت سے آج تک چلی آ رہی ہے ۔ اس میں سابقہ حکومتوں نے بھی کوئی رد و بدل نہیں کیا ۔ اس انداز میں عدالتوں کے طریقہ کار میں اور سمنوں کی تعمیل میں چالان پاس کرانے کے سلسلے میں اور ان کے انتظامی ڈھانچے میں خامیاں ہیں اور یہ وقت کے تقاضے کے مطابق ہے کہ یہ ریزولوشن پاس کیا جائے ۔ جرائم کی رفتار میں اضافہ اس انداز سے ہو رہا ہے کہ جب تک ہم پولیس کے اداروں کا طریقہ کار نہ بدلیں گے وہ وقت کے مطابق صحیح

کام نہیں کر سکیں گے یہ بہت اہم وقت کی ضرورت ہے اور اس کے بعد سب سے اہم ترین بات جس کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے یہ کہ جہاں تک ہم انقلاب لانے میں کوشاں ہے پولیس آفیسروں آئی - جی سے لے کر کانسٹیبل تک ان کو باقاعدہ وقت کے تقاضے کے مطابق ٹریننگ نہیں دی گئی - اور ان اداروں میں رد و بدل نہ کی گئی - یقینی طور پر یہ ہمارے لئے باعث تکلیف اور باعث دکھ ہے - میں ان الفاظ کے ساتھ حاجی صاحب کی قرار داد کے حق میں ہوں اور میں ان دوستوں سے اپیل کروں گا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ حاجی صاحب نے پیش کی ہے - یہ وقت کی اہم ضرورت ہے - اس لئے اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے -

سردار صغیر احمد - جناب والا - حاجی صاحب کی قرار داد بظاہر نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے لیکن میں اس قرار داد کو ناکافی سمجھتا ہوں - محض پولیس ایکٹ میں ترمیم سے حالات میں تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی جہاں تک ہم اس ملک میں تمام عدالتی نظام جو ہے اس میں اور تمام قوانین جو چلے آ رہے ہیں ان میں ضروری تبدیلی معاشرہ کے مطابق نہیں لائیں گے - جناب والا - آپ جانتے ہیں کہ ہمارے معاشرہ کی جو قدریں ہیں وہ ان ممالک سے نہیں ملتیں جو آج سے 50—100 سال پیشتر آزاد ہو چکے ہیں یا ترقی پا چکے ہیں - جس طرح حاجی صاحب نے کہا ہے کہ برطانیہ میں وہ لوگ جو ہمیں قانون بنا کر دے گئے ہیں وہاں پولیس مددگار ہے- راہبر بھی ہے - جرائم بھی پکڑتی ہے اور اس کے فرائض ہماری پولیس سے بہت بہتر ہیں- لیکن حاجی صاحب نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ ہم کس معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا - آج اگر آپ دیکھیں تو مجرمین اور ملزمین تو کاروں میں سفر کرتے ہیں لیکن پولیس والوں کے پاس ایک گھوڑی بھی نہیں ہے - وہ

انہیں اس طرح نہیں پکڑ سکتے - آپ پولیس کے اختیارات محدود کر دیں - ضرور ہونے چاہئیں - ایک اچھے معاشرے میں شہریوں کو آزادی ملنی چاہئے - اس میں شک نہیں - لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ دوسری تبدیلیاں بھی لانی پڑے گی - جناب والا - آج مجرم اتنے ماہر ہو چکے ہیں کہ کسی بھی شخص کو جرم کی پاداش میں سزا دلانا ناممکن ہو چکا ہے - ہمارا عدالتی نظام اس قدر ناقص ہے کہ کوئی شریف آدمی شہادت دینے کے لئے میدان میں نہیں آتا - اور کوئی آدمی یہ کوشش نہیں کرتا کہ وہ مجرم کے خلاف جرم ثابت کرے - اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں تحفظ کا احساس موجود نہیں ہے - اس لئے وہ مجرمان کے خلاف کارروائی سے گریز کرتے ہیں- جو بڑے بڑے قابل وکیل ہیں وہ بڑی بڑی فیسیں لیتے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ہمارے اس نظام میں ہمارے اس معاشرے میں مجرمان کی - قاتلوں کی مدد کرتے ہیں اور انہیں چھڑا دیتے ہیں- کوئی مجرم یہاں سزا نہیں پا سکتا- اگر آپ نے اس موقع پر عدالتی نظام میں تبدیلی لائے بغیر پولیس ایکٹ میں ترمیم کی تو میں یقین سے کہتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ اس ملک کا نظم و نسق اور لاء اینڈ ارڈر کی صورتحال قطعی طور پر خراب ہو جائے گی- محض پولیس ایکٹ کی ترمیم سے بات نہیں بنے گی - ہمیں ان تمام برائیوں کا خاتمہ کرنا ہے جو ہمیں ورثہ میں ملی ہیں - 100 سال کے عرصہ میں انگریز نے ہم پر جو غلامی مسلط کی تھی اور ہمیں انہوں نے جو برے قانون دئے ہیں ہمیں ان تمام کو بدلنا ہوگا - اگر آپ چاہتے ہیں کہ پولیس ایکٹ میں ترمیم ہو تو میں اپیل کرتا ہوں کہ اپنے تعزیری قوانین کو بھی آپ اسلام کے مطابق بنائیں - پھر میں دیکھوں گا کہ جرم کیسے ہوتے ہیں اور کیسے پولیس کسی شریف شہری کے خلاف غلط کارروائی کر سکتی ہے - اس وقت تک آپ کا معاشرہ درست نہیں ہو سکتا جب تک آپ اسلام کا نام تو لیتے ہیں مگر اسلام کے تعزیری قوانین آپ اس ملک میں نافذ نہیں کرتے - اس لئے ضروری ہے کہ اس معاشرہ کو درست کرنے کے لئے اس ملک میں آپ اسلام کا تعزیری نظام نافذ کریں - آپ عرب میں جا کر دیکھیں - وہ ہم سے بہت سی باتوں میں پیچھے ہیں لیکن وہاں جرائم نہیں ہوتے - اس کا اصل سبب یہ ہے

کہ ہم اپنے آپ کو اسلامی معاشرہ کہلاتے ہیں مگر اسلام کی ایک بات پر بھی عمل نہیں کرتے ۔ وہاں چوری نہیں ہوتی ۔ وہاں پولیس کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکائت نہیں ہے ۔ وہاں جرائم کی تعداد بہت کم ہے ۔ وہاں اگر آج جرم ہوتا ہے تو ایک ہفتے کے اندر اندر دوسرے جمعہ کو مجرموں کو سزا مل جاتی ہے ۔ ہمارے معاشرے میں اگر آج جرم ہوا ہے تو پانچ سال تک اس کے کیس کا فیصلہ ہی نہیں ہوتا ۔ میں گزارش کروں گا ۔ میں اپیل کروں گا کہ بجائے اس کی کہ ہم یہ قرارداد پاس کریں کہ صرف پولیس ایکٹ کو تبدیل کر دیا جائے یا وفاقی حکومت اس قسم کے قوانین بنائے ہمیں ایسی قرارداد پاس کرنی چاہئے کہ اس ملک کا تمام عدالتی نظام اسلامی نظام کے مطابق بنایا جائے اور پولیس کو بھی اسلامی پولیس بنایا جائے تاکہ معاشرہ میں جرم ختم ہوں اور شہریوں کو سکون نصیب ہو ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ صاحب کی یہ قرارداد ہے کہ 1861ء کا پولیس ایکٹ بیک قلم منسوخ کر دیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر موجودہ حالات میں اسے منسوخ کر دیا جائے تو اگر اب جرائم بہت زیادہ ہیں تو پھر جرائم کی رفتار اور تیز ہو جائے گی اور لاء اینڈ آرڈر اور زیادہ خراب ہو جائے گا ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ آئی ۔ جی کو بہت زیادہ اختیارات حاصل ہیں ۔ ڈی ۔ آئی ۔ جی کو بہت زیادہ اختیارات حاصل ہیں ۔ ایس ۔ پی کو موجودہ قوانین کے تحت بہت زیادہ اختیارات حاصل ہیں مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر ان اختیارات کو محدود کر دیا جائے تو اس معاشرے میں جہاں ابھی تک جہالت ہو ۔ جہاں معاشرتی اور اخلاقی بے راہ روی باقاعدہ طور پر جنم لے چکی ہو ۔ جہاں ملاوٹ ۔ رشوت اور جھوٹ غرضیکہ ہر معاشرتی اور اخلاقی برائی اپنی جڑیں پکڑ چکی ہو وہاں پولیس کے اختیارات میں کمی کرنے سے دراصل جرائم کی حوصلہ افزائی ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ پولیس ایکٹ کو جو لوگ منسوخ کرنا چاہتے ہیں وہ موجودہ حالات میں ۔ موجودہ معاشرے کے مخصوص حالات میں اس کے جو تقاضے ہیں وہ ان سے بے خبر ہیں ۔

دوسری بات جو حاجی صاحب نے کہی ہے کہ مختلف صوبوں کی پولیس میں سندھ ۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد کی پولیس میں یکسانیت ہونی چاہئے اور اس میں یونیوفارمیٹی ہونی چاہئے ۔ میں اس سے بھی اختلاف کرتا ہوں اس لئے کہ ہر قانون کسی ملک کے کسی معاشرہے کے کسی صوبے کے تمدنی ۔ معاشرتی ۔ اخلاقی اور اس کے رسم و رواج اور مخصوص حالات کے پیش نظر بنایا جاتا ہے ۔ سندھ کے ہاری کا تمدن ۔ اس کا رہن سہن یہاں کے مزارع سے مختلف ہے ۔ بلوچستان کے خوانین کا طرز تمدن ۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا ۔ ان کا طریقہ واردات یہاں کے وڈیروں سے مختلف ہے ۔ اسی طرح سے یہاں کے تمدن میں اور سرحد کے تمدن میں ۔ بلوچستان کے معاشرے میں اور یہاں کے معاشرے میں وہاں کی زبان میں اور یہاں کی زبان میں ۔ وہاں کی بودو باش میں اور یہاں کی بودو باش میں اختلافات پائے جاتے ہیں ۔ ان اختلافات کو سامنے رکھ کر ہی کوئی مہذب معاشرہ حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرتا ہے اور اپنے قوانین رولز وغیرہ کو تدوین اور ترتیب دیتا ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی پولیس میں تو بنیادی طور پر یکسانیت ہونی چاہئے ۔ ہر صوبہ کی پولیس کے سامنے ایک واضح مقصد ہونا چاہئے کہ ملک کی سالمیت ہو ۔ ملک کا استحکام ہو اور معاشرتی انقلاب واضح طور پر اس کے سامنے ہونا چاہئے لیکن بلوچستان کے بلوچ اور یہاں کے پنجابی ۔ سرحد کے پٹھان اور یہاں کے پنجابی کے رنگ ۔ ان کی بودو باش ۔ ان کی زبان ۔ ان کے جغرافیائی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ پولیس وہاں کے مخصوص حالات کے مطابق ہو ۔ اور انہیں باتوں کو پیش نظر رکھ کر تشکیل اور تعمیر کی جانی چاہئے ۔ یہ کوئی بری بات نہیں ہے ۔ یہ ایک قدرتی بات ہے اور کسی معاشرے میں اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے کے لئے کسی صوبے کے مخصوص حالات سامنے رکھ کر پولیس ایکٹ کا ہونا ضروری ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر کی اس قسم کی تقریر سے صوبائی تعصبات ۔ زبان کے اختلافات کی وجہ سے پہلے بھی ہمارے

پاکستانی ہونے میں ایک بہت برا اور مضرت رساں اثر ہوا تھا ۔ اس لئے ان کو ایسی تقریر کرنے سے منع فرمایا جائے ۔

Mr. Deputy Speaker : Sorry. I can't entertain it as a point of order.

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 1861ء کے پولیس ایکٹ کو معاشرتی ۔ تمدنی اور اخلاقی بنیادوں پر موجودہ مخصوص حالات میں قطعاً منسوخ نہیں کرنا چاہئے ۔ پولیس کے اختیارات میں کمی نہیں کرنی چاہئے اور اس کی وجوہات میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور خصوصی طور پر اگر ہم ایسے قوانین میں کوئی بنیادی ترمیم کریں گے تو لازمی طور پر اس کا اثر براہ راست یا بالواسطہ تعزیرات پاکستان پر ہوگا کیوں کہ تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری میں پولیس افسر کے تحقیقات کے سلسلے میں بہت سے اختیارات منضبط ہیں ۔ اس لئے اگر پولیس ایکٹ منسوخ ہوجائے تو اس کا اثر ضابطہ فوجداری اور تعزیرات پاکستان پر پڑے گا ۔ اس لئے اگر قانون میں کوئی تنسیخ یا ترمیم کرنی ہے تو مختلف قوانین کی بھی براہ راست منسوخی یا ترمیم کرنی لازمی ہوجائیگی ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں پولیس ایکٹ 1861ء کی منسوخی حالات کے قطعاً مخالف ہے البتہ اس کے لئے گنجائش رکھی جا سکتی ہے ۔ کہ اگر کوئی ممبر یا کوئی صوبائی اسمبلی ایک حد تک اس میں ترمیم کرنا چاہے تو ترمیم کے حق میں ذہن مائل اور راغب ہو سکتا ہے ۔ ان معروضات کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ! پولیس ہر مہذب جمہوری ملک میں خدمت و محبت کی علامت سمجھی جاتی ہے ۔ لیکن ہمارے لئے یہ بات انتہائی الم ناک اور افسوس ناک ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس کی حاکمت ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس قرار داد پر کسی ممبر کو پانچ منٹ سے زیادہ تقریر کے لئے وقت نہیں دیا جائے گا ۔

سید تابش الوری - جناب والا - رولز کے مطابق تو دس منٹ ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - بہت زیادہ لوگ تقریر کرنا چاہتے ہیں -

سید تابش الوری - بہتر جناب میں جلد ختم کرنے کی کوشش کرونگا -

وزیر قانون - بیس منٹ میرے لئے بھی آپ نے رکھے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - پھر مجھے ممبروں کو دس منٹ دینے پڑیں گے -

وزیر قانون - جناب والا - منسٹرز بیس منٹ بول سکتے ہیں اور قرارداد محرک بھی کافی وقت بول چکے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - سید صاحب آپ تقریر جاری رکھیں -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - میں گزارش کر رہا تھا کہ ہر مہذب اور جمہوری ملک میں پولیس کو محبت خدمت کا نشان سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بات افسوس ناک ہے کہ ہمارے ملک میں پولیس کو بربریت ، نفرت اور جبر و تشدد کی علامت بنا دیا گیا ہے - وہ پولیس ، جسے معاشرے کی اصلاح کے لئے ، سماج کی اصلاح کے لئے ، اور امن عامہ کے قیام کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے اس مختلف سیاسی مقاصد کے لئے وقف کر کے اس کی مقصدیت اور معنویت کو ختم کر دیا گیا ہے - جناب والا- پولیس دیانت ، امانت اور اخلاص خدمت سے سرشار ہو تو وہ اس ملک کے لئے نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتی ہے - لیکن اگر یہی پولیس سماج دشمن عناصر کی معاون ہو - اور مختلف قسم کی معاشرتی برائیوں کی مظہر بن جائے تو اس سے اصلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر - سید صاحب ، آپ کتنا وقت اور لیں گے -

سید تابش الوری - جناب سپیکر ، ابھی تو میں نے شروع ہی نہیں کیا - یہ پہلا فقرہ تھا -

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ریزولیوشن اگلی دفعہ کے لئے pending کر دیا جائے ۔ اس کے بعد اس میں ہم اپنا considered point of view پیش کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے ہمیشہ ان کی یقین دہانی پر اعتبار کیا ہے ، گو وہ کبھی پوری نہیں ہوئی ۔ ایک ریزولیوشن زرعی اصلاحات پر پہلے بھی انہوں نے pending کرایا تھا جس کا آج تک پھر کوئی پتہ نہیں لگ سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو ابھی pending ہے اس سیشن میں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ، ٹھیک ہے ۔ وہ اس طرح ہوا تھا کہ سیشن پرورگ ہو گیا تھا اور وہ وعدہ جو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم اسے اپنی پارٹی میں فارمولیٹ کر کے جامع شکل میں اس ایوان میں پیش کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو ایک نئی قرارداد پیش ہونے کی بات تھی ۔ یہ تو پینڈنگ ہے اس وقت ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر وہ اس پر غور کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ، اسے پینڈنگ کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا ہاؤس اس پر اتفاق کرتا ہے کہ اس کو اگلی غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن تک ملتوی کر دیا جائے ؟

آوازیں ۔ اتفاق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا یہ تقریر کا حق بھی ملتوی کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا حق محفوظ ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی - میرا نام بھی شامل تھا -

مسٹر سپیکر - جو فاضل اراکین اپنے خیالات کا اظہار کرچکے ہیں - ان کے علاوہ جو اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں گے ، ان کو موقع دیا جائے گا - اب ایجنڈا کے حصہ دوم کو لیا جاتا ہے -

---

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا - میں تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید) - جناب والا - میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کرتی ہوں -

مسٹر سپیکر - مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون تحدید کرایہ جات شہری مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 180 days.

قرارداد

پنجاب میں پتھر - روڑی اور ریت نکالنے کے سابق ٹھیکوں کی منسوخی اور ان کا بذریعہ عام نیلام دیا جانا

(بحث جاری ہے)

مسٹر سپیکر - اب سردار صغیر احمد کی قرارداد جو زیر بحث ہے لی جاتی ہے - اس پر پہلی ترمیم مسٹر محمد حنیف خان کی طرف سے ہے -

مسٹر محمد حنیف خان- جناب والا- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "تمام سابق ٹھیکے منسوخ کئے جائیں اور پھر یہ ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دئے جائیں" کی بجائے "سب ٹھیکے آئندہ سے بذریعہ عام نیلام دئے جائیں - ثبت کئے جائیں -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "تمام سابق ٹھیکے منسوخ کئے جائیں اور پھر یہ سب ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دئے جائیں" کی بجائے الفاظ "سب ٹھیکے آئندہ سے بذریعہ عام نیلام دئے جائیں"- ثبت کئے جائیں -

Sardar Saghir Ahmad I oppose it, Sir.

Mr Speaker. You oppose it? Then we take up this amendment.

سید ناشر الوری - جناب والا - جناب وزیر قانون نے یقین دلایا تھا کہ وہ اس سلسلے میں پورے غور و خوض کے بعد اس ایوان میں اپنی

considered opinion پیش کریں گے ۔ اب پھر اس طرح ترمیمات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ۔ جب کہ اس پر بڑی تفصیل سے بحث ہوچکی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کو یہ قرارداد زیر بحث آئی تھی اور بحث جاری تھی کہ ہاؤس کا وقت ختم ہو گیا تھا ۔ میں نے کوئی ایسی یقین دھانی نہیں کرائی تھی کہ اس کو defer کر دیا جائے یا میں اپنی پاوٹی کا نقطہ نظر بتاؤں گا ۔ یہ بحث پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کو جاری تھی اور آج یہ ویسے ہی پھر شروع کی گئی ہے ۔ جو بھی ہاؤس کی اس میں رائے ہوگی وہ قطعی رائے سمجھی جائے گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ یہ ترامیم جو پیش کی جاچکی ہیں ۔ یہ تمام باقاعدہ چھپ کر ہاؤس میں سرکولیٹ ہو چکی ہیں نہ صرف یہ بلکہ ایجنڈا میں بھی یہ کارروائی شامل ہے ۔ لہذا یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ ان ترامیم پر بحث کی جائے اور محرک کو بحث کرنے کے لئے وقت دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کسی کو تقریر کرنے سے روکا نہیں ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اگر آپ نے روکا نہیں تو قابش صاحب یونہی کہہ رہے ہیں کہ اس پر بحث ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد حنیف خان ۔

مسٹر محمد حنیف خان ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے جو ٹھیکے ہوتے ہیں تو اس میں ہمیشہ ایک ایگریمنٹ ہوتا ہے ۔ جس میں دونوں پارٹیوں پر پابندی ہوتی ہے کہ وہ اتنے عرصہ کے لئے وہ ٹھیکہ جاری رہے گا ۔ اور اس کو یکطرفہ طور پر کوئی ایک بھی فریق منسوخ یا ختم کرنے کا حق نہیں رکھتا ۔ اور اگر اس طرح کیا جائے تو اس سے بہت سی قانونی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو آگے چل کر بہت سی دشواریوں کا سبب بنتی ہیں ۔ تو اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جو ٹھیکے اس سے پہلے جاری ہو چکے ہیں ۔ جس مدت کے لئے جاری ہوچکے ہیں ان کو اس طرح رہنے دیا جائے اور آئندہ جو ٹھیکے ہوں ان کو بذریعہ نیلام عام دیا جائے ۔ مجھے اتنی ہی گزارش کرنی تھی ۔

مسٹر سپیکر - سردار صغیر احمد -

سردار صغیر احمد - جناب سپیکر- اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ ٹھیکے کس طرح دیئے گئے؟ کیوں دیئے گئے؟ کیا ان میں کوئی بددیانتی ہوئی تھی؟ حقیقت یہ ہے کہ سابقہ حکومتوں نے اپنے آدمیوں کو نوازنے کے لئے محض کاغذ کے پرزوں پر لاکھوں روپیہ کمانے کے لئے یہ ٹھیکے دئیے تھے -

سید نابش الوری - پوائنٹ آف آرڈر - جناب سپیکر ، جناب سردار صغیر احمد صاحب بڑی تفصیل سے پہلی مرتبہ اظہار خیال کر چکے ہیں -

مسٹر سپیکر - وہ اب ترمیم کی مخالفت کر رہے ہیں -

سردار صغیر احمد - میں امنڈمنٹ کا جواب دے رہا ہوں -

سید نابش الوری - جناب والا - ان کا آخر میں right of reply ہوگا - پہلے جتنی بھی ترمیم ہیں وہ پیش ہو جائیں اور ان کے پیش کرنے والے اپنے خیالات کا اظہار کرلیں اس کے بعد سردار صغیر صاحب سب کا اکٹھا جواب دے دیں - اگر یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا کہ پہلے امنڈمنٹ والا بولے اور پھر اس کے بعد محرک اس کا جواب دے تو یہ بڑا طویل سلسلہ چل نکلے گا -

Mr. Speaker. Amendments are being disecussed independent of each other. He has a right to reply on every amendment.

سید نابش الوری - اگر اکٹھی ترامیم take up کرلیں تو مناسب رہے گا -

مسٹر سپیکر - سب ترامیم کو اکٹھا ہی لے لیا جاتا ہے - سردار صاحب آپ ان پر ایک ہی بار بول لیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ ان کی صوابدید پر ہے -

سردار صغیر احمد - مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - سید ناظم حسین شاہ -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ بالا قرار داد کی سطر 2 میں وارد
ہونے والے الفاظ "تمام سابق ٹھیکے منسوخ

کئے جائیں اور پھر یہ سب ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دئیے جائیں" کی بجائے مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں ۔

کسی سابقہ ٹھیکہ کی میعاد میں توسیع نہ کی جائے اور آئندہ سب ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دئیے جائیں ۔ موجودہ ٹھیکیداروں کی ریشہ دوانیاں ثابت ہونے پر سخت قانونی کارروائی کی جائے ۔ متعلقہ محکمہ کو کہا جائے کہ دو ماہ کے اندر تمام صورت حال کا جائزہ لے کر مناسب طریق کار وضع کرے جس کی وضاحت متعلقہ وزیر اس ایوان میں مقررہ مدت کے اندر کر دیں۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ بالا قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "تمام سابقہ ٹھیکے منسوخ کئے جائیں اور پھر یہ سب ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دیئے جائیں" کی بجائے مندرجہ ذیل الفاظ ثبت کئے جائیں ۔

کسی سابقہ ٹھیکے کی میعاد میں توسیع نہ کی جائے اور آئندہ سب ٹھیکے بذریعہ عام نیلام دیئے جائیں ۔ موجودہ ٹھیکیداروں کی ریشہ دوانیاں ثابت ہونے پر سخت قانونی کارروائی کی جائے ۔ متعلقہ محکمہ کو کہا جائے کہ دو ماہ کے اندر تمام صورت حال کا جائزہ لے کر مناسب طریق کار وضع کرے جس کی وضاحت متعلقہ وزیر اس ایوان میں مقررہ مدت کے اندر کر دیں۔

Sardar Saghir Ahmed. I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ آپ کچھ کہیں گے یا یہ واضح ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ واضح سے بھی زیادہ واضح ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر - مسٹر جاوید حکیم قریشی - ایوان میں موجود نہیں - مسٹر عبدالغفار خان -

مسٹر عبدالغفار خان - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مذکورہ بالا قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "بذریعہ عام نیلام" کی بجائے الفاظ "اصل کارکنوں کو بذریعہ کوآپریٹیو سوسائٹیز" ثبت کئے جائیں -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مذکورہ بالا قرارداد کی سطر 2 میں وارد ہونے والے الفاظ "بذریعہ عام نیلام کی بجائے الفاظ "اصل کارکنوں کو بذریعہ کوآپریٹیو سوسائٹیز" ثبت کئے جائیں -

Sardar Sagbir Ahmad, I oppose it.

مسٹر سپیکر - جناب عبدالغفار خان -

مسٹر عبدالغفار خان - جناب والا - جیسے کہ سردار صغیر احمد نے نے فرمایا تھا کہ یہ جو سسٹم ہے - یہ جو لیزیں ہوئی تھیں یہ پچھلی حکومتوں نے اپنے مخصوص آدمیوں کو نوازنے کے لئے اور ان کو سرمایہ جمع کرنے کے لئے یہ موقع فراہم کیا تھا اور انہوں نے ان کو کاغذ کی چٹوں پر یہ لیزیں دے دیں اور وہ اس دوران میں مزدوروں کا اور کارکنوں کا استحصال کر کے ان سے زیادہ سے زیادہ سرمایہ بنانے کی کوشش میں مصروف رہے - تو حضور والا - جیسا کہ اصل قرارداد میں آیا ہے - اگر وہ نیلام کر دیئے جائینگے تو پھر وہی سرمایہ دار وہی لوگ جنہوں نے پہلے سرمایہ اکٹھا کیا ہوا ہے مقابلہ انہی کے درمیان ہوگا اور پھر وہی لوگ ٹھیکے حاصل کر لیں گے - اس لئے میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اگر ان کو - - - - - -

میاں خان محمد - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - اس موضوع پر پچھلی مرتبہ تقاریر ہو چکی ہیں اور تمام صاحبان جنہوں نے ترامیم پیش کی ہیں وہ ان پر بحث میں حصہ لے چکے ہیں - ہاؤس میں پچھلی مرتبہ اس پر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے اور اب یہ وقت ضائع کرنے والی بات ہے -

چوہدری جمیل حسین خاں منج - اس پر بحث ہو چکی ہے اب مزید بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے -

بیگم ریحانہ سرور - اگر talk out ہو چکی ہے تو پھر یہ آج ایجنڈے پر کیسے آ گئی -

(قطع کلامیاں)

چوہدری جمیل حسین خاں منج - اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے اب دوبارہ بحث نہیں ہونی چاہیے -

مسٹر سپیکر - میں ریکارڈ نکال کر دیکھوں گا - اب تو ایک بجنے والا ہے - قبل اس کے کہ یہ اجلاس ملتوی ہو میں چند اہم اعلان کرنے والا ہوں - بہت سے فاضل اراکین میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ 23 جولائی سے 31 جولائی تک کواپریٹیو سوسائٹیز اور کوآپریٹو بینکوں کے انتخابات ہو رہے ہیں - اس لئے ان کی خواہش ہے کہ 23 جولائی سے پہلے اگر اجلاس ملتوی کیا جا سکے تو مناسب ہوگا - آج میں نے قائم مقام قائد ایوان - وزیر تعلیم اور وزیر قانون جو مجھے اس وقت دستیاب تھے اور قائد حزب اختلاف - ڈپٹی لیڈر حزب اختلاف اور حزباختلاف کے دوسرے فاضل اراکین سے گفتگو کی ہے اس کے بعد اب میں یہ اعلان کرنے والا ہوں کہ کل 13 جولائی کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا اور فاضل اراکین کل اگر ذرا زیادہ پہلے آ جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا - منگل 17 جولائی کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہوگا - قراردادوں کے لئے جو قرعہ اندازی 14 جولائی کو 19 جولائی کے لئے ہوئی تھی یا ہو رہی ہے وہ اب 17 جولائی کے لئے متصور ہوگی -

میر محمد ظفراللہ خان - تو کیا یہ ہاؤس continue کرے گا -

مسٹر سپیکر - 17 تاریخ تک تو یہی پوزیشن ہے -

مسٹر سپیکر - اب ایوان کی کارروائی 13 جولائی 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 13 جولائی 1973ء بروز جمعہ آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعۃ المبارک ۔ 13 جولائی 1973ء

(جمعۃ المبارک 12 جمادی الثانی 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر وفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

پ ۸ ——— س ۷ ——— ع ۸ ——— حیات ، تا ۱

پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم اُن سے بھی پُرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پُوچھیں گے ۔ پھر اپنے علم سے اُن کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں ہُوئے تھے ۔ اُس روز (اعمال کا) تُلنا برحق ہے ۔ تو جن لوگوں کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔ اور جن لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لیئے کہ وہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے ۔ اور ہم نے زمین میں تمہارے رہنے کو ٹھکانا بنایا اور اُس میں تمہارے لئے سامانِ معیشت پیدا کئے مگر (اس پر) تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو ۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

شیخ صفدر علی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست شیخ صفدر علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session on 12th July, as I had to go to Sahiwal to attend the chelum of my father. Leave for this day may kindly be granted.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اسلم خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اسلم خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 25 جون 1973ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - براہ کرم اس یوم کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was unable to attend the Session starting from 9th July, 1973 to 11th July, 1973 due to illness of my child. Further I am proceeding to Karachi for treatment of the said child. Therefore I will be obliged if leave is granted upto 19th July, 1973.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

نوبزادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان خاکوانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was absent from the Assembly Session on 15th, 18th, and 29th the June, 1973, due to some unavoidable circumstances. Kindly request the House to grant me leave for the above dates.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی شیخ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی شیخ اسلام الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

In continuation to my letter dated 11th July, 1973, I inform that I have been seriously ill and cannot attend the Assembly Session on 12th July, 1973.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session on 11th July, 1973 and 12th July, 1973 due to illness. Please request the House to grant leave for the said dates.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ مختار احمد اعوان صاحب ۔ سردار امجد حمید دستی صاحب کی تحریک التوا ہے ۔ I would like to take notice of it کیا ملک حاکمین صاحب آج آئیں گے ؟

وزیر قانون ۔ ابھی تشریف لائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ تحریک التوا اس وقت لوں گا جب وہ تشریف لائیں گے ۔ ابھی میں اس کو پڑھ دیتا ہوں ۔ اس کا نمبر 122 ہے ۔

چینی ۔ گندم اور گھی کی تقسیم پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی اجارہ داری کی وجہ سے ان کی گرانی اور قلت

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 12 جولائی 1973 کو روز نامہ ''نوائے وقت،، کی ایک خبر کے مطابق نیشنل عوامی پارٹی لاہور کے صدر محمد فاروق قریشی نے چینی ۔ گندم اور گھی کی تقسیم پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی اجارہ داری کی وجہ سے ان کی گرانی اور قلت کا اصل سبب قرار دیا ہے ۔ انہوں نے اس امر پر حیرت و استعجاب ظاہر کیا ہے کہ سرکاری حکام کے ہوتے ہوئے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو انتظامی معاملات میں دخیل بنایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہ کارکن عوام اور تاجروں دونوں کو لوٹ کر اپنی جیبیں بھر

رہے ہیں ۔ حکومت نے گھی کی قلت کو دور کرنے کے لئے اب تک جتنے اقدامات کئے ہیں وہ سب بے اثر ثابت ہوئے ہیں ، کیونکہ حکومت ابھی تک قلت کا اصل سبب نہیں جان سکی ۔ گھی کی قلت کی اصل وجہ یہ ہے کہ گھی تیار کرنے والی ملیں اپنی صلاحیت کار کے مطابق گھی تیار نہیں کر رہی ہیں اس سے گھی کی یومیہ پیداوار میں کمی واقع ہوگئی ہے اور گھی مارکیٹ میں مطلوبہ تعداد میں نہیں آ رہا ۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پیلز پارٹی کے کارکنوں نے تقسیم پر اپنی جمعداری قائم کر رکھی ہے ۔

اس خبر سے عوام میں شدید غم و غصہ اور حکومت کی اس ضمن میں پالیسی کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو خلاف قانون اور ناجائز ذرائع سے دولت مند بنانے کے لئے یہ ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے ۔ معاملہ اس قدر فوری اور پبلک اہمیت کا ہے کہ اس کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی فوری طور روک دی جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ دو تحریک ہائے اور ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے متعلق میں نے آپ کو لکھ بھیجا ہے ۔

The matter in those motions is not, primarily, the concern of the Provincial Government. You have yourself mentioned that these relate to "Federal Security Police."

ایک جناب صدر کے امریکہ کے دورے کے بارے میں ہے اور دوسری فیڈرل سیکیورٹی پولیس کے متعلق ہے ۔ فیڈرل سیکورٹی پولیس بھی صوبائی موضوع نہیں ہے اور صاحب صدر کا دورہ بھی صوبائی معاملہ نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ تو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ مجھے ان کے سلسلے میں وضاحت کی اجازت دے دیں تو میں عرض کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ۔ مجھے قائل کر لیں تو تحریک پرسوں پیش ہو جائیگی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں دو منٹ میں عرض کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چیمبر میں خلاف ضابطہ قرار دینے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو یہاں discuss نہ کیا جائے ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں مجھے قائل کر لیں کہ میرا فیصلہ مناسب نہیں ہے تو پرسوں پھر پیش ہو جائیں گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اس کے متعلق آپ نے غور کر لیا ہے تو ٹھیک ہے لیکن میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ فیڈرل پولیس کے اخراجات گورنر کے بجٹ سے پورے ہوتے ہیں اور گورنر صوبائی موضوع ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کو چیک کروں گا آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ۔ میں آپ کی بات اگر ٹھیک ہوئی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دی جائے اور اس کو consider نہ کیا جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ دوسری گھی کے متعلق ہے وہ بھی بڑی واضح ہے کہ 18 کنستر جو تھے ان میں سے 17 کم ہوگئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دستی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ یہ مسئلہ ریلوے سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور ریلوے کی جو ایڈمنسٹریشن ہے وہ سنٹرل سبجیکٹ ہے ۔ صوبائی معملہ نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس میں ریلوے کی ایڈمنسٹریشن کا کوئی تعلق نہیں ہے یہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس میں تعلق ریلوے پولیس کا ہے کہ اس کی غفلت یا اس کی لاپرواہی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال آپ نے پتہ نہیں یہ کیسے فیصلہ کر لیا ہے مجھے اس کے بارے میں صحیح علم نہیں ہے کہ یہ کس ریلوے کے ملازم نے اس میں defaultation کی ہے یا اس میں کیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں عرض کرتا ہوں حضور والا کہ جو کارروائی کرنی ہے وہ ریلوے پولیس نے کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں اس کو وہاں آپس میں discuss کر لیں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی - بہت اچھا -

مسٹر سپیکر - وزیر اطلاعات نے مرکزی سینسر بورڈ لاہور شاخ میں خدمات سر انجام دینے کے لئے صوبائی اسمبلی کے ارکان کے انتخابات کے بارہ میں تحریک پیش کرنی تھی -

وزیر اطلاعات - جناب والا - وہ تحریک میں پیر کو پیش کروں گا -

مسودہ قانون

مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973ء

(بحث جاری)

(کلاز - 16)

مسٹر سپیکر - اب مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973ء کی کلاز 16 ایوان میں زیر غور ہے - پہلی ترمیم حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری کی طرف سے ہے -

سردار امجد حمید خان دستی - صرف اتنی عرض تھی کہ کورم کے متعلق کوئی اعتراض نہیں لیکن ذرا حاجی کا انتظار کر لیں -

مسٹر سپیکر - انتظار کے متعلق مجھے پتہ ہے اس لئے میں نہیں کر رہا - وہ آ جائیں گے -

سردار امجد حمید خان دستی - تھوڑا سا انتظار کر لیا جائے کوئی دوسری کلاز لے لیں -

مسٹر سپیکر - ان کو علم تھا کہ کل صبح اجلاس 8 بجے شروع ہونا ہے - وہ کل ایک گھنٹہ میرے چیمبر میں رہے ہیں اور وہ ابھی آ جائیں گے انہوں نے جو ترامیم پیش کرنی ہے وہ کریں گے - حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں - سید تابش الوری موجود نہیں ہیں - مخدوم حمید الدین موجود نہیں ہیں - شیخ عزیز احمد -

Sheikh Aziz Ahmad : I beg to move :

That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill, for the word "time" occurring in line 2, the word "times" be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill for the word "time" occurring in line 2, the word "times" be substituted.

Mr. Speaker : Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha (not present). Sh. Aziz Ahmad (not moved). Makhdumzada Syed Hassan Mahmud (not present). Makhdum Hamid-ud-Din (not moved). Rana Phool Muhammad Khan (not present). Ch. Amanullah Lak (not moved).

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 16 of the Bill, for the word "time" occurring in line 2, the word "times" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۔ 16 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 17)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۔ 17 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 17 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 18)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 18 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 18 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 19)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 19 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری نہیں ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک نے پیش نہیں کی ۔ مخدوم حمید الدین نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 19 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 20)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 20 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک نے پیش نہیں کی ۔ مخدوم حمید الدین موجود نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 20 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 21)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 21 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری نہیں ہیں ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ موجود نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین موجود نہیں ہیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔

Sheikh Aziz Ahmad : I beg to move :

That in para (b) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, for the word "four" occuring in line, 2 the word "ten" be substituted.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is :

That in para (b) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, for the word "four" occurring in line 2, the word "ten" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 21 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 22)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 22 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک نے پیش نہیں کی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 22 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 23)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 23 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین موجود نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 23 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 24)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 24 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ چودھری امان اللہ لک حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 25)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 25 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان

حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 25 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 26)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 26 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 26 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 27)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۔ 27 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 27 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 28)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 28 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہے ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 28 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 29)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 29 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 29 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 30)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 30 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں - سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں - چودھری امان اللہ لک حاضر نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 30 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 31)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 31 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں - سید تابش الوری حاضر نہیں ہے - چودھری امان اللہ لک حاضر نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 31 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 32)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 32 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں - سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 32 بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز - 33)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز 33 زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں - سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں - مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں - مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 33 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 34)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 34 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 34 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 35)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 35 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 35 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 36)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 36 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 36 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 37)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 37 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 37 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 38)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 38 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 38 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 39)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 39 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 39 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 40)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 40 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 40 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 41)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 41 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 41 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 42)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 42 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ چوہدری امان اللہ لک حاضر نہیں ہیں ۔ مخدوم حمید الدین حاضر نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 42 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 43)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 43 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حاضر نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری حاضر نہیں ہیں ۔ رانا اقبال احمد خان حاضر نہیں ہیں ۔ میاں اسماعیل ضیا بھی حاضر نہیں ہیں ۔ شیخ عزیز احمد اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :

That for Clause 43 of the Bill, the following be substituted, namely :—

43. (1) **Repeal and Validation.** The Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so far as it enacts the provisions of the Punjab Small Industries Corporation Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1272), is hereby repealed.

(2) Everything done, action taken or order made by the Government or the Corporation or the Chairman or the Managing Director or any officer of the Corporation in exercise of the powers vested in Government or the Corporation or the Chairman or the Managing Director or any officer of the Corporation, as the case may be, under the Punjab Small Industries Corporation

Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1972) and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973 on or after the 9th October, 1972, and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

Mr. Speaker : Motion moved. The question is : That for Clause 43 of the Bill, the following be substituted, namely :—

43. (1) **Repeal and Validation.** The Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so far as it enacts the provisions of the Punjab Small Industries Corporation Ordinances, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1972), is here by repealed.

(2) Everything done, action taken or order made by the Government or the Corporation or the Chairman or the Managing Director or any officer of the Corporation in exercise of the powers vested in Government or the Corporation or the Chairman or the Managing Director or any officer of the Corporation, as the case may be, under the Punjab Small Industries Corporation Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1972) and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 9th October, 1972, and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 43 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 2)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ فیصلہ operate نہیں ہو سکتا ۔ یہ definitions ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مخدوم حمید الدین کی ترمیم نمبر 259 ہے یہ پیش نہیں ہوسکتی ۔ unless the definition is substituted اس کے علاوہ مخدوم حمید الدین ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ترامیم بھی پیش نہیں ہو سکتی ۔ اب ترمیم نمبر 259 سید تابش الوری اور حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون کی ضمن 2 کے پیرا (م) کی سطر 3 میں وارد ہونے والے لفظ ''10،، کی بجائے ''15،، ثبت کیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون کی ضمن 2 کے پیرا (م) کی سطر 3 میں وارد ہونے والے لفظ ''15،، کی بجائے ''20،، ثبت کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : Will the Law Minister be available ?

شیخ عزیز احمد ۔ کوئی وزیر ہاں نہ کرنے والا بھی یہاں موجود ہے ؟ ممکن ہے کہ ان کی ترمیم accept کرنے کی بجائے میری ترمیم accept کر لیں کہ 15 کی بجائے 20 کیا جائے اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I don't know.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ نہ وزیر متعلقہ موجود تھے نہ ہم موجود تھے اور نہ کورم پورا تھا ۔ جناب سپیکر ہاؤس میں کورم نہیں ہے اور آپ نے یہ سارا بل اس طرح پاس کر دیا ۔

Mr. Speaker : How can you make that allegation ?

آپ تو خود موجود نہیں تھے ۔ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ کوئی موجود نہیں تھا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا یہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کوئی موجود نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو اطلاع ملی ہوگی ۔ آپ موجود ہی نہیں تھے ۔

Syed Tabish Alwari : The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پتہ نہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جب ممبرز آ جائیں گے تو انہیں موقع دیا جائیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں موقع دے رہا ہوں ۔

چودھری محمد انور سمہ ۔ ان کو موقع دیا جاتا ہے لیکن وہ avail نہیں کرتے ۔

Syed Tabish Alwari : I have raised the point of order that the House is not in quorum.

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے .....

Sheikh Aziz Ahmad : So far as quorum is concerned I want to draw your attention to the debate which took place in the National Assembly of Pakistan on 19th January, 1965. If you permit me, I will elaborate my point.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جب کورم کا سوال اٹھا دیا جائے تو پھر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر تو سن سکتا ہوں یا نہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جب کورم کا سوال اٹھا دیا جائے تو mandatory ہے کہ کاؤنٹ کیا جائے اور ہاؤس کی کارروائی suspend کر دی جائے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : I have a right to point out to Mr. Speaker whether Mr. Tabish Alwari is entitled to draw the attention of the Speaker towards quorum.

سید تابش الوری ۔ یہ اس کے بعد ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر میں ان سے اتفاق نہیں کروں گا تو یہ حذف کر دیا جائیگا ۔ انہوں نے کورم کا اعتراض کیا ہے اس کا وہ جواب دے رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں 62 آدمی موجود ہونے چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے اس بات کا علم ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Regarding quorum, the relevant rule is 177 which lays down :

> If at any time during a sitting of the Assembly less than one-third of the total number of members of the Assembly are present, the Speaker shall suspend the meeting and shall order the bells to be rung for a period of five minutes and if after the said period there is still no quorum, he shall adjourn the Assembly for fifteen minutes.

میں جناب اس کا موازنہ رول 154 نیشنل اسمبلی آف پاکستان سے کرتا ہوں جس پر اسی موضوع پر سارا دن بحث ہوتی رہی ہے ۔

Who can draw the attention of the Speaker ?

The second was whether it is the duty of the Treasury Benches or the Opposition to maintain quorum. And the third question was whether this rule is in conflict with the provisions of the Constitution.

Rule 154 of the Rules of Procedure says :

> If at any time during the sitting of the Assembly, attention of the Speaker is drawn .....

Mr. Speaker : Let us first read the Constitution. There is a provision in the Constitution about quorum. Earlier there was no provision in the Constitution about quorum. Now it is a constitutional provision which deals with the subject.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب 1962ء میں بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کون سے سال کا precedent ہے جو آپ cite کر رہے ہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ یہ 1965ء کی ہے ۔ یہ 1962ء کو بھی govern کرتا ہے ۔ اور اس سے پہلے 1939ء میں بھی تھا ۔ 1966ء میں بھی تھا اور اب عبوری آئین کا آرٹیکل 113 بھی govern کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر - پہلے آپ اپنا پوائنٹ make out کریں اس کے بعد یہ citations کریں -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, who is to draw attention of the Speaker towards quorum ?

Mr. Speaker : First tell me who has to draw it. Don't give me citations. Give me the answer yourself and then give citatoins.

شیخ عزیز احمد - یہ رول 154 میں دیا ہوا ہے - میں یہی عرض کر رہا تھا -

Mr. Speaker : The provision of rule 154 is quite alright but first make out your preposition and then supplement it from the books.

شیخ عزیز احمد - میری preposition یہی ہے کہ کون attention draw کر سکتا ہے -

What is your preposition ?

شیخ عزیز احمد - سپیکر خود کر سکتا ہے -

Mr. Speaker : No, I don't agree with that. Speaker does'nt take notice of the quorum. I want to close the subject now. I am very much clear on that point. Speaker dosen't take notice of the quorum.....It was a presidential form of Government under the 1962 Constitution.

Sheikh Aziz Ahmad : Sir the rules under which we are running this quorum is in conflict with the provisions of Article 113 of the Interimm Constitution which says :—

> If at any time during a meeting of a Provincial Assembly less than one-third of the total number of members of the Assembly are present it shall be the duty of the Speaker, or the person as acting such, either to adjourn the Assembly, orto suspend the meeting untill at least one-third of the members are present.

اب دو situations ہیں - اگر تو سپیکر یہ سمجھے کہ وہ سپیکر کی ڈیوٹی ہے کہ یا تو وہ اس کو for the next day adjourn کرے یا sine die

کر دے ۔ what ever it is یا اس کو suspend کر سکتا ہے ۔ اس وقت تک جب تک کورم پورا نہ ہو ۔ یہ نہیں ہوتا کہ پانچ منٹ کے لئے bells ring کریں ۔ اس کے بعد 15 منٹ کے لئے آپ suspend کریں ۔ اس کے ماتحت صرف دو ہی چیزیں ہو سکتی ہیں یا adjourn کر سکتے ہیں یا اس کو suspend کر سکتے ہیں جب تک کورم پورا نہ ہو ۔

Mr. Speaker : I don't agree with that. The rules are only to regulate the procedure and the form in which he has to adjourn the House.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ اس وقت ایوان میں 62 ممبر موجود ہیں ۔ سید تابش الوری آپ اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in para (m) of Clause 2 of the Bill, for the word "ten" occurring in line 5 the word "fifteen" be substituted.

Mr. Speaker : The mendment moved is :

That in para (m) of Clause 2 of the Bill, for the word "ten" occurring in line 5 the word "fifteen" be substituted.

رانا اقبال احمد خان اور میاں عبدالرؤف کی ترمیم در ترمیم ۔ آپکی ترمیم یہ ہے کہ لفظ ''پندرہ،، کو لفظ ''بیس،، سے بدل دیا جائے ۔

سید تابش الوری صاحب ۔ آپ کو یہ ترمیم قابل قبول ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اسے قبول کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ accept ہو گئی ۔ شیخ عزیز احمد آپ اسے پیش کر رہے ہیں ؟

Sheikh Aziz Ahmad : Sir I move amendment to amendment :

That in para (m) of Clause 2 of the Bill, for the word "ten" occurring in line 5 the word "twenty" be substituted.

Mr. Speaker : Syed Sahib is it acceptable to you or is it being opposed ?

Syed Tabish Alwari : I accept it Sir.

Mr. Speaker : House appears to be unanimous. Motion moved the question is :

That in para (m) of Clause 2 of the Bill, for the word "ten" occurring in line 5 the word "twenty" be substituted.

(The motion was carried)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم نمبر 252 ہے ۔ اگر اجازت ہو تو پیش کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیش کریں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That para (i) of Clause 2 of the Bill, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (i) of Clause 2 of the Bill, bedeleted.

Minister for Law : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس بل کی ضمن 2 تعریفات سے متعلق ہے جس میں مختلف اصطلاحات اور الفاظ کی تعریف کی گئی ہے ۔ میری ترمیم پیرا (ط) سے متعلق ہے ۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ''مجوزہ سے قواعد کی رو سے مجوزہ مراد ہے،، ۔ اس اعتبار سے جناب والا یہ پیرا اپنی معنویت کے اعتبار سے یہاں بالکل superfluous ہے اور بے معنی ہونے کی وجہ سے اس قابل ہے کہ اسے اہم قانونی دستاویز سے اس کو حذف کر دیا جائے ۔ مجوزہ قواعد کی رو سے مجوزہ مراد ہے ۔ کوئی نئی تشریح نہیں ہوتی ۔ اور نہ مجوزہ کی کوئی تعریف متعین ہوتی ہے ۔ اس لئے میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ قانون سازی ہمیشہ ہر قسم کے ابہام سے بالاتر اور ماورا ہوتی ہے ۔ اور قانون کا ایک ایک لفظ اپنی معنویت اور مقصدیت کے اعتبار سے بالکل واضح اور غیر مبہم ہوتا ہے ۔ لیکن یہاں ایک ایسی کلاز میں جو تشریح اور تعریف کے لئے رکھی گئی ہے اس میں اس پیرا کا ہونا بالکل بے معنی ہے ۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پیرے کو حذف کر دے کیونکہ قانون سازی یا قانون میں کوئی بے معنی پیرا کسی صورت میں نہیں

رکھا جا سکتا ۔ یا میں جناب وزیر متعلقہ سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ وہ اس پیرے کی اگر کوئی معنوی وضاحت فرما سکتے ہوں تو وہ وضاحت فرما دیں ۔ اگر وہ اس کی وضاحت کر سکیں تو میں تیار ہوں کہ میں اپنی ترمیم کو واپس لے لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ایسی بات ہے جو ابھی نہیں ہوئی ہے اور ایوان کسی صورت میں ایسی بات تسلیم نہیں کر سکتا ۔ یہ بڑی غیر واضح اور مبہم بات ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے کیا کہا ہے اور میری ترمیم کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسی بات نہیں انہیں علم ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میں اس کا جواب دے دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر یہ وزیر قانون ہونے والے ہیں تو ان کو جواب دینے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ باب کہی ہے کہ ہر قانون میں یہ بات آئی ہے کہ "prescribed" means prescribed by the rules. انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات ایسی ہے جو آپ نے انہونی بات کہی ہے۔

He was very unambiguous in his expression.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ذرا وزیر صاحب سے یہ پوچھ دیں کہ میری ترمیم کا نمبر کیا ہے اور وہ کس پیرے سے متعلق ہے ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ سید تابش الوری صاحب خود دیر سے تشریف لائے ہیں انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ہاؤس میں ہوتا کیا رہا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ہاؤس میں slaughter ہوتا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That para (1) of Clause 2 of the Bill, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 1)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز 1 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری صاحب اب آپکی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ اب یہ غیر موثر ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری کی ترمیم نمبر 263 بھی پیش نہیں ہوسکتی یہ بھی غیر موثر ہو گئی ہے ۔ شیخ عزیز احمد ۔

Sheikh Aziz Ahmad : I beg to move :

That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, between the word "at once" and the full-stop occurring at the end, the following be inserted, namely :—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Punjab Small Industries Corporation Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1972), ceased to operate in accordance with the provision of clause (2) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Speaker : The motion moved, the question is :

That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, between the word "at once" and the full-stop occurring at the end, the following be inserted, namely :—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Punjab Small Industries Corporation Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVIII of 1972), ceased to operate in

accordance with the provision of clause (2) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی تمہید زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کو ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ہے ۔ یہ غیر موثر ہو گئی ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا طویل عنوان زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری کو ترمیم اب غیر موثر ہو گئی ہے اور یہ پیش نہیں ہو سکتی ۔ طویل عنوان ایم اب خود بخود بل کا حصہ بن گیا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ دی پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن بل آف 1973ء منظور کیا جائے

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That the Punjab Small Industries Corporation Bill, 1973 be passed.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ منسٹر انڈسٹریز کارپوریشن بل کی دفعات آج اس ایوان نے منظور کی ہیں اگر وہ اسی شکل میں لاگو کیا جائے

منظور کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ مقاصد پورے نہیں کر سکے گا ۔ جن کے لئے اس قانون کو بنایا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بل کا تعلق محض انتظامی امور سے نہیں ۔ اس کا تعلق اختیارات کی تقسیم اور لین دین سے نہیں بلکہ اسکے پس منظر میں ایک عظیم اور نہایت عظیم مقصد پوشیدہ ہے ۔ ہمارے اس صوبے کی معیشت کا دارومدار زرعی معیشت پر ہے ۔ جس کی بیشتر آبادی کا دارومدار زراعت پر ہے ۔ جناب والا ۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے اور زرعی پیداوار کو کھپانے کے لئے اسکے ساتھ صنعت کا جال بچھایا جائے ورنہ ملک کبھی بھی ترقی اور خوشحال نہیں ہو سکتا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ترقی پذیر ملک اور علاقہ اور ہر ترقی پذیر صوبے کو یہ ضرورت لاحق ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ صنعتی لحاظ سے خود کفیل ہو سکیں ۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس قسم کے قوانین یہاں اس ملک کے اندر ہی نہیں بلکہ ان ترقی پذیر ممالک کے اندر بھی جن کی حالت ہمارے جیسی تھی نافذ کئے گئے ۔ مگر جناب والا ہم جب موازنہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ قانون تو ہمارے پاس بھی ہیں ۔ قانون تو ہم یہی پاس کرتے ہیں ۔ اس قسم کی صنعتی کارپوریشن ہم ہی قائم کرتے رہے ہیں مگر ان سے آج تک حاصل کیا کیا گیا ۔ اور ان سے کیا مقصد پورے ہوئے ۔ جس مقصد کے تابع یہ قانون یا یہ قانون سازی کی جا رہی ہے ۔ اگر ماضی میں اس قسم کی جناب والا کوئی قانون سازی کرکے ، ماضی میں اس قسم کی صنعتی کارپوریشن قائم کرکے اپنے اس عظیم مقصد میں ، زرعی ملک کو صنعتی ملک میں ڈھالنے کے سلسلے میں ، عملدرامد کیا جانا تھا تو اس میں کامیاب ہوتے یا نہیں ۔ میں وثوق سے جناب والا کہوں گا کہ یہی بل تھا یہی آرڈیننس تھا یہی ایکٹ تھا یہی قانون تھا جو اس سے قبل اسی صورت میں اسی صوبہ میں نافذ رہا ہے ۔ مگر کیوں ناکام رہا ہے ۔ اس لئے ناکام رہا کہ اس بل پر عملدرآمد نہیں کیا گیا ۔ بلکہ اس بل کے مطابق عمل نہیں کیا گیا ۔ اس کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ قانون اس طریقے سے وضع کئے گئے کہ وہ قانون اپنے مقصد کو پورا کرنے میں ہر لحاظ سے ناکام رہے اور ان لوگوں کے مقاصد جنہوں نے یہ قانون بنایا تھا پورا نہ کر سکے ۔ کوئی بھی علاقہ کوئی بھی ملک کوئی بھی صوبہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک

ہم ہر لحاظ سے ہر قانون سازی میں قومی نظریہ شامل حال نہ کریں ۔ وہ قومی نظریہ اس صورت میں شامل ہو سکتا ہے جب ہم اس کارپوریشن کو اس قانون کو زیادہ سے آزاد اور خود مختار بنائیں ۔ جب تک وہ تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ قانون چل سکے اور وہ مقصد پورے کر سکے جس کے تحت ہم نے قانون سازی کی ہے ۔

جناب والا ۔ اسی ضمن میں میں عرض کرونگا کہ یہی قانون جو ابھی تھوڑی دیر میں اس صوبے کے مستقل اور باقاعدہ قانون کی شکل اختیار کر جائے گا اور اتھارٹی حاصل ہو جائے گی جو قانون کو ہوا کرتی ہے ۔ مگر اس کے بن جانے سے میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے عوام کی حالت نہیں بدل سکتی ۔ صوبے کی عوام کو وہ خوشی حاصل نہیں ہوگی ۔ جب یہ مژدہ سن کر حاصل ہوئی تھی کہ اس ایوان نے اپنے صوبے کے لئے ، اپنے عوام کے لئے ، اپنے لوگوں کی معیشت کو بدلنے کے لئے اور اس صوبہ میں صنعتی انقلاب لانے کے لئے ایک قانون بنانے کی ضرورت محسوس کی ہے ۔ جس وقت اس ایوان میں پاس ہونے کے بعد اس قانون کی کاپیاں باہر نکلیں گی ، جس وقت عوام نے اس قانون سازی کو دیکھا جو اس ایوان میں ہم نے کی ہے تو ان میں مایوسی پھیل جائے گی ۔ جس مقصد کے تابع اور جو مژدہ ہمیں سنایا گیا تھا وہ ویسے ہی ایسی قانون کی نقل کرکے ہمیں دے دیا ہے جو قانون اس صوبہ میں ہر لحاظ سے ناکام ہو چکا تھا ۔ اندریں حالات میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہماری اس تمام تر کوشش ۔ اس تمام تر محنت اور ہمارے اس تمام تر وقت صرف کرنے اور پیسہ صرف کرنے کا عظیم مقصد پورا ہو سکے یا ہم اسے پورا کر سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ دیکھیں کہ پہلے بھی اس قسم کے صنعتی انقلاب لائے گئے ہیں مگر ساتھ ساتھ عوام کو زیادہ سے زیادہ پرائیویٹ سیکٹر میں صنعتیں قائم کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے ۔ انہیں سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کی گئی اور قانون میں اس قسم کی ترغیب رکھ دی گئی کہ ہر ذی شعور آدمی جو صنعت قائم کرتا تھا ۔ جو بھی صنعت لگاتا تھا اس کے سامنے ایک مدعا اور مقصد ہوتا تھا کہ میں نے یہ صنعت اپنے ملک کو ، اپنے صوبے کو ، اپنے عوام کو خوشحال کرنے کے لئے لگائی ہے ۔ لیکن اگر صنعتوں کا قیام خاص مقاصد کے تابع ہو ۔ جب صنعتیں لگانے کے پرمٹ بھی خوشنودی طبع

کے تحت پیش جاتے ہوں ۔ جب انکے لگانے کے وقت اس قسم کی پابندیاں عائد کی جاتی ہوں کہ کھلی منڈی قائم ہی نہ رہے ۔ مقابلہ بازی ہو ہی نہ سکے ۔ صرف وہی مخصوص آدمی صنعتیں لگا سکیں جنہیں ارباب اقتدار کی خوشنودی حاصل ہو ۔ جو اس سے قرضے لے سکیں ۔ جو ان سے پرمٹ لے سکیں ۔ جو ان سے اجازت لے سکیں تو پھر ایسے صوبے کے حالات کیا ہوا کرتے ہیں ؟ پھر ان صوبوں کے حالات وہی ہوا کرتے ہیں جو آج پنجاب کے حالات ہو چکے ہیں ۔ 70 فیصدی تیل کا بیج پیدا کرنے والا صوبہ سارے ملک کی 95.5 فیصدی پیداوار اسی صوبہ کی تھی اور یہ وہی پنجاب تھا جو اس موجودہ ملک کی آبادی سے زیادہ آبادی والے حصہ مشرقی پاکستان کو تیل اور بناسپتی گھی مہیا کیا کرتا تھا ۔ مشرقی پاکستان میں کوئی تیل کا بیج نہیں ہوتا تھا ۔ وہاں کسی قسم کا بناسپتی گھی نہیں ملتا تھا ۔ یہ یہی علاقہ انہیں مہیا کرتا تھا ۔ اسی علاقے سے تیل مشرقی پاکستان میں جاتا تھا ۔ آج یہ کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ وہی صوبہ آج 70 فیصدی تیل کا بیج پیدا کرنے کے باوجود ایک ایک بوند گھی کے لئے ترس رہا ہے ۔ آج کتنی شرم کی بات ہے کہ ایک سال کے اندر اندر ہم نے بجائے صنعتی انقلاب لانے کے موجودہ صنعتوں کا بھی اس طرح بیڑہ غرق کر دیا ہے کہ جو صنعتیں سارے ملک کی کفالت کرنے والی تھیں ۔ جو صنعتیں سارے ملک کی ضروریات پوری کرتی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ بل کی تیسری خواندگی ہے اور میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر کی تقریر متعلقہ نہیں ہے ۔ وہ نہ تو پالیسی پر بحث کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی ترمیم پر بحث کر سکتے ہیں اور نہ ہی گھی اور اس کی کمی کے متعلق بحث کر سکتے ہیں کیونکہ یہ سمال انڈسٹریز آرڈیننس کے تحت نہیں آتا ۔ انہیں اپنی تقریر کو صرف تیسری خواندگی کے اصولوں تک محدود رکھنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ صنعتوں کو غلط طور پر قائم کرنے کا نتیجہ ہے ۔ اس پالیسی کو غلط طور پر استعمال کرنے کا نتیجہ ہے اور صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں غلط قسم کی

پالیسی بنانے کا نتیجہ ہے کہ آج وہی صوبہ جو سارے ملک کی گھی اور تیل کے سلسلہ میں کفالت کیا کرتا تھا ۔ آج یہاں پر کہا جاتا ہے کہ گھی سندھ سے امپورٹ ہوگا ۔ کبھی کہیں سے ہوگا ۔ کبھی کہتے ہیں کہ پرمٹ ملیں گے ۔ ڈی ۔ سی کے پرمٹ کے بغیر خیرات کے لئے یا مرگ کے لئے گھی استعمال نہیں ہو سکتا اور گھی نہیں مل سکتا ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ اس وقت جو بل زیر بحث ہے آپ اس پر بحث کر سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل درست ہے جناب ۔ جس کو ہم پاس کر چکے ہیں اس کو ہم نے جج کرنا ہے کہ کیا اس سے ہماری ضروریات پوری ہو جائے گی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جو پرانے قوانین آج سے 10 - 15 سال پہلے بنے تھے آپ ان پر تو بحث نہیں کر سکتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو وہی کہہ رہا ہوں کہ جو ہم پاس کر چکے ہیں یہ بل اس کی نقل ہے ۔ بل کو پاس کر دینا کوئی فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ صرف بل کی منظوری سے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جس کے لئے ہم نے اسے پیش کیا تھا ۔ صنعتوں کے قیام کی پالیسی بتائی تھی اور لوگوں کو بتانا تھا کہ اس صوبہ میں صنعتوں کا جال بچھا دینگے ۔ کیا یہی کلاز ۔ یہی قانون جو آپ اس ایوان میں پاس کر چکے ہیں ۔ آپ کی ضرورت پوری کر سکے گا ؟ آپ کے مقاصد پورے کر سکے گا ؟ آپ کو صنعتی لحاظ سے خود کفیل بنا سکے گا ؟ میں ایسی پابندیاں لگانے کا خواہاں نہیں ہوں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں ۔ ہم نے ایک مسئلے پر بحث کرنی ہے ۔ گھی کا مسئلہ صنعتوں سے متعلق ہے ۔ یہ صنعتیں جو اسی کارپوریشن کے تحت قائم ہوئی تھیں ۔ کیا آپ کے قانون میں ایسی پرویزن ہے ۔ کیا آپ نے ایسی آزادیاں رکھی ہیں کہ لوگوں میں ترغیب پیدا ہو ؟ کیا آپ نے اس بل میں وہ ضروریات پوری کی ہیں کہ لوگوں میں مقابلہ بازی کا رجحان پیدا ہو ؟ کیا آپ نے یہ ضرورت اس بل میں پوری کی ہے کہ لوگوں کی ضروریات زندگی مہیا ہوں اور انہیں بحیثیت آزاد شہری کے زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر آ سکیں ؟ میں کہتا ہوں قطعاً نہیں ۔ کسی بھی صورت میں نہیں ۔ ہمیں

ہر حال میں ۔ ہر صورت میں جو بھی قانون بنانا چاہئے ۔ جو بھی قانون وضع کرنا چاہئے تو آپ اس سے اپنی ذمہداری سے عہدہ بر آ نہیں ہو جاتے ۔ آپ کے اس بل اور آپ کے اس قانون کے پاس ہو جانے سے آپ کی ذمہداریاں ختم نہیں ہو جاتیں کہ آپ نے بل پاس کر دیا تھا ۔ اب الہ دین کے چراغ سے یہ بل لاگو ہوگا ۔ اس قانون کا اطلاق ہوگا ۔ اس کی قانون سازی ہو گی اور خود بخود صنعتیں قائم ہو جائینگی ۔ آپ کو اس پر بار بار غور کرنا چاہئے تھا ۔ ایک ایک شق دیکھنی چاہئے تھی ۔ آج سب سے پہلے ضرورت اس بات کی تھی ۔ جس پر آپ نے بڑے سکون سے ۔ بڑی لاپرواہی سے غور کرنے سے گریز کیا ۔ میں بار بار یہاں چیختا رہا کہ یہی بل نافذ رہا اور یہی شقیں نافذ رہیں ۔ یہی قانون نافذ رہا ۔ یہ لاگو نہ ہوا ۔ کیوں ؟ کیونکہ وہ بل اور وہ قانون سازی اور وہ قانون خود بخود لاگو نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ وہ ارباب اقتدار کے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تھا ۔ اور آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں ۔ آپ نے اس بل میں ساری وہی پروویزیز رکھ کر اس چیز کا بھی خیال نہیں کیا کہ ماضی میں اس کارپوریشن کے قرضوں کی کس طرح سے مٹی پلید ہوئی ۔ ماضی میں اس کارپوریشن کے قیام کے سلسلے میں منظورؒ کی جانے والی رقوم ان صنعتوں پر لگی تک نہیں ۔ ایسی مثالیں بھی موجود ہیں ۔ تو کیا آپ نے ان کو تحفظ دینے کی ضرورت محسوس کی ۔ اگر واقعی آپ کا مقصد ایک انقلاب لانے کا تھا ۔ تو آپ بڑی سے بڑی یہ دلیل دے سکتے ہیں کہ انہوں نے اس قانون کو لاگو نہیں کرایا تھا ۔ انہوں نے اس قانون کو لاگو کرانے کے سلسلے میں بد دیانتی کی تھی ۔ بے ایمانی کی تھی ۔ وہ اس لئے ناکام رہے تھے کہ انہوں نے اپنے ذاتی مقاصد اس میں رکھے تھے ۔ وہ خود حصہ دار بن گئے تھے ان صنعتوں کے ۔ تو وہ کارپوریشن نہیں چل سکی ۔ جناب والا ۔ اگر آپ کے پاس یہی دلیل ہے کہ وہ قانون صرف لاگو نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے تھے ۔ محض لاگو نہ ہونے کی وجہ سے اس میں ساری خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اور آپ اس قانون کو صحیح معنوں میں لاگو کریں گے اور تمام خرابیاں اور تمام خامیاں دور کر دیں گے تو پھر میں کہتا ہو کہ نئی قانون سازی کا ڈھونگ رچانے کا فائدہ کیا تھا ۔ اگر صرف لاگو کرنے سے ہی کام چل سکتا تھا تو ڈیڑھ سال میں آپ بھی اس کو لاگو کر سکتے تھے ۔ قانون تو موجود تھا ۔ کارپوریشن تو قائم

تھی ۔ تمام ڈھانچہ موجود تھا ۔ اگر یہ قانون آپ نے صرف لاگو ہی کرنا تھا تو میں بڑے وثوق اور دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے سابقہ قانون کی حرف بحرف اور صحیح نقل کرکے اس ایوان میں رکھ دیا گیا ہے صرف یہ تاثر دینے کے لئے یا عوام کو یہ فریب دینے کے لئے کہ ہم نے آپ کے لئے یہ نئی کارپوریشن قائم کر دی ہے ۔ ہم نے ایک نیا قانون پاس کر دیا ہے ۔ عوام اتنے بے وقوف نہیں ہیں ۔ وہ سادہ لوح ضرور ہیں مگر وہ آپ سے اتنی جلدی فریب اور دھوکہ کھانے والے نہیں ہیں ۔ کہ وہ صفحات کھول کے دیکھیں گے نہیں ، وہ اس کا موازنہ نہیں کریں گے کہ آیا یہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہے یا صحیح معنوں میں ایک نیا بل لایا گیا ہے ، ایک صحیح کارپوریشن قائم کی گئی ہے یا اسی کے اوپر ایک نیا غلاف چڑھا دیا گیا ہے ۔ نیا غلاف چڑھانے سے وہ بدل نہیں جایا کرتی ، اس کے روپ بدل نہیں جایا کرتے ، اصلیت اپنی جگہ پر رہا کرتی ہے ۔ آپ لاکھ غلاف چڑھاتے رہیں ، لاکھ رنگ و روغن کرتے رہیں ، لاکھ فریب دینے کی کوشش کرتے رہیں ، مگر اس سے آپ ملک کی خدمت نہیں کر رہے ہوں گے ۔ اگر آپ کا جذبہ ملک کی خدمت کرنا ہے ، اگر آپ صحیح معنوں میں اس پر عمل درآمد چاہتے ہیں ، اگر آپ اس کی صحیح معنوں میں implementation چاہتے ہیں ، تو وہ خرابیاں ، وہ نواقص ، وہ نقائص جو آپ کے نوٹس میں لائے گئے ، جو سینکڑوں کی تعداد میں آپ کی خدمت میں دلائل کے ساتھ پیش کئے جاتے رہے اور جن کو بار بار آپ کو بتایا جاتا رہا اور جن کے جواب تک دینے کی آپ نے زحمت گوارا نہیں کی ۔ جواب بھی دیتے ، مگر جواب ہوتا تو دیتے ۔ کس چیز کا جواب دیتے ؟ یاد رکھیں ، اکثریت کے بل بوتے پر حکومت کرنا اور قانون بنانا کوئی ملک کی خدمت نہیں ، اس سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے ، اس سے مسائل پیچیدہ ہوا کرتے ہیں ، اور جو حکومتیں حقائق کو نظر انداز کر کے ، جو ارباب اقتدار اصلیت سے رو گردانی کرکے محض اکثریت کے بل بوتے پر حکومت کرنا چاہتے ہیں ، پھر ان کا حال بھی یہی ہوا کرتا ہے کہ جو صوبے خود کفیل ہوا کرتے ہیں ، وہ پھر ایک ایک دانے کے لئے ، ایک ایک بوند کے لئے اور ایک ایک قطرے کے لئے ترس کے رہ جایا کرتے ہیں ۔ آخر اس کا آپ کیوں نہیں اعتراف کرتے ، اعتراف کرنا انسان کا کام ہے ، غلطی کا ماننا انسان کا کام ہے ۔ ہم ایک دیوتا نہیں ، بارھ

آپ کو یہ پیش کش کر چکے ہیں کہ آپ اس صوبے کی معیشت بدلیں ، آپ اس صوبے میں صحیح لیجسلیشن کریں ، آپ اس صوبے کے اندر صحیح انقلاب زرعی اور صنعتی پیدا کریں اور آپ نیک نیتی سے اپنے قوانین کی implementation کرائیں ، ہم آپ کے ممد و معاون ہوں گے ۔ ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اگر آپ اس قسم کی لیجسلیشن لا رہے ہیں ، اس قسم کے آپ قانون بنا رہے ہیں ، اس قسم کی کارپوریشن قائم کر رہے ہیں ، اس قسم کے ادارے قائم کر رہے ہیں ، تو ان سے عوام کا پیٹ نہیں بھرے گا ، اس سے صنعتی انقلاب نہیں آئے گا ، اس سے کبھی نہیں پیدا ہوگا ، اس سے ملیں قائم نہیں ہوں گی ، البتہ اس سے ان لوگوں کے پیٹ تو ضرور بھریں گے جو پہلے ہی اتنے بھر چکے ہیں کہ اب پھٹنے کے قریب ہیں ۔ ان لوگوں کو صنعتی کارپوریشن کے قیام سے فائدہ ضرور پہنچے گا جنہیں پہلے ہی انڈسٹریز کے سلسلے میں اجارہ داری حاصل ہے ، جنہوں نے پہلے ہی صوبے میں وہ حال پیدا کر دیا ہوا ہے کہ اب عوام چیخ اٹھے ہیں ، چلا اٹھے ہیں اور اب روز مرہ کی ضروریات زندگی سے بھی بے زار ہو چکے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ استدعا کر رہا تھا اور استدعا کر رہا ہوں کہ اس بل کے منظور کرا دینے سے آپ کو کوئی کریڈٹ حاصل نہیں ہو جائے گا ۔ آپ کوئی نئی چیز اس صوبے میں نہیں لا رہے ۔ آپ نیا قانون اس صوبے میں نہیں لا رہے ۔ صرف ایک پرانے قانون کو نئے اوراق میں ڈھال کے آپ دے رہے ہیں ۔ اس سے مقاصد پورے نہیں ہوتے ۔ آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور میں اپنے فاضل قائد ایوان سے استدعا کروں گا کہ وہ حسب سابق اپنی نرم روی ۔ صاف گوئی اور حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی اس موشن کو واپس لیں گے اور اس بل کو پھر نئے سرے سے ۔ اچھے طریقے سے ۔ اچھے قانون کی شکل میں ڈھال کر ۔ اس ایوان میں پیش کریں گے تاکہ ہم بھی اور اس صوبے کے عوام بھی اس بات پر فخر کر سکیں کہ ہماری اسمبلی نے جو قانون بنایا ہے ۔ اس سے ہمارے مقاصد اور ہماری ضروریات پوری ہو گئیں ۔ وما علینا الا البلاغ المبین ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید قابش الوری ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بل جو ہم نے ، بلکہ اس ہاؤس نے

جس کی اکثر کلازز حزب اختلاف کی عدم موجودگی میں انتہائی عجلت اور ڈرامائی انداز میں منظور کی گئیں وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کو تفصیلی غور و خوض اور بحث و مباحثے کے بعد منظور کیا جاتا تاکہ مختلف پہلوؤں پر تفصیلی اظہار خیال کے بعد اس کی خامیاں اور خوبیاں واضح طور پر ایوان کے سامنے آ سکتیں ۔ لیکن روایت کے خلاف آج جس طرح سے یہ کارروائی کی گئی وہ انتہائی افسوس ناک ہے اور اس کی وجہ سے اس بل کی حیثیت ہمیشہ متنازع اور متناقص رہے گی ۔

جناب والا ۔ اس بل کے اغراض و مقاصد میں کہا گیا ہے کہ منصوبہ کارپوریشن ، جو اس بل کے تحت قائم کی جائے گی ، صنعتوں کی ترقی کے لئے قرضوں کی محدود سہولتیں فراہم کرے گی ۔ منظور شدہ بنکوں سے ترقی و فروغ کے لئے طویل المیعاد قرضے لینے والوں کے لئے اور ان کی واپسی کے لئے ضمانتیں فراہم کرے گی ۔ منصوبوں ، پراجیکٹوں نیز ترقیاتی اداروں کو اپنی تحویل میں لے کر سمال انڈسٹریز اسٹیٹس میں صنعتوں کے قیام کے سلسلے میں کفالت کرے گی ۔ چھوٹی صنعتوں کی مصنوعات کو فروغ دے گی ۔ مخصوص صنعتوں کے لئے سروس سنٹرز اور عام سہولتوں کے مراکز قائم کرے گی ، چھوٹی صنعتوں کی اسٹیٹس قائم کر کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں خاص صورتوں میں پروجیکٹ بنائے گی ۔

جناب والا ۔ یہ وہ بڑے بڑے اغراض و مقاصد ہیں جن کے لئے اس چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن کا قیام عمل میں لانے کے لئے یہ بل منظور کیا جا رہا ہے ۔ لیکن جناب والا ۔ جب ہم عملاً اس بل کا تفصیلی مطالعہ کرتے ہیں اور ان اغراض و مقاصد کی روشنی میں اس بل کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ بل اپنی نوعیت اور ہئیت کے اعتبار سے انتہائی آمرانہ بل ہے اور اس بل کے ذریعے نوکر شاہی کی مطلق العنانیت کو اور زیادہ مستحکم کیا جا رہا ہے ۔ توقع یہ تھی کہ یہ جمہوری اور عوامی حکومت ہونے کی دعوے دار پارٹی اس ملک میں مختلف صنعتی اور سرکاری اداروں میں ایسے عوامل اور ایسے محرکات کو جنم دے گی جو اس ملک میں جمہوری اور عوامی نقطہ نظر کو فروغ دے سکیں ۔ لیکن عملاً ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو ادارے بھی قائم کئے جا رہے ہیں ۔ جو قانون سازی بھی کی جا رہی ہے اور جو اختیارات بھی

سرکاری محکموں یا خود مختار اداروں کو منتقل کئے جا رہے ہیں وہ ڈکٹیٹوریل ہیں اور ان کے تحت جو رہی سہی خود مختاری اور آزادی ان محکموں کو حاصل تھی ۔ یا خود مختار اداروں کو حاصل تھی وہ بھی سلب کر لی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ ترقی کی بجائے ترقی معکوس ہے جسے ہم کسی طور پر بھی اس ترقی یافتہ صوبے کے لئے قابل فخر قرار نہیں دے سکتے ۔ یہ حکومت جو اپنے آپ کو ترقی پسند حکومت کہتی ہے ۔ مختلف پہلوؤں سے ایک اعتبار سے انتہائی رجعت پسند اقدامات کر رہی ہے اور صرف وعدوں کی بنیاد پر ۔ صرف نعروں کی بنیاد پر ۔ صرف یقین دھانیوں کی بنیاد پر عوام کو بڑے پیمانے پر ایک سراب میں مبتلا کئے ہوئے ہے ۔ جناب والا ۔ یہ سراب زیادہ عرصے تک سہارا نہیں بن سکیں گے ۔ وہ وقت دور نہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے ان سراب کے پیچھے دوڑ دوڑ کر اپنے آپ کو مضمحل کر لیا ہے ۔ جب ان کا احتساب کریں گے اور اس قسم کی تمام قانون سازی ۔ اس قسم کی تمام مطلق العنانیت ان کے ہاتھوں ختم ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید صاحب ۔ آپ ذرا دیکھ لیں کہ کہاں تک relevant ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس بل کی جو روح ہے ۔ جو مقصد ہے ۔ اس بل کی جو معنویت ہے ۔ اس پر اظہار خیال کر رہا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ بل کی روح اور بل کے پرنسپلز پر بحث ہی نہیں کر سکتے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ترمیم پر میں بحث نہیں کر سکتا ۔ پرنسپلز پر میں بحث نہیں کر سکتا ۔ اجتماعی طور پر میں بحث نہیں کر سکتا ۔ تو کیا شیخ عزیز احمد صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر بحث کر سکتا ہوں ۔

رانا کے ۔ اے ۔ محمود خان ۔ روح کو اس کے قالب میں لے آئیں جناب ۔ یہ تو روح کو باہر کھینچ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے روح سلب کر لی ہے ۔ اس بل کے ذریعے ہی نہیں ۔ بلکہ اپنے دوسرے آمرانہ اقدامات کے ذریعے بھی ۔

Mr. Deputy Speaker : I will again request the member to be relevant.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ بل حقیقت میں سابقہ صنعتی کارپوریشن کے آرڈیننس سے مختلف نہیں اور موجودہ حکومت نے بھی لکیر کا فقیر بن کر اسی قسم کی تمام جنس کو اس میں کھپا دیا ۔ بلکہ بعض اعتبار سے زیادہ بدتر بنا دیا ہے جو اس سے پہلے کارپوریشن کے نام سے نافذ العمل تھیں ۔

جناب والا ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قانون چونکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ناقص تھا اس لئے اس کارپوریشن کے سپرد جو ٹارگیٹس کئے گئے تھے اس کے لئے جو مقاصد متعین کئے گئے تھے وہ اس میں آج تک ناکام رہی ۔ میں اس ہاؤس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس کارپوریشن پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود صرف ایک بڑا منصوبہ اس کے سپرد کیا گیا تھا اور وہ اس صوبے میں پانچ صنعتی اسٹیٹس کا قیام تھا ۔ جو لاہور ، گجرات ، سیالکوٹ ، گوجرانوالہ اور بہاولپور میں قائم کی جانا تھیں ۔ لیکن 1961ء سے اب تک سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے سوا لاہور ، گجرات اور بہاولپور میں اس سلسلے میں کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا جا سکا ہے اور اس کارپوریشن پر روپیہ بڑے پیمانے پر ضائع کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ اب پھر اسی کارپوریشن کو اسی ہیئت کے ساتھ اور اسی مقصدیت کے ساتھ ۔ اسی طریقہ کار کے ساتھ اس صوبے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کا جو نتیجہ مرتب ہوگا وہ ہمیں معلوم ہے ۔ یہاں لاہور ، گجرات اور بہاولپور کے دوست موجود ہیں جو اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہاں پر پلاٹس خالی پڑے ہیں ۔ وہاں پر کسی منصوبے کو اس وقت تک بڑے پیمانے پر عملی جامہ نہیں پہنایا گیا اور وہاں کے لوگ ابھی تک صنعتی ترقی کے لئے اسی طرح منتظر ہیں جس طرح 1961ء میں منتظر تھے ۔ اور جس طرح 1961ء میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا آج بھی اس بل کے ذریعے ان کو وعدوں کے نئے سراب دکھائے جا رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے اس طرف بھی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ خود مختار اداروں کا صرف ایک ہی امتیاز ہوتا ہے ۔ ملک میں حکومتیں مختلف اداروں کو مختلف محکموں کو اپنی صوابدید کے مطابق چلاتی ہیں لیکن خود مختار ادارے بنانے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہاں ایک خاص قسم کی فنی مہارت کے ساتھ ۔ تجارتی بنیاد پر ، تجرباتی بنیاد پر ، غیر جانبداری

کے ساتھ اس ادارے کو چلایا جاتا ہے اور حکومت کی جو complications ہیں جو طریقہ کار کی پیچیدگی ہے یا اس میں نوکر شاہی کی وجہ سے جو سرخ فیتہ کا عمل ہوتا ہے وہ اس میں ختم ہو کر رہ جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے خود مختار ادارے اپنی نوعیت کے اعتبار سے زیادہ منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس کارپوریشن کو خود مختار ادارہ تو قرار دیا گیا ہے لیکن اسے خود مختاری نہیں دی گئی ۔ لیکن جناب والا اس خود مختاری کے دعوے کے باوجود اس بل کے ذریعے کارپوریشن کے جو بنیادی اختیارات تھے وہ بھی سلب کر لئے گئے ہیں اور اس سلسلے میں ایسی نئی دفعات رکھ دی گئی ہیں جن کے بعد کارپوریشن کے بورڈ کو غیر جانبداری کے ساتھ کام کرنے کا کوئی موقع اور غیر جانبداری کے ساتھ کام کرنے کی آزادی میسر نہیں ہوگی ۔ اور اس طرح سے پنجاب کا اجتماعی مفاد متاثر ہوگا ۔ وہ پنجاب جو زراعت کے سلسلے میں اس ملک کا بازو شمشیر زن ہے ۔ وہ پنجاب جو اس ملک کے لئے سب سے زیادہ خام مال فراہم کرتا ہے ۔ وہ پنجاب جو اس ملک میں مصنوعات کی سب سے زیادہ کھپت کرتا ہے ۔ وہ پنجاب ابھی تک اپنی صنعتی ترقی کے سلسلے میں اپنے جائز حق اور جائز حصے سے محروم ہے ۔ اگر پنجاب کو اس کا جائز حق دلانا ہے تو اس قسم کے خود مختار اداروں کو زیادہ آزادی کے ساتھ ، زیادہ غیر جانبداری کے ساتھ اور زیادہ فنی مہارت کے ساتھ کام کرنے کا موقع اور آزادی میسر آنی چاہئے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ آزادی میسر نہ آئے تو پھر خود مختار ادارے کی حیثیت سے کارپوریشن کا قیام بے معنی ہو جاتا ہے اور میں یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں جب کہ اس کارپوریشن کو جو اختیارات حاصل تھے وہ بھی چھین لئے گئے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

اس کو محکمہ انڈسٹریز میں انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ اور سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو آپس میں ضم کر کے ایک عظیم تر محکمے کی شکل دے دی جائے تاکہ اس صوبے کی صنعتی ترقی کے لئے اجتماعی طور پر ایسے منصوبے تیار کئے جاسکیں جو ہماری مخروسی اور ہمارے ساتھ ناانصافیوں کا ازالہ کر سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر ان خود مختار اداروں پر سرمائے کا یہ ضیاع اسی طرح سے کیا جاتا رہا تو نہ صرف یہ ہے کہ پنجاب مجموعی طور پر اپنی ترقی کے اعتبار سے

پیچھے رہ جانے کا بلکہ ہم دوسرے صوبوں کی ترقی کے سلسلے میں اپنے آپ کو شرمسار بھی محسوس کریں گے ۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کارپوریشن کو محکمہ انڈسٹریز اور انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ کے ساتھ ادغام کرکے ایک ایسا محکمہ بنا دیا جائے تاکہ اپنی بالسیاں مرتب ہو سکیں جو ان تینوں بڑے اداروں پر اور محکموں کو ذہنی اور عملی ہم آہنگی سے اپنے صنعتی مقاصد کو پورا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکے ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جناب والا یہ مختلف ادارے مختلف صوبوں میں مختلف انداز سے کام کرتے رہیں گے اور اس کے نتیجہ میں بے عملی کی وجہ سے ہماری صنعتی ترقی اجتماعی طور پر متاثر ہوگی ۔ جناب والا ۔ اگر یہ سب آپس میں مدغم ہو جائیں اور ان میں ذہنی اور عملی ہم آہنگی ہو جائے تو اس طرح سے کارپوریشن کے جو ملازمین ہیں ان میں بھی تحفظ کا احساس بڑھ جائے گا اور ان میں جو غیر یقینی صورت حال اس وقت موجود ہے اس کے ختم ہونے سے وہ زیادہ یکسوئی ، زیادہ یکجہتی اور زیادہ ذہنی اعتماد کے ساتھ کام کر سکیں گے ۔

جناب والا ۔ آج جس وقت یہ بل اس ایوان میں منظور کیا جا رہا ہے صوبے میں جو صنعتی اور لیبر کے فیلڈ میں جو حالات ہیں ۔ اس کا آپ کو اچھی طرح سے اندازہ ہے ۔ آپ اچھی طرح سے واقف ہیں کہ اس وقت صنعتی کاموں کے لئے سرمائے میں زبردست انجماد موجود ہے ۔ لوگ اس غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے اپنا سرمایہ کسی صنعت میں لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اس کی وجہ سے ہماری صنعتی ترقی کی رفتار پر بد اثر ہوئی ہے ۔

اسی طرح سے جناب والا ۔ یہ صورت حال بھی آپ کے سامنے ہے کہ ہمارے ملک میں زمیندار اور صنعت کار دولت کو پردہ نشین کئے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی تک ایسے انقلابی اقدامات نہیں کئے جا سکے ۔ ابھی تک ایسی اعتماد اور یقین کی فضا پیدا نہیں ہو سکی جو ان لوگوں کو اپنا سرمایہ باہر نکال کر صنعتی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں مدد دینے پر ابھار سکے ۔ جناب والا ۔ آپ اس سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ مزدوروں میں نہایت بے چینی اور اضطراب کی کیفیت ہے ۔ ان کو جو یقین دلایا گیا تھا ۔ ان کو جو حسین خواب دکھایا گیا تھا وہ آج بالکل ایک دھوکے کی طرح سے ان کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے اور وہ ایک سراپا دھوکہ نکلا ۔ اس لئے وہ انتہائی

اضطراب و انتشار کی کیفیت سے دو چار ہو کر اس ملک کی صنعتی ترقی میں ایک لمحہ فکریہ بن گئے ہیں - ہمیں آج یہ بھی دیکھنا ہے کہ اگر اس کارپوریشن کو عمل میں لا کر اگر واقعی کوئی حقیقی کام کرنا ہے تو مزدوروں کی اس بے چینی اور اضطراب کا بھی ازالہ کرنا ہوگا - جس کے نتیجہ میں صنعتی ترقی کی رفتار اس وقت رکی ہوئی محسوس ہوتی ہے -

جناب والا - میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صنعتیں جو چند شہروں میں مرتکز کر دی گئی ہیں - پنجاب کے چند شہر ہیں جن میں بڑی اور چھوٹی صنعتیں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں اور اس کا نتیجہ نہ صرف یہ ہے کہ labour problems بڑھ گئی ہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں شہری زندگی کے بے شمار مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں اور دفاعی اعتبار سے بھی یہ کوئی پسندیدہ صورت حال نہیں ہے - اس لئے اس بات کی ضرورت ہے اور میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ صنعتوں کو مختلف علاقوں میں پھیلایا جائے - خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں بہاولپور ڈویژن میں ان صنعتوں کو قائم کرنے کے لئے تیزی سے فوری اقدامات عمل میں لانے چاہئیں - تاکہ نہ صرف یہ کہ مختلف علاقوں کے لوگوں کو روزگار کی سہولتیں میسر آ سکیں بلکہ مختلف علاقے ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ بھی ہو سکیں -

جناب والا - اسی طرح سے اس بل کے ذریعہ قرضوں کے طریقہ کار کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی - لوگ عام طور پر بڑے عرصے سے یہ شکایت کر رہے ہیں کہ کارپوریشن نے قرضوں کے حصول کا جو طریقہ کار رکھا ہے وہ انتہائی پیچیدہ اور طول عمل پر مبنی ہے - اس لئے ایسے اقدامات کی ضرورت ہے کہ ان قرضوں کے حصول کو لوگوں کے لئے آسان بنایا جا سکے اور اب تک کی اس روایت اور tradition کو ختم کیا جائے کہ چند بڑے بڑے خاندان چند بڑے بڑے افراد ان قرضوں کو حاصل کر لیتے ہیں اور متوسط طبقہ جسے سیاسی اثر حاصل نہیں پہلے کی طرح آج بھی ان قرضوں کے حصول سے محروم نظر آتا ہے - اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسی انقلابی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں جن کے نتیجہ میں عام لوگوں کو صنعتی ترقی میں صنعتوں کے قیام کے لئے قرضے میسر آ سکیں -

جناب والا - میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس میں پنجاب کی ایک اور محرومی

کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دوسرے مختلف صوبوں میں tax holiday موجود ہے . . . .

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری صاحب اپنی بحث کو ذرا تیسری خواندگی تک محدود رکھیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ میں اس پنجاب کی محرومی کا ذکر کر رہا تھا کہ دوسرے صوبوں میں مختلف صنعتوں کے لئے مختلف شہروں کے لئے tax holiday موجود ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک معینہ میعاد کے لئے کسی بھی صنعت کے قیام پر ٹیکس معاف ہوتا ہے ۔ بعض جگہہ یہ ٹیکس پانچ سال کے لئے معاف ہے ۔ بعض جگہہ پر یہ ٹیکس تین سال کے لئے معاف ہے اور اس کو tax holiday کہا جاتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ پورے پنجاب کے کسی علاقے میں اب بھی tax holiday موجود نہیں ہے اور اس نتیجہ میں یہاں بھی صنعتیں لگانے کے سلسلے میں مختلف صنعتکاروں کو کسی قسم کی کوئی ترغیب موجود نہیں ہے اور اجتماعی طور پر ہماری صنعتی ترقی میں یہ بھی ایک بڑی روکاوٹ ہے ۔ اس لئے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پنجاب کے مختلف شہروں اور پسماندہ علاقوں میں بالخصوص بہاولپور ڈویژن کے لئے صنعتوں کے قیام کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تاکہ ان علاقوں میں مختلف صنعتکار اس tax holiday کی ترغیب کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ صنعتیں قائم کر سکیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ معزز ممبر متعلقہ نہیں ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ شیخ صاحب وزیر خانون بن جائیں تاکہ ہمیں اپنے ماہرانہ مشوروں سے نواز سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ملک مختار احمد اعوان صاحب کا ایک محکمہ کاٹنا چاہتے ہیں ۔ بحالیات کا محکمہ وہ خود بند کر رہے ہیں اور ان کے دوسرے محکمے کا قلمدان بھی آپ شیخ عزیز احمد کے سپرد کر رہے ہیں ۔ میرے خیال میں کیا وہ ہمسائیگی کا فرض سر انجام دے رہے ہیں ۔ (قہقہہ)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہیں وزیر اجتماعات مقرر کیا جائیگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کے توسط سے اس ہاؤس کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ موجودہ صنعتی بے چینی ، موجودہ مزدوروں کا اضطراب اور اجتماعی صورت حال کو سامنے رکھ کر ہمیں کارپوریشن کو ایسے لوگوں کے سپرد کرنا ہوگا جو نہایت غیر جانب داری کے ساتھ سیاسی اثرات سے بالاتر رہ کر محض پنجاب کی اجتماعی صنعتی ترقی کے نقطہ نظر سے اس صوبہ کے لئے صنعتوں کے قیام کی عظیم تر منصوبہ بندی تیار کر سکیں ۔ جناب والا ۔ یہ اسی وقت ہوگا جب ہم کارپوریشن کو زیادہ سے زیادہ خود مختار بنا کر اسکے ارباب اختیار کو ہر قسم کی بے یقینی کی فضا سے بالاتر کر دیں ۔

جناب والا ۔ اگر اس کارپوریشن کو حقیقی معنوں میں خود مختار بنا دیا گیا اور اس کو صنعتی ترقی کے لئے آزادی مہیا کر دی گئی تو مجھے یقین ہے کہ پنجاب کی موجود محرومی ۔ پنجاب کی حق تلفی کا ازالہ ہو سکے گا ورنہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں وہ دوسرے شعبوں میں اس حکمران پارٹی پر فرد الزام عائد کی جا رہی ہے وہاں مستقبل کا مورخ یہ فرد بھی عائد کرے گا کہ اس عوامی حکومت نے اتنے مضبوط اقتدار کے باوجود پنجاب اور بہاولپور کو صنعتی طور پر پسماندہ رکھا ہے اور اپنے اقتدار میں اپنی قوت کو محض سیاسی بالادستی کے لئے استعمال کیا لیکن صنعتی اور اجتماعی ترقی کے لئے استعمال نہیں کر سکی ۔

جناب والا ۔ مجھے یقین ہے کہ اب بھی وزیر متعلقہ ہماری ان معروضات پر غور فرماتے ہوئے کارپوریشن میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لیے اقدامات کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ وزیر قانون جواب دینے کے لئے کھڑے ہوں ۔ میں اس امر کی وضاحت کر دینی چاہتا ہوں کہ کچھ دوستوں کا غالباً جو اس وقت ایوان میں موجود نہ تھے تاثر ہے کہ آج شائد بڑی عجلت سے کام کیا گیا ہے ۔ آج ایوان کی کارروائی حسب معمول 8 بجکر 33 منٹ پر شروع ہوئی ۔ حزب اقتدار کے ڈپٹی لیڈر اور قائد حزب اختلاف کی موجودگی میں فیصلہ کیا گیا کہ کل وقفہ سوالات نہیں ہوگا اور اس بات کا اعلان کیا گیا تھا ۔ یہ غلط

فہمی کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے آج ایوان میں قانون سازی کی کارروائی کو جلد شروع کر دیا ہے۔ تحریک التوا جو نئی موصول ہوئی تھی وہ پیش ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ ملک حاکمین صاحب اس وقت اتفاق سے تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے اس کو pending رکھ لیا گیا۔ یہ تحریک سردار امجد حمید خان دستی کی تھی۔ ایک تحریک استحقاق جو فاضل وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں پیش کی جانی تھی جس کے متعلق میں نے ان سے گفتگو کی ہوئی ہے وہ آج صبح تشریف لائے تھے لیکن اب ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ کیا وزیر اعلیٰ واپس تشریف لا رہے ہیں ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ تشریف لائیں گے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ آج بل کی تیسری خواندگی کے اوپر بحث ہو رہی ہے لہذا میں یہ گزارش کروں گی کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے ان کی تقاریر کا جواب دینا چاہے تو اجازت دی جائے کیونکہ ہمیشہ حزب اختلاف اعتراض کرتی ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے جواب نہیں دیا جاتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ محترمہ ! مجھے آپ سے تھوڑی سی شکایت ہے ۔ معلوم ہوتا ہے جب آپ تقریر کرنے کے لئے کھڑی ہوتی ہیں تو آپ اپنی پارٹی کے قائدین سے جن کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ میرے چیمبر میں آکر بل کو پاس کرانے کے متعلق ۔ بل کو زیر غور لانے کے متعلق پورا طریقہ کار واضح کریں آپ غالباً ان سے مشورہ نہیں کرتیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اگر چیمبر میں آنے کی بات ہے تو آ جاؤں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے آنے بات نہیں ہے ۔ آپ جب تک وزیر نہیں ہوتیں اس وقت تک بحیثیت ممبر آپ کا استحقاق ہے کہ آپ جب بھی تشریف لانا چاہیں لا سکتی ہیں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ میں ہر وقت حاضر ہوں لیکن جتنا کام اس ایوان میں ہوتا ہے تقریباً اتنا ہی کام اس قانون سازی کے متعلق وزرا صاحبان اپنے چیمبر میں یا سپیکر کے چیمبر میں بیٹھ کر کرتے ہیں ۔ آج جو آپ نے دیکھا ہے کہ بیس پچیس کے قریب کلاز ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر پاس ہو گئی ہیں یہ میرے چیمبر میں زیر غور آ چکی تھیں ۔ اس پر ساری بحث ہو گئی تھی ۔ جتنا بھی ایک دوسرے کو قائل کرنا تھا ۔ قائل کر لیا گیا ۔ اسکے مطابق آج یہ کارروائی ہوئی ہے ۔ اس لئے اس پر فیصلہ یہ تھا کہ تیسری خواندگی پر سید تابش الوری صاحب اور حاجی محمد سیف اللہ صاحب بولیں گے ۔ جو اعتراض شیخ عزیز احمد صاحب نے کیا تھا وہ اعتراض اپنی جگہ پر بڑی وقعت رکھتا ہے لیکن اس پر اسلئے توجہ نہیں کی گئی کہ یہ under-standing

تھی کہ تمام ترامیم پیش نہ ہوں مگر ان ترامیم پر تیسری خواندگی میں ذکر کیا جا سکے گا تقریر کی جا سکے گی ۔ یہ فیصلہ بھی تھا کہ حکومت کی طرف سے ایک وزیر صاحب بولیں گے اور کوشش یہ کی جائے گی کہ ساڑھے دس بجے سے پہلے اس قانون سازی کو ختم کر دیا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جو بل آج اس ایوان میں پاس کیا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہایت انقلابی خطوط پر اس بل کو فریم کیا گیا ہے ۔ اور یہ صوبے کے عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے ۔ جناب والا ۔ اس میں جو provisions رکھی گئیں اور جو بنیادی نظریہ کار فرما ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کے غریب عوام کی محرومی ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ ترقی کے مساوی مواقع ان کو نہیں دیئے گئے اور سرمایہ کی منصفانہ تقسیم کے بارے میں ان دنوں کے برسر اقتدار لوگوں نے کچھ نہ سوچا ۔ جناب والا ۔ جہاں تک بڑے سرمایہداروں کا تعلق ہے عوامی حکومت اپنے فرائض میں یہ بات شامل سمجھتی ہے کہ سرمایہ داری کو ختم کریں گے ۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں monopolies کو توڑا جا رہا ہے ۔ تو اس شعبہ حیات میں بھی monopolies کو ختم کیا جانا لازمی سمجھا گیا ہے ۔ ہم چھوٹے صنعتکاروں کو اس انقلابی جد و جہد میں ایک انقلاب آفریں قوت کا اتحادی سمجھتے ہیں ۔ ہم ان کو ترقی کے اور زیادہ مواقع دینا چاہتے ہیں تاکہ صنعتکار چھوٹی صنعتوں کو سمجھ سکیں ۔ اب جناب والا کسی صورت میں ایسی بات نہیں ہو سکے گی کہ اگر ماضی میں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھاتی رہی ہے تو پھر ایسی بات جو غیر منصفانہ ہے ۔ وہ نہیں ہو سکے گی ۔ جناب والا ۔ اسی لئے حزب اختلاف کی بینچوں پر بیٹھے ہوئے دوستوں نے جب اس بل کی مخالفت کی تو چند نکات کی طرف انہوں نے ایوان کی توجہ دلائی ۔ بار بار یہ کہا گیا کہ ایسا قانون پہلے موجود تھا ۔ جناب والا ۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس قسم کا قانون پہلے موجود تھا لیکن اس پر جن لوگوں نے عمل درآمد کیا وہ برسر اقتدار ٹولہ جو تھا وہ لٹیروں کی شکل میں اور غاصبوں کی شکل میں اقتدار پر قابض تھا اور ان کے دل میں کبھی بھی یہ بات ایک امنگ کی طرح نہ اٹھی تھی کہ دور دراز دیہاتوں میں بسنے والے غریب عوام کی زندگی میں کوئی ترقی لائی جا سکے یا انہیں ترقی کے مساوی مواقع مہیا کئے جاسکیں ۔ جناب والا ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک واضح منشور ہے ۔ ہم اس پر اپنے قائد عوام کی قیادت میں عمل پیرا ہو رہے ہیں اور اس کو یہاں نافذ کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا بنیادی وعدہ دیہاتوں میں بسنے والے غریب کاشتکار کے ساتھ بھی تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو آپ کی پارٹی کا ڈسپلن ہے ۔ میرا اس کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ایک بنیادی وعدہ تھا ملک کے کاشتکاروں کے ساتھ کہ اگر آپ زرعی میدان میں ترقی کریں گے اور کاشتکاری میں اگر آپ کو سہولتیں فراہم کی جائیں گی تو اس کے ساتھ ساتھ صنعتوں کو بھی فروغ دیا جائیگا تاکہ کاشتکاروں کے شعور میں اور زیادہ بلندی پیدا ہو اور وہ انقلاب کی جانب اور تیزی سے رواں دواں ہو سکیں ۔ تو جناب والا یہ بھی ایک بنیادی وعدہ تھا تو اس کو پورا کرنے کے سلسلے میں یہ بل پاس کیا جا رہا ہے۔ جناب والا ۔ اس میں ایک ایسا آسان طریقہ بتلا دیا گیا ہے کہ جس طریقے پر عمل درآمد کرتے ہوئے کوئی بھی شخص اگر چھوٹی صنعت لگانا چاہے اور اگر وہ 20 لاکھ تک کا سرمایہ خرچ کرنا چاہتا ہو تو قرضے کی فراہمی کے سلسلے میں بینک ہر ممکن تعاون کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ کیا جناب بحیثیت قانون دان کے کوئی بھی مثال ایسی دے سکتے ہیں کہ جب قانون پر عمل درآمد نہ کیا گیا ہو اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے اسی قانون کو از سر نو legislate کیا جا رہا ہو ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کی دلیل ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ تقریر کا ایک حصہ تھا اور جو میں نے خود دے دیا تھا ۔ آپ ماہر قانون دان ہیں ۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کوئی قانون ایسا ہے کہ اس کو اس لئے بہر حال لیجسلیٹ کیا جائے کہ اس پر پہلے عمل درآمد نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کی مرضی ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اس وضاحت میں نہیں جانا چاہوں گا ۔ میں نے معزز ایوان کے سامنے اپنی مختصر گزارشات رکھی ہیں ۔ اگر میں تفصیلات میں جاؤں تو بات تو اس طرح بنتی ہے کہ موجودہ قیادت مخلصانہ طور پر اپنے فرائض میں اس بات کو شامل سمجھتی ہے اور سمجھتے ہوئے کہ ترقی کے مساوی مواقع دیئے جائیں وہ اس قانون پر عمل درآمد کرے گی اور جناب والا پھر صوبہ کے عوام دیکھیں گے کہ کیا فرق تھا موجودہ قیادت میں اور ماضی کی قیادتوں میں ۔ جناب والا ۔ اس وقت محض چند گھرانوں کو قرضے دیئے گئے اور وہ سارا پیسہ قوم کا تھا ۔ قومی سرمایہ میں سے چند گھرانوں کو قرضے دے کر 20/22 خاندان ایسے بنا دیئے گئے تھے کہ جنہوں نے زندگی کے کئی شعبوں

میں اجارہ داری قائم کی اور ایسے چھوٹے صنعتکار کہ جن کو موقع فراہم نہیں کیا گیا تھا انہیں جناب والا احساس محرومی کا شکار بنا دیا گیا اور وہ ترقی نہ کر سکے ۔ تو یہ عوامی حکومت جب چھوٹے طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے ان کو انقلاب سے ہمکنار کرانے کے لئے موجود ہیں تو جناب والا اس صورت میں موجودہ قیادت پر کوئی ایسا شبہ نہیں کیا جانا چاہئے ۔ ہم اس قانون پر عمل درآمد کر کے یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ ایسا قانون تھا کہ اگر ماضی میں بھی قیادت مخلص ہوتی تو عمل کیا جا سکتا تھا لیکن انہوں نے صحیح طور پر عمل نہیں کیا ۔ تو جناب والا یہ بات تھی کہ وہ محض لٹیرے تھے غاصب تھے اور اقتدار پر چور دروازوں سے آ کر قابض ہوئے تھے اور ان کو عوام کی تائید اور حمایت حاصل نہ تھی ۔

جناب والا ۔ گھریلو صنعتوں کے فروغ کے بارے میں بھی مواقع مہیا کئے گئے ہیں اور application forms اتنے مختصر اور اتنے آسان ہیں کہ چھ ماہ کے اندر اندر ایک صنعت کے لگائے جانے کی پرویژن رکھی گئی ہے اور ایسے لوگ جو ماضی میں کسی صورت میں بھی قرضہ نہیں لے سکتے تھے یا ایسی کوئی صنعتیں لگا سکتے تھے ان کو موقع فراہم کیا گیا ہے کہ اب وہ سینہ چوڑا کر کے وہاں جا کر as a matter of right کہہ سکتے ہیں ۔ کہ ہمیں اتنا قرضہ دیا جائے کیونکہ قانون موجود ہے ۔ جناب والا ۔ رشوت کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اس لئے کہ عوامی نمائندہ ایک وزیر جو عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آئے ۔ جناب والا ۔ اس کو اس کارپوریشن کا سربراہ بنایا گیا ہے اور اس پر بیوروکریسی کا کوئی hold بوجود نہیں رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بنیادی نکتہ تھا ۔ یہ بنیادی نکات تھے جن کے پیش نظر یہ قانون بنایا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ صنعتوں کی ترقی کے لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے ۔ میرے دوست نے ابھی کہا تھا کہ اس قانون کے بنائے جانے کے بعد صوبے میں اضطراب پھیل جائے گا اور مایوسی ہوگی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اضطراب ان کے اپنے ذہنوں میں موجود ہے لیکن کسی صورت میں بھی صوبے کے عوام اضطراب کا شکار نہیں ہیں بلکہ آپ محسوس کریں گے کہ وہ لوگ جو ماضی میں محروم رکھے گئے اگر ان کو موقع فراہم کیا جا رہا ہے تو کل ہی سے آپ دیکھیں گے کہ صوبہ پنجاب کے عوام کے دلوں میں خوشی

کی لہر ہوگی اور وہ ہر ممکن کوشش کریں گے کہ جہاں زرعی ترقی کرلی ہے وہاں صنعتی ترقی کے میدان میں بھی ملک کو اس کامیابی سے قائد عوام کی قیادت میں ہمکنار کیا جائے کہ یہ ملک بہت جلد ترقی پذیر کی حالت سے نکل کر ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑا ہو جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پنجاب مصدرہ 1973ء منظور کیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب دی پنجاب وائلڈ لائف بل 1973ء پیش ہونا تھا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس کو ملتوی فرما دیا جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء

مسٹر سپیکر ۔ اب وزیر قانون مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء فی الفور زیر غور لانے کی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مخدوم حمید الدین ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں ایک گزارش ہے کہ یہ بل چونکہ آج شیڈول میں نہیں تھا ۔ اس کو ہم دیکھ نہیں سکے ۔ مہربانی کرکے سوموار تک ملتوی کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میرے ذہن میں جو بات تھی وہ بھی میں بتا دوں ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پبلک سروس کمشن کی رپورٹ کے لئے ہمیں کافی وقت مل سکے ۔ اگر آپ کہیں تو after interval

ے لیتا ہوں ۔ اس سے پہلے ایک تحریک التوا ہے ۔ وہ ہو جائے تو آپ کے لئے کافی وقت بچ جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس کو پیر کو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر بھی اس پر وقت لگے گا یعنی پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پر بحث کا وقت کم ہو جائے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ یہ تو جناب سترہ تاریخ کے لئے ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ گزارش ہے کہ جیسے آپس میں فیصلہ ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اگر اعتراض کر دیا ہے تو میں اسے تسلیم کر لونگا ۔ میرے ذہن میں جو بات تھی وہ اگر آپ سن لیں تو اس کے بعد آپ اپنا اعتراض مکمل کریں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ سترہ تاریخ کے لئے رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔ 17 tentatively جولائی کے لئے ہے ۔ agreement یہی تھا کہ اس کو سترہ جولائی کو consider کیا جائے ۔ میرے ذہن میں اس وقت جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک بڑی اہم بحث جو پبلک سروس کمشن کی کارگزاری کے متعلق ہے وہ بھی 17 جولائی کو ہونی ہے ۔ اس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم جتنا وقت بچا سکیں اتنا بچا لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے وقفہ کے بعد لے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو وقفہ کے بعد لے لیا جائے ۔ وقفہ سے پہلے آپ کی تحریک التوائے کار ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پھر Monday کو رکھ لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ مجھے اور جناب مخدوم صاحب کو اعتراض ہے ۔ کیونکہ ہم نے ترامیم وغیرہ پیش کرنی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سوموار رکھ لیں ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ اگر آج principles discuss بھی ہو جائیں پھر بھی آپ ترمیم دے سکتے ہیں ۔ ترمیم تو زیر غور لانے کے بعد بھی ہو سکتی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ اس میں بات یہ ہے ۔ کہ ابھی تک اس بل کا مطالعہ بھی نہیں کیا گیا ۔ ہم اس بات کی کوشش کریں گے کہ سوموار کے دن اگر وہ چھوٹے چھوٹے بل نکل جائیں تو منگل کا دن پورا ہی پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پر بحث کے لئے مل جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ منگل کو تو non-official day رکھا ہوا ہے ۔
(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ 18 جولائی کو پبلک سروس کمشن کی رپورٹ پر بحث رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر مناسب سمجھیں تو سوموار کو after-noon میں یا Tuesday کو after-noon میں پبلک سروس کمشن کے لئے تین چار گھنٹے exclusively رکھ دیئے جائیں ۔ اس معاملے پر میں آج کسی وقت دوستوں سے بات کر لونگا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہوگا ۔
(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ سوموار کو اس پر کچھ وقت صرف کر لیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ سوموار کو پہلے وقت پبلک سروس کمشن کی رپورٹ لے لیں اور پچھلے وقت قانون سازی کر لیں اس سے گورنمنٹ کو interest رہے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آپس میں بات کر لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک چھوٹی سی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں جو دو لفظوں کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی فرمائیں ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ دیوانی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ دیوانی مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 دسمبر 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحریک التوائے کار

چینی گندم اور گھی کی تقسیم پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی اجارہ داری کی وجہ سے انکی گرانی اور قلت

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاوے ۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 12 جولائی 1973ء کو روزنامہ ''نوائے وقت،، کی ایک خبر کے مطابق نیشنل عوامی پارٹی لاہور کے صدر محمد فاروق قریشی نے چینی ۔ گندم اور گھی کی تقسیم پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی اجارا داری کو گرانی اور قلت کا اصل سبب قرار دیا ہے انہوں نے اس امر پر حیرت و استعجاب ظاہر کیا ہے کہ سرکاری حکام کے ہوتے ہوئے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو انتظامی معاملات میں دخیل بنایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ یہ کارکن عوام اور تاجروں دونوں کو لوٹ کر اپنی جیبیں بھر رہے ہیں ۔ حکومت نے گھی کی قلت کو دور کرنے کے لئے اب تک جتنے اقدامات کئے ہیں وہ سب بے اثر ثابت ہوئے ہیں کیونکہ حکومت ابھی تک قلت کا اصل سبب نہیں جان سکی ۔ گھی کی قلت کی اصل وجہ یہ ہے کہ گھی تیار کرنے والی ملیں اپنے صلاحیت کار کے مطابق گھی تیار نہیں کر رہی ہیں اس سے گھی کی یومیہ پیداوار میں کمی واقع ہو گئی ہے اور گھی مارکیٹ میں مطلوبہ تعداد میں نہیں آ رہا اس کے علاوہ سب کے بڑی وجہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے تقسیم پر اپنی جمعداری قائم کر رکھی ہے ۔

اس خبر سے عوام میں شدید غم و غصہ اور حکومت کی اس ضمن میں پالیسی کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ تاثر پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کو خلاف قانون اور ناجائز ذرائع سے دولت مند بنانے کے لئے یہ ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے ۔ معاملہ اس قدر فوری اور پبلک اہمیت کا ہے کہ اس کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی فوری طور روک دی جائے ۔

وزیر خوراک (ملک حاکمین خان) ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ آٹا ۔ چینی کی سپلائی اور اس کی تقسیم راشن کارڈ ہولڈروں کو راشن ڈپوؤں کے ذریعہ ہوتی ہے ۔ اس معاملہ میں یہ کہنا کہ کسی پارٹی کی اجارہ داری ہے یہ بے بنیاد ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مسئلہ جو ہے وہ گھی کا ہے اور فاضل وزیر موصوف نے شروع کر دیا کے کہ اس کی تقسیم یعنی آٹا اور چینی کی کارڈوں کے ذریعے ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں تیرہ چودہ لاکھی فوٹی میں ۔ اس کا ایسا method ہے ۔ اب ان کو ان کے method کے مطابق پیش کرنے کا dictate نہیں کر سکتے کہ جواب کا method کیا ہو ۔ آپ ان کو dictate نہیں کر سکتے کہ جواب کا method کیا ہو ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ اس میں آٹا اور چینی کی بات ہوئی ہے ۔ محکمہ خوراک کے ساتھ آٹا اور چینی کی وابستگی ہے ۔ اس سلسلے میں میں کسی کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ تو جناب والا ۔ اس معاملہ میں جو قابل احترام دوست نے فرمایا کہ پاوٹی کی اجارہ داری ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ بہر حال ہم نے منصفانہ تقسیم کے سلسلے میں ہر ضلعے میں فوڈ کمیٹیاں بنا دی ہیں تاکہ وہاں منصفانہ طور پر تقسیم کی جائے ۔ جس میں غیر سرکاری اور سرکاری ممبران پر مشتمل کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ۔ تو جہاں تک گھی کی تقسیم کا مسئلہ ہے یہ محکمہ فوڈ سے متعلق نہیں ہے بلکہ گھی کی تقسیم صنعت کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو کون deal کر رہے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ وہ تو اس کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محکمہ فوڈ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے یہ متعلقہ وزیر کے ذمے لگایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ It will be taken up after interval ۔ اب بیٹھ کر وقت کر لیں ۔ . . . . . اس تحریک التوا کو پھر سوموار کو رکھ لیتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس کو ملتوی نہ کیا جائے کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔ لوگوں کو بڑی دقت ہے ۔ اس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہے ۔ لوگوں کو بے حد پریشانی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تحریک التوا سراسر سیاسی ہے ۔ بات بیشک ہے لیکن ہے سیاسی ہو ۔

مسئلہ استحقاق

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میری ایک تحریک استحقاق وزیر خزانہ صاحب کے ذمے نکلتی تھی ۔

آڈٹ رپورٹ برائے سال 1971-72 اور 73-9172 کا ایوان میں پیش کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور متین معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنے ہیں

جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پاکستان کے عبوری دستور کے آرٹیکل 173 کے تحت صوبے کے حسابات سے متعلق محاسب اعلیٰ کی آڈٹ رپورٹ اور دوسری رپورٹ صوبائی اسمبلی میں پیش کی جانی ضروری ہے۔ لیکن 72-1971 اور 73-1972 سے متعلق صوبے کی آڈٹ رپورٹیں ابھی تک اس ایوان میں پیش نہیں کی گئیں جس پر قواعد انضباط کار کے قاعدہ 117 کے تحت ایوان کو بحث کا اختتار دیا گیا ہے۔

صوبہ پنجاب کے حسابات سے متعلق رپورٹ پیش نہ ہونے سے اس ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ اس طرح نہ صرف معزز اراکین اسمبلی صوبائی حسابات سے متعلق اصل صورت حال جاننے سے محروم ہیں بلکہ عوامی و سرکاری سطح پر شکوک و شبہات کی فضا قائم ہو گئی ہے جس پر اسمبلی میں بحث ضروری ہے۔

کیا قائد ایوان تشریف لائے ہیں ؟

وزیر قانون ۔ قائد ایوان تشریف لے گئے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ دوستوں کی رائے ہے کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔

کیا وزیر اعلیٰ صاحب اپنے چیمبر میں تشریف رکھتے ہیں ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پیر کو موجود ہونگے۔

مسٹر سپیکر ۔ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے مشورے کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ 16 جولائی 1973 کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ سٹیمپ ایکٹ پیش ہوگا اور پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پر بحث ہو گی۔ میں اس توقع سے آئین کا اس دن ایوان ایک بجے کی بجائے دو اڑھائی بجے تک چلے گا۔

سردار امجد حمید خاں دستی ۔ تحریک استحقاق بھی ہوں گی۔

مسٹر سپیکر ۔ ضرور ہوں گی۔ لیکن میری یہ خواہش ہے کہ اجلاس کے آخری حصہ میں ہو۔

اب ایوان کی کارروائی 16 جولائی 1973ء صبح 8 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 16 جولائی 1973ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

سوموار ۔ 16 جولائی 1973ء
(دو شنبہ ۔ 15 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ
اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ
يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۚ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ
اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

پ ۱۵ ۔ س ۱۷ ۔ ع ۹ و ۱۰ ۔ آیات ۸۲ تا ۸۷

اور ہم قرآن کے ذریعے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔ اور جب ہم انسان کو نعمت بخشتے ہیں تو روگردان ہو جاتا اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے۔ اے پیغمبر کہدو کہ ہر شخص اپنے طریق کے مطابق عمل کرتا ہے پس تمہارا پروردگار اس شخص سے خوب واقف ہے جو سب سے زیادہ سیدھے راستے پر ہے اور لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہدو کہ وہ میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو (کتاب) ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے اسے دلوں سے محو کر دیں پھر تم اس کے لیے ہمارے مقابلے میں مدد گار نہ پاؤ گے مگر اس کا قائم رہنا تمہارے پروردگار کی رحمت سے ہے بلاشبہ تم پر اس کا بہت بڑا فضل ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں کورم کا نہ ہونا

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ اب ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(التوا کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ اب ایوان کی کارروائی 17 جولائی 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 17 جولائی 1973ء بروز منگل آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

منگل ۔ 17 جولائی 1973ء

(سہ شنبہ ۔ 16 جادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔
مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ
ضَعِيفًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً
عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝

پ ۵ ۔ س ۴ ۔ ع ۲ ۔ آیات ۲۶ تا ۲۹

اللہ چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تمہارے کھول کھول کر بیان کرے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ۔ اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے بہت کر دور جا پڑو ۔ اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان تو (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے ۔
اے ایمان والو ! ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھایا کرو ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے باہمی فائدہ ہو تو جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک مت کرو ۔ بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان میں کورم کا نہ ہونا

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ایوان کورم میں نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں جناب کی موجودگی میں اور شیخ عزیز صاحب قبلہ کی موجودگی میں کئی بار یہ درخواست کی گئی کہ ضروری قسم کی قانون سازی کے دوران کورم کا اعتراض نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار صاحب ۔ میں ایوان میں آئین کے خلاف کسی فیصلہ کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ آپ شیخ صاحب سے علیحدگی میں ملیں ۔ لیکن اسے تقریر کا موضوع نہ بنائیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ تو جناب میں منت کر لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی آپس کی بات ہے ۔

شیخ محمد ریاض ۔ جناب والا ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ہمیں بتایا یہ گیا ہے کہ آج اجلاس نہیں ہونے دیا جائے گا اور حزب اقتدار کے ارکان فیصلہ کر کے آئے ہیں کہ وہ کورم کا سوال اٹھا کر اجلاس نہیں ہونے دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل آپ نے یہ کورم کا سوال کر لیا تھا اور آج انہوں نے کر لیا ہے ۔ میں اس میں کیا امداد کر سکتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کورم کا سوال اٹھانے پر مجھے اعتراض نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یا تو آپ مجھے اعتراض ہونے کے باوجود بھی شیخ عزیز احمد صاحب کی طرح قائل کر لیں کہ کورم اتنا ضروری نہیں ہے ، کوئی رولز کا حوالہ دیں کہ کورم پورا ہے تو یہ بات سننے کے لیے میں تیار ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ یہ ہمارا استحقاق ہے اور ایک بھی منسٹر موجود نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ منسٹر تو موجود ہیں ، یہ آپ کی بات صحیح ہے ۔ ملک حاکمین موجود نظر آتے ہیں ۔

مسٹر عبدالغفار خان ۔ پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔

Mr. Speaker. No explanation is required. An objection has been raised that the House is not in quorum. Let there be a count.....Count was taken.....The House is not in quorum. Let the bells be rung... ...The bells rang for five minutes.....Thereis a no quorum, the House is adjourned for 15 minutes.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا)